ہماری ویب ڈیجیٹل بک

ممتاز اعوان

MUMTAZ AWAN

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

HAMARI WEB .com

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Mumtaz Awan"
at Hamariweb.com

'شہدائے جموں و 'دہشت گرد انڈیا

جموں و کشمیر کی ریاست برصغیر کی اہم ترین ریاستوں میں سے ایک ہے قیام پاکستان کے اڑھائی ماہ بعد 29 اکتوبر 1947 کو انڈیا نے کشمیر پر لشکر کشی کی اور ریاست ہائے جموں و کشمیر پر اپنا تسلط جما لیا مقبوضہ کشمیر میں بھارتی افواج کی جانب سے نہتے کشمیریوں کے قتل عام کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا، 6 نو مبر 1947 کے دن کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جس دن ڈوگرہ فوج اور ہندو بلوائیوں نے ایک منصوبہ بند سازش کے تحت جموں کے لاکھوں نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا جو ہجرت کر کے پاکستان جا رہے تھے۔ 4 نو مبر کو بھارتی وزیر داخلہ سردار پٹیل ، بھارتی فوجی سربراہ سردار بلدیو سنگھ اور پٹیالیہ کے مہاراجہ کے ہمراہ جموں پہنچے تھے اور انہوں نے 5 نو مبر کو اعلان کیا تھا کہ پاکستان جانے کیلئے مسلمان پولیس لائنز میں اکٹھے ہو جائیں اگلے دن 6 نو مبر کو خواتین اور بچوں سمیت مسلمانوں کو ٹرکوں میں بھر کر پاکستان کیلئے روانہ کیا گیا۔تاہم منزل پر پہنچے سے قبل ہی بھارتی اور ڈوگرہ فوج اور ہندو بلوائیوں نے ان کا قتل عام کر دیا۔ 6 نو مبر 1947 کو جموں کے مسلمانوں پر جو قہر ڈھایا گیا اس کی یادیں آج بھی کشمیریوں کے ذہنوں میں تازہ ہیں۔ پاکستان لانے کے بہانے لاکھوں مسلمانوں کو بلاامتیاز جس سفاکی سے

قتل کیا گیا اس سے انسانی روح کانپ اُٹھتی ہے' 6 نومبر 1947 کو بھی ڈوگرہ' ہندو' سکھ کا مسلمانوں کے خون سے آلودہ ہاتھ اور چہرے تاریخ کے اوراق پر ان کی درندگی کے ثبوت کے طور پر موجود رہیں گے' اسدن پانچ لاکھ مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا گیا' عالمی ضمیر بھارتی جمہوریت اور کشمیریت کے دعویداروں کا ضمیر نہیں جاگا۔ دنیا کے 56 مسلمان ممالک مقبوضہ ریاست میں مظلوم مسلمانوں پر بھارتی فوج کی جانب سے ڈھائے جانے والے مظالم پر خاموش ہیں۔ بھارت نے قیام پاکستان کے بعد سے ہی ہر ممکن طریقہ سے کشمیریوں کے جذبہ حریت کو سرد کرنے اور کچلنے کی کوشش کی ہے مگر اس میں کامیاب نہیں ہو سکا بھارتی فوج نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا، ہزاروں کشمیری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت دری کی گئی، بچوں و بوڑھوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا، ہزاروں کشمیری نوجوان ابھی تک بھارتی جیلوں میں پڑے ہیں۔ کشمیر کا کوئی ایسا گھر نہیں جس کا کوئی فرد شہید نہ ہوا ہو یا وہ کسی اور انداز میں بھارتی فوج کے ظلم و بربریت کا نشانہ نہ بنا ہو لیکن اس کے باوجود کشمیری مسلمانوں کے دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتے ہیں بھارت طاقت و قوت کے بل بوتے پر کشمیری مسلمانوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہے تاریخ گواہ کے کشمیری قوم برسوں سے عزم و استقلال کا پہاڑ بن کر بھارت کے ظلم و تشدد کو برداشت کر رہی ہے مگر ان کی بھارت سے نفرت کی شدت میں اضافہ ہی ہوا ہے کوئی کمی نہیں آئی بھارت کو امریکہ کی سرپرستی میں اس خطہ کی سپر پاور بننے کے خواب بکھرتے ہوئے نظر

آ رہے ہیں مقبوضہ کشمیر میں اس کی آٹھ لاکھ فوج خود بھارت کے لئے بہت بڑا بوجھ بنتی جا رہی ہے۔ کشمیریوں کی تحریک آزادی کو پاکستان میں زندہ رکھنے والے اور انڈیا کی باوردی دہشت گردی کو دنیا کے سامنے بے نقاب کرنے والی عظم شخصیت جس کے خلاف منموہن سنگھ اوباما کو بھی شکایتیں لگا چکا ہے اور پاکستان کے ساتھ مذاکرات میں کشمیر، ڈیموں یا اور مسائل کی بجائے صرف اسی شخصیت پر بات کی جاتی ہے وہ شخصیت جماعۃ الدعوہ پاکستان کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید ہیں جو کشمیری مسلمانوں کی مدد و حمایت کے لئے ہر موقع پر آواز بلند کرتے ہیں حافظ سعید کشمیریوں کی مدد کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے چند دن قبل بھی حافظ سعید اس بات پر پریشان تھے کہ بھارت کشمیر میں باوردی دہشت گردی کر رہا ہے خواتین کی عصمتیں محفوظ نہیں، سر عام حکومتی قاتل کشمیری مسلمانوں کا خون بہانے میں لگے ہیں۔ ادھر کشمیری کشمیر بنے گا پاکستان، گو انڈیا گو کے نعرے لگا کر پاکستانی پرچم بلند کئے ہوئے سینوں پر گولیاں کھا رہے ہیں، ان کے اس خطاب میں ایک تڑپ تھی جو سامنے بیٹھے سامعین کو رلانے پر مجبور کر رہی تھی حافظ سعید اس بات کا اعلان بھی کر رہے تھے کہ ہم کشمیریوں کی مدد کے لئے آخری حد تک جائیں گے اور ملک بھر میں کشمیریوں کے حق میں بیداری مہم چلائیں گے اب وہ دن دور نہیں جب کشمیر جلد پاکستان کا حصہ ہو گا یہ باتیں کرتے ہوئے حافظ سعید کی آنکھوں میں ایک پر امید چمک تھی گویا وہ کشمیر کو پاکستان کا حصہ بنتے دیکھ رہے تھے اور

انشاءاللہ یہ جلد ہونے والا ہے، تحریک آزادی کشمیر کو سبوتاژ کرنے کی بھارتی سازشیں ناکام ہوچکیں۔ پاکستانی قوم شہدائے کشمیر کے لہو کا سودا نہیں کرنے دے گی۔ مظلوم کشمیری پاکستان کی سالمیت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کشمیر کے بغیر پاکستان نامکمل ہے۔ بھارت طاقت و قوت کے بل بوتے پر کشمیریوں کو زیادہ دیر تک غلام بنا کر نہیں رکھ سکتا۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ریاستی دہشت گردی کرفیو، ظلم و ستم، شہادتوں پر اقوام متحدہ کی خاموشی سے اس کا دوہرا کردار ایک بار پھر کھل کر دنیا کے سامنے بے نقاب ہو گیا ہے حقوق انسانی کے وہ عالمی ادارے جنھوں نے جانوروں کے حقوق کے تحفظ کی بھی تنظیمیں بنا رکھی ہیں مقبوضہ کشمیر میں بدترین ریاستی دہشت گردی پر ان کی مجرمانہ خاموشی افسوسناک ہے انہیں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ریاستی دہشت گردی کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے تھا مگر کسی نے نہیں لیا پاکستانی حکمران ہی کشمیریوں کے نعروں اور پاکستان کے ساتھ ملنے کی آرزو لئے اپنی جانیں قربان کرنے والوں کے خون کی لاج رکھتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کے خاتمہ کے لئے عملی اقدامات کریں جب تک بھارت کشمیر پر سے قبضہ ختم نہیں کرتا حکومت پاکستان کو کشمیریوں کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی مدد جاری رکھنی چاہیے کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور اس شہ رگ کو دشمن کے قبضہ سے چھڑانا انتہائی ضروری ہے۔ اگر حکمران ان کشمیریوں کی اخلاقی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تو پھر یہ کوئی اخلاق نہیں ہے کہ آپ کشمیری مسلمانوں کے حق

میں دو چار بیانات دے کر خاموش ہو جائیں اور انہیں بھارت کے چنگل میں پھنسا ہو چھوڑ دیں۔ موجودہ حکمرانوں کو جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے ظلم و ستم اور اس کے اصل چہرے کو پوری دنیا پر بے نقاب کرنا چاہئے، عالمی اداروں سے مسئلہ حل کروانے کی توقع رکھنا فضول ہے لاتوں کے بھوت کبھی باتوں سے نہیں مانا کرتے ہندو بنیا طاقت کی زبان سمجھتا ہے اس کو اسی زبان میں جواب دینے کی ضرورت ہے کشمیریوں کی محرومیاں دور کرنے اور انہیں ہندو کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے کشمیری مسلمانوں کے بہتے ہوئے خون نے آزادی کی منزل کو بہت زیادہ قریب کر دیا ہے کشمیری مسلمان محض ایک زمین کے ٹکڑے نہیں بلکہ تکمیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں آزادی کشمیر سے ہی پاکستان کے پانی، بجلی و دیگر مسائل حل ہوں گے حکمرانوں کو بانی پاکستان کا یہ فرمان کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے یاد رکھنا چاہئے اور دل و دماغ میں یہ بات بٹھا لینی چاہئے کہ اپنی شہ رگ کو ازلی دشمن ہندو سے چھڑائے بغیر پاکستان کا دفاع ممکن نہیں ہے۔ مسئلہ کشمیر حل نہ کیا گیا تو پاکستان اور بھارت کے درمیان ایٹمی جنگ کے بادل منڈلاتے رہیں گے۔ بھارت کو مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بند کرنا ہوں گی۔ کشمیریوں نے اپنی جان ومال کی قربانی دے کر مسئلہ کو اس مقام تک لایا ہے۔ مسئلہ کشمیر کا حل ریاست کی بقا اور اس کی مستقبل کیلئے ناگزیر ہے اور اس مسئلہ کا حل برصغیر میں امن وترقی کا ضامن ہے۔ کشمیری شہداء نے

اپنی جانوں کا نذرانہ اپنے پیدائشی حق، حق خود ارادیت کیلئے دیا ہے۔ جموں کے عوام نے ڈوگرہ فوج اور غیر مسلم انتہاپسندوں کے ہاتھوں ظلم و زیادتی اور قتل و غارتگری کے نتیجے میں اجتماعی قربانیاں دے کر 6 نومبر 1947ء کو جو تحریک برپا کی وہ تحریک، وہ مشن اور وہ جدوجہد آج بھی جاری ہے اور موجودہ تحریک آزادی انہی قربانیوں کی مرہونِ منت ہے ''یوم شہدائے جموں'' منانے اور شہدا کو خراج عقیدت کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جدوجہدِ آزادی کو مکمل اتحاد، اتفاق اور ہم آہنگی کے ساتھ جاری رکھا جائے اور دہشت گرد بھارت کی تمام مذموم کوششوں، ظالمانہ ہتھکنڈوں اور مکارانہ چالوں کو ناکام بنایا جائے۔

خواتین پر تشدد کب تک؟

عورت خواہ بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کے روپ میں ہو کے بغیر انسانی معاشرہ نامکمل ہے۔ اسلام میں عورت کو انتہائی بلند مقام دیا گیا ہے۔ بیٹی ہے تو والدین کے لئے رحمت، ماں ہے تو اس کے قدموں تلے جنت رکھ دی گئی ہے۔ وہ پاکستان جہاں عورت دو مرتبہ وزیراعظم منتخب ہوئی۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ نے بھی میدان سیاست میں خوب نام کمایا اور رعنا لیاقت علی کو گورنر سندھ کے اعلیٰ مرتبہ پر بھی فائز کیا گیا۔ عورت نے ثابت کیا کہ مرد کی طرح عورت بھی کسی طور پر کم اہمیت کی حامل نہیں ہے مگر اس کے باوجود ''پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے نعرے پر حاصل کئے گئے اس ملک میں یہ صنف نازک اپنے بنیادی فرائض کے معاملے میں ہمیشہ نظر انداز کی گئی۔ اکثر دیہاتی اور قبائلی نظام میں بسنے والی عورت پر آج بھی دور جاہلیت کے رسم و رواج کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ ونی اور کاروکاری جیسی قبیح رسم، گینگ ریپ، زنا بالجبر، جبری مشقت، مار پیٹ، بچیوں کی مرضی کے خلاف شادی، عزت کے نام پر قتل، وراثت سے محرومی اور سوا بتیس روپے حق مہر جیسے غیر عادلانہ، غیر منصفانہ، ظالمانہ اقدامات اور جاہلانہ رسم و رواج سے اسلام اور پاکستان کی عالمی سطح پر جگ ہنسائی ہو رہی ہے

جبکہ شریعت اسلامیہ اور شرعی قوانین سے ان رسوم و رواج کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ شعائر اسلامی کے سراسر خلاف اور اسلام کو بدنام کرنے کی گھناؤنی سازش کے مترادف ہے۔2013 میں بھی خواتین پر تشدد کا سلسلہ نہ رک سکا، پاکستان میں خواتین اور بچوں کے حقوق کیلئے کام کرنے والی نجی تنظیموں کی مرتب کردہ رپورٹ کے مطابق رواں سال میں اب تک پاکستان کے مختلف شہروں سے خواتین پر تشدد کے کیسز رپورٹ ہو چکے ہیں۔ ڈیٹا بیس کے مطابق 316 خواتین کو ذاتی دشمنی کی 1444 بنا پر قتل کیا گیا، 112 خواتین گھریلو تشدد کا شکار ہوئیں جب کہ 114 خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات پیش آئے۔افسوس اس بات کا ہے کہ درندے معصوم کلیوں کو مسل دیتے ہیں مگر قانون کے رکھوالے ایسے درندوں کو گرفت میں نہیں لا سکتے۔ اتنی قانون سازی اور این جی اوز و سول سوسائٹی کے بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں تشدد کے واقعات کا سامنے آنا صورت حال کی سنگینی کی غمازی کرتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں معاشرتی زیادتیوں کا نشانہ بننے والی خواتین کو پناہ فراہم کرنے کے لیے قائم کیے گئے دارالامانوں میں متاثرہ خواتین کی تعداد گنجائش سے دوگنی ہو نے کی وجہ سے محکمہ سوشل ویلفیئر اور متاثرہ خواتین کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ صوبائی حکومت پنجاب میں ضلعی سطح پر کرائے کی عمارتوں میں قائم کیے گئے 26 دارالامانوں میں سے رواں مالی سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران محض تین کی نئی سرکاری عمارتیں تعمیر کرانے میں کامیاب ہو سکی ہے۔حکومت پنجاب نے

معاشرے میں عدم تحفظ کا شکار متاثرہ خواتین کو پناہ فراہم کرنے کے لیے رواں برس صوبہ کے 10 مختلف اضلاع میں کرائے کی عمارتوں میں قائم کیے گئے دارالامانوں کی سرکاری عمارتیں تعمیر کرانے کے لیے تقریباً 8 کروڑ 84 لاکھ روپے کے فنڈز مختص کیے تھے تاہم تاحال صرف تین اضلاع میں دارالامان کی نئی عمارتیں مکمل تعمیر ہو سکی ہیں۔ محکمہ سوشل ویلفیئر رواں مالی سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران مختص فنڈز میں سے دارالامانوں کی تعمیر پر صرف دو کروڑ روپے خرچ کرنے میں کامیاب ہو سکا ہے۔ صوبہ پنجاب سمیت پاکستان کے دیگر صوبوں میں خواتین کے ساتھ تشدد اور مظالم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں، بعض اوقات حالات تھانے، کچہری تک پہنچتے ہیں اور متاثرہ خواتین کو اپنی زندگی بچانے کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ عدالتیں اپنے فیصلوں میں متاثرہ خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے دارالامان داخل کرنے کا حکم دیتی ہیں۔ صوبہ پنجاب کے دارالامانوں میں عدالتوں کی طرف سے بھیجی جانے والی خواتین اور بچوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے۔ سرکاری افسران کے مطابق ہر دارالامان میں ایک وقت میں کم از کم 50 خواتین کو پناہ فراہم کی جا سکتی ہے لیکن صورتحال اس کے برعکس ہے اور تقریباً ہر دارالامان میں اوسطاً 90 سے زیادہ خواتین رہائش پذیر رہتی ہیں۔ محکمہ سوشل ویلفیئر پنجاب کے اعداد و شمار کے مطابق صوبہ کے کل 34 دارالامانوں میں ایک سال کے دوران مجموعی طور پر 6616 خواتین اور 1871 بچے داخل کیے گئے۔ آٹھ ڈویژنل دارالامانوں میں

خواتین کی تعداد 2264 اور بچوں کی تعداد881 رہی جبکہ 26 ڈسٹرکٹ دارالامانوں میں 4343 خواتین اور990 بچوں کو داخل کرایا گیا۔ فیصل آباد کے دارالامان میں سب سے زیادہ یعنی 426 خواتین کو داخلہ دیا گیا جب کہ بہاول پور میں 351 اور راولپنڈی میں 341 خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے داخل کیا گیا۔ اسی طرح راولپنڈی میں 159، فیصل آباد میں 145 اور لاہور کے دارالامان میں 150 بچوں کو داخل کیا گیا۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ عورتوں کے خلاف جرائم کی شرح میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے جو کہ عورتوں کی ذہنی و جسمانی صحت، معاشی بدحالی اور دوسروں پر انحصار کا باعث بنتا ہے اور تشدد میں بتدریج اضافہ ان کی مسلسل معاشرتی نابرابری کا سبب بنتا جارہا ہے اور یہ بحران اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہماری سول سوسائٹی کے نمائندے، معزز منتخب نمائندگان، متعلقہ محکموں، پولیس، محکمہ صحت، سماجی بہبود، وکلا اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے فوری ایکشن لیکر کاروائی عمل میں لائیں اور ان بڑھتے ہوئے جرائم کو روکنے کے لئے مثبت حکمت عملی اختیار کریں کیونکہ جس معاشرے میں عورت کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے گھروں میں خواتین، بچوں اور دیگر اہل خانہ پر تشدد کے خلاف قانونی بل منظور کیا، جس کے تحت گھریلو تشدد کرنے والے کو ایک اور دو سال تک قید اور دو لاکھ تک جرمانہ ہوگا جبکہ ایسے مقدمات کی سماعت تین دن میں شروع ہو کر ایک ماہ میں مکمل کی جائیگی، تاہم

ضرورت اس پر عمل درآمد یقینی بنانے کی ہے۔ قومی اسمبلی سے ویمن پروٹیکشن بل پاس ہونے کے باوجود خواتین پر تشدد کے واقعات میں اضافہ افسوسناک امر ہے۔ پاکستان میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے خاطر خواہ اقدامات نہ ہونے کے باعث عورتوں پر تشدد روز بروز بڑھ رہا ہے۔ خواتین کی تھوڑی بہت ترقی ان کی اپنی انفرادی کوششوں کا نتیجہ ہے ملک بھر میں خواتین پر تشدد کے روک تھام کے لیے درجنوں تنظیمیں کام کر رہی ہیں لیکن ان کے فعال نہ ہونے کے باعث عورتوں کی مشکلات کم نہیں ہو رہی ہیں۔ تشدد کے واقعات کی روک تھام کے لیے مؤثر قوانین کا نفاذ انصاف کا فروغ اور مردوں اور خواتین پر تشدد کے حوالے سے آگاہی اور تعلیم دینا اُس کی اہم ضرورت ہے۔ خواتین پر تشدد نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کا مسئلہ ہے ،اقوام متحدہ کے مطابق دنیا کے ستر فیصد خواتین تشدد کا شکار ہیں۔ بلاشبہ معاشرے کے تمام مظلوم طبقات کے حقوق کی ادائیگی، ان کی کفالت اور ان کے مسائل کا خاتمہ حکومت کا اولین فرض ہے لہٰذا حکومت وقت اگر صحیح معنوں میں عوامی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے تو اسے فوری طور پر پاکستان سے ظلم و استحصال کی ہر شکل کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ بالخصوص عورت پر ہونے والے مظالم کو ختم کرکے اس کے بنیادی حقوق کی ادائیگی کا سامان فراہم کرکے اسے اس کی عزت و ناموس کی پاسداری کی ضمانت دینا ہوگی تاکہ پاکستان سے تمام قبیح رسموں کا خاتمہ کرکے پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔

بلدیاتی انتخابات کی تیاریاں

سپریم کورٹ کی طرف سے بلدیاتی انتخابات میں مزید ٹائم نہ دینے پر صوبوں میں انتخابات کا شیڈول ملنے پر مقامی سطح پر بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کے لئے امیدوار بھی سامنے آنا شروع ہوگئے۔ گلی محلوں میں کارنر میٹنگز، بینرز، پوسٹر آویزاں کئے جا رہے ہیں۔ مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، ق لیگ، سمیت دیگر سیاسی و مذہبی جماعتیں انتخابات میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے احکامات پر پنجاب اور سندھ میں بلدیاتی انتخابات کے لئے شیڈول جاری کر دیا۔ سندھ میں 27 نومبر اور پنجاب میں 7 دسمبر کو پولنگ ہوگی۔ دونوں صوبوں میں کاغذات نامزدگی 9 نومبر کو حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ 11 اور 12 نومبر کو وصول کیے جائیں گے جبکہ کاغذات نامزدگی کی ابتدائی فہرست اور ان پر اعتراضات 13 نومبر، کاغذات نامزدگی کی سکروٹنی اور امیدواروں کی فہرست 16 سے 18 نومبر، مسترد اور منظور ہونے والے کاغذات نامزدگی کے خلاف اپیلیں 19 سے 20 نومبر داخل کرائی جا سکیں گی جبکہ ان اپیلوں پر فیصلے 21 اور 23 نومبر کو سنائے جائیں گے۔ کاغذات نامزدگی 24 نومبر کو واپس لئے جا سکتے ہیں۔ پنجاب میں الیکشن میں حصہ لینے والے امیدواروں کی فہرست بمعہ انتخابی نشان 25 جبکہ سندھ میں 23 نومبر کو جاری کی جائے گی۔ لاہور کی یو سی 81 میں پیرزادہ عمران

احمد قریشی چیئرمین کے امیدوار ہیں۔وہ مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ کے سینئر نائب صدر بھی ہیں۔یو سی ایکیاسی میں مختلف عمائدین کی جانب سے انکے حق میں الیکشن میں حصہ لینے کے لئے خیر مقدمی بینرز بھی لگا دیئے گئے۔دیگر علاقوں میں بھی یہ صورتحال ہے۔گزشتہ دنوں یو سی ایکیاسی کے علاقے راجگڑھ میں بلدیاتی انتخابات کی تیاریوں کے حوالہ سے ایک جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں رکن صوبائی اسمبلی ماجد ظہور نے شرکت کی۔جلسہ کا آغاز شام بجے ہوا۔رات بارہ بجے تک جاری رہنے والے جلسے میں علاقہ کے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔پنڈال میں لگائی گئی کرسیاں شام پانچ بجے ہی بھر چکی تھیں اور اختتام تک لوگ نہ صرف موجود رہے بلکہ انکی آمد میں مزید اضافہ ہوتا رہا۔یو سی ایکیاسی کے رہنما علی ڈار و دیگر مہمانوں کا استقبال کرتے رہے۔رکن صوبائی اسمبلی ماجد ظہور نے شرکاء سے کہا کہ شام بجے سے شروع ہونے والے جلسے میں آخر تک لوگوں کا بیٹھنا وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے لوگوں کی محبت کی دلیل ہے۔مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے بعد اگرچہ ملک میں مہنگائی کا طوفان آیا۔بجلی کے نرخوں میں اضافہ ہوا۔پٹرول مہنگا ہوا۔اشیائے خوردونوش کی قیمتیں بڑھیں مگر یہ مہنگائی حکومت کو ورثے میں ملی ہوئی تھی،میاں نواز شریف وہ واحد لیڈر ہیں جن کے دل میں پاکستان کا درد ہے۔علام اسلام کے وہ واحد وزیر اعظم ہیں جنہوں نے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مکہ و مدینہ جا کر عمرے میں بھی پاکستان کے لئے دعائیں کیں۔وہ پاکستان سے مہنگائی،بدامنی،تخریب کاری کا

خاتمہ چاہتے ہیں۔ عوام بلدیاتی انتخابات میں انہی کے حمایت یافتہ امیدواروں کو ووٹ دے کر ثابت کرے گی کہ مسلم لیگ (ن) ہی اس ملک پاکستان کو تمام بحرانوں سے نکال سکتی ہے۔ بلدیاتی الیکشن کے حوالہ سے سیکرٹری الیکشن کمیشن اشتیاق احمد کا کہنا ہے کہ سپریم کورٹ نے 25 اکتوبر اور پھر گزشہ روز بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے احکامات جاری کئے تھے، کی روشنی میں پنجاب اور سندھ میں بلدیاتی انتخابات کا شیڈول جاری کردیا ہے۔ صوبائی الیکشن کمشنرز کو کہہ دیا ہے کہ ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسرز سے پولنگ اسٹیشنوں کی فہرستیں اگلے 7 دنوں میں لے کر الیکشن کمشن بھجوائیں۔ پولنگ اسٹیشنوں پر تعینات کیے جانے والے پولنگ اسٹاف کی تفصیل متعلقہ ریٹرننگ آفیسر سے لے کر ان کے نام جاری کریں۔ دونوں صوبوں میں حلقہ بندیوں کے حوالے سے جن حلقوں کے علاقوں میں تبدیلی آئی ہے ان ضلعوں کے ڈی سی اوز کو کہا گیا ہے کہ وہ ضلعی الیکشن کمشن سے مل کر انہیں تفصیلات مہیا کریں۔ پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان کو کہا گیا ہے کہ اگر وہ صوبائی پرنٹنگ پریسوں سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو کریں اور اگر وہ نجی اداروں سے بھی پرنٹنگ کرانا چاہتے ہیں تو بھی انہیں اجازت ہے۔ بروقت بیلٹ پیپرز کی چھپائی ان کی ذمہ داری ہے۔ مقناطیسی سیاہی کے لئے پی ایس ایس آئی آر کو ہدائت جاری کی گئی ہے کہ وہ بروقت صوبائی الیکشن کمیشن کو سیاہی کے پیڈ مہیا کریں۔ الیکشن کمشن نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ بلدیاتی انتخابات کے دوران سیکیورٹی اور سامان کی ترسیل

کے لئے فوج کی خدمات حاصل کرے گا۔ وزارت خزانہ نے بھی الیکشن کمیشن کو بلدیاتی انتخابات کے لئے تمام فنڈز جاری کرنے کی یقین دہانی کرا دی ہے۔ پنجاب میں نتائج کا اعلان 10 دسمبر جبکہ سندھ میں 30 دسمبر کو کیا جائے گا۔ یہ انتخابات یونین کونسل اور وارڈ کی سطح پر ہوں گے جہاں پر چیئرمین' وائس چیئرمین' جنرل ممبران' خواتین ممبران' کسان' محنت کش ممبران' یوتھ ممبران اور غیر مسلم ممبران کی نشستوں پر ہوں گے۔ الیکشن کمیشن نے بلدیاتی الیکشن کے حوالہ سے ضابطہ اخلاق بھی جاری کر دیا ہے جس کے مطابق کوئی بھی تبادلہ یا تقرری انتخابی عمل مکمل ہونے تک نہیں کی جا سکے گی۔ وزیراعظم' وزرائے اعلیٰ' وفاقی اور صوبائی وزراء انتخابی مہم میں حصہ یا ترقیاتی منصوبوں کا اعلان نہیں کر سکیں گے۔ کوئی بھی ڈپٹی کمشنر اور ڈی سی او' وزیراعظم' وزرائے اعلیٰ' وفاقی وصوبائی وزراء کے ساتھ پروٹوکول ڈیوٹی نہیں دے سکے گا۔ الیکشن کمیشن نے بلدیاتی انتخابات کے شیڈول کا اعلان ہونے کے ساتھ ہی پنجاب، سندھ اور بلوچستان کی انتخابی فہرستیں منجمد کر دیں ہیں۔ الیکشن کمیشن کے مطابق سندھ میں رجسٹرڈ ووٹرز کی تعداد ایک کروڑ 90 لاکھ سے زائد، پنجاب میں 4 کروڑ 93 لاکھ سے زائد جبکہ بلوچستان میں 34 لاکھ 70 ہزار سے زیادہ ووٹرز ہیں۔ خیبر پختونخوا کے علاوہ ملک کے ان تینوں صوبوں میں بلدیاتی انتخابات کے لئے انتخابی شیڈول کا اعلان کر دیا گیا ہے اس لئے ان صوبوں میں انتخابی فہرستیں منجمد کر دی گئیں ہیں اب ان صوبوں میں بلدیاتی انتخابات تک انتخابی

فہرستوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکے گی۔چوہدری پرویز الٰہی کہتے ہیں کہ حکومتی کارکردگی سے غربت نہیں بلکہ غریبوں کا خاتمہ نظر آ رہا ہے۔بلدیاتی انتخابات میں ن لیگ کو آٹے دال کا بھاو معلوم ہو جائے گا۔ تین ماہ کے لئے گیس بند کرنے کا اعلان کہاں کا انصاف ہے حکومت کے اس فیصلے سے ہزاروں خاندان بیروزگاری اور معاشی بدحالی کا شکار ہو جائیں گے۔ اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں اضافے نے عوام سے دو وقت کی روٹی بھی چھین لی ہے اور لوگ خود کشی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ عام انتخابات میں مسلم لیگ نواز کو ووٹ دینے والے بھی سڑکوں پر آنے کی تیاریاں کر رہے ہیں، آئندہ بلدیاتی انتخابات میں حکمران جماعت کو منہ کی کھانا پڑے گی اور عوام ان کے جھوٹے وعدوں میں نہیں آئیں گے۔ پرویز الٰہی نے کہا ہمارے دور میں 20 کلو آٹے کا تھیلا روپے کا تھا جو اَب 900 کا ہے۔ گو چوہدری پرویز الٰہی کی یہ باتیں شاید عوام کے 230 دلوں میں تو اتریں گی مگر دال آٹے کا بھاؤ تو انہیں عام انتخابات میں پتہ چل چکا ہے مئی میں ہونے والے عام انتخابات میں مسلم لیگ (ق) کے امیدواروں کی شکست سے شاید پرویز الٰہی ابھی تک خوفزدہ ہیں اور وہ نہیں سنبھل سکے ۔عام انتخابات میں جس طرح عوام نے انہیں مسترد کیا اسے ''شکست'' کے بعد تو وہ لندن چلے گئے اور ایک لمبا عرصہ وہاں ''بدنامی'' سے بچنے کے لئے گزار کر آئے۔ ''ق'' کا وجود ہی عام انتخابات کے بعد کہیں نظر نہیں آتا۔انتخابات کے شیڈول کے بعد سیاسی و مذہبی جماعتوں نے حصہ لینے کا اعلان کر دیا ہے اب

دیکھتے ہیں کہ بلدیاتی الیکشن میں عوام کس کا ساتھ دیتی ہے ؟

محب وطن ایک بار پھر میدان میں

وزیراعظم نواز شریف کی امریکی صدر اوباما سے ملاقات کے ایک ہفتے بعد امریکی ڈرو ن حملے میں کالعدم تحریک طالبان کے کمانڈر حکیم اللہ محسود کے جاں بحق ہونے سے حکومت اور طالبان کے مابین مذاکرات میں ہونے والی پیشرفت میں جہاں ایک طرف تعطل آیا ہے تو وہیں دوسری طرف سیاسی و مذہبی جماعتیں امریکہ کے ساتھ تعلقات پر نظر ثانی کے لئے حکومت کو مشورہ دے رہی ہیں۔ جس روز حکیم اللہ محسود پر ڈرون حملہ ہوا اس سے اگلے دن حکومتی وفد نے طالبان کے ساتھ مذاکرات کے لئے اسی مقام پر جانا تھا جہاں ڈرون حملہ کرکے حکیم اللہ محسود کو قتل کیا گیا۔ امریکہ نے مذاکرات کو سبوتاژ کرنے کے لئے ایسے وقت حملہ کیا جب امن کے قیام کے لئے کوششیں جاری تھیں۔ امریکہ نہیں چاہتا کہ پاکستان میں امن ہو۔ اس ڈرون حملے کے بعد سیاسی و مذہبی جماعتیں سراپا احتجاج ہیں۔ طالبان کی شوریٰ نے ملا فضل اللہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا ہے۔ تحریک انصاف نے ڈرون حملوں کو رکوانے کے لئے نیٹو سپلائی بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انکے سیاسی حریف مولانا فضل الرحمان نے بھی نیٹو سپلائی کی بندش کے حوالہ سے خیبر پختونخواہ حکومت کا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہے۔ خیبر پختونخواہ اسمبلی نے ڈرون حملون کے خلاف اور نیٹو سپلائی بند کرنے کی

قرارداد منظور کر لی ہے اور وفاقی حکومت کو 20 نومبر تک وقت دیا گیا ہے کہ حکومت ڈرون رکوائے نہیں تو پھر نیٹو سپلائی بند ہو گی۔ عمران خان کہہ چکے ہیں کہ اگر حکومت جاتی ہے تو چلی جائے نیٹو سپلائی نہیں گزرنے دیں گے۔ حالیہ ڈرون حملوں کے بعد افرا تفری کی سی صورتحال پیدا ہونے کے بعد دفاع پاکستان کونسل ایک بار پھر میدان میں آ چکی ہے۔ پچیس اور چھبیس نومبر کی شب امریکہ و نیٹو فورسز کی جانب سے سلالہ چیک پوسٹ پر حملے میں پاکستانی فوجیوں کی شہادت کے بعد دفاع پاکستان کونسل نے ملک گیر تحریک چلائی تھی۔ دفاع پاکستان کونسل میں چالیس سے زائد سیاسی و مذہبی جماعتیں شامل ہیں یہ اتحاد صرف اور صرف ملک کے دفاع کے لئے بنایا گیا ہے تاکہ اس اتحاد کے ذریعے ملک کو درپیش خطرات و دشمنان کی سازشوں سے قوم کو آگاہ کیا جا سکے ۔جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین ہیں جبکہ امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید، امیر جماعت اسلامی سید منور حسن اور ممتاز عسکری دانشور جنرل (ر) حمید گل سمیت دیگر سیاسی و مذہبی قائدین نے امریکہ و انڈیا کے خلاف ملک گیر تحریک شروع کر رکھی ہے۔ اس دوران لاہور میں مینار پاکستان، راولپنڈی میں لیاقت باغ، کراچی میں مزار قائد، ملتان، کوئٹہ، پشاور، فیصل آباد سمیت دیگر شہروں میں تاریخی جلسے کئے گئے جن میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ مینار پاکستان میں تحریک انصاف کا جب پہلا جلسہ ہوا تھا تو یہ کہا جانے لگا کہ اب اس سے بڑا جلسہ یہاں نہیں ہو سکتا

مگر اسکے بعد منہاج القرآن نے بھی وہاں جلسہ کیا۔عمران خان نے بھی ایک بار پھر لوگوں کو اکٹھا کیا مگر دفاع پاکستان کونسل کا مینار پاکستان پر ہونے والا جلسہ تاریخ کا سب سے بڑا جلسہ تھا۔نیٹو سپلائی کے خلاف اور پیپلز پارٹی کی حکومت کی جانب سے انڈیا کو پسندیدہ ملک قرار دیئے جانے کے خلاف دفاع پاکستان کونسل نے لاہور سے اسلام آباد ڈی چوک تک لانگ مارچ کیا۔دو روزہ لانگ مارچ میں دفاع پاکستان کونسل میں شامل تمام جماعتوں کے قائدین نے لاکھوں لوگوں کے ہمراہ رات سڑک پر ہی کھلے آسمان تلے گزاری۔ڈی چوک پر پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ہونے والے جلسہ میں پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا تھا کہ حکومت کی مجبوریاں ہو سکتی ہیں مگر ہماری کوئی مجبوری نہیں۔انڈیا لاکھوں مسلمانوں کا قاتل کبھی پسندیدہ ملک نہیں ہو سکتا۔جب تک انڈیا کشمیر سے غاصبانہ قبضہ نہیں چھوڑتا،پاکستان کی جانب آنے والے دریاؤں پر سے بنائے گئے ڈیم ختم نہیں کرتا،انڈیا کے ساتھ نہ تو تجارت ہو سکتی ہے اور نہ ہی مذاکرات،اسی دفاع پاکستان کونسل کے ملک گیر پروگراموں میں لاکھوں افراد کی شرکت سے اس وقت کی حکومت بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوئی کہ انڈیا کو پسندیدہ ملک قرار دیا جائے یا نہیں،بالآخر پیپلز پارٹی کی حکومت نے یہ فیصلہ آنے والی نئی حکومت کے لئے چھوڑ دیا۔مئی میں انتخابات کے بعد مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف ملک کے وزیر اعظم بنے۔عوام کو امید تھی کی وہ ان کی خواہشات کے مطابق فیصلے کریں گے اور عوامی توقعات پر پورا اتریں گے مگر مسلم

لیگ (ن) کی حکومت کے بعد ایک طرف جہاں ملک میں مہنگائی کا طوفان بڑھا تو دوسری طرف بم دھماکوں کا سلسلہ بھی نہ رک سکا۔امریکی صدر اوباما سے ملاقات کے دوران وزیراعظم نے ڈرون حملوں کا مسئلہ اٹھایا لیکن امریکہ صدر محب وطن جماعتوں کے خلاف پابندیوں اور انڈیا کے حوالہ سے بات چیت کرتے رہے۔اس ملاقات کے بعد اپوزیشن جماعتوں کا کہنا تھا کہ ملاقات سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ نواز شریف ملاقات میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی ،ڈرون حملوں کے حوالہ سے اوباما سے کھل کر بات نہ کرسکے اب قوم ان سے مایوس ہے اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کا حکومت کے خلاف سڑکوں پر نکلنے کا وقت آگیا ہے۔ملاقات کے ایک ہفتہ بعد حکیم اللہ محسود کے ڈرون حملہ میں نشانہ بننے کے بعد دفاع پاکستان کونسل میں شامل جماعتوں کے سربراہان کا اسلام آباد میں اجلاس ہوا اور جمعہ کو نیٹو سپلائی و ڈرون حملوں کے خلاف ملک گیر احتجاج کا اعلان کیا گیا۔دفاع پاکستان کونسل نے تحریک انصاف کے نیٹو سپلائی بند کرنے کے فیصلے کی بھی تائید کی۔دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، اسلام آباد، پشاور، ملتان، کراچی، حیدر آباد، کوئٹہ و دیگر شہروں میں زبردست احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں۔جماعۃ الدعوۃ کے امیر حافظ محمد سعید کا کہنا تھا کہ امریکہ پاکستان میں امن نہیں چاہتا، حکیم اللہ محسود پر ڈرون حملہ مذاکرات کو ناکام کرنے کی سازش تھی۔ حکومت پاکستان اور طالبان کو سازشوں کا شکار ہونے کی بجائے مذاکرات کا عمل

جاری رکھنا چاہئے۔ مرکزی حکومت ڈرون طیارے گرانے کا حکم دے اور نیٹو سپلائی بند کی جائے۔ اگر ڈرون طیارے نہ گرائے تو قوم میں مایوسیاں پھیلیں گی۔ دفاع پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم سے پورے ملک میں زبردست تحریک چلائیں گے اور اتحاد و یکجہتی کے ذریعہ پاکستان کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ دوسری طرف حکومت کی جانب سے دوبارہ موجودہ صورتحال پر اے پی سی بلائے جانے کی باتیں سامنے آ رہی ہیں۔ حکومت نے امریکی خواہش پر طالبان سے مذاکرات کیلئے دوبارہ اے پی سی بلانے کا ڈھونگ رچایا تو وقت کا ضیاع اور قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کی مکروہ سازش ہوگی۔ حکومت کیلئے بہتر یہی ہے کہ وہ فوری طور پر سابقہ اے پی سی کے متفقہ فیصلوں پر عمل درآمد کا آغاز کردے۔ ڈرون حملوں کے خلاف ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ بھی آچکی ہے جبکہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل بھی ڈرون حملوں کو غیر قانونی قرار دے چکی ہے، ہمسایہ ملک چین نے بھی ڈرون حملوں کو پاکستان کی خود مختاری پر حملہ قرار دیا ہے جبکہ گزشتہ دنوں عزم نو مشقوں میں پاک فوج نے ڈرون گرانے کا عملی مظاہرہ بھی کیا ہے جہاں وزیراعظم بھی موجود تھے، ڈرون گرنے پر وزیراعظم مسکرائے۔ اب وقت ہے پاکستان ایک خود مختار ملک ہے اور ہر ملک کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اگر امریکہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کا بدلہ لینے کے لئے نہتے افغانیوں پر چڑھائی کر سکتا ہے تو ہم اپنے ملک کے دفاع کے لئے ڈرون کیوں نہیں گراتے، اب سوچنے اور اے پی سی کرنے کا نہیں بلکہ عملی اقدامات کا وقت ہے۔

سرتاج عزیز "دہلی" میں

پاکستان کے مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے دہلی کے دورے کے دوران حریت رہنماؤں سید علی شاہ گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، محمد یاسین ملک، پروفیسر عبدالغنی بٹ، بلال غنی لون، ایڈوکیٹ محمد شفیع ریشی و دیگر کے ساتھ ملاقاتیں کیں اور انہیں اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ کشمیریوں کی قربانیوں اور اُمنگوں کیساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کیاجائیگا۔ موجودہ پاکستانی حکومت عالمی سطح پر کشمیر کے مسئلے کو اجاگر کرتی رہے گی اور حصول حق تک پاکستان کشمیریوں کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت جاری رکھے گا۔ تین الگ الگ نشستوں میں سرتاج عزیز نے کشمیری لیڈروں سے ملاقات کی اور کہا کہ پاکستان کشمیریوں کی قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسلام آباد کی یہ خواہش اور پالیسی ہے کہ کشمیریوں کو اپنا تسلیم شدہ حق جلد سے جلد مل جائے۔ میاں نواز شریف مسئلہ کشمیر کو جلد سے جلد حل کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اور ان ہی کوششوں کے تحت انہوں نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران اوبامہ سے مسئلہ کشمیر کے حل میں رول ادا کرنے کی اپیل کی۔ پاکستان کشمیریوں کو مسئلہ کشمیر کا بنیادی فریق مانتا ہے اور اسی بنیاد پر اس مسئلے کے حل سے متعلق ہونے والے مذاکرات میں کشمیری قیادت کی شمولیت کے حق میں ہے۔ حریت رہنماؤں نے ملاقات میں پاکستانی

مشیر خارجہ پر واضح کیا کہ بھارت کیساتھ مذاکرات کے وقت پاکستان کو بنیادی مسئلہ یعنی مسئلہ کشمیر پر اولین توجہ مرکوز کرنی چاہئے کیونکہ یہی مسئلہ اس خطے میں عدم استحکام، ٹکراؤ اور ہند پاک تعلقات میں بنیادی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ کشمیری اور کشمیریوں کی قیادت پاکستان کی طرف سے جاری سیاسی، سفارتی اور اخلاقی تعاون کیلئے مشکور ہے لیکن قوم اور قیادت کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کہ سہ فریقی مذاکرات کیلئے راہ ہموار کئے بغیر مسئلہ کشمیر کا قابل قبول، منصفانہ اور پائیدار حل نکالنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے ۔کشمیریوں نے اپنی ایک پوری نسل اپنے تسلیم شدہ اور جائز حق کیلئے قربان کی ہے اور کشمیری یہ نہیں چاہتے کہ آنے والی نسلوں کو بھی اپنے حق کیلئے کوئی بھی خطرناک راستہ اختیار کرنا پڑے۔ کشمیریوں نے ہر طرح کی قربانیاں پیش کی ہیں، سینکڑوں کی تعداد میں مزار شہداء، درجنوں کی تعداد میں گمنام قبریں، ہزاروں کی تعداد میں یتیم بچے، سینکڑوں کی تعداد میں بیوہ خواتین اور ہزاروں کی تعداد میں لاپتہ کشمیری اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کشمیریوں نے اپنے وطن کی آزادی اور خودمختاری کیلئے کس قدر مظالم اور ستم اٹھائے ہیں۔ ملاقات کے دوران بزرگ حریت رہنما سید علی گیلانی نے کہا کہ جنرل (ر) مشرف کی طرف سے کشمیر کے مسئلہ پر یکطرفہ لچک دکھانے اور چار نکاتی فارمولہ سامنے لانے کی وجہ سے کشمیریوں کی جدوجہد کو سخت نقصان پہنچا۔ پاکستان یا کشمیری قیادت کو دیرینہ اور اصولی موقف پر کاربند رہنے کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ

کی منظور کردہ قرار دادوں پر عمل درآمد کے موقف پر اٹل رہنا چاہئے۔ کشمیری عوام نے اپنے تسلیم شدہ اور جائز حق کیلئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں اور آج بھی کشمیری اپنے حق کیلئے ہر طرح کے مصائب اور مظالم کا سامنا کر رہے ہیں۔ بھارت کو نتیجہ خیز مذاکرات کی راہ پر لانے کیلئے پاکستان اور کشمیری قیادت کو عزم و استقلال کی راہ پر ڈٹے رہنا چاہئے۔ سرتاج عزیز کے کشمیری رہنماؤں سے ملاقات کے انکشاف پر انتہا پسند ہندو سیاسی تنظیم بی جے پی بھڑک اٹھی اور بھارتی جنتا پارٹی کے صدر راجناتھ سنگھ نے ٹائمز آف انڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ ایک بڑی سفارتی غلطی کر چکی ہے کہ انہوں نے بھارتی سرزمین پر پاکستانی وزیر اعظم کے مشیر سرتاج عزیز کی کشمیری لیڈروں سے ملاقات کرائی اور اس بھونڈے مذاکراتی عمل پر فوری پابندی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان جموں و کشمیر میں انتشار پھیلا رہا ہے ایسے میں سرتاج عزیز کو یہ موقع کس طرح دیا جا سکتا ہے، پاکستان کی وحشیانہ حرکت عالمی سفارتی قوانین کی خلاف ورزی ہیں۔ ارجناتھ سنگھ کا مزید کہنا تھا کہ پاکستان کئی برسوں سے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر ابھارنے کیلئے کوششیں کر رہا ہے اور حال ہی میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک دفعہ پھر پاکستان کی جانب سے مسئلہ کشمیر پر نا قابل قبول بیان بازی کی گئی۔ انہوں نے حکومت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا یہ حکومت پاکستان کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ سارا بھارت پاکستان کی جانب سے سیز فائر کی خلاف

ورزیوں کا سامنا کر رہا ہے اور یو پی اے حکومت ایسی شرمناک حرکت کر رہی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں امن، ترقی اور خوشحالی کیلئے مسئلہ کشمیر کو اسکے تاریخی پس منظر میں 5 جنوری 1949 کی قراردادوں کی روشنی میں حل کرنا ناگزیر بن جاتا ہے اس لئے امن عمل کو درپیش خطرات کو دور کرنے کیلئے جب بھی دونوں ممالک ملیں تو بات چیت میں مرکزیت مسئلہ کشمیر کو ہی دینی چاہیے وگرنہ ملاقاتیں ہونگی، مذاکرات ہونگے لیکن بے سود اور بے نتیجہ۔ اسلئے سیاسی دانشمندی کا تقاضہ یہی ہے کہ ایسے بیانات سے پرہیز کیا جائے جو کسی طور بھی کشیدگی میں اضافہ کا باعث بنیں۔ پاکستان جہاں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کشمیر کا ایک پرامن اور پائیدار حل ڈھونڈنے کی بات کرتا ہے وہیں بھارتی قیادت اپنے سیاسی فوائد کو نظر میں رکھتے ہوئے کشمیر پر اپنا جبری تسلط جائز ٹھراتا ہے اور کشمیر پر اپنے فوجی قبضے کو دوام بخشنے کیلئے حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے اسکو اپنا اٹوٹ انگ کہتا ہے ایسے اشتعال انگیز بیانات سے مسائل کے حل میں کبھی بھی مدد نہیں مل سکتی بلکہ ان میں صرف اضافہ ہی ہو سکتا ہے کشمیر میں تحریک آزادی پورے ہوشمندی اور جذبے سے سرشار بھرپور طریقے سے جاری ہے اور جس قوم کی مائیں ایسے بیٹے پیدا کریں جو اپنے وطن کی آزادی کی خاطر قربان ہونے کا جذبہ رکھتے ہوں انہیں شکست دینا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ مشیر خارجہ سرتاج عزیز اپنے بھارت کے دورہ میں کوئی ایسی بھارتی شرط تسلیم نہ کریں جو قومی موقف کے خلاف ہو اور خطے میں بھارتی بالادستی، انتشار اور

انارکی کا باعث بنے۔ خطے میں قیام امن کیلئے مسئلہ کشمیر کا حل ضروری ہے۔ پاکستان کشمیر کو نظر انداز کرکے اپنی شناخت قائم نہیں رکھ سکتا۔ خطے میں طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے کیلئے بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنی چاہئے۔ بھارت پاکستانی دریاؤں پر بند باندھ کر ہمارے خلاف آبی جارحیت کر رہا ہے مشیر خارجہ کو اس حوالے سے بھی سخت موقف اپنانا چاہئے اور بھارتی آبی جارحیت پر بھارتی حکومت سے سخت احتجاج کرنا چاہئے۔ امریکی حکم پر بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے اور بھارت کو سر پر بٹھانے کی کوئی کوشش کی گئی تو قوم خاموش نہیں رہے گی، بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے جس نے آج تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ بھارت قیام پاکستان سے آج تک پاکستان کے وجود کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے اور ہر موقع پر اس کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے نت نئے ہتھکنڈے اور حربے استعمال کئے ہیں بھارتی مداخلت کے ذریعے 71ء میں پاکستان کو دولخت کر دیا گیا، پاکستانی سرحدوں پر آئے روز اشتعال انگیز حملے کئے اور درجنوں بے گناہ شہریوں اور فوجیوں کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ صرف آلو پیاز کی تجارت کے لئے بھارت سے دوستانہ تعلقات قائم نہیں ہو سکتے جب تک کہ بھارت کشمیریوں کو حق خود ارادیت نہیں دے دیتا اور مسئلہ کشمیر سمیت پاکستان کے ساتھ دریاؤں کے پانی کے تنازع کو حل کرنے کیلئے تیار نہیں ہو جاتا۔ حکمرانوں نے بھارت کے ساتھ کسی ایسے تجارتی یا سیاسی معاہدے کی کوشش کی جو ملک و قوم کے مفاد نہ ہوا تو قوم ایسے معاہدے کو تسلیم نہیں کرے

گی اور اس کی سخت مزاحمت کی جائے گی۔

بلدیاتی الیکشن کا نیا شیڈول مبارک

قومی اسمبلی میں بلدیاتی الیکشن ملتوی کرنے کی قرار داد پاس ہونے اور تمام سیاسی پارٹیوں کی جانب سے اس مسئلہ پر یکجہتی کا پیغام آنے کے بعد سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن کو نئے شیڈول کے مطابق بلدیاتی انتخابات کرانے کی اجازت دے دی ہے جس کے تحت پنجاب میں اب بلدیاتی انتخابات 30 جنوری جبکہ سندھ میں 18 جنوری کو ہوں گے۔ چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں بلدیاتی انتخابات کے التوا کے لئے الیکشن کمیشن کی نظرثانی درخواست کی سماعت سپریم کورٹ کے 3 رکنی بینچ نے کی، سماعت کے بعد سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن کے نئے شیڈول کو منظور کرتے ہوئے الیکشن کمیشن کو نئی مجوزہ تاریخوں میں بلدیاتی انتخابات کرانے کی اجازت دے دی ہے، عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ الیکشن کمیشن، صوبائی حکومتیں مل کر بلدیاتی انتخابات کی تاریخ طے کریں اور اس سلسلے میں سپریم کورٹ کی جانب سے کسی قسم کی آبزرویشن نہیں دی جائے گی۔ سماعت کے دوران اٹارنی جنرل منیر اے ملک نے عدالت کو بتایا کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ الیکشن کمیشن نے بلدیاتی انتخابات کا نیا شیڈول دیا ہے اور اس سلسلے میں آج صوبے الیکشن کمیشن کے ساتھ بیٹھ کر حتمی تاریخ طے کریں گے جس پر چیف جسٹس نے ریمارکس دیئے کہ سپریم کورٹ نے بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے لئے خود

تاریخیں نہیں دیں بلکہ سندھ، پنجاب اور بلوچستان کی درخواست پر تاریخیں مقرر ہوئیں، ملک میں آئین کا اس کی روح کے مطابق نفاذ ہمارا فرض ہے لیکن بد قسمتی سے ہر کوئی اس میں تاخیر کر رہا ہے، انتخابات کا انعقاد ممکن بنانا الیکشن کمیشن کا کام ہے لیکن وہ کبھی بال سپریم کورٹ اور کبھی صوبوں کی کورٹ میں پھینکتا ہے۔ سماعت کے دوران ایڈووکیٹ جنرل سندھ نے اپنے دلائل میں کہا کہ سندھ میں 27 نومبر کو بلدیاتی انتخابات نہیں ہو سکتے، اس سلسلے میں وہ کوئی بہانے کے بجائے زمینی حقیقت بتا رہے ہیں جس پر چیف جسٹس نے کہا کہ لوگ پہلے ہی بہت زیادہ مشکلات دیکھ چکے ہیں، ہمیں اب آئین پر عمل کرنا ہے۔اس سے قبل سپریم کورٹ میں تمام صوبائی حکومتوں نے بلدیاتی الیکشن کے لئے خود تاریخ دی تھیں جب عدالت عالیہ نے حکومتوں کی طرف سے دی گئی تاریخوں پر الیکشن کروانے کا حکم دیا تو انہی حکومتوں نے بہانے بنانے شروع کر دیئے ۔الیکشن کمیشن نے عدالت کے حکم کے مطابق الیکشن کروانے کی ٹھانی مگر حکومتوں نے جہاں بہانے بنانے تو وہیں سیاسی جماعتوں نے بھی اس مسئلہ پر ''ایکا'' کر لیا۔ مجلس وحدت المسلمین نے تو اعلان کر دیا کہ محرم الحرام کی وجہ سے الیکشن مارچ سے پہلے نہیں ہونے چاہیں۔اگر ہوئے تو بائیکاٹ کریں گے۔ جبکہ دیگر جماعتوں نے اپنے اپنے امیدواروں کا اعلان کر دیا تھا۔ کاغذات نامزدگی بھی جمع ہو رہے تھے۔ چیئرمین اور وائس چیئرمین، جنرل کونسلر کے امیدوار اپنے حامیوں کے ہمراہ کاغذات نامزدگی جمع کرانے کے لئے تیار تھے۔ سیاسی جماعتیں

ایک طرف الیکشن ملتوی کرنے کی باتیں کر رہی تھیں تو دوسری طرف تمام جماعتیں الیکشن کی تیاریوں میں بھی مصروف تھیں۔ گزشتہ روز قومی اسمبلی کے اجلاس میں تحریک انصاف نے الیکشن کے التواء کی قرارداد پاس کی جسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا تھا کہ یہ ایوان اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ آئین کے مطابق پورے ملک میں بلدیاتی انتخابات کا انعقاد اشد ضروری ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان آئین کے آرٹیکل 140اے (2) کے تحت اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیتے ہوئے ان انتخابات کا آزادانہ اور شفاف انعقاد جس قدر جلد ممکن ہو یقینی بنائے۔

انتخابات کا عجلت میں انعقاد آئین کے مذکورہ بالا آرٹیکل کی خلاف ورزی ہوگی۔ الیکشن کمیشن پورے ملک میں تمام قانونی اور انتظامی تیاریوں کی تکمیل یقینی بنانے کے بعد بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کی ایک قابل عمل تاریخ مقرر کرے۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر سید خورشید شاہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ عدلیہ پارلیمنٹ کی آواز نہیں سن رہی، عام انتخابات اور صدارتی الیکشن پر سوالیہ نشان ہیں، کیا اب بلدیاتی الیکشن پر بھی سوالیہ نشان لگوانا چاہتے ہیں، بیلٹ پیپرز نہیں ہیں، عوام سے مساجد میں ہاتھ اٹھوا کر نمائندے منتخب کرالیں۔ گویا انکی یہ تجویز پاکستانی عوام کو بھا بھی سکتی تھی اس میں الیکشن میں اخراجات بھی کم آنا تھے مگر شاید اس کے لئے پھر قانون سازی کی ضرورت پڑتی اور قانون بنانے والے کئی سال صرف اس میں لگا دیتے۔ خورشید شاہ نے جب عدلیہ کے بارے میں

باتیں کیں تو اسپیکر ایاز صادق انکو عدلیہ کے بارے میں بولنے سے روکتے رہے جس پر خورشید شاہ نے کہا کہ توہین عدالت کا نوٹس ملے گا تو کیا پارلیمنٹ خاموش بیٹھے گی؟ آمدہ بلدیاتی انتخابات کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ بلدیاتی انتخابات میں لاہور کی 271 یونین کونسلوں کیلئے مختلف سیاسی جماعتوں سے وابستہ سینکڑوں امیدواروں نے کاغذات نامزدگی داخل کروائے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کے چیئرمین، وائس چیئرمین اور کونسلروں کے امیدوار گروپوں کی شکل میں کاغذات داخل کروانے آئے۔ مسلم لیگ (ن) نے اپنے امیدوار فائنل کرلئے ہیں جبکہ دوسرے نمبر پر پاکستان تحریک انصاف رہی جس کے امیدواروں نے کاغذات داخل کرائے تاہم تحریک انصاف اپنے تمام امیدواروں کا تاحال حتمی فیصلہ نہیں کر سکی ہے۔ جماعت اسلامی اور جمعیت علما اسلام (ف) کے امیدواروں نے بھی کاغذات داخل کروائے۔ پیپلز پارٹی اور (ق) لیگ نے اپنے حامیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ جس نشست کیلئے الیکشن لڑنا چاہتے ہیں اسکے کاغذات سے داخل کروادیں۔ کاغذات کی سکروٹنی اور نشانات کی الاٹمنٹ کے موقع پر پارٹی امیدواروں کا فیصلہ کرکے انہیں ٹکٹ جاری کردیئے جائیں گے۔ اب الیکشن کی نئی تاریخ آنے کے بعد امیدوراوں کو مزید وقت مل گیا ہے۔ قومی اسمبلی کی قرارداد کے بعد الیکشن کمیشن کی جانب سے تجویز کردہ نئی تاریخوں پر سپریم کورٹ نے الیکشن کروانے کا اعلان کردیا اب دیکھتے ہیں کہ نئی تاریخوں پر بھی الیکشن ہو پاتے ہیں یا نہیں؟ عوام تو الیکشن سے تنگ آ چکی ہے، وہی پرانے چہرے، پارٹیاں

بدل بدل کر ہر الیکشن میں عوام کو نئے نئے خواب دکھانے والے ،الیکشن کے دنوں میں ہر جنازے میں پہنچ کر ''ثواب'' حاصل کرنے والے،الیکشن جیتنے کے بعد دوبارہ عوام کو کہیں نظر نہیں آتے، عوام کی جو حالت پہلے تھی آج بھی وہی ہے۔مسائل اسی طرح ہیں ۔مہنگائی میں اضافہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا،دہشتگردی کا بیج بھی بڑھ ہی رہا ہے۔مگر عوامی نمائندے صرف اپنے مفادات کو سامنے رکھتے ہیں۔سیاسی جماعتوں کو الیکشن کا نیا شیڈول مبارک ہو مگر غریب عوام کا کیا بنے گا؟انکے مسائل کب حل ہوں گے۔انکے چہروں پر مسکراہٹ کب آئے گی؟غربت کے باعث خودکشیاں کرنے کا سلسلہ کب رکے گا؟عوام منتظر ہے تو صرف اس بات کی کہ الیکشن ہوں ضرور مگر صرف چہرے نہیں بلکہ نظام بدلا جائے۔ایسا نظام جس میں انکو اپنا حق ملے۔

علماء کونشن میں شہداء فوج کو خراج تحسین

وطن عزیز پاکستان میں دہشت گردی و تخریب کاری کی جاری لہر نے عوام کا چین چھینا ہوا ہے۔ایک طرف امریکہ کی طرف سے ڈرون حملوں میں بے گناہ پاکستانی شہید ہورہے ہیں تو دوسری جانب اسکے رد عمل میں ہونے والے بم دھماکوں میں بھی بے گناہ پاکستانیوں کو ہی نشانہ بنایا جارہا ہے۔ایک ایسے وقت میں جب طالبان سے مذاکرات کے لئے حکومت کی جانب سے کوششیں جاری تھیں ،مذاکرات کے لئے تیار طالبان کے لیڈر حکیم اللہ محسود کو امریکہ نے نشانہ بنادیا جس کے نتیجہ میں جہاں مذاکرات عمل میں تعطل آیا تو وہیں ملک میں ایک نئی بحث چھڑ گئی ۔جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان نے کہہ دیا کہ اگر امریکی ڈرون حملے میں کتا بھی مرے گا تو اسے شہید کہوں گا۔امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے بھی حکیم اللہ محسود کو جہاں شہید کہا تو دوسری طرف یہ بھی کہہ دیا کہ طالبان کے مقابلے میں مارے جانے والے پاک فوج کے جوان شہید نہیں ہیں۔جس پر پاک فوج سمیت سیاسی و مذہبی جماعتوں اور پاکستانی عوام کی طرف سے شدید رد عمل سامنے آیا۔آئی ایس پی آر نے باقاعدہ اس بیان کو واپس لینے کا کہا اور شہداء کے ورثااور پاکستانی عوام سے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا۔وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف بھی پاک فوج کے شہداء کی یادگار پر گئے اور وہاں جا

کر منور حسن کے اس بیان کو رد کیا۔ایسے حالات میں جب مسئلہ ملک میں جاری تخریب کاری کی لہر کو روکنا تھا۔بے گناہ، معصوم جانوں کو بچانے کا وقت تھا اس ایشو سے سب کی توجہ ہٹ کر رہ گئی۔جماعتوں نے ''شہید'' کے مسئلہ پر سیاست شروع کر دی۔شہید کون ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ مرنے کے پاس معاملہ اللہ کے سپرد ہو جاتا ہے لیکن اس پاک سرزمین ''پاکستان'' جو کلمہ طیبہ کے نام پر وجود میں آیا تھا اوراس میں مسلمانوں کے مکمل آزادی کے ساتھ رہنے کا حق ملا۔اس ملک کے دفاع کے لئے پاک فوج کے جوانوں کی بے مثال قربانیاں ہیں جنہیں قوم کبھی نہیں بھلا سکتی۔سخت سردی کے موسم میں جب قوم گرم گرم لحافوں میں سو رہی ہوتی ہے ہمارے یہ فوج کے باہمت باغیرت نوجوان برفانی چوٹیوں پر راتوں کو جاگ کر اس ملک کی حفاظت کر رہے، ہوتے ہیں۔سخت گرمی میں جب اس ملک کے لیڈر ٹھنڈے ٹھنڈے اے سی والے کمروں میں آرام فرما رہے ہوتے ہیں تب بھی ہمارے ملک کے یہ عظیم محافظ وطن عزیز کے دفاع کے لئے مورچوں پر موجود ہوتے ہیں۔پاک فوج کے لئے اس ملک کی قربانیوں کو اگر تحریر میں ذکر کیا جائے تو شاید مکمل نہیں ہو سکے گا۔میرا تعلق پاکستان کے ایک ایسے شہر سے ہے جسے یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد پاک فوج میں موجود ہے۔ضلع چکوال کے ہر گاؤں میں کوئی ایسا قبرستان نہیں جس میں کسی پاک فوج کے شہید جوان کی قبر نہ ہو۔تلہ گنگ کی مٹی وہ زرخیز مٹی ہے جہاں سے اس ملک کے لئے قربانیاں دینے والوں کی ایک پوری داستان ہے۔قربانیاں دینے کے

باوجود اہلیان تلہ گنگ پشیمان نہیں ، تھکے نہیں ، ہارے نہیں بلکہ پر عزم ہیں آج بھی ہر جوان کی خواہش ہے کہ وہ پاک فوج میں جائے اور ہر وال دستے میں رہ کر اس ملک کے حقیقی محافظ کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنی جان نچھاور کر دے۔تلہ گنگ میں وطن عزیز پر قربان ہونے کے بعد شہید کا جسد خاکی آبائی قبرستان پہنچنے پر اس عظیم نوجوان کے والدین و عزیز واقارب کو جو خوشی محسوس ہوتی ہے اسکی کوئی مثال نہیں ملتی مگر اب جو بحث چھڑی کہ فوج کے لوگ شہید نہیں اس پر ان پاک فوج کے شہداء کے ورثاء خون کے آنسو روتے نظر آرہے ہیں۔ایسی کیفیت میں جب مذاکرات کی بجائے ساری توجہ دوسرے مسئلہ پر آ گئی جماعۃ الدعوۃ کے مرکز طیبہ مریدکے میں دو روزہ علماء کونشن کا انعقاد کیا گیا۔شعبہ دعوت واصلاح کے امیر مولانا سیف اللہ خالد کی دعوت پر مریدکے جانے کا اتفاق ہوا۔وہ مریدکے جسے پاکستان کے دشمن اسے دہشت گردی کا اڈہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں دہشت گردی کی تربیت ہوتی ہے مگر وہاں پہنچ کر تو کچھ اور ہی مناظر نظر آئے۔مریدکے میں جماعۃ الدعوۃ کے مرکز میں داخلے کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا ہسپتال نظر آیا جہاں مریضوں کو مفت علاج معالجہ کی سہولت مہیا کی جاتی ہے تو دوسری طرف وقتاً فوقتاً فری میڈیکل کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں۔اسے آگے چلے تو ایک خوبصورت سی بلڈنگ نظر آئی بتایا گیا یہ سکول ہے جہاں سینکڑوں طلباء زیر تعلیم ہیں اسی مرکز طیبہ میں بوائز کالج، گرلز کالج جبکہ دینی مدرسہ بھی موجود ہے جہاں ہزاروں طلبا زیر تعلیم

ہیں ۔ وہاں پر کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جسے ذرہ برار بھی گمان ہوتا ہو کہ یہاں دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے بلکہ یہ تو خالصتا تعلیمی مرکز لگ رہا تھا جہاں سکول، کالج، مدرسہ موجود ہے اور صرف لڑکوں کو نہیں بلکہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بھی کالج ہے جہاں وہ زیر تعلیم ہیں ۔ مرکز کی مسجد میں علماء کنونشن کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں ملک بھر سے شیوخ الحدیث ، مفتیان کرام، علماء کرام نے شرکت کی۔ علماء کونشن میں امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید نے دوسرے روز آخری نشست میں خطاب کیا۔ کنونشن میں ایک قرار داد متفقہ طور پر منظو کی گئی جس میں کہا گیا کہ اس وقت عالم اسلام بالعموم اور پاکستان بالخصوص دہشت گردی، قتل و غارت گری اور فتنہ تکفیر کی زد میں ہے۔ کلمہ طیبہ کی بنیادوں پر حاصل کئے گئے ملک پاکستان کو کمزور کرنے کیلئے امریکہ، بھارت اور ان کے اتحادی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے ہیں ۔ ایک طرف ڈرون حملوں کے ذریعہ قبائلی مسلمانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے تو دوسری طرف ان حملوں کے رد عمل میں خود کش حملوں ، تخریب کاری اور دہشت گردی کو پروان چڑھانے کی سازشیں کی جارہی ہیں۔ پچھلے چند برسوں میں اسلام دشمن قوتوں نے پاکستان میں بدترین دہشت گردی اور تخریب کاری کے وسیع نیٹ ورک قائم کئے جس کے نتیجہ میں بچے، بوڑھے، عورتیں ، افواج پاکستان اور ملکی دفاع سے متعلقہ ادارے اس جنگ کا نشانہ بن رہے ہیں اور اب تک ہزاروں فوجی اور عوام شہید ہو چکے ہیں۔ کنونشن میں شریک علماء کرام نے واضح طور پر اعلان کیا کہ بھارت و

امریکہ سمیت کسی نے بھی پاکستان کی طرف میلی نگاہ ڈالنے کی جرات کی تو پوری پاکستانی قوم ان شاء اللہ افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہو گی اور دشمن کی ہر جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ پاکستان کی فوج اور عوام کے درمیان فاصلے پیدا کرنے کے لئے گہری سازشیں کی جا رہی ہیں جنہیں متحد ہو کر ناکام بنانا ہو گا۔ کلمہ طیبہ کی بنیاد پر بننے والے اس ملک کی حفاظت کے لئے سیاسی و مذہبی جماعتیں اور عوام فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہوں۔ ہم اسلام اور پاکستان کے دفاع کے لئے جانیں قربان کرنے والے پاک افواج کے جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ شہداء کے ورثاء وہ عظیم لوگ ہیں جن کے بیٹوں نے ملک کے دفاع کے لئے قربانیاں دیں۔ گزشتہ سالوں میں امریکا اور بھارت سمیت دیگر قوتوں نے پاکستان میں بدترین دہشت گردی کے نیٹ ورک قائم کئے ہیں جن سے پاک فوج کے ہزاروں فوجی جوان اور افسران شہید ہو گئے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ پاکستان کے خلاف امریکہ و بھارت کی خفیہ جنگ کو بے نقاب کرے۔ کنونشن میں علماء کرام کے خطابات سے اور بعد ازاں حافظ محمد سعید کے خطاب سے معلوم ہوا کہ اس کنونش کے انعقاد کا مقصد ہی پاک فوج کی لازوال قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرنا اور انکے شانہ بشانہ کھڑے رہنے کا عزم مصمم تھا۔ ملک بھر سے آئے علماء کو پیغام دیا گیا کہ منبر و محراب سے فوج کی قربانیوں اور انکی شہادتوں پر سیاست نہ کی جائے بلکہ اس پاک وطن کی عوام کو اس ملک کی محافظ فوج کے شانہ بشانہ رہنے اور ہر موقع پر ہراول دستے کا کردار ادا کرنا

چاہئے۔ کیونکہ جب تک پاک فوج سرحدوں پر ہے ہم اس ملک میں چین کی نیند سو سکیں گے ۔پاک فوج کے بغیر کچھ نہیں بچے گا۔ فوج پر تنقید کرنے والے کاش یہ جان لیں کہ اگر یہ ملک قائم و دائم ہے تو اسی فوج کی وجہ سے بصورت دیگر تو لٹیرے تو آتے ہیں اور اپنے حصے کا لے کر چلے جاتے ہیں۔

سانحہ پنڈی، قائد کے وطن کو نظر لگ گئی

قائد کے پاکستان کو کس کی نظر لگ گئی؟ مسلمانوں کے لئے الگ ملک کا قیام قائد اعظم کا مشن تھا ملک تو بن گیا مگر قائد کا خواب پورا نہ ہو سکا۔ کلمہ کے نام پر بنائے گئے ملک میں آج کلمہ پڑھنے والے کے ہاتھوں ہی قتل، ذبح ہو رہے ہیں، آج اس ملک پاکستان میں نہ تو مسجد محفوظ رہی، نہ مدرسہ، نہ امام بارگاہ اور نہ ہی چرچ، اسلام تو اقلیتوں کا بھی محافظ ہے۔ اسلام امن، اخوت، رواداری کا درس دیتا ہے مگر ہم کلمہ پڑھتے تو نظر آتے ہیں لیکن درندگی، سفاکیت کو جو مثالیں معاشرے میں پیش ہو رہی ہیں قائد کی روح کو بھی تڑپا رہی ہوں گی کہ وہ ملک جس کے قیام کے لئے ماؤں بہنوں نے اپنی عصمتیں لٹوائیں، نوجوانوں کے لاشے کٹے مقصد صرف ایک تھا آزادی، مگر کیسی آزادی ملی، جہاں کوئی بھی محفوظ نہیں۔ ہر کوئی نشانے پر ہے ان سازشوں کے پیچھے کون ہے؟ اس کبھی غور نہیں کیا گیا۔ پاکستان میں متعدد بار فسادات کی کوششیں کی گئیں، اس پاک سرزمین کو لہو لہو کیا گیا۔ جہاں امام بارگاہوں، مزاروں پر حملے ہوئے تو اب مسجد و مدرسہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ یوم عاشور کے موقع پر ہونے والے واقعہ نے اہلیان پاکستان کو خون کے آنسو رلا دیا۔ راجہ بازار میں جو کچھ ہوا وہ مسلمان تو کیا انسان بھی ایسا کرنے کا نہیں سوچ سکتا۔ وہ مدرسہ جہاں دن رات قرآن و سنت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جہاں

سے علماء کرام فراغت حاصل کرنے کے بعد ملک کی مختلف مسجدوں میں فرائض سرانجام دیتے ہیں۔اسے بھی ظالموں نے نہ چھوڑا۔مسجد و مدرسہ کو آگ لگائی گئی۔میڈیا کے مطابق نوکے قریب لوگوں کی جانیں بھی چلی گئیں۔سو سے زائد لوگوں کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔کشیدگی کے بعد حکومت نے علاقہ میں کرفیونافذ کر دیا۔موبائل سروس تو پہلے سے ہی بند تھی۔لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے۔سانحہ راولپنڈی کی تحقیقات کے لئے پنجاب حکومت کی درخواست پر جسٹس مامون رشید کی سربراہی میں عدالتی کمیشن قائم کر دیا گیا جو تحقیقات کرکے ذمہ داروں کا تعین کرے گا۔کمیشن پیر سے راولپنڈی میں انویسٹی گیشن شروع کرے گا،انکوائری کے لئے تیس روز کا ابتدائی وقت مقرر کیا گیا ہے۔کمیشن اپنی رپورٹ مکمل کرکے پنجاب حکومت کو دے گا۔رپورٹ کو منظر عام پر لانے یا نہ لانے کا فیصلہ پنجاب حکومت کا استحقاق ہو گا،اس سے پہلے بھی متعدد کمیشن بنے مگر انکا نتیجہ کیا نکلا؟کیا کمیشن کی رپورٹ ملنے کے بعد درندوں کو سزائیں ملیں؟کیا اس کے بعد ایسے واقعات رک گئے۔ہر گز نہیں۔پاکستان میں دہشت گردی جس طرح جاری ہے اسے جہاں عالمی دنیا میں پاکستان کا امیج متاثر ہو رہا ہے تو دوسری طرف پاکستان میں بسنے والے بھی خود کو اپنے گھروں میں غیر محفوظ سمجھنے لگ گئے۔سانحہ روالپنڈی کے بعد پیدا ہونے والی کشیدگی کے باعث کرفیو سے جہاں لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے وہیں۔کئی علاقوں میں کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ پینے کا پانی بھی نایاب ہوگیا ہے۔

متاثرہ علاقوں، اہم سڑکوں اور عبادگاہوں پر پولیس اور فوج کی تعیناتی کے باوجود متاثرہ علاقوں میں شدید خوف پایا جاتا ہے۔ سانحہ راولپنڈی پر مذہبی سماجی اور سیاسی رہنماؤں نے بھی شدید مذمت کرتے ہوئے انسانی جانوں اور املاک کے نقصان پر گہرے افسوس کا اظہار کیا ہے۔ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے کہا کہ راولپنڈی واقعہ انتظامیہ کی مکمل ناکامی کا نتیجہ ہے۔ اسکی ہائیکورٹ کے جج کے ذریعے تحقیقات کرائی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ گڑبڑ شروع ہونے پر پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ باہر کے لوگوں نے راجہ بازار اور دیگر علاقوں میں دکانوں اور املاک کو پٹرول چھڑک کر آگ لگائی، انہیں چیک کیوں نہیں کیا گیا۔ شیخ رشید نے مطالبہ کیا کہ وزیراعلیٰ راولپنڈی کو اپنا شہر سمجھیں اور یہاں کا دورہ کرکے نقصانات کا جائزہ لیں اور انکا ازالہ کیا جائے۔ جماعۃ الدعوۃ کے امیر حافظ محمد سعید نے راولپنڈی سانحہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ وطن عزیز کا امن تباہ کرنے کی سازش کی جارہی ہے، حکومت اعلیٰ تحقیقاتی ٹیم بنا کر سانحہ کے ذمہ داروں کو بے نقاب کرے اور کٹہرے میں لائے۔ لاہور میں 300 سے زائد علماء مدارس کے سربراہان اور آئمہ کرام کا اجلاس جامعہ منظور الاسلامیہ میں پیر سیف اللہ خالد کی زیر صدارت ہوا جس میں انہوں نے کہا کہ مدرسہ کے بچوں کو قتل کرنا حکومتی نااہلی کا ثبوت ہے، حکومت پنجاب مستعفی ہوجائے۔ جے یو آئی (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا سانحہ راولپنڈی حکومت پنجاب پولیس اور انتظامیہ کی

بے حسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ چیف جسٹس سانحہ کا نوٹس لیں، تمام دینی جماعتیں اس آگ کو ٹھنڈا کرنے میں کردار ادا کریں۔ سید منور حسن نے سانحہ پنڈی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ عوام صبر و تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کریں۔ انہوں نے کہا حکومت دونوں فریقوں کے سرکردہ علماء کا اجلاس بلا کر معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرے، جس فریق کی زیادتی ہو، اسکے خلاف کارروائی کی جائے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے کہا کہ دشمن ملک میں نفرت اور تشدد کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں، قوم صبر و تحمل کا مظاہرہ کرکے اور اختلافات پس پشت ڈال کر امن دشمن قوتوں کو ناکام بنا دے۔ سنی اتحاد کونسل کے رہنما صاحبزادہ حامد رضا نے کہا کہ اسلام دشمن قوتیں فرقوں کو لڑا کر ملک میں خانہ جنگی کرانا چاہتی ہیں، تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ علماء مذہبی ہم آہنگی کیلئے کردار ادا کریں، الطاف حسین نے کہا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے والے ملت اسلامیہ کے خیر خواہ نہیں، سازشی عناصر مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہونگے، عوام فساد کی سازشوں کو ناکام بنا دیں، عوام احتجاج ضرور کریں مگر ایک دوسرے کی املاک کو نقصان نہ پہنچائیں۔ جے یو آئی کے سربراہ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ یہ واقعہ امن تباہ کرنے کی سازش ہے، حکومت ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے۔ سابق آصف علی زرداری نے راولپنڈی سانحہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس غیر انسانی اور ظالمانہ فعل کا مذہب تے کوئی تعلق نہیں، ملک اور عوام کو نقصان پہنچانے اور

فرقہ واریت کو ہوا دینے کی ہوا دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔ مرکزی رہنما تحریک جعفریہ سید حامد علی موسوی نے راولپنڈی میں فائرنگ اور پتھراؤ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ راولپنڈی پرامن شہر ہے، یہاں شیعہ سنی مل جل کر رہتے ہیں اور انکے دکھ سکھ سانجھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے محرم سے قبل ہی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ حساس شہروں کو فوج کے سپرد کیا جائے، اگر ہمارے مطالبے پر عمل ہوتا تو یہ ناخوشگوار واقعہ نہ ہوتا۔ وحدت مسلمین کے سربراہ علامہ امین شہیدی نے باہر کے اشارے پر اندر کے عناصر انسانی جانوں کے ساتھ کھیل کھیل رہے ہیں۔ وطن عزیز میں موجود تمام سیاسی ومذہبی جماعتیں اس سانحہ پر دکھ کا اظہار تو کر رہی ہیں مگر ایسے سانحات کو کون روکے گا؟ کیا ہم تعزیت کرکے ،ایک بیان دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں؟ ہمارے ضمیر تڑپتے لاشے، جلتی مساجد دیکھ کر نہیں جاگتے؟ عوام کٹ رہی ہے۔ دہشت گرد پناکام دکھا رہے ہیں۔ مگر بیان سب کا ایک ہو گا ،مذمت سب کریں گے لیکن اتحاد کہیں نظر نہیں آئے گا۔ اس ملک کے دشمن تو یہ بات چاہتے ہیں کہ کہیں مذہب کی بنیاد پر کہیں قومیتوں کی بنیاد پر کہیں زبان کی بنیاد پر انکو آپس میں لڑایا جائے تو کہ پاکستان میں رہنے والے متحد نہ ہو سکیں اگر یہ متحد ہو گئے تو پھر دشمن مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ آپسی لڑائی کے ذریعہ ہمیں کمزور کر رہا ہے۔ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنا چاہتا ہے مگر ہمیں انکی تمام سازشوں کو ناکام بنانا ہو گا۔ آپس میں اتحاد ویکجہتی کی مثال بننا ہو گا۔ اور قائد کے

پاکستان کو قائد کا پاکستان بنانا ہو گا تبھی ہمارے اس ملک میں قیام امن خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔

سانحہ پنڈی اور سوشل میڈیا

دس محرم کو پنڈی میں جو کچھ ہوا اس افسوسناک پر سوشل میڈیا پر جو بحث چل رہی ہے وہ اسے بھی زیادہ خطرناک ہے، سوشل میڈیا کی ویب سائٹس فیس بک، ٹویٹر وغیرہ پر ایک طرف جہاں دارالعلوم تعلیم القرآن کی حمایت میں بحث جاری ہے انکے ساتھ اظہار ہمدردی کی جارہی ہے۔ جانوں کے ضیاع، املاک کے نقصان اور دینی کتب کے جلنے پر افسوس کے ساتھ ساتھ انتقام کی باتیں بھی ہو رہی ہیں تو دوسری جانب یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جلوس پر پتھراؤ کیا گیا جس کی وجہ سے جلوس والے مشتعل ہو گئے۔ حقیقت کیا ہے ؟ عدالتی تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ کے آنے کے بعد ہی واضح ہو سکے گا۔ لیکن اس واقعہ نے پورے ملک کو فسادات میں جھونک دیا۔ ملتان، چشتیاں، بہاولنگر میں بھی حالات خراب ہونے لگے مگر انتظامیہ نے صورتحال پر قابو پا لیا۔ کوہاٹ میں بھی گڑبڑ ہوئی جہاں کرفیو لگا دیا گیا۔ حکومت جہاں مختلف شہروں میں حالات کو قابو میں رکھنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے وہیں سوشل میڈیا پر چلنے والی پوسٹوں پر بھی حکومت نے نوٹس لیا ہے۔ اور سوشل میڈیا پر فرقہ واریت سے متعلق مواد جاری کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا حکم دیا ہے۔ سانحہ پنڈی کے بعد راولپنڈی میں موبائل دو روز کے لئے بند رہے۔ علاقے میں کرفیو تھا۔ کسی کے ساتھ رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ تعلیم القرآن میں پڑھنے والے طلباء اور

وہاں موجود دیگر عملے کے بارے میں انکے لواحقین پریشان تھے۔ کیونکہ اطلاعات کا کوئی نظام حکومت کی طرف سے قائم نہیں کیا گیا تھا نہ تو زخمیوں اور سانحہ میں شہید ہونے والوں کا پتہ چل رہا تھا اور نہ ہی بچنے والوں کا کسی سے کوئی رابطہ ہو رہا تھا۔ حکومت آٹھ لوگوں کے مرنے کی خبریں دے رہی تھی تو سوشل میڈیا پر کہیں پینتالیس ، کہیں ساٹھ، کہیں اسی لوگوں کے جاں بحق ہونے کی بحث جاری تھی۔ صرف بحث ہی نہیں ایک دوسرے کے خلاف نعرے اور انتقام کی باتیں و دعوے بھی ہو رہے تھے۔ دارالعلوم تعلیم القرآن کی مسجد کے امام کا تعلق تلہ گنگ کے شہر ٹمن سے تھا۔ سانحہ کے دوسرے روز ٹمن میں یہ خبر پھیل گئی کہ تعلیم القرآن کے امام اور نائب ناظم قاری طاہر سعید کو ذبح کر دیا گیا ہے جبکہ انکی بیوی اور ایک چھوٹی بچی کو زندہ جلا دیا گیا ہے۔ ٹمن میں اس خبر کے پھیلنے کے بعد مقامی میڈیا تک بات پہنچی۔ سارے شہر میں اس خبر کے پھیلنے سے سوگ کا سماں تھا۔ اس خبر کی تصدیق کہیں سے بھی نہیں ہو رہی تھی ۔ قاری طاہر سعید کے گھر والوں بھی پریشانی کے عالم میں تھے۔ موبائل بند ہونے کی وجہ سے رابطہ منقطع تھا۔ ٹمن سے مقامی علماء کرام بھی اس افوان نما خبر سننے کے بعد پنڈی کی طرف روانہ ہوئے لیکن وہاں کرفیو تھا جس کی وجہ سے وہ تعلیم القرآن تک نہیں پہنچ سکے۔ ظہر کے وقت سے یہ افواہ چلی ۔ رات عشاء کے وقت قاری طاہر سعید نے ایک پی سی او سے اپنے ٹمن کے ہی شاگرد حافظ سمیع اللہ سے فون پر بات کی اور کہا کہ میں بمعہ فیملی محفوظ مقام پر خیریت سے ہوں۔ مختصر سی

گفتگو کے بعد ٹمن میں تھوڑا سکون ہوا۔ اگر حکومت اطلاعات کا موثر نظام بناتی تو شاید لوگ اس طرح پریشان نہ ہوتے یہ تو صرف ایک شہر کا حال تھا باقی جو لوگ وہاں تعلیم القرآن میں موجود تھے انکے اہلخانہ کی کیا کیفیت ہو گی؟ سوشل میڈیا پر بحث اس تصادم کو مزید بھڑکا رہا ہے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے خلاف کارروائی انٹرنیٹ اور موبائل فون کے ذریعے تشہیر سے متعلق موجود قانون کے تحت کی جائے گی۔ وفاقی حکومت نے وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ایف آئی اے کو حکم دیا ہے کہ سوشل میڈیا کی متعلقہ ویب سائٹس پر فرقہ واریت پر مبنی مواد جاری کرنے والوں کے خلاف کریک ڈان کیا جائے۔ حکومت نے وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی کو تمام کمپنیوں کے ذریعے موبائل فون کے ڈیٹا کی نشاندہی کرنے کی ہدایت کی ہے۔ وزارت داخلہ نے نفرت انگیز اور بے بنیاد مواد سوشل ویب سائٹ سے ہٹانے کا حکم دیتے ہوئے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی ہدایت بھی کی ہے۔ وزارت انفارمیشن و ٹیکنالوجی کا کہنا ہے ملک میں سائبر کرائم کا کوئی قانون موجود نہیں۔ مشرف حکومت نے پاکستان الیکٹرانک کرائم آرڈیننس 2007ء جاری کیا۔ سائبر کرائم آرڈیننس ایکٹ کے تحت آئی ٹی کورٹس اور آئی ٹی ججز مقرر کئے جانے تھے۔ بل 31 دسمبر 2007ء کو اسمبلی میں پیش کیا گیا مگر قانون کا حصہ نہ بن سکا، ذرائع کے مطابق اس وقت سائبر کرائم ضابطہ فوجداری کے تحت عمل میں لایا جا رہا ہے۔ ایک طرف ایف آئی اے سائبر کرائم ونگ کا دائرہ کار محدود ہے تو دوسری جانب ٹیلی گراف

ایکٹ میں سائبر کرائم کی سزائیں موجود نہیں ہیں۔ سانحہ پنڈی کے بعد ملک گیر احتجاج بھی جاری ہے۔ حکومت امن و امان کے قیام کے لئے کوششیں کر رہی ہے۔ دفاع پاکستان کونسل نے جمعہ کو پرامن یوم احتجاج منانے کی حمایت کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ عدالتی کمشن راولپنڈی واقعہ کی تحقیقات جلد مکمل کرے اور اس میں ملوث ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ دفاع پاکستان کونسل کے اجلاس میں مولانا سمیع الحق، پروفیسر حافظ محمد سعید، علامہ احمد لدھیانوی و دیگر نے شرکت کی۔ جس میں انکا کہنا تھا کہ راولپنڈی واقعہ کراچی سے خیبر تک ملک کو فرقہ واریت کی جنگ میں جھونکنے کے مترادف اور ملک پر دشمن کا زمینی ڈرون حملہ تھا، فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کیلئے دشمن نے گہری سازش تیار کی، ہم اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کی سعی کر رہے ہیں واقعہ قیامت صغریٰ سے کم نہ تھا، دشمن ملک کو فرقہ وارانہ جنگ میں جھونکنا چاہتا ہے۔ ایک طرف حکومت اور طالبان میں مذاکرات کی باتیں ہو رہی تھیں اور دوسری جانب امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری ہے جس سے واضح ہو گیا ہے کہ امریکہ پاکستان میں امن نہیں چاہتا اور وہ اس خطے کے معصوم عوام کو اپنے ٹینکوں تلے روند کر مال غنیمت لے کر جانا چاہتا ہے۔ سازش کے تحت یہاں فرقہ وارانہ جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور ہم بھی بیرونی سازشوں کا شکار ہو کر پاکستانی بننے کی بجائے کوئی سنی بن گیا کوئی شیعہ ہو گیا، راولپنڈی واقعہ کی آڑ میں دشمن آگ بھڑکانا چاہتا ہے یہ بہت گہری اور سوچی سمجھی سازش ہے دشمن کی پوری

منصوبہ بندی سامنے آ چکی ہے۔ اس واقعہ سے مساجد کا تقدس پامال ہوا ہے اور اس میں ملک دشمن عناصر ملوث ہیں۔ وقتی مظاہروں اور جھگڑوں سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کوئی مکتبہ فکر دوسرے کی دل آزاری نہ کرے قوم سے صبر و تحمل کی اپیل کرتے ہیں۔

اہلسنت والجماعت کے سربراہ علامہ احمد لدھیانوی نے کہا کہ راولپنڈی واقعہ کی مکمل تحقیقات کرنے پر ہم نے حکومت پر اعتماد کیا ہے، اگر واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کے خلاف کارروائی نہ ہوئی تو ملک میں ایک نہ ختم ہونے والے بحران کا آغاز ہو جائے گا، لال مسجد کے بعد آج تک ہم دہشت گردی پر قابو نہیں پا سکے، پنڈی واقعہ سے 500 خاندان بے روزگار ہوئے ہیں، ایک سروے کے مطابق عاشورہ کی تعطیلات اور اس واقعہ کی وجہ سے 22 ارب سے زائد کا نقصان ہوا ہے، سالانہ شیڈول کے مطابق نکلنے والے جلوسوں کی تعداد 20 سے زائد ہے، جلوس کے قائدین کو بھی شامل تفتیش کیا جائے، اہلسنت والجماعت جمعہ کو ملک بھر یوم احتجاج منائے گی، حکومت شہداء کے ورثا اور زخمیوں کو معاوضہ دینے کے اعلان پر فوری عمل درآمد کرے اور تاجروں کی مکمل سپورٹ کریں گے۔ قوم اس سانحہ کے بعد افسردہ ہے۔حکومو کو چاہئے کہ سوشل میڈیا پر کری نظر رکھی جائے۔فرقہ واریت کا زہر کو سوشل میڈیا پر بویا جا ریا ہے وہ انتہائی تکلیف دہ ہے۔جماعتوں کو بھی اپنے کارکنان کو سمجھانا ہوگا کہ پاکستان سب کا ہے اسکی حفاظت کرنی ہے نہ کہ انتقام انتقام کے نعرے لگائے جائیں۔اگر انتقام کی فضا بنی تو پھر پاکستان محفوظ نہیں رہے گا۔سوشل میڈیا پر ایک

دوسرے کے خلاف اگلے جانے والے زہر کو ختم کیا جائے۔ غلط اطلاعات و افواہیں
پھیلانے سے گریز کیا جائے۔ بلکہ سچ اور حقائق کو سامنے لایا جائے۔

مہنگائی کے ڈرون بھی روکے جائیں

پیپلز پارٹی کی حکومت میں جہاں مہنگائی ہوئی تھی عوام چاہتی تھی کہ اس حکومت کے بعد کوئی ایسا حکمران آئے جو مہنگائی کا خاتمہ کرے تا کہ ہر غریب دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھا سکے۔ مئی میں ہونے والے الیکشن میں عوام نے تبدیلی کا نعرہ لگانے والے عمران خان کی بجائے سابقہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو مینڈیٹ دیا اور مسلم لیگ (ن) ایک بار پھر اقتدار میں آ گئی۔ ابھی اس حکومت کو چند ہی ماہ گزرے ہیں کہ مہنگائی کے ڈرون پر ڈرون گرائے جا رہے ہیں۔ کبھی پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ، کبھی بجلی کے نرخوں میں اضافہ، کبھی اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں اضافہ، عوام بھی بیچاری کیا کرے؟ اس غریب عوام نے ہی تو میاں صاحب کو مینڈیٹ دیا تھا غربت کے خاتمے کے لئے، مہنگائی کے خاتمے کے لئے، ملک میں جاری دہشت گردی کو روکنے کے لئے، تا کہ عوام اس ملک میں سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ اس ملک کے ہر شہر کے ہر بازار میں امن ہو۔ مساجد میں عبادت کرنے والے محفوظ ہوں۔ مگر عوام کا یہ خیال صرف خواب ہی رہا۔ پیپلز پارٹی کا تو نعرہ تھا کہ روٹی، کپڑا اور مکان، مگر پانچ سال حکومت کرنے کے باوجود اس عوام کو نہ روٹی ملی، نہ کپڑا اور نہ ہی مکان، ''ن'' لیگ کا یہ نعرہ تو نہیں تھا البتہ انکے منشور میں عوام کو سہانے خواب ضرور دکھائے گئے تھے جن پر

عملی اقدامات کے لئے قوم ترس رہی ہے۔اور انہی کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے عوامی نمائندے''اب انہیں بھول چکے ہیں۔حالیہ دنوں میں اشیائے خوردونوش کی'' قیمتوں میں اضافے نے تو عوام کی جان ہی نکال کر رکھ دی۔ چکی آٹا مالکان نے ایک کلو چکی آٹا کی قیمت میں 2 روپے اضافہ کر دیا ہے جس سے اس کی قیمت 50 روپے کلو ہو گئی ہے چکی آٹا مالکان کا کہنا ہے کہ اوپن مارکیٹ میں ایک من گندم کی قیمت 200 روپے اضافے سے 1600 روپے تک پہنچ گئی ہے ان حالات میں ہمارے لئے چکی آٹا کی فی کلو قیمت میں اضافہ ناگزیر تھا۔انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ گندم کی قیمتوں میں کمی کے لئے اقدام کرے ورنہ صورت حال بہت خراب ہو جائے گی۔ یوٹیلٹی سٹورز بھی پر 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت میں 10 روپے اضافہ کر دیا گیا ہے جس سے اس کا ریٹ 785 روپے ہو گیا۔ مختلف شہروں میں سبزیاں پھل اور دیگر اشیا کئی گنا مہنگے داموں فروخت ہو رہی ہیں۔آلو نیا 60 کے مقررہ سرکاری ریٹ کی بجائے 85 پیاز 52 کی بجائے 65، ٹماٹر 110 روپے کی بجائے 150، لہسن چائنہ 104 کی، بجائے 135 روپے کلو، ادرک چائنہ 204 کی بجائے 250، پالک 18 کی بجائے 25 روپے کلو، بینگن 29 کی بجائے 34 روپے، کھیرا فارمی 28، بند گوبھی 60، پھول گوبھی 70، دیسی ٹینڈے 65، کریلے 110، گھیا کدو 44، مٹر 110 روپے، شملہ مرچ روپے کلو، سبز مرچ 75 روپے، لیموں 70 روپے، مولی 9 روپے کی بجائے 90 روپے، بھنڈی 95، اروی 60 روپے، پھلیاں 60 روپے، شلجم 50 روپے، گاجر 20 ساگ 30 روپے کلو، سیب کالا کولو پہاڑی 90 روپے، 45

کی بجائے 100 وپے، کھجور 124 روپے کی بجائے 220 روپے، کیلا درجن 44 کی بجائے 50روپے۔ انار قندھاری 145، انگور ٹافی 200 روپے، جاپانی پھل 70، امرود 55 روپے کلو، فروٹر درجن 44 روپے کی بجائے 60 روپے، مسمّی درجن 64 روپے کی بجائے 75 روپے میں فروخت کئے جا رہے ہیں۔ دکانداروں کی جانب سے من مانے ریٹس لگانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب بھر میں مہنگائی کا جن بے قابو ہوگیا۔ انتظامیہ بے بس تماشائی بنی ہوئی ہے۔ گھی، چینی، دالیں، چاول، آٹا، سبزی، پھل، مصالحہ جات اور انڈوں کی قیمتوں میں پچیس سے تیس فیصد تک اضافے نے لوگوں کی چیخیں نکال دیں۔ دال مسور کی سو کلو کی بوری نو ہزار پانچ سو روپے سے بڑھ کر 12 ہزار جبکہ دال مونگ 1150 تک جا پہنچی ہے۔ رہی سہی کسر بھی چاول نے نکال دی۔ تھوک میں سو کلو کی بوری 11 ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ ادھر ملک بھر میں گنے کی کرشنگ میں تاخیر سے ملک کے مختلف شہروں میں چینی کی قیمتوں میں اضافہ ہوگیا۔ رواں ماہ چینی کی فی کلو قیمت میں ملک بھر میں اوسط 3 سے 4 روپے اضافہ دیکھا گیا۔ لاہور میں چینی 4 روپے مہنگی ہو کر 61 روپے، اسلام آباد میں 62، راولپنڈی میں 8 روپے بڑھ کر 62، پشاور میں 5 روپے اضافہ کے ساتھ 60 روپے جبکہ کوئٹہ میں چینی 2 روپے مہنگی ہو کر 60 روپے فی کلو تک پہنچ چکی ہے۔ سابقہ حکومت کے پانچ سالہ دور اقتدار کے مقابلے میں موجودہ حکومت کے پانچ ماہ میں ہی مہنگائی کے ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں ۔ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری، غربت اور بدامنی نے عام آدمی کی نیندیں

اڑا دی ہیں ہر پاکستانی سوچ رہا ہے کہ ان حالات سے کیسے چھٹکارا پایا جائے لیکن دوسری طرف حکومت جس کا یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کے اندر بڑھتی ہوئی مایوسی اور ناامیدی کو ختم کرے، مہنگائی میں اضافہ کرکے عوام کی ان توقعات پر پانی پھیر دیا ہے جو انہوں نے 11 مئی کو ووٹ دیتے وقت مسلم لیگ ن اور میاں نواز شریف سے وابستہ کی تھیں۔ ایک طرف جہاں مہنگائی زیادہ ہوتی ہے، قیمتوں میں نرخوں کا اضافہ ہوتا ہے تو دوسری طرف مارکیٹ والے بھی اپنی من مانیاں کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے پنجاب بھر میں ہفتہ کو سستے بازار لگانے کا اعلان کیا ہے۔ خوش آئند تو ہے مگر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہاں بھی عوام کو نہیں لوٹا جائے گا؟ رمضان میں سست بازاروں کا تجربہ تو ہو چکا ہے۔ کچھ اچھی کوالٹی کی چیزوں کے علاوہ اکثر ناقص ہوتی تھیں جنہیں مارکیٹ ریٹ پر ہی فروخت کیا جاتا رہا۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو چاہئے کہ غریب کش پالیسیاں بنانے کی بجائے اس ملک میں سے مہنگائی کے طوفان کو کم کیا جائے۔ اس طوفان سے عوام میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ اگر حکومت نے اس کا سدباب نہ کیا تو پھر جو حال مئی کے الیکشن میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ق) کا ہوا۔ یہ عوام یہی حال اس حکومت کا کرے گی کیونکہ حکومت بھی عوام کے سہارے ہی بنتی اور چلتی ہے۔ تحریک انصاف نے گزشتہ دنوں مہنگائی کے خلاف ملک گیر احتجاج تو کیا تھا مگر اس کا تنا اثر سامنے نہیں آیا تھا۔ اگر مہنگائی میں اضافہ ہوتا گیا تو تحریک انصاف کو احتجاج کی کال کی ضرورت نہیں پڑے گی

بلکہ عوام خود نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ قوم سوال کرتی ہے کہ جب تک ہمیں مہنگائی کو طوفان ملتا رہے گا؟ میاں صاحب خدا را عوام کو اس حد تک نہ لے جائیں کہ وہ بد دعائیں کرنے لگیں۔ آپ نے اس ملک کے دفاع کو مضبوط کیا۔ ایٹمی دھماکے کئے اس ملک کی محب وطن عوام کو آپ پر فخر ہے۔ مگر انہیں مایوس مت کیجئے۔ جس ملک کا دفاع مضبوط کیا اس ملک میں رہنے والوں کو بھی مضبوط کیجئے۔ تبھی عوام کے دل آپ پھر ایک بار جیت سکیں گے۔

ڈرون پر صرف مذمت کافی نہیں

ہنگو کی تحصیل ٹل میں اسلامی مدرسہ مکتبہ دارالعلوم پر امریکی ڈرون حملے کے نتیجے میں 8 افراد جاں بحق جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔ڈرون حملے سے مدرسے کی عمارت بھی شدید نقصان پہنچا، امریکی ڈرون طیاروں نے ہنگو کی تحصیل ٹل میں واقع مدرسہ مفتاح القرآن کو صبح سویرے اس وقت نشانہ بنایا جب مدرسے میں زیر تعلیم بچے اور اساتذہ سو رہے تھے۔ میزائل گرتے ہی عمارت ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئی۔ امریکا گزشتہ کئی برسوں سے پاکستان کے قبائلی اور نیم قبائلی علاقوں میں سیکڑوں میزائل حملے کرچکا ہے تاہم یہ پہلا حملہ ہے جو خیبر پختونخوا کے کسی علاقے میں کیا گیا ہے۔ گزشتہ روز ہی وزیر اعظم کے مشیر برائے امور خارجہ سرتاج عزیز نے قائمہ کمیٹی برائے امور خارجہ کے اجلاس میں بریفنگ دیتے ہوئے کہا تھا کہ امریکی کی جانب سے یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اب پاکستان میں ڈرون حملوں کے ذریعے مذاکرات کا عمل متاثر نہیں کیا جائے گا تاہم سرتاج عزیز کے بیان کے ایک روز بعد ہی امریکا نے ڈرون حملہ نہ کرنے کے وعدے کی دھجیاں اڑادیں۔ ہنگو ڈرون حملے کے بعد دفتر خارجہ نے شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ڈرون حملوں کے منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں، اس قسم کے حملے ملکی خود مختاری کی خلاف ورزی ہیں۔

ڈرون حملے مستحکم پاکستان اور امن کیلئے کی گئی حکومتی کوششوں کیلئے نقصان دہ ہیں، حملوں میں معصوم انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے۔ ہنگو صوبہ خیبر پختونخوا کا ضلع، پہلے پہل ضلع ہنگو کوہاٹ کی ایک تحصیل تھی۔ جو کہ برِ صغیر کی تاریخ میں ایک بے مثال تحصیل سمجھی جاتی تھی۔ 30 جون 1996 کو اس تحصیل نے کوہاٹ سے علیحدہ ضلع کی حیثیت اختیار کی۔ یہ نیا تخلیق شُدہ ضلع خوبصورت مناظر، معدنی دولت اور جنگلات سے مالا مال ہے۔ اسکی افرادی قوت ہنر مندی اور جفاکشی اور دفاعی اُمور میں خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس ضلع کے افراد اندرونِ ملک اور خلیج کے ممالک میں خدمات کی انجام دہی سے ملک کیلئے بہت سا زرِ مبادلہ کما رہے ہیں۔ جغرافیائی محلِ وقوع کی وجہ سے اس ضلع کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ کیونکہ ایک طرف یہ ضلع کوہاٹ سے اور دوسری طرف اورکزئی اور کرم ایجنسی سے مِلا ہوا ہے۔ انگریزوں کے دورِ حکومت میں افغانستان کے ساتھ جنگ میں ہنگو کا ذکر بکثرت پایا جاتا ہے۔ قبائلی اور بندوبستی روایات کی آمیزش سے یہ لوگ تعلیم یافتہ اور مہذّب ہیں۔ یہاں پر زیادہ تر بنگش قبائل آباد ہیں۔ اور یہاں پر پشتو زبان بولی جاتی ہے۔ ہنگو ضلع کا کل رقبہ 1097 مربع کلومیٹر ہے۔ دیہی آبادی کا بڑا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ کل قابلِ کاشت رقبہ 27430 ہیکٹیئرز ہے۔ ہنگو میں دینی مدرسے پر امریکی ڈرون حملے میں اساتذہ اور طلباء کی شہادت کے بعد اب حکومت کو صرف مذمت نہیں بلکہ عملی اقدامات کرنے ہوں گے جن سے قوم مطمئن ہو۔ جب سے وزیر داخلہ نے پارلیمنٹ میں

خطاب کرتے ہوئے ڈرون حملوں میں صرف انتہائی مطلوب دہشت گردوں کی ہلاکت کا بیان دیا ہے امریکہ کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ اب امریکہ قبائلی علاقوں سے آگے بڑھ کر ہمارے شہروں کو نشانہ بنا رہا ہے، اگر حکومت مجرمانہ خاموشی نہیں توڑے گی اور امریکہ کو سخت پیغام نہیں دے گی تو امریکی ڈرونز پورے ملک میں شہریوں کو نشانہ بناتے رہیں گے۔ پہلی بار فاٹا سے نکل کر ہنگو میں ڈرون حملہ ہوا ہے۔ امریکہ ہمارے معصوم شہریوں کا قتل عام کر رہا ہے اور حکومت اس کیلئے نیٹو سپلائی جاری رکھے ہوئے ہے جس میں ہمارے معصوم بچوں کے قاتلوں کیلئے اسلحہ اور خوراک جاتی ہے، حکومت نیٹو سپلائی سے حاصل ہونے والے کمیشن کی خاطر اب تک ہزاروں شہریوں کا قتل عام کروا چکی ہے، اپنے چند روزہ اقتدار کو طول دینے اور عیش و عشرت کیلئے حکمرانوں نے عالمی بھیڑیئے کو پاکستانیوں کا شکار کرنے کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ حکمران بڑے فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ نیٹو سپلائی جاری رہے گی۔ ڈرون گرانے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود ملکی فضاؤں میں ان کی آزادانہ پروازیں حکومتی بے حسی اور بزدلی کا شرمناک مظاہرہ ہے۔ حکومت فوری طور پر ڈرون حملے رکوائے اور اگر امریکہ حملے روکنے پر تیار نہیں ہوتا تو نیٹو سپلائی روک دے، پوری قوم حکومت کے اس اقدام کی حمایت کرے گی۔ پاکستان کی عوام، تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں، اپوزیشن، حکومت، امیر، غریب سب اس بات پر متفق ہیں کہ ڈرون حملے غیر قانونی ہیں جس میں پاکستان کی سلامتی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ حکومت بھی امریکہ سے

مطالبہ کر دیتی ہے مگر اس ملک کا دفاع کیوں نہیں کرتی؟ یہ ہے وہ سوالیہ نشان جو ہر شہری کے ذہن میں ہے۔ڈرون حملوں کا سلسلہ قبائلی علاقوں سے نکل کر خیبر پختونخواہ تک پہنچ گیا، خیبر پختونخواہ میں تحریک انصاف کی حکومت ہے۔ تحریک انصاف نے ڈرون حملوں کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے اور نیٹو سپلائی بند کرنے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کا کہنا تھا کہ نواز شریف نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ وہ امریکا سے ایسی زبان میں بات کریں گے کہ وہ خود ہی ڈرون حملے بند کردیں گے اور انہیں ڈرون طیارے مار گرانے نہیں پڑیں گے لیکن دنیا نے دیکھا کہ نواز شریف نے ایک پرچی پر لکھا کس زبان اور لہجے میں پڑھا۔ نواز شریف بھی دوغلی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہیں عوام کے سامنے حکومت ڈرون حملوں کی مذمت کرتی ہے اور اندرون خانہ وہ اس کی حمایت کرتی ہے، نواز شریف کی جانب سے ایک بار بھی ان کے خلاف بیان نہیں آیا، ایک جانب سرتاج عزیز ڈرون نہ ہونے کا وعدہ کرتے ہیں اور دوسری جانب ڈرون حملہ ہوجاتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی حکومت ہمارے حکمرانوں کو جوتے کی نوک پر رکھتی ہے۔ وہ امریکا کو ان سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہیں اگر انہیں پتہ چلے کہ پاکستان میں کوئی حکومت ہے جو بھرپور جواب دے سکتی ہے تو وہ کبھی بھی ڈرون حملے نہ کریں۔ دفاع پاکستان کونسل میں سب سے زیادہ کردار ادا کرنے والی اور متحرک جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے بھی ہنگو میں دینی مدرسے پر امریکی ڈرون حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا

کہ وطن عزیز میں امن و امان کے قیام کیلئے ڈرون حملے روکنا انتہائی ضروری ہے۔حکومت جراتمندانہ فیصلے کرے گی تو پوری پاکستانی قوم ان کے ساتھ ہو گی۔ڈرون گرائے جائیں اور نیٹو سپلائی بند کی جائے۔ڈرون حملوں کے ذریعے امریکہ پاکستان سے اپنی شکست کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ایمنسٹی انٹر نیشنل، سلامتی کونسل اور دیگر کئی عالمی ادارے ڈرون حملوں کو جنگی جرم قرار دے چکے ہیں اور بے گناہ پاکستانیوں کی شہادت کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود امریکی ڈرون حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔پوری پاکستانی قوم ان حملوں کے خلاف ہے اور اپنے بے گناہ پاکستانی بھائیوں کے قتل عام کو کسی صورت برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ایک اسلامی درسگاہ جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے جہاں معصوم طلباء زیر تعلیم تھے۔اس کو ہی کیوں نشانہ بنایا گیا۔امریکہ نے جنگ طالبان کے خلاف نہیں بلکہ اسلام اور پاکستان کے خلاف چھیڑ رکھی ہے۔ہر مذہبی ادارہ امریکہ کو دہشت گردی میں ملوث نظر آتا ہے جب کہ اسکے مقابلے میں امریکہ نے جو خود خون کی ندیاں بہائیں، عراق، افغانستان میں لاکھوں مسلمانوں کو بے گناہ خون کیا۔کیا یہ دہشت گردی نہیں؟ پاکستان نے تو اس جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا۔پاک فوج کے جوان دہشتگردی میں شہید ہوئے۔اس قوم نے شہیدوں کے بہت لاشے اٹھا لئے۔یہ قوم حکومت سے سوال کرتی ہے کہ امریکہ کے سامنے ہم اتنے کیوں جھک گئے ہیں؟امریکی غلامی سے ہم کب نکلیں گے؟ پاکستان ہمارا ملک ہے جسکا دفاع ہمارا

اولین فرض ہے مگر امریکا ہے جو ڈرون پر ڈرون مارے جا رہا ہے اور بے گناہ پاکستانی شہید ہوتے جا رہے ہیں۔ حکومت دفاع کے معاملے میں اب مصالحت کی پالیسی اختیار کرنے کی بجائے امریکہ کو دو ٹوک جواب دے کہ اب اگر ڈرون آیا تو گرائیں گے۔ ہمیں اپنے ملک کے دفاع کا پورا پورا حق حاصل ہے اگر امریکہ اپنی سلامتی کے لئے افغانستان پر چڑھائی کر سکتا ہے تو ہم اپنے ملک کے دفاع میں کیوں اتنی غفلت برت رہے ہیں۔ قوم کے اندر ایمان اور جذبہ موجود ہے۔ صرف حکومت کو بزدلانہ پالیسیاں اور مذمتی بیانات و مطالبے ترک کر کے مضبوط فیصلے و اقدامات کرنا ہوں گے۔

بھارت سے دوستی کس بنیاد پر؟

کہتے ہیں ''کشمیر جنت ہے،جنت کسی کافر کو نہ ملی ہے ملے گی'' قیام پاکستان کے بعد بھارت نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا۔اقوام متحدہ کی قراردادوں کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔آج تلک کشمیری مسلمان انڈیا کے مظالم برداشت کرتے آئے ہیں۔اس عرصے میں کشمیریوں کی بے مثال قربانیوں کو کسی صورت نہیں بھلایا جا سکتا۔جموں کشمیر میں جب انڈین آرمی کشمیری مسلمانوں پر مظالم کرتی ہے تو وہاں مسلمان اس کے مقابلہ میں پاکستان سے رشتہ کیا لاالہ الااللہ اور کشمیر بنے گا پاکستان کے نعرے لگاتے ہوئے جانیں قربان کر دیتے ہیں۔کشمیریوں کے جذبہ حریت کو سرد کرنے کرنے کی بھارت نے کوشش کی مگر ناکام ہوا۔پاکستان کشمیریوں کا سب سے بڑا وکیل ہے۔پاکستان اور انڈیا کے مابین سب سے بڑا تنازعہ ہی کشمیر کا ہے۔پاکستان کشمیر کو شہہ رگ جبکہ انڈیا اسکو اٹوٹ انگ کہتا ہے۔کشمیری عوام پاکستان کا ساتھ چاہتی ہے مگر انڈیا کے مظالم وہاں تھمنے کا نام نہیں لیتے،انسانی حقوق کا واویلا کرنے والی نام نہاد این جی اوز کو پاکستان میں مختاراں مائی کے ساتھ زیادتی تو نظر آ جاتی ہے مگر کشمیر میں روزانہ انڈین آرمی کے درندوں کے ہاتھوں عصمتیں تار تار ہوتی ہیں اس پر وہ کیوں خاموش ہیں؟۔ایک ملالہ پر حملے سے ساری دنیا

احتجاج کرتی نظر آتی ہے اور اسکے ساتھ اظہار یکجہتی کیا جاتا ہے مگر کشمیر میں ہندو فوج مسلمان بچیوں کے ساتھ جو سلوک کر رہی ہے وہ کسی کو کیوں نظر نہیں آتا؟انسانی حقوق کے عالمی ادارے خاموش تماشائی نظر آتے ہیں۔اقوام متحدہ نے قرارداد یں تو پاس کیں مگر کشمیریوں کو اپنا حق نہ ملا۔وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے اقوام متحدہ میں کشمیر کا مسئلہ جراتمندی کے ساتھ اٹھایا جس پر انڈیا میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔حال ہی میں سرتاج عزیز نے دہلی کے دورے کے دوران حریت رہنماؤں سے ملاقات میں میاں نواز شریف کا یہ پیغام پہنچایا تھا کہ پاکستان کشمیریوں کی حمایت جاری رکھے گا۔لیکن چند روز بعد ہی وزیر اعظم نواز شریف نے لاہور میں ہونے والی چوتھی عالمی ادبی و ثقافتی کانفرنس میں کہا کہ ہم انڈیا کے ساتھ ویزہ کی پابندی ختم کرنا چاہتے ہیں۔اور بھارت کے ساتھ دوستی و تجارت چاہتے ہیں اگر بھارت ایک قدم چلے گا تو ہم دو قدم چلیں گے۔پاکستانی وزیر اعظم نے جس روز یہ بیان دیا اسی دن خبر آئی کہ بھارت نے اپنے اتحادی اسرائیل کے اقدامات سے متاثر ہو کر مقبوضہ وادی میں دیوار کی تعمیر شروع کردی ہے جو اسرائیلی اور دیوار برلن سے اونچی جبکہ 136 فٹ چوڑی اور 169 کلومیٹر لمبی ہوگی۔ وزارت داخلہ کے فنڈ سے اس دیوار کی تعمیر کی ذمہ داری بارڈر سیکیورٹی فورس (بی ایس ایف) کو سونپی گئی ہے۔دیوار کی تعمیر کے لیے سرحد سے ملحقہ 86 دیہات کے کاشتکاروں کے زیر کاشت اراضی کے حصول کی غرض سے قانونی کارروائی اور ریاستی حکومت سے این او سی (نو او جیکشن

سرٹیفکیٹ) لیا جارہا ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق مقبوضہ کشمیر اور پاکستان کے درمیان بنائی جانیوالی ممکنہ دیوار 118 دیہاتوں سے گزرے گی اور دیوار برلن سے دوگنا موٹی اور چوڑی ہوگی۔ بھارت کا یہ اقدام اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں کشمیریوں کو حق خودارادیت دینے کے فیصلے اور عالمی قوانین کے منافی ہے۔ بھارت قانونی طور پر یہاں دیوار تعمیر نہیں کرسکتا لیکن اس کے باوجود ہٹ دھرمی کے تحت غیر قانونی دیوار تعمیر کرنے پر غور شروع کردیا ہے۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں ایک نیا تنازع کھڑا کرنے جارہا ہے۔ پاکستانی وزیر اعظم انڈیا کے ساتھ دوستی کی باتیں کر رہے ہیں۔ نواز شریف کی طرف سے بھارت اور پاکستان کے درمیان ویزے کی پابندی ختم کرنے کی پیشکش سرحدوں کو ختم کرنے کے مترادف ہے اور سرحدوں کو ختم کرنا کانگریس کا ایجنڈا تو ہوسکتا ہے، مسلم لیگ کا نہیں۔ بھارت پاکستان کو ختم کرنے کے درپے ہے اور اس کا 66 سالہ طرز عمل اس پر گواہ ہے۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے ہم بھی خواہاں لیکن تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ پاکستان نے جب بھی بھارت کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھایا، اس نے تکبر کے ساتھ جھٹک دیا۔ ہم بھارت کے ساتھ کشمیر اور آبی جارحیت سمیت تمام معاملات بات چیت کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں لیکن بھارت مذاکرات کو سنجیدگی کے بجائے وقت گزاری کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اس وقت بھارت پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے بلوچستان اور فاٹا میں روپیہ اور اسلحہ تقسیم کر رہا ہے لیکن میاں نواز شریف کا یہ بیان کہ ”بھارت کے ساتھ

ویزا پابندیاں ختم ہونی چاہئیں'' ان کا یہ اقدام پاکستان کو بھارتی ایجنٹوں کی چراگاہ بنانے کے مترادف ہوگا۔ وزیر اعظم کے اس بیان پر امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید، دفاع پاکستان کونسل کے کنوینئر جنرل (ر) حمید گل، علامہ احمد لدھیانوی، لیاقت بلوچ نے کہا کہ وزیر اعظم یکطرفہ محبت کی پینگیں بڑھانے کی بجائے پاکستان سے دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے کردار ادا کریں۔ قوم نے نواز شریف کو مینڈیٹ مسلمانوں کی قاتل بی جے پی سے دوستی اور مذاکرات کی ٹیبل سجانے کے لیے نہیں دیا۔ کشمیر اور پاکستانی دریاؤں پر قابض ہندوستان وطن عزیز میں دہشت گردی اور فرقہ وارانہ فسادات کروانے کا کوئی موقع جانے نہیں دیتا۔ اب کشمیر کو پاکستان سے جدا کرنے کے لیے دیوار برلن کی طرز پر دیوار تیار کر رہا ہے۔ کشمیری کئی دہائیوں سے ظلم کے سامنے دیوار بنے پاکستان سے الحاق کے نعرے لگا رہے ہیں۔ مگر ہمارے حکمران بھارت سے دوستی، تجارت اور ویزے ختم کرنے کے اعلانات کرکے کشمیریوں کے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہیں۔ اس وقت امریکا اور بھارت نے پاکستان پر جنگ مسلط کر رکھی ہے۔ جو ملک میں دہشت گردی کروا کر ملک کو عدم استحکام سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے حالات میں ملکی دفاع کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ وقت بھارت سے دوستی اور مذاکرات کا نہیں بلکہ قوم کو دہشت گردی سے نجات دلانے کی ضرورت ہے۔ حمید گل نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ نواز شریف صبر کریں بھارت میں پاکستان مخالف جماعت برسر اقتدار آنے والی ہے۔ بی جے پی کے

نریندر مودی جس نے گجرات میں ساڑھے چار ہزار بچوں کا قتل عام کیا۔ نواز شریف صاحب کشمیریوں کی قربانیوں، تحریک آزادی کشمیر کو فراموش کرکے اس ''مودی'' کے ساتھ دوستی کریں گے؟ وزیر اعظم کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی بات کریں اور دیکھیں پھر انڈیا کیا کرتا ہے؟ انڈیا نے تو پاکستان کا پانی بند کر رکھا ہے۔ انڈیا کے ساتھ دوستی کرکے کشمیریوں کی قربانی کو فراموش کردیں گے جو آزادی کے حصول کے لئے انڈیا کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں مگر لاشوں پر لاشے اٹھا کر ابھی تک وہ تھکے یا ہارے نہیں۔ میاں صاحب سوچنے کا نہیں بلکہ فیصلے کرنے کا وقت ہے۔ آپ انڈیا کے ساتھ تجارت کریں۔ مگر یہ غیور پاکستانی قوم مسلمانوں کے قاتل اور وطن عزیز میں تخریب کاری کرنے والے انڈیا کے ساتھ کبھی بھی دوستی و تجارت قبول نہیں کرے گی۔

ممبئی حملے اور پروپیگنڈہ مہم

نوٹ: پانچ سال قبل 26 نومبر کو ممبئی میں دہشت گردی ہوئی تھی جس پر انڈیا نے پاکستان کو عالمی دنیا میں بدنام تو کیا مگر کوئی واضح ثبوت نہیں دے سکا۔
انڈیا کے پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لئے محب وطن پاکستانی کا ثبوت دیتے ہوئے خصوصی ایڈیشن اس موقع پر شائع کرنا چاہئے اور انڈیا کی پاکستان کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرنا چاہئے۔

بھارت ایک ایسا ملک ہے جس نے کبھی اپنے پڑوسی ملک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا بلکہ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جس میں پاکستان کے خلاف الزام تراشی نہ کی ہو اور تخریب کاری دہشت گری کی کاروائیاں نہ کی ہوں۔انڈیا میں دہشت گردی کی جتنے واقعات ہوئے اس نے پاکستان کو ہی مورد الزام ٹھہرایا مگر جب تحقیقات ہوئیں تو پتہ چلا کہ ان میں تو ''ہندو دہشت گرد'' ملوث تھے۔سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس ہو یا مالیگاؤں، سمیت دیگر واقعات میں تو انڈیا ملوث رہا ہی۔جس کا اقرار خود انڈین نے کیا۔پانچ سال قبل 2008 میں ممبئی میں دہشت گردی کے واقعہ ہوا۔آٹھ کاروائیاں ممبئی کے جنوبی حصے میں

ہوئیں، جن میں ہجوم کے لحاظ سے مصروف ترین چھترپتی شیواجی ٹرمینس نامی ریلوے اسٹیشن، دو فائیو اسٹار ہوٹل جن میں مشہورِ زمانہ اوبرائے ٹرائیڈینٹ اور ممبئی گیٹ وے کے نزدیک واقع تاج محل پیلیس اینڈ ٹاورز شامل ہیں، لیوپولڈ کیفے جو کہ سیاحت کے لئے ایک معروف ریسٹورنٹ ہے، کاما اسپتال، یہودیوں کے مرکز نریمان ہاؤس، میٹرو ایڈلبس موویٰ تھیٹر اور پولیس ہیڈ کوارٹرز، جہاں پولیس کے تین کلیدی منصب دار بشمول انسدادِ دہشت گردی کے سربراہ، کو فائرنگ کرکے قتل کردیا گیا جبکہ دہشت گردی کا نواں واقعہ ولے پارلے میں ہوائی اڈے کے قریب ایک ٹیکسی میں بم دھماکہ ہوا تھا۔ان حملوں میں کم از کم 166 افراد ہلاک ہوئے۔ بھارت نے فوری طور پر ان حملوں کی ذمے داری پاکستان پر ڈال دی تھی اور اسلام آباد کے ساتھ امن مذاکرات معطل کر دیے تھے۔ گزشتہ بیس برس میں ہندوستان میں ہونے والے دہشت گردی کے تقریبا تمام بڑے واقعات میں امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید کو مورد الزام قرار دیا گیا۔ ممبئی حملوں سے لیکر پارلیمنٹ پر حملے تک بنگلور اور حیدرآباد سے لیکر گجرات اور کلکتہ تک شدت پسندی کے ڈیڑھ سو سے زائد واقعات میں انہیں ملوث قرار دیا گیا لیکن وہ یا ان کی جماعت پاکستان میں کسی ایک بھی پر تشدد واقعہ میں ملوث نہیں پائی گئی۔ ممبئی حملوں کے بعد جب پاکستان پر بین الاقوامی دباو (خصوصا امریکی دباو) پڑا تو پاکستان نے حافظ سعید کو ان کے پانچ ساتھیوں سمیت نظر بند کردیا تھا لیکن یہ نظر بندی چھ مہینے سے زیادہ نہیں چل سکی کیونکہ

انڈیا ممبئی حملوں میں انکے ملوث ہونے کا کوئی ثبوت حکومت کو نہیں دے سکا تھا جو حکومت عدالت میں پیش کرتی۔حافظ محمد سعید متعدد بار یہ کہہ چکے ہیں کہ۔ ممبئی حملوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں بھارت اگر عالمی عدالت میں بھی گیا تو اپنا دفاع کریں گے۔ میرے خلاف الزام تراشی کا بنیادی مقصد مسئلہ کشمیر ہے۔جماعت الدعوۃ اور لشکر طیبہ علیحدہ علیحدہ تنظیمیں ہیں۔ ہم ممبئی حملوں کی مذمت کرتے ہیں۔ان حملوں سے میرا اور نہ ہی ہماری جماعت کا کسی بھی حوالے سے کوئی تعلق ہے۔ ممبئی واقعے کے دو گھنٹے بعد ہی بھارت نے ہمارے نام لینا شروع کر دیئے یہ محض پراپیگنڈہ ہے۔ میں نے کبھی ابو جندل کو نہیں دیکھا اور نہ کسی آپریشن روم کو جانتا ہوں۔ بھارت کے پاس میرے خلاف اگر کوئی ثبوت ہیں تو عالمی عدالت میں جائے۔ ہم عالمی عدالت میں اپنا دفاع کریں گے۔ ہم عدالتوں کے فیصلے قبول کرتے ہیں۔انڈیا نے بہت کوشش کی مگر صرف پروپیگنڈہ کی حد تک تو وہ کامیاب ہوا مگر کسی بھی پاکستانی کے خلاف کوئی ثبوت لانے میں ناکام ہوا۔چند ماہ قبل بھارتی وزارت برائے داخلہ کے ایک سابق افسر نے انکشاف کیا کہ پارلیمنٹ اور ممبئی حملے حکومت نے خود کروائے تھے۔وزارت داخلہ کے سابق افسر آر وی ایس مانی نے یہ انکشاف عدالت میں جمع کرائے گئے ایک حلف نامے میں کیا۔آر وی ایس مانی نے تفتیشی ٹیم کے افسر کے حوالے سے بتایا کہ بھارتی حکومت کی جانب سے کروائے گئے دونوں حملوں کا مقصد دہشت گردی کے قوانین میں سخت ترامیم کے لئے ماحول سازگار کرنا تھا۔ 2001ء میں

نئی دہلی میں بھارتی پارلیمنٹ پر ہونے والا حملہ ملک میں رائج بدنام زمانہ قانون پوٹا'' جب کہ 2008ء میں ممبئی میں ہونے والے حملے ''یو اے پی اے'' قانون'' میں ترامیم کرکے اسے مزید سخت بنانے کے لیے کرائے گئے تھے۔اس انکشاف کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ انڈیا نے ہمیشہ پاکستان پر الزام تراشی کی۔ ممبئی حملوں میں زندہ پکڑے جانے والے اجمل قصاب کو انڈیا نے عجلت میں پھانسی کیوں دی؟ حالانکہ جب پاکستانی وکیلوں کا وفد جرح کے لئے انڈیا گیا تھا تو انڈیا نے اجمل قصاب سے جرح کرنے والوں سے بھی جرح نہیں کرنے دی تھی۔ دہشت گردی کا مرکز پاکستان نہیں بھارت ہے جہاں مسلمانوں کے علاوہ سکھ، عیسائی اور نچلی ذات کے ہندو بھی ظلم و بربریت کا شکار ہیں۔ بھارتی وزیر داخلہ اور وزیر خارجہ خود اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ بھارت میں ہندو انتہا پسندوں کے تربیتی کیمپ موجود ہیں جہاں مسلمانوں پر حملوں کے لئے ہندوؤں کو بم دھماکوں اور دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ بھارت اس طرح کا جھوٹا پروپیگنڈہ اور بے بنیاد الزام تراشی کرکے اپنا دہشت گردی والا مذموم چہرہ چھپانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ممبئی حملوں کے حوالے سے بھارت جانے والے تحقیقاتی کمیشن نے بھی پاکستان واپسی پر واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ انڈیا کے الزامات میں سرے سے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ سمجھوتہ ایکسپریس، مالیگاؤں اور مکہ مسجد دھماکوں سمیت دہشت گردی کی تمام وارداتوں میں خود ہندو انتہا پسند تنظیمیں ملوث رہی ہیں۔ یہ سب باتیں

حقائق منظر عام پر آنے کے بعد انڈیا کس منہ سے پاکستان کے خلاف الزام تراشی کرتا ہے۔ ستیش ورما کے انکشاف سے بھارت سے یکطرفہ دوستی کی پینگیں بڑھانے اور پاکستانی دریاؤں پر ڈیموں کی تعمیر پر خاموشی اختیار کرکے اپنی ہی دریاؤں سے پیدا کردہ بجلی خریدنے کی کوششیں کرنے والوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ بھارت چانکیائی سیاست پر عمل پیرا ہے۔ وہ دنیا کو دکھانے کیلئے پاکستان سے دوستی کا ڈھونگ رچا رہا ہے لیکن دوسری طرف انڈیا میں سرکاری سرپرستی میں مسلمانوں کا قتل عام کیا جارہا ہے۔ مسلم بستیوں کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل اور مساجد و مدارس کو شہید کیا جارہا ہے۔ بھارتی حکومت نے پارلیمنٹ اور ممبئی حملوں کے سلسلہ میں پاکستان کے خلاف پوری دنیا میں بے پناہ پروپیگنڈہ کیا اور پاکستانی حکمرانوں پر دباؤ ڈال کر مذہبی رہنماؤں کو جیلوں میں قید کروا دیا جو ابھی تک سزائیں بھگت رہے ہیں لیکن اب ساری باتیں کھل کر دنیا کے سامنے آچکی ہیں۔ ایک بار پھر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ بھارت خود اپنے ملک میں تخریب کاری اور دہشت گردی کرواتا ہے اور پھر پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر دیا جاتا ہے۔ حکمرانوں کو کسی قسم کے دباؤ کا شکار ہونے کی بجائے ملکی خودمختاری کو مدنظر رکھتے ہوئے پالیسیاں ترتیب دینی چاہئے۔

شہدائے سلالہ" کو قوم کا سلام"

ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے بعد امریکہ نے افغانستان کی سرزمین پر بارود کی بوچھاڑ شروع کر دی نام نہاد دہشت گردی کیخلاف جنگ میں پاکستان کو بھی اپنا اتحادی بنا لیا پاکستان نے امریکہ کو فضائی اڈے بھی فراہم کیے اور امریکہ کو سپلائی بھی پاکستان سے جاری تھی امریکہ جو درحقیقت افغانستان میں ٹھکانہ اور پاکستان کو نشانہ بنا کر وطن عزیز کی ایٹمی قوت کو ختم کرنا چاہتا تھا گیارہ سال کی اس جنگ میں پاکستان میں دہشت گردی کا اضافہ ہوا بلیک واٹر کے اہلکاروں کی ملک میں کھلی چھٹی دی گئی ریمنڈ ڈیوس جیسا دہشت گرد جس نے بے گناہ پاکستانیوں کا خون کیا کو امریکہ کے غلام حکمرانوں نے رہا کروایا جبکہ بے گناہ عافیہ سمیت امریکہ میں قید پاکستانیوں کی رہائی کیلئے کوئی اقدامات نہیں کیے امریکہ نے پاکستان کے ساتھ دوستی کی آڑ میں دشمنی کی ایک طرف امداد تو دوسری طرف وطن عزیز میں تخریب کاری، بے گناہ پاکستانیوں کا خون بہتا رہا اور ملک کا دفاع کرنے والے فوجی جوان بھی اس نام نہاد دہشت گردی کی جنگ میں قربانیاں دیتے رہے ڈرون حملوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع تھا امریکہ نے ایبٹ آباد آپریشن کر لیا ماضی میں بھی پاکستانی چیک پوسٹوں پر پاک فوج کے جوانوں کو شہید کیا گیا حکمران جنہیں

وطن سے زیادہ اقتدار عزیز تھا کرسی کو مضبوط کرنے کیلئے کچھ نہ کیا قربانیاں ہی قربانیاں وطن عزیز خون سے لہو لہان مگر حکمران عیاشی کرتے رہے ڈرون حملوں، ریمنڈ کی رہائی، ایبٹ آباد آپریشن پر ملک کی غیور عوام احتجاج کرتی رہی کہ امریکہ کے ساتھ دوستی ختم کرکے نام نہاد دہشت گردی کی جنگ سے باہر نکلا جائے امریکہ کی وجہ سے پاکستان مشکلات میں گھرا ہوا ہے مگر حکمران ملک پاکستان کی بجائے امریکہ کی وکالت کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ فاٹا میں مہمند ایجنسی کے علاقے سلالہ میں اور 26 نومبر 2011 کی درمیانی رات دو بجے کے قریب افغانستان سے نیٹو 25 فورسز نے دو پاکستانی فوجی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا تھا جس کے نتیجے میں پاک فوج کے جوان شہید اور 13 زخمی ہوئے تھے، پاکستان کی جانب سے نیٹو حملے کی شدید 24 مذمت سامنے آئی تھی۔ حملے سے پاک امریکہ تعلقات میں بھی کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور حکومت پاکستان نے افغانستان جانے والی اتحادی افواج کی سپلائی روک دی تھی جو سات ماہ سے زائد عرصہ بند رہنے کے بعد امریکی وزیر خارجہ کی پاکستانی ہم منصب سے معذرت کے بعد بحال کی گئی تھی۔ اب سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کو دو سال گزر چکے ہیں۔ پیپلز پارٹی کی حکومت بھی گھر جا چکی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے۔ اس میں بھی ڈرون حملے جاری و ساری ہیں امریکہ جب چاہتا ہے حملہ کر دیتا ہے ہمارے حکمران صرف مذمتیں کر رہے ہیں۔ ماضی میں ایبٹ آباد آپریشن، ڈرون حملوں کے حوالے سے جب پارلیمنٹ میں آواز بلند کی گئی تو حکومت نے

اجلاس بلا کر کمیٹیاں قائم کر دیں مگر کسی کمیٹی نے کوئی کام نہیں کیا اس اجلاس کا مقصد زیرو رہ جاتا تھا اگر حکومت ڈرون حملوں پر سٹینڈ لیتی ، ریمنڈ ڈیوس کو نہ چھوڑتی تو آج وطن عزیز کی سلامتی پر آنچ نہ آتی ہمارے حکمرانوں نے امریکی ہر بات پر چپ سادھے رکھی جسکے نتیجے میں 24 جوانوں کی شہادت کے بعد نیٹو سپلائی بند تو کی مگر پھر بحال ہو گئی ۔ڈرون حملوں میں ہزاروں بے گناہ پاکستانی شہید ہو چکے کئی عورتیں بیوہ ہوئیں کئی بچے یتیم ہوئے مگر امریکہ کی وفاداری میں آزاد ملک کے غلام اتنے آگے جا چکے تھے کہ ان کی ہی صفائیاں پیش کی جائیں اور عوام کو صرف بیانات کے ذریعے تسلی دی جاتی کہ ہم امریکہ سے کہیں گے وہ ڈرون حملے نہیں کرے گا بات چیت چل رہی ہے حالانکہ ڈرون حملے معاہدے کے تحت ہو رہے تھے عوام کے سامنے حکمرانوں نے جھوٹ ہی بولا اور وفاداری امریکہ کی کی جو حقیقت میں اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے افغانستان آیا تھا۔ گزشتہ دنوں ڈرون حملے میں حکیم اللہ محسود کے نشانہ بننے کے بعد اس ملک میں جو کیفیت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔حکومت اگر چاہے تو ڈرون گرا سکتی ہے۔سلالہ پر امریکی حملے کے بعد دفاع پاکستان کونسل نے ملک گیر تحریک چلائی تھی ۔جس میں چالیس سے زائد جماعتیں شامل ہیں۔دفاع پاکستان کونسل کے قائد مولانا سمیع الحق نے تحریک انصاف کے چیرمین عمران خان، مسلم لیگ ن) سمیت سب کو امریکہ کے خلاف احتجاج میں شمولیت کی دعوت دی تھی مگر شاید) مفادات آڑے آنے کی وجہ سے وہ

ساتھ نہ آئے۔ پاکستانی قوم آج بھی اس ملک کے ان عظیم ، بہادر، فوجی جوانوں کو سلام پیش کرتی ہے جنہوں نے دن رات اس ملک کی حفاظت کے لئے وردی پہنی، جنہوں نے اس عظیم ملک پر عظیم قربانی دی، پاکستان میں مختلف این جی اوز، ادارے مختلف ایام مناتے ہیں ، خواتین پر تشدد کا دن تو ہر سال منانا یاد رہتا ہے، ملالہ پر حملے سے تو ساری دنیا نے اسے مظلوم بنا دیا، ماؤں کا عالمی دن منایا جا سکتا ہے، اساتذہ کا بھی منایا جا سکتا ہے، مزدور ڈے پر بھی لوگ نکلتے ہیں، غرضیکہ کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جسدن کوئی عالمی دن نہ منایا جائے۔ لیکن اس وطن کے لئے قربانیاں دینے والوں کے لئے ، اس ملک پر اپنی جان نچھاور کرنے والوں کے لئے، پاکستان کی حفاظت کے لئے ہر وقت دشمن سے مقابلہ کے لئے تیار رہنے والوں کو ہم کیوں بھول جاتے ہیں؟ ہمیں وہ عظیم لوگ کیوں یاد نہیں رہتے جنہوں نے اس ملک کی حفاظت کے لئے اپنا خون دیا۔ جو خود تو کٹ گئے مگر اس ملک پر آنچ نہیں دی، جو امریکی گولوں کا نشانہ بنے ۔ دو سالوں میں سے کوئی ایک ایسی این جی او نظر نہیں آتی جس نے اس ملک کے لئے سلالہ چیک پوسٹ پر قربان ہونے والے کے گھروں میں جا کر انکے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا ہو؟ انکے دکھوں کا مداوا کیا ہو؟ کوئی نہیں ملے گا، انڈین فلموں میں کام کرنے والے اداکاروں کے نام تو ہمارے ہر نوجوان کو یاد ہوں گے مگر وطن عزیز کے لئے قربانیاں دینے والوں کے نام نہیں، پاکستان کی غیور عوام ان شہدائے سلالہ کو سلام پیش کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ یہ شہید ہمارے دلوں میں

بستے رہیں گے انکی قربانیوں کو بھلانے والے اس قوم کے اس ملک کے وفادار نہیں۔اس قوم کے نوجوانوں کو وہ شہید پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جان قربان کر دی اب ملک کی حفاظت تم نے کرنی ہے، یہ نہ ہو امریکہ و نیٹو نے سلالہ پر حملہ کرکے ہمیں شہید کر دیا اور تم بیٹھے رہو بلکہ اس ملک کے ہر دشمن سے جو پاکستان میں دہشت گردی و تخریب کاری کر رہا ہے اسے نمٹنا ہوگا۔ہر وہ شخص، ہر وہ قوم، ہر وہ ملک جو پاکستان کو بری نگاہ سے دیکھتا ہے اس آنکھ کو نکالنا ہوگا۔اب گزشتہ دنوں ہنگو میں امریکی ڈرون حملوں کے بعد تحریک انصاف نے نیٹو سپلائی بند کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے دھرنا دیا، جماعت اسلامی نے بھی کراچی میں بھی مارچ کر لیا۔دفاع پاکستان کونسل بھی جماعۃ الدعوۃ بھی سڑکوں پر نکلنے کا اعلان کر چکی ہے، حکومت ڈرون رکوانے کا مطالبہ تو کر رہی ہے مگر سپلائی روکنے کے لئے ساتھ نہیں دے رہی۔جب تک اس ملک کی حکومت، سیاسی جماعتیں، مذہبی جماعتیں یکجا و متحد نہیں ہوں گی تب تک ڈرون نہیں رک سکتے، ضروری ہے کہ تمام جماعتیں بشمول ملکر ایسا احتجاج ترتیب دیں کہ کہیں سے بھی سپلائی نہ جاسکے اور نہ آسکے، سلالہ پر حملے کے بعد جب سپلائی بند ہوئی تھی تب امریکی کہتے تھے کہ اور نہیں تو ہمیں ''پیمپر'' ہی بھجوا دو، مگر اب وہ بھی نہیں جانے چاہئے جب تک ڈرون نہیں رکتے، اس ملک میں سے دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہوتا۔سوچنے کا نہیں بلکہ فیصلے کرنے کا وقت ہے۔دو دو گز کی مسجدیں بنا کر، اور مفادت کی سیاست کرنے کا وقت گزر

چکا، شہدائے سلالہ ہمیں پکار رہے ہیں، ہمیں انکی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جہاں سپلائی بھی بند کرنی ہو گی وہیں انکے خون کی لاج رکھتے ہوئے ،انکی قربانیوں کو بھلانے کی بجائے ملک کے دشمنوں سے تعلقات ختم کرنے ہوں گے، وطن عزیز کے استحکام کے لئے مضبوط پالیسیاں بنانی ہوں گی۔

"الوداع "کیانی

پاکستان کی فوج کے سربراہ جنرل اشفاق پرویز کیانی 6 سال تک فوج کی کمان سنبھالنے کے بعد جمعرات کو سبک دوش ہو جائیں گے۔اشفاق پرویز کیانی اپریل 1952 کو جہلم میں پیدا ہوئے۔ 8 اکتوبر 2007ء کو پاکستان کے وائس چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اسے پہلے پاکستانی فوج کے خفیہ ادارے آئی ایس آئی کے سابق سربراہ رہے۔ملٹری کالج جہلم سے پڑھنے کے بعد جنرل کیانی نے انیس سو اکہتر میں بلوچ رجمنٹ میں کمیشن حاصل کیا۔ وہ کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ اور امریکہ کے جنرل سٹاف کالج فورٹ لیونورتھ کے فارغ التحصیل ہیں۔آرمی چیف کو انفینٹری بٹالین سے کور کمانڈنگ تک کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔ سن دو ہزار ایک اور دو میں جب پاکستان اور بھارت کے درمیاں سخت کشیدگی تھی اس وقت وہ ڈائریکٹر جنرل ملٹری آپریشنز تعینات رہے۔سابق نان کمیشنڈ فوجی افسر کے بیٹے اشفاق پرویز کیانی کو فوج میں ایک پیشہ ور جنرل کے طور پر جانا جاتا ہے لیکن آئی ایس آئی کے سربراہ کی حیثیت سے سیاسی جماعتوں کے کلیدی رہنماؤں سے ان کا قریبی رابطہ رہا۔پاکستان کے آرمی چیف امریکہ میں بھی اپنے پیشہ ورانہ فرائض کے سلسلے میں تعینات رہے ہیں۔پرویز مشرف نے جنرل کیانی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ 28 نومبر 2008ء کو صدر مشرف

کے وردی اتارنے کے ساتھ ہی راولپنڈی میں ایک رنگا رنگ تقریب میں جنرل کیانی چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے پر فائز ہو گئے، جہاں مشرف نے چیف کی چھڑی کیانی کو تھما دی تھی اب انکی مدت بھی پوری ہونے والی ہے۔ نیاآرمی چیف کون ہو گا اس حوالہ سے ابھی وزیراعظم کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں۔ فرینک والٹر مسروی پاکستان کے پہلے آرمی چیف تھے جو اگست 1947ء سے فروری 1948ء تک پاک آرمی کے سربراہ رہے۔ انکے بعد جنرل ڈوگلس ڈیوڈ گریسی فروری 1948ء سے اپریل 1951ء تک آرمی چیف کے عہدے پر رہے۔ انکے بعد پاکستان کے پہلے آرمی چیف فیلڈ مارشل محمد ایوب خان بنے جو جنوری 1951ء سے اکتوبر 1958ء تک آرمی کے اہم ترین اور سینئر ترین عہدے پر فائز رہے۔ جنرل محمد موسی نے پاک آرمی کی کمانڈ اکتوبر 1958ء سے سنبھالی اور ستمبر 1966ء میں انکے عہدے کی میعاد ختم ہو گئی۔ جنرل محمد یحیٰی خان ستمبر 1966ء سے دسمبر 1971ء تک آرمی چیف کے عہدے پر رہے۔ جنرل گل حسن دسمبر 1971ء سے جنوری 1972ء تک قائم مقام جبکہ جنوری 1972ء سے مارچ 1972ء تک مکمل آرمی چیف رہے۔ مارچ 1972ء سے مارچ 1976ء تک جنرل ٹکا خان آرمی چیف کے عہدے پر فائز رہے۔ جنرل محمد ضیا الحق مارچ 1976ء سے اگست 1988ء تک آرمی چیف رہے ان کے بعد جنرل اسلم بیگ نے آرمی چیف کا عہدہ سنبھالا اور انکے عہدے کی میعاد اگست 1988ء سے اگست 1991ء تک ہے۔ جنرل آصف نواز جنجوعہ اگست 1991ء سے جنوری 1993ء رہے، جنرل عبدالوحید جنوری 1993ء سے جنوری 1996ء تک آرمی چیف رہے۔ انکے بعد جنرل جہانگیر کرامت جنوری 1996ء سے

اکتوبر 1998ء تک آرمی چیف کے عہدے پر فائز رہے۔ اسکے بعد جنرل پرویز 7 مشرف نے یہ عہدہ سنبھالا۔ وہ اکتوبر 1998ء سے نومبر 2007ء تک ملک کے آرمی چیف رہے جس کے بعد جنرل اشفاق پرویز کیانی آرمی چیف بنے جو 28 نومبر کو ریٹائر ہو جائینگے۔ آرمی چیف کی کمانڈ کی تبدیلی کی تقریب 29 نومبر کو جنرل ہیڈ کوارٹرز میں منعقد ہوگی۔ سینئر ترین لیفٹیننٹ جنرل محمد ہارون اسلم اس وقت چیف آف لاجسٹک کے عہدے پر کام کر رہے ہیں۔ 2009 میں سوات آپریشن کے وقت وہ جی او سی سپیشل سروسز گروپ تھے۔ ان کی مدت ملازمت 9 اپریل 2014 تک ہے۔ دوسرے نمبر پر چیف آف جنرل اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل راشد محمود ہیں۔ وہ لاہور میں کور کمانڈر بھی رہ چکے ہیں۔ وہ بھی 9 اپریل 2014 تک فوج کا حصہ رہیں گے۔ سینیارٹی میں تیسرے نمبر پر انسپکٹر جنرل ٹریننگ اینڈ ایویلیوایشن لیفٹیننٹ جنرل راحیل شریف ہیں۔ وہ نشان حیدر پانے والے میجر شبیر شریف کے چھوٹے بھائی ہیں اور گوجرانوالہ کے کور کمانڈر بھی رہ چکے ہیں۔ کور کمانڈر منگلا لیفٹیننٹ جنرل طارق خان کا سنیارٹی میں چوتھا نمبر ہے۔ طارق خان آئی جی ایف سی بھی رہ چکے ہیں۔ وہ باجوڑ، مہمند، دیر، سوات، بونیر اور جنوبی وزیرستان کے آپریشنز کی نگرانی کر چکے ہیں۔ آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل محمد ظہیر الاسلام پانچویں نمبر پر ہیں۔ وہ کراچی کے کور کمانڈر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کی مدت ملازمت یکم اکتوبر 2014 تک ہے۔ آرمی چیف کے تقرر کے لیے سیکریٹری دفاع تین چار سینئر ترین جرنیلوں کے نام وزیر اعظم کو بھجواتے ہیں۔

آرمی چیف کا انتخاب وزیر اعظم کی صوابدید ہے۔ وہ مزید نام بھی طلب کر سکتے ہیں۔ وزیر اعظم منتخب نام حتمی منظوری کے لیے صدر کو بھیجتے ہیں۔ فوج کے سپریم کمانڈر کی حیثیت سے صدر نئے آرمی چیف کو تعینات کرتے ہیں۔ آرمی چیف کے بارے میں گزشتہ ماہ متضاد خبریں چل رہی تھیں اسوقت اشفاق پرویز کیانی نے اپنے ریٹائرمنٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ میری مدت ملازمت 29 نومبر کو ختم ہو رہی ہے اور میں نومبر کو ریٹائر ہو جاوں گا۔ میرے خیال میں ادارے، روایات اور شخصیات سے 29 زیادہ اہم ہیں، آئین اور عوام کی رائے نے جڑیں پکڑ لی ہیں اور پاکستان کی مسلح افواج ملک میں جمہوریت کی مکمل حمایت کر سکتی ہے۔ مدت ملازمت پوری ہونے پر آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے نیول ہیڈ کوارٹر کا الوداعی دورہ کیا جہاں نیول چیف ایڈمرل آصف سندھیلہ نے ان کا استقبال کیا۔ نیول ہیڈ کوارٹر پہنچنے پر پاک بحریہ کے چاک و چوبند دستے نے آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی کو گارڈ آف آنر پیش کیا جس کے بعد انہوں نے پاک بحریہ کے افسران اور جوانوں سے ملاقاتیں کیں، سربراہ پاک بحریہ آصف سندھیلہ سے الوداعی ملاقات کے دوران دونوں عسکری قائدین نے پیشہ وارانہ امور پر تبادلہ خیال کیا، اس موقع پر آصف سندھیلا نے آرمی چیف کی فوجی خدمات کو بھرپور انداز میں سراہا۔ آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے شمالی اور جنوبی وزیرستان کا بھی الوداعی فضائی دورہ کیا اور 774 کلومیٹر طویل تجارتی راستے کا فضائی جائزہ لیا اور 5 سو کلومیٹر طویل سڑک کی تیز رفتاری سے

تکمیل پر ایف ڈبلیو او اور جوانوں کو خراج تحسین پیش کیا جبکہ جنرل کیانی نے جوانوں کو ہدایت بھی کی کہ کام کے معیار کا خاص خیال رکھتے ہوئے باقی شاہراہ کی تکمیل بھی جلد از جلد مکمل کی جائے۔

حکومت کے بعد فوج میں ''شریف'' کی آمد

اگرچہ آئین کے مطابق وزیراعظم کو صوابدیدی اختیار ہے کہ وہ جسے چاہیں آرمی چیف منتخب کریں لیکن دوسری جانب قوم توقع رکھ رہی تھی کہ میرٹ اور سنیارٹی کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ بہر حال میاں نواز شریف نے ماضی کے تجربات کی طرح اپنے تجربے کو پھر دوہرایا ہے، اب سیاست کے بعد فوج میں بھی شریف ہیں۔ جنرل راحیل شریف، ان کے خاندان بالخصوص میجر شبیر شریف شہید نشان حیدر کے ساتھ پوری قوم کی محبت ہے۔ پوری قوم جنرل (ر) پرویز مشرف کی غلط پالیسیوں کے عذاب کو بھگت رہی ہے وہ توقع رکھتے ہیں کہ جنرل راحیل شریف ملک کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لیے مجاہدانہ کردار ادا کریں گے۔ نئے آرمی چیف پر مکمل اتفاق رائے قائم ہونا ملک وقوم کے لیے مفید ہے اس اتفاق رائے کا آنے والے دنوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کو فائدہ ہوگا نئے آرمی چیف راحیل شریف کا پاک فوج سے خاندانی عشق ہے کیونکہ ان کے بڑے بھائی نے پہلے اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے جان قربان کی اور جام شہادت نوش کیا لہٰذا پوری قوم راحیل شریف کے خاندان کی مقروض ہے کیونکہ ان کے بڑے بھائی نے ہمارے کل کے لیے اپنا آج قربان کر دیا، وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی جانب سے راحیل شریف کو نیا آرمی چیف بنانا مضبوط ملک کی پہچان ہے۔ پوری دنیا میں اسلامی جمہوریہ

پاکستان مزید فخر سے بات کر سکتا ہے کیونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان پر تنقید کرنے والوں کو نئے آرمی چیف اور پاک فوج پر تنقید کرنے کا موقع نہیں ملے گا نئے آرمی چیف بھارت کو ڈرنے پر بھی مجبور کریگے کیونکہ ان کے بھائی نے پہلے سے ہی بھارت سے جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہے۔ وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں جن قوموں کی فوج مضبوط نہ ہوں الحمد اللہ پاکستانی قوم کو اپنی فوج پر فخر ہے اور اس فخر کے ساتھ پوری دنیا میں سر اونچا اٹھا کر چلتے ہیں کیونکہ پوری دنیا میں پاک فوج کی جرات وبہادری کو تسلیم کیا جاتا ہے جبکہ بھارت کو پاک فوج کے نام سے ہی ڈر تا لگتا ہے ۔پاک فوج پاکستان کی آن ہے پوری دنیا پاک فوج کی جرات وبہادری کو تسلیم کرتی ہے ملک میں جاری دہشت گردی میں سب سے زیادہ فعال کردار اور قربانیاں پاکستان آرمی کی ہیں سوات جیسے علاقے میں پرامن ماحول لوگوں کو فراہم کرنا پاک فوج کی بدولت ہی ممکن ہوا ہے اگر پاک فوج سوات میں کامیاب آپریشن نہ کرتی تو آج سوات سے دہشت گرد نکل کر باقی علاقوں میں بھی بدامنی پھیلاتے سوات آپریشن میں جنرل راحیل شریف کا کردار انتہائی فعال رہا ہے کیونکہ انہوں نے سوات کے آپریشن میں پاک فوج کے جوانوں کو سپورٹ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ۔پاک فوج کے نامزد سربراہ جنرل راحیل شریف 16 جون 1956ء میں میجر محمد شریف کے ہاں کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ وہ نشان حیدر اور ستارہ جرات حاصل کرنے والے میجر شبیر شریف شہید، کیپٹن ممتاز شریف (ستارہ بسالت) کے چھوٹے بھائی اور نشان

حیدر میجر عزیز بھٹی شہید کے بھانجے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ فوجی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے فارغ التحصیل ہیں۔ انہوں نے فوجی تربیت پی ایم اے کاکول سے حاصل کی۔ اکیڈمی کے 54 ویں لانگ کورس کے فارغ التحصیل ہیں۔ انہوں نے اکتوبر 1976ء میں فوج میں کمشن حاصل کیا۔ انہیں فرنٹیئر فورس کی معروف چھٹی بٹالین میں متعین کیا گیا۔ میجر شبیر شریف شہید کا اسی بٹالین سے تعلق تھا۔ نوجوان افسر کی حیثیت سے انہوں نے انفنٹری بریگیڈ میں گلگت میں فرائض سرانجام دیئے۔ بعدازاں پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول کے ایجوٹینٹ رہے۔ کمپنی کمانڈر کا کورس جرمنی سے پاس کیا۔ سکول آف انفنٹری اینڈ ٹیکٹس میں انسٹرکٹر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ اعزاز کے ساتھ کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کینیڈا سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ راحیل شریف کمانڈ سٹاف اور انسٹرکشنل تقرریوں کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ انفنٹری بریگیڈ کے بریگیڈ میجر رہے اور دو انفنٹری یونٹوں کی کمان کی جن میں کشمیر میں چھ فرنٹیئر فورس رجمنٹ اور سیالکوٹ بارڈر پر 26 فرنٹیئر فورس رجمنٹ شامل ہیں۔ راحیل شریف کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ کی فیکلٹی میں شامل تھے۔ انہوں نے نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی اسلام آباد میں 1998ء میں آرمڈ فورسز وار کورس میں شرکت کی۔ بریگیڈیئر کی حیثیت سے انہوں نے انڈیپینڈنٹ انفنٹری بریگیڈ گروپ سمیت دو انفنٹری بریگیڈز کی کمان کی۔ انہیں سیکٹر کور کے چیف آف سٹاف ہونے کا اعزاز حاصل ہے جن میں 30 کور اور 12 کور شامل ہیں۔ وہ

برطانیہ کے رائل کالج آف ڈیفنس سٹڈیز کے گریجوایٹ ہیں۔ وہ انفنٹری ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ اور پاکستان ملٹری اکیڈمی کے کمانڈنٹ رہے۔ لیفٹیننٹ جنرل کی حیثیت سے انہوں نے انسپکٹر جنرل ٹریننگ اینڈ ایوالیوایشن سے قبل دو سال تک 30 کور کے کور کمانڈر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ راحیل شریف شادی شدہ ہیں اور ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں، انہیں مطالعہ، تیراکی اور شکار سے شغف ہے۔ سنیارٹی میں جنرل راحیل شریف ہارون اسلم اور راشد محمود کے بعد تیسرے نمبر پر ہیں۔ وہ کور کمانڈر گوجرانوالہ اور پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول کے کمانڈنٹ کے عہدوں پر بھی کام کر چکے ہیں۔ انہوں نے ملٹری اکیڈمی کاکول سے 54 واں لانگ کورس پاس آوٹ کرنے کے بعد 1976ء میں فرنٹیر فورس رجمنٹ میں کمشن حاصل کیا۔ انہوں نے جرمنی سے انفنٹری کمپنی کمانڈر کورس، کینیڈا سے سٹاف کورس کئے اور برٹش رائل ملٹری کالج میں بھی زیر تربیت رہے۔ جنرل راحیل نے نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی اسلام آباد سے وار کورس کیا۔ جنرل راحیل نے اپنے کیریئر میں انفنٹری بریگیڈ اور ڈویژن کو کمانڈ کیا۔

جنرل راحیل شریف روایتی فوجی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں 1965 کی جنگ میں جام شہادت نوش کرکے نشان حیدر کا اعزاز پانیوالے میجر عزیز بھٹی ان کے ماموں ہیں ان کے بھائی میجر شبیر شریف 1971 کی جنگ میں شہید ہوئے اور انہیں بھی نشان حیدر دیا گیا۔ راحیل شریف کے والد میجر شریف اور بھائی ممتاز شریف کو بھی جرات اور بہادری پر اعزازات دیئے گئے۔ ملک پاکستان جس نازک صورت حال سے

گزر رہا ہے ایسی صورت حال میں جنرل راحیل شریف کو نیا آرمی چیف بنانا اچھا اقدام ہے ہم امید کرتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں جمہوریت مزید زیادہ فعال ہو کیونکہ اس وقت پاکستان کو سب سے زیادہ مضبوط جمہوریت کی ضرورت ہے 19 کڑور عوام کی خواہش ہے کہ پاکستان دفاعی اور معاشی حوالے سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا کہ نوجوان نسل میں پائی جانے والی احساس کمتری کو ختم کیا جاسکے ۔ وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتی جن قوموں کی فوج مضبوط نہ ہوں پاکستانی قوم پاک فوج پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے کیونکہ پاک فوج کی بدولت ہی پاکستانی عوام سکون کی نیند سوتی ہے ۔پاک فوج کے نئے آرمی چیف راحیل شریف ان شاء اللہ ملک و قوم کے لیے بہتر ثابت ہوں گے کیونکہ ان کا خاندان اس ملک کے لیے پہلے قربانیاں دے چکا ہے لہٰذا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لیے جنرل راحیل شریف ایک نئے جوش اور جذبہ سے کام کریں گے۔ پاک فوج کو پہلے سے زیادہ عوام کی سپورٹ چاہیے کیونکہ اس وقت پاک فوج مختلف محاذوں پر جنگ لڑ رہی ہے پاک فوج کو کہیں سرحدوں کی حفاظت کرنی پڑ رہی ہے تو کہیں اندرونی طور پر اپنے آپ کو دہشت گردی کے خلاف متحرک رکھنا پڑتا ہے ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ نئے آرمی چیف راحیل شریف کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی توفیق دے تاکہ دو قومی نظریہ کی بنیاد پر بنایا گیا اسلامی جمہوریہ پاکستان جن مسائل میں مبتلا ہے ان مسائل سے نکل سکے ۔ پاکستانی قوم توقع رکھتی ہے کہ جنرل راحیل شریف فوج کے ادارے کو مزید مستحکم اور ناقابل تسخیر

بنانے کی طرف توجہ دیں گے۔ اس وقت پاکستان اپنی تاریخ کے نازک اور سنگین دور سے گزر رہا ہے۔ ایک طرف پورا ملک امریکہ کی لگائی ہوئی دہشتگردی کی آگ میں جل رہا ہے تو دوسری طرف بھارت و اسرائیل کی ناپاک نظریں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرانے پر لگی ہوئی ہیں۔ قوم بجا طور پر افواج پاکستان سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ ملک کے دفاع کو مضبوط بنائے گی اور ہر طرح کی جارحیت کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔

نیٹو سپلائی بند کرو، لاہور بھی گونج اٹھا

نائن الیون کے بعد افغانستان پر حملہ کرنے والا امریکہ نہتے افغانیوں سے تو شکست کھا چکا ہے۔افغانیوں نے جراتمندی سے اسکا مقابلہ کیااور نیٹو ممالک کی پوری ''فوج'' ناکام ہو کر رہ گئی ،اپنی اس عبرتناک شکست کا انتقام اب وہ پاکستان سے لینا چاہتا ہے۔پاکستان پر امریکی ڈرون حملوں سے بے گناہ شہری شہید ہو رہے ہیں۔حکومت مذمت پر مذمت کر رہی ہے۔نواز شریف صاحب اوباما سے ملاقات میں ڈرون بند کرنے کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ تحریک انصاف نے خیبر پختونخواہ میں نیٹو سپلائی روٹ پر دھرنے دیکر سپلائی بند کر دی،اسکے باوجود ڈرون رکنے کا نام نہیں لے رہے،اس امریکی دہشت گردی کے خلاف پوری پاکستانی قوم متحد ہے۔وطن عزیز کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا ایک ہی موقف ہے کہ ڈرون حملے ملک کی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں،مشرف دور میں شروع ہونے والے حملوں کے خلاف قوم سراپا احتجاج ہے۔لاہور میں دفاع پاکستان کونسل کی طرف سے امریکی ڈرون حملوں، نیٹو سپلائی اور بھارت کی طرف سے مقبوضہ وآزاد کشمیر کی سرحد پر دیوار کی تعمیر کے اعلان کے خلاف نیلا گنبد سے مسجد شہداء تک دفاع پاکستان کارواں نکالا گیاجس میں سکولز، کالجز، یونیورسٹیز و دینی مدارس کے طلباء، وکلاء، تاجروں، سول سوسائٹی سمیت دیگر شعبہ ہائے

زندگی اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کے ایک بڑے جم غفیر نے شرکت کی۔ دفاع پاکستان کارواں کی میزبانی جماعۃالدعوۃ نے کی۔ نیلا گنبد سے ہزاروں افراد گاڑیوں ، موٹر سائیکلوں ،کاروں، بسوں، ویگنوں اور دیگر گاڑیوں پر سوار ہو کر مسجد شہداء کی جانب بڑھنا شروع ہوئے تو دور دور تک ہر طرف گاڑیوں کی لمبی قطاریں اور کلمہ طیبہ والے پرچم لہراتے نظر آرہے تھے۔ کارواں کے شرکاء کی جانب سے امریکہ، نیٹو فورسز اور بھارت کے خلاف زبردست نعرے بازی بھی کی جاتی رہی۔ شرکاء کی بڑی تعداد نے ہاتھوں میں پلے کارڈز ، کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر بند کرو، بند کرو نیٹو سپلائی بند کرو، پاکستانی حدود میں گھسنے والے ڈرون طیارے مار گرائے جائیں، امریکی ڈرون طیارے فضا میں برستی موت ہیں اور دیوار برہمن کی تعمیر بھارتی ریاستی دہشت گردی ہے، جیسی تحریریں درج تھیں۔ دفاع پاکستان کارواں میں جماعت الدعوۃ، جے یو آئی (س)، اہلسنت والجماعت اور المحمدیہ سٹوڈنٹس سمیت دیگر طلباء تنظیموں اور جماعتوں کے کارکنان سمیت شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جماعت الدعوۃ کے چار ہزار سے زائد کارکنان نے سکیورٹی و دیگر انتظامی امور سرانجام دیے۔ سکیورٹی ٹیم کی جانب سے خصوصی طور پر گاڑیوں پر کلوز سرکٹ سکیورٹی کیمرے نصب کرکے کارواں کو مکمل طور پر مانیٹر کیا جاتا رہا۔ دفاع پاکستان کارواں میں لاہور اور اس کے گردونواح سے جماعۃ الدعوۃ شعبہ ڈیف اینڈ ڈمب کے زیر اہتمام سینکڑوں گونگے بہرے ، نابینا اور معذور افراد نے شرکت کی ۔ مسجد

شہداء کے سامنے خصوصی افراد کیلئے جلسہ گاہ میں الگ جگہ بنائی گئی تھی جہاں مقررین کے خطابات کا اشاروں کی زبان میں ترجمہ کرکے انہیں سمجھایا جاتا رہا خصوصی افراد بھی بھرپور جوش و جذبہ کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر نعروں کے جوابات دیتے نظر آئے۔ کارواں میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے امدادی رضاکار بھی ہمہ وقت متحرک نظر آئے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی درجنوں ایمبولینس گاڑیاں کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کیلئے کارواں کے ہمراہ رہیں۔ ایف آئی ایف کی جانب سے ایک بڑا میڈیکل کیمپ بھی لگایا گیا تھا جہاں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن میڈیکل مشن کے ڈاکٹرز ہمہ وقت موجود رہے۔

کارواں کے راستے میں مختلف مقامات پر ہزاروں شرکاء نے دفاع پاکستان کارواں کا پرجوش استقبال کیا اور قائدین پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں' مقامی تاجروں اور مختلف علاقوں کے رہائشیوں کی جانب سے بھی کارواں کا پرجوش استقبال کیا گیا اور پھولوں کی پتیاں نچھاور کرکے شرکاء سے بھرپور انداز میں یک جہتی کا اظہار کیا۔ لوگ دکانوں اور گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر بھارت و امریکہ کا ایک علاج الجہاد الجہاد اور بھارت سے رشتہ کیا نفرت کا انتقام کا' جیسے لگائے جانے والے نعروں کے جوابات دیتے رہے

۔کارواں کے اختتام پر اسمبلی ہال چوک میں ایک بڑے جلسہ عام کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ عام سے دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق، پروفیسر حافظ محمد سعید، جنرل (ر) حمید گل، سردار عتیق احمد خاں، مولانا فضل الرحمان خلیل، حافظ عبدالرحمان مکی، ابتسام

الٰہی ظہیر، مولانا امیر حمزہ، مولانا عبدالروف فاروقی، قاری محمد یعقوب شیخ، مولانا سیف اللہ خالد، محمد نعیم بادشاہ، مرزا ایوب بیگ، مولانا ابو الہاشم، مولانا شمس الرحمان معاویہ، پیر اختر رسول قادری، امیر العظیم، حافظ طلحہ سعید، زاہد الرحمان، حافظ خالد ولید، مولانا رمضان منظور، مولانا محمد ادریس فاروقی، علی عمران شاہین، سید عبدالوحید شاہ و دیگر نے خطاب کیا۔ دفاع پاکستان کارواں و جلسہ عام کی میزبان جماعت کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے شرکاء سے خطاب میں کہا کہ نواز شریف کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ عوام میں آئیں جس نے انہیں ووٹ دیے ہیں۔ ان کے جذبات کا خیال رکھیں اور مشرق و مغرب سے دفاع کی ذمہ داری ادا کریں۔ ڈرون حملے و نیٹو سپلائی روکنے اور بھارت کی طرف سے کنٹرول لائن پر دیوار برہمن کی تعمیر کے اعلان کیخلاف ملک گیر تحریک مزید تیز کی جائے گی۔ قومی جرگوں کا انعقاد کیا جائے گا اور پاکستانی عوام میں شعور بیدار کرنے کیلئے ملک کے کونے کونے میں جائیں گے تاکہ اتحاد و یکجہتی کے ذریعہ دفاع کی ذمہ داریاں ادا کی جاسکیں۔ بھارت سے ویزہ پر پابندیاں اور دوستیاں قبول کرنے کیلئے قوم تیار نہیں ہے۔ حکمران پاکستانی عوام کی طرح اپنے سینوں میں درد محسوس کریں۔ نواز شریف پاکستان کے دفاع کیلئے عوام کے قائد بنیں۔ انہیں بہت بڑا مینڈیٹ ملا ہے لیکن اس وقت خبریں آرہی ہیں کہ جیکب آباد کا اڈہ دوبارہ امریکہ کے سپرد کیا جارہا ہے۔ قوم ایسا نہیں ہونے دے گی۔ دفاع پاکستان کونسل فوج، حکومت اور عوام سمیت تمام طبقوں

میں اتحاد چاہتی ہے۔ہم پورے ملک میں عوام کو منظم کریں گے اور انہیں اللہ کے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے کھڑا کریں گے۔ نیٹو سپلائی روکنے کیلئے ہم سب کے ساتھ ہیں۔نواز شریف نے اوبامہ سے کہاکہ ڈرون پاکستان کی تباہی کی بنیاد ہے۔قوم جاننا چاہتی ہے کہ اس کے بعد آپ نے کیا عملی اقدامات کئے ہیں؟ ہم تحریک طالبان سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر امریکہ نے ڈرون حملے کرتا ہے تو آپ یہ بات کہیں کہ ہم پاکستان کی حفاظت کا عہد کرتے ہیں۔آپ دیکھ لیجئے گا کہ امریکہ ڈرون حملے بند کرنے پر مجبور ہو جائے گا کیونکہ ڈرون حملوں کے پیچھے اصل سازش ہی یہی ہے کہ ان حملوں کے نتیجہ میں خود کش حملے ہوں اور نشانہ پاکستان بنے۔ پاکستان کی نئی فوجی قیادت، سیاستدان اور حکمران دفاع کے مسئلہ پر ایک ہو جائیں۔ہم ضمانت دیتے ہیں کہ امریکہ دوبارہ ڈرون حملوں کی جرات نہیں کرے گا۔ اس کیلئے اتحاد سب سے بڑی بنیاد ہے۔ دفاع پاکستان کونسل کا ایجنڈا تمام تنظیموں و جماعتوں سمیت پوری قوم کو متحد کرنا ہے۔ فوج، سیاستدانوں اور عوام کو الگ رکھ کر یہ کام نہیں ہو سکتا۔سب کو اس سلسلہ میں ایک ہو جانا چاہیے۔ یہ وقت سیاست کا نہیں ہے۔امریکہ، بھارت اور اسرائیل پاکستان میں شیعہ سنی فسادات کھڑا کرنے اور فوج و عوام کو باہم تقسیم کرنے کے مذموم ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔اگر امریکہ کو ڈرون حملوں سے نہ روکا گیا تو پھر لاہور بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ چیف جسٹس ڈرون حملوں میں بے گناہ پاکستانیوں کی شہادت پر بھی سوموٹو ایکشن لیں۔دفاع پاکستان کونسل نے جہاں

تحریک تیز کرنے کا اعلان کیا تو تحریک انصاف نے بھی سپلائی روک رکھی ہے۔ساری دنیا اس احتجاج کو دیکھ رہی ہے سوائے امریکہ واسکے غلاموں کے،اب وقت آ گیا ہے کہ ساری قوم متحد ہو۔امریکی غلامی سے نکلا جائے اور پاکستان جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس مقصد کی جانب بڑھا جائے۔جب تک اس ملک کی حکومت، سیاسی ومذہبی جماعتیں، عوام متفق ہو کر یکجا موقف نہیں اپناتی ڈھیٹ امریکہ حملے نہیں روکے گا۔اس کے لئے ضروری ہے کہ آپس کی لڑائیوں وفرقہ واریت کی بجائے دشمن کو پیغام دیا جائے کہ اس ملک کے دفاع لئے ہم متحد و بیدار ہیں۔

قصاب ''مودی'' کے خواب

بابری مسجد شہید کرانے والی انتہا پسند ہندو جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کے پارلیمانی بورڈ نے گجرات میں سینکڑوں مسلمانوں کو زندہ جلائے جانے کے حوالے سے بدنام وزیراعلیٰ نریندر مودی کو پارٹی کی طرف سے ملک کے آئندہ وزیراعظم کیلئے امیدوار نامزد کیا ہوا ہے۔ 2002ء کے گجرات فسادات میں ایک ہزار سے زائد مسلمان قتل کر دیئے گئے تھے ان میں درجنوں کو زندہ جلا دیا گیا، شر پسندوں کی سرپرستی اور پولیس اہلکاروں کو کارروائی سے روکنے پر نریندر مودی کو قصاب وزیراعلیٰ کے طور پر بھی جانا جاتا ہے ان کے اسی کردار کی وجہ سے امریکہ نے انکے اپنے ہاں آنے پر غیر اعلانیہ پابندی لگا رکھی ہے۔ گزشتہ دنوں جموں میں منعقدہ انتخابی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے بھارتی اپوزیشن جماعت بی جے پی کے نامزد وزیراعظم نریندر مودی نے مقبوضہ کشمیر کو بھارت کے اٹوٹ انگ کا راگ الاپتے ہوئے کہا ہے کہ کشمیر کی ایک انچ زمین بھی کسی کو نہیں دی جاسکتی' 1947ء میں کشمیر کا فیصلہ درست نہیں ہوا۔ دفعہ 370 سے علیحدگی پسندی کو فروغ ملا۔ کشمیر کی ایک خصوصی حیثیت ریاست کی تعمیر و ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ہم کشمیر کو مثالی ریاست بنانا چاہتے ہیں لیکن یہاں کے حکمران کرپٹ ہیں جو بار بار کشکول لے کر نئی دہلی جاتے

ہیں۔ نریندر مودی کے اس بیان پر حریت قیادت نے سخت رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے مودی کی وزارت عظمیٰ کیلئے امیدواری کو بھارت کے جمہوری دعوؤں کے متضاد قرار دیا۔ اور کہا کہ نریندر مودی بذات خود ایک تنگ نظر انسان ہے اور جب مسئلہ کشمیر کی بات آتی ہے تو بی جے پی سمیت دیگر پارٹیاں بھی حقائق سے چشم پوشی کرتے ہیں ریاستی عوام نے ان فرقہ پرستوں کو مسترد کر دیا ہے اور تحریک آزادی کے ساتھ یہاں کے عوام کی جذباتی وابستگی برقرار ہے اور اس میں کسی بھی سطح پر کمی نہیں آئی ہے۔ ایک طرف بی جے پی کے ہی لیڈر اور سابق وزیر اعظم انسانیت کے دائرے میں رہ کر مسئلہ کشمیر حل کرنے کی بات کرتے ہیں تو دوسری طرف نریندر مودی اور اس جیسے افراد حقائق سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ مودی کے جلوسوں اور تقریروں سے مسئلہ کشمیر کی بین الاقوامی حیثیت نہ ختم ہوگی اور نہ ہی کشمیری عوام تحریک آزادی ست دستبردار ہونگے۔ مودی کی مسئلہ کشمیر کے حوالے سے باتیں اس کے ماسبق بھی کہتے کہتے گذر گئے لیکن ان سے نہ کوئی فرق پڑا اور نہ ہی اب پڑے گا۔ شاما پرساد مکھرجی بھی یہی باتیں کرتے تھے جو اب جموں میں بی جے پی کے وزارت عظمیٰ امیدوار نریندر مودی کہہ رہے ہیں لیکن نہ تو شاما پرساد کے کہنے سے مسئلہ کشمیر کی متنازعہ حیثیت متاثر ہوئی اور نہ ہی ریاستی عوام تحریک آزادی سے دور ہوئے۔ بھارت نے فوجی دباؤ اور کرپشن کے ذریعے کشمیری عوام کو آزادی کی تحریک سے دور کرنے کی کوشش کی لیکن نہ ایسا ماضی میں ہوا اور نہ ہی مستقبل میں ایسا ہو سکتا ہے۔ مودی

بھارت کے فرقہ پرستوں کا لیڈر ہو سکتا ہے لیکن ریاست جموں وکشمیر میں اسکی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ مودی کا ماضی مسلمانوں کے خون سے لت پت ہے اور اسکی سیاست اور اس کے جسم پر مظلوموں کے خون کے دھبے نمایاں ہیں۔ کشمیر بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ متنازعہ خطہ ہے اور اسکے حل کیلئے بھارت کو ہٹ دھرمی چھوڑنی ہی پڑے گی۔

نریندر امودی کو وزیراعظم کے امیدوار کے طور پر نامزد کرنا بھارت کی جمہوریت اور سیکولرزم کیلئے باعث شرم ہے۔ 2002 میں اسی شخص نے گجرات میں 3 ہزار مسلمانوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا اور اس حوالے سے پولیس کو کھلی چھٹی دی جبکہ حد درجہ یہ ہے کہ کئی ماوں کے شکم چیر کر ان میں سے بچوں کو نکال کر نیزوں پر بلند کیا گیا۔ بھارتی مصنف اور شاعر جاوید اختر نے اپنے ٹویٹر پیغام میں لکھا ہے کہ نریندر مودی قوم مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہے اور اب 90 فیصد بھارتی ان کیخلاف ہیں۔ نریندر مودی کبھی بھی اچھے وزیراعظم نہیں بن سکتے۔ نریندر مودی نہ صرف فرقہ وارانہ فسادات کے ذمہ دار ہیں بلکہ انہوں نے ملک میں غیر جمہوری سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا ہے۔ نریندر مودی کا بچپن سے ہی جھکاؤ ہندو شدت پسند تنظیم آر ایس ایس کی جانب تھا۔ 2001 میں یشو بھائی پٹیل کو وزیر اعلیٰ کے عہدے سے ہٹانے کے بعد مودی کو گجرات کی قیادت سونپی گئی۔ مودی کے اقتدار سنبھالنے کے تقریبا پانچ ماہ بعد ہی گودھرا ریل حادثہ ہوا جس میں کئی ہندو کارسیوک ہلاک ہو گئے۔ اس کے فوراً بعد فروری 2002 میں گجرات میں مسلمانوں کے خلاف فسادات بھڑک اٹھے۔ ان

فسادات میں تقریبا 2000 افراد ہلاک ہو گئے جن میں سے زیادہ تر مسلمان تھے۔ مودی پر یہ الزام لگے کہ وہ فسادات کو روکنے میں ناکام رہے اور انہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی نہیں کی۔ گجرات میں ہونے والے فسادات کی بات کئی ممالک میں اٹھی اور مودی کو امریکہ جانے کا ویزا نہیں ملا۔ برطانیہ نے بھی دس سال تک ان سے اپنے تعلقات منقطع رکھے ہوئے ہیں۔ کشمیری حریت رہنماؤں نے مودی کو خبردار کر دیا ہے کہ 15 اگست 1947 کو ریاست کی جو ہیت اور نقشہ تھا اسکے خط و خال میں کوئی بھی تبدیلی لانے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ عالمی سطح پر لوگوں کو کشمیری یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ بھارت نے کشمیر پر بندوق کے زور پر قبضہ کیا ہے۔ کشمیر اٹوٹ انگ نہیں بلکہ ایک متنازعہ علاقہ ہے جسکا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ کشمیر میں جہاں گمنام قبروں کا انکشاف ہوا وہی 10 ہزار افراد کو جبری طور پر لاپتہ کیا گیا جبکہ ہزاروں خواتین کی عصمت ریزی بھی کی گئی۔ کشمیری عوام اپنے پیدائشی اور بنیادی حقوق کیلئے ایک جائز جدوجہد کر رہے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی امنگوں اور قربانیوں کا احترام کیا جائے اور ان وعدوں کا ایفا کیا جائے، جو بھارت نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر ان کے ساتھ کئے ہیں۔ پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف نے بھی کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی قرار داد کے مطابق حل ہونا چاہئے۔ حکومت پاکستان کو کشمیریون کے جذبات کی ترجمانی کرنی ہو گی۔ نریندر مودی جو مسلمانوں کا قاتل ہے پاکستانی و کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ دوستی کسی صورت قبول نہیں

کریں گے۔ حکومت پاکستان کو کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی کھل کر حمایت کرنی چاہئے اور انڈیا کو یہ پیغام دینا چاہئے کہ جب تک وہ کشمیر سے اپنی فوج نہیں نکالتا تب تک نہ مذاکرات ہوں گے اور نہ ہی دوستی، اگر ہندو بنئے کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات نہ کی گئی تو وہ اپنی مذموم حرکتوں سے باز نہیں آئے گا۔ مودی جموں میں جلسوں میں تقریروں کے دوران جو خواب دیکھ رہے ہیں وہ کسی صورت پورے نہیں ہو سکتے کیونکہ کشمیری اپنے حق کے لئے قربانیوں پر قربانیاں دے رہے ہیں مگر ان کے عزم و حوصلہ میں کمی نہیں آئی۔ بھارت کے قصاب مودی جو مرضی کر لیں انہیں ہر صورت مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

انگولا میں اسلام پر پابندی، مساجد کا انہدام

تحریر: علی عمران شاہین

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پوتے ثبت بن عامر نے رب کے حضور دعا کی:

''اے اللہ! میں تجھ سے اچھی موت کا سوال کرتا ہوں''۔آپ کے صاحبزادوں نے پوچھا، اچھی موت سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: ''سجدہ کی حالت میں موت کا واقعہ ہونا اچھی موت ہے''۔ پھر آپؒ کا اس جہاں سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو ساتھ ہی آپؒ کو اذان مغرب کی آواز سنائی دی۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ مجھے مسجد اٹھا کر لے چلو۔ بچوں نے عرض کیا کہ آپ معذور ہیں، مسجد جانا ضروری تو نہیں..... آپ نے فرمایا کہ میں حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح کی آواز سن رہا ہوں، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں مسجد نہ پہنچوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔اس پر آپ کے صاحبزادے آپ کو اسی حالت میں اٹھا کر مسجد لے گئے۔ آپ نے وہاں بیٹھ کر نماز ادا کی، آخری سجدے میں تھے کہ موت کے فرشتے نے روح کھینچ لی۔

اسلام کو سچے دل سے ماننے والے مسلمان کا تعلق مسجد سے واقعی اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ اسے کہیں اور ایسا چین نہیں آتا، جیسا مسجد میں آتا ہے کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ جس شخص کا دل مسجد میں لگا رہے، اسے قیامت والے دن اللہ کے عرش کا سایہ بھی نصیب ہو گا۔

یہ اسلام کا ہی اعجاز ہے کہ ان کی عبادت گاہ، یعنی مسجد ہمیشہ آباد ہوتی ہے اور اس قدر آباد ہوتی ہے کہ دیگر مذاہب کے ماننے والے اس پر حیران اور پریشان ہو جاتے ہیں کہ مسلمانوں کو دن میں پانچ بار مسجد جانے کا حکم ہے پھر بھی ان میں سے ایک بڑی تعداد سب کچھ چھوڑ کر مسجد چلی جاتی ہے۔ یہی مسجد بنانے والے کیلئے جنت میں اللہ کی طرف سے اس کے لئے گھر بنائے جانے کی خوشخبری ہے تو ذرا سوچیے کہ مساجد گرانے والوں کو اللہ کس حال سے دوچار کرے گا؟

چند روز پہلے جب یہ خبر سنی کہ براعظم افریقہ کے ملک انگولا میں اسلام کو خلاف قانون مذہب قرار دے کر اس پر پابندی عائد کرکے حکومت نے مساجد کو گرانا شروع کر دیا ہے اور جو بھی مسلمان اسلامی شعائر پر عمل کرتا یا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا نظر آئے گا اسے وہاں گرفتار کر لیا جائے تو دل جیسے بیٹھ گیا کہ اس قدر کھلی سفاکیت اور دہشت گردی پر ساری دنیا میں خاموشی.....

ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ لاہور میں جوزف کالونی مبینہ طور پر ایک غیر قانونی عیسائی بستی تھی، پر پراسرار حملہ ہوا تھا۔ حملے کی حیران کن بات یہ تھی کہ اس میں کسی ایک عیسائی کو معمولی خراش تک نہ آئی تھی اور صرف اور صرف ان کی املاک کو معمولی نقصان پہنچا تھا۔ پھر کیا تھا؟ ساری دنیا ڈنڈے لے کر پاکستان پر چڑھ دوڑی تھی۔ کتنے مسلمان گرفتار ہوئے جو آج بھی جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں، ان پر سنگین مقدمات درج ہیں۔ عیسائیوں نے پورے ملک میں اودھم مچا کر بڑے پیمانے پر املاک کو تباہ کیا تھا لیکن ان میں سے کوئی ایک گرفتار نہ ہوا۔ اس کے بعد اس غیر قانونی جوزف کالونی کو نہ صرف مکمل قانونی حقوق دے دیئے گئے بلکہ ان کے گھر حکومت نے خود تعمیر کئے۔ صوبے کے علاوہ وفاق سے صدر نے بھی فی گھر پانچ لاکھ امداد دی۔ میڈیا اطلاعات کے مطابق یہ رقم گھر کے کئی کئی لوگوں نے وصول کر کے کئی کئی ملین کما لئے۔ ہمارے ملک کی سیاسی ہی نہیں دینی قیادت بھی اس قدر بے بس نظر آئی کہ سبھی مذمت کرتے، اظہار ہمدردی کرنے پر مجبور نظر آئے لیکن انگولا کی اس کھلی دہشت گردی پر سبھی سیاسی تو کیا مذہبی رہنماؤں کی زبانیں بھی گنگ، آنکھیں بند ہیں۔

جمہوریہ انگولا وسطی افریقہ کے جنوبی حصہ میں واقع نوآزاد ملک ہے جو سولہویں صدی سے 11 نومبر 975ء تک پرتگال کی نوآبادی رہا ہے۔ آزادی کے بعد سے خونریز خانہ جنگی ہوتی رہی اور پھر 2006ء میں مختلف چھاپہ مار گروپوں کے

درمیان امن کا معاہدہ طے پایا۔ جس سے کچھ امن قائم ہوا۔

انگولا رقبے کے لحاظ سے (1256700) مربع کلو میٹر پر محیط ہے جس کا دارالحکومت لوانڈا (Luanda) ہے۔ ملک کی سرکاری زبان پرتگیز (Portuguess) ہے۔ اس کے ساتھ دیگر قبائلی اور مقامی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہاں کے 95 فیصد لوگ عیسائی ہیں۔ عیسائیت مختلف گروہوں میں بٹی ہوئی ہے لیکن باقی دنیا سے ہٹ کر یہاں سینکڑوں عیسائی گروہ پائے جاتے ہیں۔ البتہ آدھے سے زائد رومن کیتھولک ہیں۔ یہاں کی آبادی کم و بیش 18 ملین ہے اور ان میں لگ بھگ تین فیصد مسلمان ہیں۔

ساری دنیا کی طرح حالیہ عرصہ میں انگولا میں بھی اسلامی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔ مختلف بڑے شہروں میں مساجد قائم ہوئیں۔ اسلامی مدارس کی بنیادیں ڈالی گئیں۔ عربی، قرآن اور اسلام کی تعلیمات عام ہونے لگیں لیکن اکثریتی عیسائی ملک ہونے کے باعث یہاں اسلام کی طرف عموماً منفی رجحان ہی محسوس کیا گیا۔ چونکہ انگولا میں زیادہ تر مسلمان دیگر علاقوں سے یہاں آ بسے ہیں اس لئے تہذیب و کلچر کے اختلاف نے اسلام سے متعلق بدگمانی کو فروغ دینے میں بنیادی رول ادا کیا ہے۔ اکتوبر 2013ء کے اوائل شہر میں واقع جامع مسجد کو سب سے پہلے منہدم کر دیا گیا۔ اس کے Vain Zango میں ساتھ ہی دارالحکومت لونڈا کے

گورنر نے ریڈیو پر اعلان جاری کیا کہ انگولا میں مسلم ''انتہا پسندوں'' کی جگہ نہیں اور یہ کہ انہیں مساجد کی قانونی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس کے الفاظ تھے:

Radical Muslims are not welcome in Angola and the angola government is not ready for the lagalization of mosques in Angola

نومبر 2013ء کو وزیر مذہبی امور و انسانی حقوق رس، گروزی سلوا نے مساجد کو 19 بند کر دینے کا اعلان کیا، اس کا کہنا تھا:

The process of legaliztion of Islam has not been approved by the minsitry of justice and human rights Thier mosques would the closed until further notice

اس کے ساتھ ملک کے صدر جوس ایڈرڈو ڈوس سانٹوس نے صاف الفاظ میں کہا ہے کہ یہ ان کے ملک میں اسلام کے حوالے سے آخری فیصلہ ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو گی۔ اس سے قبل گزشتہ سال اکتوبر میں دارالحکومت لوانڈا میں ایک مسجد کو گرایا گیا تھا تو اس وقت وہاں کے میئر نے کہا تھا کہ انگولا میں بنیاد پرست اسلام کو داخل نہیں ہونے دیں گے اور حکومت مساجد کی منظوری نہیں دے گی۔ مسلمانوں کوئی قانونی حیثیت نہیں دی جا سکتی اور مساجد کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اس سے آگے بڑھ کر اب حکومت نے دو ٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ ان کے ہاں صرف اس مذہب اور فرقے پر عمل کی اجازت ہے کہ جسے انہوں نے قانونی طور پر اجازت دے رکھی ہے، باقی کسی کو نہیں۔ اب صاف کہا ہے کہ اسلام ان مذاہب میں شامل نہیں ہے کہ جس پر ان کے ملک میں عمل کرنے کی اجازت ہو۔ مسلمانوں کی 8 تنظیموں پر پابندی عائد کرتے ہوئے ساتھ ہی کہا گیا کہ عام مساجد چونکہ غیر قانونی ہیں، اس لئے ان سب کو بند کیا جا رہا ہے۔ یہ وضاحت بھی انگولا کی حکومت نے اس وقت جاری کی جب انگولا کی مسلم تنظیموں نے کھلی سرکاری دہشت گردی پر شور مچایا اور پھر دنیا میں چند لوگوں خاص طور پر فلسطینی مسلمانوں نے اس پر احتجاج کیا تو انگولا کی حکومت نے صرف اتنا بیان دے کر ساری دنیا کو خاموش کر دیا۔

آج کتنے دن گزر چکے ہیں، ہر طرف موت کی سی خاموشی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ انگولا کو اس قدر جرات آخر کیوں ہوئی؟ اس کی وجہ صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ انگولا اور اس جیسی دنیا بھر کی وہ تمام حکومتیں جو مسلمانوں پر ظلم ڈھاتی، ان کا قتل عام کر رہی ہیں۔ مسلمانوں کی عزتیں لوٹتی ہیں اور مساجد گراتی ہیں، انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جو بھی بیت جائے، دنیا میں کہیں سے بھی معمولی جنبش تک نہیں ہوتی۔ کوئی مسلم

حکمران، کوئی ملک یا ان کی نام نہاد تنظیمیں اور ادارے کبھی کوئی بات نہیں کریں گے، اس لئے انہیں کبھی کسی بات کی پرواہ نہیں ہوتی۔

آخر یہ ساری قوتیں اسلام، مسلمانوں اور خصوصاً مساجد کی کیوں دشمن ہیں؟ اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ ان کے اپنے مذاہب کے مراکز ویران ہو کر بڑے پیمانے پر نیلامی تک پہنچ گئے ہیں۔ عیسائی ملکوں میں آج نئے چرچ اور گرجے نہ ہونے کے برابر تعمیر ہوتے ہیں۔ معمولی معمولی بات پر چرچوں کی نیلامی عام ہے اور پادریوں کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے بھی عیسائی دنیا تیزی سے اپنے دین سے ہٹ رہی ہے۔ برطانیہ جو عیسائیت کا ایک بڑا مرکز ہے، وہاں آج بھی درجنوں چرچوں کے باہر نیلام عام کے بورڈ لگے ہوئے ہیں مسلمانوں نے بے شمار چرچ برطانیہ اور امریکہ سمیت ان ملکوں میں خرید کر مساجد میں تبدیل کر رکھے ہیں اور یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

عیسائیت کے ماننے والے اس بات کے دعویدار ہیں کہ ان کی تعداد مذاہب کے ماننے والوں کی آبادی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ عیسائی کہلانے والے آج محض دو فیصد کے لگ بھگ چرچ میں جاتے یا خود کو مذہبی مانتے ہیں، باقی سبھی عیسائی لوگ اپنے دین سے مکمل باغی ہو کر یا تو بے دین ہو چکے ہیں یا پھر اسلام کی آغوش میں پناہ لے چکے ہیں۔ یہی وہ اصل بغض ہے

جو ان متعصب عیسائیوں کو چین کا سانس نہیں لینے دیتا۔ انہیں ان کے اپنے لوگ کہہ رہے ہیں کہ 2050ء تک یورپ میں اسلام غالب آ کر اسے یوریبیا میں تبدیل کر دے گا۔

انگولا نے اسلام کو خلاف قانون مذہب قرار دے کر اور مساجد کو گرا کر ایک نئی جنگ کا آغاز اس لئے کیا ہے کہ انہیں اپنی عیسائیت مٹتی نظر آ رہی ہے لیکن کیا وہ اس طرح اپنے مٹتے ہوئے مذہب کو بچا کر اسلام کو مغلوب کر سکیں گے؟ انہیں تاریخ کا مطالعہ کر کے ضرور درست فیصلہ کرنا ہے اور مسلمانوں کو بھی فیصلہ کرنا چاہئے کہ وہ کب تک اسی طرح تماشا بن کر دنیا میں ذلت کا نشان بنتے رہیں گے۔

طارق ملک کا دلیرانہ فیصلہ

گیارہ مئی کو ہونے والے انتخابات میں مسلم لیگ (ن) کو توقعات کے برعکس کامیابی ملی، پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت جبکہ مرکز میں میاں نواز شریف وزیر اعظم بن گئے۔ انتخابات کے بعد مختلف پولنگ سٹیشنوں پر دھاندلی کا بھی شور کیا گیا۔ پیپلز پارٹی، تحریک انصاف و دیگر نے نتائج کو تسلیم بھی کیا اور دھاندلی کے خلاف کیس بھی دائر کئے کراچی کے حلقوں میں دھاندلی کا واضح ثبوت ملا۔ مسلم لیگ (ن)، تحریک انصاف، جے یو آئی (ف)، جماعت اسلامی سمیت متحدہ قومی موومنٹ کے علاوہ دیگر جماعتوں نے مختلف علاقوں میں اپنے مخالفین پر انتخابات میں دھاندلی کا الزام لگایا ہے، اس کے علاوہ غیر سرکاری تنظیم نے ملک کے کئی پولنگ اسٹیشنز پر رجسٹرڈ ووٹرز کی تعداد سے زیادہ ووٹ کاسٹ کرنے کا بھی انکشاف کیا تھا۔ نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کی نشست این اے 256 پر 11 مئی کے عام انتخابات میں بھاری پیمانے پر دھاندلی کی گئی۔ نادرا نے پاکستان تحریک انصاف کے امیدوار زبیر خان کی درخواست پر 67 پولنگ سٹیشنوں میں ڈالے گئے 84,748 ووٹوں کا جائزہ لیا۔ یہ نشست ایم کیو ایم کے اقبال محمد علی خان نے جیت لی تھی۔ رپورٹ کے مطابق صرف 6815 بیلٹ پیپرز پر

انگوٹھوں کے نشانات کی توثیق کی جا سکتی تھی جبکہ 57,642 بیلٹ پیپرز کی نادرا سسٹم کے ذریعہ تصدیق نہیں ہو سکی۔ نادرا کی رپورٹ نے انکشاف کیا ہے کہ 57,642 بیلٹ پیپرز پر انگوٹھوں اور انگلیوں کے نشانات کی تصدیق اس لیے نہیں ہو سکی کہ اس کے لیے جو سیاہی استعمال کی گئی وہ غیر معیاری تھی۔ علاوہ ازیں رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ 11,343 کاؤنٹر فائلز میں درج شدہ شناختی کارڈ نمبر جعلی ہیں، وہ کبھی نادرا کی طرف سے جاری نہیں کیے گئے۔ ایک پولنگ سٹیشن پر گلستان جوہر کے ایک ووٹر کی دیدہ دلیری ملاحظہ ہو جس نے ایک ہی شناختی کارڈ پر 7 ووٹ ڈالے۔ کراچی کے بعد لاہور کے حلقہ این اے 118 میں بھی دھاندلی کی شکایات تھیں جس پر چیئرمین نادرا طارق ملک حکومت کی نہیں مان رہے تھے۔ تلہ گنگ کے طارق ملک کے ایک انکار نے انہیں ''ہیرو بنا دیا، طارق ملک کو پاکستان، کینیا، نائیجیریا، بنگلہ دیش، امریکا، بحرین کے ملکوں کیلئے عوامی مرکزیت کے حامل ٹیکنالوجی سلوشنز پر عمل درآمد اور اسٹریٹجک مینجمنٹ کا 20 سال وسیع تجربہ ہے۔ طارق ملک پراجیکٹ اور ٹیکنالوجی شمار کئے جاتے ہیں، وہ سینیئر مشیر برائے CIO مینجمنٹ میں معروف و کامیاب انفارمیشن سسٹم، مقرر، مصنف، ٹرینر اور پبلک سیکٹر میں انفارمیشن ٹیکنالوجی ریسرچر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ نادرا سے منسلک ہونے سے قبل انہوں نے امریکا کی ریاست مشی گن کی سب سے بڑی کاؤنٹی میں چیف آف ٹیکنالوجی کے فرائض بھی انجام دیئے ہیں۔ طارق ملک نے ہائیڈل برگ جرمنی سے انٹرنیشنل مینجمنٹ میں ماسٹر کی

ڈگری اور قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان سے کمپیوٹر سائنس میں ماسٹر کی ڈگری بھی حاصل کی۔ طارق ملک کی تعلیمی قابلیت انہیں جان ایف کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ، ہارورڈ یونیورسٹی، ماسیچوسٹس اور سٹیفورڈ یونیورسٹی بھی لے کر گئی۔ طارق ملک کو حال ہی میں سی آئی او آف دی ایئر کا ایوارڈ بھی دیا گیا ہے۔ سابق آمر پرویز مشرف نے چیف جسٹس آف پاکستان افتخار چوہدری کو جبری معزول کیا تو انہوں نے انکار کیا اور تحریک چلی ،لانگ مارچ ہوا اور وہ بحال ہو گئے،اب مسلم لیگ (ن) نے بھی اسی آمر کی طرز پر فیصلہ کیا،آزاد عدلیہ نے بھی اپنا فیصلہ سنا دیا، ضلع چکوال کی تحصیل تلہ گنگ کے گاؤں ٹھی سے تعلق رکھنے والے طارق ملک نادرا کے چیرمین ہیں جنکی جبری برطرفی پر ملک بھر کی سیاسی جماعتوں نے انکا بھرپور ساتھ دیا۔ حکومت نے طارق ملک کے انکار کے بعد انسے استعفیٰ طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہیں وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کے لئے لاہور بلایا گیا مگر ملاقات وزیر اعلیٰ سے نہیں رانا ثناء اللہ سے ہوئی رانا ثناءاللہ نے روایتی انداز میں مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہیں کیا کہ حلقہ این، اے 118 پر حکومت کی مانیں، جیسے ہم کہتے ہیں ویسے کرتے جائیں یہی بہتر ہو گا، جس پر طارق ملک نے انہیں صاف صاف جواب دیا کہ جو سچ ہے میں صرف اسے سامنے لاؤں گا، یہ انکار ''ن'' کی حکومت کو پسند نہیں آیا۔ رات دو بجے انکی برطرفی کے احکامات انکے گھر پہنچائے جاتے ہیں۔ طارق ملک نے جراتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکمرانوں کی ہاں میں ہاں

ملانے کی بجائے انکار کیا جو ''شریفوں'' کو پسند نہیں اس انکار کی وجہ سے انہیں برطرف توکیا گیا لیکن انہوں نے اپنی برطرفی کو چیلنج کر دیا جسکے بعد اسلام آباد ہائیکورٹ کے جسٹس نور الحق قریشی نے ان کے کٹریکٹ کی منسوخی اور بریگیڈئر (ر) زاہد حسین کی قائم مقام چیئرمین نادرا کی تقرری کا نوٹیفکیشن معطل کر دیا۔ سماعت کے دوران چیئرمین نادرا طارق ملک کے وکیل بابر ستار نے موقف اختیار کیا کہ چیئرمین نادرا کا کٹریکٹ 3 سال کا تھا جبکہ انہیں عہدے سے برطرف کرنے کا طریقہ کار قانون میں درج ہے جسے حکومت نے نظرانداز کرتے ہوئے اچانک کٹریکٹ کی منسوخی کا حکم جاری کرکے قائم مقام چیئرمین کا تقرر کر دیا ہے حالانکہ قانون کے مطابق کسی بھی شخص کو نادرا کا قائم مقام چیئرمین تعینات نہیں کیا جاسکتا۔ جسٹس نور الحق قریشی نے طارق ملک کے وکیل کا موقف سننے کے بعد حکومت کی جانب سے چیئرمین کے کٹریکٹ کی منسوخی اور قائم مقام چیئرمین نادرا کی تعیناتی کا نوٹیفکیشن معطل کر دیا۔ جسکے بعد چیئرمین نادرا طارق ملک نے دوبارہ اپنے عہدے کا چارج سنبھال لیا اور عدالتی احکامات دکھا کر قائم مقام چیئرمین بریگیڈئر (ر) زاہد حسین کو فوری طور پر کراچی واپس جا کر اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کی ہدایت کی۔ اسلام آباد ہائیکورٹ سے حکم امتناعی حاصل کرنے کے بعد چیئرمین نادرا طارق ملک نادرا ہیڈ کوارٹرز پہنچے اور اپنے عہدے کا دوبارہ چارج سنبھالتے ہوئے لاہور کے حلقہ این اے 118 میں دھاندلی سے متعلق الیکشن کمشن کیلئے رپورٹ مرتب

کرنے پر بھی مشاورت کی۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے چیئرمین نادرا ہٹائے جانے پر شدید احتجاج کیا تھا چیئرمین سینٹ نے باضابطہ طور پر تحریک التوا پیش کرنے کی ہدایت کی کہ انتخابی انگوٹھے کے نشانات پر رپورٹ حکومت کے حق میں تبدیل نہ کرنے پر چیئرمین نادرا کو نشانہ بنایا گیا ہے۔بڑے بڑے۔برج انتخابی دھاندلی پر الٹنے والے تھے۔

پیپلز پارٹی کے رہنما سینیٹر سعید غنی کا کہنا ہے کہ چیئرمین نادرا کا عہدہ قانون کے تقاضوں کو مد نظر رکھ کر بنایا گیا تھا چیئرمین کو بغیر تحقیقات کے ہٹایا نہیں جا سکتا۔ لاہور کے ایک قومی اسمبلی کے حلقہ کے انتخابات کے بیلٹ پیپرز کے مشکوک ہونے پر رپورٹ کا معاملہ تھا چیئرمین نادرا کو دھمکیاں دی گئیں۔سابق وزیر داخلہ رحمان ملک بھی خاموش نہ رہ سکے اور کہا کہ ایک ماہ کے نوٹس کے بغیر چیئرمین نادرا کو ہٹایا نہیں جا سکتا تھا مئی 2013 کے انتخابات کے لئے پرائیویٹ پرنٹنگ پریس سے بھی بیلٹ پیپرز چھپوائے گئے تھے رحیم یار اور بلوچستان سے ٹرک پکڑے گئے تھے نادرا کے بارے میں قانون موجود ہے قانون کے تحت مدت مقرر ہے اس سے قبل ہٹانے کے لئے تحقیقات اور ایک ماہ کا شوکاز نوٹس دینا ضروری ہے انتخابات میں دھاندلی کو منظر عام سے روکنے کے لئے چیئرمین نادرا کو نشانہ بنایا گیا۔ انتخابات کے حوالے سے چیئرمین نادرا طارق ملک کے پاس ایسی معلومات تھیں جس سے حکومت خوفزدہ تھی کیا ملک میں دیانتدار افسران کو ہٹایا جاتا رہے گا۔ اگر انتخابات میں دھاندلیاں ہوئی ہین تو انہیں منظر عام پر آنے سے کیوں

روکا جا رہا ہے نادرا کی اچھی کارکردگی تھی ۔ قائد حزب اختلاف خورشید شاہ کہتے ہیں کہ طارق ملک کو ہٹانا انتخابی دھاندلی کو چھپانے کا آغاز ہے، الیکشن کمیشن طارق ملک پر ڈٹ جائے۔طارق ملک تلہ گنگ کی روایتی ''پگ'' کی لاج رکھتے ہوئے اپنے موقف پر ڈٹ گئے، دیکھتے ہیں کہ اب حکومت انکے خلاف نیا کونسا حربہ اختیار کرتی ہے جسے انہیں ہٹا کر راستہ صاف کیا جاسکے اور کسی ایسے شخص کو چیئرمین لگایا جائے جسکے پاس انکار نہ ہو بلکہ جو کہا وہ کرے پر چلنے ولا ہو۔طارق ملک کے انکار کے فیصلے سے انہوں نے تلہ گنگ کی مٹی کا لاج رکھی جس پر ساری قوم کو فخر ہے۔

جنرل ضیاء الحق شہید

تحریر: علی عمران شاہین

مستنصر حسین تارڑ سے کون پاکستانی واقف نہیں۔ہم تو بچپن سے ہی ان کے ' ساتھ ساتھ ' رہے اور چاچا جی کی باتیں زمانہ گزرنے کے بعد بھی آج تک یاد آتی ہیں۔اردو اور پنجابی ادب کے وہ بے تاج بادشاہ ہیں ،جس کا کوئی اقرار کرے نہ کرے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس سب کے ساتھ مجھے ایک بات پر بہت حیرت ہے کہ وہ سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کے اس قدر مخالف کیوں ہیں؟چند دن پہلے کے اخبار میں ان کا کالم بعنوان ''جب ضیاء الحق کو شہید قرار دیا گیا'' پڑھا اور ایک بڑی تقریب میں ان کی تقریر بھی سنی۔دونوں ہی جگہ موصوف جنرل ضیاء الحق پر خوب برسے۔میں خود تاریخ کا ایک ادنی طالب علم اور ادنی سا لکھاری ہوں۔سو اس حیثیت سے میں اکثر اس کھوج میں رہتا ہوں کہ مجھے کہیں سے جنرل ضیاء الحق کا کوئی ایک آدھا ایسا چھوٹا موٹا جرم یا گناہ کبھی مل ہی جائے کہ جس کی بنا پر بہت سے یار لوگ ان پر دن رات تبرا اور دشنام طرازی کرتے ہیں۔افسوس کہ جناب تارڑ صاحب نے بھی دیگر لوگوں کی طرح نہ تو اپنے کالم میں اور نہ ہی اپنی تقریر میں جنرل ضیاء الحق کا کوئی ایسا جرم گنوایا کہ جس کی پاداش میں وہ اس قدر ان پر سیخ پا رہتے ہیں۔میں یہ سطریں لکھتے

ہوئے بھی مسلسل سوچ رہا ہوں کہ میں ان کی کس بات کا جواب دوں، کیوں کہ انہوں نے بھی کوئی دلیل تو دی نہیں۔ سو میں جناب تارڑ صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جنرل ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور اقتدار میں وہ کتنا عرصہ شاہی قلعے میں پابند سلاسل رہے؟ان کی کتنی کتابوں پر پابندی لگی ؟یا انہیں کتنے کوڑے مارے گئے؟ موصوف تو خود تسلیم کر رہے ہیں کہ جب جنرل صاحب کے طیارے کو حادثہ پیش آیا تو وہ اس زمانے میں پی ٹی وی پر دن رات کام کر رہے تھے اور اس بات کے تو کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ اس زمانے میں پاکستان میں یہی ایک چینل ہوتا تھااور یہ اس وقت سے لے کر آج تک سو فیصد مکمل سرکاری ادارہ ہے۔لوگ پی ٹی وی کے رات نو بجے کے مشہور عالم خبر نامہ کو ''حکومت نامہ'' آخر کیوں کہا کرتے تھے؟اور پی ٹی وی پر کوئی ایسا چہرہ نظر آجائے کہ جو اندر باہر سے صدر مملکت کیخلاف ہو،کیا یہی کبھی سوچا بھی جا سکتا تھا؟اگر جنرل ضیاء الحق اس قدر ظالم اور غاصب شخصیت تھی تو پھر انہی کی حکومت کی جاری و طے کردہ پالیسی کے مطابق وہ برسہابرس پی ٹی وی پر کیوں پروگرام کرتے ،انہی سے تنخواہ لیتے ،عزت و شہرت کماتے اور مراعات لیتے رہے۔جو الفاظ وہ جنرل ضیاء الحق کے بارے میں آج استعمال کرتے نظر آتے ہیں وہ انہوں نے ٹی وی پر آ کر کبھی ادا کیوں نہ کئے تھے؟اگر ضیاء الحق غاصب و جابر تھے تو انہوں نے اس زمانے میں سرکاری چینل پی ٹی وی کو اپنا کیریئر اور اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے کے بجائے کلمہ حق کہہ کر افضل جہاد کیوں نہ کیا تھا؟آج کا ایک عجیب

مسئلہ یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جو جنرل ضیاء الحق کے چڑھتے سورج کو دیکھ کر دن رات ان کی چوکھٹ پر پڑے، ان سے عزت و اقتدار پانے کے لئے بے قرار رہتے اور اپنا سب کچھ فدا کرتے نظر آتے تھے، ان کے اس فانی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جب یقین کر چکے ہیں کہ اب انہیں جنرل ضیاء الحق سے کچھ نہیں مل سکتا تو ان کی 'غیرت' جاگ اٹھی ہے اور ان میں بیشتر آج انہی راہوں پر کھڑے ہیں کہ جہاں سے دوبارہ حکومت و اقتدار کی روشنی نظر آتی ہے۔ اس لئے سیاست کے میدان میں اقتدار کی خاطر اپنے ایمانسمیت سب کچھ قربان کرنے والوں سے تو کچھ گلا نہیں، کیوں کہ یہ کوئی نیا معاملہ نہیں ہے۔ تاریخ میں ہمیشہ سے یہی کچھ ہوتا آیا ہے۔ ضیاء الحق کو تو چھوڑیئے، جنرل پرویز مشرف ابھی زندہ ہیں۔ امریکہ اور یورپ ان کے آج بھی دلداہ اور انہیں بچانے کے لئیبڑی حدتک سرگرم ہیں لیکن اس کے باوجود وہی لوگ جو صرف چھ سات سال پہلے اسی ملک میں، اسی سرزمین پر ان کے نام کا ''کلمہ'' پڑھ کر سوتے اور جاگتے تھے، آج ان کے نام سے یوں انجان ہو چکے ہیں کہ جیسے جانتے ہی نہیں، پہچانتے بھی نہیں۔ تارڑ صاحب نے فرمایا کہ ''جنرل ضیاء الحق کی قبر آج ویران ہے، بے شک ان کا جنازہ بہت بڑا تھا لیکن یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اس وقت مسند اقتدار پر فائز تھے'' تارڑ صاحب! ہم آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اتنے بڑے جنازے صرف برسر

اقتدار حکمرانوں کے ہی ہوتے ہیں؟ دینی تحریکوں سے وابستہ افراد اور مذہبی رہنما بلکہ ان کے عام کارکن تک جب فوت ہوتے ہیں، خواہ کسی بھی فرقے یا مسلک سے ہوں، کبھی ان کے جنازوں میں جا کر دیکھا کریں کہ لوگوں کی ان سے کیسی وابستگی ہوتی ہے اور لوگ کس طرح ان کے جنازوں میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی اقتدار کے ایوانوں میں نہیں پہنچتے لیکن لوگوں دلوں پر ان کی حکمرانی ان کے سفر آخرت سے بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔

کسی کی قبر ویران ہونے سے اس کا نام نہیں مٹ جاتا۔ تاریخ کی لاتعداد نامور و نیک ترین ہستیوں کی قبروں کے نام و نشان کا بھی کسی کے علم میں نہیں، تو کیا وہ اس دنیا سے مٹ گئے؟ ہر گز نہیں۔ جنرل ضیاء الحق کا نام کل بھی زندہ تھا، آج بھی زندہ ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل تو آپ کا ہی ان کا اس قدر نام لینا اور غصے کا اظہار کرنا بھی ہے۔ پاکستان میں کتنے لوگوں نے حکومت کی، ان میں کس حکمران کا نام آج بھی سب سے زیادہ لیا جاتا ہے اور کس کے کاموں، کارناموں اور فیصلوں پر مٹی ڈالنے اور انہیں فنا کرنے کے لئے کتنے لوگ گزشتہ پچیس سال سے سر دیواروں سے ٹکرا رہے اور اس دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں لیکن بات بنتی نہیں ہے۔ آخر کیوں؟ لگ بھگ ہر روز کے اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ میں ضیاء الحق کا تذکرہ ہوتا ہی ہے اور ان کے اقدامات کو مٹانے کے لئے ساری دنیا مل کر ہمارے حکمرانوں کے ذریعے تگ و

دو میں مصروف ہے لیکن بات نہیں بن پا رہی ۔اس ملک میں تو ضیاء الحق سے کہیں زیادہ طاقتور فوجی حکمران آئے ، لمبی حکومتیں کیں ۔آخر ان کا تذکرہ کہیں کیوں نہیں ہوتا؟اس کا مطلب ہے کہ قبریں ویران یا آباد ہونے سے فرق نہیں پڑتا ۔ نظریات و افکار اور کارنامے ہی زندہ رہتے ہیں اور جنرل ضیاء الحق انہی کی وجہ سے زندہ ہیں۔ان کے بیٹے اعجاز الحق نے اس بار انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔یہی نہیں ان کے دو ساتھی ایم پی اے بن کر پنجاب اسمبلی پہنچے تو کس کے نام پر انہوں نے الیکشن لڑا تھا؟شریف برادران کے مخالفین اول روز سے ان کے خلاف سب سے بڑا ہتھیار یہی استعمال کرتے ہیں ناں کہ وہ جنرل ضیاء الحق کی پیداوار اور باقیات ہیں اور اس سے کوئی اور تو کیا شریف برادران بھی انکار کبھی نہیں کرتے اور کر بھی نہیں سکتے۔کیا اس وجہ سے انہیں عوام پاکستان نے مسترد کیا یا منتخب۔اسی سوال کے جواب سے یہ سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پاکستان کے عوام کیا چاہتے ،کیا سوچتے اور کیا پسند کرتے ہیں؟ اس کا اندازہ کرنا ہو تو آج کے دنوں میں ملالہ یوسف زئی اس کی بہترین مثال ہے۔ساری دنیا اور ساری دنیا کا میڈیا اور ان سب سے بڑھ کر پاکستانی حکومت، سیاسی پارٹیاں، ہمارا ملکی میڈیا اور تمام بارسوخ لوگ ایک ہو کر ملالہ کے حق میں ہمہ وقت قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ایک سال سے سارا جہاں مل کر اس کوشش میں مصروف

ہے کہ ملالہ پاکستانی قوم کی تن تنہا اور متفقہ اور بلا شرکت غیرے ہیرو تسلیم کر لی جائے ۔اس نے وزیر اعظم بننے کی خواہش کا اظہار ویسے ہی نہیں کیا۔ لیکن ساری پاکستانی قوم نے ملالہ کو اس سب کے باوجود مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔ اسی لئیے تو جناب تارڑ صاحب کی خدمتمیں قرآن کریم کی یہ آیت ہی رکھیں گے تاکہ وہ اس معاملے میں صحیح فیصلہ فرما سکیں کیونکہ میری معلومات کے مطابق تارڑ صاحب ایک اچھے مسلمان بھی ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے بن جاؤاور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہر گز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ اس سے پوری طرح با خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ (المائدہ: 8)

بھارت 1965 کو یاد رکھے

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے مظفر آباد کے دورے کے موقع پر کہا کہ کشمیر خطہ میں فلیش پوائنٹ ہے اور یہ مسئلہ کسی بھی وقت دو ایٹمی طاقتوں کے درمیاں چوتھی جنگ کا باعث بن سکتا ہے۔ مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر خطے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پر عزم ہیں۔ وہ مسئلہ کشمیر کے حل کو اپنا قومی فریضہ سمجھتے ہیں اسی لئے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اجاگر کیا۔ آزاد کشمیر قدرتی حسن سے مالا مال ہے اور کشمیر کی ترقی ہماری اولین ترجیح ہے۔ مظفر آباد کو شاہراؤں کے ذریعے شمالی علاقوں سے ملائیں گے۔ خواہش ہے کہ آزاد کشمیر میں بڑے منصوبے شروع کئے جائیں۔ لائن آف کنٹرول پر صورتحال بہتر ہوئی ہے اور ایل او سی پر سیز فائر کو یقینی بنایا جائیگا۔ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ مظفر آباد کو ٹرین کے ذریعے راولپنڈی اسلام آباد سے ملایا جائے گا۔ مظفر آباد اور راولاکوٹ میں بین الاقوامی معیار کے ہوائی اڈے تعمیر کیے جائیں گے۔ آزاد کشمیر میں پن بجلی کے منصوبوں کے آغاز پر زور دیتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ اس سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا اور عوام کو سستی بجلی مہیا ہو گی۔ مسئلہ کشمیر کے جلد حل کیلئے اپنے ٹھوس عزم کا اظہار کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ انہوں نے اس مسئلہ کو عالمی سطح پر اجاگر کیا اور جنرل

اسمبلی سمیت ہر عالمی فورم پر ٹھوس انداز میں کشمیری عوام کے موقف کو پیش کیا۔ انہوں نے یقین دلایا کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے ہر ممکن اقدامات کریں گے۔ وزیر اعظم کے بیان کے اگلے روز ہی جنگی جنون میں مبتلا بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ کو عمر کے آخری حصے میں خوش فہمی ہو گئی ہے کہ پاکستان کبھی بھی بھارت سے جنگ نہیں جیت سکتا۔ایک جانب پاکستان جہاں بھارت سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا خواہاں اور دونوں ملکوں کے درمیان مسائل کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنا چاہتا ہے تو دوسری جانب بھارتی حکومت کو اپنی عددی قوت کا اتنا غرور ہے کہ وہ 1965 کی جنگ میں ملنے والے سبق کو بھی بھلا بیٹھا ہے جس میں پاک فوج نے اپنے جذبہ ایمانی سے کئی گنا بڑی فوج کو ناکوں چنے چبوا دیئے تھے اور اب ایک بار پھر وہ جنگوں کے ذریعے اپنی برتری ثابت کرنے کی بڑھکیں مار رہا ہے، یہی صورت حال اس وقت دیکھنے کو ملی جب نئی دہلی میں بھارتی بحریہ کے قومی دن کے موقع پر صحافیوں سے غیر رسمی گفتگو کے دوران من موہن سنگھ کا کہنا تھا کہ بھارت کا دفاع ناقابل تسخیر ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی ملک ان کی جانب بری نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے مسئلہ کشمیر کی غرض و غایت کے حوالے سے کی گئی بات پر من موہن سنگھ جذبات کی رو میں اس قدر بہہ گئے کہ انہوں نے یہ تک کہہ ڈالا کہ پاکستان تو بھارت سے کبھی بھی جنگ میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور کم از کم ان کی زندگی میں تو نہیں، اب 81 سالہ عمر رسیدہ بھارتی وزیراعظم کو یہ کون

سمجھائے کہ اس عمر میں ایسی باتیں انہیں زیب نہیں دیتیں۔شاید انہیں کسی نے بتایا نہیں کہ پاک بھارت جنگ میں پاک فضائیہ کے جانبازوں نے جرات اور بہادری کی مثالیں قائم کیں اور وطن عزیز کا دفاع کیا تھا۔ جانباز پائلٹ اسکواڈرن لیڈر ایم ایم عالم نے ایک جھڑپ میں چند منٹ کے دوران بھارت کے چار طیارے مار گرائے تھے۔ جنگ میں پاک فضائیہ نے بھارتی ایئر فورس کے ایک سو چار طیارے تباہ کیے جبکہ پاکستان کو انیس طیاروں کا نقصان ہوا۔ اس طرح لاہور میں ناشتہ کرنے کے عزائم لیکر میدان جنگ میں اترنے والی بھارتی افواج کو پاک فضائیہ کے شاہینوں نے ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔ پینسٹھ کی جنگ میں سیالکوٹ کے قریب چونڈہ کا مقام بھارتی افواج کیلئے ٹینکوں کا قبرستان بنا تھا اور پاک فضائیہ نے مجموعی طور پر بھارتی جارحیت کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیئے تھے۔ منموہن سنگھ انڈیا میں الیکشن سے پہلے ایک بار پھر جو بیان انہوں نے دیا وہ سوچ لیں ۔ ہندوستانی موجودہ وزیر اعظم منموہن سنگھ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ 1932 کو پاکستانی پنجاب کے علاقے گاہ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے تھے اور چکوال کو غازیوں و شہیدوں کی زمین کہا جاتا ہے۔ ضلع چکوال کا کوئی قبرستان ایسا نہیں جہاں کسی فوجی شہید کی قبر نہ ہو۔ دولمیال گاؤں صوبہ پنجاب میں پوٹھوہار کے علاقے میں چکوال سے تقریباً تیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ توپ والے گاؤں کے نام سے مشہور گاؤں دولمیان کو جرنیلوں کا گاؤں بھی کہا جاتا ہے اس گاؤں کے ایک چوک میں توپ رکھی گئی ہے

یہ توپ پہلی جنگ عظیم کے دوران استعمال کی گئی تھی۔ جب جنگ ختم ہوئی تو بہادری کے صلے میں دولتِ مشترکہ کے ممالک کو دو توپیں بطور انعام اور یادگار دی گئیں۔ ایک توپ تو سکاٹ لینڈ گئی لیکن دوسری کی منزل دوالمیال کا یہ گاؤں ٹھہری جس کے 460 باسیوں نے انگریزوں کے شانہ بشانہ اس جنگ میں حصہ لیا تھا۔ منموہن سنگھ کو پاکستان سے جنگ جیتنے کا خیال دل سے نکالنا ہو گا۔ جب تک کنٹرول لائن پر پاکستان کی جرات مند افواج کھڑی ہے بھارت کبھی بھی حملہ کی غلطی نہیں کر سکتا۔ پاک افواج ہر طرح کے مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ دفاع پاکستان کونسل سمیت مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین نے بھی بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ اور بھارتی آرمی چیف جنرل بکرم سنگھ کے دھمکی آمیز بیانات پر شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان پر ہمیشہ انڈیا نے ہی جنگ مسلط کی ہے اب بھی اگر اس نے میلی نگاہ ڈالی تو ہم بھی دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بھارتی دھمکیاں محض گیدڑ بھبھکیاں ہیں۔ وہ کسی غلط فہمی میں نہ رہے۔ من موہن سنگھ ووٹ حاصل کرنے کیلئے پاکستان کیخلاف ہرزہ سرائی کر رہے ہیں۔ انڈیا جنوبی ایشیا کا امن برباد کرنے سے باز رہے۔ جیسے جیسے امریکہ اس خطہ سے نکلنے کی تیاریاں کر رہا ہے بھارت پر جنگی جنون طاری ہو رہا ہے۔ بھارت کی دہشت گردی کی دنیا بھر میں آواز کرنے والے امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ اور بھارتی آرمی چیف کسی غلط فہمی میں نہ رہیں۔

پاکستان اللہ کے فضل و کرم سے ایٹمی قوت اور غیور قوم الحمد للہ بزدل بھارت کو منہ توڑ جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ بھارت امریکہ کی شہ پر خطہ کا امن برباد کر رہا ہے۔ ایک طرف آٹھ لاکھ فوج کے ذریعہ اس نے مقبوضہ کشمیر میں بدترین ریاستی دہشت گردی کا بازار گرم کر رکھا ہے، پاکستانی دریاؤں پر غیر قانونی ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخواہ اور دیگر علاقوں میں تخریب کاری و دہشت گردی کو فروغ دیا جا رہا ہے اور پاکستان کو دباؤ میں لانے کیلئے سرحدوں پر جارحیت اور جنگ کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ بھارت نے پاکستان کی جانب میلی نگاہ ڈالنے کی جرات کی تو پوری پاکستانی قوم افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہو گی اور بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دے گی۔ حکومت پاکستان کو بھارت کے دھمکی آمیز بیانات کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے اور خاموش رہنے کی بجائے اس کی دھمکیوں کا جراتمندانہ انداز میں جواب دینا چاہیے۔ ہمارا انڈیا کے ساتھ جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ،ہمیشہ انڈیا نے ہی پاکستان پر جنگ مسلط کی ہے اب بھی اگر انڈیا کے گمان میں ہے کہ وہ جنگ جیتے گا تو صرف دھمکیاں نہ دے بلکہ پہل کرے ہم بھی دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کشمیر انٹرنیشنل معاملہ ہے، ہم نے پہلے بھی انڈیا کے ساتھ جنگ نہیں کی بلکہ انڈیا نے تینوں جنگیں ہمارے اوپر مسلط کی تھیں، انڈیا سن لے ہم امن چاہتے ہیں مگر کشمیر کو فراموش کر سکتے ہیں نہ کریں گے، کشمیری اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں انکی آزادی کوئی طاقت نہیں چھین سکتی، انڈیا ہوش

میں آئے امریکا کے افغانستان سے جانے کے بعد وہ مشکل میں پھنس جائے گا اور تاریخ کا غلط رخ اسے بہا کرلے جائے گا۔ انڈیا بوکھلا گیا ہے۔ امریکہ کے افغانستان سے نکلنے کی وجہ سے انڈیا کو بہت زیادہ پریشانی لاحق ہے انڈیا سوچے کہ امریکہ کے انخلاء کے بعد اسکا کیا بنے گا؟

کشمیر کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کا بھارتی حربہ

نئی دہلی کی ایک عدالت نے متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین اور حزب المجاہدین کے سربراہ سید صلاح الدین اور سات دیگر کشمیریوں کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا ہے۔ بھارت کی قومی تحقیقاتی ایجنسی (این آئی اے) نے ایک خصوصی عدالت میں حزب المجاہدین سے تعلق رکھنے والے 10 کشمیریوں کے خلاف آئی پی سی کی دفعات 120B اور 121A کے علاوہ غیر قانونی سرگرمیوں کے انسداد سے متعلق قانون کی دفعات 17، 18، 18A، 18B، 38، 39 اور 40 کے تحت چارج شیٹ دائر کی۔ چارج شیٹ کا جائزہ لینے کے بعد عدالت نے حزب المجاہدین کے چیف کمانڈر سید صلاح الدین، ڈپٹی کمانڈر غلام نبی خان عرف عامر خان سمیت آٹھ افراد کو اشتہاری ملزم قرار دیا۔ این آئی اے کی جانب سے کی گئی تحقیقات میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ جموں و کشمیر افیکٹیز ریلیف ٹرسٹ کی آڑ میں پاکستان میں مقیم حزب المجاہدین کے شدت پسندوں نے مختلف راستوں سے بھارت میں سرگرم کشمیریوں کو پیسے فراہم کئے۔ پی ٹی آئی کے مطابق این آئی اے پہلی بار پاکستان کو ایک عدالتی استدعا بھیجے گی جس میں سید صلاح الدین کی گرفتاری کا مطالبہ کیا جائے گا۔ این آئی اے کو حکومت کی جانب سے پاکستان کو خط لکھنے کی اجازت مل گئی ہے جس میں حکام کو صلاح الدین اور 7 دیگر

کشمیریوں کو گرفتار کرنے کی درخواست کی جائیگی۔ بھارتی حکام کے مطابق سید صلاح الدین نے 1989 سے پاکستان میں پناہ لے رکھی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ بھارت میں سید صلاح الدین اور 7 دیگر کشمیریوں کو اشتہاری قرار دے کر پاکستان کو یہ خط بھیجا جا رہا ہے۔ این آئی اے نے اپنی چارج شیٹ میں کہا ہے کہ جموں و کشمیر افیکشیر ریلیف ٹرسٹ کو وادی کشمیر میں 13 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں اور اس تنظیم کو حزب المجاہدین ریاست میں عسکریت پسندوں کو مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔ ایجنسی کے مطابق دوران تحقیقات یہ پتہ چلا ہے کہ حزب المجاہدین نے مختلف چینلز کے ذریعے فنڈ بھیجے ان میں حوالہ، بنکنگ نیٹ ورک، سرحد کے آر پار تجارت شامل ہیں۔ این آئی اے کے مطابق محمد شفیع شاہ عرف داؤد نے مبینہ طور پر 13 کروڑ روپے کی رقم اکٹھی کی اور اسے حزب المجاہدین کی جانب سے عسکریت پسندوں میں تقسیم کیا گیا۔

چارج شیٹ میں صلاح الدین کے علاوہ ان کے نائب غلام نبی خان عرف امیر خان، عمر فاروق شیرا عرف محبوب الحق، منظور احمد ڈار عرف مسرور ڈار، ظفر حسین بھٹ عرف خورشید، نذیر احمد ڈار عرف شبیر الہی، عبدالمجید صوفی عرف مجید بیساطی اور مبارک شاہ شامل ہیں۔ این آئی اے نے حزب المجاہدین سے تعلق رکھنے والے دو افراد محمد شفیع شاہ عرف داؤد عرف ڈاکٹر اور طالب لالی عرف طالب حسین لالی عرف وسیم عرف ابوعمر پر مجاہدین گروپوں کو فنڈز تقسیم کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کیا ہے۔ شفیع شاہ کو اکتوبر 2011ء میں سرینگر کے نواح سے گرفتار کرکے این

آئی اے کے حوالے کیا گیا تھا۔ طالب لالی کو بانڈی پورہ سے 4 ستمبر کو گرفتار کرکے این آئی اے کے حوالے کیا گیا۔ شفیع شاہ پر 13 کروڑ روپے اکٹھے کرکے تقسیم کرنے کا الزام ہے۔ واضح رہے کہ بھارتی عدالت نے یہ فیصلہ 30 نومبر کو کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ نئی دہلی حقیقت پسندی سے کام لے کر کشمیر کے مسئلے کے حل کی اہمیت کو سمجھنے کے بعد سید صلاح الدین کو با معنی مزاکرات کی دعوت دیتی، وہ اہل کشمیر کو ڈرا دھمکا کر وقت گذاری سے کام لے رہی ہے۔ "اگر یہ الزام کہ صلاح الدین اور ان کے ساتھی کشمیر میں تشدد کو ہوا دینے کے لئے روپیہ پیسہ فراہم کرتے ہیں صحیح ہے، تو این آئی اے کو پھر غلام حسن میر اور دیگر بھارت نواز سیاست دانوں کے خلاف بھی ویسے ہی مقدمہ درج کرنا چاہئے جیسے کہ اس نے صلاح الدین اور ان کے ساتھیوں کے خلاف درج کیا ہے ۔وی کے سنگھ کی طرف سے یہ انکشاف کہ غلام حسن میر اور کچھ دیگر بھارت نواز سیاست دانوں نے 2010 میں امن و امان کی بر ہمی کے لئے مرکزی ایجنسیوں سے کروڑوں روپیہ وصول کیا ہے تو ان کا جرم کس طرح قابل معاف ہو سکتا ہے۔ صلاح الدین کے طریقہ کار سے کسی کو بھی اختلاف رکھنے کا بھرپور حق حاصل ہے لیکن جس مقصد کے لئے انہوں نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا رکھا ہے وہ کسی بھی طرح سے انصاف کے تقاضوں اور بین الاقوامی ضوابط سے متصادم نہیں ہے۔ ہر کسی کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ صلاح الدین اور ان کے ساتھی جموں و کشمیر کے شہری ہیں اور ان ہی لوگوں کی وجہ سے کشمیر کا مسئلہ بین الاقوامی

برادری کی نظروں میں آچکا ہے نیز یہ لوگ کشمیریوں کی قربانیوں کے حقیقی وارث ہیں۔ اگر بھارت واقعی امن کا خواہاں ہے تو اس سے کسی تاخیر کے بغیر صلاح الدین کو با معنی مزاکرات کی دعوت دینی چاہئے۔ تحریک آزادی جہاں سیاسی محاذ پر سرگرم ہے وہیں عسکری محاذ سے وابستہ جیالے اپنی زندگیاں ہتھیلی پر رکھ کر اپنا آج ملت کے کل پر قربان کررہے ہیں۔ بھارت کو چاہئے کہ وہ تنازعہ کشمیر سے متعلق عالمی سطح پر مسلمہ حقائق کو تسلیم کرکے جنوبی ایشیائی خطے میں ایک اہم ملک ہونے کا ثبوت فراہم کرے مگر بدقسمتی سے نئی دہلی کے حکمران اور پالیسی ساز صرف اور صرف اپنے سیاسی مفادات کی خاطر اوراپنے ہی ملک کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی پالیسی پر کاربند ہیں۔ حالانکہ اس طرز عمل سے نہ تو تنازعہ کشمیر کی متنازعہ حیثیت متاثر ہوسکتی ہے اور نہ جموں کشمیر کے عوام کے دلوں سے جذبہ آزادی کو ختم کیا جاسکتا ہے البتہ امن واستحکام کے قیام کو برابر خطرات لاحق رہیں گے۔ سید صلاح الدین احمد کو دہشت گردی کے کھاتے میں ڈالنے کی بچگانہ کوشش سے اس حقیقت کا بھی پردہ فاش ہوگیا ہے کہ بھارت امن،مذاکرات، حل اور اعتماد سازی کے بارے میں جو بیانات دیتا آرہا ہے وہ نہ صرف ڈھکوسلہ بلکہ ایک ایسا جھوٹ ہیں جس پر اعتبار کرنا کسی بھی صاحب عقل کیلئے ممکن نہیں ہے۔ بھارت مسلسل کشمیری نوجوانوں کو بے بنیاد کیسوں میں پھنسا کر نئی دلی منتقل کرنے کی پالیسی پر اس لئے عمل پیرا ہے تاکہ وہ یہاں جاری جد و جہد کو دہشت گردی کے خاتے میں ڈال سکے تاہم

عالمی اور خود بھارت کی مقامی سطحوں پر ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کو اس بات کا اعتراف ہے کہ جموں کشمیر کے عوام کسی بھی ملک کیخلاف کوئی عناد نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ اپنا وہ سیاسی حق ڈھونڈ رہے ہیں جس کی پشت پر عالمی ایوانوں کی پاس کردہ قراردادیں اور خود بھارتی وعدے ہیں۔ تنازعہ کشمیر کا حل یہ نہیں کہ صلاح الدین کو دہشت گردی سے جوڑنے کی کوششیں کی جائیں اور سید صلاح لدین احمد یا دیگر کو اشتہاری مجرم قرار دیا جائے بلکہ اس کو صرف حقائق تسلیم کرکے عوام کی مرضی کے مطابق حل کیا جاسکتا ہے اس کیلئے جموں کشمیر کے عوام اُس وقت تک محو جد و جہد رہیں گے جب تک کہ اُن کا مطالبہ پورا نہیں کیا جاتا۔

ڈرون حملے، بھارتی دیوار اور قوم کا فیصلہ

تحریر: علی عمران شاہین

پاکستان میں اس وقت قومی سطح پر جو مسئلہ سب سے زیادہ گرم ہے وہ ہمارے ملک کے سب سے بڑے دشمنوں کی ہمارے ملک پر جارحیت ہے۔ امریکہ کی جانب سے قبائلی علاقوں سے باہر نکل کر ہنگو میں ایک مدرسے پر ڈرون حملہ اور پھر 8 شہادتوں کے بعد صوبہ خیبر پختونخوا میں وہاں کے حکمران اتحاد کی جانب سے نیٹو سپلائی کے خلاف احتجاج جاری ہے۔ اتحاد کی پارٹیوں کے کارکن دھرنے دے کر سپلائی روک رہے ہیں جبکہ دوسری طرف دفاع پاکستان کونسل اور اس میں شامل مذہبی و سیاسی جماعتوں کا اپنے اپنے طور پر بھی امریکی ڈرون دہشت گردی، نیٹو سپلائی اور کنٹرول لائن پر بھارت کی جانب سے دیوار کی تعمیر کے فیصلے کے خلاف زبردست رد عمل دیکھنے میں آ رہا ہے۔

ملک کے کونے کونے میں ان بنیادی مسائل پر عوام اپنی بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ عوام ملکی سرحدوں کے دفاع سے غافل نہیں ہیں۔

امریکہ نے ہمارے ملک پر جو ڈرون حملوں کے ذریعے بے

گناہ عوام، مظلوم عورتوں اور بچوں کا قتل عام شروع کر رکھا ہے اس پر کسی طور آنکھ بند نہیں رکھی جا سکتی۔ دنیا کا کوئی آزاد ملک اپنی سرحدوں کے اندر کبھی دوسرے ملک کو حملے کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اگر کوئی حملہ کرے تو اسے کھلی جنگ تصور کیا جاتا ہے جبکہ ہمارے ملک پر امریکہ کی جانب سے 2006ء سے ڈرون حملے جاری ہیں جن میں لگ بھگ ساڑھے تین ہزار پاکستانی جام شہادت نوش کر چکے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو براہ راست امریکی حملوں اور دہشت گردی کا نشانہ بنے ہیں جبکہ امریکہ کی اس جنگ میں ہمارے شہید ہونے والے شہریوں کی تعداد 50 ہزار بیان کی جاتی ہے۔ فوج کے شہداء بھی ہزاروں میں ہیں جن میں اعلیٰ سطح کے جنرل بھی شامل ہیں، ساتھ ہی ساتھ ہمیں اس جنگ کا ساتھی اور اتحادی بننے سے معاشی تباہی کا سامنا ہوا وہ 100 ارب ڈالر سے زائد ہے۔ پاکستان غیر کی جنگ کو اپنے گھر میں لا کر دنیا بھر میں بدنام اور تنہا الگ ہوا۔ اس موقع پر ہم اپنی قوم اور حکومت کے سامنے ترکی و شام کو رکھنا چاہیں گے کہ ان ممالک نے 2003ء میں عراق پر امریکی حملے کے وقت اس کا اتحادی بننے سے انکار کر دیا تھا اور امریکہ کا حکم ماننا تک نہیں تھا، آج بھی ترکی، امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہے اور کمال و حیران کن بات یہ ہے کہ دس برس میں ترکی نے اپنی 80 سالہ تاریخ میں سب سے زیادہ حیران کن ترقی کی۔ وہی ترکی جو کل تک یورپین یونین کا حصہ بننے کے لئے ہاتھ پھیلائے بھکاری کی صورت کھڑا نظر آتا تھا آج وہ اس ''اعزاز'' کے

حصول سے بے نیاز ہے اور یورپین یونین خود اسے اپنے اندر مدغم کرنے کیلئے بے چین ہے۔ اگر دنیا میں ملکوں، حکومتوں اور انسانوں کی تقدیر و مستقبل کا مالک امریکہ ہوتا تو سوچنے کی بات ہے کہ ترکی پھر کیسے اس قدر آگے نکل جاتا۔ جدید ترکی نے اپنے بانی کمال اتاترک کی تعلیمات پر تین حرف بھیج کر ایک نیا سفر شروع کیا ہے اور وہ اسلام سے محبت اور اسلام کی طرف لوٹنے کا ہے۔ جیسے جیسے ترکی لادینیت کو ترک کرکے اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے اور امریکہ کی بات سے انکاری ہو رہا ہے ویسے ویسے ہی اس کی ترقی کی منازل تیز تر طے ہو رہی ہیں۔ ہم نے یہ ساری تفصیل اس لئے بیان کی ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور قومی قیادت و عوام کو اس بات کا ادراک ہوسکے کہ دنیا میں عزت و وقار، ترقی و قوت و استحکام کیسے ملتا ہے۔ ہمارے حکمران چونکہ موجودہ ترکی سے بہت زیادہ متاثر ہیں لہٰذا ہم انہیں یہی بتانا چاہتے ہیں کہ وہ آج کے ترکی کی ترقی کے اصل نکتے کو سمجھیں۔ ہمارا سابقہ صدر پرویز مشرف کمال پاشا اتاترک کو اپنا رہبر و رہنما مانتا تھا لیکن کمال اتاترک نے جس طرح ملکی نظریاتی سرحدوں کو غارت کیا لگ بھگ اسی طرح پرویز مشرف نے اس ملک کے ساتھ کیا، اب ہمیں اپنے اصل کی طرف لوٹنا ہے۔

ہم یہاں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ نیٹو سپلائی کو اب کسی صورت پاکستان سے نہیں گزرنا چاہئے، وہ لوگ ہماری سڑکوں اور ہمارے وسائل کو ہی استعمال کرکے

ہمیں ہی خاک و خون میں تڑپاتے ہیں پھر ہم کیوں ان پر اپنا سب کچھ وارنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اب نیٹو سپلائی کو بند ہونا چاہئے اور حکومت پاکستان کو بھارت کی جانب سے مقبوضہ جموں سے ملحقہ کنٹرول لائن پر ڈیڑھ سو کلو میٹر کے لگ بھگ مجوزہ دیوار بنانے سے باز رکھنے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ بھارت قانونی طور پر کنٹرول لائن جو کہ اصلاً سیز فائر لائن ہے پر کسی قسم کی ایسی تبدیلی نہیں کر سکتا کہ جس سے آزاد و مضبوضہ کشمیر کے عوام کے باہم تعلقات اور رابطے کٹ جائیں کیونکہ یہ سارا علاقہ متنازعہ ہے جسے ساری دنیا کا چارٹر تسلیم کرتا ہے، ہمارا اصل مقدمہ تو کشمیر کا ہی ہے جسے ہم نے لڑنا ہے اور اپنے ملک کو اسی کشمیر کے ذریعے ہی مضبوط و مستحکم بنانا ہے۔

بھارت نے باڑ لگانے اور دیو ہیکل دیوار بنانے کا نظریہ اسرائیل سے لیا ہے اور وہی اس سلسلے میں اصل رہنمائی کر رہا ہے۔ بھارت سمجھتا ہے کہ اسرائیل نے غزہ اور مغربی کنارے کے ارد گرد انتہائی مضبوط اور اونچی دیوار بنا کر فلسطینیوں کو قید کر دیا ہے جس کے بعد وہاں ان کے حملے بند ہو گئے ہیں اگر بھارت بھی اسی طرح دیوار بنالے تو مقبوضہ کشمیر میں جہادی و سیاسی تحریک آزادی ختم ہو جائے گی لیکن بھارت کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اسرائیل امریکہ و یورپ سمیت ساری اسلام دشمن دنیا کی کھلی مدد و حمایت کے باوجود ایک دن بھی سکون سے بیٹھ نہیں سکا، ساری اسرائیلی قوم شدید اضطراب و مصیبت

کی کیفیت میں ہے۔ اسرائیلی ہر وقت موت کے خوف میں رہتے ہیں اور ان کی بے تحاشا خودکشیاں دنیا کے سامنے آ چکی ہیں، جس قدر موت و مٹنے کا خوف اسرائیلیوں پر طاری ہے، اس قدر دنیا کے کسی دوسرے خطے کی کسی قوم پر نہیں۔ بھارت یہ بات بھی یاد رکھ لے کہ مقبوضہ کشمیر کی تحریک آزادی وہاں کے لوگ اپنے بل بوتے پر چلا رہے ہیں، بھارت نے سید علی گیلانی کی معمولی وقت کیلئے نظربندی ختم کی تو نتائج سامنے تھے کہ کس طرح لاکھوں کشمیری سڑکوں پر آ کر آزادی کے نعرے بلند کر رہے تھے، آج کل وہاں ایک بار پھر یہی تحریک تیز تر ہے۔ بھارت 10 لاکھ فورسز کی طاقت اور 70 سال کے عرصہ میں ہر طرح کے ہتھکنڈے آزمانے کے باوجود کشمیری قوم کو زیر نہیں کر سکا تو کیا وہ اس دیوار سے انہیں زیر کرلے گا، ہر گز نہیں، تو پھر ہمیں آج اس صورتحال میں امریکہ کی ڈرون دہشت گردی اور بھارت کی جانب سے کشمیر کے راستے پاکستان میں یلغار کا مقابلہ کرتے آگے بڑھنا ہے، اسی میں ہماری بقا و عزت ہے۔

انسانی حقوق کا عالمی دن اور مظلوم کشمیری

تحریر: حبیب اللہ سلفی

یہ دس دسمبر 1948ء کا دن تھا کہ جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ممبر ممالک نے دنیا بھر میں انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے ایک قانونی مسودہ تیار کیا جس میں متفقہ طور پر یہ باتیں طے کی گئیں کہ ہر انسان کو آزادی کے ساتھ جینے کا حق ہوگا۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق رہن سہن اختیار اور آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرسکے گا۔ اسی طرح رنگ، نسل اور ذات پات کی بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوں گے۔ کسی کو بلاوجہ اور ظالمانہ طریقہ سے گرفتار نہیں کیاجائے گا۔ عدلیہ اور مقننہ صاف شفاف اور غیر جانبدارانہ انداز میں مقدمات چلائیں گی اور کسی بھی ملزم کو اس وقت بے قصور خیال کیاجائے گا جب تک اس پر ٹھوس الزامات ثابت نہیں ہو جاتے۔ یہ چند ایک اہم قوانین تشکیل دیے گئے تھے جسے ایک قانونی مسودہ کی شکل دیکر پاس کیا گیا۔ مسودے میں یہ بھی کہا گیا کہ کوئی ملک جنرل اسمبلی کا ممبر ہو یا نہ ہو ان سب کو کم از کم ان وضع شدہ انسانی حقوق کا تحفظ کرنا لازمی ہوگا۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ کشمیر، فلسطین، افغانستان،

برما اراکان اور انگولا سمیت پوری دنیا میں انسانی حقوق کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ ہر جگہ مسلمانوں کو تختہ مشق بنایا جارہا ہے۔ایک طرف ان کی عزتیں و عصمتیں، جانیں اور املاک محفوظ نہیں ہیں تو دوسری طرف مساجد ومدارس کو سرکاری سرپرستی میں شہید کیا جارہا ہے اوراسلامی شعائر کی بے حرمتی کی جارہی ہے۔ اگر بغور جائزہ لیاجائے تو دنیا بھر میں انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے ہی اس کی دھجیاں بکھیرنے میں سب سے پیش پیش ہیں۔

اقوام متحدہ کے ممبر ممالک میں سے بھارت نے اپنے آئین میں انسانی حقوق کا بڑی اہمیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے اور اپنے ملک کے عوام کو چاہے وہ مسلمان ہوں، عیسائی ہوں، ہندو ہوں یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھنے والے ہوں سب کے بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی جن کا بین الاقوامی قوانین تقاضا کرتے ہیں۔جانوروں کے حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والی بھارتی خاتون مینکا گاندھی کے کیس میں انڈین سپریم کورٹ نے تو اس کا پاسپورٹ ضبط کرنے کو اپنے آئین کے آرٹیکل 21 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسے انسانی آزادی سلب کرنے کے مترادف قرار دیامگر جہاں تک مسلمانوں کی بات ہے جو بھارت میں تیس کروڑ کی تعداد میں ہیں ان کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جارہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ احمد آباد گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا، گودھرا ٹرین اور سمجھوتہ ایکسپریس میں معصوم مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا۔

مکہ مسجد، مالیگاؤں اور دیگر دہشت گردی کے واقعات میں ہندو انتہا پسندوں کے ملوث ہونے کے باوجود ہزاروں مسلمان ابھی تک ان ناکردہ جرائم کی سزا بھگت رہے ہیں۔ تعلیم میں انہیں سب سے پیچھے رکھا گیا ہے۔ اچھے سکولوں میں مسلمان بچوں کو داخلہ تک نہیں دیا جاتا۔ بلاوجہ گرفتاریوں کی وجہ سے جیلوں میں ان کی تعداد آبادی کے تناسب سے سب سے زیادہ ہے۔ دفاتر، تعلیمی اداروں، شاہراہوں اور گلی محلوں میں مندر تعمیر کرنے کی تو آزادی ہے مگر مسجدوں میں نمازوں کی ادائیگی پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ بابری مسجد سمیت سینکڑوں مساجد کو ہندو انتہا پسندوں کی جانب سے شہید کر دیا گیا اور بہت سی تاریخی مساجد ایسی ہیں جہاں نمازوں کی ادائیگی کیلئے مسلمانوں کا داخلہ بند ہے مگر ہندو انتہا پسند وہاں بیٹھ کر مسلمانوں کے ہی قتل عام کے منصوبے بناتے ہیں انہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ہم مقبوضہ کشمیر کی صورتحال کا جائزہ لیں جہاں بھارت نے تقسیم ہند سے ہی اپنا غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے تو وہاں کی صورتحال بھی دل دہلا دینے کے مترادف ہے۔ انسانی حقوق کا تحفظ تو دور کی بات یہاں انسانی حقوق کیلئے آواز بلند کرنا بھی بہت بڑا جرم ہے۔ یہاں پاسپورٹ ضبط کرنا تو دور کی بات' بھارتی مظالم کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو پاسپورٹ دیا ہی نہیں جاتا۔ ہر گھر پر پہرہ ہے۔ ہر گلی کی نکر پر بھارتی فوجی یا سی آر پی ایف کا اہلکار کھڑا ہے۔ وہ آٹھ لاکھ بھارتی فوج جس کے بارے میں بھارت کہتا ہے کہ یہ مقبوضہ کشمیر میں امن قائم کرنے کیلئے ہے

وہی سب سے زیادہ انسانی حقوق کی پامالیوں میں مصروف ہے۔ حالیہ بھارتی آرمی چیف جنرل بکرم سنگھ کی طرح دوسرے فوجی اہلکاراور افسران بھی محض ترقیوں و تمغوں کے حصول کیلئے فرضی جھڑپوں میں نہتے نوجوانوں کا قتل عام کرنے میں مصروف ہیں یہی وجہ ہے کہ آج تک بھارتی فوجی کیمپوں سے اجتماعی قبریں برآمد ہو رہی ہیں اور ہزاروں لاپتہ کشمیری نوجوانوں کی تلاش کی جائے تو ان کا کھرا انہی بھارتی فوجی کیمپوں کی جانب ہی نکلتا ہے۔ سانحہ کنن پوشہ پورہ جیسے کتنے ایسے واقعات ہیں جن میں دس سال کی بچی سے لیکر ستر سال تک کی بوڑھی خاتون کو بھارتی فوجی درندوں کی جانب سے اجتماعی درندگی کانشانہ بنایا گیا۔ کسی کا جان ومال، عزت اور گھر بار محفوظ نہیں ہے۔ 1978ء میں ریاست میں پبلک سیفٹی ایکٹ کا نفاذ عمل میں لایا گیا جو بظاہر جنگل سمگلروں کے خلاف استعمال میں لایا جانا تھا لیکن اسے آج تک مخالفانہ سیاسی نظریہ رکھنے والوں کے خلاف بے دریغ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس ایکٹ کی زد میں اب تک ہزاروں کشمیری آ چکے ہیں۔ حالیہ برسوں میں نابالغ بچے اور بوڑھے بھی اس زد میں آتے رہے۔ یہاں کی عام دیہاتی اَن پڑھ عورت بھی اس کالے قانون کا نام سن کر کانپ اُٹھتی ہے۔ 1978ء سے یہ کالا قانون چل رہا تھا کہ 1990ء میں ''افسپا'' کے نام سے ایک اور تلوار کشمیریوں پر لٹکا دی گئی۔ افسپا یعنی آرمڈ فورسز اسپیشل پاورز ایکٹ کے سیکشن 4 کے تحت کوئی بھی جونیئر کمیشنڈ افسر شک کی بنیاد بنا کر کسی بھی کشمیری پر کوئی بھی ملٹری کارروائی کر سکتا ہے۔ اس

قانون نے یہاں کون کون سے گل کھلائے وہ ہر کس وناکس پر عیاں ہے۔ اس کی ایک جھلک یہ بھی ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں آج بھی ہزاروں زیر حراست لاپتہ افراد کا کوئی اَتہ پتہ نہیں ہے۔ یہاں قبرستانوں کے قبرستان آباد ہو گئے، بے نام قبروں کی بھر مار ہو گئی مگر کشمیریوں کے بھرپور احتجاج کے باوجود ''افسپا'' ابھی تک نافذالعمل ہے۔

آج ایک بار پھر 10 دسمبر 2013ء کو جب پوری دنیا میں انسانی حقوق کا عالمی دن منایا جارہا ہے تو مظلوم کشمیری قوم سوال کرتی ہے کہ اقوام متحدہ کے ممبر ممالک اور انسانی حقوق کے عالمی ادارے مقبوضہ کشمیر میں ہر روز بڑھتے ہوئے بدترین بھارتی مظالم پر خاموش کیوں ہیں؟ کیا انہیں یہاں ہونے والی قتل و غارت گری، اجتماعی قبریں، کشمیری نوجوانوں کا اغواء، فرضی جھڑپوں میں شہادتیں، خواتین کی عصمت دری اور املاک کی بربادی نظر نہیں آتی۔ آخر ان کی زبانیں کیوں خاموش ہیں؟ کیا مظلوم کشمیری یہ سوچنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ مشرقی تیمور کا مسئلہ ہو تو اقوام متحدہ اور دیگر عالمی ادارے فی الفور حرکت میں آجاتے ہیں لیکن کشمیر جس کے بارے میں خود اقوام متحدہ قراردادیں پاس کر چکی ہے وہاں بھارت کے فوجی قبضہ کے خلاف کوئی بات تک کرنے کو تیار نہیں ہے؟ آج اس وقت بھی صورتحال یہ ہے کہ بزرگ کشمیری رہنما سید علی گیلانی کو طویل عرصہ سے گھر میں نظربند رکھا گیا ہے۔ چند دن قبل ان کی

رہائی کا اعلان کیا گیا لیکن عملا ان کی سرگرمیوں کو محدود کر دیا گیا ہے۔ ترال اور بانڈی پورہ میں جلسوں میں شرکت کیلئے انہیں جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ آٹھ دسمبر اتوار کو سری نگر میں ہونے والا جلسہ عام تحریک حریت کو سید علی گیلانی اور دیگر رہنماؤں کی نظر بندی اور پکڑ دھکڑ کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا۔ جے کے ایل ایف کے سربراہ یٰسین ملک کی بات کی جائے تو دہلی میں انہیں ان کی اٹھارہ ماہ کی بچی اور اہلیہ کے ہمراہ کسی ہوٹل میں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور وہ گھنٹوں معصوم بچی اور بیوی کے ہمراہ سڑک پر بیٹھنے پر مجبور رہتے ہیں۔ اسی طرح دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی کے شوہر ڈاکٹر محمد قاسم اور مسرت عالم بٹ سمیت بیسیوں حریت پسند کشمیری قائدین جیلوں میں ڈال دیے گئے ہیں اور مقدمات ختم ہونے کے باوجود ان کی رہائی عمل میں نہیں لائی جارہی۔ جیلوں میں ناقص غذائیں ملنے سے وہ خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ انہیں نہ صرف طبّی سہولیات میسر نہیں ہیں بلکہ ان کے نمازیں و قرآن پڑھنے پر پابندی لگا کر بھجن گانے پر مجبور کیا جاتا ہے، تحریک آزادی کمزور کرنے کیلئے حریت پسند رہنماؤں اور سرگرم کارکنان کو تاحیات عمر قید کی سزائیں سنائی جارہی ہیں۔ آج کشمیری قوم زبان حال سے انسانی حقوق کے عالمی دن منانے والے ملکوں، عالمی اداروں اور تنظیموں سے یہ بات کہہ رہی ہے کہ وہ ہمارے سروں سے انسانیت کو شرمسار کرنے والے ظالمانہ قوانین کی تلوار اتارنے اور بھارت کی آٹھ لاکھ فوج کو جنت ارضی کشمیر سے نکالنے میں عملی

کردار ادا کریں اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر یہ دن منانے کی ڈرامہ بازی کا سلسلہ ترک کریں اور خدارا ان کے زخموں پر نمک پاشی مت کریں۔ کشمیری قوم اللہ کے فضل و کرم سے ڈیڑھ لاکھ قربانیاں پیش کرکے بھی تھکی نہیں ہے۔ وہ اپنی جدوجہد آزادی کو ان شاءاللہ جاری رکھے گی اور جماعۃالدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید کی یہ بات بھی درست ہے کہ امریکہ کے خطہ سے نکلنے کے بعد بھارت کے غبارے سے بھی ہوا نکل جائے گی اور پھر اتحادیوں کہ شہہ پر خطہ کا تھانیدار بننے کے خواب دیکھنے والا بھارت مقبوضہ کشمیر پر بھی اپنا غاصبانہ قبضہ کسی صورت برقرار نہیں رکھ سکے گا۔

فرقہ واریت کی راہ روکنی ہو گی

وطن عزیز نازک حالات سے گزر رہا ہے اس نازک گھڑی میں ہر محب وطن کو میدان میں آنا ہو گا اور امت کو لڑانے والوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہو گا ،ملک میں بد امنی کی ہر سازش کا مقابلہ کرنے کے لیئے علماء اور عوام کو تاریخی کردار ادا کرنے کے لیئے میدان عمل میں اترنا چاہیئے ، ملک کو عدم استحکام کا شکار کرنے کے لیئے گہری سازشیں ہو رہی ہیں ان پر نظر رکھنی ہو گی، سانحہ راولپنڈی، کراچی اور لاہور کے واقعات کی اصل حقیقت سے عوام کو آگاہ کیا جانا چاہیئے، وطن عزیز اس وقت شدید اندرونی اور بیرونی دباؤ کا شکار ہے موجودہ حالات میں اتحاد امت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اتحاد امت کے حوالے سے اہم کردار تمام مسالک کو ادا کرنا ہو گا ۔ایک طرف بین الاقوامی سازشیں ہیں اور دوسری طرف وطن عزیز میں نئے سے نیا بحران موجود ہے۔ بعض طاقتیں پاکستان کو ناکام ریاست بنانے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ بیرونی طاقتیں یہاں آگ لگا کر اسے بھڑکانے میں مصروف ہیں اب اس آگ کو ختم کرنے کے لیئے سب کو کردار ادا کرنا چاہیئے۔لاہور میں اہلسنت والجماعت پنجاب کے امیر مولانا شمس الرحمان معاویہ نا معلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے جاں بحق ہو گئے۔ ان کے قتل کے خلاف اہلسنت والجماعت نے کئی شہروں میں مظاہرے کئے اور دھرنے دیئے۔ لاہور میں

مال روڈ پر کارکنوں نے مسجد شہداء کے باہر جہاں مولانا شمس الرحمٰن کی نماز جنازہ ادا کی جانی تھی 7 گھنٹے تک دھرنا دیا اور مولانا کے قاتلوں کی گرفتاری تک نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ضلعی انتظامیہ کے افسر اور اہلسنت والجماعت کے رہنماؤں میں کئی گھنٹے مذاکرات ہوتے رہے باآخر شام ساڑھے 6 بجے مذاکرات کامیاب ہوئے۔ انتظامیہ نے اہلسنت والجماعت کے قائدین کو یقین دہانی کرائی کہ مولانا شمس الرحمٰن پر حملہ کرنے والوں کو جلد از جلد گرفتار کرکے قانون کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ اس کے علاوہ جماعت کے رہنماؤں کو مناسب سکیورٹی فراہم کی جائے گی۔ مذاکرات میں طے پایا کہ اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی وطن واپسی کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کرائی جائے گی۔ جس کے بعد اہلسنت والجماعت نے مال روڈ پر دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اہل سنت والجماعت کے قائم مقام سیکرٹری جنرل مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی نے کہا کہ مولانا شمس الرحمٰن کا قتل امن کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی سازش ہے۔ اہل سنت والجماعت نے قیام امن کیلئے پاکستان میں ہمیشہ اہم کردار ادا کیا مگر ہمیشہ ہماری امن کوششوں کا جواب جارحیت سے دیا گیا ہے اور ہمارے قاتلوں کو کھلے عام دہشت گردی کرنے کی اجازت دی گئی ہے، وطن عزیز میں ایک منظم سازش کے تحت شیعہ سنی فسادات کروانے کی سازش ہو رہی ہے، سانحہ تعلیم القرآن اسی سلسلے کی کڑی ہے، امریکہ ایران معاہدے کے بعد ایسے واقعات کو پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے جس کا مقصد صرف

اور صرف پاکستان کو خانہ جنگی کا شکار بنانا ہے، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے قاتلوں کی گرفتاری اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائے جانے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ سانحہ پنڈی، اسکے بعد کراچی میں غیر ملکی علماء کرام کا قتل، شیعہ عالم دین کی ٹارگٹ کلنگ، اور اسکے بعد پنجاب میں مولانا شمس الرحمان معاویہ کا واقعہ، لگتا یوں ہے کہ غیر ملکی طاقتیں پاکستان میں اختلافات کے ذریعے ایک بار پھر ملک کا امن خراب کرنا چاہتی ہیں تمام مسالک کے علماء کرام کو بیٹھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اختلافات کتابوں کی حد تک رہیں تو بہت اچھا ہوگا کیونکہ پاکستان کو اس وقت امن کی اشد ضرورت ہے غیر ملکی طاقتیں پاکستان میں اپنا کھیل کھیلنا بند کریں حکومتی ایجنسیاں امن عامہ کو خراب کرنیوالے عناصر کے ساتھ سختی سے نمٹنا چاہئے۔ اگر حکومتی ایجنسیاں بروقت مولانا شمس الرحمٰن کے قاتلوں کی نشاندہی کر دیتی تو بہت بہتر تھا۔ تمام پاکستانیوں کو چاہیے کہ وہ کلمہ کی بنیاد پر بنائے گئے پاکستان میں صبر کو کسی صورت میں ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ جب تک قانون کی حکمرانی قائم نہیں کی جائے گی اس وقت تک امن کسی صورت قائم نہیں ہوگا۔ انسانی قتل کی اسلام میں شدید مذمت کی گئی ہے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر ہے۔ دہشت گردی، خود کش حملے اور لاقانونیت پھیلنے میں استعماری طاقتوں کا پورا پورا ہاتھ ہے لہٰذا وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اسلامی سربراہی کانفرنس بلا کر موجودہ حالات کے تناظر میں ایک مشترکہ لائحہ عمل ترتیب دیں اور امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر

کے مقابلے میں حجۃ الوداع کے خطبہ کو اسلامی ورلڈ آرڈر کا نام دیا جائے جو امن کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور انسان دوستی کا سب سے بڑا سرچشمہ ہے استعماری اور طاقتوی طاقتوں نے عراق پر کیمیائی ہتھیاروں کے بہانے حملہ کیا اور آج تک نہ ہی ہتھیار ملے اور نہ ہی وہاں کے باقی باشندوں کو امن اور سکون کی خیرات مل سکی افغانی مسلمانوں پر انتہا پسندی کا لیبل کر لگا حملہ کیا گیا اور اس میں اصل ٹارگیٹ پاکستان کو رکھا گیا ہے جس کا ایٹمی پلانٹ ان طاقتوں کے لیے دکھتی ہوئی رگ بن چکا ہے اور اس کو تباہ کرنے کے درپے ہیں اسی طرح مصر اور شام کے حالات کو بیگاڑنے میں بھی ان طاقتوں نے اپنے پورے وسائل استعمال کیے ہیں اور وہاں کے باشندوں کو طے تہ کیا گیا ہے ان حالات میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد مسلمانوں کے لیے ایک تازہ ہوا کا جھونکا ہوگا۔ سانحہ پنڈی کے بعد وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے منافرت پر مبنی لاؤڈ سپیکر کا استعمال بند کرانے، وال چاکنگ ختم کرانے سمیت اور انٹرنیٹ پر نفرت پھیلانے والوں کیخلاف کارروائی کیلئے قانون سازی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر ملک میں بد امنی، دہشت گردی اور فرقہ واریت انتہا کو پہنچ چکی ہے جس کے سد باب کے لیے حکومت نے آج تک کوئی پالیسی نہیں بنائی یہی وجہ ہے کہ اندورن ملک فرقہ واریت کی نام پر لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے، حکومت کو سد باب کیلئے واضح پالیسی اپنانا ہو گی۔ پاکستان کے موجودہ حالات دشمنوں کی سازشوں کا نتیجہ ہیں، اسلام میں جرائم سے روکنے کیلئے سزائیں

مقرر کی گئیں ہیں، لہٰذا، فساد، قتل وغارت، کرپشن، جرائم اور دہشت گردی کرنے والوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بلاامتیاز سزائیں دی جائیں تاکہ معاشرہ پرامن ہوجائے۔

حج پالیسی 2014 تجاویز و مشاورت

تحریر: حافظ شفیق کاشف

حج کے متعلقہ ایک کیس میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے گذشتہ سال حکم جاری فرمایا تھا کہ وزرات مذہبی امور کی طرف سے حج 2014 کی پالیسی کا اعلان سعودی عرب سے آخری حج فلائٹ کے آنے کے بعد 6 ہفتوں کے اندر کر دیا جائے عدالت عظمی کے حکم کی تعمیل میں وزرات مذہبی امور نے حج پالیسی کی تیاری کا آغاز کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں تمام طبقات کے ساتھ مشاورت کا عمل بھی شروع کر دیا گیا ہے گذشتہ حکومت کے دور میں ہونے والے حج سکینڈل سے پوری دنیا میں وطن عزیز کی جگ ہنسائی ہوئی تھی اور حج 2010 کے بعد ملک میں ایک ہاہاکار مچ گئی عدالت عظمی نے حج سکینڈل پر از خود نوٹس لیا اور وزیر مذہبی امور حامد سعید کاظمی ڈی جی حج مکہ راؤ شکیل سمیت متعدد شخصیات پابند سلاسل رہیں اور بعض اب بھی ہیں لیکن ابھی تک یہ کیس چل رہا ہے ایک طرف یہ صورت حال تھی اور دوسری طرف یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے ایک ہی حج میں نیک نامی اپنے نام کر لی ہے بلکہ اب لوگوں میں اعتماد پیدا ہو گیا ہے اور یہ بات خوش آئند ہے کہ وزرات مذہبی امور نے نہ صرف پرائیویٹ حج ٹورز آپریٹرز بلکہ سول سوسائٹی

میڈیا ایس ای سی پی ، کمپٹیشن کمیشن ،بینکس ،ائیر لائنز ،ماسٹر ٹرینرز پرائیویٹ اور سرکاری اسکیموں کے حج 2013 میں فریضہ حج ادا کرنے والے حجاج علماء و مشائخ دانشور ڈاکٹرز سب کو مشاورت میں شامل کر لیا ہے اس سلسلہ میں گذشتہ دنوں لاہور میں قومی سطح کی ایک کامیاب ورکشاپ بھی ہو چکی ہے حج 2013 کی کارکردگی دیکھی جائے تو وزرات مذہبی امور کے سامنے دو بڑے چیلنج تھے نمبر 1 تمام تر انتظامات گذشتہ حکومت نے کئے تھے اور حج میں سب سے اہم چیز عمارتوں کا حصول تھا وہ زرداری حکومت کے وزیر حج و مذہبی امور سید خورشید احمد شاہ مکمل کر چکے تھے اور تبصرے یہ ہو رہے تھے کہ اب بھگتنا نواز حکومت نے ہے لیکن خراج تحسین پیش کرنا چاہیے موجودہ وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف سابق سیکرٹری شاہد خان موجودہ سیکرٹری سکندر اسماعیل اور جوائنٹ سیکرٹری شہزاد احمد کو جنوں نے نا ممکن کو ممکن کر دکھایا جبکہ یہ لوگ حج کے بعد میڈیا کے سامنے آ کر وہی روایتی گفتگو کر سکتے تھے کہ یہ سب کچھ سابقہ حکومت نے کیا ہے ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا اس لیے عازمین حج کو مسائل کا سامنا کرنا پڑا مگر ایسا نہیں ہوا اور کمال مہارت کے ساتھ جہاں جہاں انتظامات میں سابقہ حکومت کی کمزوریاں تھیں ان کو دور کیا اور نیک نیتی اور شبانہ روز محنت سے حج آپریشن کو کامیاب بنایا حج کے چند دن بعد مکہ مکرمہ میں فیصل آباد سے رکن پنجاب اسمبلی حاجی الیاس انصاری سے سرے راہ ملاقات ہو گی جو سرکاری حج اسکیم پر حج کی سعادت کے لیے گئے تھے سعودی عرب

میں ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات میں سلام دعا کے بعد پہلا سوال یہی ہوتا ہے کہ حج کیسا رہا کونسی سکیم میں آئے تھے پیکج کتنے کا تھا تو یہی سوال میرے تھے حاجی الیاس انصاری نے بتایا کہ وہ سرکاری سکیم کی وائٹ کیٹگری میں 290000 دے کر آئے ہیں اور ان کو 1500 ریال بھی واپس دیئے گئے ہیں عزیز یہ میں بہترین رہائش دی گئی ہے جہاں سے حرم کے لیے ٹرانسپورٹ کا بھی مکمل بندوبست ہے اور وہ پوری طرح مطمئین ہیں ان کے اس تبصرے کے بعد مزید سوال کی گنجائش نہیں تھی اسی طرح سرکاری سکیم کے تمام عازمین حج نے مجموعی لحاظ سے حج انتظامات پر اطمینان کا اظہار کیا اور کوئی سنجیدہ نوعیت کی شکایات سامنے نہیں آئیں جہاں تک پرائیویٹ اسکیم کی کامیابی کا سوال ہے تو اس سال تو وزارت مذہبی امور نے مانیٹرنگ میں سختی کی انتہا کر دی اور مانیٹرنگ ٹیم جب حاجیوں سے ملتی تھی تو ان کو جب حاجیوں کو ٹوور آپریٹرز کے خلاف اکسانے اشتعال دلانے کے باوجود کوئی شکایات نہیں ملتی تو ٹیم کا سربراہ حاجیوں سے کہتا تھا کہ کوئی بات نہیں اگر کوئی شکایات نہیں ہے تو شکایت سوچ کے رکھنا ہم پھر آئیں گے وزرات مذہبی امور کی طرف سے ٹول فری نمبر دیئے گئے سعودی عرب میں ٹوورز آپریٹرز کو مجرموں کی طرح تلاش کیا جاتا رہا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ پرائیویٹ ٹوورز آپریٹرز کامیاب نکلے اس سال بکنگ سو فیصد کرنے سعودی عرب میں انتظامات کے لیے فنڈز سو فیصد منتقل کرنے کے بعد کوٹہ 37 فیصد کٹوا بیٹھے لیکن اس کا اثر عازمین حج تک نہیں پہنچنے دیا اور اپنی ذمہ

داریاں پوری کرتے ہوئے اپنی دس سال کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے حج 2013 میں بھی سرخرو ہوئے دوسرا بڑا چیلنج سعودی حکومت کی طرف سے حرمین شریفین کی توسیع کی وجہ سے حج کوٹہ میں کمی تھی لیکن حکومت نے اس کو ایک بڑا ایشو بنتے ہی نہ صرف کنٹرول کر لیا بلکہ حج آرگنائزرز ایسوسی ایشن کی قیادت کے ساتھ مذاکرات میں بیورکریسی نے مخصوص داؤ پیچ استعمال کرکے پرائیویٹ ٹوورآپریٹرز کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے حصے کا کوٹہ سرکاری اسکیم کے لیے مہیا کر دیں اور ویسے بھی پرائیویٹ ٹوورز آپریٹرز وزرات مذہبی امور کے رحم و کرم پر ہیں لہٰذا وزرات مذہبی امور جو اپنے سب عازمین حج کو کامیابی اور حج پر روانگی کے خطوط لکھ چکی تھی اب خوف زدہ تھی کیوں کہ دوسری طرف سابقہ حکومت پاکستان کے کوٹے کے مطابق رہائش گاہیں خرید چکی تھی بہر حال اس میں بھی حکومت کامیاب رہی اور حکومت کے تمام عازمین نے فریضہ حج کی سعادت حاصل کی وزرات مذہبی امور حج 2013 کی کامیابی پر نازاں ہے اور اب اس نے حج کی پالیسی کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے یہ نیک شگون ہے جو 2014 کی 2014 کامیابی کا زینہ بنے گا ضرورت اس مر کی ہے کہ وہ لوگ جو ہر سال وزرات مذہبی امور عدالتوں اور دیگر اداروں کا وقت ضائع کرتے ہیں اب اس وقت سوئے ہوئے ہیں میڈیا کو چاہیے کہ وہ ان کو جگائے کہ اب حج پالیسی کے لیے مشاورت ہو رہی ہے اور ملک کے بڑے شہروں میں اوپن اجلاس ہو رہے ہیں یہ لوگ اپنی قابل عمل اور مثبت تجاویز لیکر آئیں اور پالیسی کا حصہ بنیں وہ وکلاء جو پالیسی کی کاپی

عدالتوں میں ججوں کے سامنے لہراتے ہیں اور لوگوں سے بھاری فیس وصول کرتے ہیں
اب کہاں ہیں سول سوسائٹی جو بعد میں بے بنیاد الزامات عائد کرتی ہے حکومت کی
طرف سے "دعوت عام" کے اشتہار ان کی نظر سے کیوں نہیں گزر رہے ہر قومی اخبار
میں کوارٹر پیج کے اشتہار لوگوں کو کیوں نظر نہیں آ رہے صرف اس لیے کہ ہم تنقید
برائے تنقید کے عادی ہو چکے ہیں تنقید برائے اصلاح ہم نے کرنا سیکھا ہی نہیں ہے ہم
اخلاقی پستی کی اتھاہ گہرایوں میں گرتے جا رہے ہیں عدالت عظمی نے اپنے گذشتہ فیصلے
میں کہا تھا کہ پالیسی بنانا عدالتوں کا کام نہیں ہے عدالتیں صرف اس وقت اپنا کردار ادا
کرتی ہیں جب ایک پالیسی بن جانے کے بعد بعض لوگوں کو پالیسی سے ہٹ کر نوازا جاتا
ہے اس لیے حج کے پیکج بنانا اور اس کی بولی لگانا عدالتوں کا کام نہیں ہے پرائیویٹ سیکٹر کو
اگر حج میں شامل کیا گیا ہے تو پوری دنیا کا اصول ہے کہ پرسنل لیول تک حکومتیں سروسز
فراہم نہیں کرتیں بلکہ پرائیویٹ ادارے اور افراد کرتے ہیں لہٰذا حج میں عازمین کی بہتر
خدمت کے لیے ان کے مسائل کے خاتمے کے لیے بہترین فورم وزارت مذہبی امور کی
مشاورتی ورکشاپس ہیں عدالتیں اور چورا ہے نہیں لہٰذا وہ تمام لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ
پالیسی میں تبدیلی ہونی چاہیے وہ اس مشاورت میں شامل ہو جائیں اور جن جن
اداروں میں پالیسی پر تنقید کرنے والے جاتے ہیں وہ ادارے بھی ایسی ورکشاپس اور
ان کی شفاف کاروائی دیکھیں تاکہ جب ان کے سامنے یہ کیس آئیں تو وہ جائزہ لے کر
انصاف پر مبنی فیصلے کرنے کے قابل

ہوں کیوں کہ جس معاشرے میں کسی فرد کے گناہ یا غلطی کی سزا پورے معاشرے یا قوم کو دی جائے وہ معاشرے اور قوم زندہ نہیں رہتیں۔

''انسانی حقوق کا محافظ صرف ''اسلام

انسانی حقوق کے عالمی دن کے حوالہ سے تحریر

حقوق انسانی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں تنہا نہیں رہ سکتا، وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر مجبور ہے، اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل اور آفات ومصائب کے ازالہ کے سلسلہ میں دوسرے انسانوں کے تعاون کا محتاج ہے، اس قضیہ کے پیش نظر ہر انسان کا یہ عقلی و طبعی حق بنتا ہے کہ دوسرااس کی مدد کرے، اس کے حقوق وفرائض کا لحاظ رکھے۔انسان کے بنیادی اور فطری حقوق کے تحت جن جن امور کو شامل کیاجاتا ہے ان میں حقوق اِنسانی کا جامع ترین تصور، انسانی مساوات کا حق، انسانی عزت وآبرو کی حفاظت، انسانی جان ومال اور جائداد کی حفاظت، مذہبی آزادی کا حق، آزادی ضمیر کا حق ضروریات زندگی کا انتظام، انسانی حقوق میں فرد ومعاشرے کی رعایت، بچوں کے حقوق کی حفاظت، اسی طرح انسانوں کے معاشی وثقافتی اور تعلیمی حقوق نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ حقوقِ انسانی کا جامع ترین تصور اسلام نے دیا:

مغرب نے حقوقِ انسانی کا جو تصور پیش کیا ہے وہ انتہائی ناقص اور فرسودہ ہے، اس کے اندر اتنی وسعت نہیں کہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں کا احاطہ کرسکے اس کے باوجود مغرب حقوق

انسانی کی رٹ لگائے تھکتا نہیں، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مربوط نظام، انسانی حقوق کا پیش کیا وہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، جن میں احترام انسانیت، بشری نفسیات ورجحانات اور انسان کے معاشرتی، تعلیمی، شہری، ملکی، ملی، ثقافتی، تمدنی اور معاشی تقاضوں اور ضروریات کا مکمل لحاظ کیاگیا ہے اور حقوق کی ادائیگی کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اگر کسی شخص نے دنیا میں کسی کا حق ادا نہیں کیا تو آخرت میں اس کو ادا کرنا پڑے گا ورنہ سزا بھگتنی پڑے گی، حتیٰ کہ جانوروں کے آپسی ظلم وستم کا انتقام بھی لیا جائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: حق والوں کو ان کے حقوق تمہیں ضرور بالضرور قیامت کے روز ادا کرنے پڑیں گے، حتیٰ کہ بے سنگھے بکرے کو سینگھ والی بکری سے بدلہ دیا جائے گا۔انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت انسانی حقوق میں سب سے پہلا اور بنیادی حق ہے اس لیے کہ جان سب سے قیمتی اثاثہ ہے، اس کے ارد گرد زندگی کی سرگرمیاں گھومتی ہیں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل انسانی جانوں کی کوئی قیمت نہ تھی، سب سے پہلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان وحشی درندوں کو انسانی جان کا احترام سکھایا، اور ایک جان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا۔ قرآن پاک میں بھی اس کی تائید کی گئی چنانچہ ارشاد باری ہے: جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے، یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کا قتل کیا، اور جو اس کی زندگی کا

موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔ اسی طرح ارشاد نبوی ہے: رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے: اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہ کرے۔ اور مال کے تحفظ کو یوں موکد کیا گیا ہے، ارشاد ربانی: اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، واضح رہے کہ انسانی زندگی کی بقاء کے لیے مال بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح حق زندگی اور تحفظ مال، انسان کے بنیادی حقوق ہیں، اسی طرح عزت وآبرو کا تحفظ بھی انسان کا بنیادی حق ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، ممکن ہے کہ وہ اس سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ، اور ایک دوسرے کو برے نام سے مت پکارو۔ اسلامی معاشرہ میں چونکہ ہر فرد کو مساوی حقوق حاصل ہیں کسی کا کسی پر بے جا دباؤ نہیں، ہر ایک آزاد اور خود مختار ہے اس لیے اسلام نے انسان کی شخصی آزادی کی بقاء کے لیے انسان کی نجی اور پرائیویٹ زندگی میں مداخلت سے دوسروں کو روکا ہے اور خواہ مخواہ کی دخل اندازی، ٹوہ بازی اور بلا اجازت کسی کے گھر میں دخول سے منع کیا ہے۔ ارشاد حق ہے: مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں) کے گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ (بعض) گمان گناہ

ہے اور ایک دوسرے کے حال کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ اسی طرح اسلام میں مذہب اور ضمیر واعتقاد کے تحفظ کی گارنٹی یوں دی گئی: دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے، ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔ اسلامی تاریخ اس بات سے عاری ہے کہ مسلمانوں نے کبھی اپنی غیر مسلم رعایا کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہو، یا کسی قوم کو مار مار کر کلمہ پڑھوایا ہو۔ دنیا بھر میں 10 دسمبر کو انسانی حقوق کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کے منشور کی تیاری کے وقت انسانی حقوق کا موضوع مختلف ممالک کے نمائندوں کی توجہ کا مرکز تھا۔ اسی مشترکہ نظریہ کے پیش نظر جنوری 1947 میں انسانی حقوق کمیشن تشکیل پایا جس کے بعد 1948 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں قرارداد کی منظوری کے بعد 10 دسمبر کو انسانی حقوق کا عالمی دن قرار دیا گیا۔ انسانی حقوق کے اعلامیہ کو جاری ہوئے عرصہ گذر چکا ہے جس کا مشترکہ مقصد دنیا کے ہر انسان کیلئے آزادی کی نعمت اور ظلم وناانصافی نیز ہر طرح کے امتیازی سلوک سے نجات تھا تاہم انسانی حقوق کی فراہمی کا معاملہ اب صرف ایک سیاسی نعرے میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی حقوق کی حمایت ایک گرانقدر کام ہے لیکن ایسے وقت میں نہیں جب انسانی حقوق کے اداروں کی رپورٹیں مغرب کیلئے ایک سیاسی ہتھکنڈے میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت انسانی حقوق کا مسئلہ دوسرا رخ اختیار کر چکا ہے اور اسی وجہ سے دنیا کے بہت سے ممالک انسانی حقوق کی بعض شقوں میں تبدیلی کے خواہاں اور انھیں بطور ہتھکنڈہ

استعمال کئے جانے کیخلاف ہیں۔ماہرین کے مطابق انسانی حقوق کی عالمگیریت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک گروہ کا طرز فکر تمام قوموں پر مسلط کر دیا جائے بلکہ اس کا مطلب تمام قوموں اور ثقافتوں کے حقوق کی منصفانہ ضمانت دینا ہے جبکہ امریکا اور مغربی ممالک انسانی حقوق کے نام پر اپنا نظریہ اور ثقافت دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ انسانی حقوق کی قانونی دستاویزات کا مختلف ثقافتوں بالخصوص ڈیڑھ ارب سے زیادہ انسانوں کے دین اسلام کی ثقافت سے عاری ہونا بھی ایک امتیازی رویہ ہے اور اسی وجہ سے آج امریکہ اور بعض مغربی حکومتیں اس سے ناجائزہ فائدہ اٹھا رہی ہیں اور اسے اسلام سے دشمنی کیلئے ہتھکنڈہ بنائے ہوئے ہیں۔دنیا بھر کے مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ انسانی حقوق کی دستاویزات، اصول و قوانین اور میکانیزم میں ان کی دینی تعلیمات کو مد نظر رکھا جائے اور خاص طور پر اقوام متحدہ کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کی آڑ میں امریکا اور مغربی ممالک کی جانب سے شروع کردہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کی حمایت ترک کرکے دنیا بھر کے انسانوں کیلئے انسانی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ جن مغربی ممالک نے منشور حقوقِ انسانی کی داغ بیل ڈالی تھی، آج وہی ممالک حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آئے دن ان ممالک میں جرائم پیشہ افراد کی شرح میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ مفکرین و مدبرین نے اس کے بہت سے اسباب متعین کیئے ہیں، لیکن حقوق انسانی پر ڈاکہ زنی کا بنیادی سبب ان انسانی حقوق کے نفاذ کیلئے کسی داخلی قوتِ نافذہ کا

فقدان ہے، علاوہ ازیں مغرب کے حقوق انسانی کا فلسفہ صرف اس کے مفادات کے ارد گرد گھومتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقوقِ انسانی ایک نظریہ بن کر رہ گیا، جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوقِ انسانی کے صحیح نفاذ اور ان کو عملی زندگی سے مربوط کرنے کے لیے فکر آخرت سے جوڑ دیا جس کے باعث بندوں کے اندر حقوقِ انسانی کی رعایت وحفاظت کی ایسی اسپرٹ پیدا ہو گئی کہ بندہ از خود حقوق انسانی کا محافظ بن جاتا ہے۔

"سانحہ بابری مسجد و گجرات کی ذمہ دار، "بی جے پی

بھارت کی 5 ریاستوں میں ہونے والے اسمبلی انتخابات کے سلسلے میں بھارتیہ جنتا پارٹی بی جے پی سب سے آگے نظر آ رہی ہے، راجستھان کے وزیر اعلی اور کانگریس کے رہنما اشوک گہلوت نے راجستھان میں اپنی ہار تسلیم کر لی ہے، بھارتی دارالحکومت دہلی میں ایک نوزائیدہ پارٹی یعنی عام آدمی پارٹی کا جادو چلا لیکن ابھی بھی بی جے پی سب سے آگے ہے،.برسر اقتدار کانگریس کو لوگوں نے تقریباً مسترد کر دیا ہے، ابتدائی رجحانات کے مطابق مدھیہ پردیش کی 230 نشستوں میں 145 سیٹوں پر جماعت بی جے پی کو برتری حاصل ہے جبکہ 59 سیٹوں پر کانگریس بھی کامیاب ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی المعروف "بی جے پی" بھارت کی ایک سیاسی جماعت ہے جو 1980ء میں قائم کی گئی۔ یہ جماعت ہندو قوم پرستی (ہندوتوا) کی علمبردار ہے اور قدامت پسند سماجی حکمت عملیوں، خود انحصاری، قوم پرستانہ طرز عمل سے خارجہ حکمت عملی چلانے پر یقین رکھتی ہے۔بی جے پی 1998ء سے 2004ء تک، دیگر جماعتوں کے ساتھ اتحاد کے ذریعے، اقتدار میں رہی اور اس عرصے میں اٹل بہاری واجپائی وزیر اعظم اور لعل کرشن ایڈوانی ان کے نائب رہے۔ بابری مسجد کے حوالے سے بی جے پی کے نظریات کو ہمیشہ تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے

کیونکہ اس مسجد کے انہدام میں اس جماعت کے رہنما ملوث تھے۔ اس کے علاوہ یہ اس مسجد کی شہادت کے بعد اس مقام پر رام مندر کی تعمیر کے حق میں رائے رکھتی ہے۔

صوبہ گجرات فسادات 2002ء میں بیجے پی حکومت کی مجرمانہ غفلت اور چشم پوشی کے باعث سینکڑوں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔آر ایس ایس اور وشوا ہندو پریشد کے ساتھ بی جے پی نے بھی رام جنم بھومی تنازعہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور بابری مسجد منہدم کرکے مندر کی تعمیر کا اعلان کیا۔ 6 دسمبر 1996ء کو بی جے پی ،آر ایس ایس ، وشوا ہندو کے کارکنوں نے بابری مسجد کو شہید کیا تھا۔ اس کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے۔1996ء میں انتخابات کے بعد بی جے پی کو 161 نشستیں ملی تھیں، اور گٹھ جوڑ کے توسّط سے 13 دن تک واجپائی نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا تھا۔ لیکن اکثریت ثابت نہ کر سکا تو استعفیٰ دینا پڑا۔ 1998ء کے انتخابات میں بی جے بی نے 182 نشستیں حاصل کی تھیں، واجپائی دوبارہ عہدہ وزیرِ اعظم پر فائز رہے۔ لیکن جیاللیتا کی قیادت والی جماعت نے انحراف کی تو حکومت گر گئی تھی۔ بھارت میں اب سب سے بڑی جماعت بن کر سامنے آنی والی بھارتیہ جنتا پارٹی نے اپنے رہنما اور سابق وزیر خارجہ جسونت سنگھ کو بانیِ پاکستان محمد علی جناح پر ایک کتاب لکھنے کی پاداش میں پارٹی سے خارج کر دیا تھا۔ جسونت سنگھ نے اپنی کتاب 'جناح – بھارت، تقسیم، آزادی' میں لکھا ہے کہ بھارت میں محمد علی جناح کی شخصیت کی غلط عکاسی کی گئی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے مزید لکھا

تھا کہ ہندوستان کی تقسیم کے ذمہ دار بھارت کے سابق وزیر اعظم جواہر لعل نہرو اور کانگریس پارٹی تھی۔اس کے بعد بی جے پی کے صدر رجناتھ سنگھ نے ایک بیان میں کہا تھا کہ اس کتاب میں جسونت سنگھ کی ذاتی رائے ہے نہ کے بی جے پی کی، اور انہوں نے پوری طرح لاتعلقی ظاہر کی تھی۔ جسونت سنگھ کی کتاب سترہ اگست کو منظر عام پر آئی تھی۔ اس کتاب کے حوالے سے جسونت سنگھ کے مقامی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں انٹرویو بھی شائع ہوئے تھے جس میں انہوں نے اپنا موقف مزید واضح کیا تھا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی سے باہر نکالے گئے جسونت سنگھ نے اس پورے عمل کو افسوس ناک قرار دیا تھا۔ بھارت کی ایک عدالت نے 2002 میں ہونے والے گجرات فسادات میں بی جے پی کی سابق وزیر مایا کوڈنانی کو 28 سال قید جبکہ بجرنگ دل کے رہنما بابو بجرنگی کو عمر قید کی سزا بھی سنائی تھی۔ بھارتی ریاست گجرات کی خصوصی عدالت نے 2002ء کے مذہبی فسادات کے سلسلے میں نریندر مودی کی حکومت میں سابق وزیر مایا کوڈنانی سمیت 32 افراد کو قصور وار قرار جبکہ اس مقدمے کے دیگر 29 ملزمان کو بری کر دیا تھا، عدالت نے یہ فیصلہ نروڈا پاٹیا کیس میں سنایا ہے جس میں فروری 2002ء کو ہندو مسلم فسادات کے دوران 95 افراد کو ہلاک کر دیا گیا تھا 28 جن میں بیشتر بچے اور خواتین تھیں، فسادات کے دوران قتل عام کا یہ سب سے بڑا واقعہ تھا۔ ڈاکٹر مایا کوڈنانی ریاستی اسمبلی میں نروڈا کی نمائندگی کرتی ہیں اور وہ 2007 سے 2009 تک وزیر کے عہدے پر بھی رہیں۔ مایا کوڈنانی وزیر اعلیٰ نریندر مودی کی

بہت قریبی تھیں۔ بھارت کے وزیر داخلہ سشیل کمار شندے نے بھارتیہ جنتا کے بارے میں کہا تھا کہ ان کے اور آر ایس ایس کے کیمپوں میں شدت پسندی کی تربیت جاری ہے۔ وزیر داخلہ نے ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ 'ہمارے پاس رپورٹ آ گئی ہے۔ تفتیش میں معلوم ہوا ہے کہ چاہے بھارتیہ جنتا پارٹی ہو یا چاہے آر ایس ایس ہو ان کے ٹریننگ کیمپوں میں دہشت گردی کو فروغ دینے کا کام دیکھا جا رہا ہے۔ سمجھوتہ ایکسپریس میں ہوئے بم دھماکے ہوں، مکہ مسجد پر ہونے والا بم دھماکہ یا پھر مالیگاؤں کے دھماکے ہو ہندو شدت پسندوں نے وہاں جا کر بم رکھے اور پھر کہا کہ مسلمانوں نے یہ دھماکے کیے ہیں۔ شندے نے کہا کہ ایسی کوششوں سے ملک کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ حیدرآباد کی مکہ مسجد، سمجھوتہ ایکسپریس اور مالیگاؤں میں دھماکوں کے بعد تفتیش کے دوران آر ایس ایس سے تعلق رکھنے والے سادھوی پرگھیہ ٹھاکر اور اسیم آنند جیسے ہندو شدت پسندوں کے نام سامنے آئے تھے۔ پہلے ان دھماکوں کے لیے مسلمان عسکریت پسندوں کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا لیکن تفتیش کے بعد ہندو شدت پسندوں کے نام سامنے آئے تھے۔ بھارت کی ہندو انتہاء پسند جماعت بی جے پی نے چند ماہ قبل حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ جب تک پاکستان داؤد ابراہیم اور حافظ سعید کو بھارت کے حوالے نہیں کرتا اس وقت تک اسلام آباد سے کسی بھی قسم کے مذاکرات نہ کئے جائیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) نے روایتی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے پاکستان پر الزام عائد کیا تھا کہ پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی نے داؤد

ابراہیم اور حافظ سعید کو ملک میں پناہ دے رکھی ہے۔ جماعۃ الدعوۃ جو ایک محب وطن جماعت ہے اور ملک کے دفاع کے لئے ملک گیر تحریک چلا رہی ہے۔ اسکے سربراہ پروفیسر حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ جس ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی نے ہندوؤں کو اکسا کر بابری مسجد کو شہید کیا۔ احمد آباد گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ پورے پورے خاندان کو پٹرول چھڑک کر آگ لگادی گئی اور گودھرا ٹرین میں مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا وہی پارٹی آج ہندوؤں کے جذبات بھڑکا کر برسر اقتدار آنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس ساری صورتحال سے بھارت کے تیس کروڑ مسلمانوں کے جذبات کا خون ہو رہا ہے اور وہ شدید کرب سے دوچار ہیں۔ ہندو انتہا پسندوں نے صرف بابری مسجد کو ہی شہید نہیں کیا بلکہ اس کے بعد مزید پانچ سو مساجد کو شہید کر دیا گیا۔ خود کو سیکولر کہلوانے والی کانگریس بھی ہندوازم کو فروغ دینے میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر اپنے آپ کو ہندوازم کو پروان چڑھانے والا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بی جے پی بہت زیادہ فتنوں کو ہوا دے رہی ہے اور تشدد کو ابھار رہی ہے۔ سب سے بڑا درندہ اور ہزاروں مسلمانوں کا قاتل نریندر مودی وزارت عظمیٰ کی کرسی سنبھالنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ ہندوؤں کی جانب سے اس لئے اسے ووٹ دیے جارہے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ بھارت نے 6 اگست کو لائن آف کنٹرول کے پونچھ سیکٹر میں پانچ بھارتی فوجیوں کی ہلاکت کا الزام پاکستان پر لگایا تھا، اس واقعے کے بعد بھی بی جے پی

دیگر انتہاء پسند جماعتوں اور بھارتی میڈیا نے روایتی دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارتی عوام کو پاکستان کے خلاف مظاہروں پر اکسایا جس کے بعد کانگریس کے کارکنوں اور دیگر انتہاء پسند ہندو جماعتوں نے نئی دہلی میں پاکستانی ہائی کمیشن پر دھاوا بول کر توڑ پھوڑ کی تھی جب کہ ہندو انتہاء پسندوں نے امرتسر سے لاہور آنے والی دوستی بس کو بھی روک کر پاکستان کے خلاف مظاہرہ کیا تھا۔ پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف بھی بھارت کے ساتھ دوستی و تجارت کے لئے پر عزم ہیں مگر دیکھتے ہیں کہ بی جے پی کی حکومت آنے کے بعد وہ نواز شریف کا خواب پورا کرتی ہے یا نہیں؟

"الوداع "افتخار چوہدری

بطور چیف جسٹس اپنے دور میں نہ صرف ایک آمر کو للکارنے والے بلکہ اپنے دور میں بلا خوف وخطر فیصلے دینے والے چیف جسٹس افتخار چوہدری 8 سال 5 ماہ اور 11 دن چیف جسٹس رہنے کے بعد مدت ملازمت پوری ہونے کے بعد ریٹائرڈ ہو گئے۔افتخار محمد چودھری 12 دسمبر 1948 کو بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی شہر فیصل آباد کا ایک گاؤں تھا، ان کے والد چودھری جان محمد 1947 ہی میں اپنے خاندان کو لے کر فیصل آباد منتقل ہو گئے تھے؛ چودھری جان محمد صاحب ایک پولیس کانسٹیبل تھے۔ افتخار محمد چودھری 2000 میں عدالت عظمیٰ کا جج بننے سے قبل سارا وقت بلوچستان ہی میں رہے، ان کے تین بھائی ہیں، جو بیرون ملک مقیم ہیں، یہ بھائیوں میں دوسرے نمبر پر ہیں، دو بیٹے ارسلان اور احمد بالاج ہیں، تین صاحب زادیاں عائشہ، اِفراء اور بلوشہ ہیں۔افتخار محمد چوہدری نے جامعہ سندھ (جام شورو) سے آرٹس میں بیچلر اور ایل ایل بی کیا، 1974 میں بار میں شامل ہوئے، 1976 میں عدالت عالیہ کے ایڈووکیٹ ہوئے اور 1985 میں سپریم کورٹ کے وکیل بنے۔ 1989 میں انہیں اس وقت کے وزیراعلیٰ نواب اکبر بگٹی نے اٹارنی جنرل بلوچستان مقرر کیا، 6 نومبر 1990 کو بلوچستان ہائی کورٹ کے ایڈیشنل جج بنے،

اس عہدے پر 21 اپریل 1999 تک فائز رہے۔ 22 اپریل کو اسی عدالت کے چیف جسٹس تعینات ہوئے، اس کے ساتھ ہی بینکنگ جج، جج سپیشل کورٹ فار سپیڈی ٹرائلز، جج کسٹمز اپیلیٹ کورٹس اور کمپنی جج کے طور پر بھی فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے علاوہ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کوئٹہ کے صدر بھی رہے۔ دو بار کونسل کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ 1992 اور 1998 میں چیئرمین بلوچستان لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی کے طور پر فائز رہے، ریویو بورڈ بلوچستان کے مسند نشیں بھی رہے اور دو بار پاکستان ہلال احمر سوسائٹی بلوچستان کے چیئرمین بھی رہے۔ 4 فروری 2000 کو افتخار چوہدری سپریم کورٹ کے اب تک کے کم عمر ترین جسٹس نام زد ہوئے، اسی لیے انہیں پاک عدلیہ کی تاریخ میں بہ طور چیف جسٹس خدمت کا سب سے طویل ترین عرصہ میسر آیا۔ 30 جون 2005 کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس بنے، اس کے ساتھ ہی وہ چیئرمین پاکستان بار کونسل کی انرولمنٹ کمیٹی اور سپریم کورٹ بلڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ سوموٹو ایکشن لینے کے حوالے سے مشہور سابق چیف جسٹس کے دلیرانہ فیصلوں کی وجہ سے پاکستان سمیت دنیا بھر کے میڈیا میں مقبولیت کے ریکارڈ قائم کئے۔ دیگر ممالک کے عدالتی فیصلوں سے آگاہی کے باعث دیگر ججز میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ انہیں امریکہ سے جاری ہونیوالے دی نیشنل لاء جرنل نے چیف جسٹس کو لائر آف دا ائر 2007ء کے ایوارڈ سے نوازا۔ دی نوا ساؤتھ ایسٹرن یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹر آف لاء کی اعزازی ڈگری دی۔ دی ایسوسی ایشن آف دی

بار آف سٹی آف نیویارک نے انہیں عدلیہ اور وکلاء کی آزادی کا نشان قرار دیتے ہوئے ایسوسی ایشن کی اعزازی ممبر شپ سے نوازا۔ عدلیہ کی آزادی میں ثابت قدم رہنے پر ہارورڈ لاء سکول نے میڈل آف فریڈم دیا۔ افتخار محمد چودھری پہلے پاکستانی اور تیسرے شخص ہیں جنہیں میڈل آف فریڈم سے نوازا گیا۔ افتخار محمد چودھری سے پہلے یہ ایوارڈ نیلسن منڈیلا اور چارلس یملٹن ہاسٹن کو دیا گیا ہے۔ برطانیہ کی سپریم کورٹ کے صدر لارڈ فلپس نے انٹر نیشنل جسٹس ایوارڈ 2012ء پیش کیا۔ جسٹس افتخار کو انٹر نیشنل جسٹس ایوارڈ انٹر نیشنل جیورسٹ کونسل کی جانب سے پاکستان میں تمام تر مشکلات کے باوجود عدلیہ کی سربلندی قائم رکھنے پر پیش کیا گیا۔ بھارتی تنظیم پیٹا نے انہیں پاکستان کے صوبہ پنجاب میں مہلک پتنگ کے مانجھے پر پابندی لگانے پر ہیرو ٹو ہیومینیمل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ سابق آمر پرویز مشرف نے انہیں معزول کیا مگر ملکی عدالتی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب کسی چیف جسٹس نے آمر کی بات ماننے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ایسی تحریک چلائی جس کے نتیجے میں وہ پورے وقار کے ساتھ بحال ہوئے۔ یہیں سے پاکستان میں عدالت کی ایک نئی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری اپنے فیصلوں کی صورت میں جہاں حکمرانی کرتے رہے وہیں انہوں نے بدمست بیوروکریسی کو تکیل بھی ڈالی اور بدعنوان سیاستدانوں اور بیوروکریٹس پر قانون کی گرفت مضبوط کی۔ عدلیہ کی نافرمانی کے جرم میں سابق وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کو گھر بھیجا جبکہ دوسرے وزیراعظم

راجا پرویز اشرف تاحال رینٹل پاور اور دیگر کیسز بھگت رہے ہیں۔ چیف جسٹس کو نظربند کرنے پر جنرل (ر) پرویز مشرف کو آج آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت غداری کے مقدمے کا سامنا ہے۔ جسٹس افتخار محمد چوہدری نے حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تاریخی فیصلے کئے۔ انہوں نے این آر او کو کالعدم قرار دیا۔ ان کے خلاف کئی اسکینڈل بنائے گئے مگر وہ سُرخ رو رہے۔ سوموٹو نوٹس ان کی مدت کا خاصا رہا۔ انہوں نے دو ایسے کیسوں کی بھی سماعت کی جن سے براہ راست ارکان پارلیمنٹ متاثر ہوئے۔ ان میں سے ایک جعلی ڈگری اور دوسرا دہری شہریت کا کیس تھا۔ دہری شہریت کیس میں وزیر داخلہ رحمٰن ملک اور فرح ناز اصفہانی سمیت کئی ممتاز شخصیات کو نااہل قرار دیا گیا۔ کئی ارکان پارلیمنٹ کو جعلی ڈگری پر گھر جانا پڑا۔ چیف جسٹس نے این آئی سی ایل، ای او بی آئی اور حج انتظامات میں بدعنوانیوں کا بھی از خود نوٹس لیا۔ شاہ زیب کا قتل ہو یا نہتے سرفراز شاہ کا، انہوں نے از خود نوٹس لئے۔ حکومت کچھ نہ کر سکی تو بلوچستان میں بدامنی، کراچی میں ٹارگٹ کلنگ اور لاپتا افراد کے معاملے پر بھی چیف جسٹس نے از خود نوٹس لیکر اہم فیصلے دیئے۔ چیف جسٹس نے عوامی مفاد کے کیسوں اور بجلی، گیس، تیل، چینی کی قیمتوں کے خلاف بھی سوموٹو نوٹس لیے اور نئی گائیڈ لائن وضع کی گئیں۔ انہوں نے بارہا ایسے فیصلے دیئے جو پارلیمنٹ کیلئے قانون سازی کا محرک بنے۔ سپریم کورٹ میں غریبوں کی شنوائی اور دادرسی کے لئے مستقل ہیومن رائٹس سیل قائم کیا۔ سپریم کورٹ کے فل کورٹ

اجلاس سے الوداعی خطاب میں سابق چیف جسٹس افتخار چوہدری نے کہا کہ ماضی میں عدلیہ کو غیر فعال کیا گیا، جدوجہد کے ذریعے عدلیہ کی بحالی ہوئی، ایک عظیم جدوجہد کے نتیجے میں بحال ہونے والی عدلیہ نے بہتر انداز میں کام کیا، یقین ہے کہ ان کے بعد کی عدلیہ بھی بہتر انداز میں کام کرے گی، دنیاوی منصب عارضی ہیں، جسٹس تصدق جیلانی میں عدلیہ کو متحد رکھنے کی صلاحیت ہے، بطور چیف جسٹس اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام دینگے، اداروں میں تبدیلی نہ ہو تو بہتری کا امکان کم ہوگا، اصل مضبوطی اداروں کی ہونی چاہیے۔ سپریم کورٹ کی باگ ڈور محفوظ ہاتھوں میں دے کر جا رہا ہوں، افراد آتے اور چلے جاتے ہیں، ادارے کی مضبوطی ہماری اولین ترجیح رہی ہے شکر ہے کہ آج ہم عزت و وقار کے ساتھ اپنا سر بلند کر کے چلنے کے قابل ہیں، اپنی ذمے داری اپنے سے زیادہ اہل اور قابل شخص کے سپرد کر رہا ہوں، 5 سال تمام ساتھی ججز نے انتھک محنت کی، ہم اس دن کامیاب ہوں گے جس روز پاکستان میں امیر اور غریب، چھوٹا اور بڑا قانون کی نظر میں برابر دیکھے جائیں گے، تمام شہریوں کو مساوی حقوق ملیں گے،

نامزد چیف جسٹس تصدق جیلانی نے کہا کہ قانون کی حکمرانی، آئین کی بالادستی اور جمہوریت کے استحکام کے لیے چیف جسٹس افتخار چوہدری کو سلام پیش کرتا ہوں، ان کی مثالی محنت نے قانون کی حکمرانی قائم کرنے کے پیغام کو عام کیا۔ جسٹس آصف سعید کھوسہ نے کہا کہ افتخار چوہدری کی ٹیم کا حصہ ہونا ان کے لئے باعث فخر ہے اور اپنے ،پوتوں کو بھی بتائیں گے کہ انہوں نے چیف جسٹس کے ساتھ کام کیا ہے

جسٹس مشیر عالم کا کہنا تھا کہ چیف جسٹس کی ریٹائرمنٹ کے بعد عوام کو مایوس نہیں کریں گے، ان دیکھے کا خوف اب دل سے نکل گیا اور اب ہم بلا خوف آتش نمرود میں کودنے کو تیار ہیں۔ جسٹس ثاقب نثار نے کہا کہ افتخار محمد چودھری کرکٹ اور ہاکی ٹیموں کے کپتان کی طرح ہیں، وہ سپریم کورٹ کے سچن ٹنڈولکر ہیں جنہوں نے بہترین انداز میں اپنی اننگز کھیلی، سابق چیف جسٹس افتخار چوہدری کی خصوصیات کو گنا نہیں جاسکتا، وہ بہت زیادہ وسیع النظری کے مالک ہیں اور ان کا ہر فیصلہ مسلم اور فصیح ہے، ان جیسی قیادت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے اور افسوس ہے کہ ہم چیف جسٹس افتخار چوہدری کی قیادت سے محروم ہوجائیں گے۔

ویلکم" چیف جسٹس تصدق حسین گیلانی"

عدلیہ کے افتخار "افتخار چوہدری" کے بعد جسٹس تصدق حسین جیلانی نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ صدر مملکت ممنون حسین نے ان سے عہدے کا حلف لیا۔ پاکستان کے نئے چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی ساڑھے چھ ماہ تک نئے منصب پر فائز رہیں گے۔"انصاف سب کے لئے"۔ یہ شاہکار عدالتی ترانہ نئے چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی کا تحریر کردہ ہے۔ اپنی تخلیقی کاوشوں اور ادبی ذوق کا یہ تحفہ جسٹس تصدق حسین جیلانی نے 2006ء میں سپریم کورٹ کو دیا جسے پاکستان کے عدالتی ترانے کا درجہ حاصل ہے۔ نئے چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس تصدق حسین جیلانی کا تعلق ملتان سے ہے۔ جیلانی صاحب نے ثانوی تعلیم لاہور سے حاصل کی۔ ایف سی کالج لاہور سے پولیٹیکل سائنس میں ماسٹرز کیا۔ پھر یونیورسٹی آف لندن سے قانون کا ایڈوانسڈ کورس کیا۔ 1974ء میں ملتان سے ہی بطور وکیل پریکٹس کا آغاز کیا۔ ڈسٹرکٹ بار ملتان کے جنرل سیکرٹری بھی بنے۔ ایڈوکیٹ جنرل پنجاب کے منصب پر فائز ہوئے۔ 7 اگست 1994ء کو لاہور ہائی کورٹ کے جج بنے جبکہ 31 جولائی 2004ء کو سپریم کورٹ کے جج تعینات ہو گئے۔ 2007 میں انہوں نے پی سی او کے تحت حلف اٹھانے سے انکار کیا اور اسی سال 3 نومبر کو انہیں سپریم کورٹ میں جج کی حیثیت سے کام کرنے سے روک دیا گیا، تاہم 2009

میں وہ دیگر ساتھی ججوں کے ساتھ صدارتی حکم نامے کے ذریعہ بحال کر دیئے گئے، جسٹس تصدق حسین جیلانی نے بہت سے اہم مقدمات میں تاریخ ساز فیصلے دیے۔ وکلاء کا کہنا ہے کہ ان کے لکھے فیصلوں کو سمجھنے کے لئے اچھے اچھوں کو ڈکشنری کھولنا پڑ جاتی ہے۔ عدالت عظمیٰ کے تمام جج صاحبان میں جسٹس جیلانی کا لب و لہجہ بہت نرم ہے۔ ان کے انگریزی تلفظ کی تو سب ہی تعریف کرتے ہیں۔ انصاف سب کے لئے ترانہ انہوں نے انگریزی میں لکھا اور خود ہی اس کا خوبصورت اردو میں ترجمہ بھی کیا۔ لاہور میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جعلی ادویات کے باعث 100 سے زائد ہلاکتوں کا از خود نوٹس جسٹس تصدق حسین جیلانی نے ہی لیا تھا۔ ڈرون حملوں کے خلاف ایک درخواست جسٹس تصدق حسین جیلانی نے اس لیے مسترد کر دی کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ کے دائرہ کار میں نہیں آتا تھا۔ عدلیہ بحالی کے بعد سپریم کورٹ کے جس بنچ نے نواز شریف اور شہباز شریف کو انتخابات کے لیے اہل قرار دیا اس بنچ کے سربراہ جسٹس تصدق حسین جیلانی تھے۔ جسٹس جیلانی کی سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی سے دور پرے کی رشتہ داری بھی ہے۔ اسی لیے انہوں نے گیلانی کے خلاف توہین عدالت کے مقدمے کی سماعت نہیں کی تھی۔ بظاہر نرم خو اور دھیمے مزاج کے جج جسٹس تصدق حسین جیلانی چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو اپنا رول ماڈل قرار دے چکے ہیں۔ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ ان کے دور میں بھی آئین و قانون پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا۔ جسٹس تصدق حسین جیلانی صرف 7 ماہ چیف جسٹس آف پاکستان رہیں گے۔ ان کے بعد جسٹس

ناصر الملک بطور چیف جسٹس ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔ وہ 13 ماہ اس عہدے پر کام کریں گے۔ وہ اس وقت قائم مقام چیف الیکشن کمشنر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

جسٹس ناصر الملک کی ریٹائرمنٹ کے بعد جسٹس جواد ایس خواجہ مختصر ترین مدت کیلئے چیف جسٹس آف پاکستان بنیں گے۔ وہ اس عہدے پر صرف 23 دن رہیں گے۔ ان کے بعد جسٹس انور ظہیر جمالی چیف جسٹس کی ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔ ان کی مدت پندرہ ماہ ہوگی۔ جسٹس میاں ثاقب نثار 2 سال 2 ماہ اور جسٹس گلزار احمد 3 سال ایک ماہ تک چیف جسٹس کے عہدے پر فائز رہیں گے۔ ان کے بعد بھی سینئر ترین جج سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی حیثیت سے ذمہ داریاں انجام دے گا۔ جسٹس افتخار محمد چودھری عدلیہ کی تاریخ میں طویل ترین چیف جسٹس آف پاکستان رہے۔ نامزد چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی کا کہنا ہے کہ از خود نوٹس کے اختیارات کے معاملے پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔ جعلی درخواستوں، بے بنیاد مقدمات اور اختیارات کو ذاتی مفاد میں استعمال کرنے کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔ آئین کے آرٹیکل 184 (3) نے یہ اختیار گڈ گورننس کو یقینی بنانے کے لئے دیا ہے جسے آئین کی حدود میں استعمال کیا جائے گا۔ از خود نوٹس کا اختیار استعمال کرتے وقت اختیارات کی تقسیم کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

عدالت کو ریاست کے تینوں ستونوں کی آئینی حیثیت کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ خاص طور پر آئین کی شق 10 اے کے تحت فیئر ٹرائل کے حصول کو بھی مد نظر رکھنا ہوگا۔ چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس تصدق حسین جیلانی نے اپنے عہدے کے

پہلے ہی دن فل کورٹ ریفرنس کے دوران گزشتہ روز میڈیا چینلز کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا نوٹس لیتے ہوئے ایڈیشنل رجسٹرار کو تحقیقاتی افسر مقرر کر دیا ہے۔ نئے چیف جسٹس نے واقعے کی مکمل اور غیر جانبدار تحقیقات کی ذمہ داری اور اس میں ملوث افراد کی نشاندہی کی ذمہ داری ایڈیشنل رجسٹرار محمد علی کو سونپ دی ہے جو جلد ہی اپنی تحقیقات مکمل کرکے رپورٹ چیف جسٹس کو پیش کریں گے۔ازخود نوٹس سے قبل چیف جسٹس کے عہدے کا حلف اٹھانے کے بعد سپریم کورٹ پہنچنے پر چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس تصدق حسین جیلانی سے صحافیوں کے وفد نے ملاقات کی تھی، جس میں صحافیوں نے ان کی توجہ گزشتہ روز پیش آنے والے غیر خوشگوار واقعے کی جانب مبذول کرانے کی کوشش کی تھی، جس پر چیف جسٹس کا کہنا تھا کہ گزشتہ روز ہونے والی بدمزگی ان کے علم میں ہے، انہوں نے عہدے کی ذمہ داریاں ہی سنبھالی ہیں اور آج ہی اس معاملے کا نوٹس لیں گے۔ گزشتہ روز سابق چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری اعزاز میں فل کورٹ ریفرنس کی سرکاری اور نجی میڈیا کو کوریج کی اجازت نہیں دی گئی تھی لیکن اجلاس کی فوٹیج ایک نجی ٹیلی ویژن چینل کو فراہم کردی گئی جس کے خلاف ملک بھر میں صحافیوں کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آیا اور نئے چیف جسٹس نے معاملے کا نوٹس لینے کا مطالبہ بھی کیا۔پاکستان کی عوام اب افتخار چوہدری کے بعد سپریم کورٹ کے نئے چیف جسٹس تصدق حسین گیلانی کے انصاف پر مبنی فیصلوں کی منتظر ہے۔

عبدالقادر ملا ''حسینہ'' کے انتقام کا نشانہ

بنگلہ دیش کی جنگی جرائم سے متعلق نام نہاد عدالت نے جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل 65 سالہ ملا عبدالقادر کو پھانسی دے کر بھارت کو خوش کرنے اور پاکستان کے خلاف اپنے خبث باطن کا کھلم کھلا اظہار کر دیا۔ پاکستان کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے والے اور بھارت کی مدد سے بنگلہ دیش کی بنیاد رکھنے والے شیخ مجیب الرحمٰن کی بیٹی حسینہ واجد کی بھارت سے دوستی کی پینگیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ آجکل اپنے اقتدار کے پانچ سال پورے کرنے کے قریب ہیں اور انتخابات قریب ہیں مگر انکی پارٹی عوامی لیگ عوام میں انتہائی غیر مقبول ہو چکی ہے اور آمدہ انتخابات میں اسکی شکست یقینی ہے۔ اپنی پارٹی کو سہارا دینے اور آنے والے انتخابات میں عوام کا سامنا کرنے کے لئے ''حسینہ'' نے مختلف حربے استعمال کرنا شروع کئے ہیں جن میں سے ایک جماعت اسلامی کے رہنماؤں کو پاکستان کا ساتھ دینے کی پاداش میں جنگی ٹربیونل کے ذریعے سزائیں دلوانا ہے۔ جماعت اسلامی چونکہ ایک عرصہ سے عوامی لیگ کی حریف جماعت نیشنل پارٹی کی حلیف چلی آ رہی ہے جسکی سربراہ خالدہ ضیاء ہیں اور اس وقت بھی جماعت اسلامی اپوزیشن جماعتوں کے ساتھ کھڑی ہے اور حسینہ واجد کچھ اس وجہ سے بھی جماعت اسلامی کو اپنے انتقام کا نشانہ بنا کر رہی ہے۔ حسینہ واجد نے 2008 میں جب حکومت بنائی

تھی تب اعلان کیا تھا کہ ایک جنگی جرائم کا ٹریبونل قائم کیا جائے گا جسکے تحت ان لوگوں کو سزائیں دی جائیں گی جنھوں نے بنگلہ دیش کے قیام کی مخالفت کرتے ہوئے پاکستانی فوج کا ساتھ دیا تھا۔چنانچہ 2010 میں اس مقصد کیلئے خصوصی ٹریبونل قائم کر دیا گیا۔سب سے پہلے جماعت اسلامی کے سینئر رہنما دلاور حسین کو گرفتار کیا گیا اور ان پر بھی وہی الزام لگایا گیا جو پروفیسر غلام اعظم پر عائد کیا گیا ہے۔ان پر جنگی جرائم کی خصوصی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔چنانچہ اسی سال مارچ میں انکو موت کی سزا سنائی گئی۔دلاور حسین کی سزا پر بنگلہ دیش میں شدید ہنگامے پھوٹ پڑے تھے جس میں 35 افراد جاں بحق ہو گئے تھے۔جماعت اسلامی کے ایک اور رہنما عبدالقادر کو بھی اسی ٹریبونل نے سزائے موت کا فیصلہ سنایا ہے۔پروفیسر غلام اعظم کو نوے برس قید کی سزا سنائی گئی ہے،اسی نام نہاد ٹریبونل کے فیصلے کے بعد ہی جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما ملا عبد القادر ڈھاکہ کی مرکزی جیل میں پھانسی پر جھول کر شہادت سے کے رتبے سے سرفراز ہو گئے۔عبدالقادر ملّا پر الزام تھا کہ وہ جماعت اسلامی کے تحت قائم کی گئی البدر نامی تنظیم کے رکن تھے جنھوں نے بنگالی ہونے کے باوجود قوم پرستی کے بجائے اسلام کے ناطے سے پاکستان کا ساتھ دیا تھا۔عبدالقادر ملا 14 اگست 1948 کو موجودہ بنگلہ دیش کے ضلع فرید پور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔انہوں نے 1968 میں راجندر کالج فرید پور سے گریجوایشن کی اور ڈھاکہ یونیورسٹی میں ایم اے کیا تھا۔انہوں نے

بطور صحافی بھی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ بنگلہ زبان کے روزنامے سنگرام'' ڈھاکہ کے ایگزکٹو ایڈیٹر اور بنگلہ دیش نیشنل پریس کلب کے ممبر رہے ہیں۔'' فروری 2013ء کو بنگلہ دیش کی متعصب عدالت نے عبدالقادر کو سزائے موت کی 5 سزا سننے کے بعد عبدالقادر ملا نے بلند آواز میں 'اللہ اکبر' کا نعرہ بلند کیا تھا۔ اس موقع پر انہوں نے عدالت میں موجود ججوں کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ ''ایسا غیر منصفانہ فیصلہ کرنے پر تمہیں کوئی اچھے نام سے یاد نہیں کریگا''۔ عدالتی فیصلے کے بعد عبدالقادر ملا مطمئن اور خوش نظر آ رہے تھے۔ عدالت سے نکلتے وقت انہوں نے میڈیا کے سامنے کا نشان بنایا تھا۔ 20 ستمبر کو ان کے صاحبزادے نے اپنے عظیم (victory) فتح کا والد سے ملاقات کی اور ملاقات کے بعد میڈیا کے نمائندوں کو بتا تھا کہ 'میرے والد نے مجھ سے کہا ہے کہ بیٹا میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ جوانی میں جس شہادت کی دعا مانگا کرتا تھا اللہ کے فضل سے اب وہ میرے سامنے ہے، اس شہادت پر غم نہ کرو بلکہ شہادت کی قبولیت کے لئے رب سے دعا مانگو'' بنگلا دیش میں جنگی جرائم کی عدالت نے میں جماعت اسلامی کے تحت قائم کی گئی البدر نامی عسکری تنظیم کے رکن کی 1971 حیثیت سے عبدالقادر ملا کو 300 سے زائد بنگلا دیشی دانشوروں کے اغوا اور قتل میں ملوث قرار دیتے ہوئے سزا سنائی تھی، بنگلہ حکومت نے عبدالقادر ملا کی پھانسی کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنے کے لئے ڈھاکا سمیت ملک کے مختلف حساس مقامات پر پولیس اور نیم فوجی دستے تعینات کئے،اس سے قبل

سپریم کورٹ کی جانب سے پھانسی کے فیصلے کو برقرار رکھنے کے فیصلے کے خلاف ملک کے مختلف شہروں میں ہنگامے پھوٹ پڑے تھے، جبکہ جماعت اسلامی بنگلا دیش کے رہنماوں نے متنبہ کیا تھا کہ اگر عبدالقادر ملا کو پھانسی دی گئی تو اس کے خوفناک نتائج برآمد ہوں گے۔ عبدالقادر ملا کی پھانسی پر پاکستان میں بھی شدید احتجاج سامنے آیا، جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ عبدالقادر ملا کی پھانسی کھلا ظلم اور بربریت ہے ۔بنگلہ دیشی حکومت کی طرف سے ہندو نوازی کی واضح دلیل ہے، پاکستان اور او آئی سی کے ممالک اس ظلم کا فوری نوٹس لیں تاکہ مسلمانوں میں باہمی فتنہ وانتشار سے بچا جا سکے، عبدالقادر ملا کو پاکستان کا ساتھ دینے پر تختہ دار پر لٹکایا گیا، حکومت پاکستان کو چاہئے وہ اس بات کا سخت نوٹس لے تاکہ ایسے سانحات کا تدارک ہو سکے۔ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن کہتے ہیں کہ یہ نام نہاد ٹریبونل کا ظالمانہ فیصلہ تھا جس پر عملدرآمد کرکے ایک بے گناہ شخص کو موت کی سزا دی گئی ہے۔ بنگلہ دیشی وزیراعظم حسینہ واجد اس طرح کے اوچھے ہتھکنڈوں سے اپنے اقتدار کو طول نہیں دے سکتی۔ پاکستان کی حکومت نے مشرقی پاکستان میں فوج کا ساتھ دینے والے محب وطن پاکستانیوں کی سزا پر مجرمانہ خاموشی اختیار کیے رکھی اگر وہ چاہتی تو شیخ مجیب الرحمٰن اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان ہونے والے معاہدے کو دنیا کے سامنے پیش کرکے ان سزاؤں کو ختم کرایا جاسکتا تھا جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ دونوں ممالک کسی پر جنگی

جرائم کا مقدمہ نہیں چلائیں گے۔ ملا عبدالقادر کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی، وہ شہید پاکستان ہیں، انشاء اللہ جماعت اسلامی بنگلہ دیش اس آزمائش سے کندن بن کر نکلے گی، عالمی اداروں کی مخالفت کے باوجود بنگلہ دیشی وزیر اعظم حسینہ واجد بھارت سرکار کی خوشنودی کیلئے پاکستان کے تحفظ کو اپنا دین و ایمان سمجھنے والوں کو چن چن کر قتل کرنے پر تلی ہوئی ہیں اور بنگلہ دیشی عدالتیں حکومتی ایماء پر انصاف کا قتل عام کر رہی ہیں۔

جماعت اسلامی بنگلہ دیش میں اسلامی حکومت کے قیام کا مطالبہ کر رہی ہے، جماعت اسلامی کے راہنماؤں اور متحدہ اپوزیشن کا مطالبہ ہے کہ بنگلہ دیش کو اپنا الگ تشخص قائم رکھنا چاہئے اور بھارت کی کالونی نہیں بننا چاہئے، یہ مطالبہ بنگلہ دیش کے عوام کا ہے۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں اور ترکی و سوڈان کی حکومت نے حسینہ واجد کے خلاف سخت احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے احکامات پر نظر ثانی کریں اور مسلم راہنماؤں کے خلاف غیر آئینی سزاؤں کا سلسلہ بند کیا جائے۔ بھارت خطے میں امریکی سرپرستی سے اپنی بالادستی کے خواب دیکھ رہا ہے، بنگلہ دیش میں اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے کیلئے وہ بنگلہ دیش میں اسلام پسند اور بھارت مخالف راہنماؤں کو دیوار سمجھتے ہوئے انہیں اپنے رستہ ہٹانا چاہتا ہے۔ بنگلہ دیشی وزیر اعظم حسینہ واجد بھارت کے ایما پر 71ء میں پاکستان کا ساتھ دینے والوں سے انتقام لے رہی ہے اور ایک نام نہاد عدالت بنا کر جماعت اسلامی کے

رہنماؤں کو موت اور طویل قید و بند کی سزائیں دی جاری ہیں جبکہ حکومت پاکستان خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے اور عالمی انسانی حقوق کے ادارے اور این جی اوز چپ سادھے بیٹھے ہیں، جانوروں کے حقوق پر آسمان سر پر اٹھا لینے والی این جی اوز اسلامی تحریک کے راہنماوں کو بغیر کسی جرم کے موت کی سزاوں پر کسی رد عمل کا اظہار نہیں کر رہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب کی بدترین مثال ہے۔

سقوط ڈھاکہ کا رستا زخم اور سچ چھپانے کی روش

تحریر: علی عمران شاہین

16 دسمبر ایک بار پھر آن پہنچا ہے..... وہ دن کہ جب دنیا کی سب سے بڑی مسلم ریاست دولخت ہو گئی تھی۔ جب اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن بھارت نے فتح کے شادیانے بجائے اور جشن منائے تھے۔ جب بھارت کی وزیراعظم اندرا گاندھی نے فتح کے نشے میں جھومتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہم نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے'' یہ سب کس ملک نے کیا تھا؟ جی ہاں اسی ملک نے کہ جس نے آج تک ہمیں دل سے تسلیم تک نہیں کیا۔ جو تقسیم ہند کے ہر ضابطے اور فارمولے کو روندتے ہوئے آج بھی ہمارے بھاری مسلم اکثریتی خطے جموں کشمیر پر قابض ہے۔ جس نے ہمارے دریاؤں پر بڑے پیمانے پر ڈیم بنا کر ہمارے ملک کو صحرا بنانے اور ہمیں دانے دانے کا محتاج بنانے کا مشن ہر روز تیز تر کر رکھا ہے۔ وہی بھارت آج بھی ہمارے سر کریک پر قابض ہے تو سیاچن سے بھی اس نے ہمارا ناطقہ بند کرنا تیز تر کر رکھا ہے۔ بلوچستان میں اس کی مداخلت کا رونا گزشتہ حکومت روتے روتے رخصت ہو گئی اور اب وہی درد نواز شریف نے بھی نیویارک میں من موہن سنگھ کے سامنے رکھا تھا لیکن اس سب کے باوجود اسی بھارت کو پسندیدہ کہنے کی رٹ سنائی دیتی ہی رہتی ہے اور دن رات بھارت سے لامحدود تجارت کا

خواب تو ہمارے ہر حکمران کے دل دماغ سے کبھی دور ہوتا ہی نہیں۔

پاکستان توڑنے اور ٹوٹنے کی سازشوں اور سلسلے کا آغاز تو بہت پہلے سے ہو چکا تھا لیکن اس دردناک کہانی کا ایک اہم موڑ 7 دسمبر 1970ء کو منعقد ہونے والے قومی اسمبلی کے انتخابات ہیں جن میں 313 نشستوں میں سے 300 پر چناؤ ہوا تھا۔ باقی 13 نشستیں خواتین کے لئے مخصوص کی گئی تھیں۔ 300 قابل انتخاب نشستوں میں سے مشرقی پاکستان اور 138 مغربی پاکستان کی تھیں۔ شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ 162 نے مشرقی پاکستان سے 160 نشستیں جیت کر قومی اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل کر لی جبکہ باقی دو نشستوں میں سے ایک پر قومی جمہوری محاذ کے جناب نور الامین اور دوسری پر اقلیتی بدھ رہنما (چکما قبیلے کے سردار) راجہ تری دیورائے منتخب ہوئے۔ پی پی پی کو مغربی پاکستان سے 81 نشستیں حاصل ہوئیں جن میں بھاری اکثریت یعنی 63 نشستیں پنجاب سے تھیں کیونکہ پنجابی و کشمیری عوام کی اکثریت بھٹو کے کھوکھلے نعروں روٹی، کپڑا اور مکان'' اور ''ہم کشمیر کے لئے ایک ہزار سال لڑیں گے'' پر مر مٹی تھی'' ۔باقی تین صوبوں سے پی پی پی کی جیتی ہوئی نشستیں یوں تھیں: سندھ (30 میں سے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا) سے ایک اور بلوچستان کی کل 4 نشستوں ،(17 میں سے صفر۔

یوں اس بدترین جمہوری نظام حکومت نے دنیا کے اس سب سے بڑے مسلم ملک کے ٹکڑے

ہونے اور لاکھوں بے گناہ و مظلوم انسانوں کے قتل کی راہ ہموار کر کے اپنی اس حقیقت کو خوب واضح کیا کہ جو اس نظام کی اصل روح ہے۔ جب انتخابات کے ان نتائج کو بھٹو اور یحییٰ خاں نے تسلیم نہ کیا تو مشرقی پاکستان میں بھارت نے اپنی سازشیں مزید تیز تر کر دیں اور شیخ مجیب الرحمٰن کی ذیلی عسکری تنظیم مکتی باہنی کے لاکھوں لوگوں کو جنگی تربیت دے کر اور ان میں بڑے پیمانے پر اسلحہ تقسیم کر کے انہیں اپنے ہی لوگوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر لیا۔ اس کام کے لئے مشرقی پاکستان کی سرحد کے پاس بڑے بڑے کیمپ بنائے گئے۔ بھارتی شہر اگرتلہ میں تو ویسے ہی طویل عرصہ سے شیخ مجیب الرحمٰن اور اس کے ساتھیوں کا مرکز قائم تھا جہاں سے انہیں دن رات کمک اور مدد فراہم ہوتی تھی۔ اگرتلہ سازش کیس اس سب کی کھلی کتاب ہے) سو اب تو سونے پہ سہاگہ تھا۔ بھارت کے لئے وہ دن سب سے زیادہ خوشی کا تھا جب 25 مارچ 1971ء کو شیخ مجیب الرحمٰن اور اس کی پارٹی عوامی لیگ کو غدار قرار دے کر مشرقی پاکستان میں اس کے خلاف آرمی آپریشن شروع کیا گیا۔ یہ سلسلہ چند مہینے جاری رہا اور پھر 3 دسمبر 1971ء کو بھارت نے تمام عالمی قوانین کو روندتے اور باقاعدہ طور پر پاکستانی سرحد کو عبور کرتے ہوئے مشرقی پاکستان پر بڑی فوجی یلغار کر دی۔

مغربی پاکستان سے مشرقی پاکستان پہنچنے کے لئے پاکستانی افواج کو کولمبو کے راستے تین ہزار میل کا سفر طے کرنا پڑتا تھا کیونکہ بھارت کی فضائی حدود تو

پاکستان کے لئے پہلے ہی بند تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ بھارت نے مغربی پاکستان پر بھی ہلہ بول دیا تھا تاکہ یہاں کی حکومت اور فوج کو یہیں الجھایا جا سکے۔ پھر 16 دسمبر کا دن طلوع ہوا تو پاکستان کی افواج نے بے بسی کے عالم میں ڈھاکہ کی ریس کورس گراؤنڈ میں بھارت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ کیسا طرفہ تماشہ تھا کہ معاملہ تو پاکستان کے اندرونی سیاسی اختلافات اور باہم سیاسی خلفشار کا تھا لیکن پاکستان بھارت کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنے ملک کے ایک حصے کو پہلے بھارت کے حوالے اور پھر اسے آزاد ملک کی حیثیت دے رہا تھا اور ساری دنیا تماشائی بنی ہوئی تھی۔ آج کی طرح اس وقت بھی پاکستان کا سب سے بڑا اتحادی اور ''دوست'' امریکہ اور یورپ کے ممالک ہی تھے۔ امریکہ نے پاکستان کو بھارت سے بچانے کے لئے اپنا بحری بیڑہ روانہ کرنے کا اعلان کیا تھا جو 16 دسمبر تو کیا آج ہماری مدد کو نہ پہنچ سکا۔ آج تک بھارت سے کوئی نہ پوچھ سکا کہ آخر اس نے کس قانون اور کس ضابطے کے تحت پاکستانی سرحد کو روند کر اس کے ملک پر قبضہ کر کے اس کی فوج سے ہتھیار ڈلوائے اور پھر 90 ہزار سے زائد پاکستانیوں جن میں تقریباً نصف سے زیادہ فوجی جوانوں اور افسران کی تھی، کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا تھا۔ بھارت کشمیر میں دراندازی کا ڈھنڈورا تو خوب پیٹتا اور دنیا بھر سے پاکستان کا ناطقہ بند کرانے کی ہر وقت کوشش کرتا ہے لیکن وہ جہاں اپنے اس مکروہ ترین عمل کو بھول جاتا ہے تو وہیں کشمیر کو شہ رگ کہنے والے بھی اس کے جرم عظیم کا نام تک

نہیں لیتے۔

بہر حال اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کے اس ایک خوفناک ترین سانحہ کے بعد اس کے اصل کرداروں کو ان کی من چاہی خواہش دونوں طرف حکومتیں مل گئی تھیں لیکن ایک بات بہت حیران کن ہے کہ بھارتی فوج کے سامنے ہتھیار ڈالنے والوں کو کبھی غیرت نے نے چھوا تھا اور وہ پورے طمطراق سے اکڑ کر ملک میں گھومتے، لوگوں سے ملتے اور تقریبات میں شریک ہوتے تھے۔ ہندوستان پر سب سے بڑی یلغاریں کرنے والے مسلم سلاطین محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کی داستانوں میں یہ بات کثرت سے ملتی ہے کہ جب کبھی ان کے ہاتھوں ہندو راجوں، مہاراجوں کو شکست ہونے لگتی تھی تو وہ یا تو فوج کے شانہ بشانہ لڑتے لڑتے جان دے دیتے تھے یا پھر بعد میں ذلت کے ساتھ زندہ رہنے کے بجائے خود کشی کو گلے لگا لیتے۔ افسوس کہ بھارت اور ہندوؤں سے متاثر ہونے والے اور انہیں پسندیدہ قرار دینے والے کبھی ان سے ہی یہ سبق بھی یاد کر کے اس پر عمل کر لیتے۔

دسمبر 1971 میں پاکستان ٹوٹا اور پھر 1972ء کا سال طلوع ہوا۔ پاکستان کو ٹوٹے ابھی 8 ماہ بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ پاکستان کے وزیراعظم زیڈ اے بھٹو نے اپنے خاندان سمیت بھارت یاترا کی تھی اور اندرا گاندھی سے ہنستے مسکراتے ہاتھ ملا کر شملہ معاہدہ کیا تھا۔ اس معاہدے کی صرف ایک شق کے تحت مقبوضہ و

آزاد کشمیر کے مابین سیز فائر لائن کو کنٹرول لائن تسلیم کر کے قریب قریب بین الاقوامی سرحد ہی مان لیا گیا تھا کیونکہ اس کے بعد سے ہی آر پار کے کشمیری ایک دوسرے سے آج تک کٹے ہوئے ہیں۔

کشمیر کے لئے ہزار سال تک جنگ کے دعویداروں نے جہاں پھر کبھی بھول کر بھی کشمیر کا نام نہ لیا تو بنگلہ دیش نا منظور کی نحیف تحریک کو بھی ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے 1974 میں لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس بلا لی اور اس میں جہاں خود بھی مشرقی پاکستان کو بطور بنگلہ دیش تسلیم کیا وہیں باقی مسلم دنیا سے بھی تسلیم کرا کر سب سے بڑی عوامی قوت جو شیخ مجیب کی عوامی لیگ کی شکل میں تھی، سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جان چھڑا لی گئی۔

بھارت آج بھی ہمارے ملک کا ویسا ہی دشمن ہے جیسا 1971 میں تھا لیکن صد افسوس کہ اقتدار کے ایوانوں جہاں آج تک بھارت کو ویسا دشمن کبھی نہیں سمجھا گیا جیسا سلوک وہ ہم سے آج تک کرتا آیا ہے۔اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا اس سے زیادہ ہے کہ پاکستان توڑے جانے اور توڑنے والوں کی حقیقت اور اس حوالے سے سچ بھی دنیا کو اب نہ بتایا جاتا ہے اور نہ ہی سامنے لایا جاتا ہے۔ حق اور سچ کو چھپا کر جھوٹ کو پروان چڑھانے اور غداروں اور ملک دشمنوں کو ہیرو کہنے، سمجھنے اور انہیں قوم پر مسلط کرنے کا یہ سلسلہ نہ جانے کب تک جاری

رہیگا۔نہ جانے کب تک ؟

سانحہ مشرقی پاکستان کے بیالیس سال

بیالیس سال قبل 16 دسمبر 1971 کو وطن عزیز پاکستان کو دولخت کر دیا گیا تھا، ہر سال یہ دن آتا ہے اور محب وطن پاکستانی عوام کے زخموں کو تازہ کر دیتا ہے، پاکستان کے دو بازوؤں، مشرقی و مغربی پاکستان، اور بھارت کے درمیان ہونے والی جنگ کے نتیجے میں مشرقی پاکستان آزاد ہو کر بنگلہ دیش کی صورت میں دنیا کے نقشے پر ابھرا تھا۔جنگ کا آغاز 26 مارچ 1971ء کو ہوا جس کے نتیجے میں مقامی گوریلا گروہ اور تربیت یافتہ فوجیوں (جنہیں مجموعی طور پر مکتی باہنی کہا جاتا ہے) نے عسکری کاروائیاں شروع کیں اور افواج اور وفاق پاکستان کے وفادار عناصر کا قتل عام کیا۔ مارچ سے لے کر سقوط ڈھاکہ تک تمام عرصے میں بھارت بھرپور انداز میں مکتی باہنی اور دیگر گروہوں کو عسکری، مالی اور سفارتی مدد فراہم کرتا رہا اور بالآخر دسمبر میں مشرقی پاکستان کی حدود میں گھس کر اس نے 16 دسمبر 1971ء کو ڈھاکہ میں افواج پاکستان کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا۔ یہ جنگ عظیم دوئم کے بعد جنگی قیدیوں کی تعداد کے لحاظ سے ہتھیار ڈالنے کا سب سے بڑا موقع تھا۔ بنگلہ دیش کی آزادی کے نتیجے میں پاکستان رقبے اور آبادی دونوں کے لحاظ سے بلاد اسلامیہ کی سب سے بڑی ریاست کے اعزاز سے محروم ہو گیا تھا۔ 16 دسمبر 1971ء کو سقوط ڈھاکہ کے بعد اندرا گاندھی نے اگلے دن اپنی

پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر یہ بات کہی تھی کہ ہم نے نظریہ پاکستان کو خلیج بنگال میں بہا دیا ہے۔ اس کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اب پاکستان کا جواز باقی نہیں رہا اس وقت سے لیکر بھارت آج تک پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ بلوچستان میں علیحدگی کی تحریک پروان چڑھائی جا رہی ہے۔ حکومتی اہلکار کہتے ہیں کہ انڈیا کے بلوچستان میں مداخلت کے ثبوت ہیں۔ تو پھر بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے اور اس سے تجارتی معاہدے کرنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ ہم نے پاکستان کو 1857ء کی جنگ آزادی کے زخموں کے نوے سال بعد حاصل کیا جس کیلئے بے شمار قربانیاں دی گئیں۔ یہ قربانیاں انڈیا کے سامنے جھکنے کیلئے نہیں تھیں۔ حکمران المناک سانحہ مشرقی پاکستان کو بھول چکے ہیں مگر اب بھارت کو دوست کہہ کر شرمناک حرکتیں مت کریں۔ زندہ قومیں دشمنوں کو دوست نہیں بناتیں۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں سب سے بڑا کردار بھارت کا تھا آج بھی پاکستان سے محبت رکھنے والوں کو بھارتی اشاروں پر پھانسیوں کی سزائیں سنائی جا رہی ہیں۔ اندرا گاندھی نے نظریہ پاکستان کو خلیج بنگال میں ڈبونے کا اعلان کیا افسوس کہ ہمارے سیاستدان اپنی تاریخ بھول چکے اور لاکھوں مسلمانوں کے قاتل بھارت سے دوستی کیلئے بے چین نظر آتے ہیں۔ 1971ء کی طرح آج ایک بار پھر بنگلہ دیش میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی تاریں بھارت سے ہلائی جا رہی ہیں۔ عبدالقادر ملا کو پھانسی اور مولانا غلام اعظم سمیت پاکستان سے محبت رکھنے والے دوسرے بنگلہ دیشی لیڈر جنہیں پھانسی

کی سزائیں سنائی جاچکی ہیں اور وہ کال کوٹھڑیوں میں بند ہیں' نے قومیت اور وطنیت کیلئے قربانیاں پیش نہیں کی تھیں بلکہ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ لاالہ الااللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بھارتی فوج کے سامنے ڈٹ گئے اور واضح طور پر کہا تھا کہ ہمیں بھارتی فوج کا پاکستانی سرزمین پر وجود برداشت نہیں ہے۔ افسوس اس امر کا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے پاکستان کے ان محسنوں کی قدر نہیں کی۔ بیرونی قوتوں کی خوشنودی کیلئے بنگلہ دیش میں موجود محب وطن پاکستانیوں پر ہونے والے مظالم پر خاموشی کسی صورت درست نہیں ہے۔ پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کرکے حاصل کیا گیا تھا۔ بین الاقوامی سازش کے تحت ظلم اور جارحیت کا ارتکاب کرتے ہوئے مشرقی پاکستان کو الگ کیا گیا۔ پاکستانی قوم اس تقسیم کو تسلیم نہیں کرتی۔ جس طرح لاالہ الااللہ کے کسی حصہ کو الگ نہیں کیا جاسکتا اسی طرح اس کلمہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والے ملک کو بھی الگ الگ حصوں میں قبول نہیں کیاجاسکتا۔ تقسیم ہند کے موقع پر حیدرآباد دکن، جوناگڑھ اور دیگر مسلم اکثریتی ریاستوں نے بھی لاالہ الااللہ کی خاطر پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا تھا مگر انگریز اور ہندو کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں یہ علاقے پاکستان کے ساتھ شامل نہ ہوسکے۔ آج کشمیری مسلمان بھی اسی کلمہ کیلئے پاکستان سے ملنا چاہتے ہیں لیکن بھارت سرکار کی جانب سے ان پر بے پناہ مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ کے مخلص بندوں کی قربانیاں کسی صورت رائیگاں نہیں

جائیں گی۔ 1971ء میں بھارت نے بین الاقوامی بارڈر کراس کرکے پاکستان پر فوج کشی کی ، مکتی باہنی کو کھڑا کیا اور وطن عزیز پاکستان کے ایک حصہ کو الگ کر دیا گیا۔ امریکہ و یورپ اور ملکوں کے فیصلے کرنے والی سلامتی کونسل سارا منظر دیکھتے رہے لیکن بھارتی دہشت گردی کو روکنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ کا نعرہ سب سے پہلے بنگالی مسلمانوں نے لگایا تھا۔ اس کے بعد پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور کلمہ طیبہ کی بنیاد پر سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا گیا۔ 1940ء سے شروع ہونے والی اسی مقدس تحریک کے نتیجہ میں اللہ نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک الگ خطہ عطا کیا۔ یہ پاکستان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ پاکستان کے دولخت ہونے میں اس وقت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کی بڑی غلطیاں ہیں جنہوں نے قرآن کو اس ملک کا آئین اور اسلام کو ملک کا دین نہیں بنایا اور پھر غاصب بھارت کی سازشیں کامیاب ہوئیں ۔آج بھی جو سیاستدان امریکہ کی خوشنودی کیلئے انڈیا سے دوستی کیلئے بھرپور کوششیں کر رہے ہیں وہ اپنی تاریخ سے ہی واقف نہیں ہیں اور یہ باتیں ان کے ذہنوں سے نکل چکی ہیں کہ پاکستان کس مقصد کیلئے اور کس قدر قربانیاں پیش کرنے کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ انتہائی افسوسناک امر ہے کہ آج ہمارے سیاستدان سب کچھ بھول کر محض امریکہ کی خوشنودی کیلئے لاکھوں مسلمانوں کے قاتل ہندو بنئے سے دوستیاں پروان چڑھانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ بھارت کی خوشنودی کیلئے اسے

پسندیدہ

ترین ملک کا درجہ دیکر دوستی، تجارت اور ویزہ پالیسی میں نرمی جیسے اقدامات اٹھانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور پاک بھارت بین الاقوامی بارڈر کو قابل نفرت بنانے کیلئے باقاعدہ تحریک چلائی جا رہی ہے۔ یہی وہ خطرناک کھیل ہے جو 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان میں کھیلا گیا تھا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس وقت بھارت نے فوج کشی کرکے پاکستان کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا اور اب وطن عزیز پاکستان چونکہ ایٹمی قوت رکھتا ہے اس لئے سازشوں کا انداز تبدیل ہو گیا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل جب مہاتما گاندھی کی جانب سے ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جاتا تھا اور بانی پاکستان محمد علی جناح اور علامہ اقبال نے مسلمانوں میں یہ شعور بیدار کیا تھا کہ ہندو الگ مسلمان الگ ہیں۔ وہ تین کروڑ خداؤں کا پجاری اور مسلمان ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے والے ہیں یہ بھائی بھائی نہیں ہو سکتے۔ اس وقت بھی بعض لوگ گاندھی کی حمایت میں ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے۔ آج جو لوگ یہ باتیں کرتے تھے کہ پاکستان اور بھارت کا موسم ایک، رنگ، نسل اور زبان ایک ہے۔ وہ جذباتی لوگ تھے، جنہوں نے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگایا تھا اس لئے پرانی باتیں چھوڑ کر ہمیں آگے کی جانب بڑھنا چاہیے اور نفرت کی لکیریں ختم کرنی چاہئیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسی سوچ رکھنے والے لوگ ہی پڑھنے لکھنے کے سوا پاکستان کا مطلب کیا؟ کے نعرے لگا رہے ہیں تاکہ نوجوان نسل کے ذہنوں سے نظریہ پاکستان اور کلمہ طیبہ کی بنیادوں پر مبنی تصور اور سوچ کو کھرچ کھرچ

کر نکالنے کی کوششیں کی جائیں۔تاریخ گواہ ہے کہ مشرقی و مغربی پاکستان کے محب وطن نوجوانوں نے ہندوستان کی بنائی گئی مکتی باہنی کا مقابلہ کیا تھا اور آج بھی پاکستان کے محب الوطن نوجوان اس مملکت خداداد پاکستان کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ پاکستان کے موجودہ حالات بھی مفاد پرست حکمرانوں کی بدولت خراب ہورہے ہیں اور آج ہمیں ہر صوبے میں لسانیت اور زبان کی بنیاد پر نفرتیں جنم لیتی ہوئی نظر آ رہی ہیں جس کی وجہ سے عوام کے درمیان دوریاں پیدا ہورہی ہیں، بلوچستان کے عوام کے ساتھ حکمرانوں کا رویہ اس قدر برا ہے کہ وہاں احساس محرومی بہت بڑھ گیا ہے اور آزادی کے نعرے بلند ہونے لگے ہیں۔ حکمران اپنا قبلہ درست کریں اور عوام میں پیدا ہونے والا احساس محرومی اور نفرتیں ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔اس ملک میں ایک بڑی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے جو محب وطن بھی ہیں اور پاکستان کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر آج پاکستان میں امریکا و دیگر بیرونی ممالک کی مداخلت، پرچی سسٹم، طبقاتی تقسیم، فساد اور انتشار، سیاستدانوں کی چالبازیاں، ملکی سالمیت کو لاحق خطرات، ڈرون حملوں کی صورت میں پاکستان کی خود مختاری پر شب خون، بیروزگاری، مہنگائی، کرپشن، سفارشی کلچر اور تعلیم کے یکساں مواقع نہ ہونے پر پاکستان کا نوجوان مایوس اور فکرمند ہے اور ناقص حکمت عملی کی وجہ سے آج اس نوجوان طبقہ میں مایوسی بڑھ رہی ہے۔ حکمرانوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں اور مشرقی پاکستان جیسا

سانحہ نہ ہو۔

برائے اشاعت خاص

دسمبر سقوط ڈھاکہ 16

عبدالقادر ملا کی پھانسی، صرف قرارداد کافی نہیں

جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما عبدالقادر ملا کی شہادت پر پوری پاکستانی قوم میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے، ان کا جرم صرف اور صرف پاکستان سے محبت تھا۔ بنگلہ دیش اس قابل نہیں کہ وہ عبدالقادر ملا کو پھانسی دیتا اس افسوسناک واقعہ کے پیچھے انڈیا کا ہاتھ ہے، بھارت میں بی جے پی، کانگریس، بجرنگ دل اور انڈیا کے متعصب ترین ہندو خوفزدہ و بوکھلاہٹ کا شکار ہیں اور پاکستان سے محبت کرنے والوں کو بنگلہ دیش میں پھانسیاں دلوائی جارہی ہیں۔ جس دن عبدالقادر ملا کی پھانسی کا فیصلہ ہوا اس سے کئی ہفتہ پہلے سے پاکستان میں بھارت کو پسندیدہ ترین ملک کا درجہ دینے کیلئے بھرپور مہم چلائی جاتی رہی۔ عبدالقادر ملا جنہیں پاکستان سے محبت کے جرم میں پھانسی دی گئی' حکومت کا اس پر خاموشی اختیار کرنا انتہائی افسوسناک امر ہے۔ امریکی دباؤ کی وجہ سے پاکستانی سیاستدان بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے، سافٹ بارڈر، وینزہ پالیسی میں نرمی اور بارڈر پر مشترکہ پاور پلانٹ لگانے کی باتیں کرتے ہیں لیکن بھارت پاکستان کا نام تک سننے کیلئے تیار نہیں ہے۔ عبدالقادر ملا کی پھانسی کے بعد پاکستان بھر میں جماعت اسلامی اور جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے ملک گیر احتجاج کیا گیا۔ لاہور، ملتان، راولپنڈی، کراچی،

حیدرآباد، پشاوراور کوئٹہ سمیت مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور عبدالقادر ملا کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ احتجاجی مظاہروں اور غائبانہ نماز جنازہ کے اجتماعات میں زبردست جذباتی ماحول دیکھنے میں آیا۔ شرکاء کی طرف سے بھارت کے خلاف سخت نعرے بازی کی گئی اور شہید پاکستان عبدالقادر ملا کی پھانسی کے خلاف بھرپور جوش و جذبہ کا اظہار کیا گیا۔ لاہور میں جماعۃالدعوۃ کی طرف سے ناصر باغ میں ایک بڑے احتجاجی جلسہ عام کا انعقاد کیا گیا جس میں طلباء، وکلاء، تاجروں، سول سوسائٹی اور دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ملتان کے کچہری چوک میں عبدالقادر ملا کی پھانسی کے خلاف ایک بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ اس موقع پر امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے شہید رہنما کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ کراچی میں پریس کلب کے باہر بھی جماعۃالدعوۃ کی طرف سے بڑے احتجاجی مظاہرہ کا انعقاد کیا گیا جس میں سکولز، کالجز، یونیورسٹیز اور دینی مدارس کے طلباء کی کثیر تعداد سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مظاہرہ کے اختتام پر عبدالقادر ملا کی غائبانہ نماز جنازہ میں رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ غائبانہ نماز جنازہ کی امامت مزمل اقبال ہاشمی نے کی۔ جماعۃالدعوۃ کی طرف سے راولپنڈی پریس کلب کے باہر بھی احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار

عتیق احمد اور چوہدری حنیف سمیت زندگی کے تمامتر شعبہ جات اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ عبدالقادر ملا کی غائبانہ نماز جنازہ امیر جماعۃ الدعوۃ راولپنڈی عبدالرحمٰن نے پڑھائی۔ اسی روز جماعۃ الدعوۃ اور جماعت اسلامی کے بھرپور احتجاج کے بعد قومی اسمبلی میں بھی جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما عبدالقادر ملا کو پاکستان کی حمایت پر پھانسی کی سزا دینے کے خلاف مذمتی قرارداد کو کثرت رائے سے منظور کیا گیا۔ قرارداد پاکستان مسلم لیگ ن، پاکستان تحریک انصاف جماعت اسلامی پاکستان، جمعیت علماء اسلام (ف) اور دیگر جماعتوں کے اراکین کی، حمایت سے منظور کی گئی تاہم پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ نے قرارداد کی مخالفت کی۔ جماعت اسلامی پاکستان کے رکن شیر اکبر خان ایڈووکیٹ نے عبدالقادر ملا کو پھانسی دینے کے خلاف قرارداد مذمت پیش کی تھی حکومت کی جانب سے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان، پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے پارٹی کے چیئرمین عمران خان، مخدوم جاوید ہاشمی، جمعیت علماء اسلام (ف) کی جانب سے مولانا امیر زمان، شیخ رشید احمد اور کئی دیگر اراکین نے قرارداد کی حمایت کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ ایوان عبدالقادر ملا کو پاکستان کی حمایت پر پھانسی کی سزا دینے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے ایک محب وطن کو پاکستان سے وفاداری کی سزا دینے کی مذمت کرتے ہیں قرارداد کے ذریعے بنگلہ دیشی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ 1971ء کے سانحہ کے حوالے سے جماعت اسلامی

رہنماؤں پر قائم تمام مقدمات کو ختم کیا جائے 1971ء کے معاملات کو زندہ نہ کیا جائے قرارداد کے ذریعے عبدالقادر ملا کے خاندان سے تعزیت کا اظہار کیا گیا ہے قرارداد کو حکمران اتحاد اور اپوزیشن کی متذکرہ جماعتوں کے اراکین کی حمایت و تائید سے کثرت رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا گیا پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ کے اراکین نے قرارداد کی مخالفت کی اور اس حوالے سے ایم کیو ایم کے عبدالوسیم اور پیپلز پارٹی کے ستار بچانی نے اظہار کیا تھا قومی اسمبلی میں سقوط ڈھاکہ کے حوالے سے حمود الرحمان کمیشن کی رپورٹ پیش کرنے کا مطالبہ بھی کر دیا گیا ہے۔ عبدالقادر ملا کی پھانسی کے خلاف جماعت اسلامی کی قرارداد پر خطاب کرتے ہوئے چوہدری نثار علی خان نے کہا ہے کہ پوری پاکستانی قوم جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما عبدالقادر ملا کو پھانسی دینے پر غمزدہ ہے عبدالقادر ملا مرتے دم تک متحدہ پاکستان کے حامی رہے وہ جماعت اسلامی کے رکن نہیں تھے بلکہ متحدہ پاکستان کے حامی تھے عبدالقادر ملا 16 دسمبر 1971ء تک پاکستان اور اس کے بعد بنگلہ دیش کے حامی تھے آج سے چند دن پہلے وہ شخصیت ایک عدالتی قتل کے ذریعے پھانسی پر چڑھا دی گئی آج پوری پاکستانی قوم غمزدہ ہے 1971ء کے زخم پھر تازہ ہوگئے ہیں جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے ایوان میں پیش کی گئی قرارداد پر میں نے اپنی جماعت سے کہا کہ فوری طور پر دستخط کر دے کیونکہ یہ جماعت اسلامی کا فرض نہیں تھا یہ متحدہ پاکستان کیساتھ وفاداری نبھانے والا شخص تھا۔ میں یہاں

یہ بھی واضح کر دوں 16 دسمبر 1971ء تک عبدالقادر ملا کی پاکستان کے ساتھ وفاداری کی بات کرتا ہوں 16 دسمبر کے بعد وہ اور جماعت اسلامی بنگلہ دیش نے بنگلہ دیش کے ساتھ وفاداری نبھائی یہ بنگلہ دیش کی آزادی اور خود مختاری کے علمبردار تھے۔ سال پہلے ہونے والے واقعہ پر اگر کسی کو غصہ تھا تو وہ کم از کم یہ تو سوچتے کہ 42 عبدالقادر ملا ایک بزرگ آدمی ہیں 42 سال اس واقعہ کو ہو چکے ہیں اس میں دونوں طرف سے زیادتیاں ہوئیں کس نے کتنی زیادتی کی اس مخمصے میں اگر پڑا جائے تو پھر قومیں بنتی نہیں ہیں قوم میں مزید تشدد آتا ہے اس میں مزید تفریق آتی ہے ہم بنگلہ دیش کے عوام کے لیے اچھا چاہتے ہیں ہم بنگلہ دیش کی آزادی اور خود مختاری کا احترام کرتے ہیں مگر ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ 42 سال پہلے ہوا اس پر افہام و تفہیم والا جذبہ سامنے آنا چاہیے۔ قومی اسمبلی میں صرف قرار داد کافی نہیں بلکہ حکومت پاکستان عبدالقادر ملا کی پھانسی اور بنگلہ دیش میں پاکستان سے محبت کرنے والوں کو جیلوں میں ڈالنے کا معاملہ سلامتی کونسل اور او آئی سی میں اٹھائے۔ جس طرح مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں سب سے بڑا کردار بھارت تھا آج بھی بھارت پاکستان کے اندر تخریب کاری کروا رہا ہے۔ بیرونی قوتوں کی خوشنودی کیلئے بنگلہ دیش میں موجود پاکستان سے محبت کرنے والے رہنماؤں پر مظالم پر خاموشی کسی صورت درست نہیں ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے 16 دسمبر سقوط ڈھاکہ سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ 1971ء کی طرح آج ایک بار پھر بنگلہ دیش میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی تاریں

بھارت سے ہلائی جارہی ہیں۔ عبدالقادر ملا کو پھانسی اور مولانا غلام اعظم سمیت پاکستان سے محبت رکھنے والے دوسرے بنگلہ دیشی لیڈر جنہیں پھانسی کی سزائیں سنائی جاچکی ہیں اور وہ کال کوٹھڑیوں میں بند ہیں' نے قومیت اور وطنیت کیلئے قربانیاں پیش نہیں کی تھیں بلکہ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ لاالہ الااللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بھارتی فوج کے سامنے ڈٹ گئے اور واضح طور پر کہا تھا کہ ہمیں بھارتی فوج کا پاکستانی سرزمین پر وجود برداشت نہیں ہے۔ افسوس اس امر کا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے پاکستان کے ان محسنوں کی قدر نہیں کی۔

وعدے کی تکمیل کب ہو گی؟

مئی میں ہونے والے عام انتخابات سے قبل پانچ مئی کو موجودہ وزیر اعظم اور مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں محمد نواز شریف نے تلہ گنگ میں جلسہ کیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ منتخب ہو کر تلہ گنگ کو ضلع بنائیں گے، تلہ گنگ میں میڈیکل کالج، یونیورسٹی اور جدید ہسپتال کی سہولت فراہم کی جائے گی، الیکشن آیا گزر گیا۔ گیارہ مئی کو ہونے والے عام انتخابات میں مسلم لیگ (ن) نے ضلع چکوال سے کلین سویپ کیا، قومی اسمبلی کی دو اور صوبائی اسمبلی کی چار نشستیں ''ن'' لیگ نے ہی جیتیں، این اے اکسٹھ سے ن لیگ کے امیدوار سردار ممتاز خان ٹمن کے مقابلہ میں سابق ڈپٹی وزیر اعظم چوہدری پرویز الٰہی تھے جن کا تعلق گجرات سے ہے مگر ان کے بیٹے راسخ الٰہی کی تلہ گنگ کے نوجوان حافظ عمار یاسر کے ساتھ دوستی کے بعد انہوں نے تلہ گنگ سے دو بار الیکشن لڑا اور شکست سے دو چار ہوئے، ممتاز خان ٹمن اپنے بھانجے سردار فیض ٹمن کے اسمبلی سے استعفیٰ کے بعد پیپلز پارٹی سے ''لوٹا'' بن کر مسلم لیگ (ن) میں گئے اور الیکشن جیتے تھے، مئی کے انتخابات میں مسلم لیگ (ن) کی شکست نظر آ رہی تھی مگر میاں نواز شریف کے اعلان کے بعد عوام نے ایک بار پھر انہیں مینڈیٹ دیا اور این اے اکسٹھ کی سیٹ ''ن'' لیگ کی گود میں ہی چلی گئی، آج سات ماہ ہونے کو ہیں نواز شریف نے اہلیان تلہ گنگ کے ساتھ کئے گئے

وعدے کو پورا کرنے کے لئے کوئی عملی اقدامات نہیں کئے اس سے بڑھ کر یہاں سے جیت کر اسمبلی میں پہنچنے والے عوامی نمائندے بھی عوام کی نظروں سے غائب ہونے لگے ، ظہور انور تو علاج کی غرض سے لندن پہنچ گئے مگر ''بابا شکاری'' کہاں گئے عوام کو نہیں پتہ ، عوام انہیں ڈھونڈ رہی ہے کیونکہ وہ الیکشن کے دنوں میں کئے گئے وعدوں کی تکمیل چاہتے ہیں۔سابق صوبائی وزیر ملک سلیم اقبال بھی ''پردہ نشینوں'' میں شامل ہو چکے ہیں۔انہوں نے بھی عوام سے وعدے کئے تھے ،اب بلدیاتی الیکشن آ چکے ہیں، ملک سلیم اقبال نے ایک نجی محفل میں کہا تھا کہ بلدیاتی الیکشن سے پہلے پہلے تلہ گنگ ضلع بن جائے گا ،''مشیر'' بننے کے خواہشمند عوام کی نظروں سے اوجھل ہیں، میاں نواز شریف کے جلسہ کے بعد ذوالفقار دولہہ نے کہا تھا کہ مجھے ٹکٹ ملا تو نواز شریف نے تلہ گنگ کو ضلع بنانے کا اعلان کر دیا ، وزارت کے خواہشمند ''دلہہ'' بھی آج عوامی عدالت میں تلہ گنگ کو ضلع بنانے کے حوالہ سے جواب دینے سے کترا رہے ہیں، رہی بات بابا جی کی تو انہوں نے ''چپ'' کا روزہ رکھا ہوا ہے۔کہتے ہیں کہ بابا جی نے قومی اسمبلی میں ''چپ'' رہنے کا ریکارڈ اس وقت توڑا جب ایک بار دوران اجلاس بجلی گئی تو بابا جی چلائے کہ ''اوئے جرنیٹر چلاؤ''اس کے علاوہ انہوں نے سوائے اراکین اسمبلی کے ساتھ دعا سلام کے کبھی کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی کسی بحث میں حصہ لیا۔ان سے تلہ گنگ کی عوام کو کسی قسم کی توقعات نہیں رکھنی چاہئے ۔ہاں اگر کہیں ''کتوں'' کے ساتھ ''شکار'' ہو رہا ہو اور

بابا جی کو خبر مل جائے تو وہ خود پہنچ جائیں گے اور شکار کریں گے۔ملک سلیم اقبال نے ان یونین کونسلوں سے جو عوام کی مرضی کے بغیر تحصیل لاوہ میں شامل کی گئیں وعدہ کیا تھا کہ وہ انکو دوبارہ تلہ گنگ میں شامل کروائیں گے بس ایک بار مسلم لیگ (ن) کامیاب ہو جائے۔اب مرکز میں بھی حکومت ہے، پنجاب میں بھی مسلم لیگ (ن) کی ہی حکومت ہے لیکن شاید ملک سلیم اقبال اس وقت جوش میں آ کر عوام سے وعدے تو کر بیٹھے لیکن اب ''ن'' میں انکی دال نہیں گل رہی۔تلہ گنگ کی عوام آج حکومت سے سوال کرتی ہے کہ چلیں میڈیکل کالج، یونیورسٹی اور جدید ہسپتال کے لیے تو وقت درکار ہے مگر تلہ گنگ کو ضلع بنانے کے لئے کتنا وقت اور چاہئے، کہیں ایسا تو نہیں کہ مسلم لیگ ن) کی حکومت اپنے غلط فیصلوں کی وجہ سے عوامی حمایت کھو بیٹھے اور دوبارہ الیکشن) میں ایک بار پھر تلہ گنگ ضلع بناؤ کے کارڈ کو استعمال کیا جائے، عوام کو سوچنا ہو گا اور اپنے حقوق کے لئے خود نکلنا ہو گا تبھی حقوق ملیں گے۔آج جب تلہ گنگ ضلع بناؤ تحریک ہر گھر میں آواز خلق نقارہ خدا بن چکی ہے۔تلہ گنگ ضلع بناؤ مہم میں اہلیان تلہ گنگ کی کوششیں قابل تحسین ہیں، سوشل میڈیا پر ممتاز ثمن و دیگر ''نونیوں'' سے سوالات کئے جا رہے ہیں کہ ضلع کا اعلان کرنے والے کہاں غائب ہیں، سوشل میڈیا سمیت دیگر پلیٹ فارموں کے ذریعہ تلہ گنگ ضلع بناؤ تحریک میں مزید تیزی لا کر سیاستدانوں کا محاسبہ کرکے مہم کامیاب کرنا ہو گی۔تلہ گنگ کو ضلع بنانے کے سلسلہ میں مقامی لیڈر شپ خوف زدہ ہے کہ شاید ضلع کا درجہ

حاصل ہونے سے تلہ گنگ میں نیا لیڈر نہ پیدا ہو جائے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے عوام کو خود مخلص ہو کر تحریک چلانا ہو گی اور حکمرانوں کو جلد از جلد اپنا وعدہ پورا کرنا ہو گا۔ حلقہ کے عوام تحریک میں حصہ لے کر سیاستدانوں کو مجبور کر دیں کہ اب انہیں اپنا حق ملنا چاہیے۔ تحصیل کو ضلع کا درجہ دینا سیاستدانوں اور عوام کا اجتماعی مفاد ہے جو پورا کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے تلہ گنگ شہر کو ضلع بنانے کے لیے ہر فورم پر آواز بلند کرنا ہمارا فرض ہے کیونکہ یہ آنے والی نسلوں کا ہم پر قرض ہے۔ الیکشن کے دنوں میں اس علاقہ کی ترقی کے دعویدار ووٹ لینے کے لیے تو ہر دوارے پر جاتے ہے مگر مقاصد پورے ہونے پر عوام کو بے یار و مددگار چھوڑ کر عوام سے کیے گئے وعدے بھول جاتے ہیں تلہ گنگ کی محرومیوں کے خاتمہ کے لیے ان سیاستدانوں کو عوام کی ضلع بناؤ مہم میں اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ اپنے ذاتی مقاصد کے لیے ہر جماعت کے کارکن اپنے لیڈروں کو مجبور کر دیتے ہیں مگر برسر اقتدار جماعت کے کارکنوں کا ضلع بناؤ مہم پر اپنے لیڈروں کو مجبور نہ کرنا المیہ ہے اگر قیادت اور کارکن خلوص نیت سے کام کریں تو منزل آسان ہو جاتی ہے انشاء اللہ حلقہ کے عوام کا دیرینہ مطالبہ تلہ گنگ ضلع بناؤ پورا ہو کر رہے گا ۔ عوام کو ہی متحد ہو کر تلہ گنگ ضلع بناؤ مہم کامیاب کرنا ہو گی ورنہ تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ مسلم لیگ (ن) کے نمائندے جو اسمبلیوں میں پہنچ چکے ہیں یا پارٹی کے ورکر ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنے قائد کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ فوری تلہ

گنگ کو ضلع بنانے کا اعلان کریں، ہو سکتا ہے کہ بلدیاتی الیکشن میں صرف اس وعدے کی تکمیل کی وجہ سے مسلم لیگ (ن) کو مئی کے نتائج کے برعکس نتائج ملیں۔تلہ گنگ کی عوام کو سوچنا چاہئے کہ اگر سیاسی نمائندے اپنے ذاتی مفادات کے لئے اکٹھے ہو سکتے ہیں تو عوام خود کیوں نہیں ؟اصل طاقت تو عوام ہی ہیں،تلہ گنگ کو ضلع بناؤ تحریک میں مفادات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہو کر بھرپور تحریک سے ہی کامیابی ممکن ہے۔

بنگلہ کی ''بھارتی'' سرپرستی

بنگلہ دیش کے دارالحکومت میں سینکڑوں افراد نے قومی اسمبلی میں عبدالقادر ملا کے حق میں منظور ہونے والی قرارداد کے خلاف پاکستانی ہائی کمیشن کے سامنے شدید احتجاج کرتے ہوئے پولیس کی جانب سے لگائی جانے والی رکاوٹیں عبور کرتے ہوئے پاکستانی ہائی کمیشن کے ڈپلومیٹک زون میں داخل ہوئے اور ہائی کمشن کے باہر لگے سبز ہلالی پرچم کو نذر آتش کر دیا اور پاکستان کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ مظاہرین نے احتجاج کے دوران مختلف مقامات پر توڑ پھوڑ اور جلاو گھیراو بھی کیا، بنگلہ دیش کے شہر چٹاگانگ میں بھی پاکستان کے خلاف مظاہرے ہوئے' مظاہرین نے پاکستانی پرچم اور عمران خان ،چوہدری نثار کے پتلے نذر آتش کئے جس سے کئی افراد زخمی ہو گئے۔

مظاہرین نے پاکستانی ہائی کمشنر کو ملک بدر کرنے اور پاکستان سے بنگلہ دیش کے تعلقات ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ بنگلہ دیشی وزیر اطلاعات حسن الحق انو نے کہا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں عبدالقادر ملا کی پھانسی کے خلاف قرارداد منظور کئے جانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس ملک نے ابھی تک اپنی سمت ٹھیک نہیں کی۔ انہوں نے پاکستان سے قرارداد واپس لینے کا مطالبہ کیا اور کہا پاکستان 1971ء کے جرائم پر بنگلہ دیش سے معافی مانگے۔ ادھر پاکستان نے بنگلہ دیش میں مظاہرین کی جانب سے پاکستانی پرچم کو نذر آتش کئے جانے

اور ہائی کمیشن کو نقصان پہنچائے جانے پر بنگلہ دیش کی حکومت سے شدید احتجاج کیا ہے اور واقعہ کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اور بنگلہ دیشی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستانی سفارتخانے کے عملے اور ساز و سامان کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خارجہ امور کے اجلاس میں ارکان نے اس عزم کا اظہار کیا کہ قومی اسمبلی ایک خود مختار ادارہ ہے اور یہ بنگلہ دیشی حکومت یا مظاہرین کے تابع نہیں ہے' اس لئے اس قرارداد کو واپس لئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' ترجمان دفتر خارجہ نے کہا کہ بنگلہ دیش برادر اسلامی ملک ہے اسے الزامات لگانے سے گریز اور دوطرفہ تعلقات مستحکم کرنے چاہئیں بنگلہ دیش میں چند طلبہ نے احتجاج کیا' کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ دوسری جانب بنگلہ دیشی وزیر اعظم حسینہ واجد نے کہا ہے کہ پاکستان کے حمایتیوں کیلئے بنگلہ دیش میں کوئی جگہ نہیں۔ عبدالقادر ملا سے متعلق پاکستانی اسمبلی قرارداد کو مسترد اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان نے ثابت کر دیا کہ اس نے 71ء کی جنگ میں بنگلہ دیش کی جیت کو قبول نہیں کیا۔ عبدالقادر ملا کی پھانسی کے بعد پاکستان کی قومی اسمبلی کی قرار داد پر بنگلہ دیش میں پاکستان کے سفیر کی طلبی غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری رویہ ہے۔ بنگلہ دیش کے دفتر خارجہ نے پاکستان پر بنگلہ دیش کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے بے معنی الزام کے ذریعے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی۔ بنیادی اور اہم حقوق کا معاملہ بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ ہے

اور بین الاقوامی قانون انسانی کے مطابق ہر ملک عوامی تنظیم بلکہ افراد کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی ہو، اس پر تنقید کریں۔ اس قانون کے مطابق حکومتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے والی اور قانون کی پامالی کرنے والی ریاستوں پر پابندی عائد کردیں۔ یہ بین الاقوامی حقوق ہیں، مقامی نہیں بین الاقوامی معاملہ ہے۔ حکومت بنگلہ دیش اس سے آگاہ ہے کہ بنگلہ دیش میں ٹیکسٹائل کی صنعت سے متعلق مزدوروں کے حقوق کی خلاف ورزی پر دنیا کے کئی ممالک نے اس پر پابندیاں عائد کر دی ہیں اور کسی نے بھی اس پر یہ نہیں کہا کہ یہ بنگلہ دیش کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے۔ یہ انفرادی معاملات نہیں ہیں ان کا تعلق تمام افراد تمام تنظیموں تمام ریاستوں سے ہے۔ کسی بھی شخص نے یہ نہیں کہا کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کی پامالی ہے۔ جن لوگوں پر مقدمہ چلایا گیا اور جن کو سزائیں دی گئی ہیں ان پر لگنے والے الزامات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ دنیا بھر کی انسانی حقوق اور بنیادی حقوق کی تنظیموں نے انسانی حقوق کی پامالی کی مذمت کی ہے۔ پاکستان اس غلطی کا مرتکب ہوا ہے کہ اس نے عرصہ دراز تک مجرمانہ خاموشی کی چادر اوڑھے رکھی اور اگر قومی اسمبلی نے ایک ہلکی سی قرار داد منظور کی ہے تو یہ درست کا اقدام ہے۔ ہمیں آگے بڑھ کر سفارتی کوششوں کو مزید فعال بنانا چاہیے۔ بنگلہ دیش جو اندرونی معاملات کی چھتری کے ذریعے تحفظ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اس

کو یہ بات یاد کرائی جانے کی ضرورت ہے کہ یہ مقدمات بنگلہ دیش کے عمومی قوانین کے تحت نہیں چلائے جارہے یہ مقدمات انٹر نیشنل کرائمز ٹریبونل کے ذریعے چلائے جاتے ہیں اور ٹریبونل کا نام بھی انٹر نیشنل ٹریبونل رکھا گیا ہے ایسے نام نہاد ٹریبونل کو کسی طرح داخلی یا اندرونی معاملہ قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ بطور مسلمان یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس شخص کا ہاتھ روک لیں جو ظلم کا ارتکاب کررہا ہے یا قانون کی پامالی کررہا ہو۔ بنگلہ دیش حکومت انسانیت اور اسلامی تحریک کے خلاف جرائم کا ارتکاب کر رہی ہے اور مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں پورا حق حاصل ہے کہ ایسے مجرمانہ اقدامات کے خلاف احتجاج کریں۔ اس سلسلے میں یہ حقیقت بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ پاکستان مکمل طور پر لاتعلق فریق نہیں۔ ان مقدمات میں جن معاملات کو زیر بحث لایا جارہا ہے اس کا اس سے اس دور کا تعلق ہے کہ جب بنگلہ دیش پاکستان کا حصہ تھا ان مقدمات میں پاکستان کو مورد الزام بھی ٹھہرایا جارہا ہے اور پاکستان کے لوگوں اور پاکستان کی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انصاف اور شفاف کاروائی کا مطالبہ کریں۔ ہم انصاف کے علمبردار ہیں اور وہاں بنگلہ دیش میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ سراسر بے انصافی اور سیاسی فوائد کے حصول کے لیے قتل عام ہے۔ خون بہانے کا یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے اور اگر اس سلسلے میں بھرپور آواز بلند نہ کی گئی تو لاقانونیت پر مبنی یہ مجرمانہ کاروائیاں عبدالقادر شہید پر ختم نہ ہوں گی بلکہ یہ سلسلہ آگے بڑھتا جائے گا۔ بنگلہ

دیش کی وزیراعظم حسینہ واجد اپنے ملک کو تباہ اور اپنے عوام کا قتل عام کر رہی ہیں جو جنگی جرائم ہیں ۔ بنگلہ دیشی ریپڈ ایکشن فورس گھروں میں گھس کر بے گناہ بنگلہ دیشیوں کا وحشیانہ قتل کر رہی ہے ۔ بنگلہ دیش کے عوام حسینہ واجد کی سربراہی میں بھارتی غلامی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ پاکستانی حکومت فوری طور پر بنگلہ دیشی سفیر کو طلب کرے اور بنگلہ دیش حکومت کے رویہ پر سخت احتجاج کیا جائے اور بھٹو مجیب کے درمیان طے پانے والے معاہدہ کی خلاف ورزی پر حکومت اپنے جذبات سے آگاہ کرے اور عالمی سطح پر یہ کیس اٹھانے کا اعلان کیا جائے ۔ بنگلہ دیش کے محب وطن عوام کو پاکستان کی محبت کے جرم میں سزائے موت دینا غیر انسانی اور سنگ دلانہ حرکت ہے ۔ بنگلہ دیش میں عوام بھارت سے محبت اور پاکستان سے نفرت کے لیے حسینہ واجد ڈاکٹرائن قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ پاکستان اور بنگلہ دیش اسلامی ملک ہیں اور دونوں ممالک کے عوام میں قرآن وسنت کی بنیاد پر لازوال رشتہ موجود ہے ۔ حسینہ واجد حکومت کے بھارتی محبت میں ظالمانہ اقدامات نے پاکستان اور بنگلہ دیش کے عوام کو بہت قریب کر دیا ہے ۔ دونوں ممالک بھارتی بالادستی سے نجات پا کر ہی ترقی اور استحکام حاصل کریں گے ۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کے عوام آزادی اور اسلام پر کوئی کمپرومائز نہیں کریں گے ۔ ماضی کی طرح آج بھی نظریہ پاکستان کے دشمن ناکام ہوں گے ۔

''مہنگائی اور ''خان'' کی' دہائی

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت آنے کے بعد ملک میں مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے، لوڈشیڈنگ میں اگرچہ کمی ہوئی مگر ہر ماہ آنے والے بجلی کے بلوں سے غریب عوام کے سردی کے موسم میں بھی پسینے نکل رہے ہیں، مسلم لیگ (ن) کے منشور میں یہ بات شامل تھی کی حکومت بننے کے بعد مسلم لیگ (ن) مہنگائی کو ختم کرے گی مگر یہاں سارا الٹ ہو گیا، پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہر ماہ اضافے کی نوید عوام کو سنائی جاتی ہے، بجلی کے نرخوں میں بھی بار بار اضافہ، اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں بھی اضافی، اگرچی ''ن'' لیگ والے کہتے ہیں کہ پیاز کی قیمت 140 تھی تو سب شور کر رہے تھے اب 40 ہوئی تو پھر احتجاج کیوں، لیکن ان کو کون بتائے کہ غریب عوام کے ساتھ الیکشن سے قبل جو وعدے کئے گئے تھے، وہ پورے کیوں نہیں کئے گئے، شہباز شریف نے پچھلی حکومت میں پنجاب میں سستی روٹی سکیم چلائی تھی مگر آج روٹی آٹھ روپے کی مل رہی ہے، ہر چیز کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں ، مگر حکومت ہے جو ماننے کو تیار نہیں ، عوام ملک میں تبدیلی کا واحد راستہ انتخابات کو ہی سمجھتے تھے۔ لیکن موجودہ حکمرانوں نے اس سوچ کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ جب عوام کے مینڈیٹ کا احترام نہ کیا جائے اور حکمران لوگوں کے جسموں سے خون کا آخری قطرہ نچوڑ لینے پر تیار ہو جائیں تو لوگ تبدیلی کے لیے

دوسرے راستے تلاش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ عوام نسل در نسل غربت اور محرومی و مجبوری کی چکی میں پس رہے ہیں جبکہ اہل اقتدار قومی دولت لوٹ کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں ۔بڑھتی ہوئی مہنگائی کے خلاف تحریک انصاف نے لاہور میں ریلی نکالی اگرچہ پنجاب حکومت نے اس ریلی کو ناکام بنانے کی بڑی کوشش کی، پنجاب حکومت نے پاکستان تحریک انصاف کا مہنگائی کے خلاف احتجاج ناکام بنانے کے لئے لاہور کے ریس کورس پارک میں ایک میوزیکل شو کا اہتمام کر دیا، شہر کے مختلف پارکوں میں میوزیکل شو کے بینرز آویزاں کر دیئے گئے جن پر درج تھا کہ شو میں پاکستان کے مشہور و معروف گلوکار پرفارم کریں گے تمام افراد کے لئے انٹری بالکل فری رکھی گئی تھی مگر غریب عوام کو میوزیکل شو کے ساتھ کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ تحریک انصاف کی جانب سے ملک میں مہنگائی کے خلاف احتجاجی ریلی میں ہزاروں کی تعداد میں کارکنان نے شرکت کی۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان، امیر جماعت اسلامی سید منور حسن اور عوامی مسلم لیگ کے شیخ رشید، شاہ محمود قریشی اور مخدوم جاوید ہاشمی کے علاوہ ارکان قومی و صوبائی اسمبلی، مرکزی و صوبائی رہنما بھی شریک تھے۔احتجاجی ریلی اور جلسے کے پیش نظر تحریک انصاف نے مال روڈ کو بینرز، تحریک انصاف کے پرچموں اور سائن بورڈز سے سجایا گیا تھا جبکہ اس کے علاوہ استنبول چوک میں کارکنوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے خصوصی کیمپ بھی قائم کیا گیا تھا۔ احتجاجی ریلی اور جلسے کے دوران تحریک انصاف اور پنجاب حکومت کی

جانب سے سیکیورٹی کے سخت انتظامات کئے گئے تھے، استنبول چوک سے پنجاب اسمبلی تک آنے والی راستوں کو خار دار تاریں لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔ پولیس کی بھاری نفری استنبول چوک سے چیئرنگ کراس اور مال روڈ پر تعینات تھی۔ پاکستان مسلم لیگ ن کے رہنما اور وزیر قانون پنجاب رانا ثناء اللہ نے کہا تھا کہ پاکستان تحریک انصاف کا سونامی صرف ایک کنسرٹ کی مار ہے۔ لاہور کے شہریوں نے عمران خان کی منفی سیاست کو مسترد کر دیا ہے، آج کئی سیاسی جماعتیں مل کر احتجاج کر رہی ہیں، عمران خان اب بھی ہوش کے ناخن لیں اور وزیر اعظم نواز شریف کے ساتھ ملک و قوم کی ترقی میں ساتھ دیں۔ تحریک انصاف کی مرکزی ترجمان شیریں مزاری کا کہنا تھا کہ لاہور کسی کی جاگیر نہیں، ہم پاکستان کی دوسری بڑی پارٹی ہیں اور احتجاج ہمارا حق ہے، رانا ثناء اللہ گزشتہ ایک ہفتہ سے تحریک انصاف کے خلاف میڈیا میں رونا رو رہے ہیں، پنجاب حکومت رونا دھونا بند کریاور مہنگائی کے خلاف اقدامات کرے۔ پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے مہنگائی اور بے روزگاری کے خاتمے کیلئے 9 نکاتی ایجنڈا پیش کرتے ہوئے کہا کہ 6 جنوری کو سونامی سندھ اور 24 جنوری کو راولپنڈی پہنچے گا، ہم پاکستان کے اندر مہنگائی کے خلاف جہاد اور ملک کو امریکہ اور آئی ایم ایف کی غلامی سے آزاد کریں گے ،کے پی کے میں بجلی کا نظام میرے ہاتھ میں دیں میں چوری ختم کرکے دکھاؤں گا، جن سیاستدانوں کے اثاثے اور سرمایہ بیرون ملک ہو عوام انہیں ووٹ نہ دیں۔ ملک سے مہنگائی اور

بے روزگاری کے خاتمے کیلئے جنرل سیلز ٹیکس کی شرح میں کمی، امیروں سے ٹیکس کی وصولی، بجلی چوری روکنے کیلئے نظام لایا جائے، کرپشن کرنے والوں کو گرفتار سیاستدانوں، حکمرانوں اور صنعت کاروں کو اپنا پیسہ بیرون ملک سے واپس لانا، نئے، نوٹوں کی چھپائی بند اور مہنگائی کرنے والے مافیا کے اوپر ہاتھ ڈالنا ہوگا۔ نواز شریف نے ڈرون حملے بند کروانے کا وعدہ کیا تھا وہ ہمارے ساتھ ملکر سٹینڈ لیں، تحریک انصاف امریکہ کے ساتھ جنگ نہیں چاہتی، ہم نے نیٹو سپلائی دہشتگردی کے خاتمے اور ملک میں امن کیلئے بند کی کیونکہ جب تک ملک میں امن نہیں ہوگا تب تک سرمایہ کاری آئے گی اور نہ ہی غربت، مہنگائی اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا۔ ملک کے 30 لاکھ دولتمند افراد ٹیکس نہیں دیتے، حکومت ان سے ایک لاکھ ٹیکس لے کر سالانہ 300 ارب روپے جمع کر سکتی ہے مگر بجلی مہنگی کرکے عوام پر ظلم کیا جاتا ہے۔ جن کے 500 ملین ڈالر بیرون ملک پڑے ہوئے ہیں انہوں نے 6 ماہ میں 600 کروڑ روپے کا فائدہ حاصل کر لیا ہے۔ ہم خیبر پختونخوا میں کرپشن پر قابو پا لیں گے، اسوقت وہاں کوئی وزیر کرپشن نہیں کر سکتا، وہاں کے حالات بہتر ہو رہے ہیں، 90 فیصد لوگ یہی گواہی دیتے ہیں، ہم کے پی کے میں نیا احتساب بل لا رہے ہیں جس کے بعد احتساب سیل وزیر اعلیٰ اور وزراء کو بھی نہیں چھوڑے گا۔ کالا دھن سفید کرنے کیلئے سکیمیں متعارف کرائی جارہی ہیں جبکہ غریب اور تنخواہ دار طبقے سے ٹیکس لئے جارہے ہیں۔ نواز شریف مہنگائی کرنے والے مافیا اور کرپشن کو ختم

کریں تو مہنگائی میں خاطر خواہ کمی آ سکتی ہے، پنجاب کے گورنر ہاؤس میں 1700 نوکر صرف ایک آدمی کیلئے رکھے ہوئے ہیں، کے پی کے میں گورنر ہاؤس کو پبلک گراؤنڈ اور پارک بنانے کا بل لا رہے ہیں، نواز شریف دوسروں سے قربانیاں مانگتے ہیں، خود بھی قربانیاں دیں، محلوں میں رہنے والوں سے ٹیکس حاصل کریں، میں مطالبہ کرتا ہوں کہ حکمران نا صرف اپنا بلکہ دیگر سیاستدان بھی اپنا سرمایہ بیرون ملک سے پاکستان لائیں۔

عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ عمران خان کی ہی طاقت ہے کہ لاہور میں عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اکٹھا ہو گیا ہے۔ شیر کریانہ کی دکان میں گھس گیا ہے اور وہاں آٹا، گھی، چنے کھا اور دودھ پی رہا ہے، شریف برادران اپنے ہی خاندان کو نوکریاں دے رہے ہیں غریبوں کا نہیں سوچ رہے۔ عمران خان کہتے ہیں کہ وہ مڈ ٹرم الیکشن کا مطالبہ نہیں کر رہے، میں پوچھتا ہوں کہ کیا مڈ ٹرم الیکشن غیر جمہوری ہیں؟۔ اب شیر کیٹ واک کر رہا ہے، اس سے نجات ضروری ہو گئی ہے۔ اگرچہ ان ریلیوں و جلسوں سے مہنگائی میں کمی تو نہیں آئے گی لیکن مسلم لیگ (ن) کی حکومت جس نے اس ریلی کو ناکام بنانے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا، کو اپنا ماضی یاد رکھنا چاہئے تھا کہ جب زرداری کی حکومت تھی تو لاہور میں ہی مہنگائی، لوڈشیڈنگ کے خلاف ایک بھرپور احتجاج کیا گیا تھا اور وزیر اعلی پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کہا تھا کہ آصف زرداری خود استعفی دے دیں ورنہ پارلیمنٹ ان کا احتساب کرے گی، پارلیمنٹ ایسا نہ کر سکی

تو پھر عوام انہیں اور ان کے ساتھیوں کو بھاٹی گیٹ میں الٹا لٹکا دیں گے۔ اب قوم علی بابا اور چالیس چوروں کو مزید برداشت نہیں کرے گی ، عوام اب حکومت کو ہٹائے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ زرداری نے نہ تو استعفی دیا اور نہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے الٹا لٹکایا، لاہور یئے بھاٹی گیٹ پر انتظار کر رہے ہیں۔ اگر مہنگائی کی یہی صورتحال رہی اور عمران خان کا سونامی جاری رہا تو حکومت کے خلاف تحریک بنے گی اور غریب عوام اپنے حقوق کے لئے نکلے گی جسے پھر روکنا حکومت کے بس میں نہیں ہو، گا، حکومت کو چاہئے کہ اپنے منشور پر عمل کرتے ہوئے صرف دعوے نہیں بلکہ عوام کو حقیقت میں ریلیف دے۔

''ڈرون و نیٹو سپلائی پر ''قومی جرگہ

قبائل پاکستان کا شمشیر وزن ہیں جنہوں نے ہمیشہ دفاع پاکستان کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ قبائلی علاقوں نے ہمیشہ دفاع پاکستان کے لئے فرنٹ لائن کا کردار ادا کیا۔حکومت نے یہاں فوج نہیں رکھی لیکن ایک گولی بھی یہاں سے حکومت کی طرف نہیں چلی، لیکن افسوس کفار کا ساتھ دے کر جو پالیسی تیار کی گئی آج جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب اسکا نتیجہ ہے، حکمران اگر بھارت سے بات کر سکتے ہیں جس نے پاکستان کو دولخت کیا تو اپنے لوگوں کے ساتھ بات کیوں نہیں ہو سکتی؟ملک میں قرآن وسنت کی بالادستی کا قبائل کا مطالبہ درست ہے ملک کی آزادی اور بقاکے لئے ہم لڑنے کو تیار ہیں،اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرکے دشمنوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنا ہے۔بیرونی قوتیں چاہتی ہیں کہ مشرقی پاکستان سے فوجیں نکال کر مغربی بارڈر پر لگا دیں، ہمیں انکی سازشوں کو سمجھنا ہوگا۔خیبر پختونخواہ میں نیٹو سپلائی و ڈرون حملوں کے خلاف تحریک انصاف کے دھرنے کے بعد دفاع پاکستان کونسل نے بھی پشاور میں قومی جرگے کا انعقاد کیا۔جس میں دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق، پروفیسر حافظ محمد سعید، لیاقت بلوچ، جنرل (ر) حمید گل، سردار عتیق احمد خاں، سراج الحق،اجمل خاں وزیر، مولانا فضل الرحمٰن خلیل،ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، قبائلی عمائدین عید نظر مینگل، ڈاکٹر

عبدالخالق، ہارون الرشید، مولانا افتخان، پیر محفوظ مشہدی، مولانا امیر حمزہ، قاری محمد یعقوب شیخ، مرزا محمد ایوب بیگ، مولانا یوسف شاہ، عبداللہ گل ودیگر نے شرکت کی جبکہ جرگہ میں پاکستان بھر کے قبائلی علاقوں سے تعلق رکھنے والے قبائلی عمائدین اور ڈرون حملوں میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور ڈرون حملوں و نیٹو سپلائی کے خلاف بھرپور تحریک پر دفاع پاکستان کونسل کی جدوجہد کو سراہا اور ان کے ساتھ ہر ممکن مدد و تعاون کی یقین دہانی کی کروائی۔ المرکز اسلامی پشاور میں ڈرون حملوں اور امریکی مداخلت کے خلاف ہونے والے قومی جرگہ میں پیش کردہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان فوری طور سے دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ سے نکلنے کا اعلان کرے اور ملک کی خارجہ پالیسی کو قومی امنگوں سے ہم آہنگ کیا جائے اور اسے امریکی اثر سے آزاد کیا جائے۔ دفاع پاکستان کے زیر اہتمام یہ عظیم الشان قومی جرگہ مطالبہ کرتا ہے کہ ڈرون حملے بند کرانے کے لئے وفاقی حکومت مؤثر اور ٹھوس اقدامات کرے اور اس حوالے سے امریکہ سے دوٹوک بات کرے اور اگر امریکہ ڈرون حملے کرنے سے باز نہ آئے تو پھر پاک فضائیہ کو پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے ڈرون طیاروں کو مار گرانے کا حکم دیا جائے۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹ، آل پارٹیز کانفرنس کی قراردادوں اور کابینہ کی قومی سلامتی کمیٹی کے فیصلوں پر عمل درآمد کرتے ہوئے طالبان سے فوری مذاکرات کا فی الفور آغاز کیا جائے اور اس حوالے سے کوئی بیرونی دباؤ قبول

نہ کیا جائے۔ شمالی وزیرستان میں فوجی قافلے پر حملہ اور فوجیوں کی شہادتیں مذاکرات کے عمل کو سبوتاژ کرنے کی امریکی سازشوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ پورے ملک اور بالخصوص شمالی وزیرستان اور دیگر قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن بند کئے جائیں اور مذاکرات کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن فی الفور بند کئے جائیں اور تمام مسائل گفت وشنید سے حل کیے جائیں۔ لاپتہ افراد فوری طورپر بازیاب کئے جائیں۔ فاٹا متاثرین کے لئے اپنے گھروں کو باعزت اور باوقار واپسی یقینی بنائی جائے اور فاٹا آپریشنز میں قبائلی عوام کو ہونے والے نقصانات کا معقول معاوضہ ادا کیا جائے اور قبائلی علاقوں میں انفراسٹرکچر کی بحالی، تعلیم اور صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لئے ایک بڑے ترقیاتی پیکج کا اعلان کیا جائے۔ دفاع پاکستان کے زیراہتمام یہ عظیم الشان قومی جرگہ واضح اور دوٹوک الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کے خلاف احتجاجی تحریک کو مزید تیز کیا جائے گا اور نیٹو سپلائی بند کرنے کیلئے کراچی سے طورخم اور چمن تک ملک گیر احتجاج کیا جائے گا۔ ڈرون حملے پاکستان کی آزادی اور خودمختاری پر حملہ ہیں جسے برداشت کرنا ایک غیرت مند قوم کے لئے ناممکن ہے۔ نیٹو سپلائی غیرت کا سودا ہے۔ خیبر پختونخوا میں نیٹو سپلائی بند کرنے کے اقدامات کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اب امریکہ امداد بند کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ اللہ کرے امریکہ امداد بند کرے اور ہم عزت، غیرت

اور وقار کے راستے پر چل پڑیں۔ دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام قومی جرگہ یہ اعلان کرتا ہے کہ پاکستان کو امریکی غلامی سے نجات اور اس کے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ بلوچستان اور قبائلی علاقوں کے مشیران، عمائدین اور ملک بھر کی نمایاں شخصیات پر مشتمل قومی جرگہ تشکیل دیا جائے گا جو مسائل کے حل تجویز کرے گا اور حل کے لئے دفاع پاکستان کونسل ملک گیر جدوجہد کرے گی۔ اعلامیہ میں مزید کہا گیا ہے کہ قومی جرگہ وفاقی حکومت کی آنکھیں بند کرکے بھارت دوستی کے لئے دیوانگی پر احتجاج کرتا ہے۔ بھارت کشمیریوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا ہے، بگلہار ڈیم اور دیگر ڈیموں کی تعمیر سے پاکستان کو بنجر کرنے کے عزائم عیاں ہیں، لائن آف کنٹرول اور عالمی سطح پر تسلیم شدہ علاقہ پر دیوار برہمن کی تعمیر سے بھارت کی پاکستان دشمنی ظاہر ہے۔ اس کے باوجود بھارت کو انتہائی پسندیدہ ملک قرار دینے کی بیتابی عوام کے لئے قابل قبول نہیں، قومی جرگہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسئلہ کشمیر پالیسی کو بحال کیا جائے اور بھارت کے ساتھ تعلقات کی بحالی کو کشمیر جیسے کور ایشوز کے حل کے ساتھ مشروط کیا جائے۔ قومی جرگہ یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ ملک بھر میں 5 فروری یوم یکجہتی کشمیر زور و شور سے منایا جائے گا۔ 4 فروری کو مظفر آباد میں دفاع پاکستان کونسل کے مرکزی قائدین اظہار یکجہتی کریں گے۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ قومی جرگہ بنگلہ دیش میں دینی اور قومی رہنماؤں کو سزائیں دینے، ملا عبدالقادر کو تختہ دار پر چڑھانے جیسے

واقعات کی شدید مذمت کرتا ہے اور پاکستانی حکومت اور وزارت خارجہ کی خاموشی پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ بنگلہ دیش اور پاکستان کی حکومتیں بھارت سے خوفزدہ اور اسکے استعماری ائجنڈے کی تکمیل کی بجائے اپنی آزادی وخود مختاری کو ترجیح دیں۔ شیخ مجیب الرحمان، ذوالفقار علی بھٹو، اور اندرا گاندھی پر عملدرآمد کیا جائے اور بنگلہ دیش میں قید تمام سیاسی رہنماوں کو رہا کیا جائے۔ اعلامیہ میں مزید کہا گیا ہے کہ قومی جرگہ پاکستان کے عوام کو درپیش سنگین عوامی مسائل پر احتجاج کرتا ہے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی، بدامنی، بے روزگاری، ہوشربا یوٹیلٹی بلز ناقابل برداشت ہو چکے ہیں۔ چھ ماہ میں نواز حکومت کی کارکردگی ناکامی کی تصویر ہے اور اب دنیا کے سامنے کشکول پھیلانے اور ذلت آمیز شرائط قبول کرکے امداد لے کر قومی معیشت کو سہارا نہیں دیا جا سکتا ۔ کرپشن اور عیاشی کو ختم کرکے خود انحصاری کی معاشی حکمت عملی اختیار کی جائے اور سود سے نجات حاصل کی جائے اور حکومت ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں سود کے تحفظ کے لئے دائر کی گئی اپیلوں کو واپس لینے کے اقدامات کرے۔ دفاع پاکستان کونسل ملک گیر تحریک چلا چکی ہے اور چلا رہی ہے، ڈرون حملوں کے خلاف حکومت قومی اسمبلی میں بار بار قراردادیں منظور کرنے کے بعد اقوام متحدہ میں بھی قرارداد پیش کی ہے، تحریک انصاف کے دھرنے کی وجہ سے نیٹو سپلائی رکی تو امریکہ بہادر نے پاکستان کی امداد بند کرنے کی دھمکی دے دی۔ حکومت کو مضبوط موقف اختیار کرنا چاہئے اور ڈالروں کے لالچ میں آنے

کی بجائے امریکی دھمکیوں کا منہ توڑ جواب دینا چاہئے، پاکستان میں امن و امان کا قیام
اشد ضروری ہے، اسکے لئے حکومت مذہبی و سیاسی جماعتوں کو متحد کرے۔

بینظیر کے جیالے انصاف کے منتظر

بینظیر بھٹو پاکستان کی پہلی خاتون وزیراعظم تھیں۔ پہلی بار وہ 1988ء میں پاکستان کی وزیراعظم بنیں لیکن صرف 20 مہینوں کے بعد اس وقت کے صدر پاکستان غلام اسحاق خان نے بے پناہ بدعنوانی کے باعث اپنے خصوصی اختیارت کو استعمال کرتے ہوئے اسمبلی کو ختم کرتے ہوئے نئے الیکشن کروائے۔ بے نظیر نے اپنے بھائی مرتضٰی کے قتل اور اپنی حکومت کے ختم ہونے کے کچھ عرصے بعد ہی جلا وطنی اختیار کرتے ہوئے متحدہ عرب امارات میں دبئی میں قیام کیا۔ اسی دوران بے نظیر، نواز شریف اور دیگر پارٹیوں کے سربراہان کے ساتھ مل کر لندن میں اے آر ڈی کی بنیاد ڈالی۔ اور ملک میں جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے خلاف بھرپور مزاحمت کا اعلان کیا۔ ان کی جلاوطنی کے دوران ایک اہم پیش رفت اس وقت ہوئی۔ جب 14 مئی 2006ء میں لندن میں نواز شریف اور بے نظیر کے درمیان میثاقِ جمہوریت پر دستخط کرکے جمہوریت کو بحال کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ دوسری پیش قدمی اس وقت ہوئی جب 28 جولائی 2007ء کو ابو ظہبی میں جنرل مشرف اور بے نظیر کے درمیان ایک اہم ملاقات ہوئی جس کے بعد پیپلز پارٹی کی چئیرپرسن تقریباً ساڑھے آٹھ سال کی جلاوطنی ختم کرکے 18 اکتوبر کو وطن واپس آئیں تو ان کا کراچی ائیرپورٹ پر فقید المثال استقبال کیا گیا۔ بے

نظیر کا کارواں شاہراہِ فیصل پر مزارِ قائد کی جانب بڑھ رہا تھا کہ اچانک زور دار دھماکے ہوئے جس کے نتیجے میں کئی افراد کو موت کی نیند سلا دیا گیا، جبکہ سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ قیامت صغریٰ کے اس منظر کے دوران بے نظیر کو بحفاظت بلاول ہاؤس پہنچا دیا گیا۔ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن جب اپنے بچوں (بلاول، بختاور اور آصفہ) سے ملنے دوبارہ دوبئ گئیں تو ملک کے اندر جنرل مشرف نے 3 نومبر کو ایمرجنسی نافذ کر دی۔ یہ خبر سنتے ہی بے نظیر دبئ سے واپس وطن لوٹ آئیں۔ ایمرجنسی کے خاتمے، ٹی وی چینلز سے پابندی ہٹانے اور سپریم کورٹ کے ججز کی بحالی کا مطالبہ کرتے ہوئے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ اس وقت تک ملک میں نگران حکومت بن چکی تھی اور مختلف پارٹیاں انتخابات میں حصہ لینے کے معاملے میں بٹی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اس صورت میں پیپلز پارٹی نے میدان خالی نہ چھوڑنے کی حکمت عملی کے تحت تمام حلقوں میں امیدوار کھڑے کیے۔ اور کاغذاتِ نامزدگی جمع کرائے۔ 27 دسمبر 2007ء کو جب بے نظیر لیاقت باغ میں عوامی جلسے سے خطاب کرنے کے بعد اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسلام آباد آ رہی تھیں کہ لیاقت باغ کے مرکزی دروازے پر پیپلز یوتھ آرگنائزیشن کے کارکن بینظیر بھٹو کے حق میں نعرے بازی کر رہے تھے، اس دوران جب وہ پارٹی کارکنوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے گاڑی کی چھت سے باہر نکل رہی تھیں کہ نامعلوم شخص نے ان پر فائرنگ کر دی۔ اس کے بعد بینظیر کی گاڑی سے کچھ فاصلے پر ایک زوردار دھماکہ ہوا جس میں ایک خودکش حملہ آور جس نے

دھماکہ خیز مواد سے بھری ہوئی بیلٹ پہن رکھی تھی، خود کو دھماکے سے اڑا دیا۔ اس دھماکے میں بینظیر بھٹو جس گاڑی میں سوار تھیں، اس کو بھی شدید نقصان پہنچا لیکن گاڑی کا ڈرائیور اسی حالت میں گاڑی کو بھگا کر راولپنڈی جنرل ہسپتال لے گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئیں۔ بینظیر کی وصیت کے مطابق پیپلز پارٹی کی قیادت ان کے 19 سالہ بیٹے بلاول زرداری بھٹو کو وراثت میں سپرد کر دی گئی۔ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو قتل ہوئے 6 سال بیت گئے۔ تحقیقات کے نام پر قومی خزانے سے اربوں روپے کی خطیر رقم خرچ کرنے کے باوجود بھی کیس اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچ سکا۔ بے نظیر کے قاتل کون ہیں اور اس کیس کے اصل محرکات کیا ہیں ان سوالوں کا جواب چھ سال میں بھی نہیں مل سکا۔ اقوام متحدہ کی تحقیقات رائیگاں، قتل کے محرکات بھی واضح نہ ہوئے۔ پیپلز پارٹی نے بے نظیر بھٹو کی ''عظیم شہادت'' کے عوض پانچ سال حکومت کی، ملک کو مہنگائی، بدامنی، دہشت گردی کی لپیٹ میں ڈالا، مگر ان پانچ سالہ دور اقتدار میں ''ایک زاردی سب پہ بھاری'' نے محترمہ کے قاتلوں کو بے نقاب نہیں کیا، آصف زرداری نے نوڈیرو میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آج کے دن ہمارے دل افسردہ ہیں لیکن اس بات پر فخر ہے کہ بینظیر نے جان کی قربانی دیکر تاریخ میں نام لکھوالیا۔ آصف علی زرداری نے بینظیر کے قتل کی پہلی برسی پر دعوی کیا کہ انھیں معلوم ہے کہ قاتل کون ہیں۔ البتہ صدر مملکت بن جانے کے بعد قتل کی دوسری برسی پر اپنی تقریر میں اس بارے کچھ نہ بتا سکے۔ اور

ایوان صدرات سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی خاموش ہیں ہاں البتہ انہوں نے ایک بار سپریم کورٹ سے ضرور استفسار کیا تھا کہ محترمہ کے قاتل کہاں ہیں، حالانکہ قاتل پکڑنا سپریم کورٹ کا نہیں بلکہ حکومت کا کام ہوتا ہے، عدالت تو صرف سزا و جزا کا فیصلہ کرتی ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کے دوران اب اقتدار میں موجود مسلم لیگ (ن) نے بینظیر قتل کے بارے ایک سوالنامہ جاری کیا تھا جس میں حکومت سے پوچھا گیا تھا کہ صدر زرداری اور وزیر داخلہ رحمان ملک قاتلوں کے نام جانتے ہوئے انھیں منظر عام پر نہیں لا رہے، بتایا جائے کہ وہ کس مناسب وقت کا انتظار کر رہے ہیں؟ سوال نمبر دو میں کہا گیا کہ قتل کے فوراً بعد جو تحقیقاتی ٹیم تشکیل دی گئی، وہ کن افراد پر مشتمل تھی اوران کی تحقیقات بے نتیجہ کیونکر رہیں؟ تیسرے سوال میں پوچھا گیا کہ پیپلز پارٹی کی جانب سے کون لوگ محترمہ کی سیکیورٹی کے ذمہ داران تھے؟ پارٹی کے ان رہنماؤں کا پوچھا گیا ہے جو بے نظیر بھٹو کے ساتھ جلسہ گاہ اور گاڑی میں موجود تھے، ان سے شفاف تحقیقات کی گئیں یا نہیں؟ اگر کی گئیں تو انہوں نے کن امور کی نشاندہی کی؟ اس کے علاوہ سوالنامے میں کہا گیا کہ بینظیر بھٹو کے قتل کا معمہ تو حل نہیں کیا جا سکا لیکن اس دوران ذوالفقار علی بھٹو کے قتل کی تحقیقات کا آغاز کرنے کی بڑی وجہ کیا ہے؟ سوالنامہ پوچھتا ہے کہ بینظیر کے ساتھ جلسہ گاہ پر موجود بعض رہنماء حملے کے فوری بعد کیوں غائب ہوئے اور آخر کیا وجہ تھی کہ پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوتے ہی ملکی سیکورٹی اداروں کی جانب سے قتل کی

تحقیقات کو روک کر سکاٹ لینڈ یارڈ سے تفتیش کروانے کے لیے قومی خزانے سے اربوں روپے بھی خرچ کیے گئے؟ سوالنامے میں مسلم لیگ نون نے ایک بار پھر اعلان کیا کہ وہ بے نظیر بھٹو کے قتل کی شفاف تحقیقات بھی کرائے گی اور اس کے پس پردہ سازش اور کرداروں کو بھی بے نقاب کرکے انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا۔ مسلم لیگ ن کی جانب سے سوال نامے میں کہا گیا ہے کہ ستائیس دسمبر دو ہزار سات کو محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کی وجہ سے میثاق جمہوریت پر عملدرآمد کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اور آج بھی اس شہادت کے اثرات ملک کے موجودہ سیاسی منظرنامے پر محسوس کئے جا سکتے ہیں جس پر ہر پاکستانی مضطرب اور سیاسی بے یقینی عروج پر ہے۔ مسلم لیگ ن) نے یہ سوالنامہ گزشتہ سال جاری کیا تھا اب میاں نواز شریف وزیراعظم ہیں) قوم منتظر ہے انہوں نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ ہم اقتدار میں آ کر بے نظیر کے قاتلوں، کے بے نقاب کریں گے۔اب دیکھتے ہیں کہ نواز شریف بھی زرداری کی طرح خاموشی سے رخصت ہو جائیں گے یا پھر پیپلز پارٹی کے کارکنان کے زخموں پر مرہم رکھیں گے۔

مقبوضہ کشمیر میں گمنام قبروں پر خاموشی؟

مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے تب تک جدوجہد جاری رہے گی جب تک مسئلہ کشمیر کا حل کشمیریوں کی امنگوں اور خواہشات کے عین مطابق نہ نکلے۔ کشمیری قوم نے اپنے تسلیم شدہ حق کیلئے بے تحاشہ قربانیاں دی ہیں،اسلئے اُنکی رائے اورمنشاء کو کسی بھی صورت نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر مسئلہ کشمیر کو کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق حل نہ کیاگیاتو ایٹمی جنگ کاخطرہ رہے گا۔امن واستحکام خلاء میں نہیں بلکہ زمین پر قائم کرنا ہے لیکن یہ تب ہی ممکن ہے جب مسئلہ کشمیر پرامن طور پر حل ہوگا۔ اگر بھارت اور پاکستان کے مابین ہونے والے مذاکرات کو نتیجہ خیزاور بااعتبار بنانا ہے تومذاکرات میں کشمیری قیادت کی شمولیت کو یقینی بنانا ناگزیر ہے۔مقبوضہ جموں کشمیر میں بھارتی فوج کے کشمیریوں پر مظالم کی داستان کوئی نئی نہیں، کشمیری قوم قربانیاں دے رہی ہے اور میدان عمل میں ڈٹی ہوئی ہے،انڈیا کی طرف سے متعدد مواقع پر کشمیریوں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی گئی جو رائیگاں گئی ، انسانی حقوق کی تنظیم جموں وکشمیر ہیومن رائٹس موومنٹ نے مقبوضہ کشمیر کی تحقیقاتی رپورٹ شائع کی جس کے مطابق 1947ء سے 2013ء کے اختتام تک پانچ لاکھ افراد شہید، 9988 خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ مقبوضہ جموں وکشمیر میں گمنام قبریں 5900 غائب شدہ افراد کی

تعداد 10 ہزار' ایک لاکھ 10 ہزار بچے یتیم، ایک لاکھ سے زائد افراد گرفتار ہوئے۔ بھارت کے کالے قانون پوٹا' ٹاڈا اور آفسپا قانون کے مطابق 24 افراد مختلف جیلوں میں عمر قید کی سزا کاٹ رہے ہیں جو تشویشناک ہے۔ ہیومن رائٹس موومنٹ کے مرکز کی جانب سے جاری ہونے والی رپورٹ کے مطابق بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر کے اندر انسانی حقوق کی پامالی کی بلند سطح پر پہنچ گئی۔ شہید کئے گئے افراد میں زیادہ تر تعداد گیارہ سال سے 60 تک بچوں اور بوڑھوں کی ہے۔ 9988 خواتین کی بے حرمتی کی گئی 710 خواتین کو زیادتی کے بعد قتل کردیا گیا اس سے انسانی حقوق کی سنگین پامالی ہوئی جو کہ تشویشناک ہے۔ ایک لاکھ دس ہزار افراد تاحال مختلف جیلوں میں کالے قانون کے تحت سزائیں کاٹ رہے ہیں۔ 24 افراد عمر قید کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ بھارت نے 1990ء سے 2013ء تک ایک لاکھ 16 ہزار افراد کو شہید کیا۔ اقوام متحدہ خاموش تماشائی بنی رہی۔ بھارت نے عالمی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 140 مرتبہ لائن آف کنٹرول کی خلاف ورزی کی۔ 3 ہزار سے زائد مارٹر گولے فائر کئے جو کہ دو سال کی سب سے بڑی کارروائی ہے جن میں تقریباً 60 سے زائد افراد شہید کئے گئے اور آج بھی سینکڑوں خاندان نقل مکانی کرکے پاکستان اور مہاجر کیمپوں میں رہائش پذیر ہیں۔ حال ہی میں کشمیریوں پر مظالم کی ایک نئی داستان اسوقت سامنے آئی جب 53 بے نام قبروں سے 49 عام شہریوں کی نعشیں برآمد' ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لاپتہ افراد کے لواحقین کی تنظیم اے پی ڈی پی نے انکشاف کیا کہ شمالی کشمیر کے

پولیس تھانوں میں بے نام قبروں کی موجودگی سے متعلق 2683 ایف آئی آر درج کی گئی ہیں لیکن پولیس نے مدفون نعشوں کی شناخت کے حوالے سے کبھی کوئی تحقیقات نہیں کیں۔ ارجنٹائن کی حکومت نے پہلی مرتبہ گمنام یا اجتماعی قبروں کی خفیہ انداز میں تحقیقات کی بلکہ مقامی تنظیم کے مطابق اُس نے ہی گمنام قبروں کی تحقیقات کی ابتداء کرتے ہوئے ریسرچ شروع کرنے کے ساتھ ساتھ مہم بھی چلائی اور عالمی سطح پر معاملے کو اُجاگر بھی کیا۔ مسلم ممالک کی تنظیم او آئی سی، امریکی ممالک اور یورپین پارلیمنٹ نے اس حوالے سے بھارتی حکومت پر بھی دباو ڈالا تھا کہ وہ جموں و کشمیر میں گمنام قبروں کی تحقیقات کے ساتھ ساتھ لاپتہ افراد کا سراغ لگانے میں بھی اقدامات کریں۔ رپورٹ کے مطابق بارہمولہ، کپواڑہ، بانڈی پورہ، راجوری اور پونچھ اضلاع کے مختلف علاقوں میں 7 ہزار کے لگ بھگ گمنان یا اجتماعی قبریں موجود ہیں۔ جن میں سے کئی اجتماعی قبریں ایسی بھی شامل ہے، جن میں بیک وقت ایک سے زیادہ نعشوں کو دفن کیا گیا ہے۔ ریاستی حقوق انسانی کمیشن کی طرف سے شمالی کشمیر میں بے نام یا اجتماعی قبروں کی موجودگی کے حوالے سے کی گئی تحقیقات کے مطابق شمالی کشمیر میں اڑھائی ہزار ایسی قبریں مختلف علاقوں میں موجود ہیں۔ لیکن ریاستی حکومت نے اپنے قائم کردہ مقامی حقوق انسانی کمیشن کی طرف سے مرتب کردہ رپورٹ تک کو نظر انداز کر دیا اور اس بات کی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ بے نام یا اجتماعی قبروں میں دفن لوگ کون ہیں۔ شمالی کشمیر کے 3 اضلاع بارہمولہ،

کپواڑہ اور بانڈی پورہ میں قائم پولیس تھانوں میں ایسے 2683 ایف آئی آر درج ہیں، جو نامعلوم افراد کو جھڑپوں کے دوران ہلاک کئے جانے کے حوالے سے درج کی گئی ہیں مگر پولیس نے درج ایف آئی آر کی بنیاد پر کبھی تحقیقات نہیں کی کہ جن نعشوں کو قبروں میں دفن کیا گیا، وہ کن لوگوں کی ہیں اور انہیں کس بنیاد پر گولیوں کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا گیا۔ اے پی ڈی پی نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اب تک 53 بے نام قبروں کو کھولنے کے بعد یہاں سے جو نعشیں برآمد کی گئیں، ان میں سے 49 نعشیں عام شہریوں کی ثابت ہوئیں جنہیں بھارتی فوج اور فورسز نے مارے گئے افراد کو مقامی یا غیر ملکی جنگجو قرار دیا تھا۔ ایس ایچ آر سی کی پولیس تحقیقاتی ونگ نے اپنی تحقیقات کی بنیاد پر مرتب کردہ رپورٹ میں اس بات کا حوالہ دیا ہے کہ 574 افراد کو ہلاک کرنے کے بعد غیر ملکی جنگجو قرار دیا گیا لیکن قبریں کھولنے کے بعد یہ سبھی افراد مقامی سکونت پزیر افراد ثابت ہوئے ۔ اجتماعی قبروں میں دفن کئے گئے نامعلوم افراد کے بے گناہ یا عام شہری ہونے کی حقیقت تب سامنے آئی جب ضلع گاندربل میں فرضی جھڑپ کے دوران مارے گئے 5 افراد کی نعشوں کو ایک قبرستان سے نکالا گیا۔ اس واقعہ کے بعد دو پولیس افسروں کو قصوروار پایا گیا اور ان کی گرفتاری بھی عمل میں لائی گئی۔ جموں و کشمیر کے مختلف علاقوں میں موجود گمنام قبروں کی تحقیقات میں عالمی برادری کی دلچسپی کو حوصلہ افزاء قرار دیتے ہوئے مقبوضہ کشمیر کی مقامی انسانی حقوق کی تنظیموں نے ارجنٹائن کی سرکاری

ٹیم کی خفیہ تحقیقات کا خیر مقدم کیا ہے۔ یہ عالمی برادری بالخصوص اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ جموں و کشمیر میں گزشتہ 23 برسوں کے دوران رونما ہونے والی سنگین نوعیت کی پامالیوں کا سنجیدہ نوٹس لیکر متاثرین کو انصاف دلانے اور ملوث عناصر کو قانون کے دائرے میں لانے کی عملی کوشش کرے۔ اقوام متحدہ کے شعبہ حقوق انسانی کو آگے آکر جموں و کشمیر میں موجود بے نام یا گمنام قبروں کی دفن حقیقت دنیا کے سامنے لانے کیلئے اپنی ایک خصوصی ٹیم مقبوضہ کشمیر روانہ کرنی چاہئے۔ مقبوضہ کشمیر میں کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین میر واعظ عمر فاروق، بزرگ حریت رہنما سید علی گیلانی اور جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین محمد یاسین ملک نے مقبوضہ علاقے میں دریافت ہونے والی گمنام اجتماعی قبروں کی بین الاقوامی سطح پر آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ اور کہا کہ اجتماعی قبروں کی فوری طور پر آزادانہ تحقیقات ہونی چاہئیں تاکہ حقیقت واضح ہو اور عالمی برادری مقبوضہ علاقے کی زمینی صورت حال جان سکے۔ انسانی حقوق کی کئی تنظیمیں پہلے ہی اجتماعی قبروں کی شناخت کر چکی ہیں، حقائق سے انکار کو کسی بھی سطح پر درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پولیس چیف کا بیان سراسر غیر منطقی ہے کیونکہ گمنام اجتماعی قبروں کا معاملہ پہلے ہی ہائی کورٹ میں ہے۔ سید علی گیلانی نے کہا کہ اجتماعی قبروں کے معاملے کی عالمی سطح پر تحقیقات ہونی چاہئے اور دنیا بھر سے ایک آزادانہ تحقیقاتی ٹیم اس معاملے کی تحقیقات کرے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس چیف سے یہ

پوچھا جانا چاہئے اگر انہیں یقین ہے کہ کشمیر میں اجتماعی قبریں موجود نہیں تو پھر بھارتی حکومت انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں سے معاملے کی تحقیقات کرانے میں کیوں ہچکچا رہی ہے۔ اجتماعی قبروں کے مسئلے کو ایک منصوبہ بند سازش کے تحت ہر سطح پر نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ اگر مقبوضہ علاقے میں اجتماعی قبریں موجود نہیں تو پھر قابض انتظامیہ کو ان دس ہزار سے زائد افراد کے بارے میں معلومات فراہم کرنی چاہئیں جنہیں دوران حراست لاپتہ کیا گیا۔ کشمیری جاننا چاہیے ہیں کہ وہ دس ہزار افراد کہاں ہیں جنہیں ان کے اہلخانہ کے سامنے گرفتار کیا گیا اور وہ اب تک اپنے گھروں کو واپس نہیں لوٹے۔

فلاح انسانیت کے ہمسفر بنیں

وطن عزیز پاکستان ان دنوں کئی طرح کے مسائل سے دو چار ہے ،ایک طرف دہشت گردی کی لہر ہے تو دوسری طرف مہنگائی، بے روزگاری نے غریبوں کا جینا محال کر رکھا ہے، عوام سے غربت کے خاتمے اور انکی فلاح کے لئے وعدے کرنے والے کرسی تک پہنچنے کے بعد انہیں ہمیشہ کے لئے بھول جاتے ہیں اسی لئے عوامی مسائل میں کمی نہیں آتی بلکہ دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ غریب خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں، ہسپتالوں میں دوائیں نہ ملنے کے باعث اور مہنگے علاج ہونے کی وجہ سے دس ہزار تنخواہ لینے والا مزدور علاج نہیں کروا پاتا ،اقوام متحدہ کے ایک ترقیاتی ادارے نے انسانی وسائل کی ترقی پر مبنی رپورٹ 2013ء میں انکشاف کیا کہ پاکستان کی 49 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے جبکہ تعلیم و صحت کیلئے افریقی غریب ملک کانگو سے بھی کم وسائل مختص کیے جاتے ہیں، عام آدمی کی زندگی بہتر بنانے والے 186 ممالک کی فہرست میں پاکستان 146 ویں نمبر پر ہے۔ رپورٹ کے مطابق ،کانگو صحت پر جی ڈی پی کا 1.2 فیصد اور تعلیم پر 6.2 فیصد جبکہ پاکستان صحت پر جی ڈی پی کا 0.8 فیصد اور تعلیم پر 1.8 فیصد خرچ کرتا ہے۔ بنگلہ دیش، بھارت اور سری لنکا ان شعبوں پر پاکستان سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ قدرتی آفات کی صورت میں بھی حکومت کے بلند و باگ دعوے

تو نظر آتے ہیں لیکن عملی اقدامات صرف فوٹو سیشن تک محدود ہوتے ہیں۔ایسی صورتحال میں کچھ لوگ اور ادارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف اور صرف اس ملک میں بسنے والی عوام کی فلاح کے لئے کام کرتے ہیں اس میں انکا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتااور نہ ہی انہیں ووٹ یا کرسی کا لالچ ہوتا ہے بلکہ صرف رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے۔پاکستان کے پانچوں صوبوں سمیت آزاد کشمیر میں ''فلاح انسانیت فاؤنڈیشن'' جو کہ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کا ذیلی ادارہ ہے رفاہی و فلاحی منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے ترجمان سلمان شاہد کی جانب سے موصول ہونے والی سالانہ رپورٹ 2013 کے مطابق فلاح انسانیت فاؤنڈیشن پاکستان بہبود انسانی اور رفاہ عامہ کے منصوبہ جات کا آغاز کر چکی ہے تاکہ عوام کے مسائل کم کیے جا سکیں۔ معاشی آسودگی، طبّی سہولیات و تعلیمی امور کے ساتھ ساتھ دیگر اصلاحی و تعمیری سرگرمیوں کے ذریعے معاشرے کو ایسی مثبت سوچ فراہم کی جائے جسے اختیار کر کے ہر فرد ملت اسلامیہ کی تعمیر و ترقی میں ایک مضبوط کردار ادا کر سکے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن پاکستان نے ابتدائی طور پر رفاہ و فلاح کے منصوبہ جات کا آغاز کیا ہے۔وطن عزیز کی زیادہ تر آبادی بنیادی سہولیات صحت سے قاصر ہے دیہاتوں اور پسماندہ علاقہ جات میں تو مستند ڈاکٹرز اور ادویات کا تصور ہی محال ہے سرکاری ہسپتال اور ادارے آبادی کے تناسب سے ناکافی ہیں غیر سرکاری علاج معالجہ اس قدر مہنگا ہے کہ ملک کی اکثر آبادی اس کے اخراجات ہی برداشت نہیں کر سکتی۔ فلاح

انسانیت فاؤنڈیشن کے ہسپتالوں، میڈیکل سنٹرز، کلینکس اور ڈسپنسریوں کے ذریعے مریضوں کو ان کے دروازے پر تشخیص علاج اور دوا میسر آتی ہے۔ فاؤنڈیشن کے ملک بھر میں 155 ہسپتال و میڈیکل سنٹر ہیں جن سے سالانہ 13,10,850 افراد مستفید ہوتے ہیں۔ جن آبادیوں اور بستیوں میں مستقل ادارے قائم نہیں کیے گئے ان دور افتادہ اور پسماندہ جگہوں پر موبائل میڈیکل کیمپ لگائے جاتے ہیں کیمپ کی تشہیر پورے علاقے میں کی جاتی ہے۔ گزشتہ ایک سال میں 4,250 میڈیکل کیمپ لگائے گئے جن میں 25,52,942 افراد مستفید ہوئے۔ ہیپاٹائٹس انتہائی موذی مرض ہے جس کی تشخیص اور علاج بہت مہنگا ہے۔ پاکستان میں 10 فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں کسی بھی ادارے یا حکومت کی طرف سے اس کے تدارک اور علاج کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن ہر شہر میں اس کی آگاہی اور شعور کے لیے سیمینارز منعقد کر رہی ہے۔ ہیپاٹائٹس بی کی ویکسی نیشن اور ہیپاٹائٹس سی کی تشخیص اور علاج مستند ڈاکٹرز سے کروایا جاتا ہے۔ ملک بھر کے 83 شہروں میں کیمپ لگا کر 9,69,357 افراد کی ویکسی نیشن کی گئی۔ ضرورت مند مریضوں کے لیے بروقت فراہمی خون ایک اہم مسئلہ ہے کچھ مفاد پرست عناصر نے اس ضرورت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خون فروشی کا دھندہ شروع کر دیا ہے اور خون کی مکمل اسکیننگ کے بغیر اسے فروخت کر رہے ہیں اسی وجہ سے ہیپاٹائٹس جیسے موذی امراض عام ہو رہے ہیں خون کے یہ تمام ٹیسٹ غریب آدمی کی پہنچ سے باہر ہیں۔ الحمد للہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے

بلڈ بنک میں تازہ اور مکمل اسکین کیا گیا خون بروقت موجود ہوتا ہے جو ضرورت مند اور مستحق افراد کو مہیا کیا جاتا ہے۔870 بلڈ ڈونر سوسائیٹیز کام کر رہی ہیں۔آنکھیں قدرت کا حسین تحفہ ہیں ان کی حفاظت انسانی ذمہ داری ہے وسائل کی کمی کی وجہ سے جس طرح دیگر بیماریوں کا علام معالجہ مشکل ہے اسی طرح پاکستان کی نصف آبادی آشوب چشم میں مبتلا ہے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے ایک چیلنج سمجھ کر اس کو قبول کیا اور مریضوں کو اپنے پاس بلانے کی بجائے خود ان کے دروازے پر جا کر خدمات سر انجام دیں اس پروگرام میں مریضوں کی آنکھوں کا معائنہ جدید کمپیوٹرائزڈ مشینوں کی مدد سے کیا جاتا ہے اور جن مریضوں کو آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے انہیں آپریشن کے ذریعے لینز بھی ڈالے جاتے ہیں۔8,133 فری آپریشن کئے گئے جبکہ سال 2013 میں آئی کیمپ سے مستفید افراد کی تعداد 59,340 ہے۔ کسی بھی مریض یا زخمی یا حادثہ کے متاثرہ افراد کے لیے سب سے اول اور اہم بروقت طبّی امداد کی فراہمی ہے۔ اس کے لیے ایمبولینس سروس کی افادیت اور اہمیت کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں اس مسئلہ کے پیش نظر ملک بھر میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے زیر انتظام ایمبولینس سروس کا آغاز کیا گیا ہے۔ مریضوں، زخمیوں اور میتوں کی منتقلی کے علاوہ آفات میں ہنگامی مدد اور میڈیکل کیمپنگ کا سہرا بھی ایمبولینس سروس کے سر ہے۔ ملک بھر میں 145 ایمبولینس گاڑیاں کام کر رہی ہیں جن سے سالانہ 23,280 افراد مستفید ہوتے ہیں۔ پنجاب کی جیلوں میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی طرف سے

قیدیوں کی فلاح و بہبود اور تربیت کا پروگرام جاری ہے یہاں آئی، ڈینٹل، سرجیکل، سکن، شوگر، میڈیکل اور ہیپاٹائٹس کے علاوہ دیگر بیماریوں کے کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں، الیکٹرک واٹر کولر اور پمپ، پنکھے، لباس اور دیگر ضروریات زندگی بھی فراہم کی جا رہی ہیں۔ جرمانوں کی ادائیگی میں بھی تعاون کیا جا رہا ہے، قیدیوں کو مترجم قرآن مجید، تفاسیر، احادیث، دینی کتب اور دیگر لٹریچر بھی پہنچایا جاتا ہے۔ افطار الصائم پروگرام کے تحت ہر سال رمضان المبارک میں 10 ہزار سے زائد افراد کے سحر و افطار کا بندوبست کیا جاتا ہے جس میں مہاجرین، ورثاء شہداء، قحط زدہ افراد، سیلاب زدگان، دینی مدارس کے طلباء، غرباء، قیدی اور یتامیٰ شامل ہیں۔ دنیا بھر میں پینے کا صاف پانی سنگین مسئلہ بن چکا ہے مگر پاکستان میں 85 فیصد افراد کو یہ سہولت سرے سے حاصل ہی نہیں ہے۔ تھرپارکر، بلوچستان میں آج بھی عوام جوہڑ کا پانی پینے پر مجبور ہے۔ اور پانی کی اس بار برداری پر عورت کو ہی مقرر کیا گیا ہے حقوق انسانی کی تنظیمیں اور رفاہی ادارے ان غریب اور قحط زدہ لوگوں سے چشم پوشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن فراہمی آب کے منصوبہ جات کو مسلسل جاری رکھے ہوئے ہے۔ سندھ، بلوچستان، سرحد اور کشمیر کے مختلف علاقوں میں واٹر پروجیکٹ کے تحت 1,765 کنویں، ہینڈ و الیکٹرک پمپ لگائے گئے ہیں۔ بلوچستان میں تین ماہ قبل زلزلہ آیا جس سے آواران و دیگر علاقوں میں شدید تباہی ہوئی۔ زلزلہ متاثرہ علاقوں میں جہاں پاک فوج، پنجاب حکومت نے بڑھ

چڑھ کر کام کیا وہیں جماعۃ الدعوۃ کے فلاح ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکار سب سے پہلے متاثرہ علاقوں میں پہنچے اور ریسکیو و ریلیف کا کام کیا۔ رپورٹ کے مطابق فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے 36,740 افراد میں تیار کھانا تقسیم کیا، 11,890 خاندانوں میں خشک راشن بھی تقسیم کیا گیا۔ 134 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں مریضوں کو طبّی امداد فراہم کی گئی، عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی پروگرام 23,130 کے تحت 36 ہزار متاثرین میں گوشت تقسیم کیا گیا، متاثرین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے 62 لاکھ روپے کی نقد امداد بھی متاثرین میں تقسیم کی گئی۔ زلزلہ متاثرہ وعلاقوں میں 95 ہینڈ پمپ و کنویں لگائے گئے۔ گھروں کی تعمیر کے لئے 500 مکانات کا تعمیراتی سامان تقسیم کیا گیا۔ بلا شبہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکار ملک و قوم کی خدمت کر کے اللہ رب العزت کے ہاں سرخرو ہو رہے ہیں۔ خدمت کے اس عظیم کام کو جاری رکھنے کے لئے پاکستانی قوم نے ہمیشہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کا ساتھ دیا اور تعاون کرتی رہی ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اہل پاکستان کو نیکی کے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہو گا، تا کہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے جو منصوبہ جات جاری ہیں انکو پورا کیا جا سکے۔

ہیپی نیو ایئر ’’ مگر کن کا۔۔۔؟

تحریر : فیصل محمود مغل

مقصد اپنی زندگی کا انسان بھول گیا
محمد ﷺ کی سنت ، اللہ کا فرمان بھول گیا
اغیار کی تہذیبیں سب اپنائے ہوئے ہیں
اپنے اسلام کا طریقہ ذیشان بھول گیا
بد نصیبی طفیل اس کی کہاں تک بیان کروں
یہ بیچارہ خود اپنی ہی پہچان بھول گیا

ایک اور نیا سال شروع ہو گیا ہے ، قیامت مزید ایک سال قریب آ گئی ، فرمان رسول ﷺ ہے کہ ’’تباہ ہو گیا وہ شخص جس کا آج اس کے گزشتہ کل سے بہتر نہیں۔‘‘ہم نے ایک سال اور گزار دیا ، ذرا اپنا احتساب کریں کہ کتنی نیکیاں اور کتنی برائیاں ؟ بحیثیت مسلمان ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اسلام اس حوالے سے کیا بتاتا ہے ۔ ’’ اسلامی سال‘‘ کا آغاز ’’ محرام الحرام ‘‘ سے ہوتا ہے اور محرام الحرام اسلامی تقویم کا پہلا ماہ مبارک ہے اور اس کی اہمیت سے بہت ہی کم مسلمان واقف ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مقدس مہینہ تاریخ میں فتنہ و فساد اور رسوم و بدعات کا پلندہ بن کر رہ گیا ہے ۔ اگر ایک طرف دہشت گردی کی سنگین وارداتیں اس ماہ میں رونما ہوتی ہیں تو دوسری طرف بے تحاشہ رسوم

اور بدعات کو بھی اس ماہ مبارک میں دہرایا جاتا ہے، اور یوں نئے اسلامی سال کی ابتدا دہشت گردی اور بدعات سے ہوتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کو بڑا محترم ٹھہرایا ہے، اللہ تعالیٰ نے نہ اسے سوگ کے لئے مقرر فرمایا ہے اور نہ ہی توہّمانہ خیالات کیلئے۔

محرام الحرام میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی ہجرت کا عمل تقریباً مکمل ہو چکا تھا اس لئے حضرت عمرؓ کے دور میں جب اسلامی کیلنڈر کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس میں پہلی اسلامی مملکت بنیاد بننے والے عظیم عمل ہجرت کو ترجیح دی گئی حالانکہ دیگر تمام سنین کسی شخصیت کی پیدائش یا موت کے حوالے سے ہیں، مثلاً عیسوی سن یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور رفع آسمانی سے متعلق ہے۔ اسی طرح جولین اور بکرمی سن ہے۔ اسلام کی امتیازی شان ہے کہ اس نے ایمان و عمل کو ترجیح دی ہے، اور نہ نبی کریم ﷺ کی پیدائش اور آپ ﷺ کی وفات سے بڑھ کر کیا عظیم واقعات ہو سکتے ہیں، لیکن قوموں کی سربلندی میں شخصیات کے عظیم اعمال کا کردار ہوتا ہے نہ کہ پیدائش و وفات کا۔ اس لئے مسلمانوں کا یکم جنوری کو ’’ ہیپی نیو ایئر ‘‘ کا جشن منانا میری سمجھ سے بالاتر ہے، شاید کچھ لوگ اسے ’’ روشن خیالی ‘‘ کا نام دیں لیکن اسلام جہاں دوسروں کے عقائد کے احترام کا درس دیتا ہے وہیں ہمیں دوسرے مذاہب کے عقائد و نظریات کو اختیار کرنے سے روکتا بھی ہے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی یکم

جنوری سے شروع ہونے والا " نیا سال " یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے اس کے باوجود اسلام کے قلعہ میں فحاشی و عریانی اور بے حیائی و بیہودگی سے بھرپور پروگراموں کا انعقاد سرکاری سرپرستی میں ہونا، لمحہ فکریہ ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پرنٹ میڈیا کے تمام ذرائع بشمول اخبارات اور رسائل خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی تمام کے تمام یکم جنوری کو ہی اپنے قارئین کی نذر کرتے ہیں۔ 31 دسمبر کی رات جو کچھ ہوتا ہے اس کے بارے میں تو کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا، اس رات شرم و حیا سے عاری " رقص و سرور کی محافل کا انعقاد انگور کی بیٹی کا کھلے عام استعمال، اور لاکھوں روپے رقاصاؤں پر لٹانا " اور وہ سب کچھ جسے قلم بھی لکھنے سے شرماتا ہے۔ کیا یہ سب کچھ ایک مسلمان قوم کو زیب دیتا ہے۔؟ ایسے ہی مسلمانوں کا حال ایک شاعر نے کچھ یوں بیان کیا ہے !۔

ہر کوئی مست ہے ذوق تن آسانی میں
تم مسلمان ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے؟

سال کی آخری رات میں اپنے اعمال سیاہ کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ کہیں انہی کی حرکتوں کی وجہ سے " سونامی " زلزلہ اور سیلاب جیسی قدرتی آفات نازل تو نہیں ہوئیں۔ اس رات بے حیائی اور فحاشی پر پیسہ ضائع کرنے کے بجائے متاثرین سیلاب اور حالیہ متاثرین زلزلہ میں سے کسی ایک پر خرچ کریں

تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے اور بعض ممالک پر ’’ عذاب الٰہی ‘‘ ختم ہو جائے ۔ مگر افسوس کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بغاوت کے کام چھوڑنے کو تیار نہیں ۔ اور ایسے بے ہودہ تہواروں کو منا کر اللہ کے عذاب کو مزید دعوت دے رہے ہیں۔

بحیثیت مسلمان ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ نئے سال کا مطلب نئی منزل کی طرف جاری سفر کا ایک اور قدم ہے ، اک نئی منزل کا آغاز ، اور مسلمان جب بھی کوئی کام شروع کرتا ہے تو اس کا آغاز وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر کرتا ہے، اس موقع پر اس کا سر رب کی بارگاہ کے آگے جھکتا ہے ، مگر ہمارا طریقہ اور روش کیا ہے، اے مسلمان !

افسوس صد افسوس کہ:

ہم وہ پہلی سی روش اور ادا بھول گئے
کیا ہے محبت میں آداب وفا بھول گئے
لٹ گئی دولت ایمان پر احساس نہیں
کچھ بھی فرمان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہمارے پاس نہیں

ہیپی نیو ایئر منانا اور اس کی مبارک باد دینا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کی عین خلاف ورزی ہے، اس لئے کہ غضب اللہ علیہم (اللہ ان پر ناراض ہوا) اللہ کے رسول ﷺ نے لعن اللہ الیہود و النصاریٰ ، اور قاتل اللہ الیہود و النصاریٰ

فرما کر بد دعائیں کی ہیں، پھر ہم ان کے حق میں دعائیہ اور مبارک باد کے کلمات کیسے کہیں؟ سنن بیہقی میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کا فرمان ہے۔ ”کہ جس نے نو روز مہرجان منایا اور ان کی مشابہت اختیار کی اور وہ توبہ کے بغیر اسی حالت میں مر گیا تو قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔“

آخر میں میرا پیغام ان کے لئے جو لوگ اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں کہ وہ اسلامی تہوار اور کلچر کو عام کریں اور ان سب باسی طریق اور بدعتی، صلیبی، ہندی خود ساختہ تہواروں کا بائیکاٹ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کریں، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت محمدی کو ان تمام غیر شرعی تہواروں سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

بھارت کے ساتھ کوئی مسئلہ حل کیوں نہ ہو سکا؟

تحریر: علی عمران شاھین

پنجاب کے وزیراعلیٰ جناب میاں شہباز شریف نے گزشتہ دنوں لاہور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنے دورہ بھارت میں وہاں بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ سمیت تمام بھارتی حکام پر یہ واضح کیا کہ جب تک کشمیر، پانی اور سیاچن وغیرہ کے مسائل حل نہیں ہوتے، امن کا خواب ادھورا ہی رہے گا۔ انہوں نے وہاں کہا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ 67 سال میں بھی ہمارے درمیان حل طلب مسائل میں سے کوئی حل کی منزل تک پہنچ کر مکمل نہیں ہوا۔ پھر معاملات آگے کیسے چل سکتے ہیں؟ ان کے اس بیان کے دوران وزیر پانی و بجلی و دفاع خواجہ آصف کا بیان سامنے آیا کہ بھارت سندھ طاس معاہدہ کی پاسداری نہیں کر رہا ہے اور اس سے یہ پاسداری کروائی جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

میاں شہباز شریف کے اس بیان کی ہر پاکستانی دل سے حمایت و تائید کرے گا کہ بھارت کے ساتھ حل طلب مسائل میں سے آج تک کبھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا بلکہ ہم تو اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ہی سب کی معلومات میں اضافے کے لئے عرض کرتے ہیں کہ بھارت نے تو کوئی مسئلہ حل کرنے کے بجائے الٹا اس عرصہ میں

مزید مسائل بڑھائے اور الجھائے ہیں۔ دور کیا جائیں، عین اس وقت جب میاں شہباز شریف بھارت کا دورہ کر رہے تھے، بنگلہ دیش میں قائم بھارت نواز اور بھارتی اشاروں پر ناچنے بلکہ ان کی کٹھ پتلی حسینہ واجد کی حکومت پاکستان سے وفا و محبت کے جرم میں اپنے ہی شہری عبدالقادر ملا کو تختہ دار پر لٹکا رہی تھی اور بھارت کا ہائی کمشنر وزیراعظم نواز شریف سے ملاقات کر رہا تھا۔ وزیراعظم نواز شریف کے کشمیر کے بارے میں بیانات اور تحرک لائق تحسین ہے اور ہم اس کی قدر کرتے اور اسے سلام پیش کرتے ہیں لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے یہ بنیادی اور اہم ترین مسائل جس ملک کے ساتھ جڑے ہوئے اور جس کے ساتھ حل طلب ہیں وہ تو ہمارا وجود ہی ماننے کو تیار نہیں۔ کیا 1971ء میں یہ ہی دسمبر کا مہینہ نہیں تھا، جب بھارت کی فوجیں ہمارے مشرقی بازو کو کاٹ رہی تھیں۔ بھارت نے کئی سال پہلے بلکہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی وہاں علیحدگی کی تحریک کو پروان چڑھانا شروع کر رکھا تھا اور پھر اگرتلہ سازش سے لیکر مکتی باہنی کے قیام اور پھر بنگلہ دیش کی نام نہاد جلاوطن حکومت کو تسلیم کرنے سے لے کر دنیا کے تمام ضوابط و اخلاق و قوانین کو روندتے ہوئے ہماری سرحدوں پر چڑھائی کی۔ اس کے بعد ہماری فوج سے ہتھیار ڈلوانے، 90 ہزار جوانوں اور پاکستانی لوگوں کو قیدی بنانے تک کے خوفناک واقعات و حالات کیسے بھولے جا سکتے ہیں۔ بھارت تو آج بھی ہمیں دولخت کرنے کا باقاعدہ جشن فتح مناتا ہے۔ اس سال بھی اسی سلسلے میں ایک خصوصی تقریب نئی دھلی میں منعقد کی

گئی تھی جس کا نام وجے دیواس یعنی بڑی فتح رکھا گیا تھا اور اس میں اعلیٰ فوجی حکام کے ساتھ بھارتی زیر دفاع نے بھی خصوصی شرکت کی تھی۔ تو کیا ان حالات میں اس کے ساتھ معاملات سیدھے ہو سکتے ہیں، ہر گز نہیں۔

بھارتیوں کی سیاسی پالیسی عجیب ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ان کے لئے تجارت کے سارے راستے کھول دے۔ بھارتی مصنوعات سے اپنی مارکیٹیں اور بھارتی زرعی اجناس سے اپنی منڈیاں بھرے، بھارت کو افغانستان اور پھر وسط ایشیا تک جانے کے لئے اپنا زمینی راستہ دے دے۔ وسط ایشیا سے گیس لائن کو اپنے ملک سے گزار کر اس کے ملک کے اندر تک ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ بنانے اور رکھنے کی ضمانت کے ساتھ پہنچانے کا اہتمام کر دے۔ کشمیر اور کشمیریوں کی حمایت و تعاون کا نام تک لینا چھوڑ دے۔ اگر بھارت اس کا پانی بند کرتا ہے تو اس کا کہیں تذکرہ نہ کرے۔ سیاچن سے فوجیں ہٹا کر اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بھارت کے ہی حوالے کر دے۔ اور کبھی کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے نئی دہلی سرکار بھارتی عوام یا وہاں کے کسی بھی طبقے کو معمولی سی بھی تکلیف پہنچتی ہو۔ بس اس طرح دوستی ہو گی اور پھر امن و امان کا دور دورہ ہو گا۔

اب بھلا کوئی انصاف سے بتائے کہ کیا اس طرح ہونا ممکن بھی ہے کہ نہیں۔ اور کیا پاکستان کیلئے یہ سب کچھ کرنا ممکن بھی ہے کہ نہیں۔ ظاہر ہے اس کا جواب

تو ''نہ'' میں ہی ہو گا تو پھر ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اپنا حق لینے کیلئے آپ کبھی کمزور زمین پر کھڑے ہو کر اور کمزور موقف کے ساتھ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بھارت نے اگر 67 سال میں ایک بھی مسئلہ حل نہیں کیا تو آپ آخر سمجھ کیوں نہیں جاتے کہ بھارت مسئلے حل کرنا ہی نہیں چاہتا، تو پھر ہم کیوں اس کی دوستی کی خاطر مرے جاتے ہیں اور ہمارے ہاں اس سے ہر صورت بلکہ اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر کے بھی بس صرف اور صرف دوستی کے تذکرے ہوتے اور اس کی کاوشیں ہوتی ہیں۔ یہ تماشا اب حقائق ہر طرح سے سامنے آنے کے بعد بند ہونا چاہئے اور اب بھارت کے ساتھ ہر لحاظ سے دو ٹوک بات کی جائے کہ وہ ہمارے حقوق ہمیں دے، ورنہ خواہ مخواہ کی دوستی اور امن کی پکار کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکتی۔ان حالات میں تقاضہ ہی یہ بنتا ہے کہ ہم اپنے حق کے حصول کیلئے خود مضبوط موقف پر کھڑے ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی ہماری نہ ہو۔

یا بات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ بھارت انتہائی مکار لیکنسا تھ ہی بزدل ملک ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال اس کا سری لنکا جیسے ملک کے سامنے لیٹ جانا ہے جہاں اس نے پہلے تامل باغیوں کی مدد کی اور پھر سری لنکن حکومت کا انتہائی سخت و دلیرانہ موقف دیکھ کر ان کے خلاف سری لنکن حکومت کی مدد کے لئے میدان میں آ گیا۔ سری لنکا تو محض سوا کروڑ افراد کا چھوٹا سا ملک ہے جبکہ

پاکستان دنیا کی چوتھی بڑی عسکری و ایٹمی قوت ہے۔ اگر ہمارے حکمران مضبوطی سے کھڑے ہو جائیں تو مسائل حل کرنا مشکل نہیں ہو گا لیکن افسوس کہ یہ بات آج تک کسی حکمران کو سمجھ نہیں آ سکی۔ اب حالات یہ ہیں کہ امریکی اشاروں پر بھارت اب پاکستان کو گھیرنے کے لئے افغانستان میں اثر و رسوخ بڑھا رہا ہے۔ امریکہ اور اس کے سارے اتحادی اس کام کے لئے اس کے پشت پناہ ہیں۔ بھارت نے اب افغان فورسز کو بھی تربیت دینے اور اپنے ساتھ جنگی مشقوں میں شریک کرنے کا سلسلہ تیز تر کر دیا ہے اور اب وہ افغان فوج کو ہتھیار بھی فراہم کر رہا ہے جو کہ صرف اور صرف ہمارے لئے خطرناک ہے۔ ہمیں اس خطرے کا بھی تدارک کرنا ہے۔ افغانستان میں لڑنے والی جہادی قوتوں نے بھارت کو وہاں کبھی قدم جمانے کا موقع نہیں دیا، یہ ان کا ہمارے اوپر بہت بڑا احسان ہے اور ہمیں اس روش و پالیسی کو لے کر چلنا ہے کیونکہ اس سے ہمارا دفاع مضبوط اور اس سے ہمارے مسائل حل ہوں گے۔ دنیا میں عزت و وقار کے ساتھ حق تبھی ملتا ہے جب آپ اس کے لئے میدان میں پوری قوت کے ساتھ آئیں۔ ورنہ پہلی پالیسیوں کا انجام ہمارے سامنے ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں کون۔ مسیحا یا جلاد؟

اللہ سب کو بیماریوں اور ہسپتالوں کے چکروں سے محفوظ رکھے لیکن جن لوگوں کا سرکاری ہسپتالوں سے واسطہ پڑا ہے ان کے مشاہدے میں آیا ہو گا کہ اگر آپ کسی مریض کی عیادت یا مریض کو کسی قسم کی طبّی سہولت کی فراہمی کے لئے ہسپتال جاتے ہیں اور آپ نے پینٹ شرٹ یا پھر بیش قیمت صاف ستھرا' کلف زدہ لباس زیب تن کر رکھا ہے' چہرے سے سنجیدگی یا پھر کسی حد تک رعونت عیاں ہے اور گفتگو میں انگریزی الفاظ کی آمیزش ہے تو ہسپتال کے گیٹ پر تعینات چوکیدار یہ پوچھے بغیر کہ آپ ہسپتال میں کیوں داخل ہو رہے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں آپ کے لئے گیٹ کھول کر آپ کو خوشی خوشی اندر جانے دے گا جبکہ بعد ازاں ہسپتال کے مختلف شعبوں میں نہ صرف آپ کی آمدورفت آسان ہو گی بلکہ طبّی عملے اور ڈاکٹرز کا رویہ بھی آپ کے ساتھ ان کے عہدوں کی مناسبت سے مودبانہ' نرم یا کم از کم قابل برداشت ہو گا۔ اس کے برعکس اگر آپ عام سادہ سے کپڑوں میں ملبوس ہیں۔ شیو بھی بڑھی ہوئی ہے یا پھر داڑھی کی تراش خراش کا خیال نہیں رکھا ہوا' چہرے پر عاجزی اور انکساری کے آثار ہیں اور گفتگو بھی سادہ ہے تو پہلے تو آپ کو ہسپتال کے اندر داخل ہونے کے لئے چوکیدار کی منت سماجت کرنی پڑے گی اور پھر ہسپتال کے مختلف شعبوں میں مختلف امور کی انجام دہی کے

دوران طبّی عملے کی ناگواری' بے زاری اور ڈانٹ ڈپٹ وغیرہ سے واسطہ پڑے گا۔ علاوہ ازیں او پی ڈی میں معائنے سے لیکر ایکسرے اور لیبارٹریز وغیرہ سے واسطہ پڑنے اور اگر خدانخواستہ ہسپتال میں داخل ہونا پڑ گیا تو پہلے وارڈ میں مناسب جگہ پر یعنی صاف ستھرے حصے میں باتھ روم سے دور' اے سی یا کم از کم پنکھے کے قریب یا پھر سائیڈ روم میں بستر کے حصول تک ' جو' معاشی اور سماجی تفریق'' مریض کے آڑے آتی ہے اس کا حال کسی سے پوشیدہ نہیں، ملک بھر میں سرکاری ہسپتالوں کی صورتحال کسی اعتبار سے تسلی بخش نظر نہیں آتی آئے روز کوئی نہ کوئی ایسی خبر آتی ہے کہ اس سے ہسپتالوں کی حالتِ زار کی فوری اصلاح کی طرف حکومت کی عدم توجہ کا احساس اجاگر ہوتا ہے سرکاری ہسپتالوں میں طبّی عملے کی غفلت، لاپروائی اور فرض ناشناسی ایک انتہائی تکلیف دہ مسئلہ بن چکی ہے جس کے نتیجے میں آئے روز کسی نہ کسی سرکاری ہسپتال میں کسی مریض کی ہلاکت کا المیہ رونما ہوتا رہتا ہے، بعض اوقات عملہ مریضوں کے لواحقین سے بھی ناروا سلوک کا مظاہرہ کرتا ہے، ڈاکٹر و پیرامیڈیکل اسٹاف مریضوں کی کراہتی آوازیں سننے کے باوجود موبائل ہاتھ میں لے کر ایس ایم ایس میں مصروف یا ٹولیوں کی صورت میں سموسے، برگر کھانے میں مصروف ہوتے ہیں، گزشتہ دنوں جناح ہسپتال لاہور جانے کا اتفاق ہوا مریض کو دکھانے کے لئے پرچی لینے کے بعد کمرہ نمبر 65 کا حکمنامہ ملا وہاں چلے جاؤ کمرے کے گیٹ پر موجود اٹینڈنٹ نے مریض کی پرچی لے کر رکھ لی اور خود بھی اندر ڈاکٹر کے پاس بیٹھ گئی اب باہر

جتنے مریض آئے وہ سب انتظار میں تقریبا ایک گھنٹے بعد اٹینڈنٹ کمرے سے پانچ منٹ کا کہہ کر باہر چلی گئی اور تقریبا ایک گھنٹے بعد واپس آئی اس ایک گھنٹے میں جو مریض پہلے کے آ کر بیٹھے تھے اور اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے انکی پرچیاں جمع تھیں وہ بیٹھے رہے اور بعد میں آنے والے اپنے اپنے مریض چیک کروا کر گھروں کو روانہ ہو گئے جب ڈاکٹر سے بات کی گئی تو اس نے کہا باری کا انتظار کرو اٹینڈنٹ سے بات کی گئی تو وہ ایک گھنٹہ ڈیوٹی سے غائب رہنے کے بعد شاید خود مریض بن چکی تھی مریض وارڈ کے باہر چیک اپ کا انتظار کرتے رہے مگر اس اٹینڈنٹ اور ڈاکٹر کو ذرا بھر بھی ترس نہیں آیا، جناح ہسپتال کے دیگر وارڈوں میں بھی یہی صورتحال ہے لاہور کے دور دراز علاقوں سے سینکڑوں روپے کرایہ خرچ کرکے آنے والے مریضوں کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ وہ فیس دے کر محلے کے پرائیوٹ ہسپتال سے چیک اپ کروالیں کیونکہ وہاں چیک اپ بھی صحیح ہو گا اور سرکاری ہسپتال میں چیک اپ کا کیا فائدہ ہے جب معمولی سے معمولی ادویات بھی بازار سے خریدنی پڑتی ہیں۔ جناح ہسپتال کی فارمیسی میں بخار کا سیرپ ''کیل پول'' موجود نہیں نہ کھانسی کی ادویات مل رہی ہیں سرکاری دوا تو ملتی نہیں اور ہسپتال کی فارمیسی میں بھی نہیں پتہ نہیں ادویات کہاں غائب ہو جاتی ہیں سرکاری ہسپتال میں انسانیت کی جو تذلیل کی جاتی ہے اسے دیکھتے ہوئے انسانیت کو خود شرم آنے لگ جاتی ہے ڈاکٹر اپنا فرض منصبی بھلائے بیٹھے ہیں بلکہ وہ وقت گزاری کے لئے اور انجوائے کرنے کے

لئے وارڈوں میں آ کر مریضوں کو خوار کرتے ہیں یہ ان کا مشغلہ بن چکا ہے حالانکہ وہی ڈاکٹر شام کو اپنے پرائیویٹ کلینک پر مریض پر بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں کیونکہ وہاں ان کو فیسیں مل رہی ہوتی ہیں اگر خادم اعلیٰ پنجاب کچھ دیر کے لئے مریض بن کر جناح ہسپتال جائیں تو انہیں ہسپتال کے اندرونی حالات کا پتہ چلے کہ وہاں مریضوں کے ساتھ کیسا بے رحمانہ سلوک کیا جاتا ہے اس پر توجہ کون دے گا کیا حکومتم کا کام صرف ڈاکٹروں کی مراعات پوری کرنا ہے حکومت نوٹس کیوں نہیں لیتی؟ حکومت کو چاہئے کہ مریضوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کے موبائل فون کے استعمال پر پابندی لگائی جائے اور ڈیوٹی ٹائمنگ میں کھانے پینے کے اوقات بھی مختص کئے جائیں تاکہ مریضوں اور ان کے لواحقین کو کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے مگر ایسا کیوں کر ہو گا ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل اسٹاف اپنے مطالبات کے لئے ہڑتالیں کر سکتے ہیں تو حکومت ان پر اپنے مطالبات کیوں نہیں رکھ سکتی، مرضی کی تنخواہیں لینے والے ڈاکٹروں کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے کہ وہ ہسپتال کے بیڈ پر تڑپتے مریض کے سامنے پیپسی پی کر مسکرا رہے ہیں اور مریض کی جان نکل رہی ہے اگر اسی مریض کی جگہ اسی ڈاکٹر کا کوئی قریبی عزیز ہو تو اس وقت اس کی کیا کیفیت ہو گی مگر افسوس کہ کسی بھی نوعیت کے مراعاتی پیکج کے تحت ڈاکٹرز اور طبّی عملے کی اکثریت کو مریضوں کے ساتھ بلا تفریق حسن اخلاق' خندہ پیشانی اور خلوص کے ساتھ پیش آنے اور مریضوں کے جسمانی علاج کے ساتھ

ساتھ ان کے دلوں اور روحوں پر لگے زخموں کی بھی مرہم پٹی پر آمادہ کیا جاسکے کیونکہ انسانیت کے دکھ اور تکلیف کی حقیقت کو سمجھنے' محسوس کرنے اور اس دکھ اور تکلیف کے ازالے کے لئے کردار ادا کرنے کا جذبہ' تنخواہیں اور مراعات بڑھا کر نہیں ابھارا جا سکتا۔ اس جذبے کو جگانے کی کوشش مسیحاؤں کے سینوں میں دھڑکنے والے دلوں' ان کے ضمیر اور ان کے احساسات و جذبات کو جھنجھوڑ کر اور انہیں وہ عہد یاد دلا کر کی جا سکتی ہے جو انہوں نے اس مقدس پیشے سے وابستگی کے وقت کیا ہوتا ہے۔ '' دکھی انسانیت کی خدمت'' کا وہ وعدہ جس پر مال و زر کی حرص اور مادی مفادات کے حصول کی تگ و دو دبیز تہوں کی شکل میں جم چکی ہے' دلوں اور ذہنوں میں تازہ کرنے کے لئے نہ صرف اخبارات و جرائد اور ٹی وی چینلز پر باقاعدگی سے تحریروں' تصویروں اور مباحثوں کا اہتمام ہونا چاہئے بلکہ سرکاری ہسپتالوں میں مجبور' لاچار اور بے بس مریضوں کے جسمانی اور روحانی علاج کے حقیقی تقاضوں پر مبنی احساس اور شعور کو اجاگر کرنے کے لئے غیر سرکاری فلاحی تنظیموں کو ایک جامع پروگرام کے تحت باقاعدہ مہم چلانی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ درد دل رکھنے والے مسیحا خود کو مثال کے طور پر پیش کرکے اپنے ساتھیوں اور ماتحت عملے کو مریضوں کی حالت زار کی پیشہ ورانہ بنیادوں پر نہیں بلکہ انسانی بنیادوں پر بہتری کے حوالے سے قائل کرنے کی کوششیں بھی کر سکتے ہیں۔ ان تمام اقدامات کے نتیجے میں طبّی عملے کی غفلت سے مریضوں کی ہلاکت اور ہسپتالوں میں لاچار مریضوں کی کسمپرسی

کے واقعات کا تدارک ممکن ہے یہ امر افسوسناک بھی ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور طبّی عملے کو تمام تر سہولتوں کی فراہمی کے باوجود ایسی کارکردگی کا مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے جس سے اس پیشے کا تقدس بھی مجروح ہوتا ہے۔ فرض سے غفلت برتنے والے افراد کا احتساب ہونا چاہئے۔

قومی اساتذہ کنونشن کا احوال

پڑھا لکھا معاشرہ ترقی کا ضامن ہوتا ہے۔ سابقہ حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں کی بدولت شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو سکا۔ پاکستان میں لاکھوں بچے اسکول نہیں جاتے۔ جب تک تعلیم کا فروغ نہیں ہوگا پاکستان مضبوط، خوشحال اور مستحکم نہیں ہو سکتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔ قرآن و حدیث میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی ترقی یافتہ قومیں ہیں انہوں نے معاشرے کو ایجوکیٹ کرکے ہی یہ مقام حاصل کیا ہے۔ پاکستان میں شرح خواندگی بہت ہی کم ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکمران تعلیمی اداروں پر ٹیکس گانے کی بجائے انہیں زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کریں۔ جب تک تعلیم کا حصول عام لوگوں کی پہنچ میں نہیں آ جاتا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ بیرونی قوتوں کی جانب سے ایک جنگ میدانوں میں اور دوسری تعلیمی اداروں میں لڑی جا رہی ہے۔ کفار نے تعلیمی نظام کو ٹارگٹ بنا لیا ہے۔ وطن عزیز میں بیرونی ایجنسیاں تعلیمی میدان میں مداخلت کئے ہوئے ہیں اور نظام تعلیم کو اپنی گرفت میں لینا چاہتی ہیں۔ ان کا ایجنڈا نوجوان نسل کے ذہنوں کو بگاڑتا ہے اس کے لیے نظاب تبدیل کروائے جا رہے ہیں۔ خواتین کے تعلیمی اداروں میں مرد اساتذہ اور لڑکوں کے

تعلیمی اداروں میں خواتین اساتذہ کو تعینات کیا جا رہا ہے۔ اساتذہ تنظیموں کو متحد ہو کر دین اسلام اور نظام تعلیم کے حوالہ سے جو کوششیں کی جا رہی ہیں ان کا سدباب کرنا چاہئے۔ جماعۃالدعوۃ شعبہ اساتذہ کے زیر اہتمام مرکز القادسیہ چوبرجی میں ہونے والے دوروزہ قومی اساتذہ کنونشن کا انعقاد کیا گیا۔ کنونشن سے امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید، جماعۃالدعوۃ سیاسی امور کے سربراہ حافظ عبدالرحمٰن مکی، تنظیم اساتذہ پاکستان کے صدر پروفیسر میاں محمد اکرم، تحریک حرمت رسول ﷺ کے کنوینر مولانا امیر حمزہ، جماعۃالدعوۃ شعبہ تعلیم کے مدیر انجینئر نوید قمر، جماعۃالدعوۃ شعبہ اساتذہ کے ناظم حافظ طلحہ سعید، پروفیسر اینڈ لیکچررز ایسوسی ایشن کے صدر پروفیسر رضوان الحق پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کے پروفیسر ڈاکٹر اویس سلیم، صدر قومی زبان تحریک ڈاکٹر محمد شریف نظامی، جماعۃالدعوۃ کے مرکزی رہنما مفتی مبشر احمد ربانی، مولانا سیف اللہ خالد، حافظ محمد مسعود، قاری محمد یعقوب شیخ، پروفیسر ڈاکٹر سلیم بشیر، وزیر اعلیٰ پنجاب کے کوآرڈینیٹر اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم تعلیم ڈاکٹر عبدالغفور راشد، پروفیسر یوسف عرفان، ممتاز دانشور اور کالم نگار سجاد میر، اوریا مقبول جان، متحدہ اساتذہ محاذ آزاد کشمیر کے صدر سید نذیر احمد شاہ، پروگریسو پرائیویٹ سکولز ایسوسی ایشن بلوچستان کے صدر حنیف اخوندی، ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی، مولانا احسان الحق شہباز، مولانا نصر ،جاوید، پروفیسر ڈاکٹر عامر ریاض، سلیم ناصر، عبدالخالق

ثناء اللہ، حافظ عبدالغفار ودیگر نے خطاب کیا۔ اس موقع پر پانچوں صوبوں وآزاد کشمیر سے سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے اساتذہ، پروفیسرز اور ماہرین تعلیم نے شرکت کی۔ کنونشن میں جماعۃالدعوۃ پاکستان نے ملک بھر کی مذہبی و سیاسی جماعتوں، اساتذہ تنظیموں اور ماہرین تعلیم کو ساتھ ملاکر نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کو سیکولر بنانے کی سازشوں کے خلاف ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ تعلیمی میدان میں بھی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مسلط کردہ جنگ کا مقابلہ کریں گے۔ یہ کسی سیاسی جماعت کے خلاف نہیں بلکہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کی جنگ ہے۔ نصاب تعلیم میں کی جانے والی تبدیلیاں قبول نہیں۔اساتذہ کرام اور ماہرین تعلیم قوم کو بیرونی سازشوں سے آگاہ کریں۔ اساتذہ کنونشن کے اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ جماعۃ الدعوۃ تعلیمی محاذ پر ملک بھر میں نصاب تعلیم ااور نظام تعلیم کو سیکولر بنانے کی سازشوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کرے گی اور مغربی ایجنڈے پر چلنے والی غیر ملکی این جی اوز کی اسلام و پاکستان دشمن پالیسیوں کی ہر سطح پر سخت مزاحمت کی جائے گی۔ سرکاری و نجی یعنی ''جنسی ''SRHR'' سکولوں میں دس سے پندرہ سالہ بچوں کو بین الاقوامی ایجنڈے کی ''زندگی کی مہارتوں پر مبنی تعلیم'' کےNGO'sاور تولیدی صحت و حقوق'' کے تحت دھوکے میں نام نہاد جنسی حقوق کے پرچار کا سلسلہ بند کیا جائے نیز حکومت اس قسم کے ایسے ''Social behavioural Change''ایجنڈوں سے علیحدگی کا اعلان کرے اور بیرونی

ایجنڈے پر گامزن تمام این جی اوز کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔ نصاب تعلیم میں اسلام اور نظریہ پاکستان سے متصادم تبدیلیوں کا فوری طور پر سد باب کیا جائے اور علماء کرام پر مشتمل ایک ایسا مانیٹرنگ ونگ تشکیل دیا جائے جو نصاب کی اشاعت سے قبل اس کا مکمل جائزہ لے اور حکومت ان کی پیش کردہ سفارشات پر عمل درآمد کی پابند ہو۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ غیر ملکی مشیر برائے تعلیم مائیکل باربر اور ریمنڈ کی ہدایات پر عمل درآمد کی بجائے مسلمان ماہرین تعلیم سے مشاورت کرکے تعلیمی پالیسیاں بنائی جائیں۔ پورے ملک میں یکساں نصاب تعلیم رائج کیا جائے اوراس نصاب کی تیاری میں تمام صوبوں کے ماہرین تعلیم کی تجاویز و آراء کا خیال رکھا جائے تاکہ لسانی و صوبائی عصبیتوں سے بچا جاسکے۔ اردو میڈیم میں تعلیم حاصل کرنے کا بنیادی حق بحال اور نصابی کتب کو طلبہ کی ذہنی استعداد کے مطابق آسان اور عام فہم بنایا جائے جبکہ انگریزی کو اختیاری قرار دیا جائے۔ پہلی سے لیکر ایم اے تک ناظرہ قرآن اور ترجمۃالقرآن کا اس طرح آغاز کیاجائے کہ طالب علم کو پورے قرآن پاک کا ترجمہ آتا ہو اور طلباء دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے بھی واقف ہوں۔ آغا خان بورڈ اور دیگر سیکولر نصاب تعلیم پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے نصاب کو ہر سطح پر سابقہ نصاب کے مطابق تیار کیا جائے۔ اعلامیہ میں مزید کہا گیا ہے کہ آہستہ آہستہ قرآنی آیات ، احادیث اور اسلامی تاریخ کے سنہری اسباق حذف کرنے کا

سلسلہ ختم کیا جائے اور اسلامیات و مطالعہ پاکستان کو دیگر مضامین کے برابر اہمیت دی جائے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے ہر سطح پر الگ ادارے قائم کئے جائیں اور مرد اساتذہ کے ساتھ خواتین اساتذہ کی تعیناتی پر پابندی لگائی جائے۔ اساتذہ کو ووٹ اندراج، پولیو مہم اور گھر گھر سروے جیسے کاموں پر لگانے کی بجائے طلباء کو پڑھانے دیا جائے تاکہ انہیں صحیح معنوں میں ایک استاد کا مقام حاصل ہو اور وہ سیاسی غلامی کی بجائے آزادانہ حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔ لاتعداد مانیٹرنگ اداروں کی بجائے محکمانہ مانیٹرنگ کی (NTS) جائے تاکہ وقت کے ضیاع اور خوامخواہ کے مسائل سے بچا جاسکے۔ این ٹی ایس جیسے امتیازی امتحانی نظام کو ختم کیا جائے تاکہ سپیشلائزیشن کرنے کے (GAT) اور گیٹ بعد بھی کسی کے مستقبل پر سوالیہ نشان نہ رہے۔ پڑھے لکھے نوجوانوں کے روزگار کا بندوبست کیا جائے اور اساتذہ کی بے شمار خالی اسامیوں پر جلد از جلد اساتذہ کی تعیناتی عمل میں لائی جائے۔ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے خطاب میں کہا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی طاقت و قوت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکے۔ اب وہ یہ جنگ تعلیمی محاذ پر لڑ رہے ہیں۔ اسلام اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کیلئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ امریکی ساری دنیا سے زیادہ اکیلے پاکستان سے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکیوں نے جتنا بجٹ پوری دنیا کیلئے رکھا ہے اسی کے برابر پاکستان میں خرچ کرنے کا اعلان کیا اور یہ

ساری رقم تعلیمی نظام پر خرچ کی جائے گی۔ پہلے وہ دینی مدارس کے خلاف دہشت گردی کا پروپیگنڈہ کرتے تھے مگر اب وہ محسوس کرتے ہیں کہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی اسلام اور نظریہ پاکستان سے محبت رکھنے والی نسل تیار ہو رہی ہے۔ اسلئے خصوصی طور پر تعلیم کے میدان کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے۔ اساتذہ کرام اور تعلیمی ماہرین کو چاہیے کہ وہ نوجوان نسل کے ذہن برباد کرنے کیلئے جو کلچر و ثقافت پھیلانے اور تعلیمی نظام کو سیکولر بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں' ان کے خلاف بھرپور جدوجہد کی جائے۔ حکمرانوں و سیاستدانوں کو چاہیے کہ وہ محض بیرونی امدادیں حاصل کرنے کیلئے بیرونی قوتوں کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب بھی انہی سازشوں کا شکار ہوا تھا۔ کفار جس میدان میں بھی مسلمانوں کے خلاف آئیں گے ہم اسی میدان میں ان شاء اللہ ان کی سازشوں کا مقابلہ کریں گے۔ پاکستان کا پورا کلچر بدلنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ تعلیمی اداروں کے نصاب میں جنسی تعلیم داخل کرکے تباہی پھیلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اساتذہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت عزت اور وقار دیا ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ اسے اللہ کے دین کیلئے استعمال کریں ۔ یہ کام ہم نے خالص اللہ کی رضا کیلئے کرنا ہے۔ اس سے فرقہ واریت کی جڑیں بھی کھوکھلی ہوں گی اور ان شاء اللہ پاکستان امن وامان کا گہوارہ بنے گا۔

خود کش حملوں کی لہر کا سال، 2013

پاکستان میں سال 2013 ء میں خود کش حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ 2010 ء کے بعد اس سال خود کش حملوں میں سب سے زیادہ ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق 2013 ء کے دوران پاکستان میں 47 خود کش حملے ہوئے جن میں 701 افراد جاں بحق جبکہ 1582 زخمی ہوئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 451 عام شہری، سیکیورٹی فورسز کے 129 ۔اہلکار، چھ حکومت نواز مسلح رضاکار اور 115 جنگجو شامل ہیں۔ جبکہ زخمیوں میں 1347 عام شہری، 225 سیکیورٹی فورسز اہلکار اور دس جنگجو شامل ہیں۔ نائن الیون کے بعد سے اب تک پاکستان میں 376 خود کش حملے ہو چکے ہیں جن میں مرنے والوں کی مجموعی تعداد 5710 ہو گئی ہے۔ نائن الیون کے بعد پہلا خود کش حملہ 2002 ء میں کیا گیا تھا۔ کانفلکٹ مانیٹرنگ سینٹر کے اعداد و شمار کے مطابق 2013 ء میں ہونے والے 47 خود کش حملوں میں سے چھ فوج، پیرا ملٹری فورس (ایف سی) اور پولیس کے خلاف آٹھ آٹھ حملے ہوئے۔

2011 ء میں فوج پر چار خود کش حملے جبکہ 2012 میں صرف ایک حملہ ہوا تھا، پیرا ملٹری فورسز (ایف سی اور رینجرز) کے خلاف 2012 ء میں چار خود کش حملے ہوئے تھے جبکہ 2013 ء میں اس تعداد میں دوگنا اضافہ ہوگیا۔ پولیس پر ہونے والے خود کش حملوں کی تعداد میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ 2012ء میں بھی

پولیس کے خلاف آٹھ خود کش حملے ہوئے تھے۔2013ء میں بھی عبادت گاہوں اور جنازوں پر خود کش حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جنگجوؤں نے نماز جنازہ کے دو اجتماعات پر خود کش حملے کیے ان میں اسے ایک کوئٹہ میں پولیس اہلکاروں کے جنازے کے دوران ہوا جس میں ڈی آئی جی سمیت تیس پولیس اہلکار مارے گئے۔ مساجد اور امام بارگاہوں پر چار خود کش حملے ہوئے جبکہ ایک خود کش حملہ چرچ پر کیا گیا۔ سیاسی جماعتوں کے رہنما بھی خود کش حملوں کی زد میں آئے۔ پیپلز پارٹی' اے این پی' پی ٹی آئی' اے این پی اور نیشنل پیپلز پارٹی کے رہنما اور کارکن خود کش حملوں کی زد میں آئے۔ پشاور ہائی کورٹ' سردار بہادر خان یونیورسٹی کوئٹہ' بولان ہسپتال کوئٹہ اور باجوڑ میں بھی ایک ہسپتال خود کش حملوں کا نشانہ بنے۔ سول سرکاری اعلیٰ افسران بھی خود کش حملوں کی زد میں آئے جن میں کمشنر پشاور اور خیبر ایجنسی کے پولیٹیکل ایجنٹ شامل ہیں۔ 2013ء کے دوران جنگجوؤں نے خود کش حملوں میں وی آئی پی شخصیات کو نشانہ بنانے کے لیے کئی حملے کیے۔ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخواہ' ایف سی بلوچستان' آئی جی ایف سی' صوبائی وزیر قانون اسرار گنڈا پور اور دیگر شامل ہیں۔ جنگجوؤں نے آئی ایس آئی کے خلاف بھی سکھر میں ایک تباہ کن خود کش حملہ کرکے اس کے دفاتر کو زمین بوس کر دیا۔ 2013ء کے اعداد و شمار واضح کرتے ہیں کہ جنگجوؤں کی خود کش حملے کرنے اور ہدف کے تعین کی صلاحتیوں میں بہتری آئی ہے۔ کانفلکٹ مانیٹرنگ سینٹر کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق سال 2013ء کے

دوران ہونے والے مجموعی خود کش حملوں میں سے 47 فیصد صوبہ خیبر پختونخواہ می ہوئے جہاں 22 خود کش حملوں میں 344 ۔افراد مارگئے جن میں سے 249 عام شہری' سیکیورٹی فورسز کے 40 اہلکار اور 55 جنگجو بھی شامل ہیں جبکہ 656 افراد زخمی ہوئے جن میں سے 608 عام شہری تھے۔ دیگر میں سیکیورٹی فورسز کے 42 اہلکار اور 6 جنگجو شامل ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخواہ میں پشاور ایک بار پھر سب سے زیادہ متاثرہ ضلع رہا جہاں 2013 ء کے دوران 9 خود کش حملے ہوئے' صوبہ بھر میں خود کش حملوں میں ہونے والی ہلاکتوں کا تقریبا نصف پشاور میں رونما ہوا۔ صوبے کے دیگر اضلاع میں سے بنوں' ہنگو اور مردان میں تین تین خود کش حملے ہوئے' جبکہ ڈیرہ اسماعیل خان میں دو اور سوات اور لکی مروت میں ایک ایک خود کش حملہ ہوا۔ خیبر پختونخواہ میں مہلک ترین خود کش حملہ ماہ ستمبر میں پشاور میں ایک چرچ پر ہوا جس میں افراد ہلاک اور 123 زخمی ہوئے جبکہ سیکیورٹی فورسز پر خیبر پختونخواہ میں سال کا 85 سب سے مہلک خود کش حملہ لکی مروت میں ہوا جس میں دس خود کش بمباروں نے سیکیورٹی فورسز کے ایک کیمپ کے اندر گھس تباہی پھیلائی اور 13 اہلکاروں کو ہلاک اور کو زخمی کیا۔2012 ء کے مقابلے میں 2013 ء میں خیبر پختونخواہ خود کش حملوں 8 کی تعداد میں 27 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ 2013 میں ہونے والے خود کش حملے زیادہ مہلک اور تباہ کن تھے۔ 2012 ء کے مقابلے میں خیبر پختونخواہ میں ہلاکتوں میں فیصد اور زخمیوں کی تعداد میں 76 فیصد اضافہ ہوا۔سال 2013 ء کے 79

دوران خیبر پختونخواہ کے بعد سب سے زیادہ خود کش حملے بلوچستان میں ہوئے جہاں خود کش حملوں میں 199 افراد ہلاک ہوئے جن میں 133 عام شہری' 50 10 سکیورٹی فورسز اہلکار' 6 حکومت نواز رضاکاراور 10 جنگجو شامل ہیں جبکہ بلوچستان میں سال 2013ء کے دوران خود کش حملوں میں زخمی ہونے والے 526 افراد میں سے عام شہری' 67 سیکیورٹی فورسز کے اہلکار اور چار جنگجو شامل ہیں۔ بلوچستان 455 میں سال کا مہلک ترین خود کش حملہ علمدار روڈ پر ہوا جس میں سنئیر پولیس افسران سمیت 73 افراد ہلاک اور 200 زخمی ہوئے۔ بلوچستان میں حسب معمول کوئٹہ خود کش حملوں کا سب سے زیادہ شکار رہا۔ صوبے میں ہونے والے دس حملوں میں سے آٹھ کوئٹہ میں کیے گئے۔ قلعہ عبداللہ اور چمن میں ایک ایک خود کش حملہ کیا گیا۔ خود کش حملوں کے حوالے سے فاٹا تیسرے نمبر پر رہا جہاں 9 خود کش حملوں میں 135 افراد ہلاک ہوئے جن میں سے 63 عام شہری' 33 سیکیورٹی فورسز کے اہلکار اور 39 جنگجو شامل ہیں۔ فاٹا میں 317 افراد خود کش حملوں میں زخمی ہوئے جن میں 212 عام شہری' 105 سیکیورٹی فورسز اہلکار شامل ہیں۔ فاٹا میں سب سے زیادہ خود کش حملے شمالی وزیرستان میں کیے گئے جہاں چار خود کش حملے ہوئے۔ سیکیورٹی فورسز کا خود کش حملوں میں سب سے زیادہ نقصان بھی شمالی وزیرستا میں ہوا جہاں 31 جوان ہلاک اوار 103 زخمی ہوئے۔ خیبر ایجنسی میں دو جبکہ جنوبی وزیرستان' کرم اور باجوڑ ایجنسی میں ایک ایک خود کش حملہ ہوا۔ سال 2013ء کے دوران صوبہ سندھ میں چار خود کش

حملے ہوئے۔ کراچی' جیکب آباد' شکارپور اور سکھر میں ایک ایک خود کش حملہ ہوا۔ صوبے میں ہونے والے ان چار خود کش حملوں میں 17 افراد ہلاک ہوئے جن میں چار عام شہری' سکیورٹی فورسز کے پانچ اہلکار اور آٹھ جنگجو شامل ہیں جبکہ 69 افراد زخمی ہوئے جن میں سے 62 عام شہری اور سات سیکیورٹی فورسز کے اہلکار ہیں۔ صوبے میں سب سے مہلک خود کش حملہ سکھر میں آئی ایس آئی کے دفاتر پر ہوا تھا جب جنگجوؤں نے بارود سے بھری گاڑی کمپاؤنڈ سے ٹکرا دی اور بعد ازاں دفاتر کے اندر گھس کر تباہی پھیلائی۔ پنجاب میں 2013ء کے دوران صرف ایک خود کش حملہ ہوا جس میں راولپنڈی میں ایک امام بارگاہ کو نشانہ بنایا گیا جس میں چار افراد مارے گئے جن میں سے دو عام شہری' ایک پولیس اہلکار اور ایک خود کش بمبار تھا' جبکہ 14 افراد زخمی ہوئے جن میں 10 عام شہری اور چار پولیس اہلکار شامل تھے۔ آزاد کشمیر میں دو خود کش بمباروں نے اس وقت خود کو اڑا دیا جب مقامی آبادی نے ان کا محاصرہ کرکے گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ پاکستان میں خود کش حملوں میں شدت 2007ء لال مسجد آپریشن کے بعد آئی۔ لال مسجد آپریشن سے پہلے ساڑھے چھ برس میں صرف 33 خود کش حملے ہوئے تھے جبکہ اس آپریشن کے بعد صرف پانچ ماہ میں 43 خود کش حملے ہوگئے۔ کانفلکٹ مانیٹرنگ سینٹر کے جمع کردہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ لال مسجد آپریشن کے بعد 2009ء کے آخر تک خود کش حملوں میں اضافے کا تسلسل کے ساتھ رجحان رہا۔ 2009ء سوات' جنوبی وزیرستان اور باجوڑ میں فوجی آپریشنوں

کے بعد خود کش حملوں کی تعداد میں تو کمی آئی تاہم ان حملوں میں مرنے والوں کی تعداد میں اضافے کا تسلسل 2010 ء کے اختتام تک جاری رہا۔ 2011 ء اور 2012 ء میں خود کش حملوں کی تعداد اور ان کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں میں کے رجحان میں کمی دیکھنے میں آئی تاہم 2013 ء میں ایک بار پھر خود کش حملوں کی تعداد اور ہونے والی ہلاکتوں میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔

مظفر نگر بھارت سے آنیوالی سسکیاں کون سنے گا؟

علی عمران شاہین

دھوم تھری'' نے دھوم مچادی..... 300 کروڑ لوٹ لئے..... کرینہ کپور، قطرینہ '' کیف کے گانوں پر ہر طرف لوگ جھوم اٹھے..... بالی ووڈ نے میدان مارلیا..... یہ وہ فقرے ہیں جو آج پاکستانی میڈیا میں انتہائی شد ومد سے دیکھنے اور پڑھنے کو ملتے ہیں ملک کے جس گلی محلے میں چلے جائیں، آپ کو انڈین فلمیں، انڈین گانے اور ..... ڈرامے ہی دیکھنے کو ملیں گے۔ اب تو ایک قدم آگے بڑھ کر پاکستانی ٹی وی چینلز نے مختلف بھارتی ٹی وی پروگرام بھی شد ومد سے دکھانے شروع کر دیئے ہیں..... جی ہاں ! اسی بھارت کے کہ جس نے اپنے ملک میں پاکستانی ٹی وی چینلز پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جی چاہا کہ آپ کو بتاؤں کہ بھارت کے دہشت گرد ہندو ہمیں دکھائے جانے والے ان مست گانوں کو کہاں کہاں اور کیسے کیسے استعمال کرتے ہیں؟ اس کا تذکرہ شروع کرنے سے پہلے قلم لڑکھڑاتا..... آنکھیں ڈبڈباتی ہیں..... لکھنے کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے..... دماغ ماؤف ہونے، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگتا ہے کہ بھارتی فلموں، گانوں اور ڈراموں کی رسیا اس قوم کو یہ کیسے سناؤں کہ وہ 8 ستمبر 2013ء کا دن تھا۔ بھارتی ریاست اترپردیش کے 4 اضلاع کے 162 گاؤں میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر اچانک یلغار کر دی تھی..... مسلمان جانیں بچانے کیلئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک قیامت کا منظر تھا، ماؤں کو

بچوں کا ہوش نہ تھا اور بچے، ان کا بھی جدھر منہ ہوا بھاگنے کی کوشش کرتے۔ مظفر نگر سے 20 کلو میٹر دور ضلع شاملی میں لاکھ باوڑی نام کا ایک گاؤں ہے۔ یہاں کا سربراہ امیر کبیر ہندو جاٹ بلو پردھان ہے جس کا اصل نام سدھیر کمار ہے۔ یہاں اس کی وسیع و عریض حویلی میں مسلمان عورتیں پناہ لینے کیلئے پہنچی تھیں، لیکن یہاں ان کے ساتھ کیا ہوا..... دل اور کلیجہ تھام کر سنیئے!

علاقے بھر سے غصے سے بپھرے ہندوؤں کے غول مسلمانوں پر حملہ آور تھے تو انہوں نے اپنے ساتھ بالی ووڈ کے گانوں کا خاص اہتمام رکھا تھا۔ بلو پردھان کی حویلی کے صحن میں انہوں نے بڑے سپیکر اور ڈیک چلا کر مسلمانوں کی ان لٹی پٹی عورتوں کو پہلے اجتماعی طور پر بے لباس کرنا شروع کیا اور پھر..... ڈھول کی تھاپ اور انڈین گانوں پر مست رقص کرتے ہندوؤں نے مسلمانوں کی خواتین کے جسم دانتوں سے نوچنا اور کھلے عام ان کی عزتیں تار تار کرنا شروع کر دیں۔ یہاں روبینہ نامی ایک خاتون جو کہ آج بھی پناہ گزین ہیں، بتاتی ہیں کہ اس کے یہ کچلے گال ہندو جاٹ بدمعاشوں نے کاٹ کھائے تھے اور 3 بدمعاشوں نے اسے چیر پھاڑ کر کے بے لباس حالت میں چھوڑ دیا تھا۔ روبینہ بلبلاتے ہوئے کہہ اٹھی کہ ان کے گاؤں پر جب ہندو بدمعاشوں نے حملہ کیا تو وہ کئی خواتین کو پکڑ کر قریبی مسجد میں لے گئے اور وہاں سپیکر پر

انڈین گانے بجانے شروع کر دیئے۔ پھر سبھی خواتین کو انہوں نے مکمل بے لباس کر کے پہلے ناچنے پر مجبور کیا تو پھر انہی گانوں پر انہوں نے مسجد کے اندر ہی خواتین کی باری باری عزت تار تار کی اور ان کے کپڑے ساتھ لے کر آگے نکل گئے۔

پاکستان میں انڈین گانوں پر مست ہونے اور عوام کو مست رکھنے والوں کو کیا کبھی بھارت سے آنے والا یہ پیغام بھی سنائی دے گا.....؟ کیا کبھی ہمارے ٹی وی چینلز اور اخبارات یہ خبریں بھی دنیا کو سنائیں گے؟ یقیناً کبھی نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو یہ باتیں اشتعال کو جنم دیتی ہیں اور ان کی طے کردہ اخلاقیات کے ضوابط کی خلاف ورزی ہیں..... لیکن کوئی تو ہو جو یہ بیان کرے کہ عفت مآب بھارتی مسلم خواتین پر اتر پردیش میں پسندیدہ بھارت اور دوست بھارت کے ان ہندوؤں کے ہاتھوں کیا بیتی کہ جن کے ساتھ ہمارے لوگ ''امن کی آشا'' کا فلسفہ چلا رہے ہیں۔

ہمت ہے تو سنتے جایئے..... کہ یہ آپ کو کوئی اور نہیں سنائے گا۔ بھارتی میگزین آؤٹ لک کے 30 دسمبر 2013ء کے شمارے میں خاتون صحافی نیہا ڈکشٹ نے اتر پردیش کے ان مسلمانوں کی چشم دید داستان بیان کرتے ہوئے بتانے لگی۔

شاملی ضلع میں واقع کنڈھلا کی عید گاہ میں جب ہم پہنچے تو بارش شروع ہو چکی تھی۔" مقامی لوگوں کی مدد سے چلائے جا رہے ہیں جب ہم یہاں کی مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مسلے ہوئے ملبوسات کے ڈھیر مسجد کے صحن میں کیچڑ اور پانی سے بھرے ہوئے گڑھے میں بھیگ رہے ہیں۔

یہیں ایک 30 سالہ خاتون شبانہ بیٹھی ہوئی تھیں، جس کا تعلق لاکھ باوڑی سے تھا۔ شبانہ نے دبی دبی آواز میں بتایا کہ میرے سمیت کئی خواتین کو برہنہ کر دیا گیا۔ ان کی کھلے میدان میں اجتماعی عصمت دری کی گئی۔ پہلے لاٹھیوں سے عورتوں کو پیٹا گیا اس کے بعد بے رحمی سے ان کے ساتھ درندہ صفت شیطانی حرکات کی گئیں تو مردوں کو بھی ننگا کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ ایک گھنٹے کی درندگی کے بعد مجھے دیگر خواتین کے ساتھ برہنگی کے عالم میں پھینک دیا گیا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ سوائے اس بات کے کہ اس کیمپ کے ایک آدمی نے مجھے پہننے کیلئے کرتا دیا۔ کنڈھلا کی ایک خاتون نے بتایا کہ ان کے بدن پر کپڑے نہیں تھے۔ مقامی خواتین نے کپڑے اکٹھے کر کے انہیں دیئے۔ شبانہ کے دونوں لڑکے طاہر اور شاہد جو 5 ویں اور دوسری جماعت میں پڑھتے تھے، اب تک لاپتہ ہیں حالانکہ واقعہ کو تین ماہ بیت چکے ہیں۔

مظفر نگر کے ایک چھوٹے سے شہر گنگروہ کے ایک دینی مدرسہ نے 21 گاؤں کے 400

سے زائد لوگوں کو پناہ دی۔ اس مدرسہ کے سربراہ محمد ثناء اللہ سے جب پوچھا گیا یہاں کسی خاتون کی عصمت ریزی کے کسی واقعہ کی اطلاع ہے؟ تو انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ''خواتین کی بے حرمتی بھی کی گئی، انہیں اذیت بھی پہنچائی گئی مگر آپ کو میرا یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ ان واقعات کو بھول جائیں۔ متاثرہ خواتین کے خاندان کے لوگوں کو اگر اس کا علم ہوگا کہ انہوں نے آپ کو سب کچھ بتایا ہے تو وہ انہیں عاق کر دیں گے''۔

یہاں دوسرے کیمپ میں پناہ گزین خاتون شمع نے اپنی کہانی دہرائی کہ ''میں اپنے چھ بچوں کے ساتھ پناہ لینے پردھان کے گھر گئی۔ وہاں ہندوؤں نے میری 3 سالہ بچی کے دونوں ہاتھ بازو توڑ مروڑ کر اسے اچھال دیا۔ یہ وہ نوجوان (ہندو) لڑکے تھے جنہیں میں نے کئی بار اپنے گھر پر کھانا کھلایا تھا۔ جب میں اسے بچانے دوڑی انہوں نے مجھے ایک لاٹھی سے پٹینا شروع کر دیا اور پھر مجھے بے لباس کر کے میری عصمت دری کے لئے انہوں نے اسی لاٹھی کو استعمال کیا۔ اسی طرح انہوں نے یہی لاٹھی والا خوفناک سلوک مزید چار پانچ عورتوں کے ساتھ کیا''۔ شمع کی بہن شازیہ جو ساتھ کھڑی تھی چلا کر بولی آپ اس کے بارے میں کسی کو کچھ مت بتایئے گا۔

اس کے بعد شمع اور اس کے بچے پردھان کے گھر سے نکال دیئے گئے تو شازیہ اور

ان کے سات بچے مل کر وہاں سے بھاگ گئے۔ گاؤں کے لوگ انہیں برہنہ اور خون میں لت پت بھاگتا ہوا دیکھ رہے تھے مگر ان میں سے کوئی بھی مدد کے لئے آگے نہیں آیا۔ شازیہ نے بتایا کہ وہ (ہندو) عورتیں جن کی زچگیوں میں ہم نے مدد کی تھی، بھی ہمارا تماشہ دیکھتی رہیں۔ مہراز نے اس واقعہ کو یاد کرکے جھرجھری لیتے ہوئے بتایا کہ ہندو ہجوم چیخ رہا تھا کہ ان مسلمانوں کی لونڈیاں رکھ لو۔ ظلم پر ظلم سنیئے کہ ہندوؤں نے مسلم خواتین کی چھاتیوں تک کو کاٹ دیا۔ ان خواتین نے بتایا کہ 8اور 10 لڑکوں کا ایک گروپ تھا جو ایسا لگتا تھا کہ اس مشن پر مقرر کیا گیا ہے۔ وہ کسی بھی عورت کو بے لباس کر دیتے پھر اس پر ٹوٹ پڑتے اور اس کی عزت لوٹ لیتے اور چھاتی کاٹ ڈالتے۔ اس گاؤں کی خواتین کہتی ہیں کہ ہمارے متاثرہ گاؤں کی تمام مساجد جلا دی گئیں اور انہیں تباہ کر دیا گیا۔ گاؤں کے تباہ حال اور جلے ہوئے مکانوں کے متعلق اگر ہندو گاؤں والوں سے پوچھا جائے تو وہ صاف یہی کہتے ہیں کہ معاوضہ کے لالچ میں مسلمانوں نے خود اپنے گھر جلائے۔

ہمارے لوگ جب اس بھارت کو پسندیدہ کہتے، اس کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی باتیں کرتے اور ہندوؤں سے خوشی خوشی لپک لپک کر چہک چہک کر تعلقات استوار کرتے ہیں تو تن من میں آگ لگ جاتی ہے۔ ان ہندوؤں کی ہمارے میڈیا میں روز و

شب ترویج ہوتی ہے، ان کی تصویریں چھپتی ہیں، انہیں عزت دی جاتی ہے، ان کی
تہذیب کو ہمارے ہاں غالب کرنے کیلئے ادھیر نگری مچائی جاتی ہے تو خون کھول اٹھتا
.....ہے..... لیکن کریں تو کیا کریں..... جائیں تو کہاں جائیں
..... سمجھیں اور سمجھائیں تو کیسے اور کیونکر

میں ڈرون حملے نہ رک سکے 2013

پاکستان میں بڑھتے ہوئے عوامی احتجاج اور عالمی فورمز پر تنقید کے بعد سی آئی اے نے پاکستان میں ڈرون حملوں کی تعداد میں غیر معمولی کمی کردی۔ 2013ء میں گزشتہ چھ برس کے مقابلے میں سب سے کم ڈرون حملے ہوئے۔ ڈرون حملوں کے اعداد و شمار کے جاری کردہ اعداد و شمار (CMC) جمع کرنے والے ادارے کانفلکٹ مانیٹرنگ سنٹر کے مطابق امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے 2013ء میں 27 ڈرون حملے کیے ہے۔ 2007ء کے بعد کسی ایک سال میں پاکستان میں ڈرون حملوں کی کم ترین تعداد 2013ء کے دوران پاکستان میں ڈرون حملوں میں 181 افراد ہلاک ہوئے جن میں بعض سینئر جنگجو کمانڈر بھی شامل ہیں۔ سی آئی اے نے پاکستان میں ڈرون حملوں کا سلسلہ 2004ء میں شروع کیا تھا۔ اب تک 391 ڈرون حملوں میں 3306 افراد ہلاک ہو چکے ہیں جن میں اکثریت نامعلوم مشتبہ جنگجوؤں کی ہے جن کی آج تک شناخت نہیں ہو سکی کہ ان میں کتنے عام شہری ہیں اور کتنے جنگجو' تاہم ان میں سے تقریباً آٹھ سو کے قریب عام شہریوں کی ہلاکتوں کی تصدیق ہو چکی ہے۔

2013ء کے پاکستان میں ہونے والے 27 ڈرون حملوں میں سے 22 شمالی وزیرستان میں ہوئے جن میں 131 افراد ہلاک اور 83 زخمی ہوئے۔ جنوبی وزیرستان میں 4 ڈرون حملے ہوئے جن میں 44 افراد ہلاک اور 24 زخمی ہوئے۔ سال 2013ء کے دوران ڈرون حملوں کی تعداد

میں تو کمی آئی تاہم تاریخ میں پہلی بار فاٹا سے باہر صوبہ خیبر پختونخواہ کے بندوبستی علاقے تک ڈرون حملوں کا دائرہ بڑھایا گیا اور ہنگو کے علاقے ٹل میں ایک مدرسے پر ڈرون حملہ کرکے مولانا احمد جان اور ان کے ساتھی علماء کو ہلاک کر دیا گیا۔ مولانا احمد جان امریکا کو انتہائی مطلوب افراد کی فہرست میں شامل تھے۔ 2013ء کے آغاز پر سی آئی اے نے ڈرون حملوں کی تعداد میں یکدم اضافہ کر دیا تھا اور سال کے پہلے دس دنوں میں 6 ڈرون حملے کر دیئے۔ تاہم آنے والے مہینوں میں ڈرون حملوں میں کافی کمی کر دی گئی۔ فروری، مارچ اور اپریل میں ہر ماہ دو ڈرون حملے ہوئے جبکہ مئی اور جون کے مہینوں میں صرف ایک ایک ڈرون حملہ کیا گیا۔ یہ حملہ میاں نواز شریف کے حلف اٹھانے سے چند دن پہلے کیا گیا جبکہ ان کے دور اقتدار میں 14 ڈرون حملوں میں افراد ہلاک اور 34 زخمی ہو چکے ہیں۔ نواز شریف پاکستان کے پہلے حکمران ہیں 90 جنہوں نے ڈرون حملوں کے خلاف اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں آواز بلند کی جبکہ ان کی حکومت نے ڈرون حملوں کے خلاف سفارتی محاذ کو 2013ء کے دوران گرم رکھا اور دسمبر 2013ء میں جنرل اسمبلی نے بھی ایک قرارداد کے ذریعے ڈرون حملوں کو بین الاقوامی قوانین کے منافی قرار دے دیا۔ اسے پاکستان کی ایک بڑی سفارتی کامیابی تصور کیا جاتا ہے۔ گزشتہ حکومتیں پہلے تو کئی برس تک ڈرون حملوں پر خاموش رہیں پھر عوامی احتجاج پر ڈرون حملوں کے خلاف بیانات جاری کر دیئے گئے تاہم ان حملوں کے خلاف کبھی کوئی سنجیدہ کوششیں نہیں کی گئی

تھیں۔2013 ء کے دوران جہاں وفاقی حکومت نے ڈرون حملوں کے خلاف عالمی فورمز پر محاذ گرم کیے رکھا وہیں صوبہ خیبر کی حکمران سیاسی جماعت پاکستان تحریک انصاف نے اپنی اتحادی جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر ڈرون حملوں کے خلاف چالیس روزہ طویل ترین دھرنے دیئے اور صوبہ خیبر پختونخواہ کے راستے عوامی احتجاج کے ذریعے نیٹو کی سپلائی کو روک دیا گیااور وہ صرف چمن کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ 2013 ء کے دوران دفاع پاکستان کونسل سمیت دیگر جماعتوں نے بھی ڈرون حملوں کے خلاف احتجاجی مہم جاری رکھی ۔پاکستان میں ہونے والے احتجاج اور عالمی فورمز پر مسلسل تنقید کے واضح اثرات سی آئی اے کی ڈرون پالیسی پر نظر آئے اور 2013 ء میں (Signature ان حملوں کی تعداد میں غیر معمولی کمی کر دی گئی ۔ سگنیچر ائیک یعنی ایسے حملے جو کسی بھی مشتبہ ہدف پر کیے جاتے تھے چاہے اس میں کوئی (Attack اہم ٹارگٹ ہو یا نہ ہو) کی تعداد میں خاطر خواہ کمی دیکھنے میں آئی ۔2013 ء کے دوران زیادہ تر فوکس جنگجو کمانڈروں پر رہا۔ تقریبا بیس کے قریب سینئر اور درمیانے درجے کے کمانڈر ڈرون حملوں میں ہلاک ہوئے جن میں حکیم اللہ محسود' ولی الرحمٰن محسود' (ٹی ٹی پی) ' مولوی نذیر (پاکستان نواز طالبان گروپ کے امیر)' ولی محمد محسود ٹی ٹی پی)' فیصل خان' اسرار احمد اور لطیف (ٹی ٹی پی)' الشیخ یٰسین صومالی (ڈپٹی) کمانڈر ٹریننگ القاعدہ پاکستان و افغانستان)' الشیخ ابو ماجد العراقی (القاعدہ)' الشیخ ابو) وقاص (القاعدہ)' ابو عبیداللہ الآدم

انٹیلی جنس چیف القاعدہ) ' کمانڈر متقی المعروف بہادر خان (ٹی ٹی پی)' کمانڈر شیر خان (حقانی نیٹ ورک)' ابو سیف الجزائری (القاعدہ)' مولانا اختر زدران (حقانی نیٹ ورک)' ابو راشد (القاعدہ ٹریز) محمد الیاس الکویتی (القاعدہ) ' سنگین زدران سینئر کمانڈر حقانی نیٹ ورک) ' زبیر المزی (القاعدہ) ' ابو بلال خراسانی) القاعدہ) ' ابو دجانہ خراسانی (القاعدہ) مولانا احمد جان (سینئر کمانڈر حقانی نیٹ ورک) ' کمانڈر فیصل (انصار المجاہدین) شامل ہیں۔2013 ء کے دوران بھی سی آئی نے اعلیٰ پاکستانی عہدیداروں کے دوروں کے دوران' پہلے یا فوری بعد ڈرون حملے کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ وزیر اعظم نواز شریف اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے لیے جس دن پاکستان سے امریکا روانہ ہوئے اس دن بھی ڈرون حملہ کیا گیا جبکہ جنرل اسمبلی میں ڈرون حملوں کے خلاف ان کے بیان کے دوسرے اور تیسرے دن بھی ڈرون حملے کرکے سی آئی اے نے اپنی نیت واضح کر دی۔ پاکستان میں 2004 ء سے اب تک 391 ڈرون حملے ہو چکے ہیں۔ 2004 ء سے 2007 تک 9 ڈرون حملوں میں 109 افراد ہلاک ہوئے' 2008 ء میں 34 ڈرون حملوں میں 296 افراد ہلاک ہوئے' 2009 ء میں 53 ڈرون حملوں میں 709 افراد ہلاک ہوئے' 2010 ء تاریخ کا مہلک ترین سال رہا۔ اس سال 132 ڈرون حملوں میں 938 افراد ہلاک ہوئے' 2011 ء میں 75 ڈرون حملوں میں 609 افراد ہلاک ہوئے' 2012 ء میں 61 ڈرون حملوں میں 464 افراد ہلاک ہوئے جبکہ 2013 ء میں ڈرون حملوں میں 181 افراد ہلاک ہوئے۔ 27

اوسطاً ہر ڈرون حملے میں 9 سے زائد افراد مارے جاتے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ہر ڈرون حملے کے بعد مذمت کی اور امریکہ سے احتجاج کیا مگر صرف مذمتوں سے کام نہیں بنے گا بلکہ جب تک ڈرون گرائے نہ جائیں امریکہ باز نہیں آئے گا، حکمران عوام کی آواز بنیں اور انکے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے امریکہ کو مضبوط پیغام دیں کہ اگر اب 2014 میں ڈرون آیا تو گرائیں گے اور ملک کا دفاع کریں گے۔

''بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں ''رسوائی

ایک ماہ قبل ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل نے بدعنوانی کے حوالے سے سالانہ رپورٹ 2013ء جاری کی تھی جس میں۔ صومالیہ، شمالی کوریا اور افغانستان دنیاکے بدعنوان ترین ممالک، پاکستان میں بہتری آئی جبکہ بھارت جوں کا توں رہا۔ ڈنمارک اور نیوزی لینڈسب سے کم کرپشن والے ممالک ہیں۔ فہرست میں شامل 177ممالک میں سے دو تہائی اب بھی 50 پوائنٹس سے نیچے ہیں۔ رپورٹ 177 ممالک کے لوگوں سے انٹرویوکے بعد مرتب کی گئی۔ بدعنوانی سے پاک ممالک کیلئے 100 نمبر رکھے گئے اور مندرجہ بالاممالک نے اس میں صرف 8 پوائنٹس حاصل کئے۔ پاکستان 28 پوائنٹس کے ساتھ 127 ویں مقام پر ہے جبکہ بھارت 36 پوائنٹس کے ساتھ 94 ویں نمبر پر ہے۔ بھارت کومسلسل دوسرے برس یہی سکور ملا ہے۔ پاکستان میں گزشتہ برس کے مقابلے میں ایک پوائنٹ کی کمی ہوئی ہے۔ فہرست میں کہا گیا کہ اقتدار کا غلط استعمال، خفیہ سودے اور رشوت خوری عالمی سطح پر معاشروں کو برباد کررہے ہیں۔ جنوبی ایشیا میں افغانستان کی حالت سب سے خراب بتائی گئی ہے جسے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی فہرست میں 8 پوائنٹس ملے ہیں اور وہ فہرست میں 175 ویں مقام پر ہے۔ 100 پوائنٹس والے ملک کو تقریباً بدعنوانی سے پاک سمجھا جاتا ہے۔ سری لنکا بھارت سے بہتر پوزیشن میں ہے جسے فہرست میں 37 پوائنٹس کے ساتھ 91 واں مقام

حاصل ہے۔ رواں سال پاکستان کرپشن زدہ ممالک کی عالمی رینکنگ میں 27 ویں سے ویں نمبر پر آگیا ہے۔ معمولی بہتری خوش آئند ہے، کرپشن کیسز میں سزائیں نہ 28 ملنے سے اداروں میں من مانیاں جاری ہیں۔ ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی صوبے نے کرپٹ وزراء کو فارغ کیا ہے۔ عدلیہ اور میڈیا کا کرپشن روک تھام میں اہم کردار ہے، بیرونی سرمایہ کار کرپشن کی وجہ سے پاکستان کا رخ کرنے سے کترانے لگے ہیں۔ یہ رپورٹ پاکستان نہیں بلکہ عالمی سطح پر تیار کی گئی دنیا کے ممالک کے درمیان کرپشن کی رینکنگ کے حوالے سے جاری ہوتی ہیں۔ رواں سال خوشگوار طور پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہمارے ملک میں ایک درجہ کرپشن کم ہو گئی ہے۔ اس برس بنگلہ دیش بھی کرپشن میں ہم سے آگے رہا۔ پی ٹی آئی اور مسلم لیگ (ن) کے منشور میں تو ابھی تک کرپشن کے حوالے سے بہت سخت اصول رکھے گئے جس کا عملی مظاہرہ خیبر پی کے حکومت میں شامل دو وزراء کو کرپشن ثابت ہونے پر فارغ کرنے کی صورت میں نظر آیا ہے۔ چین میں کرپشن کی سزا موت مقرر کی گئی ہے لیکن ہمارے ہاں اسے جرم سمجھا نہیں جاتا ہے، موجودہ حکومت کا ابھی تک کوئی سکینڈل سامنے نہیں آیا لیکن پیپلز پارٹی کے پانچ سالہ دور حکومت میں غریبوں کے نام پر اپنے جیب بھرے گئے، روٹی کپڑا اور مکان کے منشور کا نعرہ رکھنے والی پارٹی نے ''کرپشن'' کرنے کے لئے ایک ایسے منصوبے کو چلایا جس سے غریبوں کو تو ذلت ہی میسر آئی لیکن امراء کے خزانوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ پیپلز پارٹی حکومت کی جانب سے غریبوں کے لیے شروع

کیے جانے والے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے منصوبے کی تشہیر پر 3.15 ارب روپے خرچ کیے گئے۔ پارلیمنٹ کی جانب سے منظوری کے بعد اکتوبر 2008 میں قیام کے ساتھ ہی اس وقت کی پروگرام کی منتظم سابق رکن اسمبلی فرزانہ راجہ نے صرف ایک سال 2008-2009 کے درمیان پروگرام کی تشہیر پر 93 ملین روپے خرچ کر ڈالے۔ سن 2009-2010 کے دوسرے مالی سال کے دوران اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات اور نجی ٹی وی چینلز پر اشتہاری مہم کی مد میں 65 ملین سے زائد رقم پانی کی طرح بہا دی گئی۔ لیکن یہ سلسلہ یہیں نہیں رکا بلکہ اگلے مالی سال یعنی 2010-2011 میں پیپلز پارٹی حکومت نے حاتم طائی کی سخاوت کے مزید ریکارڈ توڑتے ہوئے اشتہاری اخراجات کی مد میں 83 کروڑ سے زائد رقم لٹا دی۔ اس حوالے سے ملکی معیشت پر سب سے زیادہ بھاری سال 2011-2012 کا ثابت ہوا جہاں اس منصوبے پر سب سے زیادہ رقم خرچ کی گئی اور 956 ملین روپے (97 کروڑ 60 لاکھ) کسی حکومتی ادارے کی جانب سے ایک مالی سال کے دوران کسی منصوبے کی تشہیر پر خرچ کی جانے والی سب سے بڑی رقم ثابت ہوئی۔ پیپلز پارٹی حکومت کے آخری سال بھی صورتحال کچھ زیادہ مختلف نہ تھی جہاں بینظیر انکم سپورٹ پروگرام اخبار کے صفحات اور قیمتی اوقات میں چینلز کی زینت بنا اور اس سال بھی غریبوں کے لیے دنیا کا بہترین پروگرام قرار دیے جانے والے اس منصوبے پر اشتہارات کی مد میں 609 ملین روپے کا خرچ آیا۔ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کی موجودہ انتظامیہ کے سینئر آفیشل کا کہنا ہے کہ حالانکہ اس منصوبے کا مقصد

ان گھرانوں کو وسائل کی فراہمی تھا جنہیں اپنے گزر بسر میں شدید مشکلات کا سامنا ہے لیکن اس میں بڑے پیمانے پر دھاندلی کرتے ہوئے امیر طبقے کی جیبیں بھری گئیں۔ ملک کی تاریخ میں آج تک کسی بھی ادارے کی جانب سے اشتہاری مہم پر اتنے بڑے پیمانے پر رقم خرچ کرنے کی مثال نہیں ملتی، صرف کسی منصوبے کی تشہیر پر اربوں روپے خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ اس طرح کی جارحانہ اشتہاری مہم کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس پروگرام کا مقصد لوگوں کو فائدہ پہنچانا تھا۔ ان عوامی نمائندوں کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت اس عوام الاؤنس کے سب سے زیادہ مستحق لوگ کون ہیں۔ اس پروگرام کے لیے ایک مہنگی اشتہاری مہم کی گئی جہاں تھوڑی سی احتیاط اور کام کی بدولت ان مہنگے اشتہاری بلوں کے بغیر باآسانی کام ہو سکتا تھا جن کی ادائیگی پروگرام کے اختتام پر کی گئی۔ اس منصوبے پر اب تک 165 ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں جس میں سے 85 فیصد ادائیگی حکومتی خزانے سے کی گئی، اس میں سے 15 سے 16 فیصد امداد کی مد میں ملنے والے پیسوں سے ادا کیے گئے جس کی حکومت پاکستان بعد میں سود سمیت ادائیگی کرے گی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قانون دان موجودہ قومی اسمبلی میں بتدریج اس منصوبے کے فنڈ میں بدانتظامی کا معاملہ اٹھاتے رہے ہیں جس کے جواب میں حکومتی اراکین کی جانب سے پارلیمنٹ کو شفاف اور غیر جانبدار تحقیقات کی یقین دہانی کرائی گئی۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے دفتر نے اور 2011-2012 کی رپورٹ 2010-2011

میں بھی بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں غیر ضروری اخراجات اور بے قاعدگیوں کی نشاندہی کی تھی اور یہ معاملہ تاحال قومی اسمبلی کی پبلک اکانٹس کمیٹی کی توجہ کا منتظر ہے۔ن لیگ کا حصہ بننے والے پیپلز پارٹی کے سابق سینیٹر انور بیگ اس پروگرام کے موجودہ سربراہ ہیں۔ میڈیا کو دیے گئے اپنے مختلف بیانات میں وہ سابقہ انتظامیہ کی زیر نگرانی منصوبے کو ہونے والے مالی نقصان کی تصدیق کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ تمام دستیاب فورمز پر منصوبے کی مکمل تحقیقات کا ارداہ رکھتے ہیں۔بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں اب تک کروڑوں روپے کی کرپشن سامنے آ چکی ہے' اس مد میں رکھی گئی رقم اگر بجلی پیدا وار کرنے کے لئے مختص کی جاتے تو ملک میں ایک سال کے لئے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ ہو جاتا جس سے صنعتیں چلتیں اور غریب آدمی کو روزگار کے مواقع میسر آتے۔بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں اربوں روپے ضائع کئے گئے حالانکہ ایک ہزار روپے سے کسی کے معیار زندگی میں کیا بہتری لائی جا سکتی ہے۔اس پروگرام سے جس طرح عوام کی تذلیل کی گئی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا،ایک ایک ہزار کے لئے سارا سارا دن خواتین کو لائنوں میں لگایا گیا تو دوسری طرف نوسربازوں کی بھی چاندی ہوئی انہوں نے بھی عوام کو لوٹا،اب موجودہ حکومت کو چاہئے کہ اس منصوبے کو شفاف اور احسن طریقے سے چلائے،انکم سپورٹ پروگرام کی رقوم گھروں تک پہنچائی جائیں تاکہ نوسربازوں کے ہاتھوں بھی عوام نہ لٹے اور رسوا بھی نہ ہو۔

سعود الفیصل کا دورہ پاکستان

انسانی ہمدردی کے میدان میں سعودی عرب کا مقام ہمیشہ تاریخی حیثیت کا حامل رہا ہے۔قدرتی آفات ہوں یا وطن عزیز پاکستان کو درپیش دیگر مسائل سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان کی مدد کا حق ادا کیا ہے اور اسلامی بھائی چارے و اخوت کی روشن مثالیں قائم کی ہیں۔ سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل کے حالیہ دورہ پاکستان سے پاک سعودی تعلقات اور زیادہ مضبوط ہوں گے اور دونوں ملک مشترکہ حکمت عملی طے کر کے بیرونی سازشوں کے مقابلہ کیلئے بہتر کردار ادا کر سکیں گے۔ پاکستان اور سعودی عرب کے عوام دوستی اور اسلامی بھائی چارے کے مضبوط رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔وطن عزیز پاکستان پر جب بھی کوئی مشکل گھڑی پیش آئی ہے سعودی عرب نے ہمیشہ کھل کر پاکستان کا ساتھ دیااور پاک سعودی عرب دوستی آزمائش کی ہر گھڑی میں پورا اتری ہے۔ سعودی عرب اور پاکستانی عوام کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں اور وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہے ہیں۔ پاکستانی قوم سمیت دنیا بھر کے مسلمان برادر اسلامی ملک کی ترقی و خوشحالی کیلئے دعا گو ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل کا حالیہ دورہ پاکستان امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے حال کیلئے اہم سنگ میل ثابت ہو گا اور پاک سعودی تعلقات مزید گہرے اور مضبوط ہوں گے۔ سعودی وزیر خارجہ نے اسوقت پاکستان کا

دورہ کیا جب ہر طرف افواہوں کا ایک طوفان تھا کہ وہ مشرف کو بچانے کے لئے آ رہے ہیں لیکن سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے کہہ دیا کہ پرویز مشرف کا معاملہ پاکستان کا اندرونی مسئلہ ہے اور وہ اس حوالے سے کسی قسم کی ڈیل کرانے پاکستان نہیں آئے۔ وزیر اعظم پاکستان نواز شریف اور سعودی وزیر خارجہ کے درمیان ون آن ون ملاقات وزیر اعظم ہاؤس میں ہوئی جس میں باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا، ملاقات میں دونوں رہنماؤں نے تعلقات کو فروغ دینے کے علاوہ رواں سال امریکی اور اس کی اتحادی فوجوں کے افغانستان سے انخلا کے معاملے پر بھی بات چیت کی جبکہ افغان امن عمل جاری رکھنے پر بھی اتفاق کیا گیا۔ بعد ازاں وزیر اعظم نواز شریف اور سعود الفیصل کے درمیان وفود کی سطح پر بھی ملاقات ہوئی جس میں دونوں ممالک کے درمیان تجارت، معیشت اور توانائی کو فروغ دینے کے حوالے سے بات چیت کی گئی۔ اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ حکومت سعودی عرب کے ساتھ تجارتی اور معاشی تعلقات کو فروغ دینا چاہتی ہے، اسٹریٹجک تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کی ضرورت ہے اور ہم توانائی کے شعبے میں سعودی سرمایہ کاری کا خیر مقدم کریں گے۔ پاکستانی عوام سعودی عرب کے ساتھ تعلقات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ دونوں ممالک نے ہر مشکل وقت میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔ سعودی وزیر خارجہ کا کہنا تھا کہ قیام امن کے لئے پاکستان کے کردار کو سراہتے ہیں اور مستقبل میں پاکستان کے ساتھ تعلقات کو مزید مستحکم بنائیں گے۔ وفود کی سطح پر ہونے والی ملاقات

میں وزیر خزانہ اسحاق ڈار، وزیر داخلہ چوہدری نثار، وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف، مشیر خارجہ سرتاج عزیز اور وزیر اعظم کے معاون خصوصی طارق فاطمی بھی موجود تھے۔اسلام آباد میں سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل کے ہمراہ مشترکہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے سرتاج عزیز نے کہا کہ سعودی عرب کے ساتھ برادرانہ تعلقات ہیں اور دونوں ممالک کے رہنماؤں کے درمیان ہونے والی ملاقات میں باہمی تعلقات پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کے عوام مذہبی عقائد اور اقدار میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہیں، خطے میں امن کے لئے دونوں ممالک کا مؤقف یکساں ہے اور سعودی عرب میں مقیم 15 لاکھ پاکستانی دونوں ممالک کے درمیان تعلقات میں مزید بہتری کے لئے کوشاں ہیں۔ وزیر اعظم نواز شریف اور سعودی وزیر خارجہ کے درمیان ہونے والی ملاقات میں نواز شریف نے سعود الفیصل کو معاشی منصوبوں سے آگاہ کیا اور ہم معاشی ترقی میں سعودی عرب کے تعاون کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے کہا کہ صدر پاکستان ممنون حسین اور وزیر اعظم نواز شریف سے ان کی ملاقات مفید رہی، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان ہر طرح کے تعلقات مستحکم ہوں کیونکہ پاکستان کے ساتھ تعلقات دیرینہ اور تاریخی نوعیت کے ہیں۔ سعودی عرب نے مشکل کی ہر گھڑی میں پاکستان کی مدد کی، پاکستان میں توانائی کے وافر ذرائع ہیں لیکن انہیں صحیح سے استعمال نہیں کیا گیا تاہم ہم توانائی کے شعبے میں پاکستان کی ہر ممکن مدد

کریں گے اور تجارت اور دیگر امور پر بھی تعاون جاری رہے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ دہشت گردی پر قابو پانے کے خصوصی توجہ اور تعاون کی ضرورت ہے اور امید ہے کہ ہم جلد اس لعنت پر قابو پالیں گے۔ اس موقع پر انہوں نے ایک تجویز بھی پیش کی کہ ایک کمیٹی قائم کی جانی چاہئے جو دونوں ممالک کے درمیان معاملات کا جائزہ لے۔ افغانستان کی صورتحال کے حوالے سے سعودی وزیر خارجہ نے کہا کہ اس وقت افغانستان ایک مشکل مرحلے سے گزر رہا ہے، رواں سال افغانستان سے امریکی اور نیٹو فوجیں نکل جائیں گی لہٰذا ہم پر لازم ہوتا ہے کہ فوج کے انخلا کو پرامن بنائیں، تمام معاملات خوش اسلوبی سے طے ہوں اور افغانستان میں دہشت گردوں کو دوبارہ منظم نہ ہونے دیا جائے۔ سعود الفیصل نے اسرائیل اور فلسطین کے حوالے سے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان مسائل کا حل مذاکرات ہیں لیکن اسرائیل ہمیشہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرکے مذاکرات ملتوی کر رہا ہے اور معصوم فلسطینیوں پر ظلم ڈھا رہا ہے۔ وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کا کہنا تھا کہ سعودی عرب پاکستان کا قریبی دوست ہے اور سعودی وزیر خارجہ کا دورہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، سعودی عرب چاہتا ہے کہ پاکستان میں توانائی کا مسئلہ حل ہو اسی لئے وہ توانائی کے منصوبوں میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے۔ مسلم امہ کو عالم اسلام کے سب سے بڑے روحانی مرکز سعودی عرب سے بہت اچھی امیدیں وابستہ ہیں۔ ایسے وقت میں کہ جب وطن عزیز پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ سنگین مسائل سے دوچار ہے۔ سعودی وزیر خارجہ کا دورہ پاکستان

مسائل کے حل کیلئے مشترکہ حکمت عملی طے کرنے میں انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ پوری مسلم امہ امید رکھتی ہے کہ سعودی عرب اور پاکستان مل کر دشمنان اسلام کی سازشوں کے مقابلہ کیلئے بھرپور کردار ادا کریں گے۔

مسائل کا حل صرف ''اسلام'' میں

اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے اور اس میں انتہا پسندی، فرقہ واریت اور دہشت گردی جیسی برائیوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام رنگ، نسل اور ذات پات کی بنیاد پر کسی تفریق کا روادار نہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ قرآن حکیم کی شکل میں دنیا میں ایک مکمل ضابطہ حیات لائے جس میں ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لئے تمام ہدایات اور رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ اعلیٰ کردار، وضع داری، دیانت، امانت اور اولوالعزمی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل صالح سے یہ ثابت کیا کہ ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے۔ حضور نبی آخر الزمان جو نظام لے کر آئے ہیں اس کے عملی نفاذ تک وطن عزیز بحرانوں سے آزاد نہیں ہو سکتا ہے اسی نظام کے نفاذ کے لیئے وطن وجود میں آیا تھا لیکن 65 برس گذرنے کے باجود شریعت مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ نہ ہو سکا یہی وجہ ہے کہ پاکستان مسائلستان بن چکا ہے ہر طرف بد امنی، قتل وغارت کے بازار گرم ہیں، غریب کی زندگی اجیرن بن گئی ہے اور خطرات بڑھتے جارہے ہیں۔ آئین کی رو سے حکمران ملک میں قرآن وسنت کے خلاف موجود قوانین ختم کرنے اور اسلام کے نفاذ کے پابند ہیں اس حوالے سے حکمرانوں کو فوری اقدامات کرنے چاہیں۔ اسی نظام کی برکت سے ملک معاشی اور سیاطور

پر بحرانوں سے آزاد ہو گا۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے قرضوں کے نتیجے میں ملک کا معاشی نظام جام ہے۔ جب تک ملکی پالیسیاں بین الاقوامی اداروں کی ہدایات کے مطابق بنانے کے بجائے ملکی مفاد میں نہیں بنائیں جائیں گی اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ عالمی امن کے قیام کے لیے اسلام کی روشن تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔ امریکہ نے نیو ورلڈ آرڈر کے نام پر دنیا کو ظلم و بربریت سے بھر دیا ہے۔ حکمران پاکستان کو دہشتگردی اور بدامنی سے نجات دلانے کے لیے غیروں کی غلامی چھوڑ کر نبی آخرالزمانؐ کی غلامی کو اختیار کریں اور جن بنیادوں پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا، ملک میں ان کا نفاذ کریں۔ پاکستان کے آئین میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ریاست کا مذہب اسلام ہے، اسلام اور قرآن سے متصادم یہاں کوئی قانون نہیں بن سکتا۔ اسلام و پاکستان دشمن سیکولر قوتیں ہماری بنیاد کو مسمار کرنا چاہتی ہیں۔ پوری قوم ملک میں نفاذ اسلام کے لیے متفق ہے یہاں سیکولر اور ظالمانہ نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کی پارلیمنٹ ہی نہیں، بلکہ دنیا بھر کی پارلیمنٹس بھی جمع ہو جائیں، تب بھی اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہماری آزادی چھین کر امریکی غلامی مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب بھی حکومت اور قومی قیادت طالبان سے مذاکرات پر متفق اور ایک نکتہ پر متحد ہوتی ہے، امریکہ ڈرون حملہ کر کے ہمارے اتفاق و اتحاد کو سبوتاژ کر دیتا ہے۔ امریکہ نے پاکستان کو دہشتگردی اور وحشت و بربریت کا مرکز بنا دیا ہے۔ حکمران ہوش

کے ناخن لیں عوام سات ماہ میں ہی ان سے بری طرح تنگ آ چکے ہیں۔ مہنگائی بے روزگاری اور غربت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس سے حکومت پر لوگوں کی امیدیں دم توڑ رہی ہیں۔ حکمران آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے قرض لینے کے لیے اپنی تہذیب و تمدن کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں تعلیم میں بہتری اور صحت کے مسائل ضرور حل ہونے چاہئیں مگر اس کی آڑ میں اسلامی تہذیب و ثقافت اور اپنی شناخت کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ قوم اپنی دینی اقدار کی حفاظت کرنا جانتی ہے۔ دنیا میں بدامنی اقوام متحدہ اور امریکہ کی وجہ سے ہے۔ امریکی پالیسیوں سے امن نہیں آ سکتا۔ قیام امن کے لیے حضورؐ کا لایا ہوا امن و آشتی کا نظام قائم کرنا ہوگا۔ پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسائل کا حل اسلامی نظام حکومت میں ہے۔ پاکستان کی دینی قوتیں متحد ہو جائیں تو یہاں کوئی سیکولر اور امریکی غلام اپنی مکروہ سازشوں میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اسلامی معیشت اپنا کر اور سودی نظام سے توبہ کر کے ہی ہم ملک کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔ نواز شریف کی یوتھ قرضہ سکیم خوشحالی کی بجائے تباہی لے کر آئے گی۔ مہاجروں کے نام پر تنظیمیں کھڑی کرنے والوں کو حضورؐ کی ہجرت سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ دنیا بھر کے امن کے نوبل پرائز حضورؐ کے نعلین مبارک کے نیچے کی مٹی کے برابر نہیں۔ حکمران آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کا پیسہ خود ہضم کر کے عوام کی جیبوں سے نکالتے ہیں۔ یتیموں اور غریبوں کا مال کھانے والے کس منہ سے حضورؐ سے محبت کے دعوے کرتے ہیں۔ جس

طاغوتی نظام کو ختم کرکے حضورؐ نے ہمیں اسلام کا پاکیزہ نظام دیا تھا، آج حکمرانوں کی وجہ سے ہم پر وہی طاغوتی نظام مسلط ہے سیرت کا اصل پیغام یہ ہے کہ ہم طاغوتی نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ دنیا ظلم و ناانصافی اور قتل و غارتگری سے اس وقت تک نہیں بچ سکتی، جب تک وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی سے توبہ نہیں کرتی۔ دنیا آج بھی حضورؐ کی رسالت کا اقرار کرکے جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی تعلیمات سے دنیا کا نقشہ بدل دیا تھا۔ قاتل، محافظ اور ازلی دشمن دوست بن گئے تھے آج بھی دنیا میں امن لانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسلام کا عدل و انصاف کا نظام قائم کر دیا جائے۔ عوام ظلم و ناانصافی سے بچنا اور خوشحالی کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو انہیں رسول اکرمؐ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دیانتدار حکمرانوں کا انتخاب کرنا ہوگا۔ روس اور امریکہ نے کئی سال تک افغانستان کے پہاڑوں سے سر ٹکرایا مگر وہ وہاں اپنا تسلط قائم نہیں کرسکے۔ وہ ایک بھی مسلمان کو کفر اختیار کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے جبکہ دنیا بھر میں روزانہ ہزاروں لوگ اسلام کے سایہ رحمت میں پناہ لے رہے ہیں۔ مختلف نظریات کی بنا پر جماعتیں بنا کر ہم امت کو تقسیم کر رہے ہیں۔ آج مسلکوں اور فرقوں میں بٹ کر ہم امت کو کمزور کر رہے ہیں۔ حضورؐ کی سیرت کا درس عام کرنے کی بجائے ہم خود ہی اس درس کو بھلا بیٹھے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے ملک کو حقیقی معنوں میں آزاد کرانے کے لیئے قرضوں کی لعنت سے جان چھڑانی ہوگی اور کفایت شعاری

کا جو نظام رسول اکرمؐ نے دیا ہے اسے اپنانا ہوگا ورنہ آنے والی نسلیں بھی قرضے نہ اتار سکیں گی۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خوداری کے ساتھ زندگی گزرانے کا پیغام دیا اسے اپنانے کی ضرورت ہے۔ بیرونی ڈکٹیشن سے آزادی کے لیئے ضروری ہے کہ اپنے وطن اور قوم کے مفاد میں اسواہ رسولؐ کے مطابق پالیسیاں بنانی چاہیں۔

برما، مسلمانوں کو تحفظ کون دے گا؟

2014کا پہلا مہینہ ہی میانمار کے مسلمانوں کے لیے خونی ثابت ہوا اور ایک بار پھر بدھ مذہب کے ماننے والوں اور سیکیورٹی فورسز نے ریاست راکھین میں بسنے والے درجنوں روہنگیا مسلمانوں کو موت کی نیند سلادیا۔برما کے مسلمانوں کا ایک مدت سے استحصال کیا جارہا ہے، مسلمانوں کے خلاف عالمی پروپیگنڈے سے فائدہ اٹھا کر متعصب بدھسٹ برما سے مسلمانوں کا صفایا کرنا چاہتے ہیں، ظلم کی چکی میں پسنے والے مسلمان اپنی آزادیوں کے لیے جدوجہد کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال ہوگی۔ اسلام کا نظام کسی ساتھ زیادتی یا ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے معاشرے اور حقوق کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ارکان کے مظلوم مسلمانوں کو آزادی دلانے کیلئے پاکستان کی تمام جماعتوں کو متحد کرنا ضروری ہے۔ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں،.برما میں ہونے والے مظالم پر امت مسلمہ کے دلوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔ دنیا میں جو مسلمان اپنی آزادیوں کے لیے جدوجہد کررہے ہیں، ان شاءاللہ ان کو بہت جلد آزادیاں ملیں گی۔ میانمار (برما) میں بدھ مذہب کے پیرو کاروں نے سیکیورٹی فورسز کی سرپرستی میں مسلمانوں کا گاوں جلاڈالا اور چاقوؤں کے وار کرکے 60 سے زائد

مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ شہداء میں تقریباً تمام خواتین ، بچے اور ضعیف افراد ہیں۔ فورسز نے 100 سے زائد مسلمانوں کو گرفتار کرلیا ہے جب کہ سیکڑوں جان بچا کر فرار ہوگئے۔ انسانی حقوق کی تنظیم ارکان پروجیکٹ کے کرس لیوا نے بتایا کہ راکھین کے گاوں دچاریارتن میں بدھوں اور فورسز نے مشترکہ طور پر مسلمانوں کے گاوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ فائرنگ، چاقوؤں اور ڈنڈوں کے وار کرکے مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کرکے ان کی مسخ شدہ لاشیں کھائی میں پھینک دی گئیں۔ آزاد ذرائع کے مطابق شہداء کی تعداد 60 سے زائد ہے جو تقریباً تمام خواتین، بچے یا ضعیف مرد ہیں۔ بعض اطلاعات کے مطابق کم از کم 17 خواتین اور 5 بچوں کو شہید کیا گیا ہے۔ پولیس نے بلوائیوں کے ساتھ مل کر خواتین ، بچوں اور بزرگوں کو نشانہ بنایا اور لڑکیوں سے زیادتی کی۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کے مطابق سارا معاملہ 8 زیر حراست روہنگیا مسلمانوں میں سے 3 کی لاشیں ملنے سے شروع ہوا۔ روہنگیا مسلمانوں نے لاشوں کی تصاویر بنائیں اور پولیس کے پاس لے کر گئے۔ پولیس اور فوج نے الٹا گاوں پر دھاوا بولتے ہوئے موبائل فون قبضے میں لے لیے۔ گزشتہ دو سال کے دوران بدھ بھکشوں کے حملوں میں ہزاروں مسلمان شہید جبکہ ڈھائی لاکھ سے زائد ہجرت پر مجبور ہو چکے ہیں۔ ریاست راکھین کے علاقے پوختو میں بھی مسلمان مہاجرین کے 40 خیموں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ ریاست راکھین جس کا پرانا نام اراکان ہے، 1784ء تک روہنگیا مسلمانوں کی آزاد ریاست تھی جس پر برما نے قبضہ کرلیا

تھا۔برمی حکومت روہنگیا مسلمانوں کو بنگالی قرار دیتے ہوئے انہیں برمی باشندہ تسلیم نہیں کرتی اورعلاقے سے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے وقتاً فوقتاً نسل کشی کی مہم چلاتی رہتی ہے۔جون 2012ء میں بھی ایسی مہم کے دوران بدھوں نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کردیا تھا۔اقوام متحدہ نے میانمار حکومت کو کہا ہے کہ مسلمانوں اور بدھوں کے مابین تصادم کی تحقیقات کی جائیں۔اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کے ماہر ٹومس اوجیا کیونتانہ نے کہا کہ اگر میانمار کی حکومت نے مسلمانوں اور بدھوں کے درمیان تصادم اور اٹھارہ ماہ کے دوران ہونیوالی ایک لاکھ دس ہزار سے زائد اموات کی مؤثر تحقیقات نہ کیں تو میانمار حکومت کو بین الاقوامی قانون کا سامنا کرنا پڑے گا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر اس کے خلاف غیر جانبدار تحقیقات کی جائیں گی۔1948 سے لے کر اب تک برما میں مسلمانوں کے خلاف ملک کے اندر ایک درجن سے زیادہ بڑے بڑے فوجی آپریشن ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف 1948 میں ہونے والے سب سے پہلے میں 30ہزار سے مسلمانوں کو ظالم بودھسٹوں نے قتل کردیا۔ B.T.F آپریشن ء میں ہونے والے آپریشن میں 700 مسلمان شہید اور 800 سے زیادہ گرفتار2001 کرکے اغواء کرلیے گئے۔ جن کا آج تک کچھ پتہ نہ چل سکا۔1991ء سے 2000ء تک مختلف فوجی آپریشنز میں 18 سو سے زیادہ گاوں جلادیے گئے۔200 سے زیادہ مساجد گھوڑوں کے اصطبل اور فوجی مراکز میں بدل گئے۔ صرف 2002ء میں 40 مساجد کا خاتمہ کیا گیا۔1984 میں 2 سو ایسے خاندان جو ہجرت کے لیے سمندری سفر کررہے

تھے فوج نے ان کی کشتیاں الٹ دیں جس سے یہ 200 خاندان سب کے سب پانی میں ڈوب گئے۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا۔ 1978 میں تین ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو بوریوں میں بند کرکے سمندر میں پھینکا گیا۔ مسلمانوں کے 20 سربراہوں کو زندہ دفن کردیا گیا۔ اسی سال ایک مسجد میں 120 خواتین کی نعشیں ملیں۔ اپریل میں مسلمانوں کے خلاف بودھ عوام نے مظالم کا جو سلسلہ شروع کیا تھا صرف 1948 ضلع اکیاب میں بودھسٹوں کے ہاتھوں 8 ہزار مسلمان شہید کردیے گئے۔ اپریل 1992 میں بودھسٹوں نے مسلمانوں کی مسجد پر حملہ کردیا اور 2 سو سے زیادہ مسلمانوں کو شہید کردیا۔ 1950 کے فوجی آپریشن میں 30 ہزار، 1956 کے آپریشن میں 13 ہزار، کے آپریشن میں 25 ہزار، 1978 کے آپریشن میں 3 لاکھ، 1991 کے آپریشن 1996 میں 2 لاکھ 25 ہزار اور 96 اور 97 کے آپریشنز میں 60 ہزار مسلمان بنگلہ دیش ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ یہ سب اعداد و شمار بنگلہ دیش سے شائع ہونے والی سالانہ میگزین دعوۃ کے 2006 کے شمارے میں شائع ہوئے۔ 1948 سے 1962 تک مسلمانوں پر اگرچہ مظالم ہوتے رہے مگر کاروبار سمیت کئی امور میں انہیں آزادی حاصل رہی۔ ء میں وہاں کی حکومت گراکر فوجی حکومت قائم کی گئی۔ فوج کو اقتدار ملتے ہی 1962 مسلمانوں کے خلاف مظالم اور وحشتوں کا وہ سلسلہ شروع ہوگیا کہ انسانی تاریخ میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ برما میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا سن کر روح کانپ اٹھتی ہے۔ پوری دنیا میں مسلمانوں پر روح فرسا مظالم ڈھائے جارہے ہیں لیکن برما میں ہونے والے مظالم

کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ حکومت اور فوج کی سرپرستی میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ عالمی میڈیا، یو این او سمیت انسانی حقوق کی ٹھیکیدار بین الاقوامی تنظیمیں جو جانوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھی شور مچاتی ہیں ،اور مسلمان حکمرانوں نے ان مظالم پر مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔برما کے مسلمانوں کو اسلام کی پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے۔ اراکان کے مظلوم مسلمان اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھیں، عالم اسلام کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ مشرقی تیمور اور سوڈان کی طرح اقوام متحدہ اراکان کا مسئلہ بھی حل کرے۔ مسلمانوں کے معاملے میں اقوام متحدہ نے ہمیشہ دوغلا کردار ادا کیا ہے۔ مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارا دینی و اخلاقی فریضہ ہے۔برما میں مسلمانوں کے ساتھ ظلم وستم زیادتیوں کا سلسلہ دن بدن شدت اختیار کرتا جارہا ہے اور گذشتہ کئی عشروں سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ مظالم برما کے مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے ہیں۔ لیکن آج تک دنیا والوں کو برمی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم نظر نہیں آئے اور نہ ہی اس کے سدباب کیلئے کچھ کیا گیا۔ مصائب میں گھرے مسلمانوں پر برما میں عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔برما میں مسلمانوں پر عرصہ دراز سے انتہائی سنگین اور انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں لیکن ساری دنیا ان مظالم پر مکمل خاموش ہے کیونکہ متاثرین مسلمان ہیں۔برما کے مسلمانوں کی نسل کشی کے معاملے میں عالمی برادری اور مغربی قوتیں مسلسل اسلام دشمنی کا ثبوت دے رہی ہیں۔برما میں بسنے والے مسلمان ہمارے بھائی

ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کو برما میں ہونے والے مظالم کیوں نظر نہیں آتے؟ مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ فوری طور پر برما کے مظلوم روہنگیا مسلمانوں کے لیے کردار ادا کریں۔ برمی مسلمان اپنے دفاع کے لیے کھڑے ہوں گے تو پھر مظالم پر گونگی اقوام متحدہ انہیں دہشت گرد قرار دینا شروع کردے گی۔ دنیا میں کسی بھی خطے سے حالات کی ابتری کے باعث کوئی آبادی ترک وطن کرنے پر مجبور ہوجائے تو ان کو پناہ دینا ہر ملک کا فرض ہے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ بھی قائم ہے لیکن برما کے مظلوم مسلمانوں کو ان کا پڑوسی مسلمان ملک بنگلہ دیش بھی پناہ دینے کو تیار نہیں ہے، حالانکہ ترک وطن کرنے والوں میں غریب، بے کس عورتیں اور فاقہ کش بچے بھی شامل ہیں۔ برما کے مسلمانوں کے قتل عام اور نسل کشی کو بوسنیا کے واقعات سے مماثلت ہے، جبکہ برما میں قتل عام اور نسل کشی کافی عرصے سے جاری ہے۔ کوئی مسلمان ملک برما کے مسلمانوں کے لیے آواز بلند نہیں کررہا۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی برما کے مسلمانوں کے مسئلے سے صرف نظر کررہی ہیں۔ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کا فرض ہے کہ وہ برما کے روہنگیا مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کریں تاکہ برما کے خلاف اقوام متحدہ نوٹس لے۔

"بھارتی خواتین کا محافظ ''پستول

بھارت میں خواتین کے ساتھ پیش آنے والے جنسی زیادتی کے مسلسل واقعات نے بھارت کی بڑی سیاحتی صنعت کو شدید متاثر کیا ہے۔ اس حوالے سے وہاں کاروباری حلقوں میں شدید تشویش پائی جا رہی ہے۔ گزشتہ تین ماہ سے بھارت میں خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات مسلسل بین الاقومی ذرائع ابلاغ کی شہ سرخیاں بن رہے ہیں جس کی وجہ سے بھارت میں خواتین سیاحوں کی آمد میں 35 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ بھارتی ایوان صنعت و تجارت کی جانب سے جاری کیے گیے اعداد و شمار کے مطابق بھارت میں سیاحتی سرگرمیوں میں مجموعی طور پر 25 فیصد کمی آئی ہے۔ تعطیلات کیلئے بھارت آنے والے غیر ملکی سیاح اب دیگر ایشیائی ممالک کا رخ کر رہے ہیں۔ رواں سال کی پہلی سہ ماہی میں پچھلے سال کے متعلقہ عرصے کی نسبت ہندوستان کا سفر کرنے والے سیاحوں کی تعداد میں پچیس فی صد کمی ہوئی ہے۔ ہندوستان کا سفر کرنے والے خواتین سیاحوں کی تعداد میں پینتیس فی صد کمی ریکارڈ کی گئی ہے جس کی وجہ جنسی حملے کا خوف ہے۔ گزشتہ سال ماہ دسمبر میں پیش آنے والے اجتماعی آبروریزی کے واقعہ کے بعد بہت زیادہ سیاحوں نے ہندوستان جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد کم از کم چھ غیر ملکی خواتین نے پولیس میں جنسی زیادتی کی رپورٹ کی

ہے۔ برطانیہ اور فرانس نے سفری ہدایات میں تبدیلی لاتے ہوئے بھارت کا سفر کرنے والے اپنے شہریوں، خاص طور پر خواتین کو انتہائی محتاط رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ ان دونوں ملکوں کی طرف سے یہ وارننگ چند روز پہلے ایک جرمن اور ایک ڈینش خاتون کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے کے واقعات کے بعد جاری کی گئی۔ دہلی میں ایک اکاون سالہ ڈینش خاتون سیاح کو اس وقت اجتماعی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا، جب وہ اپنے ہوٹل کا راستہ پوچھنے کے لیے رک گئی تھیں۔ اس واقعے سے ایک دن پہلے ایک اٹھارہ سالہ جرمن لڑکی جنوبی بھارت میں جنسی زیادتی کا نشانہ بنی۔ پولیس حکام کے مطابق ایک امدادی تنظیم کے لیے کام کرنے والی اس لڑکی کو رات کے وقت ٹرین پر سوار ایک مسافر نے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ برطانوی حکومت کی ویب سائٹ پر جاری کردہ پیغام میں کہا گیا ہے، ''خواتین مسافروں کو، یہاں تک کہ وہ گروپ میں بھی سفر کر رہی ہوں، بھارت کا سفر کرتے ہوئے احتیاط برتنی ہوگی۔'' اسی طرح فرانسیسی حکومت نے ملکی خواتین کو 'انتہائی محتاط' رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے، '' حالیہ واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ غیر ملکی خواتین کو کس طرح نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔'' اسی طرح جنوری کے آغاز میں پولینڈ کی ایک تینتیس سالہ خاتون کو مبینہ طور پر نشہ دے کر ریپ کیا گیا تھا۔ یہ خاتون اپنی دو سالہ بیٹی کے ہمراہ ٹیکسی کے ذریعے نئی دہلی جا رہی تھیں۔ ان واقعات نے بھارت میں ہونے والے جنسی تشدد کو پوری دنیا کے سامنے بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے جبکہ عالمی

سطح پر بھی بھارت کی ساکھ کو نقصان پہنچا ہے۔ بھارت میں بڑھتے ہوئے اجتماعی زیادتی کے واقعات خطرے کی ایک گھنٹی ہیں۔ بھارت کے ایسوسی ایٹڈ چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے مطابق گزشتہ ایک برس کے دوران بھارت آنے والی خواتین سیاحوں کی تعداد میں 35 فیصد کمی واقع ہوئی ہے جبکہ حالیہ واقعات اس میں مزید کمی کا سبب بن سکتے ہیں۔ بھارت میں خواتین کے خلاف جنسی جرائم کی شرح خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ اب وہاں نوجوان لڑکوں کے لیے کئی ایسے پروگرام جاری ہیں، جن کا مقصد خواتین کے لیے احترام کو اجاگر کرنا ہے۔ نئی دہلی میں گزشتہ دسمبر میں ایک بس میں ایک نوجوان لڑکی کے ساتھ کی جانے والی جنسی زیادتی اور اس کے قتل کے بعد سے بھارت میں کئی غیر سرکاری سماجی تنظیموں کی طرف سے ایسے پروگرام چلائے جا رہے ہیں، جن کا مقصد نوجوان لڑکوں کو لڑکیوں اور خواتین کے احترام کی تربیت دینا ہے۔ ان پروگراموں کے ذریعے لڑکوں کو تھیٹر اور دیگر ذرائع سے جنسی امور کے بارے میں حساسیت اور مخالف صنف کے ساتھ عزت سے پیش آنے کا سبق دیا جاتا ہے۔ بھارت کی آبادی میں مردوں کا تناسب خواتین کے مقابلے میں واضح طور پر زیادہ ہے کئی ماہرین کا خیال ہے کہ ایک ایسے معاشرے میں خواتین کے تحفظ کے حوالے سے صرف قانون ہی کافی نہیں ہو سکتے، جہاں مردوں کو ترجیح دی جاتی ہے اور خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک عام ہے۔ بھارت کی تین سب سے زیادہ آبادی والی ریاستیں بہار، اتر پردیش اور راجستھان ہیں۔ وہاں جاگریتی یوتھ نامی ایک غیر سرکاری تنظیم کی طرف سے

نوجوانوں کے لیے مختلف لیڈرشپ پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بھارت کی آبادی میں مردوں کا تناسب خواتین کے مقابلے میں واضح طور پر زیادہ ہے۔ سن دو ہزار گیارہ کی مردم شماری کے مطابق ملک کی قریب ایک ارب بیس کروڑ کی آبادی میں ہر ایک ہزار مردوں کے مقابلے میں خواتین کی تعداد صرف 943 بنتی تھی۔ اس کے علاوہ دو ہزار بارہ میں یونیسف نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں کہا تھا کہ بھارت میں لڑکپن کے دور سے گزرنے والے شہریوں کی تعداد دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے، جو 243 ملین بنتی ہے۔ انڈیا میں خواتین کے تحفظ کیلئے ایک نئی پستول متعارف کروائی گئی ہے جس کا نام گذشتہ سال دلی میں جنسی زیادتی کا شکار ہونے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو جانے والی طالبہ کے نام پر رکھا گیا ہے ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ متاثرہ لڑکی کی یاد کی توہین ہے۔ بھارت میں اسلحہ بنانے والی ایک ریاستی فیکٹری میں تیارہ کردہ اس پستول کا وزن صرف پانچ سو گرام ہے اور یہ 32 بور کا ریوالور ہے۔ یہ پستول پندرہ فٹ تک اپنے ہدف پر درست نشانہ لگا سکتی ہے اور اس کا نام نربیک رکھا گیا ہے۔ اگرچہ مرد بھی اسے استعمال کر سکتے ہیں، خواتین کو اس کی طرف راغب کرنے کے لیے اس کے ساتھ آپ ایک جولری کیس بھی خرید سکتے ہیں۔ لفظ نربیک نربھایا کا مترادف ہے جو کہ بھارتی پریس نے بطور متاثرہ لڑکی کے نام کے استعمال کیا تھا۔ بھارتی قوانین کے تحت اس لڑکی کا نام ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ ان دونوں الفاظ کا ہندی زبان میں مطلب بے خوف ہوتا ہے۔ پستولوں سے منسلک تشدد پر کام

کرنے والی ایک تنظیم کی نیپرام کا کہنا ہے کہ پستول ہونے سے آپ زیادہ محفوظ نہیں ہوتے بلکہ آپ کو لاحق خطرہ بڑھ جاتا ہے۔اگرچہ خواتین کے لیے ہلکے وزن کی پستول پر کام پہلے سے ہو رہا تھا لیکن گذشتہ سال کے واقعے کے بعد اس کام میں تیزی آئی ہے۔ اس پستول کی قیمت سوا ایک لاکھ بھارتی روپے کے قریب ہے۔اس پستول کے متعارف کرنے کے بعد سے بھارت میں بحث شروع ہو گئی ہے کہ کیا اس سے خواتین زیادہ محفوظ ہوں گی کہ نہیں۔اس پستول کو خریدنے کی خواہش مند کانپور کی طالبہ پراتھیبا گپتہ کہتی ہیں کہ اگرچہ اس سے خواتین کو طاقت ضرور ملتی ہے مگر یہ بہت مہنگی ہے اور لائسنس لینا کافی مشکل کام ہے۔میرے سامنے والے کو اگر پتہ ہو کہ اس کہ پاس پستول ہے تو ڈرے گا۔ یہ پستول میری حامی، میری دوست اور میری طاقت ہوگی۔دلی ریپ کے بعد ملک میں اس معاملے پر کافی غم و غصہ دیکھا گیا اور بھارتی حکومت نے جنسی زیادتی کے بارے میں سخت تر قوانین متعارف کیے۔اس واقعے کے بعد خواتین نے دفاعی کلاسوں جیسی مختلف حفاظتی تدابیر کیں۔تاہم حیران کن حد تک خوفناک واقعات اب بھی اخباروں کی سرخیاں بن رہے ہیں۔دوسری جانب پستولوں کے ناقدین اس نئے انداز سے حیران ہیں۔غیر سرکاری تنظیم ویمن گن سروائیورز نیٹ ورک کی بانی بینا لکشمی نیپرام کہتی ہیں میں اس سے غصہ، خوفزدہ اور حیران ہوں۔وہ کہتی ہیں کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔ریاست خواتین کو مسلح کرنے کی بات کر رہی ہے۔ حکام یہ کہہ رہے ہیں کہ خواتین آئیں، یہ لیں پستول۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہے ہیں۔ پستولوں سے منسلک تشدد پر کام کرنے والی ایک تنظیم کی نیپرام کا کہنا ہے کہ پستول ہونے سے آپ زیادہ محفوظ نہیں ہوتے بلکہ آپ کو لاحق خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ تنظیم کی تحقیق کے مطابق ایک مسلح انسان کے ہلاک ہونے کا امکان بارہ گنا زیادہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بھارت میں زیادہ تر لوگوں کی سالانہ آمدنی اس پستول کی قیمت سے زیادہ ہے تو یہ کیسے خواتین کو محفوظ بنائے گی۔

پاک فوج کی قربانیاں اور حکومتی بے حسی

دفاع وطن کے لئے پاک فوج کی قربانیاں لازوال ہیں۔ سانحہ بنوں و آر اے بازار پنڈی پاک فوج کے شہداء نے ایک مرتبہ پھر اس عزم کو ثابت کر دیا ہے کہ پاک وطن کی حفاظت کے لئے وہ کسی بھی بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاک فوج نے کسی بھی دیگر فوج کے مقابلے میں سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں اور ابھی تک مسلسل دے رہی ہے جو رائیگاں نہیں جائیں گی۔ پاک فوج نے بالخصوص دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کمال بہادری کا مظاہرہ کیا ہے اور لازوال قربانیاں دیں۔ سیکورٹی فورسز پر حملے پاکستان کی سلامتی پر حملے ہیں ملک کیلئے جانیں دینے والے پاک فوج کے دلیر جوان قابل فخر ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات منظم سازش کے ساتھ مسلسل بڑھتے جا رہے ہیں۔ انٹیلی جنس اداروں اور تجزیہ نگاروں کو ملک دشمن قوتوں اور عناصر کے چہروں سے پردہ اُلٹ دینا چاہئے اور ان کے اصل چہرے قوم کے سامنے لائے جائیں۔ امریکہ اور دیگر دشمن قوتیں پاکستان کو ناکام ریاست ثابت کرکے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ اور اس خطے میں بھارت کی بالادستی قائم کرنا چاہتی ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ دشمن قوتیں تو متحد ہیں مگر ہم انتشار کا شکار ہیں پوری قوم کو متحد ہو کر دشمن کے ایجنڈے کو ناکام بنانا ہوگا۔ بنوں کے بعد راولپنڈی چھاؤنی میں جی ایچ کیو کے قریب آر اے

بازار چوک میں خود کش حملہ آور نے خود کو دھماکہ سے اڑا دیا جس کے نتیجے میں 8 فوجیوں اور 2 طالبعلموں سمیت 14 افراد شہید اور 31 زخمی ہوئے۔ عینی شاہدین کے مطابق خود کش حملہ آور کی عمر 16 سے 18 سال تھی اور وہ پیدل تھا، اس نے پہلے سکیورٹی فورسز کی چیک پوسٹ کی جانب جانے کی کوشش کی لیکن سخت چیکنگ کے باعث واپس آ کر عین چوک میں سائیکل سٹینڈ پر خود کو دھماکے سے اڑا دیا، شہید ہونے والوں میں اصغر، حوالدار اکرم، نائیک عمران، نائیک انور، سپاہی محمد عابد، رشید احمد، طالب علم عمر رفیق، نائیک غلام مصطفیٰ، سپاہی شاہین بادشاہ، طالب علم مبشر مشتاق، نائیک محمد صدیق، سرکاری ملازم عابد، نجی کالج کا ملازم زبیر شامل ہیں جبکہ محمد بلال، محمد طارق، سپاہی محمد رفیق، محمد عامر، شاہین انور، محمد بشارت، منور جان، نفیس احمد، سرکاری ملازم عبدالرحمان، محمد عامر، رضا مصطفیٰ، جاوید، نوید عباس، محمد افضل، فضل عباس، رفیع اللہ، فیض احمد، جعفر حسین، ظفر اقبال، حوالدار ندیم، غضنفر علی، محمد عقیل، یوسف، حوالدار گل دراز، منور، طیب خان، محمد حسن، رحمت اللہ اور دیگر زخمی ہوئے۔ تحقیقاتی ٹیموں نے جائے دھماکہ سے خود کش حملہ آور کے اعضاء، دھماکے میں استعمال ہونے والے بال بیرنگ اور 3 ہینڈ گرنیڈ برآمد کر لئے۔ ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس نے بتایا کہ خود کش حملہ میں 6 پونڈ بارودی مواد استعمال کیا گیا تھا جو کہ ہائی ایکسپلوزو تھا جس نے 50 میٹر حدود کے اندر ہر چیز تباہ کر کے رکھ دی۔ پنجاب حکومت نے آر اے بازار

میں جاں بحق افراد کے لواحقین کیلئے 5، 5 لاکھ امداد کا اعلان کر دیا ہے۔ صدر، وزیر اعظم اور وزیر داخلہ سمیت دیگر سیاسی قائدین نے اس حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ خود کش حملے کا مقدمہ تھانہ آر اے بازار میں ایس ایچ او کی مدعیت میں درج کر لیا گیا۔ وزیر اعظم محمد نواز شریف اور آرمی چیف جنرل راحیل شریف میں ٹیلی فونک رابطہ ہوا جس میں دہشتگردی کے بڑھتے ہوئے حالیہ واقعات پر تبادلہ خیال کیا گیا جبکہ عسکری قیادت کی جانب سے حکومت کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ وزیر اعظم نے آرمی چیف جنرل راحیل شریف سے بنوں اور راولپنڈی میں اہلکاروں کی شہادت پر اظہار افسوس کیا۔ اس موقع پر آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے کہا کہ حملوں کے باوجود پاک فوج کے حوصلے بلند ہیں اور ہر صورت میں ان حالات کا مقابلہ کیا جائے گا۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے وزیر اعظم کو آگاہ کیا کہ دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے بعد سکیورٹی انتظامات کو بھی اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف کا کہنا تھا کہ بزدلانہ کارروائیوں سے حکومت، مسلح افواج اور عوام کے حوصلے کمزور نہیں ہو سکتے، ملک کو امن کا گہوارہ بنا کر دم لیں گے۔ آر اے بازار کی یہ وہی چیک پوسٹ ہے جہاں اس سے قبل دو مرتبہ خود کش حملے ہو چکے ہیں جس میں ایک حساس ادارے کی ایک بس بھی اڑا دی گئی تھی جس میں درجنوں لوگ مارے گئے تھے۔ یہ شہر کا حساس ترین علاقہ ہے جہاں پر فوجی یونٹس کے علاوہ پاکستان آرمی کے انجینئران چیف کا آفس، تھانہ آر اے بازار پٹرول پمپ اور

حساس اداروں کے دیگر درجنوں دفاتر ہیں۔ جائے وقوعہ سے کچھ ہی دور اے ایف آئی سی بھی ہے جہاں پر سابق صدر جنرل پرویز مشرف زیر علاج ہیں۔ اس علاقے میں سکیورٹی فورسز پر حملوں کی اطلاعات ہیں لیکن علاقہ کی تاجر برادری نے اس پر سخت احتجاج کیا تھا کہ اگر یہ مین سڑک بند کر دی گئی تو پھر ہمارا سارا کاروبار ہی تباہ ہو جائیگا جس کے بعد فوجی حکام نے اس کو کھول دیا۔ راولپنڈی آر اے بازار خودکش دھماکے میں جاں بحق ہونے والا 19 سالہ طالب علم مبشر 5 بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا' مبشر کی خودکش دھماکے میں شہادت سے لواحقین پر صدمے کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ دھماکے میں شہید ہونے والے 19 سالہ طالب علم مبشر کے اہل خانہ ہسپتال پہنچے تو مبشر کی ہلاکت کی خبر سن کر لواحقین میں کہرام مچ گیا۔ مبشر کے والد نے بتایا کہ مبشر پانچ بہنوں کے بعد پیدا ہونے والا اکلوتا بھائی تھا روزانہ ٹیوشن پر کالج جاتا تھا جس کے باعث دیر ہو جاتی تھی گزشتہ روز اسے دیر سے کالج پہنچنے پر وارننگ دی گئی تھی مبشر پیر کو موٹر سائیکل لے کر صبح سویرے کالج کیلئے نکل پڑا تاکہ وقت پر کالج پہنچ سکے لیکن اسے دنیا سے جانے کی جلدی تھی۔ مبشر کے والد نے کہا کہ اکلوتے بیٹے کی ہلاکت سے میری کمر ٹوٹ گئی ہے مبشر کی بہنوں پر غشی کے دورے پڑ رہے ہیں تمام اہل خانہ میں کہرام برپا ہو چکا ہے۔ مبشر تلہ گنگ کے گاؤں سگھر کا رہائشی تھا جسکی تدفین آبائی علاقے سگھر میں کی گئی۔ چیئرمین تحریک انصاف عمران خان نے آر اے بازار میں پیر کی صبح ہونے والے دھماکے کی جگہ کا دورہ کیا اور دہشت

گردی کے المناک واقعے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ 8 ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور حکومت بالکل غیر فعال نظر آتی ہے۔ حکومت کی کوئی پالیسی نہیں، 9 سال سے آپریشن پر انحصار کیا جارہا ہے، 6 ستمبر کو کل جماعتی کانفرنس میں قومی قیادت کی جانب سے مذاکرات کے ذریعے مسئلے کے حل کی ذمے داری سونپے جانے کے بعد حکومت نے اس ضمن میں اب تک کوئی قابل ذکر اقدام نہیں اٹھایا جس کے نتیجے میں بے گناہ اور معصوم شہری آگ اور خون کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ اس سے قبل چیئرمین تحریک انصاف نے راولپنڈی کے اسپتالوں میں زیر علاج آر اے بازار دھماکے کے زخمیوں کی عیادت کی اور ان کیلیے دعائے صحت کی اور واقعے کی تحقیقات اور ذمے داروں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ گذشتہ برس پاکستان میں 44 خودکش حملوں، بم دھماکوں اور جھڑپوں میں 91 سکیورٹی اہلکاروں سمیت 781 افراد مارے گئے تھے جن میں 42 شدت پسند بھی شامل تھے مگر نیا سال 2014ء خونی سال بن کر سامنے آ چکا ہے اور پہلے مہینے میں ہی 20 جنوری تک خودکش حملوں، بم دھماکوں، ٹارگٹ کلنگ کے واقعات اور شدت پسندوں کے ساتھ لڑائی میں 97 افراد زندگی کی بازی ہار گئے ہیں جبکہ زخمیوں کی تعداد 205 ہے۔ مرنیوالوں میں 40 سکیورٹی اہلکار، شدت پسند اور باقی شہری ہیں۔ 3 جنوری کو ٹارگٹ کلنگ کے واقعہ میں اہلسنت و 12 الجماعت اسلام آباد کے جنرل سیکرٹری مفتی منیر معاویہ اور ان کے ساتھی اسد محمود جاں بحق ہوئے۔ 4 جنوری کو کراچی میں ٹارگٹ کلنگ اور پر تشدد واقعات میں 2 طالب علم بھائیوں

سمیت 2 پولیس اہلکار اور 11 شہری قتل ہوئے۔ 6 جنوری کو وادی تیراہ میں لشکر اسلام کے مرکز میں دھماکہ ہوا جس میں 10 افراد جان سے گئے۔ اسی روز پشاور میں پولیس اہلکار مارے گئے۔ ہنگو میں خودکش حملہ آور کو روکتے ہوئے طالب علم اعتزاز 2 حسن شہید ہوگیا جبکہ حملہ آور نے خود کو اڑا لیا۔ 8 جنوری کو جنوبی وزیرستان چیک پوسٹ پر حملہ ہوا اور جھڑپ میں 3 اہلکار اور 10 شدت پسند اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔ 17 جنوری کو راجن پور ریلوے ٹریک پر خوشحال ایکسپریس بم دھماکے میں 4 افراد جاں بحق ہوئے اور 60 افراد زخمی ہوئے۔ 19 جنوری کو بنوں کینٹ میں فورسز کے قافلے پر بم حملے میں 26 اہلکار جاں بحق ہوگئے جبکہ 40 زخمی ہوئے۔ 9 جنوری کو کراچی میں ایس پی چودھری محمد اسلم بم دھماکوں میں جاں بحق اور 11 افراد زخمی ہوئے۔ جنوری کو راولپنڈی کینٹ کے آر اے بازار میں بم دھماکے میں 13 افراد جاں بحق 20 ہوئے ان میں 6 اہلکار شامل جبکہ 24 افراد زخمی ہوئے۔جب تک حکومت امریکی جنگ سے لاتعلقی کا اعلان نہیں کرتی ، اس طرح کے المناک سانحات کا سامنا رہے گا۔ حکومت امریکی جنگ سے باہر نکلنے کا اعلان کرے۔ دہشت گردی میں بے گناہ لوگوں کا خون بہت بہہ چکا،اب حکومت کو فیصلہ کرنا ہوگا اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرنا ہوگا،پاک فوج کے جوان قربانیوں پر قربانیاں دے رہے ہیں ،انکے خون کی لاج رکھنی ہوگی حکمرانوں کو مضبوط موقف اپنانا ہوگااور دہشت گردی میں ملوث عناصر کے خلاف فوری کاروائی کرنی ہوگی ،اگر آج بنوں ،پنڈی میں حملہ

ہوا تو کل کہیں اور بھی ہو سکتا ہے، اپنے کل کو محفوظ بنایا جائے، کل محفوظ ہو گا تو ملک محفوظ ہو گا۔

ورکرز پر حملے، پاکستان پولیو فری کب ہوگا؟

پولیو ایک مہلک بیماری ہے جو ایک فرد سے دوسرے فرد میں منتقل ہو سکتی ہے، پاکستان میں پولیو کے کیسز سامنے آتے رہتے ہیں جب کہ ہر سال پولیو مہم بھی چلائی جاتی ہے جس میں گھر گھر جا کر بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جاتے ہیں۔ پولیو ایک عالمگیر مسئلہ بن گیا ہے جس سے نمٹنے کیلئے حکومت کو موثر اقدامات اٹھانے ہونگے۔ پولیو کسی ایک علاقے اور قوم کا مسئلہ نہیں اس مہلک اور خطرناک بیماری سے بچاؤ کیلئے معاشرے کے ہر باشعور فرد کو اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ذمہ داری نبھانی ہو گی۔ پولیوایک لاعلاج مرض ہے۔ جس میں مبتلا بچہ زندگی بھر کیلئے معذور ہو کر زندہ لاش کی مانند بن جاتا ہے۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ بیرونی قوتیں پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی ہیں لیکن اس کے مقابلے میں حکومت صرف دعوے کر رہی ہے، پولیو ورکرز پر 2010 سے حملے شروع ہوئے ،اب تک بیس سے زائد ورکرز مارے جا چکے ہیں لیکن حکومت نے انہیں سیکورٹی فراہم نہیں کی، گزشتہ روز کراچی کے علاقے قیوم آباد اے ایریا میں انسداد پولیو ٹیم جب قطرے پلانے میں مصروف تھی کہ پہلے سے گھات لگائے 2 نامعلوم ملزمان نے ان پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ایک بچہ اور ایک شخص سمیت 2 خواتین پولیو رضاکار شدید زخمی ہو گئیں، زخمیوں کو فوری طور پر جناح اسپتال منتقل

کیا گیا تاہم 2 خواتین پولیو ورکر اور ایک شخص زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئے، جاں بحق ہونے والوں کی شناخت انیتا، اکبری اور فہد کے ناموں سے ہوئی ہے۔ گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان نے واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے آئی جی سندھ کو تحقیقات کا حکم دے دیا ہے، دوسری جانب پولیو ورکرز نے واقعے کے بعد سندھ بھر میں پولیو مہم روکنے کا اعلان کر دیا ہے۔اس کے علاوہ مانسہرہ میں انسداد پولیو ٹیم پر فائرنگ کے نتیجے میں رضاکار جاں بحق ہوگیا، جاں بحق شخص کی شناخت مقامی اسکول کے استاد کی حیثیت سے ہوئی ہے جبکہ بلوچستان کے علاقے پنجگور نامعلوم افراد پولیو ٹیم کے زیر استعمال گاڑی چھین کر فرار ہوگئے۔ کراچی کے مختلف علاقوں میں گزشتہ روز پولیو مہم شروع ہوئی تھی تاہم پشاور میں پولیو مہم سیکیورٹی خدشات کے باعث ملتوی کردی گئی تھی۔لیڈی ہیلتھ ورکرز کی جانب سے کراچی، مانسہرہ اور بلوچستان کے علاقے پنجگور میں انسداد پولیو مہم کے رضاکاروں پر حملوں کے خلاف ملک میں جاری انسداد پولیو مہم کو روکنے کا اعلان کردیا ہے جس کے باعث ملک میں 5 سال سے کم عمر کے لاکھوں بچوں کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا، چیرپرسن سندھ لیڈی ہیلتھ ورکرز ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ انسداد پولیو مہم سیکیورٹی خدشات کے باعث روکی گئی ہے، جب تک حکومت کی جانب سے فول پروف سیکیورٹی کے انتظامات نہیں کئے جائیں گے مہم شروع نہیں کی جائے گی۔وفاقی حکومت نے پولیو ورکرز پر دہشت گردوں کے مسلسل حملوں کے پیش نظر ان کے لئے خصوصی حفاظتی فورس تشکیل دینے

کا فیصلہ کیا ہے۔ فورس صوبوں کی مشاورت سے تیار کی جائے گی اور یہ تمام صوبوں میں صوبائی حکومتوں کی سفارشات کے مطابق کام کرے گی۔ فورس کے اخراجات وفاقی اور صوبائی حکومتیں مل کر برداشت کریں گی۔ اخراجات کا 60 فیصد وفاقی حکومت جبکہ 40 فیصد صوبائی حکومتیں دیں گی۔ پنجاب حکومت کی ہدایت پر صوبے میں پولیو ٹیموں کی سکیورٹی سخت کر دی گئی۔ فیصل آباد کے ڈی سی او کے مطابق شہر کے مختلف علاقوں میں ہزار اہلکار پولیو ٹیموں کے ساتھ ڈیوٹی دینگے۔ ملتان میں بھی پولیو ورکرز کے ساتھ 3 پولیس اہلکار متعین کر دیئے گئے ہیں۔ گوجرانوالہ میں بھی پولیو ٹیم کو ڈنڈے برداروں نے ویکسین پلانے سے روک دیا اور سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں۔ پولیس نے ایک ملزم کو گرفتار کر لیا۔ بتایا گیا ہے کہ گرجاکھ کے علاقہ محمد آباد میں محکمہ ہیلتھ کی ٹیم پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلا رہی تھی کہ ذوالقرنین عرف پومی نے ساتھیوں کے ہمراہ ڈنڈے سے ٹیم کے انچارج رضوان کریم اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں دھمکیاں دیں علاقہ سے نکال دیا۔ ٹیم کی طرف سے اطلاع ملنے پر ڈی ایس پی کوتوالی نعیم الحسنین ایس' ایچ او گرجاکھ کے ہمراہ موقع پر پہنچ گئے جبکہ ذوالقرنین عرف پومی کو گرفتار کرکے اس کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔ فیصل آباد میں بھی مکوآنہ میں پولیو ورکرز کی ٹیم کو مبینہ طور پر تشدد کا نشانہ بنا دیا گیا۔ مکوآنہ کے نواحی علاقہ شفیق ٹاؤن گلی نمبر 7 میں پولیو ٹیم کے سینٹری ورکر رورل ہیلتھ سنٹر مکوآنہ کے محمد نذیر اور رابعہ دیہاتی شاہد کے

گھر قطرے پلانے گئے جہاں مبینہ طور پر ملزم شاہد نے محمد نذیر کے ساتھ بد تمیزی اور گالی گلوچ شروع کر دی اور طیش میں آ کر اپنے اہلخانہ کے ہمراہ اسے مبینہ طور پر تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے شدید زخمی کر دیا۔ اطلاع ملنے پر متعلقہ پولیس موقع پر پہنچ گئی تاہم ملزم موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ پولیس نے کارروائی شروع کر دی۔ صدر مملکت ممنون حسین نے کراچی اور مانسہرہ میں پولیو ورکرز کے بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پولیو ورکرز پر دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کے حملے قوم کا عزم متاثر نہیں کر سکتے۔ پاکستان کو پولیو جیسے موذی مرض سے پاک کرنے کی مہم ہر صورت جاری رکھی جائے گی۔ وزیراعظم ڈاکٹر محمد نواز شریف نے بھی کراچی میں پولیو ورکرز پر دہشت گردوں کے حملے کی شدید مذمت ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے بھی واقعہ پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کا مستقبل محفوظ بنانے کا قومی فریضہ سرانجام دینے والے پولیو ورکرز پر فائرنگ کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ ممتاز سماجی کارکن عبدالستار ایدھی نے کراچی میں قتل ہونے والے پولیو ورکرز کے ورثا کے لئے ایک ایک لاکھ روپے امداد کا اعلان کر دیا، ان کی اپیل کے بعد سندھ حکومت نے بھی مقتول ورکرز کے ورثا کو پانچ پانچ لاکھ روپے امداد دینے کا اعلان کیا۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق پشاور دنیا بھر میں پولیو وائرس کا سب سے بڑا گڑھ ہے۔ پاکستان میں 90 فیصد پولیو وائرس جینیاتی طور پر پشاور میں موجود وائرس سے جڑا ہوا ہے۔ دنیا

میں پاکستان وہ واحد ملک ہے جہاں 2013 ء میں پولیو کیسز کی تعداد 2012 ء کے مقابلے میں بڑھی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی جانب سے کہا گیا ہے کہ پولیو وائرس کی ریجنل ریفرنس لیبارٹری کے مطابق پچھلے سال پاکستان میں 91 میں سے 83 پولیو کیسز کا تعلق جینیاتی طور پر پشاور میں پائے جانے والے پولیو وائرس سے ہے۔ گزشتہ سال افغانستان میں 13 پولیو کے کیسز سامنے آئے جن میں سے 12 کیسز میں وہ پولیو وائرس ہے جو پشاور میں پایا جاتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے پاکستان میں سربراہ ڈاکٹر الائس ڈرے نے بتایا کہ ہمیں شمالی و جنوبی وزیرستان میں پابندی کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے تاہم پشاور پولیو وائرس کا ذخیرہ ہے جس کی وجہ سے اس کے پھیلاؤ میں اضافہ ہوتا ہے۔ خیبر پختونخواہ و قبائلی علاقوں میں پولیو مہم کو کامیاب بنانے کے لئے عمران خان نے مولانا سمیع الحق سے بھی ملاقات کی تھی جس میں باقاعدہ پولیو مہم کا آغاز کیا گیا تھا دوسری طرف لوگوں کو اعتماد میں لانے کے لئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے پولیو ویکسین کے استعمال کے حق میں فتویٰ بھی دیا اور ویکسین کے حوالے سے شکوک و شبہات کو بے بنیاد قرار دیا۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے جاری فتوے پر دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق کے دستخط موجود ہیں۔ فتوے میں واضح کیا گیا ہے کہ پولیو، خسرہ اور ہیپاٹائٹس کی ویکسین، قطرے اور ٹیکے مہلک بیماریوں سے بچاو کیلئے مفید ہیں اور پولیو سے بچاو کیلئے ماہرین طب کی تجویز کردہ ویکسین کا استعمال شرعا جائز ہے۔ فتوے میں والدین

کو ہدایت کی گئی ہے کہ مہلک امراض سے بچاو کیلئے ٹیکے اور قطرے استعمال کروائیں۔ فتوے میں پولیو کے حوالے سے پھیلائے جانے والے شکوک و شبہات کو بے بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق 2013 میں پاکستان میں نہ صرف گزشتہ سال کے مقابلے میں مجموعی طور پر پولیو کیسز کی تعداد میں تقریباً 35 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا بلکہ پولیو مہم میں حصہ لینے والی ٹیموں پر پہلی مرتبہ سب سے زیادہ حملے ہوئے جس سے اس بیماری کے خلاف مہم میں ایک نیا پہلو سامنے آیا۔ امن وامان کی بگڑتی صورتحال اور پولیو کی ٹیموں کو کام کی اجازت نہ ملنے سے شمالی اور جنوبی وزیرستان میں تقریباً ڈیڑھ سال سے پولیو سے بچاؤ کی مہم نہیں چلائی گئی جس کی وجہ سے ان علاقوں میں زیادہ بچے اس موذی مرض کا شکار ہوئے۔ عالمی ادارہ صحت نے پشاور کے سیوریج کے پانی کے 86 نمونے حاصل کئے، 72 میں خطرناک پولیو وائرس پایا گیا۔ بھارت، افغانستان سمیت دیگر ممالک سے پولیو کا مکمل خاتمہ ہوچکا ہے جبکہ بدقسمتی سے پاکستان میں پولیو ورکرز کا خاتمہ کیا جارہا ہے۔ ایچ آئی وی، ہیپاٹائٹس، پولیو اور دیگر صحت کے منصوبوں میں شفافیت یقینی بنائی جائے جبکہ عوام میں موذی امراض کے خاتمے کیلئے شعور اجاگر کرنا ہوگا۔

بجلی بحران کے شکار ''بھارت'' سے خریداری کیوں؟

گزشتہ برس جاری ہونے والی عالمی بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں بجلی کی کمی کے باعث ڈیڑھ کروڑ افراد اس سہولت تک رسائی سے محروم ہیں۔ فہرست میں سب سے بدترین ملک بھارت کو قرار دیا گیا ہے جہاں 30 کروڑ سے زائد افراد بجلی کی سہولت سے محروم ہیں جبکہ نائیجیریا 8 کروڑ 24 لاکھ افراد کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے۔ دیگر بدترین ممالک میں بنگلہ دیش چوتھے، ایتھوپیا پانچویں، کانگو ڈی آر چھٹے اور کینیا ساتویں نمبر پر ہے۔ پاکستان کو بجلی کی لوڈشیڈنگ یا سپلائی کے لحاظ سے دنیا کا 16 واں بدترین ملک قرار دیا گیا۔ بھارت جس کو پہلا بدترین ملک قرار دیا گیا پاکستان کے حکمران اسی بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے کے لئے بجلی لے رہے ہیں۔ بھارت سے بجلی کی خریداری کیلئے این ٹی ڈی سی اور پاور گرڈ کارپوریشن آف انڈیا کے درمیان مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیلئے تکنیکی بات چیت جلد شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، امرتسر اور لاہور کے درمیان ٹرانسمیشن لائن بچھائی جائے گی، ابتدا میں 500 میگاواٹ بجلی خریدی جائے گی، دونوں ملکوں کی تکنیکی ٹیمیں نرخوں کا تعین کریں گی۔ وزیراعظم ڈاکٹر نواز شریف بھارت سے بجلی خریدنے میں ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں بھارت کے ساتھ مفاہمتی یادداشت پر دستخط کی منظوری دے دی ہے۔

وزیراعظم نواز شریف توانائی کا بحران بالخصوص لوڈشیڈنگ کیلئے سنجیدہ ہیں وہ مقامی ذرائع سے بجلی کی پیداوار سمیت غیر ممالک سے بجلی خریدنے میں دلچسپی لے رہے ہیں جن میں بھارت، ایران اور تاجکستان شامل ہیں۔ وزیراعظم نواز شریف کی ہدایت پر وزیر مملکت برائے تجارت خرم دستگیر خان نے حالیہ دورہ بھارت میں متعلقہ بھارتی حکام کو گرین سگنل دے دیا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور بھارتی وزیر تجارت آنند شرما کے درمیان بھی گزشتہ مہینے اس مسئلے پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ حکومت کا موقف ہے کہ دونوں ملک بجلی کی خریداری کے حوالے سے تکنیکی بات چیت پر رضامند ہوگئے ہیں تاکہ ٹرانسمیشن لائن بچھائی جاسکے۔ حکمران تو بھارت سے بجلی لینے کے معاہدوں پر دستخط بھی کر چکے لیکن اس کے مقابلے میں بھارت ہمارے ہی دریاؤں پر ڈیم بنا کر ہمارے پانی کو روک کر بجلی بنا رہا ہے جو وہ ہمیں دے گا۔ حکمرانوں اور انڈس واٹر کمیشن کے افسران کی نااہلی کی وجہ سے انڈیا پہلے ہی سینکڑوں بند بنا کر دریائے چناب جہلم اور سندھ کے 90% پانی سے پاکستان کو محروم کرچکا ہے۔ انڈیا کے تعمیر شدہ، ڈیموں اور دریاؤں کو آپس میں جوڑنے کے منصوبے کی تکمیل کے بعد پاکستان کے تمام دریا مکمل طور پر خشک ہو جائیں گے اور یہاں نہ ہی پینے اور نہ ہی زراعت کیلیے پانی کا قطرہ تک بھی دستیاب نہ ہوگا۔ ماضی میں بھی پاکستان 3 دریاؤں کے پانی سے مکمل طور پر محروم ہوچکا ہے۔ شدید آبی جارحیت کی وجہ سے پاکستان کو زراعت اور انڈسٹریل سیکٹر میں بڑی تباہی کا سامنا ہے۔۔

اب بھارتی جارحیت دنیا بھر میں کھل کر سامنے آ چکی ہے اور بھارت نے آبی جارحیت کے محاذ کھول دیئے ہیں ایک طرف پاکستان کی طرف بہنے والے دریاؤں کو اپنی حدود میں کنٹرول کرکے پانی پر اپنا قبضہ جما رہا ہے۔ جو کہ آفاقی نظام زندگی، زمینی حقائق، اور عالمی قوانین کی سراسر خلاف ورزی ہے دوسری طرف پاکستان کے حکمرانوں کی طرف سے اس قدر جرات مندانہ مؤقف اور اقدامات نہیں کیے گئے بلکہ موجودہ وزیر اعظم نواز شریف انڈیا کی آبی جارحیت بند کرنے کی بجائے انڈیا سے آزادانہ تجارت کی باتیں کرکے انڈیا کی آبی جارحیت کو سند جواز بخش رہے ہیں اور کشمیری مجاہدین کے خون سے غداری کر رہے ہیں۔ پاکستان اور بھارت کے مابین آبی جارحیت کو انٹرنیشنل سطح پر اجاگر کرنے کے لئے پاکستانی حکمرانوں کو بھرپور کردار ادا چاہیے اور ڈیموں کی فوری تعمیر شروع کر دینی چاہیے۔ان حالات میں پاکستان 2020ء تک کوئی بڑا ڈیم تعمیر کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ بھاشا ڈیم 2018ء میں مکمل ہونے کی تاریخ دی گئی ہے جو کہ ممکن نظر نہیں رہا۔ جب تک بھاشا ڈیم مکمل ہوگا تب تک ایسے چار ڈیموں کی ضرورت بڑھ چکی ہوگی۔ جو کہ ہماری معاشی، فوڈ سکیورٹی اور قومی بقاء کی ضرورت کیلیے اشد ضروری ہیں۔ چونکہ پاکستان کی تمام حکمران پارٹیاں ماضی میں ڈیموں کی تعمیر اور انڈیا کی آبی جارحیت کو روکنے میں ناکام ہوچکی ہیں اس لیے اب آزاد عدلیہ ہی ملک کو آبی جارحیت سے بچا سکنے کی آخری امید ہے اس لیےپاکستان کی آزاد عدلیہ انڈیا کی سپریم کورٹ کے فیصلے کی طرح نااہل

حکمرانوں ڈیموں کی فوری تعمیر کا حکم دے تاکہ ہمارا ملک بنجر اوصحرا بننے سے بچ سکے۔
پاکستان میں توانائی کے بحران کے مستقل حل کے لیے انرجی مکس کو بہتر بنانا ہوگا، توانائی کے مہنگے ذرائع، سرکلر ڈیبٹ اور ڈسٹری بیوشن کمپنیوں کی پست اہلیت توانائی کے بحران کی بنیادی وجوہ ہیں، ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوشن نظام کی بدتر حالت، بجلی چوری، غیر موثر مینجمنٹ اور کمزور انفرااسٹرکچر کی وجہ سے ٹیکس دہندگان کو پیداواری لاگت میں فی یونٹ 2.70 روپے اضافے کا سامنا ہے جبکہ بجلی چوری کے نقصانات سالانہ 140 ارب روپے تک پہنچ چکے ہیں۔حب پاور لمیٹڈ کے کمپنی سیکریٹری شمس الاسلام نے بتایا کہ پاکستان میں توانائی کی بڑھتی ہوئی طلب پوری کرنے کے لیے سستے ذرائع اختیار کرنا ہوں گے جن میں کوئلے سے بجلی کی پیداوار، ہائیڈ پاور اور متبادل ذرائع شامل ہیں، پاکستان میں گیس سے بجلی کی پیداوار کا تناسب 2005 تک 52 فیصد تھا تاہم پگمیس کی قلت کے سبب یہ تناسب کم ہو کر 29 فیصد پر آگیا جس سے گیس سے بجلی کی پیداوار بھی مہنگی ہوچکی ہے۔ عالمی رجحان کے برعکس پاکستان کے انرجی مکس میں تیل جیسے مہنگے ترین ذریعے کا تناسب سب سے زائد (36 فیصد) ہے، 29 فیصد بجلی ہائیڈل اور 29 فیصد گیس سے تیار کی جارہی ہے، 5 فیصد بجلی نیوکلیئر انرجی کے ذریعے پیدا کی جاتی ہے جبکہ کوئلے سے بجلی کی پیداوار کا تناسب 1 فیصد سے بھی کم ہے، اس کے برعکس دنیا میں کوئلے سے بجلی کی پیداوار کا تناسب 41 فیصد، 21 فیصد بجلی گیس، 16 فیصد ہائیڈل اور 5 فیصد آئل اور 3 فیصد

متبادل ذرائع سے پیدا کی جاتی ہے۔ پاکستان کے 2 بڑے ہمسائے چین اور بھارت کے انرجی مکس میں کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کا تناسب بالترتیب 68 اور 79 فیصد ہے، پاکستان میں تھر کے کوئلے جیسے عظیم ذخائر کی موجودگی کے باوجود کوئلے سے توانائی کی طلب پوری کرنے کے لیے ابھی تک کوئی ٹھوس پیش رفت نہیں ہو سکی، پاکستان میں بجلی کا شارٹ فال 7 ہزار میگا واٹ تک پہنچ چکا ہے اور فرنس آئل کے ذریعے بجلی کی پیداوار سے بجلی کی پیداواری لاگت مسلسل بڑھ رہی ہے، فرنس آئل سے چلنے والے پاور پلانٹس کو کوئلے پر منتقل کرکے پیداواری لاگت 50 فیصد تک کم کی جاسکتی ہے جبکہ فرنس آئل کی درآمد کی مد میں خرچ ہونے والے کثیر زرمبادلہ کی بھی بچت کی جاسکتی ہے۔ صرف حب پاور کے 1292 میگا واٹ کے تھرمل پلانٹ کو کوئلے پر منتقل کرکے فرنس آئل کی درآمد کی مد میں 42 کروڑ ڈالر سالانہ کی بچت کی جاسکتی ہے، گزشتہ 4 سال کے دوران پاکستان میں بجلی کی پیداواری صلاحیت میں سالانہ 4.4 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تاہم بڑھتی ہوئی آبادی اور طلب میں اضافے کی وجہ سے بجلی کا گھریلو استعمال مجموعی کھپت کے 46 فیصد تک پہنچ چکا ہے، بجلی کا شارٹ فال مالی سال 2011 میں 3500 میگا واٹ تھا جو مالی سال 2012 میں بڑھ کر 5 ہزار میگاواٹ اور اب 7 ہزار میگا واٹ تک پہنچ چکا ہے، پاکستان میں 2010-11 کے دوران انرجی مکس 35 فیصد تھرمل، 35 فیصد ہائیڈل، 25 فیصد گیس اور 3 فیصد نیوکلیئر انرجی پر مشتمل رہا، 2 فیصد بجلی متبادل ذرائع سے مہیا کی گئی، گزشتہ مالی سال کے اختتام پر 480 ارب روپے کے سرکلر

ڈیٹ کی ادائیگی کے باوجود ایک بار پھر سرکلر ڈیٹ کی مالیت 180 ارب روپے تک پہنچ چکی ہے۔ وفاقی اور صوبائی سطح پر گورننس کے مسائل، ٹیرف کے تعین اور نوٹیفکیشن کے اجرا میں تاخیر، ناقص ریونیو کلیکشن، ٹیرف ڈفرینشل کی ادائیگیوں میں بے قاعدگی اور ٹرانسمیشن اینڈ ڈسٹری بیوشن نظام کے نقصانات سرکلرڈیٹ بڑھنے کی اہم وجوہ ہیں۔

حب پاور پاکستان کا اولین 1292 میگا واٹ کا پہلا آئی پی پی ہے، 2011 میں نارووال میں 225 میگا واٹ کا پلانٹ تعمیر کیا گیا، حبکو پاکستان میں ہائیڈل کا پہلا آئی پی پی ہے جس نے آزاد جموں کشمیر میں لاریب انرجی کے نام سے 84 میگا واٹ کا ہائیڈل پلانٹ لگایا جو 2013 میں آن لائن ہوچکا ہے، حب پاور کی مجموعی پیداوار 1601 میگا واٹ ہے جو پاکستان میں مجموعی توانائی کا 10 فیصد ہے۔ حکومت کو انڈیا سے بجلی لینے کی بجائے پاکستان میں ڈیم بنانے چاہیں ،ایک کالا باغ ڈیم بننے سے بجلی پوری ہو سکتی ہے لیکن اگر وہ بن گیا تو پھر سیاست نہیں کی جا سکتی ،میاں نواز شریف صاحب اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ بھارت نے ہمیشہ پاکستان پر الزامات لگائے کبھی دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا پاکستان کی طرف سے یک طرفہ دوستی قطعی طور پر درست نہیں ،پاکستانی قوم اسے، کسی صورت قبول نہیں کرے گی، حکومت کو انڈیا سے بجلی لینے کا فیصلہ بدلنا ہوگا اور عوام کی خواہشات کا احترام کرنا ہوگا کیونکہ عوام کے ووٹوں سے ہی وہ وزیر اعظم بنے ہیں۔

بھارتی یوم جمہوریہ اور کشمیریوں کا یوم سیاہ

26 جنوری، بھارتی یوم جمہوریہ کے موقع پر کشمیریوں کے یوم سیاہ کے حوالہ سے خصوصی ایڈیشن کے لئے تحریر

26 جنوری انیس سو پچاس میں بھارتی پارلیمنٹ نے برطانوی راج سے آزادی کے بعد آئین ہند کو حتمی شکل دے دی۔ یوں ہندوستان دنیا کے نقشے پر پہلی مرتبہ جمہوری ملک کے طور پر سامنے آیا۔ اس دن کو بھارت میں سرکاری سطح پر پورے جوش خروش سے یوم جمہوریہ کے طور پر منایا جاتا ہے جبکہ مقبوضہ جموں کشمیر اور پوری دنیا میں بسنے والے کشمیری اسے یوم سیاہ کے طور پر مناتے ہیں۔ بھارت ایک طرف جمہوریت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن دوسری جانب وہ کشمیریوں کو ان کا بنیادی حق یعنی حق خود ارادیت دینے سے مسلسل انکار کرتا آ رہا ہے۔ بھارتی جمہوریت کے پیروکاروں نے ایک لاکھ سے زائد کشمیریوں کو صرف اس لئے شہید کیا کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنا چاہتے ہیں۔ نئی دلی کے حکمران بندوق کی نوک پر کشمیریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور ان حالات میں بھارت کا یوم جمہوریہ دراصل جمہوریت کے ساتھ مذاق ہے۔ کشمیریوں کی تحریک آزادی کو طاقت کے بل پر دبانے

کی بھارتی پالیسی نے دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہونے کا اسکا دعویٰ بے بنیاد ثابت کر دیا ہے۔ کشمیریوں کو بھارت یا اسکے یوم جمہوریہ سے کوئی عناد نہیں لیکن اس نے تمام جمہوری اصولوں کو بری طرح سے پامال کرتے ہوئے جموں و کشمیر پر طاقت کے بل پر قبضہ کر رکھا ہے۔ کشمیری 26 جنوری کو اپنی ہڑتال اور احتجاج کے ذریعے عالمی برادری کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ بھارت جموں و کشمیر پر غیر قانونی طور پر قابض ہے۔ 26 جنوری کا دن کشمیریوں کے مصائب اور مشکلات میں اضافے کا باعث بن جاتا ہے اور بھارتی فوجی اور پولیس اہلکار حفاظتی اقدامات کے نام پر نہتے کشمیریوں کو جگہ جگہ ہراساں کرنے کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین سید صلاح الدین نے 26 جنوری کو یوم سیاہ کے طور پر منانے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک طرف بھارت اپنا یوم جمہوریہ مناتا ہے جبکہ دوسری جانب اس نے کشمیریوں کے بنیادی انسانی و جمہوری حقوق کو طاقت کے بل پر سلب کرکے رکھا ہے۔ مزاحمتی تحریک کے آغاز میں ہی جنوری 20 سے 27 جنوری 1990 تک صرف ایک ہفتے میں گاوکدل سری نگر، ہندوارہ اور کپواڑہ بازاروں میں پر امن مظاہروں میں شریک 120 افراد کو جاں بحق اور 300 سے زائد لوگوں کو عمر بھر کیلئے معذور کیا گیا۔ جمہوریت کے علمبرداروں نے کبھی ان بے گناہوں اور معصوم انسانوں کے قتل عام پر کسی فوجی جوان یا آفیسر کو سزا نہیں دی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کشمیری عوام اپنا پیدائشی حق مانگ رہے ہیں، جسے بھارتی رہنماؤں کے وعدوں کے باوجود نہیں دیا جارہا ہے

اور حق آزادی دبانے کیلئے انتہائی مکروہ حربے استعمال کئے جارہے ہیں جن میں ہزاروں کشمیری عفت مآب خواتین کے ساتھ بے حرمتی کے واقعات ،دس ہزار سے زائد افراد کی گمشدگی ،ہزاروں بے نام قبروں کی موجودگی، معصوم بچوں کی گرفتاریاں اور تعذیب خانوں میں ان پر تشدد شامل ہیں۔ انسانی حقوق کی اتنی شرمناک حرکتوں ،ریاستی اور عدالتی دہشت گردی کے خوفناک واقعات کی موجودگی میں بھارت کا جموں وکشمیر میں یومِ جمہوریہ کا جشن منانے کا کوئی اخلاقی جواز نہیں ہی۔ ایسی صورتحال میں قوم اس دن کو یوم سیاہ کے طور پر منائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ بھارتی انتخابی سیاست سے بھی دور رہے گی، کیونکہ ان نام نہاد انتخابات سے بھارت عالمی برادری کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتا ہے اور تحریک آزادی کشمیر کو ان انتخابات سے سفارتی سطح پر نقصان بھی پہنچتا ہی۔ دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی نے بھی 26 جنوری کو یوم سیاہ کے طور پر منانے کی اپیل کرتے ہوئے اس روز عوام سے مکمل ہڑتال کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے عوام سے مودبانہ اپیل کی کہ اس روز فقید المثال ہڑتال کرکے اُس ملک کے یوم جمہوریہ سے لاتعلّقی کا اظہار کریں جس نے ہم پر پچھلی 7 دہاوئیوں سے جابرانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ عوام اس روز ہڑتال کرکے یہ واضح کریں کہ ہمارا اس ملک سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ہندوستان بھر میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کیلئے بھی یہ یوم سیاہ ہے کیونکہ ان کے جمہوری حقوق بھی اس ملک کی طرف سے سلب کئے گئے ہیں۔

انہوں نے ریاست کے مسلم والدین سے دینی

حمیت و غیرت کا مظاہرہ کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ ان جبری تقریبات میں اپنے بچوں کو شامل نہ ہونے دیں اور نہ خود ہی ان تقریبات میں شرکت کریں۔ اس جمہوریت کے ہاتھ کشمیر میں پیر و جوان اور مرد و زن کے خون سے رنگے ہوئے ہیں اور ایسے میں اس ملک کا جمہوریت کا جشن دنیا کی نظروں میں دھول تو جھونک سکتا ہے لیکن ایک ایک کشمیری اس بات سے واقف ہے کہ اس جمہوریت کی چنگیزی روح کس قدر وحشت ناک ہیں۔ نہ ہی ابھی تک جمہوریت کی گاڑی جموں کشمیر میں صحیح طریقے سے پٹری پر چل سکی ہے اور نہ ہی نئی دلی نے گزشتہ پینسٹھ برسوں کے دوران جمہوری اداروں کی بیخ کنی کرنے میں کوئی کسر باقی چھوڑی ہے۔ چاہے افضل گورو کی پھانسی کا معاملہ ہو، وی کے سنگھ کی اسمبلی میں طلبی کی بات ہو، کالے قوانین کی منسوخی کا معاملہ ہو، 1983 میں فاروق عبداللہ کی منتخب سرکار کی برطرفی کی بات ہو، 1975 کا شرمناک اندرا عبداللہ ایکارڈ اور اس کے نتیجے میں شیخ صاحب کا وزیر اعلیٰ کے طور عہدہ سنبھالنے کی بات ہو، 1987 کے اسمبلی انتخابات میں بھاری دھاندلیوں کی بات ہو، وزیر اعظم اور صدر ریاست کے آئینی عہدوں کی منسوخی کی بات ہو یا پھر کشمیر مسئلے کے حل کی بات ہو دلی سرکار نے ہر بار اہل کشمیر کے جذبات کے ساتھ ساتھ جمہوری اقدار کا خون کرنے میں برق رفتاری اور بے رحمی کا مظاہرہ کیا ہے اور جمہوریت کی قبا کو تار تار کرکے اس سے اپنی لونڈی کی طرح استعمال کیا ہے۔ ہندوستان کے حساس اور دانشور طبقے کو یہ بات نوٹ کر لینی چاہئے کہ

جب ایک طرف پورا ملک یوم جمہوریہ کی آمد کا نہایت بے صبری کے ساتھ انتظار کر رہا ہے تو دوسری طرف کشمیر میں گلی گلی اور گاؤں گاؤں وردی پوش اہلکار راہ گیروں سے لیکر گاڑیوں میں سفر کرنے والے بوڑھوں، بچوں اور عورتوں تک کی تلاشی کے نام پر کشمیریوں کی تذلیل میں مصروف ہیں۔ ایسا صاف ظاہر ہے کہ ہر سال کی طرح اب کی بار بھی وہ ہر شہر اور قصبہ میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا ہے جہاں کسی وزیر کا یوم جمہوریہ کے موقعے پر جھنڈا لہرانا مطلوب ہے۔ گزشتہ سال افضل گورو کے خون ناحق کے بعد اہل کشمیر کا دلی سے مزید مایوس ہونا فطری بات ہے اور یہ خود دلی کے پالیسی سازوں کا فرض ہے کہ وہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ 65 برس کے بعد بھی نئی دلی اہل کشمیر کے دلوں کو جیتنے میں کامیاب ہونے کے بجائے انہیں توڑنے کی کیوں کر مرتکب ہوئی ہے۔ اگر نئی دلی واقعی بار بار کی بے عزتی اور رسوائی سے بچنا چاہتی ہے اور جمہوری اقدار میں یقین رکھتی ہے تو لازم ہے کہ وہ کشمیریوں کے جزبات کا احترام کرکے کشمیر کے مسئلے کے منصفانہ حل کے لئے پہل کرے ورنہ تب تک یوم جمہوریہ کی تقریبات کے موقعے پر ترنگا لہرانے سے زمینی حقایق پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

سرتاج ''عافیہ'' کی رہائی پہ مذاکرات کریں

پاکستان اور امریکہ کے درمیان 2010 میں سٹریٹجک مذاکرات کا آغاز ہوا تھا تاہم 2011 میں اسامہ بن لادن کی خفیہ کارروائی میں مارے جانے سمیت کئی واقعات دونوں ممالک میں تلخی کا سبب بنے اور یہ مذاکرات بھی تعطل کا شکار ہوئے۔ پاکستان نے سلالہ چیک پوسٹ پر امریکی ہیلی کاپٹرز کے حملے میں چوبیس فوجیوں کی ہلاکت کے بعد افغانستان میں تعینات نیٹو افواج کو پاکستان کے راستے تیل اور دوسری رسد کی فراہمی روک دی تھی۔ اس کے علاوہ صوبہ بلوچستان میں امریکہ کے زیر استعمال شمسی ائر بیس کو خالی کرایا گیا تھا۔ گذشتہ برس اگست میں امریکی وزیرِ خارجہ جان کیری کے ہمراہ مذاکرات کی بحالی کا اعلان کرتے ہوئے پاکستانی وزیرِ اعظم کے مشیر سرتاج عزیز کا کہنا تھا کہ پاکستان امریکہ کے ساتھ بہتر تجارتی تعلقات کا خواہاں ہے اور پاکستان امریکی مارکیٹوں تک بہتر رسائی اور پاکستان میں براہِ راست امریکی سرمایہ کاری بھی چاہتا ہے۔ایک روز قبل ہی پاکستان میں تعینات امریکی سفیر رچرڈ اولسن نے اس بات کی تصدیق کی ہے امریکہ نے پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں معاونت کے لیے 35 کروڑ 20 لاکھ ڈالر کی ادائیگی کی منظوری دی ہے۔تاہم اس سے قبل امریکی کانگریس نے نئے مالی سال کے لیے بجٹ کے مسودے میں پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف کارروائی کے لیے دی جانے والی

رقم کو ڈاکٹر شکیل آفریدی کی رہائی سے مشروط کیا تھا۔امریکی شرائط کے تحت امریکی وزرائے خارجہ و دفاع کو امریکی کانگریس کو یہ بتانا ہوگا کہ پاکستان القاعدہ، تحریک طالبان پاکستان، حقانی نیٹ ورک اور کوئٹہ شوری کے خلاف کارروائی میں کیا مدد کر رہا ہے۔انھیں کانگریس کو یہ یقین بھی دلانا ہوگا کہ پاکستان اپنی سرزمین سے امریکی یا افغان فوج پر ہونے والے حملوں کو روکنے کے لیے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے۔قومی سلامتی وخارجہ امور کے مشیر سرتاج عزیز امریکہ پہنچ چکے ہیں۔پاکستان اور امریکہ کے درمیان سٹریٹیجک مذاکرات واشنگٹن میں شروع ہورہے ہیں۔سرتاج عزیز مذاکرات میں پاکستان کی نمائندگی کریں گے۔دونوں ملکوں کے درمیان سٹریٹجک ڈائیلاگ کیلئے روڈ میپ کو حتمی شکل دی جائے گی۔توقع ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان وزارتی سطح کے مذاکرات میں ورکنگ گروپس کی پیش رفت کا جائزہ لیا جائے گا۔دفاع، توانائی، معیشت، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور انسداد دہشت گردی سمیت دوطرفہ تعاون کے مختلف شعبوں میں شرکت داری کیلئے تجاویز اور مواقعوں پر بھی تبادلہ خیال کیاجائے گا۔دفتر خارجہ کا کہنا ہے کہ پاکستان اس موقعے کو تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے سمیت اقتصادی ترقی کیلئے ترجیحات کو اجاگر کرنے کیلئے بروئے کار لائے گا۔سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ پاکستان امریکہ کے ساتھ بہتر تجارتی تعلقات کا خواہاں ہے اور پاکستان امریکی مارکیٹوں تک بہتر رسائی اور پاکستان میں براہِ راست امریکی سرمایہ کاری بھی چاہتا ہے جبکہ

امریکی اہلکار کے مطابق امریکہ کی کوشش ہوگی کہ مذاکرات میں سلامتی اور اقتصادیات پر بات کی جائے اور مستقبل کے تعلقات کی منصوبہ بندی کی جاسکے۔ اس ملاقات اور سٹریٹجک ڈائیلاگ میں شرکت کیلئے مشیر خارجہ امور و قومی سلامتی سرتاج عزیز اور پانی و بجلی کے وفاقی وزیر خواجہ محمد آصف امریکہ پہنچ چکے ہیں جہاں اعلیٰ حکام اور سفارتخانہ کے اہلکاروں نے ان کا خیر مقدم کیا۔ سٹریٹجک مذاکرات میں گزشتہ 6 ماہ کے دوران ہونی والی پیش رفت کا جائزہ لیا جائے گا اور دو طرفہ تعاون کے معاملات میں شراکت داری بڑھانے کے مواقع کی نشاندہی کی جائے گی۔ امریکہ میں قید ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن اور انسانی حقوق کی رہنما ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے دعویٰ کیا ہے کہ مشیر خارجہ سرتاج عزیز 32 ملین ڈالر امداد کے بدلے سی آئی اے ایجنٹ شکیل آفریدی کی رہائی کی ڈیل کرنے امریکہ گئے ہیں۔ سٹریٹجک ڈائیلاگ محض شوشہ ہے، اگر شکیل آفریدی کو رہا کرنا مجبوری ہے تو اسے امداد کی بجائے عافیہ صدیقی کی رہائی سے مشروط کیا جائے۔ انہوں نے کہا لگتا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کی طرح شکیل آفریدی کے معاملے پر بھی حکمرانوں کے تمام بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود امریکی حکام کے ساتھ خفیہ ساز باز جاری ہے۔ انہیں امریکہ میں موجود ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ سرتاج عزیز اور امریکی حکام کے 27 جنوری کو شروع ہونیوالے مذاکرات میں شکیل آفریدی کی رہائی کا معاملہ مذاکراتی ایجنڈے کا حصہ ہے، اگر چند ڈالروں کے عوض ریاستی ملزم کو رہا یا امریکہ کے حوالے کر دیا گیا تو یہ قومی غیرت کا

سودا ہوگا جسے غیر تمند پاکستانی کبھی قبول نہیں کریں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر شکیل آفریدی کی رہائی نہ ہونے سے کوئی قیامت ٹوٹنے والی ہے تو حکمران کم از کم اسے عافیہ کی رہائی سے تو مشروط کریں وہ تو امریکی جیل میں پڑی سڑ رہی ہیں اور امریکہ ڈھٹائی سے اپنے ایجنٹوں کو پاکستان سے چھڑا کر لے جا رہا ہے۔ پاکستانی حکام سے ملاقاتوں کے دوران حکومتی نمائندے انہیں جھانسہ دے رہے ہیں کہ یورپی یونین ممالک کے ساتھ مجرموں کی حوالگی کے معاہدے کے تحت عافیہ کو چھڑایا جائے گا لیکن انکی یورپی وکلاء سے مشاورت کے بعد پتہ چلا ہے کہ یہ محض جھانسہ ہے۔ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے گزشتہ برس اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ امریکا میں قید پاکستانی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ہم ہی وطن واپس لائیں گے۔ وزیر اعظم نے کراچی میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی والدہ اور گھر کے دیگر اہلخانہ سے ملاقات کی اور کہا کہ حکومت امریکا میں قید پاکستانی ڈاکٹر عافیہ کو وطن واپس لانے کیلئے بہت سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔ میاں نواز شریف مریم نواز نے عافیہ صدیقی کے اہلخانہ کو اس بات کی یقین دہانی کروائی تھی کہ 2014ء، کا سورج ڈاکٹر عافیہ صدیقی پاکستان دیکھیں گی۔ مگر انکی حکومت کو 7 ماہ ہو گئے میاں نواز شریف اور مریم نواز سے جب بھی رابطہ کیا گیا ہر دفعہ نفی میں جواب ملا۔ مشرف نے ڈاکٹر عافیہ کو ایک بار امریکہ کے آگے بیچا تھا مگر جمہوری حکومتوں نے انکو بار بار بیچا ۔ ریمنڈ ڈیوس دن کے اجالے میں دو پاکستانیوں کو سر عام قتل کرتا ہے۔ امریکہ اسکو

باآسانی واپس لے گیا۔ حکومت کچھ نہ کر سکی۔ امریکہ میں موجود پاکستان ایمبیسی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی کوئی مدد نہیں کر رہی۔ مشیر خارجہ سرتاج عزیز کو مذاکرات میں عافیہ صدیقی کی رہائی کی بات بھی کرنی چاہئے اور رہائی کو یقینی بنانا چاہئے۔ اگر امریکہ پاکستان کو دی جانے والی امداد شکیل آفریدی کے ساتھ مشروچ کر سکتا ہے تو پاکستان کیوں نہیں کر سکتا؟ پاکستان ایک آزاد ملک ہے، حکومت امریکہ پر واضح کرے کہ جب تک پاکستان کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو رہا نہیں کیا جاتا تب تک پاکستان امریکہ کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کرے گا، ڈاکٹر عافیہ صدیقی تو بے گناہ ہے جبکہ اسکے مقابلہ میں شکیل آفریدی تو پاکستان کا غدار ہے، بے گناہ کو آزاد ہونا چاہئے۔ وزیر اعظم نواز شریف بھی عافیہ کے اہلخانہ کے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا کریں تا کہ قوم کا ان پر اعتماد بحال ہو۔

مذاکرات یا آپریشن، فیصلہ وزیر اعظم کا

دہشتگردی کا مسئلہ قومی مسئلہ ہے جو گھمبیر ترین مسئلہ بن چکا ہے اس مسئلے سے پاکستان نبرد آزما ہے نائین الیون سے لیکر آج تک ملک دہشتگردی کا شکار ہے 2010ء میں دوہزار سے زائد دھماکے اور خود کش حملے ہوئے لیکن مسلم لیگ (ن) پیپلز پارٹی کی حکومت کو بیک فٹ پر نہیں لیکر آئی نہ ہی طعنہ زنی کی ان کے دور میں ملکی سرزمین پر حملہ ہوا اور غیر ملکی ہیلی کاپٹر ملکی خود مختاری اور آزادی کے پر خچے اڑاتے ہوئے داخل ہوئے لیکن اس وقت کی اپوزیشن نے ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔2008ء سے 2011ء تک ہونیوالے دھماکوں کا ریکارڈ حکومت کے پاس ہے۔ان دھماکوں میں کمی ہوئی ہے خواہ آپریشن ہو یا مذاکرات جب تک اتفاق رائے پیدا نہیں ہوتا کامیابی ممکن نہیں۔ گزشتہ پانچ سال بدترین حالات رہے مسلم لیگ (ن) نے حکومت کا دل وجان سے ساتھ دیا اس وقت مذاکرات یا آپریشن کا خیال کیوں نہیں آیا۔حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) نے قیام امن کے لیے فیصلہ کن راؤنڈ کے بارے میں حتمی اعلان کا اختیار وزیر اعظم محمد نواز شریف کو دے دیا ہے۔آخری وقت تک بات چیت کا آپشن اختیار کیے رکھنے اور اس بارے میں قومی مشاورت کی رائے دے دی ہے فاٹا میں ٹارگٹڈ آپریشن کی حمایت کردی گئی۔مسلم لیگ (ن کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں

فیصلہ کیا گیا کہ کابینہ کے آئندہ اجلاس میں قومی سلامتی کی نئی پالیسی کی منظوری کے بعد فوری طور پر اسے نافذ کر دیا جائے۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا کہ ملکی استحکام کے لیے سیکورٹی فورسز قانون نافذ کرنے والے اداروں اور شہریوں کے خون کا رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا امن و سلامتی کے لیے حکومت ہر ممکن اقدام کرے گی پائیدار امن و استحکام کے لیے خطے میں نئے دور کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ملک کو اس وقت شدید سیکورٹی خطرات کا سامنا ہے حکومت عوام کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری پوری کرے گی ملک کے آئین کو تسلیم کرنے والوں کے ساتھ بات چیت کے لئے تیار ہیں۔اراکین نے کہا کہ حکومت مذاکرات کی خواہش ضرور رکھتی ہے تاہم اسے کمزوری نہ سمجھا جائے حکومت صرف ان لوگوں سے بات کرے گی جو پاکستان کے آئین کو تسلیم کریں گے اس وقت ملک شدید سیکورٹی صورت حال سے دوچار ہے ایسے اقدامات اٹھائیں گے جس سے عوام اور سیکورٹی فورسز کا تحفظ ہو سکے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ عوام کا تحفظ کریں اور اس مقصد کے لئے جو بھی کرنا پڑا کریں گے۔ نواز شریف نے (ن) لیگ کے ارکان پارلیمنٹ سے کہا کہ وہ عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لئے حکومت جو قانون سازی کر رہی ہے اس کے لئے ٹھوس اور مثبت تجاویز سامنے لائیں تاکہ اس پر کسی قسم کی تنقید نہ ہو اور قانون سازی کے ذریعہ دہشت گردوں کا قلع قمع کیا جائے اور دہشت گردی کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اس وقت ملک کو دو چیلنجز کمزور معیشت اور دہشت گردی کے مسئلے کا سامنا ہے معاشی استحکام کا پختہ عزم

کر رکھا ہے معشیت کا امن و امن سے تعلق ہے ہم نے آئندہ نسلوں کے مستقبل کو محفوظ بنانا ہے پاکستانی پرامن قوم ہے تمام پڑوسی ممالک سمیت عالمی برادری کے ساتھ احترام پر مبنی تعلقات چاہتے ہیں۔ ملک کے لیے قربانیاں دینے والے نوجوان ہمارے ہیرو ہیں خون کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے کہا کہ مذاکرات کے لیے تحریک طالبان کی اعلیٰ قیادت سے براہ راست رابطے کیے گئے تھے۔ قومی اتفاق رائے کے بغیر طالبان سے مذاکرات یا آپریشن کوئی بھی فیصلہ پائیدار ثابت ہو گا نہ کامیاب ہو سکے گا۔ ممکنہ اقدام پر مشاورت چاہتے ہیں۔ آج بھی مذاکرات ترجیح ہے۔ طالبان سے مذاکرات کے لیے ہر قدم پر مشاورت کی۔ امریکی ڈرون حملے نے مذاکراتی عمل کو سبوتاژ کیا۔ مذاکرات کی کاوشیں شروع ہوئیں تو عسکریت پسندوں کے بعض گروپس نے کہا کہ حکیم اللہ محسود سے بات نہ کی جائے۔ دہشت گردی کسی ایک جماعت نہیں بلکہ قومی مسئلہ ہے۔ وزیر اعظم نے ایوان میں تمام بڑے فیصلوں کا اعلان مشاورت سے کیا۔ وزیر اعظم فیصلہ سازی میں مشاورت پر یقین رکھتے ہیں۔ جب دوسرا فریق مذاکرات پر آمادہ نہ ہو تو بات کیسے ہو سکے گی جس سے مذاکرات کرتے ہیں وہ افغان علاقے کنڑ میں بیٹھا ہے۔ حکومت آج بھی طالبان سے مذاکرات کے حامی ہے لیکن اگر دوسرا فریق راضی نہ ہو تو مذاکرات کیسے کئے جا سکتے ہیں اور اگر حکومت اور اپوزیشن میں اتفاق رائے نہ ہوا تو نہ مذاکرات کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ ہی آپریشن۔ اپوزیشن جماعتوں نے وزیر اعظم محمد نواز شریف کی جانب

سے قومی سلامتی کے معاملات پر اعتماد میں لینے کی توقع کے باوجود ایوان میں نہ آنے پر احتجاجاً واک آؤٹ کیا۔ اپوزیشن جماعتوں نے بنوں، مستونگ، راولپنڈی اور دیگر علاقوں میں دہشت گردی کے سنگین واقعات پر تشویش کرتے ہوئے بدامنی پر قابو پانے کے لیے حکومت کی جانب سے ٹھوس اقدامات نہ کرنے پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ عمران خان نے کہا کہ طالبان کے خلاف اگر آپریشن کا فیصلہ کیا گیا ہے تو اس حوالے سے بتایا جائے، طالبان سے مذاکرات کی بات پر انہیں طالبان نواز کہا جاتا ہے۔ اگر طالبان سے مذاکرات کرنے ہیں تو آئین کے تحت کئے جائیں، ہم قائداعظم کا پاکستان چاہتے ہیں۔ شیخ رشید احمد نے کہا کہ اگر کوئی بھی رکن قومی اسمبلی ایوان سے مسلسل 40 روز تک غیر حاضر رہے تو اس کی نشست خالی قرار دے دی جاتی ہے لہٰذا وزیراعظم کی نشست قانون کے مطابق خالی قرار دی جائے۔ شاہ محمود قریشی نے کہا کہ وزیراعظم ایوان سے مسلسل غیر حاضر ہیں۔ ایوان کو امن واستحکام، سلامتی سمیت دیگر معاملات پر اعتماد میں لینے سے گریز کیا جا رہا ہے۔ گھمبیر مسائل کے باوجود وزیراعظم کا ایوان میں نہ آنا باعث تشویش ہے۔ دفاع پاکستان کونسل نے وزیراعظم محمد نواز شریف سے طالبان سے مذاکرات کی پالیسی واضح کرنے کا مطالبہ بھی کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ طاقت کے استعمال سے قیام امن ممکن نہیں ہو سکتا۔ دفاع پاکستان کونسل نے ملک میں بڑھتی ہوئی بدامنی پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور ملکی بقاء اور سالمیت کے معاملات پر قوم سے اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھنے کی اپیل کی

ہے دفاع پاکستان کونسل نے واضح کیا ہے کہ فاٹا میں امن کو موقع دینے کے متعلق کل جماعتی کانفرنس کے فیصلے کو سبوتاژ نہ کیا جائے متبادل آپشن کی کسی فورم پر منظوری بھی نہیں لی گئی کارروائی پر دفاع پاکستان کونسل کو تشویش ہے۔ کونسل نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ فوجی آپریشن کے نام پر بے گناہ اور معصوم لوگوں کے قتل عام سے گریز کیا جائے۔ کونسل نے اس بات پر حیرانگی کا اظہار کیا کہ اے پی سی کے متفقہ فیصلے کو سبوتاژ کیا گیا اور جو کسی اور نہیں کہا اسی آپشن کو ترجیح دے کر پارلیمنٹ اور اے پی سی کے فیصلوں کا مذاق اڑایا گیا۔ کونسل نے اجلاس میں اس عزم کا اظہار کیا کہ ملک کو دہشت گردی کے نام پر بدنام کرنے اور معصوم شہریوں کی ہلاکت اور ملک کے اندر ہجرت اور دربدر کرانے کی سازشوں کو بے نقاب کیا جائے۔ اجلاس میں کہاگیا کہ اب بھی حل مذاکرات ہی میں ہے کسی بھی ذریعے سے ہوں۔ مگر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا جائے۔
اجلاس میں مذاکرات کے سلسلے میں کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی کوششوں کو سراہاگیا اور دوسری طرف مزاکراتی عمل پر وزیراعظم محمد نواز شریف کے غیر سنجیدہ رویے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اجلاس میں وزیراعظم نواز شریف سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مذاکرات کے بارے میں قوم کو دو ٹوک اور واضح صورتحال سے آگاہ کرے۔

مذاکرات" وزیر اعظم کا دانشمندانہ فیصلہ"

بالآخر اپوزیشن کے شور مچانے کے بعد وزیر اعظم نواز شریف قومی اسمبلی پہنچے ، حکیم اللہ محسود کے ڈرون حملے میں مارے جانے کے بعد مذاکراتی عمل سبوتاژ ہو گیا تھا اسکے بعد پاک فوج کے جوانوں پر حملے کئے گئے جس میں متعدد جوانوں نے جان کی قربانی دی اور شہادت جیسے عظیم رتبے پر فائز ہوئے ،ان حملوں کے بعد ہر طرف آپریشن کا شور مچا ہوا تھا ،دفاع پاکستان کونسل ،جماعت اسلامی و دیگر جماعتیں بار بار کہہ رہی تھیں کہ آپریشن مسائل کا حل نہیں ،آپریشن سے بہت زیادہ نقصان ہو گا ،مذاکرات سے ہی مسائل کو حل کیا جائے ،میاں نواز شریف نے مسلم لیگ (ن) کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس طلب کیا جس میں اکثریت نے آپریشن کی تجویز دی جبکہ فیصلے کا اختیار وزیر اعظم کو دے دیا ،میاں نواز شریف جب اسمبلی پہنچے تو سب اس خبر کے منتظر تھے کہ آج وہ آپریشن کا اعلان کریں گے مگر انہوں نے ایک بار پھر طالبان کو امن کی دعوت دے دی ،ان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور طالبان سے مذاکرات کے لئے 4 رکنی کمیٹی کا باضابطہ اعلان کر دیا جس کی نگرانی وہ خود کریں گے جبکہ چوہدری نثار روزمرہ معاملات پر کمیٹی کی معاونت کریں گے۔ قومی اسمبلی میں خطاب کے دوران وزیر اعظم نے کہا کہ

دہشتگردی کے خاتمے کے لئے حکومت واضح موقف اور حکمت عملی پر پہنچ چکی ہے،

دہشتگردی کے مسئلے پر تمام اسٹیک

ہولڈرز سے مشاورت اور تمام سیاسی جماعتوں کی رائے لی گئی، ریاستی اداروں کے ذمہ داران سے بھی رابطہ رہا، اجتماعی دانش کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت اس نتیجے پر پہنچی ہے، اقتدار اللہ کا کرم اور عوام کی امانت ہے، ہم اپنے کاموں پر اپنے رب اور عوام کے سامنے جواب دہ ہیں، حکومت کا بنیادی فریضہ ہے کہ عوام کو جان و مال کا تحفظ فراہم کیا جائے، پاکستان کے عوام اور ادارے دہشتگردی کی زد میں ہیں، ہمارے معصوم بچے مر رہے ہیں، اس صورت حال میں وہ اسے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ عوام کے جان و مان کو ہر قیمت پر تحفظ دیا جائے، اسلام میں ایک شخص کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے، دنیا کا کوئی مفتی اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتا، اسلام کا دہشتگردی سے کوئی واسطہ نہیں، وہ ہر انسان کی جان کو محترم قرار دیتا ہے، ریاست کا فرض ہے کہ اگر کسی کی جان ناحق لی گئی ہو تو ریاست اس کی داد رسی کرے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ریاست کسی بھی زہری کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت سے صرف نظر نہیں کر سکتی، قوم 14 سال سے دہشتگردی کا عذاب برداشت کر رہی ہے، یہ ایک آمر کے فیصلوں کا نتیجہ ہے جس نے پاکستان کو فساد کا گڑھ بنادیا ہے، دہشتگردی نے ہزاروں پاکستانیوں کی جان لے لی، اس میں عام شہری، سیکیورٹی فورسز کے جوان اور علما بھی شامل ہیں، اس کے باوجود ہم نے ایسے عناصر کو موقع دیا کہ وہ امن کا راستہ اختیار کرے، اے پی سی میں سیاسی جماعتوں نے ہمیں مزاکرات کا مینڈیٹ دیا تاکہ وہ لوگ عام شہریوں کے جان و مال سے نہ

کھیلیں اور ملک کے آئین کی پاسداری کریں لیکن انہوں نے اعلانیہ مذاکرات سے انکار کیا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ اے پی سی کے فیصلے کے بعد میجر جنرل ثنا اللہ نیازی کو قتل کیا گیا اور اس کی ذمہ داری فخر سے قبول کی گئی۔ پشاور، بنوں، ہنگو اور راولپنڈی میں قتل عام کیا گیا، میڈیا کے کارکنوں کو قتل کیا جارہا ہے، سیکڑوں افراد شہید اور ہزاروں زخمی ہوئے، یہ وحشت اسلام گوارا کرتا ہے نہ دنیا کا کوئی اور قانون اور مذہب۔ ڈرون حملوں کو رکوانے کے لئے حکومت ہر ممکن کوشش کررہی ہے لیکن ہم ان لوگوں کو بھی صرف نظر نہیں کر سکتے جو اسے جواز بنا کر انسانی جانوں سے کھیلتے ہیں۔ اس صورت حال کو مزید برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان کی ساکھ پر دنیا سوالات اٹھا رہی ہے، ہم ملک اور قوم کو دہشتگردی کے ہاتھوں یرغمال نہیں بنا سکتے، امن کے حصول کے لئے تمام قوم یکسو ہوچکی ہے، ہم ماضی کے تلخ تجربات کو پس پشت رکھتے ہوئے پر امن حل کو ایک اور موقع دینا چاہتے ہیں، انہوں نے مذاکرات کی پیش کش کی ہے لیکن مذاکرات کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ دہشتگردی کی وارداتوں کو فوری طور پر بند کردیا جانا چاہیئے کیونکہ مذاکرات اور دہشتگردی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی، ملک میں امن کا کیا قایم ہمارا مشترکہ قومی مشن ہے کہ اس میں ہم سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا، ہم امن کی خواہش میں 7 ماہ سے لاشیں اٹھا رہے ہیں لیکن ایک بار پھر مذاکرات کی راہ ہموار کی جارہی ہے اور اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دی جارہی ہے جس میں عرفان صدیقی، میجر ریٹائرڈ محمد عامر،

رحیم اللہ یوسف زئی او افغنستان میں پاکستان کے سابق سفیر رستم مہمند شامل ہوں گے۔ وزیر اعظم کے معاون خصوصی اور طالبان سے مذاکرات کے لئے تشکیل دی جانے والی کمیٹی کے رکن عرفان صدیقی کا کہنا ہے کہ طالبان کو چاہئے کہ وہ مذاکرات کے حوالے سے حکومتی کمیٹی کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی جانب سے بھی کمیٹی کا اعلان کریں تاکہ کوئی ایسا راستہ نکالا جاسکے جس سے آگ وبارود اور خون کا کھیل ختم ہو۔ آج ہماری درس گاہیں محفوظ نہیں ہیں، کھیل کے میدان سونے ہوگئے جب کہ کوئی سیاح پاکستان آنے کیلئے تیار نہیں ان تمام مسائل سے نکلنے کیلئے کسی پیشگی شرط کے بغیر اس کمیٹی کو تشکیل دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم کی جانب سے مذاکرات کے لئے جو کوشش کی گئی ہے اس میں روائتی طریقے سے ہٹ کر حکومتی اور سینئر سیاستدانوں کے بجائے ایسے افراد کو شامل کیا گیا ہے جن کا اس حوالے سے گہرا مطالعہ، مشاہدہ، تعلقات اور اہم کردار ہے، ان اراکین کے تجربات اور دیانتداری سے حکومت فائدہ اٹھانا چاہتی ہے۔ طالبان کے مختلف گرپوں کی طرف سے حکومت کی جانب سے تشکیل دی جانے والی کمیٹی کو سراہتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ پہلی سنجیدہ کوشش ہے لیکن اس سے پہلے بھی حکومت کی جانب سے مذاکرات کے لئے کی جانے والی کوششیں سنجیدہ تھیں جن کے کامیاب نہ ہونے پر ہم سب کو افسوس ہے۔ کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد نے حکومت کی جانب سے مذاکرات کی پیشکش کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ مذاکرات ،اور مذاکراتی ٹیم سے متعلق حتمی فیصلہ شوریٰ کرے گی

مذاکراتی ٹیم اور مذاکرات کے حوالے سے بھی حتمی فیصلہ شوریٰ کرے گی۔ شاہد اللہ شاہد کا کہنا تھا کہ شوریٰ کا اجلاس ختم ہونے پر میڈیا کو تفصیلات جاری کردی جائیں گی۔ انہوں نے طالبان میں دھڑے بندی کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ملا فضل اللہ کی قیادت میں تمام گروپ متحد ہیں۔ مولانا فضل الرحمان کا کہنا تھا کہ وزیراعظم نے طالبان سے مذاکرات کا برملا اور واضح نقشہ پیش کردیا لیکن بہتر ہوتا اس فیصلے سے پہلے حکومت کا اتحادی ہونے کے ناطے ہم سے مشاورت کرلی جاتی تو ہم وزیراعظم کو حساس معاملات سے بھی آگاہ کرتے، اگر وزیراعظم آج جنگ کا طبل بجادیتے تو ہمارا لب و لہجہ کچھ اور ہوتا، ملک کی موجودہ صورتحال پر تمام سیاسی جماعتیں اختلافات کے باوجود متحد ہیں۔ اپوزیشن لیڈر سید خورشید شاہ کا کہنا تھا کہ اپوزیشن وزیراعظم کی مجبوریوں کو سمجھتی ہے۔ حکومت مذاکرات کی طرف ضرور جائے لیکن یہ عمل طویل نہیں ہونا چاہیے۔ اپوزیشن کبھی بھی اس معاملے پر سیاست نہیں کرے گی۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے وزیراعظم کی جانب سے مذاکرات کی خود نگرانی کے فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے وزیراعظم سے رانا ثناء اللہ کے بیان کا نوٹس لینے کا مطالبہ بھی کیا۔ مسلم لیگ (ن) کے رہنما حمزہ شہباز کا کہنا تھا کہ مذاکرات کے ذریعے امن کی راہ ہموار ہوتی ہے تو اس کا موقع دینا چاہیے۔ طبل جنگ کا آپشن بھی موجود تھا لیکن وزیراعظم نے مذاکرات کو ترجیح دی۔ شہباز شریف کا کہنا تھا کہ کمیٹی کی تشکیل کیلئے خیبر پختونخوا حکومت سے مشاورت

کی گئی تھی۔اب حکومت کی یہ چار رکنی کمیٹی کب سے کام شروع کرتی ہے اور کیا نتیجہ نکلتا ہے یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا، پاکستان کے استحکام کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں اطراف سے جنگ بندی ہو اور مذاکرات کسی حتمی نتیجہ کو پہنچیں تا کہ اس ملک میں امن آ سکے۔

بھارتی آبی جارحیت کی قومی اسمبلی میں گونج

بھارت نے ایک بار پھر دریائے چناب کا پانی روک لیا ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں دریائے چناب کا 92 فی صد حصہ خشک ہو چکا ہے اور اس سے پاکستانی زرعی رقبہ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پاکستان کا دریائے چناب مقبوضہ کشمیر سے آتا ہے اور سندھ طاس معاہدہ کے تحت بھارت دریائے چناب میں روزانہ 55 ہزار کیوسک پانی چھوڑنے کا پابند ہے لیکن بھارت نے دریائے چناب کا پانی مقبوضہ کشمیر میں بنائے گئے متنازعہ بگلہار ڈیم پر روک لیا ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے دریا خشک ہو چکا ہے اور اس سے نکلنے والی نہریں بھی بند ہو چکی ہیں۔ انڈیا جب چاہتا ہے پاکستان کی طرف آنے والے دریاؤں کا پانی روک لیتا ہے اور جب چاہتا ہے پانی چھوڑ کر پاکستان کو سیلاب کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ہمارے حکمران اسی انڈیا کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھا رہے ہیں جو ایک طرف آبی جارحیت جاری رکھے ہوئے ہے تو دوسری طرف وطن عزیز میں ہونے والی دہشت گردی و تخریب کاری میں بھی انڈیا ملوث ہے۔ سینیٹر طلحہ کہہ چکے ہیں کہ بلوچستان میں علیحدگی کی تحریکوں کو انڈیا کہ شہہ حاصل ہے۔ حکومت بھارت کی طرف سے ڈیمز بنا کر پاکستان کو بنجر اور ریگستان بنانے کے منصوبے کا نوٹس لے،
پاکستانی دریاؤں کو روک کر پاکستان کی معیشت تباہ کی جا رہی ہے، ڈیموں کی تعمیر کے حوالے سے صوبوں میں

اتفاق رائے پیدا کیا جائے ، سندھ طاس معاہدے پر نظرثانی کرکے ترمیم لائی جائے۔
گزشتہ دنوں قومی اسمبلی میں بیلم حسنین کی جانب سے پیش کردہ قرارداد پر جاری بحث میں حصہ لیتے ہوئے منزہ حسن نے کہا پاکستان کا مستقبل پانی میں ہے۔ بھارت کی طرف سے پانی روکنے کے اقدامات اسی طرح جاری رہے تو پھر پاکستان کو پانی کی شدید قلّت کا سامنا کرنا پڑے گا، حکومت کو اس حوالے سے اقدامات اٹھانے ہونگے۔ انڈیا پاکستان کا پانی روک کر غیر قانونی ڈیم بنا رہا ہے، حکومت کو اپنا مقدمہ بھرپور انداز میں لڑنا چاہئے ۔پاکستان کو پانی کی شدید قلّت کا سامنا ہے، پانی کا مسئلہ بین الاقوامی بن چکا ہے، سندھ کے لہلہاتے کھیت ہمارے دیکھتے دیکھتے بنجر بن چکے ہیں، بھارت کو ڈیم بنانے سے نہ روکا تو یہ پاکستان کی تباہی کا سبب بن جائیگا، دریائے نیلم پر بھی بھارت ڈیم بنانے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس معاملے پر عالمی عدالت انصاف میں بھرپور پیروی کی جائے بصورت دیگر پورا پاکستان بنجر ہو جائے گا۔ پانی پاکستان کیلئے دہشت گردی سے کہیں بڑا مسئلہ ہے، بھارت پانی روک کر پاکستان کے خلاف دہشت گردی کر رہا ہے، کسی بھی ڈیم کے معاملے پر یہاں سیاست شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں ڈیموں کی تعمیر کے حوالے سے ترجیحی بنیادوں پر اتفاق رائے پیدا کرنا چاہئے اور بھارت کو اس کھلی دہشت گردی سے روکا جائے۔ سندھ طاس معاہدے پر نظرثانی کرکے ترمیم لائی جائے۔ بھارت کھلے عام پاکستان کے پانیوں پر قبضہ کر رہا ہے یہ پاکستان کو بنجر کرنے کی کھلی سازش ہے، حکومت کو اس

حوالے سے عملی اقدامات اٹھانے چاہئے ، پانی کے مسئلے کو ابھی سے ترجیح نہ دی گئی تو ہم خانہ جنگی کا شکار ہو جائیں گے۔ افغانستان میں دریائے کابل پر ڈیم بنانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ قبائلی علاقوں کے پہاڑوں کے گلیشیئرز سے مستفید ہونے کے لئے ڈیموں کی تعمیر کی جائے۔ ہمیں اپنے پانی کے مسئلے پر ٹھوس اقدامات اٹھانے چاہئے، پانی سے بجلی پیدا کرنے کے لئے منصوبے شروع کرنے کی اشد ضرورت ہے، اپنا حق لینے کے لئے موثر انداز میں بات کرنی چاہئے۔ ڈیموں کی مخالفت کرنے والے محب وطن نہیں ہو سکتے ہمیں کالا باغ ڈیم سمیت دیگر ڈیم بنانے کے لئے فوری اقدامات اٹھانے چاہئے، ڈیموں کی تعمیر جیسے اہم معاملے پر قوم کو متحد ہونا چاہئے ۔انڈیا پاکستان کی طرف آنے والے دریاؤں پر ڈیم بنا بنا کر ایک طرف پانی کے حق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے تو دوسری طرف ہمارے ہی پانی سے بنائی گئی بجلی ہمیں ہی فروخت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وزیراعظم کو عوام نے بہت بڑا مینڈیٹ دیا ہے' وہ قوم کو کالا باغ ڈیم کے معاملے پر متحد کریں' ہماری تمام معیشت زراعت پر مبنی ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں کئی چھوٹے چھوٹے دریا ہیں' ان علاقوں کو آباد کرنے کے لئے ان دریاؤں پر وقت ضائع کئے بغیر چھوٹے ڈیم تعمیر کئے جائیں۔ قومی اسمبلی میں بھارت کی پاکستانی پانیوں پر ڈیم بنانے کی مذمت کی گئی ارکان اسمبلی نے کہا آنے والے دنوں میں پاکستان پانی بحران کا شکار ہو جائیگا، بھارت پاکستان کو بنجر بنانے کی سازش کر رہا ہے، پاکستان اور بھارت میں پانی پر جنگ ہو سکتی ہے۔

حکومت پانی کے مسئلہ کو دہشت گردی مسئلہ جیسی اہمیت دیکر آل پارٹیز کانفرنس بلائے۔ پاکستان کیخلاف بھارتی آبی جارحیت پر شدید اظہار برہمی کیا گیا اور دونوں اطراف کے ارکان نے حکومت سے مطالبہ کیا بڑے آبی ذخائر کی تعمیر پر قومی اتفاق رائے پیدا کیا جائے اور بھارتی آبی دہشت گردی کے خلاف ٹھوس بنیادوں پر اقدامات کئے جائیں، بھارت کے ساتھ پانی کے معاملے پر افغانستان سے بھی بات کرنی چاہئے۔ قومی اسمبلی میں انڈیا کی آبی جارحیت پر قرارداد خوش آئند ہے، حکومت کو انڈیا کے ساتھ دوستی کی بجائے اپنے حقوق کی بات کرنی چاہئے۔ بھارت نے ہمیشہ پاکستان کو دھوکا دیا۔ مذاکرات کی آڑ میں بھارت مقبوضہ کشمیر پر اپنا قبضہ مستحکم کر رہا ہے۔ بھارت کے ساتھ تجارت اور ویزہ پالیسی میں نرمی ملک کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ حکومت پاکستان لاکھوں شہداء کی قربانیاں پس پشت ڈالتے ہوئے بھارت کے ساتھ دوستی، تجارت اور ویزا پالیسی میں نرمی جیسے فیصلے کر رہی ہے۔ بھارت سے تجارت اور بجلی خریدنے کے معاہدے کرنے کے لئے نہیں بلکہ آزادی کشمیر اور پاکستان میں بھارتی مداخلت ختم کرنے کے حوالے سے بات کی جائے۔ حکومت پاکستان' بھارت کی خوشنودی کیلئے اسے پسندیدہ ترین ملک کا درجہ دیکر دوستی، تجارت اور ویزہ پالیسی میں نرمی جیسے اقدامات اٹھانے کی کوششیں کر رہی ہے۔ پاکستان کی ایٹمی قوت اور قربانیوں و شہادتوں کے جذبہ سے محض بھارت ہی نہیں امریکہ اور اس کے اتحادی سب سخت خوفزدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان پر دباؤ بڑھا کر

اور سازشوں میں الجھا کر اسے بھارت کی منڈی بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی دریاؤں پر مسلسل ڈیم تعمیر کر رہا ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ حکمرانوں و سیاستدانوں کی طرف سے بھارتی آبی جارحیت روکنے کیلئے وہ کردار ادا نہیں کیا گیا جو انہیں کرنا چاہیے تھا۔ پاکستان کے ایٹمی قوت بننے کے بعد انڈیا اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ وہ طاقت کے زور پر پاکستان کو زیر نہیں کر سکتا اس لئے وہ معاشی طور پر پاکستان کو اپاہج بنانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ اس حوالہ سے بھارتی لابیاں پاکستان میں بیٹھ کر کام کر رہی ہیں۔ مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر بھارت سے یکطرفہ دوستی و تجارت کے فیصلے قوم قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بھارت معاشی طور پر پاکستان سے آگے نکل گیا ہے اس لئے ہمیں ترقی کیلئے اس سے دوستانہ تعلقات آگے بڑھانا ہوں گے۔ یہ سوچ درست نہیں ہے۔ حکومت کو پالیسی بنانی چاہئے کہ جب تک انڈیا مقبوضہ کشمیر سے اپنی آٹھ لاکھ فوج نہیں نکالتا، آبی جارحیت اور بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخواہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں تخریب کاری و دہشت گردی ختم نہیں کرتا انڈیا سے کئے جانے والے سارے معاہدات اسے شہ دینے کے مترادف ہیں۔ عوام کے مینڈیٹ کا خیال کرتے ہوئے حکومت کو صرف فیصلے نہیں کرنے چاہئے بلکہ عوام کے جذبات کی ترجمانی بھی کرنی چاہئے۔

یکجہتی کشمیر کے تقاضے

تحریر: حبیب اللہ سلفی

جموں کشمیر برصغیر کی اہم ترین ریاستوں میں سے ایک ہے جس طرح حیدر آباد، جونا گڑھ اور مناوادر جیسے مسلم اکثریتی علاقوں پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ کیا اسی طرح قیام پاکستان کے اڑھائی ماہ بعد 29 اکتوبر 1947 کو انڈیا نے کشمیر پر لشکر کشی کی اور ریاست ہائے جموں کشمیر پر بھی اپنا تسلط جما لیا۔ بانی پاکستان محمد علی جناح نے پاکستانی افواج کو بھارتی لشکر کشی کا جواب دینے کا حکم دیا تو پاکستانی فوج کے انگریز کمانڈر جنرل ڈگلس گریسی نے روایتی مسلم دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں 1948ء میں پاکستانی افواج اور قبائلی مجاہدین سری نگر تک پہنچنے والے تھے کہ بھارت یکم جنوری 1948ء کو کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ میں لے گیا جس پر سلامتی کونسل نے 12 اگست 1948ء اور 5 مئی 1949ء کو دو قراردادیں پاس کیں کہ جنگ بند کرکے دونوں حکومتیں کشمیر سے اپنی فوجیں واپس بلائیں تاکہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب رائے کا انتظام کیا جائے۔ سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق کشمیر میں جنگ بندی ہو گئی۔ اس کے بعد

پاکستان کی تمامتر کوششوں کے باوجود بھارت مقبوضہ کشمیر میں رائے شماری کو ٹالتا رہا اور اقوام متحدہ جیسا حقوق انسانی کا علمبردار ادارہ جو مشرقی تیمور کا مسئلہ ہو، مسلمانوں کی رفاہی تنظیموں، شخصیات واداروں پر پابندیوں کا مسئلہ ہو تو دنوں میں اپنی قراردادوں و فیصلوں پر عملدرآمد کروانے میں کامیاب ہو جاتا ہے مگر مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اس نے کبھی بھارت پر اس طرح دباؤ نہیں ڈالا جس طرح انہیں ڈالنا چاہئے تھا۔ یہ نام نہاد عالمی طاقتوں اور اداروں کے بھارت کی طرف جھکاؤ کا نتیجہ تھا کہ انڈیا نے ہمیشہ اس مسئلہ پر روایتی ٹال مٹول سے کام لیا اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کو ہمیشہ جوتے کی نوک پر رکھا یوں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی افواج کی جانب سے نہتے کشمیریوں کے قتل عام کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا، کشمیر میں استصواب رائے کے وعدہ سے انڈیا صاف طور پر مکر گیا اور کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دینا شروع کر دیا بھارت کا ہٹ دھرمی والا رویہ اور ظلم و ستم دیکھ کر کشمیریوں نے 1989ء میں اپنی عزتوں و حقوق کے تحفظ کے لئے گن اٹھانے کا فیصلہ کیا جس پر چند برسوں میں ہی کشمیری مسلمانوں کی قربانیوں و شہادتوں کے نتیجہ میں مسئلہ کشمیر عالمی سطح پر واضح طور پر ابھر کر سامنے آیا، کشمیری مجاہدین کی عسکری کارروائیوں کے باعث بھارت تکلیف کی شدت سے بلبلا اٹھا تھا، آزادی کشمیر کی منزل قریب دکھائی دے رہی تھی کہ معرکہ کارگل کے دوران پاکستانی حکمرانوں نے واشنگٹن کے دباؤ پر

پسپائی اختیار کر لی یہ انتہائی مشکل دور تھا کشمیری مسلمانوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔ ہر طرف مایوسی پھیل رہی تھی۔ کشمیری مسلمان پاکستانی ارباب حل و عقد سے اس بات پر سخت نالاں تھے کہ عین اس موقع پر جب انہیں منزل ملتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی حکومت پاکستان نے امریکی دباؤ پر کشمیریوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا اور کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت کشمیریوں کے مورال کو بلند کرنے اور تحریک آزادی کو کھڑا کرنے کی تھی ابتلا کے اس دور میں وہ کشمیری مجاہدین ہی تھے جنھوں نے بھارتی فوجی ٹھکانوں اور حساس تنصیبات پر فدائی حملوں کا اعلان کیا اور پھر کچھ ہی عرصہ میں کشمیری فدائیوں نے بادامی باغ کور ہیڈ کوارٹر، سری نگر ایئرپورٹ ،انڈین ایئر بیس اور دیگر مقامات پر ایسے تابڑ توڑ فدائی حملے کئے کہ تحریک آزادی کشمیر پہلے سے بھی زیادہ قوت سے ابھر کر دنیا کے سامنے آئی اور امریکہ ،برطانیہ و یورپ کے ممالک بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اس خطہ میں امن کیلئے مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

کشمیری مجاہدین کے فدائی حملوں سے بھارت سخت بوکھلاہٹ کا شکار تھا بھارتی آرمی چیف سے لیکر سول حکمرانوں تک سبھی کی زبانوں سے یہ باتیں نکل رہی تھیں کہ فدائی حملوں کا ہمارے پاس کوئی توڑ نہیں ہے جو شخص جان ہتھیلی پر رکھ

کر مرنے کیلئے تیار ہو جائے دنیا کی کوئی قوت اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ انڈین آرمی کے آفیسران کی بے بسی دیکھ کر عام بھارتی فوجی سخت خوفزدہ تھے اور بھارتی فوج میں خودکشیوں کا رجحان پہلے سے کئی گنا بڑھ چکا تھا بھارت کے اندر سے بھی آوازیں بلند ہو رہی تھیں کہ حکومت کسی طرح کشمیر سے جان چھڑائے کب تک ہندو قوم اپنے نوجوانوں کی لاشیں اپنے ہاتھوں سے جلانے کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ یہ وہ دن تھے جب ایک بار پھر تحریک آزادی کشمیر اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہی تھی کشمیریوں کی جدوجہد آزادی اپنے جوبن پر تھی کہ امریکہ میں نائن الیون کا واقعہ ہوا اور سابق صدر پرویز مشرف ایک ٹیلیفون کال پر سرنڈر کر گئے۔ جہاد اور دہشت گردی میں فرق کرنے والے حکمران جہاد کشمیر کو دہشت گردی سے تعبیر کرنے لگے، نہتے کشمیریوں کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا گیا، شہداء کے گھروں پر چھاپے مارے گئے اور بھارت و امریکہ کے دباؤ پر کشمیری جہادی تنظیموں پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ انڈیا بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ کی آڑ میں لاکھوں کی تعداد میں فوج پاکستانی بارڈر پر لے کر آیا تو سابق جرنیل نے ایسے ایسے اقدامات کئے کہ جن کا ماضی میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کنٹرول لائن پر یکطرفہ سیز فائر کر دیا گیا، اعلان اسلام آباد پر دستخط کئے گئے اور بھارت سے یکطرفہ دوستی اور باہمی اعتماد سازی کے نام پر ملکی و قومی خود مختاری اور وقار کی دھجیاں اڑا دی گئیں اور اب حال ہی میں لاکھوں مسلمانوں کے قاتل انڈیا کے ساتھ دوستی نبھاتے ہوئے تجارت کیلئے واہگہ

بارڈر کو چوبیس گھنٹے کیلئے کھول دیا گیا ہے اور بھارت سے اپنے ہی دریاؤں کی پیدا کردہ بجلی خریدنے کے معاہدات کئے جارہے ہیں لیکن پاکستانی حکمرانوں کی اس قدر بھارت نوازی کے باوجود کشمیری مسلمانوں کی اہل پاکستان سے محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ وہ اب بھی پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی گھڑیاں پاکستانی وقت کے مطابق رکھنا پسند کرتے ہیں، عیدین کا مسئلہ ہو تو ان کی نگاہیں پاکستانی رویئت ہلال کمیٹی کے اعلان کی طرف ہوتی ہیں پاکستانی لیڈر کنٹرول لائن پہنچنے کا اعلان کریں تو وہ اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور ان کی ایک آواز پر لبیک کہہ کر اپنے سینوں پر گولیاں کھاتے ہوئے کھنچے چلے آتے ہیں یوم پاکستان پر کشمیر کی گلیوں میں پاکستانی پرچم لہرایا جاتا ہے اور پاک بھارت کرکٹ میچ ہو تو ان کی تمامتر محبت اور ہمدردیاں پاکستانی ٹیم کے ساتھ ہوتی ہیں کشمیری قوم کی پاکستان اور اہل پاکستان سے یہی وہ لازوال محبت ہے جس کی وجہ سے بھارت نے کبھی کشمیریوں کو حق استصواب رائے استعمال کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

بھارت نے چھیاسٹھ برسوں میں ہر ممکن طریقہ سے کشمیریوں کے جذبہ حریت کو سرد کرنے اور کچلنے کی کوشش کی ہے مگر اس میں کامیاب نہیں ہو سکا بھارتی فوج نے ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا، ہزاروں کشمیری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت دری کی گئی، بچوں و بوڑھوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا

گیا، ہزاروں کشمیری نوجوان ابھی تک بھارتی جیلوں میں پڑے ہیں۔ کشمیر کا کوئی ایسا گھر نہیں جس کا کوئی فرد شہید نہ ہوا ہو یا وہ کسی اور انداز میں بھارتی فوج کے ظلم و بربریت کا نشانہ نہ بنا ہو لیکن اس کے باوجود کشمیری مسلمانوں کے دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ بھارت طاقت و قوت کے بل بوتے پر کشمیری مسلمانوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ تاریخ گواہ کے کشمیری قوم 66 برس سے عزم و استقلال کا پہاڑ بن کر بھارت کے ظلم و تشدد کو برداشت کر رہی ہے مگر ان کی بھارت سے نفرت کی شدت میں اضافہ ہی ہوا ہے کوئی کمی نہیں آئی۔ ہم ہر سال 5 فروری کو کشمیری مسلمانوں سے یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں ملک بھر میں جہاں جماعۃالدعوۃ، جماعت اسلامی، آل پارٹیز حریت کانفرنس اور دیگر دینی، سیاسی و سماجی تنظیمیں کشمیریوں سے یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے جلسوں، ریلیوں اور مظاہروں کا انعقاد کرتی ہیں اور کشمیریوں کو یہ پیغام دیتی ہیں کہ کشمیری اکیلے نہیں ہیں پوری پاکستانی قوم ان کی پشت پر کھڑی ہے وہاں پورے ملک میں عام تعطیل اور سرکاری سطح پر بھی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ صدر، وزیر اعظم سمیت سبھی حکومتی ذمہ داران کی جانب سے کشمیریوں سے اظہار یکجہتی اور ان کی اخلاقی مدد جاری رکھنے کے بیانات داغے جاتے ہیں لیکن یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اگر آپ ان کشمیریوں کی اخلاقی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تو پھر یہ کوئی اخلاق نہیں ہے کہ آپ کشمیری مسلمانوں کے حق میں دو چار بیانات دے کر خاموش ہو جائیں اور انہیں بھارت کے

چنگل میں پھنسا ہوا چھوڑ دیں۔ امریکہ کی اس خطہ میں آمد کے بعد بھارت نے بہت فائدے اٹھا لئے امریکی اور نیٹو افواج کی واپسی کی خبروں کی وجہ سے انڈیا کی عسکری و سیاسی قیادت بہت زیادہ پریشان دکھائی دیتی ہے بھارت کو امریکہ کی سرپرستی میں اس خطہ کی سپر پاور بننے کے خواب بکھرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں اس کی آٹھ لاکھ فوج خود بھارت کے لئے بہت بڑا بوجھ بنتی جا رہی ہے۔ ان حالات میں کہ جب مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی ایک بار پھر اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستانی حکمران کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے کشمیریوں کی محرومیوں کا ازالہ کریں اور مضبوط و مستحکم کشمیر پالیسی ترتیب دیں۔ کشمیری مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں اس خطہ میں زبردست تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ حکومت پاکستان کو امریکہ و بھارت کے دباؤ کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اس مؤقف پر ڈٹ جانا چاہئے کہ جب تک کشمیریوں کو ان کا حق نہیں دیا جاتا بھارت سے کسی قسم کے کوئی معاہدات نہیں ہوں گے۔ بانی پاکستان محمد علی جناح نے کشمیر کو پاکستان کو شہ رگ قرار دیا تھا اس لئے وطن عزیز کے دفاع کے لئے شہ رگ کشمیر کو دشمن کے پنجہ سے چھڑانا انتہائی ضروری ہے۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرکے اور دریاؤں کا رخ موڑ کر دنیا کی سب سے بڑی پانی چوری کا ارتکاب کر رہا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے 18 کروڑ آبادی میں سے اس کا بیشتر حصہ زراعت کے پیشہ سے وابستہ ہے دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام

بھی اللہ نے پاکستان کو ہی عطا کر رکھا ہے مگر اس کے باوجود دریاؤں میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں ایکڑ زمین بنجر ہو چکی ہے مگر افسوسناک بات یہ ہے کہ اس صورتحال میں بھی پاکستانی حکمران وہ جرات مندانہ کردار ادا نہیں کر رہے جو انہیں ادا کرنا چاہئے۔ انڈیا پاکستانی دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرکے بغیر جنگ لڑے پاکستان کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے ارباب حل و عقد پاکستان کے لئے زندگی اور موت کی حیثیت رکھنے والے اس انتہائی اہم مسئلہ پر بھارت کی ناراضگی کے ڈر سے خاموشی اختیار کرکے ملکی سلامتی و خودمختاری کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ ہم صاف طور پر کہتے ہیں کہ لاتوں کے بھوت کبھی باتوں سے نہیں مانا کرتے ہندو بنیا طاقت کی زبان سمجھتا ہے اس کو اسی زبان میں جواب دینے کی ضرورت ہے۔ آزادی کشمیر سے ہی پاکستان کے پانی، بجلی و دیگر مسائل حل ہوں گے حکمرانوں کو بانی پاکستان کا یہ فرمان کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے یاد رکھنا چاہئے اور دل و دماغ میں یہ بات بٹھا لینی چاہئے کہ اپنی شہ رگ کو ازلی دشمن ہندو سے چھڑائے بغیر پاکستان کا دفاع ممکن نہیں ہے۔

کشمیر بنے گا پاکستان

5 فروری کو ہر برس یوم یکجہتی کشمیر کے طور پر منایا جاتا ہے. اس دن کو منانے کا آغاز 1990ء کو ہوا جب جماعت اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد مرحوم کی اپیل پر اس وقت کے اپوزیشن لیڈر اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد نواز شریف نے اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے اپیل کی کہ جموں و کشمیر کے عوام کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کی جائے۔ ان کی کال پر پورے پاکستان میں 5 فروری 1990ء کو کشمیریوں کے ساتھ زبردست یکجہتی کا مظاہرہ کیا گیا۔ ملک گیر ہڑتال ہوئی اور ہندوستان سے کشمیریوں کو آزادی دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس دن جگہ جگہ جہاد کشمیر کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگیں گئیں۔ بعد ازاں پاکستان پیپلز پارٹی نے 5 فروری کو عام تعطیل کا اعلان کر کے کشمیریوں کے ساتھ نہ صرف یکجہتی کا مظاہرہ کیا بلکہ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو آزاد کشمیر کے دار لحکومت مظفر آباد تشریف لے گئیں جہاں انہوں نے قانون ساز اسمبلی اور کونسل کے مشترکہ اجلاس کے علاوہ جلسہ عام سے خطاب کیا، کشمیریوں کو ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا اور مہاجرین کشمیر کی آبادکاری کا وعدہ کیا۔ تب سے اس دن کو ہر برس سرکاری طور پر منایا جاتا ہے۔ پورے ملک میں سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ جبکہ آزاد کشمیر اسمبلی اور کشمیر کونسل کے مشترکہ سیشن سے صدر یا

وزیر اعظم پاکستان خصوصی خطاب فرما کر جدوجہد آزادی کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔ صرف 5 فروری 2004ء کو سابق صدر پرویز مشرف کی بھارتی حکمرانوں کے ساتھ تازہ دوستی میں کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار نہ کیا گیا اور اس روایت کو نظر انداز کر دیا گیا جو کشمیر کی تحریک آزادی کے نئے مرحلے پر ڈالی گئی تھی۔ جموں کشمیر کا بیشتر علاقہ ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے پر پھیلا ہوا ہے۔ جموں و کشمیر کی سرحدیں جنوب میں ہماچل پردیش، مغرب میں پاکستان اور شمال اور مشرق میں چین سے ملتی ہیں۔ پاکستان میں جموں و کشمیر کو مقبوضہ کشمیر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جموں و کشمیر تین حصوں جموں، وادی کشمیر اور لداخ میں منقسم ہے۔ سری نگر اس کا گرمائی اور جموں سرمائی دارالحکومت ہے۔ وادی کشمیر اپنے حسن کے باعث دنیا بھر میں مشہور ہے۔ لداخ جسے "تبت صغیر" بھی کہا جاتا ہے، اپنی خوبصورتی کے باعث جانا جاتا ہے۔ ریاست میں مسلمانوں کی اکثریت ہے تاہم ہندو، بدھ اور سکھ بھی بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔

ریاست برصغیر کی اہم ترین ریاستوں میں سے ایک جموں کشمیر پر پاکستان بننے کے دو ماہ بعد ہی 29 اکتوبر 1947 کو انڈیا نے کشمیر پر لشکر کشی کی اور ریاست ہائے جموں و کشمیر پر اپنا تسلط جما لیا مقبوضہ کشمیر میں بھارتی افواج کی جانب سے نہتے کشمیریوں کے قتل عام کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ مقبوضہ کشمیر میں 24 سال کے دوران ترانوے ہزار 978 افراد بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں اور 8 ہزار سے زائد افراد حراست کے دوران لاپتہ ہوئے ، ایک رپورٹ کے

مطابق مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں نے ریاستی دہشت گردی کی کارروائیوں میں سے اب تک 93ہزار 978 بے گناہ افراد کو شہید کردیا، جن میں سے سات 1989 ہزار 14 کو دوران حراست قتل کیا گیا۔ قتل کے ان واقعات سے 22ہزار 776 خواتین بیوہ اور ایک لاکھ سات ہزار 666 بچے یتیم ہوگئے۔ رپورٹ کے مطابق اس عرصے کے دوران دس ہزار 84 خواتین کی بے حرمتی کی گئی جبکہ ایک لاکھ پانچ ہزار 992 عمارتوں کو تباہ کردیا گیا۔ ان 24 برسوں کے دوران بھارتی پولیس اور فوجیوں نے 8ہزار سے زائد افراد کو حراست کے دوران لاپتہ کردیا۔ مقبوضہ کشمیر میں عوام پر بھارتی درندہ صفت فوجیوں کے ظلم و ستم کوئی نئی بات نہیں گزشتہ کئی دہائیوں سے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے نت نئے طریقے آزمائے جارہے ہیں۔ بھارتی فوجیوں اور سکیورٹی فورسز نے لاکھوں مرد، خواتین اور بچے بوڑھے شہید، معذور اور غائب کردیئے ہیں۔ لاکھوں خواتین کی عصمت دری کی گئی، ہزاروں افراد پابند سلاسل ہیں۔ نہ تو ہندوستانیوں کے مظالم میں کمی آئی اور نہ ہی بہادر کشمیری مسلمانوں کے حوصلے پست ہوئے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا ''جیسے جیسے بھارتی ریاستی مظالم میں اضافہ ہورہا ہے اسی طرح کشمیری مسلمانوں کا حصول جذبہ آزادی زیادہ پختہ اور شدید ہورہا ہے''۔ کشمیری مسلمان اپنے بچوں، جوانوں، بزرگوں کے قتل اور خواتین کی عصمت دری جیسے دردانگیز واقعات کے باوجود ٹوٹ کر بکھرے نہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ''بھارت والو! جان لو ہمیں مار تو سکتے ہو لیکن ہمیں توڑنا تمہارے بس کی بات نہیں''۔

اقوام متحدہ سمیت دیگر عالمی اداروں نے بھارت کے مقبوضہ کشمیر پر غاصبانہ قبضہ ، کشمیریوں کے قتل عام اور وہاں انسانی حقوق کی سنگین پامالیوں پر آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور کشمیریوں کو اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی منظوری کے بعد بھی ان کو حق خود ارادیت کے حق سے محروم رکھ کر یہ عالمی ادارے و عالمی طاقتیں برابر کی مجرم ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کے عوام نے بھارت کے یوم جمہوریہ کو یوم سیاہ کے طور پر منا کر بھارت کے چہرے پر کالک ملی ہے اور بھارت کے مقبوضہ کشمیر پر ناجائز تسلط کے خلاف یک آواز ہو کر جس جدوجہد کو وہ لے کر چل رہے ہیں ، انشاء اللہ ایک دن ان کی یہ کوششیں رنگ لائیں گی اور انہیں جلد آزادی نصیب ہو گی۔ بھارت 66 برس میں بھی فوجی طاقت اور کشمیریوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا کر ان کی آواز کو نہیں دبا سکا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج مسلم لیگ ن کی حکومت کی ترجیح بھارت سے تجارت کرنے کی پالیسی پر مرکوز ہے۔ پانچ فروری کو تو یکجہتی کشمیر والے دن صدر، وزیر اعظم سمیت سبھی حکومتی ذمہ داران کی جانب سے کشمیریوں سے اظہار یکجہتی اور ان کی اخلاقی مدد جاری رکھنے کے بیانات داغے جاتے ہیں اگر حکمران ان کشمیریوں کی اخلاقی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تو پھر یہ کوئی اخلاق نہیں ہے کہ آپ کشمیری مسلمانوں کے حق میں دو چار بیانات دے کر خاموش ہو جائیں اور انہیں بھارت کے چنگل میں پھنسا ہو چھوڑ دیں ۔ موجودہ حکمرانوں کو جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے ظلم و ستم اور اس کے اصل

چہرے کو پوری دنیا پر بے نقاب کرنا چاہئے، عالمی اداروں سے مسئلہ حل کروانے کی توقع رکھنا فضول ہے لاتوں کے بھوت کبھی باتوں سے نہیں مانا کرتے ہندو بنیا طاقت کی زبان سمجھتا ہے اس کو اسی زبان میں جواب دینے کی ضرورت ہے۔ کشمیری مسلمان جہاں بھارتی افواج کے ظلم و تشدد کے بعد پاکستان سے رشتہ کیا لاالہ الااللہ کا نعرہ لگاتے ہیں اور پاکستان کا پرچم بلند کرتے ہیں تو پاکستان میں ایک عظم شخصیت جس کے خلاف منموہن سنگھ اوباما کو بھی شکایتیں لگا چکا ہے اور پاکستان کے ساتھ مذاکرات میں کشمیر، ڈیموں یا اور مسائل کی بجائے صرف اسی شخصیت پر بات کی جاتی ہے۔ وہ شخصیت جماعۃ الدعوہ پاکستان کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید ہیں جو کشمیری مسلمانوں کی مدد و حمایت کے لئے ہر موقع پر آواز بلند کرتے ہیں حافظ سعید کشمیریوں کی مدد کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے وہ بھی اپنے کارکنان کے ہمراہ کشمیریوں سے رشتہ کیا لاالہ الااللہ کا نعرہ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھارت کشمیر میں باوردی دہشت گردی کر رہا ہے خواتین کی عصمتیں محفوظ نہیں، سر عام حکومتی قاتل کشمیری مسلمانوں کا خون بہانے میں لگے ہیں مگر پاکستان سے اسلام آباد سے پاکستانی حکمرانوں کی جانب سے یا سیاسی جماعتوں کی جانب سے کشمیریوں کی مدد و حمایت کے لئے کوئی صدا بلند نہیں کی جا رہی ادھر کشمیری کشمیر بنے گا پاکستان، گو انڈیا گو کے نعرے لگا کر پاکستانی پرچم بلند کئے ہوئے سینوں پر گولیاں کھا رہے ہیں مگر پاکستانی حکمران خاموش ہیں، اقوام متحدہ خاموش ہے

ان کے اس خطاب میں ایک تڑپ تھی جو سامنے بیٹھے سامعین کو رلانے پر مجبور کر رہی تھی۔ حافظ سعید اس بات کا اعلان بھی کر رہے تھے کہ ہم کشمیریوں کی مدد کے لئے آخری حد تک جائیں گے اور ملک بھر میں کشمیریوں کے حق میں بیداری مہم چلائیں گے اب وہ دن دور نہیں جب کشمیر جلد پاکستان کا حصہ ہوگا یہ باتیں کرتے ہوئے حافظ سعید کی آنکھوں میں ایک پر امید چمک تھی گویا وہ کشمیر کو پاکستان کا حصہ بنتے دیکھ رہے تھے اور انشاءاللہ یہ جلد ہونے والا ہے، مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ریاستی دہشت گردی کرفیو، ظلم و ستم، شہادتوں پر اقوام متحدہ کی خاموشی سے اس کا دوہرا کردار ایک بار پھر کھل کر دنیا کے سامنے بے نقاب ہوگیا ہے حقوق انسانی کے وہ عالمی ادارے جنھوں نے جانوروں کے حقوق کے تحفظ کی بھی تنظیمیں بنا رکھی ہیں مقبوضہ کشمیر میں بدترین ریاستی دہشت گردی پر ان کی مجرمانہ خاموشی افسوسناک ہے۔ انہیں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ریاستی دہشت گردی کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے تھا مگر کسی نے نہیں لیا پاکستانی حکمران ہی کشمیریوں کے نعروں اور پاکستان کے ساتھ ملنے کی آرزو لئے اپنی جانیں قربان کرنے والوں کے خون کی لاج رکھتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کے خاتمہ کے لئے عملی اقدامات کریں جب تک بھارت کشمیر پر سے قبضہ ختم نہیں کرتا حکومت پاکستان کو کشمیریوں کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی مدد جاری رکھنی چاہیے کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور اس شہ رگ کو دشمن کے قبضہ سے چھڑانا انتہائی ضروری ہے۔ بھارت کو امریکہ کی

سرپرستی میں اس خطہ کی سپر پاور بننے کے خواب بکھرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں مقبوضہ کشمیر میں اس کی آٹھ لاکھ فوج خود بھارت کے لئے بہت بڑا بوجھ بنتی جا رہی ہے مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی ایک بار پھر اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کے نتیجہ میں انڈیا مقبوضہ کشمیر میں سخت بوکھلاہٹ کا شکار ہے، وہ کشمیر میں مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج یوم یکجہتی کشمیر کے موقع پر پاکستان کے صرف عوام ہی نہیں' حکمران بھی کشمیر کی جدوجہد آزادی کا ساتھ نبھانے کا عہد کریں اور کشمیری عوام کا پاکستان کے ساتھ الحاق کا جذبہ کبھی سرد نہ ہونے دیں۔ کشمیر کی آزادی ہی ہماری بقاء کی ضمانت ہے اور ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کا ماٹو تکمیل پاکستان کی علامت ہے۔ عوام کے دل تو ہمیشہ سے کشمیری بھائیوں کے دلوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ حکمرانوں کو بھی کشمیری عوام کا دل سے ساتھ دینا چاہیے اور ان کا آزادی کا سفر کھوٹا کرنے کی کسی حماقت سے گریز کرنا چاہیے۔ آج یوم یکجہتی کشمیر اس جذبے کے ساتھ منایا جائے کہ کشمیری عوام کی آزادی کی منزل یقینی ہو جائے۔ یہی آج کے دن کا تقاضا ہے۔

احوال میڈیکل کانفرنس کا

پاکستان میں نصف سے زیادہ آبادی کو صحت کی عام سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں۔ صحت اور سلامتی کو درپیش خطرات اب ماضی کے مقابلے میں بڑی تیزی سے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ صحت کے شعبے میں پاکستان کی صورت حال ابتر ہے۔ پاکستان میں اب بھی ملک بھر کے ہسپتالوں میں بستروں کی سہولیات ڈاکٹرز اور نرسوں کی تعداد کل آبادی کی ضروریات کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ پاکستان میں ادویات کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹر ''پیسہ'' کمانے کی غرض سے مریضوں کو شام کو اپنے کلینک پر بلاتے ہیں۔ مریضوں کے لواحقین کو سخت ذہنی صدمے سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ دیہات کے اکثر سرکاری ہسپتالوں میں عملہ ہی نہیں ہوتا اگر ڈاکٹر موجود ہو تو ادویات نہیں ملتیں۔ مہنگائی کے اس دور میں غریب عوام کے لئے پرائیویٹ ڈاکٹر کے پاس جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ملک میں کچھ ایسے ادارے بھی کام کر رہے ہیں جو صرف اللہ کی رضا کے لئے غریبوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ دور دراز علاقوں میں جا کر میڈیکل کیمپ لگا کر مریضوں کا مفت علاج اور پھر ادویات جبکہ آپریشن بھی مفت کئے جاتے ہیں۔ ایسے ادارے ان عوام کے لئے ایک نعمت سے کم نہیں۔ ایسے اداروں میں سے ایک ادارہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن بھی ہے۔ گزشتہ روز فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے تحت لاہور میں ایک میڈیکل

کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا۔کانفرنس سے امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید، جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ عبدالرحمان مکی، پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز، پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال چوہدری، پروفیسر ڈاکٹر جاوید اکرم، پروفیسر ڈاکٹر محمود شوکت، ہیومن رائٹس فار جسٹس اینڈ پیس کے چیئرمین حافظ محمد مسعود، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف، پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود گوندل، پروفیسر ڈاکٹر منصور علی خاں، پروفیسر ڈاکٹر خالد قریشی، ڈاکٹر عمر علی خان، ڈاکٹر محمد اعجاز، ڈاکٹر ناصر ہمدانی، انجینئر محمد حارث ودیگر نے خطاب کیا۔کانفرنس میں سرکاری اور غیر سرکاری اداروں سے وابستہ ڈاکٹرز، پروفیسرز، سرجنز اور میڈیکل کے شعبہ سے وابستہ طلباء نے شرکت کی۔اس موقع پر مختلف سیشنز میں شعبہ طب سے متعلق کرنٹ افیئرز، آرتھو پیڈک کے پیچیدہ مسائل، بیسک لائف سپورٹ اور دیگر اہم موضوعات پر سائنٹیفیک سیشنز کا انعقاد کیا گیا۔میڈیکل کانفرنس میں خواتین ڈاکٹرز کی بھی بڑی تعداد نے شرکت کی جن کیلئے پردہ کے الگ سے انتظامات کئے گئے تھے۔حافظ محمد سعید کا کہنا تھا کہ امریکہ ویورپ ریلیف سرگرمیوں میں حصہ لینے والے مسلمانوں کو بھی اپنے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ جھوٹے اور بے بنیاد پروپیگنڈہ سے مسلمانوں کے کردار کو مسخ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں دنیا کے حالات تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ مغرب کا دور ختم اور اسلام کا دور واپس آ رہا ہے۔ ڈاکٹرز معاشرے کا اہم

طبقہ ہیں ۔ وہ افراد کی اسلامی تربیت میں بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن اور مسلم میڈیکل مشن کے ڈاکٹرز پورے ملک میں امدادی سرگرمیوں کو وسعت دیں۔ دکھی انسانیت کی خدمت سے بلوچستان اور سندھ میں قومیت پرستی کی سوچیں ختم ہو رہی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ مغرب کے پاس سب کچھ مسلمانوں سے جاتا تھا لیکن پھر اس کے بعد مغرب کہاں جا پہنچا ہے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس وقت کہاں کھڑے ہیں۔ ہم نے مغربی غلامی کا طوق گلے سے اتارنا ہے۔ میڈیکل کے شعبہ میں اسلامیت کو نمایاں کرنا ہے۔ جو رہنمائی ہمیں اسلامی شریعت سے ملتی ہے ہم نے اس کے مطابق کام کرنا ہے۔ ہمیں ایسے ادارے قائم کرنے چاہئیں جن سے ہم نوجوان نسل کی ذہن سازی کر سکیں۔ پورے معاشرے میں اس کے گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کیلئے ڈاکٹرز حضرات کو مل بیٹھ کر سوچنا چاہیے اور سینئر ڈاکٹرز کی ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہیے کہ ہم نے اسلامیت کو اس شعبہ میں لانے کیلئے کیا کردار ادا کرنا ہے۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے ڈاکٹرز اپنے شعبہ سے وابستہ ہر فرد میں ایک سچے مسلمان کا کردار اجاگر کریں۔ مجھے خوشی ہے کہ آج کی میڈیکل کانفرنس میں رسمی باتیں نہیں ہو رہیں بلکہ یہاں موجود ڈاکٹرز میں احساس کی روشنی اور امید کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ شورش زدہ علاقوں میں بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے اور میڈیکل مشن کے ذریعہ دعوت کا کام ہی موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کے خدمت خلق کے جذبہ سے بھی خوفزدہ ہیں۔ مسلم میڈیکل مشن کے

ڈاکٹرز اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ لاہور کی طرح پاکستان کے دیگر شہروں میں بھی اسی طرح کی میڈیکل کانفرنسیں اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے گا۔ بلوچستان میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن اور مسلم میڈیکل مشن کی امدادی سرگرمیوں کے انتہائی دوررس اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی ریلیف سرگرمیوں سے غریب و مستحق افراد کی زندگیاں سنور رہی ہیں اور قومیت پرستی کی سوچیں ختم ہو رہی ہیں۔ بلوچستان کے سرداروں نے ہمیں مختلف علاقوں میں ریلیف کا کام کرنے کو کہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگرچہ ہمارے پاس وسائل محدود ہیں لیکن ہم مصائب ومشکلات میں مبتلا اپنے بھائیوں کو کسی صورت تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ بلوچستان میں تعلیم و صحت کے منصوبہ جات کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ پاکستان کے نامور آرتھوپیڈک سرجن ڈاکٹر عامر عزیز نے کہا کہ ڈاکٹرز کو اپنے مریضوں کے ساتھ مخلص ہونا چاہئے۔ کسی بلیک میلنگ کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ کا ڈر ہمارے دلوں میں ہونا چاہئے تاکہ مریضوں کو آپ پر اعتماد ہو۔ آپ اس سے ہمدردی دکھائیں اور مریضوں کے لئے کچھ کرنے کی کوشش کریں۔ انہوں نے کہا کہ مغرب کی ہر برائی ہم یہاں لا رہے ہیں مگر اچھائی نہیں، اسلام جن چیزوں سے منع کرتا ہے بدقسمتی سے وہ ہمارے ملک میں عام ہو رہی ہیں۔ ہمیں بہت زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ حافظ محمد مسعود اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف نے کہا کہ آج میڈیکل سائنس کے لئے ہم مسجد میں جمع ہیں جب مسلمانوں کا رشتہ مسجد سے جڑ جائے تو ساری دنیا

مل کر بھی انہیں شکست نہیں دے سکتی۔ ڈاکٹرز علاج میں خیر خواہی کو شامل کر لیں اچھے اخلاق کے ساتھ ڈاکٹر کو دین کی دعوت بھی دینی چاہئے۔ بلوچستان، سندھ سمیت، ملک بھر میں جماعت کام کر رہی ہے۔ بلوچستان کے زلزلہ متاثرہ علاقوں میں 900 گھر مکمل ہو چکے ہیں۔ مسلم میڈیکل مشن کے صدر پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال چوہدری نے کہا کہ بلوچستان، شمالی علاقہ جات و دیگر بہت سے علاقوں میں لوگ ابتدائی طبّی سہولیات سے بھی محروم ہیں۔ ڈاکٹرز اپنے دلوں میں خدمت خلق کا جذبہ پیدا کریں۔ یہ ہماری اسلامی ذمہ داری ہے۔ ہمیں کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ڈاکٹر ناصر ہمدانی نے کہا کہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے ملک بھر میں چھ ہسپتال چل رہے ہیں۔ پونے دو سو سے زائد ڈسپنسریاں چل رہی ہیں جہاں ایک لاکھ سے زائد مریضوں کا ہر ماہ علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ بلوچستان میں ہم تعلیم و صحت کے بڑے منصوبہ جات پر کام کر رہے ہیں۔ ہم پورے ملک میں امدادی سرگرمیوں کا سلسلہ وسیع پیمانے پر جاری رکھیں گے۔ میڈیکل کانفرنس میں بلوچستان کے زلزلہ متاثرہ علاقے آواران کی ایک ویڈیو بھی دکھائی گئی جہاں کے لوگ آج اس ترقی یافتہ دور میں بھی بہت پیچھے ہیں، وہاں لوگوں کے پاس رہنے کے لئے کچے مکان ہیں، آواران کے باسیوں نے صرف ڈاکٹر کا نام سنا تھا۔ آواران بلوچستان کا ایک ضلع ہے، جہاں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تو موجود تھا مگر ڈاکٹر نہیں تھا۔ ڈاکٹر ناصر ہمدانی نے بتایا کہ جب آواران میں ہم نے میڈیکل کیمپ لگایا تو قریب کے تمام گاؤں سے لوگ جوق

در جوق آ رہے تھے لیکن ان میں مریض کوئی نہیں تھا جب ہم نے علاقے کے سردار سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آج لوگ ڈاکٹر کو دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔آج بھی آواران کی حالت نہیں بدلی۔حکومت کو بلوچ بھائیوں کی محرومیاں دور کرنی چاہئے۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن آواران میں مستقل بنیادوں پر وہاں ایجوکیشنل و ہیلتھ کمپلیکس تعمیر کر رہی ہے۔جو لوگ اپنے دلوں میں دکھی انسانیت کا غم رکھتے ہیں ایسے مخیّر حضرات کو بڑھ چڑھ کو ایسے اداروں کی مدد کرنی چاہئے جون کا مقصود اقتدار یا کرسی و ذاتی مفاد نہیں بلکہ رب کی رضا ہے ،اسی سے ہی ہماری کامیابی ممکن ہے۔

یوم یکجہتی کشمیر کب تک منائیں گے؟

بھارت گزشتہ 66 سال سے کشمیر کے مظلوم عوام کو بندوق کی نوک پر غلام بنائے ہوئے ہے، بھارت کی ساڑھے سات لاکھ فوج تمام تر ظلم و بربریت اور انسانیت سوز ہتھکنڈوں کے باوجود کشمیریوں کے جذبہ آزادی کو ختم کرنے میں ناکام رہی ہے۔طاقت اور ظلم و بربریت کے ذریعے کسی قوم کو غلام نہیں بنایا جاسکتا۔کشمیری عوام بھارت کے پنجہ ء استبداد سے آزاد ہونے کیلئے خون کا آخری قطرہ تک بہادینے کو تیار ہیں ۔ایمینسٹی انٹر نیشنل اور دیگر غیر جانبدار عالمی ادارے اور تنظیمیں کشمیر میں بھارت کے ہاتھوں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں پر بار بار عالمی برادری کی توجہ دلاتے رہتے ہیں مگر اقوام متحدہ کشمیری عوام کو بھارت کے چنگل سے نکالنے کیلئے اپنی ہی منظور کردہ قرار دادوں پر عمل درآمد کرانے میں ناکام ہے،پاکستانی عوام اپنے کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی پشتیبانی جاری رکھیں گے اور کسی بھی لمحہ انہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔پانچ فروری کو پوری قوم ''یوم یکجہتی کشمیر'' روائتی جوش و جذبے سے منائے گی۔عالمی برادری بے حسی اور لاتعلقی کا رویہ چھوڑ کر کشمیر کے مظلوم عوام کا ساتھ دے اور اقوام متحدہ اپنے چارٹر پر موجود کشمیر کے تنازعہ کا سب سے پرانا مسئلہ حل کرانے کی طرف توجہ دے۔پانچ فروی کا دن ہر سال آتا ہے اور گزر جاتا ہے،ملک بھر میں

جلسے، سیمینارز منعقد کئے جاتے ہیں، حکومت سرکاری سطح پر کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کے اعلان کرتی ہے۔ سیاسی ومذہبی جماعتیں بھی 5فروری کو یوم یکجہتی کشمیر کے موقع پر مختلف پروگرامات کا انعقاد کریں گی۔ پنجاب حکومت نے عام تعطیل کا علان کیا ہوا ہے۔ یوم یکجہتی کے دن پاکستان بھر کی مذہبی، سیاسی و کشمیری جماعتیں مقبوضہ کشمیر کے عوام کو اس بات کا یقین دلاتی ہیں کہ اہل پاکستان ان کی تحریک آزادی کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ یوم یکجہتی کشمیر کے موقع پر عوام اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، او آئی سی اور دیگر ذمہ دار اداروں سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مقبوضہ ریاست کے عوام کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خودارادیت دلانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور بھارت پر دباؤ بڑھائیں کہ وہ کشمیری عوام پر ڈھائے جانے والے ظلم و تشدد کا سلسلہ بند کرے۔ پوری پاکستانی قوم کشمیریوں کی سیاسی اور اخلاقی مدد کرتی رہے گی۔ قابض بھارتی فوج کی طرف سے کشمیریوں کے حقوق کی پامالی، نوجوانوں کو عقوبت خانوں میں ٹارچر کرنے، عورتوں کی بے حرمتی اور آئے دن گرفتاریوں کی مزمت کرتی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسئلہ کشمیر کا مقدمہ جواہر لال نہرو خود اقوام متحدہ میں لے کر گئے یو این نے کشمیریوں کو حق خودارادیت دینے کی قرارداد منظور کی۔ کشمیری سال سے یہ حق حاصل کرنے کے لئے بے مثال قربانیاں دے رہے ہیں۔ لا 66 کھوں شہداء کی قبریں اس جد و جہد کی گواہ ہیں۔ بانی پاکستان قائد اعظم

نے کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے کوئی زندہ قوم اپنی شہ رگ دشمن کے قبضے میں نہیں دے سکتی۔ بھارت دریاؤں پر ڈیم بنا کر ارضِ پاکستان کو بنجر بنانے کی سازش کر رہا ہے اور ہم آنکھیں بند کر کے آلو پیاز کی تجارت کرنے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔حکومت کو چاہئے کہ تمام پارٹیوں کو اعتماد میں لے کر کشمیر پالیسی کو تازہ کرے اور پرویز مشرف کی طرح پسپائی اختیار کرنے کی بجائے جرات مندانہ موقف اختیار کرے اور بین الاقوامی سطح پر بھارت کے ظلم و ستم سے بھرپور سفاکانہ چہرے کو عیاں کرے۔پارلیمنٹ کی کشمیر کمیٹی کو چاہئے کہ وہ اپنا رول ادا کرے ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کے نعرے کو بلند کرے اسی طرح میڈیا 5 فروری کو کشمیر ڈے کے حوالے سے اس مسئلہ کو تاریخی اور جغرافیائی اور تحریک حریت کشمیر کے پرچم تلے اہل کشمیر اور مجاہدین کی قربانیوں کو قوم کے سامنے پیش کرے۔ مظلوم کشمیریوں کی کھل کر مدد وحمایت کی جائے۔اس حوالہ سے اقوام متحدہ کی قراردادوں والا دوٹوک اصولی موقف اختیار کیاجائے اور پوری دنیا میں اپنے سفارت خانوں کو متحرک کیا جائے کہ وہ بھارتی ریاستی دہشت گردی بے نقاب کرنے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔بھارت کی طرف سے کنٹرول لائن پر دیوار برہمن اور مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی دریاؤں پر ڈیموں کی تعمیر پر حکومت پاکستان کو خاموش نہیں رہنا چاہیے بلکہ اسے روکنے کیلئے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ کشمیر پاکستان کی بقاء کا مسئلہ ہے۔جماعۃالدعوۃ پاکستان

کی اپیل پر 5فروری کو آزاد کشمیر سمیت پاکستان بھر میں یوم یکجہتی کشمیر بھرپور انداز میں منایا جائے گا۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑا کشمیر کارواں لاہور میں جماعۃ الدعوۃ کے زیر اہتمام مرکز القادسیہ چوبرجی سے مسجد شہداء مال روڈ تک نکالا جائے گا جبکہ جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے لاہور کی طرح فیصل آباد، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ساہیوال، ملتان، کراچی، راولپنڈی، اسلام آباد، حیدرآباد، کوئٹہ، پشاور، مظفرآباد سمیت پورے ملک میں کشمیر کارواں، جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے گا جس میں دینی مدارس، سکولز، کالجز و یونیورسٹیز کے طلباء، وکلاء، تاجروں، صنعتکاروں اور سول سوسائٹی سمیت تمام تر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شرکت کریں گے۔ جماعۃ الدعوۃ کی جانب سے یوم یکجہتی کشمیر کے حوالہ سے بڑے پیمانے پر تیاریاں و انتظامات کئے گئے ہیں۔ چوبرجی سے مسجد شہداء مال روڈ تک ہونے والے جماعۃ الدعوۃ کے کشمیر کارواں کے اختتام پر ایک بڑے جلسہ عام کا انعقاد بھی کیا جائے گا۔ کارواں اور جلسہ عام سے ملک بھر کی مذہبی، سیاسی و کشمیری جماعتوں کے قائدین خطاب کریں گے۔ جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے 5فروری یوم یکجہتی کشمیر کے سلسلہ میں ملک بھر میں زبردست مہم چلائی جارہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور کی طرح پورے ملک میں اشتہارات، بینرز اور ہورڈنگز لگائے گئے ہیں جس پر عوام الناس میں کشمیر کارواں، جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کیلئے زبردست جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ نے خصوصی طور پر درجنوں

کی تعداد میں لاؤڈ سپیکرز لگا کر گاڑیاں تیار کی ہیں جن کے ذریعہ لوگوں کو کشمیر کارواں میں شرکت کی دعوت دی جارہی ہے۔5فروری کے تاریخی دن کشمیری عوام کو یہ پیغام ملنا چاہیے کہ وہ تحریک آزادی میں اکیلے نہیں بلکہ پاکستان اور آزاد کشمیر کے عوام ہر مشکل گھڑی میں ان کے شانہ بشانہ ہیں۔ کشمیریوں کی قربانیاں لازوال ہیں۔ حق خودارادیت کشمیریوں کا حق ہے۔ اقوام متحدہ 66 سال سے اپنی قرار دادوں پر عمل کرانے میں ناکام ہے۔ پاک بھارت تعلقات کا کور ایشو مسئلہ کشمیر ہے۔ وزیراعظم نواز شریف جنرل مشرف اور آصف زرداری کی طرح مسئلہ کشمیر نظر انداز نہ کریں۔ مسلمہ کشمیر پالیسی بحال کی جائے۔ کشمیریوں کے حق خودارادیت کے حصول کے لیے عالمی سطح پر بھرپور مہم چلائی جائے۔ وزارت خارجہ کو بھارت سے دب کر رہنے کی بجائے بھارتی مظالم سے پوری دنیا کو آگاہ کرنا چاہیے۔ پورے ملک میں 90 ء سے 5 فروری جس کا آغاز قاضی حسین احمد نے کیا تھا، قومی جوش و جذبے سے منایا جاتا ہے جب تک جہاد کشمیر جاری تھا، مسئلہ کشمیر کی اہمیت بھی پوری دنیا پر عیاں تھی مگر بزدل مشرف نے یوٹرن لے کر اسلام و ملک دشمن قوتوں کی خواہشوں کی تکمیل کی اور چار نکاتی فارمولا، چناب فارمولا اور یونائیٹڈ کشمیر جیسے فارمولے پیش کرکے مسئلہ کشمیر کی اہمیت کو کم کیا۔ کشمیر قوم کی زندگی کی علامت ہے، اور قوم اس دن کو پوری جوش و جذبے سے منائے گی۔ کشمیر کی آزادی کی راہ میں اقوام متحدہ کا اسلام دشمن و مسلم کش رویہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ سوڈان اور

انڈونیشیا کے حصے بخرے کرنے کو تو اقوام متحدہ فوری طور پر تیار ہو گئی ، لیکن فلسطین اور کشمیر میں مسلمان نصف صدی سے ذبح کیے جارہے ہیں اور ان کی آواز پر کان نہیں دھرا گیا۔ کشمیری تکمیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں ۔ کشمیر کی آزادی کے لیے بنیادی ذمہ داری پاکستانی قوم، حکمرانوں اور فوج کے سپہ سالاروں کی ہے ۔ بھارت کشمیری عوام کو مستقل غلام بنانے کے لیے ظلم و بربریت کی تمام حدیں پھلانگ چکا ہے ۔ کشمیر میں مسلم آبادی کو کم کرنے کے لیے بھارتی فوج مسلمانوں کی نسل کشی کر رہی ہے اور بھارت کنٹرول لائن پر دیوار برہمن تعمیر کرکے اسے مستقل بارڈر کی شکل دینا چاہتا ہے جو عالمی قوانین اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی صریح خلاف ورزی ہے ۔ اقوام متحدہ اور عالمی برادری کا فرض ہے کہ وہ کشمیر کے ایک کروڑ سے زائد عوام کو بھارتی ظلم و جبر سے نجات دلائے ۔

پاکستان پر بھارتی الزامات اور حقائق

پاکستان پر الزام لگانا بھارت کا پرانا وطیرہ ہے،انڈیا میں اگر درخت سے ایک پتہ بھی کرے تو فورا انڈین حکومت، تنظیمیں،میڈیا سب کی توپوں کا رخ پاکستان کی طرف ہوتا ہے،حالانکہ انڈیا اس خطے کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے جس نے جموں و کشمیر پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔کشمیر میں مسلمانوں کی نہ تو جانیں محفوظ ہیں اور نہ ہی عصمتیں،بھارتی فوج کے درندے کشمیریوں پر مظالم کے پہاڑ ڈھا رہے ہیں مگر ان کے عزم،حوصلے میں کمی نہیں آئی۔گزشتہ روز بھارتی وزیر دفاع اے کے انتھونی نے کہا کہ ریاست میں اگرچہ حالات بدل رہے ہیں اور لائن آف کنٹرول پر بھی سکون ہے تاہم عسکریت پسندی پوری طرح سے ختم نہیں ہوئی بلکہ اکا دکا وارداتیں جاری ہیں۔مجاہدانہ سرگرمیوں کے حوالے سے بھارتی وزیر دفاع کا کہنا تھا کہ کشمیر میں مجاہدانہ سرگرمیاں کافی حد تک کم ہو رہی ہیں۔لائن آف کنٹرول کے آر پار فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا اور ایک پاکستانی فوجی مارا بھی گیا تاہم انہوں نے کہا کہ پاکستان کے کسی بھی فوجی کو اغوا کرکے مارا نہیں گیا۔پاکستان پر ماضی کی طرح الزام عائد کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان کی جانب سے بار بار سیز فائر کی خلاف ورزی ہوتی رہی ہے لیکن بھارت کی جانب سے صرف جواب ہی دیا

جا رہا ہے۔ انتھونی نے خبر دار کیا کہ سیز فائر کی خلاف ورزی سے پاکستان، بھارت مذاکراتی عمل خطرے میں پڑ سکتا ہے لہٰذا پاکستان سرحد پار موجود تمام تربیتی کیمپوں کو فوری طور پر بند کر دے کیونکہ یہ تربیتی کیمپ امن کیلئے بدستور خطرہ ہیں۔ انتھونی نے پاکستان پر الزام عائد کیا کہ ایک طرف پاکستان بھارت کے ساتھ پائیدار امن کے قیام کیلئے مذاکرات کی وکالت کر رہا ہے تو دوسری طرف کنٹرول لائن پر کئی برسوں سے جاری سیز فائر کی خلاف ورزی کرنے میں بھی پاکستانی فوج ملوث ہے۔ سرحد پر تعینات رینجرز کشمیر میں دراندازوں کو دھکیلنے کیلئے فائرنگ کا سہارا لے رہی ہے۔ دوسری طرف بھارت کی انتہا پسند ہندو مذہبی جماعت آر ایس ایس کے گرفتار دہشت گرد سوامی اسیم آنند نے انکشاف کیا ہے کہ سمجھوتہ ایکسپریس اور مسلمانوں کے کئی دیگر مقامات پر دہشت گردکارروائیوں میں آر ایس ایس ملوث ہے، تاہم آر ایس ایس نے سمجھوتہ ایکسپریس میں بم دھماکے کے ملزم سوامی اسیم آنند کے اس الزام کو مسترد کر دیا ہے جبکہ وفاقی حکومت نے کہا ہے کہ اس نئے انکشاف کی تفتیش ہونی چاہیے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، انگریزی جریدے ''کاروان'' نے سمجھوتہ ایکسپریس، مکہ مسجد اور اجمیر درگاہ میں بم دھماکوں کے ملزم سوامی اسیم آنند کا جیل میں انٹرویو کیا جس میں ملزم نے انکشاف کیا کہ 007 میں ہونے والے ان دھماکوں کی منظوری آر ایس ایس کی اعلیٰ ترین سطح پر دی گئی تھی، اسیم آنند نے کہا کہ آر ایس ایس کے موجودہ سربراہ اور اس وقت کے جنرل سکریٹری

موہن بھاگوت نے ان سے کہا تھا کہ یہ بم دھماکے بہت ضروری ہیں لیکن اس میں سنگھ کا نام کہیں نہیں آنا چاہیے۔اسیم آنند نے کہا کہ جولائی 2005 میں سورت میں آر ایس ایس کے ایک اجلاس کے بعد گجرات کے ڈانگس ضلع میں ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں موجودہ سربراہ موہن بھاگوت اور تنظیم کے ایک اور اعلی رہنما اندریش کمار شریک ہوئے تھے۔آر ایس ایس کے ترجمان رام مادھو نے جریدے کے دعوے کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا ہے کہ یہ انٹرویو فرضی ہے۔انہوں نے کہا کہ سوامی اسیم آنند جیل میں ہیں اور وہ کس طرح انٹرویو دے سکتے ہیں؟لیکن جریدے کے مدیر نے کہا کہ ان کے نامہ نگاروں نے جیل حکام کی اجازت اور سوامی اسیم آنند کی مرضی کے ساتھ جیل کے اندر انٹرویو کیا اور ان کے پاس نو گھنٹے کی آڈیو ریکارڈنگ موجود ہے۔ تفتیشی ادارے جیل کے رجسٹر میں ملاقات کے لیے آنے جانے والوں کی فہرست سے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں، بھارتی وزیر خارجہ سلمان خورشید نے کہا کہ یہ ایک گھمبیر معاملہ ہے اور اسے سیاسی وابستگی سے اوپر اٹھ کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ اس الزام کی حقیقت سامنے آنی چاہیے۔بھارتی وزیر دفاع کو پاکستان پر دراندازی کے الزامات لگانے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے تھا کہ بھارت ہندو دہشت گرد تنظیموں کے تربیتی کیمپ چلا رہا ہے۔ گزشتہ برس بھارتی وزیر داخلہ سشیل کمار شندے نے سچ اگل دیا تھا، انہوں نے بی جے پی اور آر ایس ایس کی جانب سے انتہا پسند ہندوؤں کو عسکری تربیت دینے کا بھانڈا پھوڑا تھا اور کہا تھا کہ سمجھوتہ ایکسپریس، مکہ مسجد بم

دھماکہ، مالی گاؤں میں دھماکہ شیوسینا اور بی جے پی کا کارنامہ ہے اور دہشت گردی کی ایسی کارروائیوں کا الزام بعد میں پاکستان پر لگا دیا جاتا ہے۔ سمجھوتہ ایکسپریس، مالیگاوں اور مکہ مسجد میں دھماکے بھی ان تنظیموں نے کئے جبکہ الزام مسلمانوں پر لگادیا گیا۔18 فروری 2007 میں سمجھوتہ ایکسپریس میں دھماکوں میں 70 افراد ہلاک ہوے تھے جن میں زیادہ تر پاکستانی شامل تھے، 2008 میں ریاست مہاراشٹر کے قصبے مالیگاوں میں بم دھماکے میں اڑتیس مسلمان جاں بحق ہوگئے تھے جبکہ حیدرآباد کی معروف مکہ مسجد میں بم دھماکیسے 14 افرادمارے گئے تھے، بھارت میں انتہاپسندوں کیساتھ بھارتی فوج بھی دہشت گردی میں ملوث ہے تاہم مالیگاوں بم دھماکے میں بھارت کے لیفٹیننٹ کرنل پرسادپروہت کے خلاف عدالت میں الزامات ثابت ہوچکے ہیں۔ بھارت میں بی جے پی اور آر ایس ایس انتہا پسند عناصر کی ٹریننگ کر رہی ہے، یہ دونوں انتہا پسند تنظیمیں لوگوں کو بھرتی کررہی ہیں اور ملک میں ہندو دہشت گردی کے کیمپ چلا رہی ہے۔ بھارت میں ہندو انتہا پسندی بڑھانے کے کیمپس موجود ہیں جن میں انتہا پسندی کی تربیت دینے کا انکشاف ہوا ہے۔ بھارتی وزیر داخلہ نے جس محفل میں ہندو انتہاء پسندی پھیلنے کی بات کی تھی اس میں وزیراعظم منموہن سنگھ اور حکمران جماعت کانگرس کے رہنما راہول گاندھی بھی موجود تھے۔ بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک اور دہشت گردی کے واقعات کی تحقیقاتی رپورٹ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی اور آر ایس ایس کے

کیمپوں میں ہندو انتہا پسندوں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ بھارتی جنتا پارٹی اور آر ایس ایس قوم پرستی کی بنیاد پر عوام کو تقسیم کر رہی ہے ان جماعتوں کے ٹریننگ کیمپ ہندو ٹیرارزم بڑھانے کا کام کر رہے ہیں۔ دہشت گردی کی تمام کارروائیاں بی جے پی اور آر ایس ایس کی جانب سے کی جاتی ہیں جس کے بعد الزام مسلمانوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ ان حملوں کے بعد بھارتی میڈیا کو بھی منہ کی کھانا پڑی ہے۔ پاکستان پر دہشتگردی کے الزام لگانے والے بھارت کا شرمناک چہرہ واضح ہوگیا ہے۔ سمجھوتہ ایکسپریس، مکہ مسجد اور مالی گاوں کی تحقیقات اب دنیا کے سامنے آچکی ہے۔ یہ انتہا پسند تنظیمیں صرف بھارت ہی نہیں پاکستان میں بھی دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ دنیا بھارت کو دہشت گرد ریاست قرار دے۔ اقوام متحدہ ان دہشت گرد تنظیموں پر پابندی لگائے۔ حکومت پاکستان کو بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے کی بجائے دنیا بھر میں بھارت کا مکروہ چہرہ بے نقاب کرے۔

افضل گورو شہید کا عدالتی قتل

جس قوم میں شہید مقبول بٹ اور شہید افضل گورو جیسے جیالے تختہ دار کو خوشی خوشی چوم لیں اس قوم کو بندوق اور طاقت کے بل پر خریدنا، زیر کرنا یا غلام بنانا ممکن نہیں۔ 1947 سے وقتاً فوقتاً کشمیری قوم پر متعدد مواقع پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے، کشمیریوں کی مبنی برحق جدوجہد کو دبانے کے لئے سامراجی اور آمریت پر مبنی حربے آزمائے گئے۔ 9 فروری 2013 کو رات کے اندھیرے میں تمام مسلمہ انسانی اقدار، عدل و انصاف کے تقاضوں اور انسانی جذبوں اور رشتوں کو بڑی بے دردی سے پامال کرکے جس طرح ایک کشمیری سپوت محمد افضل گورو کو تختہ دار پر لٹکایا گیا اس سے بھارت کے ارباب اقتدار نے دنیا کو یہی پیغام دیا کہ وہ طاقت کے بل پر کچھ بھی کر گزرنے سے دریغ نہیں کر سکتی اور اس انسانیت سوز واقعہ سے بھارتی عدلیہ انصاف اور جمہوریت کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے عیاں ہو گیا۔ بھارت ظلم و جبر کی پالیسی، قدغنیں، گرفتاریاں، نظر بندیاں اور مظلوم کشمیریوں کو تختہ دار پر لٹکانے کے غیر جمہوری اور نا انصافیوں پر مبنی حربوں سے کشمیری عوام کو مغلوب نہیں کر سکتا۔ کشمیری قوم اپنے اوپر ڈھائے جا رہے مظالم کو کبھی بھول نہیں پائیگی۔ لاکھوں کشمیریوں نے اپنی جانوں کا بازی لگا کر مادر وطن کی آزادی

کیلئے قربانیاں دی ہیں لیکن اس فہرست میں فرزند کشمیر محمد افضل گورو کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ 9 فروری 2013 کے روز انہیں تختہ دار پر لٹکایا گیا ان کی جسد خاکی کو بھی بھارتی حکمرانوں نے واپس کرنے اور انہیں شایان شان طریقے پر تجہیز و تکفین سے محروم رکھنے کا مذموم کھیل کھیلا۔ کشمیری رہنما افضل گورو کی پھانسی بھارت میں ظالمانہ عدالتی قتل ہے، گواہوں کی عدم دستیابی کے باوجود افضل گورو شہید کو ٹرائل کیا گیا اور ایسے جرم میں سزا دی گئی جس سے اسکا کوئی تعلق نہیں تھا۔ پھانسی، بھارتی جمہوریت اور نام نہاد سیکولرازم کے منہ پر طمانچہ ہے۔ تختہ دار کو چومنے والے فرزند کشمیر محمد افضل گورو نے بھی قوم کشمیر اور دوسرے لاکھوں شہداء ہی ہمارے اصل ہیرو ہیں۔ تحریک آزادی کے جیالوں کو یاد رکھنا زندہ اقوام کا شیوہ ہے۔ شہید کشمیر محمد مقبول بٹ کی پھانسی کے 29 سال بعد ایک اور کشمیری نوجوان محمد افضل گرو کو بھارتی پارلیمنٹ پر حملے کی سازش کے الزام میں تہاڑ جیل میں پھانسی دی گئی۔ بھارتی صدر پرنب مکھرجی کی طرف سے رحم کی اپیل مسترد ہونے پر افضل گورو کو ہفتے کی صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر پھانسی دیدی گئی۔ تہاڑ جیل حکام نے پھندے کے لیے رسی ریاست بہار سے اور جلاد پڑوسی شہر میرٹھ سے تہاڑ جیل میں منگوایا گیا تھا۔ نئی دہلی کے نواح میں واقع تہار جیل میں افضل گرو کی سزائے موت پر عمل درآمد کے موقع پر چند حکام و اہلکار موجود تھے۔ بسابق پھل فروش 50 سالہ افضل گورو کا تعلق مقبوضہ کشمیر کے علاقے سوپور سے تھا۔ اس پر 2001 میں

پارلیمنٹ پر حملے کی سازش اور حملہ آور عسکریت پسندوں کو پناہ دینے کا الزام تھا۔ بھارت نے الزام عائد کیا تھا کہ حملہ آوروں کو پاکستانی انٹیلیجنس کی حمایت حاصل تھی۔ یہ حملہ پاکستان اور بھارت کو جنگ کے دہانے پر لے گیا تھا اور دونوں ملکوں نے تقریباً آٹھ ماہ تک دس لاکھ فوجی اپنی سرحدوں پر تعینات رکھے تھے۔ تیرہ دسمبر 2001 کو پانچ مسلح باغیوں نے بھارتی پارلیمنٹ پر دھاوا بول دیا تھا۔ اس حملے میں آٹھ پولیس اہلکار اور ایک مالی ہلاک ہو گیا تھا جبکہ سکیورٹی فورسز کی جوابی کارروائی میں تمام حملہ آور بھی مارے گئے تھے۔ اس حملے میں زخمی ہونے والا ایک صحافی کچھ مہینوں بعد ہلاک ہو گیا تھا۔ گرو کے خلاف سزائے موت کے فیصلے پر احتجاج بھی ہوتا رہا۔ اس کی سزائے موت پر عملدرآمد بارہا مؤخر کیا گیا اور اس نے صدر کو بھیجی گئی اپنی رحم کی اپیل میں اپنی قید کو انصاف کا جنازہ نکلنے کے مترادف قرار دیا تھا۔ انسانی حقوق کا ایک گروپ اس کی رہائی کے لیے مہم چلاتا رہا ہے۔ اس گروپ میں وکلا بھی شامل تھے، جن کا کہنا تھا کہ اس کے مقدمے میں جھوٹے شواہد سمیت بڑی پیچیدگیاں تھیں۔ افضل گرو کو بھارتی سپریم کورٹ نے 2004 میں پھانسی کی سزا سنائی تھی اور اسے اکتوبر 2006 میں پھانسی دی جانی تھی تاہم رحم کی اپیل دائر کیے جانے کی وجہ سے پھانسی کی سزا پر عمل درآمد نہیں کیا گیا تھا۔ رحم کی اپیل مسترد کیے جانے کے بعد افضل گرو کو نو فروری کو پھانسی دی گئی۔ افضل گورو مقبوضہ کشمیر کے قصبے سوپور کے متوسط خاندان سے تعلق

رکھتے تھے۔ دوران تعلیم انہیں سکول میں بھارتی یوم آزادی کی پریڈ کی قیادت کے لیے چنا جاتا تھا۔ بارہویں جماعت کے بعد ان کا رابطہ کشمیری حریت پسندوں سے ہوا۔ سری نگر میں بھارتی فوج کے ہاتھوں خواتین کی عصمت دری کے واقعے سے انہیں صدمہ پہنچا جس کے بعد انہوں نے جموں کشمیر لبریشن فرنٹ میں شمولیت اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور پرامن زندگی کا آغاز کیا۔ اس دوران انہوں نے اکنامکس میں ڈگری لینے کے بعد دلی میں بینک آف امریکا میں نوکری کر لی۔ انیس سو اٹھانوے میں شادی کے بعد افضل گرو نے دوائیوں کا کاروبار شروع کر دیا۔ سن دو ہزار میں بھارتی فوج نے انہیں پوچھ گچھ کے لیے گرفتار کیا اور بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس واقعے نے ان کے دل میں بھارت کے خلاف مزید نفرت پیدا کر دی۔ بھارتی پارلیمنٹ حملہ کیس میں کشمیری نوجوان محمد افضل گورو کے لیے پھانسی سے دو روز قبل ہی تہاڑ جیل میں قبر تیار کر لی گئی تھی۔ تہاڑ جیل کے ڈائریکٹر جنرل وملا مہرا نے بتایا کہ محمد افضل گورو کو پھانسی کے بعد تہاڑ جیل کے احاطے میں دو دن پہلے سے تیار کی گئی لحد میں انہیں اتار کر سپرد خاک کیا گیا۔ جس وقت انہیں پھانسی دی جا رہی تھی وہاں ایک ڈاکٹر، ایک مجسٹریٹ اور جیل حکام کے چند افسران سمیت 8 افراد تھے جن میں ایک مولوی بھی تھے۔ پھانسی کے بعد مذکورہ مولوی نے انکی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہوں نے بتایا کہ گورو انتہائی ہشاش بشاش اور صحت مند تھا، انہیں صبح پانچ بجے جگا کر چائے پیش کی گئی تاہم انہوں نے پہلے نما

زادا کی۔ اس کے بعد ایکٹ ڈاکٹر نے ان کا چکٹ اپ کرایا گیا اور اسکا بلڈ پریشر چکٹ کیا گیا۔تاہم ڈاکٹر جنرل نے کہا کہ انہوں نے کوئی آخری خواہش ظاہر نہیں کی اور جب انہیں تختہ دار کی طرف لے جایا جارہا تھا تو اس وقت وہ بالکل پر سکون تھا۔ زندگی کے آخری لمحات میں افضل بہت ہی صبر و تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ان کا کہنا تھا کہ پھانسی دینے کے دس منٹ بعد ڈاکٹر نے ان کی نبض دیکھ لی اور انہیں مردہ قرار دیا۔ رات 8 بجے گورو کو پھانسی دینے سے متعلق آگاہ کیا گیا جس کے بعد انہوں نے رات کا کھانا نہیں کھایا البتہ وہ رات بھر عبادت کرتے رہے۔ صبح کے پانچ بجے جیل حکام کے چند افسران تہاڑ جیل کے گیٹ نمبر3 کے متصل ان کے کمرے میں گئے اور اس وقت وہ عبادت میں مشغول تھے۔اس کے بعد انہوں نے نہایا، نماز ادا کی۔اس کے بعد انہیں تہاڑ جیل میں ہی اس جگہ لیا گیا جہاں انہیں پھانسی دینی تھی اور ٹھیک 8 بجے انہیں مردہ قرار دیا گیا۔ افضل گورو کے بڑے بھائی ہلال احمد گورو نے کہا ہے کہ افضل نے سرینگر میں بھارتی فورسز کے ہاتھوں اجتماعی ریپ کے واقعہ کے رد عمل میں ہتھیار اٹھائے۔افضل گورو کے سچ پر بھارتی فوج کے میجر نے کہا کہ افضل کی باتوں سے میں خود کو گنہگار سمجھنے لگا ہ ہوں۔ شہید افضل گورو کے بڑے بھائی ہلال احمد گورو نے بتایا کہ افضل گورو بڑا شرمیلا تھا۔ میں انیس سو نوے میں بارڈر کراس کر کے مظفر آباد گیا۔ جب میں نے سنا کہ افضل بھی ڈاکٹری کی ڈگری ادھوری چھوڑ کر وہاں عسکری تربیت کے لیے گیا ہے تو میں فکر مند ہوا۔ میں جانتا تھا کہ

وہ بہت شرمیلا ہے، اسے کوئی بھی بہکا سکے گا۔ میں نے کیمپوں میں ڈھونڈا تو نہیں ملا۔ آخر کار میں نے اسے کیمپوں سے باہر ایک سلائی سینٹر میں دیکھا کہ سو رہا ہے۔ اس نے کہا کہ کیمپ میں جگہ نہیں ملی۔ میں نے پوچھا تو کیوں آیا تو جواب میں اس نے سرینگر کے چھانہ پورہ میں انڈین فورسز کے ہاتھوں اجتماعی ریپ کا واقعہ سنایا۔انہوں نے کہا کہ اس واقعے نے اس کو بندوق کی طرف دھکیلا تھا۔ مظفر آباد سے واپسی پر جب عسکری جماعتوں کے درمیان گروہی تصادم نے ہم سب کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تو افضل پھر سے پڑھائی میں جٹ گیا۔ لیکن آرمی کیمپ پر مسلسل حاضری کی پابندی اور وہاں ہمارے ساتھ ہونے والے سلوک نے اس کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔انہوں نے کہا کہ سچ اس بے باکی سے بولتا تھا کہ ایک دن آرمی کیمپ میں حاضری کے دوران میجر راجموہن نے اس کے ساتھ علیحدہ بات کی تو افضل نے ساری صورتحال کا نقشہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ بعد میں اس میجر نے دو ماہ کے لیے رخصت لے لی اور گاں کے ایک بزرگ سے یہ کہہ کر گیا کہ افضل کی باتوں سے وہ خود کو گنہگار سمجھنے لگا ہے۔ افضل گورو کو پھانسی انصاف کا قتل ہے۔ تحریک آزادی کشمیر میں حصہ لینے والوں کو گرفتار کرکے عمر قید کی سزائیں سنانا اور پھانسی کے پھندے پر لٹکانا بین الاقوامی قوانین کی بھی کھلی خلاف ورزی ہے، پوری کشمیری و پاکستانی قوم افضل گورو سے محبت اور ان کا احترام کرتی ہے انہیں پھانسی کے پھندے پر لٹکانا پوری کشمیری قوم پر حملہ ہے کشمیریوں کی جدوجہد آزادی جاری ہے اور جاری رہے گی۔

بھارتی عدلیہ کشمیریوں کے معاملے میں انتہائی جانبداری سے کام لے رہی ہے کشمیریوں کے حق میں اٹھنے والی ہر آواز کو دبانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ افضل گورو کوئی جرائم پیشہ شخص نہیں بلکہ وہ کشمیریوں کی تحریک آزادی کا ایک زبردست ہیرو ہے جس نے اپنے قومی کاز کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ افضل گورو کی پھانسی سے مذموم اقدامات سے تحریک آزادی جموں کشمیر کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ بھارتی عدلیہ کشمیریوں کے معاملہ میں انتہائی جانبداری سے کام لے رہی ہے۔ کشمیریوں کے حق میں اٹھنے والی ہر آواز کو دبانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ پوری کشمیری وپاکستانی قوم افضل گورو سے محبت اور ان کا احترام کرتی ہے۔ حریت کانفرنس (ع) مقبوضہ کشمیر نے مقبول بٹ اور افضل گورو کے جسد خاکی ' ان کے لواحقین کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے اس سلسلہ میں دستخطی مہم کا آغاز کر دیا ہے اور بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ جس طرح پاکستانی حکومت نے بھارتی قیدی سربجیت سنگھ کی لاش کو بھارتی حکومت اور ان کے لواحقین کے حوالے کیا اسی طرح محمد مقبول بٹ اور محمد افضل گورو کے جسد خاکی کو بھی کشمیری قوم کو واپس کیا جائے۔ دونوں کشمیری عوام کے عظیم قائد تھے جنہوں نے وکشمیری عوام کی آزادی کے خاطر سر جھکانے کے بجائے شہادت کو ترجیح دی۔ ان کی قربانیوں کی حفاظت کرنا ہم سب کا اولین فرض ہے۔

افضل گورو کی پھانسی' انصاف کا خون

تحریر: حبیب اللہ سلفی

بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ کے مبینہ ملزم افضل گورو کی پھانسی کو ایک سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ وہ گیارہ سال تک بھارتی جیلوں میں قید رہے اور پھر اچانک انہیں انتہائی رازداری سے تہاڑ جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ ان کی پھانسی کی اطلاع کشمیری قوم کو بھارتی ٹی وی چینلز کے ذریعہ ملی اور پھر جموں کشمیر کے کونے کونے میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کشمیریوں میں اس پھانسی کا اتنا شدید رد عمل تھا کہ بھارتی فورسز کی جانب سے جموں کشمیر میں سخت ترین کرفیو نہ لگایا جاتا تو کشمیر کا ہر چوک تحریر سکوائر کا منظر پیش کر رہا ہوتا۔ آٹھ لاکھ بھارتی فوج، سی آر پی ایف اور دیگر فورسز کی طرف سے سکیورٹی انتظامات اور درجنوں کشمیریوں کی شہادت کے باوجود ایک ماہ سے زائد عرصہ تک جموں کشمیر میں حالات معمول پر نہیں آسکے اور نہتے کشمیری اپنے سینوں پر گولیاں کھاتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔ محمد افضل گورو کی زندگی علم، فن اور جدوجہد سے عبارت تھی۔ 47 سالہ افضل گورو شمالی قصبہ سوپور کے ایک متوسط خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے مقامی سکول سے

1986

میں میٹرک کرنے کے بعد ہائر سیکنڈری کیلئے سوپور کے مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ میں داخلہ لیا۔جب کشمیر میں 1990 کے آس پاس مسلح تحریک شروع ہوئی تو افضل ایم بی بی ایس کے تھرڈ ایئر میں تھا۔اسی اثنا میں انہوں نے جموں کشمیر لبریشن فرنٹ میں شمولیت اختیار کی۔ وہ جدوجہد آزادی میں بھرپور انداز میں شریک رہے اور پھر1991 میں بھارتی دارالحکومت نئی دہلی کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ لیکر وہاں سے اکنامکس کی ڈگری حاصل کی۔افضل دہلی میں سات سالہ قیام کے بعد 1998 میں اپنے گھر کشمیر واپس لوٹ آئے۔وہ وادی میں واپس لوٹ کر شادی کے بعد محض اپنے دوائیوں کے کاروبار میں مصروف تھے لیکن بھارتی فورسز کے ظلم وزیادتیوں کا عالم یہ تھا کہ ماضی میں جے کے ایل ایف کے ساتھ ملکر جدوجہد آزادی میں حصہ لینے پر انہیں ہر روز مقامی آرمی کیمپ میں حاضر ہونا پڑتا اور ٹاسک فورسز کی طرف سے جان لیوا زیادتیاں کی جاتیں۔اس دوران کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ ان پر اتنا تشدد کیا گیا کہ انہیں مردہ حالت میں پھینک دیا جاتا رہا۔13 دسمبر 2001ء کو بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ ہوا اور 15 دسمبر کو انہیں ادویات لیکر سوپور جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا اور بھارت لیجا کر جیل میں بند کر دیا گیا۔

افضل گورو کا معاملہ غیر منصفانہ اور شکوک و شبہات سے بھرا پڑا ہے۔پارلیمنٹ پر حملہ میں پانچ افراد کے ملوث ہونے کا دعویٰ کیا گیا جن کے نام آج تک

مکمل معلوم نہیں کئے جاسکے۔ گرفتاری کے بعد سے مئی 2002 تک افضل گورو کو کوئی وکیل فراہم نہیں کیا گیا۔ان کے خلاف سب سے بڑی شہادت کے طور پر جو اعترافی بیان پیش کیا گیااور جس سے انہوں نے واضح طور پر انکار کیا' اس کی قلم بندی کے وقت افضل گورو کا کوئی قانونی مشیر موجود نہیں تھا۔18 دسمبر 2002 کو افضل گورو، ایس آر گیلانی اور شوکت حسین کو پارلیمنٹ حملہ کیس میں سزائے موت سنائی گئی۔بعد ازاں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کے نتیجے میں ایس آر گیلانی اور افشاں گیلانی کو باعزت بری اور شوکت حسین کی سزائے موت کو 10 سال کی سخت سزا میں تبدیل کر دیا گیا لیکن افضل گورو کی سزائے موت کے فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے۔استغاثہ کے 80 گواہان میں سے کسی ایک نے بھی یہ بیان نہیں دیا کہ افضل گورو کا کسی عسکری تنظیم سے کبھی کوئی تعلق رہا ہو یا اس نے کبھی کوئی معاونت فراہم کی ہو۔بھارتی سپریم کورٹ نے فیصلہ دیتے وقت واضح طور پر یہ بات لکھی کہ اگرچہ ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کیا جاسکا مگر معاشرے کے اجتماعی ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے سزائے موت ضروری ہے۔افضل گورو کو اس کیس میں اپنے دفاع کے لئے صحیح معنوں میں وکیل دیا ہی نہیں گیا۔کیس کے آغاز میں ہی اگر قانونی مشیر میسر آجاتا تو شاید یہ معاملہ اتنا آگے نہ بڑھتا۔خود بھارتی ماہرین یہ کہتے رہے ہیں کہ افضل کے خلاف مقدمہ ناقص تفتیش، واقعاتی ثبوت اور پولیس کی مشتبہ کردار کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔اس ساری صورتحال میں ہم سمجھتے ہیں کہ افضل گورو کی پھانسی انصاف کا خون

اور عدالتی قتل تھا جس سے ایک بار پھر یہ بات ثابت ہو گئی کہ بھارت سرکار کی طرح ان کی عدالتوں میں بھی انصاف کے پیمانے مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے الگ الگ ہیں۔ بھارتی قانون میں یہ بات طے شدہ ہے کہ کسی شخص کو پھانسی دینے سے قبل اس کی ملاقات اہل خانہ سے کروائی جائے گی لیکن افضل کی پھانسی میں اس بات کا بھی خیال نہیں رکھا گیا۔ جس وقت انہیں پھانسی دی جارہی تھی وہاں ایک ڈاکٹر، ایک مجسٹریٹ اور جیل حکام کے چند افسران سمیت ایک مولوی صاحب موجود تھے جنہوں نے پھانسی کے بعد انکی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد دو دن پہلے تیار کی گئی لحد میں اتار کر انتہائی رازداری کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ بعض بھارتی حکام کی جانب سے یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ گورو کے اہل خانہ کو سپیڈ پوسٹ کے ذریعہ انکی پھانسی کی اطلاع دے دی گئی تھی اور ان کے اہل خانہ میں سے کوئی لاش لینے ہی نہیں آیا اس لئے انہیں وہیں دفن کیا گیا ہے' افضل کے اہلِ خانہ کے مطابق یہ بات سرے سے غلط ہے۔ پھانسی کے تین دن بعد تہاڑ جیل حکام کا وہ خط جو دہلی جنرل پوسٹ آفس سے ڈاک کے ذریعہ روانہ کیا گیا تھا' موصول ہوا جس میں انہیں گورو کی رحم کی اپیل مسترد ہونے اور پھانسی دیے جانے کی اطلاع تھی۔ یہ ایک سنگین قسم کا مذاق تھا جو ان کے اہل خانہ اور پوری کشمیری قوم کے ساتھ کیا گیا۔ بھارت جو خود کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہتا ہے' اس نے لاشوں کو بھی اپنے ملک میں قید کر رکھا ہے اور پوری کشمیری قوم کے مطالبہ کے باوجود افضل گورو اور مقبول بٹ کے جسد خاکی

واپس کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ایسے ملک کے عدالتی نظام سے انصاف کی کیا امید کی جاسکتی ہے جہاں پھانسیاں اجتماعی ضمیر کو مطمئن کرنے کیلئے دی جائیں اور جہاں ہزاروں مسلمانوں کے قاتل نریندر مودی جیسے درندوں کو تو ہیرو سمجھا جاتا ہو مگر اپنی عزتوں و حقوق کے تحفظ کیلئے جدوجہد کرنے والے کشمیریوں کو دہشت گرد قرار دیکر پھانسی کے پھندوں پر لٹکا دیا جائے۔

بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ کے مبینہ ملزم افضل گورو کی طرح ممبئی حملوں میں ملوث قرار دیکر پھانسی پر چڑھائے گئے اجمل قصاب کے کیس میں بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے۔دونوں پر دہشت گردی کے مقدمات بنائے گئے اور دونوں کو اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا موقع نہیں ملا۔ گورو کو چھ ماہ بعد وکیل فراہم کیا گیا تو اجمل کے کیس کے آغاز میں ہی بمبئی کی بار ایسوسی ایشن نے وکلاء کو کیس لڑنے سے روک دیا۔ جن وکلاء نے کیس لڑنے کا اعلان کیا ان پر ہندو انتہا پسندوں کی جانب سے تشدد کیا جاتا رہا۔ وکیل صفائی عباس کاظمی کو تمام گواہوں پر جرح کے جرم میں فارغ کر دیا گیا، بار بار وکیل تبدیل کئے جاتے رہے اور قانونی تقاضوں کو پورا نہیں کیا گیا۔ افضل پر پارلیمنٹ حملہ کیس میں صرف 197 دنوں میں سزا کا فیصلہ سنا دیا گیا تو ممبئی حملہ کیس میں بھی 6 مئی کو فردِ جرم عائد کی گئی اور 362 دنوں میں سزا کا فیصلہ سنا دیا گیا۔اجمل قصاب 2009 کا بھارت میں پھانسی کی سزا پانے والوں میں 309 واں نمبر

تھا۔ دسمبر 2012 تک بھارت میں 477 لوگ ایسے تھے جن کو پھانسی کی سزا سنائی جا چکی تھی لیکن عمل درآمد باقی تھا مگر اجمل کو انتہائی عجلت میں پھانسی دے دی گئی۔ بھارت کی اعلیٰ عدالتوں نے افضل گورو کی پھانسی کے ذریعہ سے جس طرح اجتماعی ضمیر کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اس سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ جمہوری روایات اور اقدار کی دعویدار بھارت سرکار قانون اور انصاف کو بالائے طاق رکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی۔ آخر میں ' میں یہاں ایک اور بات کہنا چاہوں گا کہ ہمیں بھارتی وزارت داخلہ کے سابق اعلیٰ افسر ستیش ورما کے اس بیان کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ممبئی اور پارلیمنٹ حملے خود بھارت نے کروائے تھے تاکہ انسداد دہشت گردی قوانین مزید سخت کرنے کیلئے راستہ ہموار کیا جائے۔ ان کا یہ دعویٰ بہت زیادہ غور طلب ہے کیونکہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ جب بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ ہوا تو پریونشن آف ٹیررسٹ ایکٹویٹیز ایکٹ (پوٹا) نامی قانون نافذ کیا گیا اور جب نومبر ء میں ممبئی حملے ہوئے تو 'ان لافل ایکٹویٹیز پریونشن ایکٹ (یو اے پی اے)' میں 2008 اصلاحات متعارف کروائی گئیں۔ آر ایس مانی اس وقت شہری ترقیات کی وزارت میں اعلیٰ افسر تعینات ہیں جب کہ ستیش ورما 'جونا گڑھ پولیس ٹریننگ کالج' کے پرنسپل کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ دونوں انڈیا کی انتہائی ذمہ دار شخصیات ہیں ان کی باتوں کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب یہ باتیں کھل کر واضح ہو چکی ہیں کہ سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس، مکہ مسجد ،

مالیگاؤں اور دہلی ہائی کورٹ بم دھماکوں میں انتہا پسند ہندو تنظیمیں ملوث تھیں اور پارلیمنٹ و ممبئی حملوں میں بھی بھارت سرکار کے ملوث ہونے کا اقرار کیا جارہا ہے تو ہمیں بھی محض بیرونی دباؤ پر ممبئی حملوں کے الزام میں ذکی الرحمٰن لکھوی سمیت دیگر افراد کو جیل میں نہیں ڈالے رکھنا چاہیے۔ یہ سخت ناانصافی اور پوری پاکستانی قوم کی توہین ہے۔ قوم سوال کرتی ہے کہ کیا ان محب وطن رہنماؤں کو مظلوم کشمیریوں کی مدد وحمایت کرنے اور دفاع پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لینے کی سزا دی جارہی ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ روش درست نہیں ہے۔ ملک وملت کے دوستوں اور دشمنوں میں فرق ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور انہیں فی الفور رہا کرنا چاہیے۔

عزتوں کا نیلامی کا دن

مغرب سے اٹھنے والا عریانیت کا طوفان مشرق میں اب بھی برابر جاری ہے اور آپ جان سکتے ہیں کہ جہاں طوفان کا مرکز ہوتا ہے تو وہاں کے لوگوں پر کیا گزرتی ہے۔ اگرچہ اس طوفان کی ابتدا بہت پرانی ہے لیکن آہستہ آہستہ اٹھنے والا یہ طوفان برابر شدت اختیار کرتا جارہا ہے اور طوفان تو طوفان ہوتا ہے جس کے تصور سے ہی بعض افراد خوفزدہ ہوجاتے ہیں۔ قدرتی طوفان تو کہیں نا کہیں اپنی حد بنالیتے ہیں لیکن انسانوں کا پیدا کیا ہوا یہ طوفان تو کہیں تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے۔ بلکہ اس کے وسیع تر ہونے کے ٹھوس امکانات نظر آرہے ہیں۔ اگر اس کی یوں ہی برقراری رہی تو یہ نا صرف تیزی پکڑے گا بلکہ لوگ مزید اس کی گرفت کا شکار ہوتے جائیں گے اور نتیجہ بہت ہی بھیانک ہوگا۔ پاکستان بھر میں 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے منایا جاتا ہے۔ وطن عزیز پاکستان میں جسکی بنیادوں میں لا الہ الااللہ پڑھنے والے بیس لاکھ مسلمانوں کا خون ہے جسکی حرمت کی پاسبانی کے لئے تاریخ انسانی کی سب سے بڑی ہجرت وقوع پذیر ہوئی جسکی پاداش میں 90 ہزار عورتوں کی عزت ناموس داغ دار ہوئی آج اسی وطن عزیز میں ویلنٹائن ڈے کے نام پر بے غیرتی، بے حیائی اور فحاشی کا دور دورہ ہے اور افسوس یہ ہے کہ قوم کی قوم نہ صرف اس میں شریک ہے بلکہ خوشی سے تالیاں

بھی بجا رہی ہے بغیر یہ جانے کے یہ ویلنٹائن کیا ہے اور کیوں منایا جاتا ہے مغرب کی تقلید میں اندھے ہو کر ہمارے حیا سے عاری نام نہاد روشن خیال لوگ اخبارات اور ٹی وی چینل پر بدکاری کے اڈے سجائے بیٹھے ہیں اور قوم کی نوجوان نسل کی دلالی میں مصروف ہیں ایک زانی پادری ویلنٹائن جس نے گرجا کی نن کے ساتھ زنا کیا اور پھر اس کی سزا کے طور پر قتل کیا گیا اس کی یاد میں ویلنٹائن ڈے منانے والے یقینا اسی کردار کے حامل لوگ ہیں کیونکہ اس دن اجتماعی طور پر اس بے حیائی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے جسکی مثال نہیں ملتی۔ مغرب سے درآمد شدہ تہواروں میں یہ سب سے قبیح تہوار ہے جسکے متعلق کوئی شریف زادی شاید سوچتے ہوئے بھی شرم سے سر جھکا لے لیکن افسوس آج یہ ہمارے معاشرے میں کینسر کی طرح پھیل رہا ہے مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے کی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی ہیکہ ہمارے معاشرے سے شرم وحیا سے عاری ان ہی جیسا کلچر عام ہو جائے جہاں ماں ، بیٹی اور بہن جیسے مقدس رشتوں کی دیواریں بھی چھوٹی پڑ رہی ہیں اور ان کی جنسی حیوانیت ان سب حدوں کو پھلانگ چکی ہے لیکن افسوس تو یہ ہیکہ ہمارے اس ملک میں جہاں تقریبا ننانوے فیصد مسلمان بستے ہیں وہاں ہمارے ٹی وی چینلز ، ہمارے اخبارات اور ایف ایم ریڈیو اسٹیشن ایسی فضا قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے ہماری نوجوان نسل کو اس طرف راغب کیا جاسکے اور ہم تماش بین لوگوں کی طرح تالیاں بجانے میں مصروف ہیں حکومت کو بھی اس سے کوئی سروکار نہیں کہ ہمارے ٹی وی چینلز کی

اخلاقی اقداریں کہاں جارہی ہیں اسے صرف خیال اس بات کا رہتا ہیکہ ٹی وی چینلز حکومت کے خلاف ضابطہ ء اخلاق کی پابندی کریں قوم کی اخلاقی اقداروں کو چاہے یہ چینلز حیاباختہ کرڈالیں کوئی فکر کی بات نہیں آج ان مغربی تہذیب کے دلداہ ٹی وی چینلز ہمارے گھروں میں گھس کر ہماری اس حیا کو ہم سے چھین رہے ہیں یہ حیا ہی ہے جس کے چھن جانے کے بعد انسانیت ختم ہو کر حیوانیت در آتی ہے اور پھر اپنی ہی بیٹی اور بہن کے سر سے آنچل کھینچتے ہوئے ضمیر پر ہلکی سی خراش تک نہیں آتی یاد رکھئے حیا اور ایمان لازم و ملزوم ہیں جب حیا چلی جائے تو کچھ نہیں بچتا اللہ کے نبیؐ نے فرمایا: اذالم تستحیی فاصنع ماشعت جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو جی چاہے کر (صحیح البخاری) آج کے بے ضمیر اور روشن خیالی کے پجاری یہ ٹی وی چینلز اور اخبارات ہماری حیاکے درپے ہی نہیں بلکہ ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی تیاری کر رہے ہیں کیا یہ اسلامی معاشرے کے منہ پر طمانچہ مارنے کے مترادف نہیں ہے کہ جہاں غیر محرم سے نرم انداز میں بات کرنے کی ممانعت ہو وہاں یوں حیاکا دامن چاک کیا جائے مجھے بتایئے تو سہی کہ کوئی شریف زادی کس طرح سرعام یہ باتیں کرسکتی ہیکہ مجھے میرے چاہنے والے نے یہ کہا ہے ہمارے معاشرے میں یہ غلیظ I Love You محبت نامہ بھیجا ہے یا فلاں نے مجھے تہوار منانے والے عموما بھانڈ، میراثی، گویئے یا وہی روشن خیال لوگ ہیں جنکی روشن خیالی میں اہل مغرب کی ساری حیا باختگیاں سماسکتی ہیں، جنکی لغت میں حیاو شرم کا تصور ہی مٹ چکا ہے اور اب

یہ لوگ کاسہء لیس ہو کر اس پاک سرزمین میں ایسی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں جس میں ان کی گندگی نمایاں نہ ہو بلکہ ان کی خواہش ہے کہ اس حمام میں سب ننگے ہو جائیں تاکہ ان کی طرف کوئی انگشت نمائی نہ کرسکے۔اوراب ان کے حیا سوز اور بے غیرتی سے مزین اقدامات اس سطح پر پہنچ چکے ہیں کہ ان کی نقالی میں شریف گھرانے اور اسلامی مزاج سے ناآشنا لوگ بھی اس غلاظت میں لتھڑنے لگے ہیں۔ ہمارے دیدوں کا پانی ڈھل چکا ہے اور یاد رکھئے ہم نے اغیار کی نقالی اگر نہ چھوڑی تو انتظار کیجئے اس دن کا جب ویلنٹائن ڈے کی آڑ میں عزتوں کی نیلامی ہوگی۔ بھارت میں بھی اِس دن کو بہت جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ کئی بھارتی تنظیمیں اِس دن کو منانے کے خلاف ہیں۔ مشرقی وسطی کے کئی ممالک میں اِس دن کو منانے پر پابندی ہے جن میں ایران، سعودی عرب اور دوسرے کئی ممالک شامل ہیں۔ سعودی عرب میں ویلنٹائن ڈے پر تحائف کے طور پر دیئے جانے والی چیزوں پر پابندی ہے۔پاکستان میں بھی یہ دن منانے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔پہلے محبت قربانی کا جذبہ مانگتی تھی، اب خرچہ مانگتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں اِسے بھرپور اندازا میں منانے والے اِس بات سے لاعلم ہیں کہ اِسے کیوں منایا جاتا ہے۔اِس دن شہر کی سڑکوں پر عجیب و غریب مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ پھولوں کی دکانوں سے پھول اچانک غائب ہوجاتے ہیں، بس اسٹاپ پر منچلے لڑکے لڑکیوں سے چھیڑ خانی کرتے اور پھول پھینکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جب کہ تمام پارکوں میں نوجوانوں کی بڑی تعداد موجود ہوتی ہے

اور اِس دن کے لحاظ سے لڑکیوں نے سرخ لباس زیبِ تن کئے ہوتے ہیں تاکہ اِس دن بھرپور انداز میں لطف اندوز ہوا جاسکے۔ اِب یہ ایک فیشن بن گیا ہے اور پاکستان میں ہر کوئی اِس فیشن کو اپنانے کے لئے سرگرداں ہے۔ ویلنٹائن ڈے کیا ہے یہاں اِس کا ذکر انتہائی ضروری ہے خصوصا نئی نسل کے لئے جو ایسے فیشن اختیار کرتی ہے اور ایسے ایام خوشی سے مناتی ہے۔ جو ہمارے ہیں ہی نہیں۔ بلکہ اُس تہذیب سے بھیجے گئے ہیں جسے دیکھ کر ہم شرم سے جھک جاتے ہیں۔ اِس تناظر میں اِس امر کو ذہن نشین رکھنا ہوگا کہ مسلم ممالک خصوصاً پاکستان پر تہذیب کی جنگ مسلط کردی گئی ہے چند سال پہلے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ دنیا ''گلوبل ویلیج'' ہے۔ گلوبل ویلیج کا نعرہ مغرب سے آیا اور مغرب کے پیروکاروں نے اِسے پھیلایا جس کا مقصد یہی ہے کہ دنیا کو ایک تہذیب کے زیر اثر لایا جائے جہاں ایک نظام ہو، ایک تہذیب ہو، اور اِسکے ہر رسم و رواج کو دوسری تہذیبیں قبول کریں۔ اِسے اپنی زندگی کا جزوِ لازم بنالیں اور اِسی منصوبے کی تکمیل کیلئے وہ جدوجہد میں مصروف ہیں۔

ہندو انتہا پسند کسی نئے مظفر نگر کی تلاش میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریر: حبیب اللہ سلفی

برصغیر پاک وہند کی تقسیم کے بعد سے بھارت میں ہزاروں مسلم کش فسادات میں لاکھوں کی تعداد میں نہتے اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کیا جاتا رہا ہے لیکن ہزاروں قاتل درندوں کو ہمیشہ بھارت میں برسر اقتدار طبقہ کی مکمل مدد وحمایت حاصل رہی ہے۔ پچھلے ادوار کی طرح آج بھی جن ہندو انتہا پسندوں کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں وہ کھلے عام بے خوف وخطر گھوم پھر رہے ہیں اور پھر سے کسی احمد آباد گجرات اور مظفر نگر کی تلاش میں ہیں۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کی طرح دنیا بھر میں ہندو مسلم فسادت کے حوالہ سے چشم کشا رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن معصوم بچوں اور عورتوں سمیت مسلم نوجوانوں اور بوڑھوں پر بدترین مظالم ڈھانے والے چونکہ ہندو ہیں ' اس لئے کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں ہے۔ کسی مسلمان ملک میں چھوٹا سا کوئی واقعہ ہوجائے تو طوفان بپا کردیا جاتا ہے مگر بھارت میں ہونے والے ان فسادات پر کبھی اقوام متحدہ، ایمنسٹی انٹر نیشنل اور دیگر حقوق انسانی کے عالمی اداروں

کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ بھارت میں مسلمانوں کو قدم قدم پر پریشانیوں کا سامنا ہے۔ تعلیم و صحت کے میدان میں وہ سب سے پیچھے ہیں۔ عبادات میں ان کو آزادی نہیں ہے۔ ہندو انتہا پسند سرکاری دفاتر سمیت چوکوں و چوراہوں میں بھی زبردستی مندر تعمیر کر رہے ہیں اور اس حوالہ سے سرکاری سرپرستی میں بھرپور مہم چلائی جارہی ہے لیکن مسلمانوں کیلئے نئی مساجد تعمیر کرنا تو درکنار' جو پہلے سے بنی ہوئی ہیں ان کا تحفظ کرنا بھی انتہائی مشکل ہوچکا ہے۔ بابری مسجد سمیت سینکڑوں مساجد اب تک شہید کی جاچکی ہیں۔ آئے دن کسی نہ کسی مسجد کی جگہ ماضی میں مندر ہونے کا دعویٰ کر دیا جاتا ہے اور پھر فسادات کی ایک نئی تاریخ رقم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہت سی مساجد ایسی ہیں جنہیں تاریخی ورثہ کے نام پر محکمہ آثار قدیمہ نے اپنے کنٹرول میں لے رکھا ہے۔ وہاں مسلمانوں کو تو اندر داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے لیکن ہندو انتہا پسند وہاں آزادی سے نا صرف آتے جاتے ہیں بلکہ وہاں بیٹھ کر ہی مسلمانوں کے قتل عام کی منصوبہ بندیاں کی جاتی ہیں۔ بی جے پی، کانگریس اور دیگر تنظیمیں ایک دوسرے سے بڑھ کر مسلم دشمنی کا مظاہرہ کرکے ہندوؤں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوششیں کرتی رہی ہیں اور اب جوں جوں الیکشن قریب آرہے ہیں مسلمانوں کے دل لبھانے کیلئے فریب دہی کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ ایک پارٹی مسلمانوں کے زخم پر نمک چھڑکتی ہے تو دوسری پارٹی کے لیڈران مرہم پٹی کے ساتھ اپنے آپ کو ماضی کا محسن اور مستقبل کے رہنما کے طور پر پیش کرتے

ہیں اوران کے خیر خواہ بن کر ووٹوں کی بھیگ مانگتے پھرتے ہیں۔ ہزاروں مسلمانوں کا قاتل نریندر مودی بھی اب کہہ رہا ہے کہ گجرات میں ترقی کیلئے ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو پہیوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ دوہرا رویہ ہے جو بی جے پی وغیرہ نے اختیا ر کر رکھا ہے۔ تاریخی حقائق کا جائزہ لیاجائے تو یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ بی جے پی درحقیقت ہندو انتہا پسند تنظیم آر ایس ایس کا ہی سیاسی ونگ ہے۔ اور اس کی چھتری تلے ہی خونی کھیل کھیلے جاتے رہے ہیں۔

آر ایس ایس جسے تمام ہندو انتہا پسندوں کی ماں کی حیثیت حاصل ہے کا قیام 17 اپریل ء کو عمل میں لایا گیا۔ یہ وہ دور تھا جب آزادی کی چنگاریاں شعلہ بن کر 1926 ہندوستانی مسلمانوں کو جذبہ جہاد سے سرشار کر رہی تھی اور مسلمان خصوصاً علمائے کرام برطانوی سامراج کے خلاف سینہ سپر ہو کر انگریزوں کی گولیوں کا نشانہ بن رہے تھے تو ایسے نازک وقت میں اسلامی شناخت کی سرکوبی، مسلم ماؤں، بہنوں کی عصمتیں پامال کرنے اور برطانوی اقتدار کی خاطر مسلمانوں کے قتل وخون کا نظریہ پروان چڑھایا گیا۔ یہی وہ دور تھا جب بھگوا جھنڈا بنانے کے بعد ترانہ تیار کیا گیا۔ ملیچھ، زانی، غیر ملکی اور ڈاکو سے تشبیہ دیکر مسلمانوں کے جذبات سے کھلواڑ کرنیکا آغاز کیا گیا۔ 1934ء میں اسی آر ایس ایس نے گاندھی کے خلاف ملک گیر تحریک چلائی اور تیس ہزار تنخواہ دار

فوجیوں کی ایک خونی جماعت پی ایس پی کے نام سے تشکیل دی جس کے اہلکاروں نے ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ 1985ء اور 1986ء میں علی گڑھ کی ماؤں' بہنوں کی عصمتوں کو تار تار کیا گیا۔ 1987ء میں ملیانہ اور 1989ء میں قتل عام کے دوران بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بھی نہیں بخشا گیا۔ 1992ء میں مسلمانوں کی عظمت کی نشان چار سو سالہ پرانی بابری مسجد کو شہید کر دیا گیا۔ 2002ء مارچ میں فسادات کے دوران ہزاروں ماؤں' بہنوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، مالیگاؤں، مکہ مسجد، ناندیڑ، ممبئی ٹرین دھماکوں اور سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس میں ہندو انتہا پسند تنظیمیں ملوث رہیں اور اب حال ہی میں ایک ہندو انتہا پسند ممبر اسمبلی کی جانب سے پاکستانی شہر سیالکوٹ میں دو بھائیوں کے قتل کی ویڈیو کو ہندو نوجوانوں کی کہہ کر فیس بک پر اپ لوڈ کیا گیا اور پھر مظفر نگر میں بدترین مسلم کش فسادات بھڑکا کر بیسیوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس دوران کئی مسلم ماؤں بہنوں کی اجتماعی عصمت دری کی گئی، ہزاروں مسلمان اپنے آبائی علاقے چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہزاروں مسلمان آج بھی ریلیف کیمپوں میں سخت مشکل ترین حالات میں اپنی زندگیوں کے ایام گزار رہے ہیں۔ افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ بھارتی پولیس، آئی بی، سی بی آئی اور دیگر تحقیقاتی ایجنسیاں اور ادارے جنہوں نے حالات کو کنٹرول کرنا اور امن و امان برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ ان میں بھی بڑی تعداد میں ہندو انتہا پسندانہ ذہنیت کے

لوگوں کی بھرمار ہے جس کی وجہ سے نہ تو وہ صحیح رپورٹیں پیش کرتے ہیں اور نا ہی مسلمانوں کے تحفظ کیلئے خاطر خواہ انتظامات کئے جاتے ہیں۔ مہاراشٹر پولیس کے سابق انسپکٹر جنرل ایس ایم مشرف نے اپنی کتاب ''ہو کلڈ کرکرے'' میں بالکل درست تجزیہ پیش کیا ہے کہ ہندو انتہا پسندی کی جڑیں انٹیلی جنس بیورو کے اندر تک پھیل چکی ہیں اور ہیمنت کرکرے کو قتل ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ اس نے مالیگاؤں بم دھماکوں کے الزام میں سمجھوتہ ایکسپریس کے مرکزی مجرم کرنل پروہت، سادھوی پرگیہ ٹھاکر، سوامی دیانند پانڈے سمیت کئی ہندو انتہا پسندوں کو نا صرف گرفتار کیا تھا بلکہ ان کے خلاف عدالت میں فرد جرم بھی داخل کی تھی کہ ان سب کا تعلق ابھینو بھارت، جن جاگرن سمیتی اور دوسری ہندو انتہا پسند تنظیموں سے ہے جو انڈیا کو ایک ہندو راشٹر بنانے کیلئے کوشاں ہیں۔ بھارتی حکومت، خفیہ ایجنسیوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں ہندو انتہا پسندوں کی موجودگی کی وجہ سے ہی ہندوستان میں مسلم کش فسادات آج تک رک نہیں سکے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں بے گناہ مسلم نوجوان جیلوں میں گل سڑ رہے ہیں کوئی ان کی مدد کرنے کا تیار نہیں ہے۔ سالہا سال تک ان کی ضمانتیں نہیں ہوتیں اور دوسری طرف کرنل پروہت جیسے دہشت گردوں کو جیل میں بھی حاضر سروس سمجھتے ہوئے تنخواہیں دی جارہی ہیں اور اگر بی جے پی لیڈر اور نریندر مودی کے دست راست امیت شاہ جیسے دہشت گرد انیس سالہ عشرت جہاں فرضی جھڑپ کیس میں بے نقاب ہو بھی جائیں تو چارج شیٹ بدل دی جاتی ہے

اور اصل مجرموں کا نام ہی اس میں سے نکال دیا جاتا ہے۔ایسی صورتحال میں مسلم کش فسادات کیسے رک سکتے ہیں؟ ساری دنیا کا میڈیا بھارت میں جاری مسلمانوں کے قتل عام پر رپورٹیں شائع کرتا رہا اسے کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ کسی دباؤ کو خاطر میں نہیں لاتا۔ میں بھارت کی یہ صورتحال دیکھتا ہوں تو مجھے پاکستان یاد آ جاتا ہے کہ جہاں پانچ سال گزر چکے ہیں کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکا مگر ذکی الرحمٰن لکھوی اور ان کے دیگر ساتھی ابھی تک ممبئی حملوں کے الزام میں جیل میں قید ہیں۔ بھارت کی طرف سے پہلے حافظ محمد سعید کے خلاف ممبئی حملوں میں ملوث ہونے کا شور مچایا گیا۔ ان کے خلاف لاہور ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں کیس چلتے رہے۔ انڈیا ڈوزیئرز پیش کرتا رہا۔ ہماری سابقہ حکومت کی طرف سے انڈیا کی وکالت کرتے ہوئے وہ تمام چیزیں جو محض میڈیا میں پروپیگنڈہ کی بنیاد پر شائع ہونے والی معلومات پر مبنی تھیں' پیش کی جاتی رہیں لیکن عدالتوں میں کچھ بھی ثابت نہیں کیا جا سکا اور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کی جانب سے انہیں نا صرف باعزت طور پر بری کیا گیا بلکہ صاف طور پر لکھا گیا کہ حافظ محمد سعید یا ان کی جماعت کے کسی فرد کا ممبئی حملوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جب ممبئی حملوں کے حوالہ سے حافظ محمد سعید کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں کر سکا تو ذکی الرحمٰن لکھوی اور ان کے دیگر ساتھیوں کے خلاف انڈیا کہاں سے کوئی نئے ثبوت گھڑ کر لے آئے گا؟۔ یہ ایک سیاسی کیس دکھائی دیتا ہے اور مظلوم کشمیری قوم کا مقدمہ لڑنے والوں کو

جیل میں بند رکھنے کی وجہ سوائے بیرونی دباؤ کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان حالات میں، جب پوری دنیا کا منظر نامہ تبدیل ہو رہا ہے۔ حکومت پاکستان کو بھی بیرونی دباؤ سے آزادی حاصل کرتے ہوئے انہیں فی الفور رہا کرنا چاہیے اور ملکی سلامتی و خود مختاری کو مد نظر رکھتے ہوئے پالیسیاں ترتیب دینی چاہئیں۔

امن مذاکرات کی کامیابی سے مشروط

ملک اس وقت انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے، دنیا بھر کی نظریں حکومت اور طالبان کے درمیان ہونے والے مذاکرات پر لگی ہوئی ہیں، قومی قیادت کا فرض ہے کہ وہ ان مذاکرات کی کامیابی کیلئے ہر ممکن کوشش کرے۔ کامیابی کے لئے سیز فائر وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مذاکرات کو نتیجہ خیز بنانے کی کوشش میں ہی ملک کی بہتری ہے۔ اگر ہر فرد اپنے مطالبات منوانے اور طالبان کے مطالبات کی فہرست میں شامل کروانے کے چکر میں پڑ گیا تو خدشہ ہے کہ مذاکراتی عمل طوالت اور تعطل کا شکار نہ ہو جائے۔ ملک و قوم کی بہتری اسی میں ہے کہ مذاکرات کو حکومت اور طالبان کے درمیان ہی رہنے دیا جائے اور کسی تیسری قوت کو فائدہ اٹھانے کا ہر گز موقع نہ دیا جائے۔ وزیر اعظم میاں نواز شریف نے چار رکنی کمیٹی تشکیل دی جس کے بعد طالبان کی طرف سے بھی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے سربراہ دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق ہیں، مولانا سمیع الحق نے دفاع پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم سے ڈرون حملوں و نیٹو سپلائی کے خلاف جماعۃ الدعوۃ سمیت دیگر تنظیموں کے ساتھ ملکر ملک گیر تحریک چلائی، گزشتہ دنوں وزیر اعظم نے ملاقات میں انہیں طالبان کے ساتھ مذاکرات کا ٹاسک دیا تھا بعد کسی کی ناراضگی کے بعد تردید کروا دی گئی، لیکن جب حکومتی کمیٹی بنی اور طالبان نے

بھی اعلان کیا تو پھر مولانا سمیع الحق پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا جس پر طالبان نے پیغام دیا کہ مولانا سمیع الحق ہمارے قائد ہیں۔مذاکراتی کمیٹیوں کے مابین ملاقات کے بعد ایک دو رکنی وفد طالبان سے ملاقات کے لئے شمالی وزیرستان گیا جس کو حکومت نے ہیلی کاپٹر بھی فراہم کیا۔وفد نے پرامن ماحول میں طالبان سے بات چیت کی اور واپس آئے،اس دوران فضا میں ڈرون طیارے بھی گردش کرتے نظر آئے جس سے جہاں علاقہ بھر کے مکینوں ،مذاکراتی کمیٹیوں میں خوف و ہراس تھا انہیں بار بار مقامات تبدیل کرنا پڑے تو دوسری طرف وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار بھی ڈرون طیاروں کی آمد پر پریشان نظر آئے۔انہوں نے مولانا سمیع الحق سے بھی رابطہ کیا اور کہا کہ اگر اب مذاکرات کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ ملک دشمنی ہو گی۔ایک دو روز میں حکومتی اور طالبان کی مذاکراتی کمیٹیوں کی ملاقات متوقع ہر،وزیر اعظم نواز شریف بھی مطمئن نظر آتے ہیں کہ حالات ٹھیک سمت جا رہے ہیں۔اب اس ملک میں امن ہونا چاہئے۔پاکستانی عوام امن چاہتے ہیں، قومی سلامتی اور استحکام پاکستان کے لیے امن ناگزیر ہے۔ 12 سال سے امریکی غلامی، امریکی ڈکٹیشن اور اپنے ہی عوام کے ساتھ فوج کو الجھانے کی پالیسی ناکام ہو گئی ہے۔قومی اتفاق رائے ہے کہ پرامن اور پائیدار بنیادوں پر مذاکرات کے ذریعے امن تلاش کیا جائے۔امن مذاکرات اسی وقت کامیاب ہوں گے جب حکومت، فوج، انٹیلی جنس ادارے ہر طرح کے اندرونی و بیرونی دباؤ سے آزاد ہو کر امن مذاکرات کامیاب کرائیں۔

حکومتیں اور افواج پاکستان بارہ سال سے دہشتگردی کے خاتمہ کے لیے طاقت کا استعمال کر رہی ہیں لیکن دہشتگردی، تخریب کاری، رد عمل، انتقامی کاروائیاں بڑھتی جارہی ہیں ۔ ملک کا انگ انگ زخمی ہے۔ دشمن ملک کو ناکام ریاست ثابت کرنے میں کامیاب ہورہاہے اس لیے یہ امر واقعہ ہے کہ بارہ سال سے جاری پالیسی ناکام ہے۔ قومی سلامتی اور داخلہ و خارجہ پالیسی ترتیب دینے کی نئی حکمت عملی بنائی جائے۔ پوری قوم کو دشمن کے خلاف متحد کیا جائے۔ پاکستان کا آئین قرار دیتاہے کہ ریاست کا مذہب اسلام ہے اور قرآن و سنت سے متصادم قانون نہیں بنایا جاسکتا۔ تعلیم، معیشت، معاشرت، سماجی اقدار قرآن و سنت کے رہنما اصولوں کے مطابق نافذ کرنا ضروری ہیں لیکن حکمران آئین کی روح کے مطابق ریاستی نظام چلانے میں ناکام رہے ہیں اسی وجہ سے ملک میں شدت، انتہاپسندی، انتقام، اقرباپروری، کرپشن اور قومی خزانہ پر لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ خود کش حملوں اور بم مارنے سے شریعت نافذ نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی استعماری، ریاستی اور بیرونی سرمایہ سے چلائی جانے والی این جی اوز کی قوت سے ملک کو سیکولر بنایا جاسکتاہے۔ ملک میں اسلامی تہذیب اور سیکولر تہذیب کی نظریاتی کشمکش فیصلہ کن موڑ پر ہے۔ پاکستان کلمہ کی بنیاد پر قائم ہوا ہے انشاء اللہ کامیابی حق کی ہو گی اور حق ہی غالب ہوگا۔ پاکستان میں شریعت کا نفاذ آئین کا تقاضاہے۔ امریکہ کسی صورت بھی پسند نہیں کرے گا کہ اس کے بٹھائے ہوئے لوگ اس کے احکامات سے روگردانی کریں۔ دینی جماعتوں

کا فرض ہے کہ وہ طالبان سے مذاکرات کو آگے بڑھائیں ۔ ملک میں آئین و دستور کا تحفظ انہی لوگوں کا فرض ہے جنہوں نے اس ملک کو اسلام کے عملی نفاذ کے لیے حاصل کیا تھا۔ شریعت کا نام سن کر کسی کو پریشان نہیں ہونا چاہئے ۔ شریعت کوئی خطرناک یا ڈراؤنی چیز نہیں بلکہ انسانیت کی راہنمائی اور بھلائی کیلئے اللہ تعالیٰ کا قانون ہے ، نفاذ شریعت کا مطالبہ نہ تو نیا ہے اور نہ غیر آئینی ،آئین پاکستان میں قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء تسلیم اور یہ عہد کیا گیا ہے کہ ملک میں کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا، حکمران 73ء کے آئین کو اس کی روح کے مطابق نافذ کردیں تو نہ صرف ملک مسائل کے گرداب سے نکل آئے گا بلکہ قیام پاکستان کے مقاصد کی بھی تکمیل ہوگی اور بین الاقوامی برادری میں ہمارا قومی وقار بھی بحال ہوجائے گا۔ ملکی ترقی اور عوامی فلاح کیلئے اغیار کے ناکام نظاموں کو آزمانے اور دربدر ٹھوکریں کھانے کے باوجود ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ جو لوگ شریعت کے نام سے چڑتے ہیں وہ دراصل آئین پاکستان کی نفی کرتے ہیں ۔ ملا ازم اور طالبانائیزیشن کی باتیں کرنے والے دراصل اسلام کے خلاف اپنا غصہ نکالتے ہیں ۔ مذاکرات کی کامیابی ملک و قوم کے تابناک مستقبل کی ضمانت ہوگی۔ اصل مذاکرات حکومت اور طالبان کے درمیان ہی ہونگے ۔ طالبان کمیٹی کے نام سے کام کرنے والی موجودہ کمیٹی صرف رابطہ کار اور مددگار کا کردار ادا کررہی ہے ،تاکہ حکومت اور طالبان کے درمیان پائے جانے والے خدشات دور کرکے مذاکرات کے ماحول

کو سازگار بنایا جائے۔ امریکہ اور بھارت کی تمام تر سازشوں اور رکاوٹوں کے باوجود مذاکرات کامیاب ہونے کی امید ہے۔ سیکولر اور اسلام مخالف لابی قوم کے اندر ناامیدی اور مایوسی پھیلا رہی ہے۔ آئین کو غیر اسلامی کہنے کی بجائے آئین پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا جانا چاہئے۔ جس آئین کا پہلا نقطہ ہی یہ ہے کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہوگا اور اس کا آئین قرآن و سنت کے تابع ہوگا اس کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا قومی یکجہتی کے لئے مضر ہے۔ قوم 73ء کے آئین پر متحد ہے، اس اتحاد کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ حکمران غیر آئینی ہتھکنڈوں کو چھوڑ کر آئین کی بالا دستی کو تسلیم کرلیں۔ جن لوگوں کو شریعت اور آئین کی بات کرنے والوں سے تشدد کی بو آتی ہے وہ براہ راست اسلام کی مخالفت کرنے کی بجائے اس کے ماننے والوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ امریکہ، بھارت اور ان کے اتحادی افغانستان میں بدترین شکست پر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی منظم سازشوں پر عمل پیرا ہیں۔ پاکستان میں تخریب کاری و دہشت گردی بیرونی قوتیں کروا رہی ہیں۔ کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان کی جانب ہتھیار کا رخ کرنا بھی درست نہیں ہے۔ امریکی و بھارتی خفیہ ایجنسیاں پاکستان میں بم دھماکے کروا رہی ہیں۔ ان کی پوری کوشش ہے کہ کسی طرح یہاں مسلمانوں کو آپس میں دست و گریبان کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے مذموم ایجنڈے پورے کر سکیں۔ ہم سب کو متحد ہو کر ان سازشوں کو ناکام بنانا ہوگا۔ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی

کلمہ گو بھائی کو نشانہ بنائے۔ اسلام تو کسی بے گناہ کافر کو بھی قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس حوالہ سے قرآن وسنت میں بے شمار شرعی دلائل موجود ہیں۔ ملک میں امن وامان کے قیام کیلئے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو نافذ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ وطن عزیز پاکستان میں فوج، پولیس اور علماء کرام کو طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت ٹارگٹ کیاجارہا ہے۔ ملک میں شرعی حدود نافذ کی جائیں ملک میں ہر طرح کی دہشت گردی ختم ہوجائے گی اور یہ خطہ امن وامان کا گہوارہ بن جائے گا۔

مقبول بٹ کی برسی پر حریت کا یو این کو خط

شہید کشمیر محمد مقبول بٹ اور افضل گورو کو تختہ دار پر چڑھانے اور جیل احاطے میں دفن کرنے کی کارروائی نے جہاں بھارتی جمہوریت، عدلیہ اور سیکولرازم کے دعووؤں کو شرمسار اور سرنگوں کردیا ہے، وہاں یہ واقعہ تحریک آزادی کشمیر میں ایک ایسا سنگ میل ثابت ہوا ہے، جس نے کشمیری قوم کے جذبہ اسلام، جذبہ آزادی اور حوصلوں کو نئی جلا عطا کی ہے اور افضل اس قوم کی نوجوان نسل کے لیے ایک آئیڈیل کا درجہ پا گئے ہیں۔ شہداء کی برسی کے موقع پر مقبوضہ جموں کشمیر میں تین روزہ ہڑتال کے موقع پر پوری وادی میں کرفیو کا نفاذ عمل میں لاکر جنگ جیسی صورتحال پیدا کی گئی اور انٹرنیٹ، فیس بک سمیت تمام مواصلاتی رابطوں کو منقطع کرکے وادی کو باہری دنیا سے بالکل الگ تھلگ کردیا گیا تھا۔ مقبوضہ جموں کشمیر میں تین روزہ ہڑتال کال کے دوران ممکنہ طور احتجاجی مظاہروں کے خدشے کے پیش نظر پولیس نے 500 کے قریب مزاحمتی لیڈران، عہدیداروں، کارکنوں اور حامیوں کی گرفتاری عمل میں لائی جبکہ سرکردہ مزاحمتی لیڈران کو خانہ نظر بند رکھا گیا ہے۔ پولیس نے بزرگ حریت رہنما سید علی گیلانی کو نئی دلّی سے سرینگر پہنچنے کے فوراً بعد خانہ نظر بند کر دیا جبکہ تحریک حریت کے جنرل سیکریٹری محمد اشرف صحرائی کے علاوہ حریت (ع) کے سینئر لیڈر بلال غنی

لون ، ظفر اکبر بٹ اور دیگر کئی مزاحمتی لیڈران کو بھی گھروں میں بند رکھا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پولیس نے حریت کانفرنس جموں وکشمیر کے سینئر لیڈر شبیر احمد شاہ ، نعیم احمد خان ، مشتاق الاسلام ، شبیر احمد ڈار ، محمد یوسف نقاش اور کے علاوہ لبریشن فرنٹ کے وائس چیرمین بشیر احمد بٹ ، شوکت احمد بخشی ، ڈی پی ایم کے چیرمین فردوس احمد شاہ حریت (ع) لیڈر انجینئر ہلال وار ، حکیم عبدالرشید، فیروزاحمد، تحریک حریت کے امتیاز حیدر ، حریت جے کے کے محمد یاسین عطائی اور دیگر کئی مزاحمتی لیڈران اور بڑی تعداد میں کارکنان کی سرینگر کے علاوہ دیگر اضلاع میں گرفتاری عمل میں لا کر انہیں بند رکھا ہے۔ لبریشن فرنٹ چیرمین محمد یاسین ملک کو پولیس نے اس وقت کئی ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا جب موصوف نے مائسمہ سے لالچوک تک ایک احتجاجی جلوس نکالنے کی کوشش کی۔ پولیس نے فرنٹ کے ضلع صدر گاندربل بشیر احمد راتھر (بویا) اور غیاث الدین ، حفیظ اللہ صوفی، عبدالعزیز رفیع آباد، فیاض احمد لون کو بھی گرفتار کرلیا ہے۔ ضلع پلوامہ میں غلام محی الدین اندرابی ، تحصیل صدر فیاض احمد، ملک نور فیاض ، عبدالغنی بٹ ،ماس مومنٹ کے عبدالرشید لون ، مسلم لیگ کے بشیر احمد بڈگامی ، جاوید احمد نجار ، سہیل احمد بٹ ظہور احمد ، صدر ضلع شوپیان مفتی ندیم ندوی ، مزمل احمد سمیت دیگر سیاسی جماعتوں کے لیڈران کو گرفتار کیا گیا ہے۔ گذشتہ دنوں پولیس ڈی پی ایل کے آفس پر چھاپہ ڈالااور اقبال قریشی اور آفاق خان کو حراست میں لیا گیا۔ڈیموکریٹک پولٹیکل مومنٹ کے

خلاف انتظامیہ نے باضابطہ طور کریک ڈاؤن کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے متعدد علاقوں میں کل بھی پارٹی سے وابستہ سینئر ورکروں کو گرفتار کرکے شہر سرینگر کے مختلف پولیس تھانوں میں مقید کر رکھا جبکہ گزشتہ روز پارٹی چیئرمین فردوس شاہ ترجمان یار محمد خان، فیروز سرفراز، خاور خورشید کو اپنے اپنے گھروں سے گرفتار کرکے تھانہ کرالہ کھڈ میں مقید رکھا گیا ہے۔ پارٹی کے جنرل سیکریٹری ایڈوکیٹ محمد شفیع ریشی، چیف آرگنائزر خواجہ فردوس، کاڈی نیٹر محمد عمران، صوبائی صدر سید اعجاز احمد، صدر ضلع بڈگام محمد یوسف راتھر، ضلع بارہمولہ کے پیر ہلال و دیگر سینئر رہنماؤں کے گھروں پر پولیس نے چھاپے مارے۔ حریت کانفرنس جموں کشمیر نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون کے نام ارسال کردہ میمورنڈم میں ' بھارت پر اپنا دباؤ بڑھانے کی اپیل کرتے ہوئے محمد مقبول بٹ اور محمد افضل گورو کے باقیات کی ورثاء کے حوالے کرنا کا مطالبہ کیا ہے جبکہ حریت جموں کشمیر نے خلاف ورزیوں کو بند کرنے، کالے قوانین کی منسوخی اور سیاسی قائدین پر لاگو پابندیاں فی الفور ختم کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ حریت رہنماؤں شبیر احمد شاہ، نعیم احمد خان، شبیر احمد ڈار، فاروق احمد ڈار، محمد یوسف نقاش اور محمد اقبال میر نے اپنے مشترکہ میمورنڈم میں تحریر کیا ہے کہ آج جبکہ کشمیری قوم ریاست بھر میں فروری کو یوم سیاہ کے طور پر منا رہی ہے، میں آپکی توجہ اس عظیم سانحہ کی طرف 11 مبذول کرنا چاہتا ہوں جس نے ملت اسلامیہ کشمیر کو ہلا کر رکھدیا۔ بھارت نے 1984 میں کشمیر کے

معروف رہنماء محمد مقبول بٹ کو تختہ دار پر لٹکا کر دہلی کے تہار جیل کے اندر دفنادیا۔ بدقسمتی سے بھارت کا یہ بدنام زمانہ جیل اب کشمیری حریت پسندوں کے لئے قبرستان بن چکا ہے جو اپنے حقوق کے لئے بھارتی سامراج کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ بھارت نے نہ صرف محمد مقبول بٹ کی جسد خاکی انکے ورثاء کے حوالے سے انکار کیا بلکہ انہوں نے پھانسی سے قبل مقبول بٹ کے بزرگ والدین کو ان سے ملنے کی اجازت بھی نہیں دی جو انسانی حقوق اور عدل وانصاف اور انسانی اقدار اور بین الاقوامی قوانین کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ خط میں لکھا ہے کہ بھارت نے تیس سال کے بعد ظلم و جبر کی تاریخ کو دہراتے ہوئے ایک اور کشمیری سپوت محمد افضل گورو کو ایک بے بنیاد اور فرضی کیس میں ملوث کرکے انہیں بھی تختہ دار پر لٹکا دیا۔ بھارت نے انتہائی درجے کا تکبر، انسانیت اور انسانی اقدار اور کشمیری عوام کے خلاف نفرت کا مظاہرہ کیا اور فروری 2013 کو محمد افضل گورو کو پھانسی پر لٹکا دیا اور محمد مقبول بٹ کی طرح انہیں 9 بھی جیل کے احاطے میں دفنا دیا۔ میمورنڈم میں لکھا گیا ہے کہ افضل گور کی بیوی اور اسکے کمسن بچے کو انہیں ملنے کی اجازت دی گئی اور نا ہی اس اندوہناک فیصلے کے بارے میں انکے قریبی رشتہ داروں کو پیشگی کوئی اطلاع دی گئی۔ گورو کے خلاف کسی قسم کی شہادت نہیں تھی، لیکن اسکے باوجود انہیں سولی پر چڑایا گیا، محض اس لئے کہ بھارت کے مجموعی ضمیر کو مطمئن کیا جائی۔ سپریم کورٹ کے جج نے اپنے فیصلے میں یہ لکھا کہ اگرچہ گورو کے خلاف کوئی بالواسطہ شہادت موجود

نہیں لیکن انہیں پھانسی دی جائے تاکہ بھارت واسیوں کے ضمیر مطمئن ہوں۔ بھارتی عدلیہ کے اس فیصلے سے بھارت کے عدالتی نظام اور عدل و انصاف کے معیار کو بخوبی پرکھا اور جانچا جاسکتا ہی۔ بھارت کے اس عدالتی قتل نے ایک بار پھر کشمیریوں کے زخم تازہ کر دیئے جبکہ دوسری جانب شہید گورو کے ورثاء اب بھی اس انتظار میں ہیں کہ شہید کی جسد خاکی کو انکے حوالے کیا جائی۔ شہداء کے اجساد خاکی کو انکے ورثاء کے سپرد کرنے کا بھارت کا مسلسل انکار کشمیری عوام بالخصوص شہداء کے اہل خانہ کے لئے قیامت صغرا سے کم نہیں۔ بھارت شاید دنیا میں واحد ملک ہے جہاں شہیدوں کو بھی آہنی سلاخوں کے اندر قید کیا جاتا ہے۔ اس دیرینہ حل طلب مسئلے کے پرامن اور منصفانہ حل کے حوالے سے ہم اقوام متحدہ سے اپیل کرتے ہیں کہ بھارت پر اپنا دباؤ بڑھائے کہ وہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو بند کری، خطے میں نافذالعمل کالے قوانین کو منسوخ کرے، سیاسی قائدین پر لاگو پابندیاں فی الفور ختم کرے تاکہ مسئلے کے پرامن حل کے حوالے سے ماحول کو سازگار بنایا جاسکے۔

پنجاب حکومت کی ''سٹی ہسپتال'' پر مہربانیاں

مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو پنجاب میں چھ برس مکمل ہونے والے ہیں، 2008 میں بھی شہباز شریف وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے تھے۔ مئی 2013 میں بھی مسلم لیگ (ن) نے ہی پنجاب میں حکومت قائم کی۔اس سے قبل 2002 سے 2007 تک مسلم لیگ (ق) کے رہنما چوہدری پرویز الٰہی پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔چوہدری پرویز الٰہی نے اپنے دور حکومت میں راولپنڈی ڈویژن کی تحصیل تلہ گنگ میں ایک ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا،تلہ گنگ میں ہونے والے ایک جلسے میں 20 ہزار کے لگ بھگ افراد نے اس ہسپتال کا نام متفقہ طور پر ایک قرارداد کی منظوری کے بعد ''چوہدری پرویز الٰہی ہسپتال'' منتخب کیا۔جس کے بعد اسی نام سے ہسپتال کی تعمیر شروع ہوئی۔2005 سے شروع ہونے والا ہسپتال کا منصوبہ 2007 میں مکمل ہوا جس پر 25 کروڑ روپے کی لاگت آئی،تلہ گنگ شہر کے وسط میں جی پی او چوک کے قریب مین شاہراہ پر ہی ہسپتال کی عظیم الشان بلڈنگ مکمل ہوئی،اس ہسپتال کے لئے 176 آسامیوں کی گنجائش رکھی گئی تھی۔

ہسپتال میں کروڑوں روپے مالیت کی ایم آر آئی،سی ٹی سکن،ڈائلیسز،ایکسرے کی جدید ترین مشینیں بھی مسلم لیگ(ق) کے دور حکومت میں پہنچا دی گئیں۔جبکہ چھ ایمبولینس گاڑیاں بھی دی گئیں۔2008میں انتخابات ہوئے تو مسلم لیگ(ن) کو پنجاب میں حکومت ملی جبکہ چوہدری پرویز الٰہی جو کہ این اے اکسٹھ تلہ گنگ سے الیکشن بھی لڑے تھے ہار گئے اور پنجاب میں مسلم لیگ(ق) اور پیپلز پارٹی کو اپوزیشن کا کردار ادا کرنا پڑا۔الیکشن جیتنے کے بعد مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے تلہ گنگ کے چوہدری پرویز الٰہی ہسپتال پر مہربانیاں کرنا شروع کر دیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے حلف اٹھانے کے بعد سب سے پہلے چیف سیکرٹری پنجاب کو تلہ گنگ بھیجا جنہوں نے ہسپتا ل کا نام ''چوہدری پرویز الٰہی'' سے تبدیل کر کے''سٹی ہسپتال '' رکھ دیا ۔صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا چوہدری پرویز الٰہی کے دور حکومت میں ہسپتال کو ملنے والی تمام قیمتی مشینری کو تلہ گنگ سے لاہور بھجوا دیا۔ مشینری لاہور جانے کے باوجود بھی مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے 2007میں مکمل ہوجانے والی ہسپتال کو عوامی دباؤ

پر ستمبر 2010 میں فنکشنل کیا۔ لیکن 176 آسامیوں پر صرف 57 لوگوں کو تعینات کیا گیا۔ اسوقت کے رکن قومی اسمبلی چوہدری ایاز امیر نے تلہ گنگ میں چکوال سے مسلم لیگ (ن) کے کارکنان کو ہسپتال میں بھرتی کر کے تلہ گنگ کے عوام کے حق پر دوسرا ڈاکہ مارا۔ ہسپتال کو فنکشنل کر دیا گیا مگر تعینات عملے نے علاقے کی غریب عوام کو لوٹنے میں کوئی کسی نہیں چھوڑی۔ ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز نے پرائیویٹ کلینک پر مال'' کمانا شروع کر دیا۔ اب سٹی ہسپتال کی موجودہ حالت یہ ہے کہ سپیشلسٹ'' ڈاکٹروں کے کنٹریکٹ ختم ہو چکے ہیں، مسلم لیگ (ن) کی حکومت جہاں صحت کے حوالہ سے بہت کام کر رہی ہے اسے لاہور سے نکل کر تلہ گنگ والوں کا بھی خیال کرنا چاہئے ۔ڈینگی کے خلاف گھر گھر مہم چلائی جاتی ہے، سیمینارز، ریلیاں، بینرز، اشتہارات غرضیکہ صرف تشہیری مہم میں پنجاب حکومت نے کروڑوں خرچ کر دیئے لیکن تلہ گنگ کے سب سے بڑے ہسپتال کی صورتحال یہ ہے کہ پانچ روپے کی سرنج بھی دستیاب نہیں، ایکسرے مشین تو موجود ہے، شہباز حکومت اہلیان تلہ گنگ پر احسان کر کے صرف ایک ہی مشین چھوڑ کر گئی لیکن ایکسرے کی فلمیں موجود نہیں، جس کی وجہ سے ہسپتال میں آنے والے مریض کے اگر ایکسرے کروانے ہوں تو اسے پرائیویٹ کلینک پر بھیج دیا جاتا ہے، ان دنوں سٹی ہاسپٹل ایک بی ایچ یو کی شکل اختیار کر چکی ہے جہاں صرف اور صرف بخار، پیٹ درد کی ادویات دستیاب ہیں، اسے بڑھ کر نہ تو ڈاکٹر اور ہی ادویات، حالانکہ اگر اس ہسپتال کو صحیح طریقے سے فنکشنل کیا جاتا تو راولپنڈی ڈویژن کا سب سے

بہترین ہسپتال ہوتا، چار اضلاع، چکوال، میانوالی، اٹک، خوشاب کے لوگ اس ہسپتال سے مستفید ہوتے، اب تحصیل تلہ گنگ بلکہ ضلع چکوال میں کہیں بھی ایم آر آئی ٹیسٹ کی سہولت موجود نہیں، اگر مسلم لیگ (ن) کی حکومت مشینیں اٹھا کر لاہور نہ لے کر جاتی تو تلہ گنگ کی عوام کے لئے حکومت کے دل میں قدر و قیمت باقی رہنی تھی، کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں تلہ گنگ سے مریض کو راولپنڈی ریفر کیا جاتا ہے۔ تلہ گنگ شہر سے پنڈی کا راستہ کم از کم دو گھنٹے کا ہے۔ اور اگر یہی مریض یونین کونسل کوٹگلہ یا لاوہ والی سائیڈ سے آئے تو پنڈی پہنچتے پہنچتے ساڑھے تین سے چار گھنٹے لگ جاتے ہیں ایسی صورتحال میں اکثر مریض راستے میں ہی دم توڑ جاتے ہیں اور ان کا خون پنجاب حکومت کے کرتا دھرتا اور تلہ گنگ کے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے ان عوامی نمائندوں پر ہے جو اپنے ذاتی کاموں کے لئے تو وزیر اعلیٰ سے مل لیتے ہیں لیکن عوامی و فلاہی کاموں کے لئے ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ تلہ گنگ میں بیلوں کے جلسوں میں تو پنجاب کے وزیر پہنچ جاتے ہیں، کلر کہار کالج کی تقریب ہو تو وزیر اعلیٰ شہباز شریف خود آتے ہیں اور کالج کے لئے گرانٹ کا اعلان کرتے ہیں، میاں نواز شریف الیکشن کے دنوں میں تلہ گنگ کی عوام سے وعدے کرکے چلے جاتے ہیں مگر اس ہسپتال میں جہاں آج مریض خوار ہو رہے ہیں، ادویات نہیں، ڈاکٹر نہیں، بجٹ نہیں، کوئی سہولت نہیں، پنڈی سے قریب کوئی ٹیسٹ نہیں، اس ہسپتال کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے نہ تو وزیر اعلیٰ کے پاس ٹائم ہے، نہ محکمہ ہیلتھ کے افسرا

ن میں دلچسپی اور نہ ہی مسلم لیگ (ن) کے منتخب نمائندوں کے پاس، عوام دہائیاں دے رہی ہے،تلہ گنگ،لاوہ کے عوام بیماری یا کسی ایمرجنسی کی صورت میں پنڈی جاتے ہیں ،انکا کیا قصور ہے،تلہ گنگ کے ساتھ پنجاب حکومت مسلسل زیادتیاں کر رہی ہے۔

تحصیل تلہ گنگ و تحصیل لاوہ کی عوام کے لئے تلہ گنگ بلکہ ضلع چکوال بھر میں کوئی ایک بھی ایسا ہاسپٹل نہیں جہاں عوام کو ایمرجنسی کی بنیادی سہولیات میسر ہوں،کسی بھی ایمرجسنی کی صورت میں پنڈی کا رخ کیا جاتا ہے،اگر کسی کو دل کی تکلیف ہو یا بخار،پیٹ درد سے ہٹ کر بیماری ہو تو اسے بھی پنڈی کے ہی چکر لگانے پڑتے ہیں۔
سرکاری ہسپتال میں علاج معالجہ کی بنیادی سہولتیں حاصل

کرنا ناممکن دکھائی دیتا ہے مریضوں کے لواحقین ہسپتال سے بنیادی طبّی سہولتیں دستیاب نہ ہونے سے مایوسی کا شکار اکثر تو اپنے مریضوں کا پرائیویٹ ڈاکٹروں، ہسپتالوں سے علاج کرانے پر مجبور ہوتے ہیں ہسپتال کی ایمرجنسی وارڈ میں آنے والے مریضوں کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ کسی سرکاری ہسپتال کی بجائے مضافاتی علاقے کی کسی دسپنسری میں علاج کروانے کی غرض سے آئے ہیں۔حکومت کو چاہئے کہ تلہ گنگ کے اس عظیم الشان ہسپتال سے جتنی بھی مشنری اٹھائی گئی ہے سب واپس لائے اور تمام آسامیوں پر عملہ تعینات کیا جائے۔یہ تلہ گنگ کے عوام کا حق ہے۔حکومت پنجاب فنڈز نہ ہونے کا جواز بناتی ہے لیکن جاتی عمرہ کی سڑکوں کی تزئین وآرائش پر اربوں روپے خرچ کئے جارہے ہیں۔غیر ترقیاتی اخراجات، وزراء اور مشیروں کی فوج ظفر موج نے صوبے کی معاشی حالت کو بدحالی کی طرف دھکیل دیا ہے۔اگر لاہور میں کینسر کا ہسپتال حکومت پنجاب بنا سکتی ہے تو تلہ گنگ کے ہسپتال کے ساتھ اتنی بے رخی کیوں؟حالانکہ اس حلقہ سے مسلم لیگ (ن) ہمیشہ جیتی، ووٹ ملے لیکن میاں برادران شاید اس لئے توجہ نہیں دے رہے کیونکہ چوہدری پرویز الٰہی اس حلقہ کو اپنا گھر کہتے ہیں،خدارا عوام کو اگر حکومت سہولیات نہیں دے سکتی تو چھینی مت جائیں،وہ منتخب نمائندے جو ہسپتال کا دورہ تو کر لیتے ہیں لیکن عملی طور پر زیرو ہو چکے ہیں عوام کو چاہئے کہ جنہیں ووٹ دیئے انکو یاد کروائیں کہ ٹمن ،ملتان پچنند،لاوہ،دندہ کے مریض کا علاج پنڈی،اسلام آباد میں کیوں ہو

رہا ہے۔ اگر عوام نے اپنا حق نہ مانگا تو خود بخود نہیں ملے گا اور ایسے نمائندوں کی موجودگی میں محرومیاں بڑھتی جائیں گی۔ عوام کو اپنے حق کے لئے متحد ہو کا آواز بلند کرنی ہو گی تبھی ممکن ہے کہ تلہ گنگ کے مسائل ہوں اور جناب وزیر اعظم نے جو دیگر وعدے کئے تھے وہ بھی پورے ہوں۔

قانون کی عدم پاسداری کیوں؟

کہا جاتا ہے کہ جس نے لاہور کی سڑکوں پر گاڑی چلا لی ، وہ دنیا میں کہیں بھی گاڑی چلا سکتا ہے۔اِس شہر میں مؤثر انداز میں ڈرائیونگ کرنے کے لیے یہاں کے خاص قوانین سمجھنے کی ضرورت ہے۔ سڑک استعمال کرنے کے لیے شاہراہوں کا ضابطہ موجود ہے مگر آپ اس کو نظر انداز کر سکتے ہیں کیوں کہ اس پر عمل کرکے آپ صبح کے چلے رات کو گھر پہنچیں گے اور رستے میں جو گالیاں پڑیں گی وہ اس کے علاوہ ہیں۔ دراصل یہ کتابچہ اب خاصا ''آؤٹ ڈیٹ'' ہوچکا ہے اور اس میں زیادہ تر ان وقتوں کی باتیں ہیں جب ٹریفک کانسٹیبل کا احترام موجود تھا اور لوگ سرخ بتی پر رک جایا کرتے تھے۔لاہور کے ٹریفک قوانین کی روح دراصل یہ دو نکات ہیں۔میں نے سب سے پہلے گھر پہنچنا ہے۔ زمین اور روڈیں ساری اللہ کی ہیں۔ان اصولوں سے ٹریفک کے باقی احکامات نکلتے ہیں، چند ایک یہ ہیں،

دنیا کے بیشتر ممالک میں رائٹ ہینڈ یا لیفٹ ہینڈ ڈرائیونگ ہے،لاہور میں الٹی سیدھی ڈرائیونگ زیادہ مشہور ہے روڈ کے دونوں ٹریک تمہارے اپنے ہیں۔ جدھر جگہ پاؤ گھس جاؤ۔ آگے سے آنے والی گاڑیوں کو متنبہ کرنے کے لیے (تیز لائٹ)

جلانا کافی سمجھو۔ روڈوں پر سگنل یا اشارے بالکل غیر ضروری مخلوق ہیں۔ ان کا چنداں خیال نہ کرو۔ آؤ دیکھو، تاؤ دیکھو اور گاڑی کو رستے پر ڈال دو۔ یہ بات بلاوجہ کہی جاتی ہے کہ گاڑی میں درمیانی، داہنا اور باہنا شیشہ ہونا ضروری ہے اور اس کی مدد سے کچھ کچھ دیر پر پیچھے دیکھتے رہنا چاہیے تاکہ اور گاڑیوں کا خیال رہے۔ تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ زیادہ ادھر ادھر دیکھنے سے گاڑی چلانے میں روانی نہیں آتی اور تم کو دوسروں کے لیے زیادہ رکنا پڑتا ہے، پس زیادہ ادھر ادھر دیکھنا بے کار ہے، گاڑی کو گیئر میں ڈالو اور اپنی راہ لو۔ دوسروں کو تمہیں دیکھ کر خود ہی رکنا پڑے گا۔ اکثر ایسی جگہ بھی اشارے لگا دیے جاتے ہیں جہاں کوئی مخالف ٹریفک تم سے نہیں ٹکراتا۔ یہ قانون دانوں کی غلطی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے اشارے پیدل لوگوں کے لیے لگائے جاتے ہیں۔ یہ لغو بات ہے۔ پیدل چلنے والے سڑک پار کرتے ہوئے ہاتھ دے سکتے ہیں۔ اگر تم سائیکل یا موٹر سائیکل سوار ہو تو تمہیں روڈ پر بالکل دائیں طرف فاسٹ لین میں چلنا چاہیے۔ اس طرح بسوں کے بار بار رکنے کی وجہ سے ہونے والی پریشانی سے بچ جاؤ گے۔ تیز گاڑیاں لاکھ ہارن دیں تم اپنی جگہ سے نہ ہٹو۔ سڑک میں گول چکر (راؤنڈاباؤٹ) اور دوسرے مقامات پر کہا جاتا ہے کہ دائیں طرف سے آنے والے کا پہلا حق ہے۔ یہ حق اور حقوق کی باتیں پرانی ہو گئیں۔ اب حق ملتا نہیں ہے، چھینا جاتا ہے۔ تم بھی چھینا جھپٹی کرو اور گول چکر میں داخل ہو جاؤ۔ پارکنگ کے لیے بہت سے رہنما اصول بتائے جاتے ہیں۔

ان سب کو یاد رکھنے کی بجائے صرف یہ دیکھو کہ تمہیں گاڑی جتنی جگہ مل جائے۔ بلا vehicle خوف گاڑی لگاؤ بھلے سے اس کی وجہ سے تمام ٹریفک رک جائے۔ آخر کو تم ٹیکس دیتے ہو!۔گاڑی زیادہ تر تیز ٹریک میں چلاؤ اور جو چاہے کرو۔ یہاں سے کوئی مائی کا لعل تمہیں نہ روک سکے گا۔ اگر بالفرض مائی کا لعل تمہیں روک ہی لیتا ہے تو مک مکے کا آپشن کھلا رکھو اور جگہوں پر گاڑی چلاتے ہوئے موبائل فون سننے سے روکا جاتا ہے یہاں بھی ایسے قوانین لاگو کیے گئے ہیں۔ ان کی بالکل فکر نہ کرو۔ موبائل پر کال آئے تو ضرور بات کرو۔ اہم کال سے لاکھوں کا نقصان ہو سکتا ہے اس لیے موبائل کی پہلے فکر کرو۔ گاڑی میں اونچی آواز میں گانے لگائے رکھو خود بھی سنو اور اوروں کو بھی سناؤ۔ گانے انگریزی یا کسی غیر مانوس زبان میں ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ گاڑی چلاتے ہوئے جاگتے رہو۔ ہاں اگر نیند زیادہ آ رہی ہو تو اونگھ لینے میں کوئی حرج نہیں گاڑی چلانے کے لیے لائسنس ضروری نہیں۔ 17 سال سے زیادہ عمر بھی ضروری نہیں۔ آنکھوں کا 6/6 ہونا بھی ضروری نہیں۔ طبیعت کی درستگی اور چاق و چوبند ہونا بھی ضروری نہیں۔ گاڑی کا اچھی کنڈیشن میں ہونا بھی ضروی نہیں۔ یہ سب تکلّفات ہیں۔ تمہیں جہاں جانا ہو بس نکل کھڑے ہو۔ زیادہ سوچو نہیں۔ گاڑی زیادہ سے زیادہ تیز چلاؤ۔ حدِ رفتار کو اپنا مقصد بناؤ۔ گاڑی صرف اس وقت روکو جب کسی کے مرنے کا خطرہ ہو۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کہیں جا رہے تھے ریلوے پھاٹک کے قریب ان کی گاڑی

پہنچی تو ریلوے پھاٹک کا اہلکار پھاٹک بند کرنے لگا، قائد کی گاڑی رک گئی اتنے میں قائداعظم کے اے ڈی سی ریلوے پھاٹک کے قریب گئے اور ملازم سے کہا کہ پھاٹک کھول دو تاکہ قائداعظم محمد علی جناح کا قیمتی وقت بچ سکے۔ اے ڈی سی واپس آیا تو بانی پاکستان نے اسے ڈانٹ پلائی اور کہا کہ اگر میں قانون کا احترام نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال کے پاکستان میں قانون کی پاسداری ہونا لازم ہے عرض ہے.بڑا شخص وہی ہوتا ہے جو قانون کا احترام کرے، کسی قوم کی تہذیب و تمدن کا اندازہ لگانا ہو تو وہاں کے ٹریفک پر ایک نظر ڈال لی جائے پھر یہ کہ ٹریفک قوانین پر عمل پیرا ہونے سے وقت کی بچت کے ساتھ ساتھ حادثات کی روک تھام بھی ممکن ہے ایک تجزیہ کے مطابق اتنے انسان دشمنیوں کے نتیجہ میں ہلاک نہیں ہوتے جتنے ٹریفک حادثات کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں ٹریفک حادثات کی روک تھام کے لئے عوام میں ٹریفک شعور پیدا کرنا از حد ضروری ہے، گزشتہ حکومت نے لوگوں کی حفاظت اور ٹریفک کو فعال بنانے کی خاطر ٹریفک وارڈن سکیم کا اجراء کیا اس سے قبل پرانی ٹریفک ناکام اس لئے ہو چکی تھی کہ رشوت دل کھول کر لی جاتی تھی۔ ٹریفک وارڈن کی سکیم بڑی مثبت سوچ کی آئینہ دار تھی، پڑھے لکھے نوجوان، سمارٹ، الرٹ، عمدہ نفیس رنگت کی یونیفارم میں ملبوس ہر چوک، شاہراہ پر اپنی ڈیوٹی پر کھڑے رہتے ٹریفک کو رواں دواں کرتے، کشادہ ظرفی اور حوصلے کے ساتھ اچھی گفتگو کرتے، چاک وچوبند رہتے، رشوت کی منفی اثرات ختم ہو گئے

عوام میں بے یقینی غائب ہو گئی۔ وارڈن چالان اگر کرتے تو نہایت ادب سے سلیقہ سے سلام کرتے اور جذبات کو کنٹرول کرتے ہوئے چالان کرتے ہیں، چند روز قبل میرے ایک دوست احسن چوہدری جو ٹھوکر نیاز بیگ گوپے رائے میں رہائش پذیر ہیں سمن آباد میں ان کے امتحانات ہو رہے تھے پرچہ دے کر اپنے ایک کلاس فیلو کے ہمراہ واپس جا رہے تھے تو ملتان چونگی پر جولائی کے مہینے میں صبح پتے سورج کی دھوپ کو روکنے کے لئے اپنے ہاتھ میں چھتری اٹھائے ایک ٹریفک وارڈن ''عاصم'' نے اسے روکا احسن چوہدری نے حکم کی تعمیل کی رک گئے، اس کے دوست نے وارڈن کے ساتھ بد تمیزی کی جس پر وارڈن نے کہا کہ گاڑی کے اصل کاغذات لے کر آؤ، احسن اپنے دوست کے ساتھ چلا گیا، شام کو احسن میرے دفتر آیا اور صورتحال سے آگاہ کیا دفتر سے واپسی پر میں احسن کے ساتھ ہو لیا ملتان چونگی پر ہی عاصم ہمیں دوران ڈیوٹی ملا اس نے احسن کو دیکھتے ہی کہا کہ اپنے بدمعاش دوست کو ساتھ لے کر آؤ تب مجھے وارڈن عاصم نے بتایا کہ اس کے دوست نے میرے ساتھ حد درجہ بد تمیزی کی بلکہ جاتے ہوئے دھمکی بھی دے گیا میں نے عاصم کی بات غور سے سنی اور اس سے درخواست کی کہ احسن ابھی طالب علم ہے سیکھنے کے مراحل میں ہے اس کی تربیت کی ضرورت ہے آپ اس کو کاغذات دے دیں دوبارہ غلطی نہیں کرے گا تب عاصم بولا کہ ہم چوبیس گھنٹے ڈیوٹی کرتے ہیں روزانہ ہمیں دفتر سے ڈیوٹی کے لئے نکلتے وقت ہمیں یہ احکامات سنائے جاتے ہیں کہ عوام کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا کرو، کسی کے ساتھ زیادتی

نہیں کرنی، حسن سلوک کرنا ہے مگر ممتاز بتاؤ ہم کیا کریں جس کے ساتھ حسن سلوک کریں وہی ہمارا گریبان پکڑ لیتا ہے، ہم نے کبھی کسی کا فضول میں چالان نہیں کیا، طلباء کو تو صرف ڈانٹ ڈپٹ ہی کرتے ہیں وہ بھی ان کی اصلاح کے لئے تاکہ جب وہ معاشرے کے فرد بنیں انکے کندھوں پر ذمہ داریاں آئین تو وہ قانون کی پاسداری کرنے والے بنیں، عاصم کہہ رہا تھا آج ہمارا معاشرہ بگڑ چکا ہے اور اس بگاڑ میں ہم سب کا کردار ہے اس کے سلجھاؤ کے لئے کوئی کام نہیں کرتا، رشوت ستانی، بلیک میلنگ عروج پر ہے، ہم سارے کام کرتے ہیں مگر جب کوئی ہماری اصلاح کی کوشش کرتا ہے تو ہم اسکا گریبان پکڑ لیتے ہیں بتاؤ ہم کہاں جائیں؟ عاصم سوال کرکے خاموش ہو گیا اس کی باتوں میں ایک درد تھا جو وہ قوم کے لئے رکھتا تھا وہ صبح سات بجے نیلی وردی پہن کر ملتان چونگی پہنچ جاتا ہے تاکہ وہاں سے گزرنے والی ٹریفک کی بھیڑ میں قوم کی اصلاح کروں مگر وہی قوم، وہی لوگ جو غلطی بھی کرتے ہیں اور غلطی کے بعد شرمندگی کی بجائے گلے بھی پڑ جاتے ہیں مگر شام سات بجے تک بارہ گھنٹے ہر حال میں گرم دھوپ، سخت سردی، شدید بارش، ہر موسم میں ڈیوٹی کرنے والا عاصم دن بھر لوگوں کی باتیں سننے ولا مایوس نہیں وہ قوم کو قائد اعظم کی طرح آئین کا پاسدار بنانا چاہتا ہے وارڈن کی یہ داستان عزیمت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ احسن کام کریں انصاف کریں جو ٹریفک کے اصولوں کو توڑے اس کا سدباب ہونا چاہیے قوم کو بھی چاہئے کہ جلدی جلدی نہ کریں بلکہ نیلی وردی والوں کی بھی بات سنا کریں وہ

انہی کی بھلائی کی ہی بات کرتے ہیں اگر وارڈن رشوت طلب نہیں کرتے ، انکے ساتھ بد اخلاقی نہیں کرتے ، فضول چالان نہیں کرتے تو ان کے ساتھ بد تمیزی کی بجائے اگر وہ ایک ہاتھ دیتے ہیں تو ہمیں دو ہاتھ دینے چاہئے انکی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے اگر ہم نے بحثیت قوم ایسا نہ کیا تو پھر وہ بھی باآخر گلاب کے پھول کی طرح مرجھا جائیں گے۔

مذاکرات، فوائد و ثمرات

تحریر: قاری محمد یعقوب شیخ

قوموں، ملکوں، برادریوں، خاندانوں اور قبائل کے درمیان جنگ سو سال رہے یا ایک ہزار سال آخر کار معاملات مذاکرات کے ذریعہ حل ہوتے ہیں ہر وقت تیر و تفنگ اور جنگ سے مسائل حل نہیں ہوتے۔

مسلمانوں میں باہمی جنگ و جدال سے عزت و شہرت خراب ہوئی ہے۔ وقار اور رعب ختم ہوا ہے۔

مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اختلافات کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں، یعنی (قرآن وسنت) کی روشنی میں حل تلاش کریں۔ وہ اختلاف داخلی ہو یا خارجی، چھوٹا ہو یا بڑا، سیاسی ہو یا معاشی و معاشرتی ہر قسم کا حل قرآن و سنت میں موجود ہے۔ آج ہمارے درمیان اختلاف کی فضاء پائی جاتی ہے تو یہ قرآن و سنت سے دوری کے سبب ہے۔ ہم نے اللہ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑا اور تعلق توڑا ہے۔ اس لئے اس انجام کو پہنچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو، ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو

یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (الانفال 46) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ دو چیزوں کا حکم دیا ہے۔

1۔ صبر کی تلقین۔ 2۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔

ایک کام سے منع کیا ہے وہ ہے لڑائی جھگڑا اور ساتھ ہی اس کا نقصان بیان کر دیا ہے کہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، یعنی عزت خاک میں مل جائے گی۔ لڑائی کرنے والے دو گروہوں میں اہل صبر کامیاب و کامران اور فتح مند ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و مدد اور نصرت و حمایت ان کے ساتھ ہے۔ یہ مدد اطاعت کرنے والوں کے مقدر و نصیب میں ہے، لہٰذا مذاکراتی عمل کو پروان چڑھانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو لازم پکڑا جائے۔ صبر کا دامن بالکل نہ چھوڑا جائے، سنی سنائی باتوں پر اعتبار کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر اعتماد کیا جائے۔ جو باتیں عوام اور میڈیا پر کہنے والی نہیں ان کو عام نہ کیا جائے۔ قومی، ملی مفادات کو مقدم رکھا جائے، ملکی دفاع اور اسلام کے احیاء کو مرکزی نقطہ کے طور پر ایجنڈے میں شامل کیا جائے۔ باطل قوتیں اور اسلام دشمن عناصر مذاکراتی عمل کو ناکام بنانے میں سر جوڑے بیٹھے ہیں وہ کسی شکل میں پاکستان کے اندر امن و امان کی فضاء کو نہیں دیکھنا چاہتے وہ عوام و حکام اور افواج پاکستان کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں، وہ بدامنی کے خواہشمند ہیں، وہ مسالک کا ٹکراؤ، مذہبی لوگوں کی ایک دوسرے سے دوری چاہتے ہیں، وہ

ہمارے درمیان اختلافات پیدا کرکے خود سیاسی، اقتصادی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ان کا معیار مسلمانوں کے لئے اور دوسری اقوام کے لئے کچھ اور ہی ہے۔ امریکہ کی صورتحال پر غور کر لیجئے وہ بارہ سال پٹنے کے بعد مجاہدین افغانستان سے مذاکرات کا خواہشمند ہے، اس کے لئے امریکہ نے متعدد اسلامی ممالک اور ریاستوں کی منت سماجت کی ہے۔ مجاہدین کی فرمائش اور ان کے مطالبات ماننے کو بھی تیار ہے تاکہ واپسی کا باعزت راستہ میسر آ جائے، اس کے لئے وہ بہت کچھ کرنے کرانے کو بھی تیار بلکہ اب تو بے تاب ہے اور جہاں تک بات ہے طالبان پاکستان اور حکومت پاکستان کے مابین مذاکرات کی تو وہ اس کا مخالف ہے۔ جب بھی مذاکراتی سلسلے کی ابتدا ہوتی ہے بات چیت کا آغاز ہوتا ہے وہ کسی کمانڈر پر ڈرون حملہ کر دیتا ہے۔ درجنوں لوگوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیتا ہے۔ انسانی جسموں کے چیتھڑے اڑا دیتا ہے۔ جس سے غم و غصے کی لہر اٹھتی، انتقام کے جذبے پروان چڑھتے ہیں اور مذاکراتی عمل پھر نقطہ صفر پر چلا جاتا ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس خطے کے لوگوں کو سزا کس بات کی دی جا رہی ہے؟ اور کس کے کہنے پہ دی جا رہی ہے؟

سزا تو جرم کے نتیجے میں دی جاتی ہے ان کا جرم کیا ہے؟

بس پاکستان کے ان لوگوں کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ پاکستان، نظریہ پاکستان اور آئین پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ کشمیر کے مظلوموں کے یہ محافظ ہیں۔ جدوجہد آزادئ کشمیر میں ان کی نمایاں خدمات ہیں۔ موجودہ آزاد کشمیر ان کی مجاہدانہ کوششوں سے ملا ہے۔

انڈیا کا قبائلی عوام کے خلاف پرانا کینہ، بغض اور عداوت ہے۔ امریکہ انڈیا کے اشارے پر کارروائی کرتا ہے، دراصل وہ پاکستان کے اس طاقتور خطے اور جنگجو لوگوں کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ حب الوطنی کی سزا دینا چاہتا ہے۔

وطن عزیز میں اگر حالیہ مذاکرات کامیاب ہو جاتے ہیں، امن و امان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو اس کا سب سے بڑھ کر نقصان بھارت، امریکہ اور دیگر ان ملک دشمن طاقتوں کو ہو گا جو پاکستان کے استحکام اور امن و امان کو لمحہ بھر برداشت نہیں کر سکتے۔

سب سے بڑا فائدہ ہے کہ امن و امان قائم ہو گا۔

معیشت مستحکم ہو گی۔

خوف کا خاتمہ ہو گا۔
ہماری کھوئی ہوئی عزت ہمیں واپس ملے گی۔
مذاکرات کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لئے مولانا سمیع الحق اور وزیراعظم پاکستان کے درمیان ابتدائی ملاقات میں یہی بات سامنے آئی کہ جنگ بندی ہونی چاہئے۔ بعدازاں طالبان کمیٹی اور حکومتی کمیٹی منظر عام پر آئیں۔ دونوں طرف ارکان و ممبران سنجیدہ مزاج اور درددل رکھنے والے ہیں۔ امید یہی ہے کہ یہ مذاکرات کامیاب ہوں گے۔ اتحاد و اتفاق کی فضاء کو فروغ ملے گا۔ امن و امان قائم ہو گا تو ملک مستحکم ہو گا۔ دفاع مضبوط ہو گا۔ ملک کا منظر بدلے گا۔ خوشحالی آئے گی، ترقی کی راہیں کشادہ ہوں گی۔ نشان منزل جو ہماری آنکھوں کے سامنے دھندلے ہو چکے ہیں، واضح ہوں گے اور منزل تک پہنچنا آسان ہو گا۔ خوشی اس بات کی ہے کہ مولانا سمیع الحق پروفیسر ابراہیم، عرفان صدیقی، میجر (ر) عامر اور مولانا یوسف شاہ کا کردار اس سلسلے میں مخلصانہ اور ہمدردانہ ہے، بزرگی کے باوجود جواں ہمت اور بلند حوصلے کے حامل ہیں۔
خوش آئند بات یہ ہے طالبان کا اس کمیٹی پر اعتماد اور مولانا سمیع الحق کا ان میں بے حد احترام ہے۔ اس اعتماد اور احترام سے امن کی خوشیاں اور مسرتیں دیکھنے کو ملیں۔ امن کا سورج طلوع ہو۔ اللہ کے حضور یہی ہماری دعا ہے۔

قاری محمد یعقوب شیخ تحریک حرمت رسول ﷺ کے جنرل سیکرٹری ہیں

فادر آف طالبان سے امن کے سفیر تک

کراچی میں پولیس وین پر دہشت گردی کی واردات کے بعد یوں لگ رہا تھا کہ اب مذاکرات کا سلسلہ ختم ہو جائے گا کیونکہ طالبان ایک طرف مذاکراتی وفود سے مل رہے ہیں تو دوسری طرف دہشت گردی بھی جاری ہے، بے گناہوں کا خون بھی بہایا جا رہا ہے، ایک طرف امن امن کے نعرے تو دوسری طرف وطن عزیز کی مٹی کو لہو لہان کیا جا رہا ہے۔ مسائل خواہ جتنے بھی ہوں سب کا واحد حل مذاکرات ہی ہیں۔ اگر امریکا تمامتر وسائل، ٹیکنالوجی، اسلحہ کے باوجود افغانستان میں شکست خوردہ ہو کر طالبان سے مذاکرات کر سکتا ہے تو پاکستان میں قیام امن کے لئے مذاکرات جاری رہنے چاہئے۔ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے امن کی بحالی کیلئے مذاکرات کا فیصلہ کرکے ملک کو بدامنی کی دلدل میں دھکیلنے کی کوششوں کو ناکام بنادیا۔ اب مذاکرات کی کامیابی کیلئے بھی تمام محب وطن قوتوں کو ایک پیج پر متحد ہونا چاہیے۔ طالبان اور حکومت دونوں کی طرف سے فوری سیز فائر ہونا چاہئے۔ ملک بھر کے علماء قیام امن کیلئے مذاکرات کی کامیابی کیلئے متحد ہیں، آپریشن کے تلخ تجربات کو دہرانے اور دہشت گردی کے بیج بونے کے بجائے امن کو ایک بار نہیں سو بار موقع دینا چاہئے۔ جمہوریت کی ناکامی پر مزید جمہوریت کی کوشش کی جاتی ہے آمریت کو کوئی دعوت نہیں دیتا۔ امریکی لابی مذاکرات کے بجائے ملٹری آپریشن کے خواب

دیکھ رہی تھی تاکہ امن کی کوششوں کو تہس نہس کیا جاسکے۔وزیر اعظم کی طرف سے مذاکرات کے اعلان کے بعد ان کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔حکومتی اور طالبان کمیٹی نے انتہائی تدبر سے کام لیا ہے۔قوم کو مولانا سمیع الحق کی طرف سے معاملے کو سلجھانے کی گراں قدر کوششوں کا ساتھ دینا چاہئے۔پاکستان امت مسلمہ کی قیادت اسی صورت کرسکے گا جب اندرونی طور پر پر امن اور مستحکم ہوگا،اسی لئے اسلام و ملک دشمن قوتیں پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار رکھنا چاہتے ہیں۔امریکہ اور بھارت نہیں چاہتے کہ طالبان کے ساتھ حکومت کے مذاکرات کامیاب ہوں۔کراچی پولیس وین حملے کے بعد مذاکراتی کمیٹیوں کا اجلاس ہوا جس میں ثالثی کمیٹی کے سربراہ مولانا سمیع الحق، کمیٹی کے سرکردہ رکن و امیر جماعت اسلامی خیبر پی کے پروفیسر محمد ابراہیم، مولانا محمد یوسف شاہ، حکومتی کمیٹی کے ارکان عرفان صدیقی، رستم شاہ مہمند، رحیم اللہ یوسفزئی اور میجر (ر) محمد عامر نے شرکت کی۔حکومتی کمیٹی نے مطالبہ کیا کہ طالبان امن کے منافی کارروائیاں فوری بند کریں، طالبان کمیٹی نے کہا کہ پائیدار امن کیلئے حکومت بھی طاقت کا استعمال نہ کرے۔اجلاس کے بعد جاری مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ دونوں کمیٹیوں نے امن کے منافی سرگرمیوں پر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے قرار دیا کہ ایسے واقعات امن کوششوں پر انتہائی منفی اثرات ڈالیں گے۔حکومتی کمیٹی نے کراچی کے حالیہ واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے مؤقف ظاہر کیا کہ خلاف امن کارروائیوں سے امن مذاکرات جاری رکھنا مشکل

ہو جائیگا۔ طالبان سے فوری طور پر اس واضح اور دو ٹوک اعلان کیلئے کہا جائے کہ ہر قسم کی منافی امن کارروائیاں بلاتاخیر بند کی جا رہی ہیں اس اعلان پر مؤثر عملدرآمد کو بھی یقینی بنایا جائے۔ طالبان کمیٹی نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو بھی ایسی کوئی کارروائی نہ کرنے کا واضح اعلان کرنا چاہئے جس سے اشتعال پھیلے۔ پائیدار امن کیلئے ضروری ہے کہ کسی بھی طرف سے طاقت کا استعمال نہ کیا جائے۔ حکومتی کمیٹی نے اعادہ کیا کہ خلاف امن کارروائیوں کے مؤثر خاتمے کے فوراً بعد دیگر اعتماد سازی کے اقدامات پر پیشرفت ہو گی۔ مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ امن کے منافی سرگرمیوں پر دکھ اور افسوس ہے، حکومتی ٹیم نے کہا کہ امن کے خلاف کارروائیوں سے مذاکرات جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ اجلاس میں طالبان کی طرف سے کراچی میں پولیس بس پر کئے گئے حملے کے بعد پیدا ہونے والی نئی صورتحال کا جائزہ اور اس پر طالبان کمیٹی کا مؤقف لیا گیا طالبان کی رابطہ کار کمیٹی نے طالبان شوریٰ سے ہونے والی بات چیت پر حکومتی کمیٹی کو اعتماد میں لیا۔ حکومتی کمیٹی نے مؤقف اختیار کیا کہ خلاف امن کارروائیوں کے خاتمے کے بعد اعتماد سازی کے اقدامات پر بھی پیشرفت ہو گی۔اس اجلاس کے دوسرے روز لاہور میں جمعیت علماء اسلام (س) کی طرف سے امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق،امیر جماعت اسلامی سید منور حسین ، مولانا یوسف شاہ،پروفیسر ابراہیم، مولانا عاصم مخدوم، پیر محمد اکبر

ساقی نقشبندی و دیگر علماء کرام شریک ہوئے۔امن کنونشن میں ملک بھر کے جید علمائے کرام اور مشائخ عظام نے مذاکرات کی کامیابی کے لئے جنگ بندی پہلی شرط قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ طاقت کے استعمال سے گریز کیا جائے۔ گزشتہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے 15 برس سے پورا ملک آگ اور خون کی جنگ میں مبتلا ہے، پوری قوم اس آگ اور خون کے کھیل سے عاجز آ چکی ہے۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام مذاکراتی عمل کے لئے حکومت اور طالبان کمیٹی کے ارکان اور مولانا سمیع الحق کی کوششوں کی حمایت کا یقین دلاتے ہیں۔ اعلامئے میں کہا گیا ہے کہ طالبان پاکستانی قوم کے فرزند ہیں، قوم توقع رکھتی ہے کہ طالبان فوری طور پر ہمارے شانہ بشانہ امن و سلامتی، انسانیت، وطن کی خاطر ہمارے ساتھ چلیں اور ہتھیاروں کے بجائے امن کی زبان میں بات کریں۔ تاکہ ہم اپنے اسلامی ، قومی اور ملی مقاصد حاصل کر سکیں تاکہ پاکستان اور اسلام دشمن قوتیں ناکام ہو جائیں اور پاکستان اسلامی نفاذ کی اصل منزل کی جانب پر امن طور پر گامزن ہو سکے۔اعلامئے میں ملک کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے اس امید کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ اس معاملے میں حب الوطنی اور قومی وحدت کا مظاہرہ کرکے ملک میں فرقہ واریت اور علاقائی و لسانی ، داخلی وخارجی سازشوں کو ناکام بنادیں اور یک آواز ہو کر فریقین کو امن کے منافی سرگرمیوں کو روکنے پر مجبور کردیں۔
اعلامیے میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ تمام مقتدر ادارے ملک میں پیدا کردہ شورش کے اصل محرکات پر توجہ دیں۔ پارلیمنٹ کی مفتقہ

قراردادوں اور آل پارٹیز کانفرنس کی متفقہ سفارشات کے مطابق خارجہ اور داخلہ پالیسیوں پر نظرثانی کرے اور ملک کو اسلام دشمن قوتوں کی جنگ سے نکال لیں۔حکومت اور طالبان کی جانب سے قائم کی گئی مذاکراتی کمیٹیاں اب سیز فائر کا اعلان کریں کیونکہ پاک سرزمین پر بہت بے گناہوں کا خون بہہ چکا۔اب علماء کرام نے بھی قیام امن کے لئے مذاکرات کے لئے مولانا سمیع الحق کو امن کا سفیر قرار دے دیا ہے، مولانا سمیع الحق جنہیں پہلے ''فادر آف طالبان'' کہا جاتا تھا اب امن کے سفیر بن چکے ہیں انہیں طالبان کو اس بات پر راضی کرنا چاہئے کہ وہ سیز فائر کریں۔ملک بھر کے علماء کرام نے مولانا سمیع الحق پر اعتماد کیا اور قوم تو ان پر اعتماد کرتی ہی ہے دفاع پاکستان کونسل کے کامیاب ترین جلسے اس بات کی گواہی ہیں ۔قیام امن کے لئے شروع ہونے والے مذاکرات کو کسی بھی طرح ناکام نہیں ہونا چاہیے جو جتنا کردار ادا کر سکتا ہے کرے۔

سعودی ولی عہد کا دوسرا دورہ پاکستان

سعودی عرب پاکستان کا عظیم دوست ہے جس نے مشکل کی ہر گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ دونوں ممالک کے عوام بھی آپس میں گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ سعودی عرب اور پاکستان کے عوام یک جان دو قالب ہیں اور دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں۔ سعودی عرب کی حکومت، خادم حرمین شریفین عبداللہ بن عبدالعزیز اور سعودی عرب کی عوام نے ہمیشہ پاکستان کی بھرپور مدد کی ہے۔ سعودی ولی عہد کے حالیہ دورہ پاکستان سے دونوں ملکوں کے درمیان برادرانہ تعلقات اور دوستی کا رشتہ مزید مضبوط ہوگا۔ پاکستان اور اس کے عوام سعودی عرب کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وزیراعظم محمد نواز شریف بھی سعودی عرب کے ساتھ بہترین تعلقات کا اعتراف کرتے ہیں اور ان تعلقات کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے خواہاں ہیں۔ امید ہے آنے والے وقتوں میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان تعاون کا سلسلہ مزید مضبوط ہوگا۔ امت مسلمہ کو سعودی عرب پر فخر ہے کہ اس نے ہمیشہ علم و تربیت کے میدان میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ خادمین حرمین شریفین عبداللہ بن عبدالعزیز نے ہر مشکل کے موقع پر پاکستان اور اس کے عوام کی بھرپور مدد کی ہے۔ سعودی عرب آئندہ بھی پاکستان کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھے گا اور اس دورہ سے دونوں ملکوں کے درمیان برادرانہ تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا اور ہم مزید

شعبوں میں تعاون کو وسعت دیں گے۔ پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات مستقل نوعیت کے ہیں اور مستقبل میں یہ تعلقات مزید فروغ پائیں گے۔ سعودی ولی عہد، نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز السعود 3 روزہ سرکاری دورہ پر اسلام آباد پہنچ گئے ہیں، وزیراعظم میاں نواز شریف نے وفاقی کابینہ، چیئرمین جوائنٹ چیفس آف کمیٹی اور تینوں مسلح افواج کے سربراہان سمیت سعودی ولی عہد کا نور خان ایئر بیس چکلالہ پر پرتپاک استقبال کیا، اس موقع پر سعودی ولی عہد کو 19 توپوں کی سلامی دی گئی اور مسلح افواج کے چاق و چوبند دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا، اس دوران دونوں ملکوں کے ترانے بھی بجائے گئے۔ سعودی ولی عہد نے وفاقی کابینہ کے اراکین سے مصافحہ کیا اور وزیراعظم میاں نواز شریف نے اپنی کابینہ کے اراکین کا فرداً فرداً سعودی ولی عہد سے تعارف کرایا۔ شہزادہ سلمان بن عبدالعزیز السعود کا ولی عہد بننے کے بعد پاکستان کا یہ پہلا دورہ ہے اس سے قبل 1998 میں وہ پاکستان آئے تھے اور اس وقت وہ ریاض کے گورنر تھے۔ سعودی ولی عہد وزیر دفاع شہزادہ سلمان بن عبدالعزیز السعود کے اعزاز میں اتوار کو پنجاب ہاؤس میں پاکستان میں تعینات سعودی عرب کے سفیر نے عشائیہ دیا۔ اس موقع پر سعودی ولی عہد نے کہا کہ پاکستان ہمارا قریب ترین دوست و اتحادی ممالک میں شامل ہے وزیراعظم محمد نواز شریف، چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف، مسلح افواج کے سربراہان، سینیٹ میں قائد ایوان راجہ ظفرالحق، پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کے صدر

محمود خان اچکزئی، جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف وفاقی وزراء سرکردہ اداکین پارلیمنٹ سینیٹر پروفیسر ساجد میر سابق ڈپٹی چیئرمین سینیٹ جان محمد جمالی شالشی کمیٹی کے سربراہ مولانا سمیع الحق حکومتی کمیٹی کے اراکین عرفان صدیقی، رستم شاہ مہمند سمیت دیگر اہم شخصیات نے عشائیہ میں شرکت کی۔ سعودی ولی عہد کے دورہ پاکستان کے حوالے سے وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر پرویز رشید نے کہا کہ وہ قطعاً سابق فوجی صدر پرویز مشرف کے معاملے پر پاکستان نہیں آئے بلکہ دو طرفہ تعلقات و تعاون کے حوالے سے پاکستان کے دورے پر ہیں پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے سعودی ولی عہد و وزیر دفاع سے اسلام آباد میں وزیر دفاع خواجہ محمد آصف نے بھی اہم ملاقات کی دفاعی شعبے میں تعاون بالخصوص تربیت و دفاعی پیداوار کے منصوبوں پر تبدالہ خیال کیا گیا وزیر دفاع خواجہ محمد آصف نے کہا کہ پاکستان سعودی عرب کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے ولی عہد کے دورہ پاکستان کے نتیجے میں دو طرفہ تعلقات کو نئی جہد ملے گی۔ دفاعی پیداوار کے منصوبوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے بھی یہ دورہ معاون ثابت ہوگا امت مسلمہ میں سعودی عرب کی انتہائی اہمیت ہے وقت کے ساتھ پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات مضبوط ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے سعودی ولی عہد نے کہا ہے ضرورت پڑنے پر اپنے پاکستانی بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہونگے۔ سعودی عرب پاکستان کو خوشحال دیکھنے کا خواہش مند ہے سپیکر قومی

اسمبلی سردار ایاز صادق نے کہا کہ پاکستان اور سعودی عرب باہمی دوروں سے تعلقات کو وسعت ملے گی سپیکر نے دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات مزید تقویت دینے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ سعودی عرب کے ولی عہد و وزیر دفاع شہزادہ سلمان بن عبدالعزیز السعود اور سپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق کے درمیان اسلام آباد میں اہم ملاقات ہوئی۔ سیاسی تعلقات اور عوامی رابطوں کے فروغ اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا گیا دونوں طرف سے نیک خواہشات اور خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے دونوں برادر اسلامی ممالک کے باہمی دلچسپی کے امور پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا اور اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ پہلے سے موجود تعلقات کو مزید بہتر اور مضبوط بنایا جائے گا اور عوامی رابطوں کو فروغ دیا جائے گا۔ پاکستان اور سعودی عرب کے دیرینہ برادرانہ تعلقات کا حوالہ دیتے ہوئے سردار ایاز صادق نے کہا کہ دونوں ملک مذہب اور ثقافت کے اٹوٹ بندھن سے جڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان تمام تر قدرتی آفات اور مشکل ترین حالات میں سعودی عرب کی برموقت امداد کرنے کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ انہوں نے دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات مزید تقویت دینے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ جاری اعلامیہ کے مطابق سعودی ولی عہد نے پاک سعودی تعلقات کو تاریخی اور منفرد قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان ہمارا سب سے قریب ترین دوست اور حلیف ہے۔ دوطرفہ تعلقات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید مستحکم ہونگے جس سے دونوں اقوام کو خاطر خواہ فائدہ ہو

گا۔ سعودی عرب پاکستان کو خوشحال ،توانا اور معاشی میدان میں متحرک دیکھنے کا خواہش مند ہے انہوں نے اس عزم کو دہراتے ہوئے کہا کہ وہ ضرورت پڑنے پر اپنے پاکستانی بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو نگے۔ سعودی ولی عہد شہزادہ سلمان بن عبدالعزیز نے صدر ممنون حسین سے ملاقات کی۔ملاقات میں دو طرفہ اور باہمی دلچسپی کے امور پر تفصیلی بات چیت کی گئی۔اس موقع پر صدر مملکت نے کہا کہ پاکستان کی حکومت سعودی عرب کے ساتھ جامع اسٹریٹجک تعاون کو مزید مستحکم بنانا چاہتی ہے۔ سعودی شہزادے اور وفد کی صدر ملاقات کے بعد ایوان صدر میں عشائیے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں وفاقی کابینہ کے وزراء دیگر اہم رہنماں نے بھی شرکت کی۔ پاکستان نے سعودی عرب کو دفاعی پیداوار کے مشترکہ منصوبوں کی پیشکش کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشترکہ دفاعی پیداوار سے نہ صرف دونوں ملک ہتھیاروں کی تیاری میں خود کفیل ہو سکتے ہیں بلکہ یہ ہتھیار عالمی منڈی میں فروخت کیلئے بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔ سعودی عرب کے افسروں کو پاکستان میں تربیت فراہم کرنا ہمارے لئے مقدس فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب نے دفاع و دفاعی پیداوار میں پاکستان کی صلاحیتوں کی تعریف کی۔ وزیر دفاع خواجہ آصف نے کہا کہ ان کی رائے میں پاکستان اور سعودی عرب کو دفاعی پیداوار کے شعبہ میں لازماً مشترکہ منصوبے شروع کرنے چاہئیں۔ ان منصوبوں کے ذریعے تیار کردہ ہتھیار و دفاعی آلات کے ذریعہ دونوں ملک خود کفیل ہو سکتے ہیں بلکہ انہیں عالمی منڈی میں فروخت کیلئے بھی پیش کیا جا

سکتا ہے۔ سعودی عرب پاکستان کی دفاعی صنعت کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وہ دفاعی پیداوار کے شعبے میں تعاون بڑھانے کا خواہاں ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب دونوں کا دفاع یکساں ہے۔ سعودی عرب کو دنیا بھر کے مسلمان خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔ ہمیں امید ہے اس دورے سے یہ تعلقات بڑھیں گے۔

''فسادات، بھارت کے ماتھے پر بدترین'' کلنک

ہندوستانی تاریخ، آزادی، سیاست اور ہندوستانی معاشرے پر بات ہو اور 'فساد' کی بات نہ ہو، تو بات ادھوری رہ جائے گی۔ 1947 میں برصغیر کی تقسیم کے دوران پاکستان اور بھارت کی سرحد کے قریب فسادات میں پانچ لاکھ کے قریب افراد جاں بحق ہوئے۔ لیکن ایک سال بعد 1948 میں ہزاروں مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ کچھ کو صفوں میں کھڑا کر کے بھارتی فوجیوں نے فائرنگ کر کے مار ڈالا۔ تاہم حکومت کی جانب سے اس واقعے کی تحقیقات کی رپورٹ کبھی منظر عام پر نہیں لائی گئی، یہ قتل عام بھارت کے وسط میں واقع ریاست حیدرآباد میں ہوا۔ تقسیم ہند پر تمام ریاستیں بھارت کا حصہ بننے پر تیار تھیں لیکن حیدرآباد کے نظام کا کہنا تھا کہ وہ خود مختار ہی رہیں گے۔ ہندو اکثریت کی بھارتی حکومت کو یہ بات پسند نہ آئی، ستمبر 1948 میں اس وقت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے فوج کو حیدرآباد میں داخل ہونے کے احکامات جاری کیے۔ فوج نے ظالمانہ کارروائی کرتے ہوئے مسلمانوں کی دکانیں، مکانوں کو لوٹنے اور تباہ کرنے میں ہندوؤں کی حوصلہ افزائی کی، کئی موقعوں پر فوج نے خود مسلمانوں کو قتل کیا، کئی دیہات اور قصبوں میں بھارتی سکیورٹی فورسز نے مسلمان مردوں کو گھروں سے نکالا اور اوران کو قتل کیا، اس قتل عام کی تحقیقات پر سندر لال کمیشن بنایا گیا جس کے

مطابق 40 ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ ہندوستان میں فسادات کا یہ سلسلہ رکا نہیں بلکہ چلتا رہا۔ آزادی کے بعد ہزاروں فسادات ہوئے جن میں لاکھوں افراد مارے گئے ہندوستان میں کچھ دنوں سے یہ بحث چل رہی ہے کہ سنہ 1984 میں دو دن کے اندر تقریباً چار ہزار سکھوں کے قتلِ عام کے لیے راہل گاندھی کو معافی مانگنی چاہیے یا نہیں۔ یہ بحث اس وقت شروع ہوئی جب ایک ٹی وی انٹرویو کے دوران راہل گاندھی سے دہلی کے قتلِ عام کے بارے میں اس وقت کی کانگریس حکومت کی ذمے داروں کے بارے میں پوچھا گیا۔ راہل گاندھی نے جواب دیا کہ وہ اس وقت بہت چھوٹے تھے۔ اس سے پہلے گجرات کے وزیرِاعلیٰ نریندر مودی سے ان کے مخالفین یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ وہ گجرات کے سنہ 2002 کے فسادات میں ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کی ہلاکت کے لیے مسلمانوں سے معافی مانگیں۔ بھارت میں فسادات یا تو انتظامی نااہلی کے سبب ہوتے ہیں یا پھر حکومت کی پشت پناہی سے اس لیے فسادیوں کے خلاف عموماً کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔ ہزاروں انسانوں کے قاتل سیاسی تحفظ اور پشت پناہی کے ساتھ بے خوف و خطر گھوم رہے ہیں۔ فسادات میں بڑا نقصان ہمیشہ مذہبی اقلیتوں کا ہی ہوتا رہا ہے۔ گجرات کے فسادات بھارت کی تاریخ میں پہلے ایسے فسادات تھے جن کی جیتی جاگتی خوفناک تصاویر لوگوں نے ٹیلی ویژن کے توسط سے پہلی بار براہِ راست دیکھیں۔ سنہ 1984 کے سکھ مخالف فسادات اس سے کہیں بڑے پیمانے پر ہوئے تھے اور فسادیوں نے انسانیت کے خلاف جرائم کی نئی تاریخ لکھی تھی لیکن چار ہزار انسانوں کے قتل

اور دس ہزار سے زیادہ انسانوں کو مجروح کرنے کے جرم کی پاداش میں شاید دس افراد کو بھی سزا نہیں ہوئی۔ گجرات میں بھی یہی صورت حال تھی۔ متاثرین نے حقوقِ انسانی کی تنظیموں کی مدد سے رپورٹس درج کرائیں لیکن پولیس نے اس طرح ان معاملوں کی تفتیش کی کہ ایک کے بعد ایک سارے کیس ڈھے گئے۔ بالآخر سپریم کورٹ کی مداخلت سے اس کے مقررہ افسروں نے دوبارہ جانچ کی اور مقدمات میں اب تک سینکڑوں قصورواروں کو سزائیں مل چکی ہیں۔ ان میں مودی کی ایک خاتون وزیر بھی شامل ہیں۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد سنہ 1992 - 93 میں ملک کے کئی شہروں میں فسادات ہوئے تھے۔ سب سے بڑا فساد ممبئی میں ہوا جس میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان مارے گئے تھے۔ سری کرشنا کمیشن نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں اہم قصورواروں کی شناخت کی تھی لیکن ایک ہزار سے زیادہ انسانوں کے قتل کے لیے ایک بھی شخص کو سزا نہ دی جا سکی۔ سیکیولر لالو یادو سنہ 1989 کے بھاگلپور کے فسادات کے بعد اقتدار میں آئے تھے لیکن انھوں نے 15 برس کے اپنے دورِ اقتدار میں متاثرین کے لیے کچھ نہ کیا۔ نتیش کی حکومت بننے کے بعد مقدمہ چلا اور کئی افراد کو عمر قید کی سزا ہوئی اور متاثرین کو معاوضہ ملا۔ ملائم سنگھ یادو نے میرٹھ کے مالیانہ اور ہاشم پورہ محلے کے تقریباً مسلمانوں کا قتل کرنے والے نیم فوجی فورس پی اے سی کے اہل کاروں کو نہ صرف 50 یہ کہ بحال کیا بلکہ ان میں سے کئی کو ترقی بھی دی۔ ملائم کی حکومت قصور وار اہل کاروں کے خلاف مقدمے چلانے میں بھی کوئی دلچسپی نہیں لے رہی ہے یہ

مقدمہ کئی دہائی سے سماعت کے بغیر پڑا ہوا ہے۔ بھارت میں مقیم مسلمانوں کے خلاف بھارتی قانون نافذ کرنے والے اداروں کے امتیازی اور متعصبانہ سلوک کے باعث ہونے والے فسادات اس اعتبار سے افسوس ناک ہی ہیں کہ ان میں ہمیشہ انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ماضی میں احمد آباد، بڑودہ اور گزشتہ برسوں میں گجرات اور سمجھوتہ ایکسپریس کے اندوہ ناک سانحے ہندو مسلم فسادات کی تاریخ کا درد انگیز باب ہیں جن کا اعادہ نہیں ہونا چاہیے۔ بھارت میں گزشتہ دس سالوں کے دوران فرقہ وارانہ فسادات میں 2500 سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔ایک رپورٹ کے مطابق بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات کے 8473 واقعات ہوئے جن میں 26 ہزار سے زائد افراد زخمی بھی ہوئے۔ ہلاکتوں کی سب سے زیادہ تعداد 2002 میں تھی جب گودھرا ریل واقعہ کے نتیجے میں گجرات میں 722 واقعات میں 1130 افراد ہلاک اور 4375 زخمی ہوئے تھے۔ گجرات کے سنہ 1984 کے فسادات کے لیے معافی مانگنے کی سیاست کے درمیان کوئی یہ نہیں مطالبہ کر رہا ہے کہ مظفر نگر کے فسادات کے مجرموں کو گرفتار کیا جائے اور انھیں سخت ترین سزائیں دی جائیں کیونکہ یہ نہ کسی کا ایجنڈہ ہے اور نہ ہی کسی کو اس میں دلچسپی ہے۔اس کی جگہ سیاسی جماعتیں عوامی تقریبات میں اپنے ان رہنماؤں کی عزت افزائی کر رہی ہیں جن پر فسادات برپا کرنے کا الزام ہے۔ دو چار دن کی حراست کے بعد سبھی آزاد ہیں۔ حکمران کانگریس نے دس برس قبل اپنے انتخابی منشور میں مذہبی فسادات پر قابو پانے اور متاثرین کی موثر مدد کے لیے ایک

قانون بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ 10 برس کے بعد جب حکومت ختم ہونے کے قریب ہے اور پارلیمان کا اجلاس ختم ہونے کو ہے تو کانگریس نے پچھلے دنوں ایک بل پیش کیا۔ بل میں بہت ساری خامیاں تھیں جو بحث کے بعد آسانی سے دور کی جا سکتی تھیں لیکن سبھی جماعتوں نے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اسے مسترد کر دیا۔ مذہبی فسادات بھارت کی رنگ برنگی جمہوریت کا بدترین کلنک ہیں۔ پچھلے 30 برس سے ہزاروں قاتل سیاسی پشت پناہی، تحفظ اور قانون سے ماورا ملک کے مختلف علاقوں میں بے خوف خطر سرگرم ہیں اور انھیں پھر کسی مظفر نگر کی تلاش ہے۔ اقوام متحدہ و دیگر عالمی اداروں کو بھارت میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ مسلم حکمرانوں کو بھی بھارت میں مقیم مسلمانوں کی حمایت میں آواز بلند کرنی چاہئے ایک طرف بھارتی افواج کشمیر میں مسلمانوں پر مظالم کر رہی ہے تو دوسری طرف انڈیا میں بھی کلمہ پڑھنے والے محفوظ نہیں۔ عالمی برادری کی اس معاملہ پر خاموشی افسوسناک ہے۔

''حقائق نامہ ''ق'' بمقابلہ ''ن

پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے، گزشتہ پانچ سال بھی ''ن'' ہی برسر اقتدار رہی جبکہ اسے قبل مسلم لیگ (ق) کے چوہدری پرویز الٰہی بھی پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ مسلم لیگ (ق) کے دور حکومت میں بھی پنجاب میں ترقیاتی کام ہوئے لیکن مسلم لیگ (ن) کی حکومت بھی ترقیاتی کاموں سے پیچھے نہیں رہی، دوسری طرف پنجاب حکومت نے عوامی و فلاحی پروجیکٹس ہر بھی کام کیا۔ طلباء وطالبات کو میرٹ پر لیپ ٹاپ ڈیئے گئے، سولر انرجی تقسیم کی گئیں، ذہین و پوزیشن ہولڈر طلباء و طالبات کو بیرون ممالک بھیجا گیا، میٹرو بس سروس شہباز شریف حکومت کا بہت بڑا منصوبہ ہے جس سے لاہور کے لوگ مستفید ہو رہے ہیں، اسی حکومت نے یوتھ فیسیٹیول بھی کروائے اور متعدد عالمی ریکارڈ بنائے، پیلی ٹیکسی سکیم، سستی روٹی بھی غریب عوام کے لئے منصوبے قابل تعریف تھے۔ پنجاب میں ڈینگی آیا تو چھوٹے میاں صاحب نے پنجاب کی ساری انتظامیہ کو ڈینگی مارنے پر لگا دیا، اور ڈینگی کے خاتمے کے لئے جس طرح مہم چلائی گئی، لوگوں میں شعور بیدار کیا قابل تحسین تھا۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت پنجاب میں عوام کو ریلیف تو دے رہی ہے، اس میں کوئی شک نہیں لیکن پنجاب کے تمام اضلاع میں ریلیف نہیں مل رہا، اراکین اسمبلی کے چہیتے حکومتی سکیموں سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں جبکہ غریب صرف دیکھتا ہی رہتا

ہے۔ گزشتہ دنوں پاکستان مسلم لیگ (ق) پنجاب نے ایک تحقیقاتی پیپر جاری کیا ہے جس میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے کچھ سوال بھی کئے گئے ہیں اور انکے منصوبوں پر بھی رپورٹ دی گئی ہے۔ تحقیقاتی پیپر میں کہاگیا ہے کہ نندی پور پاور پراجیکٹ بروقت مکمل نہ ہونے پر خزانے کو 27 ارب روپے پہنچنے والے نقصان پر میاں شہباز شریف کا دکھ بجا لیکن ان کے اپنے ہاتھوں نامکمل منصوبوں کے باعث پنجاب کے خزانے کو پہنچنے والے اربوں روپے کے نقصان کا وہ کس کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے؟ چوہدری پرویز الٰہی کے دور حکومت کے آخری سال (2007) مفاد عامہ کے درجنوں منصوبہ جات جن کی تعمیر 90 فیصد سے زائد مکمل ہوچکی تھی اور وہ تمام منصوبہ جات مسلسل چھ سال سے ٹھپ ہیں اس سے نا صرف صوبہ کے کروڑوں عوام ثمرات سے محروم چلے آرہے ہیں بلکہ تعمیراتی لاگت میں بھی 100 فیصد سے زائد کا اضافہ ہوچکا ہے اور خزانے پر اربوں روپے کا اضافی بوجھ پڑ چکا ہے۔ منصوبہ جات کی تکمیل میں تاخیر کے باعث اب تک پنجاب کے خزانے پر 30 ارب روپے سے زائد کا بوجھ پڑ چکا ہے۔ چودھری پرویز الٰہی کے وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال کے منصوبہ نے 2008 میں فنکشنل ہونا تھا مگر بقیہ 10 فیصد کام 6 سال بعد بھی نامکمل ہے۔ حکومت کی لاپروائی کے باعث قیمتی مشینری چوری ہوچکی ہے اور تخمینہ لاگت میں ایک ارب اضافہ ہوچکا ہے اس نقصان کا ذمہ دار کون؟ چودھری پرویز الٰہی نے مری بلک واٹر سپلائی کا منصوبہ شروع کروایا جس پر ڈیڑھ ارب خرچ ہوئے، منصوبہ کی مجموعی لاگت ساڑھے تین ارب تھی یہ منصوبہ چھ سال سے

بند ہے اب اس کا تخمینہ لاگت بڑھ کر 7 ارب ہوچکا ہے نقصان کا ذمہ دار کون ؟
اراکین صوبائی اسمبلی ، پارلیمانی سیکرٹریوں اور محکمانہ سیکرٹریوں کو عوام کی سہولت اور سرخ فیتہ کلچر کی حوصلہ شکنی کیلئے ایک ہی چھت کے نیچے بٹھانے کیلئے چودھری پرویز الٰہی نے پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کی تعمیر شروع کروائی جس کا 80 فیصد کام 2007 تک مکمل ہوچکا تھا۔ضروری مشینری بھی منگوالی گئی تھی مگر یہ منصوبہ بھی 6 سال سے جوں کا توں ٹھپ پڑا ہے۔تاخیر کے باعث تخمینہ لاگت میں 3 ارب اضافہ ہوچکا ہے۔اس نقصان کا ذمہ دار کون؟ چودھری پرویز الٰہی کے دور کے آخری سال 2007 تک صوبہ بھر میں 42 کالج تعمیر کیے گئے جنھیں 6 سال بعد بھی سٹاف اور فرنیچر فراہم نہیں کیا گیا ان 42 کالجز کو فنکشنل کرنے کیلئے مزید 3 ارب کے فنڈز درکار ہیں اس نقصانکا ذمہ دار کون ؟ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج نے 2 ارب روپے کی لاگت سے 2009 میں مکمل ہونا تھا جو تاحال نامکمل ہے تاخیر کے باعث تخمینہ لاگت میں 2 ارب کا اضافہ ہوگیا اس نقصان کا ذمہ دار کون؟ منسٹر بلاک بھی عوام کی سہولت اور سرکاری امور کی برق رفتار انجام دہی کیلئے جدید سہولتوں کے ساتھ تعمیر کروایا گیا جس کا محض 10 فیصد کام باقی تھا تاخیر کے باعث مزید اڑھائی ارب درکار ہیں ۔اس نقصان کا ذمہ دار کون؟۔آئی ٹی ٹاور کا 95 فیصد تعمیراتی کام 2007 میں مکمل ہوگیا تھا جسے شہباز حکومت نے 2008 میں برسراقتدار آتے ہی بند کردیا بعد ازاں اسی چینی کمپنی کو 35 کروڑ روپے جرمانہ ادا کرکے کام دوبارہ شروع

کروایا گیا اور تاخیر کے باعث 50 کروڑ اضافی خرچ ہوئے اس 90 کروڑ روپے کے اضافی نقصان کا ذمہ دار کون ؟ میو ہسپتال سرجیکل ٹاور کا 50 فیصد کام چودھری پرویز الٰہی کے دور حکومت میں مکمل ہوگیا تھا منصوبہ ختم کرنے کے باعث کروڑوں روپیہ ضائع ہوگیااس نقصان کا ذمہ دار کون ؟۔فیصل آباد کے برن یونٹ، بہاولپور کارڈیالوجی سینٹر، اور کڈنی سینٹر کے منصوبے 2009 میں مکمل ہونے تھے 6 سال سے منصوبے بند ہونے سے ان کی تعمیراتی لاگت میں 2 ارب کا اضافہ ہوچکا ہے۔اس نقصان کا ذمہ دار کون ؟چودھری پرویز الٰہی کے لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزیشن منصوبہ نے 31 مارچ 2012 میں مکمل ہونا تھا 6 سال کی تاخیر کے باعث اس کے تخمینہ لاگت میں 6 ارب روپے کا اضافہ ہوچکا ہے اس نقصان کا ذمہ دار کون؟ تحقیقاتی پیپر میں مزید بتایا گیا ہے کہ چودھری پرویز الٰہی دور کے بین الاضلاعی سڑکوں کے منصوبے، سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، سیرت اکیڈمی، انڈسٹریل اسٹیٹ کے منصوبے نامکمل چھوڑ دیئے جانے کے باعث خزانے کو اربوں روپے کے پہنچنے والے نقصان کی تفصیل علاوہ ہے۔ مسلم لیگ ق) کا دعویٰ ہے کہ مسلسل 6 سال سے پنجاب پر برسراقتدار جماعت کے عرصہ اقتدار) میں مہنگائی، بے روزگاری، بجلی، گیس کی لوڈ شیڈنگ، لاقانونیت، ناکام منصوبے دینے، کھوکھلے ''ایم او یوز'' سائن کرنے اور جھوٹے وعدے کرنے کے حوالے سے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹے، بالخصوص اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں 100 سے 150 فیصد تک اضافہ ہوا، بجلی، گیس کی فراہمی کے حوالے سے پنجاب کے عوام

اور صنعتی شعبہ کے ساتھ امتیازی سلوک برتا گیا ماضی میں احتجاجی مظاہروں کی سرکاری سرپرستی کرنے والی پنجاب حکومت آج خاموش تماشائی ہے، تاریخ میں پہلی بار سرکاری ہسپتالوں میں جعلی ادویات استعمال کروائی گئیں اور 150 سے زائد مریض جاں بحق ہوئے انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بننے والے عناصر کو سزائیں دلوائی جا سکیں اور نہ ہی معاوضہ، حکومت عوام کے جان و مال کے تحفظ اور لاء اینڈ آرڈر میں بہتری لانے میں بری طرح ناکام رہی، صوبہ میں صرف 6 ماہ میں ساڑھے تین لاکھ سنگین جرائم ہوئے 5 ہزار قتل، 12 ہزار 8 سو 62 اغواء اور اغواء برائے تاوان کی وارداتیں ہوئیں حکومت کی نااہلی کے باعث اغواء برائے تاوان اور بھتہ خوری کا جرم عام ہوا، 31 ہزار ڈکیتیاں شہری خونی ڈکیتیوں کے دوران جاں بحق ہوئے، خواتین سے زیادتی اور اجتماعی 220 زیادتی کے 25 سو واقعات کے ساتھ پنجاب خواتین کے خلاف جرائم میں چھٹے سال بھی نمبر ون صوبہ رہا، کمسن بچی سنبل کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کے ملزم کو وزیراعظم اور وزیراعلیٰ بار بار کی یقین دہانیوں کے باوجود لواحقین کو انصاف نہ دلوا سکے، 31 ہزار ڈکیتی کی وارداتیں ہوئیں اصل وارداتیں ان اعداد و شمار سے 2 گنا زیادہ ہیں کیونکہ کا اندراج نہ کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی ہے، 13 مئی FIR جرائم کو کنٹرول کرنے کیلئے ء کے بعد عوامی شکایات اور انارکی میں ریکارڈ اضافہ ہوا پنجاب میں سرکاری 2013 محکموں کی زیادتیوں کا شکار افراد نے صوبہ کے مختلف مقامات پر 13 ہزار 6 سو احتجاجی مظاہرے کیے صوبائی محتسب

کو 20 ہزار شکایات موصول ہوئیں جو گزشتہ سال کی نسبت 7 ہزار زائد ہیں، نواز لیگ نے انتخابی مہم کے دوران عوام سے جتنے بھی وعدے کیے تھے ان میں سے کسی ایک کا پورا ہونا درکنار عمل کے حوالے سے پیش رفت تک نہ کر سکی بالخصوص بجلی، گیس کی لوڈ شیڈنگ میں کمی لانے کی بجائے اس کی پالیسیاں اضافہ کا سبب بنیں، تاریخ میں پہلی بار سٹیشنز طویل ترین دورانیہ کیلئے 100 فیصد بند کیے گئے، پنجاب میں CNG پنجاب میں خسرہ سے 6 سو بچے جاں بحق اور ڈینگی سے 55 ہزار زائد متاثر ہوئے، 40 فیصد سے زائد سرکاری سکول اساتذہ اور بنیادی سہولتوں سے محروم رہے پنجاب حکومت مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی کیلئے قانون سازی میں ناکام رہی، بلٹ پروف گاڑیاں بیچنے کے اعلانات کرنے والوں نے انہیں آج بھی زیر استعمال رکھا ہوا ہے، 8 کلب کو آئی ٹی یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا وعدہ چھٹے سال بعد بھی پورا نہ ہو سکا، پنجاب حکومت کی بجلی چوری کے خلاف مہم بھی بااثر حکومتی افراد کے ملوث پائے جانے کے بعد روک دی گئی، انتخابات سے پہلے قوم کو اس تاثر کے ساتھ گمراہ کیا گیا کہ ن لیگ کی قیادت تجربہ کار اور حالات سے سبق سیکھ چکی ہے مگر ابتدائی 6 ماہ میں ہی ماضی کی ناکام گورننس کو دہرا کر ملک کو پھر 90 کی دہائی میں دھکیل دیا گیا اور ملک کو ایشیاء کا اقتصادی ٹائیگر بنانے کے دعویداروں نے اسے ایشیاء کا مقروض ترین ملک بنا دیا۔اس حقائق نامہ میں کتنی حقیقت ہے اس کا فیصلہ عوام خود کریں، حکومت نے تو اس پر کوئی جواب نہیں دیا۔

بھارتی" دہشت گردی عیاں"

حکومت پاکستان نے پڑوسی ملک بھارت سے ایک طرف بجلی خریدنے کا اصولی فیصلہ کر لیا تو دوسری طرف قومی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے داخلہ میں اس بات کا بھی اعتراف کر لیا گیا ہے کہ بلوچستان ،آزاد کشمیر و دیگر علاقوں میں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت ملوث ہے، گزشتہ سال کے آخر میں وزیر اعظم نواز شریف نے دورہ امریکا کے دوران بلوچستان میں بھارتی مداخلت کے معاملے پر من موہن سنگھ سے بات کی تھی اور بلوچستان میں بیرونی مداخلت کے ثبوت دیئے،ماضی میں پیپلز پارٹی کی حکومت میں اس وقت کے وزیر داخلہ رحمان ملک نے بھی متعدد بار اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ بلوچستان و ملک میں دیگر ہونے والی دہشت گردی میں بھارت ملوث ہے۔ملک میں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے کے شواہد پیپلز پارٹی کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے بھی بھارتی وزیر اعظم کے ساتھ ایک ملاقات میں انہیں فراہم کئے تھے جس پر بھارتی وزیر اعظم کا کہنا تھا کہ وہ ان کا جائزہ لیں گے لیکن صورتحال بدستور اب بھی ویسی ہی ہے۔ بھارت مسلسل پاکستان کے خلاف مختلف محاذوں پر کام کر رہا ہے اس نے پاکستان کی طرف آنے والے دریاؤں پر لاتعداد ڈیم بنا پانی کو متاثر کیا ہے اور سندھ طاس معاہدے کی صریحاً خلاف ورزی کی جبکہ

افغانستان کے ذریعے اس نے بعض دہشت گرد گروپوں کی مدد کرکے ہماری سلامتی کے مخالف عناصر کو بالواسطہ مدد کی کوششیں شروع کردی ہیں۔ چند دن قبل وزیر اعظم پاکستان کے بھائی اور وزیر اعلیٰ پنجاب جنہوں نے گزشتہ ماہ بھارت کا دوری بھی کیا تھا انہوں نے غیر ملکی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ بلوچستان میں دہشت گردی بھارت کرارہا ہے ہمارے پاس اس کے ٹھوس شواہد موجود ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس امر پر زور دیا کہ معاشی سیکورٹی ہی سرحدی سیکورٹی کا باعث ہے جب تک آپ کے پاس معاشی سیکورٹی نہیں ہو گی اس وقت تک آپ عمومی سیکورٹی بھی حاصل نہیں کر سکتے انڈیا کے سخت گروہ امن کوششوں کے مخالف ہیں جس میں دائیں بازو کی ہندو قوم پرست جماعت راشٹریہ سیوک سنگھ بھی شامل ہے۔ قومی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے داخلہ میں 'ملک میں دہشت گردوں کی موجودگی کے حوالہ سے رپورٹ پیش کی گئی ہے جس میں کہا گیا کہ اسلام آباد انتہائی خطرناک شہر ہے' وزارت داخلہ نے اسلام آباد میں القاعدہ، طالبان اور لشکر جھنگوی کی موجودگی کا انکشاف کیا ہے جبکہ پنجاب اور سندھ کو بھی ان دہشت گرد تنظیموں سے خطرات لاحق ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اسلام آباد میں القاعدہ، تحریک طالبان اور لشکر جھنگوی کے سلیپر سیل موجود ہیں جو دارالحکومت کے لئے خطرہ بن چکے ہیں اور اشارہ ملنے پر وہ کسی بھی وقت متحرک ہو سکتے ہیں۔ پاکستان میں مغربی اور مشرقی سرحدوں سے اسلحہ اور دہشت گرد داخل ہو رہے ہیں جبکہ سرحد پار دہشت گرد بھی متحرک ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا

ہے کہ کم از کم بلوچستان اور آزاد کشمیر میں بھارت دہشت گردی کروا رہا ہے۔ بلوچستان میں لشکر جھنگوی اور کچھ قوم پرست تنظیمیں دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث ہیں۔ پنجاب کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہاں کچھ کالعدم تنظیموں کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ گلگت بلتستان کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہاں لشکر جھنگوی کے سلیپر سیل موجود ہیں۔ وزارت داخلہ کے حکام نے انکشاف کیا ہے کہ بھارت نے کشمیر کا بدلہ لینے کیلئے افغانستان کے ذریعے پاکستان کے خلاف سرد جنگ شروع کر رکھی ہے۔ بلوچستان میں غیر ملکی ایجنسیاں دہشت گردوں اور متحارب گروپوں کو فنڈز فراہم کر رہی ہیں۔ بھارتی خفیہ ایجنسی را، اسرائیلی خفیہ موساد اور افغان خفیہ ایجنسی این ڈی ایس پاکستان کے مختلف علاقوں میں دہشت گردی میں مصروف ہیں' بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' کی بڑھتی ہوئی پاکستان مخالف سرگرمیوں اور دہشت گردوں کی مالی معاونت نے حساس اداروں کو مزید چوکنا کر دیا ہے۔ بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کی مدد کے ساتھ ساتھ کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کی کارروائیوں میں ''را' کے ملوث ہونے کے ثبوت بھی پاکستانی اداروں نے حاصل کر لئے ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق ''را'' اورافغان انٹیلی جنس ایجنسی این ڈی ایس بلوچستان میں علیحدگی پسند جماعتوں بی ایل اے، بلوچ ریپبلکن آرمی اور بی ایل ایف کی نہ صرف مالی مدد کر رہی ہیں بلکہ کابل، نمروز اور قندھار میں قائم ٹریننگ کیمپوں سے دہشت گردوں کو خصوصی تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ افغانستان میں موجود ''را'' کے حکام ان دہشت گردوں

کو افغانستان سے بھارت، متحدہ عرب امارات اور یورپی ممالک بھجوانے کے لئے جعلی دستاویزات بنوانے میں بھی پیش پیش ہیں۔ بھارت اسلام اور پاکستان کا ازلی دشمن ہے قیام پاکستان کے دوران ہجرت کرنیوالوں کا قتل عام ہو یا پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے کا واقعہ بابری مسجد کی شہادت ہو یا کشمیر میں ظلم وستم اور کشمیریوں کی نسل کشی سمجھوتہ ایکسپریس پر حملہ اور ہندوستان کے اندر مسلمانوں پر وحشیانہ ظلم وستم جیسے لاء تعداد واقعات کھلی کتاب کی طرح بھارت کی مکروہ اور گھناؤنی ذہنیت کی عکاسی ہے بھارت سے دوستی کسی صورت قبول نہیں۔ایک طرف بھارت کی ملک میں ہونے والی دہشت گردی کو تسلیم کرنا اور پھر دوستی کا ہاتھ بھی بڑھانا سمجھ سے بالاتر ہے۔ تجارت کبھی ثقافتی تحائفوں اور کبھی بیک ڈور ڈپلومیسی اور کبھی وینروں میں نرمی کرکے دوستی، بڑھانے کے حربے اختیار کیے جارہے ہیں جبکہ ہندوستان کی دہشتگرد قوم پرست تنظیمیں بھارت کے اندر اور کشمیر، بلوچستان اور کراچی کے اندر دہشتگردانہ کارروائیاں کررہی ہیں لیکن صد افسوس کہ ہمارا حکمران پھر بھی بھارت سے بجلی خریدنے کے اصولی فیصلے کررہے ہیں جو کسی صورت قبل نہیں۔ مسئلہ کشمیر حل کیے بغیر بھارت سے یکطرفہ دوستی اور بجلی خریدنے کی باتیں شہداء کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہیں۔

پاکستان میں بھارت وامریکا کی مداخلت خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کے اجلاس میں بھارتی دہشت گردی ثابت ہونے کے بعد حکومت کی آنکھیں کھل جانی چاہیے۔ پچھلے ایک سال میں

بھارت سے تجارت سے پاکستان کو اربوں روپے مالیت کا نقصان ہوا ہے۔ چند مفاد پرستوں کے علاوہ تاجروں سمیت قوم کا ہر طبقہ بھارت سے یکطرفہ دوستی اور تجارت کے خلاف ہے۔حکومت پاکستان کو محض بھارت و امریکہ کی خوشنودی کیلئے اس قسم کے فیصلے نہیں کرنے چاہئیں۔حکومت کو بھارتی دہشت گردی کو دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا چاہئے،انڈیا ہر معاملے میں پاکستان کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کرتا ہے تو پاکستان اس کے مقابلے میں خاموش کیوں ہو جاتا ہے؟حالانکہ بھارتی دہشت گردی کی وجہ سے وطن عزیز کو بہت نقصان ہوا ہے۔اب یکطرفہ دوستی نہیں چلنی چاہئے بلکہ معاملات کو واضح کرنا چاہئے۔

بھارتی جیلوں سے پاکستانیوں کی لاشیں، لمحہ فکریہ

پاکستان اور بھارت کے مابین ہر سال جنوری کے مہینے میں دونوں ممالک میں قید اپنے اپنے باشندوں کی فہرستوں کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔ سال 2014 کی فہرست کے مطابق بھارتی جیلوں میں اس وقت بھی 396 پاکستانی قیدی موجود ہیں۔ جس میں سے 257 عام شہری جبکہ 139 ماہی گیر شامل ہیں، دوسری جانب پاکستانی جیلوں میں اس وقت 281 بھارتی قید ہیں جن میں 49 عام شہری اور 232 ماہی گیر شامل ہیں۔ بھارتی جیلوں میں پاکستانی قیدیوں پر مظالم، تشدد کوئی نئی بات نہیں، دو روز قبل بھارتی جیل میں ایک اور پاکستانی کو قتل کر دیا گیا جبکہ جیل انتظامیہ نے واقعہ کو خودکشی قرار دیدیا۔ پاکستانی دفتر خارجہ کا کہنا ہے کہ ہلاکت سے متعلق بھارت نے کچھ نہیں بتایا۔ اس معاملے میں اپنے ہائی کمشن سے مسلسل رابطے میں ہیں۔ بھارتی میڈیا کے مطابق مقبوضہ جموں کشمیر میں امپالہ ڈسٹرکٹ جیل کے ڈائریکٹر جنرل راجندر کمار نے بتایا ہے کہ پاکستانی قیدی شوکت علی ولد برکت علی کی پھندا لگی لعش بیرک سے برآمد ہوئی۔ قتل کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے۔ 42 سالہ شوکت علی فروری 2011ء میں جموں و کشمیر سے غلطی سے سرحد عبور کر گیا تھا جس پر بھارت نے اسے گرفتار کر کے مقدمہ درج کیا اور جیل میں ڈالدیا تھا۔ شوکت علی کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کا دعویٰ ہے کہ شوکت کا

ذہنی توازن درست نہیں تھا۔ گذشتہ برس مئی میں بھی بہلوال جیل میں پاکستانی شہری ثناء اللہ پر حملہ کیا گیا تھا جس میں وہ جاں بحق ہوگئے تھے۔ مقتول کے والد 70 سالہ برکت علی کا موقف ہے کہ اس کا بیٹا خود کشی نہیں کرسکتا، اسے بھارتی سکیورٹی فورسز نے تشدد کرکے ہلاک کیا ہے۔ مقتول شوکت کے والد نے مطالبہ کیا حکومت پاکستان مقتول کی نعش واپس لانے کیلئے بھارت پر دباؤ ڈالے اور شوکت علی کے قتل کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے۔ مقتول کا ایک بھائی بشارت علی اور بہن شمع بی بی ہیں جو ان دنوں موضع روہلے تحصیل پسرور میں رہائش پذیر ہیں۔ مقتول کی شادی 8 سال قبل ہوئی تھی تاہم اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی۔ شوکت علی فٹ بال بنانے والی فیکٹری میں کام کرتا تھا۔ ترجمان دفتر خارجہ تسنیم اسلم نے کہا کہ بھارت میں اپنے ہائی کمیشن کو پاکستانی قیدی کی موت کی تفصیلات لینے کی ہدایت کر دی۔ بھارت میں پاکستانی ہائی کمشن نے قیدی شوکت علی کی پراسرار ہلاکت پر احتجاج کیا ہے۔ بھارت میں پاکستانی سیاسی قونصلر نے بھارتی وزارت خارجہ سے رابطہ کرکے قیدی شوکت علی کے بارے میں تفصیلات طلب کرلی ہیں۔ ترجمان پاکستانی ہائی کمشن نے بھارتی وزارت خارجہ سے شوکت علی اور دیگر جیلوں میں قید تمام پاکستانیوں کی سکیورٹی کی تفصیلات طلب کرلیں اور تمام پاکستانی قیدیوں کی سکیورٹی کیلئے اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پاکستان نے مطالبہ کیا ہے کہ بھارت سزا مکمل کرنے والے قیدیوں کو فوراً رہا کرے۔ سیالکوٹ کے رہائشی شوکت علی کے قتل

کی خبر سنتے ہی اسکے گھر اور علاقہ میں کہرام مچ گیا ہے اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ شوکت کے گاؤں کے لوگوں کا کہنا ہے شوکت خودکشی نہیں کر سکتا۔ انسانی حقوق کے اداروں کا کہنا ہے کہ جموں و کشمیر کی جیلوں میں قید ہزاروں قیدیوں بنیادی انسانی ضروریات سے محروم رکھا گیا ہے۔ بھارتی جیلوں میں قید پاکستانی قیدیوں کے وکیل بھیم سنگھ ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ اس وقت بھارت کی جیلوں میں 565 پاکستانی قیدی موجود ہیں 10 قیدیوں کی سزا پوری ہو چکی اور دستاویزات مکمل ہیں وہ اسی ہفتے پاکستان جا سکتے ہیں قیدیوں کی سزا پوری ہو چکی لیکن سفری دستاویزات تیار نہیں، 25 پاکستانی قیدی 40 ذہنی توازن کھو چکے ہیں جن میں سے پانچ گونگے، بہرے بھی شامل ہیں۔ شوکت علی کی ہلاکت کی تحقیقات کے لیے بھارتی سپریم کورٹ میں درخواست دائر کر دی 14 مارچ کو پاکستانی قیدیوں کے کیس کی سماعت ہو گی۔ پاکستانی اور بھارتی حکومتوں کو چاہئے کہ جو قیدی اپنی عمر قید کی سزا پوری کر چکے ہیں انہیں ایک دوسرے کے ملکوں کے حوالے کر دیا جائے۔ عمر قید کی سزا 14 سال سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔ بھیم سنگھ کا کہنا تھا آٹھ سال قبل بھارت میں پاکستانی قیدیوں کی تعداد 650 تھی جن سے زیادہ تر جموں کے راستہ آئے تھے 17 تاریخ کو بھارت سرکار نے سپریم کورٹ میں حلف نامہ پیش کیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اس وقت پاکستانی قیدیوں کی تعداد 565 ہے۔ اس کے علاوہ 40 لوگوں کی سزائیں ختم ہیں سپریم کورٹ نے ان کی بحالی کا حکم بھی دے دیا ہے لیکن پاکستان کی طرف سے ان کی کلیئرنس نہیں آ

رہی۔پاکستان کو ان افراد کی سفری دستاویزات بھیجواتی ہیں میں بھی مسلسل چار سال سے خط حکومت پاکستان کو لکھ رہا ہوں اور بھارتی حکومت بھی لکھ رہی ہے میں نے پاکستانی ہائی کمشن کو گزشتہ روز سپریم کورٹ کے آرڈر کے ساتھ خط بھیجا ہے کہ جونہی آپ کلیئرنس بھیجتے ہیں 40 اور جانے والے ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ لوگ 18,16,15 سال سے لوگ پڑے ہیں ان کے بارے میں پاکستان اور بھارت کو چاہیے تھا کہ ایسے قیدیوں کو واپس کر دیتے لیکن بھارت اور پاکستان میں حکمران ووٹوں کے چکر میں ہیں۔ گزشتہ برس کشمیری وکلا کی انجمن کشمیر ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن نے جموں کشمیر کی جیلوں کا دورہ کرنے کے بعد تفصیلی رپورٹ جاری کی تھی جس میں کہا گیا تھا جموں میں قید پاکستانی قیدیوں کو سونے کے لئے بستر فراہم نہیں کیا جاتا۔ہندوستانی جیلوں میں مسلمانوں پر ہونے والے حملوں میں بھارتی حکومت اوراس کی خفیہ ایجنسیاں ملوث ہیں۔ حکومت پاکستان بھارتی جیلوں میں قید پاکستانیوں پر حملوں کا مسئلہ سلامتی کونسل میں اٹھائے اور بھارت کو دہشت گرد ملک قرار دلوانے کیلئے باقاعدہ قرارداد پیش کی جائے۔ بھارتی دہشت گردی کا منہ توڑ جواب دینے اورانڈیا کے دہشت گردی والے چہرہ کو پوری دنیا میں بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے۔بھارتی جیلوں میں قید پاکستانی سخت خطرات سے دوچار ہیں۔ مسلمان قیدیوں پر منظم سازشوں اور منصوبہ بندی کے تحت حملے کئے جارہے ہیں۔ بھارت نے وطن عزیز پاکستان کے وجود کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔اس نے ہمیشہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے

کی کوشش کی ہے۔ بھارتی جیلوں میں پاکستانی قیدیوں پر حملے اور پھندا لگی لاشیں اسلام، پاکستان اور مسلمان دشمنی میں کئے جارہے ہیں۔ سربجیت سنگھ ایک دہشت گرد تھا جس نے عدالتوں میں بم دھماکوں کا اعتراف کیا اس کی ہلاکت پر انڈیا کی جانب سے اسے سرکاری اعزازات سے نوازنا اور رد عمل کے طور پر بھارتی جیلوں میں قید پاکستانیوں کو نشانہ بنانا انتہائی قابل مذمت فعل اور پاکستان میں تخریب کاری اور دہشت گردی کا اعتراف کرنے کے مترادف ہے۔ پاکستانی حکمرانوں کو امریکی دباؤ سے نکلنا چاہیے اور آزاد خارجہ پالیسی مرتب کرنی چاہیے۔ اس کے بغیر پاکستان کو درپیش مسائل حل نہیں ہوں گے۔ جن لوگوں کے سروں پر بھارت سے دوستی کا بھوت سوار ہے انہیں چاہیے کہ وہ بھارت چلے جائیں۔ پاکستانی قوم بھارت کو خطہ کا تھانیدار بنانے کی کوششیں کسی صورت ان شاء اللہ کامیاب نہیں ہونے دے گی۔

بھارتی ''انصاف'' کا دوہرا معیار

بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ کے الزام میں انڈیا کے اجتماعی ضمیر کو مطمئن کرنے کیلئے افضل گورو کو پھانسی کا حکم دینے والی بھارتی سپریم کورٹ نے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی کے تین قاتلوں کی سزائے موت یہ کہتے ہوئے عمر قید میں تبدیل کر دی ہے کہ واردات کو 23 سال بیت گئے لیکن انہیں سزائے موت دینے میں تاخیر سے کام لیا جارہا ہے۔ سپریم کورٹ آف انڈیا کے چیف جسٹس پی ستیہ شوم کی سربراہی میں عدالت نے فیصلہ سنایا کہ چونکہ یکے بعد دیگرے برسر اقتدار آنے والے صدر نے ان کی سزائے موت کے خلاف اپیل پر کوئی فیصلہ نہیں دیا جبکہ ان تینوں مجرموں کی سزائے موت کے خلاف اپیلیں 11 سال پہلے ہی راشٹرپتی بھون پہنچ چکی ہیں۔ لہٰذا عدالت ان کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر رہی ہے۔ ستیہ شوم نے عدالت میں فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ عدالت حکومت کو مشورہ دیتی ہے کہ وہ سزائے موت کے خلاف رحم کی اپیل نمٹانے کے لیے ایک مقررہ مدت طے کرے۔ کال کوٹھری میں پھانسی کے دن گن رہے ان تینوں مجرموں نے گذشتہ دنوں 15 مجرموں کی سزائے موت کو عمر قید میں بدلے جانے کے بعد اپنی سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے کے لیے اسی بنیاد پر اپیل کی تھی کہ ان کی بھی رحم کی استدعا پر 11 سال گذر جانے کے باوجود کوئی فیصلہ نہیں

کیا گیا۔ ایک خاتون خود کش بمبار کے ذریعہ 21 مئی 1991 کو راجیو گاندھی کو ہلاک کرنے کے جرم واحد نام سے پکارے جانے والے تینوں مجرموں موروگن، سنتھن اور پیرا ویلین کو سزائے موت سنائی گئی تھی۔ حریت کانفرنس مقبوضہ کشمیر کے دونوں دھڑوں سمیت مختلف کشمیری جماعتوں کے قائدین نے بھارتی عدلیہ پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ آف انڈیا کے حالیہ فیصلہ کے بعد یہ بات پوری دنیا پر کھل کر واضح ہو گئی ہے کہ کشمیریوں کے معاملے میں ہندوستان کی جوڈیشری کے فیصلے قومی مفادات اور دیگر وجوہات کی بناء پر لئے جاتے ہیں۔ ہندستان کے عدالتی نظام پر آج ضمیر سے اٹھنے والی ہر آواز نے سوال اٹھایا ہے کہ کشمیر اور کشمیری عوام کے ساتھ الگ پالیسی اور قانون کیوں ہے؟۔ حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی نے کہا کہ ایک کے بعد ایک فیصلے سامنے آنے کے بعد یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ ہندوستان سے کشمیریوں کو کسی معاملے میں انصاف کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ محمد افضل گورو کو ناکافی ثبوت و شواہد کے باوجود تختہ دار پر لٹکایا گیا اور حد تو یہ ہے کہ پھانسی دیتے وقت اہل خانہ تک کو بے خبر رکھا گیا۔ حریت کانفرنس (ع) کے سربراہ میر واعظ عمر فاروق نے کہا کہ بھارت کی جمہوریت میں بے گناہ کشمیریوں کو تختہ دار پر لٹکانا وطن پرستی ہے؟۔ ہم پہلے ہی کہتے آئے ہیں کہ افضل گورو کو سزائے موت دینا ایک سیاسی فیصلہ تھا جو آج ثابت ہوگیا۔ سپریم کورٹ آ انڈیا نے بھارتی عوام کے اجتماعی جذبات کی تشفی کو بنیاد بنا کر محمد افضل

گورو کی پھانسی کی سزا کو صحیح قرار دیا اور اس وقت کشمیریوں کے جذبات کی کوئی فکر نہیں کی گئی۔ ہندوستان کی جوڈیشری کے کشمیر مخالف فیصلے اقوام عالم کیلئے چشم کشا ہیں اور عالمی برادری کو اس بات کا احساس کرنا چاہئے کہ ہندوستان نے جمہوریت اور جوڈیشری کے نام پر بھی کشمیریوں کے ساتھ نا انصافی کی پالیسی اپنا رکھی ہے۔ افضل گورو کی پھانسی پر مہر ثبت کرکے نہ صرف یہ کہ انصاف کا خون کیا گیا بلکہ اس کشمیری کو اس بناء پر تختہ دار پر لٹکایا گیا تاکہ کشمیریوں کو خوفزدہ کرکے رواں تحریک کو دبانے کی ایک اور ناکام کوشش کی جاسکے۔ ہندوستان کی عدالتوں میں جب کسی کشمیری سے جڑا کیس آجاتا ہے تو اس کا فیصلہ پہلے ہی طے رکھا جاتا ہے۔ پنجاب اور تامل ناڈو کے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے متحد ہو کر اپنے شہریوں کو بچانے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن جموں کشمیر کے حکمرانوں نے ہندوستان کو اپنے شہریوں کو پھانسی دینے کا وقت تعین کرنے میں مشورہ دیا۔ یہ طے بات ہے کہ کشمیر کے بارے میں بھارت کا معیار مختلف ہے لیکن آج اس فیصلہ کے بعد یہ بھی عیاں ہوگیا کہ بھارتی عدلیہ بھی کشمیر کو قانون کی عینک سے نہیں بلکہ سیاست کے چشمہ سے دیکھتی ہے۔ اس فیصلہ سے بھارت کی عوام کو شاید سمجھ میں آیا ہوگا کہ بھارت کا عدالتی نظام بھی سیاست کی دست برد سے محفوظ نہیں ہے۔ بھارت میں تہاڑ جیل کی انتظامیہ نے کشمیری قیدیوں سے ان کے اہل خانہ کے ساتھ ملاقات کروانے سے انکار کر دیا۔ گذشتہ روز 900 کلومیٹر کا سفر طے کرکے جاوید احمد خاں نامی

سری نگر کے رہائشی تہاڑ جیل پہنچے مگر نہ تو انہیں ملاقات کرنے کی اجازت دی گئی بلکہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ پلا کر وہاں سے زبردستی نکال دیا گیا۔ جیل قوانین کے مطابق کسی بھی قیدی کے اہل خانہ کو ملاقات سے نہیں روکا جاسکتا تاہم بھارتی جیلوں میں قید کشمیری و بھارتی مسلمانوں سے انتہائی توہین آمیز سلوک کیا جارہا ہے۔ حریت کانفرنس (گ) مقبوضہ کشمیر کے چیئرمین سید علی گیلانی اور جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے سربراہ محمد یٰسین ملک نے تہاڑ جیل میں سری نگر کے جاوید احمد خاں کے والدین کو ان سے ملاقات کی اجازت نہ دینے پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے غیر قانونی اور جمہوری تقاضوں کے منافی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بھارتی جیلوں خاص کر تہاڑ جیل میں محبوس کشمیری قیدیوں کو جیل کے اندر بھی سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور حراستی تشدد کئے جانے کے علاوہ انہیں ہر ممکن طریقے سے ہراساں اور پریشان کیا جاتا ہے۔ بھارتی جیلیں کشمیری نظربندوں کے لئے گوانتانا موبے اور ابوغریب ثابت ہورہے ہیں اور یہ ملک قیدیوں کے حوالے سے بین الاقوامی قوانین اور بنیادی انسانی حقوق کا کوئی احترام نہیں اور حقوق انسانی کے دوسرے (ICRC) کررہا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل، عالمی ریڈ کراس کمیٹی عالمی ادارے کشمیری قیدیوں کے ساتھ ہونے والے غیر انسانی سلوک کو رکوانے میں کوئی موثر رول ادا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور جیل حکام کو اپنا رویہ تبدیل کرنے پر آج تک مجبور نہیں کیا جاسکا۔ تہاڑ جیل اور آر تھر روڈ جیل میں ڈیڑھ سو سے زائد مسلمان

قیدیوں نے جیل حکام کی طرف سے انسانیت سوز مظالم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے بھوک ہڑتال شروع کر دی ہے۔ بھوک ہڑتال کرنے والے قیدیوں کا کہنا ہے کہ جیل حکام نے ان کے گھروں سے آنے والے کھانوں اور دیگر ساز وسامان کو ان تک پہنچانے پر پابندی لگا رکھی ہے۔ اسی طرح قیدیوں کے اہل خانہ سے ملاقاتوں پر بھی غیر اعلانیہ پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ مسلم قیدیوں نے جیل حکام کے مظالم کے حوالہ سے چیف جسٹس آف انڈیا اور دیگر مرکزی حکام کو بھی تحریری شکایات بھیجی ہیں تاہم ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ دہشت گردی کے مقدمات میں بے گناہ پھنسائے گئے مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کرنے والے انڈیا کے نامور ایڈووکیٹ محمود پراچہ اور پٹھان تہور خاں ایڈووکیٹ نے تہاڑ جیل کا دورہ کرنے کے بعد بتایا کہ اس وقت 165 قیدی ہیں جو تین دن سے بھوک ہڑتال پر ہیں اور وہ جیل حکام کی جانب سے ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ قیدیوں کو ان کے اہل خانہ سے ہفتہ میں دو دن ملاقات کی اجازت ہے تاہم پہلے اس ملاقات کو ہفتہ میں ایک مرتبہ کیا گیا مگر اب اس پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔ جمعیت علماء مہاراشٹر کے مرکزی رہنما مولانا ندیم صدیقی کا کہنا ہے کہ یہ تمام پابندیاں صرف دہشت گردی کے بے بنیاد مقدمات میں جیلوں میں قید مسلم نوجوانوں کو ہراساں و پریشان کرنے کیلئے لگائی گئی ہیں۔ اور ایسا صرف تہاڑ جیل ہی نہیں بلکہ بھارت کی دوسری جیلوں میں بھی ایسے ہی مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ جمعیت علماء مہاراشٹر نے من

گھڑت کہانیوں میں مسلم نوجوانوں کو پھنسانے کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے اور جیلوں
میں مسلمانوں کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

''کشمیر میں ''باوردی دہشت گردی

مقبوضہ کشمیر کی ایک عدالت نے انسانی حقوق کمیشن کی جانب سے بھارتی فوج کے ہاتھوں مبینہ طور ہونے والی فرضی جھڑپوں اور حراستی ہلاکتوں سے متعلق دائر کیسوں کی تحقیقات کے حوالے سے حاصل اختیارات پر فوج کے اعتراضات سامنے آنے کے بعد 21 معاملات میں کمیشن کی تحقیقات پر حکم امتناعی جاری کردیا ہے جس کے بعد حقوق انسانی کمیشن نے بھی ان معاملات میں اپنی کارروائی روک دی ہے۔ انسانی حقوق کے ریاستی کمیشن کے قائم مقام چیئرمین رفیق فدا اور ممبر املوک سنگھ پر مشتمل ڈویژن بنچ نے محمد احسن اونتو کی طرف سے دائر کردہ درخواست پر کارروائی روکنے کا فیصلہ صادر کیا ہے تاکہ عدالت میں فوج کی درخواست پر فیصلہ آنے کا انتظار کیا جائے۔احسن اونتو نے حقوق انسانی کمیشن کے سامنے فرضی جھڑپوں اور حراستی ہلاکتوں کے کئی معاملات کے حوالے سے پٹیشن دائر کر رکھی ہے جس پر کمیشن نے فوج کے نام نوٹس جاری کیا تھا جس پر بھارتی فوج کی جانب سے 24 جنوری 2013 کو پیش کئے گئے اعتراضات کے جواب میں ریاستی کمیشن کے اختیارات کو چیلنج کر دیا گیا ہے۔فوج نے بشری حقوق ایکٹ کا حوالہ دیتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ ریاستی انسانی حقوق کمیشن کے پاس فوج سے متعلق شکایات کی سماعت کیلئے اختیار حاصل نہیں ہے۔ حقوق انسانی کمیشن کا کہنا ہے کہ مرکزی

سرکار کو معاملے سے متعلق مزید وضاحت کرنے کیلئے کمیشن کے پاس اپنا قانونی صلاح کار بھیجنے کی ہدایت دی گئی ہے تاکہ اس حوالے سے جو نصف درجن کیس کمیشن کے پاس زیر التوا ہیں' پر بحث ہو سکے۔اس سلسلے میں مرکزی دفاعی سیکرٹری کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ قانونی صلاح کار کو کمیشن کی روبرو پیش ہونے کی ہدایت دے تاکہ کمیشن کے پاس فوج اور بھارتی حکومت کے زیر اثر دیگر آرمڈ فورسز کی کا اختیارات سے متعلق بحث کی جائے تاہم کئی بار مطلع کرنے کے بعد بھی مرکز سے کوئی بھی مثبت جواب میں نہیں ملا۔ ریاستی انسانی حقوق کمیشن کے قائمقام چیرمین رفیق حسین فدا کے مطابق کمیشن کے روبرو کسی قانونی صلاح کار کو ان نقاط پر بحث کرنے کی بجائے وزارت دفاع نے ریاستی ہائی کورٹ کے پاس رجوع کیا جہاں ایک بار پھر یہ بات دہرائی گئی کہ ریاستی انسانی حقوق کمیشن کی حدود میں نہیں ہے کہ وہ مرکزی فورسز اور فوج کے خلاف شکایات کی تحقیقات کر سکے۔ بھارتی فوج نے مقبوضہ کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ایک اور کشمیری نوجوان کو عسکریت پسند قرار دیکر شہید کر دیا جس پر ہزاروں کی تعداد میں کشمیریوں نے سڑکوں پر نکل کر زبردست احتجاجی مظاہرے کئے ہیں۔ اس دوران بھارتی فوج اور کشمیریوں کے مابین پر تشدد جھڑپیں ہوئی ہیں۔مذکورہ کشمیری کے پلوامہ کے رہائشی ہونے کی افواہ پر پورے علاقہ میں مکمل ہڑتال کی گئی اور احتجاجی مظاہروں و بھارتی فورسز پر پتھراؤ کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ بھارتی فوج کے تشدد سے متعدد کشمیری

زخمی بھی ہوئے ہیں۔ سوپور میں لاپتہ ٹرک ڈرائیور بازیاب نہ ہونے پر سخت احتجاج کیا گیا ہے۔ کرگل میں ہزاروں کشمیریوں نے نئی انتظامی اکائیوں میں نظر انداز کرنے کا شکوہ کرتے ہوئے کنٹرول لائن سے متصل علاقہ میں احتجاج کیا ہے۔ نئی دہلی میں بھارتی وزیر مملکت برائے امور داخلہ نے اعتراف کیا ہے کہ جموں کشمیر میں سکیورٹی فورسز پر کشمیری مجاہدین کے حملوں میں بہت زیادہ تیزی آئی ہے اور 2013ء میں 2012ء کی نسبت کئی گنا زیادہ بھارتی فوج مارے گئے ہیں جبکہ جموں کشمیر حکومت نے کہا ہے کہ ریاستی جیلوں میں 140 غیر ملکی قید ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں بڈگام کے علاقہ چرار شریف سے آٹھ کلومیٹر دور ڈھلون نامی علاقہ میں سنٹرل ریزرو پولیس نے سرچ آپریشن کے لئے محاصرہ کیا اور ایک موٹر سائیکل سوار کو رکنے کا اشارہ کیا اور پھر موٹر سائیکل بروقت نہ روکنے کا دعویٰ کرتے ہوئے فائرنگ کرکے ایک نوجوان کو شہید کر دیا جبکہ دیگر دو افراد اپنی جان بچا کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ بھارتی فوج کی اس دہشت گردی پر کشمیریوں میں شدید اشعال پھیل گیا اور انہوں نے فورسز کے خلاف مظاہرے شروع کر دیے جس پر بھارتی فوج نے مزید نفری منگوا کر تعینات کر دی ہے۔ احتجاجی مظاہرین کا کہنا ہے کہ شہید کشمیری نوجوان کا کسی عسکریت پسند تنظیم سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ وہ ایک عام کشمیری تھا۔ بھارتی فوج کی طرف سے اسے شہید کرنا محض ترقیاں حاصل کرنے کیلئے فرضی جھڑپیں رچانے کی کوششوں کا حصہ ہے۔ شہید نوجوان کا چہرہ مسخ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اسکی

شناخت کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ احتجاج کے دوران پولیس اور فوج نے مظاہرین کے خلاف کارروائی شروع کی تو لوگ مشتعل ہو گئے جس کے نتیجے میں حالات مزید کشیدہ ہو گئے۔ مظاہرین کو تتر بتر کرنے کے لئے آنسو گیس کے گولے داغے گئے اور ہوا میں گولیوں کے کئی راؤنڈ بھی فائر کئے گئے جس کے نتیجے میں پورے علاقہ میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ نئی دہلی میں راجیہ سبھا کے اجلاس کے دوران بھارتی وزیر مملکت برائے امور داخلہ آر پی این سنگھ نے ایک تحریری جواب میں کہا ہے کہ 2013 میں فورسز اہلکار مارے گئے جبکہ 2012 میں یہ تعداد صرف 15 تھی۔ گذشتہ تین 53 برسوں کے دوران ریاست میں نہ صرف تشدد کی وارداتوں میں بتدریج اضافہ ہوا ہے اور اس دوران سیکورٹی فورسز پر ٹارگٹ حملوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ حکومت نے کہا ہے جموں و کشمیر کی مختلف جیلوں میں 140 غیر ملکی افراد قید ہیں۔ جو افراد ریاستی جیلوں میں قید ہیں ان میں سینٹرل جیل کوٹ بہلوال جموں میں 22، سینٹرل جیل سرینگر میں 29، ڈسٹرکٹ جیل جموں میں 54، ڈسٹرکٹ جیل کٹھوعہ میں 6، ڈسٹرکٹ جیل پونچھ میں 4، ڈسٹرکٹ جیل راجوری میں 4، ڈسٹرکٹ جیل بارمولہ میں 2، ڈسٹرکٹ جیل لیہہ میں 9، ڈسٹرکٹ جیل کپواڑہ میں 2 اور سب جیل ہیرانگر میں 8 غیر ملکی شہری موجود ہیں۔ ریاستی حکومت کی جانب سے یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ ملک کی مختلف جیلوں میں ریاست جموں کشمیر سے تعلق رکھنے والا ایک بھی شخص بیرون ریاست جرائم میں ملوث نہیں پایا گیا ہے اور نہ ہی کسی کو نظر بند کر کے رکھا گیا ہے۔ نئی

انتظامی اکائیوں کے قیام کے مطالبے کے حوالہ سے جاری احتجاجی لہر نے اب لائین آف کنٹرول کے متصل علاقوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ لائین آف کنٹرول پر واقع علاقہ چانی گنڈ کے ہزاروں لوگوں نے کرگل دراس شاہراہ پر دھرنا دیا اور سخت احتجاج کیا۔ چانی گنڈ، کاکہ سر، بدگم، کرکٹ چھوا اور لٹو دیہات کے لوگوں نے نعرہ بازی کرتے ہوئے الزام لگایا کہ سرکار نے اس علاقہ کو نظر انداز کیا ہے۔ احتجاجی مظاہرین نے دھمکی دی کہ اگر ان کے مطالبے پر سرکار نے غور نہیں کیا تو وہ اس سلسلے میں ایک منظم احتجاجی مہم چلائے گی۔ ادھر لائین آف کنٹرول پر واقعہ ٹاڑ اور گھبرا علاقے کے لوگ بھی سی ڈی بلاک کا مطالبہ کرتے ہوئے سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف احتجاج کے دوران فورسز پر پتھراؤ کے الزام میں کشمیریوں کو ملوث قرار دیا گیا اور اس حوالہ سے مختلف پولیس تھانوں 91661733 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ بھارتی فورسز پر پتھراؤ میں سری نگر کو پہلے نمبر پر قرار دیا جارہا ہے۔ کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ کی جانب سے 2010ء میں جموں کشمیر چھوڑ دو تحریک کے دوران ''ایمنسٹی سکیم'' کے تحت بھارتی فوج پر پتھراؤ میں مبینہ طور پر ملوث نوجوانوں کے خلاف درج مقدمات ختم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا تاہم ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ مقبوضہ کشمیر میں اپوزیشن لیڈر محبوبہ مفتی کی طرف سے پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے بتایا کہ 2009 سے

لیکر 31 جنوری 2014 تک سرینگر میں سنگ باری، تشدد بھڑکانے میں نوجوانوں کے خلاف 738 مقدمات درج کئے گئے جن میں 3175 افراد ملوث پائے گئے ہیں۔ اسی عرصہ کے دوران بارہمولہ میں درج کئے گئے 256 مقدمات میں 867 افراد ملوث پائے گئے ہیں۔ اننت ناگ میں 191 مقدمات درج ہوئے جن میں 940 نوجوان ملوث ہیں۔ ضلع کولگام میں 87 مقدمات پولیس نے درج کئے جن میں 751 نوجوانوں اور افراد کے نام شامل ہیں۔ ضلع پلوامہ، کپواڑہ می، شوپیاں، گاندربل، بانڈی پورہ اور دیگر علاقوں میں بھی ہزاروں کشمیریوں پر مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

پانچ سال گزر گئے، ممبئی حملوں کا خوف نہ گیا

بھارت نے ممبئی کی طرز پر دہشت گردانہ حملوں سے بچاؤ کے لئے اربن کاؤنٹر ٹیرارزم ٹریننگ سنٹر (یو سی ٹی ٹی سی) قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو مہاراشٹر سبربن کے علاقہ گورے گاؤں میں بنایا جائے گا۔ یہ سنٹر کوئیک ریسپانس ٹیم کی حیثیت سے کام کرے گااور کمانڈوز کو تربیت بھی فراہم کرے گا۔ ٹریننگ سنٹر مغربی مضافاتی علاقہ میں آر اے کالونی میں 98.6 ایکڑ اراضی پر قائم کیا جائے گا۔ ممبئی، نوی ممبئی، پونے، تھانے، ناسک، ناگپور اور دیگر بڑے شہروں میں دہشت گردی میں اضافہ کے تناظر میں یہ سنٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔کاؤنٹر ٹیرارزم ٹریننگ سنٹر کمانڈوز کو ٹریننگ بھی دے گا۔اور کوئیک رسپانس ٹیم کی حیثیت سے بھی کام کرے گا۔11/26 ممبئی حملوں کے بعد ممبئی شہر کی حفاظت کے لئے قائم کی گئی خصوصی پولیس فورس جسے فورس ون کا نام دیا گیا ہے انہیں بھی اسی مرکز میں تربیت دی جائے گی۔اس مرکز کا سربراہ اے ایس پی عہدہ کا افسر ہوگا اور وہ اسپیشل انسپکٹر جنرل آف پولیس کے ماتحت کام کرے گا۔ جدید ہتھیاروں کا علم رکھنے اور دھماکا خیز اشیاء سے نمٹنے کی صلاحیت رکھنے والے افسروں کو اس مرکز میں تعینات کیا جائے گا۔اسکے علاوہ نیشنل سیکورٹی گارڈ، فوج، کمانڈو، ریاستی پولیس اور ایس آر پی سے افسروں کو اس مرکز کے لئے ڈیپوٹیشن پر مقرر کیا

جائے گا۔ دوسری طرف انڈین کوسٹ گارڈ کے کمانڈنگ آفیسر کے پی آر او وی کے سنگھ نے کہا ہے کہ 11 / 26 کے واقعے کے بعد ساحلی تحفظ کو مضبوط کرنے کے لئے زیادہ کوششیں کی جارہی ہیں۔ اسی مقصد کے لئے کوسٹ گارڈ کی فہرست میں مختلف قسم کے کئی نئے جہاز اور ہوائی جہاز زیر تعمیر ہیں۔ کرناٹک میں بھی انڈین کوسٹ گارڈ نے ساحلی تحفظ کو قوی تر بنانے کے لئے پورے ساحلی علاقے میں کئی اقدامات کئے ہیں۔ جہاز رانی کے فن والے اور خبر رسانی کے آلات سے لیس تیز رفتار نئے جہاز کوسٹ گارڈ کے بیڑے میں شامل ہوئے ہیں۔ سمندری گشت مین بھی اضافہ کیاگیا ہے معاملات سے نمٹنے کی تیاری کی جانچ کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر ساحلی تحفظ کی مشقیں کی جارہی ہیں۔ کرناٹک کے ساحلی علاقہ میں ساحلی تحفظ کو مزید قوی تر بنانے کے لئے انڈین کوسٹ گارڈ 14 /فروری سے کرناٹک کے ساحل میں ہوائی تکیہ والی گاڑی /ACVH-میں 31 ٹن وزن لے جانے والی اور ACV45 شامل کر دیا ہے۔ 21، میٹر لمبی 194 میں مختلف کام جیسے نگرانی ACV کی انتہائی رفتار سے ملنے کی صلاحیت ہے۔ اس KONTS ACV تلاش اور بچاو کرنا اور سمندر میں پھنسی کشتیوں کی مدد کرنے کی صلاحیت ہے۔، کی کمان کمانڈنٹ سندیپ سفایا کے ہاتھوں ہے جس میں کل 13، افراد پر مشتمل عملہ سے جن میں دو آفیسرز اور باقی 11، دوسرے مدارج ہیں۔ بھارتی سکیورٹی ادارے سلامتی کے سوال پر ضرورت سے زیادہ حساس ہیں گذشتہ دنوں بھارت نے سیاحت کو فروغ دینے کے لیے 180 ملکوں کے شہریوں کے لیے ویزا ان ارائیول کی سہولیات شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔

ان ممالک کے شہریوں کو اب ویزا کے لیے اپنے اپنے ملکوں میں بھارتی سفارتخانے نہیں جانا ہوگا۔انہیں صرف آن لائن درخواست دینی ہوگی اور پانچ دن کے اندر انہیں ایک رسید ملے گی اور وہ اس رسید کی بنیاد پر بھارت پرواز کر سکیں گے۔ بھارت پہنچنے پر ہوائی اڈے پر ہی انہیں ویزا مل جائے گا۔سیاحت کو فروغ دینے کی غرض سے یہ سہولیات سری لنکا، تھائی لینڈ، متحدہ عرب امارات اور جنوب ایشیائی خطے کے متعدد ملکوں نے کافی پہلے سے شروع کر رکھی ہیں۔ اور ان کے ہاں جانے سے پہلے ویزا کے لیے کوئی درخواست بھی نہیں دینی پڑتی۔ بھارتی حکومت بھی یہ سہولیات بہت پہلے شروع کرنا چاہتی تھی۔ لیکن خفیہ ایجنسیاں اور سکیورٹی کے ادارے اس کی مخالفت کر رہے تھے۔ سکیورٹی ایجنسیاں ویزا آن ارائیول کے ضابطوں میں کچھ شرطیں جوڑنے کے بعد اس کے لیے تیار تو ہو گئیں۔ لیکن انہوں نے پاکستان، افغانستان سری لنکا، ایران۔ عراق، سوڈان، صومالیہ اور نائجیریا کو 'حساس' بتا کر اس سے الگ رکھا ہے۔پاکستانی حکمران جو بھارت کے ساتھ یکطرفہ دوستی چاہتے ہیں۔وزیراعلیٰ پنجاب سمیت دیگر انڈیا کے دورے کرتے ہیں،کبڈی کے میچ کھیلے جاتے ہیں اور پھر بجلی خریدنے کے معاہدے بھی کئے جاتے ہیں وہ بجلی جو انڈیا پاکستان کی طرف آنے والے دریاؤں پر ڈیم تعمیر کر کے بنا رہا ہے،ان حکمرانوں کو انڈیا کے ساتھ دوستی کا ثبوت مل چکا ہے۔تازہ ثبوت سیالکوٹ میں آنے والے شوکت کی لاش ہے جسکی بھارتی جیل میں لاش ملی۔کیا اب بھی حکمران انڈیا کے ساتھ دوستی کا راگ الاپیں گے؟ بھارت

میں گذشتہ تین عشروں میں سینکڑوں چھوٹے بڑے دہشت گردانہ حملے ہوئے لیکن ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ کوئی دہشت گرد کبھی وہ نرالے کر بھارت آیا ہو۔ پچھلے کچھ برسوں میں بھارت میں زندگی کے ہر پہلو پر سکیورٹی ایجینسیوں کی گرفت بڑھی ہے۔ ہوائی اڈوں، سڑکوں، ریلوے اسٹیشنوں، بازاروں، ہر جگہ نیم فوجی دستوں اور پولیس کے اہلکاروں کی بھیڑ نظر آتی ہے۔ سڑکوں پر جگہ جگہ پولیس بیریکیڈ لگے ہوئے ہیں جہاں پولیس آئے دن گاڑیوں کی نگرانی کرتی ہے۔ عدم تحفظ کا احساس اتنا زیادہ ہے کہ ہوائی اڈوں پر بورڈنگ پاس چھ چھ بار چیک کیے جاتے ہیں۔ کئی ہوائی اڈون پر تو طیارے سے نکلتے وقت بھی بورڈنگ پاس دکھانا پڑتا ہے۔ دہلی سے ملنے والی ریاستوں کی سرحدوں پر بڑی تعداد میں ریت کی بوریوں کے بنکروں اور بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ اتنی بڑی تعداد میں پولیس کے اہلکار کھڑے ہوتے ہیں کہ پورا علاقہ کوئی جنگ زدہ سرحد کی طرح نظر آتا ہے۔ بڑے بڑے بازاروں میں پولیس کے رکارڈ ٹیپ ہر وقت بجتے رہتے ہیں جس میں ہر وقت دہشت گردی کے حملوں سے ہوشیار کیا جاتا ہے۔ ریڈیو پر پولیس کے اشتہار چلتے ہیں جن میں ہوٹل کے ملازمین اور مالکانِ مکانات سے اپنے مہمانوں، کرائے داروں اور نام نہاد مشتبہ دیکھنے والے لوگوں پر نظر رکھنے اور ان کی باتیں سننے کے لیے کہا جاتا ہے۔ بھارتی بحریہ نے کہا ہے کہ چین اور پاکستان کی جانب سے ملک کو کئی خطرات لاحق ہیں تاہم ائر فورس کسی بھی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ بھارتی وزیر دفاع اے کے انٹونی کی سربراہی میں

نئی دہلی میں ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی جس میں قومی سلامتی کے مشیر شیو شنکر مینن ، دفاعی سیکرٹری آر کے ماتھر کے علاوہ فوج کی تینوں شاخوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ بھارتی اخبار کے مطابق وزیر دفاع نے فوج کو اس بات سے آگاہ کیا کہ خفیہ اداروں نے باضابطہ طور پر اطلاعات فراہم کی ہیں کہ آنے والے دنوں کے دوران ریاست میں دراندازی کے واقعات میں اضافہ ہو سکتا ہے جس کے لیے فوج کو پہلے سے ہی تیار رہنا چاہیے۔ بھارتی وزیر دفاع نے آرمی چیف بکرم سنگھ پر زور دیا کہ سرحدوں پر فوج کی تعداد میں اضافہ کرنے اور فوج کو جدید اسلحہ سے لیس کرنے کے سلسلے میں فوری طور پر کارروائی عمل میں لانی چاہیے تاکہ عسکریت پسندوں کے ارادوں کو خاک میں ملایا جائے۔ سرحدوں پر عسکریت پسندوں کی دراندازی کو روکنے کیلیے مناسب اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے جس کے لیے فوج کو بھی تیاری کی حالت میں رہنا
چاہیے۔ بھارتی بحریہ کہہ رہی ہے کہ پاکستان سے خطرات لاحق ہیں اور پاکستان کہتا ہے کہ انڈیا سے تجارت کریں گے۔ حکمران اب تو ہوش میں آئیں انڈیا نے کبھی پاکستان کا وجود تسلیم نہیں کیا۔ وطن عزیز میں ہونے والی دہشت گردی و بم دھماکوں میں بھی انڈیا کے ملوث ہونے کے ثبوت مل چکے ہیں تو پھر اب بھی دوستی کیسے ممکن ہے؟

پارلیمنٹ میں شراب، ''دستی'' کی اسمبلی میں دہائی

تمام نعمتوں میں عقل اور سمجھ سب سے بڑی نعمت ہے جس کے ذریعے انسان خیر و شر، نیکی اور بدی نیز نفع و نقصان میں فرق کر سکتا ہے۔ عقل کی بدولت ہی انسان اپنی زندگی سنوارتا ہے، تدبر اور غور و فکر سے کام لیتا ہے، عقل ہی کی بنا پر انسانی معاشرے منظم اور موثر طور پر عمل رہتے ہیں، عقل ایک قیمتی جوہرہ ہے، موتی ہے جسے عقل مند حضرات، دانشمند لوگ حفاظت سے رکھتے ہیں اور اس کی قدر کرتے ہیں۔ دانشمند انسان عقل کو انہی اغراض کے لیے استعمال کرتے ہیں جن کے لیے وہ عطا کی گئی ہے اگر انسان عقل کھو دے تو وہ حیوانات جیسا تصرف کرنے لگتا ہے اس میں اور حیوانات میں اور نباتات و جمادات میں کوئی فرق نہیں رہتا بلکہ حیوانات بسا اوقات انسان سے بہتر نظر آتے ہیں جو عقل کھو دے اسے کوئی نفع نہیں پہنچتا وہ نفع بخش شمار ہی نہیں کیا جاتا بلکہ وہ اپنے اہل و عیال، اپنے کنبے اور اپنے معاشرے پر بوجھ بن جاتا ہے۔ ایسے انسان بھی ہیں جو اپنی عقل سے صحیح کام نہیں لیتے اور اس کی حفاظت نہیں کرتے وہ عقل جو اپنے پیروں تلے روندتے ہیں، نفس پرستی اور شہوت رسانی ان پر غالب آ جاتی ہے۔ یہی رویہ دیگر لوگوں میں اس طرح دیکھا جاتا ہے کہ وہ شراب پیتے ہیں یا کئی قسم کی منشیات کا استعمال کرتے ہیں ایسی نشہ آور چیزیں استعمال کرتے ہیں جن سے عقل پر پردہ

پڑ جاتا ہے اور انسان اپنی انسانیت بھی کھو بیٹھتا ہے وہ حیوانوں جیسا تصرف اور سلوک کرنے لگتا ہے، مجرم بن جاتا ہے، پاگل بھی ہو جاتا ہے فسق و فجور میں ڈوب جاتا ہے، نشے میں انسان اپنے غم کو بھی بھول جاتا ہے۔ خود اپنے نفس پر بھی اسے قابو نہیں رہتا وہ اپنے آپ پر بھی ظلم کرتا ہے اس کا ارادہ اور اس کی سمجھ مفلوج ہو جاتی ہے اس کے، زندہ رہتے ہوئے اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں اور اس کی زندگی ہی میں اس کی بیوی بیوہ ہو جاتی ہے ایسا انسان زندگی کی پانچ اہم ضروریات بھی ترک کر دیتا ہے وہ نشے میں اپنے مذہبی واجبات بھی ادا کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے، محروم بھی ہو جاتا ہے جن کی پابندی کی ضرورت تمام مذہبی شریعتوں میں روش رہی ہے یعنی عقل کی ضرورت عبادت ہے جس کے لیے انسان اور جن پیدا کیے گئے اور جب یہ عقل کی ضرورت ہی ناپید ہو تو نشے میں خود اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے، اپنے کنبے اور اپنے معاشرے کو نقصان پہنچاتا ہے وہ اپنے گرد و نواح میں بد امنی اور بد عنوانیاں پھیلاتا ہے اور کنبے پر بوجھ بن جاتا ہے۔ نشہ آور چیزوں کا استعمال ایک انتہائی قبیح عادت ہے یہ اہل جاہلیت کی نشانی ہے۔ قومی اسمبلی میں آزاد رکن جمشید دستی نے پارلیمنٹ لاجز میں رہنے والے ارکان اسمبلی پر کروڑوں روپے کی شراب لانے' چرس نوشی اور لڑکیاں لانے کا الزام لگاتے ہوئے لاجز میں مقیم تمام ارکان قومی اسمبلی کا میڈیکل ٹیسٹ کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ جمعرات کو ایوان میں نکتہ اعتراض پر جمشید دستی نے کہا کہ پارلیمنٹ لاجز میں

سے 5 کروڑ روپے کی شراب پی جاتی ہے۔ ہر وقت چرس کی بو پھیلی رہتی ہے۔ گزشتہ روز پارلیمنٹ لاجز میں مجرا ہوا' لڑکیاں منگوائی جاتی ہیں۔ ارکان پارلیمنٹ کا میڈیکل ٹیسٹ کرایا جائے۔ تحقیقات کرائی جائے کہ پارلیمنٹ لاجز میں شراب کیسے پہنچتی ہے۔ جمشید دستی نے کہا کہ پارلیمنٹ کی ڈسپنسری سے ممبران اسمبلی جنسی قوت بڑھانے کیلئے طاقت کے انجکشن، پرفیوم اور کیپسول لیتے ہیں۔ ڈاکٹرز اور ڈسپنسرز اس میں ملوث ہیں میرے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ پارلیمنٹ لاجز اور سویٹ ہوم میں چرس کی بدبو آتی ہے اور غلاظت پر مبنی کھیل کھیلا جا رہا ہے اس پر (ن) لیگ کے حکام کیوں خاموش ہیں۔ پورا دن نوجوان دوشیزائیں پارلیمنٹ میں گھومتی ہے اور بعض لڑکیوں کی حالت برہنہ ہوتی ہے، وہ نشے کی حالت میں ہوتی ہیں اور پولیس اہلکار انہیں پکڑ پکڑ کر زبردستی ایم این ایز کے کمرے میں لے کر جاتی ہیں۔ سپیکر سردار ایاز صادق نے پارلیمنٹ لاجز میں ناپسندیدہ سرگرمیوں کے شواہد مانگ لئے۔ حکومتی ارکان نے جمشید دستی کے بیان پر احتجاج کرتے ہوئے اسے کارروائی سے حذف کرنے کی استدعا کی لیکن سپیکر نے کہا کہ گزشتہ ایک ماہ کی فوٹیج موجود ہے، جمشید دستی ثبوت دیں اگر ان کے الزامات درست نکلے تو چاہے ان کی اپنی کی جماعت کے ارکان کیوں نہ ملوث ہوں کارروائی ضرور کی جائیگی اور اگر یہ الزامات جھوٹے نکلے تو جمشید دستی کی سزا کا فیصلہ ایوان کریگا۔ متعدد ارکان پارلیمنٹ نے جمشید دستی کی جانب سے عائد کئے گئے الزامات کی تصدیق کرتے ہوئے سپیکر سے

مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان واقعات کی فوری تحقیقات کرائیں اور اس میں ملوث ارکان کیخلاف کارروائی عمل میں لا کر ان کو نشان عبرت بنا دیا جائے جو پارلیمنٹ اور پارلیمنٹرین کی توہین کا باعث بنتے ہیں، فوری طور پر مانیٹرنگ کمیٹی قائم کی جائے۔ سینیٹر طلحہ محمود، نبیل گبول، رشید گوڈیل اور شاہی سید سمیت دیگر ارکان پارلیمنٹ نے جمشید دستی کے ان الزامات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹ لاجز رہنے کے قابل نہیں رہا کیونکہ یہاں پر ایسی سرگرمیاں ہو رہی ہیں جو انتہائی غیر اخلاقی ہیں۔ نبیل گبول کا کہنا تھا کہ انہوں نے اسی وجہ سے وہاں سے اپنی رہائش تبدیل کرنے کی بھی درخواست کی تھی انہوں نے کہا کہ متعدد بار پارلیمنٹ لاجز میں غیر متعلقہ افراد کو دیکھا گیا جن میں نوجوان خواتین بھی شامل تھیں ان کے اراکین پارلیمنٹ سے مراسم ہیں اس لئے ایسے اراکین کیخلاف کارروائی کی جانی چاہیے کیونکہ اس سے ایک غلط تاثر جاتا ہے۔ اعجاز الحق کا اس حوالے سے کہنا تھا کہ ایسی حرکتیں ان لوگوں کو نہیں کرنی چاہئیں جن پر عوام نے اعتماد کیا ہے اگر ایسی حرکتیں کرتے ہیں تو ان کیخلاف سخت کارروائی کی جائے۔ سینیٹر طلحہ محمود نے بھی جمشید دستی کے الزامات کی تصدیق کی اور سپیکر سے اس کی تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا۔ شاہی سید اور رشید گوڈیل کا بھی کہنا تھا کہ جب عوامی نمائندوں کا یہ حال ہوگا تو عوام کا اس پر کیا اثر پڑے گا نمائندوں نے پارلیمنٹ جیسے فورم کو بھی داغدار کیا ہے اس لئے ایسے اراکین پارلیمنٹ جو اس طرح کی سرگرمیوں میں ملوث

ہیں جمشید دستی ان کے بارے میں ثبوت فراہم کریں تاکہ ان کیخلاف کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔اسلام سے قبل شراب ایک عام مشروب تھا لوگ اس کے عادی تھے پھر بھی ایسے لوگ موجود تھے جو شراب پینے کو بُرا سمجھتے ہوئے شراب نوشی نہیں کرتے تھے، مدینہ منورہ کو ہجرت کر جانے کے بعد عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شراب نوشی نہ کرنے والوں کا ایک وفد شراب نوشی کی ممانعت کی سفارش کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔اُس کے کچھ عرصہ بعد آیت اُتری جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''ترجمہ۔آپ سے شراب اور جوئے کی نسبت سوال کرتے ہیں، فرمادیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ (دنیاوی) فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو''مسلمانوں میں سے کئی نے بڑا گناہ قرار دیئے جانے کے بعد شراب نوشی ترک کر دی۔چونکہ کھلے الفاظ میں شراب نوشی کی ممانعت نہ کی گئی تھی اسلئے کچھ مسلمان شراب نوشی کرتے رہے اور نشہ میں مسجد جانے کے واقعات ہوئے۔بعد میں غالباً 4 ہجری کے شروع میں مندرجہ ذیل آیت اُتری۔ترجمہ۔اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ تم وہ بات سمجھنے لگو جو کہتے ہو''مندرجہ بالا حکم کے نتیجہ میں زیادہ تر مسلمانوں نے شراب نوشی ترک کر دی لیکن کچھ اس طرح اوقات بدل کر شراب نوشی کرتے رہے تاکہ نماز کے وقت تک نشہ ختم ہو جائے۔کچھ عرصہ بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں لوگوں کو متنبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے۔ بعید نہیں کہ اس کی قطعی حُرمت کا حکم آ جائے لہٰذا جن جن لوگوں کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کر دیں۔ اس کے کچھ مدت بعد مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی (ترجمہ۔ اے ایمان والو! بیشک شراب اور جُوا اور عبادت کے لئے نصب کئے گئے بُت اور قسمت معلوم کرنے کے لئے فال کے تیر سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے کلیتًا پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ)۔ اس کے فوراً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں بلکہ وہ اسے ضائع کر دیں چنانچہ اُسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہا دی گئی۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ ہم یہودیوں کو تحفہ کیوں نہ دے دیں؟ آپ نے فرمایا جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے تحفہ دینے سے بھی منع کر دیا ہے۔ کچھ نے پوچھا کہ ہم شراب کو سرکہ میں کیوں نہ تبدیل کر لیں؟ آپ نے اس سے بھی منع فرمایا اور حکم دیا کہ اسے بہا دو۔ ایک شخص نے پوچھا کہ کیا دوا کے طور پر استعمال کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور اسکے پینے والے پر اور پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر اور ڈھو کر لیجانے والے پر اور اس شخص پر جس کیلئے

وہ ڈھو کر لیجائی گئی ہو''۔ جمشید دستی کے انکشاف پر ملک بھر کے عوام میں سخت غم و غصے کی لہر پائی جاتی ہے ،آج عوام یہ بات سوچنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ ہم نے اراکین اسمبلی کو اس بات کے لئے ووٹ دیئے تھے کہ وہ اسمبلی میں جا کر موج مستی کریں، عوامی مسائل حل کرنے کی بجائے رب کے احکامات کی نافرمانی کریں ؟اگر جمشید دستی کے اکشافات سچ ہیں تو ایسے اراکین اسمبلی جو اسلام کے نام پر بنائے گئے ملک میں اسلامی قوانین کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں انہوں نے نہ صرف احکام خداوندی کو چیلنج کیا بلکہ وطن عزیز کی باوقار ،آزاد پارلیمنٹ،آئین کی بھی توہین کی۔ اب قوم اس بات کا مطالبہ کر رہی ہے کہ تحقیقات ہونی چاہیں اور جو اراکین اس کام میں ملوث ہیں انکے خلاف کاروائی ہونی چاہئے۔آئین پاکستان کی شق 62 میں قومی اسمبلی کے رکن کی نا اہلیت درج ہے۔''62: کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن منتخب ہونے یا چنے جانے کا اہل نہیں ہو گا اگر (د) وہ اچھے کردار کا حامل نہ ہو اور عام طور پر احکام اسلام سے انحراف میں مشہور ہو (ر) وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا پابند نیز کبیرہ گناہوں سے مجتنب نہ ہو'' وہ اراکین اسمبلی جن پر تحقیقات کے بعد ثابت ہو جاتا ہے وہ اپنے حلقہ انتخاب کے ووٹروں کی ترجمانی بھی کھو چکے ہیں چونکہ انہیں رائے دہندگان نے بحیثیت مسلم نمائندہ کے ووٹ دیئے تھے لیکن وہ اپنے نئے مؤقف کی بدولت اسلام اور آئین پاکستان کی رو سے اپنے منصب پر براجمان رہنے کی اہلیت

سے محروم ہو چکے ہیں لہٰذا الیکشن کمیشن ان کی رکنیت منسوخ کرے۔

پنجاب یوتھ فیسٹول میں ''عالمی'' ریکارڈوں کے ریکارڈ

دنیا میں اس وقت ہر قسم کے ریکارڈ دیکھنے کے لئے گینس بک آف ورلڈ ریکارڈ ایک مستند حوالہ بن چکی ہے، دنیا بھر میں من چلے ہر ریکارڈ کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ کامیاب ہو جاتے ہیں اکثر ناکام ہو جاتے ہیں۔ گنیز ورلڈ ریکارڈز ایک سالانہ چھپنے والی کتاب ہے جس میں انسانی کارناموں اور فطری دنیا کے ریکارڈ درج ہیں۔ اپنی فروخت کے لحاظ سے یہ کتاب خود ایک ریکارڈ ہے۔ اب تک دنیا بھر میں ایک سو بیس ملین سے زائد گنیز ورلڈ ریکارڈز کی کاپیاں فروخت کی جا چکی ہیں. ہر سال اس کتاب کا نیا اڈیشن شائع کیا جاتا ہے. جس میں گزشتہ سال میں بننے والے نئے ریکارڈ کا اندراج ہوتا ہے۔ 10 نومبر 1951 کو سر ہیو بیور، بعد میں گینز بک آف ریورڈز کے مینیجنگ ڈائریکٹر، شمالی سلوب میں کاؤنٹی ویکسفورڈ، آئرلینڈ میں دریائے سینی کی طرف سایلک شوٹنگ پارٹی پر گئے وہاں پر انھیں کھیل دیکھ کر یہ احساس ہوا کے ان کا ریکارڈ ہونا بہت ضروری ہے، اور اس سے پہلے اس طرح کی دنیا میں کوئی کتاب بھی موجود نہیں ہے۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوا انہوں نے ایک سوال و جواب کی کتاب شائع کی جسے بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اگست 1954 میں گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ کی ایک ہزار کاپیاں چھاپی گئیں۔ اس کے بعد 107 فلیٹ سٹریٹ، لندن میں 27 اگست 1955 کو 197 صفحوں پر مشتمل ایڈیشن جاری کیا گیا۔

جو برطانیہ کے سب سے زیادہ فروخت ہونے والے لسٹس میں سب سے اوپر رہا۔اگلے سال یہ امریکہ میں شروع کیا گیا اور اس کی اسی ہزار کاپیاں فروخت ہوئی تھیں کیونکہ کتاب ایک حیرت انگیز ہٹ بن گئی تھی اس لئے اس کے بعد بھی اس کی بیشمار کاپیاں شائع کی گئیں گینز سوپر لیٹو جو کے بعد میں (گنیز ورلڈ ریکارڈز لمیٹڈ) کے نام سے جانا جاتا ہے اس ادارے نے 1954 میں باضابطہ طور پر پہلی کتاب شائع کی۔گینز بک آف ورلڈ ریکارڈز کا گلوبل ہیڈ کوارٹر لندن میں ہے. اب یہ کتاب اتنی مقبولیت حاصل کر چکی ہے کہ ہر خاص و عام کی زبان پر اس کا نام ہے۔گینز بک آف ورلڈ ریکارڈز دنیا کے بہترین اندراج پر محیط ہے، اس میں بہت سی وجوہات کی بنا پر نئے ریکارڈ شامل بھی کیے جا سکتے ہیں اور ختم بھی کیے جا سکتے ہیں۔ یہ تمام اختیارات گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ کے پاس ہیں. لوگ اس میں نئے ریکارڈ شامل کروا سکتے ہیں بشرط یہ کے وہ پہلے ریکارڈ سے بہتر ہو۔پاکستان کے صوبہ پنجاب میں یوتھ فیسیٹول کے نام سے مقابلوں کا انعقاد کیا جا رہا ہے جس میں شہری بڑی تعداد میں شریک ہو رہے ہیں۔ایک طرف ملک میں بم دھماکے، قتل و غارت گری، ٹارگٹ کلنگ کی وجہ سے خوف و ہراس ہے۔لوگ باہر نکلنے سے ڈرتے ہیں تو ایسے دنوں میں شہریوں کے لئے یوتھ فیسٹول کا انعقاد خوش آئند ہے۔پنجاب میں گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ کی ٹیم کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ گزشتہ چار دنوں میں پنجاب میں 29 عالمی ریکارڈ بنا کر پاکستان کا نام اس بک میں درج کیا جا چکا ہے۔پاکستان نے انسانی ہاتھوں سے دنیا کا سب

سے بڑا سبز ہلالی پرچم بنا کر عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ لاہور کے نیشنل ہاکی اسٹیڈیم میں پنجاب یوتھ فیسٹیول کے تحت ہونے والی تقریب میں طلبا نے انسانی ہاتھوں سے دنیا کا سب سے بڑا جھنڈا بنا کر عالمی ریکارڈ قائم کیا، تقریب کے دوران کئی گھنٹوں تک بارش کا سلسلہ بھی جاری رہا تاہم خراب موسم اور بارش سے بھی طلبا کا جوش کم نہ ہوا اور 29 ہزار سے زائد طلبا نے سب سے بڑا انسانی پرچم تیار کرکے نیا عالمی ریکارڈ قائم کردیا۔ یوتھ فیسٹیول 2014 کا پہلا ریکارڈ بنانے والے نوجوان طلباء کی اکثریت نے سجدہ شکر ادا کیا اور مسرت سے ایک دوسرے سے گلے ملتے رہے، بعض کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے اور انہوں نے اپنی اس بڑی کامیابی کا سہرا اپنے والدین کی دعاوں وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو دیا۔ طالبعلموں کا کہنا تھا عالمی ریکارڈ بنانے پر ہمارے جو تاثرات ہیں ان کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ ہمیں خوشی ہے ہم پاکستان کا سب سے بڑا انسانی پرچم بنا کر عالمی سطح پر ملک کا نام روشن کرنے میں کامیاب رہے۔ طلباء کا کہنا تھا اللہ نے چاہا تو اس طرح کے مزید ریکارڈز بنا کر دنیا میں پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہراتے رہیں گے۔ دنیا کا سب سے بڑا پرچم بنانے کے بعد پاکستانیوں نے سب سے زیادہ قومی پرچم لہرانے کا عالمی ریکارڈ بنا کر پنجاب یوتھ فیسٹول 2014ء کی افتتاحی تقریب کو یادگار بنا دیا۔ اس اعزاز کے بعد گزشتہ چار دنوں میں پاکستان کے مجموعی گینئر ریکارڈ کی تعداد 29 تک پہنچ گئی ہے۔ نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں ہونے

والی تقریب کے مہمان خصوصی وزیر اعلی پنجاب میاں شہباز شریف تھے جبکہ اس موقع پر جرمنی، سعودی عرب، یو اے ای، چین، ترکی، سویڈن سمیت 14 ممالک کے سفیروں اور اعلیٰ شخصیات کے علاوہ صوبائی وزیر کھیل رانا مشہود احمد خان، قومی و صوبائی ارکان اسمبلی، ڈائریکٹر جنرل پنجاب سپورٹس بورڈ عثمان انور سمیت مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات بھی موجود تھیں۔ تقریب میں صوبہ بھر کے تعلیمی اداروں کے طلباء طالبات اور عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور گینز ٹیم کی موجودگی میں سب سے زیادہ 56,263 قومی پرچم لہرا کر نیا عالمی ریکارڈ بنا دیا، اس سے پہلے یہ ریکارڈ ارجنٹائن نے 49,850 افراد کے ساتھ بنایا تھا۔ گزشتہ چار دنوں میں پاکستان کا مجموعی طور پر یہ 29 واں عالمی ریکارڈ ہے۔ پاکستانی بچوں نے اپنی نوعیت کا منفرد ریکارڈ بنا کر اس خوشی کے ساتھ پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے کہ نیشنل ہاکی سٹیڈیم کے در و دیوار لرز اٹھے۔ عالمی ریکارڈ بنانے کے لئے گینز ٹیم کی طرف سے شرکاء کو 5 منٹ کا وقت دیا گیا تھا، اس دوران طالبعلم قومی پرچم لہراتے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے، پیارا پرچم ہمارا پرچم سمیت متعدد قومی نغمے بھی حاضرین کے دلوں کو گرماتے رہے۔ بچوں نے اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے دنیا کے سب سے بڑے آرٹ لیسن کا ریکارڈ بھی پاکستان کے نام کر دیا۔ 5351 پاکستانی بچوں نے پنجاب سٹیڈیم میں چائنیز تائی چی کے 4810 کا ریکارڈ پاش پاش کر دیا۔ آرٹ لیسن کے ریکارڈ میں بیکن ہاؤس سکول سسٹم کے 6 ہزار

بچوں نے شرکت کی اور انتہائی منظم انداز میں مغلیہ طرز کی عمارتوں پر بنی جمیٹری اور فلورل پینٹنگ صرف 30 منٹ میں تیار کی۔ گینز ریکارڈ کی ٹیم نے تمام بچوں سے پینٹنگ پیپر وصول کرکے ان کی گنتی کرنے کے بعد اعلان کیا کہ پاکستان کے 5351 بچوں نے چائنز تائی چے کا 4810 بچوں کا آرٹ لیسن ریکارڈ توڑ دیا۔ ایک منٹ میں تالی بجا کر پش اپس لگانے کا برطانوی ریکارڈ غلام مرتضٰی نے توڑا۔ انہوں نے ایک منٹ میں 90 پش اپس لگائیں۔ ایک منٹ میں 60 پاؤنڈ وزن کے ساتھ پش اپس کا آسٹریلوی 110 ریکارڈ شاہد عباس کے نام رہا جنہوں نے آسٹریلوی ریکارڈ 31 ویں سیکینڈ میں توڑ دیا انہوں نے مقررہ وقت میں 90 پش اپس لگا کر گنیز ریکارڈ اپنے نام کیا۔ ایک منٹ میں فل باڈی ایکسپلوزو پش اپس کا برطانوی ریکارڈ محمد وسیم نے توڑا۔ انہوں نے 85 82 پش اپس لگا کر گنیز ریکارڈ بنایا۔ ایبڈومینل پلینک پوزیشن میں 100 پاؤنڈ وزن کے ساتھ زیادہ وقت رکنے کا برطانوی ریکارڈ صداقت حسین کے نام رہا۔ صداقت حسین پونڈ وزن اٹھا کر 6 منٹ اور ایک سیکنڈ تک اسی پوزیشن پر رہتے ہوئے ورلڈ ریکاڈ100 قائم کیا۔ چار سوئس بالز پر ایک منٹ میں 31 پش اپس کا آسٹریلوی ریکارڈ عثمان غنی نے توڑا۔ انہوں نے 42 پش اپس لگا کر گنیز ریکارڈ اپنے نام کیا۔ سر کے اوپر ایک منٹ میں کک سے 89 کپ توڑنے کا فرانسیسی ریکارڈ اتروبہ نے توڑ دیا۔ انہوں نے مقررہ وقت میں 119 کپ توڑ کر ورلڈ ریکارڈ قائم کیا۔ انگلیوں کی پور پر ایک منٹ میں 105 پش اپس کا برطانوی ریکارڈ عبدالسلام کے نام رہا۔

انہوں نے مقررہ وقت میں 121 پش اپس لگائیں۔ٹانگیں کھول کر زیادہ دیر بیٹھنے کا اٹلی کا ریکارڈ سید معراج حسین نے توڑا۔ انہوں نے 12 منٹ اور 44 سیکنڈ بیٹھ کر یہ ریکارڈ اپنے نام کیا۔ بیس بال بیٹ سے ایک منٹ میں سر پر 65 ناریل توڑنے کا ترکی کا ریکارڈ محمد راشد نے توڑا جنہوں نے مقررہ وقت میں 88 ناریل توڑے۔ سپورٹس بورڈ پنجاب جمنیزیم ہال میں پہلے ریکارڈ کی کاوش پاکستان آرمی کے کیپٹن ارباب نے پاؤنڈ وزن کے ساتھ ایک منٹ میں ایک ہاتھ پر 62 پش اپس لگا کر کی۔ اس سے 40 قبل یہ ریکارڈ برطانوی شہری کے پاس تھا جس نے 40 پونڈ وزن کے ساتھ ایک منٹ میں ایک ہاتھ پر 31 پش اپس لگائے تھے۔دوسرے ریکارڈ کی کاوش پاکستان کے 7 افراد نے ایک ساتھ 46 سیکنڈ تک سینڈوچ کی شکل میں بنے کیل کے بستر پر اوپر تلے لیٹ کر کی۔اس سے قبل یہ ریکارڈ بھارت کے 5 افراد نے بنایا تھا۔ نئے ریکارڈ کی کاوش میں تاج محمد، مجتبیٰ حسن، معراج حسین، نعمان، حسن، ارسلان اور اثمر شامل تھے۔ تیسرے ریکارڈ کی کاوش محمد راشد نے کی جنہوں نے ایک منٹ میں 155 اخروٹ توڑے اس سے پہلے امریکہ کا ریکارڈ ایک منٹ میں 44 اخروٹ توڑنے کا ہے۔فرحان ایوب نے ایک منٹ میں 38 کپ اپس لگا کر برطانیہ کا 22 کپ اپس کا ریکارڈ توڑنے کی کاوش کی۔ کیپٹن ارباب نے ایک منٹ میں الٹے ہاتھوں سے 166 پش اپس لگا کر قطر کے شہری کا پش اپس کا ریکارڈ توڑنے کی کاوش کی۔ ندیم عباس نے 40 پاؤنڈ وزن کے ساتھ 132 الٹے ہاتھوں پر 70 پش اپ لگا کر نیا ورلڈ ریکارڈ قائم کرنے کی کاوش کی اس سے قبل یہ

ریکارڈ 51 پش اپس کے ساتھ امریکہ کے پاس تھا۔ مجتبیٰ حسن نے نن چاقو کے ساتھ ایک منٹ میں 107 اخروٹ توڑ کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اس پاکستانی نوجوان نے کمال مہارت اور پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چین کا 49 اخروٹ توڑنے کا ریکارڈ اپنے نام کرنے کی کوشش کی۔ علی حیدر نے الٹے ہاتھوں پر 60 پاؤنڈ وزن کے ساتھ 52 پش اپس لگا کر نیا ریکارڈ قائم کرنے کی کوشش کی اس سے قبل یہ ریکارڈ 38 پش اپس کا تھا۔ نویں ریکارڈ میں ظفر اقبال نے ایک منٹ میں 40 پاؤنڈ وزن کے ساتھ پش اپس لگائیں اس سے پہلے یہ ریکارڈ 73 پش اپس کے ساتھ لبنان کے پاس 100 تھا۔ پنجاب حکومت اس طرح کے اقدامات سے پاکستان کا نام دنیا بھر میں روشن کر رہی ہے اور یہ پیغام دے رہی ہے کہ پاکستانیوں کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ کسی میں ہمت ہے تو سامنے آئے۔

بھارتی فوج میں خود کشی کا بڑھتا ہوا رجحان

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو گئی۔ بھارتی فوجیوں کی خود کشیوں میں اضافہ ہونے لگا۔ گزشتہ دس سال سے مقبوضہ کشمیر میں تعینات فوجیوں میں خود کشی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اگر چہ بھارتی حکومت اور محکمہ دفاع نے ان واقعات کو روکنے کیلئے کئی طرح کے اقدامات بھی اٹھائے تھے مگر یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ بھارتی حکومت اور محکمہ دفاع نے گذشتہ سال ملک کی فوج میں فوجیوں کی فلاح و بہبود اور ان کی تفریح کیلئے کئی طرح کے ہنگامی اقدامات اٹھائے گئے تھے تاکہ ملک کی دفاعی افواج میں فوجیوں کی بڑھتی خود کشی کے واقعات کو کم کیا جاسکے لیکن ایسا نہ ہو سکا اور مقبوضہ کشمیر میں تعینات فوج میں کام کرنے والے اہلکار برابر خود کشی کی وارداتیں انجام دے رہے ہیں جس کی وجہ صرف ذہنی تناو بتائی جارہی ہے اور اس ذہنی تناؤ کی وجہ ان فوجیوں کا اپنے گھروں اور اپنے اہل و عیال سے زیادہ تر وقت دور رہتا ہوتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی صفاپورہ چھاؤنی میں بھارتی فوجی آپس میں لڑپڑے جس پر ایک بھارتی فوجی نے رات گئے بیرک میں سوئے ہوئے اپنے ہی ساتھی فوجیوں پر اندھا دھند گولیاں برسا دیں جس سے راشٹریہ رائفلز کے چھ اہلکار موقع پر ہلاک متعدد زخمی ہو گئے تھے۔ پچھلے چند برسوں میں خود کشی

اور آپس میں لڑائی جھگڑوں کے واقعات میں بہت زیادہ شدت پیدا ہوئی ہے۔ جموں کشمیر میں جاری مسلسل طویل اور تھکا دینے والی جنگ سے بھارتی فوجی سخت ذہنی تناؤ اور ڈپریشن کا شکار ہو رہے ہیں۔ انہیں سخت ڈیوٹی کرنا پڑتی ہے اور لمبے عرصہ تک گھر جانے کیلئے چھٹی بھی نہیں ملتی جس سے لڑائی جھگڑوں کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ گذشتہ دنوں جس بھارتی فوجی نے اپنے چھ ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا ہے اس کا نام رنبیر سنگھ بتایا جاتا ہے اور اس کا تعلق بھارتی فوجی دستے راشٹریہ رائفلز سے ہے۔ پندرہویں کور کے ترجمان لیفٹیننٹ کرنل این این جوشی نے اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ صفاپورہ کیمپ میں ہونے والے لڑائی جھگڑوں کے واقعہ کی تفتیش کی جارہی ہے۔ بھارتی میڈیا کا کہنا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں جاری تھکا دینے والی جنگ اور ہر لمحہ کشمیری مجاہدین کے حملوں کے خوف کی وجہ سے بھارتی فوجی اہلکاروں میں نفسیاتی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں' ان کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ بات بات پر مشتعل ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات چھوٹی سی بات پر مشتعل ہو کر اپنے ہی ساتھیوں کو گولیوں کا نشانہ بنا دیتے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجی اہلکار کی جانب سے اپنے ہی ساتھی پانچ فوجیوں کو قتل کرنے کے ایک دن بعد ہی بڈگام میں فوج کے ایک جونیئر کمشنڈ آفیسر نے خودکشی کر لی ہے جبکہ پونچھ میں ہونے والے ایک دھماکہ میں ایک فوجی زخمی بھی ہوا ہے۔ بڈگام میں 2 راشٹریہ رائفلز کیمپ میں تعینات جونیئر کمیشنڈ آفیسر سرندر سنگھ نے ذہنی

تناؤ سے تنگ آ کر اپنی سروس رائفل سے خود پر گولی چلائی۔ گولیوں کی آواز سن کر کیمپ میں موجود دیگر اہلکار جائے وقوعہ پر پہنچے تو انہوں نے وہاں آفیسر کو خون میں لت پت دیکھا۔ اگرچہ اسے ہسپتال لے جانے کی کوشش کی گئی تاہم ڈاکٹروں نے اسے مردہ قرار دے دیا۔ بھارتی میڈیا کے مطابق مذکورہ آفیسر پنجاب کا رہنے والا تھا۔ بھارتی حکومت اور فوج کو مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں کی خود کشی کے بڑھتے واقعات پر سخت تشویش ہے۔ بھارتی آرمی چیف جنرل بکرم سنگھ نے کشمیر میں تعینات فوج کو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے کہا کہ ان واقعات کو روکنے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر عنقریب نئی حکمت عملی کا اعلان کیا جائے گا جموں و کشمیر کے اندر فوجی کیمپوں کے اندر ہونے والے بردار کشی کے واقعات بڑھ رہے ہیں جو کہ باعث تشویش ہیں تاہم جس صورت حال میں فوجی اہلکار جی رہے ہیں اس میں ایسے واقعات ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے تاہم انہوں نے کہا کہ جانی نقصان کو دیکھتے ہوئے ایسے واقعات پر روک لگانے کے لیے حکمت عملی اختیار کی جائے گی تاکہ وادی میں مزید ایسے واقعات رونما نہ ہونے پائیں۔ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر کی مسلح افواج میں خود کشی کرنے والے جوانوں کی تعداد کے حوالے سے بھارت پہلا ملک بن گیا ہے۔ بھارتی وزارت دفاع کے اعداد و شمار کے مطابق خود کشی کے سب سے زیادہ واقعات بھارتی فوج میں رونما ہوتے ہیں، جہاں ایک دہائی میں ایک ہزار سے زیادہ فوجیوں نے خود کشی کی ہے 2012 میں ہی فوج کے 26 جوان خود کشی کر چکے ہیں۔

بھارتی فوج میں خود کشی کے رجحان پر 2010 ء میں وزارت دفاع سے متعلق پارلیمانی کمیٹی نے حکومت کو اس مسئلے کے حل کے لئے بیرونی ماہرین کی خدمات لینے کی صلاح دی تھی، لیکن اس پر عمل ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ فوج میں 33 ماہرین نفسیات کی تقرری کی تجویز بھی فائلوں میں ہی ہے۔ حالت یہ ہے کہ شمال مشرقی ریاستوں میں فوجیوں کے لئے چارٹرڈ پروازوں اور ریلوے سفر کے علاوہ وارنٹ دینے کی تجویز پر وزیر دفاع کی اصولی منظوری کے باوجود عمل نہیں ہو پا رہا ہے۔ فوج نے ہر یونٹ میں ایک ماہر نفسیات کی سہولت دینے کا ہدف رکھا ہے، لیکن اسے مکمل ہونے میں تین سال اور لگیں گے۔ ویسے فوج میڈیکل کور کے قریب 90 افسروں کو نفسیاتی مشیر کے طور پر تربیت دے کر تعینات کیا گیا ہے۔ ہر سال سو سے زیادہ فوجی کشیدگی کی وجہ سے خود کشی اور ساتھی کے قتل جیسے اقدامات اٹھا رہے ہیں، جبکہ اس سے بچاؤ کی نصف درجن سے زائد تجاویز سرکاری منظوری کے انتظار میں ہیں۔ فوج کے راشن کے لئے برانڈڈ آٹا دال کی خریداری اور حکام کو برتاو کے لئے خاص تاکید جیسے انتظامات بھی ہیں، لیکن گزشتہ 12 برسوں میں 1362 فوجیوں کی خود کشی کا اعداد و شمار کرنے والے ہیں۔ ساتھ ہی سے لے کر اب تک اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھوں گئی 88 فوجیوں کی جان جانا 2000 فوج جیسی ڈسپلن والی تنظیم کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ وار فٹیگ یعنی جنگ کی تھکان سے اہلکاروں میں نفسیاتی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے وہ جلدی مشتعل ہو جاتے ہیں اور کچھ بھی کر بیٹھتے

ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق دو ہزار دس کے دوران سی آر پی ایف میں آپس کی لڑائی یا خود کشی کے ایک سو تینتالیس جبکہ بارڈر سکیورٹی فورس یا بی ایس ایف میں 75 واقعات ہوئے۔ دو ہزار گیارہ اپریل میں جنوبی کشمیر کے ہی اننت ناگ ضلع میں ایک فوجی اہلکار نے اپنے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ مئی میں ایک بی ایس ایف اہلکار کو اپنے ساتھی پر گولی چلانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ وار فٹیگ یعنی جنگ کی تھکان سے اہلکاروں میں نفسیاتی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے وہ جلدی مشتعل ہو جاتے ہیں اور کچھ بھی کر بیٹھتے ہیں۔ ایک اعلی پولیس افسر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کسی جنگ زدہ علاقے میں طویل عرصہ تک تعینات رہنے اور گھر والوں سے دوری کے سبب فورسز کے جوان چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔

ڈراموں میں رشتوں کے احترام کا قتل عام

تحریر: نذر حسین چودھری

پرائیویٹ چینلز ہو یا سرکار کا ٹی وی ان چینلز پر دیکھائے جانے والے ڈراموں میں میں کہانی صرف اور صرف محبوب اور محبوبہ کے پیار کے گرد ہی گھومتی نظر آتی ہے ۔اکثر ڈراموں میں شادی کے بعد لڑکے کی ماں کو ظلم ڈھاتے دیکھایا جاتا ہے جس کے معاشرے میں بدترین اثرات بآسانی محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ناظرین کی اکثریت چونکہ خواتین ناظرین کی ہوتی ہے۔لہٰذا یہ خواتین خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی لڑکے کے ماں باپ سے نہ صرف دور رکھتی ہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکے بچوں کے دل میں اپنی دادی ماں کیخلاف نفرت پیدا کر دیتی ہیں۔یوں نفرت کے بوئے جانے والے یہ بیج وقت کے ساتھ ساتھ پنپتے رہتے ہیں۔مکافات عمل کے قدرتی نظام سے بے خبر اِن کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ کل ایسا وقت اُن پر بھی آئے گا۔ایسے ہی ایک سچا اور آنکھوں دیکھا سرگودھا کے ایک دوست نے سنایا۔واقعہ کے بارے میں سوچا آپ سے بھی شیئر کر لوں۔یہ ایک خاندان کی سچی کہانی ہے اور تازہ ترین ہے۔بیٹا شادی شدہ ہے۔باپ فوت ہو چکا ہے اور اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہے۔تاہم بیوی اور بچوں کی وجہ سے دو دن سے زیادہ اپنی ماں کو گھر میں نہیں رہنے دیتا۔مجبوراً ماں

اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی جاتی ہے۔ماں جب کبھی اپنے بیٹے کے گھر ہوتی ہے تو دیگر پابندیوں کے ساتھ ساتھ اُس کی بہو کا حکم ہوتا ہے کہ خبردار کچن کا رخ نہ کرنا ۔وقت گزرتا رہتا ہے۔ایک روز اُس کی ماں کو کسی بات پر اُس کی پوتی (دادی) کے منہ پر تھپڑ سے مارتی ہے۔زمین کیا پھٹتی اور آسمان کیا گرتا۔سگے بیٹے نے بات ہنسی مذاق میں ٹال دی۔کچھ وقت گزرا ایک دن وہی پوتی کھانا بنا رہی تھی کہ پریشر کُکر دھماکہ سے پھٹ گیا جس نے چہرے کو جلا ڈالا۔مکافات عمل سے بے خبر اس خاندان کو پھر بھی عقل نہ آئی ماں پر ظلم و ستم برابر جاری رہا۔ماں کبھی اپنے بیٹے تو کبھی اپنے رشتہ داروں کے گھر اپنا وقت گزارتی رہی۔ماں تو پھر ماں ہے جب کبھی اپنے بیٹے کے گھر کیلئے روانہ ہوتی تو اُن کے لئے جتنا ہو سکتا۔کھانے پینے کی اشیاء ساتھ لیکر جاتی۔تاہم دوسری جانب نفرت اپنے عروج پر رہی۔پھر ایک روز جب سب گھر والے سو رہے تھے ۔ماں حسب معمول رشتہ داروں کے گھر تھی۔کہ بہو اپنے گھر کے کچن میں گئی جی ہاں اُسی کچن میں جہاں اُس نے اپنی ساس پر پابندی لگائی تھی کہ وہ اِدھر کا رخ بھی نہ کیا کرے۔کچن میں جا کر چولہا جلانے کے لئے جیسے ہی اُس نے ماچس کی تیلی جلائی اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا۔کچن میں رات کو گیس کھلی رہ گئی تھی۔جس کے باعث دھماکا ہوا۔کچن کے دروازے،کھڑکیاں کئی فٹ دور جا گریں۔بہو بری طرح جھلس گئی ۔ہسپتال پہنچایا گیا۔کئی روز ہسپتال رہنے کے بعد گھر واپس آ گئی۔اُس کی حالت ابھی بھی خراب ہے۔اب اُس کی شکل

و صورت بھی پہلے جیسی نہیں رہی ۔ کیا ان حادثات سے اس خاندان نے کوئی سبق سیکھا ؟؟ نہیں نہیں اُن کا رویہ اب بھی ویسا ہی ہے ۔ایک صحابیؓ نے اللہ کے حبیب ﷺ سے پوچھا قیامت کب آئے گی ۔فرمایا اللہ بہتر جانتے ہیں ۔پوچھا گیا کوئی نشانی ہی بتا دیں ۔تو اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب ماؤں کو ذلیل کیا جانے لگے تو سمجھ لینا کہ قیامت آنے کو ہے ۔

ایک انگریز کی ڈائری نظروں سے گزری جو اپنی ماں سے نفرت کرتا تھا ! ! وہ لکھتا ہے کہ میں اور میری ماں ایک متوسط سے گھر میں رہتے تھے۔۔ میرے والد فوت ہو چکے تھے۔ لہٰذا زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے میری ماں کو سکول کی کینٹین میں صبح سے لیکر سکول بند ہونے تک سخت کام کرنا پڑتا تھا۔ میری ماں کے کپڑے بھی کوئی اتنے اچھے نہ ہوتے تھے۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی۔ کیونکہ مجھے اپنی ماں سے کسی اور بات پر سخت نفرت تھی ۔وہ یہ کہ میری ماں کی ایک آنکھ نہیں تھی۔ جس سے مجھے میری ماں بالکل بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔ اور دوسری طرف سکول کے بچے بھی مجھے اکثر کہتے تمہاری ماں ایک آنکھ سے کانی ہے۔ جس سے میری نفرت میں اور اضافہ ہوتا۔ جبکہ میری ماں مجھ سے بیحد پیار کرتی اور پڑھائی کے معاملے میں ہر وہ سہولت مہیا کرتی جو دوسرے بچوں کو حاصل تھیں۔ مگر میں نے اپنی ماں سے ہمیشہ نفرت کی۔ خیر میں تعلیم حاصل کرتا گیا۔ ایک وقت آیا کہ میں کالج کے بعد یونیورسٹی اور پھر کورس کے لئے سنگاپور چلا

گیا۔اور میری ماں جیسے تیسے میرا خرچہ برداشت کرتی رہی۔ لیکن میری نفرت باقاعدہ برقرار رہی۔ وقت گزرتا گیا میں تعلیم مکمل کرکے واپس آیا مجھے بہت اچھی جاب مل گئی اور پھر جیسے ہی میں معاشی طور پر آزاد ہوا۔ اپنی ماں سے بالکل قطعہ تعلق ہوگیا۔ جس کا میری ماں کو رنج ہوا۔ مگر مجھے پروا نہیں تھی۔ پھر میں نے شادی کر لی اور میرے دو بچے بھی ہوگئے۔ میں نے اپنا ذاتی گھر بھی خرید لیا۔ایک دن اچانک میرے گھر کی گھنٹی بجی۔ دروازہ کھولا تو سامنے ماں کھڑی تھی۔ میری بیوی اور بچے تجسس سے میرے پیچھے کھڑے ہو کر بولے یہ کون ہیں۔۔؟؟ جبکہ مجھے بے حد غصہ آیا۔ میں نے ماں کو کہا کہ تو یہاں کیوں آئی ہو۔۔ کیوں میرے بچوں کو ڈرانا چاہتی ہو ان کو کیوں ڈسٹرب کیا ہے۔ میری ماں نے کوئی لفظ نہ کہا اور انہی قدموں سے واپس چلی گئی۔ تھوڑا وقت گزرا۔ پتہ نہیں کیوں میں ایک دن جاب سے واپسی پر اپنی ماں کے گھر کی طرف چلا گیا۔ ماں گھر نہیں تھی۔ ہمسایوں سے دریافت کرنے پر معلوم پڑا کہ ماں کچھ دن پہلے فوت ہو گئی ہے۔۔ لیکن ہمسائے نے کہا اچھا ہوا تم آ گئے تمہاری ماں تمہارے لئے ایک خط چھوڑ گئی ہے۔ میں نے لیا اور پڑھنا شروع کیا

پیارے بیٹے ہمیشہ سلامت اور خوش رہو

مجھے پتہ ہے تم مجھ سے میری آنکھ کی وجہ سے ساری زندگی نفرت کرتے رہے۔۔

لیکن بیٹا سنو۔۔ تم بہت چھوٹے تھے کہ تمہارا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ تمہاری ایک آنکھ بالکل ضائع ہو گئی۔ جس سے میرا دن رات کا سکون چھن گیا۔ میں تمہیں اس

طرح نہیں دیکھ سکتی تھی۔ڈاکٹرز نے کہا کہ آنکھ بحال ہو سکتی اگر کوئی اپنی آنکھ عطیہ کرے۔ میں نے اپنی ایک آنکھ تم کو دے دی۔۔تاکہ میرا لال دونوں آنکھوں سے دیکھ سکے۔۔اگر یہ میرا جرم تھا تو بیٹا مجھے معاف کر دینا۔۔اور میں معافی چاہتی ہوں کہ تم کو اور تمہارے بچوں کو ڈسٹرب کیا تھا

فقط تمہاری ماں

مجھے ایسا لگا میری دنیا تباہ و برباد ہو گئی۔ دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹے اور میں اس میں غرق ہو جاؤں۔

ڈرامہ نگار ہو یا کوئی دوسرا سب اپنے اللہ کو جواب دہ ہیں معاشرے میں ان مقدس رشتوں کیخلاف نفرت پھیلانے پر یقینا قبل گرفت ہونگے۔کاش مکافات عمل کے ان واقعات سے کوئی سبق سیکھے تاکہ رشتوں کا احترام قائم رہ سکے۔

ہندو ذہنیت اور تحفظ نظریہ پاکستان مہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حبیب اللہ سلفی

بھارت کی ایک یونیورسٹی میں ایشیاکپ کے میچ میں پاکستان کی جیت کا جشن منانے پر 150 کشمیری طلباء کو یونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔ میرٹھ یونیورسٹی کے چیئرمین نے آئندہ کیلئے کسی کشمیری طالب علم کو داخلہ نہ دینے کا اعلان کیا اور کہا ہے کہ پاکستان کی فتح کا جشن منانے والے کشمیری طلباء کو تعلیم کیلئے پاکستان بھیج دینا چاہیے۔ ہندو انتہا پسندوں کی جانب سے میرٹھ یونیورسٹی کے طلباء کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا، ان کے کمروں میں گھس کر توڑ پھوڑ کی گئی اور ساری رات یونیورسٹی سے باہر کھلے مقام پر سخت سردی میں ٹھٹھرنے پر مجبور کیا گیا۔ اسی طرح مقبوضہ کشمیر کے سیاحتی مقام گلمرگ میں بھارت سے جیت پر خوشی کا اظہار کرنے پر بھارتی فوجیوں نے کشمیری نوجوان کا گلا کاٹ ڈالا جس کی حالت ابھی تک سنبھل نہیں سکی ہے اور وہ مقبوضہ کشمیر کے صورہ میڈیکل ہسپتال میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں گن رہا ہے۔

ہندوؤں کی مسلمانوں سے نفرت آج سے شروع نہیں ہوئی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو

سمیت سب ہندوؤں کے ذہنوں میں یہی لاوا پکتا رہا ہے اور وہ کسی طور مسلمانوں کو بنیادی حقوق فراہم کرنے کے حق میں نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاست، معیشت و معاشرت ہو یا صحت کا میدان بھارتی معاشرے میں مسلمانوں کو کبھی بھی اہم مقام حاصل نہیں ہو سکا۔ ہندو مسلمانوں کو خود سے انتہائی کم تر خیال کرتے ہیں۔ان کے ذہنوں میں یہ بات بچپن سے ہی پختہ کر دی جاتی ہے کہ مسلمان یہاں کے مقامی نہیں ہیں بلکہ باہر سے آئے ہیں اور دھرتی ماتا کو پلید کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں نے چونکہ اس خطہ میں کئی سو سال تک حکومت کی ہے اس لئے انہیں ہر صورت مسلمانوں سے بدلہ لینا ہے۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کا وجود کبھی برداشت نہیں رہا۔ ان کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا اور اس بنیاد پر بدترین فسادات ہوتے رہے ہیں کہ یا تو مسلمان ہندوستان چھوڑ کر چلے جائیں یا پھر ہندو مذہب قبول کر لیں۔ ہندو انتہا پسندوں کی طرف سے مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کیلئے شُدھی اور شدھی جیسی تحریکیں بھی چلائی جاتی رہی ہیں جو کہ متعصب ہندو زہنیت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔یہی وہ بنیادی وجوہات تھیں جس کی بنیاد پر آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا اور مسلمانوں نے دو قومی نظریہ کا علم تھام کر لاکھوں جانوں کے نذرانے پیش کئے اور ایک الگ خطہ حاصل کیا گیا جسے آج دنیا پاکستان کے نام سے جانتی ہے۔ قیام پاکستان کو چھیاسٹھ برس گزر گئے ہیں لیکن ہندوؤں کی مسلمانوں سے نفرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ بھارتی جیلیں مسلمانوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ہزاروں

کی تعداد میں پڑھے لکھے ہندوستانی مسلمان کئی کئی برسوں سے بغیر کسی جرم کے جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں کوئی انہیں رہائی دلوانے والا نہیں ہے۔ بھارت میں مسلمان اقلیت میں ہیں لیکن جیلیں وہ واحد جگہ ہیں جہاں آبادی کے تناسب کے حساب سے مسلمان اکثریت میں ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ بھارتی مسلمان چوری، ڈکیتی، تخریب کاری و دہشت گردی اور اس نوع کی دیگر وارداتوں میں بہت زیادہ ماہر ہیں بلکہ اس کی وجہ صرف اور صرف ان کا مسلمان ہونا اور پولیس، آئی بی اور خفیہ ایجنسیوں میں ہندو انتہا پسندوں کی موجودگی ہے جنہوں نے حیلوں بہانوں سے اٹھارہ سے تیس سال تک کے مسلم نوجوانوں کو جیلوں میں ڈالنا اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے۔ مکہ مسجد، مالیگاؤں بم دھماکے ہوں یا سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس' دہشت گردی کے ان تمام واقعات میں ہندو انتہا پسند تنظیموں کا ملوث ہونا ریکارڈ پر آچکا ہے تاہم اس کے باوجود جب کبھی اس طرح کا کوئی واقعہ ہو فورا مسلمانوں کے گرد شکنجہ کس دیا جاتا ہے اور اگر کوئی وکیل ان کا کیس لڑنے کیلئے تیار ہو جائے تو اسے بیوی بچوں سمیت قتل کرنے اور اس کا گھر جلانے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ یہ بات بھی ساری دنیا پر عیاں ہو چکی ہے کہ کانگریس کی حکومت ہو یا بی جے پی کی مسلمانوں کی عزتوں و حقوق کے تحفظ کیلئے کسی نے عملی اقدامات نہیں اٹھائے۔'

ہندوؤں کی نفرت کا عالم یہ ہے کہ بھارتی مسلمان اداکار بھی ان کے شر سے محفوظ نہیں ہیں۔ وہ جتنا مرضی خود کو لبرل ثابت کرنے کی کوششیں کرتے رہیں انہیں ہمیشہ شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا

ہے۔ ہندو انتہا پسند تنظیمیں خود پورے بھارت میں سرکاری دفاتر، چوکوں و چوراہوں اور دیگر پبلک مقامات پر بھی ڈنکے کی چوٹ پر مندر بنانے کی تحریک چلا رہے ہیں مگر مسلمانوں کو نئی مساجد تعمیر کرنے کی اجازت دینا تو درکنار پرانی تاریخی مساجد میں انہیں نمازوں کی ادائیگی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ سینکڑوں مساجد و مدارس محض تعصب کی بنا پر شہید کئے جا چکے ہیں اور بیسیوں مساجد کے بارے میں یہ باتیں مشہور کر دی گئی ہیں کہ یہاں پہلے مندر ہوا کرتے تھے لہٰذا اس بنیاد پر آئے دن فسادات بھڑکانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ کبھی گائے ذبح کرنے یا کسی مندر کی مورتی توڑنے کا شوشہ چھوڑ کر حالات خراب کئے جاتے ہیں تو کبھی مسلمان نوجوانوں پر ہندو لڑکیوں کو شادی کیلئے ورغلانے کے بہانے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا جاتا ہے۔ ممبئی جیسے شہر میں کسی اچھی رہائشی کالونی میں اگر کوئی مسلمان اپنے لئے گھر خریدنا یا کرایہ پر لینا چاہے تو اس کا یہ خواب پورا نہیں ہو سکتا۔ ابھی چند دن قبل ہی بھارتی بحریہ کے ایک ریٹائرڈ مسلم کیپٹن جس نے 1990ء کی دہائی میں سینکڑوں ہندوستانیوں کی عراقی فوج سے جان چھڑائی تھی اور اپنے ملک کیلئے ہیرو کا سا کردار ادا کیا تھا' نے پوری کوشش کی کہ وہ ممبئی کی کسی اچھی ہاؤسنگ سوسائٹی میں اپنے لئے کوئی گھر خرید یا کرایہ پر لے کر وہاں اپنی رہائش رکھ سکے مگر اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ ہندوؤں کے تعصب اور گھٹیا ذہنیت کی حالت تو یہ ہے کہ پاکستان اگر بھارت سے میچ جیت جائے

تو مقامی مسلمانوں کی بستیوں کو آگ لگادی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم پاکستان کے جیتنے پر خوش ہوتے ہو اس لئے تمہیں یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کچھ عرصہ قبل پاکستان کے ایک نابینا کھلاڑی کو محض اس لئے تیزاب پلا دیا گیا کہ وہ بھارتی ٹیم سے میچ جیتنے میں اہم کردار ادا نہ کرسکے۔ پچھلے سال جنوری میں بھارتی ریاست مہاراشٹر کے دھولیہ ٹاؤن میں بھی پاکستان کے ون ڈے سیریز جیتنے پر بدترین مسلم کش فسادات ہوئے تھے۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ بھارتی پولیس بھی اس دوران فسادات کنٹرول کرنے کی بجائے ہندو انتہا پسندوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر لوٹ مار اور توڑ پھوڑ کرتی رہی۔ کئی مسلمان شہید سینکڑوں زخمی ہوئے، ہزاروں مسلمانوں کو علاقہ سے ہجرت کرنا پڑی، مسلمانوں کا کروڑوں روپے مالیت کا نقصان کیا گیا مگر آج تک کسی نے ان کے زخموں پر مرہم نہیں رکھی۔ چند دن قبل بھارتی ریاست اترپردیش کی سوامی وویکا نند یونیورسٹی میں زیر تعلیم ایک سو پچاس سے زائد کشمیری طلباء کو بھی محض پاکستان کے جیتنے پر خوشی کا اظہار کرنے کے جرم میں یونیورسٹی سے مار مار کر نکال دیا گیا اور جب طلباء نے میرٹھ یونیورسٹی کی انتظامیہ سے شکایت کی تو الٹا انہیں ہی قصور وار ٹھہرایا گیا۔ انہیں پانچ ہزار روپے فی کس کے حساب سے جرمانہ عائد کیا گیا اور کہا گیا ہے کہ اگر انہیں پاکستان کے میچ جیتنے کی اتنی ہی خوشی ہے تو وہ پاکستان چلے جائیں۔ بھارتی میڈیا میں یہ خبریں شہ سرخیوں سے شائع ہوئی ہیں مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں

ریشگی۔ اسی طرح مقبوضہ کشمیر کے گلمرگ علاقہ میں بھی خود بھارتی فوجیوں نے بدترین ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے محمد یوسف ریشی نامی ایک کشمیری نوجوان کا گلا اس بنیاد پر کاٹ ڈالا کہ اس نے شاہد آفریدی کی طرف سے بھارتی باؤلرز کی دھنائی کرنے پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اگرچہ مسلمانوں کے شدید احتجاج پر کہا جارہا ہے کہ واقعہ میں ملوث بھارتی فوجیوں کے خلاف مقدمہ درج کرکے تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آج تک مقبوضہ کشمیر میں غاصب بھارتی فوج کے کسی اہلکار کو معمولی سی بھی سزا دی گئی ہے جو' اب دی جائے گی؟۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہندو مسلمانوں کا ازلی دشمن تھا، ہے اور رہے گا۔ اس کے دل میں مسلمانوں کے لئے کبھی ہمدردی پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ ان کے عقیدے کی بنیاد ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جماعۃالدعوۃ کی طرف سے اس وقت پورے ملک میں تحفظ نظریہ پاکستان مہم کی جو ملک گیر مہم جاری ہے وہ انتہائی قابل تحسین اقدام ہے۔ ان دنوں جماعۃالدعوۃ کے زیر اہتمام شہر شہر گاؤں گاؤں میں نظریہ پاکستان کانفرنسوں کا انعقاد کرکے نوجوانوں کو قیام پاکستان کے ، مقاصد سے آگاہ کیا جارہا ہے۔ اسی طرح 23 مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر پورے ملک کی طرح لاہور میں مینار پاکستان سے مسجد شہداء مال روڈ تک احیائے نظریہ پاکستان مارچ کا اعلان کیا گیا ہے جس میں ملک بھر کی تمام دینی وسیاسی جماعتوں کی قیادت کو شریک کیا جائے گا۔ ان جلسوں، کانفرنسوں اور نظریہ پاکستان مارچ کرنے کے نوجوان نسل پر دررس اثرات مرتب ہوں گے اور انہیں

ہندو بنئے کی ذہنیت اور قیام پاکستان کے مقاصد سے آگاہی حاصل ہو گی۔ تحفظ نظریہ پاکستان کی یہ مہم جاری رہنی چاہیے اور یہ بات ہر صورت ہمیں اپنے ذہنوں میں بٹھا لینی چاہیے کہ ہم جتنا مرضی بھارت سے یکطرفہ دوستی کی پینگیں بڑھاتے رہیں۔ ویزہ سروس میں نرمی، اپنے ہی دریاؤں سے بجلی خریدنے کے معاہدے، ثقافتی وفود کے تبادلے اور کبڈی میچوں کے مقابلے کرتے رہیں' ہندو بنئے کی ذہنیت نہیں بدلے گی۔ وہ مسلمانوں اور پاکستان کو نقصانات سے دوچار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے گا۔

"پاکستان کی فتح، کشمیریوں کی خوشی بھارت "برہم

پاکستانی کرکٹ ٹیم ایشیاکپ کے فائنل میں پہنچ چکی ہے۔بنگلہ دیش کی سرزمین پر پاکستان نے پہلے انڈیا سے میچ جیتا اور پھر بنگلہ دیش سے جیت کر پاکستانی قوم کی خوشیوں کو دوبالا کیا۔ پاکستان کی پرفارمنس ہمیشہ حیران کرنے والی ہوتی ہے۔ شاہد آفریدی جب کھیلتے ہیں تو پتا چل جاتا ہے کہ پرفارمنس دیں گے یا نہیں۔ انہوں نے حالیہ جو دو میچوں میں پرفارمنس دی ان کا نام سنہری حروف میں لکھا جائیگا۔سابق کرکٹر کا کہنا ہے کہ پاکستان نے ثابت کر دیا کہ وہ زیادہ رنز کا ہدف حاصل کر سکتا ہے۔ پاکستان کو دنیا نے دبا کر رکھا کوئی ٹیم پاکستان نہیں آنا چاہتی، پاکستان کو کرکٹ سے محروم کیا جا رہا ہے لیکن پاکستانی ٹیم نے ثابت کر دیا کہ جتنا دبائیں گے اتنا ہی ابھریں گے۔ شاہد آفریدی کا بیٹ کلاشنکوف کی طرح چلتا ہے جس سے دنیا کی ہر ٹیم تہس نہس ہو جاتی ہے۔ فتح کا جشن منانے کیلئے قوم سڑکوں پر نکل آئی اور فضا اللہ اکبر اور پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ شاہینوں کی فتح کی خوشی میں کرکٹ شائقین نے بھنگڑے ڈالے اور مٹھائیاں تقسیم کیں جبکہ مختلف علاقوں میں ہوائی فائرنگ اور آتش بازی کی گئی۔ نوجوان بوم بوم آفریدی کے نعرے لگاتے رہے۔لاہور کی سڑکوں پر منچلے خوشی سے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے اور مٹھائیاں بانٹتے رہے۔دیگر

شہروں میں بھی یہی صورتحال تھی۔ پاکستانی ٹیم کی کامیابی کے بعد شہری ایک دوسرے کو کالز اور ایس ایم ایس کے ذریعے مبارکبادیں بھی دیتے رہے۔ چیئرمین بحریہ ٹاؤن ملک ریاض نے بھارت کو شکست دینے پر قومی کرکٹ ٹیم کو مبارکباد دی اور پاکستان کی فتح میں اہم کردار ادا کرنے پر بوم بوم آفریدی کو کراچی میں ایک کنال کا پلاٹ دینے کا اعلان کیا ہے۔ صدر کراچی چیمبر آف کامرس عبداللہ ذکی نے بھی شاہد آفریدی کو گولڈ میڈل دینے کا اعلان کیا۔ ساہیوال کی انجمن آڑھتیاں نے بھی شاہد آفریدی کو سونے کا تاج پہنانے کا اعلان کیا ہے۔ وفاقی وزیر عباس آفریدی نے بھی شاہد آفریدی کی شاندار کارکردگی پر 5 لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا۔ پاکستان بھارت سیمی فائنل، ڈھاکہ کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر بھی پاکستان اور بھارت کے حامیوں میں خوب لڑا گیا جس میں پاکستانیوں نے بھارتی سورماؤں کو خاک چٹا دی۔ میچ کے موقع پر سوشل میڈیا فیس بک پر بھی تصویری جنگ جاری رہی جس کی باری پاکستانی لے گئے۔ سوشل میڈیا پر جاری کی گئی مختلف تصاویر میں بھارتی ٹیم کو شکست خوردہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان ایشیاء کپ کے شیر بنگال سٹیڈیم میں کھیلے گئے میچ میں سٹیڈیم میں موجود 85 فیصد سے زائد بنگلہ دیشی شہریوں نے پاکستانی ٹیم کی کھل کر حمایت کی' میچ کے دوران بنگلہ دیشی تماشائیوں کی بھرپور سپورٹ سے ایسا نظر آتا تھا جیسے یہ میچ بنگلہ دیش میں نہیں پاکستان کے کسی سٹیڈیم میں ہو رہا ہے' سینکڑوں بنگلہ دیشی نوجوان جن میں بڑی تعداد

میں لڑکیاں بھی شامل تھیں اپنے چہروں پر پاکستانی پرچم بنائے ہوئے تھے جبکہ میدان میں بھی ہر طرف ہزاروں پاکستانی پرچم لہرا رہے تھے۔ بھارت نواز بنگلہ دیشی وزیراعظم حسینہ واجد نے اپنے دور حکومت میں بنگلہ دیشی عوام کے اندر پاکستان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی بے پناہ کوششیں کی ہیں تاہم وہ بنگلہ دیشی عوام کے دلوں سے پاکستان کیلئے محبت کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ میچ کے آخری لمحات میں سٹیڈیم میں موجود سینکڑوں بنگلہ دیشی لڑکیوں اور لڑکوں نے پاکستان کی کامیابی کیلئے اپنے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے ہوئے تھے اور پورا سٹیڈیم ''جیتے گا بھئی جیتے گا' پاکستان جیتے گا'' کے نعرے سے مسلسل گونجتا رہا۔ جونہی شاہد آفریدی نے چھکا مار کر پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا تو پورا سٹیڈیم پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا اور اس موقع پر بنگلہ دیشی شائقین کرکٹ کے چہروں سے جھلکتی خوشی قابل دید تھی۔ بھارت سے میچ جیتنے کی خوشی کشمیریوں نے بھی منائی ۔مقبوضہ جموں کشمیر میں مسلمان بھارتی فوج کے مظالم تلے زندگی گزار رہے ہیں ۔کشمیریوں کا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جو انہیں بھارتی فوج کی درندگی سے بچا سکے لیکن پاکستان نے انڈیا سے میچ جیتا تو کشمیر کے مسلمانوں نے بھی خوشی منائی۔ حریت کانفرنس (گ) مقبوضہ کشمیر نے ایشیا کپ میں پاکستانی کرکٹ ٹیم کی جیت پر کشمیری عوام کے جوش خروش اور والہانہ ردّعمل کو چشم کُشا قرار دیتے ہوئے کہا کہ بھارت اپنی ملٹری طاقت کے بل پر کشمیریوں کے سروں پر تو ضرور سوار

ہے، البتہ وہ ان کے دلوں پر حکومت نہیں کرتا اور نہ وہ ان کے جذبات کو اپنے بس میں کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ کشمیر میں ایک چھوٹی سی اقلیت مفادات اور مراعات کے لئے ہندوستان کا نام لیتی ہے جبکہ یہاں کی غالب اکثریت اس کی جبری موجودگی کو دل سے ناپسند کرتی ہے اور وہ ہر قیمت پر اور ہر صورت میں اس سے جان چھڑانا چاہتی ہے۔ کرکٹ اگرچہ ایک پیشہ ورانہ کھیل ہے اور میں ہار جیت ایک معمول کا معاملہ ہے، البتہ پاکستان کی جیت پر جموں کشمیر میں جس قسم کا ردّ عمل سامنے آگیا ہے، وہ کشمیری عوام کا اصل اندرون ہے اور اس میں کسی قسم کی بناوٹ یا تصنع نہیں ہے۔ اس کے لیے لوگوں کو سرحد پار سے اکسایا گیا ہے اور نہ حریت کانفرنس (گ) نے یہ جشن منانے کے لیے کسی کو پیسے دئے ہیں۔ نہ کسی نے مراعات کی لالچ میں اپنے جذبے کا اظہار کیا ہے اور نہ کسی نوجوان کو پاکستان کی طرف سے نوکری دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ اصل میں کشمیری عوام کا وہ جذبۂ آزادی ہے، جس کو محض فوج اور پولیس کی طاقت سے دبا کر رکھا گیا ہے اور جس کے اظہار پر جبری پابندی لگادی گئی ہے۔ یہ جذبہ کبھی کبھار تمام تر بندھ اور رکاوٹیں توڑ کر باہر آجاتا ہے اور پیغام پہنچاتا ہے کہ بھارت اس قوم کو فتح کرسکا ہے اور نہ وہ اس کی سوچ کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوسکا ہے۔ کشمیریوں کی ایک دن کی خوشی بھی بھارت کو پسند نہیں آئی۔ دنیا میں خود کو انسانی حقوق کا علمبردار کہنے والے بھارت کی یونیورسٹی نے پاکستان کرکٹ ٹیم کی فتح کی خوشی میں جشن منانے والے 130 کشمیری طلبا کو

یونیورسٹی سے نکال دیا۔پاکستانی شاہینوں سے ہار ہندوؤں کو ایک بار پھر ہضم نہ ہوئی اوراپنی فتح پرآسمان سرپر اٹھانے والے تنگ دل بھارتیوں نے اپنا اصل چہرہ ایک بار دکھا دیا۔ بھارتی ریاست اترپردیش کی میرٹھ یونیورسٹی میں کشمیری طلبا نے پاکستان کی فتح پرخوشی منائی تو ہندو طلبا آپے سے ہی باہر ہوگئے اور اپنی تنگ نظری کا نشانہ بنانے کے لئے جب کشمیری طلبا کی جانب بڑھے تو اس دوران وہاں موجود کچھ طلبا نے معاملے کو آگے بڑھنے سے روک دیا لیکن یہ انتہا پسند ہندو تعصب کی آگ میں اتنے جلے بھنے بیٹھے تھے کہ رات کو کشمیری طلبا کے ہاسٹل پر ہی ہلہ بول کر عمارت کے تمام شیشے توڑ دیئے۔بات یہیں ختم ہوجاتی تو کیا کہنے تھے مگر چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں بڑے میاں تو اس سے بھی دو ہاتھ آگے نکلے اوریونیورسٹی انتظامیہ نے رات تو جیسے تیسے گزاری لیکن صبح ہوتے ہی کشمیری طلبا سے دل کی بھڑاس اس طرح نکالی کہ 130 طلبا کو نہ صرف یونیورسٹی سے نکال دیا گیا بلکہ ساتھ ساتھ ان پر پانچ ،پانچ ہزار روپے جرمانہ بھی کیا گیا۔متعصب انتظامیہ کا کہنا تھا ان طلبا کو پاکستان سے اتنی ہی محبت ہے تو پھر وہیں جاکر اپنی تعلیم حاصل کریں جب کہ متعصب انتظامیہ کے گرو اور یونیورسٹی کے چیرمین کا کہنا تھا ہ امسال کسی بھی کشمیری طالب علم کو یونیورسٹی میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔دوسری طرف پاکستان کے بھارت سے کرکٹ میچ جیتنے پر خوشی کا اظہار کرنے کے جرم میں کشمیری نوجوان کو ذبح کرنے والے پانچ بھارتی فوجیوں کے خلاف مقدمہ درج کر کے

تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں۔ محمد یوسف ریشی نامی کشمیری نوجوان کو مقبوضہ کشمیر کے سیاحتی مقام گلمرگ میں نشانہ بنایا گیا جس کی حالت صورۃ میڈیکل ہسپتال میں ابھی تک سخت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔ گلمرگ کے ہوٹل سہارا میں بھارتی فوجیوں نے بڈگام کے رہائشی محمد یوسف ریشی پر پہلے بدترین تشدد کیا اور پھر اسے تیز دھار آلے سے ذبح کیا جسے شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ابھی تک اسکی حالت سنبھل نہیں سکی ہے۔ اس سلسلہ میں بھارتی فوج کے حوالدار جتیندر سنگھ، نائیک سونم، نائیک ہزار لال سمیت ان کے دو اور ساتھیوں کے خلاف کیس درج کیا گیا ہے۔ ایشیا کپ کے میچ میں بھارت کے خلاف شاندار فتح پر پاکستان کو دل کھول کر مبارک دینے والوں میں بھارت کے کرکٹ شائقین بھی شامل ہیں۔ مشہور ویب سائٹس پر اپنے کمنٹس میں بہت سے بھارتی شائقین نے بھی پاکستان کی فتح کو انتہائی حیرت انگیز اور متاثر کن قرار دیتے ہوئے اپنی ٹیم پر شدید نکتہ چینی کی۔ پرمود کمار نے کرکٹ کی ایک ویب سائٹ پر پوسٹ کئے جانے والے کمنٹس میں لکھا کہ بھارتی کرکٹ کا کوئی مستقبل نہیں۔ وہ مکمل طور پر مردہ ہو چکی ہے۔ انڈین کرکٹ بورڈ کا بہت بہت شکریہ۔ ''انڈیا رائزز'' کے نام سے پوسٹ کئے جانے والے کمنٹس میں کہا گیا ہے کہ یہ ایک عظیم مقابلہ تھا۔ پاکستان کو بھرپور مسرت کا لمحہ مبارک ہو۔ پربھاش نے اپنے کمنٹس میں لکھا ہے کہ اف خدا، یقین نہیں آتا کہ بھارت کی ٹیم ہار گئی ہے۔ شاہد آفریدی خطرے کے کھلاڑی ثابت ہوئے۔ پربھاش نے شاہد آفریدی کو

ہارٹ اٹیک اسپیشلسٹ'' بھی قرار دیا۔ ایک بھارتی باشندے نے لکھا کہ پاکستان کو یہ ''
فتح بہت مبارک ہو کیونکہ آج فتح یاب ہونا پاکستان کا حق تھا۔ برجیش نے لکھا کہ
پاکستانی بہت طلسماتی لوگ ہیں جو کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

غربت کے باعث خودکشیاں، حکمرانوں کیلئے لمحہ فکریہ

خبر ہے کہ لاہور کے علاقے جوہر ٹاؤن کے ای بلاک میں غربت کی ستائی ماں بسما نے اپنے 8 ماہ کے بیٹے اور 2 سال کی بیٹی کو قتل کرکے خود کو پولیس کے حوالے کر دیا، بسما نے پولیس کو بتایا کہ اس نے پہلے 2 سالہ مناحل کو پانی میں ڈبو کر قتل کیا اور پھر اپنے 8 ماہ کے بچے محمد یوسف کا گلا دبا کر اسے بھی جان سے مار دیا۔ بسما کا کہنا تھا کہ ان کی شادی کو 4 سال ہو گئے تھے اور اس کا شوہر کوئی کام کاج نہیں کرتا تھا، وہ نشے کا عادی تھا جس کی وجہ سے گھر میں فاقے رہتے تھے، روز روز کی لڑائی اور فاقوں سے تنگ آ کر یہ انتہائی اقدام اٹھایا۔ مقتول بچوں کے باپ کا کہنا تھا کہ وہ کوئی کام نہیں کرتا تھا اور گھر کا گزارہ بڑوں کی جانب سے دی جانے والی امداد پر ہو رہا تھا لیکن وہ بھی چند دنوں سے بند تھی جس کی وجہ سے بسما دلبرداشتہ ہو گئی اور بچوں کو جان سے مار دیا۔ ملک میں غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر مائیں اپنے ہاتھوں سے بچوں کے گلے دبا کر قتل کر رہی ہیں اور حکمران یوتھ فیسٹول کی عیاشی پر کروڑوں روپے ضائع کر رہے ہیں ۔ بجلی گیس اور تیل جیسی بنیادی ضروریات زندگی کی قیمتوں میں آئے روز اضافے سے عوام سخت تنگ ہیں۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان غربت میں ایشیاء میں

پہلے نمبر پر آ گیا ہے، غربت، مہنگائی اور بے روزگاری نے لوگوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ ملک میں ہر طرف مایوسی اور نا امیدی نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، حکمران روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کے بجائے قومی اداروں کی بندر بانٹ کرکے محنت کشوں اور مزدوروں سے روزگار چھیننے پر تلے ہوئے ہیں۔ مسلم لیگ ن حکومت کی ناکام اقتصادی پالیسیوں کی وجہ سے ملک میں غربت، مہنگائی اور بے روزگاری میں مسلسل اضافہ ہوا ہے جس سے ترقی و خوشحالی کی منزل قریب آنے کی بجائے کوسوں میل دور چلی گئی ہے ۔ مئی 2013ء کے انتخابات میں مسلم لیگ ن نے عوام کو زرعی، صنعتی اور معاشی انقلاب کے جو سہانے سپنے دکھائے تھے وہ ڈراؤنے خواب بن گئے ہیں، حکومت نے اپنے منشور میں بجٹ خسارا چار فیصد تک لانے، ٹیکس جی ڈی پی کے تناسب کو 9 فیصد سے بڑھا کر 2018ء تک 15 فیصد کرنے، افراط زر کی شرح 8 یا 9 فیصد تک لانے، سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے درمیان تناسب کو 20 فیصد تک لانے، صنعتی پیداوار میں 7 تا 8 فیصد بڑھوتری کرنے، تمام برآمدات کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے جیسے بے شمار وعدے کئے تھے مگر حکومت آٹھ ماہ میں کوئی ایک وعدہ بھی پورا نہیں کر سکی، ہمیشہ کیلئے کشکول توڑنے دینے اور آئی ایم ایف کی غلامی کی زنجیریں کاٹ دینے کے دعوے کرنے والوں نے میگا سائز کا کشکول پکڑ لیا ہے۔ اقتدار میں آنے کے بعد مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے پٹرولیم مصنوعات میں بار بار اضافہ کیا۔ جون 2013ء میں 2 روپے فی لیٹر جولائی میں 5 روپے فی لیٹر، اگست میں 3 روپے فی لیٹر، ستمبر میں 10 روپے فی لیٹر، اکتوبر،

میں 4روپے فی لیٹر اور نومبر 2013ء میں 3روپے فی لیٹر اضافہ کیاگیا۔ دسمبر ءتک تقریباً 30روپے فی لیٹر اضافہ کیاگیا۔ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بار2013 بار اضافہ کی وجہ سے مہنگائی کا ایک طوفان کھڑا ہوگیا۔ اشیائے خوردو نوش کی قیمتوں میں 35فیصد اضافہ ہوگیا۔ جس میں دال مونگ کی قیمتوں میں 35فیصد، گرم مصالحوں میں 38فیصد،آٹا کی قیمت میں 13فیصد، خوردنی تیل،صابن اور دودھ وغیرہ کی قیمتوں میں 17فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا۔ مجموعی طور پر 2013ء میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت آنے کے بعد گذشتہ دس سالوں کے مقابلہ میں دودھ چائے، مٹی کا تیل، بجلی گیس، پٹرول،ڈیزل، کھادوں، سیمنٹ، فرنس آئل اور دوسری اشیاء کی قیمتوں میں، بے پناہ اضافہ ہوا۔ 40فیصد سے زیادہ آبادی خطِ غربت سے نیچے چلی گئی جس سے عام آدمی کی زندگی اجیرن ہو گئی ۔اس مہنگائی کے طوفان میں مزید اضافہ ڈالر کے مقابلہ میں پاکستانی روپے کی قدر میں مسلسل کمی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ ایک امریکی ڈالر کے مقابلہ میں پاکستانی 91 روپے لانے کا دعویٰ کیا گیا لیکن یہ گرتے گرتے پاکستانی 107روپے تک جا پہنچا۔ جس سے قرضوں کی رقوم میں بھی اضافہ ہوا۔ وزیر خزانہ اسحاق ڈار صاحب کے قومی اسمبلی میں اپنے بیان کے مطابق اُن کی حکومت آنے کے بعد جون سے اکتوبر 2013ء تک کے پانچ ماہ کے دوران بیرونی قرضوں میں ڈالر کے مقابلہ میں پاکستانی روپیہ کی قدر کم ہونے کی وجہ سے 403 بلین روپے کا اضافہ ہوا۔ نومبر اور دسمبر کے اعداد و شمار کو لیا جائے تو یہ اضافہ 500 بلین روپے

سے زیادہ ہوگا۔ کشکول توڑنے اور ایڈ (مدد) نہیں ٹریڈ (تجارت) کا نعرہ لگا کر اقتدار میں آنے والی مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے 6.7 ارب ڈالر کا قرضہ آئی ایم ایف سے نہایت کڑی شرائط پر لیا۔ یہ رقم قرض کی ادائیگی میں صرف ہونی ہے کیونکہ اس مالی سال میں پاکستان نے آئی ایم ایف کو 8 کھرب روپے ادا کرنے ہیں جو کہ ملکی جی ڈی پی کل 26 کھرب روپے) کا 30 فیصد ہے۔ پاکستان پوری دنیا میں اُن 27 قرض دہندہ) ملکوں میں سے سرفہرست ہے جسے رواں سال 2013-14 میں جی ڈی پی کا 30 فیصد قرض کی ادائیگی میں صرف کرنا ہے۔ وزیر خزانہ اسحاق ڈار صاحب کے قومی اسمبلی میں اپنے بیان کے مطابق 32.85 ملین ڈالر کا قرض اسلامی ترقیاتی بینک سے 2.7 فیصد سود پر اور 100 ملین ڈالر کا قرض 2 فیصد شرح سود پر سعودی عرب سے منظور کروایا ہے۔ علاوہ ازیں 1.70 ارب ڈالر کا قرضہ عالمی بینک سے منظور کروایا ہے جس میں سے 70 کروڑ ڈالر وصول ہو چکے ہیں۔ 40 کروڑ ڈالر ایشیائی ترقیاتی بینک سے حاصل ہو رہے ہیں۔ بنکوں کا کنسورشیم 50 کروڑ، 50 لاکھ ڈالر دے رہا ہے۔ مزید برآں وزیر خزانہ کے مطابق یورو بانڈ کے ذریعہ ایک ارب ڈالر ملیں گے اور اس طرح سے وزیر خزانہ صاحب فرماتے ہیں کہ زر مبادلہ کے ذخائر اگلے سال تک 15 ارب ڈالر تک پہنچ جائیں گے۔ بیرونی قرضہ 76 بلین ڈالر ہو گیا ہے۔ باہر سے قرض پہ قرض لیے جا رہے ہیں اور اندرون ملک 6 کھرب 72 ارب روپے کے نوٹ چھاپے گئے ہیں۔ اسحاق ڈار صاحب کے مطابق ان میں سے 4 کھرب 66 ارب روپے کے نوٹ تبادلہ میں چھاپے گئے اور 2 کھرب 6 ارب روپے کے خالص نئے نوٹ چھاپے گئے

ہیں۔ حکومت نے اس قلیل عرصہ میں 750 ارب روپے سٹیٹ بینک سے قرض لیا ہے۔ محدود آمدن رکھنے والے کروڑوں شہریوں کی معاشی زبوں حالی کا ازالہ کرنے اور ملکی معیشت کو ترقی دینے کیلئے حکومت کو فوری طور پر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کو عالمی منڈی کی سطح پر لانا ہوگا۔ آئی ایم ایف سے نجات حاصل کی جائے۔ بجلی و گیس کی چوری اور لائن لاسز پر سختی سے کنٹرول کیا جائے۔ معیشت کو دستاویزی شکل میں لانے کیلئے بالواسطہ اور بلا واسطہ ٹیکس میں کمی کی جائے اور آمدن و اخراجات افتراق کو ختم کیا جائے، دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جائے۔ سابقہ ادوار میں کی گئی نجکاری کا آزادانہ اداروں سے تجزیہ کروایا جائے کہ وہ اپنے اعلان شدہ مقاصد کے حصول میں کس حد تک کامیاب رہی، ان میں کتنی شفافیت تھی، ملک و قوم کو کیا نقصان پہنچا اور ادارے خریدنے والوں نے معمولی دام دے کر تھوڑے سے عرصے میں کتنی بڑی بزنس ایمپائرز بنالیں۔ ان نتائج کو پوری قوم کے سامنے رکھا جائے اور اس سے پہلے جن 34 اداروں کی نجکاری کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس پر عمل درآمد روکا جائے۔ جلد بازی میں اٹھائے گئے اس قدم سے نہ کہ صرف قیمتی، قومی اثاثے، چند مخصوص ہاتھوں میں چلے جائیں گے بلکہ لاکھوں بے روزگار بھی ہوں گے اور چند درجن لوگ مزید کھرب پتی بن جائیں گے۔ غریب عوام کو بھی ریلیف ملنا چاہئے ورنہ ملک میں کئی بسمائیں پیدا ہوں پھر انکی بددعاؤں کے نتیجہ میں حکمرانوں کا ٹھہرنا مشکل ہو جائے گا۔

پاکستان زندہ باد" کشمیری طلباء کا جرم ٹھہرا"

بنگلہ دیش میں ہونے والا میچ اور میرٹھ یونیورسٹی میں شاہد آفریدی کے چھکے لگانے پر کشمیری طلباء کی خوشی پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کو نہیں بھائی۔ بھارتی فوج نے تو کشمیری مسلمانوں پر مظالم کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ گولیاں کھانے ، عصمتیں لٹوانے، جانیں قربان کرنے کے باوجود کشمیریوں کے منہ سے پاکستان سے رشتہ کیا لاالہ الااللہ کے نعرے ہی لگتے ہیں جو بھارت کے کے منہ پر طمانچہ ہوتے ہیں۔ بھارت خود اقوام متحدہ میں گیا تھا کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دے گا مگر ہندو بنیے نے کشمیریوں کو حق دینے کی بجائے باوردی فوج مسلط کی ہوئی ہے۔ آٹھ لاکھ بھارتی فوج کی موجودگی اور مسلمانوں پر مظالم کے سلسلے تو برسوں سے چل رہے ہیں مگر کشمیریوں کی تحریک آزادی میں کبھی کمی نہیں آئی بلکہ اسے جتنا دبانے کی کوشش کی جائے اتنا زیادہ ابھرتی ہے۔ بھارتی ریاست اترپردیش کی میرٹھ یونیورسٹی میں ہندو انتہا پسندوں کے بدترین تشدد کا شکار کشمیری طلباء نے مقبوضہ کشمیر پہنچنے پر یونیورسٹی انتظامیہ کے جھوٹ اور غلط بیانیوں کا پول کھول دیا۔ 2010ء کی جموں کشمیر چھوڑ دو تحریک کے دوران بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ کی طرف سے اعلان کے بعد سکالر شپ پر اعلیٰ تعلیم کیلئے بھارت جانے والے کشمیری طلباء کا کہنا ہے کہ پاکستان کے میچ

جیتنے کی خوشی میں ہم نے نعرے بازی نہیں کی بلکہ بھارت کو ہارتا دیکھ کر ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کے طلباء ونگ نے انہیں پاکستانی دہشت گرد کہا اور بدترین تشدد کیا گیا۔ میرٹھ یونیورسٹی سے زبردستی بے دخل کرکے مقبوضہ کشمیر بھجوائے جانے والے کشمیری طلباء کے گھروں پر پہنچنے کے بعد کشمیریوں کی بڑی تعداد نے ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا اور بھارت کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ یونیورسٹی حکام نے دعویٰ کیا تھا کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان یکم مارچ کو ہونے والے ایشیا کپ ٹورنامنٹ کے دوران پاکستان کی جیت کے بعد کشمیری طلباء نے بھارت مخالف نعرے بازی کی اور آپس میں مٹھائی تقسیم کی لیکن کشمیر پہنچنے پر ان طلبہ نے ان تمام باتوں سے انکار کیا ہے۔ متاثرہ طلباء کا کہنا ہے کہ بی جے پی کے طلباء ونگ سے تعلق رکھنے والے ہندو انتہا پسند طلباء نے بھارتی ٹیم کی پوزیشن کمزور ہوتے ہی اشتعال انگیز نعرے بازی شروع کر دی اور کشمیریوں کو دہشت گرد کہہ کر انہیں یونیورسٹی سے نکالنے کا مطالبہ شروع کر دیا تھا۔ بانڈی پورہ سے تعلق رکھنے والے بلال احمد جو میرٹھ یونیورسٹی میں بی ٹیک کی ڈگری کے لیے داخل تھے' ان کا کہنا ہے کہ سب لوگ باہر ٹی وی پر میچ دیکھ رہے تھے۔ آخری اوورز کے دوران جب ہوسٹل کے وارڈن نے ہندو طلبہ کی شرارتوں کا مشاہدہ کیا تو انھوں نے ٹی وی بند کرنا چاہا، لیکن طلباء نے ٹی وی پر قبضہ جما لیا بعد میں انھوں نے کشمیریوں پر کرسیاں پھینکیں، گالیاں دیں اور ہمیں پاکستانی دہشت گرد

کہا۔ لیکن ہمارے سینئرز ہمیں ضبط سے کام لینے کی تلقین کرتے رہے۔ بلال احمد نے کہا کہ ہندو طلباء رات بھر ہوسٹل پر پتھراؤ کرتے رہے، اور دوسرے روز حکام نے 60 سے زائد کشمیری طلبہ کو تین روز تک یونیورسٹی سے معطل کیے جانے کا نوٹس مشتہر کر دیا۔ بارہ مولہ کے محمد مقبول کا کہنا ہے کہ ان کا بیٹا یونیورسٹی میں بی بی اے کر رہا ہے، اور وہ ابھی تک گھر نہیں پہنچا' ہم پریشان تھے۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ رشتہ داروں کے یہاں چلا گیا ہے، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہم ناراض ہوں گے۔ لیکن مقبول کہتے ہیں کہ وہ یونیورسٹی کے اس فیصلے پر مطمئن ہیں' جس طرح کا وہاں ماحول ہے، ایسے میں بچوں کو واپس روانہ کرنا بہتر تھا، کیونکہ جو کچھ ہم سن رہے ہیں اس سے لگتا ہے کہ وہاں خون خرابہ بھی ہو سکتا تھا۔ اکثر طلبہ کا کہنا ہے کہ انھیں پولیس کی تحویل میں نئی دہلی کے ریلوے سٹیشن پہنچایا گیا اور کرایے کے لیے اصرار کے باوجود کوئی پیسہ نہیں دیا گیا۔ دہلی میں مقیم بعض دوستوں کی مدد سے وہ جموں کے لیے ٹرین پکڑ سکے، لیکن وہاں سے انھیں سرینگر پہنچانے کے لیے ایک سیاسی تنظیم کے کارکنوں نے ان کی مدد کی۔ حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی، حریت کانفرنس (ع) کے سربراہ میر واعظ عمر فاروق، جے کے ایل ایف کے چیئرمین یٰسین ملک، دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی، جماعت اسلامی مقبوضہ کشمیر، مسلم لیگ مقبوضہ کشمیر اور دیگر جماعتوں کے قائدین نے کشمیری طلباء پر بغاوت کا مقدمہ درج کرنے پر شدید رد عمل ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ

حالیہ واقعہ نے بھارت سرکار نے نازیوں جیسا طرز عمل اپنا رکھا ہے۔انہوں نے کہا کہ دنیا کا دستور ہے کہ کھیل کود کے مقابلوں میں پسندیدگی یا ناپسندیدگی جیسے اختلاف کو کبھی ہوا نہیں دی جاتی ۔ایسے رویے کو خود بھارتیوں نے بارہا نسل پرستی جیسے القابات سے نوازا ہے لیکن میرٹھ میں ایک کرکٹ میچ میں ہار کے بعد اسکا نزلہ کشمیری طلباء پر گرانا ہر لحاظ سے بھارتی ذہنیت کی پستی سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ پاکستانی دفتر خارجہ نے کشمیری طلباء پر غداری کے مقدمے اور انہیں یونیورسٹی سے نکالے جانے پر رد عمل دیتے ہوئے کہا کہ اگر کشمیری طلباء پاکستان آنا چاہتے ہیں تو ہمارے تعلیمی ادارے اور دل ان کے لئے کھلے ہیں۔ ان کو پاکستان کی خوشی منانے پر غدار قرار دیا جاتا ہے یہ افسوناک بات ہے۔حکومت پاکستان کا رد عمل خوش آئند ہے۔اب انڈیا کی ساتھ دوستی و تجارت کرنے والوں کو سوچ لینا چاہئے کہ انڈیا کو صرف پاکستان کی کرکٹ کی فتح قبول نہیں ۔اور پاکستان کے میچ جیتنے کی خوشی میں جن طلباء کو انڈیا نے خود سکالر شپ دی ان پر غداری کا مقدمہ ،اب حکومت کو عالمی دنیا کے سامنے انڈیا کے اس مکروہ گھاؤنے چہرے کو بے نقاب کرنا چاہئے۔پاکستان میں دفتر خارجہ کے علاوہ کشمیریوں کی، جدوجہد آزادی کی آواز بلند کرنے والے ،انڈیا جن کے خلاف امریکہ کے ساتھ ملکر بے بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرتا ہے حالانکہ خود انڈیا کے چہرے سے نقاب اتر چکا ہے ۔امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید بھی کشمیری طلباء کے لئے کھل کر بولے اور پاکستانی قوم کے

جذبات کی ترجمانی کی۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کے میچ جیتنے پر خوشی کا اظہار کرنے کے جرم میں کشمیری طلباء پر بدترین تشدد سے انڈیا کا ظالمانہ چہرہ ایک بار پھر کھل کر دنیا کے سامنے بے نقاب ہو گیا ہے۔ایسی مذموم حرکتوں سے تحریک آزادی میں اور زیادہ تیزی آئے گی۔ وزارت خارجہ کی جانب سے متاثرہ کشمیری طلباء کو پاکستانی یونیورسٹیوں میں داخلہ کی دعوت دینا نہایت قابل تحسین اقدام ہے۔ مذہبی و سیاسی جماعتوں کو اس مسئلہ پر پوری قوت سے آواز بلند کرنی چاہیے۔ پوری پاکستانی قوم کشمیری طلباء کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنے کیلئے تیار ہے۔ بھارت سرکار کشمیری طلباء پر تشدد جیسے ہتھکنڈے اختیار کرکے کشمیریوں کے جذبہ حریت کو سرد کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چھیاسٹھ برسوں سے شاندار تحریک جاری ہے۔ اس سے کشمیریوں کی جدوجہد آزادی مزید تیز ہو گی اور ان کے جذبات اور زیادہ بھڑکیں گے۔ ان کے درمیان اتحاد مزید پختہ ہوگا' پاکستان کو اس موقع پر بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے کشمیریوں کے وکیل ہونے کا حق ادا کرنا چاہیے اور ہماری وزارت خارجہ کے ڈیسک کو خصوصی طور پر اہمیت دیکر پوری دنیا میں اس حقیقت کا اجاگر کرنا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح کشمیری طلباء پر تشدد کے مسئلہ پر مثبت رد عمل کا اظہار کیا گیا ہے اسی طرح مسئلہ کشمیر کو حق اور انصاف کی بنیادوں پر پوری دنیا کے سامنے اٹھانا چاہیے اور بھارت سرکار کی ریاستی دہشت گردی کو کھل کر بے نقاب کرنا چاہیے۔ پاکستان کے جیتنے پر کشمیریوں کی طرف سے خوشی کا اظہار اچھی

بات ہے اس سے کشمیریوں کے پاکستانی قوم سے رشتوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ پوری قوم اس مسئلہ پر متحد ہے اور ان سے یکجہتی کا اظہار کرتی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ انڈیا پاکستان کے خلاف ناقابل یقین حد تک دشمنی رکھتا ہے۔ کھیل کے میدان میں پاکستان کے میچ جیتنے پر اگر کشمیری طلباء نے خوشی منائی ہے تو اس پر ان کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج کر دیا گیا۔ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ شروع دن سے کشمیریوں کو اسی صورتحال اور ظلم و جبر کا سامنا ہے۔ ہم صاف طور پر کہتے ہیں کہ اگر انہیں انڈیا میں اس قسم کے ناروا سلوک اور بدترین تشدد کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو پوری پاکستانی قوم ان کے استقبال اور ان کے ساتھ ہر ممکن مدد و تعاون کیلئے تیار ہے۔

بنت حوا کہاں جائے؟

آٹھ مارچ، خواتین کے عالمی دن کے حوالہ سے ،برائے شاعت خاص

کہتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ عورت وفا پیشہ اور ایثار و محبت کا لازوال شاہکار ہے ماں، بیوی، بہن، بیٹی چاہے وہ ان میں سے کسی بھی روپ میں ہو اس کا ہر رشتہ تقدس کا داعی ہے وہ عہد وفا کی سچی اور کردار کی بیداغ ہوتی ہے لیکن آج کے معاشرے میں اس کو وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جس کی وہ حقدار ہے مرد عورت کو کمزور سمجھتا ہے اور پھر ہر دور میں ناپاک خواہشات کے حامل لوگ عورت سے زیادتی کرتے آئے ہیں جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اسلام ایک ایسا واحد مذہب ہے جس نے عورت کو اس کا صحیح مقام و مرتبہ دیا، اسے عزت و توقیر عطا کی اسلام نے عورت کو ظلم کی کال کوٹھری سے نکال کر اسے اس مقام پر بٹھا دیا جس کی وہ حقدار تھی اسلام نے عورت کا جو معتبر اور قابل قدر کردار متعین کیا تھا اسے ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا ہمارے ملک پاکستان کو بنے تریسٹھ سال ہو چکے مگر ہم ابھی تک جاگیردارانہ قبائلی کلچر اور فرسودہ رسم و رواج سے پیچھا نہیں چھڑا سکے عورتوں پر تشدد بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے جس سے انسانی زندگی کی قدر اور وقار کی نفی بھی ہوتی ہے یہ پاکستان کے آئین

کی شق 34 کے تحت عورتوں کی قومی زندگی میں پوری طرح شمولیت کے حق پر بھی اثرانداز ہوتا ہے ہمارے ملک میں عورتوں پر کئی قسم کے تشدد عرصے سے ہوتے آ رہے ہیں۔ جیسے کہ زنا بالجبر' رسم و رواج کا سہارا لے کر عورتوں کو کاروکاری اور سیاہ کاری کے نام پر قتل' عصمت فروشی اور عورتوں کی تجارت، ملازمت کی جگہ پر عورتوں کو جنسی طور پر ہراساں کرنا، گھر سے باہر خوف و ہراس سرعام بے حرمتی اور دشمنوں سے انتقام لینے کیلئے ان کی عورتوں پر تشدد کرنا جس کو اکثر معیوب یا غلط بھی نہیں سمجھا جاتا چونکہ اس کو تشدد نہیں سمجھا جاتا اس لئے اس کا ذکر بھی نہیں کیا جاتا ناقص قانون اور عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے اس مسئلے کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں پچھلی حکومت اور اب موجودہ حکومت میں کچھ قوانین بنے ہیں عورتوں کے خلاف تشدد کے خلاف لیکن صرف قانون کے بن جانے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک ہمارے معاشرے کی سوچ میں تبدیلی نہ آئے۔

ایچ ار سی پی نے حالیہ دنوں میں خواتین کے خلاف تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات کا شدید تشویش کے ساتھ مشاہدہ کیا ہے۔ بدقسمتی سے ملک میں ایسے واقعات ہمیشہ سے معمول رہے ہیں لیکن ایسے واقعات کی اطلاعات نہ صرف دور دراز کے علاقوں بلکہ بڑے شہروں سے بھی موصول ہو رہی ہیں۔ گزشتہ چند دنوں کے دوران پنجاب سے جنسی تشدد کے متعدد واقعات کی اطلاعات بھی ہیں جس میں ایک پانچ

سالہ بچی سے جنسی زیادتی کا وقوعہ بھی شامل ہے۔ اس مسئلے کی سنگینی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صرف لاہور میں پولیس نے رواں برس یکم جنوری سے 31 اگست تک جنسی تشدد کے 113 مقدمات درج کئے تھے۔ اسی عرصہ کے دوران پنجاب کے دارلحکومت کی پولیس نے اجتماعی جنسی تشدد کے 32 مقدمات درج کئے۔ اس ہفتے کے اوائل میں کوہاٹ، خیبر پختونخواہ میں تین خواتین کو ان کے خاندان کے اراکین نے گولیاں مار کر ہلاک کردیا۔ جولائی کے اختتام تک کم از کم 44 خواتین پر تیزاب پھینکا گیا جن میں سے سات زخموں کی تاب نہ لاکر ہلاک ہوگئیں۔ تقریباً 44 خواتین کو آگ لگائی گئی جن میں سے 11 ہلاک ہوئیں۔ اس سال جولائی کے اختتام تک تقریبا، 451 خواتین کو عزت کے نام پر قتل کیا گیا۔ 2012 میں یہ تعداد 918 تھی۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نیا اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کیا ہے کہ متاثرین کی مدد کرنے والوں یا مظالم کو اجاگر کرنے والوں کو لاحق خطرات میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ خواتین کے خلاف مظالم کی نشاندہی کرنے والے انسانی حقوق کے مدافعین خصوصی طور پر خطرے کی زد میں ہیں۔ قومی اسمبلی کے اجلاس میں صرف ایک ماہ قبل معصوم بچوں اور خواتین کے زیادتی کے خلاف مذمتی قرارداد وزیر مملکت انوشہ رحمان نے پیش کی، قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے اقدامات کریں اور خواتین اور بچوں کو تحفظ اور فوری انصاف کی فراہمی کے لیے مؤثر قانون سازی کی جائے۔ مگر قرارداد صرف قرارداد ہی رہی، لاہور میں درندے

کی زیادتی کا نشانہ بننے والی ننھی کلی کا ملزم تاحال گرفتار نہیں ہوا، سندھ کے علاقے گھوٹکی میں قانون کے محافظوں نے ہی دو بہنوں کا زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔ فیصل آباد کے تھانہ صدر کے علاقہ چک 209 میں سولہ سالہ معذور لڑکی کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ گوجرانوالہ میں سات سالہ طالبہ تیس سالہ اوباش غلام علی نے زیادتی کا نشانہ بن گئی۔

محسوس یوں ہوتا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے موثر کردار ادا نہ کرنے کی وجہ سے بھی تشدد کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ساتھ ہی ساتھ ہمارے سماجی، ثقافتی رویوں اور ریاستی اداروں کی بد سلوکی اور امتیازی قوانین عورتوں کے خلاف تشدد کی روک تھام میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔ عورتوں کو فیصلہ سازی کا حق نہیں دیا جاتا اور اگر وہ ایسا کریں تو انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور یہ ایک بڑی وجہ ہے کہ عزت کے نام پر قتل، ونی، جبری شادیوں اور پنچائت کے فیصلوں کے رواج عام ہیں جن کے خاتمے کیلئے موثر اور مضبوط قانون سازی اور ان پر عمل درآمد بے حد ضروری ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمہ کیلئے سول سوسائٹی، منتخب نمائندوں، سرکاری محکموں، وکلاء تنظیموں اور میڈیا کو مل جل کر اپنا موثر کردار ادا کرنا چاہیے ایک تشدد سے پاک معاشرہ کیلئے ہمیں معاشرتی بیداری کی مہم چلانی چاہئے سوشل جسٹس کے بغیر عورت کے خلاف تشدد بند نہیں ہوگا۔ قانون ساز

اداروں اور پولیس ٹریننگ کے نصاب میں ہیومن رائٹس اور ویمن رائیٹس کو شامل کیا جائے اس کے علاوہ سوشل ویلفیئر کے اداروں کو عورتوں کے تحفظ کے حوالے سے آگہی دینا ہوگی ہر پولیس سٹیشن خاص طور پر دیہی علاقوں میں ویمن سنٹر ہو جو عورتوں پر تشدد کو مانیٹر کریں اور سوموٹو ان کو تحفظ دیں صرف انٹرنیشنل قوانین کے دباؤ میں آکر دکھاوے کے قوانین بنا کر خوش نہ ہوں بلکہ سنجیدگی سے ان قوانین پر عملدرآمد کروائیں پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اسلام عورت کا احترام کرنے والا مذہب ہے آج سے چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کو میرے پیارے رسول ﷺ نے یہ سبق دیا کہ عورت قابل عزت ہستی ہے تو اپنے مذہب اور اپنے نظریہ پاکستان کے مطابق عورت پر تشدد کو فوری طور پر ختم کرنا چاہئے۔

ماہ مارچ اور احیائے نظریہ پاکستان مہم

وطن عزیز پاکستان اسلام کے نام پر بنایا گیا واحد ملک ہے جس کے قیام کے لئے مسلمانوں نے قربانیاں دیں تا کہ ایک آزاد ملک میں امن و سکون اور آزادی کے ساتھ اسلامی شعائر ادا کر سکیں۔ پاکستان کے قیام کے اغراض و مقاصد میں اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش، اسلامی معاشرے کا قیام، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا تحفظ، اردو زبان کا تحفظ و ترقی، مسلم تہذیب و ثقافت کی ترقی، مسلمانوں کی آزادی، مسلمانوں کی معاشی بہتری، مسلمانوں کی سیاسی و معاشرتی ترقی، ہندوؤں کے تعصب سے نجات، کانگریس سے نجات، رام راج سے نجات، انگریزوں سے نجات، تاریخی ضرورت، پر امن فضا کا قیام، اسلام کا قلعہ، ملی و قومی اتحاد، اتحاد عالم اسلام شامل تھے۔ یہ ملک دو قومی نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا لیکن افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ پاکستان میں نظریہ پاکستان کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اور بیرونی قوتیں اس ملک کو سیکولر بنانا چاہتی ہیں۔ 23 مارچ کو پاکستان بنانے کی قرارداد منظور کی گئی تھی اور پھر مسلمانوں نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر لاالہ الااللہ کا نعرہ بلند کیا اور اس بات کا اعلان کیا تھا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے عقیدے، رہن سہن اور کلچر و ثقافت الگ الگ ہیں وہ کسی صورت اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس مقصد کیلئے

لاکھوں مسلمانوں نے قربانیاں پیش کیں اور پاکستان کے نام سے الگ خطہ حاصل کیا مگر افسوسناک بات یہ ہے کہ آج قیام پاکستان کے مقاصد کو بھلا دیا گیا ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ کا نعرہ نوجوان نسل کے ذہنوں سے نکالنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ہندسرکار نے شروع دن سے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور پر پچھلے بارہ برسوں میں انڈیا نے خطہ میں امریکہ کی موجودگی سے بہت فائدے اٹھائے ہیں۔ ملک میں ہونے والی دہشت گردی وتخریب کاری میں بھارت سرکار ملوث ہے اور پاکستانیوں کو گروہ بندیوں میں تقسیم کرنے کی خوفناک سازشیں کی جارہی ہیں۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کو بھارتی سازشوں کے مقابلہ کیلئے متحد و بیدار کیا جائے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ حکومت پاکستان لاکھوں مسلمانوں کے قاتل بھارت سے یکطرفہ دوستی پروان چڑھانے ، باہمی تجارت اور اپنے ہی دریاؤں سے بجلی خریدنے کے معاہدات کئے جارہے ہیں۔ 23 مارچ 1940ء کو مینار پاکستان پر دوقومی نظریہ کی بنیاد پر الگ ملک پاکستان بنانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس لئے موجودہ حالات کے تناظر میں جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے مینار پاکستان سے ہی نظریہ پاکستان مارچ کا اعلان کیا ہے۔ دس بجے لاہور اوراس کے گردونواح سے مختلف مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد مینار پاکستان جمع ہوں گے اور پھر مسجد شہداء مال روڈ کی جانب بڑا نظریہ پاکستان مارچ کیاجائے گا۔ نظریہ

پاکستان مارچ، جلسوں اور ریلیوں میں ملک بھر کی تمام مذہبی، سیاسی و کشمیری جماعتوں کو شریک کیا جائے گا۔امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید نے پانچوں صوبوں و آزاد کشمیر کے ذمہ داران کو ہدایات جاری کی ہیں کہ 23 مارچ کو پورے ملک میں تحصیلی سطح پر نظریہ پاکستان کے تحفظ کیلئے پروگراموں کا انعقاد کیا جائے تاکہ نظریہ پاکستان کے تحفظ کا عہد اور وطن عزیز پاکستان کے خلاف سازشوں کا توڑ کیا جاسکے۔جماعۃ الدعوۃ ایک محب وطن تنظیم ہے جس پر انڈیا کے دباؤ پر اقوام متحدہ نے یکطرفہ فیصلہ سناتے ہوئے پابندی لگائی۔لیکن اس تنظیم کی کوئی ایسی سرگرمی نہیں جس پر اس کے کسی کے کارکن پر حرف آئے۔ملک بھر میں جماعۃ الدعوۃ کے کارکنان موجود ہیں جو احیائے نظریہ پاکستان کی مہم چلا رہے ہیں۔یوم یکجہتی کشمیر کے موقع پر 5فروری کو بھی جماعۃ الدعوۃ نے ملک گیر یکجہتی کے پروگرامات کا انعقاد کیا تھا جن میں حریت رہنماؤں نے بھی خطاب کیا تھا۔اسلام و ملک دشمن جب بھی وطن عزیز کے خلاف سازشیں بناتے ہیں حافظ محمد سعید انکی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے دینی و سیاسی جماعتوں کو متحد کرتے ہیں اور انکو ناکام بنانے ،بیرونی طاقتوں کی سازشوں کا توڑ کرتے ہیں۔پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی و تخریب کاری میں بھارت ملوث ہے۔اسلام آباد کچہری حملے کے بعد تو وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے بھی کہہ دیا کہ بھارتی ایجنسی ''را'' کا نام آ رہا ہے۔اسے قبل قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کے اجلاس میں واضح کہا گیا تھا کہ بھارت پاکستان میں ہونے والی

دہشت گردی میں ملوث ہے۔حافظ محمد سعید بھارت کے خلاف کھل کر بولتے ہیں ۔بھارت پاکستان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی بجائے ہمیشہ الزامات ہی لگاتا ہے۔ساڑھے پانچ سال قبل ممبئی میں ہونے والے حملوں میں بھی جماعۃ الدعوۃ کے خلاف انڈیا نے پروپیگنڈہ کرکے آسمان سر پر اٹھایا مگر آج ساڑھے پانچ سال گزرنے کے باوجود انڈیا حافظ محمد سعید یا انکی جماعت کے خلاف ایک بھی ثبوت پیش نہیں کر سکا ۔انڈیا کی طرف سے پاکستان کی طرف آنے والے دریاؤں پر ڈیم بنانے کی آبی دہشت گردی کی وارداتیں ہوں یا کنٹرول لائن پر باڑ لگانے کی گھناؤنی چال، کشمیریوں پر بھارتی افواج کی طرف سے ہونے والے مظالم ہوں یا بھارتی ایجنسی کی پاکستان میں دہشت گردی کی وارداتیں، حافظ محمد سعید دوسرے لفظوں میں بھارت کی ہر سازش کو دنیا کے سامنے بے نقاب کرتے ہیں اسی لئے بھارت ہر وقت انکے خلاف پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے۔جماعۃ الدعوۃ کی احیائے نظریہ پاکستان ملک بھر میں جاری و ساری ہے۔تاکہ وو قوتیں جو پاکستانی قوم کو قیام پاکستان کے نعرے ''پاکستان کا مطلب کیا، لاالہ الااللہ'' سے ہٹا کر دوسرے نعرے دے رہی ہیں اور ملک کو ایک سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں انکی تمام کوششوں کو ناکام بنایا جائے ۔بانی پاکستان قائد اعظم نے قرار دار لاہور 23 مارچ 1940 کے صدارتی خطبے میں اسلام اور ہندومت کو محض مذاہب ہی نہیں بلکہ دو مختلف معاشرتی نظام قرار دیا۔ ہندو اور مسلمان نہ آپس میں شادی کر سکتے ہیں نہ ایک دستر خوان پر کھانا کھا سکتے ہیں۔ان کی رزمیہ

نظمیں، ان کے ہیرو اور ان کے کارنامے مختلف ہیں۔ دونوں کی تہذیبوں کا تجزیہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: "میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔" شروع شروع میں علامہ اقبال متحدہ قومیت کے حامی ہوتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد ہی آپ نے متحدہ قومیت کی تردید کردی اور علیحدہ قومیت کے تصور کی بھرپور حمایت شروع کر دی۔ مارچ 1909 میں ہندو رہنما منرو اراج امرتسر نے علامہ اقبال کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے متحدہ قومیت کے موقع پر خطاب کرنے کی دعوت دی۔ علامہ اقبال نے نہ صرف متحدہ قومیت کے تصور کو مسترد کر دیا بلکہ آپ نے مہمان خصوصی بننے سے بھی انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "میں خود اس خیال کا حامی رہ چکا ہوں کہ امتیاز مذہب اس ملک سے اٹھ جانا چاہیے مگر اب میرا خیال ہے کہ قومی شخصیت کو محفوظ رکھنا ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لیے مفید ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح اور شاعر مشرق علامہ اقبال کے پاکستان کے حصول کے مقاصد کو نوجوان نسل کو روشناس کروانے کی ضرورت ہے کیونکہ دو قومی نظریہ سے ہی اس ملک میں امن، استحکام آئے گا۔

صحافی کب تک لاشے اٹھاتے رہیں گے؟

صحافت کو ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے لیکن صحافی پاکستان کا مظلوم ترین طبقہ بن چکے ہیں۔انہیں خصوصی نشانہ بنا لیا گیا ہے۔آزاد صحافت کے چرچے عام ہیں مگر اہل قلم کو آزادنہ کام کرنے کی اجازت نہیں ۔ اہل صحافت نے پابندیوں، کالے قوانین اور اسیری کے مختلف ادوار دیکھے۔ صحافت کا ایک پہلو چھپی چیزوں کو منظر عام پر لانا بھی ہے اس لئے بہت دشمن پیدا ہو جاتے ہیں۔میڈیا کی نگرانی کرنے والے عالمی ادارے (آر ایس ایف) رپورٹرز ودھ آؤٹ بارڈرز کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان صحافیوں کے لیے انتہائی خطرناک ملکوں میں شامل ہے۔حکومت پر انصاف کی فراہمی میں سستی کا الزام عائد کرتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2013ء میں سات رپورٹرز اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران ہلاک کر دیے گئے تھے۔اس کے مقابلے میں دس صحافی شام میں ہلاک ہوئے، آٹھ فلپائن میں اور سات صومالیہ میں۔180 ملکوں کی پریس فریڈم انڈیکس میں سے پاکستان کو ایک سو اٹھاون واں ملک قرار دیتے ہوئے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شہید ہونے والے سات صحافیوں میں سے چار صحافیوں کی ہلاکتیں پاکستان کے جنوب مغربی صوبے بلوچستان میں ہوئی تھیں، کیمرہ مین عمران شیخ اور ان کے ساتھ سیف الرحمان صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں جنوری

ء کو ایک بم دھماکے کی کوریج کے لیے پہنچے تھے، جہاں وہ دونوں ہی دس منٹ 2013 کے بعد ہونے والے دوسرے دھماکے کے نتیجے میں ہلاک ہوگئے۔انسانی حقوق کی عالمی تنظیم، 'ایمنسٹی انٹر نیشنل' کے مطابق، پاکستان کے قبائلی علاقوں کے صحافیوں کی اکثریت دھمکیوں اور دباؤ کے باعث عدم تحفظ کا شکار ہے۔ اور اُن صحافیوں کی اکثریت قبائلی علاقوں سے منتقل ہونے کے باوجود اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لیے آزادانہ صحافت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے قاصر ہے۔ایمنسٹی انٹر نیشنل کے مطابق، گذشتہ دہائیوں میں 49 پاکستانی صحافیوں کو قتل کیا گیا جس میں کہ 35 صحافیوں کو نہ صرف اُن کی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں اور رپورٹنگ کی وجہ سے نشانہ بنایا گیا، لیکن اب تک کسی بھی کیس میں ملزمان کو نہ تو گرفتار کیا گیا اور نہ ہی اُنھیں سزا دی گئی۔دو دن قبل لاہور پریس کلب میں آل پاکستان ایسوسی ایشن آف فوٹو جرنلسٹ کے سیکرٹری جنرل محمد رمضان اور آل پاکستان سائبر نیوز سوسائٹی کے نائب صدر محمد شاہد محمود کے ہمراہ بیٹھا تھا تو بات چل نکلی کی مانسہرہ پریس کلب کے جنرل سیکرٹری ابرار تنولی کو قتل کر دیا گیا۔ صحافیوں نے اس قتل کے خلاف ملک گیر احتجاج کیا مگر یہ واقعہ کوئی نیا نہیں۔ صحافی آزادی صحافت کے لئے قربانیاں دیتے آ رہے ہیں۔ ابرار تنولی آل پاکستان ایسوسی ایشن آف فوٹو جرنلسٹ کے ایگزیٹو ممبر اور مانسہرہ پریس کلب کے جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ان کا قتل ہزارہ ڈویژن کے صحافیوں کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے دن دیہاڑے ملزمان نے فائرنگ کر کے

ابرار تنولی کو قتل کیا اور موقع واردات سے فرار ہونے میں با آسانی کامیاب ہوئے جو کہ مانسہرہ پولیس کی نا اہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آئے روز ملک میں میڈیا کے دفاتر اور صحافیوں پر حملے ہو رہے ہیں اور حکومت خاموشی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ہر ماہ صحافیوں اور میڈیا ورکرز کو باقاعدگی سے قتل کیا جا رہا ہے لیکن حکومت اس کا سدباب کرنے کیلئے سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کر رہی ہے۔ حکومت ملک بھر میں قتل ہونے والے صحافیوں کے قاتلوں کی گرفتاریوں کیلئے واضح اور ٹھوس حکمت عملی اختیار کرے۔ آخر صحافی کب تک اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھاتے رہیں گے۔ صحافیوں کے قاتل گرفتار ہوتے ہیں اور نہ ہی انہیں سزائیں ملتی ہیں آخر یہ کیسا انصاف ہے جس سے ورثاء اور صحافی مطمئن نہیں۔ پاکستان میں صحافیوں کے ساتھ حکومتی اور سیاسی جماعتوں کی سطح پر پُرتشدد واقعات آمرانہ دور میں بھی رونما ہوتے رہے جبکہ جمہوری ادوار میں بھی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء دور میں نامور صحافیوں کو جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے جانے کا مزہ چکھنا پڑا جبکہ یہ سلسلہ جمہوری حکومتوں میں بھی جاری رہا۔ اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ آزادیِ صحافت ایک بنیادی انسانی حق ہونے کیساتھ ساتھ تمام آزادیوں کی کسوٹی ہے۔ صحافیوں کی عالمی تنظیم آئی ایف جے کی رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشیا میں صحافی خطرناک حالات میں کام کر رہے ہیں۔ پاکستان اور اس کے ہمسایہ ممالک میں گلوبل پاور گیم کی وجہ سے صحافیوں کو آزادانہ اور شفاف رپورٹنگ کے

دوران بڑھتی ہوئی سختیاں بھی جھیلنی پڑتی ہے بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ تنظیم نے جنوبی ایشیاء کے ممالک میں صحافیوں پر تشدد اوران کے قتل اور قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے میں ریاستوں کی ناکامی کو بھی ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔بدقسمتی سے صحافی، جو خبروں اور اطلاعات تک رسائی کا بنیادی ذریعہ ہیں، انہیں نشانہ بنایا جارہا ہے اور وہ کچھ نہیں کیا جارہا جس کے وہ حقدار ہیں۔ اگرچہ میڈیا قومی اور بین الاقوامی مسائل پر معاشرے میں بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، تاہم یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ میڈیا خود محروم ہے اور ان کے تحفظ کے لیے پاکستان میں کوئی خصوصی قانون موجود نہیں ہے۔ قانونی تحفظ کی عدم موجودگی کے باعث اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران صحافیوں پر تشدد، انہیں ہراساں کرنا، جان سے ماردینا یا بری طرح زخمی کردینا معمول بن گیا ہے۔ 2003ء سے لے کر اب تک سینکڑوں صحافیوں کو شہید کیا گیا اور اسی عرصے میں ہزاروں کی تعداد میں صحافیوں پر حملے، تشدد، قتل، اغواء، حراست، ہراساں کرنے یا انہیں خوفزدہ کرنے جیسے واقعات ہوئے۔ اب تک قتل کئے گئے کسی صحافی کے قاتل کو نہ تو گرفتار کیا جاسکا ہے اور نہ ہی ان پر مقدمہ چلاکر سزا دی جاسکی ہے۔ لہٰذا از حد ضروری ہے کہ کسی بھی صحافی کے اغواء اور قتل کے مقدمہ کو خصوصی عدالت میں چلایا جائے۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ کسی رپورٹر، کیمرہ مین، فوٹو گرافر اور ایسے دیگر تمام افراد جو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ ہیں یا عام افراد ان کی

زندگیاں اُتنی ہی قیمتی ہیں جتنی کہ اس ملک کے حکمرانوں کی زندگیاں۔حکومت صحافیوں کے تحفظ، ان کے لیے سماجی تحفظ فنڈ کے قیام، انہیں خصوصی سہولیات کی فراہمی جیسے مستقبل میں ایسے حفاظتی اقدامات اٹھائے جائیں جن سے صحافی برادری کے مسائل کم کئے جاسکیں، ان کے خاندانوں کو مالی امداد فراہم کی جائے جن کے پیاروں کی زندگیاں ضائع ہوئیں یا وہ زخمی ہوئے یا انہیں دورانِ ڈیوٹی اغواء کرلیا گیا۔ صحافیوں کے حقوق، عزت، احترام اور ان کے تحفظ کو یقینی بنانا جائے تاکہ وہ زیادہ بہتر انداز میں اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو ادا کرسکیں۔آج جبکہ ہر وزارت، ڈیپارٹمنٹ اور ڈویژن کے دروازے عام لوگوں کے لیے بند ہیں، میڈیا واحد ذریعہ ہے جو ان اداروں کے اندر ہونے والے معاملات سے عوام کو آگاہ رکھتی ہے۔ حکومت کو صحافیوں کے تحفظ کو یقینی بنانا چاہئے اور انکی مشکلات و مسائل کو حل کرنے میں بھی مدد کرنی چاہئے۔

بھارت خطرناک ترین ممالک میں سر فہرست

بھارتی سیکرٹری خارجہ سجاتا سنگھ نے عالمی یوم خواتین کے موقع پر پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی دونوں ملکوں کے تعلقات میں بڑی رکاوٹ ہے، اس ناسور کے خاتمے کیلئے پاکستان کے ساتھ تعاون کیلئے تیار ہیں، دہشت گردی کے مسئلے پر ہم حکومت پاکستان کے ساتھ ایک ہی صفحے پر کھڑے ہیں۔ پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف ہر ممکن وسائل استعمال کرنا ہونگے اور ہم اس سلسلے میں پاکستان کی معاونت کرنے کو تیار ہیں۔ ہم دہشت گردی کا جواب دہشت گردی سے نہیں دے سکتے۔ دونوں ملکوں کو موجودہ حالات میں موثر اور بہتر انداز میں اس مسئلے سے نمٹنے کیلئے مل کر کوششیں کرنا ہونگی۔ دونوں ملک امن و استحکام چاہتے ہیں، ہم خطے میں خوشحالی کے خواہشمند ہیں لیکن دہشت گردی اس منزل کے حصول میں رکاوٹ ہے۔اسے قبلبھارتی آرمی چیف جنرل بکرم سنگھ نے پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ آزاد کشمیر میں مجاہدین کا ڈھانچہ بدستور قائم ہے، دراندازی کا خطرہ ختم نہیں ہوا، مجاہدین لوک سبھا کے الیکشن کے دوران حالات خراب ہو سکتے ہیں تاہم سرحدوں پر فوج چوکس ہے جو ہر طرح کے خطرے سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ دوسری طرف بھارتی فوج اور سی آر پی ایف

جیسی بھارتی عسکری فورسز نے مقبوضہ جموں کشمیر کی 66,690 کنال اراضی پر غیر قانونی قبضہ کر رکھا ہے اور مذکورہ زمینوں کے مالکان کو کسی قسم کا کوئی کرایہ یا معاوضہ بھی نہیں دیا جارہا۔ سیاحتی مقام گلمرگ میں بھی بھارتی فوج نے 175 ایکڑ اراضی پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اس بات کا انکشاف پی ڈی پی ایم ایل اے کی جانب سے پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں محکمہ وزارت داخلہ جس کا انچارج کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ کے پاس ہے' کی جانب سے اسمبلی میں تحریری جواب جمع کروائے جانے کے دوران ہوا ہے۔ عمر عبداللہ نے بھارتی فوج، دیگر عسکری اداروں اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کی زیر تحویل اراضی کے ہوشربا اعداد و شمار اسمبلی میں پیش کئے ہیں اور اس بات سے صاف انکار کیا ہے کہ جن لوگوں کی اراضی پر بھارتی فوج نے قبضہ کر رکھا ہے انہیں کوئی معاوضہ فراہم نہیں کیا جارہا ہے اور لوازمات مکمل ہونے کے بعد ہی معاوضہ فراہم کرنے کا عمل شروع کیا جاسکتا ہے۔ وزیر اعلیٰ مقبوضہ کشمیر نے بتایا کہ بھارتی کی مرکزی وزارت دفاع اور وزارت داخلہ فوج اور سی آر پی ایف کی زیر تحویل اراضی کا معاوضہ وصول کرتی ہے اور اس کے بعد ریاستی سرکار اس معاوضے کو اراضی مالکان تک پہنچاتی ہے۔ ریاستی حکومت کی جانب سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ 3324 عمارتیں فورسز کی تحویل میں تھیں جن میں سے 1856 عمارتیں اب بھی فوج کی تحویل میں ہیں اور ایسے اقدامات کئے جارہے ہیں کہ ان عمارتوں کو خالی کروایا جاسکے۔ ایک طرف بھارتی آرمی چیف پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں

تو دوسری جانب کشمیریوں کی زمینوں پر بھی قابض ہیں۔ بھارت کی سیکریٹری خارجہ کا بیان کہ ''دہشت گردی کو ختم کرنے میں پاکستان سے تعاون کیلئے تیار ہیں ''مضحکہ خیز ہے۔ بھارت میں ایک درجن سے زائد دہشتگرد تنظیمیں پائی جاتی ہیں۔ بھارت پاکستان سے دوستانہ تعلقات چاہتا ہے تو اسے خطے میں امن و امان کے قیام کیلئے تنازعہ کشمیر کو حل کرنا ہوگا اور کشمیریوں کو حق خودارادیت دینا ہوگا۔ بھارت پاکستان کو دہشت گردی ختم کرنے کے مشورے دینے کی بجائے بلوچستان، سندھ ، خیبر پختونخواہ اور ملک کے دیگرعلاقوں میں جاری دہشت گردی کی کاروائیاں بند کرے۔ خطہ میں امن کی بربادی کا ذمہ دار بھارت ہے جو اکھنڈ بھارت کی راہ ہموار کرنے کیلئے تخریب کاری و دہشت گردی کو پروان چڑھا رہا ہے۔ بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے جس نے پاکستان کے وجود کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔ مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر خطہ میں کسی صورت جنوبی ایشیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ بھارت نے افغانستان میں تخریب کاری کے ٹریننگ سنٹر قائم کر رکھے ہیں جہاں دہشت گردوں کو تربیت دیکر پاکستان داخل کیا جارہا ہے۔ وطن عزیزپاکستان میں ہونے والی تخریب کاری ودہشت گردی کی وارداتوں میں بھارت ملوث ہے جو پاکستان کو عدم استحکام اور نقصانات سے دوچار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی دریاؤں پر جنگی بنیادوں پر ڈیم تعمیر کر رہا ہے اور بغیر جنگ لڑے پاکستان کو صومالیہ بنانے کی خوفناک سازش کر رہا ہے۔ ایک طرف اس کی یہ سازشیں ہیں اور

دوسری طرف دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے پاکستان سے دوستی اور تعلقات بڑھانے کے ڈرامے رچائے جارہے ہیں۔ بھارت خطہ میں امن چاہتا ہے تو مقبوضہ کشمیر سے اپنی آٹھ لاکھ فوج نکالے، کشمیریوں کو ان کا حق خودارادیت دے اور پاکستان میں دہشت گردی کا سلسلہ ختم کرے۔ حکومت پاکستان کو بھی چاہیے کہ وہ بھارتی دہشت گردی کو دنیاکے سامنے کھل کر بے نقاب کرے۔ مشیر امور خارجہ سرتاج عزیز کا یہ بیان بھی خوش آیند ہے کہ یہ تاثر بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کہ کشمیر، سرکریک، سیاچن اور دیگر معاملات کو پس پشت ڈال کر بھارت کے ساتھ صرف تجارت پر بات ہو رہی ہے کشمیر کا مسئلہ کور ایشو ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بھارت کے ساتھ صرف تجارت پر بات چیت مشرف کی پالیسی تھی موجودہ حکومت کی نہیں ہے ہم تمام معاملات کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ پاکستان کا یہ اصولی موقف ہونا چاہئے کہ کشمیر کے مسئلہ کے حل کے بغیر بھارت سے تجارت ہر گز نہیں ہو سکتی۔ پاکستان میں دہشت گردی کا واویلا کرنے اور الزام تراشی کا راگ الاپنے والا بھارت دنیاکے خطرناک ممالک میں سرفہرست ہے۔ افغانستان عراق اور شام سے بھی زیادہ بم دھماکوں میں آگے نکل گیا۔ روزانہ کئی ہلاکتیں ہوتی ہیں۔ بھارت کے نیشنل ڈیٹا سنٹر (ای بی ڈی سی) کی جانب سے جاری اعدادو شمار کے مطابق سال 2013 میں بھارت بھر میں 212 بم دھماکے ہوئے جو 12 سالوں سے جنگ کا شکار افغانستان کے مقابلے میں دوگنا ہیں۔ ان دھماکوں میں 30 افراد ہلاک اور 246 زخمی ہوئے۔ افغانستان میں گزشتہ

سال ہونے والے دھماکوں کی تعداد 108 بنگلہ دیش میں 75 اور شام میں 36 دھماکے ہوئے۔ اعداد و شمار کے مطابق نہ صرف گزشتہ سال بلکہ 2004 سے 2013 تک کے عرصے میں بھی بم دھماکوں کے حوالے سے بھارت نے افغانستان اور عراق کو بھی پیچھے چھوڑا۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں ہونے والے مجموعی دھماکوں میں بھارت کی شرح 75 فیصد ہے۔

تپتی دھوپ میں تھر کے متاثرین امداد کے منتظر

تحریر: محمد شاہد محمود

خشک سالی کے باعث تھر میں جنم لینے والے حالات کو لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے، اس المیہ نے پوری قوم کو حکمرانوں کی بے حسی اور کارکردگی کے بارے میں سوچنے پر مجبور کردیا ہے۔ تھر کی قحط سالی کی کہانی نے دکھ کے جذبے کو جھنجھور کر رکھ دیا ہے، ماں نے کس دل سے اپنے بچوں کو خالی پیٹ نیند کی تھپکیاں دی ہوں گی، کس طرح اپنے لخت جگر کو شہر خموشاں کی جانب بھیجا ہوگا۔ بھوک سے نڈھال بچوں کی سسکتی ہوئی آوازیں دل کو دہلا دیتی ہے۔امداد سرگرمیاں جاری، مگر امداد صرف شہری علاقوں تک ہی محدود ہے، دیہی علاقوں کے باسی اب تک صوبائی حکومت کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ تپتی دھوپ اور کچی جھونپڑیوں میں زندگی گزارنے والے متاثرین کی آنکھوں میں امید کی کرنیں بجھتی نظر آرہی ہیں، تھر کی خشک سالی کی سنگین صورتحال نے معصوم لوگوں کو جس اذیت میں مبتلا کردیا ہے، اس کے ذمے دار اپنا احتساب کرنے کو تیار نظر نہیں آتے۔ اس المیہ نے پوری قوم کو حکمرانوں کی بے حسی اور کارکردگی کے بارے میں سوچنے پر مجبور کردیا ہے۔ صوبہ سندھ میں قدرتی آفات سے نمٹنے والے ادارے این ڈی ایم کی جانب سے جاری کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق تھر میں

گیارہ لاکھ لوگ خشک سالی سے متاثر ہوئے ہیں جبکہ ڈیڑھ لاکھ سے زائد لوگ نقل مکانی کر چکے ہیں۔ سندھ حکومت نے حالیہ بحران کے پیشِ نظر علاقے میں گندم کی ایک لاکھ بیس ہزار بوریاں تقسیم کرنے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن اب تک وقت تک 33 ہزار 300 بوریاں گندم تقسیم ہوئی ہیں، ستائیس ہزار بوریاں گوداموں میں موجود ہیں۔ اس سے پہلے آٹھ ماہ میں گندم کی ساٹھ ہزار بوریاں تقسیم نہیں ہو سکی تھیں۔ قحط سالی کی اطلاعات کے بعد حکومت نے مزید ساٹھ ہزار بوریاں بھیجنے کا اعلان کیا تھا، لیکن خود حکومتی اعداد و شمار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں ابھی تک یہ گندم پہنچ نہیں سکی۔ اب ٹھیکیداروں کی مدد سے گندم کی تقسیم کی جا رہی ہے، جس کے لیے مختلف سینٹر بنائے گئے ہیں، لیکن موصول ہونے والی شکایات کے مطابق اس مفت تقسیم پر بھی ٹھیکیدار لوگوں سے پیسے مانگ رہے ہیں۔ سندھ حکومت نے 1998 کی مردم شماری کے بجائے موجودہ آبادی کے تحت گندم کی تقسیم کا فیصلہ کیا ہے، جس کے تحت تھر میں دو لاکھ 59 ہزار خاندان رجسٹرڈ ہیں ہر گھرانہ دس سے پندرہ افراد اور بچوں پر مشتمل ہے۔ حکومت فی خاندان پچاس کلو گرام گندم فراہم کر رہی ہے، جو حکام کے خیال میں ایک ماہ کے لیے کافی ہے۔ غیر سرکاری تنظیمیں صرف گندم کی تقسیم کی مخالفت کر رہی ہیں۔ سکوپ نامی تنظیم کے مقامی رہنما بھارو مل کا کہنا ہے کہ سیلاب اور زلزلے میں جس طرح لوگوں کو حکومت آٹا، دال، چاول، گھی فراہم کرتی ہے یہاں بھی ایسے ہی پیکیج کی ضرورت ہے۔ 'لوگ روٹی کس سے کھائیں گے، حکومت کو

اس کا بھی خیال کرنا چاہیئے۔' بھارو مل نے بتایا کہ تھر کے لوگ جانوروں کے دودھ پر گزارہ کرتے تھے مگر اب جانور بڑی تعداد میں ہلاک ہو چکے ہیں یا پھر کمزور ہیں، اس لئے لوگوں کو دودھ اور دہی دستیاب نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے اعتراف کیا کہ تھرپارکر میں غذائی قلت کی ذمہ دار ضلعی انتظامیہ ہے۔ میڈیا کو میرے استعفی کا انتظار ہے لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ سید قائم علی شاہ نے کہا کہ وزیر اعظم کے دورہ تھرپارکر اور امداد دینے پر ان کے شکر گزار ہیں۔ آئندہ چھ روز میں تھرپارکر کے ہر گھر میں گندم پہنچ جائیگی۔ غذائی قلت کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے سرپرست اعلیٰ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ تھر میں ہلاکتوں کے ذمہ دار افسروں کو نہیں بخشا جائے گا ضلع سانگھڑ کی چار یونین کونسلوں میں بھی شدید خشک سالی سے قحط کے آثار ہیں، خوراک نہ ملنے اور بیماریوں کے باعث بکریوں اور بھیڑوں کی ہلاکتیں شروع ہو گئیں۔ پانی کی شدید قلت ہے، کنویں خشک ہو گئے ہیں۔ بارشیں ہونے کے باعث مویشیوں کا چارہ ناپید ہو گیا۔ جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے تھرپارکر کے قحط زدہ متاثرین میں ایک ماہ کے خشک راشن کی تقسیم شروع کر دی۔ مٹھی و تھر کے دور دراز علاقوں میں بھی آٹھ مقامات پر فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے ریلیف کیمپ قائم کر دیئے جبکہ ڈاکٹروں کی مزید ٹیمیں بھی مٹھی پہنچ گئی ہیں۔ لاکھوں روپے مالیت کی ادویات کے ہمراہ تین موبائل میڈیکل ایمبولینسیں، 18 لاکھ مالیت کے خشک راشن ، پیک اور بچوں کے لیے دودھ، جوس

بسکٹ و دیگر سامان بھی کیمپوں میں پہنچایا گیا ہے۔ مٹھی، اسلام کوٹ اور ڈیپلو میں لگائے گئے امدادی کیمپوں میں متاثرین میں پکی پکائی خوراک کی تقسیم کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ سابقہ روایت برقرار رکھتے ہوئے جماعۃ الدعوۃ کی امدادی ٹیمیں ان علاقوں میں پہنچ گئیں جہاں ابھی تک کوئی اور ادارہ نہیں پہنچ سکا۔ دور دراز علاقوں سے لوگ امداد لینے کے لیے مٹھی تک کا طویل سفر کرنے پر مجبور ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالروف، جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی ترجمان محمد یحییٰ مجاہد نے تھرکے سرحدی اور دور دراز علاقوں کا دورہ، متاثرہ افراد سے ملاقاتیں کیں۔ رہنماء مٹھی، اسلام کوٹ اور نگرپارکر اور کاسبو سمیت دور دراز سرحدی علاقوں میں گئے اور وہاں موجود متاثرین سے ملاقاتیں کرکے ان کے مسائل سنے۔ اس موقع پر مقامی افراد ان رہنماؤں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جماعۃ الدعوۃ وہ واحد جماعت ہے جو یہاں تک پہنچی ہے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی طرف سے تھرپارکر کے قحط زدہ بچوں کے لئے خصوصی طور پر جوس، بسکٹ، دودھ اور دیگر اشیاء خورونوش تقسیم کی جارہی ہیں اب تک دس ہزار سے زائد بچوں میں کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کی جاچکی ہیں۔ متاثرہ علاقوں میں ریلیف کیمپوں میں بڑی تعداد میں بچوں کے لئے غذائی اشیاء کی فراہمی کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کی امدادی ٹیمیں، امدادی رضاکار سول ہسپتال مٹھی میں زیرعلاج بچوں اور دیگر مریضوں میں بھی یہ اشیاء تقسیم کر رہے ہیں جبکہ متاثرین میں بڑے پیمانے پر منرل

واٹر بھی تقسیم کیا گیا ہے۔ متاثرین کے لئے دیگر شہروں سے امدادی سامان کی ترسیل کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ تھر پارکر میں قحط اور خشک سالی نے انسانوں کے علاوہ بڑی تعداد میں جانوروں کو بھی متاثر کیا ہے۔ تھر کے لوگوں کی زندگیوں کا زیادہ تر انحصار جانوروں پر ہوتا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کی سروے ٹیم کو تھرپارکر کے مختلف شہروں ڈیپلو، اسلام کوٹ، مٹھی، نگر پارکر، چھاچھرو اور کاسبو کے سروے کے دوران یہ بات بھی علم میں آئی ہے کہ مذکورہ علاقوں میں ایک پراسرار بیماری اور وائرس جس کو مقامی لوگ ماتا کی بیماری کہتے ہیں اس سے ہزاروں جانور ہلاک ہو گئے ہیں۔ مرنے والے جانوروں سے بڑے پیمانے پر تعفن اٹھنے سے متاثرہ علاقوں میں مزید مہلک اور وبائی بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ تھر پارکر میں خشک سالی اور قحط کے باعث پیدا ہونے والی صورتحال کے تناظر میں این ڈی ایم اے امدادی کارروائیاں تیز کر دی ہیں، مختلف جگہوں پر کولیکشن پوائنٹ بنا دیئے گئے۔ جماعت اسلامی کی الخدمت فاؤنڈیشن بھی متاثرہ علاقوں میں پہنچ چکی ہے جو متاثرین تک خوراک و ادویات پہنچا رہی ہے۔ حکومت و دیگر فلاحی اداروں کو بھی بڑھ چڑھ کر متاثرین کی مدد کرنی چاہئے صرف دعوے اور دورے نہیں کرنے چاہئے۔

مقبوضہ کشمیر میں جبری گمشدگیاں

مقبوضہ کشمیر میں ایسے ہزاروں بد قسمت افراد ہیں جن کا شمار زندوں میں ہوتا ہے نہ مردوں میں۔انسانی حقوق کے گروپوں کا اندازہ ہے کہ ان کی تعداد آٹھ ہزار سے زائد ہے انھیں بھارتی فوجی اٹھا کر لے گئے اور پھر ان کی کبھی کوئی خبر نہیں آئی، چونکہ سرکاری طور پر ان کی موت کا سرٹیفکیٹ بھی نہیں ہوتا جس کے باعث ان کی بیویوں کو راشن کارڈ ملتا ہے نہ بینک اکاؤنٹ تک رسائی دی جاتی ہے جس پر انھیں اپنے والدین یا سسرال کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ پچھلے بائیس سال کے دوران مقبوضہ جموں کشمیر میں ہلاکتوں اور جبری گمشدگیوں کے حوالہ سے ایک رپورٹ کے مطابق دو ہزار اڑتالیس افراد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مختلف فورسز نے حراست کے دوران ان پر جسمانی تشدد کیا۔ فوج یا دوسری فورسز کے ذریعے جبری مزدوری کا شکار افراد کی تعداد چھ ہزار آٹھ سو اٹھاسی بتائی گئی ہے۔ مارے گئے یا لاپتہ پانچ سو دو افراد میں سے چار سو ننانوے مسلمان ہیں، دو کشمیری بولنے والے ہندو (پنڈت) ہیں جبکہ ایک سکھ ہے۔ لائن آف کنٹرول کے قریب واقع بارہ مولہ اور کپواڑہ اضلاع میں پچھلے بائیس سال کے دوران سولہ خواتین سمیت چار سو سینتیس افراد مارے گئے جبکہ پینسٹھ افراد لاپتہ ہو گئے۔ کل ہلاکتوں میں سے تین سو بیس کے لئے سرکاری ایجنسیوں کو ذمہ دار بتایا گیا ہے جبکہ

کچھ نامعلوم افراد کے سر ہیں۔ صرف ایک لاکھ اکسٹھ ہزار نفوس پر مشتمل پچاس گاوں کی آبادی میں فوج اور نیم فوجی عملہ کی ایک سو پینتالیس تنصیبات ہیں۔ ان میں وسیع رقبے پر پھیلے فوج کے کیمپ بھی ہیں۔ بائیس سرکاری اور غیر سرکاری عمارات بھی فوج یا نیم فوجی عملے کے زیرِ تصرف ہیں۔ یہ فوجی تنصیبات دو ہزار سینتالیس کنال رقبہ زمین پر قابض ہیں اور اس کے علاوہ ستاون ایسے مقامات ہیں جہاں مشتبہ افراد پر جسمانی تشدد کیا گیا۔ ان دیہات میں ستاون ٹارچر مراکز قائم ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں لاپتہ ہونے افراد کے لواحقین نے برستی بارش کے دوران اپنے لخت جگروں کی بازیابی کا مطالبہ کرتے ہوئے سرینگر میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس دوران وادی میں گزشتہ 5 برسوں کے دوران لواحقین کی موت کا انکشاف کرتے ہوئے اے پی ڈی پی کی سربراہ پروینہ آہنگر نے 10 کہا کہ گمشدہ کئے گئے افراد کے اقربا کی موت سے حصول انصاف اور ان کی امیدوں نے بھی دم توڑ بیٹھا۔ مقبوضہ کشمیر میں گزشتہ 23 برسوں کے دوران جبری طور پر لاپتہ ہونے والے افراد کے رشتہ داروں اور لواحقین نے برستی بارش کے دوران سرینگر کی پرتاپ پارک میں ایک مرتبہ پھر احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان کے اپنوں کی بازیابی کی جائے۔ گمشدہ افراد کے لواحقین کی تنظیم 'اے پی ڈی پی' کے جھنڈے تلے بیسوں مرد و خواتین نے سرینگر کی پرتاپ پارک میں خاموش احتجاج کیا جس کے دوران انہوں نے پارک کے ارد گرد بینر اور پلے کارڈ نصب کئے تھے۔ اس موقعہ پر کئی ایک ماؤں نے اپنے لخت جگروں کی یاد میں

آنسوں بھی بہائے جبکہ کئی ایک خواتین کے اشک بھی خشک ہو چکے تھے اوران کی پتھریلی آنکھوں میں اپنے لخت جگروں کا انتظار صاف جھلک رہا تھا۔اس موقع پر اے پی ڈی پی کی خاتون سربراہ پروینہ آہنگر نے کہا کہ گزشتہ بیس برسوں سے لاپتہ ہونے والے افراد کے اہل خانہ اپنے عزیزوں سے ملنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ گزشتہ 5برسوں کے دوران ہی 10ایسے افراد نے موت کی چادر اوڑ لی جن کے بچے جبری طور پر لاپتہ کئے گئے تھے اور یہ نہ صرف ان کی موت ہوئی بلکہ ان کی امیدوں اور حصول انصاف کا جنازہ بھی اٹھ گیا۔ 2009 میں مغل ماسی کا انتقال ہوااور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں وہ حسرت بھی دھری کی دھری رہ گئی ، کہ وہ اپنے لخت جگر کا دیدار ایک مرتبہ پھر کریں گی۔ 5اکتوبر 2013 کو ایک اور ماں داغ مفارت لے کر چلی گئی جبکہ حسینہ بیگم کا فرزند سید انور شاہ کو فورسز نے 21جولائی 2000 کو سرینگر میں گرفتار کرکے جبری طور پر لاپتہ کیا تھا۔ سید انور رنگ سازی کا کام کرتا تھا جس کے دوران اسے گرفتار کرنے کے بعد لاپتہ کیا گیا۔ سید انور کی بیوہ اور والدہ حسینہ بیگم کے علاوہ اس کی بچی بھی گزشتہ 13برسوں سے ان کی تلاش میں ہے تاہم انہیں کوئی بھی پتہ نہیں بتایا گیا اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھے بغیر چلی گئی۔ مہتابہ بیگم ساکنہ کری ہامہ کپواڑہ کا فسانہ بھی اس سے جدا نہیں ہے کیونکہ وہ بھی اپنے بیٹے محمد یعقوب خان کی تلاش میں ناکام ہونے کے بعد موت کے اندھیروں میں کھو گئی جبکہ اس کے بیٹے کو 14اکتوبر 1990 میں بی ایس ایف نے گرفتار کرکے جبری طور پر

لاپتہ کیا تھا۔ غلام محمد بٹ ساکنہ چھتہ بل کے بیٹے شبیر حسین کو بھی جبری طور پر لاپتہ کیا گیا تھا اور وہ بھی 7 جنوری 2014 کو جاں بحق ہوا۔ اسی طرح عبدالاحد صوفی ساکنہ دری بل نائد کدل 2012 میں اپنے بیٹے کے انتظار میں تڑپتے ہوئے موت کی آغوش میں سو گیا جبکہ اس کے بیٹے بشیر احمد صوفی کو 2003 میں اپنے گھر والوں کے سامنے گرفتار کیا گیا تھا اور بعد میں جبری طور پر لاپتہ ہوا۔ شبیر حسین گاسی کو جنوری 2000 میں گرفتار کرکے لاپتہ کیا گیا جبکہ ان کی والدہ مسرہ بیگم ساکنہ بوٹ مین کالونی بیٹے کی تلاش کی جدوجہد کے بعد اس دنیا سے چلی گئی جبکہ اسی طرح عابد حسین ڈار کی والدہ حمیدہ پروین کا بھی یہی حشر ہوا جو سال 2012 میں جاں بحق ہوئی۔ اسی طرح زونہ بیگم محمد جمال بٹ اور حلیمہ بیگم بھی اپنے لخت جگروں کی تلاش کے بعد دلوں میں حسرتیں، لئے دنیا سے کوچ کر گئی۔ مقبوضہ کشمیر میں فرضی جھڑپوں اور اجتماعی قبروں کی آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے سول سوسائٹی اراکین اور دانشوروں نے جموں کشمیر میں لاگو افسپا اور پی ایس اے جیسے قوانین منسوخ کرنے کی حمایت کی ہے جبکہ مقامی حقوق انسانی فورم وائس آف وکٹمز کے وفد نے بھارتی دانشوروں کو ریاست کشمیر میں بھارتی فوج، نیم فوجی دستوں اور پولیس ٹاسک فورس کے ہاتھوں ہونے والی سنگین نوعیت کی حقوق انسانی کی پامالیوں سے متعلق تفصیل سے آگاہ کیا۔ اور انہیں بتایا کہ حکومتی سطح کے انکوائری احکامات یا مختلف کمیشنوں کے قیام کا مقصد اصل حقیقت کو منظر عام پر لانے کے بجائے خلاف

ورزیوں کے واقعات پر پردہ ڈالنا رہتا ہے۔ وائس آف وکٹمز کے چیف کوآرڈی نیٹر عبدالرؤف خان نے بتایا کہ ان کے ایک وفد نے بھارت کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور خاص طور پر ممبئی میں سول سوسائٹی، دانشوروں، مہاراشٹر یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات سے ملاقاتیں کیں اور انہیں کشمیر کی صورتحال سے آگاہ کیا۔ وائس آف وکٹمز کے ڈائریکٹر عبدالقدیر ڈار نے کہا کہ ایک ہفتہ کے دورہ کے دوران سول سوسائٹی کے اراکین اور دانشوروں سے ملاقاتیں بہت مفید رہی ہیں۔ بھارتی سول سوسائٹی اراکین نے سال 1990 سے فوج اور فورسز کے ہاتھوں ہونے والی اجتماعی ہلاکتوں کے واقعات کی تحقیقات میں سرکار اور متعلقہ حکام کی لاپرواہی پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ارباب حل وعقد نے عدم دلچسپی کا رویہ اختیار کرکے ملوث اہلکاروں اور افسروں کو بچانے میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔

نجکاری یا بے روزگاری

نجکاری کمیشن نے قومی اداروں کی تیز بنیادوں پر نجکاری کا عمل شروع کر دیا، 30 جون 2014ء تک 1.6 ارب ڈالر کا ہدف پورا کرنے کے لئے او جی ڈی سی ایل، پی پی ایل، یونائیٹڈ بینک کے مالیاتی مشیر 16 اپریل کو طلب جبکہ ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کے 96 فیصد شیئرز کی نجکاری کے لئے 16 مئی تک اظہار دلچسپی کی درخواستیں مانگ لی گئیں۔ اعلیٰ حکومتی قیادت کی ہدایت پر نجکاری کمیشن آف پاکستان نے قومی اداروں کی فاسٹ ٹریک نجکاری کا عمل شروع کر دیا ہے جبکہ 30 جون تک نجکاری کے ذریعے 1.6 ارب ڈالر آمدنی کا ہدف پورا کرنے کے لئے حکومتی موقف کے برعکس سب سے پہلے منافع بخش ادارے کا نمبر لگایا گیا ہے۔ مذکورہ تینوں ادارے حکومت پاکستان کو منافع دے رہے ہیں جبکہ صرف او جی ڈی سی ایل نے گزشتہ مالی سال کے دوران 100 ارب روپے خالص منافع کمایا۔ مسلم لیگ (ن) کی قیادت ہمیشہ کہتی آئی ہے کہ خسارے میں چلنے والے قومی ادارے خزانے پر بوجھ ہیں جنہیں چلانے کے لئے سالانہ 500 ارب روپے قومی خزانے سے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ مشترکہ مفادات نے مذکورہ اداروں کے صرف 26 فیصد شیئرز فروخت کرنے کی منظوری دے رکھی ہے۔ نجکاری کمشن نے مذکورہ بالا اداروں کے 26 فیصد سے زیادہ شیئرز نجی شعبے کے پاس فروخت کرنے کی پالیسی تیار کی ہے

جو کہ آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ پیپلز پارٹی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قومی اداروں کی نجکاری کرنے سے گریز کرے، نجکاری کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اگر کسی قومی ادارے میں کوئی خرابی ہے تو حکومت اسکو فوری طور پر دور کرے، سرکاری محکموں کی نجکاری انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، حکومت نجکاری کے نام پر دوستوں" کے مفاد کیلئے کام کر رہی ہے، اگر حکومت نے قومی اداروں کی نجکاری کی تو" پھر ان قومی اداروں میں کام کرنے والوں کے ساتھ ملکر حکومت کو ایسا کرنے سے روکیں گے۔ اگر کوئی قومی ادارہ ٹھیک کام نہیں کر رہا تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس ادارے کو ٹھیک کرے کیونکہ اداروں کو فروخت کر دینا مسئلے کا حل نہیں ہے۔

بد قسمتی سے ملک میں تاجروں کی حکومت ہے۔ قائد حزب اختلاف خورشید شاہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں میاں صاحب کی پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان کی نجکاری کا اشتہار نہ آ جائے۔ حکومت امن و امان نہیں دے رہی ، تو پولیس اور فوج کی بھی نجکاری کر دے۔ کارخانے چلانا حکومت کا کام نہیں تو کس کا ہے۔ ادارے حکومت کے پاس ہونے چاہیے۔ 169 ادارے ن لیگ نے پرائیویٹائز کیے اس پر کمیٹی بنائی جائے اور رپورٹ سامنے لائی جائے۔ ہمیں بتایا جائے پہلے جن اداروں کی نجکاری ہوئی ان کا پیسا کہاں استعمال ہوا، 34 فیصد ادارے نجکاری کے بعد تباہ ہوئے۔

خیبر پختونخوا، سندھ اور بلوچستان کے وزرائے اعلیٰ نجکاری کی مخالفت کریں تو لاکھوں مزدوروں کا بھلا ہوگا۔ لاہور پریس کلب کے سامنے نجکاری کے خلاف ایک

احتجاجی جلسے سے امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت گزشتہ ادوار میں فروخت کیے گئے 167 قومی اداروں سے حاصل ہونے والی آمدن کا حساب دے اور جوڈیشل کمیشن بنا کر قوم کے سامنے حقائق پیش کیے جائیں۔ قومی اداروں کی نج کاری سے لاکھوں محنت کش بے روزگار اور ملک کا مستقبل تاراج ہو جائے گا۔ ملک بھر کی مزدور تنظیمیں ،کسان اور طلبہ متحد ہو کر نج کاری کے خلاف جدوجہد کریں۔ بیسیوں منافع بخش قومی اداروں کو اونے پونے داموں بیچ دیا گیا جن کے بند ہونے سے لاکھوں مزدور بے روزگار ہوئے۔ قومی ادارے قوم کی ملکیت ہیں جبکہ حکمران ان اداروں کو کوڑیوں کے بھاؤ اپنے رشتہ داروں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ نج کاری آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کا ایجنڈا ہے۔ حکمران اگر واقعی ملک سے مخلص ہیں تو اپنے اثاثے قومی بنکوں میں لے کر آئیں تاکہ کسی بیرونی مالیاتی ادارے سے بھاری شرح سود پر قرض لینے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ حکمران آئی ایم ایف کو ہمارے سروں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں اگر ایک ایک کرکے قومی ادارے بکتے رہے تو بے روزگاری بڑھے گی جس کے نتیجے میں ملک جرائم کا گڑھ بن جائے گا۔ گزشتہ دور حکومت میں نواز شریف نے حبیب بنک 22ارب روپے میں آغا خان کے ہاتھ بیچ دیا حالانکہ ارب کے بنک کے اثاثے تھے۔ 2300 ملازمین کو فارغ کر دیا گیا۔ امریکہ 184 اسرائیل اور بھارت چاہتے ہیں کہ پاکستان میں انتشار اور بے چینی کو فروغ ملے تاکہ ان کی پاکستان کے جوہری اثاثوں کو بین الاقوامی کنٹرول میں لینے کی خواہش پوری

ہوسکے ۔ اقوام متحدہ ، یورپی یونین اور امریکہ کو یہ فکر چھوڑ دینی چاہیے کہ امریکی فوجوں کے انخلا کے بعد افغانستان کا کیا بنے گا ۔ حکمران امریکہ کے پاؤں پڑنے کی بجائے خطے سے انخلا میں اس کی مدد کریں جب تک ایک بھی امریکی فوجی خطے میں موجود ہے ، ملک سے دہشتگردی ختم نہیں ہو گی ۔امریکی فوج کی موجودگی ہی ملک میں دہشتگردی کی وجہ ہے ۔ کوئی حکومت بھی کرپشن ختم کرنے کے لیے تیار نہیں جس کی وجہ سے حکمرانوں کو قرض لینا پڑتا ہے اور پھر قرض کی رقم اپنے اللے تللوں میں اڑا دیتے ہیں ۔ نج کاری سرمایہ دارانہ نظام کی ناجائز اولاد ہے ۔سرمایہ دار غریب عوام سے ان کے جینے کا حق چھینا چاہتے ہیں ۔ ملک کے لاکھوں محنت کش متحد ہو کر قومی اداروں کی نج کاری نہیں ہونے دیں گے ۔ملک کے مختلف اداروں میں کام کرنے والے لاکھوں مزدور اور محنت کش حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے پریشان ہیں ۔ ملک کے اندر یہ کھیل تماشا عرصے سے جاری ہے کوئی حکمران آ کر اداروں کو نیشنل لائز کر دیتا ہے اور کوئی بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرضے کے حصول کے لیے نج کاری کے معاہدے کرتا ہے ۔ قومی اداروں اور مزدوروں کے مفادات کسی کو عزیز نہیں ۔ جب نج کاری ہوتی ہے تو بے روزگاری کی تلوار چلتی ہے جس سے سینکڑوں اور ہزاروں مزدور ں کا معاشی قتل ہوتا ہے ۔

تھر میں زندگیاں خطرے میں

سنا تھا کہ تھر میں انسان اور جانور ایک ہی جوہڑ پر سے پانی پیتے ہیں مگر قحط کی صورتحال کے بعد ایسے مناظر دیکھنے کو بھی ملے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے تو کابینہ کے اجلاس کے بعد ''کھانے'' اڑائے اور اسی چار دیواری کے باہر متاثرین اس امید میں تھے کہ شاید ہمیں بھی ''زندہ'' رہنے کے لئے کچھ مل جائے، وزیر اعظم میاں نواز شریف نے اپنے دورے کے دوران شاہ جی کے کھانے کی دعوت کو صرف اس وجہ سے ٹھکرایا کہ یہاں کے باسی اس کھانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو قحط اور خشک سالی کی خبریں میڈیا پر آنے سے قبل ہی امدادی کاموں میں مصروف تھا۔ 500 سے زائد مقامات پر ہینڈ پمپ و کنویں جماعۃ الدعوۃ نے بنائے ہیں۔

متاثرہ علاقے میں کام کرنے والے امدادی رضاکاروں نے ایک تصویر بھیجی جس نے سنی گئی بات کو یقین میں بدل دیا ایک ہی تالاب،جوہڑ سے انسان بھی اور جانور بھی پانی پی رہے ہیں۔تھر یار کر کے عوام کی بھوک ،پیاس اور بے بسی کو الفاظ میں لکھنا ممکن نہیں .عورت زندگی بھر سر پر مٹکے اٹھائے ننگے پاؤں میلوں پیدل جھلستی ریت،آگ برساتے سورج میں سفر کرتی ہے .پیٹ بھر کر کوئی مناسب خوراک کبھی شاید کوئی انہیں ملی ہو۔تھرپارکر میں قحط کے بعد ہلاکتوں کا سلسلہ جاری ہے، مزید 4بچے جاں بحق ہوگئے اور مختلف امراض میں مبتلا 19 بچوں کو سول اسپتال مٹھی میں داخل کروایا گیا ہے جن میں سے 6 سے زائد بچوں کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے جبکہ اسپتال میں اب بھی 80 سے زائد بچے زیر علاج ہیں۔اسلام کوٹ کے نجی اسپتال میں 4 سالہ بچہ کلدیپ میگھواڑ دم توڑ گیا، ڈاکٹروں کے مطابق کلدیپ کے دل میں سوراخ تھا جبکہ مٹھی سول اسپتال میں 2بچے اور اسلام کوٹ کے اسپتال میں ایک بچی دم توڑ گئی۔ننگر پارکر سے تعلق رکھنے والا 6 ماہ کا رام چند سول اسپتال مٹھی پہنچ کر چل بسا جبکہ 2 ماہ کے آصف کو اسپتال لایا جا رہا تھا کہ وہ راستے ہی میں دم توڑ گیا۔ دوسری جانب سول اسپتال مٹھی میں ابھی تک علاج کی صورت حال بہتر نہ ہوسکی، اب بھی ایک بستر

پر کئی کئی مریض ہیں۔

نواب شاہ میں 30 خاندان مقیم ہیں جو بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں، متاثرین میں بڑی تعداد خواتین اور بچوں کی ہے جو کھلے آسمان تلے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔

متاثرین کا کہنا ہے کہ بھوک اور بیماریوں کی وجہ سے ہمیں سخت مشکلات درپیش تھیں جس کی وجہ سے ہمیں اپنا گھر چھوڑنا پڑا، متاثرین کا مزید کہنا ہے کہ انھوں نے تھر میں شب و روز جس مشکل میں کاٹے وہی جانتے ہیں، ان کے پاس پیسے نہیں ہیں، وہ گھاس پھوس کھانے پر مجبور ہیں، حکومت کی جانب سے انھیں کوئی امداد نہیں ملی۔ تھرپارکر میں اب تک قحط سے 143 بچے ہلاک ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف حکومت سندھ کی جانب سے مٹھی سمیت تھرپارکر کے مختلف علاقوں میں گندم کی تقسیم کا عمل جاری ہے جبکہ پاک فوج، جماعۃ الدعوۃ، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن، الخدمت فاؤنڈیشن سمیت دیگر سیاسی و فلاحی ادارے بھی امدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے ضلع سانگھڑ کے 7 اور ضلع خیرپور کے 14 دیہات کو بھی قحط زدہ قرار دے دیا ہے، وزیراعلیٰ سندھ نے ان دیہات کو متعلقہ ڈویژنل کمشنرز اور اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز کی سفارشات پر قحط زدہ قرار دیا ہے، ضلع سانگھڑ کے دیہات میں رانھو، رانک آف تعلقہ کھپرو، رار، چوٹیاریون، بکر، تھر سریجی اور سیان واری شامل ہیں، ان دیہات میں 42050 نفوس متاثر ہیں۔ ضلع خیرپور کے دیہات میں رجستان جبو، کھت ، گڑھ

سنت راھو، بھٹ تھاروجی ، رضو بھنبھرو، سرہا دانو، داؤجی، الیاسوری، بھٹ بھنگواری، کنڈڑی، لدھاھو، تاج محمود ملو، بخش علی آرادین اور گلاب بھنبھرو شامل ہیں، ان دیہات میں 39174 افراد متاثر ہیں۔ وزیراعلیٰ سندھ نے ریلیف کمشنر سندھ، محکمہ ریلیف، صحت، لائیواسٹاک اور خوراک کے صوبائی سیکریٹریز، متعلقہ ڈویژنل کمشنرز اور اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز کو متاثرہ لوگوں کو فوری طور پر غذائی اشیا، دیگر امدادی سامان اور سہولتیں فراہم کرنے کے احکام جاری کیے ہیں۔ وزیراعلیٰ اپنے کوآرڈی نیٹرتاج حیدر کوہدایت کی کہ سانگھڑاور خیرپور کے اضلاع کے قحط زدہ قرار دیے گئے دیہات میں امدادی سرگرمیوں کی نگرانی کریں۔

وزیراعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے ریلیف کمشنر سندھ ، متعلقہ ڈویژنل کمشنرز اور ڈپٹی کمشنروں کو سانگھڑ، خیر پور، گھوٹکی، جامشورو، دادو اور بدین کے صحرائی علاقوں کا فوری طور پر دورہ کرکے وہاں ماحولیاتی اور موسم سے متعلق موجودہ صورتحال کا جائزہ لینے کے احکام جاری کیے ہیں۔ وزیراعلیٰ سندھ نے متعلقہ افسران کو ہدایات دیں کہ اگر ان کے اضلاع میں کہیں بھی خشک سالی جیسی صورت حال ہے تو وہاں پر لوگوں کے لیے کھانے پینے کی اشیا اور طبّی سہولیات جبکہ مال مویشوں کے لیے فوری طور پر چارے کا انتظام کیا جائے۔ جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے تھرپارکر کے قحط سے متاثرہ علاقوں میں 65 میڈیکل و موبائل کیمپوں کے ذریعہ 12 ہزار سے زائد مریضوں کا علاج معالجہ کیا۔ 19 ایمبولینس گاڑیاں بھی متاثرہ علاقوں میں کام کر رہی ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی میڈیکل ٹیمیں دور دراز علاقوں میں موبائل میڈیکل کیمپنگ کے ذریعہ طبّی امداد فراہم کر رہی ہیں۔ پکی پکائی خوراک اور متاثرہ بچوں میں اشیاء کی تقسیم کے علاوہ خشک راشن کی تقسیم کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف مٹھی میں بنائے گئے مرکزی ریلیف کیمپ سے امدادی کاموں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ حافظ عبدالرؤف کا کہنا ہے کہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکار تھرپارکر کے قحط سے متاثرہ دور دراز علاقوں میں امدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ نے اب تک ، پانیلو، اسلام کوٹ، کنگر پاگر، ویرا وائی، جنگاس، لنجا کالونی، دام ویری ، گورانو، کیھڑی

چارومڑی ، لبو، کاریہر ، ویلنجا، میجوکٹر میں 65 میڈیکل کیمپ لگائے۔ ملک بھر کے مختلف شہروں سے آئی ہوئی ڈاکٹروں و پیرامیڈیکل سٹاف کی ٹیموں نے 12 ہزار سے زائد مریضوں کو طبّی امداد فراہم کی جبکہ موبائل میڈیکل کیمپنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ متاثرہ علاقوں میں مریضوں کو لانے لیجانے کے لئے 19 ایمبولینس گاڑیاں کام کر رہی ہیں۔ پانی کی قلّت اور صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے بچوں میں بیماریاں پھیلی ہیں اسی لئے اموات زیادہ ہوئی ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی میڈیکل ٹیموں میں چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر بھی شامل ہیں جو مٹھی ہسپتال کے علاوہ میڈیکل کیمپوں پر طبّی امداد فراہم کر رہے ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے متاثرین میں خشک راشن اور پکی پکائی خوراک کی تقسیم کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ گشتہ روز پانیلو میں خشک راشن تقسیم کیا گیا ۔ایک ماہ کے راشن پیک میں آٹا، چاول ، چینی ، دالیں، گھی ، خشک دودھ، صابن سمیت دیگر اشیائے خورونوش شامل ہیں۔ مٹھی و دیگر دور دراز دیگر پسماندہ گوٹھوں میں بچوں کو دودھ، جوس، بسکٹ، کیک، ٹافیاں، منرل واٹر اور زیر علاج مریضوں کو تیار کھانے کے پیک روزانہ کی بنیاد پر فراہم کیا جا رہا ہے۔ حافظ عبدالرؤف نے کہا کہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن تھر کے قحط زدہ علاقوں میں انسانی ہمدردی کی بنیاد پر خدمت کا کام جاری و ساری ہے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں بلا امتیاز امدادی سامان تقسیم

کیا جا رہا ہے۔ ہندو اکثریتی علاقوں میں بھی ریلیف و میڈیکل کیمپ لگائے گئے ہیں۔ پاکستان رینجرز سندھ نے بھی متاثرین تھر کی امداد کے لیے غذائی اجناس اور دیگر اشیا کے مزید 3 ٹرک روانہ کر دیے۔ بھیجے جانے والے ٹرک میں 30 ٹن خشک راشن جس میں دالیں، گندم، گھی، چاول، خشک دودھ، چائے اور منرل واٹر شامل ہیں، راشن کا سامان صحرائے تھر میں متاثرین کو وہاں تعینات رینجرز اہلکار تقسیم کریں گے جو وہاں پر امدادی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں۔ تھر میں امدادی کاروائیاں جاری ہیں پھر بھی اموات رکنے کا نام نہیں لے رہیں، کئی ادادرے تو صرف فوٹو سیشن کروا کر سامان واپس لے آتے ہیں گزشتہ دنوں جب قائم علی شاہ نے مٹھی ہسپتال کا دورہ کیا تو ایک ادارے نے ہسپتال کے احاطے میں کیمپ قائم کیا مگر جب شاہ جی کی واپسی ہوئی تو سامان واپس چلا گیا اوت مانگنے پر متاثرین پر ڈنڈے برسائے گئے۔ایک طرف متاثرین مشکل سے دو چار ہیں دوسری طرف ان کے جذبات ،امیدوں کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔اگر آج تھر میں قحط آیا ہوا ہے لوگ مسائل کا شکار ہیں تو کل کہیں اور بھی ایسا ہو سکتا ہے۔خدا کے لئے متاثرہ افراد کی مدد کی جائے انکے جذبات کے ساتھ کھیلنے کیلئے شاہ جی کافی ہیں۔

ممبئی اور مظفر نگر کے ''مجبور'' مسلمان

دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور سیکولرازم کے دعویدار بھارت کی ریاست پردیش کے ضلع مظفر نگر کے فسادات میں جہاں ایک جانب مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا وہیں مقدمات بھی ان ہی کے خلاف قائم کئے گئے۔ گزشتہ برس بھارتی ریاست اتر پردیش کے ضلع مظفر نگر میں ہونے والے مسلم کش فسادات کی تحقیقات کرنے والی خصوصی تحقیقاتی ٹیم نے چیف جوڈیشل میجسٹریٹ کی عدالت میں رپورٹ پیش کی۔ جس میں ریاستی اسمبلی کے ارکان اسمبلی قادر رانا، نور سلیم رانا، مولانا جمیل، مقامی رہنما سعید زمان اور ان کے بیٹے سلمان سعید سمیت 10 افراد پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے علاقے میں اپنی تقاریر کے ذریعے اشتعال پھیلا کر علاقے میں فساد کی آگ کو ہوا دی۔ یہ ہے بھارت اور اس کا اصل چہرہ جو اپنے ہی ملک میں رہنے والوں مسلمانوں کی تعصب کی عینک لگا کر دیکھتا ہے اور ملک میں کوئی بھی واقعہ پیش آ جائے اس میں مسلمانوں کو ہی پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ برس مظفر نگر میں فسادات کے دوران 70 مسلمانوں کو قتل اور درجنوں کو خواتین کی عصمت دری کی گئی تھی۔ کئی ماہ گزر جانے کے باوجود ہزاروں مسلمان اب بھی اپنے آبائی علاقے میں نہیں جا سکتے اور کسمپرسی کی حالت میں کیمپوں میں رہنے پر مجبور

ہیں۔ مظفر نگر میں مسلم کش فسادات سے متاثرہ اڑھائی ہزار طلبہ امسال میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات بھی نہیں دے سکیں گے۔ متاثرہ طلبہ کے ضروری کاغذات وغیرہ اگست ستمبر میں فسادات کی نذر ہو گئے تھے اور مذکورہ طلبہ کے امدادی کیمپوں میں رہنے کی وجہ سے نہ تو انہیں رولنمبر سلپ ملی ہیں اور نہ ہی انہیں اپنے امتحانی سنٹر کی بابت کوئی خبر حاصل ہو سکی ہے۔ مظفر نگر فسادات سے متاثرہ مسلم خاندانوں کی پریشانیوں میں اب تک کوئی خاص کمی نہیں آئی ہے بلکہ فساد زدگان کی مشکلات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ فساد سے متاثرہ اڑھائی ہزار سے زائد طلباء کے امتحانات میں نہ بیٹھ سکنے کی وجہ سے ان کے اہل خانہ سخت مایوس اور اپنے بچوں کے مستقبل کے حوالہ سے شدید پریشان ہیں۔اترپردیش حکومت کی جانب سے متاثرہ طلبہ کی تعلیم کے سلسلہ میں کوئی اقدامات نہیں کئے گئے ہیں۔ متاثرہ طلبہ کے اہل خانہ نے حکومتی اہلکاروں سے سوال کیا ہے کہ ان کے ایک سال کی بربادی کا ذمہ دار کون ہے؟ ممبئی میں انتخابات سے قبل مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے پولیس جبراً گرفتاریاں عمل میں لا رہی ہے۔ اِس طرح کی گرفتاریاں جمعرات کی شب کی گئیں۔ 80 مسلمانوں کو ممبئی کے مضافات میں واقع ممبرا میں رشید کمپاونڈ سے اُٹھالیا گیا اور اِنھیں زبردستی حراست میں رکھ کر انتخابات سے قبل لاء اینڈ آرڈر کے مسئلہ سے نمٹنے کیلئے احتیاطی اقدام کرنے کا ادعا کیا گیا۔ مسٹر عبید اعظمی بھی ان گرفتار شدہ 80 مسلمانوں میں شامل تھے جنھیں بعدازاں رہا کیا گیا۔ پولیس

نے انھیں جمعہ کی صبح تک حراست میں رکھا تھا۔ عبید اعظمی نے بتایا کہ میں جب گھر واپس ہوا تو میری رہائش گاہ کے اطراف پولیس کی بھاری جمعیت کو تعینات پایا۔ جیسے ہی میں اپنے مکان میں داخل ہوا، پولیس والوں نے مجھ سے زبردستی گھسیٹ کر ویان میں بٹھالیا۔ مقامی پولیس اسٹیشن لے جاکر صبح پانچ بجے رہا کردیا۔ پولیس کارروائی کی شکایت اقلیتی کمیشن سے بھی کی گئی ہے۔ پولیس کی کارروائی کے بعد مقامی لوگوں میں غصہ ہے جبکہ پولیس کے مطابق کسی کو حراست میں نہیں کیا گیا تھا اور صرف پوچھ گچھ کے لیے لایا گیا تھا۔ مقامی رہائشی شہزاد پوناوالا نے اقلیتی کمیشن سے شکایت کی ہے۔ پوناوالا کے مطابق اے سی پی امت سیاہ کی قیادت میں یہ کارروائی کی گئی تھی۔ پولیس جنہیں اٹھا کر لے گئی ان میں سکول میں پڑھ رہے لڑکوں سے لے کر 80 سال تک کے بزرگ شامل ہیں۔ جن لوگوں کو تھانے لے جایا گیا تھا ان میں 19 سال کے محسن اور 20 سال کے رمیض بھی شامل تھے۔ محسن نے بتایا کہ میں نے ابھی 12 ویں کلاس کا امتحان دیا ہے جب میں نے پولیس کو یہ بتایا تو انہوں نے کہا کہ تم جیب کترے لگتے ہو۔ رمیض نے بتایا کہ رات کو تقریبا دو بجے کے ارد گرد پولیس والے دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔ میرے گھر میں امی اور بہن سو رہی تھیں۔ میں اندر بیڈروم میں سو رہا تھا کہ اچانک پولیس کے آنے سے سب لوگ گھبرا گئے۔ میری ماں دل کی مریضہ ہیں۔ ان کی طبیعت بگڑنے لگی۔ پولیس والوں نے مجھے پکڑا اور کہا چل گاڑی میں بیٹھ۔ محسن کا کہنا ہے کہ پولیس نے کئی لوگوں کو چھوڑ دیا

تھا مگر ان کو بٹھا رکھا۔ این سی پی کے مقامی ممبر اسمبلی جیتندر اوہاڑ کی مداخلت کے بعد محسن کو پولیس نے چھوڑا۔ اے سی پی امت سیاہ نے بتایا کہ کسی کو بھی حراست میں نہیں لیا گیا تھا۔ انہیں صرف پوچھ گچھ کے لیے لایا گیا تھا۔ جب باہر لوگوں نے ہنگامہ کرنا شروع کیا، تو ان سے پوچھ گچھ بھی پوری نہیں ہو پائی۔ شہزاد پونا والا نے اپنی شکایت میں لکھا ہے اس امتیازی کارروائی کے لیے دو خواتین اہلکار سمیت تقریبا 200 کی تعداد میں پولیس والے آئے تھے۔ پولیس نے مسلمانوں کو جس طریقہ سے گرفتار کیا اور انھیں گھسیٹ کر لے گئی وہ ذلت آمیز تھا۔ مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے پولیس کی یہ کارروائی قابل مذمت ہے۔ اِس واقعہ کی تھانے پولیس نے تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ انتخابات کے دنوں میں اِس طرح کی کارروائیاں معمول کا عمل ہوتی ہیں۔ تلاشی مہم کے دوران پولیس نے چند افراد کو گرفتار کیا تھا۔ وکیل اور سماجی کارکن شہزاد پورن والا نے کہا کہ اُنھوں نے انسانی حقوق کمیشن میں شکایت درج کرائی ہے۔ اِس کے علاوہ قومی اقلیتی کمیشن سے بھی شکایت کی گئی کہ پولیس نے نفسیاتی طور پر ہراساں کرتے ہوئے مسلمانوں کو ذہنی اذیت پہنچائی ہے۔ جن افراد کو گرفتار کیا گیا وہ تمام پروفیشنلس ہیں۔ اُن میں ضعیف افراد بھی تھے اور 75 سال کی عمر کے لوگ بھی تھے۔ ورکرس روز مرہ کی روٹی روزی کمانے والے ہائی اسکول کے طلبہ، گریجویٹس اور امتحان کی تیاری کرنے والے طلباء بھی شامل تھے۔ دنیا بھر میں بھارتی جمہوریت کے گیت

گائے جاتے ہیں لیکن پھر بھی یہ وہ ملک ہے جہاں پولیس کی حفاظت کے باوجود خواتین محفوظ نہیں ہیں جس کی واضح وجہ سیاستدانوں کا پولیس پر اثرو رسوخ ہے یہی کچھ فیروز آباد کی رہائشی بدقسمت لڑکی کے ساتھ ہوا جس کی حفاظت پر پولیس کانسٹیبل معمور تھے لیکن پھر بھی بااثر سیاستدانوں کے کارندوں نے اسے اغواء کیا اور اس کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنا کر قتل کرنے کی کوشش بھی کی لیکن خوش قسمتی سے اس کی جان بچ گئی۔ لڑکی کے گھر والوں نے مقامی سیاستدانوں سے بچنے کے لئے پولیس کو درخواست دے رکھی تھی اور پولیس نے دو کانسٹیبل لڑکی کے گھر کے باہر تعینات کر رکھے تھے لیکن بدھ کی رات کو لڑکی کو گھر سے اغواء کر لیا گیا اور اگلے دن وہ نیم مردہ حالت میں پائی گئی۔ لڑکی کی حفاظت پر معمور کانسٹیبلوں کا کہنا ہے کہ وہ کھانا کھا رہے تھے جب لڑکی کو اغواء کیا گیا۔ ایک کانسٹیبل نے ٹائمز آف انڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ وہ کھانا کھا رہے تھے جب لڑکی کو اغواء کیا گیا جبکہ ایس ایس پی نے بتایا کہ لڑکی کا اغواء ہوا ہی نہیں۔ علاج پر معمور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ لڑکی کے گلے کے گرد پھندے کا نشان ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کو پھندا لگا کر مارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مذکورہ لڑکی کو گاؤں کے ایک شخص دلبیر سنگھ نے زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ دلبیر سنگھ گاؤں کی پردھان خاتون کا خاوند ہے اور یہ دونوں میاں بیوی کا 18 سے زائد گاؤں میں اثر ورسوخ ہے۔ ٹائمز آف انڈیا کا کہنا ہے کہ مقامی سیاستدان اور ایم ایل اے

رمو پر سنگھ پادو کے لئے 30,000 ووٹ یقینی بنائے تھے اور 2012ء کے اتر پردیش الیکشن میں اُس کی فتح میں کلیدی کردار ادا کیا تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ پولیس نے اب تک کسی بھی قسم کا ایکشن نہ لیا ہے اور ملزم کا نام ایف آئی آر میں شامل ہونے کے باوجود کسی بھی قسم کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بھارت میں اجتماعی زیادتیوں اور خواتین کی بے حرمتی کے کیس عام ہیں، جبکہ غیر ملکی خواتین کے ساتھ بھی ریپ کیسز رپورٹ ہو چکے ہیں۔ بھارت دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے جہاں پر سب سے زیادہ ریپ کئے جاتے ہیں۔

تحریک آزادی کشمیر کی گونج برطانیہ میں

مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالیوں اور میرٹھ یونیورسٹی سے کشمیری طلباء کو نکال کر ان کیخلاف بغاوت کا مقدمہ درج کرنے پر برطانوی ارکان پارلیمنٹ نے بھارتی وزیر خارجہ کا ناطقہ بند کردیا۔ سلمان خورشید کو تند و تیز سوالات کا سامنا اور سخت سبکی اٹھانا پڑی۔ سلمان خورشید نے کہا کہ بھارتی حکومت کو مقبوضہ کشمیر میں نامساعد حالات کا سامنا ہے، صورتحال پوری طرح قابو میں نہیں ہے، حالات ٹھیک ہونے پر فوج کو واپس بیرکوں میں بھیج دیا جائیگا، مسائل کو آئرش اور سکاٹش طرز پر حل کیا جا رہا ہے۔ بھارتی وزیر خارجہ سلمان خورشید جو ان دنوں برطانیہ کے دورے پر ہیں، نے انڈو برٹش آل پارلیمانی گروپ کے اجلاس میں شرکت کی جہاں انہیں اس وقت سبکی کا سامنا کرنا پڑا جب برطانوی ارکان پارلیمنٹ نے مقبوضہ کشمیر میں کالے قوانین کے نفاذ، انسانی حقوق کی پامالیوں اور بھارت کی میرٹھ یونیورسٹی میں کشمیری طلباء کو پاکستان، بھارت میچ میں پاکستان کے حق میں تالیاں بجانے پر یونیورسٹی سے نکالنے اور انکے خلاف بغاوت کا مقدمہ دائر کرنے جیسے اقدامات پر انہیں آڑے ہاتھوں لیا۔ برطانوی ارکان پارلیمنٹ کی نے سلمان خورشید سے تند و تیز سوالات کئے جس پر سلمان خورشید بار بار پسینہ پونچھتے رہے اور

انہیں سخت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ کشمیر پر آئرش یا سکاٹش طرز کے کسی حل کو ٹھونسنے کی بھارت کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔ مسئلہ کشمیر کا واحد حل اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دینا ہے۔ بھارت کی آٹھ لاکھ فوج نے کشمیر کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ بھارتی فوج بے گناہ نوجوانوں کو شہید کر رہی ہے ۔کشمیری سال کے 365 دنوں میں سے 360 دن بھارت کے خلاف احتجاج و ہڑتالیں کر کے بھارت سے نفرت کا ثبوت دیتے ہیں۔چند روز قبل کشمیری نوجوان کی شہادت کے خلاف احتجاج کے سلسلہ میں تحریک عروج پر ہے۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی فائرنگ سے کشمیری نوجوان کی شہادت کے خلاف مکمل ہڑتال رہی جبکہ سمبل ،نائد کھئے پلمالن، پائین شہر ، بانڈی پورہ اور بارہمولہ کے کئی مقامات پر کرفیو لگایا گیا۔ متعدد، علاقوں میں بھارتی فورسز نے احتجاجی مظاہرین پر مرچی گرنیڈ پھینکے، آنسو گیس اور لاٹھی چارج کا بلا دریغ استعمال کیا گیا جس سے متعدد افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ جے کے ایل ایف نے سری نگر کے لالچوک کی جانب ریلی نکالی جسے بڈشاہ چوک میں ہی زبردستی روک کر گرفتار کر لیا گیا۔ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین یٰسین ملک کو سوموار کو صبح چھ بجے ہی حراست میں لیکر کوٹھی باغ پولیس اسٹیشن میں بند کر دیا گیا تھا۔ جے کے ایل ایف کی ریلی میں شریک کشمیری بھارتی فورسز کا گھیرا توڑ کر کچھ دور تک آگے جانے میں کامیاب ہوئے مگر بھارتی فورسز نے زبردستی انہیں منتشر کر دیا۔ سمبل، بانڈی پورہ اور پلمالن میں گذشتہ روز بھی

کشمیریوں کی بڑی تعداد گھروں میں محصور رہی۔ صفاکدل ، خانیار ،نوہٹہ، مہاراج گنج اور رعناواری پولیس اسٹیشنوں کے تحت آنے والے علاقوں میں امن وقانون کو برقرار رکھنے کے لئے امتناعی احکامات نافذ رہے۔ پائین شہر کے نوہٹہ ، رعناواری، خانیار، بہو ری کدل، صراف کدل، راجوری کدل، حبہ کدل، کاوڈارہ، صفاکدل، نواکدل، نواب بازار، گوجوارہ، مہاراج گنج، فتح کدل ،کنہ کدل اور دیگر علاقوں میں پولیس اور سی آر پی ایف کی بھاری تعداد تعینات رہی جبکہ متعدد سڑکوں کو خاردار تار کے ذریعے سیل رکھا گیا۔ پائین شہر میں دن بھر وقفے وقفے سے کئی مقامات پر پتھراؤ کے واقعات پیش آئے۔ نوہٹہ، گوجوارہ، اسلامیہ کالج چوک، ملارٹہ اور دیگر مقامات پر مشتعل نوجوانوں اور پولیس کے مابین جھڑپیں ہوئیں، سوپور میں بھی شام دیر گئے پتھراؤ کے واقعات پیش آئے اور پولیس نے شیلنگ کی۔ رپورٹ کے مطابق نائد کھئے ، بانڈی پورہ، حاجن سمبل اور پلہالن علاقوں میں کرفیو کا اعلان کیا گیا اور کرفیو کے نفاذ کو سختی کے ساتھ، یقینی بنانے کے لئے پولیس ، فوج اور سی آر پی ایف اہلکاروں کی بھاری تعداد تعینات کی گئی۔ بانڈی پورہ میں کرفیو نافذ رہا۔ پاپہ چھن میں مشتعل لوگوں نے سی آر پی ایف کیمپ کو نشانہ بنایا۔ پولیس نے لاٹھی چارج اور شیلنگ کی تاہم دن بھر جھڑپیں ہوتی رہیں۔ حاجن اور نائد کھے میں بھی کرفیو نافذ کیا گیا تاہم اس کے باوجود عوام نے سڑکوں پر نکل کر احتجاج کیا اور نوجوان کی شہادت کے خلاف مظاہرے کئے۔ مشتعل نوجوانوں کو منتشر کرنے کیلئے

شلنگ کے ساتھ مرچی گیس کا استعمال کیا گیا۔ بارہمولہ اور ترال میں مشتعل مظاہرین نے احتجاج کے دوران کانگڑیوں کا بھی استعمال کیا۔ جواب میں سی آر پی ایف نے پتھراؤ کرنے والے نوجوانوں کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کیا۔ کچھ لوگوں نے خواتین سے مارپیٹ کا الزام بھی لگایا۔ حریت کانفرنس کے دونوں دھڑوں، جموں کشمیر لبریشن فرنٹ اور دختران ملت نے نائد کھئے میں نوعمر طالب علم کی شہادت کے بعد ضلع بانڈی پورہ، بارہمولہ اور سرینگر میں لگاتار کرفیو نافذ رکھنے اور قتل ناحق کے خلاف ہونے والے احتجاجی مظاہروں پر طاقت کے بے تحاشا استعمال کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جموں کشمیر میں ریاستی دہشت گردی اور غنڈہ گردی کا راج قائم ہے اور سرینگر کے بیشتر علاقوں اور وادی کے دیگر قصبوں میں غیر اعلانیہ کرفیو کے نفاذ اور لوگوں کی نقل و حرکت پر قدغنیں لگانے سے عوام کو شدید مسائل اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ دنیا بھر میں کوئی خطہ زمین ایسا نہیں جہاں ڈیڑھ کروڑ لوگوں پر آٹھ لاکھ فوج مسلط ہو۔ کشمیری عوام بھارت کے پنجہ استبداد سے آزادی چاہتے ہیں اور کسی ایسے حل کو ہرگز قبول نہیں کریں گے جس میں حق خودارادیت کو سلب کرکے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غلام بنالیا جائے۔ بھارت نے 65 سال قبل عالمی برادری کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ وہ کشمیری عوام کی خواہش پر انہیں حق خودارادیت دینے کو تیار ہے اور جلد ہی کشمیر میں ریفرنڈم کروادیا جائے گا تاکہ کشمیریوں کی مرضی معلوم کی جاسکے کہ وہ بھارت کے ساتھ رہنا چاہتے

ہیں یا پاکستان کے ساتھ، لیکن بھارتی سرکار آج تک لیت و لعل سے کام لیتی چلی آ رہی ہے اور متنازعہ کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ کہنا شروع کر دیا ہے۔ بھارت نے اقوام متحدہ میں کیے گئے اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا۔ کشمیر پر اقوام متحدہ میں کئی یاداشتیں پیش کی جاچکی ہیں لیکن اقوام متحدہ امریکہ بھارت اور اسرائیل کی لونڈی بنی ہوئی ہے۔ کشمیر اور فلسطین کے کروڑوں مسلمان نصف صدی سے زائد عرصہ سے یہود و ہنود کے ہاتھوں بدترین ظلم و بربریت کا شکار ہیں۔ انسانی حقوق کے عالمی ادارے اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی کشمیر اور فلسطین میں انسانی حقوق کی پامالی کے بارے میں سینکڑوں قرار دادیں چیخ چیخ کر عالمی برادری کے ضمیر کو جگانے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن عالمی برادری کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ امتیازی رویہ ان مسائل کے حل کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ عالمی برادری نے مسئلہ کشمیر کے حل کی طرف فوری توجہ نہ دی تو خطرہ ہے کہ جنوبی ایشیا میں لامحدود ایٹمی جنگ نہ چھڑ جائے۔ پاکستان اور بھارت دونوں ایٹمی قوتیں ہیں اور بھارت آئے روز پاکستان کی سرحد اور کنٹرول لائن پر بلااشتعال فائرنگ و گولہ باری کر کے معصوم شہریوں کو نشانہ بناتا رہتا ہے جس سے کسی وقت بھی دونوں ممالک کے درمیان ایٹمی جنگ بھڑک اٹھنے کا خدشہ ہے۔ عالمی امن کے لیے ضروری ہے کہ اقوام متحدہ اور عالمی برادری بھارت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دے تاکہ اربوں انسانوں کی زندگیوں کو ہولناک جنگ سے بچایا جاسکے۔

بیٹی کسی غریب کی فاقوں سے مر گئی

تحریر: چودھری غلام ربانی

مملکت خداداد کے صوبہ سندھ کے علاقہ تھرپارکر میں غذائی قلّت کے باعث موت نے تقریبا دو سو کے قریب قیمتی جانوں کو نگل لیا۔ سینکڑوں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ لوگ پانی اور روٹی کو ترس رہے ہیں مویشی بھی بھوک سے مرنے لگے ہیں ۔کیا قحط اور خشک سالی راتوں رات نازل ہو گئی ؟کیا اچانک پینے کے لئے بوند بوند کو معصوم بچے ترسنے لگے ہیں ؟نہیں ۔ نہیں۔

وقت کرتا ہے پرورش برسوں

حادثہ ایک دم نہیں ہوا کرتا

اگر اسکے آثار برسوں نہیں تو مہینوں پہلے ضرور شروع ہوئے ہونگے ۔ تھرپارکر کا علاقہ پاکستان کے صوبہ سندھ میں ہے۔ اس کا رقبہ بیس ہزار مربع کلو میٹر ہے۔اسکی آبادی اس وقت 14 لاکھ کے قریب ہے۔ اسکے دیہات 166 کے قریب ہیں جن میں صرف نو دیہاتوں کو نہری پانی تک رسائی حاصل ہے تھر کا کچھ رقبہ بھارت کے پاس بھی ہے۔ خشک سالی اور قحط اچانک نمودار نہیں ہوتے۔ نو دس ماہ پہلے

قومی الیکشن کے موقع پر سیاست دانوں کی بڑی تعداد نے اس علاقہ کا رخ کیا ہوگا۔ وہاں کی آبادی نے پینے کے پانی اور خوراک کی کمی کی شکایت کی ہو گی۔ عوام کا دکھ اور درد رکھنے والے جمہوریت کے ٹھیکیداروں نے وعدے بھی کیے ہو نگے۔ یہ وعدہ بھی کیا ہو گا کہ منتخب ہوتے ہی پینے کے پانی سمیت آپکے مسائل آپکی دہلیز پر حل کرینگے اور صحرائے تھر کو گل و گلزار بنا دینگے۔ مگر 10 ماہ گزر گئے ہیں حکومت تو بن گئی۔ لیکن صحرائے تھر کے مظلوم اور غریب عوام صاحب اقتدار کے یادوں سے بھی محو ہو گئے۔ اور پھر جب میڈیا نے یہ خبر دی کہ تھر کے انسان بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں۔ سینکڑوں دیہات خالی ہو گئے ہیں تو بڑے بڑے ایوانوں میں بیٹھے صاحب اقتدار خواب غفلت سے بیدار ہوئے بقول سبط علی سبا

گندم امیر شہر کی ہوتی رہی خراب
بیٹی کسی غریب کی فاقوں سے مر گئی

وزیر اعلی سندھ نے بڑا عجیب و غریب بیان جاری کیا کہ گوداموں میں گندم موجود تھی مگر بر وقت ترسیل نہ ہو سکی مذکورہ بالا شعر حالات کی عکاسی کرتا ہے

امیر شہر سے اپنا حساب لے لینگے
غریب شہر کے بچے جوان ہونے دو

کتنا ظلم ہے کہ عوام کے ووٹوں سے منتخب حکمران اقتدار کی کرسی پر بیٹھے ہی انھیں بھول جاتے ہیں جنہوں نے انھیں ایوان تک پہنچایا

ہوائیں سرد ہیں اور جسم بے لباس ہے میرا
امیر شہر تجھ کو ذرا احساس ہے میرا

تھر پارکر میں قحط اور خشک سالی کا شکار سینکڑوں بچوں اور دیگر متاثرہ افراد کا علاج معالجہ کے لئے افواج پاکستان کی ٹیمیں پہنچ چکی ہیں جبکہ بحریہ ٹاؤن کے چیرمین ملک ریاض حسین نے سانحہ تھرپارکر کی خبر ملتے ہی فوری طور پر متاثرین کی امداد کے لئے بیس کروڑ روپے کی خطیر رقم کا اعلان کیا ہے۔ساتھ ہی بحریہ ٹاؤن کی فلاحی اور امدادی شعبے جن میں ایمبولینس ، موبائیل ہسپتال، واٹر ٹینک اور راشن سے بھرے ٹرک شامل تھے۔ متاثرہ علاقوں میں پہنچ گئے ہیں۔ وہاں فوری طور پر بحریہ دسترخوان بھی انتظام کر دیا گیاہے۔ جماعتہ الدعوۃاور جماعت اسلامی کی فلاحی تنظیم "الخدمت "کے زیر اہتمام متاثرین کی فوری امداد کے لئے کیمپ لگا دیئے گئے ہیں اور سامان کی تقسیم شروع ہے۔ سندھ کے آثار قدیمہ کو بچانے کے لئے اور سندھ کی ثقافت کو بچانے کے لئے ٹی وی پر آکر بڑی لمبی چوڑی تقریریں کی جاتیں رہیں۔ فیسٹیول کے نام پر اربوں روپے لوٹاتے رہے۔ اپنا کلچر، ثقافت کو بچانے کے لئے تن من دھن لگا دیا ہے مگر غریب بچے بھوکے پیاسے مرتے رہے۔ ایسے سانحہ کیوں ہو

رہے ہیں ۔ کیوں نہیں ہم سوچتے سمجھتے ؟ پانی کی قلت کا سد باب کیوں نہیں کرتے ؟ مملکت خداد داد کیلئے کشمیر کے بعد سب سے اہم کالا باغ ڈیم اپنی سیاست کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں ۔کاش کالا باغ ڈیم کا منصوبہ صوبائی تعصب اور منافقت کی سیاست کا شکار نہ ہوتا۔ پنجاب میں کالا باغ ڈیم کے حق میں اور سندھ، خیبر پختونخواہ میں مخالف میں بیان بازی ہوتی رہیں ۔ مصلحت ، جھوٹ ، منافقت نے ہماری سیاست کو گھیرا ہوا ہے۔ اگر قومی مفاد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور مصلحت آمیز رویہ کے بجائے قومی سوچ کو مقدم رکھا گیا ہوتا تو آج کالا باغ ڈیم بنا ہوتا جہاں ہم انرجی کے بحران سے بھی نبرد آزما ہو جاتے وہاں آبی ذخائر سے بارانی علاقوں کو بھی سیراب کرتے اور آج نوبت قحط اور خشک سالی نہ آتی ۔ سب کو معلوم ہے کہ دریائے سندھ کا کروڑوں ایکڑ فٹ پانی کسی مفید مقصد میں استعمال ہونے کے بجائے بہہ کر سمندر میں چلا جاتا ہے اگر حکومت سندھ اربوں روپے میلوں ٹھیلوں پر لٹانے کے بجائے یہی سرمایہ ڈیموں کی تعمیر پر لگاتے اور پانی کو محفوظ کرکے انرجی بحران سے بھی نبٹتے بلکہ زمینوں کو بھی سیراب کرتے تو شاید قحط اور خشک سالی سے کسی حدتک محفوظ رہ جاتے اور بارانی ، صحرائی علاقوں کو زیر کاشت لاکر سالانہ لاکھوں ٹن غلہ پیدا کر لیتے ۔ سندھ حکومت کے ساتھ پنجاب حکومت کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہئے ۔ اللے تللے منصوبوں پر قوم کا پیسہ ضائع کرکے نوجوانوں کو بھکاری نہ بنائیں بلکہ نوشہ دیوار پڑھ لیں ۔ پنجاب میں بھی ایسی صورتحال خدانخواستہ

آ سکتی ہے۔ جنوبی پنجاب کے حالات بھی سندھ سے مختلف نہیں کالا باغ ڈیم کے منصوبہ کو پس پشت نہ ڈالا جائے۔ ممبران اسمبلی اس پر معذرت خواہ رویہ نہ اپنائیں اور کالا باغ ڈیم پر بھرپور آواز اٹھائیں۔ اگرچہ اس سے تحصیل تلہ گنگ کا بیشتر علاقہ متاثر ہو گا مگر اہلیان تلہ گنگ کالا باغ ڈیم کے حق میں ہیں اس عظیم الشان منصوبہ سے نہ صرف انرجی پیدا ہو گی بلکہ تحصیل تلہ گنگ کا بیشتر علاقہ بھی سیراب ہوگا۔

ایک نشست حافظ محمد سعید کے ساتھ

وطن عزیز پاکستان مسائل میں گھرا ہوا ہے۔حکومت کے طالبان سے مذاکرات بھی جاری ہیں،مذاکراتی کمیٹیاں کام کر ہی ہیں تو دوسری طرف دہشت گردی و تخریب کاری کا سلسلہ بھی رکنے کا نام نہیں لے رہا۔مہنگائی،بدامنی،دہشت گردی سے پاکستان کے باسی تنگ آ چکے ہیں۔حالات سنبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔قوم امن کو ترس رہی ہے۔اسلام و ملک دشمن طاقتیں پاکستان کو عدم استحکام سے دو چار کرنے کی بھرپور سازشیں کر رہی ہیں۔سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے اپنے مفادات کے لئے کام کر رہی ہیں۔کسی کو بھی ملک اور اس میں بسنے والی عوام کی فکر نہیں۔حکمران عوام کو تسلیاں دے رہے ہیں کہ ہمیں مسائل ورثے میں ملے تو اپوزیشن بھی نان ایشو پر شور شرابہ کر رہی ہے۔حقیقی مسائل کی طرف کسی کی کوئی توجہ نہیں۔ان حالات میں پاکستان کا درد دل میں رکھنے والے اور ملک دشمن قوتوں کی سازشوں سے قوم کو باخبر رکھنے اور انہیں ناکام کرنے کے لئے قوم کو متحد کرنے والے ،امریکہ و انڈیا کے دشمن نمبر ایک،امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید کے مرکزی ترجمان محمد یحییٰ مجاہد کے دست راست حبیب اللہ سلفی کی طرف سے پیغام ملا کہ پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب کی سینئر کالم نگاروں کے ساتھ ایک نشست کا

اہتمام کیا ہے۔ منگل کو شام چار بجے کا وقت نشست کے لئے دیا گیا تھا۔ لاہور میں جماعۃ الدعوۃ کے مرکز القادسیہ چوبرجی کے گیٹ پر پہنچا تو محمد شاہد محمود، شفیع اللہ، راشد تبسم استقبال کے لئے موجود تھے۔ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ نماز ادا کرنے کے بعد نشست والی جگہ پر پہنچے تو اخبارات کے مدیران اور سینئر کالم نگاروں کی ایک بڑی تعداد پہنچ چکی تھی۔ نشست میں مجیب الرحمان شامی، عطاء الرحمان،، سلمان غنی، سجاد میر جمیل اطہر، حفیظ اللہ نیازی، الطاف حسین قریشی، فضل حسین اعوان، اسرار بخاری، ایثار رانا، رؤف طاہر، شہباز انور، پروفیسر محمد یوسف عرفان، محمد سعید اظہر، سعد اللہ شاہ، عابد تہامی، عزیز ظفر آزاد، قیوم نظامی، ارشاد احمد ارشد، علی عمران شاہین شامل تھے جبکہ جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ عبدالرحمان مکی، مولانا امیر حمزہ، قاری محمد یعقوب شیخ، محمد یحییٰ مجاہد، حافظ خالد ولید بھی موجود تھے۔ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے بلا تمہید گفتگو میں کہا کہ کلمہ طیبہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والے ملک کو سیکولر بنانے کیلئے کروڑوں ڈالر خرچ کئے جارہے ہیں۔ پاکستانی قوم کو فکری انتشار کا شکار کرنے اور اس کا اسلامی تشخص تبدیل کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں۔ وطن عزیز سے دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے اتحاد و یکجہتی کا ماحول اور قیام پاکستان کے جذبے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعۃ الدعوۃ احیائے نظریہ پاکستان مہم کے ذریعہ ملک بھر میں اتحاد و یکجہتی کی فضا پیدا کرے گی۔ 21 مارچ کو ملک بھر میں علماء کرام اور

دینی جماعتوں کے قائدین خطبات جمعہ میں تحفظ نظریہ پاکستان کو موضوع بنائیں گے جبکہ مارچ کو لاہور، اسلام آباد، کراچی، پشاور، کوئٹہ، ملتان اور مظفر آباد سمیت پورے 23 ملک میں احیائے نظریہ پاکستان مارچ ہوں گے' جلسوں، کانفرنسوں اور ریلیوں کا انعقاد کیاجائے گا۔ لاہور میں مرکزی پروگرام مینار پاکستان سے مسجد شہداء مال روڈ تک احیائے نظریہ پاکستان مارچ ہوگا۔ حافظ محمد سعید کا کہنا تھا کہ احیائے نظریہ پاکستان مہم کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں' فرقہ واریت، لسانیت اور قومیتوں کے جھگڑے ختم کرنے کیلئے قیام پاکستان والے جذبے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بیرونی قوتیں نوجوان نسل کے دل و دماغ سے نظریہ پاکستان کو کھرچنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ اس وقت ہر شخص ملک میں پھیلی ہوئی بدامنی، قتل و غارت گری، ٹارگٹ کلنگ اور دہشت گردی کی وارداتوں سے پریشان ہے۔ اسلام دشمن قوتیں منصوبہ بندی کے تحت مایوسیاں پھیلا رہی ہیں۔ لوگوں کو وطن عزیز پاکستان کو درپیش ان مسائل کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ ملک کو اس وقت اتحاد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کلمہ طیبہ ہی ایک ایسی بنیاد ہے جس پر مسلمان قیام پاکستان کے موقع پر متحد ہوئے تھے اور آج بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں۔ ایک طرف حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں تو دوسری طرف بم دھماکوں کے ذریعہ وطن عزیز پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ پاکستان بناتے وقت لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور آزادی کے حصول کیلئے ایک قوم

ایک وحدت بنے تھے جس کے نتیجہ میں پاکستان کے نام سے ایک الگ ملک معرض وجود میں آیا۔آج بھی ملک جن کٹھن حالات سے دوچار ہے۔ پھر سے اہل پاکستان میں وہی جذبے پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس کیلئے ہم نے پانچوں صوبوں وآزاد کشمیر میں احیائے نظریہ پاکستان مہم کا آغاز کیا ہے۔ پاکستان میں پھیلا ہوا فکری انتشار اور خلفشار دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید ہم ایک قوم نہیں بلکہ بکھرے ہوئے لوگ ہیں جن کی کوئی منزل نہیں ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے اور ان کے ذہن برباد کرنے کیلئے بے پناہ وسائل خرچ کئے جارہے ہیں۔ان حالات میں اتحاد ویکجہتی کا ماحول پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔حافظ محمد سعید کا کہنا تھا کہ احیائے نظریہ پاکستان مہم کو ایک باقاعدہ تحریک کی شکل دیکر قوم میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ دوقومی نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ملک پاکستان ایک مشن اور ایک نظریہ کے تحت حاصل کیا گیا تھا جس پر عمل پیرا نہ ہونے سے ملک میں فکری انتشار بڑھا اور ملک مسائل سے دوچار ہوا۔ہم آج پھر سے پاکستانی قوم میں وہی جذبے پیدا کرنا چاہتے ہیں۔یوم پاکستان کے موقع پر ہونے والے نظریہ پاکستان مارچ، جلسوں اور کانفرنسوں میں ملک بھر کی مذہبی، سیاسی وکشمیری جماعتوں کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے اور استحکام پاکستان کیلئے بھرپور مہم چلائی جارہی ہے۔نشست کے تمام شرکاء نے امیر جماعۃ الدعوۃ کے خیالات وجذبات کو سراہا اور احباب نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی بنیاد ہی نظریہ بنیاد پر ہے اس لئے ہر

پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ نظریہ پاکستان کے حوالہ سے پروگراموں میں شریک ہوں۔آج واقعی ہم نے نظریہ پاکستان کو بھلا دیا ہے ہم بہت دور جا چکے ہیں جس طرح وطن عزیز سے امن و امان کو چھینا گیا اسی طرح نظریئے سے دور کرنا بھی ملک دشمنوں کی سازش ہے۔ بعض این جی اوز باقاعدہ طور پر کام کر رہی ہیں اور نوجوان نسل کے ذہنوں میں سے نظریئے کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا ذاتی کردار بے مثال تھا برصغیر کے کونے کونے میں پھیلے مسلمان انکی بات پر اعتماد کرتے تھے آج بھی ملک کو کسی ایسے قائداعظم کی ضرورت ہے۔23 مارچ کو جماعۃ الدعوۃ کے احیائے نظریہ پاکستان مارچ سے باقاعدہ ایک تحریک کی ضرورت ہے جس میں نوجوان نسل کو شامل کیا جائے۔مارچ اس بات کا آغاز ہونا چاہئے کہ ہم ایک بار پھر تحریک پاکستان کا آغاز کر رہے ہیں اور ملک جن مقاصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا اسے اسی ڈگر پر لانا ہے۔اسکے لئے ہمیں اپنے دوست اور دشمن کی پہچان کرنی ہو گی۔ قوم متحد ہو گی تو پاکستان مستحکم ہو گا۔نشست میں سینئر کالم نگاروں و مدیران اخبارت نے جماعۃ الدعوۃ کی رفاہی و فلاحی سرگرمیوں کو بھی سراہا۔ تھر کے قحط اور بلوچستان کے زلزلے کی بات ہوئی جس پر حافظ محمد سعید کا کہنا تھا کہ جماعۃ الدعوۃ تھرپارکر میں قحط زدگان کی ہر ممکن مدد کی کوششیں کر رہی ہے اور سندھ و بلوچستان کے دور دراز علاقوں و دیہاتوں میں کروڑوں روپے مالیت کے منصوبہ جات پر کام کر رہی ہے۔ آواران کے زلزلہ زدہ علاقوں میں متاثرین کو گھر

بنا کر دے رہے ہیں جس سے ان لوگوں میں پائی جانے والی محرومیوں کا ازالہ کرنے میں مدد مل رہی ہے۔ احیائے نظریہ پاکستان مہم ہر پاکستانی کے دل کی آواز ہے اور لوگوں کی بھرپور دلچسپی اس میں دیکھنے میں آ رہی ہے۔

امریکی الزامات کا ڈرون

نائن الیون کے بعد اسامہ بن لادن کے بہانے امریکہ افغانستان پر حملہ آور ہوا۔اپنے اتحادی ممالک، وسائل و ٹیکنالوجی کے باوجود امریکہ کو نہتے افغانیوں سے منہ کی کھانا پڑی۔طویل جنگ میں امریکہ کو شکست ہوئی۔اسی دوران امریکہ نے ایبٹ آباد میں ایک آپریشن کیا جس میں اسامہ بن لادن کی ہلاکت کا دعویٰ کیا گیا لیکن آج تک اس حوالہ سے کوئی ثبوت یا شواہد پیش نہیں کئے گئے۔امریکہ کی افغانستان میں آمد اصل میں پاکستان جو واحد اسلامی ایٹمی ملک ہے۔پاکستان کا ایٹمی ملک ہونا امریکہ اپنے آپ کے لئے خطرہ سمجھتا تھا اس نے بلیک واٹر کے اہلکاروں کو بھی پاکستان کو عدم استحکام سے دو چار کرنے کے لئے بھیجا۔ریمنڈ ڈیوس بھی پنجاب کے دارالحکومت لاہور سے پکڑا گیا جسے امریکی لے گئے اور پاکستانی حکمران بے گناہ امریکہ کی جیل میں قید ڈاکٹر عافیہ کو وطن واپس نہ لاسکے۔افغانستان میں امریکہ کی موجودگی کے دوران اس نے پاکستان کے خلاف بے پناہ مواقع پر پروپیگنڈہ بھی۔انڈین وزیر اعظم منموہن سنگھ بھی اوباما کے سامنے دہائیاں دیتے رہے۔افواج پاکستان کے خلاف سازشیں کی گئیں مگر ہم یہ بات فخر سے کرتے ہیں کہ پاکستان کی فوج، حساس ادارے، آئی ایس آئی ایک منظم، اور مضبوط ترین ادارے ہیں۔پاک فوج نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں لازوال اور بے شمار

قربانیاں دی ہیں ۔ایک طرف امریکی ڈرون حملوں کے رد عمل میں ہونے والے خود کش حملوں میں افواج پاکستان کے عظیم نوجوان قربانیاں دیتے رہے تو دوسری طرف سلالہ چیک پوسٹ پر امریکہ نے بھی پاک فوج کی چیک پوسٹ پر حملہ کیا تھا جس میں چوبیس جوان شہید ہوئے تھے۔پاک فوج و حساس اداروں کے بعد امریکہ نے سب سے زیادہ پروپیگنڈہ پروفیسر حافظ محمد سعید کے خلاف کیا۔امریکی میڈیا بھی اس پروپیگنڈے اور الزامات میں پیچھے نہیں رہا۔ایک امریکی اخبار نے دعویٰ کیا کہ پاکستان میں مشرف دور حکومت کے دوران اُسامہ بن لادن کے تحفظ کیلئے آئی ایس آئی میں سپیشل ڈیسک قائم کیاگیا، جنرل پاشا کواُسامہ بن لادن کے ٹھکانے کا علم تھا، خفیہ ایجنسی میں کچھ سیل شدت پسندوں اور طالبان کیخلاف کام کررہے تھے توکچھ لوگ مدد کررہے تھے ،

تعلقات کی خرابی کی وجہ سے امریکہ نے معاملہ پاکستان کے ساتھ نہیں اُٹھا۔ پاکستان کے انٹیلی جنس ذرائع نے نیویارک ٹائمز کا تجزیہ مسترد کرتے ہوئے اِسے حقائق کے منافی اور پاکستان کو بدنام کرنے کی ایک کوشش قرار دیاہے۔ نیویارک ٹائمز کے میگزین میں شائع ہونیوالے ایک تجزیئے میں کارلوٹاگال نے ہرزہ سرائی کی کہ آئی ایس آئی میں کچھ سیل ایسے تھے جو شدت پسندوں اورطالبان کے خلاف کام کررہے تھے جبکہ کچھ سیل مدد کررہے تھے ، جنرل پاشاامریکیوں کے ساتھ مل کر طالبان کے خلاف سرگرم تھے۔ شارلٹ گال نے دعویٰ کیاکہ اُسامہ کے بچاؤکیلئے آئی ایس آئی میں سپیشل ڈیسک صرف ایک شخص نے بنایا، وہ شخص کسی کے سامنے جوابدہ نہیں تھاتاہم نام

ظاہر نہیں کیا۔ امریکی اخبار نے دعویٰ کیا کہ اُسامہ بن لادن کا حافظ سعید سے براہ راست رابطہ تھا جو آئی ایس آئی کے قریب تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ مشرف حکومت اور انٹیلی جنس سربراہ جنرل کیانی طالبان کا تحفظ کرتے تھے، امریکہ نے مسئلے کو اجاگر نہیں کیا کہ پاک امریکہ تعلقات پہلے ہی مشکلات کا شکار تھے۔ امریکی میڈیا کی خبر پر پاکستانی میڈیا کے انٹیلی جنس ذرائع نے اب تک کی رپورٹ کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ دعویٰ حقیقت پر مبنی نہیں، تردید کرتے ہیں، پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے ماضی کی طرح اس بار بھی مغربی میڈیا اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے۔ پاکستان میں اُسامہ بن لادن کے ٹھکانوں کا کسی کو علم نہیں تھا۔ اس قسم کے الزامات کا مقصد پاکستان اور اس کے قومی اداروں کی بدنامی کے سوا کچھ نہیں۔ دو دن قبل سینئر کالم نگاروں و مدیران کے ساتھ امیر جماعۃ الدعوۃ کی نشست میں جب جماعۃ الدعوۃ کے فلاحی کاموں کو تمام احباب قلم نے سراہا تو حافظ صاحب کہنے لگے کہ ہم تھر کے قحط زدہ علاقوں میں، بلوچستان کے زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں اب تک راشن و خوراک تقسیم کر رہے ہیں۔ زلزلے میں تباہ ہونے والے مکانات جماعۃ الدعوۃ تعمیر کر رہی ہے۔ بلوچستان میں وہ علاقے جہاں پاکستان مردہ باد کے نعرے لگائے جاتے تھے اور پاکستان کے یوم آزادی کو موقع پر یوم سیاہ منایا جاتا تھا آج انہی علاقوں کے مکین جماعۃ الدعوہ کے ریلیف کے کاموں سے متاثر ہو کر اپنے ہاتھوں سے ''پاکستان زندہ باد'' لکھ رہے ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کا جرم صرف اور صرف یہ

ہے کہ وہ اقتدار اور مفادت کی سیاست نہیں کرتے بلکہ اتحاد امت کی بات کرتے ہیں۔ سلالہ چیک پوسٹ پر امریکی حملے کے نتیجے میں پاک فوج کے جوانوں کی شہادت کے بعد دفاع پاکستان کونسل نے نیٹو سپلائی کے خلاف جو تحریک چلائی اس میں جماعۃ الدعوۃ کا کردار سب سے نمایاں اور واضح تھا۔ لاہور، کراچی، راولپنڈی سمیت دیگر شہروں میں لاکھوں لوگ دفاع پاکستان کونسل کے ان جلسوں میں شریک ہوئے تھے اور امریکہ کے خلاف اظہار نفرت کیا تھا۔ مظفر آباد میں جب افسوسناک زلزلہ آیا تو جماعۃ الدعوۃ کے کارکنان سب سے پہلے امدادی کاموں کے لئے پہنچے تھے۔ ملک میں آنے والی آفات میں ریلیف کے حوالہ سے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کا کردار سب سے نمایاں رہا۔ ناروے و ڈنمارک نے جب گستاخانہ خاکے شائع کئے تو سب سے پہلے اسی جماعت نے ہی تحریک حرمت رسول ﷺ کے پلیٹ فارم سے تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کو متحد کیا۔ جماعۃ الدعوۃ کا جرم صرف اتنا ہے کہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں خاندانوں کی کفالت کر رہی ہے۔ حافظ سعید کا جرم یہ ہے کہ وہ ریلیف کے کاموں میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ پاکستان میں اس جماعت کے کارکنان جتنے منظم و متحد ہیں شاید ہی کسی کے پاس ہوں۔ اپنے امیر کے ایک اشارے پر بلا کسی لالچ کے، بے خوف و خطر امدادی کاموں میں مگن ہو جاتے ہیں۔ ماضی میں امریکہ نے امیر جماعۃ الدعوۃ کے سر کی قیمت دس ملین ڈالر لگائی تو حافظ محمد سعید میدان میں آ گئے اور امریکہ کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ وہ پہاڑوں یا غاروں میں نہیں رہتے بلکہ لاہور شہر کے معروف و مشہور ترین

علاقے میں ان کا گھر ہے۔ وہ پاکستان کے تمام شہروں میں جاتے ہیں۔ انکی جماعت کے پروگرام و اجلاس ہوتے ہیں سروں کی قیمتیں تو انکی لگائی جاتی ہیں جو غاروں میں ہوں ۔اس جواب پر امریکہ بوکھلا گیا اور کہہ دیا کہ ہم نے صرف اس لئے انعام رکھا تھا کہ ہمیں معلومات چاہئے تھیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ کے پاس حافظ سعید کے حوالہ سے کسی قسم کے کوئی ثبوت نہیں وگرنہ صرف معلومات کے لئے وہ اتنی بڑی رقم کے انعام کا اعلان نہ کرتا۔ امریکہ صرف اور صرف پاکستان کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کرتا ہے۔ پاکستان کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کو حکومت کو امریکی الزامات پر خاموش رہنے کی بجائے امریکہ کو جواب دینا چاہئے۔ پروفیسر حافظ محمد سعید نے امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کہ '' اسامہ بن لادن کا حافظ محمد سعید سے براہ راست رابطہ تھا'' کو سراسر بے بنیاد اور جھوٹ کا پلندہ قرار دیا اور کہا ہے کہ میرا اسامہ بن لادن سے کبھی کوئی رابطہ نہیں رہا۔ انہوں نے امریکہ کو ایک بار پھر چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کے پاس اس حوالہ سے کوئی تحریری یادستاویزی ثبوت ہے تو وہ پیش کرے ۔ہم کسی بھی بین الاقوامی عدالت میں ان الزامات کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں ۔لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ امریکہ کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہیں۔ عراق میں لاکھوں مسلمانوں کا خون امریکہ نے بغیر ثبوتوں کے کیا۔ اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے کہ اسامہ بن لادن جسے نائن الیون حملوں کا ذمہ دار امریکہ نے ٹھہرایا اس پر کسی عدالت میں

کوئی مقدمہ نہیں چلا، کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ بناء ثبوتوں کے سارا کچھ امریکہ نے کیا اور بغیر ثبوتوں کے امریکہ کا پروپیگنڈہ کرنا اسکا پرانا وطیرہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اب حکمران ہوش کے ناخن لیں اور امریکہ سے امداد لینے کی بجائے پاک فوج اور آئی ایس آئی پر لگائے جانے والے الزامات پر بات کریں اور امریکہ کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہیں کہ بہت ہو چکا اب مزید برداشت نہیں ہو گا۔

قائد کی بصیرت اور ہندو کا رویہ

تحریر: محمد قاسم حمدان

اس وقت ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی کسمپرسی دیکھ کر یقین محکم ہوتا ہے کہ اگر 23 مارچ 1940ء کو تحریک پاکستان کا سفر شروع نہ ہوتا اور بانی پاکستان کی مدبرانہ قیادت میں پاکستان قائم نہ ہوتا تو مسلمان ہندوستان کے دلت اور اچھوت ہوتے۔ ہندوؤں کی متعصبانہ پالیسیوں کا نتیجہ ہی تھا کہ مسلمانوں میں علیحدہ وطن کی سوچ ایک نظریہ اور عقیدہ کی صورت میں پنپنے لگی۔ تقسیم بنگال کا واقعہ خصوصی اہمیت کا مظہر ہے۔ تقسیم بنگال کے پس پردہ انگریز کی مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہ تھی' بلکہ تقسیم بنگال ان کے لیے محض انتظامی مسئلہ تھا۔ بنگال ایک وسیع و عریض صوبہ تھا جس کی آبادی 1903 میں سات کروڑ تھی۔ ایک لیفٹیننٹ گورنر کے بس میں نہ تھا کہ وہ وہاں کے انتظامات کو بخوبی چلا پاتا۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ لارڈ کرزن اپنی پانچ سالہ مدت ملازمت میں ایک دفعہ ڈھاکہ اور چٹاگانگ کا دورہ کر پایا۔

18 اکتوبر 1905ء کو تقسیم بنگال سے ایک نیا صوبہ وجود میں آیا جس کا رقبہ 1065000 مربع میل اور آبادی 31 ملین تھی جس میں دو تہائی سے زائد مسلمان تھے۔

تقسیم بنگال سے مسلمانوں کو آگے بڑھنے کا موقع ملا۔ 1905ء میں مسلم اکثریتی صوبے کے پرائمری سکولوں میں ان کی تعداد 317699 تھی جبکہ 1911ء میں یہ تعداد ہو گئی۔ اسی طرح کالجز میں 8869 طلباء سے بڑھ کر تعداد 20729 451157 ہو گئی۔ سینکڑوں میل ریلوے لائن بچھائی گئی۔ بنگال اور آسام میں 24 ہزار میل لمبی آبی شاہراہ کو بہتر بنا کر سٹیمر سروس شروع کی گئی۔

ء میں 68918 ٹن پٹ سن کے مقابلے میں 1911ء میں 70272050 ٹن 1905 پٹ سن برآمد ہوئی۔ گویا تقسیم بنگال مسلمانوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔ ہندو مسلمان کو کیسے خوش حال دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے سودیشی تحریک شروع کی۔ 16 اکتوبر کو یوم سیاہ منایا۔ مرن برت رکھا۔ سریندر ناتھ بینرجی نے اس تقسیم کو بم کا گولہ پھٹنے سے تشبیہ دی کیونکہ عدلیہ سے لے کر میڈیا اور تجارت سے لے کر ایوان اقتدار تک ان کے مفادات کا جنازہ نکل گیا تھا۔ بالآخر 12 دسمبر 1911ء کو شہنشاہ جارج پنجم نے اس سکیم کے خاتمے کا اعلان کیا تو ہندوؤں نے خوب جشن منایا اور 12 دسمبر کو قومی تہوار میں شامل کر لیا لیکن ان کے رویے نے ثابت کر دیا کہ مسلمان اگر ہندوستان میں اپنا تشخص برقرار رکھ سکتے ہیں تو انہیں علیحدہ ملک بنانا پڑے گا۔ ہندوؤں نے قدم قدم پر مسلمانوں کی اس سوچ کو مضبوط کیا۔

ء کے انتخابات نے منظر نامے کو اور بھی واضح کر دیا۔ ایک کانگریسی اخبار نے 1937 صاف لکھ دیا کہ انتخابات میں واضح کامیابی سے ہندوؤں کو غلط فہمی ہو گئی کہ اب ہندو راج کا آفتاب نکل آیا ہے۔ اس لیے انہیں مسلمانوں کے ساتھ حکمرانوں کا سا سلوک کرنا چاہئے۔

ء ایکٹ میں گورنروں کو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے خصوصی اختیارات 1935 حاصل تھے۔ کانگریس نے محض مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کے لیے اعلان کر دیا کہ وہ اس شرط پر وزارتیں بنائے گی کہ اسے یقین دلایا جائے کہ گورنر اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے خصوصی اختیارات استعمال نہیں کریں گے۔ یوپی اسمبلی جہاں مسلم لیگ نے 66 نشستیں حاصل کی تھیں۔ چودھری خلیق الزماں وہاں مسلم لیگ کے پارلیمانی صدر تھے۔ کانگریس نے مسلم لیگ کو اقتدار میں شامل کرنے کے لیے کچھ ذلت آمیز شرائط رکھیں جو اس طرح تھیں۔

صدر کانگریس مولانا آزاد نے لکھا کہ مسلم لیگ کو اسی صورت وزارت میں شامل کیا جا سکتا ہے کہ یوپی مسلم لیگ کو توڑ دیا جائے۔ مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ توڑ دیا جائے اور آئندہ کسی انتخاب میں مسلم لیگ کو اپنے ٹکٹ پر امیدوار کھڑے کرنے کی اجازت نہ ہو گی۔ مزید یہ کہ اسمبلیوں میں کانگریسی ضابطہ اخلاق پر عمل کرنا ہو گا۔ کانگریس نے حکومت سنبھالتے ہی ترنگے کو قومی جھنڈا اور بندے ماترم

کو قومی ترانہ قرار دے دیا۔

لارڈ زٹ لینڈ نے اس ترانے کے بارے میں وائسرائے ہند کو لکھا تھا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ گیت نہیں بلکہ اعلان جنگ ہے جو ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی قومی تحریک کی خاطر وضع کیا تھا۔ 1937ء میں واردھا تعلیمی سکیم کانگریس نے مسلط کی جس کا مقصد دو قومی نظریہ کو مٹانا تھا۔ کانگریس نے اُردو کی جگہ ہندی کو قومی زبان قرار دیا۔ 1938ء میں قائداعظم نے دلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندی کا جبری نفاذ اسلامی تمدن اور اردو زبان کے لیے پیغام مرگ ہے۔ کانگریس اور ہندو رہنماؤں کے رویے سے ہی مسلمانوں میں علیحدہ وطن کی سوچ نے جنم لیا اور 23 مارچ 1940ء کی قرارداد اس کا نکتہ آغاز قرار پائی۔ مگر اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ قائداعظم نے مسلمانوں کے تشخص کے برقرار رہنے کی صورت میں متحدہ ہندوستان کو بھی قبول کرنا گوارا کیا۔

شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد حکومت برطانیہ نے سٹیفورڈ کرپس کی قیادت میں ایک وفد بھیجا جس نے کابینہ مشن پلان پیش کیا۔ اس مشن کی تجاویز کے مطابق صوبوں کے تین گروپ بنا دیئے جائیں گے۔ گروپ اے میں ہندو اکثریت کے صوبے ' گروپ بی میں مسلم اکثریتی صوبے اور گروپ سی میں بنگال اور آسام ہوں گے۔ صوبے اور ریاستیں بنیادی اکائیاں ہوں گی اور مرکزی امور کے علاوہ تمام باقی ماندہ اختیارات صوبوں کی تحویل میں ہوں گے۔ اسی طرح کوئی بھی صوبہ اپنی

اسمبلی کے اکثریتی ووٹ کے ذریعے دس سال بعد یا ہر دس سال بعد آئین کی شرائط پر از سر نو غور کرنے کی فرمائش کرسکے گا۔

کابینہ مشن کے اس اعلان پر کانگریس اور ہندوؤں نے خوب بغلیں بجائیں۔ نہرو کے روزنامے نیشنل ہیرلڈ نے لکھا کہ جناح کے نظریہ پاکستان کو کابینہ مشن میں سرکاری طور پر دفن کردیا گیا ہے۔ اخبار آبزرور نے بھی لکھا کہ کانگریس اس منصوبے کو خوش آمدید کہنے کی گنجائش نکال سکتی ہے کیونکہ مشن نے مسلمانوں کے پاکستان کے خواب کو سرے سے خارج کردیا ہے۔

ادھر قائداعظم نے لیگ کونسل سے مشاورت شروع کی۔ لیگ کے خیال میں چھ مسلم صوبوں کی گروپنگ کی شکل میں پاکستان کی بنیاد مشن کے پلان میں موجود تھی۔ لیگ اس نکتہ پر پہنچی کہ پلان باآخر ایک مکمل اور خودمختار پاکستان کی شکل میں منتج ہوگا۔ لیگ نے غیر مبہم الفاظ میں اعلان کیا کہ پلان منظور کرلینے کے باوجود ایک مکمل اور خودمختار پاکستان کا حصول بدستور مسلم ہند کا اٹل مقصد رہے گا جس کے حصول کے لیے وہ اپنی مقدور بھر طاقت استعمال کریں گے۔ اس فکر کے تحت قائداعظم نے کابینہ مشن پلان کی منظوری دے دی لیکن اس کے بعد ''میں ہوا کافر تو کافر مسلمان ہوگیا'' والی بہت دلچسپ صورت بن گئی۔ وہی کانگریس جسے اس پلان میں پاکستان کی تدفین نظر آرہی تھی' اب اسے اس میں

پاکستان کی روح نظر آنے لگ گئی۔

ہندو لیڈر اور ہندو میڈیا نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ وہ اپنے مہاتماؤں کو چیخ چیخ کر باور کرانے لگے کہ کابینہ مشن کو کسی صورت قبول نہ کرنا۔ روزنامہ امرت بازار پتریکا نے پلان کو زہر قرار دیا اور کانگریس پر زور دیا کہ وہ یہ زہر اپنے حلق میں نہ اتارے۔ ہندوستان ٹائمز نے اس سکیم کی مذمت کی۔ روزنامہ ٹریبیون نے لکھا کہ مسٹر جناح نے پاکستان کی روح حاصل کرلی۔ بنیئے کو یہ خوف لاحق ہوا کہ دس سال بعد کہیں مکمل پاکستان معرض وجود میں نہ آجائے اور پھر پورا آسام' پورا بنگال' پنجاب نہ دینا پڑجائے۔ کانگریس نے اس پلان کی اسی سوچ کے تحت دھجیاں اڑانا شروع کردیں اور یہ پلان ناکام ہوگیا لیکن اس سے دو باتیں نکھر کر سامنے آئیں۔ ایک تو وہ لوگ جو متحدہ ہندوستان کے حامی تھے اور قائداعظم کو اس وقت اور آج بھی مطعون کرتے ہوئے بٹوارے کا انہیں ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اور پھر دور کی کوڑی لاکر یہ فلسفہ پیش کرتے ہیں کہ آج اگر ہندوستان متحد ہوتا تو مسلمان قوت بن کر اقتدار حاصل کرلیتے لیکن قائد تو متحدہ ہندوستان پر بھی راضی تھے۔ بشرطیکہ مسلمانوں کو ان کے حقوق ملتے جس کی کانگریس سے کوئی اُمید نہ تھی۔ اگر کانگریس کو قومی جماعت کہہ کر زمام اقتدار اسے سونپ دی جاتی تو پھر اگلے

ہزار سال تک مسلمان ہندو کے غلام ہی رہتے۔ سارے ہندوستان کی مساجد بابری مسجد جیسے انجام سے دوچار ہوتیں اور ہر روز گجرات جیسے خون آشام دن دیکھنے پڑتے۔ یہ تو قائداعظم کی دوربین نگاہیں تھیں جنہوں نے کسی صورت برصغیر کے مسلمانوں اور نظریہ پاکستان پر کوئی سودا نہ کیا اور ہمیں اسلام کا قلعہ پاکستان دلادیا۔

خدا ''سید علی گیلانی'' کو سلامت رکھے

کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین، اور کشمیری و پاکستانی مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن سید علی گیلانی علیل ہیں۔ انکی علالت کی خبر اہلیان کشمیر و کشمیر سے محبت رکھنے والوں کے لئے باعث تشویش ہے۔ سید علی گیلانی تحریک آزادی کشمیر کی روح رواں اور عظیم سرمایہ اور تحریک آزادی کشمیر کی پہچان ہیں اور تحریک آزادی کشمیر اور سید گیلانی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ سید علی گیلانی ایک فرد نہیں بلکہ ایک عظیم تحریک کا دوسرا نام ہے جس میں قربانیوں و شہادتوں، مشکلات، جبر، قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود تیزی ہی آئی ہے، کمی نہیں ہوئی کیونکہ اس تحریک میں جوش و جذبہ پیدا کرنے والے ''گیلانی'' ہی ہیں۔ سید علی گیلانی کا نئی دہلی کے اپالو ہسپتال میں علاج و معالجہ شروع ہوگیا ہے۔ سید علی گیلانی سری نگر سے نئی دہلی پہنچے تھے۔ وہ گزشتہ کئی دنوں سے زیادہ ہی بیمار ہیں۔ گزشتہ ایک ہفتے سے جسمانی کمزوری کا زیادہ شکار ہو گئے ہیں اگرچہ ان کا علاج سرینگر میں ہی کیا جا رہا تھا تاہم مزید میڈیکل چیک اپ و دوسرے ضروری طبّی معیانے کے لیے وہ دہلی لائے گئے تھے ان کے ساتھ ان کے افراد خانہ و حریت کے کچھ ارکان بھی دلی میں ہیں۔ سید علی گیلانی نے علاج معالجہ کی غرض سے دہلی جانے کے لیے مقبوضہ کشمیر حکومت کی جانب سے خصوصی طیارے کی پیش کش مسترد کر دی

تھی۔ ڈی سی سرینگر اور ایس ایس پی بڈگام پر مشتمل حکومتی وفد نے حیدر پورہ جا کر علیل حریت چیئرمین گیلانی کی عیادت کی اور انہیں سرکاری طور پر خصوصی طیارے کے ذریعے دلی لے جانے کی پیش کش کی تاہم بزرگ رہنما کی جانب سے اس پیش کش کو یہ کہہ کر مسترد کیا کہ وہ اس نظام کے خلاف ہی برسرجدوجہد ہیں اور حکومت کی یہ پیش کش قبول کرنیکا ان کے پاس کوئی اخلاقی جواز نہیں ہے۔ دہلی میں حال ہی میں تعینات ہونے والے پاکستانی ہائی کمشنر عبدالباسط سید علی گیلانی کی عیادت کے لئے مالویہ نگر ان کی عارضی رہائش گاہ پر تشریف لائے اور اس موقع پر انہوں نے بیمار راہنما کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور ان کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کی، عبدالباسط نے کہا کہ وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف علی گیلانی کی صحت کے حوالے سے انتہائی تشویش میں مبتلا تھے اور انہوں نے مجھے ہدایت کی کہ فوراً سے پیشتر ان کی صحت کا حال دریافت کروں اور بعد ازاں وزیراعظم کو مطلع کروں۔ پاکستانی ہائی کمشنر مسٹر عبدالباسط اتوار 11 بجے اپنے معاونین کے ساتھ مالویہ نگر آئے اور انہوں نے علیل راہنما کے پاس تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزارا، اس موقع پر رابطہ عامہ سیکریٹری الطاف احمد شاہ، ایڈوکیٹ محمد شفیع ریشی اور راجہ معراج الدین بھی موجود تھے، جنہوں نے ہائی کمشنر کو علی گیلانی کی صحت ناسازی اور علاج و معالجے کے حوالے سے تفصیلات سے آگاہ کیا ۔ عبدالباسط نے اس موقع پر کہا کہ پورے پاکستان کو سید علی گیلانی کی علالت کے حوالے سے فکرمندی لاحق تھی اور

وہاں سے ہر کوئی ان کی صحت کے بارے میں جاننا چاہتا تھا، خود وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب اور دوسرے وزراء اس سلسلے میں بار بار استفسار کرتے رہے اور وہ لمحہ بہ لمحہ ان کی حالت کے بارے میں جاننا چاہتے تھے۔دہلی میں تعینات پاکستانی ہائی کمشنر نے کہا کہ سید علی گیلانی کی ضرورت نہ صرف کشمیر کو، بلکہ پورے پاکستان کو ہے اور پورے ملک انہیں ایک بے بدل قائد کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان میں مختلف پارٹیاں اور مختلف نظریات کے لوگ ہیں، البتہ سید علی گیلانی کے حوالے سے ان سب کا موقف ایک جیسا ہے اور وہ وہاں سب کے دلوں میں رہتے ہیں۔چیئرمین خصوصی پارلیمانی کشمیر کمیٹی مولانا فضل الرحمان کی طرف سے کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی شاہ گیلانی کی جلد صحت یابی کے لئے دعااور اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا۔پاکستانی بہن بھائیوں سے مولانا فضل الرحمان نے درخواست کی کہ سید علی گیلانی کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ ہم سب سید علی گیلانی کی جلد از جلد صحت یابی کے لئے دعا گو ہیں۔ یہاں بسنے والے تمام پاکستانی ان کی علالت پر تشویش رکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جلد اور مکمل صحت یابی کے لئے اللہ تعالی سے خصوصی طور پر دعا گو ہیں۔امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے بھی حریت رہنما سید علی گیلانی کی علالت پر تشویش کا اظہار کیا اور انکے لئے دعائے صحت کی۔جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر کی اپیل پر بھی سید علی گیلانی کی صحت یابی کے لیے آزاد

کشمیر بھر میں دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ آزاد کشمیر، گلگت بلتستان پاکستان میں مقیم مہاجرین سمیت اورسیز کشمیریوں نے سید علی گیلانی کی صحت یابی کے لیے دعائیں کیں، مکہ مکرمہ میں دعائیہ تقریبات میں جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر عبدالرشید ترابی نے شرکت کی، پونچھ میں دعائیہ تقریباب میں سابق امیر جماعت اسلامی آزاد کشمیر سردار اعجاز افضل، قائمقام امیر جماعت اسلامی ڈاکٹر خالد محمود نے شرکت کی، پاکستان میں مقیم مہاجرین کے زیر اہتمام دعائیہ تقریبات میں مہاجرین مقیم پاکستان کے امیر و نائب امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر نورالباری، سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی محمود الحسن چودھری نے شرکت کی، مظفرآباد، کوٹلی، میرپور، بھمبر، پلندری، ہٹیاں بالا نیلم و دیگر شہروں میں بھی دعائیہ تقریبات کا انعقاد ہوا۔ آزاد کشمیر و پاکستان سمیت دنیا، بھر میں کشمیری و پاکستانی قوم کے عظیم لیڈر سید علی گیلانی کی صحت یابی کی دعاؤں سے یہ پیغام ملتا ہے کہ سید علی گیلانی صرف کشمیریوں کے ہی نہیں بلکہ پوری امت کا اثاثہ ہیں انہوں نے کشمیریوں کے حق خودارادیت کے حصول کے لیے تاریخ ساز جدوجہد کی ہے وہ کشمیریوں کے دلوں میں بستے ہیں ہندوستان ان سے خائف ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان سید علی گیلانی کو علاج معالجے کے لیے بیرون ملک جانے کی اجازت نہیں دیتا، ہندوستان سید علی گیلانی کو راستے کی رکاوٹ سمجھتا ہے اور وہ ان کو راستے سے ہٹانے کے لیے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے، عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں کی ذمہ داری ہے

کہ وہ سید علی گیلانی کو سفری دستاویز جو ہندوستان نے قبضے میں لے رکھیں ہیں فراہم کروانے کے لیے کردار ادا کریں، سید علی گیلانی کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہے اسلامی ممالک ہندوستان پر دباؤ بڑھائیں تاکہ سید علی گیلانی کو علاج کے لیے بیرون ملک جانے کی اجازت ملے۔ ہندوستان کشمیریوں کو ظلم تشدد اور جبر سے زیادہ دیر غلام نہیں رکھ سکتا کشمیری آزادی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور جب تک ان کو ہندوستان سے مکمل آزادی نہیں مل جاتی وہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔انڈیا نے کچھ عرصہ قبل سید علی گیلانی کو عوامی جلسوں میں آنے کی اجازت ملی تو لاکھوں کشمیری گھروں سے نکل آئے جس سے خوفزدہ ہو کر ہندوستان نے پھر سید علی گیلانی کو نظر بند کیا۔سید علی گیلانی کی بگڑتی ہوئی صحت کی ذمہ دار ہندوستان حکومت ہے سید علی گیلانی کو جمعہ اور عیدین کی نمازیں ادا کرنے تک کی اجازت نہ دینا بھی بدترین انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، کشمیری پر عزم ہیں اور ہر قیمت پر ہندوستان سے آزادی چاہتے ہیں ہندوستان طاقت کی بنیاد پر ان کو غلام نہیں رکھ سکتا، کشمیریوں نے 5 لاکھ شہداء پیش کیے ہیں وہ آزادی کے سوا کوئی حل قبول نہیں کریں گے، کشمیریوں نے ہندوستان کی 8 لاکھ فوج کو میدان میں شکست سے دوچار کر دیا ہے تحریک آزادی کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے بیس کیمپ اور پاکستان اپنا مطلوبہ کردار ادا کریں۔

پاکستان کا استحکام ''نظریہ پاکستان'' سے ممکن

پاکستان دنیا کا واحد وہ ملک ہے جو نظریئے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا اور وطن عزیز کے حصول کے لئے مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دی تھیں۔1930 میں علامہ اقبال نے الہ آباد میں مسلم لیگ کے اکیسویں سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے باضابطہ طور پر بر صغیر کے شمال مغرب میں جداگانہ مسلم ریاست کا تصور پیش کیا تھا۔ چودھری رحمت علی نے اسی تصور کو 1933 میں پاکستان کا نام دیا۔ سندھ مسلم لیگ نے 1938 میں اپنے سالانہ اجلاس میں بر صغیر کی تقسیم کے حق میں قرار داد پاس کر لی۔ قائد اعظم بھی 1930 میں علیحدہ مسلم مملکت کے قیام کی جدو جہد کا فیصلہ کر چکے تھے۔1940 تک قائد اعظم نے رفتہ رفتہ قوم کو ذہنی طور پر تیار کر لیا۔23 مارچ 1940 کے لاہور میں منٹو پارک میں مسلمانان ہند کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں تمام ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں نے قافلے کی صورت سفر کرکے شرکت کی اور ایک قرار داد منظور کی جس کے مطابق مسلمانان ہند انگریزوں سے آزادی کے ساتھ ساتھ ہندوؤں سے بھی علیحدہ ریاست چاہتے تھے۔ نظریہ پاکستان سے مراد یہ تصور ہے کہ متحدہ ہندوستان کے مسلمان، ہندوؤں، سکھوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں سے ہر لحاظ سے مختلف اور منفرد ہیں ہندوستانی مسلمانوں کی صحیح اساس

دین اسلام ہے اور دوسرے سب مذاہب سے بالکل مختلف ہے، مسلمانوں کا طریق عبادت کلچر اور روایات ہندوؤں کے طریق عبادت، کلچر اور روایات سے بالکل مختلف ہے۔ اسی نظریہ کو دو قومی نظریہ بھی کہتے ہیں جس کی بنیاد پر 14 اگست 1947ء کو پاکستان وجود میں آیا لیکن موجودہ دور میں نظریہ پاکستان کو یکسر بھلا کر اس ملک کو سیکولر بنانے کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ جس ہندو سے مسلمانوں نے الگ وطن حاصل کیا تھا اسی ہندو ملک انڈیا کے ساتھ حکومت دوستی کی پینگیں بڑھا رہی ہے۔ پنجاب سے کبڈی میچ کی ٹیمیں انڈیا جا کر کھیلتی ہیں اور انڈیا کی پنجاب میں آتی ہیں۔ مختلف وفود کی آمدورفت ہوتی ہے، انڈیا جو پاکستان کے دریاؤں پر ڈیم بنا کر پاکستان کا پانی روک رہا ہے اور اسی پانی سے بنائی گئی بجلی پاکستان کو فروخت کرنا چاہتا ہے حکومت معاہدے کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن پاکستانی قوم یہ سب کچھ برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ انڈیا نے کبھی پاکستان کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اس ملک کے خلاف خوفناک سازشیں کیں۔ پروپیگنڈے کر کے عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی تو دوسری طرف دہشت گردی و تخریب کاری کے ذریعے وطن عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کیا گیا۔ ایسے حالات میں جب کلمہ کے نام پر بنائے گئے ملک کو سیکولر بنانے کی سازشیں عروج پر ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے 23 مارچ کو ملک گیر سطح پر احیائے نظریہ پاکستان کانفرنسز کے انعقاد کا اعلان کیا ہے جو یقینی طور پر جماعۃ الدعوۃ کے محب وطن ہونے کا ثبوت ہے۔ حافظ محمد سعید کی ہدایات

پر یکم مارچ سے لاہور سمیت پورے ملک میں جلسوں، کانفرنسوں اور تربیتی اجتماعات کا انعقاد کیا گیا جن میں زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی بہت بڑی تعداد شرکت کر رہی ہے۔ لاہور سمیت پورے ملک بھی 23 مارچ تک روزانہ کی بنیاد پر مساجد و مدارس، چوکوں و چوراہوں اور دیگر پبلک مقامات پر نظریہ پاکستان کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے گا جن میں جماعۃ الدعوۃ کے علاوہ دیگر مذہبی، سیاسی و کشمیری جماعتوں کے قائدین خطاب کریں گے جبکہ 23 مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر سب سے بڑا پروگرام مینار پاکستان سے مسجد شہداء تک تحفظ نظریہ پاکستان مارچ ہو گا جس میں لاکھوں افراد شریک ہوں گے۔ تحفظ نظریہ پاکستان مارچ کا آغاز مینار پاکستان سے ہو گا بعد ازاں مسجد شہداء پہنچ کر تاریخی جلسہ عام کا انعقاد کیا جائے گا۔ جماعۃ الدعوۃ تو یہ کام کر رہی ہے دیگر جماعتوں و حکومت کو بھی نظریہ پاکستان جسے نوجوان نسل کے ذہنوں سے نکالنے کی سازش کی جا رہی ہے کے حوالہ سے پروگرامات کا انعقاد کرنا چاہئے کیونکہ نظریہ پاکستان ہی پاکستان کی اساس، پہچان اور استحکام کی ضمانت ہے۔ پاکستان کے 1973ء کے آئین میں یہ بات واضح طور پر درج ہے کہ پاکستان کا صدر، وزیر اعظم، سپیکر اور تمام ممبران اسمبلی جب اپنے عہدہ پر فائز ہوتے ہیں تو حلف اٹھاتے ہیں جس میں مندرجہ ذیل الفاظ شامل ہیں جو آرٹیکل (2), (4)-53,91,42 اور 61-65 کے مطابق شیڈول نمبر 3 میں درج ہے۔ ''میں اسلامی نظریے کا تحفظ کروں گا جو کہ پاکستان کی تخلیق کی بنیاد ہے'' مندرجہ بالا

حلف کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام عہدیدار اور ارکان مجالس قانون ساز اسلامی نظریے کے پابند ہیں اور کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتے ہیں جو اسلامی نظریہ کے منافی ہو۔''اسلام اس مملکت کا سرکاری مذہب ہے'' اور اس کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ اس مملکت کا کوئی صاحب اختیار کوئی ایسا حکم نافذ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ایسا عمل کر سکتا ہے جو اسلام کے منافی ہے۔ سپریم کورٹ ہمارے ملک کی سب سے اعلیٰ عدالت ہے جس کے فیصلہ کی پابندی پاکستان کے ہر شہری اور صاحب اختیار پر لازم ہے۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ سٹیٹ بنام ضیاالرحمٰن میں نظریہ پاکستان کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ اس مقصد کی سماعت مندرجہ ذیل جج صاحبان نے کی تھی اور یہ متفقہ فیصلہ تھا۔(1) چیف جسٹس حمود الرحمٰن جسٹس ایس انوار الحق (3) جسٹس محمد یعقوب احمد (4) جسٹس وحید الدین احمد ((2) جسٹس صلاح الدین احمد۔ سٹیٹ بنام ضیاء الرحمٰن پی ایل ڈی 1973ء سپریم کورٹ (5 صفحہ 49 صفحہ 72-73 پر درج ہے:''پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے اور اس کا نظریہ مارچ 1949ء کی قرار داد مقاصد میں درج ہے جسے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے 7 منظور کیا تھا جس میں منجملہ دیگر امور کے اعلان کیا گیا ہے کہ مسلمان اس مملکت میں اجتماعی اور انفرادی معاملات میں اسلام کی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق عمل کرنے لگے جو قرآن و سنت میں درج ہے''۔ اس مقدمہ میں صفحہ 73 پر جسٹس سجاد احمد جان کے سابقہ فیصلہ کا حوالہ دیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔''مملکت پاکستان ایک اسلامی نظریے کی بنیاد پر وجود میں

لائی گئی تھی اور یہ لازماً اسی نظریے کی بنیاد پر چلائی جائے گی۔ ماسوائے اس کے کہ خدانخواستہ اس کی تشکیل ہی از سر نو کی جائے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ پاکستان ختم ہو گیا۔ قرار داد مقاصد کوئی محض ضابطے کا دیباچہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں پاکستان کی روح اور بنیادی قوانین اور آئینی تصورات محفوظ ہیں''۔ چونکہ اس فیصلہ میں درج ہے کہ نظریہ پاکستان کا اندراج قرار داد مقاصد میں درج ہے۔ سادہ اور صاف الفاظ میں نظریہ پاکستان دراصل نظریہ اسلام ہے اور پاکستان کی حکومت اور عوام تمام ہی قرآن وسنت رسول یعنی اسلامی نظام کے پابند ہیں۔ نظریہ پاکستان دراصل دو قومی نظریہ ہے جو پاکستان کی بنیاد ہے یعنی اسی نیم براعظم ہند میں ہندو اور مسلمان ایک نہیں الگ الگ قوم تھے۔ ہیں اور رہیں گے۔ نظریہ پاکستان کے بارے میں قائداعظم کے خیالات اور تصورات بالکل صاف اور واضح تھے۔ اسلامیہ کالج پشاور کے طلبہ سے خطاب کے دوران آپ نے نظریہ پاکستان کے بارے میں اپنے خیالات اور تصورات کی اس طرح وضاحت کی۔ ''پاکستان کے لئے ہمارا مطالبہ صرف زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں پر مبنی نظام پر عمل درآمد کر سکیں۔ اجلاس میں قائداعظم نے اسلامی ریاست کی نظریاتی بنیادوں کی اس طرح وضاحت کی۔ ''ہندومت اور اسلام صرف دو مذاہب نہیں بلکہ یہ دو معاشرتی نظام ہیں اور یہ سوچنا کہ ہندو اور مسلم مل کر ایک مشترکہ قوم بن سکتے ہیں صرف خواب ہوگا۔ میں کھل کر واضح

کر دینا چاہتا ہوں کہ دونوں اقوام دو مختلف تہذیبوں سے وابستہ ہیں اور ان دونوں تہذیبوں کی بنیادیں ان فلسفوں پر رکھی گئی ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔'' جنوری 1941ء میں قائداعظم نے مسلم قومیت کے علیحدہ تشخص کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ''ہندوستان کبھی بھی ایک ملک یا ایک قوم نہیں رہا۔ برصغیر کا معاملہ بین الاقوامی ہے۔ تہذیب، ثقافت، معیشت اور معاشرتی اقدار کے اختلافات نظریاتی نوعیت کے ہیں۔''

"صحافیوں کا "یوم مطالبات

صحافت کو ریاست کا چوتھا ستون تو مانا گیا مگر اس شعبے سے وابستہ افراد خطرات میں گھرتے جا رہے ہیں۔ کبھی کسی ادارے پر حملہ ہو جاتا ہے تو کبھی لاشیں ملنا شروع ہو جاتی ہیں۔ صحافی وہ طبقہ ہیں جو معاشرے میں ہر ہونے والی اچھائی و برائی کو عوام کے سامنے لا رہے ہیں۔ دن ہو یا رات، سردی ہو یا گرمی، امن ہو یا جنگ، موسم خواہ کیسا بھی ہو، حالات کیسے بھی ہوں، گرجتی گولیوں، پھٹتے بارود، لاٹھی چارج میں بھی صحافیوں کو کام کرنا پڑتا ہے اور وہ اپنی ڈیوٹی نبھاتے ہیں کئی مواقع پر صحافی زخمی بھی ہوئے۔ دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بھی بنے مگر صحافی آج بھی زندہ ہیں اور اپنے اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ مشرف کی آمریت کے دوران جب ٹی وی چینلز کو بند کیا تھا تو میں اس وقت کراچی میں تھا۔ صحافیوں کی ملک گیر تحریک شروع ہوئی تھی۔ کراچی میں جہاں ایمرجنسی کے خلاف پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، مسلم لیگ (ن) سمیت دیگر جماعتیں احتجاج کر رہی تھیں وہیں صحافی بھی میدان میں تھے۔ پولیس نے سیاسی و مذہبی جماعتوں کے کارکنان کو گرفتار کیا تو تھانوں میں جگہ کم پڑ گئی تھی۔ ایکدن ٹی وی چینلز کی بندش کے خلاف کراچی پریس کلب سے گورنر ہاؤس تک مارچ تھا اور وہاں پر دھرنا تھا۔ پریس کلب کے

اطراف میں پولیس کی بھاری نفری موجود تھی تمام راستے بند کر دیئے گئے تھے۔ صحافی اللہ کا نام لے کر نکلے تو پولیس نے بڑی بے دردی سے صحافیوں پر لاٹھی چارج کیااور کراچی پریس کلب کے سابق صدر نجیب احمد (مرحوم) اللہ ان کی مغفرت کرے، سمیت پانچ سینئر صحافیوں کو گرفتار کیا لیا۔ جس پر کراچی پریس کلب میں صحافتی قیادت کا ہنگامی اجلاس ہوا جس کی صدارت سینئر و بزرگ صحافی منہاج برنا نے کی۔ اجلاس میں طے پایا کہ اگر پولیس گرفتار صحافیوں کو رہا نہیں کرتی تو صحافی بھی ''جیل بھرو تحریک'' شروع کریں۔ انتظامیہ سے مذاکرات کئے گئے مگر پولیس نہ مانی۔ پھر ہوا اس طرح کہ کراچی کے تمام صحافی جو پریس کلب احتجاج میں نہیں پہنچے تھے انہیں بھی ایمرجنسی کالز کرکے بلایا گیا۔ گرفتاریوں کا آغاز ہوا، پولیس پریشان ہوئی، مختلف تھانوں سے گاڑیاں منگوائی گئیں، صحافی خود ''زندہ ہے، صحافی زندہ ہے، ہتھکڑیاں لگوا کے بھی، جیلوں میں جا کے بھی صحافی زندہ ہے، نعرے لگاتے ہوئے گاڑیوں میں سوار ہونا شروع ہو گئے۔ ملک کی تاریخ میں اسوقت سب سے زیادہ 120 کے لگ بھگ صحافیوں نے گرفتاریاں دیں۔ پھر اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ باقی دوست کل گرفتاریاں دیں گے اور دوسرے دن ملک گیر جیل بھرو تحریک شروع کی جائے گی۔ راقم جس پولیس کی گاڑی میں سوار ہوا اس میں کراچی یونین آف جرنلسٹ کے اسوقت کے جنرل سیکرٹری جاوید چوہدری، سینئر صحافی ادریس بختیار سمیت مختلف اداروں کے 25 لوگ تھے، ایک تھانے سے دوسرے تھانے، دوسرے سے تیسرے تھانے، کہیں جگہ ہی نہیں تھی کیونکہ تھانے تو سیاسی

کارکنان سے بھرے پڑے تھے ،ہماری منزل ڈاکس پولیس سٹیشن ٹھہری،ادھر میڈیا پر جب صحافیوں کی گرفتاریوں کی خبریں چلنا شروع ہوئیں توسیاسی جماعتوں کے رہنما و کارکنان تھانوں میں پہنچنا شروع ہو گئے۔خیر 6 گھنٹے تک تھانوں میں رہنے کے بعد نگران حکومت کے وزیر اطلاعات نثار میمن کی مداخلت پر مذاکرات کے بعد صحافیوں کو رہائی ملی۔جب تھانے میں تھے تو اسوقت پیپلز پارٹی کے رہنما بھی آئے اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔مشرف کی ایمرجنسی کے بعد روٹی ،کپڑا اور مکان کے نام پر پیپلز پارٹی اقتدار میں آئی مگر صحافیوں کے مسائل حل نہیں ہوسکے،صرف اور صرف وعدے کئے گئے۔پیپلز پارٹی کی حکومت کے بعد مسلم لیگ (ن) کی حکومت آ گئی۔پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کے صدر افضل بٹ اور سیکرٹری جنرل خورشید عباسی کی کال پر 20 مارچ کو ملک بھر میں یوم مطالبات منایا گیا۔اسلام آباد میں قومی اسمبلی ،لاہور میں پنجاب اسمبلی،پشاور میں خیبر پختونخواہ اسمبلی،کراچی میں سندھ اسمبلی،کوئٹہ میں بلوچستان اسمبلی کے سامنے پر امن دھرنے دیئے گئے۔جن میں بڑی تعداد میں صحافی برادری نے شرکت کی۔لاہور میں ہونے والے دھرنے میں پنجاب کے پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات رانا ارشد، تحریک انصاف کے پارلیمانی لیڈر میاں اسلم اقبال، مسلم لیگ (ق) پنجاب کی رہنما سیمل کامران نے احتجاجی کیمپ کا دورہ کیا اور صحافیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔یوم مطالبات کے سلسلہ میں دوپہر بارہ بجے سے سہ پہر چار بجے تک پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاجی کیمپ میں

لاہور پریس کلب، پنجاب یونین آف جرنلسٹ، پاکستان ایسوسی ایشن آف فوٹو جرنلسٹ، آل پاکستان سائبر نیوز سوسائٹی، اپڈیٹس گروپ آف پاکستان، گوجرانوالہ یونین آف جرنلسٹ، فیصل آباد یونین آف جرنلسٹ کے اراکین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ احتجاجی دھرنے سے لاہور پریس کلب کے صدر ارشد انصاری، پنجاب یونین آف جرنلسٹ کے صدر وسیم فاروق شاہد، آل پاکستان سائبر نیوز سوسائٹی کے میڈیا کو آرڈینیٹر ممتاز حیدر، پاکستان ایسوسی ایشن آف فوٹو جرنلسٹ کے جنرل سیکرٹری محمد رمضان، اپڈیٹس گروپ آف پاکستان کے جنرل سیکرٹری محمد شاہد محمود، رائے حسنین طاہر، عارف حمید بھٹی، نواز طاہر، ارشد ورک، رانا شہزاد، نعیم خان، رانا نسیم، علی مجتبیٰ، ماجد ملہی، فیصل آباد یونین آف جرنلسٹس کے صدر شمس الاسلام ناز، گوجرانوالہ یونین آف جرنلسٹس کے صدر یاسر جٹ جنرل سیکرٹری مبشر بٹ، و دیگر نے خطاب اور مطالبات میں صحافیوں کی فلاح و بہبود کیلئے پانچ نکاتی مطالبات رکھتے ہوئے وفاقی اور تمام صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کیا کہ وہ ان گذارشات پر عمل درآمد کیلئے پارلیمنٹ میں موثر قانون سازی کریں۔ ان مطالبات میں شہید، زخمی یا معذور میڈیا ورکرز کیلئے فوری معاوضے کی ادائیگی، میڈیا ورکرز کی لازمی انشورنس، میڈیا ہاوسز اور پریس کلبوں کی موثر سیکورٹی، شہید ہونیوالے میڈیا ورکرز کے مقدمات کی سماعت کیلئے خصوصی ٹریبونلز کے قیام اور ساتویں ویج ایوارڈ پر مکمل عملدرآمد کے ساتھ ساتھ آٹھویں ویج ایوارڈ کیلئے بورڈ کی فوری تشکیل اور چیئرمین آئی ٹی این ای کی

فوری تقرری کیلئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔ پنجاب کے پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات رانا ارشد نے احتجاجی دھرنے میں اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ صحافیوں کے تمام مطالبات پورے کئے جائیں گے۔ وزیراعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے پرامن و جمہوری معاشرے اور انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے صحافیوں کی قربانیوں وجدوجہد کو ناقابل فراموش قرار دیتے ہوئے صحافیوں کی فلاح و بہبود فنڈ کے لئے 2 کروڑ روپے جبکہ ویج بورڈ ایوارڈ کے نفاذ کے لئے وزیراطلاعات عبدالرحیم زیارتوال، تحفظ کیلئے وزیر داخلہ سرفراز بگٹی کی قیادت میں دو الگ الگ کمیٹیوں اور ساتھ ہی ساتھ دہشت گردی کے دوران جاں بحق ہونے والے صحافیوں کے ورثاء کو معاوضوں کی ادائیگی کے لئے قانون میں ترمیم کرنے کا اعلان کردیا۔ وزیراعظم نواز شریف کی ہدایت پر وزیر اطلاعات نے صحافیوں کے تمام مطالبات کو تسلیم کرلیا ہے۔ وفاقی حکومت نے پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ کے پانچوں مطالبات منظور کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تمام شہداء کے ورثاء کو 10 لاکھ اور زخمیوں کو 3 لاکھ روپے کی مالی امداد اور میڈیا ہاؤسز اور پریس کلبوں کو سیکورٹی فراہم کی جائے گی جبکہ میڈیا ورکرز کی انشورنس کے لئے پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ میں سیل قائم کردیا گیا ہے۔ صحافیوں کے تحفظ کی عالمی کمیٹی سی پی جے کی سربراہ کیتھی مارٹن ہالبروک سے ملاقات کے دوران وزیراعظم ڈاکٹر نواز شریف نے صحافیوں کی حفاظت کیلئے کمشن بنانے کا اعلان کیا اور کہا کہ صحافیوں کے قاتلوں کو انصاف کے

کٹھمرے میں کھڑا کیا جائیگا۔ یہ کمشن صحافیوں کے تحفظ کیلئے عملی اقدامات تجویز کریگا جن پر حکومت مکمل عملدرآمد کریگی، اس کمشن میں ممتاز صحافی، حکومتی عہدیدار اور اہم شخصیات شامل ہونگیں۔ وفاقی حکومت کی جانب سے صحافیوں کے مطالبات کی منظوری خوش آئند قدم ہے۔حکومت کو چاہئے کہ ان مطالبات پر فوری عمل کرے۔یہ نہ ہو کہ انتخابات کے دوران عوام کے ساتھ کئے گئے ''وعدوں'' کی طرح یہ بھی ایک وعدہ ہی نہ بن جائے۔

تحریک پاکستان جیسا جوش و ولولہ ابھی زندہ ہے

چھ سال تک یوم پاکستان خاموشی سے گزرنے کے بعد امن کے قیام کی کوششیں تیز تر ہوئیں تو وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کی خواہش پر 75 ویں یوم پاکستان پر مسلح افواج کی علامتی پریڈ ہوئی جو قوم کے لئے اطمینان کا باعث اور خوش آئند ہے۔یوم پاکستان پر مسلح افواج کی آخری بار مشترکہ پریڈ 2008 میں ہوئی تھی۔پرویز مشرف نے بطور صدر اس کا معائنہ کیا تھا تاہم سکیورٹی وجوہات کے باعث یہ پریڈ بھی پریڈ ایونیو کے بجائے سپورٹس کمپلیکس میں ہوئی تھی ، سابق صدر آصف زرداری کے دور میں سکیورٹی وجوہات پر ایک بار بھی یوم پاکستان پر پریڈ نہ کی جا سکی۔یوم پاکستان کے حوالہ سے ملک بھر میں مختلف تقریبات ہوئیں ، قومی پرچم لہرائے گئے،وفاقی دارالحکومت میں 31اور صوبائی دارالحکومتوں میں 21,21توپوں کی سلامی دی گی، یوم پاکستان کے سلسلہ میں دن کا آغاز مساجد میں خصوصی دعاؤں سے کیا گیا جس میں ملک و قوم کی سلامتی اور امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح اور شاعری مشرق حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے مزاروں پر گارڈز کی تبدیلی کی پروقار تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔وفاقی دارالحکومت میں یوم پاکستان کی پروقار تقریب ایوان صدر میں ہوئی۔صدر مملکت ممنون حسین اور وزیر اعظم نواز شریف کے

ہمراہ روایتی جھجی میں پہنچے۔ تقریب میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف، پاک فضائیہ اور نیوی کے سربراہ اور چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے علاوہ وفاقی وزراء، سفیروں کے علاوہ عمائدین کی کثیر تعداد بھی شریک ہوئے۔ پرچم کشائی سے پہلے قومی ترانہ پیش کیا گیا۔ صدر مملکت ممنون حسین نے وزیر اعظم نواز شریف کے ہمراہ پرچم کشائی کی اس موقع پر ملی نغمے بھی پیش کیے گئے۔ پاک فوج کے چاق و چوبند دستوں نے صدر مملکت کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔ تقریب کے آخر میں پاک فضائیہ کے لڑاکا طیاروں نے فلائی پاسٹ کیا جس کی قیادت مقامی طور پر تیار کردہ جے ایف سیونٹین تھنڈر میں سوار ونگ کمانڈر رونلڈ افضل کر رہے تھے۔ اس کے بعد ایف سیون بی کے چار طیاروں کی فارمیشن نے فلائی پاسٹ کیا۔ کے ایٹ جہازوں نے فضا میں اپنا جادو جگایا۔ نو ہیلی کاپٹرز پر مشتمل پاک فوج کے ایوی ایشن ہیلی کاپٹرز بھی فلائی پاسٹ میں شریک تھے۔ ان کے بعد کوبرا ہیلی کاپٹرز آسمان پر جلوہ گر ہوئے۔ اس موقع پر ترکی سے آئے ملٹری بینڈ نے بھی کارکردگی پیش کی اور جیوے جیوے پاکستان گا کر تو جیسے سب کے دل جیت لیے۔ یوم پاکستان کے موقع پر ایک سو پانچ سول، فوجی اعزازات دیئے گے۔ یوم پاکستان کے حوالہ سے جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے بھی ماہ مارچ کو ''احیائے نظریہ پاکستان'' کے حوالہ سے تحریک چلانے کا اعلان کیا تھا اس سلسلہ میں یکم مارچ سے 23 مارچ تک ملک کے مختلف شہروں میں نظریہ پاکستان جلسوں، کانفرنسوں کا انعقاد کیا گیا۔ المحمدیہ سٹوڈنٹس کے تحت بھی تعلیمی

اداروں کے طلباء نے مختلف شہروں میں ریلیاں نکالیں۔ 75 واں یوم پاکستان جوش و خروش سے منانے کے دعوے تو کئے گئے مگر جماعۃ الدعوۃ وجماعت اسلامی کے علاوہ کسی بھی سیاسی ومذہبی جماعت نے کوئی قابل ذکر پروگرام منعقد نہیں کیا بیشتر جماعتوں نے واں یوم پاکستان جوش وخروش سے منانے کی ''خبریں'' تو جاری کر دیں مگر عملی 74 طور پر کوئی پروگرام نظر نہیں آیا۔ جماعۃ الدعوۃ نے صوبائی دار لحکومت لاہور میں مینار پاکستان سے شاہراہ قائد اعظم تک احیائے نظریہ پاکستان مارچ کیا جس میں عوام الناس کے ایک بڑے جم غفیر نے شرکت کی۔ مارچ کی قیادت امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے کی۔ مینار پاکستان سے مارچ شروع کرتے وقت حافظ محمد سعید نے شرکاء سے تحفظ نظریہ پاکستان کا عہد لیا اور اسلام و پاکستان کے دفاع کیلئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ اس موقع پر حافظ محمد سعید کا کہنا تھا کہ لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کر کے پاکستان بنایا تھا' اسے بچانے کیلئے قوم کروڑوں قربانیاں دینے کیلئے بھی تیار ہے۔ کلمہ طیبہ کی بنیاد پر بنایا گیا پاکستان زندہ وتابندہ رہے گا، لڑائی جھگڑوں اور فرقہ پرستی سے مسلمان پریشان ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ یوم پاکستان کے موقع پر حکمرانوں، سیاستدانوں، عوام کو دعوت دیتی ہے کہ جس نظریئے پر ملک بنایا گیا تھا آج اسی پر دوبارہ اکٹھے ہو جائیں اور دشمنان پاکستان کو پیغام دیں کہ پاکستان زندہ رہے گا۔ کراچی میں سفاری پارک سے پریس کلب تک نظریہ پاکستان مارچ میں شرکت کیلئے شہر بھر سے سینکڑوں قافلے

سفاری پارک پہنچے، جہاں سے جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا امیر حمزہ کی قیادت میں ہزاروں شرکاء یونیورسٹی روڈ، شہید ملت روڈ اور شاہراہ فیصل سے ہوتے ہوئے انتہائی منظم انداز میں کراچی پریس کلب پہنچے۔ پاکستان کے سبز ہلالی پرچم اور کلمہ طیبہ والے جماعۃ الدعوۃ کے جھنڈے اٹھائے مارچ کے شرکاء سینکڑوں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر سوار تھے۔ مارچ کے آغاز سے ہی کراچی کی شاہراہیں پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالہ الااللہ، جیوے جیوے پاکستان اور کشمیر بنے گا پاکستان کے فلک شگاف نعروں سے گونجتی رہیں۔ اس موقع پر مارچ کو دیکھنے کیلئے شاہراہوں کے اطراف لوگوں کا ایک ہجوم موجود رہا۔ مارچ کے شرکاء نے پاکستان سے اظہار محبت کے لیے مختلف جملوں پر مبنی پلے کارڈز، کتبے اور بینرز بھی ہاتھوں میں اٹھا رکھے تھے۔ یوم پاکستان کے موقع پر ہونے والے احیائے نظریہ پاکستان مارچ، جلسوں، ریلیوں اور کانفرنسوں میں چھ ہزار سے زائد شہداء کے ورثاء نے شرکت کی اور اسلام و پاکستان کے دفاع کیلئے ہر قسم کی جانی و مالی قربانی پیش کرنے کا عزم کیا گیا۔ 23 مارچ کو ماضی میں بھی اگرچہ جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے لیکن جماعۃ الدعوۃ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یکجہتی کشمیر کانفرنسیں ہوں یا نظریہ پاکستان کے حوالہ سے ہونے والے احیائے نظریہ پاکستان مارچ اور کانفرنسیں' ان میں مقبوضہ کشمیر میں شہید ہونے والے مجاہدین کے ورثاء بھی ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ احیائے نظریہ پاکستان کارواں اور جلسہ

عام میں شریک ورثاء شہداء کا کہنا تھا کہ وہ جماعۃالدعوۃ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مظلوم کشمیری مسلمانوں اور اسلام و پاکستان کے دفاع کیلئے اپنے مزید بیٹے و بھائی قربان کرنے کو بھی تیار ہیں یہ ہمارا شرعی فریضہ ہے جسے پوری قوم کو ادا کرنا چاہئے۔ مختلف مذہبی و سیاسی تنظیموں کے قائدین نے جماعۃالدعوۃ کو ملک بھر میں احیائے نظریہ پاکستان مہم چلانے اور کامیاب نظریہ پاکستان مارچ کے انعقاد پر زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ جماعۃالدعوۃ نے ایک بار پھر ملک میں تحریک پاکستان کی یاد تازہ کر دی ہے۔

نظریہ پاکستان مارچ کے اختتام پر منعقدہ جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جماعت اہلحدیث کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے رہنما شیخ نعیم بادشاہ و دیگر نے کہا کہ احیائے نظریہ پاکستان کی جدوجہد میں سب جماعتیں جماعۃالدعوۃ کے ساتھ ہیں۔

احوال ''احیائے نظریہ پاکستان مارچ'' کا

تحریر: محمد عاصم علی

یوم پاکستان کے موقع پر مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین اور مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے کہا کہ فرقہ وارانہ قتل و غارت گری، لسانیت اور وطنیت کے بت پاش پاش کرنے کیلئے وسیع تر اتحاد قائم کریں گے۔ ملک بھر کی مذہبی و سیاسی جماعتیں تحفظ نظریہ پاکستان کیلئے متحد ہیں۔ کراچی سے پشاور تک نظریہ پاکستان مارچ اور جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ سندھی، بلوچی، پنجابی اور پٹھان سب کلمہ طیبہ پر متحد ہیں۔ ہم نے سب سے پہلے پاکستان میں لگی آگ کو بجھانا ہے۔ پاکستان کو کلمہ طیبہ والا ملک بنا دیا جائے بنگال بھی ان شاء اللہ دوبارہ پاکستان کا حصہ بنے گا۔ مسلمان کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی نہیں کرتے۔ مقبوضہ کشمیر سمیت وہ تمام ریاستیں جنہوں نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا تھا' ان پر سے بھارتی قبضہ ختم کرکے تکمیل پاکستان کے نامکمل ایجنڈے کی تکمیل کرنا ہے۔ حکمران و سیاستدان ماضی میں کی جانے والی غلطیوں کا ازالہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے کئے عہد کو پورا کرتے ہوئے ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ دو قومی نظریہ بھلا کر بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے کی کوششیں کی جارہی ہے۔ انڈیا کو پسندیدہ ترین ملک

کا درجہ دیکر تجارت کے فیصلے قبول نہیں۔ مینار پاکستان سے شاہراہ قائد اعظم (مال روڈ) تک کئے جانے والے احیائے نظریہ پاکستان کے اختتام پر منعقدہ جلسہ عام سے امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید، جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل قاری زوار بہادر، جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، امیر جماعت اہلحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی، جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، جماعت اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، لاہور ہائی کورٹ بارایسوسی ایشن کے صدر شفقت چوہان، جماعت الدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ عبدالسلام بن محمد، پروفیسر ظفر اقبال، مولانا سیف اللہ خالد، مولانا ابوالہاشم، مسلم لیگ (ن) کے رکن قومی اسمبلی ملک رشید احمد خان، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے رہنما شیخ نعیم بادشاہ، پاکستان محافظ وطن پارٹی کے چیئرمین ملک احمد خان پاکستان تحریک تحفظ پارٹی بلوچستان کے صدر راز محمد خان لونی، مسلم لیگ (ق) ضلع لاہور کے صدر میاں محمد منیر، ارشاداللہ چٹھہ ایڈووکیٹ، مولانا محمد ادریس فاروقی، علی عمران شاہین، محمد بلال و دیگر نے خطاب کیا۔ اس موقع پر لاہور اور اس کے گردونواح سے شریک لاکھوں افراد کی جانب سے پاکستان کا مطلب کیا' لاالہ الااللہ کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے رہے۔ شرکاء نے حافظ محمد سعید کے خطاب کے دوران دونوں ہاتھ اٹھا کر نظریہ پاکستان کے احیاء کا عہد کیا اور اس تحریک میں بھرپور انداز میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔

مینار پاکستان سے شاہراہ قائد اعظم (مال روڈ) تک کیا جانے والا جماعۃ الدعوۃ کا احیائے نظریہ پاکستان مارچ ملکی تاریخ کا منفرد ترین پروگرام تھا جس میں بڑی تعداد میں ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے نظریہ پاکستان مارچ کیا اور تاریخی مینار پاکستان گراؤنڈ میں تحفظ نظریہ پاکستان کا عہد کرتے ہوئے ملکی سلامتی و دفاع کیلئے بھرپور کردار ادا کرنے کا عزم کیا گیا۔ نظریہ پاکستان مارچ کے دوران شرکاء میں زبردست جوش و جذبہ دیکھنے میں آیا۔ مال روڈ پر جلسہ عام کے دوران لاکھوں افراد کی طرف سے پاکستان کا مطلب کیا' لاالہ الااللہ کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے رہے۔ احیائے نظریہ پاکستان مارچ کی سکیورٹی کے فرائض جماعۃ الدعوۃ کے تین ہزار سے زائد رضاکاروں سے سرانجام دیے۔ جماعت الدعوۃ کی جانب سے گاڑیوں پر لوہے کے راڈ فکس کرکے لگائے گے سی سی ٹی وی کیمرے اور کارواں کی مکمل سکیورٹی مانیٹرنگ کے انتظامات دیکھ کر پنجاب پولیس اور دیگر سکیورٹی اداروں کے افسران بھی جماعت الدعوۃ کے سکیورٹی انچارج سے ملکر مبارکبادیں پیش کرتے نظر آئے۔ احیائے نظریہ پاکستان مارچ میں لاہور اور اس کے گردونواح سے جماعۃ الدعوۃ شعبہ ڈیف اینڈ ڈمب کے زیر اہتمام سینکڑوں گونگے بہرے اور نابینا افراد نے شرکت کی۔ مینار پاکستان گراؤنڈ اور مال روڈ پر خصوصی افراد کیلئے الگ جگہ بنائی گئی تھی جہاں مقررین کے خطابات کا اشاروں کی زبان میں ترجمہ کرکے انہیں سمجھایا جاتا رہا۔ خصوصی افراد بھی بھرپور جوش و جذبہ کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر نعروں کے

جوابات دیتے نظر آئے۔ احیائے نظریہ پاکستان مارچ کے موقع پر فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی بیسیوں ایمبولینس گاڑیاں کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کیلئے شرکاء کے ہمراہ موجود رہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے میڈیکل مشن کے ڈاکٹرز بھی ایمبولینسوں میں موجود رہے۔ ایف آئی ایف کے رضاکاروں نے جیکٹیں پہن رکھی تھیں جو سکیورٹی پر مامور کارکنان کے ہمراہ چاروں اطراف میں چلتے نظر آئے۔ جماعۃالدعوۃ کے احیائے نظریہ پاکستان مارچ کے موقع پر ٹیکسالی چوک، بھاٹی چوک، ناصر باغ اور بعد ازاں لاہور ہائی کورٹ چوک میں وکلاء کی بڑی تعداد نے مارچ کے شرکاء کا زبردست استقبال کیا' ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں اور پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الااللہ کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ شاہراہ قائداعظم پہنچنے پر ہال روڈ اور مال روڈ کے تاجروں نے بھی شاندار استقبال کیا اور شرکاء سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ لاہور ہائی کورٹ چوک میں استقبال کے دوران ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن، لاہور ہائی کورٹ بار، الامہ لائرز فورم، پیس لائرز موومنٹ، الدعوۃ لائرز فورم، حریت رسول ﷺ لائرز موومنٹ، دفاع پاکستان لائرز فورم، سادات لائرز فورم اور دیگر تنظیموں کے عہدیداران موجود تھے۔ جماعۃالدعوۃ پاکستان کی جانب سے ساہیوال، وہاڑی، بہاولنگر، بہاولپور، ڈی جی خاں، مظفرگڑھ، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، سیالکوٹ، نارووال، گوجرانوالہ، منڈی بہاؤالدین، گجرات، جہلم، نوشہرہ، مردان، کوہاٹ، چکوال، تلہ گنگ، وزیرآباد، میانوالی، بھکر، خوشاب، اٹک

ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہری پور، ہزارہ، مظفر آباد، میر پور، کوٹلی، جھنگ، چنیوٹ، رحیم یار خاں، روہڑی، سکھر، سانگھڑ، بدین، قصور، پتوکی، اوکاڑہ، کھڈیاں خاص، ٹنڈو آدم، شہداد پور، نواب شاہ، چمن، ژوب، میر پور خاص و دیگر شہروں و علاقوں میں نظریہ پاکستان مارچ، جلسوں، کانفرنسوں اور ریلیوں کا انعقاد کیا گیا جن میں لاکھوں افراد نے شرکت کی اور تحفظ نظریہ پاکستان کا عہد کیا گیا۔

مقبوضہ کشمیر میں الیکشن بائیکاٹ مہم

جموں کشمیر لبریشن فرنٹ نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی آئین کے تحت الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کیا ہے اور کشمیری قوم سے اپیل کی ہے کہ وہ بجلی، پانی، سڑک اور نوکری کے دام فریب میں نہ آئیں اور بھارت واسکے گماشتوں کی سازشوں کا شکار ہونے کی بجائے اپنے شہداء کے مقدس لہو کی پاسداری کرتے ہوئے ہر حال میں بھارتی الیکشن سے دور رہیں۔یٰسین ملک کا کہنا ہے کہ بھارتی آئین کے تحت ہونے والے الیکشنوں کا مسئلہ جموں کشمیر کی مستقبل سازی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بھارت اوراسکے حواری ان الیکشنوں کو ہمیشہ کشمیریوں کے مفادات اور خاص طور پر تحریک آزادی کے خلاف استعمال کرتا آیا ہے اور بحیثیت ایک زندہ قوم ہمیں انہیں یہ موقع فراہم نہیں کرنا چاہئے۔اس لئے ہم نے آج سے الیکشن بائیکاٹ کیلئے عوامی رابطہ مہم شروع کر دی ہے جس کے تحت مختلف شہروں میں جلسوں اور اجتماعات کا انعقاد کیاجارہا ہے۔اس حوالہ سے مہم چلاتے ہوئے پمفلٹ بھی تقسیم کئے جارہے ہیں اور عوامی رائے عامہ ہموار کی جارہی ہے۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی پارلیمانی انتخابات کے پیش نظر حریت رہنماؤں کے خلاف کریک ڈاؤن کی تیاری شروع ہو گئی۔مقبوضہ کشمیر پولیس نے سینکڑوں حریت پسند رہنماؤں اور کارکنوں کی فہرست مرتب کر لی جنہیں ممکنہ طور گرفتار کرنے

کے ساتھ ساتھ ان کی سرگرمیوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے گی اس حوالے سے مقبوضہ کشمیر پولیس کی اعلی سطحی میٹنگ کے دوران بتایا گیا کہ 376 مشکوک افراد پر پابندی عائد کی جائے گی جبکہ 957 ایسے افراد کے خلاف غیر ضمانتی وارنٹ پر عمل کیا جائے گا بتا۔ 376 افراد پر آئندہ پارلیمانی انتخابات کے دوران سخت نظر گزر رکھی جا رہی ہے اور ان کی سرگرمیوں پر ممکنہ طور پر پابندی عائد کی جائے گی۔ ان غیر ضمانتی وارنٹوں کی فہرست میں سب سے زیادہ مزاحمتی جماعتوں کے کارکنوں اور لیڈران کی تعداد ہے جبکہ سیکورٹی کے لحاظ سے مشکوک افراد بھی اس لسٹ میں شامل ہے بتایا جاتا ہے کہ آنے والے دنوں کے دوران ممکنہ طور پر بڑے پیمانے پر ان نوجوانوں کی گرفتاری بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے جن کے بارے میں حکومت اور انتظامیہ کو یہ خدشہ لاحق ہے کہ وہ آئندہ انتخابات کے دوران رخنہ ڈال سکتے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی انتخابات بائیکاٹ کے لئے مشترکہ حکمت عملی مرتب کرنے کے لئے حریت رہنماؤں اور گرپوں کے مابین مشاورت شروع ہو چکی ہے۔ اس سلسلے میں حریت کانفرنس کے تینوں دھڑون کے علاوہ لبریشن فرنٹ کے سینیئر لیڈران کی رائے لی جا رہی ہے معلوم ہوا کہ الیکشن بائیکاٹ مہم کے معاملے پر میر واعظ عمر فاروق کی سربراہی والی حریت کانفرنس کو اعتماد میں لینے کے لئے اس گروپ کے ساتھ رابطہ قائم کیا گیا ہے مزاحمتی خیمے کی طرف سے ممکنہ طور پر مشترکہ الیکشن بائیکاٹ مہم چلانے کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ اس حوالے سے مثبت اور منفی

نتائج کا بھی احاطہ کیا جا رہا ہے اس بارے میں حریت کانفرنس (ع) کے چیئرمین میر واعظ عمر فاروق نے میڈیا کو بتایا کہ آزادی پسند خیمے کا یہ اصولی موقف ہے کہ وہ انتخابات کو غیر جانبدارانہ اظہار رائے یا استصواب رائے کا متبادل تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ مزاحمتی لیڈر شپ میں روز اول سے ہی جموں کشمیر میں کرائے جانے والے ہر طرح کے انتخابات کو مسترد کیا ہے۔ آزادی پسند لیڈر شپ کے مابین اس بات پر مکمل اتفاق رائے ہے کہ انتخابات جموں و کشمیر کے عوام کی رائے جاننے کا صحیح اور موثر ذریعہ نہیں ہے۔ اسی لئے مزاحمتی لیڈر شپ لوگوں کو انتخابی عمل سے دور رہنے کی تلقین کرتی رہی ہے۔ سید علی گیلانی والی حریت کانفرنس نے پہلے ہی لوگوں کو الیکشن کا بائیکاٹ کرنے کا پیغام دیا ہے جبکہ شبیر احمد شاہ کی سربراہی والی حریت کانفرنس نے گزشتہ دنوں شمالی کشمیر کے حاجن علاقہ سے باضابطہ طور اپنی الیکشن بائیکاٹ مہم کا آغاز کر دیا اور اس کے ساتھ لبریشن فرنٹ کے چیئرمین محمد یاسین ملک نے حالیہ دنوں میں عوامی جلسوں کے دوران واضح کیا کہ جو لوگ مین سٹریم لیڈران کے کہنے پر اپنے ووٹ کا استعمال کریں گے وہ کشمیری عوام کی قربانیوں اور رواں مزاحمتی جدوجہد کے ساتھ دغا بازی کے مرتکب ہو جائیں گے الیکشن بائیکاٹ مہم کے بارے میں حریت جموں و کشمیر کے قائد شبیر احمد شاہ نے میڈیا کو بتایا کہ اس حساس معاملے پر جملہ مزاحمتی لیڈر شپ کا ایک رائے اور ایک جت ہونا لازمی ہے تاکہ عوام تک ایک واضح پیغام پہنچایا جاسکے۔ حریت

کانفرنس جموں کشمیر الیکشن بائیکاٹ کی حامی ہے اور اسی وجہ سے ہم لوگوں نے لوگوں کو اس عمل سے دور رہنے کی پہلے ہی تلقین کی ہے اس دوران میڈیا کو معلوم ہوا کہ حریت کانفرنس جموں و کشمیر میں شامل ایک سینئر مزاحمتی لیڈر محمد اعظم انقلابی نے مشترکہ اور مربوط الیکشن بائیکاٹ مہم کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کی غرض سے مختلف مزاحمتی گروپوں اور جماعتوں کے لیڈران کے ساتھ صلاح مشورہ شروع کیا ہے قابل ذکر ہے کہ گزشتہ دنوں محمد اعظم انقلابی نے جہاد کونسل سربراہ سید صلاح الدین کی طرف سے دی گئی الیکشن بائیکاٹ مہم کی کھل کر حمایت کرتے ہوئے عوام پر زور دیا کہ وہ مین سٹریم جماعتوں اور لیڈران کے بہکاوے میں آ کر اپنے ووٹ کا استعمال نہ کر کے الیکشن بائیکاٹ کو کامیاب بنائیں۔ایک طرف الیکشن کے بائیکاٹ کی مہم جاری ہے تو دوسری طرف امریکی پالیسی سازوں نے اوبامہ انتظامیہ کو مشورہ دیا ہے کہ کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے امریکی صدر کو اپنا رول ادا کرنا چاہئے تاکہ جنوبی ایشیاء میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے خطرے کو روکا جاسکے جبکہ بھارت اور پاکستان کے مابین تعلقات کو مزید کشیدہ ہونے سے بچایا جاسکے۔ کشمیر مسئلے کو اہم قرار دیتے ہوئے پالیسی سازوں نے کہا ہے کہ اس دیرینہ مسئلے کو حل کرنے کے لئے بڑی طاقتوں نے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات نہیں اٹھائے تو برصغیر میں حالات کافی بد سے بدتر ہو سکتے ہیں اور دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جنوبی ایشیاء کے کئی ملکوں میں

امریکی ناراضگی میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ مسائل کا حل نہ ہونا ہے تھنک ٹینکس کے مطابق امریکی صدر باراک اوبامہ کو چاہئے کہ وہ افغانستان اور کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے سنجیدگی کا مظاہرہ کرے اور پاکستان اور بھارت کو اپنے حل طلب مسائل کو نپٹانے کے سلسلے میں نزدیک لانے میں اپنا رول خوش اسلوبی تھنک ٹینک کا کہنا ہے کہ خطے میں تشدد کے خاتمے کے لئے مسئلہ کشمیر کا حل ضروری ہے امریکہ اس سلسلے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کے حل کے لئے ہونے والے مذاکرات کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرے بلکہ اس سلسلہ میں اپنے آئیڈیاز بھی دے۔

حرام ہونے کے باوجود منشیات کا بڑھتا ہوا استعمال

اسلام میں نشہ حرام ہے، کلمہ کے نام پر بنائے گئے ملک میں منشیات کے عادی افراد کی تعداد دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ کسی بھی شہر کے چوک، چوراہے میں، پارک میں چلے جائیں تو نشے کے عادی افراد ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں نظر آئیں گے جو خود اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگیوں کے ساتھ کھیل رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف اپنے گھر والوں کے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔ یہی افراد نشہ نہ ملنے کی صورت میں چوری کی بھی ہلکی پھلکی واردات کر لیتے ہیں تاکہ انکا نشہ پورا ہو۔ پاکستان بھر میں 67 لاکھ افراد منشیات کا استعمال کرتے ہیں نشہ کے عادی افراد میں 78 فیصد مرد اور 22 فیصد تعداد خواتین کی ہے انجکشن کے ذریعے نشہ کرنے والے 40 فیصد افراد ایڈز کا شکار ہو چکے ہیں منشیات کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کیلئے حکومتی سطح پر ٹھوس اور موثر اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے پاکستان میں منشیات کے استعمال کے حوالے سے اقوام متحدہ کے ادارے نے سال 2013ء کی سروے رپورٹ حکومت پاکستان انسداد منشیات ڈویژن، امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ کے ادارے برائے منشیات و جرائم کے اشتراک سے جاری کی جس کے مطابق ملک بھر میں 40 لاکھ افراد چرس، 8 لاکھ سے زائد ہیروئن، 4 لاکھ سے زائد انجکشن، 16 لاکھ دیگر اور 15

لاکھ افراد ادویات کے ذریعے نشہ کرتے ہیں یہ سروے 15 سے 64 سال کی عمر کے افراد میں سب سے زیادہ نشہ کرنے والے افراد کی عمریں 25 سے 34 سال ہیں خواتین زیادہ تر وہ نشہ آور اشیاء استعمال کرتی ہیں جو با آسانی میڈیکل سٹورز پر دستیاب ہیں انجکشن کے ذریعے نشہ کرنے والے 40 فیصد افراد ایڈز کا شکار ہیں ان کے ذریعے ایڈز معاشرے کے دوسرے افراد میں تیزی سے منتقل ہو رہا ہے نشہ کرنے والے افراد میں انجکشن کے ذریعے 2005ء میں 11 فیصد 2008ء میں 21 فیصد اور 2013ء میں فیصد افراد ایڈز کا شکار ہوئے فیصل آباد میں انجکشن کے ذریعے نشہ کرنے والے 3752 فیصد، ڈیرہ غازی خان میں 50 فی صد، گجرات میں 46 فیصد اور کراچی میں 42 فیصد ایڈز کا شکار ہیں۔ ملک بھر میں چار لاکھ سے زائد افراد انجکشن کے ذریعے نشہ کرتے ہیں جبکہ صرف پنجاب میں یہ تعداد 260000 ہے۔ ایک سال قبل حشیش صرف آزاد کشمیر میں استعمال ہوتی تھی لیکن ایک سال کے اندر اندر یہ ملک بھر میں پھیل گئی ہے ۔عالمی ادارہ صحت نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں ایڈز انجکشنوں کے ذریعے منشیات استعمال کرنے والوں کی وجہ سے بڑھ رہا ہے اور اس صورتحال کے تدارک کے لیے زیادہ سے زیادہ خصوصی تھیراپی مراکز قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی 180 ملین کی آبادی میں سے چار لاکھ بیس ہزار افراد انجکشنوں کے ذریعے نشہ اپنے جسم میں داخل کرتے ہیں۔ متعدد افراد ایک دوسرے کی ایچ آئی وی سے متاثرہ سرنجیں استعمال کرتے ہیں۔ پڑوسی ملک افغانستان میں ہیروئن کی آسانی سے دستیابی بھی پاکستانی شہروں کے

لیے ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے اور اس صورتحال سے متاثر ہونے والے شہروں میں خیبر میں IDUs پختونخوا کا صوبائی دارالحکومت پشاور بھی شامل ہے۔ پشاور میں بیس فیصد ایچ آئی وی وائرس کی نشاندہی ہوئی ہے اور یہ ایک خطرناک صورتحال ہے۔ ملک بھر میں منشیات کے عادی افراد کیلئے محدود تعداد میں علاج کے مراکز قائم ہیں ان مراکز میں صرف 1990 بیڈز ہیں جبکہ نشے کے مستقل عادی 42 لاکھ افراد کو فوری علاج کی ضرورت ہے 67 لاکھ منشیات استعمال کرنے والے افراد میں سے 20 فیصد ایک سے زائد اقسام کا نشہ کرتے ہیں انجکشن کے ذریعے نشہ کرنے والے 73 فیصد افراد ایک ہی سرنج کا استعمال کرتے ہیں جس سے ایڈز اور دوسری بیماریاں ایک دوسرے کو منتقل ہو جاتی ہیں۔ منشیات اور کیمیکل کی روک تھام کیلئے فوری طور پر کوششیں کرنے کی ضرورت ہے جبکہ حکومت ادویات کی خرید وفروخت کو بھی موثر نظام کے تحت لائے ڈاکٹروں، پالیسی بنانے والوں، والدین، نوجوانوں اور اساتذہ کو اس حوالے سے آگاہی دی جانی چاہیے۔

پاکستان میں منشیات کے بڑھتے ہوئے استعمال کی بڑی وجہ افغانستان میں منشیات کی کاشت اور بھارت میں کیمیکل کی پیداوار ہے پاکستان کو افغانستان سے منشیات کی سمگلنگ کیلئے راستے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور یہاں سے منشیات دنیا بھر کو سمگل ہوتی ہیں پاکستان کی سرحدوں پر بہتر کنٹرول کے ذریعے بھی پاکستان کو منشیات سے بچا سکتا ہے۔ حکومت پاکستان اگر ٹھوس منصوبہ بندی اور اقدامات کرے تو منشیات کے عادی افراد میں کمی لائی جاسکتی ہے عالمی برادری کے تعاون

کے بغیر بھی پاکستان سے منشیات کا خاتمہ ناممکن ہے۔ پاکستان میں منشیات کا بڑھتا ہوا استعمال ایک بڑا خطرہ ہے مسئلے کے حل کیلئے بڑے پیمانے پر اقدامات کرنا ہوں گے بین الاقوامی برادری کے تعاون سے منشیات کی سمگلنگ، نشہ کے عادی افراد کے علاج و معالجے کے چیلنجز سے نمٹا جاسکتا ہے۔ پاکستان کو منشیات سے پاک کرکے اپنی آئندہ نسل کے مستقبل کو محفوظ بنانا ہوگا۔ ڈبلیو ایچ او اور امدادی اداروں کا خیال تھا کہ پاکستان میں ایچ آئی وی وائرس ان افراد کی وجہ سے پھیل رہا ہے، جو متحدہ عرب امارات اور دیگر ممالک میں کام کرتے ہیں اور چھٹیاں گزارنے یا اپنے بال بچوں سے ملنے پاکستان آتے ہیں۔ حال ہی میں ڈبلیو ایچ او کے ایک جائزے نے ثابت کیا کہ پاکستان میں ایڈز انجکشنوں کے ذریعے منشیات استعمال کرنے والوں کی وجہ سے بڑھ رہا ہے اور اس صورتحال کے تدارک کے لیے زیادہ سے زیادہ خصوصی تھیراپی مراکز قائم کہلانے والے اس طرح کے ART 13 کرنے کی ضرورت ہے''۔ پاکستان میں آج کل مراکز قائم ہیں، جن میں اب تک پانچ ہزار افراد کا علاج کیا جا چکا ہے۔ اس جائزے کے مطابق پاکستان میں منشیات کے عادی تقریباً چار ملین افراد بھنگ یا گانجا استعمال کرتے ہیں۔ نشے کے عادی افراد میں سے صرف ایک فیصد افیون اور ہیروئن استعمال کرتے ہیں اور ان کی ایک بڑی تعداد کا تعلق افغانستان سے ملحقہ پاکستانی علاقوں سے ہے۔

دنیا بھر میں 100 میں سے 50 اموات منشیات کی وجہ سے ہو رہی ہیں ایک سگریٹ انسان کی زندگی کے 11 منٹ ایک گھنٹے میں اور اس کی عمر کے 10 سال جو وہ جی سکتا تھا کم کر دیتا ہے۔ نسوار، پان، گٹکا وغیرہ تمام کا انسانی زندگی پر یکساں اثرات پڑتے ہیں ء میں اسلامک کانفرنس کے تحت منعقدہ سیمینار میں 14 ممالک کے علماء کرام نے 1982 تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا اور پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل نے 26 مئی ء میں فتویٰ دیا تمام علماء متفق ہیں مگر انسداد تمباکو نوشی پر ساری انسانیت متفق 2000 ہے پینے والے ہوں یا نہ پینے والے کوئی انسان بھی اس عادت کی تعریف نہیں کرتا۔ سانس، اعصاب، خون، معدہ کی سنگین بیماریوں کی بنیادی وجہ تمباکو نوشی ہے یہ موت ہے اور اس کے خلاف ہر قیمت پر تحریک چلانا ضروری ہے تاکہ لوگوں میں شعور وآگاہی ہو اس وقت سالانہ 2 کروڑ لوگ اس سے زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں اور پاکستان میں 70 لاکھ افراد تمباکو نوشی کے عادی ہیں جو پورے نظام کیلئے نقصان دہ ہے نشہ اسلام میں حرام ہونے کی وجہ سے اس سے جان کو شدید نقصان پہنچتا ہے جس سے مال کا اسراف بھی حرام ہے اور نشہ خود بھی حرام ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ نشہ کے عادی افراد کے لئے ضلعی سطح پر ایسے مراکز بنائے جہاں انکی اس عادت سے چھٹکارے کے لئے علاج ہو سکے۔

مسئلہ کشمیر پر بھارتی ہٹ دھرمی برقرار

کشمیر سات دہائیوں سے سب سے پرانا مسئلہ ہے بھارت مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ لے کر گیا لیکن خود ہی اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہیں کر رہا ہے بھارت نے پہلے اپنی فوج کشمیر میں داخل کی۔ اقوام متحدہ نے کشمیریوں کو حق خود ارادیت کا اختیار اپنی قرارداد میں دیا ہے۔ کشمیر میں تقسیم برصغیر کے وقت بھی وہاں کے عوام کی خواہشات کے برعکس اسے بھارت کے قبضہ میں دیدیا گیا بھارت کشمیری میں انسانی حقوق کی کھلے عام خلاف ورزیاں کر رہا ہے ان انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی پوری دنیا میں مذمت کی جاتی ہے لیکن صرف مذمت کافی نہیں ہے بین الاقوامی برادری مقبوضہ کشمیر کے حالات کو سنجیدگی سے لے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عملدرآمد کروائے۔ مسئلہ کشمیر دو ممالک کے درمیان تنازعے کے طور پر ہی نہ دیکھا جائے یہ انسانی حقوق اور خطے کی ترقی و امن امان کا مسئلہ ہے جو دو ایٹمی ممالک کے درمیان بنیادی تنازعہ ہے مقبوضہ کشمیر میں منظم طریقے سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کیلئے سوالیہ نشان ہے۔ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے ہیگ میں تیسری جوہری سلامتی کی کانفرنس کے موقع پر کہا تھا کہ مسئلہ کشمیر کے حل میں بھارت ہچکچاہٹ کا

شکار ہے۔ بھارتی ہچکچاہٹ کی وجہ سے کسی تیسری قوت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ میں نے امریکہ پر واضح کر دیا ہے کہ وہ خطے میں صورتحال معمول پر لانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے ہم مسئلہ کشمیر حل کر کے بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانا چاہتے ہیں مگر مسئلہ کشمیر بڑی رکاوٹ ہے، ہم مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے تیسری قوت کو شامل کرنا چاہتے ہیں۔اس سلسلے میں امریکہ ہماری مدد کرے۔ ہم تیسری قوت سے مسئلہ کشمیر کے حل میں مدد چاہتے ہیں مگر بھارت اس پر رضا مند نہیں ہے تو پھر مسائل کیسے حل ہوں گے۔امریکہ کے لیے بھی پر سوچنے کا مقام ہے کہ اگر ہم باہمی اتفاق رائے سے مسائل حل نہیں کر سکتے تو پھر امریکہ کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے جب امریکہ کہتا ہے کہ دونوں ملکوں کے تعلقات کو معمول پر لایا جانا چاہیے اگر دونوں ملک ایسا نہیں کر سکتے تو پھر امریکہ اپنا کردار ادا کرے اور معاملات کے حل میں ہماری مدد کرے۔ پاکستان کشمیریوں کا وکیل ہے۔ وزیر اعظم نے اقوام متحدہ میں بھی کشمیر کے مسئلہ کو گزشتہ برس اٹھایا تھا جسے بھارت کو پریشانی لاحق ہو گئی تھی۔ وزیر اعظم کے بیان پر بھارت نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے کسی دوسرے ملک کی ثالثی کو مسترد کر دیا ہے۔ بھارتی وزیر خارجہ سلمان خورشید کہتے ہیں کہ مسئلہ کشمیر اور دوسرے معاملوں کے حل کے لئے امریکہ یا کسی دوسرے ملک کی ثالثی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نا ہی بھارت کو کسی ملک کی مداخلت قابل قبول ہے۔ پاکستان تو بھارت کے ساتھ یکطرفہ دوستی کی باتیں کرتا ہے۔انڈیا نے

کبھی بھی پاکستانی حکمرانوں کی باتوں کو تسلیم نہیں کیا بلکہ صرف اور صرف الزامات کی سیاست ہوتی ہے۔اسلام آباد میں دو روزہ عالمی کشمیر کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مسئلہ کشمیر سمیت دیگر تنازعات فوری حل کرنے کے لیے ایشیائی سربراہی کانفرنس بلانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔وزیر امور کشمیر چوہدری برجیس احمد طاہر نے کہا کہ مسلم انسٹی ٹیوٹ نے مسئلہ کشمیر پر عالمی توجہ مبذول کروانے کیلئے جو قدم اٹھایا وہ قابل تحسین ہے، اس سے عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر سے آگاہی پیدا ہوگی۔ مسئلہ کشمیر پاکستان اور بھارت کے درمیان دس عشروں سے کوراایشو ہے کشمیری عوام اپنے بنیادی انسانی حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں ہزاروں نوجوان شہید ہوئے عورتیں بیوہ ہوئیں بچے یتیم ہوئے لیکن جدوجہد پھر بھی جاری ہے پاکستان نے ہمیشہ کشمیری عوام کی پرامن جدوجہد کی حمایت کی ہے کشمیریوں کی اخلاقی ،سفارتی اور سیاسی حمایت جاری رکھی ہے قائد اعظم نے کشمیر کو پاکستان کی شہہ رگ قرار دیا کشمیر سیاسی، جغرافیائی، مذہبی طورپر پاکستان کے ساتھ ہیں وزیراعظم محمد نواز شریف نے مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں اٹھایا حکومت ہر عالمی فورم پر مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق حل کرنے کا مطالبہ کرے گی۔بین الاقوامی برادری کی ذمہ داری ہے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق مسئلہ کشمیر کا پر امن حل نکالے کشمیر کی تحریک آزادی علیحدگی کی تحریک نہیں کشمیریوں نے کبھی بھی بھارت کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا بلکہ بھارت نے

طاقت کے زور پر کشمیر پر قبضہ کیا ہے کشمیری جمہوری انداز میں حق خود ارادیت چاہتے ہیں۔ مسئلہ کشمیر سہ جہتی مسئلہ ہے پہلے نمبر پر بھارتی قابض فوج کی طرف سے مقبوضہ کشمیر میں بڑے پیمانے پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیا کی جا رہی ہیں بھارتی فوج کو کالے قوانین کے تحت کسی کو بھی قتل کرنے کا اختیار دے دیا گیا یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیا اس لیے ہیں کہ کشمیر میں مزاحمت جاری ہے کشمیری عوام حق خود ارادیت کیلئے لڑ رہے ہیں اور اپنے بنیادی حقوق کیلئے آواز بلند کر رہے ہیں جنہیں بھارت نے دبا رکھا ہے۔ مسئلہ کشمیر کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے درمیان اسلحے کی دوڑ شروع ہو چکی ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی اگر مسئلہ کشمیر حل نہ ہوا تو پورا خطہ کشیدگی کا شکار رہے گا۔ مسئلہ کشمیر کے حل نہ ہونے کی وجہ سے بھارتی ہٹ دھرمی ہے بھارت نے ریفرنڈم کا فارمولہ خود تسلیم کیا اور بعد میں حملوں و کشمیر کو اپنا اٹوانگ قرار دے دیا۔ بھارت بتائے کہ اس نے اپنا موقف کیوں تبدیل کیا کشمیری عوام مقبوضہ کشمیر کے انتخابات کو یکسر مسترد کرتے ہیں انتخابات کو فوج کی انخلاء کے بعد ہونے چاہیں جو بھارتی الیکشن کمیشن کے تحت نہ ہوں۔ اقوام متحدہ بھی مسئلہ کشمیر کی ذمہ دار ہے جو اپنی قراردادوں پر عملدرآمد کروانے میں ناکام ہے عالمی برادری اور یورپی طاقتوں نے بھی اس حوالے سے کردار ادا نہیں کیا۔ کشمیری عوام کے بغیر مسئلہ کشمیر کبھی بھی دو طرفہ طریقے سے حل نہیں کیا جاسکتا کشمیری مسئلہ کشمیر کے اصل فریق ہیں

انہوں نے اپنے حق سے سرنڈر نہیں کیا مسئلے کا حل کشمیری عوام کی زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے کشمیری عوام پر عزم ہیں جدوجہد ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہو رہی ہے پاکستان کشمیر پر فعال پالیسی اپنائے مسئلہ کشمیر کو دو طرفہ مسئلہ نہ بنایا جائے بین الاقوامی برادری کو سفارتکاری کے ذریعے آگاہ کیا جائے تاکہ بھارت پر دباؤ بڑھایا جاسکے ۔ کشمیر کا مسئلہ دو ایٹمی طاقتوں کے درمیان گھرا ہے اور افغانستان میں بھی دو ایٹمی طاقتوں کی پراکسی جنگ ہے ایشیاء میں کشمیر، فلسطین، شام ،افغانستان سمیت بے پناہ مسائل سے دوچار ہے ان مسائل کو حل کرنے کیلئے ایشیائی سربراہی کانفرنس بلانے کی اشد ضرورت ہے پاکستان اور بھارت کے درمیان دو طرفہ مسائل حل کرنے کی کوششیں ناکام ہو چکی ہیں، مسائل کے حل کیلئے دونوں ممالک کے درمیان تیسری قوت کے کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے پوری عالمی برادری مسئلہ کشمیر کو سیاسی انداز میں پر امن طریقہ سے حل کرنا چاہتی ہے کشمیری کسی ملک یا تہذیب کے خلاف نہیں بلکہ صرف مسئلہ کشمیر کا حل چاہتے ہیں یہ لاکھوں کشمیریوں کی ہلاکتوں کا مسئلہ ہے ان کی قربانیوں کا مسئلہ ہے قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاسکتیں کشمیریوں کی جدوجہد ایک دن ضرور کامیاب ہوگی ۔

تھر" امدادی کام جاری مگر اموات نہ رکیں"

تھر میں قحط سالی اور غذائی قلت کی وجہ سے بچوں کی اموات کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ایک دو نہیں بلکہ دو سو سے زائد بچے جاں بحق ہو چکے ہیں۔وزیر اعظم نے دورہ کر لیا۔سندھ حکومت بھی پہنچی،مالی امداد کے وعدے کئے گئے جو تاحال پورے نہیں ہو سکے قحط سے متاثرہ تھر میں وفاقی و صوبائی حکومتوں کی جانب سے مالی امداد کے اعلانات محض زبانی دعوے ثابت ہوئے ، وفاقی حکومت کی جانب سے مالی امداد کے بلند بانگ دعوے کیے جا رہے ہیں وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کہتے ہیں کہ وزیراعظم نواز شریف نے تھر متاثرین کے لیے ایک ارب روپے امداد کا اعلان کیا تھا، جن میں سے 50 کروڑ روپے وزارت خزانہ تھر قحط سالی کے متاثرین کیلئے جاری کر چکی ہے۔ بقایا 50 کروڑ روپے رواں سال مئی میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ مگر یہ مالی امداد کہاں اور کسے دی گئی ہے کسی کو کچھ پتا نہیں ؟ جبکہ سندھ حکومت نے بھی تھر میں مرنے والوں کے لواحقین کے لیے فی کس دو لاکھ روپے امداد کا اعلان کیا تھا جس کا بھی تاحال پتا نہیں چل سکا ہے۔ تھر کے صحرا میں دور دراز کے دیہات میں واقع کنوؤں کا پانی کڑوا ہو گیا ہے اور پانی کی سطح کم ہونے سے کئی کنویں خشک ہو گئے ہیں۔صحرائے تھر میں پیدا ہونے والی ہر عورت اپنے ساتھ زندگی بھر پینے کے پانی کی مشقت کا نصیب لے کر آتی ہے۔اونچے

نیچے ریتیلے ٹیلوں کی راہگذر میں میلوں کی مسافت اور کئی کئی سو فٹ گہرے کنوؤں سے پانی کھینچنے کی محنت کے بعد جو پانی انہیں حاصل ہوتا ہے وہ پینے کے لائق ہر گز نہیں ہوتا مگر بحالت مجبوری اس پانی کے استعمال سے کئی بیماریوں کے عیوض زندگی کی ڈور ضرور بحال رکھی جاتی ہے۔شاید یہ مشکلات کم ہی ہوں گی جب ہی تو خشک سالی نے قحط کا روپ دھار کر ان ان تھری خواتین کے مصائب مزید بڑھا دی ہیں دور دراز کے دیہات میں واقع کنوؤں میں نہ صرف پانی کی سطح گر گئی ہے بلکہ درجنوں کنویں خشک ہو چکے ہیں اس صورتحال سے اناج کے دانے دانے کو ترسنے والے مکین اب پانی کی بوند بوند کو بھی ترس رہے ہیں۔دور دراز کے دیہی علاقوں میں پہلے ہی خوارک اور ادویات کی فراہمی سنگین مسئلہ بنی ہوئی ہے اور اب کنوؤں میں پانی کی سطح کے گرنے اور انکے خشک ہونے کی صورتحال مذید بگڑ رہی ہے۔جہاں پانی موجود ہے وہاں انسان اور جانور ایک ہی جگہ سے پانی پیتے ہیں۔ تھرپارکر میں قحط سالی کے باعث مختلف امراض میں مبتلا ہونے والے سول اسپتال میں نومولود بچہ، چھاچھرو کے گاؤں چارنور میں 4 ماہ کی سکینہ چلیار میں 5 سالہ مکیش کمار، اسلام کوٹ کے نجی اسپتال میں ڈیڑھ سالہ پریمی کولہی، تعلقہ اسپتال ننگرپارکر میں 4 سالہ بچہ وسرام کولہی اور گاؤں بندنالس کا رہائشی 10 سالہ زاہد میانو، مٹھی کے گاؤں بیوہار میں 3 سالہ تاری بھیل اور گاوں کنبھیکی ڈانی 3 ماہ کی پوپٹی میگھواڑ انتقال کر گئی۔ بھوک و بدحالی سے مرنے والے بچوں کی مجموعی تعداد دو سو سے زائد ہو چکی ہے

مگر حکمران صرف اور صرف اجلاس اور امداد کے دعوے کرتے نظر آتے ہیں۔ سول اسپتال مٹھی میں زیر علاج گاؤں ایدے کاتڑ کی رہائشی معمر خاتون مرواں انتقال کر گئی، جبکہ مٹھی میں 54، ڈیپلو میں 10، اسلام کوٹ میں 30، چھاچھرو میں 134، 40 ڈائریا سمیت دیگر امراض میں مبتلا بچے زیر علاج ہیں، بستر کم پڑنے کے باعث چارپائیوں اور بینچوں کو بیڈ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ سرکاری امدادی گندم کی تقسیم سست رفتاری سے جاری ہے، حکومت کا دعویٰ ہے کہ اب صرف 22000 خاندان گندم سے محروم ہیں، جب کہ غیر سرکاری ذرائع کے مطابق 50 ہزار سے زائد خاندان اب بھی گندم کے منتظر ہیں۔ جب کہ اب تک مویشیوں کے لیے چارہ بھی نہیں مل سکا ہے، لوگوں کی بڑی تعداد کی نقل مکانی جاری ہے۔ سندھ ہائی کورٹ کے مقرر کردہ ریلیف انسپیکشنگ جج میاں فیاض ربانی نے گوٹھ آمریوں میں گندم کی مبینہ خورد برد کی شکایت کا نوٹس لیتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کو گندم کیخورد برد کرنے والے ڈیلر کے خلاف مقدمہ درج کرکے کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ متاثرہ علاقوں میں پاک فوج، نیوی، سعودی عرب، جماعۃ الدعوۃ، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن، الخدمت فاؤنڈیشن، و دیگر فلاحی تنظیموں کی امدادی سرگرمیاں جاری ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کی فلاحی تنظیم فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی میڈیکل ٹیموں نے 72 کیمپوں کے ذریعہ 25 ہزار سے زائد مریضوں کا طبّی معائنہ کیا اور لاکھوں روپے کی ادویات بھی متاثرین میں تقسیم کی گئیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی ٹیمیں مٹھی سمیت تحصیل ڈیپلو، چھاچھرو، اسلام کوٹ اور نگر پارکے

دور دراز گوٹھوں میں پہنچ کر متاثرین کا علاج معالجہ کر رہی ہیں۔ قحط زدہ علاقوں میں کام کرنے والے ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ مسلسل گندا پانی پینے سے تھر پارکر کے لوگوں میں بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ خاص طور پر ہر دوسرے شخص میں پیٹ کی بیماریاں عام ہیں جبکہ بچوں کی بیماریوں کی بڑی وجہ عورتوں کی غذائی قلت ہے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی میڈیکل مشن کی ٹیموں کے ہمراہ ایمبولینس گاڑیاں بھی ہیں جو موبائل میڈیکل کیمپنگ کے ذریعہ دور دراز علاقوں میں جا کر مریضوں کا علاج معالجہ کر رہی ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کے تحت خشک رشن کی تقسیم بھی کی جا رہی ہے۔ سات ہزار کے قریب خاندانوں میں خشک راشن کے پیکٹ جن میں ایک ماہ کی اشیائے ضروریہ شامل ہیں تقسیم کئے گئے۔ بچوں کے لئے خصوصی طور پر نرم غذا کے پیکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ تھر کے دور دراز علاقوں میں جماعۃ الدعوۃ کی امدادی ٹیمیں گاڑیوں ،اونٹوں پر جا کر امدادی سرگرمیاں سرانجام دے رہی ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف اور جماعۃ الدعوۃ سندھ کے ترجمان خالد سیف تھر پارکر میں امدادی سرگرمیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ سینکڑوں رضاکار امدادی کاموں میں مصروف ہیں۔ تھرپارکر میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی، بنیادی سہولیات فراہم کرنے اور لوگوں کے معیار زندگی کو مستقل طور پر بہتر کرنے کے لئے حکومت سندھ نے تھر ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ٹی ڈی اے) کے قیام کا فیصلہ کیا ہے تاکہ تھر پارکر کے لوگوں کی روزمرہ کی زندگی خشک سالی سے متاثرہ نہ ہو۔

وزیر اعلیٰ سندھ نے ایڈیشنل چیف سیکریٹری ترقیات

کو دو ہفتے کے اندر فزیبلٹی رپورٹ مکمل کرنے کے احکامات دیئے ہیں تاکہ ٹی ڈی اے بل کے مسودے پر آئندہ کابینہ اجلاس میں غور خوض کرکے حتمی منظوری سندھ اسمبلی سے لی جاسکے۔ تھر کے متاثرین کا کہنا ہے کہ سیاست دان ایک دوسرے پر الزام تراشی میں مصروف ہیں اور امدادی پیکیج کے اس کھیل میں متاثرین فٹبال بن کر رہ گئے ہیں۔ تھر'' میں 200 سے زائد معصوم بچوں کی ہلاکت سندھ حکومت کی مجرمانہ غفلت '' ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں ہلاکتیں گندم کی عدم تقسیم، دوائیں نہ ملنے اور سردی کے باعث ہوئی ہیں۔ سندھ کلچر کے رکھوالے تھر میں معصوم بچوں کی حفاظت کرنے میں بری طرح ناکام ہوچکے ہیں۔ بھوک کی وجہ سے 2 لاکھ خاندان متاثر ہوئے ہیں۔ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے تھرپارکر میں قحط سالی نیا مسئلہ نہیں ہے اس لئے حکومت سندھ کو اس سے تیاری پہلے ہی کرلینی چاہئے تھی مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ جب کوئی مسئلہ آفت کی صورت اختیار کرتے ہوئے میڈیا میں آتا ہے تو متعلقہ ادارے اور حکومت جاگتی ہے۔ اگر قوم کے بچے بھوک، پیاس اور علاج نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہوں تو ایسی ریاست میں حکومت کو اپنی ''رٹ'' قائم کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ تھرپارکر کے بچوں کی اموات کی ذمہ دار سیاسی حکومت اور بیوروکریسی ہے۔ تھر کے مسائل کا مستقل حل کرنا چاہئے تاکہ آئندہ ایسی صورتحال پیدا نہ ہو۔

ڈاکٹر عافیہ کی کہانی، فوزیہ صدیقی کی زبانی

کون جانتا تھا کہ 30 مارچ 2003 کو کراچی کے علاقے گلشن اقبال سے گھر سے بچوں کے ہمراہ نکلنے والی پاکستان کی غیور بیٹی امریکہ کی قید میں جا پہنچے گی۔ڈاکٹر و سائنسدان عافیہ صدیقی کو امریکی قید میں گیارہ سال مکمل ہو چکے ہیں۔عافیہ کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لئے ملک گیر تحریک چلائی،ہر سیاستدان ،ہر حکمران سے ملیں ،سب نے وعدے کئے مگر گیارہ سال گزر گئے وعدہ وفا نہیں ہو سکا۔عافیہ صدیقی کی گرفتاری و گمشدگی اہلخانہ کے لئے پریشان کن تھی ،برطانوی صحافی نے قیدی نمبر650 کی بات کی تو امریکہ نے بگرام جیل میں بند ڈاکٹر عافیہ کو امریکہ منتقل کر دیا ۔انہی دنوں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی گرفتاری کی خبر ملنے پر ملک گیر احتجاج جاری تھا۔کراچی میں میری امریکی جیل میں مقید ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن اور والدہ سے انکی رہائشگاہ پر ملاقات ہوئی۔ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے ''عافیہ'' کے حوالہ سے بتاتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہم تین بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی ہے۔سب سے بڑے بھائی اسکے بعد میں اور مجھ سے چھوٹی عافیہ ہیں۔چھوٹا بچہ ہمیشہ لاڈلا ہوا کرتا ہے،لہٰذا عافیہ بھی گھر والوں کے لئے لاڈلی رہیں۔عافیہ ابتدا ہی سے نہایت خوش مزاج و ملنسار تھی۔پڑھائی میں ذہین

ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ امتیازی نمبروں سے پاس ہوئی اور دوسروں کی مدد کرنا اسے بہت پسند تھا۔ وہ ہر چیز کی تہہ تک جانا پسند کرتی اور اس لئے اس نے مختلف مذاہب کا مطالعہ بھی کیا۔ عید کے موقعوں پر وہ غریب اور نادار لوگوں کی مدد کیا کرتی تھیں۔ اسے پالتو جانوروں سے بھی رغبت تھی۔ گھر میں آج بھی اس کی پسند کے پالتو جانور موجود ہیں۔ اپنی سخاوت اور خوش اخلاقی کے سبب وہ نہ صرف اپنے اسکول میں بلکہ ہر جگہ مرکزِ نگاہ بن جایا کرتی تھیں۔ فوزیہ صدیقی کا کہنا تھا کہ میری بہن عافیہ کو اپنے معصوم بچوں کے ہمراہ 2003 میں کراچی سے اغوا کیا گیا۔ اس وقت وہ اپنے تین معصوم بچوں احمد، مریم اور سلیمان کے ہمراہ کراچی سے اسلام آباد کیلئے روانہ ہوئی تھیں۔ سلیمان اس وقت 6 ماہ، احمد 6 سال اور مریم ساڑھے 3 سال کی تھی۔ انٹرنیشنل جسٹس نیٹ ورک کی تحقیقی رپورٹ سے اب تک یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ گھناؤنا ڈرامہ کس نے اور کیوں کھیلا۔ وہ بیچاری تو مامتا کی ماری یہ ہی پوچھ رہی ہے کہ آخر میرا جرم کیا ہے؟ عافیہ کی گرفتاری کے وقت میں امریکہ میں مقیم تھی لہٰذا عافیہ کی اغواء کی فوری اطلاع نہیں ملی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ میری بہن اور اسکے تینوں بچوں کو اغوا کر لیا گیا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ انہیں کس حال میں کہاں رکھا گیا ہے اسوقت میری کیفیت نا قابل بیاں تھیں ایسے کہ پیر تلے زمین کھسک گئی ہو۔ آپ سوچیں کہ اگر آپکا کوئی بچہ اسکول سے کچھ تاخیر سے گھر پہنچتا ہے تو کیا کیفیت ہوتی ہے۔ وہ احساسات وہ جذبات

ناقابل بیاں ہیں جو عافیہ کے ڈرامائی اغوا کی خبر سن کر مجھ پر گذرے۔ میں اس حوالے سے یہ دعا کرتی ہوں کہ اللہ کسی بھی ماں کو، کسی بھی بہن اور بھائی کو ایسی خبروں سے محفوظ رکھے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر امریکی الزامات کے حوالہ سے جب فوزیہ صدیقی سے پوچھا گیا تو انکا کہنا تھا کہ عافیہ پر امریکیوں کے لگائے گئے الزامات قطعی بے بنیاد اور غلط ہیں۔ اور یہ بات صرف میں ہی نہیں کہتی بلکہ امریکی عدالت خود اس بات کو فیصلے میں کہہ چکی ہے کہ عافیہ پر دہشت گردی کا یا عافیہ کا کسی بھی دہشت گرد تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا جتنے بھی امریکی میڈیا نے عافیہ پر الزامات لگائے وہ یکسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔ جو الزام عدالت میں ان پر لگایا گیا وہ اقدامِ قتل کا ہے تاہم اس کا بھی وہ ثبوت پیش نہیں کر سکے۔ اسکے باوجود انہیں تعصب کی بناء پر 86 سال کی بھیانک سزا محض پاکستانی مسلمان ہونے کی بنیاد پر دی گئی۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی انسانیت کا درد اپنے دل میں رکھتی تھیں۔ دوران طالب علمی میں پاکستان کے اندر بھی اور امریکہ میں بھی دکھی انسانیت کی خدمت میں پیش پیش رہتی تھیں۔ وہ پاکستان کو تعلیم کے میدان میں کئی گنا آگے پہنچانا چاہتی تھیں اگر یہ کہوں کہ وہ پاکستان میں تعلیمی انقلاب برپا کرنا چاہتی تھیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ انہوں نے امریکہ میں تعلیم حاصل کی اور ہر موقع پر نمایاں کارکردگی دکھائی۔ اپنی کارکردگی کے بل بوتے پر عافیہ کو متعدد بین القوامی ایوارڈز سے نوازا گیا۔ وہ اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان میں نظام تعلیم کو

بنیادی تبدیلیوں کے ذریعے اس نہج پر پہنچانا چاہتی تھیں کہ بیرونِ ملک حصولِ تعلیم کے لئے پھر کوئی باہر نہ جاتا بلکہ دیگر ممالک سے طلبہ اعلیٰ تعلیم کیلئے پاکستان کا رخ کرتے۔ لہٰذا اگر عافیہ گرفتار نہ ہوتیں تو میں سمجھتی ہوں کہ آج اسکا تعلیمی انقلاب اپنا اثر دکھا رہا ہوتا اور پاکستان curreption,economics downfall، کا شکار نہ ہوتا بلکہ آج ہم باشعور اور آزاد زندگی گذار رہے ہوتے نہ کہ غلامانہ اور مفلسانہ۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے حوالہ سے فوزیہ صدیقی نے بتایا کہ ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کیلئے حکومتی کردار سے قطعی مطمئن نہیں مجھے تو اپنی بہن چاہیئے حکومت کے آنسو یا جھوٹے وعدے نہیں۔ کردار تو اس وقت ہوتا جب حکومت عافیہ کے لئے کچھ کوشش کرتی ۔ یہاں تو معاملہ یکسر مختلف ہے۔ حکومت پاکستان نے آج تک عافیہ کی رہائی کے لئے کبھی کوشش ہی نہیں کی۔ لہٰذا میں برملا اس بات کا اظہار افسوس کے ساتھ کرتی ہوں کہ عافیہ کے لئے حکومت پاکستان نے کچھ نہیں کیا۔ اگر حکومت پاکستان سنجیدہ ہو تو عافیہ کی رہائی ہفتوں نہیں دنوں کی بات ہوگی۔ تاہم ان تمام حالات میں بھی حکومت کا کردار قابل افسوس ہے۔ جب عافیہ گرفتار ہوئیں تو مشرف کی حکومت تھی۔ سابقہ حکومت نے اگر عافیہ کو ایک بار بیچا تو موجودہ حکومت نے بار بار بیچا۔ آج تک کسی حکومت نے عافیہ کی رہائی کے حوالے سے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ موجودہ حکومت کہنے کو تو جمہوری حکومت ہے عوامی حکومت ہونے کے باوجود بھی اس حکومت نے آج تک عافیہ کی رہائی کے لئے کچھ بھی نہیں کیا محض کھوکھلے نعرے اور

جھوٹے وعدے ،اور پھر جہاں تک کچھ کرنے کا تعلق ہے تو سابق امریکی اٹارنی جنرل رمزی کلارک ، سابق امریکی سینیٹر و صدارتی امیدوار مائیک گریول و دیگر نے حکومت کو دو ٹوک الفاظ میں عافیہ کے حصول کا راستہ دکھا دیا اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قوم کی، اس امت کی بیٹی کی رہائی کیلئے امریکی حکومت سے باضابطہ رابطہ کرے ۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کیلئے گو کہ حکومت نے کچھ نہیں کیا تاہم ہماری عوام نے کوششیں کیں جو آج بھی جاری ہیں۔ قریباً تمام ہی سیاسی جماعتوں جو حزب اقتدار میں ہیں یا حزب اختلاف میں سبھی اپنے طور پر عافیہ کی رہائی کیلئے وقتاً فوقتاً کوشاں رہتی ہیں ۔ عافیہ کی رہائی کیلئے جب بھی عوامی سطح پر کوئی پروگرام منعقد ہوتا ہے تو اسمیں عوام بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ۔ ہماری غیور عوام نے ہمارے گھر کی بیٹی کو اپنی بیٹی کہا ۔ عافیہ کی رہائی کیلئے کاوشیں نہایت منظم انداز میں ہو رہی ہیں ۔ عافیہ موومنٹ کے پلیٹ فارم سے جلسے ریلیاں ، دستخطی مہم سمیت متعدد پروگرامات منعقد ہو چکے ہیں جنہیں زبردست عوامی پذیرائی ملی ہے۔ پاکستان کی عوام تو عافیہ کی رہائی چاہتی ہے ،نہ صرف پاکستان کی بلکہ دنیا بھر کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ عافیہ کو باعزت رہائی ملے تاہم جب تک حکومت پاکستان اس حوالے سے عملاً قدم نہیں اٹھائے گی عافیہ کی رہائی کا معاملہ حل نہیں ہوگا ۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کیلئے حکمرانوں سمیت ہر مکاتبِ فکر کو کوشش کرنا ہوگی۔ عافیہ کو امریکی قید میں پورے گیارہ سال کا عرصہ بیت گیا مگر

اِن کی رہائی کیلئے کسی حکومت کی جانب سے بھی کوئی خاص اقدام نہیں اُٹھایا گیا وہ قوم کی بیٹی ہے اور اُس کیلئے ہم سب کو سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔

یہ پاکستان کی تاریخ میں بہت بڑا سانحہ ہے جس کا احساس انُ اکابرین کو نہیں ہو رہا مگر یاد رکھیں یہ عافیہ امت مسلمہ کی بیٹی ہے اور بیٹی غیرت کی علامت ہوتی ہے اور جو قوم کے رہنماء اپنی معصوم بیٹی کو رہا نہیں کرا سکتے وہ اپنی قوم کو ٹینشن میں اور خود اپنے ہی پناہ گاہوں میں ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔یاد رہے کہ

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں۔۔۔۔۔۔۔

بنگالی ''حسینہ'' کو پاکستان دشمنی کا جواب مل گیا

پاکستانی پرچم لہرانے کی شائقین پر پابندی نے گرین شرٹس کے جذبات کو ایسا ابھارا کہ ورلڈ ٹی ٹونٹی کے اہم میچ میں بنگلہ دیش کیخلاف پاکستانی بلے باز احمد شہزاد نے نہ صرف اپنے ٹی ٹونٹی کیریئر کی بلکہ پاکستان کی جانب سے ٹی ٹونٹی انٹرنیشنل میں پہلی سنچری بنا ڈالی ، احمد شہزاد نے یہ سنچری 58 بالوں پر مکمل کی جس میں 4 چھکے اور 9 چوکے شامل ہیں ۔احمد شہزاد کی سینچری اور پاکستان کی بنگلہ دیش سے فتح سے حسینہ واجد جو پاکستان دشمنی میں انڈیا سے بھی دو ہاتھ آگے جا چکی ہیں کو ''جواب'' ملا ۔گزشتہ میچوں میں حسینہ واجد کو بنگلہ دیش کے اسٹیڈیم میں بنگالی شائقین کی طرف سے پاکستانی پرچم لہرانا ذرا نہیں بھایا اور اس نے بی سی سی سے پاکستانی پرچموں پر پابندی لگانے کی کوشش کی ۔بوم بوم آفریدی نے سوشل میڈیا پر بنگلہ دیشی مداحوں سے ٹیم کی سپورٹ جاری رکھنے کی خواہش کی ۔حسینہ واجد کی منطق بوم بوم آفریدی کو سمجھ نہ آئی ، حسینہ واجد کا یہ فیصلہ پاکستان دشمنی پر مبنی تھا' وہ اپنے ایسے اقدامات کے باوجود بنگالی عوام کے دلوں سے پاکستان کی محبت کو ختم نہیں کر سکتی' بنگالی عوام نے پاکستان سے اپنی محبت کا والہانہ اظہار کرکے اندرا گاندھی کے دعوؤں کا جواب دیدیا ہے '

بنگالی عوام کا دل اب بھی پاکستانیوں کے ساتھ دھڑکتا ہے' پاکستانی اور بنگالی عوام کی محبت سمندروں سے زیادہ گہری اور ہمالیہ کی چوٹی سے زیادہ بلند ہے جسے اس قسم کے ظالمانہ اقدام سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان دشمن فیصلے پر جب آئی سی سی نے وضاحت طلب کی تو پھر حسینہ کو ہوش آیا اور بی سی سی کو ایک وضاحتی بیان جاری کرنا پڑا کہ حسینہ نے اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لئے آئی سی سی کو بنگلہ کرکٹ بورڈ کی طرف سے دیئے گئے وضاحتی بیان میں کہا کہ بنگلہ دیشی کرکٹ بورڈ نے کسی بھی موقع پر شائقین پر سٹیڈیم میں پرچم لانے پر پابندی عائد نہیں کی اور نہ ہی شائقین کی جانب سے پرچم سٹیڈیم لانے پر اسے کسی قسم کے تحفظات ہیں تاہم یہ پرچم مخصوص سائز کے ہونے چاہئیں جن کی اجازت ہے۔ بنگلہ دیشی کرکٹ بورڈ نے بنگلہ دیشی شائقین سے کہا تھا کہ وہ غیر ملکی پرچم سٹیڈیم میں نہیں لا سکتے۔ اس بارے میں بنگلہ دیشی کرکٹ بورڈ کے ڈائریکٹر اسماعیل حیدر نے مقامی میڈیا کو بتایا کہ یہ قدم سکیورٹی کے پیش نظر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن اب بنگلہ دیشی کرکٹ بورڈ کی تازہ ترین وضاحت اس کے سابقہ موقف کے بالکل برعکس ہے۔ خیر اس خبر اور حسینہ واجد جو پاکستان کے ساتھ حد درجہ دشمنی رکھتی ہیں۔ پاکستان کے ساتھ وفاداری کرنے والوں اور محب پاکستانیوں کو بنگلہ دیش میں جہاں پھانسیاں دی گئیں وہیں جیلوں میں بھی بند کیا گیا۔ جماعت اسلامی کے رہنما ملا عبدالقادر کی پھانسی کے بعد تو حسینہ نے پاکستانی ٹی وی چینلز پر بھی پابندی لگا دی تھی۔ اس پابندی کے بعد پاکستان

کا پہلا میچ بنگلہ دیش کے ساتھ ہی ہوا۔ حسینہ کو اس بات کا خطرہ تھا کہ پاکستان یہ میچ جیت جائے گا اور وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ پاکستان نے میر پور میں بنگلہ دیش کی سر زمین پر حسینہ واجد کے پاکستان دشمنی پر مبنی فیصلے کے بعد بنگلہ دیش کو ہی شکست دی۔ شیر بنگلا نیشنل اسٹیڈیم میں کھیلے میچ میں پاکستان بلے بازوں کے بعد بالرز نے بھی عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بنگلا دیشی کھلاڑیوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع نہیں دیا۔ بنگلا دیش کی جانب سے شکیب الحسن نے سب سے زیادہ 38 رنز بنائے جب کہ دیگر کھلاڑیوں میں ناصر حسین 23، انعام الحق 18، محمود اللہ اور مشرفی مرتضٰی 17، 17 اور تمیم اقبال 16 رنز بنا کر آوٹ ہوئے۔ پاکستان کی جانب سے عمر گل نے 3 ، سعید اجمل نے 2 جب کہ ذوالفقار بابر اور شاہد آفریدی نے ایک ایک وکٹ حاصل کی۔ قومی ٹیم کے کپتان محمد حفیظ نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کا فیصلہ کیا۔ پاکستان کی جانب سے احمد شہزاد اور کامران اکمل نے اننگز کا آغاز کیا۔ دونوں کھلاڑیوں نے ابتدا ہی میں بنگلا دیش کے بالرز کو اپنے خطرناک عزائم سے آگاہ کر دیا، دونوں کھلاڑیوں نے 43 کی شراکت قائم کی تاہم اس کا اختتام کامران اکمل کے آؤٹ ہونے پر ہوا۔ کامران اکمل کے بعد احمد شہزاد کا ساتھ نبھانے کپتان محمد حفیظ کریز پر آئے لیکن وہ بھی زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے اور 70 کے اسکور پر اسٹمپ ہو کر واپس لوٹ آئے۔ جس کے بعد عمر اکمل آئے لیکن وہ اپنا کھاتہ کھولے بنا ہی وکٹ گنوا بیٹھے، اس موقع پر شعیب ملک نے احمد شہزاد کا خوب ساتھ

نبھایا۔شعیب ملک اور احمد شہزاد نے چوتھی وکٹ کی شراکت میں 9.96 کے رنز اوسط اوورز میں 83 رنز کی شراکت قائم کی۔ 154 رنز کے مجموعی اسکور پر شعیب 8.2 ملک 26 رنز بنا کر آؤٹ ہوئے، جس کے فوری بعد احمد شہزاد نے اپنی اور پاکستان کی جانب سے مختصر ترین فارمیٹ میں اولین سنچری بنائی۔ انہوں نے 58 گیندوں پر یہ سنگ میل عبور کیا۔ شاہد آفریدی نے 9 گیندوں پر 22 رنز کی دھواں دھار اننگز کھیلی اور اس طرح پاکستان نے مقررہ 20 اوورز میں 190 رنز بنائے۔پاکستان کی جانب سے احمد شہزاد 111 رنز جبکہ صہیب مقصود ایک رن پر ناٹ آؤٹ رہے۔بنگلہ دیش کی جانب سے سب سے کامیاب بالر عبدالرزاق رہے جنہوں نے 2 کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا جبکہ الامین حسین، شکیب الحسن، محمود اللہ نے ایک ایک وکٹ لی۔رواں ورلڈ ٹوئنٹی میں بنگلہ دیش کا کوئی بھی بیٹسمین پانچ میچز میں ایک مرتبہ بھی ففٹی اسکور نہیں 20 کرپایا، صرف انعام الحق تین موقع پر 40 پلس رنز بنانے میں کامیاب رہے۔شکیب آخری 2 میچز میں صرف تین بالز کے مہمان ثابت ہوئے، تمیم اقبال نے 12.40 کی اوسط سے 76 جبکہ کپتان مشفیق نے 69 رنز اسکور کیے، اسی طرح ناصر حسین اور محمود اللہ کی بھی ناقص فارم کا سلسلہ جاری ہے۔ایونٹ کا ستائیسواں میچ پاکستان کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل تھا جس میں گرین شرٹس زبردست جوش و جذبہ دکھایا۔

میزبان بنگال ٹائیگرز کو ہرا کر گرین قومی شاہینوں نے ایونٹ میں اپنی دوسری کامیابی سمیٹی۔ پوائنٹ ٹیبل پر پاکستان اور ویسٹ انڈیز چار چار کے ساتھ برابر ہیں۔ گروپ ٹو

میں سرفہرست بھارت سیمی فائنل تک رسائی حاصل کر چکا ہے۔ یکم اپریل کو شیڈول گروپ کا آخری میچ پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے لیے کوارٹرز فائنل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

سراج الحق جماعت اسلامی کے نئے امیر منتخب

تحریر: آصف فراز

خیبر پختونخواہ میں جماعت اسلامی کے سینئر وزیر سراج الحق کو جماعت اسلامی کا نیا امیر منتخب کرلیا گیا ہے، جماعت کے ناظم انتخابات عبدالحفیظ خان نے جب منصورہ میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ سراج الحق کو اکثریت رائے سے جماعت کا نیا امیر منتخب کرلیا گیا ہے تو پریس کانفرنس میں موجود میرے سمیت دیگر صحافیوں کے لئے یہ ایک اپ سیٹ تھا، جماعت اسلامی کے نئے امیر کے حوالے سے ہمیں یہ تو اندازہ تھا کہ شاہ اور سراج الحق میں سخت مقابلہ ہوسکتا ہے لیکن غالب امکان یہی تھا کہ سید منور حسن ہی آئندہ مدت کے لئے جماعت اسلامی کے امیر منتخب ہوجائیں گے لیکن جماعت اسلامی کے اراکین کے فیصلے نے سب کو حیران کردیا ہے، امیر جماعت کے انتخاب کے لئے مجموعی طور پر 31ہزار301اراکین کو بیلیٹ پیپر جاری کئے گئے تھے جن میں سے 25ہزار533اراکین نے خفیہ بیلٹ کے ذریعے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا ہے، سید منور حسن، لیاقت بلوچ اور سراج الحق میں سے کس نے کتنے ووٹ لئے یہ نہیں بتایا گیا ہے۔

سراج الحق کی جماعت سے وابستگی اوران کے سیاسی کیریئر پر نظر دوڑائیں تو واقعی وہ ایسی شخصیت ہیں جو اس منصب کے لائق تھے، سراج الحق 5 دسمبر 1962ء کو ثمر باغ ضلع دیر میں پیدا ہوئے۔ وہ 1988ء سے 1991ء تک اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم اعلیٰ رہے۔ انہوں نے یونیورسٹی آف پشاور سے ایم اے پولیٹیکل سائنس کیا۔ وہ 2002 میں صوبائی اسمبلی خیبر پی کے، کے ممبر منتخب ہوئے۔ انہوں نے ڈمہ ڈولہ مدرسہ پر ڈرون حملہ کے خلاف احتجاجاً اسمبلی سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ 2013ء میں وہ ممبر صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے۔ اس وقت وہ صوبہ خیبر پختونخوا میں سینئر وزیر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ سراج الحق کی درویش صفت طبیعت اور مجاہدانہ اوصاف کی بدولت تحریکی اور عوامی حلقوں میں ان کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ وہ 2003 میں جماعت اسلامی صوبہ سرحد کے امیر بنے، 2009ء میں جماعت اسلامی کے مرکزی نائب امیر کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہوں نے صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت میں موثر کردار کیا جس کے اپنے اور بیگانے سب معترف ہیں۔

جماعت اسلامی کے امیر کی تبدیلی کیا واقعی جماعت کے جمہوری نظم کی عکاسی ہے یا پھر سید منور حسن کے حالیہ متنازعہ بیانات کی وجہ سے انہیں دوبارہ مدت کے لئے امارت نہیں مل سکی ہے، اس میں دوسرا پہلو زیادہ موثر نظر آتا ہے، سید منور حسن کیونکہ دوبار خود بھی مرکزی شوری میں اپنا استعفی پیش کر چکے تھے اور بار بار اس

ذمہ داری کو نبھانے سے معذرت کرتے رہے ہیں، دوسرا ان کے حالیہ متنازعہ بیانات بھی ان کو آئندہ مدت کے لئے امیر منتخب کئے جانے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہیں، گو کہ جماعت اسلامی والے یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ سید منور حسن کو ان کے متنازعہ بیانات کی وجہ سے امیر منتخب نہیں کیا جاسکا ہے، جماعت سے وابستہ بعض افراد کا یہ ماننا ہے کہ سید منور حسن کے متنازعہ بیانات کی وجہ سے جماعت اسلامی کا وہ امیج جو قاضی حسین احمد نے بنایا وہ متاثر ہوا ہے اور عوام کے اندر جماعت کے خلاف شدت آئی ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سید منور حسن نے جماعت اسلامی کو نظریاتی اور فکری طور پر مضبوط کیا ہے، سید منور حسن جماعت اسلامی کے پہلے امیر ہیں جو دوسری مدت کے لئے منتخب نہیں ہوسکے ہیں، اس سے پہلے تمام امرا ایک سے زائد بار جماعت اسلامی کے امیر منتخب ہوتے رہے ہیں۔ اب جب وہ امارت کے دوبارہ امیدوار تھے تو توقع یہی تھی کہ آئندہ مدت کے لئے بھی انہیں امیر منتخب کرلیا جائیگا لیکن سراج الحق کا بطور امیر انتخاب ایک جماعت کے اندر ایک بڑا اپ سیٹ سمجھا جارہا ہے۔

سید منور حسن نیب طور امیر جماعت اسلامی گو امریکا گو مہم شروع کی، وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو درپیش تمام مسائل بالخصوص دہشت گردی کا خاتمہ اسی وقت ممکن ہے جب امریکا اس خطے سے نکل جائیگا، وہ طالبان اور ان کے نظریات کے بھی حامی سمجھے جاتے ہیں، سید منور حسن نے جماعت اسلامی کے نو منتخب امیر سراج الحق کو

مبارکباد دیتے ہوئے ان کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے، دوسری طرف سراج الحق سینئر صوبائی وزیر کا قلمدان چھوڑ کر چند روز میں منصورہ پہنچ جائیں گے اور جماعت اسلامی کی امارت کی ذمہ داری سنبھال لیں گے۔

سانحہ پتھری بل، چودہ سال میں انصاف نہ ملا

پتھری بل فرضی جھڑپ معاملے کو اگرچہ 14 برس مکمل ہوگئے لیکن اب بھی اس سانحہ میں مارے گئے افراد کے لواحقین انصاف کی تلاش میں ہیں، حالانکہ قابض بھارتی فوج نے شواہدوں اور ثبوتوں کی کمی کی بناء پر یہ کیس بند کر دیا لیکن جھڑپ متاثرین کی امیدیں اب بھی نہیں ٹوٹی ہیں۔ ان لوگوں کی آخری نظریں اب یہاں کی ریاستی حکومت پر ہی ٹکی ہیں، مارچ 2000ء میں اننت ناگ اسلام آباد کے پتھری بل جنگلات میں مارے گئے 5 افراد کے اہل خانہ اب بھی اس دن کو نہیں بھولے ہیں جب انکے عزیز ایک جھڑپ کے دوران ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان سے بچھڑ گئے، ان لوگوں کے مطابق اگرچہ بعد میں اس جھڑپ کو فرضی قرار دیا گیا اور سپریم کورٹ میں بھی ''سی، بی، آئی'' نے اس بات کو ثابت کیا کہ فوج کے ہاتھوں مارے گئے افراد عام شہری تھے نہ کہ چھٹی سنگھ پورہ قتل عام میں ملوث ملی ٹینٹ لیکن اسکے باوجود بھی انہیں انصاف نہیں ملا، جسکا انہیں بے حد رنج و ملال ہے۔ بھلے ہی فوج نے پتھری بل فرضی انکاؤنٹر کا کیس بند کیا ہو لیکن متاثرین کی ہمت ابھی نہیں ٹوٹی بلکہ 14 سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود وہ انصاف کیلئے جنگ لڑنے کا حوصلہ رکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے پتھری بل کی 14 ویں برسی کے موقعے پر براری انگن

شانگس گاؤں میں اس واقعہ کے حوالے سے خاموش احتجاج کیا، اس موقعے پر 42 سالہ جمہ خان، جسے جنگجو جتلا کر مارا گیا تھا، کے بیٹے رشید خان نے کہا کہ فوج نے بھلے ہی اپنے افسروں کو جو اس واقعہ میں ملوث تھے، کو کلین چٹ دی ہو، جنہوں نے 5 بے گناہ شہریوں کو قتل کر دیا، ہم انصاف کیلئے لڑتے رہیں گے، انہوں نے کہا کہ ان ہلاکتوں نے ہمارے دلوں پر جو زخم لگائے ہیں وہ 14 سال گزرنے کے باوجود اب بھی تازہ ہیں، ہمیں اُن لوگوں سے انصاف کی امید نہیں تھی جو خود اس واقعہ میں ملوث تھے، جمہ خان کا معاملہ 5 مارے گئے شہریوں کے معاملے سے اس وجہ سے بھی منفرد ہے کیونکہ اس واقعہ کے ایک ہفتے بعد اُس کا چھوٹا بیٹا رفیق احمد خان، جس کی عمر 16 سال تھی، 3 اپریل کو 2000ء کو اس واقعہ کیخلاف احتجاج کرتے ہوئے براکہ پورہ کے نزدیک پولیس ٹاسک فورس کے ہاتھوں اندھا دھند مارا گیا، اس واقعہ میں 7 افراد مارے گئے تھے۔براری آنگن میں کل اس واقعہ کے احتجاج میں متاثرین جمع ہوئے اور انہوں نے احتجاج کرتے ہوئے انسانی حقوق تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ انہیں انصاف دلانے میں مدد کرے، پتھری بل میں مارے گئے دیگر 4 افراد کے متاثرین کا بھی یہی کہنا ہے کہ وہ آخری سانس تک انصاف حاصل کرنے کی جدوجہد کریں گے، یہ واقعہ ہے 20 مارچ ء کو چھٹی سنگھ پورہ قتل عام اور اس کے بعد 24 مارچ کے روز 5 معصوم 2000 شہریوں کو پاکستانی جنگجو جتلا کر جاں بحق کرنے اور یکم اپریل کو ان ہلاکتوں کے خلاف احتجاج کرنے والے لوگوں پر فائرنگ کرکے مزید 7 لوگوں کو ابدی

نیند سلانے کی ہے جو آج تک ہنوز معمہ بنی ہوئی ہے، نہ ہی چھٹی سنگھ پورہ میں 35 سکھوں کے قتل عام میں ملوث اصل مجرموں کو پکڑا جاسکا ہے اور نہ اس واقعہ کے فقط 4 روز بعد پتھری بل میں ایک فرضی جھڑپ کے دوران مارے گئے 5 شہریوں کے قاتلوں کو سزا دی گئی ہے، 14 برس گزر گئے لیکن متاثرین کو ابھی تک انصاف فراہم نہیں ہوا، واضح رہے کہ قابض فوج نے پانچوں شہریوں کو چھٹی سنگھ پورہ قتل عام میں ملوث ٹھہرا کر غیر ملکی جنگجو جتلا کر ہلاک کیا تھا لیکن سچائی نہ چھپ سکی اور لوگوں نے فوج کے اس دعوے کو غلط قرار دیتے ہوئے الزام لگایا کہ یہ پانچوں مقامی شہری ہیں جس کے بعد زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے اور براکپورہ میں انہی ہلاکتوں کے خلاف احتجاج کرنے والے لوگوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کرکے مزید 8 لوگوں کو ابدی نیند سلا دیا گیا۔ سابق وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ کے دور میں ہوئی ان شہری ہلاکتوں کے خلاف زور دار احتجاجی مظاہرے کئے گئے تھے جس کے بعد سخت عوامی دباؤ کے نتیجے میں جاں بحق کئے گئے 5 نوجوانوں کی نعشوں کو قبروں سے باہر نکالا گیا اور ان کی شناخت سے یہ بات سامنے آئی کہ ان میں سے کوئی ایک بھی جنگجو یا جنگجویانہ سرگرمیوں میں ملوث نہیں تھا ۔ مرکزی تفتیشی ایجنسی سی بی آئی نے اپنی ابتدائی تحقیقات کے بعد یہ واضح کیا کہ 25 مارچ 2000 کو پتھری بل انت ناگ میں فوج کی 7 راشٹریہ رائفل اور جموں و کشمیر پولیس کی مشترکہ کارروائی میں جو 5 کشمیری مارے گئے تھے وہ سبھی معصوم اور بے گناہ شہری تھے ۔ سی بی آئی نے اپنی

تحقیقات میں ریاستی پولیس کے اس وقت ایس ایس پی اننت ناگ فاروق خان کے علاوہ دیگر کئی پولیس افسروں کی طرف بھی انگلی اٹھائی۔ سی بی آئی کی طرف سے کی گئی تحقیقات کے بعد شہری ہلاکتوں کے حوالے سے ایک رپورٹ بھی مرتب کی گئی جس میں سی بی آئی نے فوج کے کئی سینئر افسروں کو بھی ملزمان کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔ سانحہ پتھری بل کا معاملہ ریاستی ہائی کورٹ سے ہوتے ہوئے سپریم کورٹ تک بھی پہنچا جبکہ عدالت عظمیٰ میں بھی سی بی آئی اپنے اس موقف پر کاربند رہی کہ پتھری بل میں 5 معصوم شہریوں کی ہلاکت میں فوج ملوث ہے کیونکہ وہاں فرضی جھڑپ کا ڈرامہ رچایا گیا۔ ریاستی عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ میں فوج کے قانونی مشیر اس بات کی دلیل دیتے رہے کہ افسپا کے تحت کسی بھی طرح کی حقوق انسانی خلاف ورزی میں ملوث فوجی یا فورسز افسر اور اہلکار کے خلاف سیویلین عدالت میں کیس زیر سماعت نہیں لایا جا سکتا ہے اور نہ ریاستی سرکار کسی فوجی افسر یا اہلکار کے خلاف کسی بھی طرح کی کارروائی عمل میں لا سکتی ہے۔ فوج کے قانونی مشیر اس بات میں کامیاب ہوگئے کہ پتھری بل شہری ہلاکتوں کا معاملہ فوج نے اپنی تحویل میں لیا اور اس سلسلے میں فوجی عدالت نے اپنی طرف سے معاملے کی سماعت شروع کر دی تاہم اس حساس ترین معاملے کی سماعت ادھم پور میں قائم فوج کی شمالی کمان کے ہیڈ کوارٹر میں رکھی گئی جبکہ مارے گئے 5 شہریوں کے لواحقین کو اپنے بیانات قلمبند کرانے کیلئے فوجی عدالت میں مدعو کیا جاتا رہا اور اس کی وجہ سے جب مذکورہ غم زدہ خاندان تنگ

آئے تو انہوں نے فوجی عدالت کا رخ کرنا ہی بند کر دیا۔ پتھری بل سانحہ نے ماہ جنوری 2014 میں اس وقت ایک نیا موڑ لیا جب فوجی عدالت نے 5 شہریوں کی ہلاکت میں ملوث تمام فوجی افسران کو کلین چٹ دیتے ہوئے کیس کی فائل اور سماعت بند کر دی۔ 14 سال قبل جن 5 شہریوں کو فوج نے فرضی جھڑپ کے دوران ابدی نیند سلا دیا تھا، ان جاں بحق شہریوں کے لواحقین اور دیگر لوگوں نے ان معصوم شہریوں کی 14 ویں برسی کے موقعہ پر جامعہ مسجد برزاری آنگن اننت ناگ سے ایک احتجاجی جلوس برآمد کیا۔ جلوس میں شامل لوگ فوج اور حکومت کے خلاف نعرے بازی کر رہے تھے اور اس دوران قاتلوں کو سزا دو اور متاثرین کو انصاف دو کے نعرے بھی بلند کئے گئے۔ احتجاجی جلوس میں شامل لوگ برزاری آنگن میں واقعہ قبرستان پہنچے جہاں انہوں نے 14 سال قبل فرضی جھڑپ کے دوران مارے گئے 5 شہریوں اور اس قبرستان میں دفن دیگر فوت شدگان کے حق میں اجتماعی فاتحہ خوانی کی۔ پتھری بل کیس کی سماعت سے جموں و کشمیر کے عوام کو یہ واضح پیغام دیا گیا کہ انہیں کبھی کسی معاملے میں انصاف نہیں مل سکتا۔ سی بی آئی کی تحقیقات اور مختلف عدالتوں میں پتھری بل کیس کی سماعت کے دوران بار بار یہ بات ثابت ہوئی کہ 25 مارچ 2000 کو فوج نے فرضی جھڑپ کے دوران جن 5 شہریوں کو جاں بحق کیا تھا، وہ تمام کے تمام معصوم اور بے گناہ شہری تھے۔ سی بی آئی کی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سانحہ پتھری بل میں ملوث فوج کے افسر ملزم ہیں لیکن اس کے باوجود فوج نے یکطرفہ فیصلہ لیتے ہوئے ملوث فوجی افسروں کو

کلین چٹ دے دی۔

بھارتی انتخابات میں ''قاتل'' بھی امیدوار

بھارتی تاریخ کے سب سے بڑے اور طویل انتخابات سات اپریل سے شروع ہوں گے، نو مرحلوں میں انتخابات بارہ مئی کو مکمل ہوں گے اور سولہ مئی کو لوک سبھا کے نتائج جاری کر دیئے جائیں گے، اس بار دس کروڑ ووٹرز میں اضافے سے اکیاسی کروڑ 45 لاکھ افراد ووٹ کاسٹ کریں گے جو نہ صرف عالمی ریکارڈ ہے بلکہ یہ براعظم یورپ کے تمام ووٹرز سے زیادہ بڑی تعداد ہے، لوک سبھا کی 543 نشستوں میں سے سادہ اکثریت کے لیے 272 نشستیں درکار ہوں گی لیکن حالیہ سروے رپورٹس کے مطابق کانگریس اور بی جے پی دونوں تن تنہا یہ تعداد حاصل کرنے میں ناکام نظر آتی ہیں، حکومت بنانے کے لیے اکثریتی جماعت کو اتحاد کی ضرورت پڑے گی۔ بھارت میں عام انتخابات کے لیے سیاسی جماعتوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں، ایک دوسرے پر الزامات کی بارش اور پاکستان مخالف بیان بازی، سیاسی جماعتوں کے وہ ہتھکنڈے ہیں جن سے وہ اپنے ووٹرز کو لبھا رہے ہیں۔ اس وقت کی اپوزیشن جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی نے نریندر مودی کو اپنی جماعت کا وزیراعظم نامزد کیا انہوں نے تو خود کو بھارتی وزیراعظم بھی کہنا شروع کر دیا اور بات یہیں ختم نہیں ہوتی، بلکہ وہ تو حکمران جماعت کانگریس کو دھرتی پر بوجھ بھی سمجھنے لگے ہیں، چندی گڑھ میں انتخابی ریلی

سے خطاب میں مودی نے کہا کہ بھارت کو کانگریس سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف اتر پردیش میں انتخابی جلسے سے خطاب میں راہول گاندھی کا کہنا تھا کہ ان کی جماعت نفرت کی سیاست پر یقین نہیں رکھتی۔ جبکہ بھارتی وزیر دفاع اے کے انٹونی نے بھی نریندر مودی کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا ہے کہ ان پر پاکستان کا ایجنٹ ہونے کا الزام حب الوطنی کے خلاف ہے۔ بھارتی جھارکنڈ کے مختلف علاقوں میں ماو باغیوں کی طرف سے لوگوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ وہ عام انتخابات کا بائیکاٹ کریں، اور اس کے لیے انہوں باغیوں نے دھمکی آمیز پمفلٹ بھی تقسیم کیے ہیں۔ ماو باغیوں کے علاقوں میں انتخابات کے لیے سیکیورٹی بڑھا دی گئی ہے۔ بھارتی وزیر خزانہ چدم برم کہتے ہیں کہ گجرات فسادات میں نریندر مودی کو کلین چٹ نہیں ملی۔ مودی کو بری کرنیوالی خصوصی ٹیم کی رپورٹ کو عدالت میں چیلنج کر دیا گیا ہے جبکہ بہوجن سماج وادی پارٹی کی رہنما مایاوتی کہتے ہیں مودی وزیراعظم بنے تو دوبارہ مسلمانوں کی نسل کشی شروع ہو سکتی ہے۔ گجرات میں انکی حکومت میں ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ بالی ووڈ کے مسٹر پرفیکٹ عامر خان نے کہا ہے کہ بھارتی پارلیمنٹ مجرموں کی آماجگاہ بن چکی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ ان مجرموں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ریاست کے منتخب ادارے ہوں یا بھارتی پارلیمنٹ، تمام جگہوں پر جرائم پیشہ افراد بیٹھے ہوئے ہیں۔ قانون ساز ادارے ان جرائم پیشہ افراد کیلئے گنگا کی طرح ہیں جہاں اشنان کرکے نہ صرف وہ ''پاک'' ہو جاتے ہیں بلکہ

انہیں آئندہ 5 سال کیلئے بھی کھلی چھوٹ مل جاتی ہے۔ عامر خان کے مطابق صورتحال یہ ہے کہ اس وقت بھارتی لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے 30 فیصد سے زائد ارکان جرائم پیشہ ہیں۔ ان ارکان پر قتل، اقدام قتل، زیادتی، اغوا برائے تاوان اور انسانی سمگلنگ سمیت مختلف سنگین جرائم کے تحت مقدمات زیر سماعت ہیں اور بدقسمتی سے ہر الیکشن میں جرائم پیشہ افراد کی شمولیت بڑھتی جارہی ہے۔ عامر خان کا کہنا تھا کہ کسی بھی جمہوری ملک کی طرح بھارت میں بھی عوام ہی سیاستدانوں کو پیدا کرتے ہیں، اس لئے عوام اپنے چھوٹے سے مفاد کیلئے ووٹ جیسی طاقت کو نہ بیچیں کیونکہ ایسا کرنا ان کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ عوام اپنے ہی ووٹ سے خود پر جبر کا نظام مسلط کرتے ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے وزارت عظمی کے لیے نامزد امیدوار نریندر مودی کے دو قریبی ساتھیوں کا کہنا ہے کہ اگر مودی الیکشن جیت گئے، تو سرحدی تنازعات میں ہمسایہ ملک چین اور روایتی حریف پاکستان کے ساتھ سخت رویہ اپنایا جائے گا۔ایک رپورٹ کے مطابق ابھی تک کے جائزوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بھارت کے آئندہ انتخابات میں سخت گیر موقف رکھنے والے ہندو قوم پرست رہنما نریندر مودی جیت سکتے ہیں۔ مودی نے اپنی انتخابی مہم کے دوران ہمسایہ ملکوں چین اور پاکستان کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ اپنی حالیہ تقریروں میں چین کو توسیع پسندانہ ذہنیت پر خبردار کر چکے ہیں اور بھارت میں ہونے والے عسکریت پسندوں کے حملوں کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہرا چکے

ہیں۔ گزشتہ ماہ اروناچل پردیش میں ایک انتخابی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نریندر مودی کا کہنا تھا، مجھے اس مٹی کی قسم، میں اس ملک کی حفاظت کروں گا۔ بھارت چین اور پاکستان، تینوں ایٹمی طاقتیں ہیں اور افغانستان سے بین الاقوامی افواج کا انخلا بھی نئی دہلی کے لیے تشویش کا باعث بنا ہوا ہے۔ حال ہی میں مودی نے برسر اقتدار کانگریس پارٹی پر، جو گزشتہ 67 برسوں میں 50 برس سے زائد برسر اقتدار رہ چکی ہے، الزام عائد کیا کہ وہ قومی سلامتی کو مضبوط بنانے میں ناکام رہی ہے۔ جبکہ رپورٹوں کے مطابق سن 2007 سے 2011 کے درمیان بھارت دنیا میں سب سے زیادہ اسلحہ خریدنے والا ملک رہا ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے منشور کی تیاری میں شامل دو مشیروں کا کہنا ہے کہ مودی اپنی خارجہ پالیسی کو مزید مضبوط کریں گے لیکن علاقائی تنازعات کو معیشت پر حاوی نہیں ہونے دیا جائے گا۔ مودی کی طرف سے خارجہ پالیسی پر کبھی بھی اپنا تفصیلی نقطہ نظر واضح نہیں کیا گیا ہے لیکن بی جے پی کے ایک پالیسی ساز کا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر کہنا تھا وہ ایٹمی دھماکوں کے بڑے حامی رہے ہیں اور شکتی (طاقت) اور شانتی امن کی پالیسی کی طرف جھکا رکھتے ہیں۔ بھارتی حکومت پاکستانی بندرگاہ گوادر میں چینی موجودگی سے بھی پریشان ہے اور بھارتیہ جنتا پارٹی جلد از جلد ملکی بحریہ کو مضبوط کرنا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ اس پارٹی کے منشور میں سرحدی علاقوں میں نئی سڑکوں کی تعمیر اور مواصلاتی رابطوں میں اضافہ کرنا بھی شامل ہے۔ اس سکیورٹی

ایڈوائزر کے مطابق جلد ہی پارٹی منشور عوام کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ پاکستان میں سابق بھارتی سفیر راجیو ڈوگرا کا کہنا ہے کہ مودی کی بھارتیہ جنتا پارٹی پاکستان کے خلاف مزید طاقتور پالیسیاں اپنائے گی۔ ان کے مطابق اس کی ایک وجہ تو قومی دبا ہوگا اور دوسری وجہ تبدیل ہوتی ہوئی علاقائی صورتحال ہو گی۔ راجیو ڈوگرا کے مطابق ابھی تک بھارتی خارجہ پالیسی تسلسل کے ساتھ چلائی آ رہی ہے لیکن حکومت کے تبادلے سے اس روایتی پالیسی میں تبدیلی آ سکتی ہے۔ جموں وکشمیر سمیت بھارت میں پارلیمانی انتخابات کو پرامن بنانے کیلئے دو لاکھ فورسز اہلکاروں کی تعیناتی کے علاوہ ہزاروں کے تعداد میں گاڑیوں اور درجنوں ہیلی کاپٹروں کی مدد حاصل کی جائیگی۔ 9 مرحلوں میں انتخابات ہونے جارہے ہیں، جو دو مہینوں میں مکمل ہونگے، یہ بہت ہی وسیع مشق ہے اور اس کے لئے ملک کی 43 حلقہ انتخابات میں 81.4 کروڑ رائے دہندگان کی سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے ایک پلان مرتب کرلیا گیا ہی۔ اس بھاری مشق کے دوران خصوصی طور پر جموں وکشمیر کے علاوہ شمالی مشرقی ریاستوں نکسل واد سے متاثرہ علاقوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہی۔ اس مقصد کی خاطر 2 لاکھ سی آر پی ایف، بی ایس ایف، آئی ٹی بی پی، ایس ایس بی اور آسام رائفلز کی خدمات حاصل کی گئیں ہیں۔ وزارتِ داخلہ فورسز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کیلئے 100 ٹرینوں کا انتظام کریگی۔ ایک درجن کے قریب ائر فورس ہیلی کاپٹروں کی مدد بھی حاصل کی جائیگی۔ مرکزی وزارتِ داخلہ نے ایسے 33 علاقوں

کی نشاندہی کی ہے جو نکسل واد سے زیادہ متاثر ہیں اور جہاں گذشتہ پارلیمانی انتخابات کے دوران بڑے پیمانے پر تشدد ہوا تھا۔ یہ اضلاع جہارکھنڈ، بہار اور اڑیسہ کے علاوہ آندھراپردیش میں ہیں تاہم ریاست جموں وکشمیر کے کسی بھی خاص علاقے کی مرکزی وزارتِ داخلہ نے نشاندہی نہیں کی ہے البتہ اتنا کہا گیا ہے کہ ریاست میں بالخصوص وادی کے کچھ علاقے ضرور حساس ہیں جن کیلئے سیکورٹی پلان پہلے ہی مرتب کیا جاچکا ہے۔

"ماں باپ کی تلاش۔۔۔۔۔۔۔"

تحریر: آصف فراز

اس کا نام ہاشم علی ہے، عمر گیارہ، بارہ سال ہوگی اور تعلق کراچی کے علاقہ لیاری سے ہے۔۔۔پانچ سال پہلے ہاشم کی آنکھوں کے سامنے اس کی ماں کو چھریاں مار کر زخمی کر دیا گیا۔۔ چھریاں مارنے والا اس کا باپ اور بڑا بھائی تھا۔۔۔ ہاشم ماں کو بچانے کے لئے بہت رویا، باپ اور بھائی کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔چیخا چلایا اور پھر ان دونوں کو رحم آگیا۔۔۔انہوں نے ہاشم کی ماں کو نیم مردہ حالت میں چھوڑ دیا، وہ دیر تک خون سے لت پت ماں سے لپٹ کر روتا رہا، ہمسایوں نے اس کی زخمی ماں کو اسپتال پہنچایا۔۔۔وہ ہر روز ماں کی صحت یابی کی دعا کرتا۔۔ادھر اس کی ماں کی درخواست پر اس کے بھائی اور باپ کو گرفتار کر لیا گیا، دونوں نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور اس وقت جیل میں ہیں۔۔ہاشم کی ماں بھی چند ہفتوں بعد صحت یاب ہو کر اسپتال سے گھر پہنچ گئی مگر اس کا رویہ بدلا ہوا تھا، ہاشم کو ایسے لگتا جیسے اس کی ماں اس سے دور ہوتی جا رہی ہے۔۔۔اور پھر ایک دن اس کا خدشہ درست ثابت ہوا، اس کی ماں اسے رات کو سوتا چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔بعد میں پتہ چلا اس نے دوسری شادی کر لی ہے۔۔۔ہاشم کی تو جیسے دنیا ہی اجڑ گئی۔۔باپ

اور بھائی جیل چلے گئے ماں چھوڑ کر چلی گئی ۔۔وہ کئی روز لیاری کی گلیوں میں آوارہ گھومتا رہا۔۔۔رات کسی تھڑے پر سو کر گزار لیتا۔۔پھر ایک دن اس کا دل روشنیوں کے اس شہر سے بھر گیا۔۔۔اس نے کراچی کو خیر باد کہنے کا فیصلہ کیا۔۔مگر جاتا تو جاتا کہا ۔۔جیب میں تو ایک کھوٹا سکہ بھی نہیں تھا۔۔۔ دو دن تک بھوکا پیاسا۔۔ کراچی ریلوے اسٹیشن پر پڑا رہا اور پھر ایک دن ہمت کر کے کراچی سے لاہور آنیوالی ٹرین میں بیٹھ گیا۔۔چند لمحوں بعد ہی ہاشم نیند کی آغوش میں چلا گیا۔۔۔ اور جب اس کی آنکھ کھلی تو کراچی بہت پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔ بالآخر ہاشم لاہور گیا۔۔ریلوے اسٹیشن سے داتا دربار پہنچا، یہاں جی بھر کر کھانا کھایا اور پھر دربار کے صحن میں ہی سو گیا۔۔۔اس کی آنکھ اس وقت کھلی جب ایک کرخت آواز کے ساتھ اسے بری طرح جھنجوڑا گیا۔۔۔ہاشم اٹھ کر بیٹھ گیا، کالی وردی میں ملبوس ایک سکیورٹی گارڈ اسے جھنجوڑ کر پوچھ رہا تھا، لڑکے کون ہو تم ۔۔۔ یہاں کیوں سو رہے تمہیں نہیں معلوم یہاں سونا منع ہے۔۔ہاشم کھڑا ہو گیا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اب کہاں جائے۔۔۔ اس دوران قریب سے گزرنے والے ایک بزرگ نے شفقت بھرے انداز میں اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور پوچھا اور بیٹا کون ہو تم ، کہاں سے آئے ہو۔۔۔ہاشم نے روتے ہوئے مختصر لفظوں میں اپنی داستان زیست اس بزرگ کو سنائی ۔۔بزرگ نے ہاشم کو حوصلہ دیا، چند روپے بھی دیئے اور پھر سے چائلڈ پروٹیکشن بیورو لاہور پہنچا دیا گیا۔۔

ہاشم سے میری ملاقات چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں ہوئی تھی ،جہاں اس نے روتے ہوئے اپنی داستان سنائی ۔۔۔ ہاشم اور سندھ کے مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے دیگر 16 بچوں کو چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے سندھ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے،تاکہ ان بچوں کے والدین کو تلاش کرکے انہیں ان تک پہنچایا جاسکے۔۔۔ میں نے ہاشم سے پوچھا کہ وہ کراچی میں کس کے پاس جائے گا تو بولا وہاں اس کے چاچو لوگ رہتے ہیں وہ ان کے پاس رہیگا۔۔۔اس نے بتایا اس کی ماں بہت بری ہے جو اسے روتا چھوڑ گئی ۔۔اسے اب بھی ماں کی یاد آتی ہے مگر وہ کبھی بھی اس کے پاس نہیں جائیگا۔۔۔ باپ اور بھائی سے ڈر لگتا ہے کہیں وہ اسے مار نہ دیں۔۔۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں مقیم بچوں میں ہر ایک کی اپنی کہانی ہے جسے سن کر رونا آجاتا ہے ۔۔ یہاں کئی بچے ایسے ہیں جو گھروں سے بھاگ کر یہاں پہنچے تو بعض ایسے بھی ہیں جن کے ماں باپ غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود انہیں یہاں چھوڑ گئے۔۔ تین چار سال کا ایک بچہ ایسا بھی ہے جسے اس کا باپ خود یہاں چھوڑ گیا کیونکہ اس نے تیسری شادی کرنی تھی اور ماں اس بدنصیب کو اس لئے بھول گئی کہ اس نے بھی دوسری شادی کرلی ہے، کئی بچے ایسے بھی ہیں جن کا ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں ہے ،انہیں چند دن یا پھر چند ماہ کی عمر میں یہاں لایا گیا ،ان بچوں کو نام بھی اسی چائلڈ پروٹیکشن بیورو سے ملے ہیں ۔

چائلڈپروٹیکشن اینڈویلفیئر بیوروکی چیئرپرسن صباصادق ان بچوں کے حوالے سے کافی پریشان اورسیریس ہیں،وہ ان بچوں کوان کے ماں باپ کے پاس بھیجنا چاہتی ہیں ،اس ادارے میں بے شک بچوں کو تعلیم ،صحت اور کھانے پینے کی تمام سہولتیں میسر ہیں مگر یہ سب ماں کی گودکا متبادل تونہیں ہوسکتاہے ناں ۔۔۔ وہ ان بچوں سے پیار کرتی ان کے ساتھ کھیلتی انہیں کھولنے اورٹافیاں لاکردیتی ہیں لیکن وہ یہ بھی چاہتی ہیں کہ یہ، اپنے ماں باپ کے پاس لوٹ جائیں۔۔اس مقصدکے لئے سندھ سے تعلق رکھنے والے بچوں کو چائلڈویلفیئریونٹ سندھ کے حوالے کیا جارہاہے۔یہ ادارہ ان بچوں کے 16 والدین اوررشتہ داروں کوتلاش کریگااورپھرانہیں انکے گھروں تک پہنچادیا جائیگا اوراگربدقسمتی سے کسی بچے کے والدین نہ مل سکے یاانہوں نے غربت اور مجبوری کی وجہ سیاپنے لخت جگر کو لینے سے انکار کردیا توپھرچائلڈپروٹیکشن بیوروہی ہمیشہ کے لئے ان بچوں کا مسکن بنارہیگا۔

مظلوم کشمیریوں کی صدا ''جنیوا'' میں

کشمیر اور فلسطین کے لوگوں کو حق خودارادیت کا موقع فراہم کرنے کی بھرپور وکالت کرتے ہوئے جنیوا میں اقوام متحدہ کی ایکسپرٹ کمیٹی کے اجلاس میں انسانی حقوق کی علمبردار تنظیموں کے ذمہ داروں نے کہا کہ اقوام متحدہ کو چاہیے کہ وہ غلام قوموں کو ان کا حق دلانے کے سلسلے میں آگے آئے اور اس سلسلے میں انٹر نیشنل کورٹ آف جسٹس کی خدمات حاصل کی جائیں۔ جنیوا میں اقوام متحدہ کی ایکسپرٹ کمیٹی کا ایک اجلاس منعقدہ ہوا جس میں کئی ملکوں کے سرکردہ افراد اور انسانی حقوق کی علمبردار تنظیموں کے ذمہ داروں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ امریکی مقرر پروفیسر الفورڈ نے کہا کہ ریاست جموں وکشمیر اور فلسطین کے لوگوں کو اپنے مستقبل کا تعین کرنے کی اجازت دے دی جائے اور ان مسائل کو حل کرنے کے لیے اصولی موقف اختیار کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ میں اقوام متحدہ کو تجویز دیتا ہوں کہ وہ اپنے طریقے کار میں بدلاؤ لائیں جتنے بھی مسائل اس وقت متنازعہ صورت اختیار کر گئے ہیں انہیں حل کرنے کے لیے انٹر نیشنل کورٹ آف جسٹس کی خدمات حاصل کی جائیں۔ بھارت ریاست جموں وکشمیر میں لوگوں کو حق خودارادیت اور اپنے مستقبل کا تعین کرنے کی اجازت دے تاکہ جنوبی ایشیاء کے خطے میں امن ترقی اور خوشحالی کے خواب کو

یقینی بنایا جاسکے۔ اس موقع پر نذیر احمد شال نے کہا کہ کشمیر کے لوگوں کو حق خودارادیت کا موقع فراہم نہ کرنے سے جنوبی ایشیاء کی صورتحال انتہائی سنگین ہو گئی ہے حالانکہ اقوام متحدہ نے اس سلسلے میں کئی قراردادیں پاس کی ہیں جن پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ اقوام متحدہ خاموش تماشائی بن کر رہ گیا ہے۔اس موقع پر ہوائی کے وزیر خارجہ نے انکشاف کیا کہ انکی ریاست نے انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں ایک میمورنڈم پیش کیا ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس ریاست کو امریکہ سے الگ کیا جائے عیسا امرو نے کہا کہ کشمیر اور فلسطین کے لوگوں کو حق خودارادیت کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے اور اقوام متحدہ کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرے اس موقع پر رنجیت سنگھ سرائی نے کہا کہ پنجاب ناگالینڈ، منی پور کے لوگوں کی بات نہیں سنی جاتی ہیں۔ جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین محمد یاسین ملک کا کہنا ہے کہ بھارت کبھی بھی مسئلہ کشمیر حل نہیں کرے گا۔ بھارتی رہنما مسئلہ کشمیر کو لٹکائے رکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ دنیا میں مسائل کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے لیکن کشمیریوں کا بھارت کے حکمران اتحاد یونائیٹڈ پراگریسو الائنس (یو پی اے)، بھارتیہ جنتا پارٹی، دائیں بازو کی جماعتوں حتیٰ کہ راشٹریہ سوائم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کے ساتھ گذشتہ دو دہائیوں کے دوران بات چیت کا تلخ تجربہ ہے۔ 1999ء میں حریت رہنماؤں کو گرفتار کرکے جودھ پور جیل میں منتقل کیا گیا اور ہم سب کو

ء میں اس وقت رہا کیا گیا جب سابق امریکی صدر بل کلنٹن بھارت کے دورے پر 2000 آئے تھے۔ اس کے بعد بھارت نے اپنے مصالحت کاروں کو حریت رہنماؤں کے پاس بھیجا جنھوں نے حریت رہنماؤں کے ساتھ دو روز تک مذاکرات کیے۔ سید علی گیلانی کی سربراہی میں حریت رہنماؤں کا بھارتی مصالحت کاروں کے ساتھ رابطہ تین ماہ تک جاری رہا تھا لیکن اس کے بعد مصالحت کار ایک دم سے غائب ہو گئے تھے اور اس وقت واجپائی کی سربراہی میں نیشنل ڈیمو کریٹک الائنس کی حکومت تھی۔ یہ حریت رہنماؤں کا نئی دلی کے ساتھ ٹریک ٹو مذاکرات کا پہلا دور تھا۔ بھارت کے مختلف شہروں میں آزادی پسند رہنماؤں کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک روا رکھا گیا ہے، گذشتہ پانچ برس کی تاریخ اس کی شاہد ہے۔ سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق اور خود میرے ساتھ مختلف سیمیناروں کے دوران بہیمانہ برتاؤ کیا گیا جبکہ دائیں بازو کی جماعتوں کی طرف سے میرے اہلخانہ پر اجمیر میں حملہ کیا گیا۔ یاسین ملک کا یہ بھی کہنا تھا کہ انکی پارٹی نے جب 150 کشمیری نوجوانوں کو عمر قید کی سزا دینے کے خلاف گذشتہ برس نئی دلی میں احتجاجی مظاہرہ کرنا چاہا تو وہاں مجھے مارا پیٹا گیا۔ اب وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خواہ کانگریس، بھارتیہ جنتا پارٹی یا اور کوئی بھارتی جماعت ہو، سب کا کشمیر کے بارے میں ایک موقف ہے کہ کشمیریوں کے ساتھ محض وقت گزاری کے لیے بات چیت کی جائے۔ جب کشمیریوں کے غم و غصے میں اضافہ ہوتا ہے تو بھارت انکے غصے کی آگ پر قابو پانے کے لیے اپنی سول سوسائٹی کو استعمال

کرتا ہے لیکن جب حالات معمول پر آتے ہیں تو سول سوسائٹی کے ارکان منظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اس ساری صورت حال کے سبب کشمیریوں کا مذاکراتی عمل پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ جب تک بھارت کشمیر کے بارے میں اپنی پالیسی تبدیل نہیں کرے گا، مقبوضہ علاقے کی صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ مذاکرات کا 1947ء سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے لہٰذا کشمیریوں کے مذاکرات کے حوالے سے بھارت کے خلوص کے بارے میں تحفظات درست ہیں۔ کل جماعتی حریت کانفرنس (گ) کے چیرمین سید علی گیلانی کا کہنا ہے کہ بھارت پاکستان کی مشکلات اور اندرونی خلفشار کا فائدہ اٹھا کر مسئلہ کشمیر کو دفن کرنے کے منصوبے پر کام کر رہا ہے اور اس وقت اس کے ساتھ بات چیت کا سلسلہ آگے بڑھانا کسی بھی طور مناسب نہیں ہے مذاکرات برابری کے سطح پر ہونے چاہیے اور پاکستان کو بیرونی اور اندرونی سطح پر درپیش مسائل نے اس وقت کمزور پوزیشن پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس صورتحال میں کسی بھی طرح کی جلد بازی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ کسی بھی قوم کی جدوجہد آزادی ٹائم باؤنڈ نہیں ہوتی ہے اور ہم کشمیر میں بھارت کے آخری سپاہی کی موجودگی تک اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ کشمیری قوم کے لیے آزادی سے کم کوئی بھی حل قبول نہیں ہو سکتا ہے اور پاکستان کو بھی کشمیر کے حوالے سے اپنے اصولی اور روایتی موقف پر قائم رہنا چاہیے۔ ہم کشمیر کا سودا کوئی سمجھوتہ کریں گے اور نہ کسی دوسرے کو اس قسم کا کوئی سمجھوتہ کرنے کی اجازت دیں گے۔ کشمیریوں نے جان و مال کی بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں اور

انکی عزت اور ناموس کو بھی زبردستی چھین لیا گیا ہے۔ کشمیری قوم کوئی جنگ پسند قوم ہے اور نہ کشمیری بھارت اور پاکستان کے مابین کسی جنگ کے خوگر ہیں۔ مسائل جنگ سے نہیں بلکہ مذاکرات کے ذریعے سے حل ہو جاتے ہیں البتہ جب تک بھارت اٹوٹ انگ کی رٹ کو چھوڑ کر ٹھوس اور منہ بولتے حقائق کو تسلیم نہیں کرتا تب تک مذاکراتی عمل سے کوئی بھی نتیجہ برآمد ہونا ممکن نہیں ہے۔ پاکستان کو بھی بھارت سے تجارت اور دوستی کی بجائے مسئلہ کشمیر کو مقدم رکھنا ہوگا انکی قربانیوں کی لاج رکھنی ہوگی، پاکستان ہی کشمیریوں کا دنیا میں مضبوط ترین وکیل ہے اور اگر پاکستان نے ہی کشمیریوں کی قربانیوں کو پس پشت ڈالا اور صرف اپنے مفادات کی خاطر بھارت سے دوستی کی تو کشمیری و پاکستانی قوم حکمرانوں کی کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

جنگ بندی مدت ختم۔۔۔اب جنگ ہو گی اور عوام مریں گی

تحریر: آصف فراز

آخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا، طالبان سے مذاکراتی عمل شروع ہونے اور جنگ بندی کے اعلان سے یہ خدشات ظاہر کئے جا رہے تھے کہ طالبان مذاکرات اور جنگ بندی کے نام پر وقت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔ لیکن بعض دوستوں کی طرف سے ان تبصروں اور تجزیوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا۔۔ یہ کہا گیا کہ مذاکرات کی مخالفت کرنیوالے ملک کو جنگ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔۔۔اور اب تحریک طالبان مہمند ایجنسی کے سربراہ خالد خراسانی نے خود اعلان کر دیا ہے کہ ’’ جنگ بندی معاہدے کی مدت ختم ہو گئی ،اب جنگ ہو گی اور عوام کا خون بہے گا‘‘

پاکستان کے حالات حاضرہ پر لکھے اپنے ایک مضمون میں خالد خراسانی نے کہا ہے کہ حکومت اور طالبان میں فائر بندی معاہدہ کی مدت ختم ہو گئی ہے جس میں توسیع نہیں کی گئی ،اب جنگ ہو گی ، دھماکے ہونگے اور عوام مریں گے۔۔۔ لیکن اس کی ذمہ دار وہ نہیں بلکہ حکومت پاکستان ہے جس نے فائر بندی کے دوران وعدہ شکنی کی اور درجنوں طالبان یا ان کے حامیوں کو ہلاک کیا جبکہ بیسیوں گرفتار کئے

گئے۔ حالانکہ حکومت نے خفیہ طور پر یہ شرط تسلیم کی تھی کہ جنگ بندی کے دوران چھاپے نہیں مارے جائیں گے۔ ان کے مطابق حکومت اور فوج ملک میں امن چاہتی ہی نہیں ہیں، ملک کا باثر طبقہ جنگ جاری رکھنا چاہتا ہے کیونکہ جنگ بندی سے ان کا بزنس اور کمائی ختم ہو جائیگی۔

تحریک طالبان کے کمانڈر نے جنگ بندی کے دوران حکومت پر وعدہ شکنی کا الزام لگایا ہے لیکن جنگ بندی کے دوران جو خودکش حملے ہوئے، دھماکے کئے جاتے رہے اور درجنوں بیگناہ شہری شہید ہوئے ان کا ذمہ دار کون ہے، کیا یہ جنگ بندی کے خلاف نہیں ہے، حالانکہ جس وقت جنگ بندی کا اعلان کیا گیا بعض دفاعی ماہرین نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ طالبان جنگ بندی کے دوران خود کو منظم کرنا چاہتے تھے اور اس عرصے میں انہوں نے لازما کوئی نا کوئی حکمت عملی یا تیاری کر لی ہوگی جس کے بعد خالد خراسانی کو اس طرح کی بات کرنا پڑی، یہ بات بھی واضع ہے کہ جنگ بندی کے دوران حکومت نے کیا حاصل کیا ہے، طالبان نے ایک انچ جگہ چھوڑی اور نہ ہی اپنے موقف سے پیچھے ہٹے ہیں، طالبان فاٹا کی آزادی یا انسانی اور جمہوری حقوق کے لئے جدوجہد نہیں کر رہے ہیں، وہ مخصوص نظریات اور سوچ کو ریاستِ پاکستان پر عملی طور پر نافذ کرنا چاہتے ہیں، ہمیں اس سے بھی کوئی اختلاف نہیں ہے ہر شخص کو اپنی سوچ نظریئے کو دوسروں تک پہنچانے کا حق ہے لیکن اس کا ایک جمہوری طریقہ، موجود ہے۔۔ بندوق کی نوک پر اپنی سوچ

اور نظریات کو دوسروں پر لاگو نہیں کیا جاسکتا، یہ بات طالبان قیادت کو سمجھنا ہوگی، ملک میں امن کا قیام ہو یا پھر حقیقی معنوں میں اسلامی شریعت کا نفاذ یہ سب جمہوری عمل سے ہی ممکن ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت شدید مخالفت کے باوجود مذاکرات کا عمل جاری رکھنا چاہتی ہے، وزیراعظم خود اس عمل میں دلچسپی لے رہے ہیں اور اس مذاکراتی عمل کے مثبت نتائج بھی سامنے آئے ہیں، طالبان مذاکراتی کمیٹی کے سربراہ مولانا سمیع الحق سمیت کمیٹی کے کئی ارکان حکومت اور طالبان دونوں سے جنگ بندی میں توسیع کی اپیل کررہے ہیں، کیونکہ جنگ بندی ہوگی تو امن ہوگا اور مذاکراتی عمل آگے بڑھے گا، طالبان کے نزدیک اگر حکومت نے وعدہ شکنی کی ہے تو طالبان بھی ان گروپوں کو منظر عام پر لانے میں مدد کریں جو جنگ بندی کے دوران حملے اور دھماکے کرتے رہے ہیں، طالبان کمانڈر کی طرف سے جنگ شروع ہونے کی دھمکی یا خدشہ حالات خراب کرسکتا ہے اور امن کے لئے کی جانیوالی تمام تر کوششوں پر پانی پھر جائیگا، مولانا سمیع الحق کو طالبان کمانڈر کے اس بیان کا نوٹس لینا چاہئے اور ان سے بات کرنی چاہئے، بقول پروفیسر ابراہیم طالبان جنگ بندی میں توسیع چاہتے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے اس پیشکش کا کوئی جواب نہیں آیا ہے صورتحال کو گھمبیر بنادیتا ہے۔ حکومت اگر مذاکراتی عمل کا تسلسل اور انہیں نتیجہ خیز بنانا چاہتی ہے تو پھر کسی تاخیر کے بغیر جنگ بندی میں توسیع کا اعلان

کر دیا جانا چاہئے لیکن اگر حکومت کوئی اور فیصلہ کر چکی ہے تو پھر قوم کو مزید تذبذب میں نہ رکھا جائے۔

ملک کی کئی مذہبی، سیاسی شخصیات حکومت کو یہ مشورہ دے چکی ہیں کہ طالبان کے جو گروپ مذاکرات چاہتے ہیں ان کے ساتھ جنگ بندی میں توسیع کا اعلان کرتے ہوئے بات کا عمل جاری رکھا جائے اور جو گروپ جنگ چاہتے ہیں ان سے بندوق کی زبان میں ہی بات کی جائے۔ ادھر طالبان کے ترجمان شاہداللہ شاہد نے کہا ہے کہ جنگ بندی میں توسیع کے معاملے پر طالبان شوری میں اختلاف ہے، تاہم جلد ہی یہ اختلاف ختم ہو جائیگا، اس کے بعد کیا ہوگا، کیا طالبان جنگ بندی میں توسیع پر متفق ہو جائیں گے یا پھر جس طرح طالبان کمانڈر خالد خراسانی نے کہا ہے ''اب جنگ ہو گی، دھماکے ہونگے اور عوام مریں گے''

بابری مسجد، بھارتی سیکولرازم بے نقاب

بھارت میں بالآخر اس بات کا اعتراف کر لیا گیا ہے کہ بابری مسجد منظم منصوبہ کے تحت شہید کی گئی اور اس کی شہادت میں نہ صرف بی جے پی اور شیو سینا سمیت تمام ہندو پارٹیاں متحد تھیں بلکہ اس وقت کی بھارتی حکومت بھی اس سارے منصوبہ سے آگاہ تھی۔انڈیا میں سرکاری سرپرستی میں سینکڑوں مساجد شہید اور ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا جاچکا ہے' اسکے باوجود مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کا جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ایک بھارتی ویب سائٹ نے اعتراف کیا ہے کہ بابری مسجد طے شدہ منصوبے کے مطابق شہید کی گئی جس کا سابق وزیر اعظم نرسمہا راو اور بی جے پی کے رہنما ایل کے ایڈوانی سمیت بی جے پی کی اعلیٰ قیادت کو علم تھا، مسجد پر حملہ ایک مہینے کی خفیہ تیاری کے بعد سنگ پریوار کی تنظیم کے تربیت یافتہ شدت پسندوں نے کیا، اگر ایک منصوبہ ناکام ہو جاتا تو پلان بی کے تحت شیو سینا کے کارکنان ڈائنامائیٹ سے مسجد کو اُڑانے کیلئے تیار تھے۔ 'کوبرا پوسٹ' کے خفیہ آپریشن کی رپورٹ کے مطابق بابری مسجد کی شہادت کے آپریشن کو 'جنم بھومی' کا نام دیا گیا جس سے بی جے پی کی اعلیٰ قیادت بابری مسجد پر حملے کی سازش سے آگاہ تھی۔رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ منصوبہ سنگھ پریوار کے مختلف دھڑوں نے تیار کیا اور اس کے لیے ایک ماہ

تک خفیہ طور پر تیاری کی گئی اور اس سلسلے میں ہندو انتہا پسندوں کو تربیت بھی دی گئی جس کے بعد 6 دسمبر 1992 کو تربیت یافتہ شدت پسندوں نے 16ویں صدی کی مسجد کو شہید کر دیا اور پلان بی کے تحت شیو سینا کے کارکنان کی نوبت ہی نہیں آئی۔ ویب سائٹ نے رام جنم بھومی موومنٹ سے متعلق 23 اہم شخصیات سے معلومات حاصل کر کے یہ رپورٹ تیار کی ہے۔ یہ انکشاف کوئی نیا نہیں۔ ماضی میں بھی ہندوستان کی سماج وادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو نے بابری مسجد کی شہادت کے بارے میں سنسنی خیز بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہندوستان کے اس وقت کے صدر شنکر دیال شرما کو بابری مسجد گرائے جانے کی معلومات تھی۔ ہم اس وقت صدر جمہوریہ شنکر دیال شرما کے پاس ایک خط لے کر گئے اور ان کو بتایا کہ مسجد کو 6 دسمبر کو گرا دیا جائے گا اور یہ معلومات ان کو 4 دسمبر کو ہی دے دی گئی تھی۔ اتنا ہی نہیں ملائم سنگھ یادو نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا کہ بہت سے لوگ چاہتے تھے کہ مسجد گرے اور ملائم سنگھ جائیں۔ بابری مسجد مغل بادشاہ ظہیر الدین محمد بابر کے نام سے منسوب بھارتی ریاست اتر پردیش کی بڑی مساجد میں سے ایک تھی۔ یہ مسجد اسلامی مغل فن تعمیر کے اعتبار سے ایک شاہکار تھی۔ بابری مسجد کے اوپر تین گنبد تعمیر کیے گئے جن میں درمیانی گنبد بڑا اور اس کے ساتھ دو چھوٹے گنبد تھے۔ گنبد کے علاوہ مسجد کو پتھروں سے تعمیر کیا گیا تھا جس میں صحن بھی شامل تھا۔ صحن میں ایک کنواں بھی کھودا گیا۔ گنبد چھوٹی اینٹوں سے بنا کر اس پر چونا کا پلستر کیا گیا تھا۔ مسجد کو ٹھنڈا رکھنے کی

غرض سے اس کی چھت کو بلند بنایا گیا روشنی اور ہوا کے لئے جالی دار کھڑکیاں نصب تھیں۔ اندرونی تعمیر میں ایک انتہائی خاص بات یہ تھی کہ محراب میں کھڑے شخص کی سرگوشی کو مسجد کے کسی بھی اندرونی حصے میں آسانی سے سنا جا سکتا تھا۔ الغرض یہ اسلامی فن تعمیر کا شاھکار تھا۔ بابری مسجد کو 1992 میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں شہید کر دیا گیا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے ایل کے اڈوانی کی قیادت میں سخت گیر تنظیموں وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل اور شیو سینا کے ساتھ رام مندر کی تعمیر کے لیے ایک تحریک چلائی تھی۔ تحریک کے دوران 6 دسمبر 1992 کو ہزاروں ہندو کارسیوکوں نے بی جے پی اور وشو ہندو پریشد کیا علیٰ رہنماؤں اور نیم فوجی دستوں کے سینکڑوں مسلح جوانوں کی موجودگی میں تاریخی مسجد کو منہدم کر دیا تھا۔ جس کے بعد دہلی اور ممبئی سمیت ہندستان میں تقریباً دو ہزار مسلمانوں کو ہندو مسلم فسادات میں شہید کر دیا گیا تھا۔ بابری مسجد کی شہادت کے پس پشت امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کی ٹھکہ دار امریکی کمپنی تھی اور انہوں نے اس مقصد کے لئے امریکی کمپنی نے بہت بھاری رقم ویشو ہندو پریشد کو دی تھی، تاکہ یہ انتہا پسند ہندو تنظیم قدیم بابری مسجد کو شہید کرے۔ یہ ہولناک انکشاف ایودھیا کے مہنت یوگل کشور شاستری نے بابری مسجد شہادت کیس کی سماعت کے دوران اسپیشل جج وریندر کمار کی عدالت میں کیا تھا۔ شاستری نے عدالت کو بتایا کہ جب ان کی ملاقات اس وقت کے وزیر اعظم نرسہاراو سے ہوئی تو سشل منی نے انہیں بتایا کہ ویشوا ہندو پریشد

نے بابری مسجد شہید کرنے کے لئے امریکی خفیہ ایجنسی کی فرنٹ مین امریکی کمپنی سے کروڑوں روپے لئے ہیں۔ایودھیا کے مہنت یوگل کشور شاستری کئی برس وی ایچ پی کے ممبر اور لیڈروں کے انتہائی قریب رہے۔ امریکی خفیہ ایجنسی کا یہ کھیل ہندو مسلم فساد کرانے کیلئے کیا تھا۔ تاکہ جنوبی ہندوستان میں مسلمانوں کی بیداری کی تحریک اثر پردیش میں قدم جما نہ سکے۔ سانحہ بابری مسجد کے بعد ہندو مسلم فسادات میں ایک ہزار سے زیادہ لوگ مارے گئے اور زخمی ہوئے اور اربوں روپوں کی جائیداد تباہ ہو گئی تھی۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ بابری مسجد کی سرکاری سرپرستی میں شہادت کے انکشاف سے ایک بار پھر بھارتی سکیولرزم کا پول کھل گیا ہے۔ بی جے پی اور کانگریس سمیت سب بھارتی جماعتیں اسلام دشمنی میں اکٹھی ہیں۔ پورا انڈیا بابری مسجد کی شہادت کا ذمہ دار ہے۔ ملک میں نظریہ پاکستان پر عمل پیرا حکومت ہوتی تو انڈیا کو مساجد شہید کرنے کی جرات نہ ہوتی۔ بھارت میں مسلمانوں کی مساجد اور حقوق آج بھی محفوظ نہیں ہیں۔ پاکستان کو مساجد و مدارس کا محافظ بننا چاہیے۔ مسلمانوں کے نزدیک اللہ کے گھر مسجد کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کی خاطر سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے۔ دکھ اس بات کا ہے کہ پاکستان اگر جرات کا مظاہرہ کرتا اور انڈیا کو اس کی دہشت گردی کا منہ توڑ جواب دیا جاتا تو بھارت میں مساجد کی شہادت کے واقعات نہ ہوتے مگر افسوس کہ ایسا نہیں کیا گیا۔ حکومت پاکستان کو مساجد و مدارس اور مسلمانوں کی عزتوں و حقوق کا محافظ

بننا چاہئے۔ بھارتی پارلیمنٹ کے رکن اسد الدین اویسی کہتے ہیں کہ مسلمان ایودھیا کے مقام پر شہید ہونے والی بابری مسجد کی ایک انچ زمین سے بھی کبھی دستبردار نہیں ہونگے۔ بابری مسجد کیس میں ہر قدم پر مسلمانوں کے ساتھ دھوکا کیا گیا اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ ملک میں امن وامان کو یقینی بنانے کیلئے انصاف کی فراہمی لازمی ہے۔ بابری مسجد کی شہادت کے ساتھ سیکولرازم اور انصاف کا بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ مسلمان اس سانحہ کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ بابری مسجد کی شہادت کے حوالہ سے مسلمانوں کے ذہن میں آج بھی یہ سوال گردش کر رہے ہیں کہ جب بابری مسجد کو شہید کیا گیا اس وقت قانون کے رکھوالے کہاں تھے؟ یہ لوگ تو اس وقت کیوں تماشائی بنے ہوئے تھے جب سیکولرازم کی دھجیاں اڑائی گئیں؟ جب ہندو انتہا پسند مسجد کو شہید کر رہے تھے اس وقت پولیس نے گولیاں کیوں نہیں چلائیں اور انتہا پسندوں کو کیوں نہیں روکا؟ مسجد شہید کرنے والوں کو اُس وقت کے وزیراعظم نے قوم دشمن قرار دیا تھا تو پھر ان کے خلاف بھارت سے غداری کا مقدمہ کیوں درج نہیں کیا گیا؟ کیوں آج تک مسجد شہید کرنے والوں کو سزا نہیں دی گئی؟ مسلمان ان سوالات کے جواب منتظر ہیں اور ہندو انتہا پسند مسلم دشمنی میں آگے ہی بڑھتے جا رہے ہیں۔ بھارت میں آئندہ ہفتے شروع ہونے والے پارلیمانی انتخابات کی مہم نے شدت اختیار کر لی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سیاست دانوں کی زبانیں بھی قابو سے باہر ہونے لگی ہیں دارالحکومت دلی کے جنوبی علاقے سے انتہا پسند جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی

کے امیدوار رمیش بڈھر نے ووٹروں سے کہا کہ وہ نریندر مودی کو ضرور وزیر اعظم بنائیں کیونکہ وہ پاکستان اور امریکہ کو سبق سکھا سکتے ہیں۔ رمیش نے کہا کہ نریندر مودی کا پردھان منتری بن کے آنا ضروری ہے، پی ایم بن کے وہ نہ صرف پاکستان بلکہ امریکہ کو بھی ٹھوکے گا۔ بی جے پی کے امیدوار نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے تیس فیصد مسلمان دہشت گردوں کو پناہ دینے والے ہیں اور مودی کی حکومت انہیں بلکل برداشت نہیں کریگی۔

بی جے پی کی ''مسلم دشمنی'' پر مبنی انتخابی مہم

بھارت میں الیکشن شروع ہو گئے بی جے پی نے ہزاروں مسلمانوں کے قاتل نریندر مودی کو وزارت عظمیٰ کا امیدوار نامزد کیا ہوا ہے۔انتخابی مہم کے دوران نریندر مودی اور اسکی پارٹی کے امیدواروں کی طرف سے بھارت کے لاکھوں مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی۔ مودی کے وزارت اعلیٰ کے دور میں جہاں مختلف فسادات میں مسلمانوں کو شہید کیا گیا تو اب انتخابی مہم میں بھی مسلمانوں کو خصوصی نشانہ بنایا گیا ہے۔ بھارت میں ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کے جنرل سیکرٹری اور نریندر مودی کے دست راست امیت شاہ نے مظفر نگر میں مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے ہندو انتہا پسند جاٹوں کو ایک بار پھر بھڑکاتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مسلمانوں سے فسادات کا بدلہ لینے کیلئے بی جے پی کو ووٹ دیں۔ مظفر نگر کے دورہ کے دوران ہندو انتہا پسند جاٹ برادری کے لوگوں سے ملاقات کے دوران امیت شاہ نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کی عزت پر حملہ کیا ان سے کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں نے ہمارے سماج کی بے عزتی کی ہے۔ ہندو انتہا پسند لیڈر کی اس ہرزہ سرائی پر کانگریس، سماج وادی پارٹی اور عام آدمی پارٹی سمیت مختلف تنظیموں نے شدید احتجاج کیا ہے اور ریاست اتر پردیش کو ایک بار پھر ہندو

مسلم فسادات میں دھکیلنے کی سازش قرار دیا ہے۔ جب امیت شاہ نے یہ ہرزہ سرائی کی اس وقت بی جے پی ممبر اسمبلی سریش رانا جو مظفر نگر فسادات کا نامزد مجرم ہے' وہ بھی وہاں موجود تھا۔ کانگریس نے الیکشن کمیشن سے امت شاہ کو مغربی اتر پردیش کے فساد متاثرہ علاقہ میں ''نفرت آمیز بیان'' کیلئے گرفتار کرنے اور ان کی انتخابی مہم پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے۔ پارٹی نے یہ بھی الزام لگایا کہ نریندر مودی اور ان کے ساتھی گجرات کا 2002 کا فرقہ وارانہ کھیل پورے ملک میں کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کانگریس کے قانونی سیل کے سیکرٹری کے سی متل نے الیکشن کمیشن میں شکایت بھی درج کروا دی ہے اور سخت کاروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ سماج وادی پارٹی نے نریندر مودی اور ان کے ساتھی امت شاہ کو ''فسطائی'' بتایا جبکہ بی ایس پی نے الزام لگایا کہ بی جے پی کی طرف سے وزارت عظمیٰ کے امیدوار شاہ کے ذریعے ماحول بگاڑ رہے ہیں۔ کانگریس ترجمان رديپ سرجیوالا نے کہا کہ بی جے پی ، مودی اور امت شاہ نفرت اور فرقہ وارانہ تقسیم کی سیاست کی دوبارہ کی کوشش کر رہے ہیں جیسا کہ 2002 میں گجرات میں ہوا تھا۔ ہم ریاستی حکومت اور الیکشن کمیشن سے مطالبہ کریں گے کہ امت شاہ اور مظفر نگر فسادات کے ملزم رکن اسمبلی سریش رانا کے خلاف مجرمانہ مقدمہ درج کیا جائے اور انہیں ملک کے کسی بھی حصے میں انتخابی مہم سے روکا جائے۔ ان پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ عام آدمی پارٹی نے کہا کہ الیکشن کمیشن کو ایسے نازک موڑ پر ایسے عناصر کو نفرت پھیلانے کی اجازت

نہیں دینی چاہئے ، جب ملک عام انتخابات قریب ہیں۔ یہ تبصرہ عوامی طور پر ایک کمیونٹی کے لوگوں کو دوسرے مذہبی کمیونٹی کے خلاف بدلہ لینے کے لئے بھڑکاتا ہے اور اسے بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ کمیشن کو فوری طور پر بی جے پی کے قومی جنرل سکریٹری امت شاہ کے خلاف فرقہ وارانہ نفرت کو اکسانے کے لئے ان کے اشتعال انگیز تبصرہ کو لے کر مجرمانہ معاملہ درج کرنے کا حکم دینا چاہئے۔ بھارتی اخبار کی رپورٹ کے مطابق سبزی خور نریندر مودی کامیاب ہونے کے بعد ملک میں وسعت پذیر گوشت کی صنعت کا خاتمہ کردیں گے اور خطرہ ہے کہ گائے کے گوشت پر پابندی عائد کردی جائیگی۔

ہندوستان میں جاری انتخابی مہم اب اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو رہی ہے۔ بھارتی اخبار ''دی ہندو'' کے مطابق مودی نے گوشت کی صنعت پر حملہ کرتے ہوئے کانگریس کی قیادت میں مخلوط حکومت پر گوشت کے رنگ کا حوالہ دیتے ہوئے ''گلابی انقلاب'' کا الزام عائد کیا ہے۔ شمالی ریاست اتر پردیش میں منعقدہ ایک جلسے میں مودی نے کہا گلابی انقلاب ملک کی بربادی کا ایک پروگرام ہے۔'' ہندوستان کے ترقی کرتے متوسط'' طبقے کی قابل تصرف آمدنی میں اضافے نے ملک میں گوشت کی مانگ پیدا کی ہے جس کی آبادی کا ایک بڑا حصہ روایتی طور پر سبزی خور ہے۔ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ نریندرا مودی نے اسی وجہ سے ہندوستان کے انتہاپسند ہندو ووٹروں کو متوجہ کرنے کیلئے گوشت کی صنعت کو یوں کھلے الفاظ میں تباہ کردینے کی بات کی ہے۔ ہندوستان میں ذبیحہ کھانے والے مسلمانوں کی تعداد لگ بھگ 25

کروڑ ہے۔ مرغی کے گوشت کی پسندیدگی میں اضافے کے ساتھ اس کی ہندوستان بھر میں فروخت کا تخمینہ 9 ارب ڈالرز لگایا گیا ہے اور پولٹری کی صنعت کی سالانہ 20 فیصد کی شرح سے ترقی کر رہی ہے۔ گائے ہندوؤں میں مقدس سمجھی جاتی ہے جو ہندوستان میں اکثریت کا مذہب ہے۔ لیکن مودی نے ہر قسم کے جانوروں کو ذبح کرنے کیخلاف بات کی ہے۔ جانوروں سے ہمدردی ظاہر کرنیوالے بھارتیہ جنتا پارٹی کے مرکزی رہنما اور وزارت عظمی کیلئے نامزد کردہ نریندرا مودی کے گجرات کے وزیر اعلی ہوتے ہوئے گجرات میں 3 ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا گیا تھا۔نریندر مودی کے اس بیان سے انڈیا میں گوشت سے متعلق صنعت کے وابستگان میں بھی کاروبار تباہ ہونے کے اندیشے کی وجہ سے سخت تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق غریب کسان حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے اپنے جانوروں کو قتل کرنے پر مجبور ہے۔ مودی کے انتخابی نعروں میں ملک کی بگڑتی ہوئی معاشی حالت کو بہتر بنانا بھی شامل ہے'لیکن ملکی معیشت سے 9 ارب ڈالر سالانہ کے کاروبار پر نریندر مودی کی چھری چلا کر رام رام کی پکار کاروباری لوگوں اور برآمدات سے متعلق اداروں کیلئے ناقابل فہم ہے۔ جبکہ مسلمان اور دوسری اقلیتیں اپنے سے زیادہ جانوروں کے ساتھ نرمی پر حیران ہیں۔ بھارتی ریاست آسام میں ایک ایسا الیکٹرانک مشین مقامی انتظامیہ کے ہاتھ لگا ہے جس کا کوئی بھی بٹن دبانے پر ووٹ بی جے پی کے کھاتہ میں جارہا ہے۔ الیکٹرانک ووٹنگ مشین کے ٹسٹ نے انتخابی عملہ کے ہوش اُڑا دیئے ہیں کیونکہ مشین بنانے

والوں نے بی جے پی کے حق میں زیادہ سے زیادہ ووٹ ڈالنے کیلئے مشین کے اندر چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ آسام کے علاقہ جورہاٹ پارلیمانی حلقہ کے ریٹرننگ آفیسر اور ڈپٹی کمشنر وشال سنت سولنکی نے بتایا کہ الیکٹرانک کارپوریشن آف انڈیا کے انجینئرز سارے مشینوں کی جانچ کررہے ہیں۔ الیکٹرانک کارپوریشن ان دو کمپنیوں میں شامل ہے جو الیکٹرانک ووٹنگ مشین بناتی ہے۔ جورہاٹ میں 7 اپریل کو ووٹنگ ہونے والی ہے۔ کانگریس کے سینئر لیڈر سابق وزیر کرشنا ہانڈک کے بٹن کو دبایا گیا تو یہ ووٹ بی جے پی کے حق میں چلا گیا۔ اس پر سیاسی پارٹیوں نے نمائندگی کی ہے اور مشین کی خرابی یا چھیڑ چھاڑ کی شکایت کی ہے۔ انتخابی عملہ اس شکایت کا جائزہ لیتے ہوئے جانچ کررہا ہے۔ بھارت میں الیکٹرانک ووٹنگ مشین کے ذریعہ آزمائشی پولنگ کے دوران آسام میں ہر بٹن کا نتیجہ بی جے پی کے حق میں نکلنے کی شکایت سامنے آنے کے بعد مختلف معاشرتی تنظیموں نے الیکشن کمیشن سے مطالبہ کیا ہے کہ مرحلہ وار عام انتخابات پر پندرہ بیس دن آگے بڑھا کر 2014 کے الیکشن کو واپس بیلٹ پیپر کے ذریعہ مکمل کیا جائے۔ غیر سرکاری تنظیم انہد، پی یو سی ایل گجرات اور معاشرتی خدمت گار مہیش پانڈے نے زور دے کر کہا کہ 2012 سے مسلسل اس سلسلے میں شکایات کرنے کے باوجود الیکشن کمیشن نے اب تک کوئی نوٹس نہیں لیا جو سیکولر اور جمہوری اقدار کے حق میں اب خطرناک شکل اختیار کرسکتا ہے۔ مذکورہ تنظیموں نے الیکشن کمیشن کے اس دعوے کو مسترد کرتے ہوئے کہ الیکٹرانک مشین سے چھیڑ چھاڑ ممکن

نہیں' کہا کہ آسام کے حالیہ واقعہ کے علاوہ 2012 میں گجرات انتخابات میں بے ضابطگیوں کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ای وی ایم کے استعمال سے جمہوریت کو شدید خطرہ لاحق ہوگیا ہے جسے ٹالنا الیکشن کمیشن کے فرائض منصبی میں شامل ہے لیکن کمیشن کا حال یہ ہے کہ دسمبر 2013 کی شکایت کا غیر تشفی بخش جواب اپریل 2014 میں یہ دیا گیا ہے کہ مشین سے چھیڑ چھاڑ ممکن نہیں۔ بھارتی میڈیا کے مطابق مسٹر سرجے والا نے کہا کہ لوک سبھا الیکشن کے لئے اب تک اپنا منشور جاری نہیں کرپانے والی بی جے پی کو اب اسے جاری کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مسٹر مودی اور مسٹر شاہ اپنی تقریروں میں جس زبان کا استعمال کر رہے ہیں وہی بی جے پی کا اصل انتخابی منشور ہے۔ مسٹر مودی کے قریبی افراد 2002 کے گجرات کے گھناونے کھیل کو پورے ملک میں کھیلنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

خصوصی بچوں کیلئے پنجاب حکومت کے مستحسن اقدام

پاکستان میں 18 سال تک کی عمر کے 60 لاکھ سے زائد بچے کسی نہ کسی معذوری کا شکار ہیں جن میں ذہنی معذور بچوں کی تعداد 30 فیصد، نابینا پن کا شکار 20 فیصد، قوت سماعت سے محروم 10 فیصد جبکہ جسمانی معذوری کا شکار بچے 40 فیصد ہیں۔ ادارہ شماریات کے 16 اکتوبر 2012ء کو جاری کئے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی 181 ملین ہے، جس میں سے معذور افراد کی کل تعداد ایک کروڑ 70 لاکھ سے زائد ہے یعنی کل آبادی کا تقریباً 7 فیصد حصہ۔ 1998 کی مردم شماری کے مطابق پنجاب میں 18,26,623، سندھ میں 9,29,400، خیبر پختونخواہ میں 3,75,448، بلوچستان میں 1,46421، فاٹا میں 21,705 جبکہ آزاد کشمیر میں 80, 333 افراد کسی نہ کسی معذوری میں مبتلا ہیں۔ صوبائی سطح پر آبادی کے تناسب سے سب سے زیادہ معذور افراد سندھ میں 3.05 فیصد ہیں، 2.48 فیصد کے ساتھ پنجاب دوسرے، 2.23 فیصد کے ساتھ بلوچستان تیسرے اور 2.12 فیصد کے ساتھ کے پی کے چوتھے نمبر پر ہے۔ صرف لاہور میں 2 لاکھ سے زائد افراد مختلف اقسام کی معذوری کا شکار ہیں جبکہ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں یہ تعداد 4.3 لاکھ کے قریب ہے۔ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں 1.1 لاکھ کے قریب خصوصی افراد بستے ہیں۔

وزارت سوشل ویلفیئر کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کے تقریباً ہر گاؤں میں 10 سے 20 بچے ایسے ہیں جو کسی نہ کسی معذوری کا شکار ہیں۔ پورے پاکستان میں سرکاری و نجی 744 سپیشل ایجوکیشن کے ادارے کام کر رہے ہیں جن میں سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں سرکاری تعلیمی اداروں کی تعداد صرف 237 ہے۔ لاہور جیسے پاکستان کے دوسرے بڑے شہر میں صرف 46 سپیشل ایجوکیشن سنٹر ہیں، پورے سندھ میں 154 جبکہ ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی میں صرف 122 جبکہ اسلام آباد جیسے شہر میں سپیشل ایجوکیشن کے سرکاری و غیر سرکاری اداروں کی مجموعی تعداد ہے۔ خصوصی بچے اہلیت اور قابلیت کے لحاظ سے کسی طور بھی نارمل بچوں سے کم 36 نہیں ہیں، خصوصی بچوں کو تعلیم و تربیت کی بہترین سہولیات فراہم کر کے انہیں معاشرے کا مفید شہری بنایا جا سکتا ہے، پنجاب حکومت نے خصوصی بچوں کی بحالی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لیے متعدد ٹھوس اقدامات کیے ہیں۔ پنجاب حکومت نے، اس مقصد کے لیے موثر حکمت عملی اپنائی ہے اور خصوصی بچوں کی بحالی کے اداروں میں تعلیم و تربیت کی سہولتوں کو بہتر بنایا گیا ہے۔ خصوصی بچوں کے تعلیمی اداروں میں ٹرانسپورٹ کی سہولتوں کے لیے بڑی تعداد میں بسیں فراہم کی گئی ہیں۔ حکومت نے خصوصی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے نہ صرف نئے ادارے تعمیر کیے ہیں بلکہ خصوصی بچوں کے لیے 37 کمپیوٹر لیبز اور 99 سپیشل ایجوکیشن سنٹروں کو پرائمری سے مڈل تک اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ پنجاب بھر میں

خصوصی بچوں کے 237 ادارے کام کر رہے ہیں۔ پنجاب حکومت خصوصی بچوں کے بحالی کے اداروں میں بچوں کو کتابیں، یونیفارم، ٹرانسپورٹ، آلات اور دیگر سہولیات کی مفت فراہمی کے علاوہ 800 روپے ماہانہ وظیفہ بھی دے رہی ہے۔ خبر ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے معذور افراد کو تعلیم کے میدان میں سہولیات دینے کیلئے مراعات کا اعلان کیا ہے۔

شہباز شریف کی ہدایات پر تمام تعلیمی اداروں کے سربراہان کو ایک مراسلے کے ذریعے ہدایات جاری کی گئی ہے جسکے تحت تمام تعلیمی اداروں میں معذور طلبہ کے لئے عمر کی حد کو ختم کر دیا گیا ہے۔ معذور طلبہ کو داخلہ لینے کی صورت

میں لیپ ٹاپ جبکہ تعلیم مکمل کرنے کی صورت میں الیکٹرک ویل چیئر دی جائے گی۔ معذور طلبہ تعلیمی اداروں میں کسی بھی طرح کے تعلیمی اخراجات، ہاسٹل اور یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہوں گے۔ ہائیر ایجوکیشن میں خصوصی طلبہ کے لئے ایک سیٹ بھی مختص کی جائے گی۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ کے لئے خصوصی کتب، خصوصی ریمپ اور خصوصی باتھ رومز بھی بنانے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ ان طلبہ کو عملی زندگی میں باوقار بنانے کے لئے سنٹرز کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا معذور افراد کے لئے پیکج و سہولیات خوش آئند ہے اسے یقینا معذور افراد کو معاشرے کا باہمت فرد بننے کا موقع ملے گا۔ایک تقریب میں صدر پاکستان ممنون حسین نے کہا کہ ذہنی اور جسمانی طور پر معذور افراد کے بارے میں درست اعداد و شمار نہ ہونے کی ایک وجہ والدین کی طرف سے اپنے بچوں کی جانی اور ذہنی کمزوریوں کو چھپانا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ افراد جو ذہنی عارضوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کا علاج اور دیکھ بھال نہ کئے جانے کی وجہ سے وہ سماجی طور پر تنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں اور لوگ ان پر ترس کرنے لگتے ہیں۔ موروثی طور پر پائے جانے والے عارضوں کے علاوہ خوراک کی کمی ویکسینیشن کی کمی خاص طور پر پولیو کی ویکسینیشن کرانے سے گریز' قدرتی آفات اور تشدد اور تصادم ایسی وجوہ ہیں جن سے پاکستان میں ذہنی اور جسمانی طور پر معذور لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ بات تشویش کا سبب ہے کہ پاکستان میں کوئی ایسا موثر طریقہ کار موجود نہیں جس کے ذریعہ خصوصی

بچوں اور دوسرے افراد کا تحفظ اور دیکھ بھال کیا جاسکے۔ اس مقصد کے لئے حکومت' مخیّر حضرات اداروں اور این جی اوز کو مل کر کام کرنا ہو گا۔ ذہنی محویت کا شکار بچوں کو لاحق عارضے ان کے علاج اور معاشرے میں ان کی بحالی کیلئے شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ملکی ترقی میں معذور افراد کا بھی اہم کردار ہے کیونکہ یہ افراد بھی بے مثال خوبیوں کے حامل ہوتے ہیں۔ا سپیشل اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ کا بہت اہم مقام ہے جو ان بچوں کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ معاشرے کا فعال رکن بن سکیں۔ پنجاب حکومت بھی ان لوگوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ معذور بچوں کو معاشرے کے لیے کارآمد بنانا ہم سب کا فرض ہے حکومت پنجاب بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف معذور بچوں کے ساتھ خصوصی محبت کی بدولت اس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ پنجاب حکومت کے لاہور کے علاقے راجگڑھ میں موجود سپیشل ایجوکیشن سنٹر میں نتائج کے روز جانے کا موقع ملا۔ ویسے تو روزانہ سکول کے باہر سے گزرنا ہوتا ہے کیونکہ میری رہائش بھی اسی علاقے میں ہے اور رہائش کی سب سے بڑی وجہ میرا بیٹا ہے جو اس سپیشل ایجوکیشن سنٹر میں زیر تعلیم تھا۔ رزلٹ و تقسیم انعامات کی تقریب میں طلباء طالبات اور انکے والدین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول راجگڑھ میں منعقدہ تقریب میں سکول کی پرنسپل ریحانہ شاہد اور مس شہزادی نے پوزیشن ہولڈرز طلباء طالبات میں انعامات تقسیم کئے۔ ہونہار طالب علم اسرار حیدر نے پہلی پوزیشن

حاصل کی۔ اس موقع پر سکول کا سٹاف بھی موجود تھا۔ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول راجگڑھ کی پرنسپل ریحانہ شاہد نے کہا کہ سپیشل بچے خصوصی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں، اساتذہ ان صلاحیتوں کو بہتر طریقے سے اجاگر کریں گے تو یہ معاشرے کی بہتری کے لئے کردار ادا کر سکتے ہیں۔انہوں نے پوزیشن ہولڈر و دیگر پاس ہونے والے طلباء طالبات کو مبارکباد دی۔ مس شہزادی حنیف نے کہا کہ ریحانہ شاہد کی سربراہی میں چلنے والا سینٹر قابل تعریف ہے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ سپیشل بچے بھی اسی طرح آنکھوں کے تارے ہیں جس طرح ہمارے نارمل بچے ہیں لیکن ان کو سپیشل بچے کہہ کر جان نہیں چھڑائی جا سکتی ہمیں ان کی کفالت کرنا ہوگی تاکہ یہ نارمل زندگی گزار سکیں۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سینٹر کی پرنسپل نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔اگرچہ پنجاب حکومت نے اگرچہ خصوصی بچوں کی بحالی کے لیے بے شمار اقدامات کیے ہیں تاہم اس حوالے سے ابھی مزید بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

سپیشل تعلیمی اداروں کے لئے عوام میں آگاہی کی ضرورت ہے تا کہ وہ لوگ جن کے بچے سکولوں میں نہیں جا رہے وہ انکو پنجاب حکومت کے ان اداروں میں داخل کروائیں۔حکومت کو ان سپیشل بچوں کے لئے بنائے گئے مراکز کی ایک مانیٹرنگ پالیسی بھی بنانی چاہئے جو اس بات کو چیک کرے کہ مراکز میں کتنے بچے زیر تعلیم ہیں اور ان بچو ں کے والدین سے بھی تجاویز لینی چاہئے ۔خصوصی طور پر سپیشل بچوں کا ریکاڈ تیار کروانا چاہئے اور جو والدین اپنے سپیشل بچوں کو سکول نہیں بھیجتے ان کو حکومت کی طرف سے سختی سے پیغام جانا چاہئے۔وہ بچے جن کے گھروں سے سپیشل ایجوکیشن کے سنٹر دور ہیں حکومت کو چاہئے کہ مفت ٹرانسپورٹ کی سہولت تو خوش آئند ہے مگر اس میں اضافہ کیا جائے اگر بچوں کو گھروں سے ہی اٹھانے کا انتظام کیا جائے تو اس طرح مزید بچے بھی سکول میں آنا شروع ہو جائیں گے ۔صرف مین روڈ پر یا ایک علاقے تک گاڑیوں کو محدود نہ کیا جائے ۔حکومت سب کچھ کر سکتی ہے ،وزیراعلیٰ صاحب ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو گاڑیوں کے مسائل کو حل کرے کیونکہ جب گاڑیاں بچوں کو لے کر آئیں گی تو سکولوں میں حاضری ہو گی ۔خصوصی بچے امن کے پیامبر اور سفیر ہیں، ان کی نگہداشت ،بحالی اور تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔پنجاب

کی طرح دیگر صوبوں کو بھی ایسے مراکز بنانے چاہئے جو سپیشل بچوں کو معاشرے کا
بہترین فرد بنانے میں کردار ادا کریں۔

بھارت سرکار کی مقبوضہ کشمیر میں بوکھلاہٹ

بھارت کی سیاسی پارٹیوں کانگریس اور بھارتیہ جنتا پارٹی میں مسلمانوں کیلئے پالیسی میں کوئی بھی تفاوت نہیں ہے اور یہ دونوں پارٹیاں ان کی یکسان دشمن ہیں اور بھارت کو ایک ہندو راشٹر بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ کانگریس پارٹی گاندھی واد کا چولا پہن کر اصل میں آر ایس ایس کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا کام آگے بڑھاتی رہی ہے اور 47ء کے بعد سے ہندوستان میں جتنے بھی المناک مسلم کش فسادات واقع ہوئے ہیں ان میں یہ پارٹی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور ملوث رہی ہے۔ کانگریس اور بی جے پی کی پوری پالیسی ساز قیادت نریندر مودی جیسی ذہنیت کی حامل ہے اور ان سب کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، ان میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ صرف یہ کہ کوئی مسلم دشمنی کے حوالے سے منہ پھٹ ہے اور کوئی دل کی کھوٹ اور عداوت کو زبان پر نہیں لاتا۔ مقبوضہ کشمیر میں حریت رہنما الیکشن کے بائیکاٹ کی مہم چلارہے ہیں اس مہم کے دوران جموں کشمیر لبریشن فرنٹ مقبوضہ کشمیر کے چیئرمین محمد یاسین ملک کو کئی ساتھیوں سمیت اسوقت زخمی حالت میں گرفتار کرلیا گیا جب وہ بارہمولہ میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرنے کے لئے جارہے تھے۔ یاسین ملک اور انکے قافلے کو پٹن کے قریب بھارتی فوج، سی آر پی

ایف، ایس او جی اور دیگر فورسز کی بھاری نفری نے روکا اور ڈنڈوں، بندوق کے بٹوں، لاتوں اور گھونسوں کا بلا دریغ استعمال کرتے ہوئے قافلے میں شامل لوگوں پر دھاوا بول دیا۔ بھارتی فورسز کے اس حملے میں یاسین ملک سمیت کئی فرنٹ قائدین اور کارکن زخمی ہوگئے ہیں۔ جے کے ایل ایف سربراہ کو مشتاق اجمل، شمیم حسین، شاہد مکایا، محمد عرفان، محمد ابراہیم، یاسر احمد ودیگر کو زخمی حالت میں گرفتار کرکے کسی نامعلوم مقام پر قید کردیا گیا ہے۔ بھارتی فورسز کے حملہ میں متعدد صحافی بھی زخمی ہوئے ہیں۔ بھارتی فورسز نے پٹن پہنچنے پر یٰسین ملک کی گاڑی کی چابیاں چھین لیں اور شرکاء پر بدترین تشدد کیا گیا۔ زخمیوں کارکنان اور صحافیوں کو علاج معالجہ کیلئے ہسپتال داخل کروادیا گیا ہے۔ بھارتی فورسز کیجانب سے قافلے میں شامل کئی گاڑیوں کی بھی توڑ پھوڑ کی گئی۔ جے کے ایل ایف سربراہ یاسین ملک اور دوسرے قائدین کی گرفتاری اُن پر جان لیوا حملہ کرنے اور زخمی کردینے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے' جموں کشمیر لبریشن فرنٹ نے اسے بھارتی حکمرانوں اورانکے کشمیری حاشیہ برداروں کی صریح بوکھلاہٹ سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ صرف چند روز قبل پولیس کے ڈی جی نے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے بیان جاری کیا تھا کہ کسی بھی شخص کو گرفتار نہیں کیا جائے گا لیکن جب کہ فرنٹ چیئرمین ایک پُرامن عوامی جلسے میں شرکت کیلئے بارہمولہ کی جانب جارہے تھے انہیں نہ صرف یہ کہ ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا گیا ہے بلکہ لاٹھیوں، ڈنڈوں اور بندوقوں کا

استعمال کرکے شدید زخمی بھی کردیا گیا ہے۔حریت رہنماشبیر احمد شاہ نے کشمیری قوم سے اپیل کی ہے کہ وہ الیکشن میں حصہ نہ لیں۔ بھارتی آئین کے تحت ہونے والے اسمبلی اور پارلیمانی الیکشن اگرچہ بجلی سڑک پانی نوکری اور روز مرہ مسائل کے حل کے نام پر لڑے جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں کامیاب ہونے والے لوگ اور دہلی کے حکمران ہمیشہ اس عمل کو کشمیریوں کے مفادات کی بیخ کنی کیلئے ہی استعمال کرتے رہتے ہیں اور یہ کہ اس عمل کے ذریعے ہماری غلامی کے ایام طول ہی پکڑتے ہیں۔ حق یہی ہے کہ ان الیکشنوں نے ہمیں پی ایس اے، افسپا، ٹاڈا، پوٹا اور ایسے ہی دوسرے کالے قوانین کے سوا کچھ نہیں دیا۔ یہی الیکشن ہیں جنہوں نے ہم پر ٹاسک فورس، کیچ اینڈ کل، آپریشن ٹائیگر، حراستی ہلاکتوں، حراستی گمشدگیوں، بے نام قبروں، بے نشان مزارات، لٹی عصمتوں، خاکستر بستیوں اور شہید محمد مقبولؒ بٹ سے لیکر شہید محمد افضل گورو کی پھانسیاں ہی دی ہیں۔ یہی اسمبلی اور پارلیمنٹ ہے جس نے کشمیریوں سے آزادی کا ہر نشان چھین لینے کا کام کیا اور حقیقت یہی ہے کہ ان الیکشنوں کا مقصد بھارتی تسلط کو دوام بخشنے اور اس میں بننے والے ممبران اور حکمرانوں کا واحد کام بھارتی فوج' فورسز اور ایجنسیوں کی قتل و غارت اور جبر وزیادتیوں کو قانونی جواز بخشنا ہوتا ہے۔نرگ حریت رہنماسید علی گیلانی نے کئی حریت پسند رہنماؤں اور کارکنوں کی تازہ گرفتاری مہم اور گھروں پر چھاپہ ڈالنے کی کارروائیوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پولیس سربراہ کے

اعلان کے باوجود کہ ڈھونگ انتخابات کے پیش نظر کسی بھی آزادی پسند کو گرفتار نہیں کیا جائے گا اس کے باوجود ضلع بارہمولہ، ضلع اسلام آباد (اننت ناگ) اور دیگر مقامات پر باضابطہ طور کریک ڈاون شروع کردیا گیا ہے اور ایک درجن کے قریب حریت پسندوں کو پولیس تھانوں میں پابند سلاسل بنادیا گیا جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے' کئی کو اپنے اپنے گھروں میں نظربند کیا جارہا ہے اور کئی کو حراست میں لینے کے لیے ان کے گھروں پر چھے درچھے چھاپے ڈالے جارہے ہیں۔ سید علی گیلانی نے کہا کہ ریاست میں رچائے جانے والا الیکشن ڈرامہ اصل میں ایک فوجی آپریشن اور یکطرفہ کھیل ہوتا ہے۔ تحریک حریت جنرل سیکریٹری محمد اشرف صحرائی اور محمد اشرف لایا سمیت کئی لیڈروں کو گھروں میں نظربند کیا گیا ہے اور صدرِ ضلع بارہ مولہ عبدالغنی بٹ اور عاشق قادر لون نوپورہ کے گرفتار کرنے کے لیے مسلسل چھاپے ڈالے جارہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کی آزادی پسند قیادت پرامن طریقے سے الیکشن بائیکاٹ مہم چلارہی ہے اور وہ گھر گھر جاکر لوگوں کو اس عمل کے منفی نتائج سے باخبر کررہی ہے، البتہ حکومت ریاستی پاور کا استعمال کرکے ان کو ایسا کرنے کا موقع فراہم نہیں کررہی۔ بی جے پی اور کانگریس دونوں پارٹیاں مسلمانوں کے یکساں دشمن ہیں' دونوں پارٹیوں کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں' عالمی برادری مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے ان ڈھونگ انتخابات کا نوٹس لے اور کشمیریوں کو حق خودارادیت دلانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ مسئلہ کشمیر کا حل ڈھونگ

انتخابات نہیں استصواب رائے ہے۔اقوام متحدہ کو چاہئے کہ وہ اپنی پاس کردہ
قراردادوں پر عملدرآمد کرائے۔ حریت پسند رہنماؤں اور کارکنوں کی تازہ گرفتاری مہم
اور گھروں پر چھاپہ ڈالنے کی کارروائیوں قابل مذمت ہیں' عالمی برادری کو اس
۔بربریت کا نوٹس لینا چاہئے

کشمیر نے جینے کا ڈھنگ سیکھ لیا

تحریر: الیاس حامد

برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی کے نمائندے اوون بینیٹ جونز نے حالیہ دنوں مقبوضہ کشمیر کا دورہ کیا۔ اس دورے میں موجودہ حالات کا مشاہدہ کیا، وہ کشمیریوں سے ملا۔ نوجوان نسل سے تبادلہ خیال کیا، کشمیریوں کے سماجی اور معاشرتی مسائل جن کا تعلق موجودہ حالات سے ہے، بیان کئے، ان حالات میں اہل کشمیر کیا چاہتے ہیں اور کیا سوچتے ہیں؟ انہیں قلم بند کرتے ہوئے اپنی رپورٹ مرتب کی۔

بی بی سی اپنے تئیں آزاد اور غیر جانبدار ادارہ ہونے کا دعوے دار ہے اور اس کا چرچا بھی خوب کرتا ہے مگر اس رپورٹ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کس قدر ''غیر جانبداری'' سے کام لیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کشمیریوں پر بھارتی مظالم کو پاکستانی ٹی وی چینل کا پراپیگنڈہ قرار دیتے ہوئے اوون بینیٹ جونز لکھتا ہے ''کوئی بھی شخص جو پاکستان جا چکا ہو۔ وہ کشمیر کے بارے میں اپنے حصے کی بہت سی خبریں (پراپیگنڈہ) سن چکا ہوتا ہے، پندرہ برس تک پاکستان میں آتے جاتے وہ سب کچھ مجھے بھی ازبر ہو گیا تھا۔''

موصوف کو کشمیریوں پر بھارتی مظالم اپنے حصے کی خبریں اور پراپیگنڈہ لگتا

ہے۔ چلیے ایک لمحے کے لئے مان لیتے ہیں کہ پاکستانی ٹی وی کی خبریں جو قابض بھارتی فوج کے مظالم کو بیان کرتی ہیں وہ پراپیگنڈہ ہیں، مگر لاکھوں کشمیریوں جن میں نوجوان، بچے، بوڑھے اور خواتین شامل ہیں، کی بے دردی سے شہادت کو کیا کہیں گے؟ یہ اعداد و شمار کی بیشی کے ساتھ حقوق انسانی کی تنظیمیں اور ادارے بھی بیان کر چکے ہیں جس کا انہوں نے خود اقرار بھی کیا ہے) مقبوضہ کشمیر میں سینکڑوں اجتماعی قبروں کی) دریافت اور ان میں ہزاروں کشمیریوں کی تدفین بھی جھوٹ اور پراپیگنڈہ ہے؟ حالیہ دنوں میں وہ کشمیری جو بھارتی کرکٹ ٹیم کی شکست اور پاکستانی ٹیم کی فتح پر جشن منا رہے تھے، انہی میں سے ایک نوجوان کو بھارتی فوج نے چھرا گھونپ کر شہید کر دیا۔ بی بی سی کے اہلکار سے سوال ہے کہ وہ کون سا دن ہے جب کشمیری ماں اپنے لخت جگر کا لاشہ نہیں اٹھاتی؟

کشمیریوں پر بھارتی افواج کے مظالم کا ایک طویل باب ہے اور اس پر درجنوں اداروں کی رپورٹس ہیں جنہیں اس محدود بیاض میں شامل کرنا محال ہے تاہم بھارتی افواج کے مظالم پر تازہ ترین رپورٹ شامل ہے جو 3فروری 2014ء کو ہی انسانی حقوق کی تنظیم جموں کشمیر ہیومن رائٹس موومنٹ'' نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں کے مظالم'' کے حوالے سے شائع کی ہے جس کے مطابق 1947ء سے 2013ء کے اختتام تک پانچ لاکھ افراد شہید اور 9988 خواتین کی بے حرمتی کی

گئی۔ لاپتہ افراد کی تعداد دس ہزار ہے، ایک لاکھ دس ہزار بچے یتیم ہو چکے ہیں۔
رپورٹ کے مطابق بھارت کے کالے قانون کے تحت ایک لاکھ دس ہزار کشمیری جیلوں میں بھارتی مظالم سہنے پر مجبور ہیں۔ اس تفصیلی رپورٹ میں بتایا گیا کہ شہید کئے گئے افراد میں زیادہ تعداد 11 سال تک کے بچوں اور 60 سال تک کے عمر والے افراد کی ہے۔ 710 خواتین ایسی ہیں جنہیں زیادتی کے بعد قتل کیا گیا (یہ اعداد و شمار رپورٹ کے ہیں، حقیقتاً اس سے کہیں بڑھ کر ہیں) رپورٹ کے مطابق 1990ء سے 2013ء تک ایک لاکھ 6 ہزار افراد کو شہید کیا گیا مگر اقوام متحدہ ان مظالم پر خاموش تماشائی بنی رہی۔
بی بی سی کے سینئر صحافی مسٹر اوون بینیٹ جونز کو یہ روز روشن کی طرح عیاں اعداد و شمار نظر نہیں آئے، ہمیں اس بات پر حیرت ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اتنا مستند اور سینئر صحافی انسانی حقوق کی رپورٹس سے بے بہرہ ہو، البتہ یہ رائے قائم کرنا مستحکم امر ہو گا کہ ''آزاد اور غیر جانبدار'' ہونے کا دعویٰ محض ڈھونگ ہے۔ جہاں اسلام، مسلمان اور پاکستان کی بات آ جائے سب خود ساختہ آزاد اور غیر جانبدار ذرائع اس قدر جانبداری اور تنگ نظری سے کام لیتے ہیں کہ عام آدمی بھی ان کے اس اقدام سے چونک اٹھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں کسی غیر مسلم کو کانٹا بھی چبھ جائے تو یہی آزادی صحافت کے علمبردار وہ واویلہ کریں گے اور وہ شور مچائیں گے، عوام سمجھے گی کہ نہ جانے کیا قیامت

ٹوٹ پڑی؟

آپ وسطی افریقی جمہوریہ کی مثال ہی لے لیجئے وہاں جس انداز سے مسلمانوں کا صفایا کیا جا رہا ہے اور جس بے دردی اور سفاکیت سے مسلمانوں کو کاٹا جا رہا ہے تاریخ ایسی مثالیں دینے سے قاصر ہے۔ آپ دنیا کے دردناک مظالم کو دیکھ لیں وہ مظالم بھی ان بے چارے، بے بس، لاچار مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے کوہ ستم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ظلم در ظلم یہ ہے کہ اس عمل میں دہشت گرد صلیبی درندوں کو ان کی حکومت اور دیگر امن کے نام پر آئی فورسز کا تحفظ حاصل بھی ہے۔ آپ کسی میڈیا کو جو کہ ورلڈ وائیڈ اپنی نشریات چلاتے ہیں، بغور دیکھ لیں وسطی افریقی جمہوریہ کے مسلمانوں کے قتل عام کو کتنی کوریج دیتے ہیں؟

بی بی سی کے نمائندے نے جہاں کشمیریوں کے کلچر، سیاحوں سے حسن تعلق اور برتاؤ کا ذکر کیا وہاں کشمیری نوجوانوں اور بچوں کا کرکٹ کے ساتھ تعلق اور شوق بھی بیان کیا۔ موصوف لکھتے ہیں کہ باقی جنوبی ایشیا کی طرح کرکٹ کشمیر میں بھی کافی معروف ہے۔ اپنی رپورٹ میں دس سے بارہ سال تک کے بچوں کی ایک تصویر بھی شائع کی ہے، جنہوں نے اپنے ہاتھ میں بیٹ پکڑے ہوئے ہیں، ان میں ایک بچے نے پاکستانی کرکٹ ٹیم کی لکھا ہوا ہے۔ جس Pakistan یونیفارم جیسی گرین شرٹ پہن رکھی ہے جس کے سامنے بات سے اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ

کشمیر کا نوجوان اور بچہ بچہ پاکستان سے کس قدر محبت کرتا ہے اس کا دلی میلان پاکستان کے ساتھ ہے مگر بی بی سی کے صحافی نے اس بات کا سرسری تذکرہ بھی نہیں کیا، کہ وہاں کے نوجوان اور بچے پاکستان اور پاکستانیوں کو پسند کرتے ہیں اور ان کے ساتھ تعلق اور لگاؤ کے اظہار کے لئے ایسی ٹی شرٹ اور لباس ڈھونڈ کر پہنتے ہیں گو کہ وہاں پاکستانی ٹیم کی پرنٹ شدہ ٹی شرٹس ملنا بہت مشکل ہیں۔

حقیقت کو جتنا بھی چھپانے کی کوشش کی جائے آخرکار عیاں ہو کر رہتی ہے۔ اوون بینیٹ جونز کے مطابق بھارتی حکومت وادی کشمیر کے باسیوں کے دل جیتنے میں بری طرح ناکام ہوئی ہے، یہاں تک کہ بھارت نواز نیشنل کانفرنس بھی وادی میں بھارتی راج کو صرف ایک ایسی حقیقت سمجھتی ہے جس سے فرار ممکن نہیں۔ چاہے اس کی وجہ وہ سیاسی روایت ہو جس کے تحت کشمیری رہنما دلی یا اسلام آباد کی جانب دیکھتے رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب ایسے کشمیریوں کی تعداد کم ہی ہے جو آزادی کو جوش و جذبے کے ساتھ گلے نہ لگائیں۔

اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ کشمیریوں نے موجودہ حالات میں جینا سیکھ لیا ہے۔ بھارتی فوج نے اپنے مخبروں اور جاسوسوں کا وسیع نیٹ ورک پھیلا رکھا ہے، آپ کسی کیفے میں چائے کی ٹیبل پر کسی کشمیری سے پوچھیں کہ کتنے فیصد کشمیری

پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں تو وہ کہے گا 25 فیصد اور اگر کوئی اجنبی ساتھ بیٹھا ہو یا ریکارڈنگ کا خدشہ ہو تو فوراً کہے گا 10 فیصد، کہ کہیں کوئی مخبر نہ سن لے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کشمیری عوام کس قدر خوف، وحشت اور بے چینی کی کیفیت میں گھٹن کے ماحول میں سانس لے رہے ہیں۔ بھارت کی یہ دہشت گردی اور انسانی حقوق کی صریحاً خلاف ورزی ان صحافیوں کو نظر نہیں آتی اور نہ ہی بین الاقوامی سطح پر بھارت کی اس دہشت گردی کو بیان کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی اسے عیاں کرنے کی کوشش کرے تو اسے پراپیگنڈا کہہ کر زائل کرتے ہیں تاکہ ''آزاد اور غیر جانبدار صحافت'' کا حق ادا ہو سکے۔

ٹرینوں میں دہشت گردی کی بڑھتی وارداتیں

ریلوے کو محفوظ ترین سفر سمجھا جاتا تھا لیکن ریلوے پر رواں برس بار بار حملوں سے یہ سفر بھی غیر محفوظ ہو گیا۔ پاکستان ریلویز پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح اہم ہے جو پاکستان میں بڑے پیمانے پر آمدورفت کی سستی تیز رفتار اور آرام دہ سہولیات فراہم کرتا ہے۔ رواں مالی سال کے پہلے آٹھ ماہ جولائی تا فروری 2013-14ء کے دوران پاکستان ریلوے کی آمدنی میں 39 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ مالی سال کے اسی عرصہ کے مقابلہ میں رواں مالی سال کے دوران 4 ارب 50 کروڑ روپے کا زائد ریونیو حاصل کیا گیا ہے۔ پاکستان ریلوے کی رپورٹ کے مطابق جاری مالی سال کے پہلے آٹھ مہینوں کے دوران ادارے کی آمدن 15 ارب 90 کروڑ روپے تک پہنچ گئی ہے جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی عرصہ کے دوران پاکستان ریلوے کو 11 ارب 40 کروڑ روپے کا ریونیو حاصل ہوا تھا۔ پاکستان ریلوے مسافر گاڑیوں کی آمد و رفت کے شیڈول کی بہتری اور نئی مال بردار گاڑیاں چلا کر اپنی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ کر سکتا ہے۔ اس حوالے سے نئے انجنوں کی خریداری اور پرانے انجنوں کی بحالی کے پروگرام پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے تاکہ مسافروں کو سستی سفری اور مال برداری کی سہولیات فراہم کی جا سکیں لیکن ریلوے پر بار بار کے حملوں سے مسافروں میں

خوف کی فضا پائی جاتی ہے۔ بلوچستان بی ریلوے سٹیشن پر کوئٹہ سے راولپنڈی جانے والی جعفر ایکسپریس میں دھماکے کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت 17 مسافر جاں بحق اور 40 زخمی ہو گئے۔ کوئٹہ سے راولپنڈی جانے والی جعفر ایکسپریس دوپہر سوا ایک بجے بی ریلوے جنکشن پہنچی جہاں اس کا آدھے گھنٹے کا سٹاپ تھا۔ بیشتر مرد مسافر ٹرین سے اترے ہوئے تھے جبکہ خواتین اور بچے بوگیوں میں ہی بیٹھے تھے کہ اچانک ٹرین کی بوگی نمبر 9 میں خوفناک دھماکہ ہو گیا اور پھر ہر طرف قیامت صغریٰ برپا ہو گئی، خواتین اور بچوں کی چیخ وپکار سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ دھماکے سے آگ بھڑک اٹھی اور ایک بوگی مکمل طور پر جل کر خاکستر ہو گئی جبکہ آگ نے تین دیگر بوگیوں کو بھی شدید نقصان پہنچایا۔ بوگی میں لگنے والی آگ اتنی شدید تھی کہ بیشتر مسافروں کو اترنے کی مہلت ہی نہ مل سکی اور وہ بری طرح جھلس گئے۔ دھماکے کے نتیجے میں 17 مسافر جاں بحق اور 40 زخمی ہو گئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 8 مرد، خواتین اور 4 بچے شامل ہیں۔ آگ کے باعث کئی مسافر زندہ جل گئے جن میں ہندو 4 برادری کے 8 افراد بھی شامل ہیں جو ہسپتال عیادت کیلئے جا رہے تھے جبکہ ریلوے کے دو ملازم بھی جاں بحق ہوئے۔ امدادی کارکنوں نے ٹرین میں پھنسے ہوئے مسافروں کو انتہائی مشکل سے نکالا۔ وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق نے دھماکے کی رپورٹ طلب کرتے ہوئے کہا کہ کارروائی خضدار میں سکیورٹی اداروں کے آپریشن کا ردعمل ہو سکتی ہے۔ خواتین کی چیکنگ کا نظام نہیں تھا، ہو سکتا

ہے کہ اس میں کوئی خاتون ملوث ہو۔ بندوق کے ذریعے بات منوانے کا دور گزر گیا۔ احساس محرومی کے دعویدار وزیراعلیٰ بلوچستان کی طرف سے مذاکرات کی پیشکش قبول کریں اور امن کے مرکزی دھارے میں شامل ہوجائیں۔ وفاقی وزیر ریلوے نے سبی میں ٹرین دھماکے میں جاں بحق افراد کے لواحقین کے لیے 5، 5 اور زخمیوں کے لیے 2، لاکھ روپے امداد کا اعلان کیا ہے۔ آئی جی ریلوے پولیس سید ابن حسین نے ڈی آئی جی ریلوے پولیس منیر احمد چشتی کی سربراہی میں 5 رکنی تحقیقاتی ٹیم تشکیل دے دی ہے۔ کالعدم یونائیٹڈ بلوچ آرمی نے دھماکے کی ذمہ داری قبول کرلی۔ ترجمان تنظیم مرید بلوچ نے برطانوی نشریاتی ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کارروائی ایف سی کی تربت اور خضدار میں کارروائیوں کا ردعمل ہے۔ انہوں نے پاکستانی عوام کو متنبہ کیا کہ فی الحال ٹرین کے سفر سے گریز کریں کیونکہ ایف سی کی جانب سے ہونے والی کارروائیوں کے نتیجے میں وہ دوبارہ ٹرینوں کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ اسی برس صوبہ سندھ کے ضلع جیکب آباد کی تحصیل ٹھل میں 16 فروری کو ایک بم دھماکے کے نتیجے میں پشاور جانے والی خوشحال خان خٹک ایکسپریس کی بوگیاں پٹڑی سے اتر گئی تھیں۔ اس واقعے میں چار بچوں سمیت چھ افراد جاں بحق اور کم از کم 35 زخمی ہوئے۔ عسکریت پسندوں نے صوبہ پنجاب کے ضلع راجن پور کے علاقے عمر کوٹ میں 17 جنوری کو ایک اور خوشحال خان خٹک ایکسپریس کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا تھا جس کے نتیجے میں اس کی بوگیاں پٹڑی سے اتر گئی تھیں۔ اس ٹرین میں تقریباً 4 سو مسافر سوار

تھے۔ دھماکے کے نتیجے میں چار افراد جاں بحق اور 65 زخمی ہو گئے تھے۔بم ڈسپوزل اسکواڈ کے اہلکاروں نے 21 فروری کو ایک اور حملے کو روکتے ہوئے 10 کلو گرام وزنی ایک بم کو ناکارہ بنایا جو کہ صوبہ پنجاب کے علاقے کوٹ مٹھن کے نزدیک ریلوے کی پٹڑی پر نصب تھا۔ اس بم کے ذریعے ایک اور خوشحال خان خٹک ایکسپریس ٹرین کو نشانہ بنانا مقصود تھا۔ایک رپورٹ کے مطابق دہشت گردوں نے 2013 میں پاکستان ریلوے پر 18 حملے کیے جن میں 16 افراد جاں بحق اور 68 زخمی ہوئے۔ 2012 میں انہوں نے پاکستان ریلوے پر 30 بار حملہ کیا تھا۔ اور 2011 میں اس طرح کے حملے ہوئے تھے۔ پاکستان ریلوے عوام کو تسلی بخش تحفظ کی فراہمی اور دہشت 37 گردانہ حملوں کی تعداد میں مزید کمی لانے پر کاربند ہے۔ وزیراعظم نواز شریف نے ریلوے پولیس میں 600اہلکار بھرتی کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ انسداد دہشت گردی کی تربیت کے بعد متعلقہ ڈویژنز کو یہ نئے پولیس اہلکار دیے جائیں گے جو مسافر ٹرینوں اور پلیٹ فارمز پر ڈیوٹی انجام دیں گے۔ ریلوے پولیس کے پاس کم نفری، ٹرانسپورٹ، بم ڈسپوزل سکواڈ، وائرلیس سیٹ واک تھرو گیٹ، میٹل ڈیٹکٹر سمیت جدید آلات کی کمی مسافروں کیلئے خطرہ ہے۔ ٹرینوں پر بڑھتے ہوئے حملوں کی روک تھام اور ملک بھر کے ریلوے سٹیشنوں کی فول پروف سکیورٹی کیلئے ریلوے پولیس حکومت اور وزارت ریلوے کا منہ تک رہی ہے۔ سالانہ کروڑوں مسافروں، قیمتی سامان اور اربوں روپے کے اثاثوں کی سکیورٹی کی ڈیوٹی پر مامور ریلوے پولیس نے درپیش مسائل کے حوالے سے وزارت

ریلوے کو آگاہ کیا ہے کہ فول پروف سکیورٹی انتظامات ممکن بنانے کیلئے 795 اہلکاروں کی مزید نفری درکار ہے جس میں سے 650 کانسٹیبل اور 15 ڈرائیور شامل ہیں۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ ریلوے پولیس کے پاس بم ڈسپوزل اہلکاروں کی تعداد 130 ہے جبکہ ضرورت 384 افراد کے سٹاف کی ہے ریلوے پولیس کے ڈی ایس پیز کے پاس موجود گاڑیوں کی تعداد 14 ہیں جن میں 96/95 ماڈل اور 04/2003 ماڈل کی گاڑیاں شامل ہیں جبکہ مزید 16 گاڑیوں کی ضرورت ہے گشت کیلئے موجودہ پک اپ ڈالوں کی تعداد 18 ہے جبکہ موثر گشت کیلئے مزید 50 گاڑیاں درکار ہیں ریلوے پولیس کے پاس موٹر سائیکل کی تعداد 53 ہے جبکہ مزید 100 موٹر سائیکلیں درکار ہیں۔ فوری نفری کی فراہمی کیلئے ہر ڈویژن میں پولیس وین درکار ہے بروقت پولیس اہلکاروں سے رابطہ کیلئے 55 وائرلیس سیٹ اور 15 سو بیٹریاں درکار ہیں۔ ملک کے اہم سٹیشنوں پر مسافروں کے سامان کی مکمل چیکنگ کیلئے 10 سیکننگ مشینیں، مسافروں کی چیکنگ کیلئے میٹیل ڈیٹکٹر، 100 واک تھرو گیٹ، ٹریک کی چیکنگ اور بیرونی سرنگوں کی چیکنگ 400 کیلئے 10 مائن ڈیٹکٹر، 30 ایکسپلوسیو ڈیٹکٹر، کسی بھی بم کو ناکارہ بنانے جدید آلات پر مشتمل 10 بم ڈسپوزل ٹول کیٹ، بم ناکارہ بنانے کیلئے اہلکاروں کیلئے 10 بم ڈسپوزل سوٹ، اسٹیشن پر موجود سامان کی چیکنگ کیلئے 10 پورٹ ایبل ایکسرے مشین، کسی بھی مشکل صورت حال کیلئے 10 موبائل جیمر، دھماکہ خیز مواد کی تلاش کیلئے 200 ویپل سرچ، بم کی شدت کم کرنے اور ناکارہ بنانے کیلئے 10 واٹر گن درکار

ہیں۔ وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق کہتے ہیں کہ پاکستان ریلوے ٹرین کے سفر کو ہر لحاظ سے محفوظ بنانے کیلئے تمام وسائل بروئے کار لائے گا مسافروں کے جان ومال کی حفاظت یقینی بنانے کیلئے ریلوے پولیس کو جدید اسلحہ سے لیس کیا جارہا ہے ریل کو منافع بخش اور محفوظ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی۔ مرکزی حکومت پاکستان ریلوے کو منافع بخش، محفوظ اور بہترین سفری معیار کا حامل ادارہ بنانے کیلئے کوشاں ہے اور اس مقصد کی تکمیل کی خاطر تمام وسائل استعمال کئے جائیں گے کرایوں میں کمی کے ساتھ ساتھ تمام سفری سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ ٹرینوں پر حملوں کے پیش نظر ریلوے اسٹیشن سے مکمل چیکنگ کے بعد ٹرین کو روانہ کیا جارہا ہے اور پہلے کی نسبت ٹرین کی سکیورٹی میں اضافہ کردیا گیا ہے جبکہ بعض ٹرینوں میں کمانڈوز بھی تعینات کئے جارہے ہیں۔

یورپی یونین کشمیریوں کے لئے میدان میں

تحریر: محمد شاہد محمود

یورپی یونین نے ایک بار پھر مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے پاکستان اور بھارت کے درمیان ثالثی کی پیشکش کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مسئلہ خطے میں امن کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے جسے حل نہ کیا گیا تو بڑی تباہی کا باعث بن سکتا ہے، وقت آگیا ہے بھارت مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بند، کشمیریوں کو مذاکرات میں شامل کرے۔ بھارت میں یورپی یونین کی نمائندہ ماریا کاسٹکو فرنانڈیز نے پیس اینڈ جسٹس فورم کی جانب سے پیش کردہ یادداشت کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یورپی یونین کشمیر کی تنازعہ حیثیت کو تسلیم کرتا ہے اور اسے اس بات کا مکمل ادراک ہے کہ مسئلہ کشمیر جنوبی ایشیائی خطے میں ایک دیرینہ اور سنگین تنازعہ بن چکا ہے فوری، پرامن اور پائیداری حل وقت کی ضرورت ہے پاکستان اور بھارت کو اس تنازعے کے حل کیلئے باہمی بات چیت شروع کرنے اور کشمیریوں کو مذاکرات میں شامل کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یورپی یونین دونوں ممالک کے درمیان ثالثی کے لیے تیار ہے ۔انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالیوں کی مذمت کرتے ہیں یہ سلسلہ روکنے کے لئے بھارت کو اپنی فورسز کو جوابدہ بنانا ہوگا یورپی یونین مسئلہ کشمیر کی صورتحال پر کڑی نگاہ رکھتا ہے اور آئندہ اس حوالے سے بھرپور اقدامات اٹھائے

گا۔ کشمیری خواتین جنوبی ایشیاء کو ایٹمی جنگ کی تباہی سے بچانے کیلئے اہم کردار ادا کر سکتی ہیں اسلئے ان خواتین کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ مقبوضہ کشمیر میں خواتین اور بچوں کے حقوق بری طرح پامال ہو رہے ہیں جسمانی تشدد، آبروریزی کے علاوہ بچوں اور شہریوں کو لاپتہ کرکے نفسیاتی تکالیف پہنچانا بھی بھارتی فوجیوں کا ایک حربہ ہے عالمی برادری مقبوضہ کشمیر میں خواتین اور بچوں کے حقوں کی پامالیوں کا نوٹس لے۔

کشمیر خواتین کی نظر سے'' کے عنوان سے کانفرنس کو انٹر نیشنل کونسل فار ہیومن ڈی'' ولپمنٹ (آئی۔سی۔ایچ ڈی) اور کشمیر کونسل ای یو کے زیراہتمام منعقد کیاگیا۔ کانفرنس کے میزبان رکن ای پارلیمنٹ ڈاکٹر سجاد حیدر کریم تھے جبکہ شرکاء میں اہم شخصیات خصوصاً آزاد کشمیر کی خاتون وزیر برائے سماجی بہبود فرزانہ یعقوب، برطانیہ کی یونیورسٹی کی لیکچرر سعدیہ میر، ہالینڈ سے انسانی حقوق کی کارکن ماریان لوکس، برسلز کی رکن پارلیمنٹ ڈینیل کارون، جرمنی سے صدیق کیانی، پاکستان سے شائلہ محمود اور کینیڈا سے سلک کی شریک بانی خولہ صدیقی شامل تھیں۔ان کے علاوہ اس کانفرنس میں اراکین یورپی پارلیمنٹ اور کشمیر اور یورپ سے خواتین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔کانفرنس کی مہمان خصوصی اورآزاد کشمیر کی خاتون وزیر برائے سماجی بہبود فرزانہ یعقوب نے کہاکہ کشمیریوں کے حقوق بری طرح پامال ہورہے ہیں۔ مقبوضہ حکومت میں ریاستی دہشت گردی ہے اور کالے قوانین نافذ ہیں۔ افسوس سے کہناپڑتاہے کہ جہاں بڑی طاقتوں کے مفاد ہوتے ہیں وہاں

مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ بھارت ہٹ دھرمی کر رہا ہے۔ کوئی اس کو روکنے والا نہیں۔ عالمی برادری کو چاہیے کہ آگے آئے اور کشمیریوں کی مدد کرے۔ کانفرنس کے میزبان اور رکن ای یو پارلیمنٹ سجاد کریم نے کہا کہ ہم نے کشمیریوں کے حقوق کی بات کی ہے اور آئندہ بھی کشمیر کاز کو سپورٹ کرتے رہیں گے۔ کینیڈا سے سلک کی شریک بانی خولہ صدیقی نے اپنے داستان بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ چار سال کی تھیں کہ اپنے والدین سے مقبوضہ کشمیر چھوڑا اور اب بھی اپنی دوستوں اور عزیزوں سے رابطے میں ہیں جو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کر رہی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں لوگوں کی زندگی سخت مشکلات کا شکار ہے۔ خاص طور پر خواتین کو زیادہ پریشانی لاحق ہے۔ شائلہ محمود نے بھی اس طرح کی داستان سنائی اور انھوں عالمی برادری پر زور دیا کہ وہ کشمیریوں کو انصاف دلائے۔ انھوں نے پانی کے مسئلے پر بھی بات کی۔ رکن برسلز پارلیمنٹ ڈینیل کارون نے بتایا کہ ہم انسانی حقوق کو سپورٹ کرتے ہیں۔ یورپ کو آنکھیں بند نہیں کرنی چاہیے۔ رکن ای یو پارلیمنٹ فلپس بینن نے بھی کانفرنس کے دوران بات کی۔ مقررین نے عالمی برادری خاص طور پر انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں پر زور دیا کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں خصوصاً مظلوم کشمیری خواتین پر مظالم کو روکنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔اس دوران آئی سی ایچ ڈی اور کشمیر کونسل ای یو کے چیئرمین علی رضا سید نے کہا کہ مسئلہ کشمیر ایک دیرینہ مسئلہ ہے اور اس کانفرنس کا مقصد مسئلہ کشمیر کے حوالے سے خواتین کے کردار

اور مقبوضہ کشمیر کی خواتین کے مصائب خصوصاً تشدد، جنسی زیادتی، قتل اور دیگر مظالم کو سامنے لانا ہے۔ اس کانفرنس میں ان شخصیات نے شرکت کی جو خواتین کے حقوق اور آزادی خاص طور پر کشمیر خواتین کے حقوق کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں۔ بہت سی شخصیات اور تنظیموں کے نمائندوں اور ماہرین نے اس کانفرنس میں شرکت کی اور اس کانفرنس کے دوران مسئلہ کشمیر میں خواتین کے کردار اور خواتین کے حقوق کے بارے میں موثر بحث و مباحثہ ہوا۔ علی رضا سید نے مزید کہا کہ آئی سی ایچ ڈی انسانی حقوق خصوصاً کشمیریوں کے حق خودارادیت کے لیے جدوجہد کرنے والے کارکنوں اور رضاکاروں پر مشتمل ایک فورم ہے۔ ہم ریاستی مظالم کے شکار کشمیری عوام کے حقوق اور ان کی آزادی کے لیے پرامن جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں۔ چیئرمین کشمیر کونسل ای یو بتایا کہ اس کانفرنس میں یاسین ملک کی اہلیہ مشال ملک کو بھی مدعو کیا گیا تھا لیکن وہ کچھ وجوعات کی بناپر شریک نہ ہو سکیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ ہمارے اس مشن میں شریک رہیں گے۔

سبزی منڈی دھماکہ، اسلام آباد ایک بار پھر لہولہو

مذاکرات بھی جاری ہیں، حکومتی کمیٹیاں طالبان سے جا کر ملتی ہیں، قیدیوں کی رہائی کی بھی بازگشت سنائی دیتی ہے، مذاکرات کی کامیابی کے دعوے بھی کئے جاتے ہیں لیکن دہشت گردی کی لہر رکنے کا نام نہیں لے رہی۔ بلوچستان کے بعد اسلام آباد کو ایک بار پھر نشانہ بنایا گیا۔ اسلام آباد لہولہان کر دیا گیا۔ اسلام آباد کے سیکٹر ایچ 11 میں واقع فروٹ منڈی میں آج صبح روزانہ کی طرح مختلف علاقوں سے لائے گئے پھلوں کی نیلامی ہو رہی تھی کہ اچانک دھماکا ہوگیا۔ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ اس کی آواز کئی کلومیٹر دور تک سنی گئی، واقعے کی اطلاع ملتے ہی مقامی افراد اور مختلف سرکاری اور نجی ریسکیو اداروں کے رضاکاروں نے لاشوں اور زخمیوں کو اسلام آباد اور راولپنڈی کے مختلف اسپتالوں میں پہنچایا جبکہ اسلام آباد پولیس، انسداد دہشت گردی یونٹ، بم ڈسپوزل یونٹ، ایلیٹ فورس اور حساس ادارے کے اہلکاروں نے جائے وقوعہ کا محاصرہ کرکے فروٹ منڈی میں موجود اشیاء کی اسکیننگ شروع کر دی۔ سرکاری حکام کے مطابق دہشتگردی کے اس واقعے میں اب تک 23 افراد جاں بحق جبکہ 110 سے زائد زخمی ہوئے ہیں، زخمیوں میں سے کئی کی حالت تشویناک ہے جس کی وجہ سے جاں بحق افراد کی تعداد میں مزید اضافے کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے۔ اسلام آباد کے پمز میں 19 لاشیں اور 74

زخمی لائے گئے، اس کے علاوہ راولپنڈی کے ہولی فیملی اسپتال میں 4 لاشیں اور 40 زخمی جبکہ بے نظیر بھٹو اسپتال میں 4، ڈی ایچ کیو 2 اور ریلوے اسپتال میں ایک زخمی کو لایا گیا۔ واقعے کے بعد قائم مقام آئی جی اسلام آباد خالد خٹک نے میڈیا سے بات کرتے کہا کہ دھماکے میں 5 کلو گرام سے زائد بارودی مواد استعمال کیا گیا جسے امرود کی پیٹیوں میں چھپایا گیا تھا، انہوں نے کہا کہ پولیس کو حساس اداروں کی جانب سے فروٹ منڈی میں دہشتگردی کی کسی کارروائی سے متعلق کوئی اطلاع نہیں تھی، نہ ہی سبزی منڈی میں آنے والے ہر ٹرک اور ہر شخص کو چیک کرنا ممکن ہے۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے پولیس حکام سے واقعہ کی رپورٹ طلب کر لی ہے۔ صدر مملکت ممنون حسین، وزیراعظم نواز شریف، پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری، وزیراعلی پنجاب، وزیر اعلیٰ و گورنر سندھ، نو منتخب امیر جماعت اسلامی سراج الحق اور دیگر سیاسی و مذہبی شخصیات نے فروٹ منڈی بم دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے جانی و مالی نقصان پر شدید افسوس کا اظہار کیا ہے۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد فروٹ منڈی بم دھماکہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے بے گناہ افراد کے جاں بحق ہونے پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور کہا کہ بھارت سمیت دیگر اسلام دشمن قوتیں کسی صورت پاکستان امن نہیں چاہتیں۔ دوسری جانب کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد نے اسلام آباد دھماکے

سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے، عوامی مقامات پر بے گناہ لوگوں کا قتل شرعا حرام اور ناجائز ہے۔ دھماکے کا مقدمہ نامعلوم افراد کے خلاف سرکاری مدعیت میں تھانہ سبزی منڈی میں درج کر لیا گیا ہے، مقدمے میں دفع 324، 302 اور سیون اے ٹی اے شامل کی گئی ہیں۔ سبی ٹرین بم دھماکے کے بعد اسلام کی فروٹ منڈی میں ہونے والے دھماکے کی ذمہ داری بھی یونائیٹڈ بلوچ آرمی نامی تنظیم نے قبول کرلی۔ اسلام آباد فروٹ منڈی میں دھماکے کے بعد پولیس کی بھاری نفری نے امرود کی پیٹیاں اسلام آباد لیجانے والی گڈز ٹرانسپورٹ کے مالک شیخ جہانگیر اور اسکے بیٹے کو حراست میں لیکر تفتیش شروع کردی ہے۔ ابتدائی تفتیش میں پر شر قیپور اور ننکانہ کے مختلف علاقوں سے LAS-1612 معلوم ہوا ہے کہ ٹرک نمبر امرود کی 365 پیٹیاں اسلام آباد روانہ کی گئیں۔ 9 باغات کے مالکان جن میں بابا علی' محمد حنیف' محمد طفیل مانگٹانوالہ' رنگ الٰہی' محمد صدیق' شہباز' ساجد' محمد آصف' وکیل احمد' باالترتیب کوٹ محمود' ساہجووال' فیض آباد اور نور منڈی کے رہائشی ہیں' کی پوری تفصیلات حاصل کی جارہی ہیں کہ ان کا کسی دہشت گرد تنظیم یا دہشت گردوں سے بلواسطہ یا بلاواسطہ رابطوں کا پتہ چل سکے تاہم سپیشل برانچ اور دیگر خفیہ اداروں کے افسران نے بھی اس حوالے سے شر قیپور کے مختلف علاقوں سے معلومات اکٹھی کرنا شروع کردی ہیں۔ سبزی منڈی اسلام آباد میں بدھ کے روز 14 برس بعد دہشت گردی کا دوسرا واقعہ رونما ہوا۔ پہلا دھماکہ ستمبر 2000ء میں

اسی جگہ اور تقریباً اسی وقت ہوا تھا جب انگور کی پیٹیاں ٹرکوں سے اتاری جا رہی تھیں۔ اس وقت 35 سے زائد مزدور اور خریدار جاں بحق ہوئے تھے جبکہ بڑی تعداد میں لوگ زخمی بھی ہوئے۔ 14 سال بعد بدھ کے روز 9 اپریل کو اسی طرز کا یہ دھماکہ امرود کی پیٹی میں ہوا۔ حالیہ دنوں میں سبزی منڈی اور فروٹ منڈی میں بھی سکیورٹی کیلئے اسلام آباد ہائیکورٹ کے حکم پر بڑے پیمانے پر انتظامات بھی ہوئے لیکن اس کے باوجود دہشت گردی کا یہ واقعہ ہوگیا۔ سبزی منڈی کی سکیورٹی کیلئے علاقے میں گزشتہ چند ماہ کے دوران کئی سرچ آپریشن بھی ہوئے اور بڑی تعداد میں لوگوں کو مشکوک قرار دیکر پولیس نے اپنی حراست میں بھی لیا۔ تین ماہ قبل سبزی منڈی میں بھتہ خوری کے الزام کے تحت بھی وہاں کے تاجروں اور مزدوروں کو پکڑا گیا جن میں پولیس اہلکار بھی شامل تھے بھتہ خوری کے اس کیس کی تفتیش کے بعد سبزی منڈی کی اندرونی سڑک کو تجاوزات سے پاک کرنے کے دعوے بھی کئے گئے اور ٹریفک پولیس اسلام آباد نے وہاں اپنی نفری بھی لگائی، ان تمام اقدامات کے باوجود دہشت گردی کا یہ واقعہ رونما ہوجانا پولیس اور وفاقی دارالحکومت کی سکیورٹی کیلئے سوالیہ نشان ہے۔ گزشتہ ماہ بھی اسلام آباد کے ایف ایٹ سیکٹر میں واقع کچہری میں ہونے والے خود کش حملے اور فائرنگ کے نتیجے میں ایڈیشنل سیشن جج سمیت 11 افراد جاں بحق ہو گئے تھے۔ فروٹ منڈی تقریباً 25 ایکڑ رقبے پر پھیلی ہوئی ہے جہاں روز ہزاروں گاڑیاں اور لوگ آتے ہیں اس لئے ہر کسی کی بغیر جدید آلات کے چیکنگ کرنا

ممکن نہیں، چیکنگ کے لئے اسکینرز کی ضرورت ہے، پچھلے 5 سالوں میں 100 کروڑ روپوں سے 4 اسکینرز خریدے گئے جن میں سے بھی 2 آئے اور وہ بھی کام نہیں کرتے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے فروٹ منڈی دھماکے کے خلاف سینیٹ میں تحریک التوا جمع کرادی ہے۔ طالبان نے فوری اس واقعہ کی مذمت و تردید کی ہے۔ اس تردید کے بعد حکومت جو پہلے کسی بھی واقعہ کی ذمہ داری طالبان پر ڈال دیتی تھی اب کیا بنے گا۔ مذاکرات کے ہوتے ہوئے بھی عوام محفوظ نہیں، جو حالات چل رہے ہیں کوئی بھی گھروں سے نہیں نکلے گا۔ پہلے مساجد پر، مدارس پر، امام بارگاہوں پر، مزاروں پر، بازاروں میں، بلکہ حساس اداروں پر بھی حملے ہوئے جو اب فروٹ منڈیوں تک پہنچ گئے جہاں عوام کا رش ہوتا ہے۔ اسلام آباد سبزی منڈی میں بم دھماکے کے بعد حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکراتی عمل متاثر ہونے کے خدشات ظاہر کئے جارہے ہیں جبکہ گذشتہ تین روز کے دوران ملک بھر میں دہشت گردی کی مختلف وارداتوں کے بعد مذاکراتی عمل کیلئے نئے مسائل اور سوالات اٹھنے لگے ہیں۔ اسلام آباد کچہری دھماکے کے بعد حکومت اور طالبان کے درمیان جاری مذاکراتی عمل کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے اور حکومت پر ایک ماہ اور چھ روز کے دوران وفاقی دارالحکومت میں دہشت گردی کی دو بڑی وارداتوں کے بعد اپوزیشن اور دیگر لحاظ سے دباؤ بڑھ چکا ہے جبکہ ایم کیو ایم کی جانب سے پہلے ہی دہشت گردوں کیخلاف آپریشن کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ اس واقعہ کے بعد مذاکراتی عمل کے متاثر ہونے کا امکان ظاہر کیا جارہا ہے

جبکہ دوسری جانب تحریک طالبان پاکستان کی جانب سے واقعہ سے لاعلمی کے اظہار نے بھی حکومت کو شش و پنج میں مبتلا کر دیا ہے۔ان دھماکوں میں کونسی قوت ملوث ہے حکومت کو جلدی تحقیقات کر کے عوام کے سامنے لانا ہو گا تا کہ خوف کی کیفیت ختم ہو ۔ملزمان بے نقاب ہوں گے ،سزائیں ملیں گیں تو عوام مطمئن ہو گی اور اگر صاف یہ کہا جاتا رہا کہ اسلام آباد محفوظ شہر ہے۔اسکی سیکورٹی کے لئے فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں انہیں فول پروف سیکورٹی میں عوام مزید بہتا خون نہیں دیکھ سکتی،اب حکومت کو دوٹوک فیصلہ کرنا ہوگا۔

بھارتی انتخابات میں مودی کا جھوٹ بے نقاب

ایک درجن سے زائد عالمی شخصیات نے بھارتی جنتا پارٹی کے وزارت عظمیٰ کے امیدوار نریندر مودی کے وزیر اعظم بننے کو ہندوستان کے مستقبل کے لیے بد شگونی سے تعبیر کیا۔گارجیئن کو لکھے اپنے ایک مکتوب میں ، جس پر برطانیہ کے وکیلوں ، سماجی کارکنوں اور تین ممبران پارلیمنٹ کے بھی دستخط ہیں کہا گیا ہے کہ اگر مودی ہندوستان کے وزیر اعظم بن گئے تو یہ ایک ایسے ملک ہندوستان کے لیے اچھا شگون نہیں ہوگا جہاں ہر طبقہ کے لوگوں کو تحفظ حاصل ہے۔کپور نے، جو کہ ہندستان میں ہی پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی اور اب لندن میں سکونت پذیر ہیں، کہا کہ اصل تشویش ناک بات یہ ہے کہ مودی وزیر اعظم بننے کے بعد ہندوستان کو ایک خالص ہندو ملک بنانے کے لیے اور بھی زیادہ لڑی چوی کا زور لگا دیں گے اور یہ وہ تشویش ہے جو محض ان دستخط کنندگان کو ہی نہیں بلکہ لاتعداد افراد کو ہے۔پورے بھارت کو 46 سال تک اُلو بنانے والے 63 سالہ نریندر مودی کے ڈھول کا پول کھل گیا، اس نے اعتراف کر لیا ہاں ہاں شادی شدہ ہوں، کنوارا نہیں۔ الیکشن کے بعد مودی سرکار بن سکے گی؟ گجرات فسادات کے بعد لوگوں نے کہا کہ مودی سب سے بڑا قاتل ہے، کچھ نے کہا سب سے بڑا ڈان ہے اور کچھ نے کہا کہ سب سے بڑے سیاستدان ہیں لیکن بات کھلی کہ مودی تو سب سے

بڑا جھوٹا ہے۔ انہوں نے کاغذات نامزدگی جمع کرائے تو جان لیا ان کی ایک بیوی یشودھابن ہے۔ شادی کے وقت دونوں کی عمر 17 سال تھی، مودی نے شادی کے بعد بیوی کو کبھی منہ نہ دکھایا اور بھاگ گئے۔ جو شخص اپنی بیوی کا خیال نہ رکھ سکا وہ سوا ارب شہریوں کا کیا خیال رکھے گا اور جو شخص 46 سال لوگوں کو الو بناتا رہا وہ وزیراعظم بن کر قوم کو کیا الو بنائے گا، اس جھوٹ کے بعد ایسا نہ ہو کہ سیاست کی دیوی ان سے روٹھ جائے اور کہے کہ طلاق، طلاق، طلاق۔ بی جے پی کے انتہا پسند رہنما نریندر مودی کی اہلیہ کا نام یشودھابن ہے جو ان کے آبائی گاؤں ودھ نگر کی رہائشی ہیں۔ مودی کی بیوی نے کہا ہے کہ وہ قانونی طور پر اب بھی مودی کی بیوی ہیں۔ جب وہ 17 سال کی تھیں تو بی جے پی کے رہنما سے ان کی شادی ہوئی اور تین سال بعد علیحدگی ہو گئی تھی۔ بھارتی اخبار کو ویب سائٹ پر انٹرویو میں یشودھابن نے بتایا کہ وہ ریٹائرڈ سکول ٹیچر ہیں، ماہانہ 14 ہزار روپے پنشن ملتی ہے۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ رہتی ہیں اور زیادہ وقت عبادت میں گزارتی ہیں۔ شادی کے بعد انہوں نے اور نریندر مودی نے تین سال کے عرصے میں جتنا وقت ایک ساتھ گزارا وہ مجموعی طور پر تین ماہ کا عرصہ بنتا ہے۔ مودی کے ساتھ ان کا کبھی جھگڑا نہیں ہوا تھا۔ معقول شرائط پر علیحدگی ہوئی۔ اس سوال پر کہ اگر مودی نے وزیراعظم بننے کے بعد انہیں فون کیا اور اپنے ساتھ نئی دلی لے جانا چاہا تو کیا وہ جائیں گی؟ اس پر یشودھابن کا کہنا تھا کہ ان کے خیال میں مودی انہیں کبھی فون نہیں کریں

گے او وہ کبھی نہیں چاہیں گی کہ مودی کو نقصان پہنچے۔ ایک اور سوال پر یشودھابن نے کہا کہ مودی کے پاس ان کے لئے وقت نہیں تھا، علیحدگی کا فیصلہ ان کا اپنا تھا۔ مودی کی اہلیہ گجرات کے نواحی علاقے میں کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ پاؤں پھٹے، ٹوٹے جوتے، بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس یشودھابن کا چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا ہے، وہ گاؤں کی ایک عام خاتون نظر آتی ہیں۔ بھارت کی حکمران جماعت کانگریس نے شادی کے حوالے سے جھوٹ بولنے پر ہندو انتہا پسند رہنما نریندر مودی کو نااہل قرار دینے کے لیے الیکشن کمیشن سے رجوع کر لیا ہے۔ کانگریس کی جانب سے الیکشن کمیشن میں جمع کرائی گئی درخواست میں موقف اختیار کیا گیا کہ نریندر مودی نے گجرات سے لوک سبھا کی سیٹ کے لیے جمع کرائے گئے عہد نامے میں خود کو شادی شدہ بتایا ہے جب کہ اس سے قبل نریندر مودی نے کسی بھی عہد نامے میں یہ بات نہیں بتائی۔ کانگریس نے اپنی درخواست میں مزید کہا کہ یہ کوئی ذاتی نہیں بلکہ قانونی مسئلہ ہے اور نریندر مودی کے عہد نامے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ جھوٹ بولا۔ اس سے قبل نریندر مودی انتخابات میں حصہ لے چکے ہیں لیکن انہوں نے ہر بار خود کو غیر شادی شدہ ہی 4 ظاہر کیا اور مودی جلسوں میں کہتے رہے کہ وہ ''اکیلا'' ہونے کی وجہ سے بہتر طریقے سے عوامی خدمت کر سکتے ہیں۔ بھارت کی حکمران جماعت کانگریس نے الزام عائد کیا ہے کہ ہندو انتہا پسند تنظیم بھارتیہ جنتا پارٹی اپنے وزیر اعظم کے عہدہ کے امیدوار نریندر مودی کے امیج

بنانے پر دس ہزار کروڑ روپے خرچ کر رہی ہے اور اس میں 90 فیصد بلیک منی کا استعمال ہو رہا ہے۔ لوک سبھا الیکشن میں بی جے پی مسٹر مودی کے لئے زبردست انتخابی مہم چلا رہی ہے اور یہ پوری مہم صرف ایک شخص پر مرکوز ہے۔ بھارتی شہر کانپور میں ہندو انتہا پسندوں کی طرف سے مذہبی جلوس کا روایتی راستہ تبدیل کرنے پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین شدید جھڑپیں ہوئی ہیں جس میں ایک درجن سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ مشتعل ہندوؤں نے ضلع مجسٹریٹ کی گاڑی کو آگ لگادی۔ حملہ میں روشن جیکب نامی مجسٹریٹ بال بال بچیں جبکہ ان کو بچاتے ہوئے متعدد پولیس اہلکار زخمی ہو گئے۔ ہندوؤں نے گیسٹ ہاؤس میں مسلم خاندان کی شادی کی ایک تقریب پر بھی حملہ کیا اور خواتین و بچوں پر بھی بڑی بے رحمی سے تشدد کیا گیا۔ فساد متاثرہ علاقہ میں غیر اعلانیہ کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ کانپور کے ایڈیشنل ضلع مجسٹریت اویناش سنگھ نے بتایا کہ ہندوؤں کی جانب سے مذہبی تہوار رام نومی پر کلیان پور تھانہ کے علاقہ سندر نگر سے جلوس نکالا جانے لگا تو مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ ہر سال یہ جلوس سید نگر کے مقررہ روٹ سے نکلتا ہے مگر اب یہ جلوس سندر نگر سے کیوں نکالا جارہا ہے؟ اس پر جلوس میں شامل ہندو سیخ پا ہوگئے اور انہوں نے اعتراض کرنے والوں پر تشدد شروع کر دیا جس سے پورے علاقہ میں سخت کشیدگی کا ماحول پیدا ہو گیا۔ اس دوران پتھراؤ ہونے سے بھگدڑ مچ گئی۔ پولیس نے مشتعل ہندوؤں کو منتشر کرنے کیلئے لاٹھی چارج کیا تو بدلہ میں ہندوؤں نے مجسٹریٹ

کی جیپ کو بھی آگ لگا کر نذر آتش کر دیا اور آٹھ سے دس دوکانوں کو بھی آگ لگا دی۔ پولیس کی جانب سے مشتعل ہندوؤں پر قابو پانے کیلئے آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے اور ربڑ کی گولیوں کا بھی استعمال کیا گیا۔ فساد کے موقع پر ایس پی انل کمار مشرا کی قیادت میں کئی تھانوں کی پولیس نے علاقہ کو گھیرے میں لئے رکھا۔ مذکورہ علاقہ میں کشیدگی کا ماحول تاحال برقرار ہے اور غیر اعلانیہ کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ مقامی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ سید نگر ہندو مسلم فسادات پارلیمانی انتخابات میں فائدہ حاصل کرنے کی منصوبہ بند سازش کا نتیجہ ہے۔ مسوان پور اور سید نگر میں مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک پارٹی کے نام نہاد لیڈر نے سازش کے تحت کچھ آوارہ لڑکوں کی ٹیم تیار کر کے جلوس میں شرپسندی کے مقصد سے شامل کروایا تھا اور بادی النظر میں وہ نام نہاد لیڈر اپنی سازش میں کامیاب رہا ہے۔ بھارتی دارالحکومت نئی دہلی کی جامع مسجد فتح پوری کے امام مولانا ڈاکٹر مفتی مکرم احمد نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ الیکشن میں حصہ لے کر انتہا پسند عناصر کو شکست دیں۔ اگرچہ بی جے پی نے مسلمانوں کو لبھانے کے لئے اپنے منشور میں مدارس کی جدید کاری اور انصاف کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے لیکن جس پارٹی کے لیڈر امت شاہ اور وسندھرا راجے سندھ جیسے لوگ جو کھل کر بدلہ لینے اور ٹکڑے کرنے کی باتیں کر رہے ہوں ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ مسلمانوں کو تمام تر اختلافات بالائے طاق رکھ کر ہندو انتہا پسند امیدواروں کا ناکام بنانا چاہیے۔ اگرچہ اس وقت

بھی مسلمانوں کے مسائل حل نہیں ہورہے ہیں لیکن سیکولر امیدواروں سے ناراضگی کا مطلب یہ ہوگا کہ فرقہ پرست عناصر کامیاب ہوجائیں گے اور یہ ملک کے مستقبل کے لئے خطرناک ہوگا۔

گرمیوں کا آغاز سے ہی بجلی غائب

مسلم لیگ (ن) نے اپنی انتخابی مہم میں 2 سال میں لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے کے مقولے پر عمل کرتے ہوئے اب حکمران یہ کہہ رہے کہ آئندہ 4 سال میں بھی لوڈ شیڈنگ کا عذاب ختم نہیں ہو سکتا جس کا اعتراف وزیر مملکت پانی و بجلی عابد شیر علی نے کرلیا ہے۔ گزشتہ عام انتخابات میں ہر سیاسی جماعت نے عوامی مسائل کے حل کے لئے بلند و بانگ دعوے کئے لیکن طرح طرح کے بیانات دے ڈالے یہاں تک کہ میاں شہباز شریف نے تو 2 سال میں لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ حل نہ ہونے پر اپنا نام ہی بدل ڈالنے کا اعلان کر دیا لیکن جب حکومت میں آئے تو انہیں پتہ چلا کے سو میں کتنے بیس ہوتے ہیں، حالات کی سنگینی دیکھ کر تیسری بار وزیر اعظم منتخب ہونے والے نواز شریف نے اپنے چھوٹے بھائی کے اس بیان کو جوش خطابت قرار دے دیا اس کے علاوہ انہوں نے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ ڈالا حالات کو ان کے اندازے سے بھی زیادہ خراب ہیں وہ کوشش کریں گے کہ جلد از جلد اس مسئلے پر قابو پالیا جائے۔ لیکن اب ان کے ایک اور وزیر موصوف نے یہ بھی اعتراف کرلیا ہے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ 2017 تک ممکن ہی نہیں۔ ملک بھر میں بجلی کا شارٹ فال 2150 میگاواٹ سے متجاوز کرنے کے بعد بجلی کی غیر اعلانیہ بدترین لوڈشیڈنگ

میں مزید تیزی آ گئی۔ لاہور سمیت پنجاب کے بڑے شہروں میں بھی 14 سے 16 گھنٹے جبکہ دیہاتوں میں لوڈشیڈنگ کا دورانیہ 18 سے 20 گھنٹے تک پہنچنے کے بعد عوام کا حکومت اور واپڈا کیخلاف شدید احتجاج اور لاہور، فیصل آباد سمیت پنجاب کے کئی علاقوں میں بجلی کی غیر اعلانیہ بدترین لوڈشیڈنگ کیخلاف احتجاجی مظاہروں میں بھی شدت آ گئی۔ وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ محمد آصف کی ٹویٹ کے مطابق ملک بھر میں بجلی کا شارٹ فال 2150 میگاواٹ رہا جبکہ بجلی کی مجموعی پیداوار 9650 اور ڈیمانڈ 11800 میگاواٹ رہی اور ہائیڈرل کے ذریعے 1780، تھرمل کے ذریعے 1250 اور آئی پی پیز کے ذریعے 6620 میگاواٹ بجلی حاصل کی گئی۔ شارٹ فال میں اضافے کے بعد بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ میں گرمیوں کے آغاز میں ہی تیزی آ گئی ہے۔ جیسے جیسے ملک کے زیادہ تر حصوں میں درجہ حرارت چالیس ڈگری سینٹی گریڈ کی جانب بڑھ رہا ہے اور آبپاشی میں کمی کی وجہ سے ملک کے دو بڑے ڈیموں سے پانی کا اخراج کم ہوگیا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ہی کو بجلی کی قلت بھی بڑھتی جارہی ہے، گزشتہ روز بجلی کی کمی چھ ہزار میگاواٹ تک جا پہنچی تھی، جس سے حکام کو بارہ سے اٹھارہ گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ پر مجبور ہونا پڑ گیا ہے۔ پاکستان الیکٹرک پاور کمپنی (پیپکو) کے حکام کے مطابق یہ بجلی قلت کا یہ تعین پچھلے دو دنوں میں کیا گیا ہے۔ اس تاریک صورتحال کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پانی کے اخراج میں کمی آئی ہے، درجہ حرارت میں اضافہ ہوا ہے اور دو ہزار سات سو میگاواٹ بجلی پیدا کرنے

والے پاور پلانٹس ایندھن کی قلت کی وجہ سے بند کردیئے گئے ہیں۔ طویل عرصے سے جاری دو اہم مسئلوں نے آگے بڑھنے سے روک رکھا ہے۔ پچھلے کئی مہینوں سے بلوں کی وصولی صرف چھیاسی فیصد تک رک گئی ہے، چنانچہ تقریباً تیس کروڑ روپے روزانہ کے حساب سے بقایا جات پھنسے ہوئے ہیں۔ سرِفہرست حکومت کی جانب سے سبسڈی کی ادائیگی میں تاخیر ہے۔ بتیس ارب روپے کے بقایاجات میں سے صرف دس ارب روپے حکومت کی جانب سے تقریباً دس دن پہلے ادا کیے گئے تھے، اور بائیس ارب روپے باقی رہ گئے ہیں۔ گزشتہ دس دنوں میں آٹھ ارب روپے کی رقم اس بل میں مزید شامل ہوگئی ہے، چنانچہ کل رقم تیس ارب روپے تک جا پہنچی ہے۔ یہی دو عوامل ہیں، جن کی وجہ سے بجلی کے منصوبہ ساز یہ پلانٹس چلانے کے قابل نہیں ہیں۔ تقریباً تین ہزار میگاواٹ کی تھرمل پاور کی پیداواری صلاحیت میں سے جمعرات کے روز پیپکو صرف تیرہ سو پچاس میگاواٹ بجلی پیدا کررہی تھی۔ انڈیپنڈنٹ پاور پروڈیوسرز (آئی پی پیز) کی جانب سے چھ ہزار چار سو میگاواٹ کی پیداوار رہ گئی ہے اور ہائیڈل پاور پروجیکٹ سترہ سو میگاواٹ بجلی پیدا کررہے ہیں، یوں کل پیداوار تقریباً نو ہزار پانچ سو میگاواٹ ہے۔ پیپکو کے ایک سابق سربراہ نے کہا کہ ''حکومت سمیت ہر ایک یہ بات جانتا ہے اور تسلیم بھی کرتا ہے کہ آنے والا موسمِ گرما نہایت سخت ہوگا۔ پھر بھی گرمیوں سے پہلے معاملات کو درست کرنے میں کسی کو دلچسپی نہیں ہے۔ پورا شعبہ ایڈہاک بنیادوں پر چلایا جارہا ہے۔'' گزشتہ تیرہ مہینوں کے دوران حکومت کی توجہ

بجلی کی پیداوار کے شعبے میں سرمایہ کاروں کو متوجہ کرنے پر مرکوز تھی، جبکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ ایک طویل مدتی عمل ہے۔ چنانچہ حکام کی توجہ اس جانب مرکوز رہی اور سسٹم کی کارکردگی کے حوالے سے منصوبہ بندی پر توجہ ہٹ گئی۔ حکومت بھول گئی کہ کارکردگی کو بہتر بنا کر مسائل کا جزوی حل نکالا جاسکتا ہے۔ یوں کارکردگی کو بری طرح نظرانداز کردیا گیا۔ ان تیرہ مہینوں کے دوران اس شعبے کی سولہ اہم کمپنیوں میں سے کسی کو بھی مستقل سربراہ نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ ڈیپارٹمنٹس کے سربراہوں کا بھی مسلم لیگ نون کی حکومت کی جانب سے ایڈہاک، اضافی یا پھر قائم مقام کے چارج کے ساتھ تقرر کیا گیا۔ پیپکو کے سابق سربراہ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت ان پالیسیوں کو ہی جاری رکھنا چاہتی ہے، جن کی وجہ سے پہلے مسائل پیدا ہوتے رہے ہیں، تو وہ کس طرح بہتر نتائج کی توقع کرسکتی ہے۔ پاکستان اور چینی کنسورشیم میں 1320 میگا واٹ منصوبے کی دستاویزات کا تبادلہ ہوا وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا کہ جلد مکمل ہونے والے منصوبے پاکستان کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ سنیا میں وزیراعظم محمد نواز شریف سے چینی سرمایہ کاروں کی ملاقات ہوئی۔ وزیراعظم کا کہنا تھا کہ حکومت چینی سرمایہ کاروں کو ہر ممکن تعاون فراہم کرے گی۔ منصوبے کے مطابق چینی کنسورشیم ساہیوال میں 660 میگا واٹ کے دو بجلی کے کارخانے لگائے جائیں گے۔ جلد مکمل ہونے والے منصوبے پاکستان کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔

منصوبے کی بروقت تکمیل

سے معیشت کو فروغ ملے گا۔ پاکستان میں چینی سرمایہ کاری سے ملک کو ترقی ملے گی۔ چین ، ساہیوال پاور پلانٹ میں سرمایہ کاری کے لیے احسن مند ہو گیا ہے۔ منصوبہ کے دو پاور پلانٹ ہوں گے اور ان کی تعمیر مئی میں شروع ہو گی منصوبہ سے 1320 میگا واٹ بجلی حاصل ہو گی۔ وزارت پانی و بجلی کے ذیلی ادارے پی پی آئی بی اور ایس کے ہائیڈرو کے درمیان 870 میگا واٹ پن بجلی منصوبے پر دستخط کر دیئے گئے۔ وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف کا کہنا ہے چین پاکستان میں 20 ہزار میگا واٹ کے پاور منصوبے لگائے گا۔ پی پی آئی بی اور ایس کے ہائیڈرو کے درمیان 870 میگا واٹ پن بجلی منصوبے پر دستخط کی تقریب میں وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف بھی شریک ہوئے۔ مانسہرہ میں دریائے کنہار پر واقع پن بجلی منصوبہ 6 سال میں مکمل ہوگا، جس پر کل لاگت کا تخمینہ 1 ارب 75 کروڑ ڈالر ہے، منصوبہ سالانہ 3 ارب یونٹ سے زیادہ بجلی بنائے گا۔ وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف کا کہنا تھا کہ وزیر اعظم اگلے ماہ اس منصوبے کا سنگ بنیاد رکھیں گے، منصوبے سے سستی بجلی آئے گی، پن بجلی کے داسو، بھاشا اور بونجی پر بھی کام کریں گے، جس سے 20 ہزار میگا واٹ بجلی پیدا ہو گی۔ موجودہ حکمران 7 ماہ کے دوران لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے وقت کو 2 سال سے بڑھا کر 4 برسوں پر تولے آئے کہیں ایسا نہ ہو کہ 2018 کے انتخابات میں ایک بار پھر یہی لوگ عوام سے ایک اور وعدہ کریں کہ لوڈشیڈنگ کا خاتمہ بس چند ہی قدم دور ہے ہمیں ووٹ دیں وعدہ کرتے ہیں کہ اس بار ضرور کامیاب ہو جائیں گے

کیونکہ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے۔

بھارتی غریب عوام کے کروڑ پتی نمائندے

عالمی بنک نے کہا ہے کہ بھارت میں دنیا بھر کے غریب ترین افراد کا ایک تہائی رہتے ہیں جبکہ ان غریب ترین افراد کی ترقی اور غربت سے نکالنے کیلئے زیادہ سے زیادہ وسائل مختص کرنے کی پالیسیوں کی ضرورت ہے۔ بھارت میں دنیا بھر کے غریب ترین افراد کا 33 فیصد ہیں جبکہ نائیجیریا میں 7 فیصد، بنگلہ دیش میں 6 فیصد اور ڈیموکریٹک ریپبلک آف کانگو میں دنیا بھر کے غرباء کا 5 فیصد آباد ہے۔ رپورٹ میں مذکورہ ممالک میں شدید ترین غربت کے خاتمہ کو مرکزیت دینے اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ ایک طرف غربت کا یہ حال ہے تو دوسری طرف بھارت میں پارلیمانی انتخابات کے چوتھے مرحلے میں سات سیٹوں پر قسمت آزمانے والے 74 امیدواروں میں سے 20 امیدوار کروڑ پتی ہیں اور 9 امیدواروں کے خلاف مجرمانہ مقدمات چل رہے ہیں۔ بھارتی میڈیا کے مطابق ایسو سی ایشن فار ڈیموکریٹک ریفارمز نے امیدواروں کی طرف سے داخل کئے گئے حلف ناموں کا تجزیہ کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس مرحلے میں آسام کے 37 امیدواروں میں سے چھ کروڑ پتی ہیں جبکہ تریپورہ کے 12 میں سے تین، گوا کے 19 میں سے سات اور سکم کے چھ میں سے چار امیدوار کروڑ پتی ہیں۔ آسام کے تین اور گوا کے چھ امیدواروں کے خلاف مجرمانہ مقدمات درج

ہیں۔ بھارتی ریاست کرناٹک کے 28 پارلیمانی حلقوں سے اس مرتبہ انتخاب لڑنے والے امیدواروں میں سے 55 امیدوار ایسے ہیں جن کا کریمنل ریکارڈ موجود ہے۔ ان 432 امیدوار ایسے ہیں جن پر سنگین نوعیت کے کریمنل الزامات ہیں۔ بنگلور ساؤتھ اور ہبلی 55 دھارواڑ حلقہ سے انتخاب لڑ رہے سری رام سینا کے امیدوار پر مود متارلک اور بلاری کے بی جے پی امیدوار سری راملو پر قتل جیسے سنگین نوعیت کے الزامات ہیں اور ان دونوں نے الیکشن کمیشن کو داخل کردہ اپنی افیڈیوٹ میں خود اس کی تصدیق کی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مرتبہ بی جے پی ٹکٹ پر انتخاب لڑنے والے 28 امیدواروں میں سے 9 افراد کے خلاف کریمنل اور 4 امیدواروں پر سنگین نوعیت کے الزامات درج ہیں۔ کریمنل ریکارڈ رکھنے والے امیدواروں میں جے ڈی ایس دوسرے نمبر پر ہے۔ جے ڈی ایس کے 25 امیدواروں میں سے 8 امیدواروں کے خلاف کریمنل کیس اور 3 امیدواروں کے خلاف سنگین نوعیت کے الزامات ہیں۔ کانگریس پارٹی کے 28 امیدواروں میں سے 6 امیدوار کے خلاف کریمنل کیس اور 4 امیدواروں کے خلاف سنگین نوعیت کے الزامات درج ہیں۔ بی ایس پی کے 5 امیدواروں کے خلاف کریمنل کیس اور 2 امیدواروں پر سنگین نوعیت کے الزامات درج ہیں۔ 115 آزاد امیدوار میں سے 10 کے خلاف کریمنل اور 6 کے خلاف سنگین الزامات کے تحت کیس درج ہیں۔ دیگر پارٹیوں سے انتخاب لڑنے والے 194 امیدواروں میں سے 14 کے خلاف کریمنل اور 9 کے خلاف سنگین نوعیت کے الزامات کے تحت کیس درج کئے گئے ہیں۔

بنگلور سنٹرل ، دھارواڑ، بلگام ، بلاری ، کوپل

بیدر، بیجاپور اور چکوڈی حلقوں کو ریڈ الرٹ حلقے قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر حلقہ، میں 3 سے زائد کریمنل ریکارڈ رکھنے والے امیدوار ایک دوسرے کے مقابلے میں میدان میں ہیں۔ انتخاب لڑنے والے 432 امیدواروں میں سے 118 امیدوار کروڑپتی ہیں جن میں کانگریس کے 27 امیدواراور بی جے پی کے تمام 28 امیدواروں کے علاوہ عام آدمی پارٹی کے 12 میں سے ایک امیدوار کروڑپتی ہے۔ انتخاب میں حصہ لینے والے امیدواروں کے پاس اوسطاً 22.98 کروڑ کے اثاثے موجود ہیں۔ کانگریس کے 28 امیدواروں کے اوسط اثاثے 293.75 کروڑ روپئے، بی جے پی کے 28 امیدواروں کے اوسط اثاثے 14.65 کروڑ روپئے جے ڈی ایس کے 25 امیدواروں کیاوسط اثاثے 8.49 کروڑ ہیں۔ جملہ 432 امیدواروں میں سے 15 امیدوار ایسے ہیں جن کے اوسط اثاثے 50 کروڑ سے زائد ہیں۔ ریاست کے 432 امیداروں میں سے بنگلور ساؤتھ حلقہ کے کانگریس امیدوار نندن نیلکنی سب سے زیادہ مالدار امیدوار ہیں۔ ان کی سالانہ آمدنی 168.41 کروڑ روپئے ہے اور انکے پاس 7710 کروڑ کے اثاثے موجود ہیں۔ دوسرے سب سے زیادہ مالدار امیدوار بنگلور دیہی پارلیمانی حلقہ کے جے ڈی ایس کے امیدوار پربھاکر ریڈی ہیں۔ ان کے پاس 224 کروڑ کی جملہ املاک ہے۔ ان کی سالانہ آمدنی 3.91 کروڑ روپئے ہے۔ عام آدمی پارٹی کے بنگلور سنٹرل پارلیمانی حلقہ کے امیدواروی بال کرشنا تیسرے امیر ترین امیدوار ہیں جن کے پاس 189 کروڑ اثاثے موجود ہیں۔ انتخابات میں اس مرتبہ جہاں کئی کروڑپتی امیدوار ہیں وہیں 4 ایسے امیدوار بھی ہیں جنہوں نے افیڈیوٹ داخل کی ہے کہ ان کے پاس

کوئی اثاثہ نہیں ہے۔3امیدوار غریب ترین امیدوار ہیں ان میں منڈیا حلقہ کے بھارتیہ امبیڈکر جنتا پارٹی کے امیدوار نے افیڈیوٹ میں درج کیا ہے کہ ان کے پاس صرف روپئے ہیں۔ بنگلور سنٹرل کے ایک اور امیدوار نے درج کیا ہے کہ اس کے پاس500 صرف 574 روپئے کے اثاثے ہیں۔215امیدواروں نے یہ افیڈیوٹ داخل کی ہے کہ وہ قرضدار ہیں۔35امیدوار ایسے ہیں جن کے سروں پر ایک کروڑ سے زیادہ کا قرض ہے۔ بنگلور دیہی پارلیمانی حلقہ کے جے ڈی ایس امیداور پربھا کر ریڈی نے درج کیا ہے کہ ان پر221.80 کروڑ کا قرضہ ہے۔چکبالاپور حلقہ کے جے ڈی ایس امیدوار سابق وزیر اعلیٰ ایچ ڈی کمار سوامی نے افیڈیوٹ میں درج کیا ہے کہ ان پر 72.96 کروڑ کا قرضہ ہے۔ بلگام کے بی جے پی امیدوار سریش انگڈی نے درج کیا ہے کہ ان پر 36.62 کروڑ کا قرضہ ہے۔ ہاسن کے کانگریس امیدوار اے منجونے افیڈیوٹ داخل کیا ہے کہ ان کی آمدنی اور اثاثوں کی تفصیل پیش نہیں کی ہے۔432امیدو6اروں میں سے 190 امیدوارنے پی یو سی یا اس سے کم تعلیم حاصل کی ہے۔ 217امیدوار گریجویٹ اوراس سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ 6امیدوار یسے ہیں جنھوں نے صرف پرائمری لیول تک تعلق حاصل کی ہے۔ 261امیدواروں کی عمر25اور 50کے درمیان ہے۔ 150 امیدواروں کی عمر51 سے 70سال کے درمیان اور 17امیدواروں کی عمر71 سے80 سال کے درمیان ہے۔ ایک امیدوار کی عمر89سال سے زائد ہے۔ 21خاتون امیدوار میدان میں ہیں۔ بھارتی ریاست گجرات میں پچھلے ایک برس کے دوران54کسانوں نے فصل تباہ ہونے اور قرض ادانہ کر سکنے کی وجہ سے خود کشی کی

ہے جس سے ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کی طرف سے وزارت عظمیٰ کے امیدوار نریندر مودی کے وہ تمام دعوے جھوٹ ثابت ہوئے ہیں جو انتخابی جلسوں کے دوران وہ کرتے رہے ہیں۔ نریندر مودی کا یہ دعویٰ تھا کہ گجرات میں دس برسوں میں موسمی وجوہات کی وجہ سے اس طرح کی ایک موت واقع ہوئی ہے لیکن مختلف پولیس اسٹیشن میں درج ایف آئی آر کی کاپیوں اور ریاستی پولیس کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ گجرات میں پچھلی ایک دہائی میں فصل تباہ ہونے یا پھر قرض کی وجہ سے کم سے کم 54 گجرات کے کسانوں نے خودکشی کی ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق نریندر مودی پچھلے پانچ مہینوں میں ہندوستان کے طول و ارض میں کانگریس کو نشانہ بناتے رہے ہیں کہ حکمران پارٹی اور خاص طور سے یوپی اے سرکار کی ناکامیوں کی وجہ سے مہاراشٹر اور دوسری ریاستوں میں بڑے پیمانے پر کسانوں نے خودکشی کی ہے لیکن گجرات میں جو چھان بین کی گئی ہے اس سے مودی کے چہرے سے بھی نقاب اتر گیا ہے۔

بلوچستان میں بھارتی مداخلت پر حکومتی خاموشی

سینئر وزیر اور پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے چیف سردار ثناء اللہ زہری خان نے کہا ہے کہ بھارت صوبے میں علیحدگی پسند تحریک کی فنڈنگ کرتا ہے۔ گوادر پورٹ کی نا صرف سیاسی، بلکہ جغرافیائی سطح پر بھی بڑی اہمیت ہے اور اس کو استعمال کے قابل بنانے سے دیگر علاقائی بندرگاہوں کیلئے مدد گاہ ثابت ہو گا۔ بلوچستان میں علیحدگی پسند تحریک کی مالی طور پر مدد کرنے میں بھارت ملوث ہے اگر ساحلی شہر گوادر کی بندرگاہ کو استعمال کے قابل بنادیا گیا تو کچھ دیگر پڑوسی ممالک پاکستان کو غیر مستحکم کرنے اور صوبہ میں بدامنی پھیلانے کیلئے اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ نئی دہلی مین تعینات پاکستان کے ہائی کمشنر عبدالباسط نے انکشاف کیا کہ جون 2014 میں بھارت پاکستان کے مابین مسائل کو حل کرنے کے لئے بات چیت شروع ہو گی اور ہم امید کرتے ہیں کہ مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں پیش رفت ہو گی۔ جون تک بھارت میں نئی حکومت نے اپنا کام شروع کیا ہو گا اور پاکستان جتنی جلد ممکن ہو سکے بات چیت کا خواہشمند ہے تاکہ خطے میں جو صورت حال پیدا ہوتی جا رہی ہے اسے دور کرنے میں مدد مل سکے گی۔ بھارت پاکستان کی حکومتیں مسائل کو قالین کے نیچے چھپا نہیں سکتی ہیں بہر حال مسائل کو حل کرنے کے لئے کسی نہ کسی

وقت اقدامات اٹھانے ہی ہوں گے۔ بہتر یہی ہے کہ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک ایسی فضا قائم کی جائے جسے راہیں خود بخود معین ہو سکیں۔ کشمیر کے مسئلے کے ساتھ ساتھ دونوں ملکوں کے درمیان سیاچن ، سر کریک کے مسائل بھی موجود ہیں جنہیں حل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے خطے میں صورت حال تیزی کے ساتھ بدلتی جا رہی ہے اور بھارت پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خطے میں امن قائم کرنے کے لئے اب سنجیدگی کے ساتھ اقدامات اٹھائیں۔ مسائل کو جمع نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ ان کے حل کے لئے کارگر اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے جیسا کہ پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف نے تمام ملکوں میں تعینات ہائی کمشنروں سے تاکید کی ہے کہ وہ مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنی خدمات انجام دیں خاص کر بھارت پاکستان کے مابین تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے وزیر اعظم نواز شریف کافی سنجیدہ دکھائی دے رہے ہین اور انہوں نے حکومت سنبھالتے ہی بھارت کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا جو عندیہ دیا ہے اسے خطے میں اعتماد سازی بحال کرنے میں کافی مدد ملی ہے اور بھارت کی نئی منتخب حکومت پر یہ لازمی ہے کہ وہ پاکستانی وزیر اعظم کے خیر سگالی کے جذبے کا مثبت جواب دے۔ بھارت میں تعینات پاکستان کے ہائی کمشنر نے کہا کہ اب کافی ہو چکا ہے اختلافات کشیدگی ، تناؤ کے ماحول نے دونوں ملکوں کے لوگوں کو مختلف مسائل اور مصائب سے دوچار کیا ہے اور اگر دور جدید میں بھی ان مسائل کا حل نہ ڈھونڈ نہ نکالا گیا تو یہ دونوں ملکوں کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ ہم

بھارت کے ساتھ ہر ایک مسئلے کو پر امن طریقے سے بنیادی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حل کرنے کے خواہشمند ہیں نہ پاکستان کسی کو ڈرانا چاہتا ہے اور نہ پاکستان کسی سے ڈرتا ہے ہم بھارت کو یہ بات یاد دلانا چاہتے ہیں کہ مسائل ہیں جن کے حل کے لئے اقدامات اٹھانا وقت کی رورت ہے مسائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے تجارت کو فروغ دینے باہمی اشتراک بڑھانے کی کارروائیاں تب تک بے معنی ہیں جب تک نہ مسائل کو حل کیا جائے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ دونوں ملک نہ صرف اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات اٹھائیں بلکہ مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر بھروسہ کریں اور صورت حال کو اپنے حق میں بنانے کے لئے کارگر اقدامات اٹھائیں پاکستان کی یہ خواہش ہے کہ پر امن طریقے سے ہر ایک مسئلے کو حل کیا جانا چاہئے تاکہ برصغیر میں رہنے والے کروڑوں لوگوں کو راحت مل سکے۔ پاکستان کے ہائی کمشنر عبدالباسط کو بھارت کے ساتھ دوستی و تجارت کی زیادہ ہی فکر پڑی ہوئی ہے وہ اپنی ہی پارٹی مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے صدر کے بیان کو بھی دیکھ لیں۔ بلوچستان میں دہشتگردی میں بھارت کے ملوث ہونے کی تصدیق ہوچکی، افغانستان میں بھارت کے سات قونصل خانے اور تربیتی سنٹرز بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کو ہر طرح کے وسائل فراہم کر رہے ہیں۔ بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے۔ کشمیر پر اس نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ پاکستانی دریاؤں کے پانی پر آبی جارحیت کا مرتکب ہو رہا ہے لیکن حکومت اور اس کے پروردہ بھارت سے تجارت کرنے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں۔ حکمران ہوش کے

ناخن لیں اور بھارت کے ساتھ نہ صرف تجارت بلکہ اس کے ساتھ سیاسی، سفارتی، خارجی تعلقات کو ختم کرنے کا اعلان کریں۔ بھارت نے ہمیشہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کیا۔ بھارت نے امریکہ کی شہ پر افغانستان میں بیٹھ کر پاکستان کو میدان جنگ بنایا اور بہت فائدے اٹھائے ہیں۔ وہ پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کے مذموم منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ منظم منصوبہ بندی کے تحت بم دھماکے کرکے بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے۔ اس وقت پاکستان انتہائی حساس حالات سے دوچار ہے۔ ہماری اسمبلیوں کے ان کیمرہ اجلاسوں میں واضح طور پر یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ پاکستان میں ہونے والے بم دھماکوں اور دہشت گردی کی وارداتوں میں انڈیا ملوث ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ باتیں چھپانے والی نہیں ہیں۔ یہ انسانوں کے خون کا مسئلہ ہے۔ انڈیا کی دہشت گردی کو دنیا پر واضح کرنا چاہیے۔ حکمران سبی بلوچستان اور اسلام آباد جیسے دہشت گردی کے واقعات کی تحقیقات کروائیں تو ان سب کے پیچھے انہیں انڈیا کا ہی ہاتھ ملے گا۔ مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر بھارت سے کسی قسم کی تجارت اور اسے پسندیدہ ترین ملک کا درجہ نہیں دیا جانا چاہیے' پہلے کشمیریوں کا ان کا حق ملنا چاہیے۔ کشمیر کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ انڈیا نے سلامتی کونسل میں کشمیریوں کو حق خودارادیت دینے کا جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق مسئلہ کشمیر حل کیا جائے پھر حکومت کو اس سے کسی قسم کی کوئی بات کرنی چاہیے۔ یہ بانی پاکستان محمد علی جناح اور لیاقت علی خاں کی پالیسی ہے۔

مسلم ملکوں کو بیرونی قوتوں کی غلامی سے نجات دلانے کیلئے جراتمندانہ راستے اختیار کرنے ہوں گے۔ امت مسلمہ اسلام دشمن قوتوں کے مقابلہ کیلئے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہو جائے۔ عوام کا ہر طبقہ ملک وملت کے دفاع کیلئے اپنا کردار ادا کرے۔ اغیار کی غلامی سے نکلے بغیر خطوں وملکوں کا تحفظ ممکن نہیں ہے۔ بھارت آٹھ لاکھ فوج کے ذریعہ طاقت و قوت کے بل بوتے پر کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کچلنا چاہتا ہے لیکن وہ اپنے اس مذموم منصوبہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کشمیریوں کی قربانیوں نے بھارت کا غرور و تکبر خاک میں ملا دیا ہے۔ مظلوم کشمیریوں کو مکمل آزادی ملنے تک جنوبی ایشیا میں امن کا قیام ممکن نہیں۔

جرائم کی بڑھتی وارداتوں کا ذمہ دار کون؟

وزیراعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف ساہیوال کے نواحی گاؤں فتح شیر میں اجتماعی زیادتی کا شکار ہونے والی بچی کے گھر گئے اور خاندان کے افراد سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے واقعہ کی تفصیل معلوم کی اور مکمل انصاف کی یقین دہانی کرائی۔ وزیراعلیٰ پولیس کی کارکردگی پر انتہائی برہم تھے اور انہوں نے ڈیڑھ ماہ تک واقعہ کی اطلاع نہ ملنے پر ڈی پی او کی سخت سرزنش کی۔ انہوں نے متاثرہ لڑکی کی تعلیم کے تمام اخراجات برداشت کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ متاثرہ خاندان کی دیگر ضروریات بھی پوری کی جائیں گی۔ وزیراعلیٰ گاؤں کے افراد کو دیکھ کر گاڑی سے باہر آ گئے اور ان سے ہاتھ ملایا۔ وہ مقامی پرائمری سکول کے ایک کلاس روم میں بھی گئے اور بچوں سے ان کی تعلیم کے حوالے سے سوالات کئے۔ وزیراعلیٰ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک مذکورہ گاؤں میں موجود رہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا سانحات و حادثات سے متاثرہ افراد کے گھروں میں جانا تو خوش آئند ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے باوجود جرائم میں کمی نہیں آتی، ڈکیتیوں کی تعداد میں دنبدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، خود کشیوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ ہر روز پنجاب بھر بلکہ صرف لاہور میں لاکھوں کی ڈکیتیاں، چوریاں ہوتی

ہیں لیکن ملزم نہیں پکڑے جاتے۔ صرف ایک دن کے اخبار میں جرائم کی خبریں اگر وزیر اعلیٰ صاحب دیکھیں تو انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ پنجاب کی کیا صورتحال ہے؟ پندرہ اپریل کے ایک اخبار میں سے جرائم کی صرف چند خبریں نکالیں یہ ساری نہیں۔ ذرا ان خبروں کو پڑھئے تو پنجاب میں امن امان کی صورتحال واضح ہو جائے گی جب لاہور محفوظ نہیں جہاں وزیر اعلیٰ خود بیٹھتے ہیں، سیکرٹری پنجاب، آئی جی پنجاب سمیت تمام افسران لاہور میں ہوتے ہیں تو باقی شہروں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ صرف ایک دن کی چند خبریں ملاحظہ کریں۔ سرگودھا کا رہائشی 28 سالہ عادل نذیر ایک نجی کمپنی میں بطور سافٹ ویئر انجینئر کام کر رہا تھا اور جنوبی چھاؤنی میں ایک فلیٹ خرید کر اس میں رہائش پذیر تھا۔ گزشتہ روز نامعلوم افراد نے اسے فلیٹ میں زہر دے کر قتل کر دیا اور فرار ہو گئے۔ پولیس نے اطلاع ملنے پر موقع پر پہنچ کر نعش قبضے میں لے لی اور پوسٹ مارٹم کے لیے مردہ خانے بھجوا دی۔ ڈاکٹروں کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق عادل کو زہر دے کر قتل کیا گیا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون بھی بہہ رہا تھا۔ جائے وقوع سے فنگر پرنٹس حاصل کر لیے گئے جبکہ مقتول عادل کے موبائل فون کا ڈیٹا بھی حاصل کیا جا رہا ہے۔ مقتول کے والد نذیر کے مطابق عادل ان دنوں مائیکروسافٹ ویئر کے بانی بل گیٹس کی دعوت پر امریکہ جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ میرے بیٹے نے دوران تعلیم دو گولڈ میڈل حاصل کئے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور کے مختلف علاقوں میں مختلف وارداتوں کے دوران متعدد شہریوں سے لاکھوں روپے مالیت کی

نقدی، طلائی زیورات، موبائل فون، گاڑیاں، موٹر سائیکلیں اور دیگر سامان لوٹ لیا۔ ڈاکوؤں نے 12 گھروں سے 86 لاکھ کا مال لوٹ لیا جبکہ شیخوپورہ میں ڈاکوؤں نے مزاحمت پر ایک شخص کو قتل کردیا۔ ڈاکوؤں نے باغبانپورہ میں یاسین اختر کے گھر گھس کر اہلخانہ کو گن پوائنٹ پر یرغمال بنا کر 12 لاکھ، بادامی باغ میں شکیل کے گھر سے 10 لاکھ، مانگا منڈی میں غضنفر اعوان کے گھر سے 9 لاکھ، اقبال ٹاؤن میں یعقوب کے گھر سے لاکھ، غازی آباد میں خالد کے گھر سے 8 لاکھ، ستوکتلہ میں جمشید کے گھر سے 7 لاکھ، 8 فیکٹری ایریا میں انور کے گھر سے 7 لاکھ، نولکھا میں کاشف کے گھر سے 6 لاکھ، شیرا کوٹ میں سعید کے گھر سے 6 لاکھ، شالی چھاؤنی میں اویس کے گھر سے 5 لاکھ، شاہدرہ میں مہرالدین کے گھر سے 5 لاکھ، بھاٹی گیٹ میں قاسم کے گھر سے 3 لاکھ کی نقدی، طلائی زیورات، موبائل فون اور دیگر سامان لوٹ لیا۔ ڈاکوؤں نے سمن آباد میں رحمٰن کی فیملی سے 6 لاکھ، نصیر آباد میں فرخ کی فیملی سے 5 لاکھ، جوہر ٹاؤن میں ناصر کی فیملی سے 4 لاکھ کی نقدی، طلائی زیورات اور موبائل فون لوٹ لیا۔ڈاکووں نے مصطفیٰ ٹاؤن میں زاہد سے 50 ہزار روپے اور موبائل فون، جنوبی چھاؤنی میں قیصر سے 50 ہزار روپے اور موبائل فون لوٹ لیا۔ڈاکووں نے شہر کے مختلف علاقوں میں راہزنی کی وارداتوں کے دوران 10 شہریوں سے ہزاروں روپے نقدی اور موبائل فون لوٹ لئے۔چوروں نے رائے ونڈ سٹی میں ثناءاللہ کے گھر سے 7 لاکھ کا سامان چوری کرلیا۔ چوروں نے ماڈل ٹاؤن سے شبیر، سمن آباد سے جاوید، ڈیفنس بی سے مرتضی کی کاریں جبکہ راوی روڈ

سے عمران، اسلام پورہ سے ماجد، لیاقت آباد سے فیاض، ملت پارک سے ہارون کی موٹر سائیکلیں چوری کر لیں۔ ماڈل ٹاؤن سی بلاک میں ایک کوٹھی میں کار ڈرائیور محمد امجد نے ہمسائے کے گھر کام کرنے والی حامد علی کی بیٹی 15 سالہ ملازمہ (آ) کو ورغلا کر زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔ پولیس نے اطلاع ملنے پر مقدمہ درج کرکے ملزم محمد امجد کو گرفتار کرکے مقدمہ درج کرلیا ہے اور اس سے تفتیش شروع کردی۔ شیخوپورہ میں موٹروے انٹرچینج کی آبادی کوٹ رنجیت کے قریب پڑوسی نے 14 سالہ لڑکی (ص) کو اغوا کرکے کھیتوں میں لے جاکر زیادتی کرڈالی۔ تھانہ صدر پولیس نے ملزم نوید کیخلاف مقدمہ درج کرکے گرفتار کرلیا۔ مہتاب رائے کی رہائشی جہانگیراں بی بی بیوہ محمد فاروق کو ملزمان نور صمند اورنگ زیب اور محمد جاوید نے یرغمال بنالیا، ملزم نور صمند نے زبردستی زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔ فیصل آباد میں مسلح افراد نے اسلحے کے زورپر تین خواتین سمیت چار افراد کو اغوا کرلیا۔ ایک خاتون کو زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔ پولیس نے الگ الگ مقدمات درج کرلئے ہیں۔ تھانہ سٹی جڑانوالہ کے علاقہ کے رہائشی محمد اکرم کی بیٹی (آ) کو اظہر نے اغوا کرکے زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔ چشتیاں میں ملزمان قربان علی جوئیہ اور ممتاز شاہ چک 53 فتح کے رہائشی کاشتکار فلک شیر کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کی جواں سال بیٹی (ش) کو گن پوائنٹ پر اغوا کرکے نامعلوم مقام پر لے گئے۔ ملزم قربان علی اسے جنسی تشدد کا نشانہ بناتا رہا۔ جھنگ میں تھانہ مسن کے نواحی موضع چیلہ میں

اوباش سجاد نے مبینہ طور پر دو خواتین کی مدد سے جواں سالہ لڑکی مسماۃ (ف۔ ب) کو اغواء کرکے زبردستی زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔ مختلف وجوہات کی بنا پر لڑکی سمیت 3 افراد نے خودکشی کرلی۔ سیالکوٹ میں بیس روپے نہ دینے پر 9 سالہ بیٹے نے ماں کے سامنے کھڑے ہو کر سر میں گولی مار کر زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ تھانہ حاجی پورہ کے علاقہ کچا شہاب پورہ میں نو سالہ شیر علی نے اپنی والدہ سے بیس روپے مانگے۔ ماں کے انکار پر شیر علی نے الماری میں پڑا ہوا اپنے والد علی رضا شاہ کا پستول نکالا اور ماں کے سامنے اپنے سر میں گولی مار کر خودکشی کرلی۔ عارف والہ میں 2 مغوی بہنوں کے اغوا کا مقدمہ دیر سے درج ہونے، ان کے برآمد نہ ہونے پر دلبرداشتہ نوجوان نے خود کو گولی مار کر زندگی ختم کرلی۔ ایم بلاک کا رہائشی محمد نعیم کی دو بہنوں فرزانہ کوثر اور ثمینہ کوثر کو چار روز قبل اغوا کرلیا گیا تھا۔ گوجرانوالہ میں نوشہرہ ورکاں کی رہائشی 16 سالہ م) کو اس کے والدین نے بات نہ ماننے پر ڈانٹا تو اس نے کیڑے مار سپرے پی لیا جسے) تشویشناک حالت میں ڈسٹرکٹ ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ دم توڑ گئی۔ ننکانہ صاحب میں فیصل ٹاؤن مانانوالہ کے رہائشی محمد انس کے 18 سالہ بیٹے فیکٹری ملازم محمد بابر نے تنگدستی اور غربت سے تنگ آ کر تین روز قبل ہیڈ قادرآباد بلوکی لنک نہر میں چھلانگ لگا دی تھی جس کی نعش گزشتہ روز بلوچی کے قریب نہر سے مل گئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے دعویٰ کیا ہے کہ امن و امان کی صورتحال کو مزید بہتر بنانے کیلئے

ٹھوس اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ عوام کو تحفظ فراہم کرنا حکومت کی ہی ذمہ داری ہے۔ایک انجانے خوف میں مبتلا عوام کو حوصلہ تب ملے گا جب جرائم میں کمی آئے گی ملزم پکڑے جائیں گے اور انہیں سزائیں ہوں گی، پنجاب کی عوام منتظر ہے۔

کشمیر کا حل سہ فریقی مذاکرات

عالمی شہرت یافتہ رسالے نیشنل جیو گرافک نے مسئلہ کشمیر کو دنیا کے چھ انتہائی تشویشناک تنازعات میں شامل کرتے ہوئے کہا ہے کہ جنوبی ایشیا میں کشیدگی اور تناؤ کی سب سے بڑی وجہ یہی 67 سالہ پرانا مسئلہ ہے جسے کبھی بھی فوجی طاقت کے ذریعے حل نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا کے مختلف خطوں، ملکوں اور علاقوں میں سیاسی اور ماحولیاتی تغیر و تبادلے کے بارے میں تحقیقات کے بعد رپورٹ شائع کرنے والے بین الاقوامی معیار کے رسالے نیشنل جیو گرافک نے دنیا بھر میں مختلف نوعیت کے تنازعات اور فسادات کا احاطہ کرتے ہوئے اپنی ایک تازہ رپورٹ میں کہا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں 150 تنازعات میں شدت ہے۔ 150 تنازعات میں سے 6 بڑے تنازعات کو تشویشناک زمرے میں رکھا گیا ہے۔ تنازعہ جموں وکشمیر کو دنیا کے چھ بڑے تنازعات میں شامل قرار دیتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا کہ اسی 67 تنازعے کی وجہ سے بھارت اور پاکستان نیوکلیائی ہتھیاروں کی دوڑ میں شامل ہوئے اور پاکستان کی طرف سے 1998ء میں پہلا ایٹمی تجربہ کرنے کے بعد دونوں ملک باضابطہ طور پر نیوکلیائی ہتھیاروں کی دوڑ میں ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوششوں میں عملاً جڑ گئے ہیں کیونکہ اس سے کئی سال قبل بھارت اپنا پہلا ایٹمی تجربہ کرچکا تھا۔ رپورٹ میں بتایا

گیا کہ جب برطانیہ نے 1940ء میں برصغیر سے اپنے دہائیوں پرانے قبضے کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو تقسیم ہند اور برصغیر کی آزادی کیلئے مرتب کردہ خاکے میں برطانیہ ایک ایسا تنازعہ پیچھے چھوڑ گیا جو بعد ازاں نہ صرف بھارت اور پاکستان بلکہ اس پورے خطے کیلئے عدم استحکام کا موجب بن گیا۔ کشمیر کے مسئلے کو متنازعہ قرار دیتے ہوئے امریکہ سے شائع ہونے والے اخبار نیویارک ٹائمز نے انکشاف کیا ہے کہ کشمیر متنازعہ حیثیت بھارت پاکستان کے لیے اختلافات کی بنیادی وجہ ہے اور خطے میں امن کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اگرچہ دونوں ملکوں کے مابین ابھی تک کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی ہے تاہم خطے میں صورتحال تبدیل ہوتی جا رہی ہے افغان پاکستان سرحد پر انتہا پسندوں کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں جس کی وجہ سے بھارت پاکستان کے درمیان مستقبل میں شدید نوعیت کے اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں نیویارک ٹائمز کے مطابق بھارت پاکستان کے پاس اس وقت ایک سو کے قریب ایٹمی بم موجود ہیں جسے خطے میں صورتحال مخدوش ہوتی جا رہی ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان اختلافات کبھی کبھار شدید نوعیت اختیار کر جاتے ہیں اگرچہ بھارت نے جنگ کے دوران ایٹمی ہتھیار استعمال نہ کرنے کا اشارہ دیا ہے تاہم پاکستان کم دوری تک مار کرنے والے ایٹمی ہتھیاروں کو استعمال کر سکتا ہے جیسے خطے میں امن کو شدید خطرہ لاحق ہو گا اور دونوں ملکوں کے درمیان ایٹمی جنگ چھڑ سکتی ہیں۔ اخبار کے مطابق کشمیر کی متنازعہ حیثیت اور اس مسئلے کے حل نہ ہونے کے

باعث دونوں ملکوں کے مابین ماضی میں کئی جنگیں لڑی گئی ہیں اب جبکہ افغانستان سے نیٹو فوج کا انخلاء ہونے والا ہے پاکستان افغان سرحد پر انتہاء پسندوں کی سرگرمیاں تیز ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے بھارت کو تشویش لاحق ہے اور خطے میں صورتحال مخدوش ہو سکتی ہے اخبار نے بھارت پاکستان کی حکومتوں کو زور دیا کہ وہ دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نازک مرحلے پر اپنے مسائل حل کرنے اور اختلافات کو دور کرنے کے لیے بات چیت کا سلسلہ شروع کریں۔ اخبار کے اگر بھارتیہ جنتا پارٹی برسراقتدار آ گئی اور نریندر مودی کو وزیر اعظم بنایا گیا تو وہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال نہ کرنے کی پالیسی پر نظرثانی کر سکتے ہیں جیسا کہ موجودہ وزیر اعظم من موہن سنگھ نے حال ہی میں بھارت کی اس پالیسی کا اظہار کیا تھا کہ وہ ایٹمی ہتھیار صرف ملک کی سلامتی کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے بنا رہا ہے تاہم نریندر مودی اس پالیسی پر نظرثانی کر سکتے ہیں جو خطے کے لیے تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ حریت کانفرنس (گ) مقبوضہ کشمیر کے چیئرمین سید علی گیلانی اور حریت کانفرنس (ع) کے سربراہ میر واعظ عمر فاروق نے حکومت پاکستان پر دوٹوک انداز میں واضح کیا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان دوطرفہ مذاکراتی عمل کے نتیجہ میں مسئلہ کشمیر حل نہیں ہو گا۔ اسلام آباد کو نئی دہلی کے ساتھ مذاکراتی عمل کی بحالی کے سلسلہ میں ملتجانہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ سید علی گیلانی اور میر واعظ عمر فاروق کی سربراہی والی حریت کانفرنس کے اعلیٰ سطحی وفود نے نئ

دہلی میں پاکستانی سفارتخانہ میں پاکستان کے نئے ہائی کمشنر عبدالباسط اور سفارتخانہ کے دیگر اعلیٰ ذمہ داران کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں اور تبادلہ خیال کیا۔بزرگ کشمیری رہنما نے ملاقات کے دوران پاکستان میں سرگرم تحریک طالبان پر سخت تنقید کرتے ہوئے واضح کیا کہ کسی بھی ملک یا علاقہ میں بم یا بندوق کی نوک پر اسلامی نظام قائم نہیں کیا جاسکتا تاہم وہ سمجھتے ہیں کہ طالبان کے ساتھ بات چیت پاکستان کی مجبوری ہے۔ اس موقع پر سید علی گیلانی کو پاکستان کی آنے کی دعوت دی گئی تاہم بزرگ کشمیری رہنما نے کہا کہ اُن کی دلی آرزو ہے کہ وہ پاکستان جائیں لیکن بھارت انہیں پاسپورٹ فراہم نہیں کررہا ہے۔ حریت (گ) چیئرمین سید علی گیلانی نے پاکستانی سفیر عبدالباسط اور سفارتخانہ کے دیگر اعلیٰ ذمہ داران کے ساتھ تقریباً 3 گھنٹے سے زیادہ وقت گزارا۔ انہوں نے پاکستان کی کشمیر پالیسی پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور خبردار کیا کہ اگر پاکستان کی حکومت نے تنازعہ کشمیر کا حل تلاش کرنے کے حوالے سے کسی بھی طرح کی جلد بازی دکھائی تو اس کے نتیجے میں کشمیر کاز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ پاکستان کو مشرف کے 4 نکاتی فارمولہ کے دائرے سے باہر آکر تاریخی حقائق کی روشنی میں مسئلہ کشمیر حل کرنے کی پالیسی اپنانی چاہئے۔ حریت اصولی طور مذاکرات کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہمارا یہ مؤقف ہے اور رہے گا کہ مذاکرات کا عمل بامقصد اور نتیجہ خیز ہو۔ مسئلہ کشمیر میں طوالت دراصل پاکستان کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ دوطرفہ تجارت

اور دیگر معاملات پر رائے زنی کرتے ہوئے سید علی گیلانی نے کہا کہ پاکستان کو بتایا جائے کہ کشمیر کے حوالے سے جلد بازی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ملک اس وقت خارجی اور داخلی مسائل میں الجھا ہوا ہے اور بھارت اس کا فائدہ اٹھا کر اسے یہ معاملہ حل کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ قبل ازیں حریت کانفرنس (ع) کے سربراہ میر واعظ عمر فاروق نے پروفیسر عبدالغنی بٹ، مولوی عباس انصاری، مختار احمد وازہ، مصدق عادل اور خلیل محمد خلیل کے ہمراہ پاکستان کے ہائی کمشنر عبدالباسط کے ساتھ سفارتخانہ میں ملاقات کی۔ میٹنگ کے دوران پاکستان کے ہائی کمشنر عبدالباسط نے کشمیری لیڈران کے سامنے پاکستانی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کا ایک تحریری پیغام پڑھا، جس میں میاں نواز شریف نے اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ پاکستان کشمیریوں کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت جاری رکھے گا۔ نواز شریف نے اپنے پیغام میں مسئلہ کشمیر کے منصفانہ اور پائیدار حل کے لئے پاکستان کی سیاسی و سفارتی کوششوں کو جاری رکھنے کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے بھارت کے ساتھ کسی بھی مذاکراتی عمل سے قبل جموں کشمیر کے عوام کو اعتماد میں لینے کے ساتھ ساتھ ان مذاکرات میں حریت قیادت کی شرکت کو لازمی بنانے کے لئے موثر اقدامات اٹھائے گی۔ میر واعظ اور ان کے رفقاء نے پاکستانی ہائی کمشنر پر زور دیا کہ مسئلہ کشمیر کے منصفانہ اور آبرومندانہ حل تلاش کرنے کیلئے بھارت کو سہ فریقی مذاکرات پر آمادہ کیا جائے۔

منبر و محراب، موثر ترین میڈیا

اللہ رب العزت نے دنیا میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اسکی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء کو مبعوث کیا جس پر آسمانی کتابیں و صحیفے نازل ہوئے، سب سے آخری نبی محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ قرآن کریم اللہ رب العزت کا انسانیت کے نام آخری پیغام ہے، اس کے اندر انسانیت کی بھلائی و خیر خواہی کا راز مضمر ہے اور اس کی تلاوت، تعلیم، تفسیر، توضیح اور تفہیم امت کا فریضہ ہے۔ آج جب کہ پوری دنیا کے اندر قرآن اور پیغمبر اسلام کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اور ان کے رُخ زیبا کو مسخ کرنے کی ناروا کوشش کی جارہی ہے امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ قرآنی تعلیمات کو عام کریں۔ اور یہ اسی وقت زیادہ ممکن ہوسکے گا جب امتِ مسلمہ قرآن کریم کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنائے گی اور امن و سکون کے ماحول میں اپنے قول و عمل سے قرآن کریم کا حسنِ تعارف پیش کرے گی۔ ہمارے دینی مدارس جو دین کے قلعے ہیں، اس کام کو انجام دے رہے ہیں لیکن عملی طور پر زندگی کے ہر شعبہ میں اسے نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ علم دین حاصل کرنے والے ہی میدانوں میں اسلام کا دفاع کر سکتے ہیں۔ منبر و محراب سب سے موثر میڈیا ہے اس کے ذریعے معاشرے کی اصلاح و تربیت بہتر انداز سے ہو سکتی ہے۔، مدارس میں زیر تربیت طلباء کو چاہیے کہ وہ خوب محنت کرکے اغیار کے الحادی تصورات کا

مقابلہ ٹھوس دلائل سے کریں علم صبر کرنے والے کو ہی ملتا ہے آج علماء کرام سلف صالحین کے طریقے کو آئیڈیل بناتے ہوئے زندگی گزاریں۔ دینی مدارس کے طلباء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر میدان میں غیروں کی تہذیب وثقافت کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جماعۃ الدعوۃ کے تحت ملک کے مختلف شہروں میں دینی مدارس قائم ہیں جن میں ہزاروں طلباء زیر تعلیم ہیں۔ تمام دینی مدارس کا ہیڈ آفس جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مریدکے ہے جس کے انچارج جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ عبدالسلام بن محمد ہیں۔ جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مریدکے میں تکمیل تقریب بخاری کے پروگرام میں شرکت کی دعوت ملی، جامعہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ مرکز طیبہ مریدکے میں جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ کا قیام 1992 میں ہوا تھا اب تک سترہ کلاسیں درس نظامی کا کورس مکمل کر چکی ہیں یہ سترہویں تقریب تھی امسال 47 طلباء نے درس نظامی کا کورس مکمل کیا اور علماء کی صف میں شامل ہوئے۔ جامعہ کے نائب مدیر مفتی عبدالرحمان عابد نے بتایا کہ طلباء کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم بھی دی جاتی ہے، فارغ ہونے والے تمام طلباء کمپیوٹر کے بھی ماسٹر بن چکے ہیں۔ جامعہ میں ایک وسیع و عریض کمپیوٹر لیب موجود ہے تمام طلباء پر لازم ہے کہ وہ کمپیوٹر بھی جامعہ میں سیکھیں گے۔ سترہ سالوں میں 850 طلباء نے درس نظامی کا کورس مکمل کیا اور وہ ملک بھر کی مختلف مساجد و مدارس میں دعوت دین کا کام کر رہے ہیں۔ اسی سال جامعہ سے سند فراغت حاصل کرنے والے

تلہ گنگ کے ایک طالب علم محمد عرفان صادق سے بھی ملاقات ہوئی۔ جس نے چھ سال کا دینی کورس مکمل کیا اور ساتھ دنیوی تعلیم بھی جاری رکھے ہوئے تھا۔ اسکے بی اے کے پرچے بھی جاری ہیں اور وہ پڑھ رہا ہے۔ مستقبل میں عرفان کا علماء کی صف میں شامل ہونے کے بعد بھی پڑھنے اور پڑھانے کا ارادہ ہے۔ تقریب تکمیل بخاری کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تقریب کے مہمان خصوصی امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید تھے جبکہ۔ اس موقع پر صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ کے مدیر حافظ عبدالسلام بن محمد نے دیا جبکہ شیخ الحدیث مولانا گلزار احمد، شیخ الحدیث مولانا خالد مرجالوی، مفتی مبشر احمد ربانی، الشیخ مولانا عبدالستار حماد، مفتی عبدالرحمٰن عابد، مولانا امیر حمزہ، مولانا سیف اللہ خالد، مولانا احسان الحق شہباز، حافظ امین محمدی وودیگر نے بھی خطاب کیا۔ تقریب بخاری میں ملک بھر سے کثیر تعداد میں جید علماء کرام، شیوخ الحدیث اور دینی مدارس کے ہزاروں طلباء واساتذہ نے شرکت کی۔ جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ سے درس نظامی مکمل کرنے والے طلباء میں اسناد اوراحادیث و دینی کتب تقسیم کی گئیں۔ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مصر، شامل اور الجزائر کی طرح پاکستان میں بھی مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی خوفناک سازشیں کی جارہی ہیں۔ فتنہ تکفیر اور فرقہ وارانہ قتل و غارت گری کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔ مسلمانوں کے آپس کے لڑائی جھگڑے نفاذ

اسلام کے راستہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ دینی مدارس دہشت گردی نہیں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ علماء کرام اپنی دعوت میں وسعت پیدا کریں۔ دشمنان اسلام کی سازشوں اور بدلتے حالات کے تقاضوں کو سمجھیں۔ ہمیں آئمہ سلف کی طرح میدان میں نکل کر مسلمانوں کو کفار کی سازشوں سے آگاہ کرنا ہے۔ امام بخاری رحمۃاللہ علیہ اور دیگر محدثین نے اسلام کی ترویج و اشاعت اور فتنوں کی سرکوبی کیلئے بے پناہ قربانیاں پیش کی ہیں۔ آج علماء کرام کو ایک بار پھر سے وہی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن و سنت علم کے بہت بڑے خزانے ہیں۔اس دعوت کو دنیا میں عملا اجاگر کرنے اور انہیں بتانے کی ضرورت ہے کہ مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام بکھر چکا ہے۔ اب دنیا کے پاس درپیش مسائل کے حل کیلئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ دین اسلام کی دعوت دل سے تسلیم کرلے اور اس کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی بجائے اس کے نفاذ کے راستے ہموار کئے جائیں۔ کسی مسلمان کا دوسرے مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگانے کو کسی صورت درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں۔انہیں باقاعدہ تحریک کی شکل دیکر مسلمانوں کو کفار کی سازشوں سے آگاہ کرنا اوران سے محفوظ رکھنا ہے۔ امریکہ، بھارت اور ان کے اتحادیوں کی ایجنسیاں خوفناک کھیل کھیل رہی ہیں۔ وہ اپنی شکست کا انتقام مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر لینا چاہتی ہیں۔ علماء کرام اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔اپنی دعوت میں دلیل کی قوت کے ساتھ ساتھ آج کے دور کے وسائل کا بھی استعمال کریں۔ یہ وقت کی بہت

بڑی ضرورت ہے۔ جماعۃالدعوۃ کے مرکزی رہنما اور جامعۃالدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ کے مدیر حافظ عبدالسلام بن محمد نے کہا کہ کسی مسلمان کیلئے دوسرے مسلمان بھائیوں پر کفر کے فتوے لگا کر قتل کرنا اسلامی شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃاللہ علیہ اور دیگر محدثین نے دین اسلام کی دعوت پھیلانے اور فتنوں کی سرکوبی کیلئے بے پناہ قربانیاں پیش کیں۔ انسانوں کی رہنمائی اور انہیں دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروانے کیلئے ہر کسی کو بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی سنت پر چلنا ہی راہ ہدایت اور اسی میں کامیابی ہے۔ یقیناً ملت اسلامیہ کو متحد و بیدار کرنے اور دشمنان اسلام کی سازشوں سے آگاہ کرنے کی سب سے بڑی ذمہ داری علماء کرام پر عائد ہوتی ہے۔ وہ منبر و محراب سے مضبوط آواز بلند کرتے ہوئے دین اسلام کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیں۔ مسلمانوں کو حوصلہ دیں، انہیں مایوسیوں سے نکالیں اور قوم کی رہنمائی کریں۔ کلمہ طیبہ کی بنیاد پر حاصل کئے گئے ملک کے استحکام کیلئے کردار ادا کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ پورے ملک میں اتحاد و یکجہتی کا ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام دشمن قوتیں ملک میں لسانیت، قومیت اور علاقائیت پرستی کو پروان چڑھا رہی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہم سے کیلئے مشعل راہ ہے۔ علماء کرام منبر و محراب کا فریضہ ادا کریں اور قوم کو اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کے مقابلہ کیلئے متحد و بیدار کریں۔ جامعۃالدعوۃ الاسلامیہ میں عظیم الشان تقریب اور علماء و

شیوخ الحدیث کے خطابات اور طلباء کی ایک بڑی تعداد دیکھ کر احساس ہوا کہ دینی مدارس کیخلاف سیکولر قوتیں بے بنیاد پروپیگنڈہ کرتی ہیں۔مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے انتہائی پرامن لوگ ہیں۔مدرسہ کے گیٹ سے داخل ہونے کے بعد جب تک باہر نہیں نکلے ہر ملنے والا (جو نہیں بھی جانتا) سلام کرتا رہا،ایسا ماحول باہر کہیں بھی میسر نہیں باقی دینی مدارس کو بھی جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ کو ماڈل کے طور پر اپنانا چاہئے۔وہ مدارس جن میں صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے وہ دنیوی تعلیم کی طرف بھی آئیں اور سندفراغت حاصل کرنے والے ہر طالب علم کو معاشرے کا ایک اچھا شہری بنائیں،اغیار کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اور ناکام بنانے کے لئے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر سائنس سمیت دنیوی تعلیم بھی ضروری دلائی جائے تاکہ وہ ہر میدان میں داعی کا کردار ادا کریں۔والدین کو بھی چاہئے کہ وہ ایسے مدارس میں اپنے بچوں کو ضرور بھیجیں جہاں انکی صلاحیتوں میں نکھار آئے۔

وزیراعظم "کاکول اکیڈمی" میں

مشرف کے خلاف غداری کیس کی وجہ سے پاک فوج اور حکومت میں تناؤ کی خبریں گردش کر رہی تھیں جس کے جواب میں حکومتی وزراء پرویز رشید، احسن اقبال و دیگر کو بیانات دینا پڑے کہ فوج اور حکومت ایک ہی پیج پر ہیں دونوں میں ہم آہنگی ہے ۔چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف نے بھی کہا تھا کہ پاک فوج تمام اداروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے پاک فوج نے قومی حمایت کے ساتھ روایتی ہم آہنگی اور عزم سے ہمیشہ قومی سلامتی اور تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے پاک فوج یہ اہم فریضہ سرانجام دیتی رہے گی پاک فوج اپنے ادارے کا ہر حال میں تحفظ کرے گی موجودہ صورتحال میں ملک اندرونی و بیرونی مشکلات سے دوچار ہے حالیہ دنوں میں فوج کے بارے میں بعض عناصر نے غیر ضروری تنقید کی۔ افواج پاکستان ملک کے دفاع کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ فوج اپنے ادارے کے وقار کا ہر حال میں تحفظ کرے گی، ہماری ایس ایس جی دنیا کی بہترین اسپیشل فورس ہے جسے ہر مشکل میں کام کرنا آتا ہے، پاک فوج نے قومی حمایت کے ساتھ روایتی ہم آہنگی میں نمایاں کردار ادا کیا، پاک فوج یہ اہم فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔ موجودہ صورت حال میں ملک اندرونی اور بیرونی مشکلات سے دو چار ہے، پاک فوج نے ہمیشہ قومی سلامتی

اور تعمیر وترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔آرمی چیف کے اس بیان کے بعد اپوزیشن کی سیاسی جماعتوں کی طرف سے بھی اشکالات سامنے آئے تھے جنہیں حکومت و فوج نے مکمل طور پر رد کر دیا۔چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف کی دعوت پر وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے کاکول اکیڈمی میں کیڈٹس کی 129 ویں پاسنگ آوٹ تقریب میں شرکت کی اور پریڈ کا معائنہ کیا۔اس موقع پر وزیر اعظم کو سلامی پیش کی گئی۔آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے وزیر اعظم کا استقبال کیا۔تقریب میں وزیر اطلاعات پرویز رشید ، وزیر دفاع خواجہ آصف کے علاوہ اعلیٰ سول اور ملٹری حکام ، بڑی تعداد میں سفارتکار بھی موجود تھے۔پاس آؤٹ تقریب میں کامیاب ہونے والے کیڈٹس کا تعلق پاکستان کے ساتھ بحرین اور فلسطین سے بھی ہے جن کو اعلیٰ فوجی تربیت دی گئی۔اس موقع پر وزیراعظم نواز شریف کا کہنا تھا کہ ملک کے ناقابل تسخیر دفاع کے لیے فوج کو تمام ممکنہ وسائل مہیا کریں گے۔نئے آنے والے افسران کو سپہ سالار جنرل راحیل شریف جیسے افسران کا کردار بھی ذہن میں رکھنا چاہیے ،وہ نشان حیدر حاصل کرنے والے میجر شبیر شریف شہید کے بھائی ہیں اور ہمیں ان پر فخر ہے، جنرل راحیل شریف حب الوطنی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔پاکستان ملٹری اکیڈمی قیادت کی تیاری کا ایک اعلیٰ ادارہ تصور کیا جاتا ہے۔اس عظیم ادارے میں پاک فوج کے نوجوان افسران کے غیر متزلزل تصورات کو تقویت دی جاتی ہے کیونکہ انہیں مستقبل میں مشکل حالات کا ڈٹ کر مقابلہ

کرنا ہے، اس لئے مستقبل میں کبھی نہ بھولیں کہ قوم ان پر بھرپور اعتماد کرتی ہے۔ پاک فوج میں شمولیت اختیار کرنے والے نئے افسران عظیم اور بہادر مجاہدوں کی طرز پر قدم رکھ رہے ہیں۔ ان کے سامنے کئی شکلوں اور قسموں میں چیلنجز آئیں گے لیکن قوم ان کی پشت پر متحد کھڑی ہوگی۔ مضبوط معیشت اور دہشت گردی کے خاتمے کے بغیر ملکی دفاع کی مضبوطی ناممکن ہے۔ ہمیں قومی مقاصد کے حصول کے لئے مل جل کر کام کرنا ہوگا، ایک دن ہماری قوم مشکلات اور امتحانات میں کامیابی سے سرخرو ہوگی، وزیر اعظم نواز شریف نے اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر حمزہ کمپنی کو قائد اعظم بینر دیا۔ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے دوران کیڈٹس نے ملک سے وفاداری کا حلف اٹھا لیا، کیڈٹس نے حلف اپنے حلف میں کہا کہ کسی بھی طرح کی سیاسی سرگرمیوں کا حصہ نہیں بنیں گے، آئین کی پاسداری کریں گے، وزیر اعظم نے اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے کیڈٹس میں اعزازات تقسیم کیے، اعزازی شمشیر اکیڈمی سینئر آفیسر معظم کو دی گئی، صدارتی تمغہ بٹالین سینئر انڈر آفیسر ظفر کو دیا یا، چیف آف آرمی سٹاف گولڈ میڈل کیڈٹ اسلام، کمانڈنٹ کی اعزازی چھڑی کیڈٹ سمیع کو دی گئی۔ تھرڈ مجاہد کوررس میں کمانڈنٹ کی اعزازی چھڑی کیڈٹ بلال کو دی گئی۔ وفاقی وزیر دفاع خواجہ آصف بھی وزیر اعظم کے ہمراہ تھے۔ انکے ماضی کے کچھ بیانات کو جو فوج کے حوالہ سے تھے نشر کیا جا ریا تھا۔ خواجہ آصف نے کاکول اکیڈمی جانے سے قبل پاک فوج کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فوج کا بہت احترام کرتا ہوں۔ مضبوط اور باوقار فوج

ملک کا اثاثہ ہے میری کئی سال پہلے کی تقاریر سے غلط تاثر دیا جا رہا ہے۔ مادر وطن کے لئے فوج کی قربانیوں پر فخر ہے۔ میڈیا پر چلائی جانے والی میری تقاریر کسی اور سیاق و سباق میں ہیں، پرانی تقاریر چلانے سے میرے متعلق پیدا ہونے والا تاثر حقیقت سے دور ہے۔ فوج کئی محاذوں پر لڑ رہی ہے، ایسے وقت میں غلط فہمیاں مناسب نہیں۔

باوقار ادارے کو نیچا دکھانا مقصد نہیں تھا۔ فوج بے مثال قربانیاں دے رہی ہے۔ دو روز قبل قومی سلامتی کمیٹی کا غیر معمولی اجلاس زیر اعظم محمد نواز شریف کی صدارت میں اسلام آباد میں ہوا تھا اجلاس میں بھارتی انتخابات کے تناظر میں پاک بھارت تعلقات افغان صدارتی انتخابات قومی سلامتی سے متعلق اہم امور، حکومت طالبان، مذاکرات، قیام امن کے لئے ممکنہ مزید حکومتی اقدامات، سرحدی امور اور خطے کے حالات سمیت دیگر اہم امور کا جائزہ لیا گیا قومی دفاع کے حوالے سے ایک بار پھر پاک فوج کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اجلاس میں وزیر دفاع خواجہ آصف، وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان، وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر پرویز رشید، چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف دیگر اعلی عسکری حکام، آئی ایس آئی و آئی بی کے سربراہان اور متعلقہ اعلی سرکاری حکام نے شرکت کی تھی اجلاس ساڑھے تین گھنٹوں تک جاری رہا مادر وطن کے دفاع کے حوالے سے قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی مسلح افواج کے ساتھ بھرپور یکجہتی کا اظہار کیا گیا۔ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے قومی سلامتی

کے معاملے پر اداروں میں ہم آہنگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس تاثر کو ظاہر کر دیا ہے کہ کسی معاملے پر کوئی تناؤ کی کیفیت موجود ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ صورت حال میں بہتری آ رہی ہے اعلی قیادت نے ایک بار پھر واضح کیا ہے کہ سب ایک صفحے پر ہیں رابطوں کے طریقہ کار کو مزید بہتر بنانے اور ہم آہنگی کے فروغ کے لئے مختلف اقدامات کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ملک کی اعلی سیاسی و عسکری قیادت نے واضح کیا ہے کہ قومی سلامتی سے متعلق تمام معاملات پر سب یکجا ہیں قومی امن سب کی ترجیح ہے اور اس ضمن میں مشترکہ اقدامات کا سلسلہ جاری رہے گا۔ قومی سلامتی کے معاملات پر مشاورت اور رابطوں سے متعلق طریقہ کار کو مزید بہتر بنانے پر اتفاق کیا گیا ہے وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا کہ قومی سلامتی کمیٹی ملک کا اعلی مشاورتی فورم ہے جہاں ریاست کے تمام اداروں کو اپنے نکتہ نظر پیش کرنے کا موقع ملتا ہے سلامتی کے معاملے پر اداروں کی ان آراء کی وجہ سے حکومت کو قومی سلامتی کے اہم فیصلوں میں مدد ملتی ہے۔

گیلپ سروے پر اعتراضات

گیلپ پاکستان کی طرف سے جاری کی جانے والی سالانہ پبلک پلس رپورٹ 2014ء میں وزیراعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف کی کارکردگی کو 21 فیصد عوام نے بہت بہترین جبکہ 28 فیصد عوام نے بہترین قرار دیا۔ مجموعی طور پر شہباز شریف کی کارکردگی کو 49 فیصد عوام نے بہترین قرار دیا۔ گیلپ سروے کے مطابق پاکستان بھر میں 26 فیصد جبکہ صوبہ پنجاب میں 45 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ قومی لیڈروں میں نواز شریف عوامی مقبولیت کے لحاظ سے سرفہرست ہیں' عمران خان' زرداری' الطاف حسین اور اسفند یار کی مقبولیت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ سروے میں بتایا گیا کہ وزیراعلیٰ سندھ کی کارکردگی میں منفی رجحان دیکھنے میں آیا ہے جس میں منفی کارکردگی کے اعشاریئے 29 فیصد میں مزید منفی 9 فیصد کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخوا کے وزیراعلیٰ کی کارکردگی کا رجحان بھی مقررہ شرح سے منفی 11 فیصد زائد رہا ہے۔ جبکہ وزیراعلیٰ بلوچستان کی کارکردگی کا گراف منفی 14 فیصد بڑھا ہے۔ گیلپ رپورٹ کے مطابق وزیراعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف کی کارکردگی دیگر تمام صوبوں میں مثبت شرح کے مطابق انتہائی نمایاں رہی ہے جو کہ 21 فیصد ہے جبکہ دیگر صوبوں کی کارکردگی کا گراف مثبت کارکردگی کے حوالے سے صوبہ پنجاب سے انتہائی کم ہے۔

رپورٹ کے مطابق صوبہ سندھ کے وزیراعلیٰ کی کارکردگی محض 6 فیصد جبکہ خیبرپختونخوا اور وزیراعلیٰ بلوچستان کی کارکردگی صرف 4 فیصد رہی ہے۔ گیلپ پاکستان سالانہ پبلک پلس رپورٹ 2014ء میں وزیراعظم نواز شریف کے بارے میں عوامی رائے کے مثبت پہلو سامنے آئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق نواز حکومت کی کارکردگی زرداری حکومت کی گزشتہ سال کی کارکردگی سے نمایاں طور پر بہتر رہی اور موجودہ حکومت کی مجموعی کارکردگی میں 59 فیصد اضافہ ہوا۔ مہنگائی پر قابو پانے کے حوالے سے نواز حکومت کی کارکردگی میں اس سال 20 فیصد اضافہ ہوا جبکہ دہشت گردی پر قابو پانے کے حوالے سے 31 فیصد اور کرپشن پر قابو پانے کے حوالے سے کارکردگی میں 30 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم رپورٹ کے مطابق ابھی اس کارکردگی میں بہتری کی مزید گنجائش موجود ہے۔ رپورٹ کے مطابق ملک میں معاشی فلاح و بہبود اور امن و امان قائم کرنے کے حوالے سے حکومت کی کارکردگی کے بارے میں ماضی کی حکومتوں کے برعکس پائی جانے والی مایوسی میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ یعنی موجودہ حکومت مہنگائی' کرپشن اور دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے گزشتہ حکومت کی نسبت بہتر کارکردگی دکھا رہی ہے جس سے اس کے مثبت پہلو میں 15 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ گیلپ سروے میں چاروں صوبوں سے عوام کی رائے لی گئی اور مسلم لیگ (ن) کی کارکردگی کو زرداری حکومت سے بہتر قرار دیا گیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے نواز شریف حکومت سے متعلق کرائے گئے گیلپ سروے رپورٹ کو مسترد کرتے ہوئے اسے عوام کے ساتھ

بھونڈا مذاق قرار دیا ہے۔ وقار مہدی نے کہا کہ 2013 میں کرایا گیا سروے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے، مسلم لیگ (ن) نے اپنی انتخابی مہم جس میں ملک سے لوڈ شیڈنگ 6 ماہ میں ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن آج 11 ماہ گزرنے کے باوجود پورا ملک لوڈ شیڈنگ کے بدترین عذاب سے گزر رہا ہے، بے روزگاری انتہا کو پہنچ گئی ہے، ملک کی کل آبادی کے 52% سے زیادہ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں، مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے، مذاکرات کے باوجود دہشت گردی عروج پر ہے اور گیلپ سروے میں (ن) لیگ کی حکومت 59% بہتر بتایا جا رہا ہے جو کہ سفید جھوٹ اور لطیفے سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے، ڈالر کی قیمت کم ہونے کے باوجود عوام کی قوت خرید مزید کم ہو گئی، غریب طبقہ مہنگائی کی چکی میں پس رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت نے سابق صدر آصف علی زرداری کی قیادت میں اپنی سالہ حکومت میں عوام کی محدود وسائل کے باوجود بہتر سے بہتر خدمت کی لاکھوں 05 نوجوانوں کو میرٹ پر ملازمتیں، کنٹریکٹ ملازمتوں کی مستقلی، مزدوروں کی 12% شیئر کی فراہمی، بجلی کی کمی کو دور کرنے کے لیے تھر کول اور دیگر منصوبوں کا آغاز، دہشت گردوں سے نمٹنے کے لیے موثر حکمت عملی، سوات کے علاقے کو دہشت گردوں سے واگزار کرا کے وہاں پاکستانی پرچم کو سربلند کرنا اور امریکہ، انڈیا، افغانستان کے ساتھ اصولوں پر مزاکرات اور تعلقات، مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرنا، ایران پاکستان گیس پائپ لائن کا آغاز، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام

کے زریعے 70 لاکھ خاندانوں کو 1000 روپے ماہانہ کی فراہمی، غریب ہاری خواتین کو 25 ایکڑ زمین کی مفت فراہمی، بے نظیر شہید یوتھ ڈیولپمنٹ پروگرام کے ذریعے نوجوانوں کی فنی تربیت کا آغاز، اٹھارویں اور انیسوویں ترمیم کی منظوری، صدارتی اختیارات کی پارلمینٹ کو منتقلی سمیت بے شمار عوام دوست اقدامات سے تاریخ بھری پڑی ہے لیکن گیلپ سروے کا ادارہ ان اقدامات کو بیان کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں، انھوں نے کہا کہ کس کی کارکردگی بہتر تھی یا بہتر ہے عوام 2018 کے الیکشن میں فیصلہ کردیں گے، گیلپ سروے والے اپنے ٹھنڈے کمروں سے باہر نکلیں اور غریبوں کی بستیوں اور گاؤں اور گوٹھوں کا دورہ کرکے عوام کی رائے لیں تو اصل حقیقت سامنے آجائے گی اور انہیں اپنے اس سروے پر خود شرمندگی ہوگی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما پلوشہ شاہ کا کہنا تھا کہ گیلپ کو ایک مستند ترین سروے نہیں مانا جاسکتا کیونکہ دنیا بھر میں یہ کیا جاتا ہے کہ تمام تر سروے رپورٹس میں یہ کیا جاتا ہے کہ رائے دہندگان سے ان کی سیاسی وابستگی کے بارے میں بھی معلوم کیا جاتا ہے کہ انکی کس جماعت سے وابستگی ہے اور اس قسم کے بیشمار پولز ماضی میں بھی کئے جاتے رہے ہیں کہ اس بار ہونیوالے انتخابات میں یہ جماعتیں یا انکے حمایت یافتہ امیدوار الیکشن ہار جائیں گے لیکن نتائج اس کے بالکل برعکس نکلے تو اس قسم کے سروے کو اتنا زیادہ مستند نہیں مانا جاسکتا ہے اور پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ گیلپ پاکستان کے چیئرمین اعجاز شفیع گیلانی ماضی میں وزیراعظم

نواز شریف کے مشیر بھی رہے ہیں تو انکی اپنی سیاسی وابستگی بھی بہت سے سوالات کو جنم دیتی ہے۔ گیلپ کی جانب سے کیا جانیوالا یہ سروے بیشمار سوالات کو جنم دے رہا ہے جس میں سروے میں شریک افراد کس طبقہ فکر سے وابستہ تھے انکا تعلق کہاں سے تھا وغیرہ۔ اس کے علاوہ اس سروے میں تمام قومی قیادت کی ریٹنگ گرتی ہوئی دکھائی ہے جبکہ شہباز شریف اور میاں صاحب کی ریٹنگ تمام سیاستدانوں بشمول عمران خان ،آصف علی زرداری، الطاف حسین سب سے زیادہ پاپولر دکھائی گئی ہے۔ گیلپ پاکستان کے چیئرمین اعجاز شفیع گیلانی کا کہنا تھا کہ پیپلز پارٹی کی جانب سے اٹھائے جانے والے اعتراضات بالکل بے بنیاد ہیں میری کسی سیاسی جماعت سے کبھی وابستگی نہیں رہی ہے۔ اس بار آنے والے سروے میں عوام کی ایک کثیر تعداد نے مہنگائی پر حکومتی پالیسی کو ناقص قرار دیا ہے لیکن انہوں نے گزشتہ حکومت کی نسبت موجودہ حکومت کی کارکردگی کو بہت زیادہ سراہا ہے کیونکہ گزشتہ حکومت نے اپنے پانچ سالہ دور میں جو کارکردگی دکھائی وہ انتہائی ناقص تھی لیکن عوام نے موجودہ حکومت کی کارکردگی کو کافی حد تک سراہا ہے۔ گیلپ سروے کے نمائندے گراؤنڈ میں موجودہ ہوتے ہیں جو مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سے انکی رائے لیکر یہ سروے مرتب کرتے ہیں۔ آئی آر آئی دراصل سروے کرنے والا کوئی ادارہ نہیں ہے بلکہ وہ امریکہ کی ریپبلکن پارٹی سے منسلک ایک تھنک ٹینک نہیں ہے جو امریکہ کی پالیسی بنانے میں بھی کافی معاونت فراہم کرتا ہے۔ گیلپ ایک خالصتاً ریسرچ کا ادارہ

ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر یہ لوگ تیار ہیں تو ہم سیاسی جماعتوں کے کے ساتھ بیٹھ کر اسے شیئر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کے رہنما شوکت یوسفزئی کا کہنا تھا کہ اس قسم کے سروے سے عوام کو بے وقوف نہیں بنایا جاسکتا ہے کیونکہ عوام آج یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ انہیں یہ بتایا جائے کہ کیا عوام کی زندگیوں میں انقلاب آگیا ہے، ملک سے دہشتگردی کا خاتمہ ہوگیا ہے کیا اس ملک سے بیروزگاری، کرپشن سمیت دیگر جرائم اور مسائل ختم ہوگئے ہیں تو اس صورتحال میں اس قسم کے سروے دیکھ کر عام آدمی ہنس رہا ہے کہ اس صورتحال میں کس طرح سے اس قسم کی رائے دی جاسکتی ہے۔ اگر سروے میں خیبر پختونخوا کے لوگوں نے صوبائی حکومت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے تو اس میں کافی وجوہات ہیں کیونکہ کے پی کے میں ہم لوگوں نے کافی چیزوں میں درستگی کی ہے جن میں صوبے میں پولیس کے محکمے سے کرپشن کا خاتمہ کرکے اسے فعال بنانا، فوری اور سستا انصاف کی فراہمی سمیت دیگر اہم معاملات بھی شامل ہیں۔ اس سروے میں ایک طرف یہ کہا گیا ہے کہ خیبر پختونخوا میں حکومت کی کارکردگی کافی بہتر ہے لیکن دوسری جانب وزرائے اعلی میں شہباز شریف کو بہتر قرار دیا جارہا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لوگ صوبے کی کارکردگی سے مطمئن ہیں تو پھر کن بنیادوں پر وزرائے اعلی کی کارکردگی کو جانچا گیا ہے کیونکہ صوبے کا چیف ایگزیکٹیو وزیر اعلی ہی ہوتا ہے اب اگر صوبے کی کارکردگی اچھی ہے تو پھر دوسرے صوبے کا وزیر اعلی کس طرح اس سے بہتر

ہو سکتا ہے؟

پاک فوج، آئی ایس آئی "باوقار وذمہ دار ادارے

پاکستان میں صحافت آسان نہیں رہی، سینئر صحافیوں و صحافتی اداروں پر حملے تشویشناک ہیں، رضا رومی کے بعد حامد میر کراچی میں دہشت گردی کا نشانہ بنے اور زخمی ہوئے۔ وہ کراچی ایئرپورٹ سے اپنے دفتر کی جانب جا رہے تھے کہ راستے میں نامعلوم افراد نے ان کی گاڑی پر فائرنگ کی کراچی پولیس کے چیف شاہد حیات نے بتایا کہ حامد میر کے ساتھ ایک محافظ بھی موجود تھا لیکن ان کی گاڑی پر حملہ اتنا اچانک ہوا کہ وہ بھی کچھ نہ کر سکا۔ حملے میں دو موٹر سائیکل اور ایک کار استعمال کی گئی۔ حامد میر کے بھائی عامر میر نے آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل ظہیر السلام کو ملوث قرار دیدیا۔ عامر میر جو کہ خود بھی پیشہ کے لحاظ سے ایک صحافی ہیں نے کہا کہ دو ہفتے قبل حامد میر نے مجھے بتایا تھا کہ آئی ایس آئی نے ان کے قتل کا منصوبہ بنا رکھا ہے، یہ عناصر پرویز مشرف اور فوج کے سیاسی کردار کے حوالے سے میرے موقف کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ حامد میر کے بھائی نے بتایا کہ انہوں نے کہا تھا کہ مجھ پر حملہ ہوا تو اس میں جنرل ظہیر السلام اور آئی ایس آئی کے چند کرنلز ملوث ہوں گے۔ عامر میر کے مطابق حامد میر نے تحریری طور پر اپنے گھر والوں، دوستوں، جنگ گروپ، حکومت اور فوج کے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا، وہ اس حوالے

ایک ویڈیو پیغام بھی ریکارڈ کروا چکے ہیں کہ انہیں طالبان دہشت گردوں سے زیادہ آئی ایس آئی سے خطرہ ہے۔ عامر میر کے اس بیان کے بعد نجی ٹی وی پر پاک فوج اور آئی ایس آئی جو پاکستان کے دفاع میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں پر الزامات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور جیو ٹی وی نے کھل کر پاکستانی افواج کے خلاف پروپیگنڈے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ نجی چینل جس کے بھارت کے ساتھ رابطے ڈھکے چھپے نہیں ہیں نے حامد میر کے بھائی عامر میر کے حوالے سے کھل کر آئی ایس آئی اور پاک فوج کے خلاف زہر اگلا۔ جب پاکستان حالت جنگ میں ہے اور ہر طرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ ان حالات میں افواج کی جانب سے اس طرح کے واقعہ کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ نجی ٹی وی کے رد عمل سے محسوس ہوتا ہے جیسے نجی چینل پہلے ہی تیار بیٹھا تھا کہ وہ اپنی افواج کے خلاف پروپیگنڈہ کرے۔ اس طرح کا پروپیگنڈہ پاکستان کا دشمن ملک بھارت بھی نہیں کرتا ہوگا جتنا ایک پاکستانی چینل نے کیا۔ واقعہ کے صرف ایک گھنٹہ کے اندر ہی بغیر تحقیقات کے آئی ایس آئی پر الزام لگا دیا گیا ہے۔ یہ بات قبل ذکر ہے کہ 'ٹائمز آف انڈیا' نے اس واقعہ پر لکھا کہ وہ صحافی نشانہ بنے ہیں جن کو طالبان سے' خطرہ تھا یعنی بھارت نے بھی اس طرح کا الزام نہیں لگایا جس طرح جیو کی جانب سے دیکھنے میں آئے۔ کل تک نجم سیٹھی کہتا تھا کہ بغیر ثبوت بات نہیں کرنی چاہئے اور آج بغیر ثبوت کے آئی ایس آئی کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ دنیا میں کوئی چینل اپنی آرمی کے خلاف پروپیگنڈا نہیں کرتا، جیو نیوز

دنیا کا واحد چینل ہے جو اپنے ہی ملک کی آرمی کے خلاف شروع سے پروپیگنڈا کرتا آ رہا ہے۔انڈین چینلز نے الیکشن کو ریچ روک کر پاکستان آرمی کی کلاس لینا شروع کر دی اور حامد میر کو خراج تحسین پیش کرنا شروع کر دیا۔آئی ایس آئی کو ایسے وقت میں جیو نے نشانہ بنایا ہے جب پاکستان کو اندرونی خطرات لاحق ہیں اور آئی ایس آئی ہی ایسا ادارہ ہے جو ان خطرات کا کھوج لگا سکتی ہے۔ایک بھارتی چینل کا کہنا ہے کہ ہمیں پاکستان آرمی کے خلاف زہر اگلنے کی ضرورت نہیں، جیو ہی کافی ہے۔ جتنا زہریلا پروپیگنڈا اکیلے جیو نے اپنی فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف کیا ہے، اتنا زہریلا پروپیگنڈا سارے بھارت کے چینل بھی مل کر نہیں کر سکتے۔انڈین چینلز اور جیو ٹی وی کی ریس لگی ہوئی ہے آئی ایس آئی کے خلاف زہر اگلنے میں، اس ریس میں جیو سب سے آگے ہے۔حکومت نے سینئر صحافی حامد میر کے اہلِ خانہ کے اس بیان کی تردید کر دی ہے کہ حامد میر نے حکومت کو اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ انہیں شدید خطرات ہیں اور ان کا ممکنہ ذمہ دار کون ہے۔ حکومت کی طرف سے یہ تردید وزیراطلاعات و نشریات نے کی اور کہا کہ حامد میر نے کبھی حکومت کو اس طرح سے آگاہ نہیں کیا کہ انہیں کس سے خطرہ ہے، انہوں نے کسی کا نام کبھی نہیں لیا۔ حامد میر نے اپنی تنظیم کو بیان دیا ہے لیکن حکومت کو آگاہ نہیں کیا وزیراطلاعات نے کہا کہ حامد میر نے جمہوریت اور عدلیہ کی آزادی کیلئے برس چڑھ کر جدوجہد کی، ان پر حملہ آزادانہ سوچ پر حملہ ہے۔اس کی تحقیقات کرائی جائیں گی۔حکومت نے حامد

میر پر قاتلانہ حملے کی آزادانہ منصفانہ تحقیقات کیلئے چیف جسٹس آف پاکستان سے باضابطہ طور پر رابطہ کر لیا ہے عدالتی کمیشن کی تشکیل کیلئے چیف جسٹس آف پاکستان سے تین ججز کو نامزد کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ وزیراعظم کی ہدایت پر وفاقی سیکرٹری داخلہ نے حامد میر پر قاتلانہ حملے کی تحقیقات اور حملہ آوروں کی نشاندہی سے متعلق حقائق کے تعین کیلئے عدالتی کمیشن کی تشکیل کے بارے میں رجسٹرار سپریم کورٹ کو خط لکھ دیا ہے چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس تصدق حسین جیلانی سے درخواست کی گئی ہے کہ حامد میر پر قاتلانہ حملے کی تحقیقات کیلئے تین رکنی عدالتی کمیشن تشکیل دیا جائے ججز کی نامزگیوں کے سلسلے میں درخواست کی گئی ہے عدالتی کمیشن حملے اور حملہ آوروں کی نشاندہی کیلئے حقائق جمع کریگا حکومت رپورٹ کو منظر عام پر بھی لائی گی سرکاری اعلامیہ کے مطابق عدالتی کمیشن اپنا ٹاسک 21 دنوں میں مکمل کریگا۔ وفاقی حکومت نے حامد میر پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کے بارے میں اطلاع دینے پر ایک کروڑ روپے کے انعام کا اعلان کر دیا ہے۔ پاک فوج کے ترجمان نے حامد میر پر حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ آئی ایس آئی اور اس کے چیف پر پر بغیر ثبوت کے الزامات لگانا قابل مذمت اور گمراہ کن ہے۔ ہم سب خطرات کا شکار ہیں۔ ہمیں مل کر خطرات سے لڑنا ہے۔ ہمیں تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اصل مجرموں کی گرفتاری کے لیے واقعے کی شفاف تحقیقات ہونی چاہیے۔ ڈی جی آئی ایس پی آر میجر جنرل عاصم باجوہ نے کہا کہ آئی ایس آئی ایک باوقار اور معتبر

ادارہ ہے ،ڈی جی آئی ایس آئی پر الزامات گمراہ کن ، افسوسناک اور نا قابل برداشت ہیں ،آئین اور قانون کے مطابق قانونی چارہ جوئی کریں گے۔ بے بنیاد الزامات سے جگ ہنسائی ہوئی ، تمام پہلوؤں کا جائزہ لے رہے ہیں ، حامد میر پر حملہ شر پسند عناصر نے کیا، حملے کی انکوائری کے لئے حکومتی کمیشن کا خیر مقدم کرتے ہیں ہم نے کل بھی اس واقعہ کی شدید مذمت کی تھی اور آج ایک بار پھر بھرپور الفاظ میں اس کی مذمت کرتے ہیں، ترجمان پاک فوج نے کہا کہ آپ کو علم ہے کہ کل سے میڈیا کے کچھ حصے اور خاص طور پر ایک نجی چینل نے جس طرح ڈی جی آئی ایس آئی کی تصویر کو آٹھ گھنٹے تک بار بار دکھایا، آئی ایس آئی پر بے جا اور بے بنیاد الزامات جس طرح دوہرائے جاتے رہے اور بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ، یہ سب کچھ بہت گمراہ کن،افسوسناک اور بے بنیاد ہے یہاں پر میں پاکستانی عوام اور میڈیا کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس پراپیگنڈا، کی پرزور مذمت کی اور پاک فوج کے ساتھ اپنی روایتی محبت کا کھل کر اظہار کیا۔پاک فوج اور آئی ایس آئی دونوں ذمہ دار اور باوقار ادارے ہیں ،ان پر بے بنیادالزامات نا قابل برداشت ہیں ، انھوں نے واضح کیا کہ فوج کی موجودہ قیادت کو بطور پالیسی حالات کا پورا ادراک ہے اور وہ ہر طرح سے آزادی صحافت اور جمہوریت کی مضبوطی کے لئے کوشاں ہے۔پاک فوج ہر طرح سے دفاع وطن کا فریضہ ادا کرتی رہے گی خواہ حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں ،اس طرح کے بے جا الزامات ملکی دفاع کو کمزور کرنے کے مترادف ہیں اور ان کو بھی بند

ہونا چاہئے۔ کالعدم تحریک طالبان پنجاب نے حامد میر پر حملے کی ذمہ داری قبول کی ہے جبکہ تحریک طالبان مہمند ایجنسی کے امیر عمر خراسانی نے حملے میں ملوث ہونے کی تردید کردی۔ ٹوئیٹر پر جاری پیغام میں کالعدم تحریک طالبان پنجاب گروپ نے حامد میر پر ہونے والے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ طالبان نے یہ حملہ لشکر جھنگوی کراچی کی مدد سے کیا ہے۔ پاک فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنے والے اب کیا بتائیں گے جب ذمہ داری قبول ہو رہی ہے۔ حساس اداروں پر ایک میڈیا گروپ کی طرف سے الزامات افسوسناک اور قابل مذمت ہیں۔ تحقیقات اور ثبوتوں کے بغیر، حساس اداروں کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے میڈیا گروپ نے اپنے بیرونی آقاؤں جو ملک دشمن ہیں انکی خوشنودی حاصل کی ہے۔ پاکستان کی غیور عوام پاک فوج اور آئی ایس آئی کے ساتھ ہے۔ حامد میر پر حملہ افسوسناک قابل مذمت واقعہ لیکن اسے بھی قابل مذمت وہ الزامات ہیں جو آئی ایس آئی پر، لگائے گئے۔ پاک فوج ملک کے لئے قربانیاں دے رہی ہیں۔ قوم ان قربانیوں کو نہیں بھلا سکتی بلکہ سلیوٹ کرتی ہے۔ پاک فوج زندہ باد۔

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

سیدنا ابوبکر صدیق تعلیمِ اسلام کے زندہ پیکر اور اخلاقِ نبوی ﷺ کی تصویر تھے سوا دو سال کی دورِ خلافت کے دوران سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اسلام کی سربلندی کے لیے تاریخ عالم کی بے نظیر گراں قدر خدمات سرانجام دیں آپؓ کی دینی و مذہبی خدمات تاریخِ اسلام کا روشن و قابلِ افتخار باب ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں لوگوں کو ایمان اور انصاف کی ہدایت کی آغازِ اسلام سے رسول اکرم ﷺ کے وصال تک ہر مرحلے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کی سیدنا ابوبکر صدیق کی دین اسلام اور تحفظ ناموس رسالت کے لیے خدمات ناقابل فراموش ہیں قرآن مجید کی کتابی شکل میں تدوین بھی سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا عظیم ترین کارنامہ ہے انہوں نے مختلف لکھے ہوئے اجزاء اور حفاظ قرآن کے ذریعے قرآن کی سورتوں کو جمع کرکے کتابی صورت میں مدون کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد بہت سارے فتنوں نے یک دم سر اٹھا لیا جن کا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتہائی بہادری اور حکمت عملی کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور خلافت قیامت تک آنے والے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے دیرینہ دوست اور سفر و حضر کے ساتھی تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان

کیا۔ تو سب سے پہلے آپ کو یہ شرف حاصل ہوا۔ کہ آپ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف مالی تعاون کیا۔ بلکہ ہر مشکل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون و مددگار رہے۔ ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ تمام غزوات میں آپ شریک ہوئے ، اور یہ حقیقت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشیر اول تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بہت سے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ابوبکر فی الجنتہ (ترمذی) '' ابوبکر جنت میں ہیں۔ اور یہ بھی فرمان نبوی ہے۔ '' میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ '' دو میں سے دوسرا جب غار میں اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا، کہ غمگین مت ہو بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اس پر سکینہ نازل فرمایا۔ '' جمہور ائمہ کرام اور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی قول ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : '' حقوق صحبت کی ادائیگی اور مال خرچ کرنے میں تمام لوگوں سے بڑھ کر احسان مجھ پر بلاشبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ '' پھر ارشاد فرمایا : '' اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر ،

صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا۔" ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "تم غار میں میرے رفیق تھے اور حوض کوثر پر میرے رفیق ہوگے۔" جامع ترمذی میں امام ترمذی نے اور تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب کے سردار اور ہم سب سے بہتر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ پیارے تھے۔ غزوہ تبوک رجب 9 ہجری میں پیش آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے چندہ کی اپیل کی۔ ہر صحابی نے اپنی طاقت کے مطابق اس غزوہ کے لئے مالی تعاون کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : جس وقت غزوہ تبوک کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی تعاون کی اپیل کی۔ اس وقت میرے پاس بہت مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکتا ہوں تو وہ یہی موقع ہے۔ چنانچہ میں گھر گیا۔ اور اپنا نصف مال لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ ! اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو ؟ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصف مال آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا ہے۔ اور نصف مال اپنے اہل و عیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ان کے پاس جو کچھ تھا۔ وہ سب لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو ؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : میں نے ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی بھی بازی نہیں لے جا سکتا۔ علامہ اقبال نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو اس شعر میں نظم کیا ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں جھوٹے نبی پیدا ہو چکے تھے۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو کئی اور فرقے اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک تو جھوٹے مدعیان نبوت تھے۔ ان کے علاوہ ایک گروہ ایسا پیدا ہوا۔ جس نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور ساتھ ایک اور گروہ سامنے آیا۔ جنہوں نے دین اسلام سے انحراف کیا۔ یعنی مرتدین اسلام۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ بڑا سخت وقت تھا۔ آپ نے ان سب فتنوں کا بڑی بہادری، شجاعت اور فہم و بصیرت سے مقابلہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ”ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایسے حالات میں گھر گئے تھے۔ کہ اگر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہم

پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت سوا دو برس ہے۔ اور اس قلیل مدت میں آپ نے جو عظیم الشان کارنامے انجام دیئے۔ ان کی مثال تاریخ اسلام میں مشکل ہی سے ملے گی۔ اس قلیل مدت میں انہوں نے جو عظیم الشان کارنامے انجام دیئے۔ ان کا حال پڑھ کر انسان ورطہ حیرت میں غرق ہو جاتا ہے۔ انہیں اپنے دور خلافت کا بیشتر حصہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے نمٹنے میں صرف کرنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود وہ ملکی نظم و نسق سے غافل نہیں رہے فی الحقیقت انہوں نے اپنی قوت ایمانی، تدبر و فراست اور عزم و ہمت کی بدولت نوزائیدہ خلافت اسلامیہ کو اتنی مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا۔ جس پر ان کے اولوالعزم جانشین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک عظیم الشان تعمیر کر دی۔ علم و فضل کے اعتبار سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے جامع الکمالات تھے۔ تفسیر، حدیث، علم تفسیر، علم الانساب، شعر و سخن، حکایت، تحریر و کتابت میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان کارنامہ '' جمع قرآن مجید '' ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ قرآن مجید کے تمام اجزاء کو جمع کر کے ایک کاغذ پر یک جا جمع کرنے کا اہتمام کریں۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ 7 جمادی الثانی 13 ہجری کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا۔ اس دن سردی بہت زیادہ تھی۔

جس کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ 15 دن مسلسل بخار رہا۔ 22 جمادی الثانی 13 ہجری بروز دو شنبہ مغرب اور عشاء کے درمیان انتقال کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ وفات کے وقت عمر 63 سال تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر ارشاد فرمایا: ”آج خلافت نبوت کا انقطاع ہو گیا۔“ حکمران اگر مخلص ہیں اور وطن عزیز کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست اور قائداعظم اور مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کا پاکستان بنانا چاہتے ہیں تو انہیں خلفا راشدین کے طرز حکمرانی کو اپنانا ہوگا، عوامی مطالبات کے باوجود حکومت کا یوم وفات ابوبکر صدیقؓ پر عام تعطیل کا اعلان نہ کرنا قابل افسوس ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بغیر دین اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھنا ناممکن ہے، جس طرح سرور کونین ﷺ دوجہانوں کے سردار ہیں اسی طرح صحابہ کرامؓ میں خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ صحابہ کرام کا رتبہ اور مقام ہے، اللہ تعالی نے آپ کو بہت سی صفات اور اعلیٰ مراتب سے نوازا ہے، سیدنا صدیق اکبرؓ محسن انسانیت ﷺ کے سب پہلے رفیق، سب سے پہلے خلیفہ اور خلافت راشدہ کے پہلے چراغ ہونے کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے سفر کے دوران غار حرا اور روضہ مبارک میں بھی قبر مبارک ساتھ ہی ہے۔ حکومت پاکستان سے ہر پاکستانی کا مطالبہ ہے کہ خلفائے راشدین کے ایام وفات پر بھی عام تعطیل کا اعلان کیا جائے، درسی کتب میں ان کے حالات زندگی کے حوالے سے مضامین شامل کیے

جائیں، سرکاری سطح پر تقاریب کا اہتمام کیا جائے تاکہ نوجوان نسل اسلام کے عظیم
سپوتوں کے حالات زندگی سے واقف ہوں۔

حافظ محمد سعید تھر کے ریگستان میں

تھر میں جو کچھ ہوا وہ نہ تو ایک دن کی کہانی تھی اور نہ ہی دنوں کا قصہ، جس طرح پے در پے اموات ہوئیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سلسلہ کئی ماہ سے جاری تھا، مگر میڈیا کی نظر نہیں پڑی تھی اسی لئے عوام کی نظروں سے بھی ساری کہانی پوشیدہ رہی اور حکمران بھی چین کی بانسری بجاتے رہے، غذائی قلّت سے فقط دو چار نہیں بلکہ اڑھائی سو سے زائد اموات ہو چکی ہیں اور صوبائی حکومت میلے ٹھیلے میں لگی رہی، دنیا کو ملک کا سوفٹ امیج دکھانے کی دھن میں عوام کے مصائب سے نظریں پھیر لی گئیں، پھر میڈیا نے جگایا تو صوبائی ہی نہیں وفاقی حکومت کو بھی جوش آ گیا اور وزیر اعظم نے تھر پہنچ کر ایک ارب روپے کی امداد کا اعلان کر دیا مگر کیا اس سے مرجھائے ہوئے پھول دوبارہ کھل سکیں گے، میڈیا نے شور مچایا تو گھبرا کر سندھ کے وزیر اعلیٰ نے غفلت کا اعتراف کیا، تھر میں بچوں کی اموات کا اتنا شور مچا ہے کہ ہر طرف سے امدادی قافلے تھر کے علاقے مٹھی پہنچے اور واپس چلے گئے۔ تھر بہت وسیع علاقہ ہے۔ تھرپارکر ضلع کی آبادی 12 لاکھ 51 ہزار 455 افراد پر مشتمل ہے جب کہ اس کی اراضی 19 ہزار 638 اسکوائر کلومیٹر ہے، 4 تحصیلوں ڈیپلو، چھاچھرو، مٹھی اور ننگر پارکر پر مشتمل ضلع تھرپارکر 44 یونین کاؤنسل اور 2 ہزار 1 سو 88 گاؤں پر مشتمل ہے، ضلع

تھرپارکر میں 37 صحت کے مراکز موجود ہیں جن میں 1 ضلع ہسپتال 3 تعلقہ اسپتال رورل ہیلتھ سینٹر اور 31 بیسک ہیلتھ یونٹ شامل ہیں۔ تھر میں حالیہ خشک سالی 2 میں 76 فیصد خاندانوں کے پاس ایک دن کی خوراک کا ذخیرہ نہیں قحط کے باعث 79 فیصد زراعت اور 69 فیصد مال مویشی پالنے والوں کے ذریعہ معاش ختم ہوئے ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق حالیہ قحط سالی کے باعث تھرپارکر میں 2 لاکھ 59 ھزار خاندان متاثر ہوئے ہیں ۔ تھر کے باسی مال مویشی پالتے اور ضرورت کے وقت 947 ان کو فروخت کرتے ہیں مگر حالیہ قحط سالی کے باعث جہاں پانی کی کمی اور فصلیں کاشت نہ ہوپائیں ہیں تو وہیں جانوروں کی بڑی تعداد میں ہلاکتیں ان کے مسائل میں اضافے کا سبب بنی ہیں۔ تھرپارکر کی 36 فیصد آبادی کا ذریعہ معاش مال مویشی پالنا ہے جبکہ 35 فیصد کاشتکاری سے وابستہ ہیں ور 15 فیصد افراد روزانہ اُجرت سے وابستہ ہیں اور قحط سالی کے باعث 88 فیصد روزانہ اُجرت پر کام کرنے والوں کا ذریعہ معاش ختم ہوا جبکہ فیصد زراعت اور 69 فیصد مال مویشی پالنے والوں کا ذریعہ معاش متاثر ہوا ہے قحط 79 سالی کے باعث سب سے زیادہ چھوٹے جانور ہلاک ہوئے ہیں جن کی تعداد 48 فیصد ہے اور 27 فیصد بڑے جانور بھی قحط سالی کے باعث ہلاک ہوئے ہین جبکہ بڑی تعداد میں جانوروں مین مختلف بیماریاں رپورٹ ہوئی ہیں۔انسانوں کے لئے خوراک کی حالت بھی بہت ہی خراب ہے تھرپارکر ضلع کے 76 فیصد متاثرین کے پاس ایک دن کی خوارک کا ذخیرہ موجود نہیں ، 19 فیصد افراد کے پاس 2 ھفتوں، 4 فیصد کے پاس

سے 4 ہفتوں 1 فیصد کے پاس ایک ماہ تک خوراک کا ذخیرہ موجود ہے جبکہ مارکیٹوں 2 میں 59 فیصد خوارک موجود ہے مگر صرف 7 فیصد وہ خرید سکتے ہیں زیادہ تر افراد کے پاس قوت خرید ہی نہیں ہے۔ قحط سالی کی خبریں میڈیا پر آنے کے بعد پاک فوج، رینجرز سمیت جماعۃ الدعوۃ، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن، الخدمت فاؤنڈیشن، بحریہ ٹاؤن سمیت دیگر این جی اوز و ادارے امدادی سامان لیکر تھر پہنچے، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ سندھ، سابق صدر زرداری بھی پہنچے لیکن ان کے جانے سے متاثرین کی مشکلات میں صرف اضافہ ہوا۔ مریضوں کو ہسپتالوں سے نکال دیا گیا۔ سیکورٹی کے لئے سب کچھ بند کر دیا گیا ۔امدادی تنظیمیں کچھ دن تو امدادی کام کرتی رہیں لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ تھر کے قحط متاثرہ علاقوں میں جماعۃ الدعوۃ کے رفاہی ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا۔ گرمی کی آمد تھر کے باسیوں کیلیے مزید سخت صورتحال کی گھنٹی بجا رہی ہے اور امکان ہے کہ تھر کے صحرا میں بھوک و بدحالی کے شکار عوام کے لیے آنے والے 4 ماہ مزید مشکلات کا پیغام لائیں گے، تھرپارکر میں بارشوں کا سلسلہ جولائی کے آخر سے شروع ہو کر اگست اور ستمبر تک جاری رہتا ہے۔ یوں یہاں زندگی کی علامت سمجھی جانے والی بارش میں ابھی تین سے چار ماہ باقی ہیں، شدید گرم موسم تھر کیلیے ویسے ہی سخت ہوتا ہے، لیکن اس بار یہ پہلے سے قحط سے متاثر صحرا کیلیے مزید مشکلات کا پیغام لائیگا۔ جماعۃ الدعوۃ نے تھر میں بڑے پیمانے پر پروجیکٹ کا آغاز کر رکھا ہے۔ پانچ سو سے زائد کنویں مکمل

کئے جا چکے ہیں۔ قحط کی خبریں میڈیا پر آنے سے قبل فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکار وہاں موجود تھے، ہنگامی صورتحال اور امدادای کاروائیوں کو مزید تیز و منظم کرنے کے لئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف نے بھی تھر میں ہی ڈیرہ جما لیا ہے۔ امدادی کاموں کا جائزہ لینے کے لئے امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید بھی تھر میں پہنچے اور ڈسٹرک ہسپتال مٹھی کے دورے کے علاوہ تھرپارکر کے مختلف گوٹھوں کا بھی دورہ کیا اور متاثرین کے مسائل سنے۔ انہوں نے نئے تعمیر کیے گئے کنوؤں کا افتتاح کیا اور بیوگان میں بکریاں، سلائی مشینیں اور متاثرین میں راشن پیک، کپڑے اور جوتے بھی تقسیم کیے۔ حافظ محمد سعید نے تھر میں ایک بڑے جلسہ عام سے بھی خطاب کیا جس میں ایک بڑی تعداد ہندوؤں کی موجود تھی۔ حافظ محمد سعید نے کہا کہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن روز اول سے تھرپارکر میں رفاہی سرگرمیاں سرانجام دے رہی ہیں۔ قحط زدہ علاقوں میں ڈسپنسریاں قائم کرکے مزید وسیع پیمانے پر طبّی امداد اور مفت ادویات فراہم کریں گے۔ ایف آئی ایف واٹر پروجیکٹ کے تحت پانچ سو کنویں تعمیر کر چکے ہیں، پانی کی فراہمی کے لیے مزید گیارہ سو کنوؤں کا سروے مکمل کرلیا گیا ہے۔ حکومت اور رفاہی تنظیمیں آگے بڑھ کر متاثرین کی بحالی کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کرے۔ جماعۃ الدعوۃ کسی لالچ اور مفادات کے بغیر متاثرین کے درد کو محسوس کرکے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے صحرائے تھر میں امدادی سرگرمیاں سرانجام دے رہی ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ

ہندوؤں کی خدمت انسانیت کے جذبے کے تحت کر رہے ہیں۔ جلسہ کے اختتام پر حافظ محمد سعید نے بارش کے لئے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا کو قبول کیا۔ابھی جلسہ گاہ سے لوگ جانے کے لئے نکل ہی رہے تھے تو تیز بارش شروع ہو گئی۔شدید خشک سالی سے متاثرہ صحرائے تھرپارکر کے متعدد علاقوں میں گزشتہ کئی روز سے جاری شدید گرمی کے بعد بارش سے دکھ اور مصائب کا شکار تھری باشندوں کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے ، موسم گرما کی پہلی بارش سے بیماریاں کم ہونے اور خشک سالی کا زور بھی ٹوٹنے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں، صحرائے تھرپارکر کے دور دراز علاقوں میں بعض مقامات پر تیز بارش بھی ہوئی جبکہ بعض علاقوں میں ہلکی بارش ہوئی ،امیر جماعۃ الدعوۃ کو ہر سال اگست کے مہینے میں تھر میں جا کر بارش کے لئے دعا کروانی چاہئے تاکہ قحط سالی کا سا منظر پیدا نہ ہو۔جماعۃ الدعوۃ کے گیارہ سو کنوؤں کی تعمیر پر کروڑوں روپے خرچ ہوں گے۔امدادی سرگرمیاں تو جاری ہی ہیں۔حافظ محمد سعید کی تھرپارکر آمد پر متاثرہ خاندانوں میں 80 لاکھ روپے مالیت کا راشن تقسیم کیا گیا۔بیوگان میں 4000 سلائی مشینیں ،جانور تقسیم کئے گئے۔جو کام جماعۃ الدعوۃ تھر میں کر رہی ہے حکومت کو سوچنا چاہئے یہ کام تو انکا تھا جو وہاں سے ووٹ لیتے ہیں مگر انہوں نے تو صرف گندم بھی تھر کی عوام تک نہیں پہنچائی۔، قومی رہنما دن رات عوام کے دکھوں کا ذکر کرتے نہیں تھکتے ، لیکن وہ وعدے وفا ہوتے ہیں نہ ہی مسائل حل، اگرچہ تھر میں ایک قیامت ہو گزری، لوگوں کے پھول جیسے بچے بچھڑ

گئے لیکن اب تو ایسے مستقل اقدامات کئے جائیں کہ آئندہ ایسی ظالمانہ غفلت کا ارتکاب نہ ہو۔اس کیلئے ضروری ہے کہ سانحات پر سیاست کے بجائے خدمت کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

بھارت جلاؤ پارٹی

بھارت کی حکمران جماعت کانگریس کے لیڈر اور مرکزی وزیر بنی پرساد ورما نے ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کے وزارت عظمیٰ کے امیدوار نریندر مودی سے متعلق انکشاف کیا ہے کہ وہ پرانے قاتل ہیں اور اٹھارہ برس کی عمر میں بھی قتل کرکے گھر سے بھاگ گئے تھے۔ کانگریس لیڈر کے اس بیان پر بی جے پی نے سخت احتجاج کرتے ہوئے الیکشن کمیشن سے عمران مسعود کے ساتھ ساتھ بنی پرساد ورما کی امیدواری کو بھی مسترد کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور کانگریس سے بھی وضاحت کرتے ہوئے پوچھا گیا ہے کہ وہ اس بیان کو کس نظر سے دیکھتی ہے۔ بنی پرساد نے کہا کہ احمد آباد گجرات کے پولیس اسٹیشنوں میں نریندر مودی کے خلاف کئی مجرمانہ معاملات ہیں مگر وزیر اعلیٰ بننے کے بعد وہ ان معاملات کا ''خیال'' رکھ رہے ہیں۔ کانگریس کے ترجمان ابھیشک منو سنگھوی نے بی جے پی کو ''بھارت جلاؤ پارٹی'' قرار دیا اور کہا کہ مودی ''مین آف ڈیمیج ٹو انڈیا'' کا مخفف ہے۔ کانگریس نے بنی پرساد ورما اور سہارنپور سے کانگریس کے امیدوار عمران مسعود کے بیانات پر الیکشن کمیشن سے رجوع کرتے ہوئے دونوں کی امیدواری رد کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ بی جے پی کی ترجمان نرملا سیتارمن نے ایک پریس کانفرنس میں ورما کی جانب سے مودی کے خلاف

بیانات کی شدید مذمت کی ہے اور الیکشن کمیشن سے سخت کاروائی کا مطالبہ کیا ہے۔
بھارت میں ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کے ریاست بہار کے ایک ضلع سے
امیدوار گری راج سنگھ نے نریندر مودی کے مخالفین کو پاکستانی کہنے اور انہیں پاکستان
بھیجنے کی دھمکی دینے کے شر انگیز بیان پر بھارتی مسلم تنظیموں نے شدید احتجاج کیا ہے اور
سوال کیا ہے کہ چھ ماہ پرانی تقریر پر مسلم امیدوار عمران مسعود پر مقدمہ درج کرنے
کے بعد گرفتار کرکے جیل ڈال دیا جاتا ہے مگر مودی مخالفین کو پاکستانی کہنے اور وہاں
بھیجنے کی دھمکیاں دینے پر بی جے پی لیڈروں کو گرفتار کیوں نہیں کیا جاتا؟ مسلم تنظیموں
کی جانب سے الیکشن کمیشن کی غیر جانبداری پر سوالیہ نشان اٹھایا جارہا ہے۔ جمعیت علماء
ہند و نے رہنما مولانا ارشد مدنی نے الیکشن کمیشن سے سوال کیا ہے کہ عام انتخابات کے
موقع پر ہندو مسلم فسادات بھڑکانے کی کوششیں کرنے والوں کے خلاف کاروائی کیوں
نہیں کی جارہی؟۔ اب یہ باتیں برسر عام کہی جارہی ہیں کہ الیکشن کمیشن دوہرے رویے
کا مظاہرہ کر رہا ہے اور لگتا ہے کہ وہ کسی بڑے حادثہ کا انتظار کر رہا ہے۔ بھارت میں
ہندو انتہا پسند تنظیم وشوا ہندو پریشد نے راجھستان کے راج کوٹ شہر میں ہندو بستیوں
میں رہنے اور جائیداد خریدنے کی کوششیں کرنے والے مسلمانوں کو دھمکی دی ہے کہ
وہ آئندہ 48 گھنٹوں کے اندر ہندو علاقوں سے نکل جائیں۔ اس سلسلہ میں وشوا ہندو
پریشد اور بجرنگ دل کے انتہا پسندوں نے مذکورہ شہر میں مکان خریدنے والے ایک
تاجر کے گھر کے باہر زبردست احتجاجی

مظاہرہ بھی کیا اور دوٹوک الفاظ میں دھمکی دی ہے کہ اگر دو دن میں یہ جگہ خالی نہ کی گئی تو وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے اہلکار زبردستی مکان پر نہ صرف قبضہ کر لیں گے بلکہ باقاعدہ حملہ کر کے نقصان بھی پہنچایا جائے گا جس کی ذمہ داری مسلمان تاجر پر ہو گی۔ احتجاجی مظاہرہ کی قیادت وشوا ہندو پریشد کے صدر پراوین توگاڑیہ نے کی۔ ہندو لیڈر نے مظاہرہ میں شریک ہندو انتہا پسندوں کو حکم دیا کہ وہ گھر کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیں۔ اگر مسلمان تاجر گھر خالی نہیں کرتا تو دو دن بعد پتھروں، ڈنڈوں اور ٹماٹروں کا استعمال کر کے حملہ کرتے ہوئے زبردستی قبضہ کر لیا جائے۔ ایسا ہم پہلے بھی کر چکے ہیں جس سے مسلمانوں کو اپنی رہائش اور پیسے کا نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق کویت میں پھنسے سینکڑوں بھارتیوں کو بچانے والے کیپٹن زین العابدین سمیت شاہ رخ خاں، عمران ہاشمی اور شبانہ اعظمی و دیگر معروف اداکار بھی متعدد مرتبہ ممبئی میں مکان خریدنے اور کرایہ پر حاصل کرنے کی کوششیں کر چکے ہیں لیکن ہندو انتہا پسند تنظیموں کی جانب سے لگائی جانے والی پابندی کے باعث وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ بھارتی ریاست مہاراشٹر میں تقریبا 60 لاکھ ووٹروں کے نام ووٹر لسٹوں سے خارج کرنے کا چونکا دینے والا انکشاف کیا ہے جس پر خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس کا واضح اثر ریاست کے انتخابی نتائج کو متاثر کرے گا۔ اتنی بڑی تعداد میں ووٹروں کے ناموں کا لسٹوں سے اخراج پر سیاسی تنظیموں نے شدید برہمی کا اظہار کیا ہے۔ ناگپور، امراوتی

اور حال ہی میں پونے سے ووٹر لسٹ سے کثیر تعداد میں ووٹروں کے نام غائب ہونے کی شکایتیں سامنے آنے کے بعد یہ معاملہ زیر بحث آیا تھا۔ ریاستی الیکشن کمیشن کے ایک اعلیٰ افسر کا کہنا ہے کہ ووٹر لسٹوں سے ان لوگوں کے نام خارج کئے گئے ہیں جو علاقے کی ووٹر لسٹوں میں نام ہونے کے باوجود وہاں رہائش پذیر نہیں ہیں۔ چیف الیکشن آفیسر نتن گدرے کا کہنا ہے کہ ووٹر لسٹ سے نام غائب نہیں ہیں بلکہ چھ ماہ پہلے قانونی عمل کے تحت انہیں ہٹا دیا گیا ہے۔ مقامی سیاسی پارٹیوں کا کہنا ہے کہ ووٹر لسٹوں سے ناموں کا اخراج کرکے انہیں نقصانات سے دوچار کرنے کی کوشش کی ہے۔ مقبوضہ جموں کے رام بن ضلع میں بجرنگ دل کے اہلکاروں نے مسلمانوں کی طرف سے گائے ذبح کرنے کی افواہ پھیلا کر مسلمانوں کے گھروں پر حملے کئے ہیں جس سے دو افراد شدید زخمی ہوگئے جبکہ مشتعل ہندوؤں نے مسلمانوں کے چار گھروں کو آگ لگا کر تباہ اور جانوروں کے باڑہ کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ہندو مسلم فسادات کا یہ واقعہ رام بن ضلع کے کسل پیرا گاؤں میں پیش آیا ہے۔ مقامی ہندوؤں نے الزام عائد کیا کہ عبدالطیف اور پرویز احمد نامی مسلمانوں نے اپنے گھر میں گائے کو ذبح کیا اور پھر اس کی باقیات کو جنگل میں چھپانے کی کوشش کر رہے تھے کہ ایک ہندو نے دیکھ کر گاؤں میں موجود دوسرے ہندوؤں کو اطلاع کر دی جس سے وہ مشتعل ہو گئے اور پھر بجرنگ دل کے اہلکاروں سمیت بڑی تعداد میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے گھروں پر دھاوا بول دیا۔ ہندوؤں نے احتجاج کرتے ہوئے ایک گھنٹہ تک رام بن نیشنل ہائی

وے بند رکھی۔ کسل پیراگاؤں سے شروع ہونے والی اس لڑائی کے بعد چندر کوٹ، بٹوت اور راز گڑ میں بھی اشتعال پھیل گیا اور وہاں بھی مارکیٹوں میں دوکانیں بند کر دی گئیں اور سخت احتجاج کیا گیا۔ اس دوران ہندو انتہا پسندوں نے مسلمانوں کی ایک گاڑی کو بھی پہاڑی سے نیچے دھکیل دیا جس سے وہ تباہ ہو گئی۔ رام بن پولیس نے عبدالطیف اور پرویز کے خلاف ہندوؤں کی درخواست پر مقدمہ درج کرکے انہیں گرفتار کر لیا ہے ان علاقوں میں ہندو اکثریت میں ہیں اور ماضی میں بھی یہاں مسلمانوں پر تشدد کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔

پاکستانی قوم کی آئی ایس آئی کے ساتھ یکجہتی

پاکستان مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔طالبان کے ساتھ مذاکرات کی امید حوصلہ افزا تھی کہ اسے ملک امن کا گہوارہ بن جائے گا لیکن ملک دشمن عناصر پاکستان کو غیر مستحکم رکھنا چاہتے ہیں۔اپنے ایجنڈے کو پروان چڑھانے کے لئے فرقہ واریت،لسانیت،قومیت کے نام پر کبھی فسادات ،لڑائیاں کروائی جاتی ہیں تو کبھی ٹارگٹ کلنگ،بم دھماکے،دہشت گردی،کسی صورت پاکستان میں قیام امن ملک دشمن نہیں چاہتے وہ یہ مذموم خواہش رکھتے ہیں کہ پاکستان پریشانیوں سے ،مصائب سے دوچار رہے اور وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کرتے رہیں۔کراچی میں سینئر صحافی حامد میر پر حملے کے بعد تو حد ہی ہو گئی۔پاکستان کے دفاعی اداروں کے خلاف پاکستان کے ہی ایک میڈیا گروپ میں پروپیگنڈہ چلایا گیا۔آئی ایس آئی جو دنیا کی ٹاپ تین ایجنسیوں میں سے پہلے نمبر پر ہے،بھارت کو آئی ایس آئی کھٹکتی ہے،امریکہ واسکے اتحادی افغانستان میں اپنی شکست کا ذمہ دار آئی ایس آئی کو سمجھتے ہیں ،انڈیا وامریکہ ملکر آئی ایس آئی کے خلاف مہم چلا رہے ہیں،انڈیا جو امریکہ کی شہہ پر افغانستان میں دہشت گردی کے ٹریننگ کیمپ چلا کر پاکستان کو خون میں نہلا رہا ہے آئی ایس آئی کا نام سن کر انڈیا کے دفاعی ادارے تھر تھر کانپنے لگ

جاتے ہیں ، تقریبا تین چار ماہ قبل بھارتی میڈیا میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ بکریوں کے ایک ریوڑ نے بارڈر کراس کیا تو بھارتی افواج نے بکریوں کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ ان بکریوں کو آئی ایس آئی نے تربیت دے کر بھیجا ہے اس حوالہ سے تحقیقات کریں گے۔انڈیا پاکستان کا دشمن ہے اس نے تو پاکستان پر الزامات لگانے ہیں لیکن پاکستان کے اندر سے آئی ایس آئی جیسے ادارے پر الزامات افسوسناک ترین ہیں۔صرف الزامات ہی نہیں بلکہ آٹھ گھنٹے تک مسلسل آئی ایس آئی چیف کی تصاویر چلائی گئیں، حیران کن بات ہے ، کراچی میں امن و امان کے قیام کے لئے آپریشن کیا گیا، گرفتاریاں ہوئیں لوگ پکڑے گئے مگر امن پھر بھی قائم نہیں ہوا، کراچی میں روزانہ ایک درجن کے قریب ٹارگٹ کلنگ کی وارداتیں معمول بن چکی ہیں ، روزانہ لاشے اٹھتے ہیں ، ملزمان کی گرفتاری پر آئی ایس آئی چیف کی تصاویر چلانے والا میڈیا گروپ ملزمان کی جماعت کا نام بھی واضح نہیں کرتا بلکہ صرف کہتا ہے کہ ملزمان کا سیاسی جماعت سے تعلق ہے، نام کیوں نہیں لیا جاتا؟اور حامد میر پر حملے کے بعد جو قابل مذمت ہے، فوری افواج پاکستان اور حساس اداروں کے خلاف بغیر تحقیقات کے پروپیگنڈہ ملک دشمن عناصر کے مذموم مقاصد کی تکمیل نہیں تو اور کیا ہے؟ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ اسلام، افواج پاکستان، اور عدلیہ کے خلاف بات نہیں کی جا ستی جب کسی چینل کو لائسنس ملتا ہے تو اسکو ضابطہ اخلاق کا پابند بنایا جاتا ہے لیکن آئین پاکستان کی خلاف ورزی کی گئی ، حکومت نے نوٹس

نہیں لیا،پیمرا خاموش رہا، کیوں؟ وزارت دفاع کے پیمرا میں درخواست سے پہلے ہی پیمرا کو چینل کو طلب کرنا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔کیا وجہ ہے ،حکومتی خاموشی بھی سوالیہ نشان ہے،کچھ وزراء نے تو کہا کہ ہم میڈیا کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں اور اہل صحافت کے ساتھ ہیں۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میڈیا آزاد ہے،آزادی اظہار رائے ہر کسی کا حق ہے لیکن میڈیا کی آزادی ایک قانون کے دائرے میں ہونی چاہئے ،جو قوانین چینلز کو دیئے گئے ان کی پابندی کیوں نہیں کی جاتی ؟پیمرا ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزیوں کا نوٹس کیوں نہیں لیتا ؟پاکستان کا آئین موجود ہے سب کچھ اس میں لکھا ہے پھر اتنے دن گزر گئے لیکن کچھ نہیں کیا گیا؟آئی ایس آئی کے خلاف نجی چینلز کے بے بنیاد پروپیگنڈے کے خلاف حکومتی اداروں کی بے حسی کے بعد عوام پاکستان میدان میں نکلے،ملک بھر کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں افواج پاکستان اور آئی ایس آئی کے حق میں ریلیاں نکالی گئیں، تحریک احیائے نظریہ پاکستان،جماعۃ الدعوۃ عوام تحریک، سنی تحریک کے تحت ان ریلیوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے، شرکت کی اور افواج پاکستان کے ساتھ محبت کا ثبوت دیا۔ریلیوں کے شرکاء میں شدید جوش وجذبہ نظر آیا،بچے بھی افواج پاکستان کے ساتھ یکجہتی کے لئے گھروں سے نکلے اور افواج پاکستان زندہ باد،آئی ایس آئی زندہ باد سے شہر گونجتے رہے۔ تحریک احیائے نظریہ پاکستان کے زیر اہتمام افواج پاکستان سے اظہار یکجہتی کیلئے نماز جمعہ کے اجتماعات میں مذمتی قرار دادیں پاس کی

گئیں۔ علماء کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین نے خطبات جمعہ میں امریکہ، بھارت اور ان کے اتحادیوں کی سازشوں کو موضوع بنایااور بھارت و امریکہ کے خلاف شدید نعرے بازی کی گئی۔ لاہور میں چوبرجی چوک میں بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں تعلیمی اداروں کے طلبا، وکلاء، تاجروں، سول سوسائٹی اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ احتجاجی مظاہرین نے ہاتھوں میں پلے کارڈزاور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر ہمیں آئی ایس آئی پر فخر ہے، پاکستان میں فوج اور عوام کو لڑانا عالمی سازشوں کا حصہ ہے، استحکام پاکستان کے خلاف سازشیں ناکام بنانے کیلئے قوم متحد و بیدار ہو جائے، ملک میں امن و سلامتی کے قیام کیلئے بیرونی قوتوں کی مداخلت ختم کرنا انتہائی ضروری ہے اور افواج پاکستان و آئی ایس آئی کے حق میں تحریریں درج تھیں۔ امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا کہ کراچی میں حامد میر پر قاتلانہ حملہ کے بعد بغیر تحقیق کے پاکستان کی افواج اور اداروں کو مورد الزام ٹھہرایا گیا۔ اسکے پس منظر میں پاکستان کے دشمن ہیں جو مشرقی پاکستان کے بعد باقی پاکستان کی بھی تباہی چاہتے ہیں۔ جب تصویریں چلا کر افواج پاکستان پر تنقید کی جا رہی تھی تو وزیر اعظم کیوں خاموش رہے؟ وہ بتائیں افواج پاکستان کی حفاظت، عزت و وقار اور اعتماد مجروح ہو گا تو پاکستان کہاں کھڑا ہو گا؟ عوام افواج پاکستان کے ساتھ ہیں۔ اس کے اعتماد کو مجروح نہیں ہونے دیں گے۔ نشریاتی ادارے کے پروپیگنڈے کو بنیاد نہ بننے دیا

جائے ۔پاکستان کے آئین میں جو لکھا ہے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے پورا کرے ۔یقینا پاکستان کی فوج ہر فرد کے دل میں بستی ہے ۔یہ ملک کا دفاع کرنے والی ہے۔افواج پاکستان کو تنقید کا نشانہ بنانا، فوج اور عوام میں دوریاں پیدا کرنا ،ملک کے دفاع کو کمزور کرنا کل بھی دشمنوں کا ایجنڈا تھا اور آج بھی ہے ۔جب نبی کریم ﷺ کے خاکے بنائے گئے تو امریکہ و برطانیہ کے ذمہ داران نے کہا کہ یہ اظہار رائے کی آزادی ہے ۔اگر وزیراعظم ان خاکوں کو اظہار رئے کی آزادی نہیں مانتے تو انہیں تسلیم کرنا ہو گا کہ افواج پاکستان کے خلاف بات کرنا آئین پاکستان کے خلاف ہے ۔ حکومت دشمنوں کو پہچانے اور سازشوں کو سمجھنے کی کوشش کرے ۔امریکہ افغانستان سے جا رہا ہے اور پاکستان کو نئی مصیبت میں دھکیلنا چاہتا ہے پاکستان کی حفاظت مل کر کرنی ہے۔ بھارت و امریکہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اب 71ء والا دور گزر چکا ہے۔پاکستان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایٹمی قوت اور قوم بھارتی و امریکی سازشوں کو بخوبی سمجھتی ہے۔ مشرقی پاکستان کی تاریخ دہرانے کی سازشیں ان شاءاللہ کسی صورت کامیاب نہیں ہوں گی۔ پاکستان کا ایٹمی پروگرام دشمنوں کے نشانے پر ہے ۔دشمن فوج کو کمزور کرکے ایٹمی پروگرام کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔افواج پاکستان اور عوام ملکر سازشوں کو ناکام بنائیں گے ۔ پاکستان کی فوج، عوام اور ادارے سب ایک پیج ہوں گے تو تب ہی یہ ممکن ہے حکومت فی الفور غلطیوں کا ازالہ کرے ۔وزراء کے افواج پاکستان کے خلاف بیانات پر پابندی لگنی چاہئے۔حکومتی بے

حسی کے خلاف سپریم کورٹ کو از خود نوٹس لینا چاہئے اور جو افواج پاکستان کے حوالہ
سے آئین میں لکھا ہے اسکے مطابق کاروائی ہونی چاہئے۔

شیر" کا مودی کو منہ توڑ جواب"

ایک عرصے تک بھارتیوں کی نیندیں اڑائے رکھنے والے داؤد ابراہیم کا بھوت ابھی بھی ہندوستانی سیاستدانوں کے سر سے نہیں اترا اور آجکل وہ بھارت کی دو بڑی پارٹیوں میں جاری جنگ میں موضوع بحث بنانے ہوئے ہیں۔نریندر مودی نے ایک گجراتی چینل کو دیئے انٹرویو میں داؤد ابراہیم کو بھارت لانے کے حوالے سے وزیر داخلہ سشیل کمار شندے کے بیان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ایسے آپریشن بیان جاری کرکے نہیں ہوتے۔بھارت کے مرکزی وزیر داخلہ سشیل کمار شنڈے نے کہا تھا کہ ہندوستان کے مختلف دہشت گردانہ واقعات میں ملوث سرغنہ انڈر ورلڈ داوود ابراہیم کو عنقریب گرفتار کیا جائے گا۔ ہندوستان کے پاس اس بات کی مکمل اور پکی جانکاری ہے کہ داود ابراہیم پاکستان میں ہی چھپا بیٹھا ہے۔ امریکہ کی سیکورٹی ایجنسیوں کے ساتھ مشترکہ آپریشن کیا جائے گا تاکہ داوود کو گرفتار کیا جائے اور اس کو مزید کاروائی کیلئے بھارت لایا جائے گا۔ اس سلسلے میں مرکزی وزیر داخلہ سشیل کمار شنڈے نے مزید جانکاری دیتے ہوئے کہا تھا کہ بھارت کو اس بات کی مکمل اور پکی جانکاری ہے کہ داوود ابراہیم اس وقت پاکستان میں ہی چھپا ہوا ہے۔ سشیل کمار شنڈے نے کہا کہ ملک کے مختلف حصوں جن میں ممبئی شہر خاص طور سے قابل زکر ہے

میں کئے گئے کئی دہشت گردانہ حملوں میں داوود ابراہیم سرغنہ ہے۔ سال 1993 کے ممبئی دھماکوں میں بھی داوود ابراہیم کا ہاتھ تھا جس کے ہندوستان کے پاس سارے ثبوت ہیں۔ مرکزی وزیر داخلہ نے کہا تھا کہ پاکستان میں موجود انڈر ورلد ڈان کو امریکہ اور بھارت کی سیکورٹی ایجنسیاں مشترکہ آپریشن کرکے گرفتار کریں گے جس کیلئے امریکہ انٹلی جنس ایجنسی ایف بی آئی کے ساتھ بھی بات کی گئی ہے اور دونوں ملکوں کی سیکورٹی ایجنسیاں اس بارے میں حکمت عملی طئے کررہی ہیں۔ بھارتی وزیر خزانہ خزانہ پی چدمبرم نے الٹا بی جے پی سے داؤد ابراہیم کو بھارت لانے کا راستہ بتانے کو کہا۔انٹرویو میں مودی کا کہنا تھا کیا ایسے کام میڈیا کے ذریعے کئے جا سکتے ہیں؟ کیا یہ چیزیں اخبارات میں لیک کی جانی چاہئے؟ قصاب مودی کی گفتگو یہاں ہی ختم نہیں ہوئی بلکہ اس نے ایبٹ آباد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہاکیا امریکہ نے لادن سے بات کی تھی؟ کیا امریکہ نے لادن تک پہنچنے کے اپنے پلان کے بارے میں میڈیا کو بتایا تھاحکومت کو کیا ہو گیا ہے؟ اس میں تھوڑی بھی پختگی نہیں ہے. مجھے شرم آتی ہے کہ وزیر داخلہ اس طرح کا بیان دیتے ہیں۔ اس پر کانگریس کے لیڈر چدمبرم نے مودی کو عقل دلانے کی کوشش کی اور داؤد ابراہیم کو پکڑنے کے لئے مودی سے بہتر راستہ تجویز کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہاہم اسے پاکستان کے اندر کمانڈو بھیج کر نہیں پکڑ سکتے۔حکومت کو معلوم ہے کہ داؤد پاکستان حکومت کے تحفظ میں کراچی میں رہ رہا ہے، جہاں سے وہ خلیجی ممالک میں جاتا رہتا ہے۔ہم

پاکستان کے تحفظ میں رہ رہے کسی شخص کو کس طرح گرفتار کر سکتے ہیں؟ اس کے خلاف ریڈ کارنر نوٹس جاری ہے اگر ہم پکڑ سکتے تو ضرور پکڑتے لیکن، ہم کسی آپریشن میں شامل نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس پر بھی مودی کی جماعت کو عقل نہیں آئی۔ بی جے پی ترجمان شاہنواز حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مودی کی حکومت بننے کے بعد بیرون ملک بیٹھے تمام مجرموں کو بھارت لایا جائے گا۔اب دیکھتے ہیں ان بھارتی سیاستدانوں کے سر سے یہ بھوت کب اترے گا؟ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے وزارت عظمیٰ کے امیدوار نریندر مودی کے پاکستان داؤد ابراہیم کو پناہ دینے اور پاکستان کی سرزمین پر آپریشن کرنے کے حالیہ بیان پر رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کہا ہے کہ نریندر مودی کا بیان غیر ذمہ دارانہ اور شرمناک ہے ،وزیر داخلہ نے کہا کہ نریندر مودی پہلے یہ طے کرلیں کہ داؤد ابراہیم کہاں رہائش پذیر ہے اور اس کے بعد پاکستان پر حملہ آور ہونے کے خواب دیکھیں۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ لگتا ہے کہ نریندر مودی نے بطور وزیراعلیٰ گجرات جو گل کھلائے اور جو بدنامی کمائی اس سے کچھ سبق نہیں سیکھا ہندوستان کے ایک متوقع وزیراعظم اور ایک بڑی پارٹی کے سربراہ کا یہ بیان اشتعال انگیز، قابل مذمت اور پاکستان دشمنی کی آخری حدودں کو چھو رہا ہے۔ مودی پاکستان اور باالخصوص مسلمان دشمنی میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ وہ اگر ہندوستان کے وزیراعظم منتخب ہوگئے تو خطے کو نہ جانے کس عدم استحکام کا شکار ہونا پڑے گا۔ پاکستان پر

ایک سانس میں داؤد ابراہیم کو پناہ دینے اور دوسرے سانس میں پاکستان کی سرزمین پر آپریشن کرنے والے یہ جان لیں کہ نہ تو پاکستان اتنا کمزور ہے کہ وہ ایسی دھمکیوں سے خوفزدہ ہو اور نہ ہی پاکستان کے عوام کو ایسی بے سروپا بڑھکوں سے متاثر کیا جاسکتا ہے انہوں نے کہا کہ نریندر مودی کا یہ بیان ایک دیوانے کے خواب سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور وہ پاکستان کو مرعوب کرنے کا خواب ذہن سے نکال دیں۔ پاکستان کی حکومت کی خطے میں امن کی کوششوں کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ پاکستان کی قیادت، عوام اور بالخصوص افواج پاکستان اسی زبان میں جواب دینے کا حق اور طاقت رکھتے ہیں جس قسم کے جذبات کا اظہار سرحد کی دوسری طرف سے ہوگا۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار کا مودی کو منہ توڑ جواب خوش آئند ہے۔ بھارت نے کبھی پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ بھارت کی امریکہ کے ساتھ ملکر پاکستان میں آپریشن کی دھمکیاں گیدڑ بھبھکیاں ہیں، انڈیا نے پاکستان پر حملے یا آپریشن کی جرات کی تو اسے 1965 والا جواب ملے گا۔ پاکستان کی طرف اٹھنے والی آنکھیں پھوڑ اور ہاتھ توڑ دیے جائیں گے۔ پوری پاکستانی قوم بھارتی دھمکیوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے تیار ہے۔ خاموشی سے کچھ نہیں ملے گا جب تک انڈیا کو بھرپور انداز میں جارحانہ جواب نہیں ملے گا وہ ایسی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا۔ مودی دھمکیوں کے بعد پاکستانی حکمرانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں، پاکستانی قوم متحد ہے اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر پاکستان کا دفاع کرے گی۔ بھارت سے دوستی کی

پینگیں بڑھانے کی کوششیں کرنے والوں کو ان دھمکیوں کے بعد اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔ انڈیا پیار کی زبان نہیں سمجھتا پاکستانی حکمران انڈیا کی دھمکیوں پر خاموشی اختیار نہ کریں۔ بھارت نے ہمیشہ پاکستان کو نقصان پہنچانے اور عدم استحکام سے دوچار کرنے کی کوشش کی ہے۔افسوسناک بات یہ ہے کہ انڈیا کا رویہ تو شروع سے ہی ایسا رہا ہے لیکن پاکستانی حکمرانوں کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ انڈیا کا کردار حقیقت میں ہے کیا؟ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستانی قوم بھارتی جارحیت کے مقابلہ کیلئے متحد و بیدار ہو جائے۔ حکمرانوں کی کمزور پالیسیوں کی وجہ سے انڈیا کو شہہ مل رہی ہے انڈیا سے تجارت اور دوستی کی باتیں ترک کرکے حکومت اپنی پالیسی تبدیل کرے جب تک جراتمندانہ کردار ادا نہیں کیا جائے گا انڈیا ایسی دھمکیوں سے باز نہیں آئے گا۔ دفاعی اعتبار سے حکومت پاکستان کی پالیسیاں کمزور ہیں ماضی میں بھی انڈیا نے ایسے بیانات دیئے تھے جب تک دشمن کو سخت پیغام نہ دیا جائے اس وقت تک اس کے جارحانہ رویے میں کمی نہیں آتی پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے اور پاکستان کے پاس بڑا دفاعی بجٹ ہے جبکہ وطن عزیز کے لئے جانیں قربان کرنے والے لاکھوں ایسے رضاکار موجود ہیں جو کسی ملک کے پاس نہیں اور وہ خون کے آخری قطرے تک پاکستان کے تحفظ کے لئے لڑیں گے ایسی صورتحال میں پاکستان کو انڈیا کی دھمکیوں کا منہ توڑ جواب دینا چاہئے۔ 16 دسمبر 1971 والا دور گزر چکا۔ بھارت امریکی شہ پر پاکستان کو دھمکیاں دے رہا ہے لیکن اسے یاد رکھنا

چاہیے کہ پاکستان کے ایک ایک انچ کے دفاع کے لئے قوم متحد و بیدار ہے۔

ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

تحریر: محمد عبداللہ گل

یکم مئی کو دنیا بھر میں مزدوروں کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے اس دن اس بات کا عہد کیا جاتا ہے کہ مزدور کو انکے جائز حقوق دیئے جانے چاہیے اور شاید یہی وہ واحد دن ہے کہ جب دنیا بھر میں مزدور کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔یکم مئی کو مزدوروں کے عالمی دن کے طور پر منائے جانے کے پیچھے قربانیوں کی ایک لمبی داستان کارفرما ہے۔یکم مئی 1886ء کو امریکی ریاست اینوائس کے شہر شکاگو کے 80،80 ہزار مزدور احتجاج کے لیے جمع ہوئے تھے۔ان کا مطالبہ تھا کہ انہیں آٹھ گھنٹے کام ،آٹھ گھنٹے آرام اور آٹھ گھنٹے تفریح کا حق دیا جائے۔یہ جلوس اس قدر منظم اور احتجاج اتنا شدید تھا کہ بڑے بڑے سرمایہ دار بھی ہل کر رہ گئے۔اُن سے بیس بیس گھنٹے غلاموں کی طرح کام کرکے دینے والے مزدور اپنے لیے صرف آٹھ گھنٹے ڈیوٹی مانگ رہے تھے جو سرمایہ داروں کے لیے نا قابل قبول تھااور وہ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا چاہتے تھے۔ایسے میں سرمایہ داروں نے پولیس اور متعلقہ حکام کی حدود حاصل کر لی ،وہ اس تحریک کو پروان چڑھنے سے پہلے کچل دینا چاہتے تھے۔لہٰذا ان نہتے مزدوروں پر پولیس نے فائر کھول دیا جس سے "ہے مارکیٹ" میں جمع ہونے والے

مزدور خون میں لت پت ہو گئے ان کا خون زمین میں جذب ہو گیا مگر اس خون نے ایک ایسی تحریک کو جنم دیا جس نے دینا بھر کے مزدوروں کو منظم کر دیا۔ایک مزدور نے اپنی قمیص اتار کر اس خون سے رنگ لی تب سے یہی سرخ پرچم مزدوروں کی جدوجہد کی علامت بن گیا۔اس ریاستی دہشت گردی کے خلاف 2 دن کے بعد 3 مئی کو مزدوروں نے احتجاج کا پروگرام بنایا۔اس احتجاج کی قیادت مزدور لیڈر جارج اینجل اور اڈولف فشر نے کی۔توقع تھی کہ 20 ہزار سے زائد مزدور احتجاج میں شامل ہونگے مگر پولیس کے خوف اور جلسے کے ناقص انتظام کی وجہ سے صرف پچیس سو مزدور احتجاجی اجتماع میں شرکت کر سکے۔اس تمام صورتحال سے مزدوروں میں بددلی پیدا ہونے لگی۔ایسے میں ایک لیڈر آگسٹ سپائس ایک ویگن کی چھت پر چڑھ کر تقریر کرنے لگا جس سے مزدوروں کا حوصلہ بلند ہو گیا۔مزدوروں کے احتجاج میں جان پڑ گئی اور شکاگو کے میئر کارٹر ہنری پیرسن نے اس کا نوٹس لیا مگر مزدوروں کو پرامن دیکھ کر وہاں سے واپس چلا گیا۔اس نے پولیس کو بھی ہدایت کی کہ ان مزدوروں کو تنگ نہ کیا جائے۔بعد ازاں جلسہ چلتا رہا اور دو مزدور لیڈروں البرٹ پارسن اور سموئیل فیلڈن نے بھی پرجوش تقاریر کیں۔اس وقت جلسہ گاہ میں صرف دو سو کے لگ بھگ مزدور باقی رہ گئے تھے کہ اس موقع پر اچانک پولیس کے سربراہ کیپٹن بونفیلڈ نے میئر کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے 176 پولیس اہلکاروں کے ہمراہ جلسہ گاہ پر ہلہ بول دیا۔انہوں نے اس جلسے میں موجود لوگوں کو بری طرح زدوکوب کرنا شروع کر دیا ۔اس بد نظمی

پر کسی نامعلوم شخص نے پولیس والوں پر ایک دستی بم پھینک دیا جس کے نتیجے میں پولیس کا ایک سپاہی متھیاس ڈیگن مارا گیا اور کئی پولیس والے زخمی ہوگئے یہ دیکھ کر پولیس اشتعال میں آ گئی اور اس نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں 4 مزدور جاں بحق اور 6 پولیس اہلکار لقمہء اجل بن گئے۔اس واقعہ نے شہر میں سنسنی پھیلادی۔اگلے ہی روز مزدوروں پر عرصہ ء حیات تنگ کر دیا گیا مزدور لیڈروں کے گھروں پر بغیر وارنٹ چھاپے مار کر گرفتاریاں شروع کر دی گئیں اور یوں آٹھ سو مزدور گرفتار کر کے اُن پر مقدمہ چلایا گیا۔مقدمہ جسٹس جوزف گیری کی عدالت میں چلا وہ شخص بذات خود مزدور مخالف تصور کیا جاتا تھا۔گو اس نے صفائی کی شہادتوں کی اجازت تو دے دی مگر پولیس کے خوف سے کوئی بھی شہادت دینے نہ آیا۔اس طرح سات مزدور لیڈروں کو سزائے موت سنا دی گئی ایک کو عمر قید ہوئی اور ایک سال تک اُنکی طرف سے اپیل نہ سنی گئی۔بالآخر 11 نومبر 1887ء کو لیڈروں کی پھانسی کا دن مقرر ہوا اُس دن کو "یومِ سیاہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اینوائس کے گورنر اوگلسبے نے سزا پر عملدرآمد سے عین ایک روز قبل سموئیل فیلڈن اور مائیکل شوابے کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کر دیا تاہم باقی قیدیوں کو پھانسی دے دی گئی۔13 نومبر 1887ء کو انکی لاشیں ورثاء کے حوالے کر دی گئیں۔یہ لوگ مزدوروں کے ہیرو بن چکے تھے۔انہیں انتہائی عقیدت کے ساتھ "جرمن والڈ ہیم" قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔1893ء میں ہے مارکیٹ "کے شہداء کی یادگار قائم کی گئی یہ"

یادگار ایک گرینائٹ کا ستون ہے جس کے سامنے ایک خاتون کا کانسی کا بنا ہوا مجسمہ ہے جو ایک مرے ہوئے مزدور پر شاخ زیتون رکھ رہی ہے خاتون کے قدموں میں ایک گلدستہ پڑا ہے جس کے عین نیچے یہ عبارت کندہ ہے۔

"ایک دن آئے گا جب ہماری خاموشی آپ کی اونچی آواز سے زیادہ طاقتور ہوگی۔"

اس یادگار کا افتتاح 25 جون 1893ء کو مزدوروں کے ایک بڑے اجتماع میں کیا گیا دنیا بھر سے مزدور رہنماؤں نے اس میں شرکت کی۔ کئی ممالک کی جانب سے قبروں کی لیے پھولوں کی چادریں بھیجی گئیں۔ اگلے روز اینوائس کے گورنر نے بچ جانے والے مزدور لیڈروں نیٹے، شوابے اور فیلڈن سے باقاعدہ معافی مانگی۔ شوابے 1898ء اور نیٹے نے 1916ء میں وفات پائی جبکہ فیلڈن 1922ء میں فوت ہوا۔ اُن کو بھی شہداء کے قبرستان میں ان کے حریت پسند ساتھیوں کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ امریکہ سے اُٹھنے والی مزدوروں کی اس تحریک کو بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں سوویت یونین میں خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔ یوم مئی کو کمیونسٹ دنیا نے نظریاتی علامت کے طور پر اپنایا اور اس میں شدت پیدا کی۔ یوں کمیونسٹ ممالک میں یہ دن قومی تہوار کی اہمیّت حاصل کر گیا۔ یوم مئی کی تقاریب سرکاری سطح پر منائی جانے لگیں جن میں انٹر نیشنل سوشلسٹ کانفرنس نے اپنے اجلاس میں تمام سوشلسٹ قوتوں پر لازم قرار دیا کہ یکم مئی کو 8 گھنٹے کا دن منایا جائے اور اس روز تمام مزدوروں سے کام بند کرنے کی اپیل کی

گئی۔آج یومِ مئی عالمی سطح پر منائے جانے والے دنوں میں سب سے اہم دن سمجھا جاتا ہے۔یہ دن کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے نام پر منایا جاتا ہے مگر پاکستان میں کارخانوں پر کام کرنے والے مزدور اس کی اہمیّت سے بہت کم واقف ہیں ۔حالانکہ اس دن بڑے بڑے شہروں میں جلسے منعقد کیے جاتے ہیں اور جلوس بھی نکالے جاتے ہیں ۔اخبارات میں خصوصی کالم اور مضامین شائع کیے جاتے ہیں تاکہ مزدور طبقہ انہیں پوری طرح سمجھ کر اس دن ہونے والے واقعات کا اثر لیں اور مزدوری کا طبقاتی شعور اسے کسی طبقاتی تحریک میں تبدیل کرسکے اس دن دنیا کے اکثر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی چھٹی ہوتی ہے لیکن اسکے باوجود بڑی تعداد میں مزدور اوورٹائم کی غرض سے کارخانوں میں باقاعدہ کام پر چلے جاتے ہیں یہ مزدور عموماً یہ سمجھ رہے نے مزدوروں کے لیے اسی طرح UNO ہوتے ہیں کہ مزدوروں کا عالمی دن ، عالمی ادارہ مخصوص کیا ہے جس طرح عورتوں کا عالمی دن ، نوجوانوں کا عالمی دن ، بچوں کا عالمی دن اور اساتذہ کا عالمی دن وغیرہ۔انہیں اس دن ہونے والی تمام تر دانشورانہ سرگرمیوں اور میڈیا پروگراموں کے باوجود یہ علم نہیں ہو پاتا کہ اس دن کے پسِ منظر میں اصل واقعات کونسے ہیں اور یہ واقعات دورِ حاضر کے مزدور سے کیا تقاضہ کرتے ہیں ۔

اگر بہت سادہ زبان میں مزدور طبقہ کو انکی اہمیّت سمجھائی جائے تو آج بھی مزدوروں کے اندر ایک نیا جذبہ اور نئی تحریک جنم لے سکتی ہے اس وقت وطن عزیز میں مزدوروں کے نام پر سیاست کرنے والی بڑی بڑی پارٹیاں بھی موجود ہیں

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان پارٹیوں نے ہمیشہ مزدوروں کا نام ہی استعمال کیا اور انہیں صحیح طور پر منظم کر کے بنیادی تبدیلی کے لیے تیار نہیں کیا نہ ہی ان پارٹیوں نے مزدور کے مسائل کے حل کے لیے بنیادی کوششیں کی ہیں ماسوائے ایک دو پارٹیوں کے باقی سب صرف فرضی نعرے بازی کی حد تک مزدور دوست ہیں۔ان حالات کے علاوہ مزدور تنظیموں میں جو اس وقت اکثر قیادت کا کام کر رہی ہیں وہ نہ صرف غیر نظریاتی ہے بلکہ ذاتی مفادات کی دلدل میں گھری ہوئی ہیں اسی وجہ سے مزدور طبقے کی حالت دِگرگوں ہے۔ کھیت مزدوروں کی کوئی تنظیم نہیں۔غیر منظم شعبوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی کوئی یونین نہیں۔صنعتوں میں ٹھکیداری کا نظام عروج پر ہے۔ایسے اداروں میں یا تو یونین نہیں اور اگر یونین کوئی یونین ہے تو ٹھکیدار ہی اس کے عہدوں پر فائز ہیں۔ورنہ مفاد پرست ٹریڈ یونین رہنماؤں کی طرف سے پاکٹ یونینوں کا دور دورہ ہے۔نہ ہی حکومتی کتابوں میں موجود قوانین پر عملدرآمد ہو رہا ہے نہ ہی کم از کم تنخواہ کے قانون پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔اکثر اداروں میں 8 گھنٹے کے اوقات پر عملدرآمد نہیں ہوتا نہ فیکٹری قوانین پر عمل ہو رہا ہے۔نہ ہی مزدوروں کے لیے حفظانِ صحت کے قوائد پر عمل ہوتا ہے۔لاہور اور کراچی کی بلدیہ فیکٹریوں میں ساڑھے تین سو سے زائد مزدوروں کی جانیں اسی وجہ سے ضائع ہو گئیں۔مختلف شہروں، صنعتوں میں حادثات ہونا اور مزدوروں کی جانوں کا زیاں ہونا معمول بن گیا ہے۔

الغرض پاکستان میں مزدور و محنت کش طبقے کی حالت 1886ء کے شکاگو کے مزدوروں جیسی ہو چکی ہے ان حالات کو کیسے بدلہ جائے ؟

اس کا بہترین حل یہی ہو گا کہ مزدوروں کو اُن کی اہمیّت اور قربانیوں سے روشناس کروایا جائے اور اس سلسلے میں مزدور قائدین کو بھی مخلص ہونا ہو گا۔

پاکستان میں مزدوروں کی حفاظت کے لیے موجودہ قانون فیکٹریز ایکٹ 1934ء اتنا پرانا ،فرسودہ اور غیر کارآمد ہے کہ اسے دیکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔جہاں پولیس ایکٹ 1890ء تو تبدیل ہو چکا ہے مگر فیکٹریز ایکٹ 1934ء کو چھونا بھی کسی نے گوارا نہیں کیا۔پاکستان کا شمار دنیا کے اُن ممالک میں ہوتا ہے جہاں ورکرز کی صحت و سلامتی کے حوالے سے قانون سازی نہیں ہوئی اور جہاں حادثوں اور زخمی وبیمار ہونے کی شرح انتہائی بلند ہے۔ایک اندازے کے مطابق ہر سال کام پر ہونے والے حادثات میں سے ہر 1000 ورکرز میں 150 ورکرز حادثات کا شکار ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جبکہ ہزاروں ورکرز مستقلاً معذور ہو کر ہمیشہ کے لیے بستر کے ہو کے رہ جاتے ہیں۔اس صورتحال میں ہمیں اس امر پر غور کرنا ہو گا کہ ہر سال یوم مئی کو محض تقریر اور مزدور حقوق کے

بلند و بانگ دعوں کی بجائے عملی طور پر اقدامات کیے جائیں تاکہ وہ جن کے دم سے ہمارے معاشرے کی خوبصورتی ہے وہ جو ہمارے معاشرے کا بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں اُنکی زندگی بھی سہل ہو۔ حضور اکرمؐ رحمت اللعالمین کا ارشاد گرامی کا مفہوم ہے " محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ " نبی کریمؐ نے خود اپنے ہاتھ سے محنت کی ایک مرتبہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے ہاتھ مزدوری کی وجہ سے میلے تھے آپؐ نے اُس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا " محنت سے ہلال رزق کمانا عین عبادت ہے۔" اس سے ہمیں محنت کش کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے آیئے آج ہم عالمی یومِ مزدور کے موقع پر اسے خراج تحسین پیش کریں کہ

ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی کامیابیاں

خادم حرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز جنہوں نے تقریبا نو سال پہلے اگست 2005 میں مسند اقتدار سنبھالی تھی، نو برسوں کے دوران سعودی عرب کو عالمی سطح پر قائم ایلیٹ کلب کا ممبر بنانے میں بڑی خوبی کے ساتھ کامیاب رہے ہیں۔ وہ مملکت السعودیہ کو ہر شعبہ زندگی میں مثالی اور عظیم الشان کامیابیوں سے ہمکنار کرنے میں غیر معمولی طور پر متحرک رہے ہیں۔شاہ عبداللہ نے اپنی دور اندیشی، تدبر اور قوت متحرکہ کی بدولت دنیا بھر میں پذیرائی حاصل کی اور اسی بنیاد پر عالمی برادری میں بااثر ترین افراد میں شامل ہیں۔ شاہ عبداللہ پچھلے نو برسوں سے سعودی عرب کی تعمیر و ترقی اور انسانی حقوق کے حوالے سے ایک قافلے کا ہراول دستہ ہیں جس کا رستہ روکنا کسی کیلیے ممکن نہیں ہے۔ سعودی عرب میں شاہ عبداللہ کی کامیابیوں کے حوالے سے ہر روز ایک نئے معیار کو چھونے کا ریکارڈ قائم ہو رہا ہے۔ اس ناطے ان کا دور حکمرانی شاندار حیثیت کا حامل ہے۔ ترقیاتی منصوبوں کی تشکیل کے دوران جہاں شہریوں کی سہولت اور خدمت ان کی ترجیح اول رہی ہے وہیں ان کی اصلاحات کی اصل جدید اور متوازن ترقی ہے، تاکہ سعودی عرب کے سارے علاقے، قصبے اور شہر یکساں طور شاد و آباد نظر آئیں۔شاہ عبداللہ کی طرف سے سرکاری حکام کو جاری کی جانے والی ہدایات اور احکامات کی روح یہ

ہوتی ہے کہ ’’ شہری سب سے پہلے ہیں۔ ’’ ان کے فیصلے شہریوں کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے سامنے آتے ہیں جبکہ منصوبوں پر عمل درآمد کے ساتھ ساتھ انسانی وسائل کی ترقی بھی ان کے پیش نظر رہتی ہے، تاکہ ہر اہم شعبہ زندگی میں سعودی شہری آگے بڑھ سکیں۔اسی وجہ سے آج کا سعودی عرب تعلیم ، صحت، اور ہاوسنگ کے حوالے سے ان ملکوں کی صف میں آگے ہے جو ممالک اربوں خرچ کرکے تعلیم اور صحت کے میدانوں میں سرگرم رہتے ہیں۔ سعودی عرب بھی اربوں ریال خرچ کرکے عظیم جامعات اور صحت کی اعلی ترین سہولیات اور علاج گاہوں کی بنیاد پر شہر آباد کر رہا ہے۔ رواں مالی سال کے دوران سعودی عرب نے صرف تعلیم اور صحت کے شعبوں پر اپنے سالانہ بجٹ کا 38 فیصد خرچ کیا ہے۔ سعودی حکومت نے شاہ عبداللہ کی زیر قیادت ہاوسنگ کے شعبے کو بھی غیر معمولی توجہ دی ہے اور 250 ارب ریال کی خطیر رقم سے پانچ لاکھ نئے مکان بنانے کی منظوری دی۔ نیز ملک میں ’’رئیل اسٹیٹ ڈویلپمنگ فنڈ‘‘ قائم کیا گیا ہے۔ یہ سارے اقدامات شہریوں کے شاندار مستقبل کیلیے کیے جا رہے ہیں۔خادم حرمین الشرفین نے حج اور عمرہ کی ادائیگی کے سلسلے میں بہترین سہولیات کا اہتمام کیا ہے۔ حج کا موسم شروع ہوچکا ہے۔ اس مبارک موقع پر دنیا کے مختلف حصوں سے تقریباً25 لاکھ حجاج مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں جن کی دیکھ ریکھ اور ان کے سفر و رہائش کا انتظام کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں سعودی حکومت کی تعریف کرنی ہوگی کہ اتنے بڑے مجمع کے نظم و نسق اور ان کی دیکھ بھال کے لئے

بہترین انتظام کرتی ہے۔ ہر حاجی جب اپنے وطن کو لوٹتا ہے تو سعودی حکومت کی تعریف کئے بنا نہیں رہ پاتا۔ یوں تو حج پانچ دنوں میں ہی مکمل ہوجاتا ہے مگر عام طور پر حاجیوں کو 45 دنوں تک سعودی عرب میں رکنا پڑتا ہے۔ ان 45 دنوں میں حکومت اور وہاں کا انتظامیہ اتنا چاق و چوبند ہوتا ہے کہ ایسا لگتا ہے جیسے پوری مشینری حاجیوں کی خدمت پر ہی لگی ہوئی ہو۔ رہائش سے لے کر سفر کرنے اور حرم میں عبادت کرنے تک حکومت کی طرف سے ہر طرح کی سہولت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔جب کبھی کسی حاجی کو کوئی معمولی پریشانی بھی ہوتی ہے تو اس کو دور کرنے کی فوری کوشش کی جاتی ہے اور ایسے انتظامات کئے جاتے ہیں کہ آنے والے سال میں دوبارہ اس طرح کی شکایت یا پریشانی نہ ہو۔ سال رواں میں سعودی حکومت نے کئی ایسے اقدامات کئے ہیں جن کو دیکھنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ حکومت حجاج کو سہولت پہنچانے کے لئے ہمہ تن و من تیار رہتی ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی قبول نہیں کرتی ہے۔ حاجیوں کی سیکورٹی کو یقینی بنانے کے لئے امسال سعودی حکومت نے تقریباً 26 ہزار اضافی سیکورٹی اہلکار کو مکہ اور اس کے اطراف میں تعینات کرنے کا منصوبہ بنایا ہے تاکہ یہ اہلکار کمزور، بوڑھے اور خواتین کے علاوہ زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے پریشان حال حاجیوں کو بر وقت لازمی تعاون پہنچا سکیں۔ 6900 آلات و ڈیوائس اور فضائی نگرانی کے لئے ہیلی کاپٹر متعین کئے ہیں۔ دراصل مکہ سے عرفات اور وہاں سے مزدلفہ اور پھر تین 19 دنوں تک منی میں قیام کے دوران حاجیوں کو پہاڑی

راستہ ہونے کی وجہ سے بے شمار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر منیٰ میں قیام کے دوران بہت سے حاجی پہاڑوں میں گم ہو جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات وہ کسی کھوہ میں پھنس کر، لڑھک کر حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ یہ پہاڑ انتہائی اونچے ہیں اس لئے وادی میں موجود ساتھی کو نہ تو ان کے بارے میں خبر ہو پاتی ہے اور نہ ہی وہ مدد کے لئے ان کو پکار پاتے ہیں۔ ایسے میں فضائی نگرانی ضروری ہو جاتی ہے۔ اس کام کے لئے حکومت نے ان ہیلی کاپٹروں کو مقرر کیا ہے جو کسی بھی طرح کے حادثے کی صورت میں ان کی بر وقت مدد کر سکیں۔ منیٰ میں رمی جمار (کنکری مارنا) کے وقت بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بھگدڑ کا امکان رہتا ہے۔ اب تک کئی مرتبہ بھگدڑ کی وجہ سے لوگوں کی جانیں جا چکی ہیں۔ بھگدڑ اور دیگر ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لئے امسال حکومت نے 450 تجربہ کار عملہ مقرر کیے ہیں جو حادثے کی صورت میں فوری طور پر حاجیوں کی مدد کر سکیں اور انہیں خطرے سے باہر لا سکیں۔ اسی طرح دن بھر عرفہ کے میدان میں رہنا اور شام کے وقت عرفہ سے مزدلفہ کے لئے کوچ کرتے ہوئے خاص طور پر عورتیں اور بوڑھے پریشان ہو جاتے ہیں، مزدلفہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کی طاقت جواب دینے لگتی ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے حکومت نے دونوں کے بیچ میں جگہ جگہ پر اسپتال اور آرام گاہ کا انتظام کیا ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پیاؤ بنا دیا ہے جہاں میٹھے ٹھنڈے پانی کا بہترین انتظام ہوتا ہے۔ اگرچہ اس طرح کا انتظام پہلے بھی ہوا کرتا تھا مگر امسال اس میں مزید اضافہ کیا گیا

ہے۔اس کے علاوہ تھوڑی تھوڑی دوری پر ایمبولنس کا انتظام بھی ہے جو پریشان حال حاجیوں کو لے جانے کے لئے تیار کھڑی رہتی ہیں۔اس کے علاوہ فائر بریگیڈ عملہ اور راستے پر دیگر آلات نصب کئے گئے ہیں جن سے ان حاجیوں کی نگرانی ہوتی رہتی ہے۔جہاں بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے یہ عملہ فوراً حرکت میں آ جاتے ہیں۔مسجد الحرام اور مسجد نبوی دوں وں میں توسیع کا سب سے بڑا منصوبہ رو بعمل ہے۔ایک سو ارب ریال کی لاگت سے بیت اللہ کی وسعت تقریبا دوگنا ہو جائے گی۔جس کے بعد بیس لاکھ شہری بیک وقت مسجد حرام میں نماز ادا کر سکیں گے۔شاہ عبداللہ کے دور قیادت میں تعلیمی شعبے میں بطور خاص عدیم المثال ترقی ہو رہی ہے۔تعلیم اور ٹیکنالوجی کی ترقی شاہ کی اہم ترین ترجیح ہیں۔تعلیمی منصوبوں کو وسعت ملی، تقریبا تمام بڑے شہروں میں نئی جامعات قائم کی جا رہی ہیں۔نو سال پہلے مملکت سعودیہ میں صرف نو جامعات تھیں۔اب ان کی تعداد 33 ہو چکی ہے۔ان میں سے 28 جامعات سرکاری شعبے میں کام کر رہی ہیں۔2005 میں اقتدار پر فائز ہوتے ہی شاہ نے سعودی طلبہ کیلیے پوری دنیا میں تعلیم کا حصول آسان بنانے کیلیے تعلیمی وظائف کا اعلان کیا۔گویا سعودی نوجوانوں کو تعلیمی میدان میں ہر ممکن سہولیت بہم پہنچانا شاہ عبداللہ کی پہلے دن سے ترجیح تھی۔اسی طرح شہریوں کی صحت کیلیے اقدامات بھی اولین ترجیح ہے۔اس مقصد کیلیے سعودی طلبہ وطالبات کو مختلف ممالک میں طبّی تعلیم کیلیے بھجوانے کے منصوبے شروع کیے تاکہ سعودی ڈاکٹروں کی ایک کھیپ بھی تیار ہو

سکے۔ سعودی عرب میں میڈکل سٹیز قائم کرنے کی روایت آگے بڑھی، طبّی تعلیم اور علاج معالجہ کیلیے سہولیات کو یکجا کر دیا گیا۔ ہر جگہ علاج معالجے کی سہولیات معیار کے ساتھ فراہم کی جا رہی ہیں۔ اس میدان میں ایک انقلاب آفریں ماحول ہے۔ یہ شاہ عبداللہ کی قیادت کے بدولت ہے کہ مملکت میں اقتصادی اور معاشی میدان میں مثالی ترقی کا رجحان ہے۔ صرف نو سال کی مختصر مدت کے دوران سعودی عرب دنیا کے معاشی اعتبار سے نمایاں ممالک میں شامل ہے۔ اسی عرصے میں اسے گروپ 20 کی رکنیت حاصل ہوئی ہے۔ان نو برسوں کے دوران کوئی ایک شعبہ بھی ایسا نہیں ہے۔ اس کی ایک مثال ٹرانسپورٹ کے شعبے میں بھی غیر معمولی ترقی ہے۔ سڑکوں کا جال بچھانے کے ساتھ ساتھ ریل ٹریک کا منصوبہ بھی شروع کیا گیا ہے۔ بائیس اعشاریہ پانچ ارب ڈالر کی لاگت سے میٹرو کے منصوبے شروع ہیں۔

صحافی کل بھی زندہ تھا آج بھی زندہ ہے

تین مئی کو آزادی صحافت کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ عالمی یوم آزادیِ صحافت کا آغاز 1991 سے نمیبیا سے شروع ہوا جبکہ 1993 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 3 مئی کو ہر سال اس دن کو منانے کا اعلان کیا۔ اب یہ دن ہر سال ہر ملک میں منایا جاتا ہے۔ اس دن کو منانے کا مقصد جہاں آزادیِ صحافت کی اہمیت، افادیت، صحافتی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالنا ہے وہی اس عزم کو یقینی بنانا ہے کہ آزادی صحافت کی راہ میں کوئی رکاوٹ قبول نہیں کی جائے گی۔ پاکستان میں صحافت ہمیشہ ہی پابند سلاسل رہی اور یہ سلسلہ آج بھی کسی نہ کسی طریقے سے جاری ہے۔ پاکستان میں بھی اگرچہ صحافت کو ریاست کا چوتھا ستون تسلیم کیا جاتا ہے لیکن اہل صحافت نے پابندیوں، کالے قوانین اور اسیری کے مختلف ادوار دیکھے۔ آمرانہ دور اقتدار میں ہمیشہ ہی قلم اور کیمرے کے مزدور ناروا سلوک کا نشانہ بنے۔ آمریت کے سیاہ دور میں اہل صحافت سے جو کچھ ہوتا رہا اس کی تو مثال نہیں ملتی لیکن سینئر صحافیوں کا ماننا ہے کہ جمہوری ادوار بھی کچھ زیادہ قابل رشک نہیں رہے۔ آج بھی حکمران یہی کہتے ہیں کہ میڈیا کو آزادی حاصل ہے لیکن صحافت بے لگام نہیں ہونی چاہئے جبکہ سینئر صحافیوں کا تجربہ ہے کہ ہر سیاسی جماعت اپوزیشن میں بیٹھ کر تو ضرور آزادی اظہار رائے کی بات کرتی ہے لیکن اقتدار

ملتے ہی آزاد صحافت ایک آنکھ نہیں بھاتی کیونکہ اس آئینے میں ہر چہرہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ پابندیوں کی طویل تاریخ کے باوجود تین مئی پاکستان کے اہل صحافت کے لئے اپنے پیشے سے اس عہد کی تجدید کا دن ہے کہ ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے۔ صحافت بجا طور پر ریاست کا اہم ستون ہے جو باقی ستونوں کو بھی طاقت مہیا کرتا ہے۔ جس سے ریاست کی امارت مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔ پاکستان کی صحافت جانتی ہے کہ صحافی قوم کا چہرہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے خون جگر سے آزادی صحافت کا چراغ جلایا ہے۔ آج بھی نظریاتی صحافتی ادارے سنجیدہ فکر صحافی آزادی اظہار اور حرمت قلم کیلئے سر بکف ہیں۔ صحافت بلا شبہ ایک عظیم اور سچی طاقت ہے اور قائد اعظم محمد علی جناح بھی صحافت کو عظیم منصب سمجھتے تھے۔ میڈیا اور صحافت ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں اور دونوں کا مقصد حقیقت بیان کرنا ہے۔ میڈیا اور صحافیوں کو آج کے جدید دور میں بھی حقیقت اور سچ لکھنے پر کتنی مشکلات کا سامنا ہے۔ اگر کوئی صحافی سچ اور حق کیلئے قلم اٹھاتا ہے اس کا شمار مجاہدوں کی صفوں میں ہوتا ہے۔ آج کے دور میں دیکھا جائے تو ہر شخص سیاسی، معاشی اور مذہبی صورتحال کے بارے میں جانتا ہے یہ شعور عوام الناس کو میڈیا اور صحافیوں نے دیا۔ آج کسی بازار یا دیہات میں کوئی اہم واقعہ رونما ہوتا ہے تو میڈیا کے نمائندے اور صحافی بروقت وہاں پہنچتے ہیں اور تمام تر صورتحال کو براہ راست نشر کرکے پاکستان کے عوام کو موجودہ صورتحال سے آگاہ کرتے ہیں۔ بانی پاکستان قائد اعظم بھی

صحافیوں سے پیار کرتے تھے۔ قوم کی ترقی اور بہبود کیلئے صحافت ایک اہم ضرورت ہے کیونکہ صحافت ہی وہ ذریعہ ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے جو قوم کی راہنمائی کرتا ہے اور رائے عامہ کی تشکیل کرتا ہے صحافت ایک عظیم قوت ہے یہ فائدہ بھی پہنچاتی ہے اور نقصان بھی۔ اگر یہ صحیح طرح چلائی جائے تو رائے عامہ کی راہنمائی اور ہدایت کا فرض سرانجام دے سکتی ہے۔ صحافت بلا شبہ ایک عظیم اور سچی طاقت ہے اور قائد اعظم محمد علی جناح جیسا شخص بھی صحافت کو عظیم منصب سمجھتا تھا۔ قیام پاکستان میں بھی صحافیوں کا ایک نمایاں کردار ہے۔ سر سید احمد خان، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خان جیسے نامور صحافیوں نے اپنے اخباروں کے اداریوں سے سوئی ہوئی قوم کو بیدار کیا ان کا ذہن کھولا اور آسمان کی بلندیوں تک پہنچایا۔ آج ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ پاکستان کی تخلیق میں ان صحافیوں کے قلم کا مثبت ہاتھ ہے۔ پاکستان میں اگرچہ صحافت کو ریاست کا چوتھا ستون تسلیم کیا جاتا ہے لیکن اہل صحافت نے پابندیوں، کالے قوانین اور اسیری کے مختلف ادوار دیکھے۔ صحافت کا ایک پہلو چھپی چیزوں کو منظر عام پر لانا بھی ہے اس لئے بہت دشمن پیدا ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں صحافیوں کے ساتھ حکومتی اور سیاسی جماعتوں کی سطح پر پُر تشدد واقعات آمرانہ دور میں بھی رونما ہوتے رہے جبکہ جمہوری ادوار میں بھی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء دور میں نامور صحافیوں کو جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے جانے کا مزہ چکھنا

پڑا جبکہ یہ سلسلہ جمہوری حکومتوں میں بھی جاری رہا۔ جنرل (ر) پرویز مشرف کے دور میں جب جمہوریت پر قدغن لگائی گئی تو تمام چینلز پر پابندیاں لگا دی گئیں اس وقت ملک بھر کے صحافیوں نے تحریک چلائی، گرفتاریاں بھی دیں، لاٹھی چارج بھی برداشت کئے مگر آزادی صحافت پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ بدقسمتی سے پاکستان میں صحافی اور صحافتی ادارے غیر محفوظ ہیں آئے روز کسی ادارے یا صحافی پر دہشت گردوں کی طرف سے حملے ہوتے ہیں۔ آزادی صحافت کے لئے ایبٹ آباد کے ابرار تنولی، کراچی کے ولی بابر سمیت سینکڑوں صحافی اپنی جانیں نچھاور کر چکے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں یوم آزادی صحافت کے موقع پر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ کے تحت لاہور پریس کلب میں ملک گیر کنونشن کا انعقاد کیا گیا۔ ملکی تاریخ میں پہلی بار ستر سے زائد پریس کلبز کے صدور کسی پلیٹ فارم میں اکٹھے ہوئے، کنونشن سے کونسل آف آل پاکستان پریس کلبز کے کنوینئر اور لاہور پریس کلب کے صدر ارشد انصاری نے کہا کہ حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دیگر ریاستی اداروں کے تحفظ کے ساتھ ملک کے چوتھے ریاستی ستون آزاد میڈیا اور آزاد صحافت کے تحفظ کے لئے اقدامات کرے، آج ملک بھر کے صحافی اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے متحد ہیں اور کسی بھی ریاستی ادارے کو اپنی آزادی چھیننے نہیں دیں گے۔ کنونشن سے پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کے صدر افضل بٹ، سی پی پی سی کے سابق کنوینئر فاروق فیصل خان، نیشنل پریس کلب اسلام آباد کے صدر شہریار خان، کراچی پریس کلب کے صدر امتیاز فاران، پشاور

پریس کلب کے صدر ناصر خان ناصر، کوئٹہ پریس کلب کے صدر رضا رحمٰن، سکردو پریس کلب کے صدر نثار عباس اور آزاد جموں وکشمیر پریس کلب کے سیکرٹری طاہر عمر فاروقی، سابق سیکرٹری لاہور پریس کلب شفیق اعوان سمیت ملک بھر سے 70 ضلعی پریس کلب کے صدور نے بھی خطاب کیا۔ کنونشن کے آغاز میں سیکرٹری لاہور پریس کلب محمد شہباز میاں نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا صحافیوں کا یہ اتحاد ملک میں آزادی صحافت اور جمہوریت کی بقاء کا ضامن ثابت ہوگا، اس کنونشن میں شریک صحافی ملک کے کسی ایک صحافی اور کسی صحافتی ادارے پر حملے کو پورے پاکستان کی آزاد صحافت اور ریاست کے چوتھے ستون پر حملہ تصور کرتے ہیں۔ پی ایف یو جے کے صدر افضل بٹ نے کہا کہ پی ایف یو جے کی طرح کونسل آف پاکستان پریس کلبز کے پلیٹ فارم پر صحافیوں کا اتحاد، ملک میں آزادی صحافت کے تحفظ اور فروغ کا باعث بنے گا۔ علاقائی صحافیوں کو لاتعداد مسائل کا سامنا ہے، میڈیا مالکان صحافیوں کو نمائندگی کا کارڈ جاری کرنے کے بعد فارغ ہوجاتے ہیں، انھیں نہ تو تنخواہ دی جاتی ہے نہ دفتر کا کرایہ اور دیگر اخراجات دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی حکومت ان صحافیوں کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ پاکستان کی آزاد صحافت کا یہ فخر رہا ہے کہ اس نے ہر آمرانہ دور میں جمہوریت کی بحالی اور اس کے تحفظ کی جنگ لڑی ہے، اس کے لئے قید و بند اور کوڑوں کی سزائیں بھی برداشت کی ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج جب کہ پاکستان دنیا میں ایک جمہوری ملک کی حیثیت سے اپنی پہچان کرا رہا ہے، ایسے میں پاکستان میں ایک

ایسا ماحول پیدا کیا جائے جس میں ہر ریاستی ادارہ اپنی حدود کے اندر رہ کر خدمات انجام دے۔ صحافت کی آزادی پر قدغن لگانے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ بہت سے ظالموں نے شعبہ صحافت سے وابستہ کارکنوں پر بدترین تشدد، ظلم، جبر اور انکی جانیں تک لینے سے گریز نہیں کیا۔ ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں صحافت سے وابستہ ایسی تمام شخصیات کو جنہوں نے اپنی ثابت قدمی سے جابر حکمرانوں کے تمام مکروہ عزائم کو ناکام بنایا اور آج تک کوئی جابر، ظالم حکمران حق کی آواز کو دبانے میں کامیاب نہیں سکا۔ میڈیا وہ آئینہ ہے جس میں کرپٹ عناصر اپنا اصل چہرہ دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور پھر اپنا عمل اور کردار درست کرنے کی بجائے آئینہ توڑنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ مگر اب ایسا ممکن نہیں ہے۔

کشمیر پر آرمی چیف کی قوم کے جذبات کی ترجمانی

ایک ایسے وقت میں جب مقبوضہ کشمیر میں الیکشن کے نام پر آپریشن ہو رہا ہے۔ کشمیری مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، حریت رہنماؤں کو گرفتار و نظر بند کیا گیا ہے۔ پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف نے یوم شہداء کے موقع پر منعقدہ تقریب سے اپنے خطاب میں کہا ہے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور جنوب ایشیائی خطے میں مستقل قیام امن کے لئے تنازعہ کشمیر کو کشمیریوں کی خواہشات کے عین مطابق اور اقوام متحدہ سلامتی کونسل کی قراردادوں کی روشنی میں حل کرنا ناگزیر ہے، جنرل راحیل شریف نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا اور کہا کہ اس دیرینہ تنازعہ کے بغیر خطے میں امن کا قیام ممکن نہیں ہے، یہ پہلا موقعہ ہے کہ پاکستانی فوج کا سربراہ بننے کے بعد جنرل راحیل نے کشمیر کے بارے میں شہ رگ کا لفظ استعمال کیا ہو، اس ضمن میں ان کا کہنا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ اور بین الاقوامی سطح پر ایک تسلیم شدہ تنازعہ ہے، کشمیری عوام کی بیش بہا قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی، انہوں نے واضح کرتے ہوئے کہا کہ افواج پاکستان امن کی خواہاں ہیں لیکن کسی بھی قسم کی جارحیت کا جواب دینے کے لئے ہمہ وقت تیار بھی ہیں، کسی کو بھی افواج پاکستان کی صلاحیتوں پر کوئی شک نہیں ہونا چاہئے، فوج قوم کی امیدوں پر کھرا اترے گی،

جنرل راحیل شریف نے بتایا کہ ہماری فوج امن کے ساتھ محبت رکھتی ہے لیکن کسی نے جارحیت سے کام کیا تو منہ توڑ جواب دیا جائے گا کیونکہ پاکستان کی سلامتی فوج کے لئے سب سے عزیز ہے۔ کشمیر ایشو پاکستان کا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔اس کو حل کیے بغیر بھارت سے تجارت اور دوستانہ تعلقات کی باتیں کرنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔آرمی چیف نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دینے کے موقف کا اعادہ کرکے 18 کروڑ پاکستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔بھارت نے 7 لاکھ فوج کے ذریعے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے۔میڈیا رپورٹس کے مطابق 20 ہزار کشمیری خواتین کی بے حرمتی ایک لاکھ سے زائد افراد کی شہادت اور ہزاروں معصوم بچوں کو یتیم بنادیا گیا ہے اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ بھارت ہمارا ازلی دشمن ہے جس نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ کھیل کے میدانوں سے لے کر عالمی سطح پر سفارت کاری تک ہندوستان کی پالیسیاں پاکستان مخالف رہی ہیں۔ کشمیر ایشو کو پس پشت ڈال کر ہندوستان سے تعلقات اچھے نہیں ہو سکتے۔ بھارت میں برسر اقتدار جماعت کانگریس نے کشمیر کے حوالے سے پاکستانی فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف کے بیان پر سخت رد عمل ظاہر کرتے ہوئے اس مؤقف کا اعادہ کیا کہ جموں و کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔کانگریس لیڈران امبیکا سونی اور ترجمان رندیپ سورج والا نے الگ الگ بیانات میں کہا کہ جموں و کشمیر کوئی متنازعہ علاقہ نہیں بلکہ بھارت کا نا قابل تنسیخ حصہ ہے۔دختران ملت کی سربراہ آسیہ

اندرابی، حریت کانفرنس جموں کشمیر کے قائد اور مسلم کانفرنس کے چیرمین شبیر احمد ڈار نے پاکستانی آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے کشمیر کے حوالہ سے بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ کانگریس لیڈر پی چدمبرم کا اس حوالہ سے بیان حقیقت سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ موجودہ پارلیمانی انتخابات تحریک آزادی کیلئے ایک بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں جس کا ادراک کرکے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانا چاہئے۔ ہم پر یہ لازم قرار پاتا ہے کہ بھارت کی طرف سے جمہوریت کے نام پر اس غیر جمہوری اور فوجی عمل کو حریت کانفرنس جموں کشمیر کے پیغام الیکشن بائیکاٹ پر پوری ایمانداری اور خلوص سے عمل پیرا ہو کر سرخروئی حاصل کرے۔ جمہوریت کی آڑ میں ریاست جموں کشمیر کے لوگوں کا بنیادی حق حق آزادی چھین لیا گیا ہے اسلئے تحریک مزاحمت کا تقاضا ہے کہ ہر فرد اپنے حصے کا حق ادا کرے کیونکہ شہیدوں کے خون سے عبارت تحریک آزادی ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہر اس عمل سے دور رہے جس سے کسی بھی طور ہماری تحریک آزادی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ کل جماعتی حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی نے جنرل راحیل شریف کے جموں کشمیر کی متنازعہ حیثیت کے بارے میں تاریخی حقائق کی روشنی میں بیان کو سراہتے ہوئے کہا کہ جنرل راحیل شریف کا بیان برموقعت اور برمحل بھی ہے اور کشمیریوں کی قربانیوں کے تقاضے کے عین مطابق بھی ہے کہ جنوب ایشیائی خطے میں مستقل قیام امن کے لئے تنازعہ کشمیر کو کشمیریوں کی خواہشات کے عین

مطابق اقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کی روشنی میں حل ناگزیر ہے اور کشمیر ایک بین الاقوامی سطح پر ایک تسلیم شدہ تنازعہ ہے، علی گیلانی نے کہا پاکستان کی مضبوطی اور استحکام ہی متنازعہ ریاست جموں کشمیر کی آزادی کی ضمانت ہے، انہوں نے پاکستانی حکمرانوں، سیاست دانوں اور عوام سے اپیل کی کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاکستان کے استحکام کو ترجیح دیکر اندرونی اور خارجی سطح پر پاکستان نظریاتی اور سرحدیں مضبوط بنائیں اور اہل کشمیر کی دعائیں پاکستان کے استحکام کے لئے ہیں۔ سید علی گیلانی نے جنرل راحیل شریف کے بیان پر کانگریس اور بی جے پی کے رد عمل کو جھوٹ کا پلندہ اور مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ بھارت کے حکمرانوں کو زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ ہمالیہ جتنا بڑا جھوٹ بول کر تاریخ کو جھٹلائیں اور ہندوستانی عوام کو متنازعہ مسئلہ کے بارے میں گمراہ کریں۔ تاریخی پسِ منظر کی روشنی میں جموں کشمیر کبھی بھی بھارت کا حصہ تھا، نہ ہے اور نہ رہے گا۔ طاقت کی بنیاد پر تاریخی اور زمینی حقائق کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے اور اگر بزور طاقت کسی قوم یا ملک کو ہمیشہ کے لئے غلام بنایا جاسکتا، تو خود بھارت آج بھی برطانیہ کا غلام ہوتا اور آج بھارت دنیا کے نقشے پر ایک ملک کی حیثیت سے موجود نہ ہوتا۔ انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو کر یہاں دو مملکتیں ہندوستان اور پاکستان) وجود میں آئیں۔ تقسیم ہند کی بنیاد دو قومی نظریئے کی بنیاد پر) وجود میں آنے کے ساتھ ساتھ ریاستوں کے مستقبل کا سوال پیدا ہوگیا۔ پھر

ان کے الحاق کا اساسی اصول یہ قرار دیا گیا کہ اصول تقسیم کی روشنی میں وہ جغرافیائی حالات اور آبادی کی نوعیت کے مناسبت سے باشندوں کی خواہش کے مطابق کسی ایک ملک سے ملحق ہو جائیں۔ خود وائسرائے ہند لارڈ مونٹ بیٹن نے 25،جولائی 1947 کو ہندوستانی ریاستوں کی تنظیم چیمبرس آف پرنس کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ ریاستیں آزاد ہیں کہ دونوں مملکتوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں الحاق کر سکتی ہیں اور یہ بھی کہا کہ کچھ جغرافیائی مجبوریاں بھی ہیں جن سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے اور رعایا کی مرضی کے خلاف بھی نہیں جا سکتے۔ ریاستوں کے لیے ناگزیر تھا کہ وہ اصولِ تقسیم کے مطابق اپنے مستقبل کا فیصلہ کریں اور خود ہندوستان کی حکومت نے بھی بعض ریاستوں کے معاملے میں اسی اصول پر اصرار کیا۔ جب ریاست جوناگڑھ نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تو ہندوستان نے یہی بات کہی کہ یہ ان اصولوں اور گائیڈ لائینز کے خلاف ہے، جن پر تقسیم طے ہے اور اس دلیل کی بنیاد پر بھارت نے قانون اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے فوج کشی کے ذریعے جوناگڑھ پر قبضہ کیا اور حیدرآباد کے سلسلے میں بھی ہندستان نے اسی طاقت کو آزمایا۔ اصول تقسیم کی روح سے کشمیر پاکستان کا حصہ تھا۔ جغرافیائی حقائق، 80 فیصد اکثریت مسلمان ہونے، دریاؤں کا رُخ، زبان، ثقافت، نسل، معاشی تعلقات، روابط اور رشتے اور پاکستان کی سرحد پر اتصال کے پیش نظر تمام حقائق اس بات کو ناگزیر قرار دیتے ہیں کہ ریاست جموں کشمیر کا الحاق پاکستان سے ہو، مگر ریاست جموں کشمیر کے مہاراجہ نے بڑی عیاری کے

ساتھ مسلمانوں کو دبانے اور مٹانے کا کام شروع کر دیا اور فوج اور پولیس میں جتنے مسلمان تھے ان کو اگست 47ء میں غیر مسلح کر دیا گیا اور 27؍اکتوبر 1947 کو کشمیر پر فوج کشی کر کے جبری قبضہ کیا گیا۔ جبکہ آر ایس ایس، جن سنگھ، ہندو مہاسبھا، ڈوگرہ فوج، پٹیالہ فوج، سکھ اور بھارتی فورسز نے 6؍نومبر 47ء کو جموں کے مسلمانوں کا قتل عام کرنے کا ننگا ناچ کھیلا اور 5؍لاکھ [illegible] 10؍لاکھ لوگوں کو پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور اور بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے مسلمانوں کو قتل کر کے ایک آزاد ریاست پر قبضہ کر لیا گیا۔ دوسری طرف پاکستان کے قبائل اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کے لیے آ گئے۔ پاکستانی قبائلوں کی کشمیر آمد کے بعد یکم جنوری 1948 کو خود بھارت کشمیر کے مسئلے کو اقوام متحدہ میں لے گیا اور بالآخر پاکستان اور بھارت کے درمیان شکایات اور جوابی شکایات کے بعد پہلی قرارداد 21؍اپریل 46ء، دوسری 13؍اگست 48ء اور تیسری 5؍جنوری 1949 کی قراردادوں میں سلامتی کونسل نے جنگ بندی اور آزاد و غیر جانبدار استصواب کی تجاویز کو منظور کر لیا۔ جنہیں بھارت اور پاکستان کی دونوں حکومتوں نے تسلیم کیا اور پوری دنیا اس کی گواہ رہی۔ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اب تک کل ملا کر 18 قراردادیں پاس کی گئیں، مگر بھارت نے جموں کشمیر کو غاصبانہ قبضے کے ذریعے اپنا غلام بنا رکھا۔ گزشتہ 66 سال سے ریاست جموں کشمیر میں بھارت کے جبری قبضے کے خلاف جدوجہد چل رہی ہے۔ جس قوم نے

بھارت کے پنجۂ استبداد سے نجات حاصل کرنے کے لیے 6 لاکھ جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہو جس کی بستیاں اجاڑ دی گئی ہوں، جس کے جوانوں کو قتل کیا جارہا ہو اور جس کے جوانوں کو جیلوں میں سڑایا جارہا ہو اور اپاہج بنایا جارہا ہو، جن کی خواتین کی عزتوں کو نیلام کردیا گیا ہو اس قوم کو بھارت کا اٹوٹ انگ کہنا تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ خود بھارت کے وزیر اعظم نے کشمیر کے دل لالچوک سرینگر میں اور بھارتی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہم نے کشمیر میں استصواب رائے عامہ کرنے کا وعدہ نہ صرف کشمیری قوم، بلکہ پاکستانی قوم اور بین الاقوامی برادری سے بھی کیا ہے۔ بھارت کو چاہیے کہ تاریخی حقائق کو جھٹلانے کے بجائے ریاست جموں کشمیر سے فوجیں واپس بلاکر کشمیریوں کو اپنا مستقبل طے کرنے کا موقع دیا جائے۔

احوال ''آزادی صحافت'' سیمینارز کا

پاکستان سمیت دنیا بھر میں تین مئی 2014 کو آزادی صحافت کے عالمی دن کے طور پر منایا گیا۔ صحافتی برادری کی جانب سے آزادی صحافت کے اس اہم عالمی دن کو پورے جوش و خروش سے منایا گیا۔ آزادی صحافت کے تحفظ کے بھرپور عزم کا اعادہ کیا گیا۔ انسانی حقوق کمیشن پاکستان نے اپنی حالیہ رپورٹ میں پاکستان میں اظہار رائے کی آزادی کے حوالے سے کہا ہے کہ 2013 میں اپنی فرائض کے انجام دہی کے دوران 11 صحافی جاں بحق اور متعدد زخمی ہوئے۔ صحافیوں پر حملوں کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا سے استثنیٰ حاصل رہا۔اس طرح شہری آزادیوں کے حامل ممالک کی عالمی فہرست میں پاکستان 179 ممالک میں سے 159 ویں نمبر پر تھا۔ پاکستان میں اب تک اپنے پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی کی پاداش میں 54 صحافی اپنی جانوں سے دھو بیٹھے ہیں بڑی تعداد میں صحافیوں کو زخمی کیا گیا۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً صحافیوں کو انتہائی نا مساعد حالات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ درجہ بندی میں پاکستان کو صحافیوں کے حوالے سے دنیا کے خطرناک ممالک کی فہرست میں پانچویں نمبر پر رکھا گیا ہے۔ یعنی صحافیوں کے حوالے سے درجہ بندی میں پاکستان پہلے پانچ خطرناک ممالک کی فہرست میں شامل ہے اور اس کا پانچویں نمبر پر شمار

کیا گیا ہے۔ وزیر اطلاعات پرویز رشید نے عالمی یوم آزادی صحافت کے موقع پر کہا ہے کہ حکومت صحافیوں کی فلاح و بہبود کیلئے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی آزادی کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ ملک کے تمام ادارے اور معاشرے کے طبقے ذرائع ابلاغ کی آزادی کے حق میں ہیں۔ پرویز رشید نے کہا کہ صحافیوں کو بھی اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن حکومت نے ان کو تحفظ دینے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم جرنلسٹ سان فرنٹیئر یا سرحدوں سے ماورا صحافی نے ہنڈرڈ انفارمیشن ہیروز کے نام سے دنیا بھر کے سو صحافیوں کی فہرست جاری کی ہے جس میں پاکستان سے سینیئر صحافی ایم ضیا الدین اور جیو ٹی وی کے اینکر پرسن حامد میر کے نام شامل کیے گئے ہیں۔ ایم ضیا الدین نے پینتالیس سال قبل صحافت کی دنیا میں قدم رکھا تھا اور آج بھی صحافت کے پیشے سے وابستہ ہیں اور پاکستان کے ایک بڑے اخباری گروپ ایکسپریس ٹریبیون کے ایگزیکٹو ایڈیٹر ہیں۔ صحافت میں اپنے طویل کریئر کے دوران ایم ضیاالدین مختلف حیثیتوں میں بیس سال سے زیادہ عرصے تک روزنامہ ڈان سے وابستہ رہے۔ ایم ضیاالدین نے صحافت میں اکانامک رپورٹنگ یا اقتصادی امور پر رپورٹنگ اور تجزیاتی کالم لکھ کر نام کمایا لیکن ڈان میں ملکی سیاست پر ان کے بے لاگ تبصرے اور کالم بھی قارئین میں یکساں مقبول ہوئے۔ روزنامہ ڈان کی طرف سے وہ لندن میں بھی نامہ نگار کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ایم ضیا الدین کو اپنی غیر جانبدارنہ

رپورٹنگ اور بے لاگ تبصروں کی بدولت پاکستان کی صحافت میں جو عزت اور وقار حاصل ہوا وہ بہت کم صحافیوں کے حصے میں آتا ہے۔ضیاالدین پاکستان میں فوجی اور جمہوری حکمرانوں کے لیے ہمیشہ ہی ایک ناپسندیدہ صحافی رہے۔ اپنی تحریروں کے علاوہ وہ اپنے سوالات سے بھی حکمرانوں کو کبھی نہیں بھائے۔لندن میں سابق فوجی آمر پرویز مشرف سے ایک سوال کرنے پر پرویز مشرف نے پاکستانیوں سے اپنے خطاب میں ان کے بارے میں کہا کہ ایسے صحافیوں کو اگر ایک دو ٹکا بھی دیے جائیں تو برا نہ ہوگا۔ضیاالدین ہمیشہ سے آزادی صحافت کے عالم بردار رہے ہیں اور اس کے لیے صحافیوں کی مختلف تحریکوں کی حمایت بھی کرتے رہے ہیں۔حامد میر کا نام بھی صحافت کے سو ہیروکی فہرست میں شامل کیا گیا۔ حامد میر پر حال ہی میں کراچی میں قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور جس میں وہ بال بال بچ گئے۔حامد میر جیوٹی میں لشکر بننے سے پہلے اردو زبان کے کئی روزناموں میں کام کر چکے ہیں۔لاہور میں پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ کے زیر اہتمام ایوان اقبال میں رانا محمد عظیم کی سربراہی میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔جس میں شرکا نے آزادی صحافت کے لئے قربانیاں دینے اور صعوبتیں برداشت کرنے والے صحافیوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ پاکستان کی بقا سیاسی، صحافتی ، جمہوری اور آئینی اداروں کی آزادی میں ہی مضمر ہے ،حامد میر سمیت کسی بھی صحافی پر ہونے والے قاتلانہ حملہ کی شدید مزمت کرتے ہیں اور اس کے رد عمل کے طور پر غیر ذمہ دارانہ بیانات پر بھی

ہمارے تحفظات ہیں مگر ہم کسی بھی صحافتی ادارے کی بندش قبول نہیں کریں گے، صحافتی اور ملک کی آزادی کی بقا کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اقبال آڈیٹوریم میں منعقدہ سیمینار میں ملک کے طول عرض سے آئے ہوئے مختلف یونینز کے سینکڑوں نمائندوں کے علاوہ وفاقی وزیر برائے شپنگ کامران مائیکل، صوبائی وزیر قانون رانا ثنا اللہ ، سینیٹر جہانگیر بدر، رکن اسمبلی شفقت محمود، ڈپٹی پارلیمانی لیڈر پنجاب میاں محمد اسلم، پارلیمانی لیڈر ایم کیو ایم سندھ اسمبلی رشید گوڈیل، جماعت اسلامی کے سیکرٹری اطلاعات امیر العظیم، سلمان غنی ،پی ایف یو جے کے سینئر رہنما عباد الحمید چھاپڑہ، خاور نعیم ہاشمی، آئی ایف جے کے مشیر پرویز شوکت، ایپنک چیئرمین ناصر نقوی، ناصر زیدی پاکستان ایسوسی ایشن آف فوٹو جرنلسٹ کے جنرل سیکرٹری محمد رمضان، آل پاکستان، سائبر نیوز سوسائٹی کے میڈیا کوآرڈینٹر ممتاز حیدر اور سول سوسائیٹی کے نمائندوں نے شرکت کی۔ سیمینار میں کراچی سے آئے ہوئے بزرگ صحافی عبدالحمید چھاپڑہ نے کہا کہ وہ اپنے لگائے ہوئے پودے کو پروان ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہیں۔ انہوں نے آزادی کی خاطر کوڑے کھانے والوں اور اپنی جانیں تک قربا کرنے والے صحافیوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اب کسی آمر کو آزادی چھیننے کی جرات نہیں ہو گی۔ سیمینار میں سینیئر صحافیوں اور ورکنگ جرنلسٹوں کی خدمات کے اعتراف میں ملک بھر سے ڈیڑھ سو کے قریب صحافیوں کو ایوارڈز دئے گئے۔ سیمینار کے اختتام پر ایوان اقبال تا الفلاح چوک تک

ریلی نکالی گئی جس میں سیمینار کے تمام شرکا نے حصہ لیا۔الفلاح چوک میں شرکا نے شہدا آزادی صحافت کی یاد میں شمعیں روشن کیں۔ لاہور پریس کلب سے پنجاب اسمبلی تک پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کے صدر افضل بٹ کی قیادت میں بھی آزادی صحافت ریلی نکالی گئی۔جس میں سیکرٹری جنرل پی ایف یو جے خورشید عباسی، چیئرمین ایپنک شفیع الدین اشرف، سیکرٹری جنرل اکرام بخاری، صدر لاہور پریس کلب ارشد انصاری، سیکرٹری محمد شہباز میاں اور صدر پنجاب یونین آف جرنلسٹس وسیم فاروق شاھد سمیت ملک بھر سے آئے صحافی رہنماؤں، صدر کراچی پریس کلب امتیاز خان فاران، صدر پشاور پریس کلب ناصر حسین، صدر بلوچستان یونین آف جرنلسٹس عرفان سعید، صدر ملتان یونین آف جرنلسٹس رؤف مان، صدر رحیم یار خان یونین آف جرنلسٹس رانا افضل، صدر فیصل آباد یونین آف جرنلسٹس شمس الاسلام ناز، صدر سکردو پریس کلب نثار عباسی، صدر حیدر آباد پریس کلب اسحاق مینگریو، صدر سکھر پریس کلب لالہ اسد پٹھان، لاہور سے پی ایف یو جے کے رہنما رانا شفیق پسروری، سینٹرل یونین آف جرنلسٹس آزاد کشمیر کے صدر ابرار حیدر سمیت دیگر نے شرکت کی۔اس موقع پر صحافی رہنماؤں نے کہا کہ آزادی صحافت کے عالمی دن کے موقع پر ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ صدر پی ایف یو جے افضل بٹ موجودہ حالات کے حوالے سے جو بھی لائحہ عمل دینگے ملک بھر میں اس پر عمل کیا جائے گا اور آزادی صحافت پر کوئی سمجھوتہ یا سودے بازی نہیں کی جائے گی۔ ملک بھر سے آئی خواتین صحافیوں اور پی ایف یو جے کی ایف ای سی کا مشترکہ

اجلاس مقامی ہوٹل میں ہوا جس میں سینئر صحافی مجاہد بریلوی، ناجیہ اشعر، ناجیہ لاکھانی، منیزے جہانگیر اور فہیم صدیقی نے خواتین صحافیوں کو درپیش مسائل اور انکے حل پر روشنی ڈالی۔ ہاؤس نے حکومت اور میڈیا ہاؤسز کے مالکان سے یہ مطالبہ کیا کہ دفاتر میں خواتین کو وہ حقوق فراہم کیے جائیں جو عالمی اور ملکی سطح پر تسلیم شدہ ہیں۔ یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ تمام میڈیا ہاؤسز، پریس کلبز اور یونین کی سطح پر ہراسمنٹ کمیٹیاں قائم کی جائیں اور صحافتی تنظیموں کی فیصلہ سازی میں ان کو شریک کیا جائے۔ پی ایف یو جے اور ایپنک کے الگ الگ اجلاسوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اخبارات اور ٹی وی چینلز میں چھانٹیوں اور تنخواہوں کی عدم ادائیگی کا سلسلہ بند کیا جائے اور لیبر قوانین کے مطابق کارکنوں کو ان کے معاشی حقوق دیئے جائیں۔ میڈیا ہاؤسز، حکومت سیاسی جماعتوں اور دیگر اداروں کو آئین اور قانون پر عملدرآمد کا مشورہ دینے والے ایسے ادارے خود بھی قانون پر عملد درآمد یقینی بنائیں۔

ایک قوم ایک آواز، پاک فوج، زندہ باد

کراچی میں سینئر صحافی حامد میر پر قاتلانہ حملے کے بعد جیو ٹی وی کی طرف سے آئی ایس آئی چیف کی آٹھ گھنٹے تک مسلسل تصاویر چلانے پر پاکستانی قوم میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے جس کی واضح مثال ملک بھر میں افواج پاکستان اور آئی ایس آئی کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے عوامی ریلیاں ، جلسے ہیں، جماعتیں بھی افواج پاکستان کے لئے میدان میں نکل آئی ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر پاکستان کے مختلف شہروں میں پروگرامات منعقد کئے جا رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حامد میر پر حملے کے بعد جیو کے ساتھ عوام اظہار یکجہتی کرتے لیکن جیو کے غیر ذمہ دارانہ رویے نے عوامی حمایت کھو دی۔ ہر گھر میں دیکھا جانے والا جیو قوم کی نظروں میں گر چکا ہے۔ میڈیا آزاد ضرور ہے لیکن اسکی آزادی آئین و قانون کے تابع ہونی چاہئے۔ جب آئین میں موجود ہے کہ افواج پاکستان، عدلیہ کے خلاف بات نہیں کی جا سکتی لیکن بغیر تحقیق کے جیو کے اینکر خود انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر آئی ایس آئی چیف کو مجرم بنا کر دکھانے لگے۔ ایسی آزادی عوام کو ہر گز قبول نہیں۔ افواج پاکستان نے ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اگر میڈیا کو آزادی حاصل ہے تو اس میں بھی یقینا افواج پاکستان کا کردار ہے کیونکہ افواج پاکستان اس ملک کا دفاع کر

رہی ہیں۔ ملک محفوظ ہے تو میڈیا بھی محفوظ ہے۔ تحریک انصاف کے چیرمین عمران خان نے جیو و جنگ گروپ کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا ہے۔ عوامی تحرک، مسلم لیگ (ق) بھی میدان میں نکل چکی ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کے ملک گیر احتجاج و افواج پاکستان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے پروگرامات منعقد ہو رہے ہیں۔ یونیورسٹی گراؤنڈ چوبرجی میں افواج پاکستان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے استحکام پاکستان کنونشن میں سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ ہزاروں کی تعداد میں عوام نے بھی شرکت کی۔ اس کنونشن کی ایک خوبی یہ تھی کہ اسٹیج پر سیاسی و مذہبی جماعتوں کی قیادت جمع تھی اور سامنے کرسیوں پر عوام، لیکن کسی کے پاس کسی جماعت کا کوئی پرچم نہیں تھا۔ سب نے پاکستانی پرچم اور افواج پاکستان سے اظہار یکجہتی کی تحریروں پر مبنی پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے۔ جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے افواج پاکستان سے اظہار یکجہتی کیلئے ہونے والے استحکام پاکستان کنونشن میں سینکڑوں شہداء کے ورثاء نے شرکت کی اور پاک فوج و قومی سلامتی اداروں کے خلاف پراپیگنڈا کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسلام و پاکستان کے دفاع کیلئے ہر قسم کی جانی و مالی قربانی پیش کرنے کا عزم کیا۔ ورثاء شہداء کا کہنا تھا کہ پاکستان کا وجود شہداء کی قربانیوں کا مرہون منت اور ان کے خون کی برکت ہے۔ پوری قوم کی طرح ہم بھی افواج پاکستان کے ساتھ ہیں اور وطن عزیز پاکستان کے دفاع کیلئے اپنے مزید بیٹے و بھائی قربان کرنے کو تیار ہیں۔ استحکام پاکستان کنونشن افواج پاکستان سے اظہار

یکجہتی کیلئے ملک بھر میں ہونے والا اب تک کا سب سے بڑا پروگرام تھا جس میں شہریوں نے جوق در جوق شرکت کی اور پاک فوج سے متعلق پراپیگنڈا کے خلاف اپنے بھرپور جذبات کا اظہار کیا۔ کنونشن میں جماعۃالدعوۃ کے کارکنان سمیت عام نوجوان بھی بڑی تعداد میں ٹولیوں کی شکل میں موٹر سائیکلوں پر سوار پاکستان کے پرچم اٹھائے شریک ہوئے اور افواج پاکستان سے بے پناہ محبت کا اظہار کیا۔ کنونشن میں اتحاد و یکجہتی کا زبردست مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ کنونشن سے امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید جنرل (ر) حمید گل، سردار عتیق احمد خان، حافظ عبدالرحمان مکی، جماعت اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، لاہور ہائیکورٹ بار کے صدر محمد شفقت چوہان ایڈووکیٹ، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے صدر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، تحریک حرمت رسول ﷺ کے کنوینئر مولانا امیر حمزہ، امیر جماعت اہلحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی، جماعت اسلامی کے مرکزی نائب امید حافظ محمد ادریس، تحریک استقلال پاکستان کے صدر رحمت خان وردگ، جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے صدر، شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک، تنظیم العارفین کے صدر صاحبزادہ سلطان احمد علی، جماعۃ الدعوۃ شعبہ تعلیم کے مدیر انجینئر نوید قمر، مجلس احرار اسلام کے رہنما سید کفیل شاہ بخاری، انصارالامۃ کے نائب امیر مولانا محمد اقبال فاروقی، سجادہ نشین میاں میر پیر سید ہارون شاہ گیلانی، تحریک حرمت رسول ﷺ کے جنرل سیکرٹری قاری محمد یعقوب شیخ، اہلسنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا محمد اشرف طاہر،، جماعۃ

الدعوۃ کے مرکزی رہنما مولانا سیف اللہ خالد، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے رہنما شیخ نعیم بادشاہ، القلم جرنلسٹ ایسوسی ایشن کے رہنما شہزاد علی ورک، تنظیم خدمت خلق لاہور کے رہنما شفیق رضا قادری، جماعۃ الدعوۃ لاہور کے امیر مولانا ابوالہاشم، حافظ خالد ولید، مسلم لیگ فنکشنل کے صدر چوہدری ظہیر احمد، علی عمران شاہین، پاکستان کسان اتحاد کے صدر خالد محمود کھوکھر ودیگر نے خطاب کیا۔ عمران خان و دیگر سیاسی جماعتیں تو جیو کی معافی کی بات کر رہی ہیں کہ جیو معافی مانگ لے تو بائیکاٹ ختم کر دیں گے لیکن حافظ محمد سعید نے کہا کہ جیو کی معافی کافی نہیں جیو نے جرم کیا ہے اور جرم کی سزا ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کرے۔ جیو نے اسے قبل بھی بڑی غلطیاں کی ہیں۔ امن کی آشا کی مہم چلا کر اکھنڈ بھارت کی راہ ہموار کی گئی۔ پاکستان میں جتنی بھی فاشی و عریانی پروان چڑھی ہے اس میں جیو نے بہت کردار ادا کیا ہے۔ جیو اور جنگ انتظامیہ میں عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ اپنے جرم کو چھپا کر اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ کام عدالتوں میں ہونے چاہیں۔ قانون میں جو سزا ہے جیو کو اپنے ادارے کو اسکے لئے پیش کرنے سے پورے پاکستان میں آئندہ کسی بھی ادارے کی طرف سے افواج پاکستان اور اسکے اثاثوں کے خلاف کسی کو بات کرنے کی جرات نہیں ہو گی۔ جسطرح جیو نے میڈیا کا نمبر دار بننے کی کوشش کی اسی طرح وہ اصلاح کا بھی نمبر دار بنے۔ پاکستان میں ہندو کلچر فروغ دینے اور ملک کو سیکولر بنانے کا ایجنڈے ترک کر دیں۔ جیو

کو پاکستان اور نظریہ پاکستان کا محافظ چینل بنائیں ۔آپ قوم کے دلوں میں بسیں گے۔میڈیا قوم کی تربیت کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔یہ کوئی ایک دن کی بات نہیں مسلسل ایک رویہ ہے اسکی اصلاح کریں جو الزام تراشی کی اس جرم کو قبول کرکے خود کو سزا کے لئے پیش کر دیں ۔لابنگ چھوڑیں ۔قانون کے مطابق سزا تسلیم کریں لابنگ سے انتشار پھیل رہا ہے۔پاکستان کلمہ طیبہ کی نام پر معرض وجود میں آیا جس کے لئے لاکھوں افراد نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ۔ملک کو اسوقت اندرونی خطرات کا سامنا ہے ۔وطن عزیز کے دفاع کے لئے قوم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار ہے۔

بھارتی انتخابات میں مسلمانوں پر مظالم

ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کی طرف سے وزارت عظمیٰ کے امیدوار نریندر مودی کی جانب سے الیکشن جیتنے کی صورت میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کے اعلانات کے بعد مذکورہ تنظیم نے اپنے جلسوں میں اسٹیج پر رام مندر کے ماڈل اور اپنے بھگوان رام کی تصاویر لگانا شروع کر دی ہیں اور ہندو مسلم فسادات کی آگ بھڑکانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی نے ایک بار پھر اعظم گڑھ جہاں مسلمان کثیر تعداد میں رہائش پذیر ہیں اسے دہشت گردوں کا اڈہ قرار دیکر منافرت کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔بی جے پی کے ریاستی صدر ڈاکٹر لکشمی کانت واجپائی نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ہندوستانی آئین کے اصل مسودہ میں ہندوؤں کے بھگوان کرشن، ارجن، بھگوان رام نٹراج اور دیگر دیوتاؤں کی تصاویر بھی بنی ہوئی تھیں تاہم بھارت کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے آئین کی دوسری کاپی سے ان دیوتاؤں کی تصاویر ہٹوا دی تھیں۔ بھارت کے ''باجنا'' گاؤں میں سماج وادی پارٹی کے کارکنوں نے ایک 80 سال کے دلت کو مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس شخص کا قصور محض اتنا تھا کہ اس نے یہ راز افشاں کرنے سے انکار کر دیا کہ اس نے ووٹ کس کو ڈالا ہے۔ اس شخص کو سیاسی کارکنوں کے تشدد کے

باعث سر پر شدید چوٹیں آئی تھیں اور یہ ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ گاؤں کے دیگر افراد کو بھی دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ گاؤں چھوڑ جاؤ یا پھر اسی قسم کے انجام کے لئے تیار رہو۔ ہلاک ہونے والے شخص کے بیٹے نندرام کی جانب سے سیاستدان موتی لال یادو کے بیٹوں کے خلاف ایف آئی ارکاٹ دی گئی ہے لیکن اس کے مطابق اسے انصاف کی توقع نہیں۔ یہ واقع دلتوں کے خلاف طاقتور ذاتوں کی جانب سے تشدد کی تازہ ترین مثال ہے۔ بھارتی ریاست آسام میں انتہا پسند ہندوؤں کے مسلمانوں کے گھروں پر حملوں میں خواتین اور بچوں سمیت 30 افراد مارے گئے۔ ریاست آسام کے ضلع کوکراجھار کے گاؤں بالاپارا جن میں جدید اسلحے سے لیس 20 سے 25 ہندو انتہا پسندوں نے مسلمانوں کے 3 گھروں پر اچانک حملہ کردیا جس کے نتیجے میں 4 خواتین اور 3 بچوں سمیت 8 افراد موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے جب کہ حملے میں 2 افراد زخمی بھی ہوئے۔آسام ہی کے ضلع بکسہ کے نواحی گاؤں میں بھی ہندو انتہا پسندوں نے مسلمانوں کے ایک گھر میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں 2 خواتین سمیت 3 افراد جاں بحق ہو گئے، دوسری جانب پولیس کا کہنا ہے کہ انتہا پسندوں کی جانب سے حملے بوڈو لینڈ جزیرے میں ان کے خلاف ہونے والے آپریشن کا انتقام معلوم ہوتے ہیں۔ بھارت کی شمال مشرقی ریاست آسام میں کوکراجھار اور باسکا کے اضلاع میں تشدد کے دو واقعات میں مزید لاشیں ملی ہیں جس کے بعد ہلاک ہونے والوں کی تعداد 30 ہو گئی ہے۔ پہلے دن

لاشیں برآمد ہوئی تھیں، دوسرے دن 12 اور سنیچر کو مزید آٹھ لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ ہلاک ہونے والے افراد بنگالی مسلمان تھے اور مبینہ طور پر انھیں بوڈو قبائلیوں نے نشانہ بنایا۔ باسکی ضلعے کے نارائن گڑی علاقے سے مزید آٹھ لاشیں ملی ہیں جن میں پانچ بچے اور خواتین شامل ہیں۔کانگریس کی صدر سونیا گاندھی نے ان ہلاکتوں پر گہرے غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے ان کی سخت مذمت کی۔انھوں نے کہا: 'بھارت کی اکثریت لوگوں کو منقسم کرنے والی اور شدت پسند قوتوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گی۔'پولیس کے مطابق حملہ آوروں نے جمعرات کی رات ریاست کے کوکراجھار اور باسکا اضلاع میں دو مقامات پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ بھارتی میڈیا میں یہ اطلاعات ہیں کہ یہ حملے 24 اپریل کی پولنگ کا نتیجہ ہیں۔یہ دونوں علاقے بوڈولینڈ علاقائی کونسل (بی ٹی سی) میں شامل ہیں، جہاں دو برس پہلے بھی بوڈو قبائلیوں اور بنگالی مسلمانوں کے درمیان بڑے پیمانے پر فسادات ہوئے تھے۔ بھارتی خبر رساں ادارے پریس ٹرسٹ آف انڈیا کیمطابق حکومت نے متاثرہ علاقے میں گشت کے لیے فوج کی مدد حاصل کر لی ہے اور مرکز سے نیم فوجی دستوں کی دس کمپنیاں بھی طلب کی گئی ہیں جبکہ علاقے میں کرفیو لگا دیا گیا ہے۔بوڈو قبائلیوں کا الزام ہے کہ سرحد پار بنگلہ دیش سے آنے والے مسلمان غیر قانونی طور پر اس علاقے میں آباد ہوگئے ہیں۔ یہ علاقہ بھوٹان کی سرحد کے قریب واقع ہے۔بنگلہ دیش سے آ کر ہندوستان میں بسنے والے لوگوں کا مسئلہ اس الیکشن میں بھی اہم انتخابی موضوع رہا ہے

اور وزارت عظمیٰ کے لیے بی جے پی کے امیدوار نریندر مودی نے چند روز قبل مغربی بنگال میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ 16 مئی کو انتخابی نتائج کا اعلان ہونے کے بعد غیر قانونی تارکین وطن کو واپس بھیج دیا جائے گا۔ پولیس کا دعویٰ ہے کہ تشدد کی ان واقعات کا پارلیمانی انتخابات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس علاقے میں 24 اپریل کو ووٹ ڈالے گئے تھے جس میں ایک قبائلی اور ایک غیر قبائلی امیدوار کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ آسام پولیس کیسر براہ ایل آر بشنوئی کے مطابق جمعرات کی شام تقریباً سات بجے پہلے واقعے میں تین افراد ہلاک ہوئے، جبکہ کوکراجھار میں حملہ آدھی رات کے قریب کیا گیا اور اس میں سات لوگ مارے گئے۔ پولیس کے مطابق دونوں حملوں میں اے کے سیریز کی رائفلیں استعمال کی گئیں اور حملہ آوروں کا تعلق نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ آف بوڈولینڈ سے بتایا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ سنہ 2012 میں آسام میں بوڈو قبائل اور مسلمانوں کے درمیان خوں ریز تصادم ہوئے تھے جن میں سے زیادہ افراد مارے گئے تھے اور لاکھوں افراد بے گھر ہوئے تھے۔ مرنے 100 والوں اور بے گھر ہونے والوں میں اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ نریندر مودی سے بھارت کے مسلمان خوفزدہ نہیں ہیں بلکہ نفرت کرتے ہیں کیونکہ نریندر مودی کے ہاتھ ہزاروں بے قصور مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئی ہیں۔ بی جے پی آر ایس ایس کی سیاسی شاخ ہے جس کو اقتدار میں لانا گویا ہندوستان کو دوبارہ تقسیم کے دہانے پر پہنچانا ہوگا۔ ہندوتوا کے نام پر ملک کو بچانے کا نعرہ لگانے والے

آر ایس ایس کے پرچارک اپنے ماضی کو فراموش کر چکے ہیں۔ ہندوستان کی آزادی میں کسی بھی قسم کا رول آر ایس ایس نے کبھی ادا نہیں کیا جبکہ آر ایس ایس کا قیام 1925 میں عمل میں آیا مگر ہندوستان آزاد ہونے کے بعد ہندوستان کو برصغیر کا عظیم جمہوری ملک بننے میں آر ایس ایس نے بڑی رکاوٹیں کھڑی کی۔ ہندوتوا نظریہ کیساتھ اس ملک کو آر ایس ایس نے ہندوراشٹر بنانے کی کئی کوششیں کی۔ گجرات میں جہاں پر 2002 سے قبل عیسائی مبلغین کو زندہ جلانے اور ان کی عصمت ریزی کے واقعات پیش ائے اور 2002 میں جس طرح منظم انداز میں مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی اور معصوم بچوں اور عورتوں کو بی جے پی و آر ایس ایس کے درندوں نے اپنا نشانہ بنایا اسی طرح ہندوستان بھر میں گجرات کے تجربہ کو روبعمل لانے کا وعدہ ہی گجرات ماڈل کو ہندوستان بھر میں پیش کرنے بی جے پی و آر ایس ایس کا دعویٰ ہے۔ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے قومی سکریٹری ورکن راجیہ سبھا ڈی راجہ کا کہنا ہے کہ نریندر مودی دستور ہند کی سختی کے ساتھ مخالفت کرنے والی آر ایس ایس تنظیم کے نظریات پر کام کر رہے ہیں جو ملک کو ایک اور تقسیم کے دہانے پر پہنچا دے گا۔

چھٹا حق نماز جنازہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اک وقت کے لئے بھیجا،اشرف المخلوقات بنایا اور اسے دنیا میں زندگی گزارنے کا رستہ بتا دیا ایک صراط مستقیم اور دوسرا گمراہی کا،انسان دنیا میں زندگی گزارتا ہے،اس زندگی کے بعد اسے اخروری زندگی کی طرف جانا پڑتا ہے اور اس میں کسی کو کوئی شک نہیں کہ موت اٹل ہے اور ہر کسی کو آنی ہے کوئی بھی موت سے مبرا نہیں ،ہر کسی کو قبر میں جانا ہے اور دنیا میں گزاری ہوئی زندگی کا حساب دینا ہے اگر دنیا میں اسکے اعمال نیک ہوں گے تو اسکا ٹھکانہ جنت ہو گا۔اللہ نے دو جہاں بنائے ہیں ایک عالمِ غیب ہے اور دوسرا عالمِ دنیا ہے۔ان دونوں جہانوں کے درمیان ایک رکاوٹ ہے جسے برزخ کہا جاتا ہے۔جب اللہ کسی انسان کو پیدا کرنے کا فیصلہ فرماتے ہیں تو عالمِ دنیا میں جسم اور جان کے تعلق کو قائم فرماتے ہیں اور پھر عالمِ غیب سے ایک روح بھیجتے ہیں جو اس زندہ جسم میں شامل کر دی جاتی ہے۔پھر جب چاہتے ہیں انسان کے جسم سے روح نکال کر واپس برزخ کے اس پار عالمِ غیب میں لے جاتے ہیں اس طرح انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ہر شخص کی زندگی مقرر ہے ،اس میں نہ کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی ،جب وقت پورا ہو جاتا ہے تو ملک الموت (موت کا فرشتہ) یعنی عزرائیل علیہ السلام قبض رُوح کے لئے آتے اور اس کی جان نکال لیتے ہیں اسی

کا نام موت ہے۔ روحوں کے رہنے کے لئے مقامات مقرر ہیں ، نیکوں کے لئے علیحدہ ، بدوں کے لئے علیحدہ،جب مُردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت اس کو قبر دباتی ہے اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے ، چپٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے اپنے بڑے بڑے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں، ان کی شکلیں ڈراؤنی ،آنکھیں دیگ کے برابر، سیاہ اور نیلی ، بدن کا رنگ سیاہ اور بال سر سے پاؤں تک ، غرض ہیبت ناک صورت کا سامنا ہوتا ہے ، وہ مردے کو جھڑک کر اٹھاتے ہیں، اور نہایت سختی کے ساتھ اس سے تین سوال کرتے ہیں، تیرا رب کون ہے2، تیرا دین کیا ہے۔3، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں کہ ان کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔مُردہ مسلمان ہو تو جواب دیتا ہے- 1 میرا رب اللہ تعالیٰ ہے ،2، میرا دین اسلام ہے ،3، اور وہ تو میرے آقا و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ، فرشتے کہتے ہیں کہ ہم جانتے تھے تو یہی جواب دے گا۔ پھر اس کی قبر جہاں تک نگاہ پہنچے گی ، کشادہ کر دی جائے گی۔ جنت کی خوشبو اس کے پاس آتی رہے گی اور جنت کا بستر ، جنت کا لباس اسے مہیا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تو سو جا جیسے دولھا سوتا ہے۔اور مردہ کافر یا منافق ہے تو کسی سوال کا جواب نہ دے سکے گا ، بلکہ ہر بار یہی کہے گا کہ مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔۔۔ میں

لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔۔اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے ندا کرتا ہے کہ ،، یہ جھوٹا ہے ،، اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھا دو۔۔ آگ کا لباس پہنادو اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ دوزخ کی گرمی اور تپش اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لئے دو فرشتے مقرر ہوں گے ، جو اندھے اور بہرے ہوں گے وہ لوہے کے بڑے بڑے گرزوں سے اسے مارتے رہیں گے ، نیز سانپ اور بچھو وغیرہ اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے اور اس کے بُرے اعمال کتے ، بھیڑیئے وغیرہ موزی جانوروں کی شکل بن کر اسے ایذاء پہنچاتے رہیں گے ، جبکہ نیکوں کے نیک اعمال ، مقبول ، پسندیدہ اور محبوب صورت وشکل میں اسے سکون وانس دیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں ۔'' جب تم کسی مسلمان سے ملو تو اس کو سلام کرو، جب وہ تم کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کو اچھی نصیحت کرو، جب وہ چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب میں یرحمک اللہ کہو، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ میں جاؤ۔ اس نفسا نفسی کے عالم میں جب ہر کوئی اپنی ذات میں مگن ہے کسی کو کسی کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ محلے میں ، ساتھ والے گھر میں فوتگی ہو جاتی ہے لیکن پڑوسیوں کو خبر تک نہیں ہوتی، جب گلی میں ٹینٹ لگائے جاتے ہیں اور لوگ جمع ہوتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ فوتگی ہوئی ہے یا اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی جنازہ جا رہا ہوتا ہے تو

اسکے ساتھ دس، پندرہ یا زیادہ سے زیادہ بیس لوگ ہوتے ہیں جو میت کے اپنے عزیز و اقارب ہوتے ہیں ، نبی کریم ﷺ نے تو جنازے میں جانے کو ''حق'' قرار دیا مگر آج دنیا کی مصروفیات میں ہم اتنے مگن ہو جاتے ہیں کہ کسی کے پاس وقت نہیں ہوتا ۔جنازے میں جانا نیکی اور ثواب کا کام ہے لیکن ہم اس سے محروم رہتے ہیں ۔لاہور میں ایک ایسا ادارہ ہے جو پورے شہر میں فی سبیل اللہ قبر بھی کھودتے ہیں اور نماز جنازہ میں بھی شریک ہوتے ہیں۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن لاہور کے ناظم محمد زبیر سے میری ملاقات ہوئی وہ بتانے لگے کہ پورے لاہور میں ہمیں جہاں سے بھی اطلاع ملتی ہے کہ فلاں علاقے میں فوتگی ہوئی ہے ہمارے رضاکار اس علاقے میں پہنچتے ہیں ۔گھر میں جا کر سب سے پہلے لواحقین سے تعزیت کرتے ہیں ،انہیں صبر کی تلقین کرتے ہیں اور پھر قبرستان کا معلوم کرکے قبر بھی کھودتے ہیں ،جنازے کے ٹائم پر اگر قبرستان دور ہو تو فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی ایمبولینس میں میت کو قبرستان لے کر جاتے ہیں اور نماز جنازہ میں بھی ہمارے رضاکار شریک ہوتے ہیں اگر کوئی مولانا صاحب موجود نہ ہوں تو نماز جنازہ پڑھاتے بھی ہیں اور میت کی تدفین تک فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے کارکنان لواحقین کے ساتھ برابر کے شریک رہتے ہیں۔وہ بتا رہے تھے کہ جب کوئی فوتگی ہوتی ہے تو لواحقین غم سے نڈھال ہوتے ہیں ،انہیں صدمے کی وجہ سے ہوش نہیں ہوتا ایسے وقت میں جب انسان پریشان ہوتا ہے انہیں ''لٹیرے'' آ کر لوٹ لیتے ہیں کوئی قبر بنانے کے لئے دس ہزار مانگتا ہے تو

کوئی جنازہ پڑھانے کے لئے، کوئی تدفین کے لئے غرضیکہ ایک میت کی تدفین کے لئے کم از کم پچاس ہزار روپے خرچ ہو جاتے ہیں لیکن اس مہنگائی کے دور میں غریب عوام کے لئے انتہائی مشکل ہو جاتا ہے اسی سوچ کو سامنے رکھ کر لاہور شہر میں صرف اللہ کی رضا کی خاطر ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ شہر کے مختلف علاقوں میں روزانہ کی بنیاد پر ہمارے رضا کار میت کی تدفین کا کام کرتے ہیں اس سے لواحقین پر کم بوجھ پڑتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ہمارے غم میں برابر کا شریک ہے۔ جب ایک علاقے میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضا کار ایک میت کی تدفین کرتے ہیں تو سارے محلے والے اسکے بعد فون نمبر لے لیتے ہیں اور جب بھی اس محلے میں کوئی فوتگی ہو وہ ہمیں کال کرتے ہیں۔ اس کام کے لئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکاروں کی باقاعدہ ایک ٹیم موجود ہے جو برقت پہنچتی ہے اور شرعی طریقت سے میت کو غسل، کفن، دفن کا کام سرانجام دیتی ہے ۔ محمد زبیر کا کہنا تھا کہ اس کے علاوہ لاہور شہر کے مختلف سرکاری ہسپتالوں میں دسترخوان بھی لگائے گئے ہیں جہاں مفت کھانا مہیا کیا جاتا ہے، ایمبولینس سروسز مفت فراہم کی جا رہی ہے اور ہم یہ سارا کام مخیّر حضرات کے تعاون سے کر رہے ہیں۔ لاہور شہر میں قارئین فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے اس نیک کام کو آگے بڑھانے میں معاون بنیں، محمد زبیر کا کہنا تھا کہ لاہور شہر کے کسی بھی علاقے میں کوئی فوتگی ہو تو انکے موبائل نمبر 03324606800 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی ٹیم پہنچے گی اور فی سبیل اللہ تمام امور کو

احسن طریقے سے سرانجام دے گی۔

مقبوضہ کشمیر میں الیکشن یا فوجی آپریشن

مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے پارلیمانی الیکشن عمل کو حریت قیادت و کشمیری عوام نے یکسر مسترد کرتے ہوئے یہ بات دہرائی ہے کہ یہ محض ایک فوجی آپریشن ہے جس کو بھارت 8 لاکھ فورسز اور پولیس کے زیرِ سایہ انجام دینے جارہا ہے۔ ان انتخابات کا کوئی جمہوری، سیاسی، آئینی یا اخلاقی جواز نہیں ہے، 2 ہزار سے زائد آزادی پسند لیڈران، کارکنان، جوانوں اور طالبعلموں کو گرفتار کرکے جیلوں اور تھانوں میں بند کیا گیا، آزادی پسند تحریکوں کو پرامن سیاسی سرگرمیاں اور انتخابی بائیکاٹ مہم چلانے پر قدغن ہے تو پھر ان انتخابات کو جمہوری عمل کا نام دینا چہ معنی دارد؟ سرینگر بڈگام میں ہونیوالے بھارتی انتخابی ڈرامے کو کشمیریوں نے مسترد کر دیا' کئی مقامات پر بائیکاٹ کے حق میں مظاہرے' ہڑتال ہوئی، متعدد مقامات پر پولنگ بوتھوں پر پتھراؤ کیا گیا۔ بھارتی افواج کی مظاہرین پر فائرنگ سے ایک نوجوان شہید اور 3 زخمی ہوگئے۔ حریت رہنماؤں سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، یاسین ملک اور شبیر شاہ سمیت کئی اہم رہنماؤں کو گھروں یا تھانوں میں نظربند کر دیا گیا تھا۔ مقبوضہ کشمیر میں دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی نے بھارت کے نام نہاد انتخابات کو محض ایک دھوکہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ کشمیری عوام کی

اکثریت انتخابات کے خلاف ہے۔ آسیہ اندرابی نے کہا کہ کشمیری عوام ہر شکل میں تحریک آزادی کشمیر کی حمایت کرتے ہیں۔ مقبوضہ علاقے میں انتخابی ڈھونگ کا واحد مقصد عالمی برادری کی توجہ کشمیریوں کے حق خودارادیت کے اصل مسلئے سے ہٹانا ہے۔ ان انتخابات کی آڑ میں کشمیریوں پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اور گزشتہ چند روز کے دوران چار کشمیری نوجوانوں کی شہادت اس کا واضح ثبوت ہے۔ آسیہ اندرابی نے کہا کہ اگر بھارت نے کشمیر بارے اپنی ہٹ دھرمی پر مبنی پالیسی مسلسل جاری رکھی تو کوئی بھی طاقت کشمیریوں کو مسلح جدوجہد جاری رکھنے سے روک نہیں سکتی۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے ہاتھوں کشمیری نوجوان کی شہادت کے خلاف مکمل ہڑتال کی گئی اور شہر شہر زبردست احتجاجی مظاہرے کئے گئے ہیں۔ حریت کانفرنس گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، محمد یٰسین ملک، شبیر احمد شاہ،) آسیہ اندرابی و دیگر کی اپیل پر کی جانے والی ہڑتال کے موقع پر احتجاجی مظاہروں کے دوران بھارتی فورسز اور کشمیریوں کے مابین شدید جھڑپیں ہوئی ہیں جن میں متعدد کشمیری زخمی ہوئے ہیں۔ ہڑتال کی وجہ سے پورے کشمیر میں معمول کی زندگی اور روزمرہ سرگرمیاں مفلوج ہو کر رہ گئیں۔ بازاروں، کاروباری مراکز اور تعلیمی اداروں میں مکمل سناٹا رہنے کے ساتھ ساتھ سڑکوں پر ٹریفک بھی معطل رہی جبکہ کشمیر یونیورسٹی انتظامیہ نے ہڑتال کے پیش نظر یکم مئی کو لئے جانے والے تمام امتحانات ملتوی کر دیئے تھے۔ شہر کے ڈاؤن ٹاؤن علاقہ میں سختی کیساتھ کرفیو رہنے کے ساتھ ساتھ

حساس قصبوں اور علاقوں میں بھارتی فورسز کی اضافی نفری تعینات رہی۔ بانڈی پورہ، پلہالن، لنگیٹ اور سوپور، اُوم پورہ بڈگام، ترال، پلوامہ، پانپور، کولگام، بجبہاڑہ اور اننت ناگ میں جھڑپوں کے دوران بھارتی فورسز نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ اس دوران کشمیریوں کی طرف سے پتھراؤ بھی کیا گیا۔ بھارتی فوج نے مرچی گیس اور پیلٹ گن کا استعمال بھی کیا۔ طرفین کے درمیان ہونے والی جھڑپوں کے دوران 2 پولیس اہلکاروں سمیت تقریباً ایک درجن افراد زخمی ہوئے۔ ضلع انتظامیہ سرینگر کے ترجمان نے کہا ہے کہ ممکنہ احتجاجی مظاہروں کے پیش ڈاؤن ٹاؤن سرینگر میں جمعہ کے روز کرفیو جیسی پابندیاں جاری رکھی جائیں گی۔ نواکدل علاقہ میں سی آر پی ایف اہلکاروں کی فائرنگ کے نتیجے میں بشیر احمد بٹ نامی نوجوان کی نماز جنازہ میں ہزاروں کشمیریوں نے شرکت کی اور اسلام و آزادی کے حق میں نعرے لگائے۔ احتجاج کے پیش نظر ضلعی انتظامیہ سرینگر نے شہر خاص میں 7 پولیس تھانوں کے تحت آنے والے علاقوں میں جمعرات کی صبح سے ہی اعلانیہ کرفیو نافذ کر رکھا تھا جبکہ مہاراج گنج، کرالہ کھڈا، مائسمہ، صفاکدل، نوہٹہ، خانیار اور رعناواری پولیس تھانوں کے تحت آنے والے تمام علاقوں میں پولیس اور فورسز نے جگہ جگہ سڑکوں، لنک روڈوں اور چوراہوں پر خار دار تاریں بچھا کر آمدورفت کو پوری طرح سے ناممکن بنا دیا تھا۔ احتجاجی مظاہروں کے پیش نظر پائین شہر کے تمام علاقوں میں بڑی تعداد میں سی آر پی ایف اہلکاروں کی تعیناتی عمل میں لائی

گئی تھی اور پورا دن لوگوں کو گھروں سے باہر آنے کی اجازت نہیں دی گئی اور کسی بھی بیمار کو ہسپتال لے جانے کی اجازت بھی نہیں دی گئی ۔سرینگر اور بڈگام روڑ پر واقع اومپورہ علاقہ میں بھی جمعرات کی صبح پتھراؤ کا واقعہ رونما ہوا۔ جنوبی ضلع پلوامہ کے مین قصبہ ، مرن چوک ، کاکہ پورہ ، پانپور اور سانبورہ علاقوں میں مشتعل نوجوانوں نے آنے جانے والی گاڑیوں کے ساتھ ساتھ پولیس و فورسز پر سنگباری کی اور سیکورٹی اہلکاروں نے مشتعل نوجوانوں کو منتشر کرنے کیلئے کچھ مقامات پر آنسو گیس کیشلنگ کی ۔ کولگام کے ضلع صدر مقام کے علاوہ چیول گام اور قیموہ میں مشتعل نوجوانوں نے گاڑیوں اور دکانات پر پتھراؤ کیا جس کے باعث ان علاقوں میں بعد ازاں معمول کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی بانڈی پورہ میں بھی کئی مقامات بشمول پاپ چھن ، نوپورہ اور پلان علاقوں میں مشتعل نوجوانوں نے پولیس و فورسز پر سنگباری کی جبکہ پولیس اور فورسز نے سنگبازوں کو منتشر کرنے کیلئے آنسو گیس کے گولے داغے ۔اس دوران حاجن میں چھاپوں اور گرفتاریوں کے خلاف لوگوں نے سخت احتجاج کیا جبکہ اسی طرح کا احتجاج قصبہ بارہمولہ کے اولڈ ٹاؤن علاقہ میں بھی کیا گیا۔اولڈ ٹاؤن بارہمولہ میں چھاپوں اور گرفتاریوں کے خلاف احتجاج کے بعد جمعرات کو بھارتی فورسز نے قصبہ کے دو حصوں کو ملانے والے چاروں پلوں کو سیل کر رکھا تھا تاہم مشتعل نوجوانوں کی ٹولیوں نے آزاد گنج پل کے ایک طرف مورچہ زن ہو کر پولیس و فورسز پر پتھراؤ کیا اور یہ سلسلہ وقفہ وقفہ سے کئی گھنٹوں تک

جاری رہا۔ یہاں جھڑپوں کے دوران بھارتی فورسز کی شیلنگ سے 4 نوجوان زخمی ہو گئے جن میں سے ایک کی شناخت رفیق احمد کے بطور ہوئی ہے۔اس دوران شمالی کشمیر کے ایک حساس ترین علاقہ پلہالن پٹن کو پولیس اور فورسز نے جمعرات کی صبح سے ہی مکمل طور سیل کر رکھا تھا تاہم بعد دوپہر یہاں مشتعل نوجوانوں نے سڑکوں پر نکل کر پولیس اور سی آر پی ایف اہلکاروں پر خشت باری شروع کردی، جسکے جواب میں سیکورٹی اہلکاروں نے آنسو گیس کے گولے داغے۔ سوپور میں بھی ہڑتال کے دوران پتھراؤ کے واقعات رونما ہوئے۔ بارہمولہ ہندوارہ روڑ پر واقع قصبہ لنگیٹ میں سی آر پی ایف کی گاڑیوں پر مشتعل نوجوانوں نے پتھراؤ کیا جس کے بعد یہاں اضافی تعداد میں پولیس و فورسز کی تعیناتی عمل میں لائی گئی تاہم مشتعل نوجوانوں نے سنگباری کا سلسلہ جاری رکھا اور انہیں منتشر کرنے کیلئے پولیس اور فورسز نے آنسو گیس کے گولے داغے۔لنگیٹ قصبہ میں طرفین کے درمیان ہونے والی جھڑپوں میں پولیس کے 2 اہلکار بشیر احمد زخمی ہوئے۔ اس دوران پولیس نے ایک ٹریکٹر ڈرائیور سمیت 2 افراد کو حراست میں لیا۔ادھر جنوبی قصبہ اننت ناگ میں کے پی روڑ، لالچوک اور لازی بل کے علاوہ بجبہاڑہ قصبہ میں بھی مشتعل نوجوانوں نے پولیس و فورسز کے علاوہ آنے جانے والی گاڑیوں پر پتھراؤ کیا۔ ہڑتال کے دوران وادی میں مختلف مقامات پر ہونے والے احتجاجی مظاہروں میں مشتعل نوجوانوں نے الیکشن پوسٹروں اور جھنڈوں کو نذر آتش کیا۔

حکومتی کامیابیاں اور ''خان وعلامہ'' کی ضد

مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو ایک سال پورا ہونے پر اپوزیشن جماعتوں نے حکومت کے خلاف ایکا تو کر لیا لیکن سب کے جلسے، دھرنے، ریلیاں الگ الگ ہیں۔ عام انتخابات کے انعقاد کو 11 مئی کو ایک سال مکمل ہو جائیگا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کے پانچ سال مکمل ہونے کے بعد ملک بھر میں گذشتہ سال 11 مئی کو عام انتخابات ہوئے تھے۔ نتیجے میں مسلم لیگ (ن) سب سے بڑی جماعت بن کر سامنے آئی اور وفاق میں حکومت بنائی جبکہ صوبوں میں پنجاب کے علاوہ باقی تین صوبوں میں اتحادیوں پر مشتمل حکومتیں قائم ہوئیں۔ خیبر پختونخواہ میں تحریک انصاف نے اتحادیوں کے ساتھ حکومت بنائی۔ آج پورا پاکستان میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں دن رات ترقی کر رہا ہے۔ پاکستان کو بجلی کی لوڈ شیڈنگ جیسی لعنت سے پاک کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف نے سو میگا واٹ بجلی پیدا کرنے والا سولر پلانٹ کا بہاول پور میں افتتاح کیا اور یہ سو میگا واٹ بجلی چھ ماہ بعد سسٹم میں شامل کر دی جائے گی۔ جبکہ نندی پور پروجیکٹ سے دو سو میگا واٹ بجلی اگلے ماہ سسٹم میں شامل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ بلوچستان، سندھ اور شمالی علاقہ جات میں بجلی کے بیس پاور پلانٹ لگائے جائیں گے جس سے تین سال کے اندر دس ہزار میگا واٹ

بجلی سسٹم میں شامل ہو جائے گی۔ جس سے ملک کی انڈسٹری چلے گی اور لوگوں کو بہتر روزگار کے مواقع میسر ہوں گے۔اس کے علاوہ چائینہ سے 35 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا معاہدہ میاں محمد نواز شریف کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔آج ملک سے دہشت گردی ختم کرنے کے لئے کامیاب مذاکرات ہو رہے ہیں۔کسان بھائیوں سے چالیس لاکھ ٹن گندم خریدی جا رہی ہے۔84,000 ہزار ایجوکیٹر کو پہلے بھرتی کیے تھے اور 30 ہزار ابھی بھرتی کئے ہیں۔ 10,000 ہزار نرسوں کو قانون سازی کے تحت مستقل کیا۔انڈومنٹ ایجوکیشن فنڈ کے ذریعے 60 000,ہزار بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔پنجاب کے اندر میاں شہباز شریف خود اٹھارہ گھنٹے کام کر رہے ہیں۔گیارہ مئی کو احتجاج کرکے جمہوریت کو بدنام کرنے کی سازش رہے ہیں۔عمران خان خود خیبر پختون خواہ میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ عوام اس کی سازشوں کو اچھی طرح سمجھ چکی ہے اور انشاءاللہ گیارہ مئی کو عمران خان کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔پورے پاکستان کی عوام میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے عمران خان خیبر پختونخوا کے وسائل 11 مئی کی ریلی کی بجائے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کریں اور اپنی تمام تر توجہ اور صلاحیتیں کے پی کے کو پولیو فری بنانے میں صرف کریں۔ تحریک انصاف کے رہنما عوام کے مسائل حل کرنے کی بجائے دھرنے، ریلیوں میں مصروف ہیں۔ 90دن میں تبدیلی کے دعویدار 290دن میں بھی کچھ نہ کرسکے۔ یہی وجہ ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا کے عوام کو اپنی

غلطی کا احساس ہو چکا ہے۔ نہ جانے کس کے اشارے پر احتجاج اور ریلیاں نکال کر ملک میں ابتری اور انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت میں بدعنوانی کی بجائے شفافیت اور میرٹ کو فروغ دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے اپنا قدم عوام کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے اٹھایا ان کی خدمات کا اعتراف اب عالمی سطح پر بھی کیا جاتا ہے۔ عوام کو لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے لئے غیر ملکی کمپنیوں کو پنجاب میں سرمایہ کاری کے لئے راغب کرنا محمد شہباز شریف کی بہت بڑی قومی خدمت ہے۔ عمران خان عوام کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے، عوام حیران ہیں کہ آخر ایک سال بعد اچانک عمران خان کو احتجاجی ریلی نکالنے کا خیال کیوں آگیا ہے، دھاندلی کے الزامات کا راگ الاپنے پر اب عوام بھی عمران خان پر ہنستے ہیں۔ تحریک انصاف کو خیبر پختونخوا میں حکومت بنانے کا موقع ملا ہے اب وہ مسائل میں گھرے ہوئے اس صوبے کے عوام کے مینڈیٹ کا احترام کرتے ہوئے وہاں کام کریں احتجاج اور ریلیوں کی سیاست نہ خود ان کے لئے اچھی ہے نہ ملک و قوم کے لئے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت ملک میں تعلیمی انقلاب لانے کے لئے کوشاں ہے اس مقصد کے لئے دانش سکول، تعلیمی انڈومنٹ فنڈ، لیپ ٹاپ پروگرام اور آئی ٹی لیبز کے منصوبے شروع کئے گئے ہیں تاکہ نئی نسل مفید شہری بن کر ملک کو خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن کرسکے۔ حکومت لوڈشیڈنگ اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے پورے خلوص اور نیک نیتی سے سرگرم عمل ہے۔ لوڈشیڈنگ اور دہشت گردی جیسے

مسائل حل کئے بغیر ملکی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر استوار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ملکی معیشت کو بہتر بنانے کیلئے جو کوششیں کی ہیں اس کے نتیجے میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر مستحکم ہوئی ہے اور عوام کو ریلیف ملا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو وفاق میں ایک سال پورا ہونے پر اپوزیشن جماعتوں نے احتجاجی سیاست کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ملک بھر جلسوں و دھرنوں کا اعلان کر دیا ہے۔ تحریک انصاف انتخابی دھاندلیوں کے خلاف ڈی چوک اسلام آباد میں جلسہ کرے گی، عوامی تحریک لاہور سمیت ملک کے مختلف شہروں میں ریلیاں نکالے گی اسے قبل پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں بھی طاہر القادری نے عوامی استقبال کے بعد اسلام آباد لانگ مارچ کیا تھا۔ڈی چوک میں بچوں و خواتین کو شدید سردی میں کھلے آسمان تلے بیٹھنے پر مجبور کیا گیا تھا جبکہ خود علامہ صاحب کنٹینر میں تھے جہاں سے وہ وقفے وقفے سے خطاب کرتے تھے اب گیارہ مئی کو ہونے والے دھرنوں میں وہ ویڈیو لنک کے ذریعہ خطاب کریں گے کیونکہ پاکستان میں موجود نہیں ہیں۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان جنہوں نے گزشتہ برس ہونے والے انتخابات میں دھاندلی کا شور مچایا ہوا ہے کو وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے وزیراعظم ہاؤس میں مل بیٹھ کر مسائل کے حل کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ وہ مسائل کے حل کے لئے عمران خان کے پاس گئے تھے۔ آج ان کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ وزیراعظم ہاؤس آئیں، چائے یا کافی پئیں مل بیٹھ کر پیار محبت کے ساتھ تمام مسائل حل کریں۔

اب ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ''نہ کھیڈاں گے نہ کھیڈن دیاں گے''۔ پہلے بھی کھیلتے رہے ہیں آگے بھی مل کر کھیلیں گے۔ عمران خان مجھے بتائیں کہ آخر کہاں دھاندلی ہوئی ہے۔ چیرمین عمران خان نے وزیراعظم کی جانب سے مذاکرات کی دعوت مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ نواز شریف دعوتیں دینے کے بجائے عوامی مسائل حل کرنے پر توجہ دیں۔ یہی ان کیلئے بہتر ہے۔ تحریک انصاف کا اصولی فیصلہ ہے کہ انتخابی دھاندلی اور ملک میں جاری کرپشن اور مہنگائی کے خلاف ہر صورت میں 11 مئی کو جلسہ کیا جائے گا۔ مسلم لیگ (ق) کے چوہدری شجاعت نے عمران خان اور ڈاکٹر طاہرالقادری کے احتجاج کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ صاف شفاف انتخابات کیلئے انتخابی نظام میں مکمل اصلاح کا ان کا مطالبہ درست ہے۔ ق لیگ 11 مئی کے انتخابات کے بعد پہلے دن سے کہہ رہی ہے کہ ان انتخابات میں دھاندلی کے تمام سابقہ ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ ان حالات میں ڈاکٹر طاہرالقادری اور عمران خان سمیت ہم سب کا حق بنتا ہے کہ انتخابی نظام میں مکمل اصلاح کی بات کریں۔ حکومت نے اپوزیشن جماعتوں کو جلسوں و دھرنوں کی اجزات تو دے دی لیکن ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ دہشت گردی کا بھی خطرہ ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار نے تحریک انصاف کو کڑی شرائط کے ساتھ ڈی چوک میں جلسے کی اجازت دی ہے۔ شرائط میں شامل ہے کہ کوئی سیاسی کارکن اپنے ساتھ اسلحہ نہیں لائے گا۔ جس گاڑی میں اسلحہ ہوگا اسے روک لیا جائے گا۔ احتجاج کی آڑ میں کسی کو امن و امان خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کسی ''کنٹینر سیاست'' کرنے کی

اجازت نہیں دی جائے گی۔ جلسہ میں بچوں کو ''انسانی ڈھال'' کے طور پر استعمال کرنے سے روکنے کیلئے بچوں کو جلسہ میں لانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جلسہ میں آتشبازی کی اجازت نہیں ہو گی۔ ریڈزون میں کسی کو داخل ہونے نہیں دیا جائے گا۔ دھرنا ہوا یا صرف احتجاج دونوں صورتوں کیلئے حکومت تیار ہے۔ وفاقی دارالحکومت کے اہم ترین اور حساس علاقے میں ریلیوں اور جلسوں کا رواج بن گیا ہے۔ دنیا بھر میں دھرنوں اور جلسوں کیلئے جگہیں مختص کی گئی ہیں۔ اسلام آباد میں آئندہ کیلئے جگہ مختص کی جائے گی تاکہ سکیورٹی کا مسئلہ اور دیگر مسائل پیدا نہ ہوں۔ یہاں چند سو لوگ آ کر ریاست، پولیس اور انتظامیہ کو مشکل میں ڈال دیتے ہیں۔ انہیں روکیں تو مسئلہ اور نہ روکیں پھر بھی مسئلہ ہوتا ہے۔ اہم ترین اداروں کی عمارتوں کی سکیورٹی پر کمپرومائز نہیں کرینگے۔ بلیو ایریا تجارتی مرکز ہے، یہاں جلسے جلوس اور کنٹینر سیاست ہوتی ہے۔ سابقہ دور حکومت میں طاہر القادری نے ڈرامہ رچایا، شدید سردی میں چھوٹے چھوٹے بچے اور خواتین لائی گئیں۔ عمران خان کے اعتراضات یا مطالبات حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے، عدلیہ، الیکشن کمیشن اور میڈیا آزاد ہے، جس میڈیا گروپ کو تحریک انصاف کے سربراہ نے ہدف بنا رکھا ہے اسی گروپ نے نہ صرف ان کی پارٹی کو سب سے زیادہ کوریج دی بلکہ بنیاد بھی فراہم کی۔ عمران خان اور مولانا قادری بضد ہیں کہ دھرنا نہیں بلکہ ''جلسہ'' کریں گے۔اب دیکھتے ہیں عوام کس کا ساتھ دیتی ہے؟نوٹ: گزشتہ کالم میں فلاح انسانیت

فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے میتوں کے غسل، کفن، دفن کے حوالہ سے رابطہ کے لئے جو موبائل نمبر دیا گیا تھا اس میں مسنگ تھی ۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن لاہور کے ناظم محمد زبیر کا موبائل نمبر03004340443 ہے۔لاہور کے کسی بھی علاقے میں میت کے غلس، کفن، جنازے اور تدفین کے لئے ان سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔صرف اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر اور پریشان حال عوام کی پریشانیوں میں کمی کے لئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن فی سبیل اللہ یہ سروس فراہم کر رہی ہے۔

پاکستان ،ذمہ دار ایٹمی ملک

بھارتی فضائیہ نے اعتراف کیا ہے کہ بھارت بیک وقت پاکستان اور چین سے جنگ کے مشترکہ خطرے سے نمٹنے سے قاصر ہے۔ بھارتی فضائیہ کا یہ اعتراف بھارتی حکام اور عوام پر بم بن کر گرا ہے جس سے دو محاذوں پر بیک وقت لڑنے کے حوالے سے بھارت کی صلاحیت پر سوالات اٹھنے لگے ہیں۔ معروف بھارتی اخبار دی ہندوستان ٹائمز نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ انڈین ائر فورس آئی اے ایف نے پارلیمانی پینل کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ بھارت چین اور پاکستان دونوں ممالک کیساتھ بیک وقت جنگ لڑنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ رپورٹ کے مطابق بھارتی فضائیہ کے حکام کا کہنا تھا کہ اگر پاکستان اور بھارت کے درمیان مخالفت یا جنگ شروع ہو جاتی ہے تو چین بھارت کیلئے خطرہ نہیں بنے گا تاہم اگر چین بھارت کے خلاف جارحیت کرتا ہے تو پاکستان کی حالت یقیناً پانی میں تڑپتی مچھلی کی طرح ہو گی۔ پارلیمنٹ کی قائمہ کمیٹی برائے دفاع کے اجلاس میں خطرے کی گھنٹیاں بجاتے ہوئے آئی اے ایف کے حکام نے کہا کہ پاکستان اور چین کے مشترکہ خطرے سے نمٹنا انتہائی ہو گا تاہم بھارتی فضائیہ اس سلسلہ میں مکمل تیار رہے گی۔ بھارتی فضائیہ کے حکام نے کہا کہ ہم نے دونوں ممالک کے ساتھ مشترکہ جنگ کی صورت میں جنگی پلان تیار کیا ہے اور بھارت نے کم سے کم دفاعی صلاحیت کے حوالے سے چین کے

بارے میں اپنی پالیسی کو اپ گریڈ کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق پارلیمانی کمیٹی نے بھارت کے کمزور سرحدی انفراسٹرکچر پر تشویش کا اظہار کیا اور خبردار کیا کہ چین کی جانب سے فوج میں جدت لانے اور انفراسٹرکچر کی ترقی سے دونوں ممالک کے درمیان سٹریٹیجک توازن متاثر ہوگا۔ 19 ہزار ایٹمی ہتھیار دنیا کو کسی بھی لمحے ملیاملیٹ کر سکتے ہیں' اس وقت دنیا بھر میں ایٹمی ہتھیاروں کی تعداد تقریباً 19 ہزار ہے' 1945ء سے اب تک بنائے گئے سوا لاکھ ایٹمی ہتھیاروں میں سے 97 فیصد امریکہ اور روس نے بنائے ہیں۔ ان میں سے 420 ایٹمی ہتھیار مسلم ممالک اور باقی ایٹمی طاقتوں کے پاس ہیں۔ ایٹمی ممالک میں اسرائیل 200 ایٹمی ہتھیاروں کیساتھ سرفہرست ہے۔ پاکستان اور بھارت ہر ایک کے پاس 100 ایٹمی ہتھیار ہیں جبکہ اس سے متضاد برطانیہ کے پاس مسلمہ ایٹمی قوتوں میں شامل ہونے کے باوجود صرف 225 ایٹمی ہتھیار ہیں۔ بھارت' اسرائیل' شمالی کوریا' پاکستان اور جنوبی کوریا نے تجدید ایٹمی اسلحہ معاہدے سے باہر رہتے ہوئے چھوٹے اور کم ہلاکت خیز ہتھیار بنائے۔ جنوری 2014ء کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ کی پاس ایٹمی ہتھیاروں کی تعداد 650 ہے جنہیں 800 سے زائد بیلسٹک میزائلوں اور طیاروں سے چھوڑا جاسکتا ہے۔ 2700 ایٹمی ہتھیار تلف کئے جانے کے منتظر ہیں۔ تمام ایٹمی ہتھیاروں کی مجموعی تعداد 27400 ہے جس میں آپریشن وار ہیڈ' تقریباً 1150 آبدوزوں' بیلسٹک میزائلوں اور 470 بین 2130 البراعظمی میزائل شامل ہیں۔ 300 سٹریٹجک ہتھیار امریکی جنگی فضائی اڈوں پر

ذخیرہ جبکہ 200 نان سٹریٹجک یورپ اور دیگر ملکوں کے 2530 سٹوریجز میں موجود ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں انتہائی افزودہ یورینیم کی تعداد 1390 ٹن اور پلوٹونیم کی تعداد 490 ٹن ہے۔ 290 ٹن تابکاری مادے غیر فوجی مقاصد اور ہسپتالوں کیلئے استعمال ہوں گے۔ 1958ء میں دنیا بھر سے 10 ہزار سائنسدانوں نے ایک پٹیشن پر دستخط کرکے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو ارسال کی اور التجاء کی کہ ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤں کو روکا جائے۔ دنیا نے پاکستان کو ایک ذمہ دار ایٹمی ملک کے طور پر تسلیم کرلیا ہے اور پاکستان کی ایٹمی ہتھیاروں کی سکیورٹی پر اطمینان کا اظہار کیا ہے لیکن پاکستان کو این ایس جی سے باہر رکھنا غیر حقیقی ہے امید ہے کہ وہ جلد پاکستان کی یہ بات بھی تسلیم کرلینگے۔ جوہری مسائل کے حل کیلئے عالمی تعاون بنیادی ضرورت ہے اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے، یہ تاثر زائل کرنے کی ضرورت ہے کہ ایٹمی سپلائی گروپ نئے قوانین اور قواعد لاگو کر رہا ہے، پاکستان کو انرجی سیکٹر میں ضروریات پوری کرنے کیلئے جوہری مواد کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں پاکستان کو اقوام عالم کی ضرورت ہے۔ مئی کا مہینہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ 28 مئی 1998 کو میاں نواز شریف نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور انکے ساتھیوں کی محنت کے بعد ایٹمی دھماکے کئے اور پاکستان کے دفاع کو مضبوط کیا۔ ایٹمی پاکستان آج دشمنوں کو کھٹکتا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ نے 21 مئی سے 28 مئی تک ہفتہ یوم تکبیر منانے کا اعلان کیا ہے لاہور سمیت ملک بھر کے

مختلف شہروں و علاقوں میں پروگرام ترتیب دیے جارہے ہیں۔ پانچوں صوبوں و آزاد کشمیر میں کئے جانے والے جلسوں، کانفرنسوں اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے گا۔

جماعۃالدعوۃ کی جانب سے ہفتہ تکبیر مہم کے سلسلہ میں بڑے پیمانے پر تشہیری مہم چلائی جائے گی۔ حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ یوم تکبیر پاکستان کے دفاع کے حوالہ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس وقت بین الاقوامی قوتیں ایٹمی پاکستان کو نقصانات سے دوچار کرنے کی خوفناک سازشیں کر رہی ہیں۔ منظم منصوبہ بندی کے تحت دہشت گردی اور فرقہ واریت کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔ ہم سب کو متحد ہو کر ان سازشوں کو ناکام بنانا اور قوم میں اتحاد و یکجہتی کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ وزیراعظم محمد نواز شریف نے جوہری سلامتی کے غیر رسمی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جوہری سلامتی ایک مسلسل اور قومی ذمہ داری ہے اور جوہری سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے قومی اور عالمی سطح پر تعاون کی ضرورت ہے۔ جوہری عمل کو مؤثر بنانے کیلئے اسے وسعت دینے کی ضرورت ہے اور جوہری توانائی ادارے کے رکن ملک کانفرنس کے فیصلوں کی پاسداری یقینی بنائیں۔ اس وقت یہ تاثر زائل کرنے کی ضرورت ہے کہ ایٹمی سپلائی گروپ نئے قوانین اور قواعد لاگو کر رہا ہے اور 2016ء کے بعد جوہری تحفظ سے متعلق مزید قریبی تعاون پر توجہ دینا ہوگی اور آئی اے ای اے اقوام متحدہ ایٹمی تحفظ کنونشن متعلقہ عالمی فورمز میں ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔ جوہری تحفظ میں ہم آہنگی کیلئے آئی اے ای اے قائدانہ کردار ادا کر سکتی ہے اور جوہری تحفظ

کے سربراہوں کی حمایت نچلی سطح پر لانا بھی بہت ضروری ہے،اس حوالے سے جوہری تحفظ کے مجوزہ عمل میں اعلیٰ حکام اور ماہرین کی مدد بھی لی جا سکتی ہے۔ پاکستان 40 سال سے محفوظ ترین جوہری پروگرام پر عمل پیرا ہے، جوہری تحفظ کے حوالے سے پاکستان نے ہمیشہ تعمیری کردار ادا کیا، یہ ہماری قومی ذمہ داری اور عالمی ترجیح ہے، جوہری سہولتیں اور مواد محفوظ بنانے کیلئے اقدامات جاری رہنے چاہئیں، تاکہ جوہری مواد کی دہشتگردی سے بچا جاسکے۔ پاکستان کے پاس سول جوہری توانائی پیداوار کے لئے تجربہ،افرادی قوت ڈھانچہ موجود ہے ہم سب کو ہسپتالوں، صنعت اور تحقیق کیلئے تابکاری مواد کی ضرورت ہے تاہم ہمیں ان کے خطرات سے بھی آگاہ رہنا ہوگا، پاکستان جوہری تحفظ کو بے حد اہمیت دیتا ہے کیونکہ یہ ہماری قومی سلامتی کا معاملہ ہے، پاکستان ذمہ دار ایٹمی ریاست ہے، ہم جوہری عدم پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ کم سے کم جوہری ہتھیاروں پر یقین رکھتے ہیں، ہمارے خطے کی ترقی کے لئے امن اور استحکام ناگزیر ہے، ہماری جوہری سلامتی کے پانچ ستون ہیں، جن میں نیشنل کمانڈ اتھارٹی کی قیادت میں مضبوط کمان اینڈ کنٹرول سسٹم انٹیلی جنس کا مضبوط نظام اور اس مواد سے بھرپور عالمی تعاون شامل ہے۔ پاکستان جوہری مواد کے فزیکل تحفظ کے کنونشن (سی پی پی این ایم) میں فریق ہے، ہم آئی اے ای اے کے ساتھ ملکر تابکاری ذرائع اور جوہری مواد کی غیر قانونی نقل وحرکت کیخلاف ملکر کام کر رہے ہیں، ہم باقاعدہ طور پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی 1540 کمیٹی کو ان

اقدامات کے بارے میں رپورٹس دیتے رہتے ہیں جو حساس مواد اور ٹیکنالوجی کی منتقلی پر
کنٹرول کیلئے کئے جاتے ہیں۔ جوہری سلامتی کے حوالے سے اب تک ہونے والی پیشرفت
کو مزید مضبوط بنانا ہوگا۔

پولیو مہم اور افواج پاکستان کی لازوال خدمات

پاک فوج پر پوری قوم کو فخر اور ناز ہے اور کیوں نہ ہو، پاک فوج نے وطن عزیز پاکستان کے لئے لازوال قربانیاں دی ہیں۔جب بھی ملک میں کوئی بھی مشکل وقت آیا افواج پاکستان کے جانباز نوجوانوں نے میدان عمل میں نکل کر قربانیاں دیں، مشرقی و مغربی بارڈر پر فوج کے نوجوان موجود ہیں انڈیا پاکستان کا ازلی و ابدی دشمن ہے آئے روز بارڈر پر بھارتی فوج کی طرف سے فائرنگ کے واقعات ہوتے ہیں اور پاک فوج کے شیر انڈین توپوں کو خاموش کروا دیتے ہیں۔پاکستان میں اکتوبر 2008 میں آنے والے قیامت خیز زلزلہ میں افواج پاکستان نے امدادی کاموں میں سب سے زیادہ واہم کردار ادا کیا، فیلڈ ہسپتال بنائے، جہاں دیگر رفاہی و فلاہی ادارے تھے وہیں افواج پاکستان بھی موجود تھیں، خیبر پختونخواہ، سندھ، بلوچستان میں آنے والے سیلاب کے موقع پر بھی پاک فوج کے جوان امدادی و ریلیف کے کاموں کے لئے سب سے پہلے میدان میں نکلے، گزشتہ برس بلوچستان آواران میں زلزلہ آیا تو وہاں بھی مشکلات کے باوجود پاک فوج کے دستے پہنچے، سندھ تھر میں حکومت سندھ کی نااہلی کی وجہ سے قحط کی صورتحال پیدا ہوئی تو فوج کے جوان راشن و دوائیاں لے کر وہاں بھی پہنچ گئے اور متاثرین کی داد رسی کی، دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بھی پاک فوج نوجوانوں کی قربانیاں دے چکی ہے، نام نہاد جنگ میں اتحادی

امریکہ نے بھی دوستی کے نام پر پاک فوج کے نوجوانوں کو سلالہ چیک پوسٹ پر نشانہ بنایا غرضیکہ پاک فوج کی اس ملک کے لئے قربانیاں لازوال و بے مثال ہیں انکی قربانیوں کا کوئی ثانی نہیں ،ملک میں الیکشن آئیں تو فوج کو تعینات کیا جاتا ہے، محرم الحرام میں امن و امان کے قیام کے لئے بھی فوج کے نوجوان حساس اضلاع میں تعینات کئے جاتے ہیں ۔مردم شماری کا موقع آئے تو پاک فوج کے دستے گھر گھر جا کر کام کرتے ہیں ،اب پاکستان ایک بار پھر دشمنوں کی سازشوں کی وجہ سے مسائل میں گھرا ہوا ہے تو دوسری طرف پاکستان کو پولیو زدہ قرار دے کر دوسرے ملک کے لئے پولیو فری سرٹیفکیٹ لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔پاکستان کے کچھ علاقوں میں پولیو کی نشاندہی کی گئی ہے ،حکومت نے پاکستان کو پولیو فری بنانے کے لئے جنگی بنیادوں پر اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسلام آباد میں وزیراعظم نواز شریف کی زیر صدارت وفاقی کابینہ کا اجلاس ہوا جس میں وزارت صحت کی جانب سے پولیو کے معاملے پر تفصیلی بریفنگ دی گئی۔ اس موقع پر وزیر اعظم نواز شریف نے وزارت صحت کے حکام کو پاکستان سے پولیو کے مکمل خاتمے کے لئے جنگی بنادوں پر کام کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو جلد پولیو فری بنایا جائے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ پولیو کے خلاف بھرپور میڈیا مہم اور آگاہی تحریک چلائی جائے جب کہ اس حوالے سے حکومت کی جانب سے کئے جانے والے تمام اقدامات کی خود نگرانی کروں گا۔وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ ملک سے پولیو کے خاتمے کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش

کرنے والے ورکرز کی قربانیاں قابل ستائش ہیں۔ حکومت پولیو کے خاتمے کے لئے کام کرنے والے رضاکاروں کو بھرپور سیکیورٹی فراہم کرے گی۔ وفاقی کابنیہ نے قبائلی علاقوں اور صوبہ خیبر پختونخوا کے بندوبستی علاقوں میں فوج کی نگرانی میں پولیو مہم کی منظوری دے دی گئی ہے۔ پولیو ٹیموں کی فاٹا کے تمام علاقوں تک رسائی ممکن بنانے کے لئے وزیراعظم نے چیف آف آرمی سٹاف سے رابطہ کرلیا ہے۔ وزیراعظم نے اس بارے میں متعلقہ اداروں کو فوریطور احکامات جاری کردیے ہیں قومی ٹاسک فورس میں اس بارے میں صوبوں کو اعتماد میں لینے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ وفاقی کابنہ کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ انسداد پولیو مہم کے خلاف پراپیگنڈا زائل کرنے کے لئے موثر میڈیا مہم چلائی جائے گی۔ قبائلی و صوبے کے بندوبستی علاقوں میں مہم کی نگرانی فوج کرے گی۔ وزیراعظم نے کابینہ کے اجلاس میں پولیو مہم کے خلاف پروپیگنڈا مہم دور کرنے کی ہدایت کی وائرس کے خاتمے کے لئے اقدامات سے آگاہ کیا اور ذاتی طور پر نگرانی کا بھی اعلان کیا وزیراعظم نے پولیو ورکرز کی سیکورٹی اور تحفظ پر صورت یقنی بنانے کی ہدایت کی۔ مہم کے حوالے سے غلط فہمیوں اور افواہوں کو دور کرنے کے لئے کئی اقدامات کی منظوری دے دی گئی ہے۔ حکومتی فیصلے کے تحت فاٹا اور خیبر پختونخوا کے بندوبستی علاقوں میں فوج کی خدمات حاصل ہونگی فاٹا کے علاقوں سے باہر جانے والوں کو اب ہر صورت پولیو کے بچاؤ کے قطرے پینا ہوں گے کابینہ کے اجلاس میں قومی ٹاسک فورس برائے پولیو کا اجلاس

بلانے کا بھی فیصلہ کیاگیا صوبوں کی مشاورت سے مزید اقدامات پر غور کیا جائے گا قومی ٹاسک فورس میں چاروں وزراء اعلی کی شرکت متوقع ہے۔وزیراعظم نے ہدایت جاری کی کہ فاٹا اور ملحقہ بندو بستی علاقوں سے صرف ان لوگوں کو صرف دوسرے شہروں میں جانے دیا جائے جو پولیو سے بچاؤکے قطرے پی لیں۔پولیو حکام کو فوج کی مدد سے قبائلی علاقوں کے ہر حصے میں پولیو رضاکاروں کی رسائی ممکن بنانے کے لئے اقدامات کی ہدایت کی گئی ہے۔وزیراعظم نے کہا کہ پاکستان کو جلد پولیو سے پاک کریں گے پاکستان کو پولیو سے پاک کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کرنا ہوگا انہوں نے کہا کہ آرمی چیف سے پولیو ورکرز کی رسائی فاٹاکے میں ہر جگہ ممکن بنانے کے لئے کہا ہے۔خیبر پختونخوا اور وزیرستان میں فوج پولیو ورکرز کی حفاظت کرے گی۔پولیو ویکسین کی تقسیم میں ہر قسم کی رکاوٹ ختم کریں گے۔وفاقی اور صوبائی حکومتیں پولیو ورکرز کی حفاظت یقینی بنائیں گی پولیو مہم کے بارے میں شکوک و شبہات ختم کرنے کے لئے ہر ممکن اقدام کیا جائے گا۔پولیو ویکسین کے بارے میں غلط اطلاعات کی روک تھام کی جائے اور پولیو مہم کی افادیت کے بارے میں آگاہی مہم چلائی جائے وزیراعظم نے کہا کہ انسداد مہم کی خود براہ راست نگرانی کروں گا۔اب افواج پاکستان ملک کو پولیو فری بنانے کے لئے بھی گھر گھر جائیں گی ،حامد میر پر حملے کے بعد جیو ٹی وی پر آئی ایس آئی چیف اور افواج پاکستان کے خلاف جو پروپیگنڈہ کیا گیا اور پہلے بھی کیا جاتا رہا وزیراعظم صاحب کو چاہئے کی

افواج پاکستان کو یقین دہانی کروائیں کہ آئین و قانون کے مطابق جیو کے خلاف کاروائی ہو گی ، فوج ہر میدان میں آئی اور ہر مشکل وقت میں حکومت کا ساتھ دیا ، فوج تو سرحدوں کے دفاع کے لئے ہوتی ہے لیکن افواج پاکستان نے ملک کے تمام مسائل و مشکلات کے خاتمے کے لئے کردار ادا کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے جو یقینا قابل تحسین ہے حکومت کو افواج پاکستان کے خلاف ہونے والی تنقید پر نوٹس لیتے ہوئے ان زبانوں کو بھی بند کروانا چاہئے جو پاک فوج کے خلاف زہر اگلتی ہیں یا اگل رہی ہیں ۔ فوج تو ہر میدان میں نکلنے کے لئے تیار ہے ۔ قربانیوں پر قربانیوں ، شہادتوں پر شہادتیں دینے کے باوجود پاک فوج کے جری جوان تھکے یا ہارے نہیں بلکہ انکے حوصلے ، عزم میں مزید پختگی آئی ہے اور اسکی وجہ فوج کا ماٹو ، ایمان ، تقویٰ ، جہاد فی سبیل اللہ ہے ۔

اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخی پر قوم سراپا احتجاج

افواج پاکستان اور آئی ایس آئی کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹے پروپیگنڈے کے بعد بھی پاکستان بھر میں ہونے والے شدید ترین احتجاج کے باوجود جیو گروپ باز نہیں آیا اور اس نے پاکستان کی نظریاتی، جغرافیائی سرحدوں کی پامالی کے بعد ایک ایسا وار کیا جس پر کوئی کلمہ گو خاموش نہیں رہ سکتا۔ جیو نے مارننگ شو میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃالزہراؓ کی شان میں گستاخی کی جس پر پاکستانی قوم میں شدید غم و غصہ کی لہر پائی جاتی ہے۔ پیمرا نے اس پروگرام کا نوٹس لیا ہے مگر عملی طور پر کچھ نہیں کیا۔ حکومت بھی خاموش ہے لیکن ملک بھر کی مذہبی جماعتیں احتجاج کر رہی ہیں۔ مفتیان نے فتوے دے دیئے کہ اس گستاخی کے بعد جیو ٹی وی کو دیکھنا حرام ہے۔ آل رسول ﷺ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخی افواج پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ سے کروڑوں گنا بڑا جرم ہے۔ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں ایسی گستاخیوں کی کسی صورت اجازت نہیں دی جاسکتی۔ صحابہ کرامؓ کی توہین پر معافی کا اختیار کسی کے پاس نہیں۔ گستاخانہ ویڈیو کی وجہ سے یوٹیوب بند ہو سکتی ہے تو جیو پر پابندی کیوں نہیں لگائی جاسکتی؟ جیو کی نشریات پر فی الفور پابندی لگائی جائے اور گستاخی کے ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

توہین صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخی پر سزائے موت کا قانون پاس کیا جائے۔ تین دن گزر گئے جیو ٹی وی کی گستاخی پر پیمرا نے کوئی کردار ادا نہیں کیا ۔فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف بنا ثبوتوں کے جو پروپیگنڈہ کیا تھا وہ بھی ایک جرم تھا لیکن صحابہ کرامؓ کی توہین اس جرم سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑا ہے۔پاکستانی قوم اس گستاخی کو کبھی معاف نہیں کرے گی ۔یو ٹیوب میں گستاخانہ ویڈیو موجود تھی تو اسے حکومت نے پاکستان میں بند کر دیا اگر یو ٹیوب بند ہو سکتی ہے تو جیو کیوں بند نہیں ہو سکتا؟۔ یہ پروگرام ایسے نہیں چلائے جاتے ۔پہلے آئیڈیا پیش ہوتا ہے پھر منظوری ہوتی ہے جس کے بعد تیاری اور ریکارڈنگ کے بعد ایڈیٹنگ ہوتی ہے اسکے بعد پروگرام آن ایئر ہوتا ہے سات مراحل سے گزرنے کے بعد پروگرام چلتا ہے تو کیا ان سات مراحل میں کسی میں بھی حمیت یا غیرت نہیں جاگی کہ اسکو روکا جائے اور اگر یہ پروگرام لائیو تھا تو بھی کئی منٹ تک چلتا رہا اسے کیوں نہیں روکا گیا ؟ جیو ٹی وی پر فی الفور پابندی عائد کی جائے اور قانون میں جو سزا ہے اسے ملنی چاہئے۔پیمرا کردار ادا کرے حکمران اسے چھوٹی بات نہ سمجھیں اسکا تعلق ایمان سے ہے۔ایمان کے ساتھ مت کھیلا جائے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ کی طرف سے صلیبی جنگوں کے آغاز کے بعد سے ہی نبی کریم ﷺ کی توہین کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔اب جیو ٹی وی چینل کی طرف سے حضرت علیؓ اور فاطمۃ الزہراؓ کی توہین بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے۔پاکستان میں بیٹھے کچھ لوگوں نے کفار

کا

ساتھ دیتے ہوئے وہ کردار ادا کیا جو گستاخوں کا تھا۔ جیو ٹی وی نے امریکہ کا ساتھ دیا انڈیا کا ساتھ دیتے ہوئے امن کی آشا کی مہم چلائی گئی۔ انڈیا میں مسلمانوں پر مظالم، کے باوجود ہندوستان سے دوستی کی باتیں کی گئیں۔ نظریاتی جنگ میں جیو کا پلڑا بھارت کی طرف ہی رہا۔ آزادی اظہار رائے یہ نہیں کہ کوئی صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخیاں شروع کر دے۔ حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کے مقام کو کسی عام مسلمان کے ساتھ بھی منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ جرم کی معافی اسوقت ہوتی ہے جب تک معاملہ عوام کے سامنے نہ آئے لیکن اگر جرم عوام کے سامنے آ جائے تو پھر سزا ہے، معافی نہیں، اس پروگرام میں جو بھی لوگ ملوث ہیں انکو سزا دی جائے۔ جیو کا اس ملک میں فحاشی پھیلانے میں جتنا کردار ہے اتنا کسی اور چینل کا نہیں، حکمران اگر جیو کی گستاخی پر نوٹس لے کر کاروائی نہیں کرتے تو قیامت کے دن وہ بھی برابر کے مجرم ہوں گے۔ علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے سے برائی کو روکنے کے لئے کردار ادا کریں۔ پاکستان میں توہین صحابہ و اہلبیت کی سزا موت کا قانون بنایا جاتا تو آج یہ جرم نہ ہوتا۔ جیو ٹی وی پر سب سے پہلے توہین صحابہ ایکٹ کے تحت مقدمہ درج ہونا چاہئے۔ صحابہ کرامؓ کی توہین پر معافی کا اختیار کسی کے پاس نہیں۔ اسے صرف سزا ملے گی۔ ایڈیشنل سیشن جج اسلام آباد راجہ جہانگیر اعوان نے ایک شہری کی درخواست کی سماعت پر مارگلہ پولیس کو جیو ٹی وی کے خلاف توہین آمیز پروگرام نشر

کرنے کا مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدالت نے پولیس کو حکم دیا ہے کہ میر شکیل الرحمٰن، پروگرام ''اٹھو جاگو پاکستان'' کی میزبان شائستہ لودھی، اداکارہ وینا ملک اور ان کے شوہر اسد بشیر خٹک کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ وزیر اعظم آزاد کشمیر چوہدری عبدالمجید نے آزاد کشمیر میں جیو کی نشریات کو بند کرا دیا ہے اور حکومت پاکستان سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ اہل بیت کی شان میں گستاخی کرنے والے اس چینل کو بند کرکے اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔انہوں نے جیو کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ چینل انتظامیہ سمیت پروگرام ''آن ائر'' کرنے والی پوری ٹیم اہل بیت کی گستاخی میں برابر کی شریک ہے جس کی مذمت کرتے ہیں جبکہ جیو کو اپنے کیے کی سزا ملی رہی ہے۔ پنجاب اسمبلی میں جیو کے پروگرام میں شعائر اسلام اور اہل بیتؓ کی توہین کی شدید مذمت کی قرار داد منظور کرلی گئی ۔ اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید کی جانب سے جیو کے خلاف قرارداد صوبائی وزیر قانون رانا ثناءاللہ خان کی ترمیم کے بعد منظور کی گئی۔ قرارداد میں کہا گیا کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان جیو کے پروگرام میں شعائر اسلام اور اہل بیتؓ کی توہین کی شدید مذمت کرتا ہے اور پیمرا جو کہ اس بات کا نوٹس لے چکا ہے وہ انصاف اور قانون کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرے اور پنجاب اسمبلی کا ایوان تمام علمائے دین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس معاملے پر قوم کی فکری و نظریاتی رہنمائی کریں۔ صوبائی وزیر قانون نے بھی اپوزیشن لیڈر کی تائید کرتے ہوئے

کہا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس معاملے پر پوائنٹ سکورنگ نہیں ہونی چاہئے۔ جیو پر توہین آمیز پروگرام نشر ہونے کیخلاف فیصل آباد سمیت کئی شہروں میں گزشتہ روز احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں اور جیو کیخلاف زبردست نعرے بازی کی گئی۔ اس موقع پر جیو کیخلاف مذمتی قراردادیں بھی منظور کی گئیں جبکہ اسلام آباد میں پیمرا کے دفتر کے سامنے بھی مذہبی جماعتوں کے کارکنوں کی جانب سے مظاہرہ کیا گیا۔ جماعۃ الدعوۃ، تحریک حرمت رسول ﷺ، سنی اتحاد کونسل، سنی تحریک، الحمدیہ سٹوڈنٹس اور دیگر مذہبی جماعتوں نے لاہور، گوجرانوالہ، حافظ آباد سمیت کئی شہروں میں احتجاجی مظاہرے کئے اور ریلیاں نکالیں اور مذمتی قراردادیں منظور کی گئیں۔ چوبرجی چوک میں احتجاجی مظاہرے سے امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا کہ جیو ٹی وی اس وقت اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہے۔ قوم کو فکری انتشار میں مبتلا نہ کیا جائے۔ حکومت کو فوری طور پر مضبوط پالیسی وضع کرنی چاہئے اور ان گستاخیوں کا سلسلہ بند کروانا چاہئے۔ حکومت، پیمرا اور چینلوں کے ذمہ داران معاملات کی اصلاح کیلئے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ الامۃ لائرز فورم کے رہنما راؤ طاہر شکیل ایڈووکیٹ نے کہا کہ جیو کی اس گستاخی کیخلاف وکلاء بھرپور تحریک چلائیں گے۔ سنی اتحاد کونسل کے ملک گیر یوم احتجاج کے تحت اہلسنّت کی دو لاکھ سے زائد مساجد میں کروڑوں نمازیوں سے جمعہ کے اجتماعات میں جیو کے بائیکاٹ کا حلف لیا گیا۔ اب حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ پاکستان

میں ایسے کسی بھی ادارے کو جو صحابہ کرام و اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرنے والے ہیں کاروائی کرکے پاکستانی قوم کے جذبات کی ترجمانی کرے۔میڈیا کے لئے مفتیان اور علماء کرام سے مشاورت کے بعد ایک ایسا ضابطہ اخلاق بنایا جائے جو سب کے لئے قابل قبول ہواتا کہ آئندہ کسی بھی چینل کو ایسی حرکت کرنے کا موقہ نہ ملے اگر حکمرانوں کی خاموشی جاری رہی جیوکے خلاف کاروائی نہ ہوئی تو کل قیامت کے دن وہ بھی اللہ کی عدالت میں مجرموں کے کٹہرے میں ہونگے۔

بھارتی جمہوریت، مجرم ودہشت گرد بھی لوک سبھا میں

بھارتی صدر پرناب مکھرجی نے 15 ویں لوک سبھا تحلیل کردی ہے اور الیکشن کمیشن نے انتخابی نتائج صدر کو پیش کردیئے ہیں۔ بھارتی پارلیمان کے انتخابات میں بھارتیہ جنتا پارٹی نے 543 کے ایوان میں 282 نشستیں حاصل کرکے حکومت سازی کے لیے درکار سادہ اکثریت حاصل کر لی جبکہ کانگریس نے صرف 44 نشستیں حاصل کی۔ بی جے پی کے وزیراعظم کیلئے نامزد امیدوار نریندر مودی 21 مئی کو اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔ بھارت میں ہونے والے لوک سبھا انتخابات کو تاریخ کے مہنگے ترین انتخابات قرار دیا جارہا ہے حکومت کو انتخابی عمل پر 1114 کروڑ بھارتی روپے خرچ کرنا پڑے۔ ایک رپورٹ کے مطابق امیدواروں، سیاسی جماعتوں اور حکومت کے مجموعی اخراجات 30 ہزار کروڑ روپے بنتے ہیں۔ بھارت میں 1999 کے عام انتخابات کے مقابلہ میں پولنگ سٹیشنز کی تعداد 11.26 فیصد کمی ہوئی لیکن اخراجات میں 17.5 فیصد کا اضافہ ہوا۔ بھارت میں انتخابی اخراجات مرکز میں حکومت کی ذمہ داری ہے تاہم امن وامان کے اخراجات متعلقہ ریاستیں برداشت کرتی ہیں سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی طرف سے کئے جانے والے اخراجات اس کے علاوہ ہیں بھارت میں ایک امیدوار کو 76 لاکھ روپے تک خرچ کرنے کی اجازت ہے ایک اندازے کے مطابق 9

مرحلوں پر محیط بھارتی انتخابات پر حکومت، سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی طرف سے مجموعی طور پر 30 ہزار کروڑ بھارتی روپے خرچ کئے گئے۔ کروڑ پتی امیدواروں کارپوریٹ سیکٹر اور ٹھیکیداروں کی طرف سے بھی انتخابات پر بہت زیادہ پیسہ لگایا گیا جس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے اہم لیڈر نریندرا مودی کی جانب سے انتخابات میں کئے گئے شفافیت اور کرپشن سے پاک کرنے کے وعدوں کے باوجود بھارت کی اگلی کابینہ میں اس بار اراکین کی ریکارڈ تعداد ایسے افراد پر مشتمل ہوگی جن پر سنگین جرائم کے الزامات ہیں، مودی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک شفاف اور مثر حکومت قائم کرکے ست معیشت کو بہتر کریں گے۔ انہوں نے اکثریت حاصل کرلی ہے اور اب وہ جلد اپنی حکومت بنائیں گے۔ لیکن انتخابات جیتنے کے بعد ہندو قوم پرست بی جے پی پارٹی کی نئی کابینہ کے لوگوں پر کئی اہم جرائم کے الزامات ہیں جن میں قتل، اغوا، رہزنی اور فرقہ وارانہ یا نسلی فسادات پھیلانے کا جرائم شامل ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق افراد پر مشتمل پچھلی کابینہ کے مقابلے میں ایوانِ زیریں کے 34 فیصد اراکین پر 158 جرم کے الزامات ہیں۔ یہ تنظیم گڈ گورننس اور صاف حکومت کی وکالت کرتی ہے اور اسی کیلئے تحقیق کرتی ہے۔ 543 اراکین پر مشتمل کابینہ کے کئی اراکین پر سنگین جرائم کے الزامات ہیں۔ بی جے پی کے نو میں سے چار اراکین پر قتل کے مقدمات ہیں، جبکہ سترہ میں سے دس پارلیمانی اراکین پر اقدامِ قتل کے الزامات ہیں۔ روایتی طور پر ووٹروں کو مجرمانہ

سرگرمیوں والے اراکین سے کوئی خاص مطلب نہیں دوسری جانب ملک میں کروڑوں افراد نے مذہبی اور ذات پات کی بنیاد پر ووٹ ڈالے ہیں۔نریندر مودی کے دور میں 2002ء میں گجرات میں مسلم کش فسادات کے دوران 26 ہزار کے لگ بھگ مسلمانوں بشمول خواتین بچوں کی شہادت کے بعد ان کے وزیراعظم بننے سے لاکھوں مسلمانوں کی نسل کشی، ہجرت اور بے سروساماں ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے یہ سانحہ گجرات سے بھی بڑا المیہ ہو سکتا ہے۔ بی جے پی مسلم دشمنی اور مسلم نسل کشی کے باعث پوری دنیا میں بدنام ہے۔ بی جے پی کی لوک سبھا انتخابات میں تاریخی جیت پر سوال اٹھنے لگے ہیں کہ آیا اس بار کیا 26ہزار نہیں 26لاکھ بھارتی مسلمانوں کی شہادت کا منصوبہ تیار ہو چکا ہے، آیا نریندری مودی اپنے قول کے مطابق دنیا بھر سے (خصوصاً پاکستانی اور بنگالی) ہندوؤں کو بھارت ماتا میں بسائیں گے اور مسلمانوں کی چھٹی کرا دینگے۔اگر بی جے پی کے بھارتی سیاست میں کردار کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ لوک سبھا کے 1991ء کے انتخابات میں بی جے پی کل 545 سیٹوں میں سے 120 سیٹیں جیتنے میں کامیاب رہی، 1992 میں بابری مسجد شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ جس کے بعد بی جے پی کٹر ہندو جماعت کے طور پر دنیا بھر میں مشہور ہو گئی۔ بھارت میں عام انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی نئی ''لوک سبھا'' میں مسلمانوں کی نمائندگی تاریخ میں سب سے کم ہے جبکہ بھاری ووٹوں سے سب سے زیادہ نشستیں جیتنے والی بھارتیہ جنتا پارٹی کے 282 کامیاب امیدواروں میں سے کوئی ایک

بھی مسلمان نہیں ہے۔ بھارت کی 16 ویں منتخب پارلیمنٹ میں مسلمانوں کی تعداد تاریخ میں سب سے کم ہے اور حالیہ انتخابات میں 543 نشستوں میں سے صرف 20 مسلمان کامیابی حاصل کرپائے، ریاست اترپردیش کی 80 نشستوں میں سے کوئی بھی مسلمان امیدوار کامیابی حاصل نہ کرسکا، مغربی بنگال سے کانگریس کے ٹکٹ پر 2، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے 2 اور ترینامول کانگریس کے 3 جبکہ ریاست بہار سے راشٹریہ جنتا دل، نیشنلسٹ کانگریس پارٹی، لوک جنشکتی پارٹی اور کانگریس کے ایک، ایک مسلمان امیدوار کامیاب ہوئے۔اسی طرح مقبوضہ جموں کشمیر سے پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی کے ٹکٹ پر 3، آسام سے آل انڈیا یونائٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ کے 2، لکشدویپ سے نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے ایک ، ریاست تامل ناڈو کے شہر رمانا تھاپورم سے ''اے آئی اے ڈی ایم کے'' کے ایک اور حیدرآباد دکن سے مجلس اتحادالمسلمین کے رہنما لوک سبھا میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوئے تاہم 30 سال بعد ایوان میں تنہا حکومت بنانے والی بھارتیہ جنتا پارٹی کے 282 کامیاب امیدواروں میں سے کوئی ایک بھی مسلمان نہیں جس سے انتہا پسند جماعت کی مسلمانوں سے نفرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اپنی معیاد پوری کرنے والی 15 ویں لوک سبھا میں مسلمان ارکان کی تعداد 25 تھی۔۔ امریکی صدر باراک اوباما کی جانب سے نریندر مودی کو دورہ امریکہ کی دعوت کے بعد بھارت کے متوقع وزیراعظم کو امریکی ویزہ دئے جانے پر عائد پابندی ختم ہوتی دکھائی دے رہی ہے، باراک اوباما نے بھارتی انتخابات میں اکثریت حاصل کرنے والی

بھارتیہ جنتا پارٹی کے وزارت عظمیٰ کے امیدوار نریندر مودی کو فون کرکے نہ صرف مبارکباد دی تھی بلکہ انھیں عہدہ سنبھالنے کے بعد امریکہ کی دورہ کرنے کی دعوت بھی دی تھی، امریکی حکام 2002ء میں بھارتی ریاست گجرات میں نریندر مودی کی وزارتِ اعلیٰ کے دوران مسلم کش فسادات میں ہزاروں افراد کی ہلاکت کے بعد سے انہیں امریکہ کا ویزا دینے سے انکار کرتے آئے ہیں، 2005ء میں امریکہ نے نریندر مودی کو سفارتی ویزا دینے سے انکار کیا تھا اور بعد ازاں ان کا سیاحتی اور کاروباری ویزا بھی رد کردیا گیا تھا۔

مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی حالت زار

مسئلہ کشمیر کشمیری قوم کے غضب شدہ حق خودارادیت کا مسئلہ ہے۔ کشمیری قوم کو بھارتی سرکار نے کشمیر پر فوج کشی کرکے اس حق سے محروم کر دیا کشمیری قوم گزشتہ 66 سالوں سے اس سلب شدہ حق کی بازیابی کے لیے جان و مال کی قربانیاں پیش کرتی رہی ہے قربانیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی ہے ان حالات میں جبکہ قوم پر شہیدوں کی قربانیوں کا بھاری قرض ہے حکمرانوں کی طرف سے پارلیمانی اور اسمبلی انتخابات انعقاد عمل میں لایا جا رہا ہے تاکہ دنیا کی توجہ کشمیر میں جاری آزادی کی جدوجہد سے ہٹائی جائے پوری قوم کو ہوش کے ناخن لے کر انتخابات کا مکمل بائیکاٹ کرکے دنیا پر واضح کرنا چاہیے کہ ابھی مسئلہ کشمیر حل نہیں ہوا ہے ابھی ہم کشمیری بھارت کے جبری تسلط میں پسے جا رہے ہیں ابھی بھی فوج کی حکومت ہے فوج کشمیری مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر انہیں قتل کرتی ہے بچوں اور نوجوانوں کو حراست میں لیتی ہے فوج کو سخت گیر کالے قوانین یہ حق دیتے ہیں کہ وہ جہاں اور جس کو چاہے گولی مار سکتی ہے یا گرفتار کر سکتی ہے لہٰذا الیکشن محض اس لیے کرائے جا رہے ہیں کہ کشمیریوں پر ہونے والے مظالم پر پردہ ڈالا جائے اور کشمیر پر بھارت کی جبری حکمرانی کو جمہوری رنگ میں رنگا جائے۔ مقبوضہ کشمیر حکومت نے خود سپردگی کرنے والے سابق عسکریت

پسندوں کو تنہا چھوڑ دیا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے نوجوانوں سے شادی کرکے وادی جانے والی پاکستانی خواتین نے حالات سے تنگ آ کر خود کشی کرنے لگی ہیں۔ واپسی کے بعد سماجی و مالی بدحالی کی شکار سرحد پار کی اکثر خواتین کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا جا رہا ہے اسی نوعیت کے ایک سنسنی خیز واقعہ میں پاکستانی زیر انتظام آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والی خاتون نے خود سوزی کی کوشش کی اور اب وہ صورہ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ مقبوضہ کشمیر حکومت کی باز آبادکاری پالیسی کے تحت برسوں بعد اپنے گھروں کو لوٹ سابق مجاہدین کو نت نئی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ حکومت کی عدم توجہی اور اہلخانہ کی بے گانگی کے باعث ان کی پاکستان اور آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والی اہلیات واپس جانے پر بضد ہیں اسی طرح کے ایک واقعہ میں تین روز قبل بانڈی پورہ ضلع کے بتی پورہ گاؤں میں آزاد کشمیر کی رہنے والی ایک خاتون سائرہ بانو زوجہ عبدالمجید نے شوہر کے ساتھ واپسی کے معاملے پر ہوئی تلخ کلامی کے بعد خود کو شعلوں کی نذر کر دیا۔ حالیہ برسوں میں مقبوضہ کشمیر حکومت کی پالیسی کے تحت نیپال کے راستے واپس کشمیر لوٹے سابق مجاہدین اور ان کی بیوی بچوں کو درپیش مشکلات کے حوالے سے آواز بلند کرنے والی ایک خاتون سماجی کارکن شیرین نے بتایا کہ تقریبا 18 سال تک آزاد کشمیر میں رہنے کے دوران عبدالمجید ساکنہ بتی پورہ بانڈی پورہ نے وہاں کی ایک خاتون سائرہ بانو کے ساتھ شادی کر لی اور ان کے ہاں دو

لڑکیوں اور ایک لڑکے نے جنم لیا۔اس کے بعد عبد المجید اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا نہ کرسکا اور اس حوالے سے اہل خانہ کی بے گانگی اور سرخار کی عدم توجہی کے نتیجے میں سرحد پار سے تعلق رکھنے والی اس کی اہلیہ نئی پریشانیوں سے دو چار ہو گئی اور اسی وجہ سے دونوں کے درمیان آئے روز لڑائی جھگڑا اور تلخ کلامی کی صورتحال پیدا ہونے لگی۔ شیرین کے مطابق تین روز قبل اسی معاملے پر دونوں کے درمیان ہوئی تلخ کلامی کے بعد تین کمسن بچوں کی ماں سائرہ بانو نے خود کو شعلوں کی نذر کر ڈالا جس کے نتیجے میں اس کے جسم کا 80 فیصد سے زیادہ حصہ بری طرح سے جھلس گیا اور مذکورہ خاتون کو نازک حالت میں صورہ میڈیکل انسٹیٹیوٹ منتقل کیا گیا جہاں گزشتہ تین دنوں سے اسکی حالت انتہائی نازک ہے اپنے پرانے ساتھی کو درپیش اس نئی مصیبت کے سلسلے میں جانکاری حاصل کرنے کے بعد 16 برس بعد آزاد کشمیر سے اپنی بیوی اور بچوں سمیت واپس گھر لوٹے اندر پلوامہ کے رہنے والے سابق مجاہد رئیس احمد ڈار ولد عبد الرحمٰن نے بتایا کہ عبدالمجید میر کی اہلیہ سائرہ بانو کی حالت انتہائی نازک ہے۔ ریاستی سرکار نے ہمیں سبز باغ دکھا کر واپس آنے کا راستہ تو دکھایا لیکن یہاں پہنچنے کے بعد ہمیں پوری طرح سے نظر انداز کیا گیا۔ سرکار نے بازآبادکاری کا وعدہ کیا تھا لیکن اس کے برعکس ہماری کوئی مدد نہیں کی جارہی ہے اس نے انکشاف کیا کہ جتنے بھی سابق مجاہد ریاستی سرکار کی بازآبادکاری پالیسی کے تحت واپس اپنے گھروں کو لوٹے ہیں انہیں طرح طرح کی

مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ صرف عبدالمجید کی اہلیہ کی بات نہیں بلکہ جتنے بھی سابق مجاہدوں نے آزاد کشمیر میں قیام کے دوران وہاں شادی کی ان کی بیویاں یہاں نت نئے مشکلات میں مبتلا ہونے کے بعد اب واپس لوٹنے پر بضد ہیں لیکن ہم انہیں واپس بھی بھیج نہیں سکتے۔ ہمیں سرحد پار سے تعلق رکھنے والی بیویاں طعنہ دیتی ہیں کہ ہماری (پاکستانی) سرکار نے آپ لوگوں کو پاسپورٹ اور دیگر سہولیات دے کر واپس اپنے گھروں کو بھیج دیا لیکن آپ لوگوں کی اپنی سرکار اور اپنے گھر والے آپ کی کوئی مدد نہیں کر رہے ہیں۔ مقامی حقوق انسانی فورم وولس لیف وکٹمز کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر عبدالقدیر ڈار نے بتی پورہ بانڈی پورہ میں سابق مجاہد کی سرحد پار سے تعلق رکھنے والے اہلیہ کی طرف سے خود سوزی کی کوشش کو انتہائی تشویش ناک قرار دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اپنے گھروں کو لوٹ چکے نوجوانوں اور ان کے اہل خانہ کے تئیں ریاستی سرکار کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہیں۔ نوہٹہ چوک سرینگر سے پاندان کی طرف مڑتے ہی داہنی جانب ایک بوسیدہ سے مکان کی تیسری منزل پر ایک کنبہ ڈیڑھ کمرے پر مشتمل کرایہ کی رہائش میں الم و ماتم پر مبنی زندگی گزارنے پر مجبور ہے، ء میں اس کنبے کے چشم و چراغ بلال احمد شیخ کی شہام پورہ نوہٹہ میں قابض فورسز 2008 کی گولی لگنے سے وفات کیا ہوئی کہ پہلے سے مصیبتوں کے مارے اس کنبے پر افتاد کے نئے پہاڑ ٹوٹ پڑے، عمر کی خزاں کا دور دیکھ رہے محمد یوسف شیخ کو جب اپنے 16 سالہ نونہال بیٹے بلال کی موت کی خبر

ملی تو ان کی جیسے کمر ٹوٹ کر رہ گئی اور پچھلے 6 سال سے وہ بستر علالت کی ہی 'زینت' بنے ہوئے ہے، بلال کی والدہ نور جہاں بیگم، جن کا بنیادی طور پر تعلق مغربی بنگال سے ہے، نہ صرف اپنے بیٹے کی جدائی نے خون کے آنسو رلایا ہے بلکہ بلال کی موت نے اس سے اس کا مائیکا بھی چھین لیا ہے، بمشکل گزارہ کر رہے اس کنبے نے بلال کی تمام تصویروں کو ایک بکسے میں بند رکھا ہے جونہی تصویریں بکسے سے باہر آئیں تو پورا کمرہ آہ بکا سے بھر گیا، وقت کے مرحم نے بھی شاید اولاد کی جدائی کے زخم کو مندمل نہیں کیا ہے، آنکھوں میں آنسو لئے کشمیری کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں نور بی بی کہتی ہے کہ میں بیٹے کی تصویریں نہیں دیکھ پاتی اسلئے ان کو بند کر رکھا ہے۔ وہ میرا لاڈلا بیٹا درزی کا کام کرتا تھا اور ہر سال مجھے میکے بھیجنے کا بھی انتظام کر دیتا تھا تاہم اب 6 سال کے عرصے میں، میں صرف دو بار ہی میکے جا پائیں ہوں، میں اپنی اور اپنے خاوند کی ادویات کے خرچے، گھر کے کرایہ اور دیگر اخراجات سے ہی نہیں نکل پاتی تو میکے جانے کی کیا سوچوں؟ پیشے سے خاکروب محمد یوسف ملحقہ علاقوں میں صفائی کا کام کرتا تھا، تاہم بیٹے کی موت کے ساتھ ہی گھر میں عارضوں کا سلسلہ بھی چل پڑا جس نے سب سے پہلے شیخ کالونی مخدوم صاحب میں چھوٹا سا جھونپڑا بیچنے پر مجبور کر دیا اور نوہٹہ میں کرایہ کے کمروں میں سکونت اختیار کر لی، جس کا کرایہ بھی کئی ماہ سے واجب الادا ہے۔ نورہ بی بی کا کہنا ہے کہ سرکار نے اگرچہ ان کو ایک لاکھ روپے کا معاوضہ 2009ء میں

ریاستی انسانی حقوق کمیشن کی مداخلت کے بعد ادا کر دیا تھا تاہم نوکری کیلئے اب تک ان کو در در کی ٹھوکریں کھانا پڑ رہی ہیں۔ نورہ بی بی کے مشکلیں اس وجہ سے بھی دو بالا ہو گئی ہے کیونکہ شوہر کے بیمار پڑ جانے کے بعد اب ان کو گھر کے اندر اور باہر دونوں محاذ سنبھالنے پڑ رہے ہیں، نورہ بی بی کے مطابق وہ خود دل کے عارضے میں مبتلا ہے لیکن ڈاکٹر کے پاس جاتی ہی نہیں، اُس کا کہنا ہے کہ جانتی ہوں اگر میں گئی تو ادویات کا اضافی بوجھ کون اٹھائے گا۔؟

مودی کی حلف برداری، میاں صاحب قوم کی لاج رکھیں

بی جے پی لیڈر نریندر مودی کا ہندوستان کے وزیراعظم بننے کا خواب بالآخر پورا ہونے جارہا ہے۔ نریندر مودی کی قیادت میں 2014 کے لوک سبھا انتخابات میں ان کی پارٹی نے کامیابی حاصل کرتے ہوئے سابقہ ریکارڈز کو توڑ دیا ہے اور بی جے پی کو خود اپنے دم پر اکثریت حاصل ہو گئی ہے۔ انتخابات میں کامیابی اور وزارت عظمی سنبھالنے کے بعد نریندر مودی کیلئے آزمائشوں کا دور شروع ہوگا۔ مودی کا ٹریک ریکارڈ پہلے سے ٹھیک نہیں ہے۔ جہاں انہیں گجرات کے 2002 کے مسلم کش فسادات کیلئے ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے وہیں گجرات کی ترقی کے دعوے بھی درست نہیں کہے جا سکتے۔ اعداد و شمار کا الٹ پھیر ان کا خاصہ رہا ہے اور بحیثیت وزیراعظم انہیں اس طرز عمل کو ترک کرنا ہوگا۔ مودی کے مخالف مسلم امیج کو دیکھتے ہوئے ہی آر ایس ایس نے انتخابی نتائج کے فوری بعد ایک بیان دیتے ہوئے انہیں ہدایت دی تھی کہ وہ سب کو ساتھ لے کر چلنے کی پالیسی اختیار کریں۔ دیکھنا یہ ہے کہ مودی اس ہدایت پر کس حد تک عمل کرتے ہیں کیونکہ انتخابی مہم کے دوران انہوں نے کبھی بھی مسلمانوں کے لئے نرم گوشے کا اظہار تک نہیں کیا تھا۔ آر ایس ایس کی جانب سے مودی پر یہ دباؤ ڈالا جائیگا کہ وہ ایودھیا میں بابری مسجد کے مقام پر رام مندر کی تعمیر کو یقینی بنانے اقدامات کریں۔ یہ آر ایس

ایس کی بنیادی پالیسیاں اور نظریات ہیں اور سیکولر ہندوستان کے وزیر اعظم کی حیثیت سے نریندر مودی کو اس سلسلہ میں پڑنے والے دباؤ کو قبول کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ بابری مسجد کے مقام پر رام مندر کی تعمیر کو مسلمان کبھی قبول نہیں کرینگے اور یہ مسئلہ عدالت میں زیر التوا ہے۔ اس کیلئے اگر کوئی اور راستہ اختیار کیا جاتا ہے تو یہ مسلمانوں کیلئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ نریندر مودی جسکے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، قصاب اور چائے بیچنے والے مودی کو جو مسلم دشمنی میں سب سے آگے ہے کو بھارت کا وزیر اعظم بنایا جا رہا ہے جسکی حلف برداری کی تقریب 26 مئی کو نئی دہلی میں ہو گی کے حوالہ سے بڑے پیمانے پر اور غیر معمولی انتظامات کئے جا رہے ہیں جبکہ غیر ملکی مہمانوں کی حفاظت کیلئے سکیورٹی کے فول پروف انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ نریندر مودی 26 مئی کی شام 6 بجے بھارت کے 15 ویں وزیر اعظم کا حلف اٹھائیں گے۔ تقریب میں شرکت کیلئے سارک ممالک کے سربراہان اور دیگر غیر ملکی ممالک کے سربراہان شرکت کریں گے جبکہ اس موقع پر 4 ہزار کے قریب مہمانوں کی آمد متوقع ہے۔ نریندر مودی کو اپنی جماعت کی تشکیل کے تیس سال بعد اقتدار کا موقع ملا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم کی تقریب حلف برداری میں شرکت کیلئے پاکستان' افغانستان' سری لنکا' بنگلہ دیش اور دیگر پڑوسی ممالک کے سربراہان کو سرکاری طور پر مدعو کیا گیا ہے۔ افغان صدر حامد کرزئی' سری لنکن صدر مہندا راجاپکسے اور مالدیپ کے صدر عبداللہ یامین نے تقریب میں شرکت کی یقین دہانی

کرا دی ہے۔ بنگلہ دیش کی وزیراعظم شیخ حسینہ واجد ان دنوں جاپان کے دورہ پر ہیں اور ان کا یہ طویل دورہ 27 مئی کو ختم ہو گا۔ لہٰذا وہ اس حلف برداری تقریب میں شرکت نہیں کر سکیں گی تاہم ان کی جگہ اہم حکومتی نمائندہ نریندر مودی کی حلف برداری تقریب میں ضرور شرکت کرے گا۔ بنگلہ دیشی وزیراعظم حسینہ واجد کی جانب سے پارلیمنٹ کے سپیکر تقریب میں شرکت کریں گے۔ پاکستانی وزیراعظم نواز شریف کو بھی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کے لئے باقاعدہ دعوت نامہ موصول ہو چکا ہے۔ نواز شریف کو نریندر مودی کی جانب سے حلف برداری کی تقریب میں شرکت کی دعوت دینے پر تنازع کھڑا ہو گیا، اپوزیشن جماعتوں نے بی جے پی پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ انتخابات میں مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے والی جماعت اب مسلمان لیڈروں کو تقاریب میں مدعو کر رہی ہے۔ انڈین نیشنل کانفرنس کے رہنما منیش تیواری نے صحافیوں سے گفتگو میں کہا کہ انتخابی مہم میں پاکستان مخالف بیانات دیئے گئے جو کہ بی جے کی تخلیق تھی، اس میں انتہائی نامناسب زبان استعمال کی گئی، اب بی جے پی پاکستان کے وزیراعظم کو نریندر مودی کی تقریب میں حلف برداری میں شرکت کی دعوت دے دی ہیں۔ نریندر مودی کی نواز شریف کو اپنی تقریب حلف برداری میں شرکت کی دعوت پر انتہا پسند ہندو دنگ رہ گئے کیونکہ نریندر مودی متعدد بار اپنی انتخابی مہم میں کہہ چکا ہے کہ پاکستان کو اسکے بھاشن میں جواب دینا چاہئے۔ کانگریس کی حکومت لو لیٹر پاکستان کو لکھ رہی ہے پاکستان میں ایبٹ

آباد طرز کا آپریشن پریس نوٹ جاری کرکے نہیں کیا جاتا غرضیکہ قصاب مودی نے پاکستان دشمنی میں بہت کچھ کہا اور اس نے الیکشن ہی اسلام و پاکستان دشمنی پر لڑا۔بی جے پی نے اپنے منشور میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کا بھی اعلان کیا ہوا ہے۔ مودی کے جیتنے کے بعد پاکستانی وزیر اعظم میاں نواز شریف نے اسے فون کیا اور مبارکباد دی ساتھ ہی پاکستان کا دورہ کرنے کی بھی دعوت دے ڈالی، وزیر اعظم صاحب نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ گزشتہ برس جب وہ ایک لمبے عرصے بعد اقتدار میں آئے تھے تو انہوں نے بھارتی وزیر اعظم منموہن سنگھ کو دعوت دی تھی کہ وہ تقریب حلف برداری میں آئیں مگر بھارت نے بالکل ہی خاموشی اختیار کر لی کوئی جواب نہیں دیا لیکن اب مودی کا دعوت نامہ آیا تو پاکستان میں شور مچ گیا اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ کہتے ہیں کہ خطے میں امن کے قیام کے لئے وزیر اعظم کو جانا چاہئے لیکن خورشید شاہ یہ بھول رہے ہیں کہ بھارت اسے خطے میں خود امن نہیں چاہتا اگر وہ امن چاہتا ہے تو مقبوضہ کشمیر سے اپنی فوج کو نکالے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کو حق خود ارادیت دے مگر بھارت اپنی ہٹ دھرمی برقرار رکھے ہوئے ہے۔انڈیا کی آنکھوں میں کھٹکنے والے اور اسکی دہشت گردی کو پوری دنیا میں بے نقاب کرنے والے ، کشمیریوں پر بھارتی مظالم کے خلاف اظہار یکجہتی کرنے والے پاکستانی قوم کے عظیم قائد و لیڈر جن سے امریکہ بھی خوفزدہ ہے ، منموہن امریکی صدر اوباما کے پاس جنکی شکایات لے کر جاتا رہا، مرد مجاہد پروفیسر

حافظ محمد سعید نے بھارتی نامزد وزیراعظم نریندر مودی کی دعوت پر وزیراعظم نواز شریف کے دورہ بھارت کی مخالفت کر دی اور کہا کہ نواز شریف کی دعوت پ سابق بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ نے بیان تک نہیں دیا تھا لہٰذا وزیراعظم کو نریندر مودی کی دعوت پر بھارت کا دورہ نہیں کرنا چاہیے. البتہ مودی کشمیر پر پیش رفت کے لئے بلائیں تو بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مودی کی حلف.برداری میں شرکت کی دعوت پاکستان کو جال میں پھنسانے کی سازش ہے۔ مودی کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں ایسے شخص کی حلف.برداری میں شرکت کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ پاکستان نے توقع کا اظہار کیا ہے کہ بھارت کی نئی حکومت اپنے پڑوس میں امن قائم کرنے کو اہمیت دے گی اور پاکستان کے ساتھ مسئلہ کشمیر سمیت تمام غیر معمولی تنازعات کے حل کیلئے بامقصد اور نتیجہ خیز مذاکرات کئے جائیں گے۔ پاکستان ایسے مذاکرات کا خواہاں ہے جس کے نتیجہ میں دونوں ملکوں کے درمیان غیر معمولی تنازعات خوش اسلوبی سے حل ہوں اور خطہ میں پائیدار امن قائم ہوسکے۔ پاکستان کو یہ بھی توقع ہے کہ یہ مذاکرات پائیدار ہوں گے اور تعطل کا شکار نہیں ہوں گے۔ حکومت بھارتی نومنتخب حکومت کے ساتھ مذاکرات ضرور کرے لیکن سب سے پہلے پاکستان کی شہ رگ مسئلہ کشمیر پر مذاکرات ہونے چاہئیں اگر کشمیر پر مذاکرات نہیں ہوتے اور صرف تجارت ،دوستی کی باتیں ہوتی ہیں تو ایسے مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں ،اگر وزیر اعظم میاں نواز شریف مودی کی پاکستان دشمنی پر مبنی بیانات آن دی ریکارڈ

ہونے کے باوجود انڈیا جاتے ہیں اور حلف برداری کی تقریب میں شریک ہوتے ہیں تو
پاکستانی قوم انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

"دشمنان پاکستان کے لئے اٹھارہ کروڑ "ایٹم بم

مئی کا مہینہ پاکستان بلکہ دنیا کی تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ 28 مئی 1998 کو پاکستان نے ایٹمی دھماکے کرکے ملک کے دفاع کو مضبوط کیا تھا اور دشمنوں کو یہ پیغام دیا تھا کہ پاکستان ہر جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ یوں تو کئی ملکوں نے ایٹمی دھماکے کئے لیکن پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ہونا اس لئے اہم ہے کیونکہ پاکستان کا ایٹم عالم اسلام کا ایٹم بم ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اس کام کا آغاز کیا تھا۔ ایٹم بم یقیناً اللہ تعالیٰ کا پاکستان پر انعام ہے۔ آج پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے غیر محفوظ ہونے کا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے لیکن پاکستان کا ایٹم بم بنانے والے ہاتھ بھی مضبوط ہیں اور اسکا تحفظ کرنے والے بھی مضبوط ہیں۔ پاکستان کا بچہ بچہ استحکام پاکستان کے لئے بیدار ہے۔ پاکستان کے ایٹمی قوت بننے سے بھارت و اسرائیل خوفزدہ ہیں۔ پاکستان کے پاس ایٹمی صلاحیت ہونے کی وجہ سے انڈیا، امریکہ اسرائیل و دیگر ملک دشمن طاقتیں براہ راست حملہ کرنے کی بجائے اسے نظریاتی بنیادوں پر اندرونی وحدت کو انتشار میں تبدیل کرکے اسکے وجود کو کمزور کرنا چاہتی ہیں۔ امریکہ و یورپ کو بھارت و اسرائیل کے ایٹم بم سے نہیں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے پریشانی ہے۔ وہ پاکستان کے عوام کو آپس میں لڑا کر اور اسے نظریاتی بنیادوں

پر کمزور کرکے اسکے وجود کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ملک میں دفاع پاکستان کے لئے اتحاد ویکجہتی بہت ضروری ہے۔ اسلام اور پاکستان کے دفاع کیلئے قوم متحد ہو گی تو پاکستان مضبوط ہو گا۔ذوالفقار علی بھٹو نے ایٹم بم بنانے کا آغاز کرتے وقت کہا تھا کہ ہم گھاس کھالیں گے مگر ایٹم بم ضرور بنائیں گے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے بعد ضیاء الحق نے اس پروگرام کو آگے بڑھایااور ایٹم بم و میزائل ٹیکنالوجی کے حصول کی کوششیں جاری رکھیں۔ بعد ازاں جب بھارت نے ایٹمی دھماکے کئے اور کانگریس و بی جے پی سمیت تمام بھارتی تنظیموں نے پاکستان کو تباہ کرنے کی دھمکیاں دینا شروع کیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب نواز شریف پر امریکی صدر کلنٹن اور دیگر یورپی ممالک نے دباؤ بڑھایا، لالچ دیے اور دھمکیاں دی گئیں لیکن اللہ کی توفیق سے نواز شریف حکومت نے ایٹمی دھماکے کر دیے۔ یہ زبردست اور جراِتمندانہ فیصلہ تھا۔ مگر آج قوم ان سے بھی سوال کرتی ہے کہ کیا انہوں نے اپنی پالیسی تبدیل کر لی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اس کے برسراقتدار آنے میں ایٹمی دھماکوں کا بہت بڑا کردار ہے۔ امریکہ، بھارت اور اسرائیل پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو نقصانات سے دوچار کرنے کی خوفناک منصوبہ بندیاں کر رہے ہیں۔ روس کے ٹکڑوں میں تقسیم ہونے پر اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ایٹمی قوت سے نوازا' افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست سے ان شاء اللہ کشمیر آزاد ہو گا۔ پاکستان میں ہر سال پاکستان کے ایٹمی قوت بننے کی خوشی

میں 28 مئی کو یوم تکبیر کے نام سے منایا جاتا ملک بھر میں ریلیوں ، سیمینارز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے ملک بھر میں ہفتہ تکبیر مہم کا آغاز کر دیا ہے۔یوم تکبیر کے حوالہ سے پہلا بڑا جلسہ چوبرجی چوک میں ہوا جس سے امیر جماعۃ پروفسیر حافظ محمد سعید و دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین نے خطاب کیا۔چوبرجی چوک ہونے والے جلسہ عام میں طلباء، وکلاء، تاجروں ، سول سوسائٹی اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مقررین کے خطابات کے دوران ڈاکٹر عبدالقدیر خاں اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے حق میں زبردست نعرے بازی کی گئی۔جماعۃالدعوۃ کی طرف سے سکیورٹی کے سخت انتظامات کئے گئے تھے۔ 25 مئی کو کراچی، 27 کو ملتان اور 28 مئی کو فیض آباد اسلام آباد میں بڑے تکبیر کنونشن کا انعقاد کیا جائے گا۔پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے والے سائنسدان ، محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو مشرف دور میں پابند ایٹم بنانے کی وجہ سے دشمنوں کے کہنے پر پابند سلاسل بھی کیا گیا۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان یکم اپریل 1936 کو ہندوستان کے شہر بھوپال میں پیدا ہوئے۔ڈاکٹر عبدالقدیر خان پندرہ برس یورپ میں رہنے کے دوران مغربی برلن کی ٹیکنکل یونیورسٹی، ہالینڈ کی یونیورسٹی آف ڈیلفٹ اور بیلجیئم کی یونیورسٹی آف لیوون میں پڑھنے کے بعد 1976ء میں واپس پاکستان آ گئے ڈاکٹر خان ہالینڈ سے ماسٹرز آف سائنس جبکہ بیلجیئم سے ڈاکٹریٹ آف انجینئرنگ کی اسناد حاصل کرنے کے بعد 31 مئی

ء میں انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو سے مل کر انجینئرنگ ریسرچ لیبارٹریز میں 1976 شمولیت اختیار کی اس ادارے کا نام یکم مئی 1981ء کو جنرل ضیاء الحق نے تبدیل کرکے ڈاکٹر اے کیو خان ریسرچ لیبارٹریز' رکھ دیا۔ یہ ادارہ پاکستان میں یورینیم کی ' افزودگی میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ ڈاکٹر قدیر خان پر ہالینڈ کی حکومت نے اہم معلومات چرانے کے الزامات کے تحت مقدمہ بھی دائر کیا لیکن ہالینڈ، بیلجیئم، برطانیہ اور جرمنی کے پروفیسرز نے جب ان الزامات کا جائزہ لیا تو انہوں نے ڈاکٹر خان کو بری کرنے کی سفارش کرتے ہوئے کہا کہ جن معلومات کو چرانے کی بنا پر مقدمہ داخل کیا گیا ہے وہ عام اور کتابوں میں موجود ہیں جس کے بعد ہالینڈ کی عدالت عالیہ نے ان کو باعزت بری کر دیا تھا۔ مئی 1998ء میں پاکستان نے بھارتی ایٹم بم کے تجربے کے بعد کامیاب تجربہ کیا۔ بلوچستان کے شہر چاغی کے پہاڑوں میں ہونے والے اس تجربے کی نگرانی ڈاکٹر قدیر خان نے ہی کی تھی ڈاکٹر قدیر خان کو وقت بوقت 13 طلائی تمغے ملے، انہوں نے ایک سو پچاس سے زائد سائنسی تحقیقاتی مضامین بھی لکھے ہیں انیس سو ترانوے میں کراچی یونیورسٹی نے ڈاکٹر خان کو ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی سند دی تھی۔ چودہ اگست 1996ء میں صدر فاروق لغاری نے ان کو پاکستان کا سب سے بڑا سول اعزاز نشانِ امتیاز دیا جبکہ 1989ء میں ہلال امتیاز کا تمغہ بھی انکو عطا کیا گیا۔ دنیا کے 5 سو طاقتور ترین مسلمانوں کی فہرست میں بھی خان کا نام ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ملکی دفاع کو ناقابل تسخیر بنا کر صرف پاکستان

نہیں ،امت مسلمہ پر احسان کیا۔ وہ پاکستان کو ایک نظریاتی اور ترقی یافتہ پاکستان اور اسلام کا قلعہ بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے پاکستان کو ایٹمی قوت نہ بنایا ہوتا تو بھارت اور اسلام دشمن قوتیں ہمیں چین سے نہ بیٹھنے دیتیں۔ نااہل اور کرپٹ حکمرانوں نے پاکستان کی خود مختاری اور سالمیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور دہشتگردی کے خلاف نام نہاد امریکی جنگ میں شامل ہو کر ملک کو دہشتگردی سے غربت ، مہنگائی ، بے روزگاری اور توانائی کے بدترین بحرانوں سے دوچار کردیا ہے۔ انتہائی افسوس ناک امر ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسے محب وطن سائنس دان کو ایک فوجی آمر نے جھوٹے الزامات اور امریکی ایماء پر تضحیک کا نشانہ بنایا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان خود کہتے ہیں کہ میرے ساتھ زبان کی بنیاد پر زیادتی کی گئی ہے۔اگر سیاسی جماعتیں مجھے بھی موقع فراہم کرتیں تو پاکستان کی حالات اتنے برے نہ ہوتے، میں اس ملک کی حالت اگر 5 ماہ میں نہ بدل دیتا تو عوام کو مجھ سے سوال کرنے کا حق بنتا تھا، یہاں تو حالت یہ ہے کہ ووٹ مانگنے تک تو سیاست دان عوام کے درمیان رہتے ہیں اس کے بعد ان سیاست دانوں سے ملنا خواب بن جاتا ہے۔ اس وقت ملک جس دوراہے سے گزر رہا ہے اسے دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے، پاکستان کی جو حالت موجودہ حکومت نے چند ماہ میں کی ہے اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ وہ امریکا ، ڈرون حملوں اور بلیک واٹر سے نہیں ڈرتے۔ بلیک واٹر کے اہلکار ان کے پڑوس میں آ گئے ہیں اور انہیں اور ان کے اہل

خانہ کو خوفزدہ کرنے کی کوششیں کرتے ہیں تاہم انہیں کسی بات کا ڈر نہیں ہے۔ اگر انہیں قتل بھی کر دیا گیا تو حکمران قوم سے معافی مانگنے کے علاوہ کچھ نہیں کریں گے جبکہ چار دن اخبارات میں خبریں شائع ہوں گی اور اس کے بعد معاملہ ختم ہو جائے گا۔ ڈاکٹر خان کا کہنا ہے کہ ہم نے ذولفقار علی بھٹو کے ساتھ مل کر ''روکھی سوکھی کھائیں گی، ایٹم بنائیں گی'' کا نعرہ لگایا تھا مگر آج کھانے کے لئے روکھی سوکھی بھی میسر نہیں ہے اور حکمران عیاشیوں میں مصروف ہیں۔ امریکا کو ہماری ایٹمی ٹیکنالوجی کی فکر چھوڑ دینی چاہیے کیونکہ ہماری ایٹمی ٹیکنالوجی محفوظ ہے۔ امریکہ صرف بلیک میل کرنے کے لئے اس طرح کا پروپیگنڈا کرتا ہے۔ امریکہ، بھارت یا اسرائیل نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ان کے ہاتھ توڑ دیے جائیں گے۔ پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام انڈیا کے لئے ''ایٹم بم'' ہیں۔ حکمرانوں کو آج بھی ایٹمی دھماکوں والے حوصلے کی ضرورت ہے۔

آئی جی پنجاب خان بیگ کے نام

ضلع چکوال میں جرائم کی بڑھتی ہوئی وارداتوں نے عوام کو پریشان کر رکھا ہے۔آئے روز ڈکیتی ،چوری کی وارداتیں ہوتی ہیں ۔پولیس و انتظامیہ ہے کہ لمبی تان کر سو رہی ہے۔ ضلع چکوال میں گیارہ تھانے جبکہ پانچ پولیس چوکیاں ہیں ٹوٹل سیٹیں 1185 جبکہ موجودہ نفری 1125 ہے ،ہیڈ کانسٹبل اور کانسٹبل کے پاس تفتیش کا کوئی اختیار نہیں، ضلع چکوال میں 74 بینک، 14 بڑی فیکٹریاں، 2827 مساجد، 221 امام بارگاہیں، 86 دینی مدارس، 70 پٹرول پمپ و دیگر حساس مقامات کے لئے پولیس کی نفری انتہائی ناکافی ہے ضلع چکوال میں گیارہ تھانے سٹی چکوال، صدر چکوال، کلر کہار، ڈھڈیال، نیلہ، چوآسیدن شاہ، ڈوہمن، سٹی تلہ گنگ ، صدر تلہ گنگ، ٹمن، لاوہ جبکہ پانچ پولیس چوکیاں بشارت، ملہال مغلاں، میال، بلکسر، بوچھال اور پانچ پٹرولنگ پوسٹ: ڈھوک پٹھان، بھون، ملہال مغلاں، بھون، دلیل پور ہیں ضلع چکوال میں پولیس کی ٹوٹل نفری 1185 ہے مگر اس وقت 1125 پولیس اہلکار ضلع بھر میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں 60 کے قریب سیٹوں پر کوئی تعیناتی نہیں۔1185 کی نفری میں 903 کانسٹبل، 116 ہیڈ کانسٹبل، 67 اے ایس آئی، 62 سب انسپکٹر، 23 انسپکٹر، ڈی ایس پی اور ڈی پی او چکوال شامل ہیں ۔ضلع چکوال میں لیڈیز پولیس میں سب انسپکٹر اور ہیڈ کانسٹبل ایک ایک جبکہ 19 کانسٹبل جبکہ

ایلیٹ فورس کے 75 اہلکار بھی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ کسی بھی ہیڈ کانسٹبل اور کانسٹبل کے پاس تفتیش کا کوئی اختیار نہیں، 67 سب انسپکٹر میں سے صرف 13 کو، 54 سب انسپکٹر میں سے صرف 8 کو، 23 انسپکٹر میں سے صرف 4 کو اور ڈی ایس پی، ایس پی کو تفتیش کا اختیار دیا گیا ہے۔ ضلع چکوال میں ایک اندازے کے مطابق 74 بینک، 14 بڑی فیکٹریاں، 2827 مساجد، 221 امام بارگاہیں، 86 دینی مدارس، 70 پٹرول پمپ ہیں اسکے علاوہ سرکاری دفاتر سمیت دیگر کئی حساس مقامات بھی ہیں۔ 1998 کی مردم شماری کے مطابق ضلع چکوال کی آبادی 10 لاکھ 83 ہزار سات سو پچیس تھی جو اب کئی گنا بڑھ چکی ہے اتنی بڑی آبادی کے لیے پولیس کی اتنی نفری انتہائی کم ہے۔ ایک طرف تمام تھانے نفری کی کمی کا شکار ہیں تو دوسری جانب جب کوئی واردات ہوتی ہے تو پولیس ہمشہ کی طرح لیٹ پہنچتی ہے۔ تلہ گنگ کے علاقے تھانہ ٹمن کی حدود ملتان خورد تا پچنند و خوشحال گڑھ ایک ایسا گروہ سرگرم ہے جو موٹر سائیکل چھیننے کی وارداتیں کر رہا ہے ۔ دیدہ دلیری کے ساتھ مغرب کے بعد خوشحال گڑھ تا ملتان خورد رات نو بجے کے بعد راستہ غیر محفوظ ہو چکا ہے۔ مسلح موٹر سائیکل ملزمان آنے جانے والوں سے سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ صرف تین روز میں چھ موٹر سائیکل، تیرہ موبائلز اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے سے لوگوں کو محروم کر دیا گیا، جس جگہ وارداتیں کی جاتی ہیں وہ تین سے چار کلومیٹر کا علاقہ ہے اور جب کوئی واردات ہوتی ہے تو اس جبگہ پولیس کو پہنچتے پہنچتے کم از کم ایک گھنٹہ لگتا ہے۔ تب تک ملزمان رفو چکر

ہو جاتے ہیں۔ تھانہ ٹمن کی پولیس نے ایک سرکاری ملازم کی رہائش سے موٹر سائیکل چھیننے والے گینگ کے سرغنہ آصف سکنہ ٹمن کو کوٹگلہ سے گرفتار کیا جبکہ اسکے دیگر ساتھی بھی گرفتار ہوئے یقینا پولیس کی یہ بڑی کامیابی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ناکامی یہ ہے کہ ٹمن کے رہائشی اس گینگ کے سرغنہ کو کوٹگلہ میں ایک سرکاری ملازم نے پناہ دے رکھی تھی۔اب جو نئی وارداتیں ہو رہی ہیں ان پر پولیس ابھی تک حرکت میں نہیں آئی۔ ضلع چکوال اور اٹک کو ملانے والے مقام شاہ محمد والی اور تراپ کے درمیان دریائے سواں پل پر پہلے پولیس چوکی تھی لیکن اسے بھی تقریبا پولیس کی نفری کی کمی کا بہانہ بنا کر ختم کرکے جرائم پیشہ عناصر کو کھلی چھوٹ دی گئی ہے۔ملزمان دیدہ دلیری کے ساتھ سب کچھ کریں بعد میں پولیس کی گاڑی آئی گی پوچھ کر چلی جائے گی سفارش ہو گی تو مقدمہ درج کیا جائے گا یا پھر مظلوم کو ہی پولیس دھمکیاں دے گی، رشوت طلب کرے گی کسی سردار کا فون آئے گا تو پولیس حرکت میں آئے گی بصورت دیگر مظلوم اور لٹے ہوئے شہری تھانے میں جانے سے اسی وجہ سے کتراتے ہیں۔ تھانہ ٹمن کی صورتحال یہ ہے کہ آٹھ یونین کونسلیں تھانہ کی حدود میں آتی ہیں اور تھانے میں صرف پانچ کانسٹبل موجود ہیں جن میں سے صرف ایک گشت پر دو تھانے میں اور ایک ڈاک کے لئے آتا جاتا ہے۔ایسی صورتحال میں جب وارداتیں بڑھ رہی ہیوں تو پولیس کا ملزمان کو پکڑنا انتہائی مشکل ہوجاتا ہے۔ تھانہ ٹمن ہی وہی تھانہ ہے جہاں سے گزشتہ برسوں ملزمان تھانے کی چھت پھاڑ کر فرار ہو گئے تھے اور

پولیس سوئی رہی تھی۔اب حکومت کو بھی جاگنا ہو گا۔ کم از کم شہباز شریف صاحب خادم اعلیٰ پنجاب جو امن کے دعوے تو بڑے کرتے ہیں ذرا لاہور سے باہر نکلیں تو انہیں اندازہ ہو کہ انکے اراکین اسمبلی نے عوام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوا ہے اور خصوصا تھانوں میں عوام کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے؟ وارداتوں میں کمی کی بجائے اضافہ حکومت کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ ہے۔تلہ گنگ کے تمام تھانے سیاسی آماجگاہ،ایم این اے یا ایم پی اے کو ''کالز'' قانون چلتا ہے،حکومتی جماعت کو ووٹ دینے والوں کی زیادہ سنی جائے گی انکے تمام جرائم خصوصی ٹیلی فون کالز پر نظر انداز کر دیئے جائیں گے جبکہ مخالفین کو جھوٹے الزامات لگا کر بے بنیاد مقدمات میں پھنسانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے تھانوں میں ایس ایچ او اپنی مرضی کے لگوائے جاتے ہیں اگر کسی تھانے میں ایس ایچ او ایم این اے کی اجازت کے بغیر آئے تو اس کا تبادلہ کرا دیا جاتا ہے اور اسی طرح جو ایس ایچ او ممبران اسمبلی کی بات نہ مانے اس کو بھی ضلع بدر کر دیا جاتا ہے گذشتہ برس سید اظہر حسن شاہ کو چکوال کی رکن اسمبلی کا ٹیلی فون نہ سننے پر پنڈی تبادلہ کر دیا گیا عوامی حلقوں نے تھانہ کلچر میں تبدیلی لانے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ تھانے سیاسی سفارشوں پر نہیں بلکہ ہر شہری کی داد رسی کے لئے ہونے چاہیں اور ہر شہری کی بلا تفریق بات سنی جائے۔ موٹر سائیکل چھیننے کی وارداتیں صرف اس روڈ پر نہیں بلکہ تھانہ لاوہ کی حدود میں بھی ہو رہی ہیں۔پچنند اور اس کے گردونواح میں اسلحے کی

نوک پر نامعلوم افراد کے ہاتھوں شام کے اوقات میں موبائل فون، موٹر سائیکل سمیت نقدی چھیننے کے واقعات رونما ہونے لگے جبکہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کانوں کان خبر نہیں۔پچنند کے معروف تاجر شیخ نصراللہ اپنے موٹر سائیکل پر ملتان خورد پچنند روڈ پر آ رہے تھے اچانک اسلحہ بردار موٹر سائیکل پر سوار نامعلوم گروپ نے انہیں روک لیا اور اسلحے کی نوک پر ان سے موٹر سائیکل اور نقدی چھیننے کی کوشش کی جس پر شیخ نصراللہ نے مزاحمت کی اور شور شرابا کیا۔ جس پر ارد گرد سے لوگ جاگ گئے جس کی وجہ سے نامعلوم چوروں کا گروپ بھاگ گیا۔ اس سے قبل اسی رات کو شمس میں واقع ٹوٹی پلی پر نامعلوم افراد نے موٹر سائیکل سواروں کو اسلحے کی نوک پر روک کر ان سے موبائل فون اور نقدی چھین لی لیکن قانون سوتا رہا۔پچنند اور اس کے گردونواح میں بڑھتی ہوئی جرائم، ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافے نے شہریوں کو خوفزدہ کر دیا جس کی وجہ سے شام کے اوقات میں شہری گھروں میں ہی محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔آئی جی پنجاب خان بیگ کا تعلق اسی دھرتی سے ہے لیکن ان کی کارکردگی پر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب لاہور میں ایک سینئر صحافی و اینکر پر حملہ ہوا تو اسوقت وہ منہ چھپاتے پھر رہے تھے ۔ تھانہ لاوہ کے لئے انہوں نے کثیر فنڈ تو جاری کروا دیا لیکن فنڈ سے زیادہ نفری کی ضرورت ہے پولیس چوکیوں کے قیام کی ضرورت ہے۔ڈی پی او چکوال بھی اس پر غور کریں ۔شاہ محمد والی، چکی شاہ جی پچنند میں امن و امان کے قیام اور جرائم کی وارداتوں میں

کمی لانے کے لئے پولیس چوکیاں انتہائی ضروری ہیں۔خان بیگ صاحب بھی توجہ دیں کیونکہ یہ انکا اپنا علاقہ ہے۔اگر وہ اپنے علاقے کو غیر محفوظ بنا رہے ہیں تو انکے سر پر تو پنجاب کی ذمہ داری ہے۔خدارا اس پرامن علاقے کو پرامن رہنے کے لئے کچھ کیجئے ۔عوام کو ہر صورت تحفظ چاہئے اور تحفظ دینا آپ کا حق ہے۔

عالم اسلام کے ماتھے کا جھومر۔۔۔۔ایٹمی پاکستان

یوم تکبیر یعنی 28 مئی پاکستان کی تاریخ کا وہ دن ہے جب پاکستان نے بلوچستان کے مقام چاغی میں ایٹمی دھماکے کرکے دنیا کے ایٹمی کلب میں شمولیت حاصل کی اس سے پہلے امریکہ، چین، روس، برطانیہ اور فرانس ایٹمی کلب کے ممبر تھے جبکہ بھارت 11 مئی 1998 کو راجھستان کے مقام پوکھران میں زیر زمین 200 میٹر گہرائی میں شکتی ون کے نام سے ایٹم بم کے 5 دھماکے کرکے کلب میں شامل ہوا جس کے جواب میں پاکستان نے 28 مئی 1998 کو ضلع چاغی کے سلسلہ راس کوہ میں 1000 میٹر گہرائی میں چاغی ون کے نام سے 6 ایٹمی دھماکے کیے۔ کامیاب ایٹمی دھماکوں کے فوراً بعد سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف پاکستان ٹیلی ویژن پر تاریخ ساز اعلان کرتے ہوئے پھولے نہیں سمارہے تھے اور اس کامیابی پر بار بار اللہ کا شکریہ ادا کررہے تھے ان کا یہ اعلان پاکستان کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ ”الحمدللہ“ ہم نے گزشہ دنوں کے بھارتی ایٹمی دھماکوں کا حساب 6 کامیاب ایٹمی دھماکوں سے چکا دیا ہے اب ہم پر کوئی دشمن شب خون مارنے کی جرات نہیں کرسکے گا۔

کامیاب ایٹمی دھماکوں سے پاکستان کو دنیا کی ساتویں اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت بننے کا اعزاز حاصل ہوگیا اور کامیاب ایٹمی تجربات نے ملت

اسلامیہ پر پانچ صدیوں سے طاری جمود توڑ کر اس کو خواب خرگوش سے بیدار کر دیا اور جذبہ عقیدت میں اسلامی ممالک نے پاکستان کے اس جرات مندانہ اقدام پر مبارکباد پیش کی اور اخبارات کے صفحہ اول پر یوں سرخی لگائی" اللہ اکبر" پاکستان کا یہ تجربہ" نصر من اللہ" ہے جس نے اسلام کا پرچم بلند کر دیا ہے۔ پاکستان کا ایٹم بم ملت اسلامیہ کی نہ صرف علامت بلکہ اس کے اتحاد کی علامت بھی ہے جو عہد رفتہ کی عظمت کو واپس لانے کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ کامیاب تجربات نے بھارت کے ایٹمی ایڈونچرازم کا دندان شکن جواب دے کر جنوب مشرقی ایشیا میں اس کے توسیع پسندانہ عزائم کو نہ صرف لگام دی بلکہ اس خطہ میں جو فوجی اور جوہری بالادستی سے عدم توازن پیدا ہو چکا تھا اس کے مذموم منصوبوں کو ان ایٹمی دھماکوں نے خاک میں ملا کر رکھ دیا۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام دراصل 1954 میں ہی شروع ہوگیا تھا جب پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی گوہر نے وائٹ ہاؤس میں امریکی صدر آیزن ہاور سے ملاقات کی تھی اور پاکستان نے امریکہ کے ایٹم برائے امن (ایٹم فار پیس) کے منصوبہ میں شمولیت کے ساتھ ایٹمی توانائی کے شعبہ میں تحقیق اور ترقی کے لئے ایٹمی توانائی کے کمیشن کے قیام کا اعلان کیا تھا یہ آغاز تھا پاکستان کے جوہری پروگرام کا اور پاکستان کی طرف سے پیمان تھا کہ وہ جوہری توانائی کو اسلحہ کی تیاری کے لئے استعمال نہیں کرے گا امریکی صدر کا ایٹم برائے امن کے

منصوبہ کا اصل مقصد امریکہ کے علاوہ دوسرے تمام ملکوں کو جوہری اسلحہ کی صلاحیت سے محروم رکھنا اور ان پر قدغن لگا کر انہیں جوہری اسلحہ کی تیاری سے روکنا تھا۔ پاکستان کی طرف سے آمیزن ہاور کے اس منصوبہ کو تسلیم کرنے پر پاکستان میں بہت سے لوگوں نے اسے تنقید کا نشانہ بنایا کیونکہ اس میں پاکستان سراسر گھاٹے میں تھا۔ دوسری طرف 1947ء سے ہی پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھارت پاکستان کا دشمن بن گیا اور پاکستان کو ہر قیمت پر ختم کرنے کے درپے ہوگیا۔ 1960ء کے عشرے میں یہ خبریں آنی شروع ہوگئیں کہ ہندوستان بڑی تیزی سے جوہری تجربات کی سمت بڑھ رہا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان کی قیادت نے جوہری اسلحہ کے میدان میں قدم رکھنے سے صاف انکار کردیا تھا حالانکہ 1963ء میں ہی ذوالفقار علی بھٹو نے جو ایوب خان کی کابینہ میں شامل تھے اور ان کی نظریں بھارت کے ایٹمی پروگرام پر بھی تھیں انہوں نے کابینہ میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ پاکستان کو جوہری اسلحہ کی تیاری کے لئے پروگرام شروع کرنا چاہئے۔ لیکن صدر ایوب خان اور ان کے امریکہ نواز وزیر خزانہ محمد شعیب اور دوسرے وزیروں نے ان کی یہ تجویز یکسر مسترد کردی اور یہ فیصلہ کیا کہ پاکستان جوہری اسلحہ تیار کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں کرے گا۔ 1963ء میں جب صدر ایوب خان فرانس کے دورے پر گئے تو وہاں فرانسیسی صدر چارلس ڈی گال نے پاکستان

میں جوہری ری پراسسنگ پلانٹ کی تعمیر کی پیش کش کی لیکن ایوب خان نے یہ پیشکش ان کے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل یحییٰ خان، صدر ایوب کے اعلیٰ سائنسی مشیر ڈاکٹر عبدالسلام اور منصوبہ بندی کمیشن کے نائب سربراہ ایم ایم احمد کے مشورے پر ٹھکرا دی کیونکہ ان کے سروں پر امریکہ کا ہاتھ تھا۔اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ ذوالفقار علی بھٹو ہی تھے جو1971ء بنگلہ دیش کے نتیجہ میں پاکستان کے دولخت ہونے کے بعد برسر اقتدار آئے اور پاکستان کو جوہری قوت بنانے کا منصوبہ شروع کیا، صدر کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد بھٹو نے، ایران، ترکی، الجزائر، تیونس، مصر اور شام کا طوفانی دورہ کیا اس دورے کے دو اہم مقاصد تھے ایک مقصد مسلم ممالک سے تجدید تعلقات تھا اور دوسرا پاکستان کے جوہری پروگرام کے لئے مسلم ملکوں کی مالی اعانت حاصل کرنا تھا۔ دمشق میں اپنے دورے کے اس سلسلہ کے اختتام پر انہوں نے شام کے صدر حافظ الاسد سے کہا تھا کہ ان کا یہ دورہ نشاۃ ثانیہ کے سفر کا آغاز تھا اور پاکستان کی مہارت اور مسلم ممالک کی دولت سے عالم اسلام جوہری قوت حاصل کر سکتا ہے اس دورہ کے فوراً بعد انہوں نے 1973ء میں پاکستان کے جوہری اسلحہ کی صلاحیت حاصل کرنے کے پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے جوہری توانائی کمیشن کے سربراہ کو تبدیل کیا اور اعلیٰ سائنسی مشیر ڈاکٹر عبدالسلام کو برطرف کرکے ہالینڈ سے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو پاکستان بلا بھیجا اور دوسری جانب پاکستان کے جوہری پروگرام کے لئے انہوں نے فرانسیسی حکومت کو جوہری ری

پراسسنگ پلانٹ کی تعمیر کی پرانی پیشکش کی تجدید کے لئے آمادہ کیا۔ بھٹو جوہری پروگرام میں جس تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے اسے امریکہ نے قطعی پسند نہیں کیا جبکہ 1974ء میں لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس بھی کامیابی سے منعقد ہوئی جس میں اسلامی ممالک نے ذوالفقار علی بھٹو کی باتوں سے اتفاق کیا تو ایسے میں امریکہ نے 1976ء میں اس وقت کے اپنے وزیر خارجہ مینری کیسنجر کو پاکستان بھیجا جس نے لاہور کے شاہی قلعے میں ایک تقریب کے دوران ذوالفقار علی بھٹو کو کھلم کھلا دھمکی دی تھی کہ اگر بھٹو نے ایٹمی ری پراسسنگ اور ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کے منصوبہ پر کام جاری رکھا تو انہیں عبرت کی مثال بنا دیا جائے گا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اس دھمکی کو کوئی اہمیت نہ دی اور ایٹمی پروگرام کو جاری رکھا کیونکہ ان کے نزدیک ملک اور قوم کی سلامتی زیادہ اہم تھی جو بھارتی ایٹمی پروگرام کی وجہ سے خطرے میں پڑتی جارہی تھی کیونکہ پاکستان کے دولخت ہونے کے بعد بھارت اور دیگر طاقتیں مغربی پاکستان کو بھی ختم کرنے کے درپے تھیں۔ آخرکار بھٹو کو 1979ء میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا مگر بھٹو کے ایٹمی صلاحیت کے حصول کے پروگرام کا لگایا ہوا پودا مزید تناور ہوتا چلا گیا اس پر تحقیقی کام جاری رہا اور پاکستان کے سائنس دانوں نے کہوٹہ کی تجربہ گاہ میں جہاں پر 1976ء میں ہی یورینیم کی افزودگی کا کام شروع ہو چکا تھا پہلی بار اس میں 1978ء میں کامیابی حاصل کرلی اور 1982ء تک وہ نوے فی صد افزودگی کے قابل ہو گئے۔ ڈاکٹر

عبدالقدیر خان کے مطابق پاکستان کے جوہری سائنس دانوں نے 1984ء میں ہی جوہری بم تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کرلی تھی اور انہوں نے جنرل ضیاء الحق سے کہا تھا کہ وہ کھلم کھلا پاکستان کی طرف سے جوہری بم کی تیاری کے عزم کا اعلان کریں لیکن ان کے امریکی نواز وزیر خارجہ اور دوسرے وزیروں نے سخت مخالفت کی آخر کار 11 مئی 1998 میں جب ہندوستان نے جوہری تجربات کئے تو پاکستان کے لئے کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ بھی جوہری تجربات کرے اور یوں پاکستان جوہری طاقتوں کی صفوں شامل ہو گیا۔

ایٹمی کامیاب دھماکوں نے 28 مئی 1998ء کے دن پاکستان کی تاریخ میں تحفظ نظریہ پاکستان اور تکمیل دفاع پاکستان کی تاریخ کا دن بنادیا جیسے یوم تکبیر سے منسوب کردیا گیا۔ پاکستان کے مایہ ناز عالمی شہرت یافتہ سائنسدان، پاکستان کے ایٹمی ٹیکنالوجی کے بانی ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اپنی جان پر کھیل کر بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں چھ کامیاب ایٹمی دھماکے کرکے نہ صرف وطن عزیز کو ناقابل تسخیر بنادیا بلکہ ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے قوم اور مسلح افواج کے پشت مورال کو بلندیوں پر لے گئے۔

امریکہ کو پاکستان ایک ایٹمی قوت کے طور پر ناگوار گزرا اور اس نے ایٹم بم کے موجد ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اس وقت کے وزیر اعظم میاں نواز شریف سے انتقام لینے کے لئے حکمرانوں کا ہی سہارا لیا اور صدر جنرل پرویز مشرف نے نواز شریف کا تختہ

الٹا کر اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان پر دنیا میں ایٹمی پھیلاؤ کے نیٹ ورک کا الزام لگا کر ایک اعترافی بیان کے ذریعے ان کو گھر میں نظر بند کر دیا تھا۔

امریکہ نے اسرائیل اور مصر کے ایٹمی ری ایکٹر کو میزائل کے حملے سے تباہ کر دیا صرف عالم اسلام میں پاکستان ہی تھا جو افغان روس جنگ کے دوران زیر زمین دھماکے کے بغیر لیبارٹری میں تھرمو نیوکلیئر اور ہائیڈرو نیوکلیئر تجربات کے ذریعے ایٹمی ہتھیار سازی کا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا حالانکہ امریکہ نے اس جنگ کے دوران ایٹمی تجربات روکنے کی بہت کوشش کی تھی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 90ء کی دہائی میں اسرائیل، جنوبی افریقہ، ارجنٹائن، جنوبی کوریا، شمالی کوریا اور تائیوان کس طرح غیر اعلانیہ ایٹمی قوت بن گئے؟ اسرائیل کے سابق وزیر اعظم شمعون پیریز نے اپنے انٹرویو میں دعویٰ کیا تھا کہ فرانس کے پاس اس وقت 200 ایٹم بم اور جریکو میزائل جن کی رینج 200 کلو میٹر ہے اور یہ ایٹمی ہتھیار جانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ نیو کلیئر امتیاز عالم اسلام کے ساتھ ہی کیوں؟ کیا امریکہ کو اپنی فوجی سلامتی دوسرے ممالک سے زیادہ عزیز ہے حالانکہ امریکہ نے انٹی بلاسٹک میزائل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے الاسکا میں نیشنل میزائل ڈیفنس ٹیسٹ سافٹ کے ذریعے روس اور چین کے ایٹمی میزائلوں کو امریکہ کی زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی تباہ کر دیا جائے۔ صدر کلنٹن کے دور میں 8 سالوں میں امریکہ بھارت کو 85ء میں ایٹمی

ٹیکنالوجی اور ایٹمی مواد منتقل کرتا رہا۔ جو اس وقت 500 کلو گرام ایٹمی مواد تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کر چکا تھا جو 200 ایٹم بم بنانے کے لئے کافی تھا۔ بین الاقوامی ضابطہ کے مطابق کوئی ملک 20 سے زیادہ ایٹم بم نہیں بنا سکتا۔ 1998 میں ہی روس نے بھی کا نام دیا گیا جن کی تیاری میں (SAGRIQA) بھارت کو بلاسٹک میزائل ساگریگا بھارت کی بھرپور مدد ملی تھی جس کی پانی میں 200 کلو میٹر رینج ہے اور ایٹمی ہتھیار کو اپنے ہدف تک لے جاسکتا ہے۔ اسی طرح اسرائیل نے بھی 1998ء میں سی ٹی بی ٹی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہائیڈروجن بم کا دھماکہ کیا تھا جسے مصر، پاکستان اور بھارت کی ریکٹر سکیل پر 6.2 کے زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے تھے اب سوال یہ ہے کہ امریکہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان پر ایٹمی پھیلاؤ کے نیٹ ورک پر الزام کی بجائے روس کے صدر یلسن پر کیوں نہیں لگاتا۔ امریکہ اور سابق صدر مشرف کا ڈاکٹر قدیر پر ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کا الزام سراسر غلط تھا دراصل امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ پاکستانی قوم نے دباؤ پر لئے جانے والے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے اعترافی بیان کو مسترد کرتے ہوئے انہیں ہیرو قرار دیا۔ اب ایٹمی دھماکے کرنے والے وزیر اعظم میاں نواز شریف کی ایک بار پھر حکومت آئی ہے۔ وزیر اعظم کو پاکستان کے دفاع کا عزم کرتے ہوئے پاکستان کے دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے منہ توڑ جواب دینا ہوگا اور محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان جنہوں نے پاکستان کو عالم اسلام کے ماتھے کا جھومر

بنایا اور پاکستان و اسلام کے دفاع کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا وزیر اعظم صاحب کو چاہئے کہ ممنون حسین کی بجائے عوامی خواہشات کے مطابق انہیں صدر پاکستان بنا کر دشمنان پاکستان کو واضح پیغام دیں کہ آج بھی ہم ایک ہیں اور تکبیر کا نعرے و جذبے کے ساتھ دفاع پاکستان کے لئے متحد و بیدار ہیں۔

آزادی کشمیر، تکمیل پاکستان کی تحریک

بھارت کے نو منتخب وزیر اعظم نریندر مودی نے بھارتی آئین کے تحت مقبوضہ کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کے لیے کارروائی کا آغاز کر دیا۔ وزیر مملکت برائے وزیر اعظم آفس جتندرا سنگھ نے عہدہ سنبھالنے کے بعد کہا کہ مقبوضہ کشمیر کو خصوصی حیثیت دینے کے آرٹیکل 370 کو ختم کرنے کے لیے کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ حکومت اس آرٹیکل پر بحث کو تیار ہے اور اس مقصد کے لیے این ڈی اے کی حکومت اسٹیک ہولڈرز سے رابطے کر رہی ہے۔ پہلے ہی روز تنازع کی بنیاد رکھتے ہوئے جتندرا سنگھ نے کہا کہ اس اقدام سے بھارتیہ جنتا پارٹی کے موقف کی تائید ہوتی ہے جس کا اظہار انھوں نے انتخابی مہم میں کیا تھا۔ آئین کی دفعہ 370 ترقی میں نفسیاتی رکاوٹ ہے۔ متنازع حیثیت کی وجہ سے آرٹیکل 370 مقبوضہ کشمیر کو خصوصی حیثیت دیتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے بھارتی وزیر مملکت کے بیان کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ کشمیر اور بھارت میں واحد لنک آئین کا آرٹیکل 370 ہے۔ آرٹیکل 370 آئین کا حصہ نہ رہا تو کشمیر بھارت کا حصہ بھی نہیں رہے گا۔ مقبوضہ کشمیر ہائی کورٹ بار ایسو سی ایشن نے دفعہ 370 کی اہمیت کو اقوام متحدہ قراردادوں کے ساتھ جوڑتے ہوئے کہا کہ یہ دفعہ صرف جموں کشمیر میں اس وجہ سے نافذ ہے کہ ابھی تک اصل قراردادوں کو

عملایا نہیں گیا۔ اگر حکومت ہند اس دفعہ کو منسوخ کرانا چاہتی ہے تو اس کے بعد اقوام متحدہ کی قراردادوں کو لاگو کرنے کا ایک ہی متبادل رہتا ہے۔ دفعہ 370 کا واسطہ اصل میں اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے ساتھ ہے کیونکہ یہ دفعہ جموں کشمیر میں اسی لئے نافذ ہے کیونکہ ابھی تک اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہیں کیا گیا۔ دفعہ 370 کو منسوخ کرنے کے بعد اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت ریاستی عوام کو حق خود ارادیت کا موقعہ دینے کا ہی حکومت ہند کے پاس متبادل راستہ ہے۔ دفعہ 370 کے علاوہ اور 371، 371A، 371B، 371C، 371D، 371G، 371H آئین ہند کی دفعہ 371 میں بھی جموں کشمیر کو خصوصی درجہ دیا گیا ہے تاہم ابھی تک اس دفعہ کو ہٹانے کی ا بات کسی نے نہیں کی۔ بھارت کے ہندی روزنامہ نو بھارت ٹائمز نے اپنی شائع کردہ رپورٹ میں تسلیم کیا ہے کہ تقسیم ہند کے وقت جموں کشمیر بھارت کا حصہ نہیں تھا' ایسے میں ریاست کے پاس دو متبادل تھے یا تو وہ ہندوستان میں شامل ہو جائے یا پھر پاکستان میں۔تاہم جموں کشمیر کی زیادہ تر عوام پاکستان میں شامل ہونا چاہتے تھے مگر اس وقت کے حکمران ہری سنگھ کا جھکاؤ ہندوستان کی طرف تھا۔ نو بھارت ٹائمز کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہری سنگھ نے ہندوستان میں شامل ہوتے وقت اسٹرومینٹ آف اکسیشن'' نام کے دستاویز پر سائن کئے تھے۔اس کا خاکہ شیخ عبداللہ'' نے تیار کیا تھا جس کے بعد ہندوستانی آئین کے آرٹیکل 370 کے تحت جموں کشمیر کو خصوصی ریاست کا درجہ دیا گیا تھا۔ اس کے تحت ہندوستان کی تمام ریاستوں میں نافذ

ہونے والا قانون جموں کشمیر میں لاگو نہیں ہوتا۔ بھارتی حکومت صرف دفاع، خارجہ پالیسی، خزانہ اور مواصلات جیسے معاملات میں ہی دخل دے سکتی ہے۔ آئین کی دفعہ 370 کو ختم کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔اور اسے بغیر ریاستی حکومت کی رضامندی کے مرکزی حکومت کیلئے ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔آرٹیکل 370 کی شق تین کے تحت بھارتی صدر چاہیں تو نوٹیفکیشن جاری کرکے اس آرٹیکل کو ختم کر سکتے ہیں یا اس میں تبدیلی کر سکتے ہیں لیکن ایسا کرنے سے پہلے انہیں ریاستی حکومت سے منظوری لینا ہو گی۔ بی جے پی اسے بھارتی سالمیت میں رکاوٹ سمجھتی ہے جو جموں کشمیر کو بھارت سے الگ کرتی ہے اس لئے بی جے پی کے انتخابی منشور میں اس آرٹیکل کو ہٹانے کی بات کی گئی ہے۔

حریت کانفرنس (گ) مقبوضہ کشمیر کے چیئرمین سید علی گیلانی نے دفعہ 370 پر بحث کو لایعنی اور وقت کا زیاں قرار دیتے ہوئے کہا کہ دہلی والوں نے منصوبہ بند طریقے سے اس دفعہ کو کھوکھلا بنادیا ہے۔ تاہم حریت (گ) سربراہ نے 370 کو جموں وکشمیر کے متنازعہ علاقہ ہونے کا ثبوت قرار دیتے ہوئے خبردار کیا کہ اس منہ بولتے ثبوت کو ختم کرنے کی کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ سید علی گیلانی نے ڈاکٹر جتندر سنگھ کے دفعہ 370 پر دئے گئے متنازعہ بیان اور اس پر این سی، پی ڈی پی کے ردّعمل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ دفعہ 370 اگرچہ صرف کاغذوں تک محدود رہ گئی ہے اور دلی والوں نے وقت وقت پر ہندنواز کشمیری لیڈروں کی مدد سے اس کو کھوکھلا بنادیا ہے، البتہ بھارتی آئین میں اس دفعہ کا موجود ہونا ہی اس

حقیقت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے کہ کشمیر بھارت کی اتر پردیش یا پنجاب جیسی کوئی ریاست نہیں ہے بلکہ یہ ایک متنازعہ علاقہ ہے اور اس علاقے کے حتمی اسٹیٹس سے متعلق فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ دہلی والے اصل میں اس دفعہ کی بچی کھچی صورت کو ختم کرکے غیر ریاستی باشندوں کو بڑے پیمانے پر یہاں لاکر بسانا چاہتے ہیں اور وہ یہاں کی مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے اور اسرائیلی طرز پر ہماری زمینوں پر قبضہ کرنے کے ایک خطرناک منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں حائل آخری رُکاوٹ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ سید علی گیلانی نے خبردار کیا کہ کشمیر کی متنازعہ حیثیت کے اس منہ بولتے ثبوت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف کی بھارت کے نو منتخب وزیر اعظم نریندر مودی سے ملاقات پر دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی نے نواز شریف کے رویہ کو بھارت کی طاقت کے سامنے پاکستانی حکومت کے سیاسی سرنڈر سے تعبیر کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ دراصل مودی کی حلف برادری کی تقریب کوئی روایتی تقریب نہیں تھی بلکہ بھارت پوری دنیا کو یہ دکھانا چاہتا ہے کہ خطے میں بھارت ایک سپر پاور ہے اور دیگر چھوٹے ممالک اس کے ساتھ ساتھ چلنے اور ہاں میں ہاں ملانے میں ہی خیر سمجھتے ہیں۔ دراصل مودی وہی نظریہ اکھنڈ بھارت لیکر اٹھا ہے جو بھارت تقسیم سے قبل نہرو گاندھی اور دیگر ہندوستانی لیڈران کا تھا۔ پورے دورے کے دوران جو رویہ اور طرز تخاطب نواز شریف نے استعمال کیا وہ صرف اور صرف شکست خوردگی

اور خود سپردگی کا تھا۔ مودی نے نواز شریف سے جو بات کی وہ دہشت گردی اور ممبئی حملہ پر محیط رہی لیکن نواز شریف نے ہندوستان کی طرف سے کشمیر اور پاکستان میں جاری دہشت گردی کا ذکر تک زبان پر نہیں لایا۔ نواز نے ملاقات کے بعد میڈیا کے سامنے کہا کہ دونوں وزراء اعظم نے تمام تصفیہ طلب دو طرفہ معاملوں پر بات چیت جاری رکھنے کا رادہ کیا ہے۔ آسیہ اندرابی نے کہا کہ کشمیر دونوں ممالک کے درمیان کوئی دو طرفہ معاملہ نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ بین الاقوامی مسئلہ ہے اس طرز عمل سے ثابت ہوا کہ یہ نشست صرف آلو وٹماٹر کی تجارت تک ہی محدود رہی اور نواز شریف پاکستان کیلئے ناگزیر پانی تک کا مسئلہ نہیں اٹھا پایا۔ یہ ویسا ہی سرنڈر ہے جو میں جنرل نیازی نے بھارت کی فوجی طاقت کے سامنے کیا تھا اور آج نواز 1971 شریف نے تاریخ کو دہراتے ہوئے بھارت میں نریندر مودی کے سامنے سیاسی سرنڈر کیا۔ نواز شریف نے اپنے بیان میں کہا کہ پاک و بھارت کی تہذیب ایک ہے، تو پھر کشمیری قوم ان سے سوال کرتی ہے کہ پاکستان کی تخلیق کی ضرورت کیا تھی۔ شاید نواز شریف تاریخ سے نابلد ہے اور انہوں نے قرار داد پاکستان کا دستاویز بھی نہیں پڑھا جس میں قائد اعظم نے واضح کر دیا تھا کہ ہندو اور مسلم تہذیبی اعتبار سے دو الگ الگ قومیں ہیں۔ نواز شریف کی یہ لن ترانیاں کشمیری قوم اور پاکستانی قوم کی بیش بہا اور عظیم قربانیوں پر سب خون مارنے کے مترادف ہے اور کشمیری قوم کبھی اس کی اجازت نہیں دے گی۔ نواز شریف کے بیان نے واضح کر

دیا ہے کہ وہاں کی سیاسی قیادت اور عوام و فوج میں تحریک کشمیر کے حوالے سے بعد المشقین ہیں۔ نواز شریف کا سرنڈر کشمیری قوم کے لئے ناقابل قبول و ناقابل برداشت ہے اور ہم نے جو قربانیاں پیش کی ہیں ہم ان سے کبھی دستبردار نہیں ہونگے۔ نواز شریف کے اس بیان سے کشمیر کی تحریک پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا مگر تکمیل پاکستان کی تحریک کو شدید دھچکہ لگے گا۔

یوم تکبیر پر ''تکبیر'' کے نعروں کی گونج

موجودہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے 28 مئی 1998 کو انڈیا کے مقابلے میں دھماکے کرکے پاکستان کے دفاع کو نا قابل تسخیر بنایا۔اس دن کو یوم تکبیر کا نام دیا گیا۔اب پاکستان میں ایک عرصے کے بعد میاں نواز شریف کی حکومت میں یوم تکبیر آیا تو ملک بھر میں پروگرامات کا انعقاد کیا گیا۔یوم تکبیر سے صرف دو روز قبل وزیر اعظم نے انڈیا کا دورہ کیا اور مودی کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کی۔وہاں انڈیا میں کو کچھ ہوا،وزیر اعظم کے ساتھ جو کچھ بیتی اور حلف برداری میں شرکت کے بعد چارج شیٹ تھما دی گئی یہ خوشگوار نہیں ہوا،ایسے موقع پر جب ابھی مودی وزیر اعظم ہی بنا تھا جہاں اس نے اپنی انتخابی مہم پاکستان پر الزامات لگا کر چلائی وہیں حلف اٹھانے کے اگلے ہی دن نواز شریف سے ملاقات میں اس نے پاکستان پر الزامات لگائے جس کا جواب پاکستان نے نہیں دیا۔مودی نے اگر ممبئی حملوں کی بات کی،دہشت گردی کی بات کی تو پاکستان کو سمجھوتہ ایکسپریس کی بات کرنی چاہئے تھی ممبئی حملوں پر تو صرف اور صرف الزامات لگائے جا رہے ہیں۔انڈیا میں جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید پر الزامات لگائے گئے لیکن انہیں پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں نے باعزت بری کیا ہے۔انکے خلاف کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں۔صرف اور صرف بھارتی الزامات و پروپیگنڈے

کی بنیاد پر ذکی الرحمان لکھوی اور انکے ساتھیوں کو جیل میں رکھا گیا ہے۔ان پر کیس چل رہا ہے انڈیا کوئی ثبوت نہیں دے رہا صرف اور صرف الزامات و پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ انڈیا کا وطیرہ ہے۔انڈیا ایسی حرکتوں سے کبھی باز نہیں آتا۔مودی سرکار جس نے انڈیا کے وزیر اعظم کا حلف اٹھایا ہے گجرات میں مسلمانوں کے قتل عام کے بعد امریکہ نے اسکو ویزہ دینے پر پابندی عائد کر رکھی تھ اب اسی مودی کو امریکہ نے بھی مبارکباد کا پیغام دیا ہے اب مودی کو امریکہ کا ویزہ بھی مل جائے گا اسکے مقابلہ میں جسطرح ایک ہندو انتہا پسند، متعصب ترین لیڈر، مسلمانوں کا قاتل جس کے خلاف باقاعدہ مقدمات درج ہیں اور وہ انڈیا کا وزیر اعظم بن گیا ہے اگر کسی مسلمان ممالک میں ایسا ہوتا کوئی مذہبی شخصیت وزیر اعظم بنتی تو پوری دنیا میں شور اٹھتا کہ انتہا پسندوں کی حکومت آ گئی ہے لیکن انڈیا میں مودی کے وزیر اعظم بننے پر عالمی دنیا نے مکمل خاموشی اختیار کر لی ہے۔یوم تکبیر کا دن ایثار، عزم، قربانیوں پر مبنی اور تاریخی دن ہے۔بھٹو نے کہا تھا کہ ہم گھاس کھائیں گے مگر ایٹم بم ضرور بنائیں گے۔یہی جذبہ و عزم کئی شخصیات تک پہنچا۔ڈاکٹر عبدالقدیر و ڈاکٹر ثمر مند مبارک نے بڑی لگن کے ساتھ مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔پاکستان نے 1984 میں ایٹمی صلاحیت حاصل کر لی تھی۔امریکہ کے ہمیشہ سے پاکستان سے یہ تقاضے رہے کہ پاکستان کے نیوکلیر پروگرام کو رول بیک کیا جائے اور یہ بھارت و اسرائیل کے لئے کیا جا رہا ہے۔امریکہ بھارت کو جو

کردار سونپ رہا تھا پاکستان کے ایٹمی ملک ہونے کی وجہ سے اسکا پورا ہونا ممکن نہیں تھا۔ سلام ہے ان لوگوں پر جنہوں نے دباؤکے باوجود مشن کو مکمل کیااور نواز شریف کے دور میں پاکستان ایٹمی ملک کے طور پر سامنے آیا۔دنیا نے پاکستان کے بم کو اسلامک بم کہا،اسے پہلے یہودی بم، عیسائی بم، ہندو بم موجود ہے تو پھر ہمیں اسلامی بم کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ ملک پاکستان کی طرح ایٹمی قوت بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ہم ساتویں نہیں بلکہ پانچویں نمبر کی ایڈوانس ٹیکنالوجی کے حامل ہیں۔1971 میں سازشوں کے ذریعہ ملک کو دولخت کر دیا گیا۔نریندر مودی امریکہ کی مدد اور اپنی تعداد پر فخر کر رہے ہیں وہ یہ بھول رہے ہیں کہ ہمارے پاس ایٹمی قوت اور شوق شہادت موجود ہے۔اودھو ٹھاکرے پاکستان پر ایٹم بم مارنے کی بات کرتا ہے ہم انہیں پاؤں کی ٹھوکر پر نہیں رکھتے۔ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے زیر اہتمام یوم تکبیر کے موقع پر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی طرح پشاور، کوئٹہ، جہلم، گجرات، چکوال،تلہ گنگ، میانوالی، بھکر،اٹک،ایبٹ آباد،ہری پور،مانسہرہ، میر پور، سیالکوٹ سمیت مختلف شہروں وعلاقوں میں تکبیر کارواں نکالے گئے اور جلسوں وکانفرنسوں کا انعقاد کیا گیا جن میں جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی قائدین کے علاوہ دیگر مذہبی ،سیاسی وکشمیری تنظیموں اور جماعتوں کے رہنماؤں نے خطابات کئے جبکہ تمامتر مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تکبیر کارواں ، جلسوں اور

کانفرنسوں میں شریک افراد میں زبردست جوش وجذبہ دیکھنے میں آیا۔ شرکاء نے ہاتھوں میں پلے کارڈزاور بینرزاٹھا رکھے تھے جن پر افواج پاکستان کے حق میں اور یوم تکبیر کے حوالہ سے تحریریں درج تھیں۔ تکبیر کارواں جلسوں وکانفرنسوں کے دوران شرکاء کی جانب سے پاکستان کا مطلب کیا' لاالہ الااللہ، حافظ محمد سعید قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور بھارت وامریکہ کے خلاف فلک شگاف نعرے لگائے جاتے رہے۔ یوم تکبیر کے موقع پر جماعۃ الدعوۃ کا مرکزی اور سب سے بڑا پروگرام روات سے آبپارہ چوک اسلام آباد تک نکالا جانے والا تکبیر کارواں تھا جس میں اسلام آباد، راولپنڈی اور اس کے گردونواح سے سکولز، کالجز، یونیورسٹیز و دینی مدارس کے ہزاروں طلباء، وکلاء، تاجروں، سول سوسائٹی اور دیگر تمامتر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے ایک بہت بڑے جم غفیر نے شرکت کی۔ اس موقع پر شرکاء میں زبردست جوش وخروش اور بہترین نظم وضبط دیکھنے میں آیا۔ تکبیر کارواں میں شرکت کیلئے اسلام آباد، راولپنڈی اور گردونواح کے بیسیوں مقامات سے جماعۃ الدعوۃ کے مقامی ذمہ داران اور علماء کرام کی قیادت میں قافلے روات پہنچتے رہے جس پر عوام الناس کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر جمع ہونا شروع ہو گیا۔ شرکاء کے فیض آباد چوک پہنچنے پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا اور حافظ محمد سعید ودیگر قائدین اور کارواں میں شریک افراد پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ مقررین کے خطابات کے دوران شرکاء کے ایک ساتھ کلمہ طیبہ والے اور پاکستان کے پرچم

لہرانے سے بڑا دل فریب منظر دیکھنے میں آیا۔ کارواں کے شرکاء انتہائی آہستہ رفتار میں چلتے ہوئے آبپارہ چوک پہنچے جہاں ایک بہت بڑے جلسہ عام کا انعقاد کیا گیا۔ یوم تکبیر کے موقع پر روات سے آبپارہ چوک تک نکالا جانے والا تکبیر کارواں اور جلسہ عام ملکی تاریخ کا منفرد اور سب سے بڑا پروگرام تھا۔ روات سے آبپارہ چوک اسلام آباد تک نکالا جانے والا تکبیر کارواں ہفتہ تکبیر مہم کے سلسلہ میں صرف وفاقی دارالحکومت ہی نہیں بلکہ ملک بھر میں یوم تکبیر کے حوالہ سے ہونے والا سب سے بڑا پروگرام تھا۔ تکبیر کارواں، جلسوں، ریلیوں اور کانفرنسوں میں ہزاروں شہداء کے ورثاء نے شرکت کی اور اسلام و پاکستان کے دفاع کیلئے ہر قسم کی جانی و مالی قربانی پیش کرنے کا عزم کیا گیا۔ مئی کو ماضی میں بھی اگرچہ جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے لیکن 28 جماعۃالدعوۃ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یکجہتی کشمیر کانفرنسیں ہوں، تکبیر کارواں یا نظریہ پاکستان کے حوالہ سے ہونے والے احیائے نظریہ پاکستان مارچ اور کانفرنسیں' ان میں مقبوضہ کشمیر میں شہید ہونے والے مجاہدین کے ورثاء بھی ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ تکبیر کارواں اور جلسہ عام سے امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید، جنرل (ر) حمید گل، مولانا محمد احمد لدھیانوی، لیاقت بلوچ، حافظ عبدالرحمٰن مکی، سینیٹر بابر اعوان، حافظ حسین احمد، سینیٹر طلحہ محمود، مولانا فضل الرحمٰن خلیل، غلام محمد صفی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا امیر حمزہ، قاری یعقوب شیخ و دیگر

نے خطاب میں کہا کہ امریکہ پاکستان میں پراکسی وار کے لئے افغانستان میں انڈیا کی فوج جمع کر رہا ہے۔ نواز شریف لیاقت نہرو معاہدہ کے تحت کشمیر کی بات کریں۔ کشمیری و پاکستانی قوم کا اعتماد بحال اور 1998 والے جذبے پیدا کریں قوم آپ کے ساتھ کھڑی ہو گی۔ مسئلہ کشمیر کا کوئی آؤٹ آف باکس حل قبول نہیں کیا جائے گا۔ مسئلہ کشمیر مسلمانوں پر مظالم اور بابری مسجد کا ذکر چھوڑ کر بھارت سے تجارت قبول، نہیں۔ کشمیریوں کو آزادی دیئے بغیر مودی کے پاس کوئی چارہ باقی نہیں رہے گا اور یہ سلسلہ مزید آگے بڑھے گا۔ پاکستان میں ہندو محفوظ، بھارت میں مسلمانوں پر ظلم اور مساجد و مدارس کو شہید کیا جا رہا ہے۔ حکومت اس مسئلہ کو بھرپور انداز میں اٹھائے۔ نواز شریف نریندر مودی سے 1999ء کی سطح پر سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں تو کنٹرول لائن پر سے باڑ، ڈیموں کی تعمیر اور پختہ مورچے ختم کروائیں۔ مسئلہ کشمیر پر بیک ڈور ڈپلومیسی اور امن کی آشا نہیں چلے گی۔ بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم نظر انداز کر کے آلو پیاز کی تجارت قبول نہیں۔ نواز شریف کے دورہ بھارت سے کشمیری قوم سخت مایوس ہوئی ہے۔ مسلمان یورپی ہونین کی طرح اسلامی یونین بنائیں۔ مشترکہ دفاعی نظام اپنی تجارتی منڈیاں اور اسلامی سکے بنائیں۔ آپ یہ کام کریں عالم اسلام کے قائد بنیں، گے۔ مودی بی جے پی نہیں آر ایس ایس کا تربیت یافتہ دہشت گرد ہے۔ نواز شریف سوچ سمجھ کر پالیسیاں ترتیب دیں۔ ایٹمی دھماکوں میں ایٹمی سائنسدانوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی قوم اور پاک فوج کا

۔ بھی بہت بڑا کردار ہے

ڈاکٹر قاسم فلتو کی اسیری کے بائیس سال

نوٹ: دختران ملت مقبوضہ کشمیر کی سربراہ آسیہ اندرابی کے شوہر حریت رہنما ڈاکٹر قاسم فلتو کو بھارت کی جیل میں 22 سال آج مکمل ہوئے ہیں۔ وہ بغیر کسی جرم کے صرف تحریک آزادی کشمیر میں حصہ لینے کے جرم میں سزا کاٹ رہے ہیں۔ قید و بند کے 22 سال مکمل ہونے پر تحریر اگر ممکن ہو تو سپیشل ایڈیشن میں شائع کرکے تحریک آزادی کشمیر کا ساتھ دیجئے اور بھارتی مظالم کو عالمی دنیا کے سامنے بے نقاب کیجئے۔

بھارت نے سوا کروڑ کشمیریوں کا بنیادی اور پیدائشی حق حق خودارادیت طاقت کے بل بوتے پر دبا رکھا ہے، اپنا حق مانگنے کی پاداش میں قابض ہندوستانی افواج نے پانچ لاکھ سے زائد کشمیریوں کو شہید کردیا ہے اور لاکھوں بے گھر ہیں، موجودہ تحریک کے اندر ایک لاکھ کشمیریوں کو شہید کیا گیا، ہزاروں نوجوانوں کو بھارتی فوج نے لاپتہ کیا ہوا ہے پانچ ہزار سے زائد گمنام قبریں دریافت ہوچکی ہیں ان قبروں کی دریافت پر انسانی حقوق کی تنظیمیں چیختی رہی ہیں مگر عالمی برادری اور قوام متحدہ کے اداروں کو جس طرح نوٹس لینا چاہیے تھا اس طرح نہیں لیا، ہندوستان کے خلاف سلامتی کونسل میں قرارداد پاس کرکے اس پر پابندیاں لگنی چاہیے تھی تاکہ وہ اس طرح انسانی حقوق کی دھجیاں نہ

اٹرائے، عالمی برادری کی طرف سے خاموشی ہندوستان کو اور شہ دے رہی ہے وہ مظالم میں اضافہ کررہاہے اس سے ظاہر ہوتاہے کہ کشمیریوں کو صرف مسلمان ہونے کی سزا دی جارہی ہے اگر وہ مسلمان نہ ہوتے تو شاید مشرقی تمیور اور جنوبی سوڈان کی طرح کب کے آزاد ہوچکے ہوتے۔ جموں کشمیر کے لوگ تاریخ انسانی کے بدترین دور سے گذر رہے ہیں اور لاکھوں بھارتی فورسز کے ہاتھوں بے پناہ مصائب اور مشکلات کا شکار ہیں۔ غاصب فورسز ریاست جموں کشمیر پر اپنے غاصبانہ قبضہ کو جاری رکھنے کیلئے لوٹ مار، قتل و غارت گری، خواتین کی عزت ریزی، فرضی جھڑپوں میں نوجوانوں کی ہلاکتوں، دوران حراست غائب کرنے، ہزاروں نوجوانوں کی زندانوں میں قید کرنے اور انسانی حقوق کی سنگین پامالیوں میں ملوث ہوچکے ہیں۔ بھارت سرکار مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی میں پیش پیش نوجوانوں کو جیلوں میں ڈال دیتی ہے۔ جب بھی تحریک میں تیزی آتی ہے حریت رہنماؤں کو نظر بند کر دیا جاتا ہے یوں کشمیر اس خطے بلکہ دنیا کی سب سے بڑی جیل ہے جہاں مسلمان قید وبند کی صعوبتیں و بھارتی افواج کی درندگی برداشت کررہے ہیں۔ ایک طالب علم سے عمر قید سزا یافتہ ہونے کے سفر میں سینئر حریت لیڈر ڈاکٹر عاشق حسین فلتو عرف ڈاکٹر قاسم نے جیل میں 22 برس مکمل کرلئے ہیں۔ 1967 میں پیدا ہونے والے ڈاکٹر قاسم نے اسلامیہ کالج سرینگر میں کامرس مضمون میں گریجویشن حاصل کی۔ انہوں نے دختران ملت کی موجودہ چیئرپرسن آسیہ اندرابی کے ساتھ شادی کی اور اسکے بعد انہوں نے اعلیٰ تعلیم یعنی ایم

اے ،ایم فل اسلامک سٹیڈیز اور مولوی فاضل کی ڈگری کشمیر یونیورسٹی سے حاصل کی۔انکی زندگی نے 90 کی دہائی کے ابتدائی ایام میں ہی ایک زبردست تبدیلی آئی جب انہوں نے بھارتی افواج کے مظالم کے خلاف تحریک آزادی میں حصہ لیا۔انہیں سب سے پہلے 1993 میں پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا اور 6.برس کی قید کے بعد ٹاڈا عدالت نے انہیں تمام کیسوں سے بری قرار دیا لیکن پولیس نے انہیں 2002 میں اس وقت سرینگر ائر پورٹ پر گرفتار کیا جب وہ لندن میں ایک کانفرنس میں شمولیت کے بعد واپس لوٹ رہے تھے۔ 2003 میں انہیں معروف کشمیری پنڈت ہیومن رائٹس کارکن ہردے ناتھ وانچو ، جنہیں 1992 میں ہلاک کیا گیا تھا ،کے قتل کے الزام میں مجرم قرار دے کر ان کے خلاف عمر قید کی سزا سنائی تاہم ڈاکٹر قاسم نے ہمیشہ ان الزامات کو مسترد کیا۔اس دوران سپریم کورٹ نے ڈاکٹر فکتو اور ان کے ساتھ اسی الزام کے تحت سزا کاٹنے والے افراد کے حق میں جیل میں گذارے گئے وقت کو شامل کرنے کا حکم دیا۔ڈاکٹر قاسم نے سزا کو عدالت میں چیلنج کیا اور عدالت نے ریاستی حکومت کو ہدایت دی کہ وہ ان کے کیس کا سرنو جائزہ لیں۔3 جون 2008 کو حکومت نے ڈی جی پی جیل خانہ جات اور پرنسپل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سرینگر حسنین مسعودی کی نگرانی میں ایک جائزہ بورڑ تشکیل دیا تاکہ وہ ڈاکٹر قاسم کی جے کے جیل مینول 2000 کے تحت رہائی کے حوالے سے اپنی سفارش پیش کر سکیں۔تاہم سی آئی ڈی نے ان سفارشات کی مخالفت کی۔ کئی عارضوں میں مبتلاء ڈاکٹر قاسم فکتو نے حال ہی میں ایس ایم ایچ ایس اسپتال میں طبّی

ملاحظہ کے دوران بات کرتے ہوئے کہا کہ ان کی قید کو ایک سازش کے تحت طول دیا جارہا ہے۔ ڈاکٹر قاسم نے انکشاف کیا کہ دوران قید مرکزی سرکار سے کچھ نمائندوں نے انکی رہائی کے عوض انہیں ایک سینئر حریت لیڈر کی مخالفت کیلئے کہا جبکہ 2005 کے دوران اسی نمائندے نے انہیں اسلامک یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے حیثیت سے تعینات کرنے کی پیش کش کی تھی تاہم ان دونوں پیش کشوں کو انہیوں نے سختی سے ٹھکرا دیا جس کی وجہ سے ان کی قید کو طوالت دی جارہی ہے۔انہوں نے دعویٰ کیا کہ 2002 کے دوران آئی بی کے چند افسران نے ان سے انتخابات میں حصہ لینے کی پیش کش کی تھی۔ وہ تالاب ٹلو جیل میں مقید تھے کہ اس دوران آئی بی افسران نے انہیں وزارت تعلیم کا قلمدان بھی سنبھالنے کی پیشکش کی تھی۔ مجھے اس انکار کی سخت قیمت ادا کرنی پڑی کیونکہ اسی دوران مجھ پر عمر قید کی سزا کا اطلاق کیا گیا۔1993 میں انہیں اپنی اہلیہ کو محفوظ راہداری کی پیش کش کرتے ہوئے امپھالا سے کسی غیر ملکی ریاست منتقل کئے جانے کا بھی کہا گیا تھا تاہم انہوں نے اسے بھی انکار کیا۔ قاسم فکتو کا شمار ان سیاسی لوگوں میں ہوتا ہے جو کشمیر پر بھارت کے جبری تسلط کے خلاف ایک سیاسی تحریک چلا رہے ہیں بھارتی عدالت کا ڈاکٹر قاسم فکو کی عمر قید کا فیصلہ سیاسی انتقام پر مبنی تھا۔ مقبوضہ کشمیر میں حریت رہنما ڈاکٹر قاسم کو تادم مرگ قید کی سزا اور قید کے بائیس سال مکمل ہونا نام نہاد جمہوریت کے دعویدار بھارت کے منہ پر طمانچہ ہے اس قسم کے ہتھکنڈے کشمیریوں کے جذبہ

حریت کو سرد نہیں کر سکتے۔ دختران ملت جموں و کشمیر کی چیئرپرسن آسیہ اندرابی نے بھارتی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ انکے شوہر ڈاکٹر قاسم فلکتو سمیت تمام کشمیری سیاسی نظر بندوں کو رہا کرے۔ انکے شوہر گزشتہ 22 برس سے غیر قانونی طور پر نظر بند ہیں اور بھارتی حکومت کو چاہیے کہ وہ انہیں رہا کرے۔ قابض انتظامیہ کے جائزہ بورڈ کی طرف سے رہائی کی سفارش کے باوجود قابض انتظامیہ نے ڈاکٹر فلکتو کو نظر بند رکھا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ آسیہ اندرابی نے کہا کہ طویل غیر قانونی نظر بندی کی وجہ سے انکے شوہر کئی امراض کا شکار ہو چکے ہیں اور اگر انہیں کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ دار قابض انتظامیہ ہو گی۔ کشمیری اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اپنے پیدائشی حق کے لیے جدوجہد کررہے ہیں اور اس جدوجہد کی اجازت اقوام متحدہ کا چارٹر دیتا ہے، دنیا میں ایک چھوٹے سے خطے میں اتنی تعداد میں فوج کہیں موجود نہیں ہے جتنی ہندوستان نے کشمیر میں رکھی ہوئی ہے،ان فوجیوں کے لیے ایسے کالے قوانین بنائے گئے کہ جن کو وہ استعمال کرکے بدترین ریاستی دہشت گردی کررہے ہیں، سکولوں کو فوجی چھانیوں میں تبدیل کیا چکا ہے، معیشت تباہ کردی ہے املاک کو جلایا جارہے یہاں تک کہ کشمیریوں کو فون اور انٹرنیٹ کی سہولت بھی میسر نہیں ہے،نہ تو انسانی حقوق کی کوئی تنظیم اندر جاسکتی اور نہ ہی ریلیف کا کوئی ادارہ جاسکتا ہے، کشمیری شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ حکومت پاکستان مقبوضہ

کشمیر میں غیر انسانی ہتھکنڈوں کے خلاف آواز بلند کرے پاکستان اور آزاد حکومتیں تحریک آزادی کشمیر کو فیصلہ کن بنانے کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ جب کوئی قوم آزادی کے لئے اٹھ کھڑی ہو تو کوئی حربہ اور ہتھکنڈہ اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتا آزادی کی تحریکوں میں بے پناہ قربانیوں کا عزم رکھنے والے کسی طاقت سے خائف نہیں ہوتے وہ وقت دور نہیں جب کشمیر بھارت اور فلسطین اسرائیل کے چنگل سے آزاد ہوگا دنیا کی کوئی طاقت کشمیریوں اور فلسطینیوں کو آزادی کے حصول سے نہیں روک سکتی۔

اسلام آباد تک ریلوے کا سفر

ریلوے پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن بد قسمتی سے سابق وزیر ریلوے نے اس محکمے کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا۔ گزشتہ برس انتخابات کے بعد مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی تو میاں نواز شریف نے ریلوے کا چارج خواجہ سعد رفیق کو دیا جنہوں نے ریلوے کو خسارے سے نکالنے کا عزم کیا اور اعلان کیا کہ نہ صرف مسلم لیگ (ن) کی حکومت ریلوے کو خسارے سے نکالے گی بلکہ منافع بخش ادارہ بنائے گی، ریلوے کے ملازمین کا بھی تحفظ کیا جائے گا۔ پاکستان ریلوے بڑے پیمانے پر آمدورفت کی سستی تیز رفتار اور آرام دہ سہولیات فراہم کرتا ہے۔ گزشتہ دنوں لاہور کینٹ سے راولپنڈی تک شام چھ بجے اسلام آباد ایکسپریس کا آغاز ہوا اسکے دو دن بعد ہی اسی گاڑی کے ذریعہ لاہور سے اسلام آباد تک سفر کا موقع ملا، اسلام آباد ایکسپریس لاہور کینٹ سے روانہ ہوتی ہے میں اپنے دوست حبیب اللہ قمر کے ہمراہ ساڑھے پانچ بجے لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچا گاڑی کا انتظار کرنے لگے، پانچ بج کر چون منٹ منٹ پر گاڑی کینٹ سے اسٹیشن پہنچی اور صرف چھ منٹ کے وقفے کے بعد اسلام آباد کے لئے روانہ ہو گئی۔ کینٹ سے اسلام آباد ایکسپریس میں سواریاں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں کیونکہ ہر آنے جانے والے کو لاہور اسٹیشن تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ کینٹ تک گاڑی کے جانے اور

وہاں سے نکلنے کے لئے کم از کم 2 گھنٹے انجن سٹارٹ رہتا ہے اس دورانئے میں 15 سے 20 ہزار روپے کا صرف ڈیزل کا خرچ آتا ہے جبکہ باقی سٹاف و دیگر اخراجات الگ ہیں اور سواری بھی کینٹ سے اتنی نہیں ملتی ،جناب خواجہ سعد رفیق صاحب نے ریلوے کو منافع بخش ادارہ بنانے کی ٹھان رکھی ہے تو انکو چاہئے کہ ایسے لایعنی اخراجات کو بھی روکا جائے جن سے ریلوے کو فائدہ کم نقصان زیادہ ہو،ریلوے کی بہتری کے لئے ایسے اقدامات کریں جو پائیدار اور دیرپا منافع بخش ہوں، خیر چھ منٹ کے وقفے کے بعد گاڑی روانہ ہوئی ،اب مین اسٹیشن پر چھ منٹ ناکافی ہیں اگر اسلام آباد ایکسپریس کو کینٹ سے چلانا مجبوری یا ضروری ہے تو کم از کم آدھے گھنٹے کا سٹاپ لاہور مین اسٹیشن پر ہونا چاہئے کیونکہ مسافروں کا رش اسی مقام پر ہوتا ہے اور گوجرانوالہ و قریبی علاقوں کی سواری سب سے زیادہ ہوتی ہے چھ منٹ کے وقفہ انتہائی کم ہے۔ہم نے اے سی بزنس کا ٹکٹ بک کروایا ہوا تھا جس کا خواجہ سعد رفیق نے دو دن پہلے افتتاح کیا۔بزنس میں سوار ہونے سے قبل اے سی پارلر اور لوئر اے سی کو چیک کیا تو اس میں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں تھی اسکے مقابلہ میں اے سی بزنس میں سواریاں نہ ہونے کے برابر تھیں ،ڈبے میں بنائے گئے ہر کمرے میں چھ سیٹیں اور چھ ہی برتھ تھیں جہاں ہماری بکنگ تھی وہاں اور کوئی مسافر نہیں آیا ، جبکہ باقی کمروں کی بھی یہی صورتحال تھی ایک دو دو مسافر تھے کوئی بھی کمرہ سیٹر نہیں تھا ،جناب وزیر ریلوے کو اس بات پر بھی توجہ دینی چاہئے کہ

اے سی پارلر اور لوئر اے سی میں تو ایک بھی سیٹ خالی نہیں اور بزنس کلاس میں مسافروں کی کوئی توجہ ہی نہیں ،بزنس کلاس میں نئی بوگی شامل کی گئی ہیں جبکہ اے سی پارلر اور لویئر اے سی میں پرانی بوگیاں ہیں جن کی سیٹوں کی حالت دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ شاید یہ ''شیخ'' صاحب کے دور سے بھی قبل کی گاڑیاں ہیں ،حکومت کو بزنس کلاس کے ساتھ ساتھ لوئر اے سی اور پارلر میں بھی نئی بوگیاں ڈالنی چاہئے تا کہ مسافر آرام وسکون کے ساتھ سفر کر سکیں اسی طرح لوئر اور پارلر میں اگر ممکن ہو تو کچھ ڈبوں کا مزید اضافہ کیا جائے کیونکہ مسافر مناسب کرائے میں گرمی میں ٹھنڈے ماحول میں سفر کرنا چاہتے ہیں اور یہ تبھی ممکن ہو گا جب لوئر اے سی میں ڈبوں کی تعداد زیادہ ہو گی۔ تقریبا آدھے گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد بزنس ٹرین میں بنائے گئے چھ سیٹر روم کا دروازہ بجایا گیا جب کھولا تو کنڈیکٹر گارڈ جناب ذوالفقار علی،ایس ٹی ای مختار شاہ اور الیکٹرک سٹاف نیئر عباسی ٹکٹ چیک کرنے کے لئے آئے تھے ،دروازہ کھلتے ہی انہوں نے سلام کیا اور حال معلوم کرنے کے بعد اگلا سوال کیا کہ آپ کو ٹرین میں سفر کیسا لگا،گاڑی کی بہتری کے بارے میں کوئی تجاویز یا اگر کوئی شکایت ہو تو بتائیں؟ہم حیران ہو رہے تھے کہ ٹرین کے سفر میں جہاں مسافروں کو ماضی میں ذلیل کیا جاتا تھا ،ٹکٹ چیکر ایسے ٹکٹ چیک کرنے آتے تھے جیسے یہ ٹکٹ چیک کرنے نہیں بلکہ مسافر کو ٹرین سے نیچے پھینکنے کے لئے آئے ہیں یا جیل بھجوانے کے لئے آئے ہیں ساتھ پولیس کا

اہلکار بھی ہوتا تھا مگر اب کی بار ایسا نہیں ہوا، واضح اور نمایاں تبدیلی تھی ، با اخلاق عملہ مسافروں کے دل جیت چکا تھا اور کنڈیکٹر گارڈ ذوالفقار علی یقینا جس کے پاس بھی ٹکٹ، چیکٹ کرنے گئے ہوں گے اس مسافر نے آئندہ کے لئے یہ عزم کیا ہو گا کہ کم از کم لاہور اسلام آباد یا اسلام آباد لاہور کا سفر ٹرین پر ہی اور نہ صرف ٹرین بلکہ اسلام آباد ایکسپریس پر کرنا ہے۔ذوالفقار علی نے ٹرین کے بارے میں پوچھنے کے بعد ٹکٹ چیکٹ کیا اور جاتے ہوئے پھر سلام کرتے ہوئے کمرہ سے دوسرے کمرے میں پہنچ گئے یقینا یہ ٹرین کے عملے میں تبدیلیاں ، خوش اخلاقی خواجہ سعد رفیق صاحب کی وجہ سے ہی ہیں جنہوں نے ریلوے میں سفارش کلچر کو بالکل مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ ریلوے ملازمین کے حقوق کا بھرپور دفاع کیاجائے گا، گزشتہ وفاقی وزیر ریلوے جناب بلور صاحب جو کئی ٹرینیں بمعہ انجن ہڑپ کر گئے انکے دور میں تو تین تین چار چار ماہ ریلوے کے مسافروں کو تنخواہیں نہیں ملتی تھیں لیکن مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں خواجہ سعد رفیق کے وزیر بننے کے بعد ملازمین کو نہ صرف تنخواہیں وقت پر ملنا شروع ہوئیں بلکہ انکے دیگر حقوق کا بھی تحفظ کیا گیااور کیا جا رہا ہے اس وجہ سے ریلوے کے عملے میں خوشگوار تبدیلی جس کا دعویٰ سونامی خان نے کیا تھا وہ تو نہ لاسکے لیکن خواجہ سعد رفیق ضرور لے آئے ہیں اور جس طرح خواجہ صاحب ریلوے کو چلا رہے ہیں ایسا لگتا ہے کہ پانچ سالوں میں ریلوے کو اگر منافع بخش ادارہ نہ بھی بنا سکے تو خسارے سے ضرور نکال لیں گے

اور اگر مسلم لیگ (ن) کو پھر اقتدار ملا اور خواجہ سعد رفیق کو پھر وزارت ریلوے ملی تو پھر یقینا ریلوے منافع بخش ادارہ بن سکتا ہے۔ چھ بجے گاڑی لاہور سے روانہ ہوئی ساڑھے دس بجے راولپنڈی پہنچنا تھا، ساڑھے آٹھ بجے کے قریب پھر روم کا دروازہ کھلا اور شام کا کھانا ہاتھوں میں تھما دیا گیا ہم نے کھانا پکڑ لیا اور کھا بھی لیا تھوڑے سے وقفے کے بعد ویٹر پہنچ گیا اور ہم نے اسے بل دے کر رخصت کر دیا لیکن دو کمرے چھوڑ کر ایک کمرے میں شور کی آواز آئی تو پتہ چلا کی کھانے والی ٹیم کے ساتھ مسافروں کی لڑائی ہو رہی ہے، کیٹرنگ والے خاموشی سے کھانا پکڑا کر چلے جاتے ہیں مسافر یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اے سی بزنس میں سفر کرنے کی وجہ سے یہ کھانا انہیں فری میں مل رہا ہے لیکن جب وہ بل مانگتے ہیں تو پھر مسافر کا دماغ ٹھکانے آتا ہے ایک نمکین بے ذائقہ چھوٹا سا چکن روسٹ کا ٹکڑا اور دو سینڈوچ اسکی قیمت دو سو روپے لی جاتی ہے اب جس روم میں لڑائی ہو رہی تھی مسافر کہہ رہا تھا کہ ہم نے تو کھانا منگوایا ہی نہیں تو تم نے دیا کیوں؟ کیٹرنگ والا کہہ رہا تھا کہ جب میں نے دیا تو تم نے لے کر کھایا کیوں؟ خیر کیٹرنگ والے نے اپنی رقم کے کر ہی مسافر کو چھوڑا، میری اطلاع کے مطابق خواجہ سعد رفیق نے کیٹرنگ عملے کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ ہر مسافر کو پہلے مینو دیا جائے جا پر کھانا اور اسکی قیمت درج ہو اسکے بعد مطلوبہ کھانا مسافر کو فراہم کیا جائے لیکن ایسا ٹرین میں ہر گز نہیں ہو رہا کھانے کے معاملے میں مسافروں کو لوٹا جاتا ہے، حکومت

اس طرف بھی توجہ کرے کم از کم کھانے کو چیک بھی کیا جائے کہ آیا یہ کھانے کے قابل ہے بھی سہی یا نہیں ؟اور پھر مینو کے بغیر مسافروں کو کھانے کے نام پر لوٹ مار کا سلسلہ بند ہونا چاہئے ،اسلام آباد ایکسپریس کو نان سٹاپ ٹرین کہا گیا ہے ،اور یہ لاہور سے راولپنڈی ساڑھے چار گھنٹے میں پہنچتی ہے ،لاہور سے پنڈی کا ریلوے کا فاصلہ ایک سو اسی میل ہے گویا یہ نان سٹاپ ٹرین چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جاتی ہے ۔شیخ رشید کے دور میں لاہور سے اسلام آباد تک نان سٹاپ ٹرینیں ساڑھے تین گھنٹے میں پہنچتی رہی ہیں ،عام بسیں بائی روڈ لاہور سے اسلام آباد چار گھنٹے میں پہنچ جاتی ہیں تو کم از کم نان سٹاپ ٹرین کو چار کی بجائے ساڑھے تین گھنٹے میں پہنچنا چاہئے اگر یہ اسی طرح ساڑھے چار گھنٹے کے دورانیہ میں پہنچتی ہے تو کم از کم اسکو نان سٹاپ کا نام نہ دیں کیونکہ یہ گاڑی کچھ سٹیشنوں پر رکتی بھی ہے اور اس میں سب سے زیادہ سواریاں گوجرانوالہ کی ہوتی ہیں ،ٹرین کے ساتھ صرف ایک کنڈیکٹر گارڈ اور ایک ایس ٹی ای ہوتا ہے ،لاہور سے گوجرانولہ کا سفر ایک گھنٹے کا ہے ،ایک کنڈیکٹر گارڈ اے سی لوئر کی نوے سیٹوں کے ٹکٹ چیک کے اے سی پارلیر میں پہنچتا ہے تو گاڑی گوجرانوالہ پہنچ جاتی ہے اور
گوجرانوالہ تک کے مسافروں کے ٹکٹ چیک نہیں ہو سکتے جناب خواجہ صاحب اس بھی توجہ دیں کہ کنڈیکٹر گارڈ ایک کی بجائے کم از کم دو یا تین ہونے چاہئے تا کہ ٹرین میں کوئی بھی بغیر ٹکٹ سفر نہ کر سکے ایک لوئر اے سی میں ٹکٹ چیک کرے تو دوسرا اکانومی کلاس

میں ،اسطرح بہت سے مفت خورے جو گوجرانوالہ تک بغیر ٹکٹ کے سفر کے عادی بن چکے ہیں ایسے لوگوں کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے۔وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق کہتے ہیں کہ پاکستان ریلوے کو 2014ء میں گزشتہ سال کی نسبت 5ارب 27 کروڑ روپے زائد آمدنی ہوئی ، ملک میں ریلوے کی 500ایکڑ اراضی قبضہ گروپوں سے واگزار کرائی گئی جبکہ 20انجن ریلوے اگست تک نظام میں شامل ہو جائیں گے ، حکومت ریلوے مسافروں کو جدید سہولیات پر مبنی آرام دہ سفر فراہم کرنے کیلئے تمام ممکن اقدامات کر رہی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے انہیں ریلوے کی آمدن 21 ارب روپے کرنے کا ٹارگٹ دیا ہے جسے وہ پورا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پاکستان ریلوے کے خسارے میں روز بروز کمی آ رہی ہے اور ریلوے کے سفر کو فول پروف بنانے کیلئے اہم اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں۔ ماضی میں ریلوے کی بہتری کیلئے کوئی سنجیدہ اقدامات نہیں کئے گئے تاہم اب مسلم لیگ (ن) کی حکومت پاکستان ریلوے کو بہتر بنانے میں سنجیدہ ہے اور وہ پر عزم ہیں کہ وہ ضرور کامیاب ہونگے۔

غریب عوام کیلئے۔۔۔۔خود کش بجٹ

وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے آئندہ مالی سال کا بجٹ پیش کر دیا جو صرف اور صرف ٹیکس بجٹ، یا غریب عوام کی کے لئے خود کش بجٹ تھا۔ وفاقی بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 10 فیصد اضافہ کر دیا گیا جبکہ سگریٹ، سی این جی، سیمنٹ، پنکھے، ٹی وی، اے سی، لوہا، خوردنی تیل اور موبائل فونز مہنگے ہو گئے۔ وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا ہمیں معیشت کی بحالی کے چیلنج کا سامنا ہے، وزیراعظم کے مشکل فیصلوں کی بدولت ملکی معیشت کی سمت درست ہو چکی ہے۔ ملک ترقی کی جانب گامزن ہے، دعویٰ نہیں کرونگا کہ تمام منزلیں طے کر لی ہیں مگر پاکستان پہلے سے بہت زیادہ توانا ہے، اب ترقی کا سفر جاری رہے گا۔ یکم جولائی سے 31 مئی تک مہنگائی 8.6 فیصد رہی، بجٹ میں محصولات کا ہدف 2810 ارب جبکہ خسارہ 1710 ارب رہا۔ بجٹ میں سرکاری ملازمین کو 10 فیصد ایڈہاک ریلیف دینے کا اعلان کیا جبکہ پنشن میں 10 فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ ایک سے 15 گریڈ کے ملازمین کے کنوینس الاونس میں 5 فیصد اضافہ، 1 سے 4 گریڈ کے ملازمین کیلئے انکریمنٹ، گریڈ 1 سے 15 کیفکسڈ میڈیکل الاونس میں 10 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ کے عہدے کو گریڈ 16 سے 17 میں اپ گریڈ کر دیا گیا۔ کم از کم پنشن 5 ہزار سے بڑھا کر 6 ہزار اور مزدور کی اجرت 10 ہزار

سے بڑھا کر 12 ہزار روپے کر دی گئی۔ ملک کی معاشی ترقی کا ہدف 5.1 فیصد جبکہ صنعتی ترقی کا ہدف 6.8 فیصد رکھا گیا ہے،، برآمدات کا ہدف 27 ارب ڈالر جبکہ درآمدات کا ہدف 44.2 ارب ڈالر مقرر کیا گیا۔ بجٹ دستاویزات کے مطابق ایف بی آر نے 11 ماہ میں 1955 ارب روپے ٹیکس وصول کیا۔ سی این جی پر 17 فیصد سیلز ٹیکس کی تجویز ہے۔ اسٹیل کی مصنوعات، درآمدی گاڑیاں، جنریٹر مہنگے ہو گئے۔ ڈاکٹرز، وکلاء اور انجینئرز سمیت پروفیشنل پر دس فیصد انکم ٹیکس لگا دیا گیا، یو پی ایس سستے ہوں گے۔ سی سی گاڑیوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ سگریٹ 1800 اور سگار، پنکھے، فریزر، لیپ ٹاپ بھی مہنگے ہو گئے۔ بیرون ملک ہوائی سفر پر اکانومی کلاس کی ٹکٹوں کو ایڈوانس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے عام آدمی کو اس بجٹ میں کوئی ریلیف نہیں دیا بلکہ مراعات یافتہ طبقوں کو ہی نوازا گیا ہے۔ حکومت نے مہنگائی پر قابو پانے کیلئے کوئی اقدام نہیں کئے۔ کارپوریٹ ٹیکس کی شرح فیصد سے کم کر کے 33 فیصد کر دی گئی لیکن سفید پوش طبقہ جن کی سالانہ آمدنی 4 34 لاکھ روپے سے زائد ہے، اسے کوئی مراعات نہیں دی گئی۔ جن لوگوں کی ماہانہ آمدنی 8 ہزار روپے ہے حکومت ان کا بجٹ بنا کر دے ہم لوگ بجلی کا بل، پانی اور گیس کا بل ادا کرنے کے بعد اپنے بچوں کو کیسے پالیں۔ تعلیم دلانا تو دور کی بات ہے یہاں تو دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اب اگلے مہینے رمضان شروع ہو رہا ہے جس میں مہنگائی کا طوفان آئیگا، حکومت بتائے کہ

مہنگائی کو کنٹرول کرنے کیلئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ مہنگائی کا طوفان یوٹیلٹی سٹورز یا اتوار اور رمضان بازاروں سے نہیں رک سکتا۔ حکومت ملک میں غریبوں کے ساتھ ساتھ سفید پوش طبقہ کو بھی مراعات دے۔ وفاقی بجٹ انتہائی غیر متوازن اور غیر حقیقی الفاظ کا گورکھ دھندا ہے، یہ عوام دوست ہے نہ ویمن فرینڈلی، خوشنما وعدوں اور خوشحالی کے خواب دکھا کر عوام کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی گئی ہے مگر عوام اب باشعور ہو چکے ہیں، بجٹ سے مہنگائی بڑھے گی، گھر کا کچن چلانا بھی مشکل ہو جائیگا، بجٹ انتہائی متوازن اور عوامی امنگوں کا ترجمان ہے، بجٹ میں عام آدمی کو کوئی ریلیف نہیں دیا گیا، پرچون فروشوں پر ٹیکس عائد کرنے سے بھی غریب ہی سب سے زیادہ متاثر ہوگا۔ سرکاری ملازمین نے حکومت کی طرف سے تنخواہوں میں 10 فیصد اضافہ کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اضافہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر ہے۔ مہنگائی میں فیصد اضافہ ہوا لیکن تنخواہوں میں 10 فیصد ایڈہاک ریلیف نامنظور ہے۔ 100 سرکاری ملازمین خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں، اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کا حق مانگتے ہیں، اضافہ انتہائی کم ہے چھوٹے ملازمین کی تنگی میں کمی نہیں ہو گی۔ وفاقی بجٹ پر اپوزیشن اور دینی رہنماؤں نے اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ روایتی بجٹ کو مسترد کرتے ہیں۔ عام آدمی کو کوئی ریلیف نہیں دیا گیا، مایوس کن بجٹ پیش کیا گیا، عوام آئی ایم ایف کی ہدایات پر بننے والا عوام دشمن بجٹ قبول نہیں کرینگے۔ بجٹ میں مٹھی بھر مراعات یافتہ طبقے کو نوازا

گیا ہے اور 95 فیصد مجبور اور غریب عوام کو محروم رکھا گیا ہے۔ بجٹ غریب عوام پر خودکش حملہ ہے، حکومت نے آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن پر بجٹ تیار کیا ہے۔ نئے بجٹ سے عوامی مسائل میں اضافہ ہوگا۔ بجٹ عوام دوست نہیں، ڈار بجٹ ہے۔ غربت، بیروزگاری اور مہنگائی بڑھے گی۔ بجٹ میں غریب عوام کو کوئی ریلیف نہیں دیا گیا جبکہ ق) لیگ نے بجٹ کو مسترد کرتے ہوئے احتجاجی مظاہروں کا اعلان کر دیا ہے۔ پنجاب) میں اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید نے کہا ہے کہ وزیر خزانہ کی تقریر سے لگتا ہے بجٹ کسی عوامی نمائندے نہیں بلکہ کسی بادشاہ نے رعایا پر نافذ کیا ہے۔ موجودہ حکمرانوں نے عوام دشمن بجٹ پیش کرکے غریب عوام سے کھلی دشمنی کا ثبوت دیا ہے، موجودہ بجٹ غریب عوام کا نہیں بلکہ حکمرانوں کی حمایت کرنے والے مراعات یافتہ طبقے کیلئے ہے۔ بجٹ غریب عوام پر خودکش حملہ کیا گیا، تحریک انصاف اس عوام دشمن بجٹ کو مسترد کرتی ہے، موجودہ حکمرانوں نے عام آدمی کا بجٹ میں معاشی قتل کیا ہے، موجودہ حکومت عام آدمی کو ریلیف دینے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ موجودہ بجٹ ایک فراڈ بجٹ ہے، غریب آدمی تو ہر روز ایک بجٹ سے گزرتا ہے۔ حکومت نے عوام دشمن بجٹ پیش کرکے غریب عوام کا مذاق اڑایا ہے۔ امیر جماعت اسلامی سراج الحق نے کہا کہ بجٹ انقلابی نہیں وہی روایتی الفاظ ہیں جن کو آگے پیچھے کرکے عوام کو جھوٹی تسلیاں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ بجٹ میں گھریلو صارفین پر ایڈوانس ٹیکس لگانے کی تجویز ظلم عظیم ہے۔ علاوہ ازیں سی این جی پر 17 فیصد اور سن

فلاور اور کینولا کے بیجوں پر 17 فیصد ٹیکس لگانے سے بھی گھی اور خوردنی تیل مہنگا ہو جائے گا جس سے غریب آدمی کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ وزیر خزانہ نے مایوس کن بجٹ پیش کیا ہے، بجٹ غریب، مزدور، خواتین، ملازم اور پنشنرز دشمن ہے، وزیراعظم نواز شریف کے دور اقتدار میں غریب اور مظلوم عوام پر یہ دوسرا خوفناک اقتصادی حملہ ہے جس سے غربت، بے روزگاری اور مہنگائی بڑھے گی۔ ملک میں بجلی اور گیس کے پہلے ہی بدترین بحران ہیں، ٹیکسوں کا اضافی بوجھ تجارت، صنعت، زراعت کے لیے تباہ کن ہوگا۔ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے کہا ہے کہ موجودہ بجٹ سارے کا سارا آئی ایم ایف کا ہے۔ جو رکن اسمبلی اپنا ایک کروڑ نہیں مانگ سکتا وہ عوام کے حق کی کیا بات کرے گا۔ قومی خزانہ عوام کی بجائے حکام پر خرچ کیا جاتا ہے، نئے بجٹ سے عوامی مسائل میں اضافہ ہوگا۔ ٹیکس نیٹ میں اضافے اور ٹیکس چوری کا خاتمہ کیے بغیر معاشی استحکام ممکن نہیں۔ جنرل سیلز ٹیکس کی شرح میں کمی ہونی چاہئے تاکہ کمرتوڑ مہنگائی کا خاتمہ ہو۔ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے وسائل سے بھرپور ملک مسائل سے دوچار ہے۔ مسائل زدہ لوگ سڑکوں پر نکل آئے تو حکمرانوں کا اقتدار محفوظ نہیں رہے گا۔ بجٹ نے عوام کی امیدوں پر پانی پھیر دیا، اسکے ذریعے عوام کے منہ سے روٹی کا آخری نوالہ بھی چھین لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ حکومت نے پچھلے بجٹ کی طرح نئے سال کے بجٹ میں بھی بڑے بڑے عوامی دعوے کئے ہیں۔ ٹیکس اصلاحات کی بجائے اسے پیچیدہ

بنا دیا گیا ہے جس سے مہنگائی بڑھتی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ بجٹ میں صرف عوام کا نام ہی استعمال کیا گیا، بجٹ عوام دوست بالکل ہی نہیں، عوام کو لولی پاپ دیا گیا تاہم وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے نئے شروع کئے گئے پراجیکٹس پر ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ افراط زر میں کمی لانا حکومت کی کوششوں کا نتیجہ ہوگا۔

کشمیریوں پر بھارتی مظالم، آخر کب تک؟

بھارتی فوج نے ترقیاں و تمغے حاصل کرنے کیلئے مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں کو مخبر بننے کیلئے مجبور کرنا شروع کر دیا۔ کشمیری مجاہدین کی مخبری سے انکار کرنے والوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بارہ مولہ میں بھارتی فوج کے ایک کیپٹن اور دیگر فوجیوں کی جانب سے مخبری سے انکار پر سات بیٹیوں کے باپ کو گرم استریوں سے داغا گیا جس پر مقامی کشمیریوں نے سخت احتجاج کیا ہے۔ محمد افسر خاں نامی بزرگ کشمیری نے بتایا کہ بارہمولہ میں 46 راشٹریہ رائفلز کے کیمپ میں تعینات کیپٹن بالی ہناکا پچھلے ایک سال سے اسے کشمیری مجاہدین کی مخبری کیلئے دباؤ ڈال رہا تھا جس سے ہمارے پورے خاندان کی زندگی اجیرن بنی ہوئی تھی۔ مذکورہ کیپٹن کا کہنا تھا کہ وہ میرے کہنے پر مخبری کرے گا تو اس کی فوج میں ترقی ہو جائے گی لیکن جب میں نے انکار کیا تو مجھے کیمپ بلا کر بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ افسر خاں نے بتایا کہ مجھے مخبر بننے کیلئے انعامات کا لالچ بھی دیا جاتا رہا ہے۔ تاہم میرے انکار کرنے پر میجر بالی، میجر پردھان اور ان کے دیگر ساتھیوں نے میری پشت پر گرم استریاں لگائیں اور نڈھال ہونے پر بارہمولہ کے اسٹیڈیم گیٹ پر پھینک گئے۔ افسر خاں کی اہلیہ زاہدہ کا کہنا ہے کہ میں سارا دین کیمپ کے باہر کھڑی ہو کر چلاتی

رہی جب میرے شوہر کی حالت غیر ہو گئی تو اسے نیم مردہ حالت میں پھینک دیا گیا۔
ابھی تک میرے شوہر کے جسم پر زخموں کے نشانات ہیں اور ہر روز انکی ڈریسنگ کرنا پڑتی ہے۔ زاہدہ کا کہنا ہے کہ اس کے شوہر کا گلیکسی موبائل ابھی بھی مذکورہ کیپٹن کے پاس پڑا ہے جبکہ اس کے دس ہزار روپے بھی چھین لئے گئے۔ اسی طرح انٹروگیشن کی رات مذکورہ کیپٹن نے اس کے شوہر کے کاندھے پر اے کے 47 رائفل اور ہاتھ میں ایک پستول رکھ کر فوٹو کھنچوایا، ہمیں ڈر ہے کہ فوج اس تصویر کا غلط فائدہ نہ اٹھا کر ہماری زندگی برباد نہ کرے۔ 20 برس قبل دوران حراست لاپتہ نوجوان 'کاکیرتی
چکرایوارڈیافتہ باپ بیٹے کی جدائی کا غم لئے چل بسا' جبکہ ماں کو بیٹے کا اب بھی انتظار ہے
لیکن بہن اپنے بھائی کے غم میں دماغی توازن کھو بیٹھی۔ قصبہ بارہمولہ سے تقریباً 5 کلو میٹر کی دوری پر واقع فتح پورہ نامی گاؤں میں زیادہ تر لوگ معاشی طور بہتر حالت میں زندگی گزار رہے ہیں اور اسی وجہ سے اس گاؤں میں اکثر لوگوں کے پاس پختہ رہائشی مکانات ہیں لیکن اسی گاؤں میں ایک ٹوٹے پھوٹے مکان میں ایک ایسی خاتون بھی اپنے بچوں اور دماغی طور معذور بیٹی کے ساتھ زندگی کے انتہائی مشکل ترین ایام گزار رہی ہے۔ 20 سال قبل تک خدیجہ کے گھر میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا کیونکہ اس کا شوہر غلام محمد ڈار فوج میں بطور مزدور کام کیا کرتا تھا اور اس کام کے عوض اس کو اچھی اجرت بھی ملا کرتی تھی۔ میاں بیوی کے 5 بچے تھے اور یہ کنبہ غربت میں بھی پر سکون زندگی گزار رہا تھا لیکن 20 سال قبل

بھارتی فوج نے ان کے دوسرے بیٹے ریاض احمد کو گرفتار کر لیا اور تب سے اس نوجوان کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے جبکہ اس کا باپ اپنے بیٹے کی جدائی کے غم میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔خدیجہ بیگم نے اپنی داستان غم بیان کرتے ہوئے مقامی حقوق انسانی فورم وی او وی کے ایک وفد کو بتایا کہ تقریباً20 سال قبل گلی بل چندوسہ کنڈی میں قائم ایک فوجی کیمپ سے وابستہ اہلکاروں کی ایک ٹیم نے اس کے بیٹے ریاض احمد کو گرفتار کر لیا اور جب ہم وہاں اُس کے بارے میں چھان بین کرنے گئے تو بقول خاتون فوجی کیمپ میں تعینات افسر نے کہا کہ ریاض فورسز کو چکمہ دیکر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔اسکے بعد انہیں کہیں سے دوران حراست لاپتہ بیٹے کے بارے میں کوئی سراغ نہ مل سکا۔غم سے نڈھال خاتون نے بتایا کہ فوج میں بطور مزدور تعینات رہنے کے دوران اپنی خدمات ایمانداری اور فرض شناسی کے ساتھ انجام دینے کے صلہ میں اس کے شوہر غلام محمد ڈار کو فوج کا ایک اعلیٰ ترین اعزاز کیرتی چکر دیا گیا۔اپنے شوہر کو ملے تمغوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خاتون نے بتایا کہ اس کے شوہر نے فوج میں محنت مشقت کرکے اپنے بچوں کی خون پسینے سے پرورش کی لیکن فوج کے ہاتھوں گرفتاری کے بعد ریاض احمد کے لاپتہ ہونے میں غلام محمد ڈار کو ایسے نڈھال کر دیا کہ 2002 میں وہ اپنے بیٹھے کی جدائی کا غم سینے میں لیکر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔انہوں نے لاپتہ بیٹے کی بازیابی کیلئے ہر ممکنہ دروازہ کھٹکھٹایا لیکن انہیں ڈپٹی کمشنر بارہمولہ نے یہ کہہ کر معاوضہ لینے پر

مجبور کر دیا کہ ان کا بیٹا ریاض مر چکا ہے۔ خاتون کے بقول انہیں معاوضہ نہیں بیٹا چاہئے تھا لیکن ہاتھ میں کچھ رقم دیکر ان کی زبان بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ اپنے بھائی ریاض احمد کی جدائی کے اس کی بہن حسینہ دماغی توازن کھو بیٹھی اور گزشتہ کئی برسوں سے وہ کچھ بولے بغیر صرف دروازے پر نظریں لگائے بیٹھی ہے کہ شاید اس کا بھائی لوٹ آئے۔ خدیجہ نے اپنے آنسو پیتے ہوئے کہا کہ اس کا کلیجہ پھٹنے کو آیا ہے کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو ایک پل بھی بھول نہیں پا رہی ہے۔ بارہمولا قصبے کے واحد پولیس اسٹیشن کو باضابطہ طور ایک ٹارچر سیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہاں نظربند درجنوں نوجوانوں کو مسلسل اذیت ناک حراستی تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ مقید نوجوانوں کے اہل خانہ جب تھانوں میں اپنے عزیزوں سے ملنے جاتے ہیں تو وہاں ان کے ساتھ بھی تذلیل آمیز سلوک کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں خواتین کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہیں برتی جاتی۔ پولیس افسر بھرے بازاروں میں نوجوانوں کو گرفتار کرنے کے بعد گھسیٹ کرلے جاتا ہے اور بعد میں تھانوں میں انٹروگیشن کے دوران میں انہیں الف ننگا کیا جاتا ہے۔ عاشق قادر لون نامی نوجوان کو حراست کے دوران میں اتنی اذیت کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ اب وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا بھی نہیں رہ سکتا ہے اور اس کی داڑھی تک نوچ نوچ کر نکالی گئی ہے۔ ان کے علاوہ مفتی عبدالاحد تارزو سوپور، جاوید حسین نجار، عبدالرشید راتھر اور دانش احمد گوجری بھی ابھی تک حبس بے جا میں ہیں اور

انہیں حراستی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ بارہ مولہ کے لوگوں نے اس بات پر سب سے زیادہ تشویش کا اظہار کیا کہ چھاپوں کے دوران میں لوگوں کے گھروں سے نقدی اور زیورات بھی لوٹ لیے جاتے ہیں اور متعلقہ پولیس افسر نظربندوں کی خواتین کے فون نمبر زبردستی حاصل کرتا ہے اور پھر رات گئے ان کو فون کرکے تنگ اور پریشان کرتا رہتا ہے۔ لوگوں نے مذکورہ افسر کی شکایت سول انتظامیہ کے پاس بھی کی ہے، البتہ ابھی تک اس کی کوئی شنوائی ہوئی ہے اور نہ اس کو کسی قسم کی سرزنش کی گئی ہے۔ سیلو سوپور میں تعینات فوجی کیمپ کے اہلکاروں نے اسی طرح قاضی آباد، سہی پورہ، منڈگام، کھی پورہ اور کچھلو علاقوں کے لوگوں کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔ بھارتی فوج اس علاقے کا روزگشت کرتی ہے اور اس دوران میں نوجوانوں سے ان کے شناختی کارڈ چھین لئے جاتے ہیں اور انہیں کیمپوں پر حاضری دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ فوجی کیمپوں پر ان کے ساتھ نہ صرف تذلیل آمیز سلوک روا رکھا جاتا ہے، بلکہ وہاں ان کی اکثر مارپیٹ بھی کی جاتی ہے۔ فوجی جبروقہر کی وجہ سے کئی طالب علموں نے اسکول جانا تک ترک کیا ہے اور وہ خوف کی وجہ سے گھروں سے باہر ہی نہیں نکلتے ہیں۔ حریت رہنما سید علی گیلانی نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ساتھ ساتھ پہلی بار انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی مقامی غیر سرکاری تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہ بارہ مولہ قصبے میں کسی پولیس افسر کے ہاتھوں عام لوگوں اور خاص کر طالب علموں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی تحقیقات کرانے کے لیے اس قصبے کا دورہ کریں اور

اس سلسلے میں نظربند نوجوانوں کے اہل خانہ کے ساتھ ملاقات کریں اور ان سے ان باتوں کی تصدیق حاصل کریں، جن کی انہوں نے شکایات کی ہیں۔ امریکہ نے بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر میں گمنام قبروں بارے تحقیقات نہ کروانے کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ ان قبروں میں 2943 نعشیں 1990ء سے 2009ء تک ماورائے عدالت قتل کا نشانہ بنائے جانے والوں کی ہیں۔ محکمہ خارجہ نے بھارت میں حقوق انسانی کی ایگزیکٹو سمری پر جاری کی گئی رپورٹ میں کہا ہے کہ اگرچہ بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر میں گمنام قبروں بارے تحقیقات کا ارادہ ظاہر کیا تھا تاہم سال کے اختتام تک اس حوالے سے کوئی عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت کی گئی کارروائیوں کا کوئی ریکارڈ سرعام دستیاب نہیں۔ بھارتی سپریم کورٹ کے تشکیل دیئے گئے تین رکنی پینل نے رپورٹ پیش کی تھی کہ مسلح فورسز افسپا کے تحت حقوق انسانی کی سنگین خلاف ورزیوں کی مرتکب ہورہی ہیں جس کے بعد بھارتی حکومت نے سپریم کورٹ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ پینل کی رپورٹ کو کابینہ کی سلامتی کمیٹی کے سامنے رکھے گی۔ قومی ہیومن رائٹس کمیشن نے سپریم کورٹ سے کہا تھا کہ عدالت اس قانون کے تحت جموں و کشمیر میں قتل کا ارتکاب کرنے والوں کیخلاف کارروائی کے احکامات جاری کرے تاہم اس معاملات پر پیشرفت نہیں ہوئی۔

کشمیر میں غزوہ ہند کانفرنسیں، انڈیا کے لئے پیغام

نو منتخب بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی جانب سے کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کے خلاف جماعۃ الدعوۃ کی جانب سے تحریک آزادی کشمیر مہم کا آغاز کر دیا گیا۔ پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا ہے کہ نواز شریف بھارت سے مذاکرات ضرور کریں، تجارت اور معاہدے بعد میں پہلے مسئلہ کشمیر ہونا چاہیے، اگر نریندر مودی اور بی جے پی انکار کریں اور رویئے تبدیل نہ کریں تو پھر تحریک آزادی کشمیر کی ہر طرح کی مدد کی جائے، سیز فائر لائن کو لائن آف کنٹرول نہیں مانتا، ہم کشمیر کی تقسیم کے قائل نہیں، کشمیریوں کو اپنا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔ دو سپر پاوریں جہاد کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکیں، بھارتی فوج بھی کشمیر میں نہیں ٹھہر سکے گی۔ نریندر مودی سن لے اب پروپیگنڈوں کا دور گزر چکا، یہ مسلمانوں کی آزادی کی صدی ہے، کشمیر جلد آزاد ہو گا (ان شاء اللہ) ۔امریکہ اپنی شکست کا ذمہ دار پاکستان کو سمجھتا ہے۔ بھارتی افواج کو پاکستان کے خلاف مغرب و مشرق میں کھڑا کر کے امریکہ انتقام لینا چاہتا ہے۔ اگر انڈیا کی فوج افغانستان میں جا سکتی ہے تو پھر پاکستانی فوج کشمیر کی مدد کیلئے کیوں نہیں جا سکتی؟ حافظ محمد سعید آجکل آزاد کشمیر کے دورے پر ہیں اور دورے کے دوران انہوں نے جماعت کی مرکزی قیادت کے ہمراہ کوٹلی، راولاکوٹ، چکسواری سمیت دیگر مقامات پر

غزوہ ہند کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ غزوہ ہند کانفرنس میں ضلع بھر سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔کانفرنس میں خواتین کی بڑی تعداد بھی شریک تھی۔کانفرنس کے موقع پر راولاکوٹ میں شہریوں کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ حافظ محمد سعید کا دورہ آزاد کشمیر وقت کی اہم ضرورت تھا۔ نریندر مودی کے وزیر اعظم بننے سے بھارت اور کشمیر کے مسلمان مزید غیر محفوظ ہوگئے ہیں۔ مودی سرکار کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنا چاہتی ہے۔ تحریک آزادی کشمیر کو کچلنے اور کشمیریوں کے حقوق دبانے کے لیے کیا گیا کوئی بھی فیصلہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ حافظ محمد سعید کے غزوہ ہند کانفرنس کیلئے راولا کوٹ پہنچنے پر شہر سے باہر چکڈھمنی کے مقام پر عوام کی بڑی تعداد نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں اور حافظ محمد سعید سے رشتہ کیا، لاالہ الااللہ کے پرجوش نعرے لگائے گئے۔ موٹر سائیکلوں، کاروں اور گاڑیوں کی شکل میں ایک بڑی استقبالیہ ریلی کے ہمراہ حافظ محمد سعید صابر شہید سٹیڈیم پہنچے۔ ایک ایسی شخصیت جسے بھارت اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتا ہے، پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف مودی کی حلف برداری کی تقریب میں گئے تو مودی نے حافظ محمد سعید کی بات کی، گزشتہ برس منموہن سنگھ اوباما سے ملے تو اس نے وہاں بات کی جسکے بعد اوباما نے نواز شریف سے بھی حافظ محمد سعید کے حوالہ سے بات کی۔انڈیا و امریکہ کا دشمن نمبر ایک لیکن کشمیری و پاکستانی قوم کی آنکھوں کا تارہ،جب پاکستان سے کشمیر پہنچے تو کشمیری قوم نے ایسے والہانہ استقبال کیا جیسے

وزراء اعظم کا کیا جاتا ہے۔ کشمیری قوم انکا استقبال کیوں نہ کریں ؟ حافظ محمد سعید پوری دنیا میں مسئلہ کشمیر کو نہ صرف اجاگر کرتے ہیں بلکہ آزادی کشمیر کی تحریک میں انکی جماعت کے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نوجوان قربانیاں دے چکے ہیں جہاں کشمیریوں کا خون گرتا ہے وہیں جماعۃ الدعوۃ کے کارکن کا خون بھی کشمیریوں کے ساتھ عملا اظہار یکجہتی کرتا ہے۔ 8 اکتوبر 2005 کو آزاد کشمیر و دیگر علاقوں میں آنے والے قیامت خیز زلزلہ کے موقع پر مظفر آباد سمیت کشمیر کے تمام علاقوں میں امدادی کاموں کے لئے سب سے پہلے پہنچنے والے حافظ محمد سعید کی جماعت جماعۃ الدعوۃ کے رضاکار تھے جنہوں نے نہ صرف اپنی جان خطرے میں ڈالی بلکہ اپنے عزیزوں و رشتے داروں کو چھوڑ کر کشمیری قوم کی پہلے مدد کی۔ عالمی میڈیا اس بات کا گواہ ہے اور اقوام متحدہ نے بھی جماعۃ الدعوۃ کو زلزلے کے بعد برق رفتار امدادی سرگرمیاں سرانجام دینے پر اعزازی سرٹفیکیٹ دیا تھا۔ حافظ محمد سعید اگر چاہتے تو امدادی کاموں کے وقت انہوں نے ایک بار پھر کشمیری قوم کے دل جیت لئے تھے، وہ کشمیر سے الیکشن لڑ کر وزیر اعظم بھی بن سکتے تھے کشمیری قوم کو ان پر اعتماد ہے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ آزادی کشمیر کی تحریک کو اجاگر کرتے ہوئے غاصب انڈیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔ یہی وجہ ہے کہ آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے صدر اور سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خان کہتے ہیں کہ جموں وکشمیر میں جماعۃ الدعوہ کا پروگرام

علاقائی اور عالمی انصاف پر مبنی ہے۔ حق خود ارادیت کے حصول کے لئے جماعت الدعوہ کی حمایت کشمیری عوام کا بڑا سرمایا ہے۔ پروفیسر حافظ محمد سعید کا پروگرام اسلاف کی تاریخ پر اخلاص مندی سے پہراہ داری دینا ہے۔ جموں وکشمیر میں تحریک آزادی اور جہاد کی بنیاد مسلم کانفرنس اور مجاہد اول نے رکھی۔ جیسے بعد کے ہر دور میں اہل پاکستان اور محب وطن قوتوں کی غالب اکثریت کی تائید وحمایت حاصل رہی۔ ہم ان تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور پاکستان کے ہر مرد وزن کی کشمیر کے لئے قربانیوں کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے مقاصد میں تحریک آزادی، جہاد کشمیر اور حق خودارادیت کے پروگرام میں پہلے مرحلے میں سیاسی دخل اندازی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ ان لوگوں کے پروگرام میں تحریک آزادی سے انتخابی سیاست اور اقتدار کا شوق غالب آتا چلا گیا لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پروفیسر حافظ محمد سعید کی قیادت میں چلنے والی جماعت الدعوہ کے عظیم جانبازوں نے اپنے مشن کو سیاست، انتخابات اور حکمرانی کے شوق سے دور رکھ کر اپنے بنیادی مقصد پر کامیابی کے ساتھ پہرہ دیا ہے۔ تحریک آزادی کی محافظت پر جماعت الدعوہ کا پروگرام مسلم کانفرنس کا اور پروفیسر حافظ محمد سعید کا کردار مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان کی جہادی کاوشوں کا تسلسل ہے۔ مسلم کانفرنس کے کارکنان پروفیسر حافظ محمد سعید کی کاوشوں کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حزب اسلامی کوٹلی کے امیر مسعود سرفراز

کا کہنا ہے کہ امت مسلمہ کا فخر، قابل باہمت سپوت حافظ محمد سعید ہے۔جماعۃ الدعوہ 25 سالوں سے کشمیریوں کی پشتی بان ہے تحریک آزادی کشمیر کو شہداء نے اپنی جانوں کی قربانی دے کر زندہ رکھا ہوا ہے۔ہمارا فرض ہے کے کشمیر کی آزادی کے لیے جہاد کریں ۔امیر جماعۃ الدعوہ آزاد کشمیر مولانا عبد العزیز علوی کہتے ہیں کہ مودی سن لیے حافظ محمد سعید کشمیر میں داخل ہو چکا ہے اور بہت جلد ایک عظیم کاروان کے ساتھ کشمیر میں دوبارہ داخل ہوگا۔امیر جماعۃ الدعوہ نے ہمیشہ کشمیریوں کے ہر دکھ درد کو مقدم رکھا لوگ صرف ایک دن کے لیے کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی مناتے ہیں امیر جماعۃ الدعوہ پاکستان نے پورے پاکستان میں ایک ماہ تک یکجہتی کشمیر منایا۔عبدالقیوم خان نیازی نے کہا کہ حافظ سعید کی منزل کے ساتھ ہیں کشمیری قوم آپ کی فکر کے ساتھ ہے ۔یہود و ہنود آپ سے خوفزدہ ہیں۔بھارتی عوام نے جنونی ہندو مودی کو اقتدار کی کرسی بٹھایا ہے صرف پاکستان دشمنی پر اس کو ختم کرنے کے لیے۔اکھنڈ بھارت کی تکمیل کے لیے وہ پاکستان سمیت دیگر ملحقہ ملکوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔نریندر مودی بھارت گورباچوف بنے گا۔کشمیریوں پر ظلم ڈھانے والی افواج کا قلعہ قمع کرنا اپنے اوپر فرض اور قرض سمجھتے ہیں حافظ سعید کا خوف بھارت سرکار پر بھی طاری ہے۔حافظ محمد سعید نے دورہ کشمیر میں نواز شریف کو کشمیر کے حوالہ سے پیغام دیتے ہوئے کہا کہ وہ بھارت کے ساتھ ڈور 99ء سے جوڑنا چاہتے ہیں ہم ان کو بتاتے ہیں کہ اسوقت بھارت وزیر اعظم مجاہدین کے ہاتھوں مار کھانے کے بعد بھاگ کر پاکستان

آیا تھا اور اس نے کہا کہ ہم کشمیر کو اٹوٹ انگ نہیں سمجھتے بلکہ یہ متنازعہ ہے اس پر بات کرتے ہیں۔اس وقت بھارتی فوج کے آفیسر میں کشمیر تعیناتی ہونے پر مجاہدین کے خوف سے خودکشی کر لیتے تھے۔آپ نے بات کرنی ہے تو نہرو لیاقت معاہدے پر، سلامتی کونسل کی قراردادوں پر کریں۔ بھارت کا عالمی قراردادوں سے انحراف، سیز فائر لائن پر پختہ مورچوں کی تعمیر، باڑ کا لگانا دہشت گردی ہے۔بھارت 8 لاکھ فوج کے ذریعے کشمیریوں پر مظالم ڈھا رہا ہے عالم کفر کو یہ دہشتگردی نظر نہیں آ رہی۔ مجاہدین اپنی آزادی کے لیے سیز فائر لائن عبور کریں تو یہ دہشتگرد۔یہ دوہرے معیار اب نہیں چلیں گے۔نواز شریف صاحب بھارت سے تجارت کا خسارہ اربوں ڈالر ہے آپ چین سے تجارت کریں وہ دوست ملک ہے ترکی سے ترقیاتی معاہدے کریں میں تو کہتا ہوں کہ اگر یوروپی یونین بن سکتی ہے تو 60 اسلامی ملکوں کی اسلامی یونین کیوں نہیں بن سکتی۔

تحریک انصاف کا حقائق نامہ

عام انتخابات کے دوران ن لیگ نے پنجاب سمیت پورے ملک کے عوام کو سہانے خواب دکھائے لیکن ایک سال میں ان کی کارکردگی کا پول کھل چکا ہے اور جتنے قرضے ماضی کی حکومت نے پانچ سالوں میں لئے موجودہ حکمرانوں نے اس سے زیادہ ایک سال میں قرضے لیکر پوری قوم کو اربوں روپے کا مقروض کر دیا ہے۔ تحریک انصاف کے رہنما و اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید نے پنجاب حکومت کی ایک سالہ کارکردگی کے حوالہ سے حقائق نامہ جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پنجاب میں موجودہ حکومت کے ایک سال کے دوران پنجاب میں جرائم میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے چوری اور ڈکیتی کے پنجاب میں روزانہ 12 سے 14 ہزار واقعات ہو رہے ہیں اور اب تک موجودہ حکومت کے 1 سال کے دوران پنجاب میں 12 6افراد نے مہنگائی اور بیروزگاری اور دیگر مسائل کے ہاتھوں تنگ آ کر خود کشی کی ہے او ہر گزرتے دن کے ساتھ خود کشی کے واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جسکے اصل ذمہ پنجاب اور مرکزی حکمران ہیں' ن لیگ نے کشکول توڑنے کا وعدہ کیا لیکن آج ان کے کشکول کا سائز ایوان وزیراعظم سے رائیونڈ ہاؤس تک پہنچ چکا ہے' پنجاب میں اگر امن و امان کی بات کی جائے تو یہاں پر رکن اسمبلی سمیت کوئی بھی محفوظ نہیں اور ن لیگ کے رکن اسمبلی رانا جمیل کو دن

دیہاڑے اغواء کر لیا گیا اور پنجاب کے حکمران اور پولیس سوئی رہی' نااہل حکمرانوں نے صوبہ کو پانچ سو ارب روپے کا مقروض کر دیا ہے بیڈ گورنس اور نااہلی کی وجہ سے ترقیاتی بجٹ کا 40 فیصد استعمال نہیں ہو سکا اور ریونیو اکٹھا کرنے کا ہدف بھی گزشتہ سال کی نسبت تقریبا 40 فیصد کم رہا ہے۔ پنجاب میں اغواء برائے تاوان کی تقریبا 6 ہزار وارداتیں ہوئی ہیں جن میں مسلم لیگ ن کے رکن پنجاب اسمبلی رانا محمد جمیل بھی شامل ہیں اور امن و امان کی صورتحال اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کے سامنے فرزانہ نامی خاتون کو اینٹیں مار مار کر قتل کر دیا گیا اور پولیس تماشہ دیکھتی رہی۔ حقائق نامے میں مزید کہا گیا کہ 1 سال کے دوران پنجاب میں خواتین کے اغواء کے 1786' قتل کے 846 اور اجتماعی زیادتی کے 846 کیسز بھی سامنے آئے ہیں' بچوں کے ساتھ بھی زیادتی کے 102 سے زائد واقعات ہوئے اور لاہور میں مسلم لیگ ن کی موجودہ حکومت کے قیام کے بعد پانچ سالہ سنبل زیادتی کیس بھی قوم کے سامنے موجود ہے اور حکمران 8 ماہ سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود سنبل زیادتی کیس کے ملزمان کو گرفتار نہیں کر سکے جو حکمرانوں کی سب سے بڑی ناکامی ہے' حکومت ابھی تک سید یوسف رضا گیلانی اور سلمان تاثیر کے اغواء ہونیوالے بیٹے کو بھی بازیاب نہیں کر سکی' ماڈل تھانے کہاں ہیں ؟ پولیس عوام کے تحفظ کی بجائے سیاسی مخالفین کے جلسے ناکام بنانے پر لگی ہوئی ہیں پولیس سے ایلیٹ تک ہر کوئی حکمرانوں کی سیکورٹی پر لگی ہوئی ہے' 2013 میں

دوران ڈکیتی آبروریزی کے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں ان واقعات میں رحیم یار2576
خان 222 واقعات کے ساتھ پہلے نمبراور صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان کا شہر
فیصل آباد214 واقعات کے ساتھ دوسرے اور وزیر اعلی کا شہر لاہور 196 واقعات کے
ساتھ تیسرے نمبر پر ہے' پنجاب میں معصوم بچیوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات عام
ہیں 'ہر سال پنجاب میں 1ہزار سے 15 سو قتل کی اندھی وارداتیں ہوتیں ہیں اب کراچی
کے بعد لاہور میں بھی بوری بند لاشیں مل رہی ہیں لاہور کے علاقہ باغبانپورہ 'شفیق
آباد میں بوری بند لاشیں مل چکی ہیں 'لاہور 'فیصل آباد' گوجرنوالہ 'روالپنڈی میں بھتہ
دیئے بغیر تاجر عزت کے ساتھ کاروبار نہیں کر سکتے 'فیصل آباد میں ہر چوتھا تاجر کسی نہ
کسی شکل میں بھتہ دینے پر مجبور ہے 'جب سے موجودہ حکمران برسراقتدار آئے ہیں
اب تاوان کی رقم آن لائن بینکنگ سسٹم کے تحت ادا ہورہی ہے 'اغواء ہونیوالے'
افرادکے اہل خانہ پولیس کو رپورٹ کرنے کی بجائے خود ہی اغواء کنندگان سے مک مکا
کرلیتے ہیں 'پنجاب میں (ن) لیگ کی حکومت نے 2014 میں 93ارب 71
کروڑاور سپلمنٹری گرانٹ کی مدمیں 6ارب روپے پولیس پر خرچ کیے مگر لاہور میں 25
ہزار اشتہاری اور پورے صوبے میں ڈیڑھ لاکھ اشتہاری ہیں جنہیں پولیس پکڑنے میں
ناکام ہو چکی ہے 'خواتین کیلئے جتنا صوبہ پنجاب آج غیر محفوظ ہیں پہلے کبھی نہ تھا ہر سال
خواتین کے اغواء کے کم از کم 2ہزار واقعات ہوتے ہیں اور900 خواتین قتل ہو
تیں 'لاہور میں ماہانہ 250 گاڑیاں 600 موٹر سائیکل چھنے یا چوری ہوتے ہیں جن کی
مالیت اربوں روپے

میں ہے' جنوبی پنجاب میں حالات نا قابل بیان ہو چکے ہیں' ایک سال میں میڈیا رپورٹس کی مانیٹرنگ کی ہے جس کے مطابق صرف لاہور میں ڈکیتی اور سٹریٹ کرائم کی روزانہ نہ صرف 100 وارداتیں جبکہ پورے پنجاب میں ڈکیتی کی روزانہ 3500 سے ہزار وارداتیں ہوتی ہیں' پنجاب میں ماڈل تھانے کہاں ہیں ؟ پولیس عوام کے تحفظ کی 4 بجائے سیاسی مخالفین کے جلسے ناکام بنانے پر لگی ہوئی ہے ایلیٹ فورس ایلیٹ حکمرانوں کے تحفظ تک محدود ہے' 9 جون 2012 کو وزیر اعلی پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ کلوز سرکٹ کیمروں کے ذریعے کرائم سین واچ کریں گے 2 سال بعد پھر اسی انقلابی اعلان کو دہرا رہے ہیں حقیقت ہے کہ پنجاب اس وقت علاقہ غیر میں تبدیل ہو چکا ہے اور عوام کا جان ومال اللہ کے سہارے پر ہے اور حکمران بیان بازی تک محدود ہیں (ن) لیگ کی حکومت نے صوبے میں تھانے کلچر کے خاتمے کا نعرہ بھی لگائے مگر آج بھی تھانوں میں رشوت کے بغیر ایف آئی آر کا اندراج ممکن نہیں اور تخت لاہور کے حکمرانوں کے اپنے شہرے میں بے گناہ لوگوں کو تھانوں میں تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کیا جا رہا ہے حکمرانوں کو ان قاتلوں کا بھی حساب دینا پڑیگا۔ صحت اور تعلیم کسی بھی عوام اور صوبے کی ترقی اور خوشحالی کیلئے لازم ہیں اور پنجاب میں (ن) لیگ کی حکومت نے 14/2013 کے بجٹ میں تعلیم کا بجٹ مجموعی طور پر 238 ارب روپے رکھا جسکے تحت دیہی یونین کونسلیں جہاں پر طالبات کے لئے ہائی سکول موجود نہیں ہیں وہاں پر موجودہ ایلیمنٹری سکولوں کو بھی اپ گریڈ کرنا لیکن آج تک اس منصوبے پر

بھی عمل نہیں ہو سکا اور آج بھی 40 ہزار کے قریب سکولوں میں بنیادی سہولتیں اور چار دیواری تک موجود نہیں ۔ اگر مہنگائی کا تناسب دیکھا جائے تو 2013ء میں دال چنا کی قیمت 60 روپے کلو جبکہ آج 75 روپے' آٹا 650 روپے سے 750' گھی 970 روپے فی ڈبہ سے 1100 روپے' لال مرچ 140 روپے کلو سے 240 روپے کلو' دال مونگ 140 روپے سے 160 روپے کلو ہو گئی جبکہ شابت مسر 80 روپے سے بڑھ کر 105 روپے کلو' خشک دودھ فی ڈبہ 560 روپے سے 720 روپے دہی 60 روپے سے 85 روپے' مشروبات کی قیمت میں 20 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ کھلا دودھ 50 روپے کلو سے 70 روپے کلو ہو چکا ہے اور موجودہ حکومت کے دور میں ہی بجلی کا گھریلو یونٹ 14 روپے سے 22 روپے تک پہنچ چکا ہے۔اس حقائق نامہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میٹرو بس لاہور نہیں پنجاب کے دس شہروں میں چلا لیں اسے عوام کو کوئی فرق نہیں پڑیگا، عوام کو مہنگائی، غربت، بے روزگاری، بدامنی، دہشت گردی سے حکومت نے نجات دلانا ہوگی۔

بھارت میں ''ہندو دہشت گردی'' عروج پر

مہاراشٹر کے پونے شہر میں ہندو انتہا پسندوں کی جانب سے محسن صادق شیخ کے بعد امین ہارون اپر بھی حملے کے بعد مقامی پولیس نے ہندو راشٹر سینا پر پابندی کے لئے کاروائی شروع کر دی۔ ہندو انتہا پسندوں نے محسن صادق شیخ کے بعد ایک اور مسلم نوجوان امین ہارون شیخ پر بھی حملہ کیا۔ مرنے کا بہانہ کرنے کی بناء پر ہندو انتہا پسند انہیں مردہ سمجھ کر فرار ہو گئے۔ امین ہارون شیخ نماز پڑھ کر گھر جا رہے تھے کہ سامنے سے ہندو راشٹر سینا کے ہندو انتہا پسندوں کا ٹولہ آیا جس نے ان پر تشدد کیا اور انھوں نے دکان میں گھس کر مرنے کا ڈرامہ کیا جس پر ہندو انتہا پسند فرار ہو گئے۔ پونا کے پولیس کمشنر ماتھر نے کہا کہ ہندو راشٹر سینا پر پابندی کی تجویز کے لئے کاروائی شروع کر دی ہے۔ اس تنظیم سے متعلق دستاویزات جمع کی جا رہی ہیں۔ جو وزارت داخلہ کو بھیج کر اس پر پابندی کا مطالبہ کیا جائے گا۔ بھارت کے مغربی شہر پونہ میں ہندو شدت پسندوں کے ہاتھوں ایک مسلمان نوجوان کے قتل کے بعد سے یہ مطالبہ شدت اختیار کر گیا ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی دو ٹوک الفاظ میں اس واقعے کی مذمت کریں تاکہ شدت پسند عناصر کو یہ غلط فہمی نہ رہے کہ بی جے پی کی حکومت آنے سے ' وہ اقلیتوں کے ساتھ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ محسن صادق شیخ کی عمر 28 سال تھی اور انھیں

پونہ میں فرقہ وارانہ تشدد کے دوران پیر کو مبینہ طور پر شدت پسند تنظیم ہندو راشٹر سینا کے کارکنوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ محسن شیخ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ایک کمپنی میں کام کرتے تھے اور رات کا کھانا کھا کر گھر لوٹ رہے تھے کہ انھیں تقریباً 30 حملہ آوروں نے گھیر لیا اور لاٹھیوں سے مار مار کر قتل کر دیا۔ پولیس کے مطابق اس سلسلے میں تنظیم کے کئی کارکنوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ کسی نے شو سینا کے سربراہ بال ٹھاکرے اور ہندو راجہ شواجی مہاراج کی کچھ تصویروں میں قابل اعتراض تبدیلیاں کرنے کے بعد انھیں فیس بک پر ڈالا تھا۔ ہندو راشٹر سینا کے یہ مبینہ کارکن انھی تصویروں کے خلاف احتجاج کر رہے تھے جس نے شہر میں فرقہ وارانہ تشدد کی شکل اختیار کر لی اور اخباری اطلاعات کے مطابق اس دوران کئی مسلمان نوجوانوں کو مارا پیٹا گیا۔ لیکن اخبار ہندوستان ٹائمز کے ایک اداریے کے مطابق محسن شیخ کا اس تنازعے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اخبار لکھتا ہے کہ وفاقی حکومت کو فرقہ وارانہ تشدد کے خلاف ٹھوس کارروائی کرنی چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ملزمان کو سخت سزا ملے۔ محسن کو قتل کرنے کے بعد حملہ آوروں نے اپنے ساتھیوں کو ایک ایس ایم ایس پیغام بھیجا جس میں لکھا گیا تھا کہ پہلی وکٹ گر گئی ہے۔ اس پیغام سے لگتا ہے کہ حملہ آور اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ مرکز میں بی جے پی کی حکومت بن جانے کے بعد 'وہ اقلیتوں کے ساتھ جو چاہیں کر سکتے ہیں اور ایسے عناصر کی یہ غلط فہمی فوراً

دور کی جانی چاہیے اور اگر پارٹی کی اعلیٰ ترین قیادت ایسا نہیں کرتی تو دوسرے لوگوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوگی۔اخبار ٹائمز آف انڈیا کا بھی مطالبہ ہے کہ خود وزیر اعظم نریندر مودی کو محسن شیخ کے قتل کی مذمت کرنی چاہیے۔ محسن شیخ کو اس لیے نشانہ بنایا گیا کیونکہ (وہ اپنی داڑھی کی وجہ سے) دیکھنے میں مسلمان نظر آتے تھے ان کے قاتلوں پر مقدمہ چلانے کے لیے فاسٹ ٹریک عدالتیں قائم کی جانی چاہییں اور قصوروار افراد کو عبرت انگیز سزا دی جانی چاہیے۔ قتل کے اس کیس میں نریندر مودی کو بالکل واضح موقف اختیار کرنا چاہیے۔یہ واقعہ اگرچہ پیر کے روز کا ہے لیکن ابھی تک بی جے پی کی اعلیٰ قیادت کی جانب سے کوئی بیان جاری نہیں کیا گیا۔کانگریس کی مشکل یہ ہے کہ ریاست میں خود اس کی اپنی حکومت ہے اور آئین کے تحت امن و قانون کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ ریاستی حکومت کا کہنا ہے کہ اس نے سخت کارروائی کرکے صورتِ حال کو مزید بگڑنے سے بچا لیا ہے۔حالیہ پارلیمانی انتخابات کے دوران اور پھر بی جے پی کے برسر اقتدار آنے کے بعد بہت سے لوگ یہ خدشہ ظاہر کر رہے تھے کہ پارٹی کی کامیابی سے شدت پسند عناصر کے حوصلے بلند ہو سکتے ہیں۔اخباروں میں بھی تجزیہ نگاروں اور اداریوں کے لب و لہجے سے لگتا ہے کہ ان کے خیال میں اگر بی جے پی اس کیس میں سخت موقف اختیار نہیں کرتی تو ترقی کے جس ایجنڈے کا اس نے وعدہ کیا ہے، اس پر عمل درآمد مشکل ہو جائے گا۔انتخابی مہم کے دوران بھی بی جے پی پر فرقہ وارانہ

جذبات بھڑکانے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ گذشتہ برس اگست ستمبر میں اتر پردیش کے مظفر نگر ضلع اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بھی فرقہ وارانہ تشدد بھڑکا تھا جس میں تقریباً 60 افراد ہلاک اور 50 ہزار سے زیادہ بے گھر ہوگئے تھے۔ بھارت میں پہلی بار ایک غیر کانگریسی جماعت کے اپنے زور پر اقتدار میں آنے سے بی جے پی تو شادماں ہے ہی اس کے ساتھ ہی بہت سی ہندو جماعتیں مودی حکومت کی اس جیت کو بھارت میں ہندوئیت کا انقلاب سمجھنے لگی ہیں۔ گزشتہ دنوں جس ہندو راشٹر سینا کے انتہا پسندوں نے مہاراشٹر کے ایک شہر پونے میں ایک نوجوان شہری کو محض مسلمان ہونے کی وجہ سے مار مار کر ہلاک کر دیا وہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔ قتل سے پہلے انہوں نے مسلم نظر آنے والے کئی اور لوگوں کو نشانہ بنایا تھا اور ان کی املاک کو بھی نقصان پہنچایا تھا۔ اس واقع سے پہلے کسی نامعلوم شخص نے فیس بک پر شیو سینا کے آنجہانی رہنما بال ٹھاکرے اور دور وسطیٰ کے ایک مراٹھا راجا شیواجی کی ایک ہتک آمیز تصویر شائع کی تھی۔ ہندو راشٹر کے کارکن اسی کے جواب میں مسلمانوں پر حملہ کر رہے تھے۔ حالانکہ ابھی تک کسی کو نہیں معلوم کہ فیس بک پر یہ تصویر کس نے پوسٹ کی تھی۔ پونے کے بی جے پی کے رکن پارلیمان نے مسلم نوجوان کے خوفناک قتل پر کہا کہ 'فیس بک پر شیواجی کی ہتک آمیز پوسٹ پر یہ ایک فطری رد عمل تھا۔ بھارتی ریاست اتر پردیش میں ہندو انتہا پسندوں نے کالج ہوسٹل میں کشمیری نوجوان کو نہاتے ہوئے کرنٹ لگا کر شدید زخمی کر دیا۔ کشمیری طلباء کے

احتجاج پر ہندو انتہا پسندوں نے مسلم طلباء پر بدترین تشدد کیا ہے۔ نجی تعلیمی ادارے میں زیر تعلیم طلباء نے اپنے ساتھی طالب علم پر تشدد کے خلاف دھرنا دیا اور زبردست نعرے بازی کی ہے۔ کشمیری طالب علم کو نہاتے ہوئے کرنٹ لگانے کا افسوسناک واقعہ ریاست اترپردیش کے غازی آباد علاقہ دہائی میں نیشنل ہائی وے پر قائم ایک نجی ادارے کے ہاسٹل میں پیش آیا ہے۔ زخمی طالب علم کا نام محمد عمر بتایا جاتا ہے اور وہ اس ادارے میں بی سی اے کا کورس کر رہا ہے۔ محمد عمر نے پولیس کو دی گئی درخواست میں موقف اختیار کیا ہے کہ وہ غسل خانہ میں نہا رہا تھا کہ نجی انسٹی چیوٹ میں زیر تعلیم ہندو انتہا پسند تنظیموں کے طلباء ونگ سے تعلق رکھنے والے طلباء نے منظم منصوبہ بندی کے تحت اسے کرنٹ لگا کر زخمی کر دیا اور اس دوران جب اس نے شور کیا تو ہندو انتہا پسندوں نے نہ صرف اسے بلکہ احتجاج کرنے والے دیگر طلباء پر بھی شدید تشدد کیا جس سے متعدد طلباء کو چوٹیں آئی ہیں۔ نجی انسٹی چیوٹ میں زیر تعلیم ایک سو سے زائد کشمیری طلباء نے احتجاجی مظاہرے کئے، دھرنا دیا اور اپنے ساتھی طالب علموں پر تشدد کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مسلم طلباء کا کہنا ہے کہ ہم نے محمد عمر کو زبردستی ہندو انتہا پسندوں کے چنگل سے چھڑایا تھا۔ حال ہی میں میرٹھ کی ایک یونیورسٹی میں زیر تعلیم 60 کشمیری طلباء کو اُس وقت بے دخل کر دیا گیا تھا جب انہوں نے ایشیا کپ کے دوران پاک بھارت میچ میں پاکستانی کرکٹ ٹیم کے حق میں تالی بجائی تھی

اور اس پر ہندو انتہا پسندوں نے ان پر حملہ بھی کیا تھا۔ بھارتی میڈیا کا کہنا ہے کہ اگرچہ اس معاملے کا ریاستی حکومت نے سنجیدہ نوٹس لیا اور 44 طالب علموں کے داخلے کو یقینی بنایا گیا تھا تاہم 16 طالب علموں کو یونیورسٹی سے مکمل طور بے دخل کر دیا گیا تھا۔

حریت کانفرنس (گ)، حریت کانفرنس (ع) اور دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی نے اس واقعہ کی شدید مذمت کی ہے۔

ایئرپورٹ حملہ، بھارت کے ملوث ہونے کے شواہد

طالبان سے مذاکرات کے لئے کمیٹیاں بنیں ،ملاقاتیں ہوئیں لیکن مذاکرات ادھورے رہے کمیٹیوں کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا،مذاکرات کی ناکامی کے بعد اور کمیٹیوں کی خاموشی کے بعد دہشت گردی کی وارداتوں کا خدشہ موجود تھا،ہائی الرٹ بھی جاری کئے گئے،لیکن سیکورٹی کے انتظامات کا اس وقت پتہ چلا جب کراچی ایرپورٹ دہشت گردوں کا نشانہ بنا۔پاکستان کے سب سے بڑے شہر کے حساس ترین علاقے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر دہشت گردی کے حملے سے حکومت کی کارکردگی واضح ہوچکی ہے،دہشت گرد ایک گاڑی میں جدید اسلحہ جس میں راکٹ لانچر،ہینڈ گرنیڈ ہوتے ہیں کسی مقام سے سفر کرتے ہوئے ایئرپورٹ پہنچتے ہیں لیکن راستے میں انہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی،اسلحہ سمیت پہنچنے والے ان دہشت گردوں کو کراچی پولیس نے کسی مقام پر نہ روکا نہ چیک کیا۔مبینہ طور پر دس دہشت گردوں کا ٹولے نے ایئرپورٹ پہنچ کر اے ایس ایف کے اہلکاروں کو شہید کیا۔دہشتگردی کی اس کارروائی کے دوران 19 افراد جاں بحق جبکہ 10 دہشتگرد بھی ہلاک ہوچکے ہیں۔ترجمان رینجرز کے مطابق دہشت گردوں سے بھارتی ساخت کا اسلحہ برآمد ہوا ہے جبکہ ہلاک دہشت گردوں کے ساتھ لائے گئے سامان اور بیگوں سے خون روکنے والے انجکشنز بھاری تعداد میں برآمد کیے گئے ہیں،انجکشنز پر واضح الفاظ

میں "میڈ ان انڈیا" لکھا گیا ہے۔ انجکشنز بھارت میں تیار ہوتے ہیں اور دہشت گردوں کے پاس اتنی بڑی تعداد میں ان کی موجودگی لمحہ فکریہ اور ایک بڑا سوالیہ نشان ہے، یہ انسولین اور انجکشنز درد روکنے، خون بہنے کی رفتار کم کرنے اور خون منجمند کرنے کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ بلوچستان کے بعد کراچی کی بدامنی میں بھارت کا ہاتھ اور ان کے ملوث ہونے کے شواہد اب کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، میڈیا، سرکاری افسران اور دیگر حلقوں کی جانب سے پاکستان میں بدامنی میں ملوث بھارتی دہشت گرد اور بھارت کے ہاتھ کو بے نقاب کردیا گیا ہے۔اس حملے کی ذمہ داری تو کالعدم تحریک طالبان نے قبول کی لیکن حکومت کو اس طرف بھی غور کرنا ہوگا کہ بھارتی اسلحہ اور بھارتی انجیکشن کا ملنا ؟اس کے تانے بانے کہاں سے جا کر ملتے ہیں؟ بلوچستان میں تو انڈیا علیحدگی کی تحریکیں چلا رہا ہے انکی سرپرستی کر رہا ہے اور وطن عزیز میں ہونے والی دہشت گردی و تخریب کاری میں بھی بھارتی ایجنسی را کا اہم کردار ہے ،اس کاروائی میں بھی بھارتی اسلحہ استعمال ہونے کو بنیاد بنا کر حکومت پاکستان کو خاموش رہنے کی بجائے بھارت سے دوٹوک بات کرنی چاہئے ۔دہشت گردی کی اس واردات میں جدید اسلحہ سے لیس کم از کم 10 دہشتگرد اولڈ ٹرمینل فوکر گیٹ سے ایئرپورٹ کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے جہاں سیکیورٹی فورسز کی جانب سے مزاحمت پر اے ایس ایف کے 4 اہلکار شہید ہوئے جس کے بعد دہشتگردوں نے دستی بموں سے حملہ کرتے ہوئے ایئرپورٹ کے اندرونی حصے میں جانے کی کوشش کی تاہم دہشتگردوں سے

نمٹنے کے لئے پولیس، رینجرز، پاک فوج سمیت ایلیٹ فورس اور اسپیشل سیکیورٹی یونٹ کے دستوں نے آپریشن میں حصہ لیا اور 5 گھنٹے سے زائد جاری رہنے والے مقابلے کے بعد 10 دہشتگرد مار گرائے۔ ایک عینی شاہد سرمد حسین نے بتایا کہ وہ پی آئی اے میں انجینئر ہیں اور اتوار کی شب اپنے معمول کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ اچانک فائرنگ کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں اور ساتھ ہی کئی دھماکے بھی سنائی دیے، حملے سے بھگدڑ مچ گئی اور خوف و ہراس پھیل گیا تو انھوں نے تیسری منزل سے چھلانگ لگا کر اپنی جان بچائی۔ ایک اور عینی شاہد امتیاز نے بتایا کہ ملزمان نے بھاری بیگ اپنی کمر پر لادے ہوئے تھے اور وہ ہائی روف سے اترے جس کے بعد ٹرمینل کی جانب بڑھے، اس دوران ایئرپورٹ سیکیورٹی فورس کے اہلکاروں نے ان پر فائرنگ کی لیکن حملہ آوران پر فائرنگ کرتے ہوئے آگے کی جانب بڑھتے رہے۔ دہشت گردوں کی عمریں 20 سے 22 سال کے درمیان ہیں، دہشتگردوں نے اپنے کندھوں پر بیگ لٹکائے ہوئے تھے۔ عینی شاہدین کے مطابق دہشت گردوں نے اے ایس ایف کے اہلکاروں کی وردیاں پہن رکھی تھیں اور ان کے پاس اے ایس ایف کے جعلی کارڈ بھی موجود تھے۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ تقریباً سوا گیارہ بجے کے بعد اچانک فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوا اور ساتھ ہی دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں جس کے بعد انھوں نے اپنے دفاتر کے باہر سے دیکھا تو چند افراد بھاگتے ہوئے دکھائی دیے، ایک عینی شاہد نے بتایا کہ حملہ آور اربکٹ یا چیچن معلوم ہورہے تھے، انھوں نے جیکٹیں بھی پہنی ہوئی تھیں جو کہ ممکنہ طور پر

خود کش جیکٹیں ہو سکتی ہیں۔ایئرپورٹ پر موجود ایک عینی شاہد نے بتایا کہ سفید کلر کی سرکاری نمبر پلیٹ لگی ہائی ایس پہلوان گوٹھ کی جانب سے آئی اور ایئرپورٹ سیکیورٹی فورس کے ہیڈ کوارٹرز کے قریب قائم گیٹ پر پہنچی ، اس میں سے تقریباً 10 افراد اترے اور فائرنگ کرتے ہوئے ایئرپورٹ پر اندر کی جانب چلے گئے ، تمام افراد سیاہ رنگ کے ٹریک سوٹ میں ملبوس تھے۔ موقع پر موجود ایئرپورٹ تھانے کے اہلکار نے فوری طور پر تھانے کو مطلع کیا اور تھانے کی دو پولیس موبائلیں موقع پر پہنچیں ۔دہشت گردی کی اس واردات میں نو سیکیورٹی اہلکاروں اور نجی ایئر لائن کے ملازم سمیت 19 افراد شہید ہوگئے ہیں جن کی شناخت اے ایس ایف کے فرخ حسین ، مرتضی شاہ ، منتظر ، عبدالمالک طارق محمود ، محمد سرور ، محمد اعظم ، محمد اقبال ، رینجرز کا دل مراد اور نجی ایئر لائن کے ، عبدالخالق صدیقی شہید ہوگیا۔ آپریشن کے دوران ایئر لائن کا ملازم ہارٹ اٹیک ہونے سے چل بسا۔ڈی جی سندھ رینجرز نے بتایا کہ آپریشن میں پاک فوج ، رینجرز، پولیس اور ایئرپورٹ سیکیورٹی فورسز نے کارروائی کی اور دہشتگردوں کے مذموم مقاصد کو پورا نہیں ہونے دیا اور ایئرپورٹ کے اندرونی حصے کو کلیئر کردیا گیا، سات دہشتگرد مقابلے میں مارے گئے جبکہ تین نے خود کو اُڑالیا۔ ساڑھے گیارہ بجے آپریشن شروع کردیا گیا تھا، دہشتگرد 5,5 کی ٹولیوں میں دو جگہوں سے داخل ہوئے تاہم نجی ٹی وی چینل کے مطابق 15 کے قریب حملہ آور تین مقامات سے داخل ہوئے۔ ڈی جی رینجرز کا کہنا تھا کہ حملہ آور غیر ملکی لگتے ہیں

جن کی عمر 20 سے 25 سال کے درمیان ہے، ڈی این اے ٹیسٹ کرائیں گے، صرف کارگو ٹرمینل میں آگ لگی ہے۔ ہائی ایس کا ڈرائیور دہشتگردوں کو اتار کر فرار ہوگیا، پی آئی اے ترجمان کے مطابق حملے کی وجہ سے 20 سے زائد پروازیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ نجی ٹی وی چینل نے ڈی جی رینجرز کے حوالے سے بتایا حملے میں بھارتی اسلحہ استعمال ہونے کے شواہد ملے ہیں جبکہ ہلاک ہونیوالے ازبک، افغان اور چیچن باشندے ہیں۔ جناح انٹرنیشنل ائرپورٹ پر حملہ کرنے والے دہشتگردوں کے ازبک اوران کا اسلحہ بھارتی ساختہ ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔میڈیا رپورٹس کے مطابق عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ جناح ائرپورٹ پر سیکیورٹی فورسز کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے دہشتگرد ازبک لگتے ہیں اور انہوں نے ہاتھوں میں کڑے بھی پہن رکھے ہیں, ترجمان رینجرز کا کہنا ہے دہشتگرد جو اسلحہ لے کر حملہ آور ہوئے ہیں وہ بھارتی ساختہ ہے۔برآمد ہونے والے اسلحے میں 2 خودکش جیکٹ اور20 بم بھی شامل ہیں جنہیں ناکارہ بنا دیا گیا ہے، دہشتگردوں سے 4ایس ایم جی گنز اور راکٹ لانچر بھی برآمد کیا گیا ہے۔دہشت گردوں کے پاس کھانے پینے کے سامان میں، کھجوریں، چنے اور سوکھی روٹیاں بھی موجود تھیں جو رن وے کے اطراف موجود شیڈز کے نیچے پناہ گاہ بنائے بیٹھے تھے۔ جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر حملہ کرنے والوں کے پاس سے خون منجمد کرنے والے فیکٹر ایٹ کے انجکشن برآمد ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔ نجی ٹی وی نے طبّی ماہرین کے حوالے سے بتایا کہ فیکٹر ایٹ انجکشن خون کے زیادہ بہاؤ کو روکنے

کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور عام طور پر محاذ جنگ پر فرنٹ لائن پر لڑنے والے فوجیو
ں کو دیا جاتا ہے۔ عام طور پر بھارتی فوجی اس انجکشن کا بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔
حملہ آوروں کے زیر استعمال اسلحہ کے فنگر پرنٹس لئے جائیں گے۔ وفاقی وزیر دفاع خواجہ
آصف نے کہا ہے کہ کراچی ائرپورٹ پر حملہ دہشت گردوں کی ناقابل معافی حرکت
ہے۔ دہشت گردوں کو ایسا جواب دیا جائے گا کہ مستقبل میں کوئی ایسا کرنے کی جرات
نہیں کرے گا۔ کراچی ائرپورٹ پر دہشت گردوں کے حملے میں قومی اثاثوں اور اہم
تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا۔ حملہ آوروں اور پناہ لینے والے دہشت گردوں کو ان کے
اڈوں میں شکست دی جائے گی۔ خواجہ آصف نے کہا دہشت گردی کا یہ عمل ناقابل
معافی ہے۔ ریاست بھرپور جواب دے گی۔ مستقبل میں اس طرح کی بزدلانہ کارروائی کی
کوئی بھی جرات نہیں کرسکے گا۔ کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان شاہداللہ شاہد
نے نامعلوم مقام سے ٹیلی فونک گفتگو کرتے ہوئے حملے کی ذمہ داری قبول کرلی
اوراِسے ڈرون حملے میں مارے جانیوالے سابق امیر حکیم اللہ محسود کی ہلاکت کا بدلہ
قراردیا۔ ترجمان کا کہنا تھا کہ غیر اعلانیہ جنگ پھر شروع کردی گئی ہے اور وزیرستان میں
ساتھیوں کی ہلاکت اور اعلان جنگ کیخلاف جوابی کارروائی کا حق رکھتے ہیں، خود کش حملہ
آور ایئرپورٹ میں داخل ہوئے اور کارروائی کی۔ وزیر داخلہ نے ایئرپورٹ پر حملے کی
رپورٹ طلب کرلی۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے کامیاب آپریشن پر مسلح افواج
کو مبارکباد پیش کی۔ پاک فوج کے محکمہ

تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق تمام اثاثے محفوظ ہیں۔ترجمان کا کہنا تھا کہ لگنے والی آگ طیاروں میں نہیں بلکہ عمارت میں لگی تھی۔دہشت گردی کی اس کاروائی کو ناکام بنانے کے لئے پاک فوج کے جوانوں نے جو کردار ادا کیا یقینا قابل تحسین ہے پاک فوج کے جوان اپنی جانون پر کھیل کر دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے رہے اور انہیں، ہلاک کرنے میں کامیاب ہوئے۔فوج کے جوانوں کے جذبہ، ہمت کو پاکستانی قوم سلام سلیوٹ پیش کرتی ہے جنہوں نے پر مشکل وقت میں پاکستان کے لئے اہم ترین کردار، ادا کیا۔

دہشت گردوں کا علاج صرف پاک فوج کے پاس

سکیورٹی فورسز کے جوانوں نے کراچی ائیر پورٹ پر بہادری کی نئی تاریخ رقم کرتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے تمام اہم قومی اثاثوں کو محفوظ رکھا دہشت گردوں کے ناپاک منصوبے ناکام بنادیئے کراچی ائیر پورٹ کے وی آئی پی ٹرمینل پر دہشت گردوں کے حملے کے 13 گھنٹے بعد ہوائی اڈے کو کلیئر کردیا۔ فورسز کے آپریشن میں تمام 10 حملہ آور دہشت گرد ہلاک کردیئے گئے۔ کراچی ائیر پورٹ کی سکیورٹی کلیئرنس کے بعد پی آئی اے کی پروازوں کی آمدورفت پیر شام 4 بجے سے شروع ہو گئی۔ پاکستان آرمی کے دستے بڑی تعداد میں واپس چلے گئے ہیں۔ وزیراعظم نواز شریف نے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی پر سکیورٹی فورسز کو شاباش دی ہے۔ وزیراعظم نے فورسز کے جوانوں کی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے فورسز کے اہلکاروں نے اپنی جان کی قربانی دے کر جس جرات مندی اور دلیری سے قومی اثاثوں کو محفوظ رکھا اس پر پوری قوم کو اپنے شہداء پر فخر ہے، ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ پاک فوج، رینجرز اور پولیس کا کراچی ائیرپورٹ کلیئر کرانا قابل تعریف ہے، جوانوں نے بہادری سے قومی اثاثوں کا تحفظ کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ صدر ممنون حسین نے کراچی حملے کے شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ملک دشمنوں

کے بزدلانہ حملوں سے ہمارے حوصلے پست نہیں ہونگے۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے کراچی ائیرپورٹ پر دہشت گردوں کے خلاف کامیاب آپریشن پر سکیورٹی فورسز کو مبارکباد دی ہے اور شہید ہونے والے افراد کو خراج عقیدت پیش کیا۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید نے کہا ہے کراچی ائرپورٹ پر حملہ کرنے والے وہاں دوچار گھنٹے کیلئے اور وہاں مرنے نہیں بلکہ ائرپورٹ پر قبضہ کرنے اور ملک کو مفلوج کرنے کیلئے آئے تھے۔ مگر ہمارے سکیورٹی اداروں نے کمال مستعدی سے صورتحال کنٹرول کی اور ائرپورٹ کو چند گھنٹوں بعد پھر فنکشنل کردیا۔ اس واقعہ میں غیر ملکی ہاتھ کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا غیر ملکی اسلحہ ملنے سے متعلق انہوں نے کہا کہ تحقیقات کے بعد پتہ چلے گا کہ اسلحہ کس ملک کا تھا۔ ایسی وارداتوں میں ملوث عناصر ملک دشمن ایجنڈے پر ہیں ان کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو کراچی ائرپورٹ پر دہشت گردوں کے ساتھ کیا۔ وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق کہتے ہیں کہ پوری قوم، پارلیمنٹ، مسلح افواج، سول سوسائٹی اور تمام سیاسی جماعتیں ملکی سالمیت کیلئے متحد ہیں۔ ریاست کو جھکانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو گی، کراچی ائیرپورٹ پر حملہ ترقی کرتی ملکی معیشت پر حملہ ہے، حملہ آور یہاں غیر ملکی سرمایہ کاری کو روکنا چاہتے ہیں۔ ان کا علاج ہماری مسلح افواج کے پاس ہے اور فوج کو علاج کی کھلی چھٹی دیدی ہے۔ سینٹ میں اپوزیشن جماعتوں نے کراچی واقعہ، تفتان اور شمالی وزیرستان سمیت ملک میں امن و امان کی مجموعی خراب صورتحال کی ذمہ داری وفاقی حکومت اور

سکیورٹی اداروں پر عائد کرتے ہوئے وزیر داخلہ چودھری نثار اور وزیراعظم کے مشیر برائے ہوا بازی شجاعت عظیم سے استعفیٰ کا مطالبہ کردیا اور کہا کراچی اور تفتان واقعہ کی تحقیقات کرا کر ایوان میں رپورٹ پیش کی جائے۔ دہشت گرد بھارتی اسلحہ استعمال کر رہے ہیں، حکومت کی داخلی سلامتی پالیسی ناکام ہو گئی ہے، کراچی ائرپورٹ پر حملے پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے عوامی نیشنل پارٹی کے سینیٹر حاجی عدیل نے کہا کراچی واقعہ ہمارے سکیورٹی اداروں کی ناکامی ہے، دہشت گرد اتنا بھاری اسلحہ لیکر ایئر پورٹ کے اندر کس طرح داخل ہوگئے، ہمارے سکیورٹی اداروں کو حملے کی پہلے سے اطلاع کے باوجود خاطر خواہ اقدمات کیوں نہیں اٹھائے گے۔ پیپلز پارٹی کے سینیٹر رحمان ملک نے کہا پاکستان میں دہشتگرد کارروائیوں میں انڈین اسلحہ استعمال کیا جارہا ہے۔ ایران، افغانستان سے ہماری چیک پوسٹوں پر حملے کرکے ہمارے جوانوں کو شہید کیا جارہا ہے۔ وزیراعظم کراچی معاملے کی شفاف تحقیقات کرائیں اور ذمہ دارن کیخلاف کارروائی کریں۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے کراچی ایئر پورٹ پر حملہ کی شدید مذمت کی ہے اور کہاہے کہ پوری قوم افواج پاکستان اور دفاعی اداروں کی بہادری کو سلام پیش کرتی ہے جنہوں نے اپنی جانیں قربان کرکے اس حملہ کو ناکام بنایا۔ حکومت پاکستان ہزاروں مسلمانوں کی قاتل مودی سرکار سے یکطرفہ دوستی پروان چڑھانے کی بجائے بھارت کے خلاف مضبوط دفاعی پالیسی تشکیل دے۔ بھارت و امریکہ دہشت گردی و تخریب کاری کے ذریعہ پاکستان

کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی خوفناک سازشیں کر رہے ہیں جنہیں ناکام بنانے کیلئے ملک میں اتحاد و یکجہتی کا ماحول پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے شہداء کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے لواحقین کیلئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف سید خورشید شاہ نے کہا ہے کہ لگتا ہے کہ حکومت ، فوج ، سیکورٹی ادارے اور سیاستدان ملکر فیصلہ کریں کہ شیروں کی طرح لڑیں گے اور للکارتے ہوئے جانیں دینگے روز روز خوفزدہ رہنے سے بہتر ہے کہ شیر کی زندگی اختیار کی جائے ۔ کراچی کے واقعہ نے ساری قوم کو ہلا کر رکھ دیا ہے کس کے سہارے قوم خود کو محفوظ سمجھے خیبر پختونخوا، راولپنڈی میں واقعات ہوئے مہران بیس پر حملہ کیا گیا تھا اور اب کراچی جیسے اقتصادی شہر کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر حملہ کیا گیا ہے اس واقعہ کے حوالے سے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کا کئی گھنٹوں تک کوئی رد عمل نہیں آیا؟ ۔ کراچی ایئر پورٹ پر حملے کے دوران جہاں ماں سے لخت جگر اور بہنوں سے ان کا بھائی چھینا وہاں سہاگنوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بھی کر دیا گیا۔ انجینئر فخر الحسن نے صرف نو ماہ قبل ہی قومی ایئر لائن میں شمولیت اختیار کی تھی اور ان دنوں بہنیں اس کے سر پر سہرا سجانے کی تیاریاں کر رہی تھیں لیکن دہشت گردوں نے اس کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ فخر الحسن کی نعش کو اسکے بھائی نے جوتے دیکھ کر شناخت کیا۔ اے ایس ایف کے سب انسپکٹر محمد اقبال کا تعلق نوابشاہ سے تھا جس نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹیوں اور دو بیٹوں کو سوگوار

چھوڑا ہے جبکہ ایئر پورٹ سکیورٹی فورس ہی کے اے ایس آئی طارق محمود فیصل آباد کے قریب جڑانوالہ کا رہنے والا تھا۔ وہ پندرہ برس قبل اے ایس ایف میں بھرتی ہوا تھا اور آٹھ سال قبل اسکی شادی ہوئی تھی۔ وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر دہشت گردوں کے حملے میں شہید ہونے والے اے ایس ایف اہلکاروں کے لواحقین کے لئے 10,10 لاکھ روپے، زخمیوں کے لئے ایک ایک لاکھ روپے جبکہ شہید رینجرز اہلکاروں کے لواحقین کے لئے 20، 20 لاکھ روپے کی امداد کا اعلان کر دیا۔ وزیر اعلیٰ نے حملے میں شہید ہونے والے اے ایس ایف کے اردلی کے لواحقین کے لئے بھی دس لاکھ روپے کی امداد کا اعلان کیا۔ دوسری جانب وزیر اعظم کے معاون خصوصی برائے ہوا بازی شجاعت عظیم نے اے ایس ایف کے شہید اہلکاروں کے ورثا کو معاوضہ دینے کی سفارش کر دی۔ تحریک انصاف کی کور کمیٹی نے طالبان کے خلاف آپریشن کی مشروط حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ کراچی ایئر پورٹ پر حملہ کی ذمہ داری قبول کرکے طالبان نے امن کو تباہ کر دیا، پاکستان اور معصوم عوام کو نقصان پہنچانے والوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ عمران خان نے ٹوئٹر پیغام میں کہا کہ کراچی ایئر پورٹ پر حملہ حکومت کی انسداد دہشت گردی پالیسی کی ناکامی ہے، یہ حملہ سکیورٹی کی بھی ناکامی ہے، انہوں نے بلوچستان میں زائرین کی بس پر حملے میں بڑی تعداد میں جانی نقصان پر بھی گہرے دکھ کا اظہار کیا اور ذمہ داروں کیخلاف فوری کارروائی کا مطالبہ کیا۔

بھارتی ہٹ دھرمی اور نواز شریف کا مودی کو خط

وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے بھارتی ہم منصب نریندرا مودی کو ایک خط لکھا ہے جس میں انہوں نے اپنے دورہ بھارت کے دوران بھارتی ہم منصب سے ہونے والی ملاقات میں اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بھارتی وزیراعظم کے ساتھ مل کر تمام تصفیہ طلب امور کو حل کرنے کے خواہشمند ہیں کیونکہ دونوں ملکوں میں غربت کی زندگی بسر کرنے والے افراد ہمارے منتظر ہیں اور دونوں ممالک کا مستقبل معاشی خوشحالی سے وابستہ ہے۔ امید ہے کہ ہماری کوششیں روشن مستقبل کی بنیاد ڈالیں گی۔ بھارتی میڈیا کے مطابق بھارتی وزیراعظم کے آفس کو اپنے پاکستانی ہم منصب کی جانب سے لکھا گیا ایک خط موصول ہوا ہے جس میں وزیراعظم نواز شریف نے اپنے دورہ بھارت کے دوران بھارتی وزیراعظم سے ہونے والی ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ نریندرا مودی سے ہونے والی ملاقات سے مطمئن ہیں۔ خط میں لکھا گیا ہے کہ وہ نہ صرف دورہ بھارت سے مطمئن ہیں بلکہ باہمی تعلقات اور خطے کے معاملات پر بھارتی وزیراعظم سے بھی مفید بات چیت ہوئی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس ملاقات میں جہاں باہمی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا وہاں علاقائی مفادات پر بھی تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ وزیراعظم نواز شریف نے بھارتی وزیراعظم

نریندر مودی کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کی تھی اور وہاں ملاقات بھی کی تھی جس میں تحائف کا بھی تبادلہ ہوا تھا۔ حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ نون کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ ہندوستان کے وزیراعظم نریندرا مودی کی تقریبِ حلف برداری میں شرکت کے سلسلے میں وزیراعظم نواز شریف کو اپنے دورہ ہندوستان سے زیادہ خوشی نہیں ہوئی۔ دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم کے درمیان ون ٹو ون ملاقات کے بعد کوئی مشترکہ پریس کانفرنس کا انعقاد نہیں ہوا جس سے اسلام آباد کو مایوسی ہوئی ہے ہندوستان کا دورہ کرنے والے وزیراعظم کے وفد کو امید تھی کہ ملاقات کے بعد کوئی مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جائے گا، لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ اس کے بجائے نئی دہلی نے ایک یک طرفہ پریس ریلیز جاری کی، جس میں پاکستان کا مؤقف شامل نہیں کیا گیا تھا۔ ہندوستان کی جانب سے نواز شریف کو صرف پاسنگ ریفرنس دیا گیا جو ایک ملک کے وزیراعظم کی حیثیت سے مناسب نہیں تھا۔ نئی دہلی کی جانب سے جاری ہونے والی اچانک اور ناکافی پریس ریلیز نے مجبور کیا کہ وزیراعظم نواز شریف اپنے طور پر ایک پریس کانفرنس کریں۔ جہاں انہوں نے نہایت محتاط الفاظ میں بات کی، لہٰذا جو کچھ بھی اس دورے سے کیا حاصل ہوا، اسے بے کار نہیں کہا جاسکتا۔ حکومت اب سیکریٹری سطح کے مذاکرات کی امید لگائے ہوئے ہے جس پر نواز شریف کے دورے کے دوران دونوں ہی ملکوں نے اتفاق کیا تھا، اور یہ مذاکرات تعلقات کو مضبوط بنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ نواز شریف کی مودی سے ملاقات میں نریندر مودی نے نواز شریف

کو چارج شیٹ دی تھی۔ملاقات میں بھارت کی جانب سے ممبئی حملوں میں ملوث دہشت گردوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے پر اصرار رہا تھا۔ نئی دہلی میں ہونے والی پاک بھارت وزرائے اعظم ملاقات پر گویا دنیا بھر کی نگاہیں ٹکی ہوئی تھیں، بند کمروں میں جنوبی ایشیا کے بڑے لیڈروں کے درمیان کیا گفت وشنید ہوئی، یہ بات سب کیلئے معمہ تھی، کسی نے دہشت گردی تو کسی نے تجارت دونوں کے درمیان گفتگو کا موضوع جانا۔ یہ بھید اس وقت کھلا جب بھارتی سیکریٹری خارجہ کی جانب سے دونوں لیڈروں کے درمیان ہونے والی ملاقات اور گفت گو کی روداد سامنے آئی۔پاکستان نئی راہیں کھولنے کو تیار مگر دوسری جانب بھارت کی ہٹ دھرمی برقرار رہی، میاں صاحب سے ملاقات میں مودی کی تکرار اسی بات پر رہی کہ سرحد پار سے دہشت گردی روکی جائے، اور ممبئی حملوں کے ذمہ داروں کو سزا دینے کا اصرار رہا حالانکہ ممبئی حملوں کے حوالہ سے انڈیا میں یہ بتا واضح ہو چکی ہے کہ ممبئی حملوں میں پاکستان نہیں بلکہ انڈیا خود ہی ملوث تھا صرف پروپیگنڈے کے زور پر پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے کی کوشش کی گئی اور آج تک ممبئی ممبئی کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے لیکن بھارت میں مسلمانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے، سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس جس میں بھارتی فوج کے ایک حاضر سروس کرنل نے مسلمانوں کو زندہ جلا دیا تھا اس پر میاں صاحب نے بات نہیں کی بلکہ خاموشی سے چارج شیٹ تھامی اور پاکستان واپس آنے کے بعد بھی انکو چین نہ آیا اور انہوں نے ایک ایسے وقت میں جب پاکستان پر دشمنوں نے ایک بہت بڑا وار

کیا ہے، کراچی ایئرپورٹ پر حملہ ہوا چار گھنٹے کے اس واقعہ میں پاکستان کی با ہمت افواج نے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں ہلاک کیا، 2008 میں انڈیا میں ہونے والے ممبئی حملوں میں بھی دس لوگ تھے جنہوں نے پانچ دن تک بھارتی فورسز کے ساتھ مقابلہ کیا تھا اس سے بھارت کی سیکورٹی اور اسکی فوج کی ہمت کا بھی اندازہ ہوتا ہے لیکن ایرپورٹ پر ہونے والے حملے میں دس دہشت گردوں کو پاکستانی فورسز نے صرف چار گھنٹے میں ہی دبا دیا اور ان دشمت گردوں سے نہ صرف بھارتی ساخت کا اسلحہ برآمد ہوا بلکہ ایک ایسا انجکشن بھی برآمد ہوا جو بھارتی فوج استعمال کرتی ہے ایسے حالات میں نواز شریف کو مودی کو خط لکھنا سمجھ سے بالاتر ہے، بھارت نے کبھی بھی پاکستان کے ساتھ دوستی والا رویہ اختیار نہیں کیا بلکہ ہمیشہ الزامات لگائے ،اور پاکستان کی پالیسی یہ ہے کہ ان الزامات کا جواب دینے کے بجائے خاموشی اختیار کی جاتی ہے؟ کیوں؟ پاکستان ایک آزار ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، انڈیا پاکستان کی طرف آنے والے دریاوں پر ڈیم بنا رہا ہے اور انہی ڈیموں سے بجلی پیدا کرکے پاکستان کو فروخت کرنا چاہتا ہے اس پر پاکستان خاموش رہا۔اب جب کراچی ایر پورٹ نہیں بلکہ پاکستان پر ہونے والے حملے میں بھارتی اسلحہ برآمد ہوتا ہے تو حکمرانوں کی خاموشی سمجھ میں نہیں آتی اگر اسکے مقابلہ میں بھارت میں ایسا ہوا ہوتا تو وہ اپنی فوجیں سرحدوں پر لے آتا جیسے اس نے ممبئی حملوں کے بعد کرنے کی کوشش کی تھی حالانیکہ وہ اس کا اپنا ڈرامہ تھا

لیکن وہ پاکستان کو انڈر پریشر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اب میاں نواز شریف صاحب نے اگر مودی کو خط لکھنا ہی تھا تو اس میں لکھتے کہ بھارتی اسلحہ برآمد ہونے کا بھارت جواب دے، بلوچستان کے وزیر داخلہ متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی و تخریب کاری میں انڈیا کا کردار ہے جبکہ پارلیمنٹ کے ان کیمرہ اجلاسوں میں اس بات کے ثبوت بھی دیئے گئے لیکن حکمرانوں کی زبانیں گنگ ہیں۔نریندر مودی نے اپنی انتخابی مہم میں پاکستان دشمنی کا کھل کر اظہار کیا تھا بلکہ بھارت میں انتخابات صرف اور صرف اسلام و پاکستان دشمنی پر لڑے گئے اسکا نتیجہ آج بھارت میں نظر آ رہا ہے، مودی کے وزیر اعظم بننے کے بعد مسلمانوں کو بھارت میں رہنے نہیں دیا جا رہا ہے، مسلمان علاقوں میں ہندو انتہا پسندوں کی طرف سے ہندو دہشت گردی بڑھ رہی ہے اور مسلمان نشانہ بن رہے ہیں، نواز شریف کو خط میں یہ لکھنا چاہئے تھا کہ بھارت کے مسلمانوں کو تحفظ دیا جائے، ہندو باز آ جائیں، پاکستان میں تمام اقلیتیں محفوظ ہیں انڈیا میں بھی انہیں انکا مقام دیا جائے لیکن ایسا کچھ نہیں لکھا گیا۔ مودی نے اپنی انتخابی مہم کے دوران ''پاکستان کارڈ'' استعمال کرتے ہوئے کہا کہ وہ پاکستان سے داؤد ابراہیم کو اسی طرح نکال لائے گا جس طرح امریکہ نے اُسامہ بن لادن کو پاکستان سے نکال لیا تھا۔ مودی نے بھارت کے ہندوؤں کو خوش کرنے اور بھارتی مسلمانوں کے زخموں پر نرم چھڑکنے کیلئے کہا کہ بابری مسجد کی جگہ مندر تعمیر کیا جائیگا۔نریندر مودی نے ایک

ٹی وی انٹرویو میں پاکستانی حکومت اور اس وقت کے وزیراعظم منموہن سنگھ کے درمیان
خطوط کے تبادلے پر کہا تھا کہ پاکستان کو ''لو لیٹر'' لکھنا بند کئے جائیں اور اس کو اسی کے
بھاشن میں جواب دیا جائے ،دیکھتے ہیں نواز شریف نے پاکستانی قوم کی توقعات کے
برعکس مودی کو ہی ''لو لیٹر'' لکھ دیا اسکا جواب کیا آتا ہے۔

چین کی کشمیر پالیسی خوش آئند

اس بات میں کسی کو کوئی شک نہیں کہ مقبوضہ جموں کشمیر پر بھارت نے اپنا غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کو اپنا حق خود ارادیت نہیں دے رہا۔ بھارت یہ چاہتا ہے کہ کشمیری بھارت کے ساتھ مل جائیں اور اسکے لئے بھارتی افواج نے کشمیریوں پر مظالم کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور اسکے مقابلے میں کشمیری مسلمان بھی روزانہ بھارت کے خلاف یوم سیاہ مناتے ہیں ۔چین نے کشمیریوں کے مطالبے اور حق خود ارادیت کو جائز قرار دیتے ہوئے کشمیریوں کو الگ سے ویزہ دینے کا اعلان کیا تھا۔اب چین نے ایک بار پھر دو ٹوک اعلان کیا ہے کہ چین کی کشمیر پالیسی میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں آ سکتی ہے۔ چین کی طرف سے کشمیریوں کے لیے علیحدہ ویزہ (کشمیریوں کے لیے بھارتی پاسپورٹ کے بجائے الگ کاغذ پر ویزاtapledvisa) کی فراہمی کا عمل برقرار رہے گا۔ بھارتی دورے کے موقع پر چینی وزیر خارجہ مسٹر وانگ نے دورہ بھارت کے دوران اپنے بھارتی ہم منصب سشما سوراج کیساتھ طویل ملاقات کی جس میں دوطرفہ تنازعات سلجھانے پر بات کی گئی اور اس دوران دونوں رہنماؤں نے بھارت چین کے تعلقات کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنے کا وعدہ کیا۔ بھارتی اخبار کے مطابق قریب تین گھنٹے تک جاری رہنے والی ملاقات میں بھارت

چین سرحدی تنازعات چھائے رہے جس میں چینی لبریشن آرمی کی جانب سے کشمیر کے لداخ خطے میں بھی دراندازی کا معاملہ سرفہرست رہا جس پر دونوں رہنماؤں کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے پر اتفاق کیا گیا اور سرحدی معاملات سلجھانے کے لیے بات چیت کے مزید ادوار جاری رکھنے پر بھی اتفاق کیا گیا تاہم اس دوران بات چیت میں بھارتی وزیر خارجہ نے اپنے چینی ہم منصب کے ساتھ کشمیر معاملے کو چھیڑتے ہوئے علیحدہ ویزا کی فراہمی کو بدلنے کی تجویز پیش کی اور کہا کہ بھارتی قیادت اس معاملے پر تحفظات کے شکار ہو گئے ہیں کیونکہ چین نے کشمیری اور اروناچل پردیش کے باشندوں کے لیے علیحدہ ویزا نظام کو برقرار رکھا ہوا ہے جو کہ ملک کے آئین کے ساتھ میل نہیں کھاتا ہے اس موقع پر چینی وزیر خارجہ نے دوٹوک الفاظ میں بھارتی وزیر خارجہ کی یہ تجویز مسترد کر دی اور اعلان کیا کہ چین کی کشمیر پالیسی میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں آ سکتی کی فراہمی کا عمل برقرار رہے گا۔ اس موقع پر چینی stapledvisa ہے اور علیحدہ ویزا وزیر خارجہ نے بھارتی ہم منصب کی تجویز کو سختی کے ساتھ مسترد کر دیا اور کہا کہ ایک خیر سگالی قدم ہے کیونکہ اگر چین اس طرح کا ویزا نظام متعارف نہیں کرتا تو اس سے ان لوگوں کی شناخت کا مسئلہ بن سکتا ہے کہ یہ لوگ کس ملک کے حوالے سے چین میں داخل ہوئے ہیں چینی وزیر خارجہ کا کہنا تھا کہ چین نے اس موقع پر نرمی کا موقف بدل دیا ہے بلکہ اس میں مزید سختی برتی جائے گی کیونکہ یہ چین کے مفاد میں ہے اور چین اپنے مفادات کے ساتھ

سمجھوتہ کرنے کے لیے کسی بھی طور پر تیار نہیں ہے اس دوران بھارتی وزیر خارجہ نے پاکستانی زیر انتظام کشمیر میں چینی فوج کی موجودگی اور ان کی سرگرمیوں کے حوالے سے بھی معاملات اٹھائے اور زور دیا کہ چین پاکستانی زیر انتظام کشمیر میں تعمیراتی کاموں کو بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چینی وزیر خارجہ نے قریب تین گھنٹے تک جاری رہنے والی اس ملاقات میں بھارتی وزیر خارجہ کو بتایا کہ چین اور بھارت کو دیگر معاملات میں آگے بڑھنا ہوگا اور اس سلسلے میں حالات کو بہتر بنانے کے لیے دونوں ممالک کومذاکرات جاری رکھنا ہونگے اس دوران چینی وزیر خارجہ مسٹر وانگ نے لداخ میں چینی فوج کی دراندازی کے حوالے سے صاف کردیا ہے کہ چین کسی بھی طور پر دوسرے ممالک کی سرحدوں پر مداخلت نہیں کر سکتا ہے چینی وزیر خارجہ نے سشما سوراج کے ساتھ ملاقات کے بعد بتایا کہ خوشگوار ماحول میں بات چیت ہوئی اور اس بات چیت میں تمام ایشوز کو بات چیت کے ذریعے سلجھانے پر اتفاق کیا گیا اس کے علاوہ دونوں رہنماؤں نے بات چیت کے اگلے دور چین میں کرنے پر بھی اتفاق کیا ہے۔اس دوران چینی وزیر خارجہ مسٹر وانگ نے بعد میں وزیر اعظم نریندر مودی کے ساتھ بھی ملاقات کی جس میں دونوں رہنماؤں نے ملکی سطح کے معاملات پر تبادلہ خیال کیا اس موقع پر چینی وزیر اعظم کی طرف سے مبارکباد دی اور دورہ چین کی دعوت دی۔اس موقع پر بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے چینی وزیر خارجہ کو بتایا کہ بھارت چین کے ساتھ بہتر تعلقات کا حامی ہے اور سرحدی تنازعات کو بات چیت

کے دائرے میں رہ کر ہی حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ بھارتی وزارت دفاع نے بھارت چین سرحد پر دفاعی حصار مضبوط بنانے کے لیے مزید 54 نئی چوکیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ان چوکیوں میں آئی ٹی بی فورس کو تعینات کیا جائے گا۔ اروناچل پردیش سمیت بھارت چین سرحد پار چینی فوج کی جارحیت کا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے دفاعی افسران نے حکومت کو ایک منصوبہ پیش کیا ہے جس میں بھارتی وزارت دفاع اور داخلہ سے کہا گیا ہے کہ چین کی بڑھتی فوجی طاقت اور بھارت چین سرحد پر چینی فوج کی جارحیت اور چینی لبریشن آرمی کی دراندازی ایک سنگین مسئلہ بن گئی ہے اور یہ کہ صورتحال سنگین ہے جس کو دیکھتے ہوئے بھارت کو بھی بھارت چین سرحد پر دفاعی طاقت کا اضافہ کرنا ہے ماہرین نے خبردار کیا کہ اگر بھارت چین لائن آف ایکچیول کنٹرول پر دفاعی حصار مضبوط نہیں کیا گیا تو صورتحال کسی بھی وقت پلٹ سکتی ہے جس کا خمیازہ اٹھانا پڑ سکتا ہے۔ مودی حکومت نے دفاعی ماہرین کے ان خدشات کا سنجیدہ نوٹس لیا ہے اور اس منصوبے کو بھی ہری جھنڈی دکھائی ہے جس کے تحت بھارت چین سرحد پر دفاعی حصار کو مضبوط کرنے کا کام کیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ مودی حکومت نے بھارت چین سرحد پر دفاعی حصار مضبوط بنانے کے لیے مزید 54 نئی چوکیاں قائم کی جائیں گی اور اس میں آئی ٹی بی فورس کو تعینات کیا جائے گا بتایا جاتا ہے کہ ان چوکیوں میں زیادہ تر اروناچل پردیش میں قائم کی جائیں گی کیونکہ اروناچل پریش میں بھارت چین سرحد پر چینی فوج اور بھارتی فوج کے

درمیان صورتحال کئی بار کشیدہ بن گئی ہے اور چینی فوج کئی بار بھارتی حدود میں بھی داخل ہو چکی ہے اس کے علاوہ جموں و کشمیر کے لداخ خطے میں بھی یہ چوکیاں بھارت چین لائن آف ایکچیول کنٹرول پر قائم کی جا سکتی ہے جس کو دیکھتے ہوئے وہاں بھی صورتحال کو قابو میں رکھا جا سکے۔

انصاف" کی تحریک منزل کی جانب گامزن"

پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے الزام عائد کیا ہے کہ شریف خاندان کے 1995 کے چالیس کروڑ کے اثاثے پندرہ ارب روپے سے تجاوز کر گئے ہیں
وزیراعظم کے غیر ملکی دورے ملک و قوم کیلئے نہیں بلکہ ذاتی بزنس ٹرپ کیلئے ہوتے ہیں
حکومت کی جانب سے ایک سال میں لیے گئے قرضوں کو آئندہ دو نسلوں کو اتارنا پڑیگا
پاکستان تحریک انصاف صوبہ خیر پختونخوا میں صوبائی کابینہ کے اراکین کے تنخواہوں میں اضافے کی حمایت نہیں کرتی ہم اقتدار کی باری کیلئے انتخابی دھاندلی کے معاملے کو نہیں اٹھا رہے بلکہ پاکستان کے مستقبل کیلئے ایسا کر رہے ہیں انتخابی چوروں کو نہ پکڑا تو سسٹم ٹھیک ہوسکے گا نہ کوئی تبدیلی آسکے گی موجودہ پارلیمنٹ عوام کی اصل نمائندگی نہیں کرتا۔ پاکستان تحریک انصاف نے حکومت کی جانب سے پیش کردہ اقتصادی اعداد و شمار کو مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ قوم سے جھوٹ بولا جا رہا ہے موجودہ بجٹ قوم کے ساتھ بہت بڑا فراڈ ہے۔ پاکستانی خزانے کے بیرون ملک پڑے دو سو ارب ڈالر تین سالوں میں مرحلہ وار واپس لایا جائے حکومت کی جانب ٹیکس رعایتیں ٹیکس چوروں اور مال بنانے کا موقع فراہم کرنے کے مترادف ہے تاکہ وہ بڑے بڑے منافع کما سکیں
قومی وسائل کو اسلام آباد

راولپنڈی لاہور پر لگایا جارہا ہے جس کی وجہ سے صوبوں میں پنجاب کے خلاف سخت نفرت پیدا ہو رہی ہے ایک خاندان کی حکومت ہے سرمایہ کار بھی خود ہیں قرضوں کا سارا بوجھ قوم کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور صوبوں کے ترقیاتی بجٹ سے جو کٹوتیاں کی گئی ہیں پنجاب بالخصوص لاہور پر خرچ کی جائیں گی۔ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر پچاس ارب روپے کا میٹرو بس کا منصوبہ شروع کیا گیا کراچی سرکلر ریلوے کے بجائے لاہور میں یہ منصوبہ شروع کیا جارہا ہے۔ سب سے زیادہ سستی بجلی خیبر پختونخوا میں پیدا ہوتی ہے وزیراعظم وہاں کے وزیراعلیٰ کے بجائے اپنے بھائی کو بیرون ملک لیکر جاتے ہیں جب کہ پنجاب میں سب سے مہنگی بجلی پیدا ہو رہی ہے بھائی بیٹوں بیٹیوں کی حکومت ہے۔ جمہوریت اس قسم کی حکومت نہیں ہوتی نہ خاندانی حکومت جمہوریت کا حصہ ہے لوگ تڑپ رہے ہیں اور یہ لوڈ شیڈنگ کے ساتھ بجلی کی قیمتوں میں کئی گنا اضافہ کر رہے ہیں وزیراعظم ہاؤس کا خرچہ روزانہ 35 لاکھ اور وزیراعظم کے بیرون دوروں کا روزانہ خرچہ 43 لاکھ روپے ہے۔ رائیونڈ کی سیکورٹی پر چالیس کروڑ روپے خرچ کئے جارہے ہیں ۔نواز شریف اپنے بیٹے کے ہمراہ بھارتی بزنس مینوں کے گھر گئے بھارتی سیٹھوں سے ملے مگر کشمیری رہنماؤں سے ملنے کی توفیق نہیں ہوئی جو حکومت امیر کو امیر ترین بنانے کی پالیسی پر گامزن ہو اس سے خیر کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ تحریک انصاف نے اسلام آباد، فیصل آباد، سیالکوٹ میں انتخابی دھاندلیوں کے خلاف جلسے بھی کئے جن میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور

عمران خان کی قیادت پر اعتماد کیا کیونکہ قوم لوڈشیڈنگ، مہنگائی، دہشت گردی سے تنگ آ چکی ہے، مہنگائی تھمنے کا نام نہیں لے رہی، دہشت گردی بھی جاری و ساری ہے اب تو ڈرون حملے بند کروانے کا دعویٰ کرنے والی حکومت دوبارہ ڈرون حملوں پر قوم کو کیا جواب دے گی، حکمران ہیں کہ انہیں قوم سے زیادہ اقتدار کی فکر ہے، پاکستان کے دفاع کے لئے کردار ادا کرنے والوں، افواج پاکستان اور آئی ایس آئی کے خلاف جیو ٹی وی پر آٹھ گھنٹے تک زہر اگلا گیا لیکن حکومت نے صرف پندرہ دن کی بندش کی سزا دی اسکے مقابلہ میں رائیونڈ کے باغ میں امرود کھانے والوں کو سی سی ٹی وی کیمرہ میں دیکھے جانے کے بعد معطل کر دیا گیا، کیا اسی کو انصاف کہتے ہیں؟ قوم اب اس ملک میں حقیقی تبدیلی چاہتی ہے ایک ایسی حکومت جو اس ملک کو قائد اعظم کا پاکستان بنائے، ملک میں مہنگائی میں کمی کرے، دہشت گردی کی روک تھام کے لئے اقدامات کرے اور عوام کو ریلیف دے لیکن حکومت یہ سب نہیں چاہتی۔ تحریک انصاف کے انتخابی دھاندلیوں کے خلاف کامیاب ترین جلسوں کے بعد وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید نے بیان دیا کہ طالبان، عمران خان اور طاہر القادری سٹریٹجک پارٹنر ہیں۔ عمران خان جمہوری اداروں، طالبان دفاعی تنصیبات اور وفاقی اداروں میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ تیسرا پارٹنر طاہر القادری آئین پر حملہ آور ہونے کے لئے کینیڈا سے آ رہا ہے۔ عوام حکومت اور قومی سلامتی کے ادارے مل کر تینوں پارٹنرز کا حملہ ناکام بنائیں گے۔ بات چیت کے دروازے کھلے ہیں۔ دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے

ریاست پوری طاقت استعمال کرے گی جہاں سے خطرہ لاحق ہو گا زمین اور فضا سے نشانہ بنائیں گے۔ جناب پرویز رشید صاحب کا یہ بیان پڑھ کر حیرانگی ہو رہی ہے کہ عمران خان جو عوامی نمائندے ہیں انہیں عوام نے منتخب کیا وہ پارلیمنٹ میں پہنچے، ایک جماعت کے چیئرمین ہیں، خیبر پختونخواہ میں انکی حکومت ہے، ایک عوامی لیڈر و نمائندے کو وہ طالبان کے ساتھ کیوں ملا رہے ہیں، عمران خان نے کہاں خود کش دھماکا کر دیا یا تحریک انصاف نے کس جگہ خود کش جیکٹ پھاڑ دی، پرویز رشید صاحب اس بات کا بھی جواب دیں کہ عمران خان نے کس وفاقی ادارے پر حملہ کیا؟ تھوڑی سی تفصیلات اور دے دیں،، وہ تو شہر شہر جا کر انصاف کے لئے دہائی دے رہے ہیں کہ گزشتہ برس ہونے والے انتخابات شفاف نہیں ہوئے انہیں انصاف چاہئے لیکن حکومت انصاف دینے کی بجائے انہیں طالبان کا پاٹنر بنا رہی ہے، اگر وفاقی اداروں پر حملوں کی بات ہے تو جناب پرویز رشید صاحب تھوڑا سا ماضی قریب میں جائیں جب لاہور میں لوڈ شیڈنگ، مہنگائی کے خلاف مسلم لیگ (ن) نے بھرپور احتجاج کا اعلان کیا تھا جس میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اسوقت کے صدر پاکستان کو اسی چوک میں پھانسی پر لٹکانے کا اعلان کیا تھا، خان نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی، کیا اپنا حق مانگنا بھی طالبانائیزیشن ہے؟ لگ تو یہ رہا ہے کہ حکومتی اراکین تحریک انصاف کی کامیابیوں کی وجہ سے بوکھلا چکے ہیں۔ تحریک انصاف کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر شیریں مزاری نے وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات پرویز رشید کے بیان پر سخت

رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عوام دھاندلی کے ذریعے آنیوالی حکومت کی ترجیحات سمجھ چکے ہیں اس کی کارکردگی سے مکمل طور پر آگاہ ہیں۔ وزیر اطلاعات و نشریات بے معنی بیان بازی کے ذریعے حقیقی مسائل سے توجہ ہٹانا چاہتے ہیں اور اپنی حکومت کی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے حزب اختلاف کی جماعتوں خصوصاً پاکستان تحریک انصاف اور اس کی قیادت پر سنگ باری میں مصروف ہیں۔ پرویز رشید کے حوالے سے پوری قوم بخوبی جانتی ہے کہ وہ ایک عرصے سے وزیر اعظم کی ایماء پر اہم ریاستی اداروں کی ساکھ داؤ پر لگا کر میڈیا گروپ کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، ان کی عمران خان پر تنقید سمجھ سے بالاتر ہے۔ کل جماعتی کانفرنس کے ذریعے صرف عمران خان یا تحریک انصاف ہی نہیں بلکہ پوری قومی قیادت نے متحد ہو کر حکومت کو مذاکرات کے ذریعے قیام امن کی ذمہ داری سونپی تھی جس میں وہ مکمل طور پر ناکام رہی ہے۔ اقتدار میں آنے سے قبل میاں نواز شریف اور ان کی جماعت پوری شدومد سے بات چیت کی حمایت کرتی رہی ہے اور عسکری کارروائیوں کو ملکی مفاد کے خلاف قرار دیتی رہی ہے، تاہم حکومت میں آنے کے بعد مسلم لیگ ن کے اہم رہنماؤں کا نہ صرف لب ولہجہ تبدیل ہو چکا ہے بلکہ ترجیحات بھی بدل چکی ہیں اب ملک اور قوم کی بجائے وہ اپنی ذاتی ایجنڈے کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ اگر بات چیت کے ذریعے قیام امن کی حمایت طالبان کی پشت پناہی یا ان کی ایجنڈا کی تشکیل کے مترادف ہے تو نواز شریف اور مسلم لیگ ن کی پوری قیادت ایوان کے اندر اور باہر ایک عرصے

سے اس ایجنڈا پر کاربند ہے پوری قوم اس سے بخوبی آگاہ ہے۔ وزیراعظم کے دورہ بھارت کے دوران بھارتی تاجروں فنکاروں سے ملاقات کو حریت قیادت پر ترجیح دینے جیسے اقدام کی جانب اشارے کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ذاتی منفعت کے حصول کیلئے مسلم لیگ ن اور اس کی حکومت ملکی مفادات تک کا سودا کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتی۔

سید علی گیلانی اور آسیہ اندرابی کی اپیل

حریت کانفرنس (گ) مقبوضہ کشمیر کے چیئرمین سید علی گیلانی نے افغانستان میں غیر ملکی قبضے کے خلاف برسرپیکار طالبان قائد ملا محمد عمر سے اپیل کی ہے کہ وہ تحریک طالبان کو پاکستان کے خلاف دہشت گردانہ کارروائیاں انجام دینے سے باز رکھنے کے لیے اپنے اثرورسوخ کو استعمال میں لائیں اور انہیں سمجھائیں کہ وہ اسی ٹہنی پر آرا چلا رہے ہیں، جس پر وہ خود بیٹھے ہوئے ہیں۔ کراچی ائیرپورٹ پر ہونے والے دہشت گردانہ حملے اور بلوچستان میں شیعہ زائرین کی ہلاکت کے واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان بیرونی طاقتوں کی سازشوں اور ملک کے اندر موجود بیمار ذہنیت کی وجہ سے تاریخ کے مشکل ترین دور سے گزر رہا ہے اور اس وقت تمام محب وطن پاکستانیوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آپسی اختلافات سے اوپر اٹھ کر ملک کو بچانے کی متحد ہو کر کوشش کریں۔ کراچی دہشت گردانہ حملے میں جو بھی لوگ ملوث ہیں، وہ اسلام اور اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک کے دشمن ہیں اور وہ اپنی ان کارروائیوں کے لیے کسی قسم کا شرعی یا اخلاقی جواز پیش نہیں کر سکتے ہیں۔ اس میں اگر تحریک طالبان پاکستان کے لوگ ملوث ہیں اور وہ یہ کارروائیاں اپنی دانست میں اسلام نافذ کرنے کے لیے کرتے

ہیں، تو انہیں میں بتانا چاہوں گا کہ اسلام ماضی میں طاقت کے ذریعے سے قائم ہوا ہے اور نہ مستقبل میں بموں اور بارود کے ذریعے سے اسلام کے نظامِ رحمت کو نافذ کیا جاسکتا ہے۔ اسلام نے باطل اور سماج دشمن قوتوں کے خلاف لڑائی لڑنے کا استحقاق صرف اسٹیٹ کے لیے محفوظ رکھا ہے اور اس شرعی اصول کو بدل دیا گیا تو دنیا میں ہر جگہ لاقانونیت، بدامنی اور انارکی پھیلے گی اور یہ بات قطعاً بھی اسلام کے مزاج اور منشاء کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی۔ کراچی ہوائی اڈے پر ہونے والے حملے اور ضبط کئے گئے ہتھیاروں سے متعلق جو ابتدائی رپورٹیں دستیاب ہوئی ہیں، ان کے مطابق اس حملے میں غیر ملکی ہاتھ کے کردار کو بھی خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا ہے اور اگر ایسا ہے تو پاکستانی حکومت کو کسی مرعوبیت کے بغیر اس کا کھل کر اعلان کرنا چاہیے اور ملوث ملک یا افراد کی نشاندہی کی جانی چاہیے۔ سید علی گیلانی نے بلوچستان میں شیعہ زائرین کی ہلاکت کو بھی انسانیت سوز اور دہشت گردی کی بدترین مثال قرار دیا اور کہا کہ امت میں مسلکی تشدد ایک بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک امت بنائی تھی اور تنگ نظر علما نے اس کے شیرازے کو تار تار کردیا ہے۔ سید علی گیلانی نے وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف، فوجی سربراہ جنرل راحیل شریف اور پاکستانی عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کیا اور انہیں یقین دلایا کہ کشمیری عوام امتحان کی اس گھڑی میں اپنے پاکستانی بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور وہ اس ملک کے استحکام، سالمیت اور امن کے لیے دُعا گو

ہیں۔ دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی نے تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے کراچی ایئر پورٹ پر حملہ کو غیر شرعی اور مفسدانہ قرار دیتے ہوئے پاکستانی علماء کرام سے اپیل کی ہے کہ وہ متفقہ طور پر وطن عزیز پاکستان میں فساد برپا کرنے والوں کے خلاف شریعت کی روشنی میں فتویٰ صادر کریں۔ کراچی ایئر پورٹ پر حملہ پاکستان کے خلاف اعلان جنگ ہے اور اسکی پشت پر عالم کفر ہے جسکی سربراہی بھارت کر رہا ہے ۔ تحریک طالبان بھارت کے ہاتھوں ایک آلہ کار کے طور پر اکھنڈ بھارت کے نقشوں میں رنگ بھر رہی ہے۔ یہ حملہ صرف پاکستان کے خلاف نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے اثاثے صرف پاکستانی عوام کے نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے ہیں اس لئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ پاکستان کے دفاع میں کھڑا ہو جائے ۔پاکستان کے جید علماء و شیوخ الحدیث اس بات کا فتویٰ جاری کریں کہ آئمہ اربعہ اور سلف صالحین کے نزدیک مسلمانوں کے خلاف خروج کیا حیثیت رکھتا ہے؟آسیہ اندرابی نے کہا کہ ابو داؤد کی صحیح حدیث میں درج ہے کہ خارجی بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ہم تحریک طالبان پاکستان سے سوال کرتی ہیں کہ آپ کونسے مسلک کے تحت پاکستان میں کشت و خون کا بازار گرم رکھے ہوئے ہیں جبکہ تمام ائمہ اور سلف صالحین اسکو حرام کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تحریک طالبان کی نیت درست ہے لیکن نیت کے ساتھ منہج بھی درست ہونا چاہئے تبھی عمل صالح عمل کہلاتا ہے۔ کراچی ایرپورٹ پر مارے گئے دہشت گردوں سے جو

سامان اور ادویات برآمد ہوئیں وہ بھارتی فوج استعمال کرتی ہے جسے ثابت ہوتا ہے کہ اس حملہ کے پیچھے دراصل کن کا ہاتھ ہے۔آسیہ اندرابی نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ ان ہتھکنڈوں سے گمراہ نہ ہوں اور اس بات کو سمجھیں کہ اس سب کے پیچھے انڈیا و اسرائیل ہے۔وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان نے کراچی ائیرپورٹ پر پیش آنے والے دہشت گردی کے واقعہ کی سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج سے جوڈیشل انکوائری کرانے کی پیشکش کر دی۔ کمیٹی اس بات کا تعین کرے کہ اس واقعہ کو روکنے کی کس کی بنیادی ذمہ داری تھی؟ صوبائی حکومت کہہ رہی ہے کہ ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی، کیا کراچی ایئرپورٹ ہندوستان میں تھا؟ امن کیلئے کام کرنے والے افسروں کو عہدوں سے ہٹا دیا، وفاق کی ہدایات کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے من پسند افسر لگائے گئے، کسی بھی انٹیلی جنس الرٹ پر کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟ پارلیمنٹ ہاؤس میں غیر رسمی بات چیت کے دوران چوہدری نثار نے اس بات کی تصدیق کی دہشت گردوں سے ملنے والی ادویات بھارتی ساخت کی ہیں تاہم ان سے برآمد ہونے والے اسلحہ کی ساخت کے بارے میں تحقیقات کی جا رہی ہے۔ بھارت کو اس حوالے سے وضاحت کرنی چاہئے۔ وفاقی وزارت داخلہ نے مارچ میں ہی کراچی ائرپورٹ کے پرانے ٹرمینل پر سکیورٹی بڑھانے کے لئے خط لکھا تھا جس میں کہاگیا تھا کہ کراچی کا پرانا ٹرمینل غیر محفوظ ہے سندھ حکومت کو یہاں تک بتا دیا تھا کہ موٹر سائیکل سوار دہشتگردوں نے اس جگہ کی ریکی اور فوٹو گرافی کر لی ہے دہشت گرد اس گیٹ

سے داخل ہو سکتے ہیں' مگر صوبائی حکومت نے ان الرٹس پر کوئی کارروائی نہیں کی۔
اپوزیشن لیڈر سید خورشید شاہ جھوٹ بولتے ہیں کہ وزیراعظم سے میرا رابطہ نہیں ہوا تھا
جب کہ کولڈ سٹوریج کی دیوار توڑنے کا حکم بھی میں نے دیا۔ اپنی ناکامی چھپانے کیلئے
سندھ کے وزراء تین روز سے جھوٹے الزامات لگا رہے ہیں' سندھ حکومت الزام
تراشیوں کی بجائے قوم کو بتائے کہ اس نے بروقت اطلاعات کے باجود کیا اقدامات
کئے' سندھ میں غیر ملکی دہشت گرد گھومتے رہے انہیں حملے سے پہلے روکا کیوں نہیں گیا۔
مختلف اوقات میں چھ انٹیلی جنس الرٹ حکومت سندھ کو بھیجے گئے ان الرٹس کی روشنی
میں مارچ میں وزارت داخلہ نے پھر سندھ حکومت کو باقاعدہ خط لکھا مگر حکومت
سندھ کی طرف سے سکیورٹی بڑھانے کا کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ یہ رپورٹس پبلک کی جا
سکتی ہیں۔ دہشت گرد پیراشوٹ اور ہیلی کاپٹر سے ایئرپورٹ کی حدود میں داخل ہوئے
حقیقت یہ ہے کہ دس غیر ملکی بھاری ہتھیاروں راکٹ لانچروں سے مسلح دہشت گرد
کراچی کی سڑکوں پر دس اور گیارہ بجے کے درمیان ایک گھنٹے سے زائد دیر گھومتے رہے
کسی نے انہیں کیوں چیک نہیں کیا حتیٰ کہ ایئرپورٹ ٹرمینل کی انٹری پر بھی ان کو نہیں
روکا گیا۔ سندھ کے وزیر اطلاعات شرجیل میمن نے وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی
خان کے سندھ حکومت کو کراچی ائرپورٹ پر حملہ کا ذمہ دار قرار دینے کی مذمت کرتے
ہوئے کہا ہے کہ اپنی ناکامیاں چھپانے کیلئے سندھ حکومت پر نزلہ گرا رہے ہیں، وفاقی
وزیر داخلہ نے دہشت گردوں سے خفیہ معاہدہ

کر رکھا ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار کو بیانات دینے سے قبل تمام حقائق کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ سندھ حکومت کے خلاف کسی قسم کی الزام تراشی اور سانحہ کراچی ائیرپورٹ کے حوالے سے کسی قسم کے ریمارکس سے قبل زمینی حقائق کو سامنے نہیں رکھا گیا۔ چودھری نثار طالبان کو پاکستانی اور آئین پاکستان کو ماننے والے قرار دینے کی بجائے ان کی دہشتگردی کے خاتمے کے لئے اقدامات کو یقینی بنائیں۔ اگر طالبان کو دہشت گرد کا لقب دیتے ہوئے وفاقی حکومت کو خوف آتا ہے تو وہ عوام کو بتادیں کہ عوام اپنی حفاظت کے لئے کس سے رجوع کریں۔

شمالی وزیرستان آپریشن میں پاک فوج کی کامیابی

مذاکرات ،مذاکرات کی رٹ لگانے والوں پر اب خاموشی کیوں طاری ہے جب دہشت گردوں نے پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔ مولانا سمیع الحق کی مذاکرات کی کوششیں ناکام ہوئیں، پاک فوج دہشت گردوں کے خلاف نمٹنا چاہتی ہے، وطن عزیز کے دفاع کے لئے افواج پاکستان کی لازوال قربانیاں ہیں۔ پاک فوج کے دستوں نے ہر محاذ پر ملک کا نہ صرف دفاع کیا بلکہ اندرونی مسائل وخطرات سے بھی نمٹے۔ ریاست مخالف تشدد اور ڈرون حملوں پر نظر رکھنے والے آزاد تحقیقاتی ادارے کانفلکٹ مانیٹرنگ سینٹر کے ڈائریکٹر عبداللہ خان نے کہا ہے کہ شمالی وزیرستان میں ڈرون حملے وہاں جاری قبائلی جرگے کی کوششوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے خبر رساں ادارے رائٹرز کی اس رپورٹ کو حقائق کے منافی قرار دیا جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ بدھ اور جمعرات کو ہونے والے ڈرون حملوں کی اجازت پاکستانی فوج نے دی تھی۔ رائٹرز نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حملے کراچی ایئر پورٹ پر حملے کے رد عمل میں کیے گئے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان حملوں میں تحریک طالبان پاکستان یا اسلامک موومنٹ آف ازبکستان کو نشانہ ہی نہیں بنایا گیا بلکہ حقانی نیٹ ورک کو نشانہ بنایا گیا۔ ان حملوں میں حقانی نیٹ ورک کے اہم کمانڈر حاجی گل اپنے دیگر اہم

ساتھیوں سمیت مارے گئے۔ حالیہ ڈرون حملے دو الگ الگ جگہوں پر نہیں کیے گئے جیسا کہ میڈیا میں رپورٹ ہوا ہے بلکہ شمالی وزیرستان میں غلام خان روڈ پر حقانی نیٹ ورک کے جنگجو ایک ٹرک پر سرحد کی طرف جا رہے تھے کہ ڈرون طیارے نے گاؤں ٹبی ٹول خیل میں انہیں نشانہ بنایا۔ کچھ گھنٹوں کے بعد دوسرا حملہ بھی اسی جگہ ریسکیو کی کارروائیوں میں مصروف حقانی نیٹ ورک کے جنگجوؤں پر کیا گیا اور ساتھ ہی ایک قریبی گھر کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ شمالی وزیرستان میں اتمانزئی وزیر اور داوڑ قبائلی رہنماؤں کی کوششوں سے غیر ملکی جنگجوؤں کو بے دخل کرنے کا عمل جاری ہے اور قبائلی رہنماؤں کی کوشش ہے کہ آپریشن کی نوبت نہ آئے۔ تاہم بعض قوتیں ان کوششوں کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہیں ان میں وہ جنگجو گروپ بھی شامل ہیں جو علاقہ خالی کرنے کے خلاف مزاحمت کر رہے ہیں۔ ان حالات میں امریکی ڈرون حملے مقامی سطح پر جاری امن کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہونگے۔ جنگجو پہلے ہی یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ پاکستان امریکا کی جنگ لڑ رہا ہے۔ ایسے میں اس طرح کی خبریں کہ پاکستان ڈرون حملے خود کروا رہا ہے جنگجوؤں کے موقف کو مزید مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ کراچی ایئرپورٹ پر حملے کے بعد قومی سطح پر شدت پسندوں کے خلاف مربوط اور جامع کارروائی کا فیصلہ کرلیا گیا وفاقی حکومت نے کارروائی کیلئے اہم فیصلوں کی منظوری دیدی ہے۔ کراچی ایئرپورٹ پر دہشت گردوں کے حملے کے بعد کی صورتحال پر غور کیلئے اسلام آباد میں وزیراعظم نواز شریف کی زیر صدارت

اعلی کا سطح اجلاس ہوا۔اجلاس میں ملک میں امن و امان اور ہشتگردی کے حالیہ حملوں سے پیدا ہونے والی صورتحال پر صورتحال پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اسلام آباد میں ہونے والے اعلیٰ سطح کے اجلاس میں وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی، آرمی چیف جنرل راحیل شریف، چیف آف جنرل اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل اشفاق ندیم، میجر جنرل نثار دلاور شاہ، وزیراعظم کے مشیر امور خارجہ سرتاج عزیز اور طارق فاطمی شریک ہوئے۔

اجلاس کے دوران کراچی کی صورت حال اور دہشتگردوں کی جانب سے کی جانے والی حالیہ کارروائیوں کا جائزہ لیا گیا۔ وفاقی وزیر داخلہ نے کراچی ایئرپورٹ حملے سے متعلق رپورٹ پیش کی جس کا جائزہ لیتے ہوئے آئندہ اس قسم کے حملوں کی روک تھام کے لئے بھی غور کیا گیا، اجلاس میں ایئرپورٹ سیکیورٹی فورسز اور دیگر اداروں کی صلاحیت بڑھانے کی بھی بات کی گئی اور ملکی سلامتی کے حوالیسے سخت اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردانہ کاروائیوں اور امن مذاکرات کے تعطل کے بعد پاک فوج نے دہشت گردوں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کا فیصلہ کیا۔ شمالی وزیرستان کے علاقے دیگان میں پاکستانی جیٹ طیاروں نے بمباری کی ہے۔ جیٹ طیاروں نے ازبک دہشتگردوں کے 8 ٹھکانوں کو نشانہ بنایا ہے۔ کارروائی میں 150 سے زائد دہشتگرد مارے گئے ہیں۔ سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ شمالی وزیرستان مین رات تقریبا ایک بجے ازبک دہشتگردوں کے ٹھکانوں پر فائرنگ کی گئی ہے جس میں ایک سو سے زائد ازبک دہشتگرد مارے گئے ہیں۔ذرائع

اس بات کی تصدیق بھی کر رہے ہیں کہ اس بمباری میں کراچی ایئر پورٹ پر حملے کا ماسٹر مائنڈ اور خودکش حملوں کا ماہر ازبک کمانڈر ابو رحمٰن بھی مارا گیا ہے۔ جیٹ طیاروں کی اس اہم کارروائی میں مارے جانے والے دہشتگردوں کی تعداد بڑھ سکتی ہے۔ سکیورٹی ذرائع کارروائی کو نہایت اہم کامیابی قرار دے رہے ہیں، شمالی وزیرستان میں ازبک کی بڑی تعداد موجود ہے۔ اب نام بھی سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔

کراچی حملے کے ماسٹر مائنڈ سمیت 100 اور 150 کے درمیان ازبک دہشتگرد مارے گئے اور دہشت گردوں کے ٹھکانوں میں موجود بھاری اسلحہ بھی تباہ ہو گیا ہے، یہ آپریشن مختلف وقفوں میں کیا گیا تھا۔ طیاروں نے 20 منٹ بمباری جاری رکھی۔ شمالی وزیرستان کے اہم کمانڈروں نے غیر ملکی جنگجوؤں کو الٹی میٹم دیا ہے کہ یا وہ پر امن طور پر رہیں یا علاقہ چھوڑ دیں۔ شمالی وزیرستان کے مولوی گل بہادر اور سراج الدین حقانی نے غیر ملکی جنگجوؤں کو دو آپشن دے دیے ہیں کہ یا تو وہ پر امن طور پر رہیں یا علاقہ چھوڑ دیں اگر دونوں آپشن قبول نہ کیے گئے تو ہم خود اقدامات کر کے انہیں یہاں سے نکال دیں گے۔ حکومتی ڈیڈ لائن کے حوالے سے وزیر قبائل کے جرگہ کی طالبان سے ملاقات، غیر ملکی عسکریت پسندوں کو بے دخل کرنے کے لیے مقامی قبائلیوں کو حکومت کی جانب سے دی گئی پندرہ دن کی ڈیڈ لائن پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ خوفزدہ قبائلی عوام سیکیورٹی فورسز کی جانب سے کی جانے والی بمباری سے بچنے اور پاکستان کے ساتھ اپنی وفاداری کا مظاہرہ کرنے کے لیے میرانشاہ اور

میر علی میں اپنے گھروں پر مستقل قومی پرچم لہرا رہے ہیں۔ کم از کم 361 گھرانے جو افراد پر مشتمل ہیں، تصادم سے بچنے کے لیے سرحد پار کرکے افغانستان جاچکے 6343 ہیں،اور انہیں افغان حکومت کی جانب سے رجسٹرڈ بھی کرلیا گیا ہے۔دوسری جانب انتظامیہ نے صبح سے شام تک مسلسل کرفیو کا نفاذ کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے لوگوں میں خوف ہے۔ قبائلی علاقے شمالی وزیر ستان میں پاک فوج کی جانب سے شروع کی جانے والی حالیہ کارروائی کے بعد افغانستان میں قبائلیوں نے پناہ لینی شروع کی ہے۔شمالی وزیر ستان کے قبائل احمد زئی وزیر اور دوسرے قبائل کے چھ ہزار افراد نے افغانستان کے صوبے خوست میں پناہ گزیں ہیں۔ میرانشاہ سے تعلق رکھنے والے قبائلی سردار نے کہا فاٹا کے ہزاروں بے گھر افراد کی کیمپوں کے اندر اور باہر حالتِ زار طویل قیام کے خدشے کے پیش نظر میں نے ضلع بنوں کے ملحقہ علاقوں میں آلودہ خیموں میں رکھنے کے بجائے اپنے خاندان کو افغانستان لے جانے کا ارادہ کیا ہے۔بہت سے خاندان پہلے ہی غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے سرحد پار کرکے افغانستان جاچکے ہیں۔شمالی وزیر ستان، اورکزئی، کرم اور خیبر ایجنسیوں سمیت دیگر قبائلی ایجنسیوں کے بے گھر افراد پچھلے سات سالوں سے کیمپوں کے اندر اور باہر خوفناک حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔اب تک خیبر پختونخوا میں فاٹا سے تعلق رکھنے والے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ کی تعداد میں خاندانوں کو رجسٹرڈ کیا گیا ہے۔حافظ گل بہادر کی سربراہی میں طالبان شوری نے پہلے ہی مقامی باشندوں سے یہ کہہ

دیا ہے کہ وہ خیبر پختونخوا کے امدادی کیمپوں کی طرف بڑھنے کے بجائے افغان سرحد
سے قریب علاقے میں منتقل ہو جائیں۔

پاک فوج کا ''ضرب عضب'' خوش آئند

امن مذاکرات کے باوجود افواج پاکستان و فورسز پر دہشت گردوں کے حملے کے بعد پاک فوج نے شمالی وزیرستان ایجنسی میں غیر ملکی و ملکی دہشت گردوں کی سرکوبی کے لئے باقاعدہ طور پر آپریشن شروع کردیا گیا جس کے بعد مذاکرات ختم کر دیئے گئے۔ حکومت نے طالبان کے ساتھ مذاکرات کی سنجیدہ کوشش کی تھی لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی اور دہشت گردوں نے پاکستان کی سالمیت و دفاع کو نقصان پہنچانے کے لئے کاروائیاں کیں جن کا جواب دینے کے لئے پاک فوج نے نعرہ تکبیر بلند کر دیا ہے۔ شمالی وزیرستان میں شروع کیے گئے آپریشن کا نام نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی تلوار ''عضب'' کی مناسبت سے ضرب عضب رکھا گیا ہے۔ عضب ایسی تلوار کو کہا جاتا ہے جو کاری اور فیصلہ کن وار کرتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی 9 تلواروں کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے جن میں سے ایک تلوار کا نام العضب ہے۔ یہ تلوار حضرت محمد ﷺ کو غزوہ بدر سے پہلے ایک صحابیؓ نے تحفے میں دی۔ محمد حسن محمد اتہامی کے 1929 میں لکھے گئے مکالے کے مطابق ''العضب'' تحفے میں دینے والے صحابی حضرت سعد بن عباد الانصاریؓ تھے۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں اس تلوار نے خوب ضرب لگائی۔ یہ تلوار اب مصر کے شہر قاہرہ کی جامع مسجد الحسین بن علی میں محفوظ ہے۔ ڈی جی آئی ایس پی آر میجر

جنرل عاصم باوجوہ نے کہا ہے کہ دہشت گردی سے عوام کی زندگی کو مشکلات کا شکار ہے۔ شمالی وزیرستان ایجنسی کو دہشت گردوں کی جانب سے پاکستان کے خلاف جنگ کے لئے استعمال کیا جارہا تھا۔ پاک فوج کو دہشت گردوں کو ختم کرنے کا ہدف دیا گیا ہے۔ ملکی دفاع کے لئے پاک فوج کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی ،آپریشن ملکی و غیر ملکی دہشت گردوں کے خلاف ہے۔دہشت گردی کی وجہ سے ملک کی معیشت اور پیداوار کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ریاست کے دشمنوں کو ملک میں کہیں جائے پناہ نہیں ملے گی۔دہشت گردوں کے خاتمے اور قیام امن تک کاروائی جاری رہے گی ، دہشت گردی کے واقعات میں بھاری جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔دہشت گردوں نے شمالی وزیرستان کو پناہ گاہ بنا کر ریاست کے خلاف جنگ شروع کر رکھی تھی اور دہشت گردوں نے شمالی وزیرستان میں زندگی مفلوج کر رکھی تھی۔ فوج کو قانون نافذ کرنے والے اداروں اور عوام کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ دہشت گرد قومی زندگی کو ہر لحاظ سے غیر مستحکم کر رہے ہیں۔وزیر دفاع خواجہ محمد آصف نے کہا ہے کہ دہشت گردوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑیں گے آخری فتح تک کاروائی جاری رہے گی۔ شمالی وزیرستان ایجنسی میں پاکستان کی رٹ قائم کریں گے صوبائی حکومتوں کی معاونت سے جامع سیکورٹی کے پلان وضع کر لئے گئے ہیں پوری قوم پاک فوج کے شانہ بشانہ ہے اور حکومت نے انہیں دہشت گردوں کو ختم کرنے کا ہدف دیا ہے ملک کو دہشت گردی سے پاک کرکے دم لیں گے آپریشن کا فیصلہ قومی خواہشات کا مظہر ہے امن و استحکام پاکستان اور افغانستان دونوں

کے وسیع تر مفاد میں ہے۔ فوجی آپریشن کا فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے چھ سات ماہ سے مذاکرات جاری تھے مذاکرات کو کمزوری تصور کر لیا گیا تھا اور مذاکرات کے تقدس کو پامال کیا گیا ہمارے سکول، بازار، مساجد اور چرچ غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔ ان دہشت گردوں کو بھرپور جواب دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے آپریشن وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پاک فوج دشمنوں کا بہادری سے مقابلہ کرے گی۔ ہم نے اپنی سرزمین کو محفوظ کرنا ہے خطے کی سالمیت وابستہ ہے۔ پاک فوج کا کوئی بھی جوان ملکی دفاع اور سلامتی کے لئے کوئی بھی کسر اٹھا نہیں رکھے گا وزیر دفاع نے واضع کیا کہ دہشت گردوں کی طرف سے ہتھیار پھینکنے یا ان کے خاتمے تک کاروائی جاری رہے گی دہشت گردوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑیں گے شمالی وزیرستان میں چھپے دہشتگردوں کیخلاف آپریشن پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ شمالی وزیرستان میں دہشتگردوں کیخلاف آپریشن '' ضرب عضب '' کی تفصیلات بتاتے ہوئے وزیر دفاع خواجہ آصف کا کہنا تھا کہ دہشتگردوں کیخلاف فیصلہ کن جنگ کی ابتدا ہو چکی ہے۔ 24 گھنٹے کے دوران پاک فوج کو دہشتگردوں کیخلاف بہت کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ رد عمل ہو سکتا ہے اس کے لئے سیکورٹی پلان بنائے گئے ہیں تاکہ شہری آبادیوں کو محفوظ رکھا جاسکے قوم کو کسی بھی رد عمل کے حوالے سے ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے آپریشن آگے بڑھتا ہے تو رد عمل کا امکان ہے۔ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف سید خورشید شاہ نے حکومت کے شمالی وزیرستان ایجنسی میں شدت پسندوں کے خلاف فوجی آپریشن کے فیصلے کی

حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں کے خلاف فوجی کاروائی میں فتح عوام کی ہوگی اور دہشت گردوں کا قلع قمع ہوگا۔ پاکستان پیپلز پارٹی، دفاع پاکستان کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ شمالی وزیرستان ایجنسی میں فوجی آپریشن شروع ہونے پر پوری قوم اور عسکری قیادت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی مذاکرات اور آپریشن کے حوالے سے ٹائم فریم مانگا تھا قائد حزب اختلاف نے مطالبہ کیا ہے کہ وزیراعظم محمد نواز شریف کو فوجی کاروائی کے اس حکومتی فیصلے پر پارلیمنٹ اور قوم کو اعتماد میں لینا چاہیے دہشت گردوں کے خلاف آپریشن دیر آئد درست آئد کے مصداق اچھا اقدام ہے۔ اس اہم حکومتی فیصلے کے تناظر میں سندھ خیبر پختونخوا اور اسلام آباد سمیت ملک بھر میں سیکورٹی کے انتظامات سخت کئے جائیں۔ اس فوجی کاروائی کے حوالے سے فتح عوام کی ہوگی اور دہشت گردوں کا قلع قمع ہوگا ہم آپریشن کے فیصلے میں حکومت عسکری قیادت اور پوری قوم کے ساتھ ہیں۔ شمالی وزیرستان میں کالعدم تحریک طالبان اور غیر ملکی جنگجوؤں کے خلاف فوجی آپریشن کے رد عمل میں دہشت گردی کے ممکنہ خطرات کے پیش نظر لاہور، اسلام آباد، کراچی سمیت ملک بھر کی سیکورٹی کو ریڈ الرٹ کر دیا گیا، اسلام آباد کی اہم عمارتوں، ہوائی اڈوں، جیلوں اور ملک کی حساس تنصیبات کی سیکورٹی کو بڑھا دی گئی ہے جبکہ مشتبہ افراد کی گرفتاریوں کے لئے ملک کے کئی علاقوں میں سرچ آپریشن شروع کر دیئے گئے ہیں۔ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن شروع کئے جانے کے بعد وزارت

داخلہ نے ائرپورٹوں، ریلوے سٹیشنوں، شہروں کے داخلی اور خارجی راستوں اور اہم شخصیات کی سکیورٹی کو مزید بہتر اور سخت کرنے کا حکم دیا ہے۔ وزارت داخلہ کے مراسلہ میں اہم شخصیات، سیاستدانوں اور ارکان پارلیمنٹ کو نقل و حرکت محدود کرنے کا بھی مشورہ دیا ہے۔ لاہور میں دہشت گردی کے خدشات کے پیش نظر سکیورٹی ریڈ الرٹ کر دی ہے جبکہ اہم سرکاری عمارتوں، خصوصاً قانون نافذ کرنے والے اداروں کے دفاتر اور مزاروں کی حفاظت کے لئے مزید سکیورٹی انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ حساس اداروں نے پولیس و قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اطلاع دی ہے دہشت گرد بڑی کارروائی کر سکتے ہیں۔ اس پر شہر کے اہم مقامات پر اضافی نفری تعینات کر دی گئی ہے اور پولیس گشت میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مزاروں خاص طور پر داتا دربار، بی بی پاک دامن اور دربار حضرت میاں میر کی سکیورٹی کے لئے اہلکار تعینات کر دیے گئے ہیں۔ اور پولیس نے مختلف شاہراہوں پر ناکے لگا کر ہر آنے جانے والی گاڑیوں کی تلاشی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے۔

اپوزیشن کی پنجاب بجٹ پر تنقید

پنجاب اسمبلی میں آئندہ مالی سال کے لیے پیش کیے گئے صوبائی بجٹ پر عام بحث میں اپوزیشن نے حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے جبکہ حکومتی ارکان نے بجٹ کو عوام دوست متوازن بجٹ قرار دیا، گزشتہ روز عام بحث میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید نے بجٹ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت کے ذہن پر میٹرو بس کا بھوت سوار رہے گا، تعلیم و صحت اور امن کو فوکس نہیں کیا جائے گا تو پھر صوبے کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے، امن و امان کی صورتحال انتہائی مایوس کن ہے، یکساں نظام تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے قوم پیدا نہیں ہو رہی بلکہ مختلف طبقات پیدا ہو رہے ہیں، توانائی بحران بدستور برقرار ہے، کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لیے حکومت صوبوں کو قائل کرے، حقیقی معنوں میں سستی بجلی پیدا کی جائے، امن و امان قائم کرنے کے لیے وزیراعلیٰ کو چاہیے کہ آئی جی پولیس کو بااختیار کریں اور ان کے کام میں اپنی مداخلت نہ کریں، پولیس میں تقرریوں اور تبادلوں کا اختیار آئی جی پولیس کو دیں پھر آئی جی پولیس سے بہتر نتائج لے سکتے ہیں، پنجاب میں جو نظام تعلیم رائج ہے اس سے قوم پیدا نہیں ہو رہی بلکہ مختلف طبقات پیدا ہو رہے ہیں، مختلف طبقات پیدا کرنے کی بجائے قوم تیار کرنے کے لیے حکومت یکساں نظام تعلیم

رائج کرے، راولپنڈی جیسے شہر میں 24 فیصد سکولوں میں بچوں کو پینے کا پانی تک میسر نہیں، میٹرو بس، فلائی اوور اور انڈر پاسز تعمیر کرنے پر اربوں روپے خرچ کیے جارہے ہیں اور تعلیم و صحت کو نظرانداز کیا جارہا ہے، ایک کروڑ 20 لاکھ بچے پنجاب میں سکول جانے کے قابل ہیں مگر وہ سکول نہیں جارہے حکومت اس پر توجہ دے، چار پانچ دانش سکول بنانے سے صوبے میں تعلیم کا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا، دنیا میں اساتذہ کی عزت ہوتی ہے یہاں اساتذہ کے ساتھ شرمناک سلوک کیا جاتا ہے، اساتذہ کی جلسوں میں آنے پر ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔ توانائی کا بحران اپنی جگہ قائم ہے، پہلے چھ ماہ اور دو سال میں لوڈشیڈنگ ختم کرنے کے دعوے اور وعدے کیے گئے اب 2017ء تک انتظار کی بات کی جارہی ہے، پوری دنیا میں تھرمل پاور پروجیکٹ کو ناپسندیدہ خیال کیا جارہا ہے مگر یہاں تھرمل پاور پر توجہ دی جارہی ہے جس سے نہ صرف ماحول خراب ہوگا بلکہ بجلی مہنگی تیار ہوگی، روس، چین اور بھارت سے کوئلہ درآمد کیا جائے گا، کالا باغ ڈیم کبھی پنجاب کا ایشو ہوا کرتا تھا آج ایسا نہیں ہے جبکہ سب سے سستی بجلی کالا باغ ڈیم سے پیدا ہوسکتی ہے، کالا باغ ڈیم پر دوسرے صوبوں کو قائل کرنے کے لیے وزیراعظم پاکستان کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ مسئلہ حل کیا جاسکے، موجودہ حکومت بجلی کے جتنے منصوبے بھی لارہی ہے ان سب سے 2017ء تک مجموعی طور پر 4500 میگاواٹ بجلی پیدا ہوسکے گی جبکہ 2017ء تک نئے گھر بھی تعمیر ہوں گے 2017ء کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس وقت بھی بجلی ناکافی ہوگی

اس طرح بجلی بحران وہیں کا وہیں ہوگا، حکومت حقیقی معنوں میں سستی بجلی پیدا کرے، جو لوگ ٹیکس نیٹ میں نہیں ان کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے، آشیانہ سکیم پر تنقید کرتے ہوئے قائد حزب اختلاف نے کہا کہ آشیانہ سکیم میں 2700 گھر تعمیر کیے جانے تھے مگر گھر تعمیر کیے جاسکے جن کی چھتیں پھٹ چکی ہیں، لوگ خوف کے مارے رات کو 350 آشیانہ سکیم کے کمروں میں نہیں سوتے کہیں چھت نہ گر جائے، آشیانہ سکیمیں خالی پڑی ہیں گھر نہیں تعمیر کیے گئے، عملی طور پر آشیانہ سکیم نظر نہیں آرہی، بجٹ میں جنوبی پنجاب کا بہت ذکر کیا گیا مگر جنوبی پنجاب کی آبادی کے مطابق جنوبی پنجاب کے لیے بجٹ مختص نہیں کیا گیا، جنوبی پنجاب کے 10 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی بسر کررہے ہیں، حکمران اگر جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو اپنے رویے ٹھیک کریں، اپوزیشن ارکانِ اسمبلی کے حلقوں کو نظر انداز کرنے کا رویہ ترک کیا جائے، سسٹم کو مضبوط بنائیں جب تک سسٹم مضبوط نہیں ہوگا اس وقت تک پنجاب ترقی نہیں کرسکتا، حکومت اپنی ترجیحات تبدیل کرے، پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید کی قیادت میں تحریک انصاف کے ارکان اسمبلی اور کارکنوں کے پانچ روزہ احتجاجی کیمپ کے اختتام پر تحریک انصاف نے چھ ماہ میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمہ کا وعدہ پورا نہ کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب کا نام ''شوباز شریف'' رکھ دیا اور آئندہ سے تحریک انصاف کے ارکان، عہدیداروں اور کارکنوں نے وزیراعلیٰ پنجاب کو ''شوباز شریف'' کے نام سے لکھنے اور پکارنے کا اعلان کر دیا۔

اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید نے ارکان پنجاب اسمبلی ڈاکٹر مراد راس' سعدیہ سہیل رانا' ڈاکٹر نوشین حامد' شنیلا روت' ڈاکٹر سیمی بخاری' رانا اختر حسین' انعام الحق' رخسانہ نوید سمیت دیگر کے ہمراہ احتجاجی کیمپ میں رکھے جانے والے باکس سے وزیراعلیٰ پنجاب کے بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا وعدہ پورا نہ کرنے پر تجویز کئے گئے مختلف ناموں کو باکس سے نکالا جسکے مطابق 374 افراد نے وزیر اعلیٰ پنجاب کا بجلی کی لوڈشیڈنگ کا وعدہ پورا نہ کرنے پر نیا نام تجویز کیا جن میں سے اکثریت نے وزیراعلیٰ پنجاب کو شوباز شریف کے نام سے پکارنے اور لکھنے کی تجویز دی جسکے بعد اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید نے میڈیا بریفنگ میں وزیراعلیٰ پنجاب کا نام آئندہ سے شوباز شریف لکھنے اور پکارنے کا اعلان کیا۔ اس موقع پر اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ ہم نے وزیراعلیٰ پنجاب کا نیا نام رکھ کر کوئی روایت قائم نہیں کی بلکہ پوری قوم جانتی ہے کہ عام انتخابات کے دوران وزیراعلیٰ پنجاب انتخابی جلسوں میں یہ نعرے لگاتے رہے ہیں کہ اگر میں چھ ماہ میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کا وعدہ پورا نہ کرسکے تو میرا نام بدل دینا اسی لئے ہم نے وزیراعلیٰ کا نام بدلا ہے۔ مسلم لیگ ن ایک سال میں مکمل طور پر ناکام جماعت کے طور پر سامنے آئی ہے اور آج اپنی غلط پالیسیوں اور عوام دشمن اقدامات کی وجہ سے سیاسی تنہائی کا بھی شکار ہو چکی ہے۔ اگر حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسی طرح قوم کو تسلیاں دیتے ہوئے اپنی آئینی مدت پوری کرلیں گے تو ایسا کسی بھی صورت

ممکن نہیں ہو سکتا۔ احتجاجی کیمپ تو ختم کر دیا ہے مگر بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور دیگر مسائل کے خلاف اسمبلی کے اندر اور باہر بھرپور آواز بلند کرنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

وزیر تعلیم پنجاب رانا مشہود احمد نے کہا ہے کہ محمود الرشید کا بیان ان کے اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے۔ محمود الرشید تنقید سے پہلے پنجاب اور خیبر پختونخوا کے بجٹ کا جائزہ لیں۔ محمود الرشید کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے رانا مشہود احمد نے کہا کہ عوام کی خدمت کا دعوی کرنے والوں نے خیبر پختونخوا میں کئی منصوبوں میں پنجاب کی تقلید کی ہے اور جن منصوبوں پر تحریک انصاف ماضی میں تنقید کرتی رہی ہے ان کو خیبر پختونخوا میں شروع کیا جا رہا ہے۔ شہباز شریف کے ترقیاتی کاموں کی دنیا معترف ہے۔ 7 ماہ کی ریکارڈ مدت میں نندی پور پراجیکٹ سے پیداوار کے آغاز نے ناقدین کے منہ بند کر دیئے ہیں۔ رائے عامہ کے تمام سروے اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ محمد شہباز شریف اپنی کارکردگی کے باعث کامیاب ترین وزیر اعلی ہیں۔ مسلسل ناکامیوں کے بعد عمران خان کی حالت قابل رحم ہو چکی ہے اور عوام ان کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ تحریک انصاف سڑکوں پر چیختی چلاتی رہے گی، مسلم لیگ (ن) عوام کی خدمت کرتی رہے گی۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن، حکومتی بوکھلاہٹ یا۔۔۔۔؟

عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری نے 23 جون کو اسلام آباد ایر پورٹ پر اترنے کا اعلان کر رکھا ہے، اس اعلان سے قبل مسلم لیگ (ق) کے رہنماؤں چوہدری شجاعت و چوہدری پرویز الٰہی نے طاہر القادری سے ملاقاتیں کیں، جس میں موجودہ حکومت کے خاتمے کے لئے تحریک چلانے کا اصولی فیصلہ کیا گیا، عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے ٹرین مارچ کا اعلان کر رکھا تھا، جو اب ملتوی ہو گیا ہے ، تحریک انصاف بھی حکومت مخالف تحریک کا حصہ بننے کے لئے تیار تھی، ادھر دہشت گردوں کے خلاف پاک فوج نے شمالی وزیرستان میں آپریشن شروع کر دیا کراچی ایر پورٹ پر حملے کے بعد آپریشن ہی حل تھا اسکے سوا کوئی راستہ باقی نہیں بچا تھا کیونکہ مذاکرات کے نام پر دہشت گردوں نے کاروائیاں بھی جاری رکھیں اور پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچایا، ایسے حالات میں جب وطن عزیز مشکلات میں گھرا ہوا ہے ، پنجاب پولیس نے لاہور میں جو ''کارنامہ'' سرانجام دیا اسے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت سخت دباؤ میں اور بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔ عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری کی رہائشگاہ اور منہاج القرآن سیکرٹریٹ کے باہر سے رکاوٹیں ہٹانے کے معاملے پر پولیس اور عوامی تحریک کے کارکنوں میں خونیں تصادم کے

نتیجے میں دو خواتین سمیت 8 افراد جاں بحق جبکہ پولیس اہلکاروں اور خواتین سمیت 97 سے زائد افراد زخمی ہو گئے، کارکنوں نے شدید مزاحمت کرتے ہوئے پولیس کو کئی گھنٹوں تک رکاوٹیں ہٹانے سے روکے رکھا تاہم پولیس 15 گھنٹے بعد منہاج القرآن سیکرٹریٹ میں داخل ہو گئی۔ پولیس کی طرف سے مظاہرین پر لاٹھی چارج' ہوائی فائرنگ اور آنسو گیس کی شیلنگ کی گئی جبکہ مظاہرین اور پولیس کے درمیان پتھراؤ کا شدید تبادلہ ہوا جس سے ایس پی ہیڈ کوارٹر معروف صفدر واہلہ اور ایک ڈی ایس پی سمیت کئی پولیس اہلکار اور راہگیر زخمی ہوئے۔ پولیس نے کئی کارکنوں کو حراست میں لے کر تھانے منتقل کر دیا، پولیس اور کارکنوں میں تصادم کے باعث ماڈل ٹاؤن میدان جنگ بنا رہا اور رہائشی گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے۔ پولیس نے بھاری مشینری کے ہمراہ رات کے اندھیرے میں لاہور کے علاقے ماڈل ٹاؤن میں عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری کی رہائشگاہ اور منہاج القرآن سیکرٹریٹ کے باہر سے رکاوٹیں ہٹانے کے لئے آپریشن کی کوشش کی تو عوامی تحریک کے کارکنوں کی بڑی تعداد نے شدید مزاحمت کی۔ پولیس اور سیکرٹریٹ منتظمین کے درمیان مذاکرات ہوئے لیکن ناکامی کے بعد پولیس اور عوامی تحریک کے کارکنوں کے درمیان تصادم ہو گیا۔ پولیس آپریشن کی اطلاع ملنے پر گھروں میں موجود عوامی تحریک کے کارکن اور منہاج القرآن کے تعلیمی اداروں سے وابستہ طالب علموں کی بڑی تعداد بھی مرکزی سیکرٹریٹ کے باہر پہنچ گئی جس میں خواتین بھی شامل تھیں جنہوں نے پولیس کے

خلاف شدید نعرے بازی کی۔ پولیس اور کارکنوں کے درمیان جھڑپوں کا سلسلہ وقفے وقفے سے جاری رہا۔ عینی شاہدین کے مطابق پولیس اور کارکنوں کے درمیان جھڑپوں کے دوران ایک دوسرے پر تشدد کے کئی مناظر دیکھنے میں آئے۔ پولیس اہلکار ہتھے چڑھ جانے والے کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بناتے رہے تو کارکنوں نے بھی اہلکاروں کو نشانہ بنایا۔ تمام زخمیوں کو طبّی امداد کے لئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ پولیس نے بکتر بند گاڑی کے ذریعے بھی کارکنوں کو منتشر کرنے کی کوشش کی لیکن کارکن بکتر بند گاڑی پر بھی پتھراؤ اور ڈنڈے برساتے رہے۔ مشتعل کارکنوں کے کنٹرول نہ ہونے پر پولیس افسر مزید نفری اور ایلیٹ فورس کے اہلکاروں کے ہمراہ ماڈل ٹاؤن پہنچ گئے۔ واقعہ کے خلاف ملک بھر میں واقعہ کے خلاف مظاہرے کئے گئے۔۔ رانا مشہود نے کہا کہ عوامی شکایات پر رکاوٹیں ہٹانے کے لئے معمول کا آپریشن کیا گیا لیکن پولیس پر فائرنگ کی گئی اور پولیس نے اپنے دفاع میں فائرنگ کی۔ کسی کو ریاست کے اندر ریاست بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ترجمان تحریک انصاف قاضی فیض کے مطابق پولیس نے کارکنوں پر سیدھی گولیاں چلائیں۔ ترجمان منہاج القرآن کا کہنا ہے کہ ہمیں جوڈیشل کمشن منظور نہیں ہے، شہداء کا قصاص لیں گے۔ آئی جی پنجاب مشتاق سکھیرا نے منہاج القرآن اور پولیس کے درمیان تصادم اور ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر تین سینئر پولیس افسران پر مشتمل انکوائری کمیٹی مقرر کر دی ہے جو پولیس اہلکاروں کے حوالے سے قانون ہاتھ میں لینے اور فائرنگ سمیت دیگر تشدد

کے واقعات پر تحقیقات کرے گی۔ پولیس پر مظاہرین کی جانب سے پٹرول بم پھینکے گئے اور فائرنگ بھی کی گئی جس سے پچیس سے تیس پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔ آئی جی کا کہنا تھا کہ قیمتی جانوں کے ضیاع پر پنجاب پولیس گہرے دکھ کا اظہار کرتی ہے اور دعائے مغفرت کرتی ہے، پولیس کا کام عوام کے جان ومال کی حفاظت کرنا ہے۔ آئی جی پنجاب کا کہنا تھا کہ وہ انکوائری کے لئے پہلے پولیس افسران کو خود پیش کرتے ہیں انکوائری ہوگی جو اہلکار ذمہ دار ہوں گے ان کیخلاف کارروائی کی جائے گی۔ فیصل ٹاؤن پولیس نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ہلاک ہونے والوں کے ورثاء کی بجائے سرکار کی مدعیت میں مقدمہ نمبر 14/510 بجرم 324/353/ 148/302/ 149 ت پ اور انسداد دہشت گردی ایکٹ کی دفعہ سیون اے ٹی اے کے تحت درج کر لیا ہے۔ آئی جی پنجاب مشتاق احمد سکھیرا نے کہا ہے کہ ایک واقعہ کا صرف ایک مقدمہ درج ہو سکتا ہے۔ ہلاک ہونے والوں کے ورثاء یا دوسرا فریق جو موقف دے گا اسے ریکارڈ کا حصہ بنائیں گے۔ آنسو گیس کی شیلنگ کے باعث لوگ آنکھوں پر گیلا کپڑا رکھتے اور پانی ڈالتے رہے۔ آئی جی پنجاب پولیس مشتاق احمد سکھیرا سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے پریس کانفرنس میں صحافیوں کے سوالات کا جواب دینے کی بجائے اٹھ کر چلے گئے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن پر سی سی پی او لاہور چودھری شفیق احمد اور قائم مقام ڈی آئی جی آپریشنز رانا عبدالجبار کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا گیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف کے احکامات پر چودھری شفیق احمد اور رانا عبدالجبار کو او ایس ڈی بنادیا

گیا ہے۔ پولیس انکوائری کمیٹی کے سربراہ ایڈیشنل آئی جی سرمد سعید جبکہ دو ممبران ڈی آئی جی ٹیلی علی عامر ملک اور ڈی آئی جی فنانس حبیب امتیاز شامل ہیں۔ ایس پی ماڈل ٹاؤن طارق عزیز کو بھی او ایس ڈی بنایا گیا ہے۔ طاہر القادری نے کہا ہے کہ پولیس کی مدعیت میں کسی ایف آئی آر اور انکوائری کمیٹی کو تسلیم نہیں کرتے، کارکنوں کی شہادت کے بدلے حکومت کا جانا ٹھہر چکا، مجھے ماردیا جائے یا نظر بند، ہر صورت 23 جون کو پاکستان آؤں گا، شہادت کو چوم کر سینے سے لگالوں گا، پولیس نے میرے گھر کے دروازوں پر فائرنگ کیوں کی، حکمران انقلاب کو نہیں روک سکتے، انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے، ہمارے گارڈز کے پاس بھی لائسنسی اسلحہ تھا، اگر وہ چاہتے تو پولیس کو نشانہ بنا سکتے تھے، لیکن ہم نے صبر اور تحمل سے کام لیا۔ ہم نے اچھے مقاصد کیلئے فوج کی حمایت کی ہے جس کی ہمیں سزا دی جارہی ہے۔ جہاں تک بیرئیر لگانے کا تعلق ہے تو یہ لاہور ہائیکورٹ کے حکم پر لگائے گئے اور اسوقت کے پولیس افسران خود یہاں آکر یہ بیرئیر لگواتے رہے، اگر یہ بیرئیر غلط تھے تو چار برس سے پنجاب کے حکمرانوں کو کیوں نظر نہیں آئے اور یہاں پر مسلم لیگ (ن) کی ہی حکومت رہی ہے لیکن اصل مسئلہ بیرئیر نہیں بلکہ وہ انقلاب ہے۔ کارکنوں کی شہادت کا مقدمہ وزیر اعظم نواز شریف' وزیر اعلیٰ شہباز شریف' وفاقی وزراء چوہدری نثار' خواجہ آصف' خواجہ سعد رفیق' پرویز رشید' عابد شیر علی' وزیر قانون رانا ثناءاللہ' آئی جی' ڈی آئی جی اور ایس پی اور متعلقہ تھانے کے

ایس ایچ او کیخلاف درج کرائیں گے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے آرمی چیف جنرل راحیل شریف اور ڈی جی آئی ایس آئی جنرل ظہیر السلام کو خط لکھ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ اگر مجھے یا میرے خاندان کو کچھ ہوا تو ذمہ دار ن شریف برادران اور مسلم لیگ (ن) کے وفاقی وزراء ہونگے۔ طاہر القادری نے مزید کہا کہ وہ جوڈیشل کمیشن کو مسترد کرتے ہیں، حکمران جو چاہیں کرلیں ہر چیز کیلئے تیار ہوں۔ ظالموں کی حکومت کا خاتمہ کروں گا حکومت جو چاہے کرلے ہر چیز کیلئے تیار ہوں۔

ضرب عضب کی کامیابی اور متاثرین کی امداد خوش آئند

شمالی وزیرستان میں جاری آپریشن ضرب عضب کے دوران مزید 23 عسکریت پسندوں کو ہلاک کر دیا گیا پاک فوج کے محکمہ تعلقات عامہ کی جانب سے جاری اعلامیہ کے مطابق شمالی وزیرستان میں آپریشن ضرب عضب کامیابی سے جاری ہے۔ شمالی وزیرستان کے پہاڑی سلسلہ وزیرستان کے پہاڑی سلسلہ میں واقع عسکریت پسندوں کا مواصلاتی نیٹ ورک تباہ کر دیا گیا جبکہ میر علی اور میران شاہ میں عسکریت پسندوں کے ٹھکانوں کا محاصرہ سخت کر دیا گیا ہے فورسز کے گن شپ ہیلی کاپٹروں نے کارروائی کرتے ہوئے اہم پہاڑی علاقہ میں عسکریت پسندوں کا مواصلاتی سینٹر تباہ کر دیا۔ میران اور غلام خان کے علاقے سے سول آبادی کو نکالنے کا سلسلہ جاری ہے متعدد مقامات پر چیک پوائنٹس بنائے گئے ہیں جہاں پر بے گھر ہونے والے خاندانوں کو مکمل انتظامی سہولیات جن میں خوراک، ادویات اور دوسری اشیاء ضروریہ پاک فوج کی طرف سے فراہم کی جارہی ہیں سدو گئی چیک پوسٹ پر رجسٹریشن پوائنٹس میں اضافہ کر کے ان کی تعداد 20 کر دی گئی ہے جن میں دس خواتین اور دس مردوں کیلئے قائم ہیں جبکہ بنوں میں آئی ڈی پی کیمپ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف نے کور ہیڈ کوارٹر پشاور کا دورہ کیا۔ آرمی چیف کو شمالی وزیرستان ایجنسی میں جاری آپریشن ''ضرب عضب'' میں پیشرفت

سے آگاہ کیا گیا۔ چیف آف آرمی سٹاف نے آپریشن کی تیاری اور پیشرفت پر اطمینان کا اظہار کیا۔ جنرل راحیل شریف نے دہشت گردوں کی بلا امتیاز سرکوبی پر زور دیا۔ چیف آف آرمی سٹاف نے کہا کہ شمالی وزیرستان میں یہ آپریشن ہمارے بہادر پرامن قبائل کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس علاقے کو مفلوج کرنے والے ان دہشت گردوں کے خلاف ہے جو ریاست پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تمام متعلقہ حکام کو بے گھر خاندانوں کے لیے بہترین انتظام کے سلسلے میں خصوصی اقدامات سے متعلق سول اداروں کی بھرپور معاونت کی ہدایت کی۔ چیف آف آرمی سٹاف نے اس عزم کا بھی اعادہ کیا ہے کہ پوری قوم بالخصوص قابل فخر قبائلی بھائیوں کی مدد سے ''ضرب عضب'' آپریشن کو کامیابی سے مکمل کر لیا جائے گا۔ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن تمام دہشت گردوں کے خاتمہ تک جاری رہے گا۔ آپریشن ملک کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کے لئے شروع کیا گیا ہے شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے تمام ٹھکانے ختم کریں گے ۔ شمالی وزیرستان آپریشن کا مقصد دہشت گردی کے مکمل خاتمہ کے لئے ہے دہشت گردی کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ آپریشن کے ذریعہ دہشت گردی کا خاتمہ کرکے قوم کو شدت پسندوں سے نجات دلائی جائے گی اور تمام دہشت گردوں کو ختم کیا جائے گا۔ آپریشن ضرب عضب دہشت گردوں کے تمام ٹھکانے ختم کرنے کے لئے شروع کیا گیا ہے اور جب تک ایسا نہیں کریں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ آپریشن کے زریعہ ملک کو دہشت گردی سے پاک کیا جائے گا۔ وفاقی حکومت کی طرف سے شمالی

وزیرستان ایجنسی کے آپریشن سے متاثرہ افراد کی فوری امداد اور ان کی دیکھ بھال کے لئے 50 کروڑ روپے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ بے گھر خاندانوں کے بارے میں یہ گرانٹ پانچ رکنی قومی کمیٹی کی نگرانی میں استعمال کی جائے گی۔ کمیٹی میں ریاستیں سرحدی امور، دفاع، داخلہ، اطلاعات و نشریات کے وزراء اور گورنر خیبر پختونخوا شامل ہیں۔ کمیٹی متاثرین کی امداد بحال اور آبادی کاری کے معاملات کی نگرانی کرے گی۔ وزارت خزانہ نے شمالی وزیرستان ایجنسی کے ان نئے متاثرین کی دیکھ بھال ان کے لئے فوری طور پر کئی مقامات پر کیمپ لگانے ان میں بنیادی سہولیات کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے 500 ملین گرانٹ کی سپلیمنٹری گرانٹ کی منظوری دے دی ہے گرانٹ براہ راست وزارت سفیران کے بجٹ میں شامل کی گئی ہے۔ وزارت سیفران نگران کمیٹی کی شراکت سے متاثرین کی امداد کی حکمت عملی طے کرے گی۔ شمالی وزیرستان ایجنسی سے وسیع پیمانے پر نقل مکانی کا سلسلہ جاری ہے۔ گرمی کے شدید موسم میں یہ خاندان انتہائی مشکلات سے دوچار ہیں۔ خصوصاً پینے کے صاف پانی اور خوراک کے حوالے سے ان خاندانوں میں خواتین اور بچے مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ خاندان بنوں لکی مروت کے راستوں پنجاب میں دلائل ہونے کے سفر پر گامزن ہیں اسی طرح انڈس ہائی وے کے راستے پر خاندان ڈیرہ غازی خان، ملتان، مظفر گڑھ کے علاقوں میں پڑاؤ ڈال سکتے ہیں ان متاثرہ افراد کی بڑی تعداد بنوں اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں مستقل ہو گئے ہیں۔ آپریشن میں ابتک 7265 گاڑیوں میں 6300 کے قریب

خاندان بنوں رجسٹریشن کراچکے ہیں۔انکی کل تعداد79400 ہے جس میں مرد خواتین 24632اور بچے 35031شامل ہیں۔یہ متاثرین پشاور' کوہاٹ' لکی' 19437 مروت' میانوالی کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی بڑے پیمانے پر نقل مکانی کرکے آرہے ہیں۔بنوں میں ان متاثرین کی ہونیوالی رجسٹریشن کے علاوہ انکوراشن دینے کیلئے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ضلعی انتظامیہ اورپولیس نے مشترکہ طورپر ایک پرفارماتیارکیاہے۔جسے وہ افرادپر کرینگے جوان متاثرین کورہائش کیلئے اپنے مکانات یابالاخانے کرایہ پردے رہے ہیں۔تمام تھانوں کے ایس ایچ اوزگشت کے دوران ان متاثرین کی علاقوں میں رہائش کیلئے کرایہ داروں کے کوائف بھی اکھٹے کرنے کے اعلانات کرینگے۔اسکے علاوہ صوبائی حکومت کی ہدایت پر ضلع ڈیرہ کے انتظامی افسران نے ڈیرہ بنوں روڈپرواقع صحت کے بنیادی مراکزکا بھی دورہ کیااوروہاں متاثرین کی رہائش کے حوالے سے بھی حالات کاجائزہ لیا۔ڈیرہ اسماعیل خان میں متاثرین کوراشن دینے کے حوالے سے کئی فلاحی تنظیمیں بھی میدان میں آ گئی ہیں۔جماعۃالدعوۃکے رفاہی ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے بھی آپریشن سے متاثرہ محب وطن قبائلی بھائیوں کے لئے ڈیرہ اسماعیل خان،بنوں،کوہاٹ،ژوب ودیگر مقامات پر ریلیف کیمپ لگا دیئے ہیں جہاں متاثرین میں پکی پکائی خوراک تقسیم کی جارہی ہے،ریلیف کیمپوں میں میڈیکل کیمپ بھی لگائے گئے ہیں شدید گرمی کی وجہ سے متاثرہ خاندانوں کے بچے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر

حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ جماعۃالدعوۃ کے رضاکار شمالی وزیرستان آپریشن کے دوران نقل مکانی کرنے والے متاثرین کی ہر ممکن مدد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ریلیف کیمپ قائم کرکے متاثرین میں پکی پکائی خوراک اورانہیں طبّی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ ملک سے بھارت و امریکہ کی مداخلت ختم اور اتحاد و یکجہتی کا ماحول پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ مذہبی و سیاسی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر دفاع پاکستان کی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کریں۔ حکومت اور طالبان کے مابین مذاکرات کی ناکامی کے بعد آپریشن کا ہمیں شدید دکھ اور افسوس ہے۔ ہمارا موقف بالکل واضح ہے کہ شمالی وزیرستان میں آپریشن کا دائرہ ملک دشمنوں تک محدود رکھاجائے۔ وہ محب وطن قبائلی جو شروع دن سے پاکستان کی سلامتی واستحکام کی جنگ لڑتے رہے اور دفاع پاکستان کی جدوجہد میں ہمیشہ ہراول دستہ کا کردار ادا کیا ہے ان کی ہر قسم کی ضروریات اور زندگیوں کے تحفظ کا مکمل بندوبست ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہاکہ شمالی وزیرستان آپریشن صرف ان عناصر کے خلاف ہونا چاہیے جو بھارت و امریکہ کے اشاروں پر وطن عزیز پاکستان میں دہشت گردی کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ جماعۃالدعوۃ نے سوات آپریشن کے دوران متاثرہ بھائیوں کو خوراک اور علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کیں اور اب بھی ان شاءاللہ شمالی وزیرستان آپریشن کے باعث نقل مکانی کرنے والے اپنے بھائیوں کی ہر ممکن مدد کریں گے۔ قبائلی پاکستان سے محبت کرنے والے اور اس کے محافظ ہیں' وہ بیرونی

اشاروں پر پاکستان کو میدان جنگ بنانے والوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ آپریشن کے دوران پرامن قبائلیوں کے جان ومال کو کسی صورت نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ پاکستان منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی آگ بھڑکا کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ بیرونی قوتیں ملک میں جس جنگ کو بھڑکانا چاہتی ہیں ہم نے اسے بجھانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ مسلمان کیلئے کسی دوسرے مسلمان کو نشانہ بنانا جائز نہیں ہے۔ آپس کے لڑائی جھگڑے اور تشدد کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعۃالدعوۃ شروع دن سے طالبان سے مذاکرات کی حامی رہی ہے۔ ہم نے دفاع پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم سے چلائی جانے والی ملک گیر تحریک کے دوران بھی ہمیشہ یہی موقف اختیار کیا تاہم کراچی ایئرپورٹ اور سکیورٹی فورسز پر بار بار ہونے والے حملوں اور قومی املاک کو بے پناہ نقصان پہنچائے جانے کے بعد بھارت و امریکہ کے اشاروں پر کام کرنے والوں نے معاملہ اس انتہا تک پہنچا دیا۔ شمالی وزیرستان آپریشن کے دوران اسلام دشمن قوتوں کی جانب سے تخریب کاری و دہشت گردی کے ذریعہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ، افواج پاکستان اور قوم کا ہر طبقہ متحد و بیدار ہو' اور ملک میں اتحاد و یکجہتی کا ماحول پیدا کیا جائے تاکہ وطن عزیز پاکستان کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو ناکام بنایا جاسکے۔ امریکہ ،

بھارت اور ان کے اتحادی ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کی مداخلت بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔
آج ملک میں جو حالات نظر آ رہے ہیں یہ سب انہی قوتوں کی سازشوں کا شاخسانہ ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کی گونج ''او آئی سی'' میں

مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے او آئی سی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر نظر رکھے۔ مسلم ممالک کشمیریوں کی حق خود ارادیت کی تحریک کی حمایت کریں بھارت کشمیر میں 7 لاکھ فوج کے ذریعے قبضہ کئے ہوئے ہے۔ کشمیری عوام کو دبانے کے لئے بھارتی فوج کی بے پناہ اختیارات حاصل ہیں۔جدہ میں اسلامی تعاون تنظیم کے وزرائے خارجہ کی 2 روزہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ بھارتی فوج کشمیریوں کو ان کے بنیادی حق سے محروم کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں حراستی ہلاکتیں، جعلی مقابلے نوجوانوں کی گمشدگی معمول ہے۔ کشمیر عوام تشدد اور خوف کے سائے میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔1989 میں تحریک آزادی کے آغاز کے بعد سے اب تک 10 ہزار نوجوان لاپتہ ہو چکے ہیں مشیر خارجہ نے کہا کہ کشمیری قیادت کو آزادانہ نقل و حرکت کی اجازت نہیں ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں متعدد کشمیری رہنما گھروں میں نظر بند ہیں۔ بھارت کشمیری رہنماؤں کو پاسورٹ جاری نہیں کر رہا کشمیری قیادت کو عالمی فورمز پر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ کشمیر میں تشدد خون ریزی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ عالم اسلام کو سیاسی اور معاشی خلفشار سمیت انتہا پسندی

اور عدم برداشت جیسے مسائل کا سامنا ہے، امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا واحد حل اتحاد اور یگانت میں ہے۔ پاکستان ہر قسم کی دہشت گردی کے خلاف ہے اور دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں مسلح تحریک کے آغاز سے اب تک 16329707 افراد پر کالا قانون پبلک سیفٹی ایکٹ عائد کیا گیا جبکہ کمسن بچوں کے خلاف کیس درج کئے گئے۔ اسی عرصہ کے دوران جنسی زیادتیوں اور ہلاکتوں سمیت مختلف معاملات میں فورسز و پولیس کے خلاف 1311 شکایتیں اور ایف آئی آر درج کئے گئے ہیں جبکہ ہلاکتوں کے سلسلے میں تشکیل دی گئی کسی بھی جوڈیشنل انکوائری میں کسی بھی فورسز اہلکار کو موردالزام نہیں ٹھہرایا گیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق 1988 میں مسلح تحریک کے آغاز سے اب تک مقبوضہ کشمیر میں 16329 افراد کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند کیا گیا جن میں سے 249 افراد کو ایک سے زائد دفعہ اس قانون کے تحت نظر بند کیا گیا۔ شمالی کشمیر کے سوپور قصبہ میں اس عرصہ کے دوران 230 افراد پر سیفٹی ایکٹ لاگو کیا گیا جن میں سے 9 افراد کی دو دفعہ اس قانون کے تحت نظر بندی عمل میں لائی گئی۔ سوپور قصبہ میں اس عرصہ کے دوران ایک کمسن لڑکے کو گرفتار کیا گیا اور اس کے خلاف پولیس سٹیشن تارزو سوپور میں ایک کیس زیر نمبر 2013/109 زیر دفعہ 302, آر پی سی درج تھا۔ جنوبی کشمیر کے شوپیاں ضلع میں 121 افراد پر اس عرصہ کے 34 دوران سیفٹی ایکٹ نافذ کیا گیا جبکہ 2008 میں ضلع کا درجہ حاصل کرنے کے بعد اس ضلع میں کم سن بچوں کے خلاف 21 ایف آئی آر درج کئے گئے۔ جنوبی کشمیر کے ہی اننت ناگ ضلع میں

افراد کو سیفٹی ایکٹ کے تحت اس مدت کے دوران نظر بند کیاگیا جن میں سے 56718 افراد پر دو دفعہ یہ قانون لاگو کیاگیا۔ ضلع میں اس عرصہ کے دوران سنگ اندازی اور دوسرے جرائم کی پاداش میں 21 کم سنوں کے خلاف کیس درج کئے گئے۔ شمالی کشمیر کے بارہمولہ میں 316 افراد پر اس مدت میں سیفٹی ایکٹ لاگو کیاگیا جبکہ 26 افراد کو ایک سے زائد دفعہ اس قانون کے تحت نظر بند کیاگیا جبکہ اس مدت میں 32 کم سن بچوں کو بھی مختلف کیسوں کے تحت بند کیاگیا۔ جنوبی کشمیر کے کولگام ضلع میں اس مدت کے دوران 266 افراد پر سیفٹی ایکٹ لاگو کیاگیا جن میں سے 10 کو ایک سے زاید دفعہ اس قانون کے تحت نظر بندی کے مرحلے سے گزرنا پڑا جبکہ 27 کمسن نوجوانوں کیخلاف پتھراؤ اندازی اور دیگر جرائم کے تحت کیس درج کئے گئے۔ شمالی ضلع بانڈی پورہ میں 167 افراد کو اس قانون کے تحت نظر بند کیاگیا جبکہ 5 افراد پر دو سے زائد دفعہ اس قانون کا نفاذ عمل میں لایاگیا، نیز 13 کمسن نوجوانوں کو مختلف کیسوں کے تحت بند کیاگیا۔ 1988 سے اب تک کٹھوعہ ضلع میں 118 افراد پر سیفٹی ایکٹ لاگو کیاگیا جبکہ 37 افراد پر ایک سے زائد دفعہ اس قانون کا نفاذ عمل میں لایاگیا۔ جبکہ 141 کمسن لڑکوں کو بھی مختلف کیسوں میں بند کیاگیا۔ 1988 سے اب تک جنسی زیادتیوں اور ہلاکتوں سمیت مختلف معاملات میں فورسز وپولیسکے تحت 1311 شکایتیں اور ایف آئی آر درج کئے گئے ہیں۔ سوپور میں سرکاری فورسز کے خلاف 108 کیس درج کئے گئے ہیں جبکہ شوپیاں ضلع میں ، ایسے کیسوں کی تعداد 5 اور کولگام ضلع میں جنسی زیادتی

ہلاکتوں اور دیگر نوعیت کے معاملات کے تعلق سے فورسز و پولیس کے خلاف درج کئے جانے والے کیسوں کی تعداد 90 ہے۔امریکی وزارت خارجہ نے اپنے گزشتہ سال کے سالانہ رپورٹ میں 2010 کے مڑھل فرضی انکاؤنٹر اور 2013 کی گول اور شوپیاں ہلاکتوں کا ذکر کیا ہے۔ وزارت خارجہ کے ''بھارت 2013 انسانی حقوق رپورٹ'' کی تفصیل میں کشمیر کا خاص طور سے ذکر ہوا ہے جبکہ رپورٹ میں آرمڈ فورسز سپیشل پاورس ایکٹ اور پبلک سیفٹی ایکٹ کا خصوصی طور ذکر ہوا ہے۔ گوکہ وزارت خارجہ نے اپنی رپورٹ میں واقعات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے تاہم واقعات کی شروعات اور اختتام کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 7 ستمبر کو سی آر پی ایف نے جنوبی کشمیر کے شوپیاں ضلع کے گاگرن علاقہ میں 4 جوانوں کو ہلاک کیا۔یہ ہلاکتیں ، جن کے نتیجہ میں ہفتوں تک غیر یقینی صورتحال رہی، سرینگر کے شالیمار باغ میں زوبن مہتا کے شو سے کچھ گھنٹے قبل پیش آئیں۔رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے ''سال کے اختتام پر ان ہلاکتوں کی تحقیقات کیلئے قائم کیا گیا جوڈیشل کمیشن گواہوں سے بیانات قلمبند کر رہا تھا''۔غیر سرکاری جماعتوں اور میڈیا اداروں کی تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے وزارت خارجہ نے رپورٹ میں کہا ہے ''ایسی بھی خبریں تھی کہ حکومت اور اس کے کارندوں نے غیر قانونی ہلاکتیں بھی انجام دیں جن میں مجرموں اور جنگجوؤں کی ماورائے عدالت ہلاکتیں بھی شامل ہیں''۔رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ جموں صوبہ کے رام بن ضلع کے داڑم گول علاقہ میں 8 جولائی 2013 کو اس وقت ایک امام اور ایک سرکاری

لیکچرار سمیت چار لوگ ہلاک اور 40 زخمی کئے گئے جب سرحدی حفاظتی فورس کے اہلکاروں نے دو دفعہ احتجاجی مظاہرین پر دوبار بلا اشتعال فائرنگ کی۔ جموں و کشمیر پولیس کے خصوصی تحقیقاتی ٹریبونل نے 76 بٹالین بی ایس ایف کے دو آفیسروں سمیت 6 اہلکاروں کے خلاف بلا اشتعال فائرنگ کے الزامات کے تحت کیس درج کئے، رام بن کی عدالت نے بی ایس ایف کو سیول کورٹ کے بجائے اپنے اہلکاروں کا کورٹ مارشل کرنے کی اجازت دے ڈالی۔ دسمبر 2013 میں فوج نے اپنے دو آفیسروں اور چار اہلکاروں کے خلاف کورٹ مارشل کارروائی شروع کی جو 2010 فرضی انکوائنٹر میں ملوث تھے۔ ملوثین نے مبینہ طور تین شہریوں کو مڑھل میں سرحد پر مار ڈالا اور اس کے بعد انہیں پاکستانی دراندار قرار دیا۔ مڑھل، شوپیاں اور گول ہلاکتوں کا ذکر کرنے کے فوراً بعد میڈیا اداروں کی معلومات کا حوالہ دیتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2012 کے دوران ہندوستان بھر میں 127 فرضی جھڑپوں کے واقعات رونما ہوئے۔ 13۔ ہندوستان میں گزشتہ چار برسوں کے دوران 555 فرضی جھڑپوں کے واقعات پیش آئے جبکہ جموں و کشمیر میں اس مدت کے دوران 26 فرضی جھڑپیں انجام دی گئیں۔

ضرب عضب،فلاحی ادارے پھر بازی لے گئے

وطن عزیز پاکستان پر جب بھی مشکل حالات آتے ہیں ،زلزلہ ،سیلاب،قحط کی صورتحال ہو یا دیگر قدرتی آفات کا مسئلہ ہو ،ہمیشہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ رفاہی و فلاحی ادارے امدادی کامیوں و ریلیف و ریسکیو آپریشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔حکومتی نمائندے ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر صرف منصوبہ بندی کر رہے ہوتے ہیں جبکہ اسکے مقابلے میں رفاہی و فلاحی اداروں کے رضاکار متاثرہ علاقوں میں پہنچ کر امدادی سرگرمیاں شروع کر دیتے ہیں۔زلزلہ 2005آزاد کشمیر ہو یا آواران کا زلزلہ، جنوبی پنجاب و سندھ میں سیلاب ہو یا سندھ میں قحط کی صورتحال ،فلاحی اداروں نے مخیّر حضرات کے تعاون سے حکومتی مشنری سے بڑھ کر کام کیا۔سوات و مالاکنڈ آپریشن کے وقت بھی فلاحی تنظیمیں میدان میں تھیں اب شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف پاک فوج نے ضرب عضب کا آغاز کیا تو مقامی آبادی نے نقل مکانی شروع کی۔گزشتہ تین دنوں میں کرفیو میں نرمی کے دوران میرانشاہ اور میر علی سے لاکھوں افراد نقل مکانی کر چکے ہیں ٹرانسپورٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ہزاروں افراد میر علی اور میرانشاہ سے پیدل بنوں سمیت محفوظ علاقوں کی سمت روانہ ہو چکے ہیں ٹرانسپورٹ مالکان نے گاڑیوں کے کرایوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے جبکہ ضلعی انتظامیہ کی جانب سے ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کے تمام دعوے

جھوٹے ثابت ہوئے چیکٹ پوسٹوں پر رش کی وجہ سے متاثرین کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ہزاروں کی تعداد میں متاثرین رجسٹریشن کے بغیر کچے راستوں سے بنوں سمیت مختلف علاقوں کی سمت روانہ ہو چکے ہیں بنوں میں متاثرین کیلئے مختلف فلاحی تنظیموں اور عوام کی جانب سے پانی اور شربت کی سبیلیں لگائی گئی ہیں بعض مقامات پر متاثرین کو خوارک اور طبّی سہولیات بھی فراہم کی جا رہی ہے ضلعی انتظامیہ کی جانب سے متاثرین کو سہولیات فراہم کرنے کے تمام تر دعوے جھوٹے ثابت ہوگئے ہزاروں قبائلی متاثرین بنوں سمیت مختلف علاقوں میں رہائش نہ ملنے کی وجہ سے دربدر ہیں بنوں میرانشاہ روڈ پر سید گئی کے مقام پر گاڑی الٹنے سے ایک شخص زخمی ہوگیا جبکہ شدید گرمی اور بھوک پیاس کی وجہ سے دو بچے راستے میں جاں بحق ہوگئے۔ اب تک لاکھوں کی تعداد میں لوگ پاکستان کے دیگر شہروں کو منتقل ہوگئے ہیں متاثرین کی وجسٹریشن کیلئے دو چیکٹ پوسٹوں پر خصوصی پوائنٹ قائم کئے گئے ہیں جہاں پر متاثرین کی رجسٹریشن کے بعد بنوں کی طرف جانے دے رہے ہیں بنوں کی ضلعی انتظامیہ کے مطابق اب تک
لوگ بنوں آ چکے ہیں ان میں بچوں کی تعداد 77716 خواتین کی تعداد 182051 جبکہ مردوں 47706 پر مشتمل 1 2716 بنوں میں پناہ گزین ہو چکے ہیں 56629 زیادہ تر خاندان دس سے اٹھارہ گھنٹے کے دوران بزریعہ پیدل بنوں پہنچ چکے ہیں طویل پیدل سفر سے کئی لوگوں کی حالت غیر ہو چکی ہے جن کی دیکھ بال کیلئے پاک فوج، جماعۃ الدعوۃ، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن، الخدمت فاؤنڈیشن ودیگر

رفاہی تنظیمیں اور لوکل بنوں کے شہری اپنی مدد آپکے تحت انکی آبادکاری کیلئے سرگرم ہیں۔ بنوں پہنچنے والے پناہ گزینوں کا کہنا ہے کہ سیدگی چیک پوسٹ پر رجسٹریشن کیلئے روڈ کے دونوں اطراف سخت گرمی میں سات سے آٹھ کلومیٹر دور تک لوگ انتظار میں کھڑے ہیں جن کو پاک فوج کیطرف سے جوس اور دیگر اشیاء فراہم کی جارہی ہیں۔ بنوں میں بھی متاثرین کی دیکھ بال کیلئے جگہ جگہ جوس شربت پانی اور کھانے پینے کی اشیاء ساتھ ساتھ ادویات اور متاثرین کے ساتھ مال مویشی کیلئے چارے کا چارہ فراہمی کیلئے خصوصی سٹال لگائے گئے ہیں حکومت کی طرف سے متاثرین کیلئے بکاخیل کے مقام پر کیمپ قائم کیا گیا ہے لیکن پچھلے چار دنوں میں حکومتی کیمپ میں صرف چھ خاندان پناہ گزین ہوئے ہیں باقی لوگ بنوں اور گرد ونواح میں اپنے رشتہ داروں اور کھلے میدانوں پرائیویٹ تعلیمی اداروں اور دیگر کئی مقامات پر پناہ گزین ہو رہے ہیں۔ متاثرین شمالی وزیرستان کی سہولت کیلئے حکومتی امداد کہیں نظر نہیں آرہی ہیں۔ سرکاری افسران صرف ائر کنڈیشن کمرے تک محدود ہیں۔ متاثرین کی طبّی سہولیات کیلئے حکومتی میڈیکل کیمپ نہ ہونے کے برابر ہیں اور ایمبولینس میں مریضوں کو لے جانے کی بجائے سرکاری افران گھوم رہے ہیں۔ ایف ڈی ایم اے کے بھی تمام انتظامات ناقص ہیں اور متاثرین کی امداد کرنے کی بجائے ساری امدادی اشیاء سٹور تک محدد ہیں اور متاثرین سخت گرمی میں دربدر کی ٹھوکرین کھا رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا حکومت کی طرف سے شمالی وزیرستان ایجنسی سے آنے والے

متاثرین کو ضلع بنوں کی حدود میں واقع تمام سرکاری سکولوں اور کالجوں میں ٹھہرانے کے لئے انتظامات کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ شمالی وزیرستان ایجنسی سے متاثرین کی بڑی تعداد بنوں پہنچ رہی ہے جن کو رہائش کے شدید مسائل کا سامنا ہے دوسری جانب متاثرین کی امداد اور بحالی کے لئے مختلف فلاحی تنظیموں کی جانب سے بھی اقدامات کئے جارہے ہیں۔ میر علی، میران شاہ سے لوگ 65 کلو میٹر کا سفر شدید گرمی میں طے کر رہے ہیں۔ نقل مکانی کرنے والوں میں بچے، بوڑھے، خواتین بھی ہیں، گرمی زیادہ ہونے کی وجہ سے خواتین بے ہوش ہو رہی ہیں جنہیں جماعۃ الدعوۃ کے رضاکاروں نے طبّی امداد دی، ڈیلیوریاں بھی سڑکوں پر ہو رہی ہیں۔ جو گاڑیاں تین سے چار ہزار کرائے میں ملتی تھیں اب آپریشن کے بعد بیس ہزار روپے کرایہ لے رہی ہے لیکن لوگوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ سوات آپریشن کے موقع پر قوم آئی ڈی پیز کے ساتھ تھی مگر آج قوم کی شمالی وزیرستان کے آپریشن کی متاثرین کی طرف توجہ نہیں ہے۔ ملک میں بہت مسائل ہیں لیکن وہاں کے لوگوں کا بے گھر ہونا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جماعۃ الدعوۃ نے پہلے مرحلے میں میڈیکل کا کام کیا گیا۔ خواتین کے مسائل تھے انہیں طبّی امداد دی گئی اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی ایمبولینسز کے ذریعہ بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بھیجا جاتا ہے ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، لکی مروت، کرک، کوہاٹ میں جماعۃ الدعوۃ ریلیف آپریشن کر رہی ہے۔ دوسرے مرحلے میں متاثرین کو کھانا کھلانے کے انتظام کیا

گیا ہے، پکی پکائی خوراک اور پانی کی تقسیم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ نقل مکانی کر کے آنے والے لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں۔ لوگ پانی کے لئے سسک رہے ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ ہزاروں متاثرین کے لئے کھانے باور پانی کا انتظام کر رہی ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے پشاور مین شاہراہ سمیت کرک، کوہاٹ، بنوں و دیگر مقامات پر خوراک اور پانی کے لئے کیمپ لگائے گئے ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کے رفاہی ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی جانب سے شمالی وزیرستان ایجنسی کے متاثرین میں خوراک ادویات اور دیگر سامان کی تقسیم کا سلسلہ جاری ہے۔ متاثرین میں تیار کھانا مہیا کیا جا رہا ہے جبکہ جوس پانی شربت اور طبّی سہولیات کی فراہمی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ شمالی وزیرستان ایجنسی کے متاثرین کو سہولیات کی فراہمی کے لئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن آپریشن کے پہلے دن سے ہی بنوں اور ڈی آئی خان میں سرگرم ہے گذشتہ دو دنوں کے دوران بنوں کے مختلف علاقوں میں طبّی سہولیات کی فراہمی کیلئے مختلف مقامات پر میڈیکل کیمپ لگا چکی ہے اس کے علاوہ بنوں کے مختلف علاقوں اور خصوصاً بنوں میرانشاہ روڈ پر متاثرین میں کھانا، پانی شربت جوس اور دیگر اشیاء تقسیم کیں۔ متاثرین کو مذید سہولیات فراہم کرنے کیلئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلیٰ پروفیسر حافظ محمد سعید کی خصوصی ہدایت پر لاہور سے 10 ٹرکوں پر مشتمل قافلہ روانہ ہوچکا ہے جس میں راشن خیمے بسترے چٹائیاں اور دیگر ضروریات زندگی کا سامان شامل ہے۔ فلاح انسانیت کی 10 ایمبولینسز ہر قسم کی سہولیات سے مزین

متاثرین کی خدمت کیلئے موجود ہیں جس میں موبائل آپریشن تھیٹر بھی موجود ہے جبکہ طبّی سہولیات کی فراہمی کیلئے 6 ڈاکٹر اور 15 میڈیکل سٹاف پر عملہ بھی موجود ہے جبکہ مزید ڈاکٹروں کی ٹیمیں بھی بنوں پہنچ رہی ہیں۔ پاک فوج کے جامع آپریشن 'ضرب عضب' نے قبائلی علاقوں میں دہشت گردوں کیلئے زمین تنگ کردی جبکہ بمباری میں مزید 30 مارے گئے، دوسری طرف 3 لاکھ 11 ہزار سے زائد مقامی قبائلی محفوظ مقامات کی طرف نقل مکانی کرگئے جبکہ پاک فوج نے عوام سے اپیل کی ہے کہ اپنے بے گھر بھائیوں کی امداد کریں۔ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کی طرف سے جاری بیان میں بتایا گیا کہ 'جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب جیٹ طیاروں نے شمالی وزیرستان اور خیبر ایجنسی میں شدت پسندوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا جبکہ فضائی کارروائی ان علاقوں میں کی گئی جہاں سویلین آبادی نہیں ہے'۔ آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل میجر جنرل عاصم باجوہ نے مزید کہا کہ شمالی وزیرستان کے عمائدین نے فوجی آپریشن کی حمایت کا اعلان کردیا ہے۔ پاک فوج نے شمالی وزیرستان کے آئی ڈی پیز کیلئے ایک روز کی تنخواہ اور راشن فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ تمام افسر اور جوان اپنی ایک روز کی تنخواہ آئی ڈی پیز کو دینگے جبکہ پاک فوج بے گھر قبائلی بھائیوں کو آئندہ 30 روز کیلئے راشن بھی فراہم کریگی۔

قادری انقلاب۔۔۔۔اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟

عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری گزشتہ برس بھی ریاست بچاؤ کا نعرہ لگا کر جب قادری پاکستان آئے تھے تو پیپلز پارٹی کی حکومت نے انہیں لاہور سے اسلام آباد تک لانگ مارچ کی نہ صرف اجازت دی تھی بلکہ اسلام آباد میں انکے کھانے پینے کا انتظام بھی کیا تھا، چار روز تک ہزاروں کی تعداد میں عوام کے ساتھ بیٹھنے کے باوجود ''کھودا پہاڑ، نکلا چوہا'' کے مصداق کچھ حاصل نہ ہوا اور جناب نے نہ صرف انتخابات کا بائیکاٹ کیا بلکہ دوبارہ کینیڈا واپس چلے گئے کیونکہ وہ دو ملکوں کے شہری ہیں، طاہر القادری کی حالیہ پاکستان آمد سے قبل چوہدری برادران نے ان سے ملاقات کی تھی اور حکومت مخالف تحریک چلانے کا اعلان کیا تھا، حکومت پنجاب نے قادری کے وطن واپسی کے اعلان کے بعد ماڈل ٹاؤن میں جو کیا اسکے بعد اپوزیشن کی تمام جماعتیں متحد نظر آئیں، حکومت نے بھی غلطی تسلیم کی اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے خود کو انصاف کے لئے پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر جوڈیشل کمیشن انہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا تو وہ مستعفی ہو جائیں گے، اس واقعہ کے بعد انکی چھ سالہ محنت پر پانی پھر گیا ہے، طاہر القادری نے اسلام آباد ایرپورٹ پر اترنا تھا، مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت نے

انکے استقبال کی اعلان کیا تھا، وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید نے اس بات کی یقین دہانی کروائی تھی کہ جہاز کو نہ واپس بھیجا جائے گا نہ رخ موڑا جائے گا، عوامی تحریک کے ہزاروں کارکنان اسلام آباد پنڈی پہنچے ،حکومت نے سیکورٹی کے سخت ترین انتظامات کر رکھے تھے،، مختلف شہروں سے اسلام آباد آنے والے راستوں کو بند کیا گیا تھا جس سے عوام کو بے حد مشکلات کا سامنا رہا۔ بھیرہ سے سرگودھا،اسلام آباد جانے کے لئے موٹر وے بند کی گئی اور پولیس کی بھاری نفری تعینات کی گئی ۔ بے نظیر انٹر نیشنل ائیر پورٹ پر سیکیورٹی کے سخت انتظامات تھے، مسافروں کے علاوہ تمام غیر متعلقہ افراد کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔ایرپورٹ جانے والے راستوں پر رکاوٹوں کی وجہ سے اسلام آباد میں عوامی تحریک کے کارکنوں نے پولیس اہلکاروں پر پتھراؤ کیا۔ اے ایس ایف اہلکار اور ستر سے زائد پولیس اہلکار زخمی ہو گئے جبکہ ڈاکٹر طاہر القادری کی آمد کے منتظر کارکنوں اور پولیس کے درمیان جھڑپ میں پندرہ کارکن زخمی ہوئے۔ عوامی تحریک کے کارکنوں نے مختلف مقامات پر پولیس پر دھاوا بول دیا پولیس کی جانب سے روکے جانے کی کوشش کے بعد عوامی تحریک کے کارکن مشتعل ہو گئے۔ ہاتھوں میں ڈنڈے اور پتھر اٹھائے کارکنوں نے پولیس اہلکاروں پر پل پڑے۔ پولیس پر پتھراؤ اور لاٹھی چارج کیا اور اہلکاروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ کارکنوں کے پتھراؤ اور لاٹھی چارج سے زخمی اہلکاروں کو مختلف اسپتالوں میں منتقل کیا گیا۔ راولپنڈی کے مختلف اسپتالوں میں اکتیس جبکہ

اسلام آباد کے اسپتالوں میں بیالیس زخمی اہلکار لائے گئے۔ ڈی ایچ کیو اسپتال راولپنڈی میں ستائیس، بینظیر بھٹو اسپتال میں دو پولیس اہلکار، ایک اے ایس ایف اہلکار جبکہ ہولی فیملی اسپتال میں ایک پولیس اہلکار کو لایا گیا۔ سترہ زخمی اہلکاروں کو اسلام آباد پمز اسپتال منتقل کیا گیا جن میں اسلام آباد پولیس کے سات اہلکار پنجاب پولیس کا ایک اہلکار اور آزاد کشمیر پولیس کے نو اہلکار شامل ہیں۔ پولی کلینک اسلام آباد میں پچیس زخمی پولیس اہلکار لائے گئے۔ مشتعل کارکنوں نے کئی مقامات پر رکاوٹیں بھی گرائیں یں اور کئی گاڑیوں کے شیشے بھی توڑے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی آمد کے منتظر کارکنوں اور پولیس کے درمیان جھڑپ، شیلنگ اور لاٹھی چارج سے علاقہ میدان جنگ بنا رہا جھڑپوں میں پندرہ کارکن زخمی ہوئے۔ڈاکٹر طاہر القادری دبئی سے نجی ایئر لائن کی پرواز ای کے 612 سے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوئے تاہم راولپنڈی کی حدود میں داخل ہونے کے بعد ان کے طیارے کا رخ لاہور کی جانب موڑ دیا گیا اور طیارے نے 9 بج کر 35 منٹ پر لاہور کے علامہ اقبال انٹر نیشنل ایئرپورٹ پر لینڈ کیا لیکن ڈاکٹر طاہر القادری کے طیارے سے باہر آنے سے انکار پر طیارہ ایئرپورٹ پر ہی کھڑا رہا۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید نے کہا ہے کہ طیارہ لاہور اتارنے کا فیصلہ مسافروں اور طاہر القادری کی حفاظت کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ طاہر القادری پاک فوج کو مخاطب نہ کریں۔ فوج کا تعلق ملکی دفاع سے ہے, اسے سیاست میں نہ گھسیٹا جائے۔ طاہر

القادری ہائی جیکروں کی طرح طیارے میں بیٹھ کر اپنی ڈیمانڈ پیش کر رہے ہیں۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید کا کہنا تھا کہ عملی طور پر ڈاکٹر طاہر القادری نے غیر ملکی طیارے کو ہائی جیک کر لیا ہے۔ طیارے میں ڈاکٹر طاہر القادری لاقانونیت کر رہے ہیں اور سڑکوں پر ان کے کارکن قانون میں ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ اگر وہ پاکستان کے ہمدرد ہیں تو وہ سڑکوں پر ایسے حالات پیدا نہ کریں جس سے دہشتگردوں کو فائدہ پہنچے۔ ہم پاکستان کو بڑے حادثے سے بچانے کیلئے اقدامات کر رہے ہیں۔ اسلام آباد میں کوئی دہشتگردی کر جائے تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) لاشوں کی سیاست پر یقین نہیں رکھتی۔ شہریوں کی جان و مال کی حفاظت یقینی بنانا حکومت کی اولین ذمہ داری اور فرض ہے۔ ہم عوام کے جان و مال کا تحفظ چاہتے ہیں۔ اسلام ائیر پورٹ کے باہر کارکنوں کا ہجوم دندناتا پھر رہا تھا۔ کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ پیش آ سکتا تھا۔ اس لئے پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری اور مسافروں کی حفاظت کیلئے طیارہ لاہور میں اتارنے کا فیصلہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ طاہر القادری اجزاد شہری ہیں، انھیں قانون کا احترام کرنا چاہیے۔ طاہر القادری کو گھر منتقل کرنے کیلئے ہیلی کاپٹر فراہم کر دیا گیا ہے۔ لاہور ایر پورٹ پر طاہر القادری نے طیارے سے نکلنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں لاہور نہیں اتروں گا، طیارہ واپس اسلام آباد لے جایا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک گھنٹہ ہوا میں ہی رکھا گیا، ریاستی دہشت گردی کی انتہا

ہو گئی ہے، کیا حکومت مزید خون بہانا چاہتی ہے، دفاعی ادارے کیوں خاموش ہیں؟ پاک فوج کو نوٹس لینا ہوگا، ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مداخلت کرے، پوری قوم کی نگاہ پاک فوج پر ہے۔طاہر القادری نے کہا کہ وہ موجودہ حکومت کے کسی بھی اہلکار سے بات نہیں کریں گے اور صرف کسی فوج کے اہلکار سے ہی بات کریں گے۔انہوں نے کہا کہ مجھے اعتماد صرف اور صرف فوج کے اہلکاروں پر ہے اور انہیں سے ہی بات کروں گا۔ ان کا کہنا تھا کہ مسافر اسلام آباد جانا چاہتے ہیں۔ساتھ گھنٹے تک قادری طیارے میں ہی بیٹھے رہے حکومتی مشنری غائب نظر آئی ،وفاقی و صوبائی حکومتیں مکمل طور پر ان سات گھنٹوں میں خاموش رہیں ،سات گھنٹے تک طیارے میں رہنے کے بعد طاہر القادری نے شرائط پر طیارے سے باہر آنے پر رضا مندی ظاہر کی۔ پاکستان عوامی تحریک کے 3 سربراہ نے مطالبہ کیا کہ ذاتی سیکیورٹی میں اپنے گھر جائیں گے اور گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور بھی ان کے ہمراہ جائیں گے اور سیکیورٹی گارڈز کو رن وے پر آنے کی اجازت دی جائے، میڈیا کی گاڑیاں بھی میرے ساتھ جائیں گی اور بلٹ پروف گاڑی میں بیٹھ کر ماڈل ٹاون میں واقع القادریہ ہاؤس جائیں گے۔بعد ازاں حکومت میں شامل چند شخصیات کی ثالثی کے بعد معاملہ حل کرلیا گیا اور وہ طیارے سے اتر کر خصوصی گاڑی میں سوار ہو کر جناح اسپتال پہنچے ان کے ہمراہ گورنر پنجاب چوہدری سرور اور مسلم لیگ ق) کے رہنما چوہدری پرویز الہیٰ بھی تھے، اسپتال میں انہوں نے سانحہ لاہور کے) زخمیوں کی عیادت کی۔ گورنر پنجاب چوہدری سرور جناح ہسپتال

سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے اور طاہر القادری وہاں سے مرکزی سیکرٹریٹ پہنچے۔ جناح ہسپتال میں طاہر القادری نے میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ نواز شریف اور شہباز شریف نے ہمارے کارکنوں کی لاشیں گرائیں، وہ اپنے وعدے کے مطابق پاکستان آ گئے ہیں اب مظلوموں، مجبوروں اور شہیدوں کا انتقام لیں گے۔ ہمارے کارکنوں پر آنسو گیس کی شیلنگ کی گئی اور ظلم کے پہاڑ ڈھائے گئے، پاکستان کی 65 سال کی تاریخ میں اس ظلم کی مثال نہیں ملتی، ہمارے کارکنوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دیا، ایسے موقع پر ہمارے ساتھ اس ملک کا میڈیا تھا جس نے ظلم کی تمام روداد دنیا کے سامنے رکھی جس پر وہ جتنا شکریہ ادا کریں وہ کم ہے۔ وہ مسلم لیگ (ق)، ایم کیو ایم، تحریک انصاف، شیخ رشید احمد، مجلس وحدت المسلمین اور سنی اتحاد کونسل کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف کئے گئے ظلم پر آواز بلند کی۔

کشمیریوں نوجوانوں میں ''منشیات'' کا زہر گھولنے کی بھارتی سازشیں

مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی میں کردار ادا کرنے والے نوجوانوں کو منشیات کی لت میں ڈالنے کی بھارتی کوششوں پر حریت رہنما سید علی گیلانی کہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان آج بھی عظیم ملّی اور قومی کاز کے لئے اپنی اٹھتی جوانیوں کو قربان کر رہے ہیں اور وہ ہم پر ذمہ داری ڈالتے ہیں کہ ان کے گرم گرم خون کی لاج رکھی جائے اور ان حرکتوں سے کلی طور اجتناب کیا جائے جو آزادی کی منزل کو طول دینے کی باعث بن رہی ہیں، بھارت کا فوجی قبضہ ہمارے لئے خطرناک حد تک نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے، بھارت نہ صرف جموں کشمیر کے قدرتی وسائل کو دو دو ہاتھوں سے لوٹ رہا ہے، بلکہ وہ تہذیبی جارحیت کے ذریعے سے ہماری شناخت کو بھی مٹا کر رکھ دینا چاہتا ہے، جموں کشمیر میں پیدا ہونے والی بجلی کو شمالی بھارت کی کئی ریاستوں کی طرف برآمد کیا جاتا ہے، جبکہ وادی کشمیر خود اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ہے اور دوسری طرف ہماری زرعی اور جنگلاتی اراضی پر بے تحاشا طریقے سے قبضہ کیا جا رہا ہے، جموں کشمیر میں بے راہ روی، شراب اور دیگر منشیات کو بھارتی حکومت کی سرپرستی میں عام کیا جا رہا ہے اور بھارت ہماری نئی نسل کو تحریک آزادی سے بیگانہ بنانے کے لیے ان کے اخلاق کو بگاڑنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہے، بھارتی فوجی کیمپ شراب کی

ترسیل کا ایک ہم ذریعہ بنائے گئے ہیں اور ریاستی حکمران اس پورے دھندے سے واقف ہونے کے باوجود بھی خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں ذہنی اور نفسیاتی مریضوں کی تعداد بڑھ کر ایک لاکھ 20 ہزار ہو گئی ہے جس کے سبب خود کشی کے رجحانات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق کشمیر میں 1987 میں منشیات اور نفسیاتی امراض سے متاثر افراد کی تعداد 17 ہزار کے قریب تھی، جو 2008 میں ایک لاکھ تک پہنچ گئی جب کہ 2012 میں یہ تعداد ایک لاکھ 20 ہزار سے تجاوز کر گئی۔ ان متاثرہ افراد میں 15 سے 35 سال تک کی عمر والی 60 فیصد خواتین اور 40 فیصد نوجوان پائے گئے۔ وادی کشمیر کے حوالہ سے یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ چند برس قبل تک کشمیری معاشرہ منشیات کی لت سے کم و بیش ناآشنا تھا بلکہ یہاں تمباکو کو چھوڑ کر دیگر انواع کی عمومی نشہ بازی کے بارے میں سوچنا اور بات کرنا بھی گناہ عظیم تصور کیا جاتا تھا تاہم اب وہ صورتحال نہیں رہی ہے۔ چینیوں کو تو اس لت سے نجات مل گئی تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کشمیر اس دلدل میں پھنستا ہی جا رہا ہے اور یہاں ہر گزرنے والے سال کے ساتھ ساتھ نہ صرف منشیات کا کاروبار فروغ پا رہا ہے بلکہ منشیات کے عادی افراد کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ اس تشویشناک رجحان میں اضافہ کی رفتار کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ پولیس ہر سال کروڑوں روپے مالیت کی منشیات ضبط کرنے کی کارروائیاں کرتی ہے۔ جن میں چرس، فلّی، سراؤن شوگر، افیم، ہیروئن، کوکین، بھنگ، اور

پاپی کے پھول شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، پولیس نشہ آور ادویات کی بوتلیں، ٹکیاں، انجکشن اور کیپسول بھی ضبط کرتی ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق 16 سے 30 برس کے درمیانی عمروں کے لوگ اس خباثت کی طرف زیادہ بآسانی سے راغب ہوجاتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشمیر میں تقریباً 3.8 فیصد آبادی اسکی ذیلی منشیات کی لت میں مبتلاء ہے، جو انتہائی بڑی تعداد ہے۔ کشمیر کی کل آبادی میں دو فیصد لوگ بھنگ استعمال کرتے ہیں اور 0.7 فیصد لوگ شراب نوشی میں مبتلاء ہیں۔ اسی طرح 24.5 فیصد لوگ سگریٹ نوشی کے عادی ہیں جبکہ 10.63 فیصد لوگ سگریٹ نوشی کے دوسرے متبادلات استعمال کرتے ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ افیم کی مختلف اشکال کے استعمال میں کئی سوگنا اضافہ ہوگیا ہے۔ 1980 میں 9.5 فیصد آبادی افیم اور اس سے وابستہ اشیاء کا نشہ کرتی تھی، لیکن 2002 تک منشیات سے نجات حاصل کرنے والوں کی تعداد بڑھ کر 73.1 فیصد ہوگئی ہے۔ 1980 کے دوران تک ہیروئن اور دوسری سخت نشہ آور چیزیں ممبئی سے آیا کرتی تھیں، لیکن 1990 کے بعد ریاست ہیروئن اور اس سے وابستہ اشیاء کی اسمگلنگ کا بین الاقوامی ٹرانزٹ پوائنٹ بن چکی ہے۔ حال ہی میں کشمیر کے دو حصوں کے درمیان تجارت کا معاملہ منشیات کی ضبطی کی وجہ سے کئی دنوں تک رکا رہا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سب کچھ سرکاری حکام کی ناک کے نیچے کیسے ہوتا ہے؟ بھنگ، پاپی اور ایسی دوسری نشہ آور فصلیں این ڈی پی ایس ایکٹ، 1985 کی دفعہ 18 کے تحت ایک قابل سزا جرم ہے اور اس کے لیے

مجرم کو 10 سال قید با مشقت اور ایک لاکھ روپے تک کا جرمانہ ہو سکتا ہے۔ایسی منشیات کو خریدنا اور فروخت کرنا بھی اس قانون کی دفعہ 15 کے تحت جرم ہے۔ مرکزی حکومت کے ذریعے پاس کیے گئے اس قانون کو ریاستی حکومتیں اپنی زمینی حقائق کی بنیاد پر نافذ کرتی ہیں۔ اگرچہ اس قانون کی دفعہ 10 ریاستی حکومت کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ افیم، پاپی کے پودوں اور دواؤں میں استعمال ہونے والی افیم اور بھنگ کی کھیتی کی بین الریاستی حرکت پر روک لگا سکتے اور اسے ضبط کر سکتے ہیں تاہم عملی طور ایسا کچھ ہوتا دکھائی نہیں دیتا ہے بلکہ اگر حق گوئی سے کام لیاجائے تو حکومتی سطح پر صرف کاغذے گھوڑے دوڑائے جارہے ہیں جبکہ عملی سطح پر کچھ کام نہیں ہورہا ہے جس کے نتیجہ میں ہماری نوجوان نسل اس دلدل میں پھنستی ہی چلی جارہی ہے اور اگر یہی رجحان جاری رہا تو کشمیری سماج کے مستقبل کے بارے میں کچھ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔اگر افیون زدہ چینی قوم اس خجالت سے نجات پا سکتی ہے تو ماضی قریب تک اس لعنت سے نامانوس کشمیری قوم کیوں نشے کے سمندر میں غرق ہوتی جارہی ہے۔یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا ارباب حل و عقد اور اہل دانش کو دینا پڑے گا وگرنہ یہی کہاجائے گا کہ ارباب اختیار کشمیریوں کی بربادی کا تماشا دیکھنے پر تلے ہوئے ہیں جو کسی صدمہ عظیم سے کم نہ ہوگا۔ جنوبی ایشیا میں نوجوان نسل بڑے پیمانے پر منشیات کی لعنت کا شکار ہورہی ہے اور اس پر قابو پانے کے لئے علاقائی اور بین الاقوامی تعاون کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔

جنوبی ایشیا اور بالخصوص بھارت میں چرس اور ہیروئین جیسی منشیات کے استعمال کے ساتھ ساتھ اس کے کاروبار میں بھی خاصا اضافہ ہوا ہے۔ منشیات کے اسمگلر غیر قانونی تجارت کے لئے نت نئے راستے تلاش کر رہے ہیں اور پچھلے برسوں میں مالدیپ بھی ایک نئے روٹ کے طور پر ابھرا ہے۔ منشیات ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ اس پر کنٹرول کرنا پوری دنیا کے لئے چیلنج بنا ہوا ہے۔ منشیات کی تیاری اور سپلائی بڑے ہی منظم انداز میں کی جاتی ہے اور منشیات کے اسمگلر نت نئے طریقے ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ بھارت جنوبی ایشیا میں چرس اور گانجہ جیسے منشیات کی غیر قانونی پیداوار کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق 2007 میں بھارتی انسداد منشیات حکام نے 284 ہیکٹر پر پھیلے ہوئے گانجہ کے کھیتوں کو تباہ کیا تھا جب کہ گذشتہ تین برسوں میں اوسطا 150 ٹن چرس سالانہ ضبط کی گئی۔ ضبط کی گئی چرس کے 40 تا 50 فیصد کا تعلق نیپال سے تھا جو چرس کی اسمگلنگ کا ایک نیا مرکز بن گیا ہے۔ انسداد منشیات بورڈ کے رکن جے کے بترا نے حالانکہ تسلیم کیا کہ منشیات کی غیر قانونی تجارت پر قابو پانا انتہائی مشکل ہے۔ دنیا بھر میں 26 جون کو انسداد منشیات کا عالمی دن (ورلڈ اینٹی نارکوٹکس ڈے) منایا جاتا ہے۔ نئی نسل میں نشہ آور اشیا کے استعمال کا رجحان درحقیقت دولت کی انتہائی فراوانی یا انتہائی غربت دوستوں کی بری صحبت جنس مخالف کی بے وفائی اپنی زندگی کو بے مقصد سمجھنے مقاصد میں ناکامی اور اس تناظر میں پیدا ہونے والی بے چینی اور مایوسی والدین کی مادیت پرستی

انتہائی مصروفیت اور بچوں کے معاملات میں عدم دلچسپی و عدم تعاون معاشرہ کی طرف سے نظر انداز کئے جانے عدم مساوات ناانصاف دہشت گردی و انارکی والدین کے گھریلو تنازعات بھی نشہ کے آغاز کے اسباب ہو سکتے ہیں۔

جیلوں میں ''میٹرو اونٹ گاڑی'' و ٹیکنکل کورسز

جیلوں کے بارے میں مشہور ہے کہ جو ایک بار جیل گیا وہ عادی مجرم بن جاتا ہے اور جیل سے رہائی پانے کے بعد دوبارہ ایسی وارداتیں کرتا ہے کہ دوبارہ جیل میں گھر بسا لیتا ہے ،وطن عزیز پاکستان میں جیلیں حساس ترین مقامات بن چکے ہیں ،ڈیرہ اسماعیل خان سمیت متعدد جیلوں پر دہشت گردوں کی جانب سے کاروائیاں بھی ہو چکی ہیں اسی لئے حکومت نے جیلوں کی سیکورٹی کے لئے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں ۔پنجاب میں گزشتہ برس ہونے ولاے انتخابات کے بعد جب وزارتوں کی باری آئی تو وزارت جیل خانہ جات ملتان کے رکن اسمبلی چوہدری عبدالوحید آرائیں کو دی گئی جنہوں نے وزارت کا حلف اٹھانے کے بعد ہی عام شہری کے طور پر کیمپ جیل لاہور کا دورہ کیا اور ملاقات کیلئے مختلف مرحلوں پر 1100 روپے رشوت دینا پڑی۔ جیل اہل کاروں نے صوبائی وزیر سے بھی پیسے بٹورے۔ صوبائی وزیر اہل کاروں کی مٹھی گرم کرنے کے بعد جیل میں موبائل فون سمیت آزادانہ گھومتے رہے لیکن کسی نے اعتراض نہ کیا،وہ جیل سے نکلے تو بھی اہلکاروں کو خوش کرنا پڑا۔وزیر جیل پنجاب نے اپنے دفتر پہنچ کر آئی جی جیل، ڈی آئی جی اور سپرنٹنڈنٹ کو طلب کرلیا اور جیل اہلکاروں کے رویئے پر سرزنش کی اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کاشف رسول، ہیڈ وارڈن لطیف شاہ اور وارڈن رانجھا خان اور سجاد کو معطل کرتے ہوئے

یہ اعلان کیا کہ وہ جیلوں کے اچانک دورے کرتے رہیں گے۔ پنجاب اسمبلی کے ایک اجلاس میں صوبائی وزیر جیل خانہ جات نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 23 ہزار قیدیوں کی گنجائش ہے جبکہ قیدیوں کی سہولت کے لئے مزید 12 نئی جیلیں تعمیر کی جا رہی ہیں جو آئندہ سال تک مکمل ہو جائیں گی، جیلوں میں عملہ کی کمی سے بھی مسائل در پیش ہیں ان مسائل کے حل کے لئے پنجاب کی جیلوں میں تقریباً اڑھائی ہزار نئے ملازمین بھرتی کئے جائیں گے، پنجاب کی متعدد جیلوں میں خطرناک قیدی موجود ہیں، جسکی وجہ سے راولپنڈی، لاہور، ملتان اور فیصل آباد کی جیلوں میں سکیورٹی ہائی الرٹ کر دی گئی ہے اور خطرناک قیدیوں کو سخت سکیورٹی میں الگ رکھا جا رہا ہے پنجاب کی جیلیں دیگر صوبوں کی جیلوں کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ ہیں، جیلوں کی سکیورٹی کے خدشات کے پیش نظر اڈیالہ جیل کے بعد دیگر جیلوں میں بھی موبائل فون جیمر لگانے کے علاوہ جیلوں کی تمام شکایات کے اندراج کے لئے جیلوں کے باہر فون کال بوتھ لگائے جا رہے ہیں جیلوں میں کرپشن کے خاتمہ کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کئے جائیں گے۔ گزشتہ روز کوٹ لکھپت جیل میں ایک تقریب میں شرکت کا موقع ملا جہاں صوبائی وزیر جیل خانہ جات چوہدری عبدالوحید آرائیں سے ملاقات ہوئی۔ پنجاب حکومت نے صوبے کی تمام جیلوں میں قیدیوں کو باعزت زندگی دینے کے لئے ٹیکنکل کورسز شروع کرنے کا اعلان کیا ہے، صوبائی وزیر اس تقریب میں مہمان خصوصی تھے۔ قیدیوں کو کروائے جانے والے ٹیکنکل کورسز میں

موٹر مکینک، موٹر وائنڈنگ، ویلڈنگ اور الیکٹریشن کے کورسز شامل ہیں۔ پنجاب کی 9 سنٹرل جیلوں میں یہ کورسز بہت جلد شروع کئے جارہے ہیں۔ صوبائی وزیر نے اس موقع پر کہا کہ ہم جیلوں کو اصلاح گھر بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ لاہور سنٹرل جیل میں سے زائد قیدی یہ کورسز کررہے ہیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے قیدیوں کو 100 ٹیکنکل کورسز کروانے کا عمل انتہائی خوش آئند ہے دیگر صوبوں کو بھی اس معاملہ میں پنجاب کی پیروی کرنی چاہئے ،جیلوں میں جو لوگ قید ہیں وہ یہ کورسز کرنے کے بعد جب رہا ہوں گے تو باعزت روزگار کر سکیں گے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔ قیدیوں کو ٹیکنکل کورسز کروانے کی تقریب کے بعد فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی طرف سے کوٹ لکھپت جیل میں قیدیوں کے لواحقین کے لئے اونٹ گاڑی سروس کا آغاز اور مین گیٹ پر سائبان تعمیر کیا گیا ہے جس کا افتتاح بھی صوبائی وزیر جیل خانہ جات چوہدری عبدالوحید آرائیں اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف نے کیا۔ کوٹ لکھپت جیل میں ہونے والی اس تقریب میں انسپکٹر جیل خانہ جات میاں فاروق نذیر، سپریڈنٹ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت اسد وڑائچ، جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما قاری محمد یعقوب شیخ، ترجمان جماعۃ الدعوۃ محمد یحییٰ مجاہد، جماعۃ الدعوۃ لاہور کے امیر مولانا ابوالہاشم، مولانا ادریس فاروقی، ایف آئی ایف لاہور کے ناظم محمد زبیر، عطاء الرحمٰن و دیگر بھی موجود تھے۔ جماعۃ الدعوۃ کے رفاہی ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے کوٹ لکھپت جیل میں قیدیوں سے ملاقات کے لئے آنے

والوں کے لئے مین گیٹ سے استقبالیہ تک اونٹ گاڑی سروس کا آغاز کیا گیا ہے۔اونٹ گاڑی کے ذریعہ قیدیوں کے لواحقین کو مفت آمدورفت کی سہولت فراہم کی جائے گی۔اسی طرح ایف آئی ایف کی جانب سے کوٹ لکھپت جیل کے مین گیٹ پر سائبان تعمیر اور واٹر کولر بھی لگایا گیا ہے۔اونٹ گاڑی، سائبان کی افتتاحی تقریب کے موقع پر صوبائی وزیر جیل خانہ جات چوہدری عبدالوحید آرائیں نے کہا کہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے اونٹ گاڑی کا انتظام اور سائبان کی تعمیر کرکے بہت خوبصورت کام کیا ہے قیدیوں سے ملاقات کے لئے آنے والے افراد کے بیٹھنے کے لئے سائے کا انتظام مین، گیٹ پر پہلے نہیں تھا اور مین گیٹ سے استقبالیہ تک ایک کلومیٹر کا سفر عوام کو شدید گرمی میں بھی پیدل طے کرنا پڑتا تھا، سیکورٹی کے پیش نظر پرائیویٹ گاڑیوں کو جیل کے اندر جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی طرف سے اونٹ گاڑی مہیا کرنے اور سائبان تعمیر کرنے پر ہم انکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔شدید گرمی میں لوگوں کی مشکلات کم کرنا صدقہ جاریہ ہے، انسپکٹر جیل خانہ جات میاں فاروق نذیر نے کہا کہ اگر کچھ کرنے کا جذبہ ہو تو اللہ کی مدد شامل ہو جاتی ہے، قیدیوں کی بہتری کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے گزشتہ ایک سال میں محکمہ جیل خانہ جات کی بھرپور مدد کی ہے،ملتان اور لاہور جیل میں آپریشن تھیٹر بنا کر دیئے جبکہ گوجرانوالہ میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے تعاون سے آپریشن تھیٹر کا کام جاری ہے، وقتاً فوقتاً فلاح انسانیت فاؤنڈیشن

کے تعاون سے مختلف جیلوں میں میڈیکل و بلڈ گروپنگ کے کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے مختلف مواقع پر قیدیوں کی رہائی کے لئے جرمانے بھی ادا کئے ۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی جانب سے اونٹ گاڑی و سائبان کا قیام خوش آئند ہے اسے قیدیوں کے لواحقین کے جیل میں جانے میں آسانی ہو گی۔ ہم رمضان قیدیوں کو سحری میں چائے اور افطاری میں شربت بھی مہیا کریں گے۔ صوبہ کی 12 جیلوں میں جیمرز کی تنصیب کا کام آئندہ ماہ مکمل ہو جائے گا۔آئی جی جیل خانہ جات نے اس بات کی تردید کی جیلیں جرائم کی نرسریاں ہیں اور جو ایک بار آتا ہے وہ بار بار آتا ہے انہوں نے دعویٰ کیا کہ صوبے کی جیلوں میں 50 ہزار سے زائد قیدی ہیں لیکن ان میں، سے 5 سو بھی ایسے نہیں جو دوبارہ جیل میں آئے ہوں۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف نے کہا کہ دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کا سلسلہ جاری رکھے گی۔انہوں نے کوٹ لکھپت جیل میں اونٹ گاڑی کو جیل کی میٹرو قرار دیتے ہوئے کہ جیل میں موجود قیدیوں کے لواحقین جو ایک کلومیٹر کا سفر پیدل کر کے جیل پہنچتے تھے اب اونٹ کی سواری سے مستفید ہوں گے۔ جیل میں موجود پولیس اہلکاروں و دیگر عملے نے بھی فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی ان کوششوں وکاوشوں کو سراہا۔ تقریب کے موقع پر صوبائی وزیر جیل خانہ جات چوہدری عبدالوحید آرائیں، چیئرمین فلاح انسانیت فاؤنڈیشن حافظ عبدالرؤف ، ،آئی جی جیل خانہ جات میاں فاروق نذیر، قاری محمد یعقوب شیخ

مولانا ابو الہاشم و دیگر نے اونٹ گاڑی میں بیٹھ کر سفر میں کیااور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کو قیدیوں کی سہولیات کیلئے خدمات سرانجام دینے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

پروپیگنڈہ کی بنیاد پر جماعۃ الدعوۃ پر امریکی پابندی

امریکہ اپنے آپ کو سپر پاور کہلاتا ہے اور دنیا پر قبضے کا خواب دیکھ رہا ہے لیکن افغانستان میں اسکے ساتھ جو ہوا تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا،امریکہ اپنے اتحادیوں کے ساتھ ٹیکنالوجی اور وسائل کے ساتھ افغانیوں پر حملہ آور ہوا اار افغانیون نے امریکہ کا مقابلہ کرتے ہوئے نہ صرف اسے شکست دی بلکہ افغانستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا،وہی امریکہ جس نے طالبان پر حملہ کیا تھا اب انہی سے مذاکرات کا حامی بن چکا ہے اور مذاکرات کر بھی چکا ہے،افغانستان میں شکست خوردہ امریکہ کا افغانستان کے بہانے اصل نشانہ پاکستان اور اس کے ایٹمی اثاثے تھے لیکن وہ اپنی سازشوں میں کامیاب نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکے گا،افغانستان میں انڈیا بھی امریکہ کا ہمدرد ہے،اب امریکہ چاہتا ہے کہ جنوبی ایشیا میں انڈیا کو مسلط کر دیا جائے اسی لئے پاکستان پر الزامات در الزامات لگائے جاتے ہیں کبھی افواج پاکستان پر، کبھی رفاہی اداروں پر، کبھی سیاسی و مذہبی شخصیات پر اور پھر ان الزامات کے ذریعہ وہ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتا ہے،پاکستان کی سب سے بڑی فلاحی،رفاہی و دینی جماعت،جماعۃ الدعوۃ امریکی الزامات و پابندیوں کا سب سے زیادہ شکار رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکہ پاکستان میں انتشار،افراتفری کا ماحول پیدا کرنا چاہتا ہے

لیکن جماعۃ الدعوہ ملک کے اندر ہمیشہ پر امن رہی ہے۔جلاؤ گھیراؤ، توڑ پھوڑ، مظاہرے اور جلوس نکالنے کا کام نہ صرف خود نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف رائے عامہ بھی ہموار کی۔ جماعۃ الدعوہ کا یہ نقطہ نظر ہے کہ مسلمان ممالک میں مسلمان حکومتوں کے خلاف مسلح جدو جہد درست نہی۔اس سے نہ صرف امت مسلمہ کمزور ہوتی ہے بلکہ کفار کو اپنی سازشیں کامیاب بنانے کا موقع بھی ملتا ہے۔اس کا یہ منہج ہے کہ مسلمان حکمران اور عوام کو دین کی صحیح اور سچی دعوت دی جائے۔جماعۃ الدعوہ کا یہ نقطہ نظر ہے کہ عوامی مقامات پر بم دھماکے ، عوام الناس کی املاک کو نقصان پہنچانا، بے گناہ افراد کو خواہ مخواہ قتل کرنا، عورتوں کی عصمت دری کرنا اور انسانیت کے خلاف دیگر جرائم کھلی دہشت گردی ہے۔یہ کام کوئی تنظیم کرے یا ملک وہ دہشت گرد ہے۔اسی طرح جماعۃ الدعوہ کے نزدیک مسلم ممالک میں آباد غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری نہ صرف حکومتوں پر عائد ہوتی ہے بلکہ عام مسلمانوں کو بھی ان کے حقوق کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔جہاد فی سبیل اللہ کے میں بارے جماعۃ الدعوہ کا نظریہ وہی ہے جو اسلاف کا تھا جو قرآن وحدیث سے واضح ہے۔اللہ تعالیٰ نے کتب علیکم القتال کہہ کہ جہاد فرض کیا ہے اس کی فرضیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا جہاد فتنہ وفساد کو مٹاتا ہے۔نیز کفار کی غلامی سے نجات حاصل کرنے اور ان کے قبضے سے اپنی سرزمین چھڑانے کے لئے کی جانے والی کوشش جہاد ہے۔چنانچہ کشمیر، فلسطین میں غیر ملکی تسلط سے آزادی کیلئے جو جہاد ہو رہا

ہے جماعۃ الدعوہ اس کی بھرپور حمایت کرتی ہے اور ان کوششوں کی شدید مذمت کرتی ہے جو اس جہاد کو دہشت گردی قرار دینے کیلئے ہو رہی ہے۔امریکا نے غیر ملکی دہشت گرد تنظیموں کی فہرست میں ترمیم کرتے ہوئے جماعت الدعوۃ سمیت 4 پاکستانی تنظیموں کو بھی دہشت گرد قرار دے کر اس کے اثاثوں کو منجمد کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

امریکی دفتر خارجہ کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ جن 4 تنظیموں کو دہشت گرد قرار دیا گیا ہے وہ کالعدم لشکر طیبہ کے ہی مختلف نام ہیں اور پابندیوں سے بچنے کے لیے بار بار نام تبدیل کرتی ہیں،ان تنظیموں میں جماعت الدعوۃ، انفال ٹرسٹ، تحریک حرمت رسول ﷺ اور تحریک تحفظ قبلہ اول شامل ہیں۔امریکی وزارت خزانہ کے مطابق نذیر احمد چوہدری 2000ء سے لشکر طیبہ سے منسلک ہیں اور محمد حسین گل لشکر کے بانی ارکان میں سے ہیں اور اسوقت تنظیم کی مالی ذمہ داری سنبھال رہے ہیں۔امریکی دفتر خارجہ کے مطابق دہشت گرد قرار دی گئی تنظیموں کے اثاثے منجمد کیے جائیں گے اور اس کے بعد کسی امریکی شہری کو ان سے مالیاتی تعلقات رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے امریکہ کی جانب سے جماعۃ الدعوۃ کے دو مرکزی رہنماؤں کو دہشت گرد قرار دیئے جانے پر رد عمل میں کہا کہ امریکی پابندیوں کو مسترد کرتے ہیں۔جماعۃ الدعوۃ کے دو بزرگ رہنماؤں کو دہشت گرد قرار دینا انتہائی افسوسناک ہے،پاکستان کی عدالتیں اس بات کا فیصلہ دے چکی ہیں کہ جماعۃ الدعوۃ اور لشکر طیبہ دو الگ الگ جماعتیں

ہیں، جماعۃ الدعوۃ ایک رفاہی و فلاحی اور دینی جماعت ہے، امریکہ انڈیا کی ڈکٹیشن پر فیصلے کرتا ہے جس کا اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں، نذیر احمد چوہدری اور محمد حسین گل کے خلاف اگر امریکہ کے پاس دہشت گردی کا کوئی ثبوت ہے تو سامنے لائے ہم جواب دینے کے لئے تیار ہیں، جماعۃ الدعوۃ وطن عزیز میں امن و امان، تعلیم، ریلیف کے کام کر رہی ہے، امریکہ ہمارے حق میں ہونے والے پاکستان کی عدالتوں کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا ۔ مرکز القادسیہ چوبرجی میں امریکہ کی جانب سے دہشت گرد قرار دیئے جانے والے جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما چوہدری نذیر احمد، محمد حسین گل کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے حافظ محمد سعید نے کہا کہ امریکہ جماعۃ الدعوۃ کے خلاف بڑے عرصے سے کھیل کھیل رہا ہے، امریکہ نے لشکر طیبہ کے نام پر ہمیشہ جماعۃ الدعوۃ کے اراکین کو نشانہ بنانے کی کوشش کی جبکہ پاکستان کی عدالتوں ہائیکورٹ، سپریم کورٹ نے اس بات کا فیصلہ دیا ہے کہ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کی فلاحی، رفاہی و دینی جماعت ہے جبکہ لشکر طیبہ کشمیر میں آزادی کی تحریک چلا رہی ہے۔ دونوں الگ الگ تنظیمیں ہیں۔ انڈیا ہمیشہ جماعۃ الدعوۃ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا ہے، افسوسناک بات یہ ہے کہ امریکہ کے پاس اپنی کوئی معلومات نہیں ہوتیں وہ انڈیا کی ڈکٹیشن پر فیصلے کرتا ہے۔ نذیر احمد چوہدری اور محمد حسین گل جماعۃ الدعوۃ کے ممبران ہیں، لشکر طیبہ سے انکا کوئی تعلق نہیں، محمد حسین گل کی عمر اسوقت 80 برس سے زائد ہے اور شدید بیماری کی زندگی گزار رہا ہے

امریکہ کا فیصلہ دیکھیں کہ اس نے ایک بزرگ شخص کو دہشت گرد قرار دے دیا، 70 سالہ چوہدری محمد نذیر فوج سے ریٹائرڈ ہیں اور جماعۃ الدعوۃ کے شعبہ تعلقات عامہ کے سربراہ ہیں، پاکستان میں ان دونوں کے خلاف کوئی ایف آئی آر یا مقدمہ نہیں، دونوں رہنماؤں کو دہشت گرد قرار دینا امریکہ کا غلط فیصلہ ہے۔ امریکہ اپنی دہشت گردی کے راستے استوار کرنے کے لئے جماعۃ الدعوۃ کو ہدف بنا رہا ہے اور ایسے وقت میں امریکہ نے یہ فیصلہ کیا جب جماعۃ الدعوۃ وزیرستان آپریشن کے متاثرین کی امداد میں پیش پیش ہے، امریکہ بڑے عرصے سے شمالی وزیرستان میں آپریشن چاہتا تھا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ آپریشن سے افواج پاکستان اور قبائلی عوام میں جنگ چھڑ جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا محب وطن قبائلیوں نے امن و سکون سے علاقہ خالی کر دیا، جماعۃ الدعوۃ وہاں ہزاروں، خاندانوں کی کفالت کر رہی ہے، متاثرین آپریشن میں پکی پکائی خوراک تقسیم کی جا رہی ہے۔ امدادی و ریلیف کے کاموں کو سراہنے کی بجائے جماعۃ الدعوۃ کے خلاف پروپیگنڈہ انتہائی افسوسناک ہے۔ حافظ محمد سعید نے کہا کہ امریکہ نے جب میرے سر کی قیمت لگائی تھی تو میں نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس کرکے امریکہ کو چیلنج کیا تھا کہ وہ ثبوت فراہم کرے لیکن چار سال گزر گئے امریکہ نے کسی قسم کے کوئی ثبوت نہیں دیئے۔ اب امریکہ نے جماعۃ الدعوۃ کے جن دو رہنماؤں پر دہشت گردی کا الزام لگایا اسکے بھی ثبوت دے۔ دنیا کی سپر پاور کہلانے والے کو بزرگ ترین لوگوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

امریکہ نے عراق کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا، افغانستان میں بھی مسلمانوں کا خون بہایا گیا سابق امریکی صدر بش پر جنگی جرائم کا مقدمہ چلنا چاہئے امریکہ نے پاکستان میں بھی ڈرون حملوں کے ذریعے ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچایا۔، جماعۃ الدعوۃ ملک میں تشدد کی سیاست کے خلاف کام کر رہی ہے اسی لئے امریکہ و انڈیا پریشان ہیں۔جماعۃ الدعوۃ اپنا کام جاری و ساری رکھے گی۔پاکستانی عدالتوں کے فیصلے ہمارے لئے اعزاز ہیں امریکی پابندیوں کو ہم نہیں مانتے وہ ہمارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔امریکہ حق اور انصاف کی بات کرے، دنیا میں اب اندھیر نگری نہیں چلے گی، اقوام متحدہ کی جانب سے جب امریکی ایماء پر پابندیاں لگائی گئیں تو جماعۃ الدعوۃ نے اقوام متحدہ میں اپنا کیس دائر کیا دو مرتبہ درخواستیں بھیجیں، متعدد بار یاد دہانی بھی کروائی، بانکی مون کو خط بھی لکھے جس کا جواب یہ ملا ہے کہ آپکا خط موصول ہو گیا ہے لیکن آج تک کوئی کاروائی نہیں ہوئی۔امریکہ صرف اور صرف الزامات لگا کر پوپیگنڈے کرنا اس کا وطیرہ ہے، اب صرف الزامات سے کام نہیں چلے گا اسے ثبوت دینے ہوں گے۔

وزیرستان میں ''شریفین'' دہشت گردی کے خلاف متحد

وزیراعظم کا دورہ وزیرستان، دشمنوں کے لئے پیغام

پاک فوج کے تعلقات عامہ کے ادارے آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل عاصم سلیم باجوہ نے کہا ہے کہ آپریشن ''ضرب عضب'' ملکی بقاء کی جنگ ہے، پوری قوم کو کردار ادا کرنا ہوگا، آپریشن چار مراحل میں مکمل ہوگا اور اس دوران ہر طرح کے دہشت گردوں کا خاتمہ کیا جائے گا۔ شمالی وزیرستان پاکستان کالعدم تحریک طالبان کا مضبوط ٹھکانہ تھا اور دہشت گردوں کی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا تھا، بویادیگاں اور شوال کے علاقے غیر ملکی دہشت گردوں کے گڑھ ہیں، آپریشن میں کوئی امتیاز نہیں، ہر طرح کے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اور 15 جون سے 25 جون تک 327 دہشت گرد ہلاک اور 45 ٹھکانے تباہ کر دیئے گئے ہیں جبکہ پاک فوج کے 10 جوان شہید اور 7 زخمی ہوچکے ہیں۔ 24 دہشت گرد شمالی وزیرستان سے فرار ہونے کی کوشش میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ افغان قیادت سے طالبان کے ٹھکانوں کو تباہ کرنے کی درخواست کی تھی تاہم سرحد پر افغانستان کے اقدامات تاحال سامنے نہیں آئے، دہشت گرد افغان سمیں استعمال کر رہے تھے، جنہیں بند کرا دیا گیا ہے۔ شمالی وزیرستان آپریشن میں حقانی

نیٹ ورک کا بھی خاتمہ کیا جائے گا اور شمالی وزیرستان میں حکومتی رٹ قائم ہو گی، آپریشن کی کامیابی سے ملک میں دہشت گردی کا خاتمہ ہو گا، دہشت گردوں کو بلا تفریق نشانہ بنایا جائے گا اور جو بھی ہتھیار اٹھائے گا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ تحریک طالبان کا اندر کا نیٹ ورک بھی ٹوٹ رہا ہے۔ کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل خالد ربانی کے جواں سال فرزند کیپٹن سعد ربانی پاک فوج کی جانب سے وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف کئے جانے والے آپریشن کی کمانڈ کر رہے ہیں وہ فوج میں صف اول کے بہادر، جری اور نڈر افسر کے طور پر جانے جاتے ہیں اور اسی بناء پر انہیں دہشت گردوں سے نبرد آزما ہونے کا ٹاسک دیا گیا ہے وہ اس کا کئی روز سے پاک فوج کے آپریشنل معاملات کی نہ صرف کمانڈ کر رہے ہیں بلکہ پاک فوج کے اُس ہراول دستے میں شامل ہیں جو دن رات ایک کر کے دہشت گردوں کے ٹھکانے تباہ کر رہا ہے۔ عسکری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کیپٹن سعد ربانی کی سربراہی میں فوجی دستے نے گزشتہ 4 روز کے درمیان مجموعی طور پر 36 دہشتگردوں کو ہلاک کیا جبکہ ان کے 14 ٹھکانے بھی تباہ کئے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل خالد ربانی اور ان کے فرزند کیپٹن سعد ربانی دونوں کا تعلق پنجاب ریجنل سے ہے۔ کور کمانڈر پشاور بھی اپنی سروس کے ابتدائی ایام میں کئی محاذوں پر ملک دشمنوں سے جنگ کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں اور انہیں بہادری اور جواں مردی کا مظاہرہ کرنے پر کئی عسکری تمغوں سے بھی نوازا گیا ہے۔ ہم کور کمانڈر پشاور کے

فرزند سعد ربانی کی دہشتگردوں کے خلاف کارروائیوں پر انہیں بھی سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔شمالی وزیرستان سے افغانستان نقل مکانی کرنے والے آئی ڈی پیز نے واپس وطن آنا شروع کر دیا ہے۔افغانستان سے 272 افراد کرم ایجنسی پہنچ گئے ہیں۔فاٹا ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے مطابق شمالی وزیرستان سے بنوں اور خیبر پختونخوا سمیت ملک کے دیگر شہروں کی جانب چار لاکھ 57ہزار 95آئی ڈی پیز نے نقل مکانی کی ہے جبکہ غیر سرکاری اعداد وشمار کے مطابق افغانستان کا رخ کرنے والے دس سے بارہ ہزار افراد میں سے 272افراد واپس اپنے ملک آ گئے ہیں اور ان لوگوں نے عارضی طور پر کرم ایجنسی میں رہائش اختیار کر رکھی ہے۔ایف ڈی ایم اے کے مطابق شمالی وزیرستان کے مزید آئی ڈی پیز بھی کرم ایجنسی کا رخ کر رہے ہیں۔جن کی رجسٹریشن بھی جاری ہے۔ایف ڈی ایم اے کے مطابق شمالی وزیرستان سے نقل مکانی کرنے والے 36 ہزار خاندانوں میں سے بارہ ہزار 224 خاندانوں میں فی خاندان بارہ ہزار روپے 938 تقسیم کیے جا چکے ہیں جس کی مجموعی مالیت چودہ کروڑ، 66 لاکھ، 88 ہزار روپے ہے۔وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے شمالی وزیرستان کا دورہ کیا،دورے سے قبل انہوں نے تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کو ساتھ چلنے کی دعوت دی۔عمران خان نے وزیراعظم کی دعوت یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ انکا بہاولپور میں طے شدہ جلسے کا پروگرام ہے وہ جلسہ کی مصروفیات کے باعث وزیراعظم کے ساتھ آئی ڈی پیز کے کیمپوں کے دورہ پر نہیں جا سکتے۔وزیر اعظم کے دورہ کے دوران آرمی چیف جنرل

راحیل شریف، گورنر خیبر پی کے سردار مہتاب خان عباسی، وزیراعلیٰ خیبر پی کے پرویز خان خٹک، وفاقی وزراء پرویز رشید، عبدالقادر بلوچ، کور کمانڈر پشاور خالد ربانی اور دیگر حکام بھی وزیراعظم کے ساتھ تھے۔ بنوں پہنچنے پر آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے وزیراعظم کا استقبال کیا جس کے بعد وزیراعظم اور دیگر حکام کو آپریشن ضرب عضب اور آئی ڈی پیز کے حوالہ سے بریفنگ دی گئی۔ میاں نواز شریف نے کہا کہ شمالی وزیرستان میں جاری فوجی آپریشن کے باعث نقل مکانی کرنے والے متاثرین کی مشکلات کے حل کیلئے فوج اور حکومت مل کر کام کر رہے ہیں۔ دونوں مل کر بے گھر افراد کی مشکلات حل کرینگے۔ وفاقی حکومت متاثرین کو ملنے والے 12 ہزار روپے کے الاؤنس میں 3000 روپے گھر کیلئے اور کھانے پینے کی اشیاء کیلئے 5000 روپے مزید دیگی جس سے یہ رقم 20 ہزار روپے ماہانہ ہو جائے گی۔ رمضان المبارک کے پیکیج کے تحت ہر متاثرہ خاندان کو 20 ہزار روپے اضافی ملیں گے جس سے رمضان المبارک میں فی خاندان 40 ہزار روپے ملیں گے۔ شمالی وزیرستان میں آپریشن ضرب عضب ملک کو دہشت گردی اور انتہا پسندی سے نجات دلانے کیلئے ہے، ملک کو دہشت گردی کی لعنت سے پاک کرکے دوبارہ امن کا گہوارہ بنا دینگے۔ امن قائم کرنا ہمارا مشن ہے، آئی ڈی پیز کی دعاؤں سے امن قائم ہو کر رہے گا۔ دہشت گردوں نے حکومتی رٹ چیلنج کرکے لوگوں کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا۔ شمالی وزیرستان میں آپریشن ناگزیر ہو چکا تھا۔ متاثرین کی مدد کے لئے حکومت کو اربوں کھربوں روپے بھی خرچ

کرنا پڑے تو خرچ کئے جائیں گے۔ مشکل کی گھڑی میں حکومت اور فوج متاثرین کے ساتھ کھڑی ہے۔ متاثرین کے مسائل حل کرنے کے لیے ہم دن رات کام کر رہے ہیں۔ بنوں میں شمالی وزیرستان سے نقل مکانی کرنے والے متاثرین سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو احساس ہے کہ متاثرین کے دل پر کیا گزر رہی ہے آپ کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کے لیے ہم دن رات کام کر رہے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ مشکل گھڑی ہے لیکن یہ ایسا معاملہ تھا جو کرنا بہت ضروری تھا۔ حکومت اور فوج مل کر متاثرین کی مشکلات کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہمیں امید ہے بہت جلد مشکل کا مرحلہ ختم ہو جائے گا اور متاثرین امن کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس جائیں گے۔ ہم جائزہ لے کر گھروں کی تعمیر کا کام ابھی سے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں حالات بہتر ہونے پر جائزہ لیا جائے گا کہ کن گھروں کو زیادہ نقصان پہنچا اور کن کو کم۔ منصوبے ابھی سے بنانے شروع کئے ہیں کہ کہاں سڑکیں، کہاں سکول اور کہاں کالج اور کہاں ہسپتال چاہئیں اور کہاں واٹر سپلائی کی ضرورت ہے جو لوگ بے روزگار ہیں انہیں روزگار ملے گا اور علاقہ میں زیادہ خوشحالی آئے گی، غربت دور ہو گی۔ ہم متاثرین کو پریشان نہیں ہونے دیں گے۔ متاثرین کی ضروریات زندگی بہت ہیں مشکل کو کم کرنے کے لئے رقم فراہم کی ہے۔ اللہ تعالی قوم کو شدت پسندی سے نجات دے اور قوم عزت سے آگے بڑھے۔ حکومت متاثرین کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اٹھائے گی۔ فوج نے راشن متاثرین کے حوالے کیا۔ امدادی کاموں پر میں جنرل

راحیل اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالی بہت جلد پاکستان میں امن قائم کرے اور ہم خوشیوں کیساتھ پاکستان میں اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ وزیر اعظم کے دورہ شمالی وزیرستان میں متاثرین کی امداد کا پیکج خوش آئند ہے انہوں نے ایک ذمہ دار سربراہ مملکت ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف متاثرین سے ملے بلکہ انکی مشکلات کم کرنے کا بھی اعلان کیا۔ شمالی وزیرستان میں چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا ایک ساتھ دورہ پاکستان کے دشمنوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ پاکستان کی افواج، حکومت، قوم دفاع پاکستان کے لئے متحد ہیں اور ملک کی سلامتی پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔

بھارتیو "کشمیر چھوڑ دو، تحریک عروج پر"

مقبوضہ کشمیر کی ایک عدالت نے 8برس قبل فوجی اہلکاروں کے ہاتھوں بانڈی پورہ کے نوجوان کے قتل اور اسے جلانے کے حوالے سے دائر درخواست کو تسلیم کرتے ہوئے ریاستی و مرکزی سرکار کے نام نوٹس جاری کیا ہے اور 4ہفتوں میں تحریری جواب داخل کرنے کی ہدایات جاری کیں ہیں۔ سری نگر میں جسٹس بنسی لال بھٹ کی عدالت میں ہائی کورٹ کے معروف وکیل ایڈوکیٹ میر شفقت حسین نے پاپہ چھن بانڈی پورہ کی سلیمہ بیگم کی طرف سے دائر درخواست پر سماعت ہوئی۔ درخواست میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ 2006 میں ان کے 21 سالہ فرزند عابد حسین شاہ اور ان کے سیلز مین منظور احمد کو ان کی دکان میں فوج کی 14آر آر کیمپ سے وابستہ اہلکاروں نے گولیاں مار کر جان بحق کردیا اور اسکے بعد اس جرم پر پردہ ڈالنے کیلئے ساری عمارت کو آگ کی نذر کردیا تھا۔ عابد حسین کا کسی بھی عسکری یا سیاسی تنظیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا جبکہ وہ اپنی گریجویشن کے بعد اپنی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اس واقعہ کے بعد متاثرہ کنبے نے بانڈی پورہ پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر درج کرانی چاہی لیکن پولیس نے ان کی ایک نہ سنی اور اس معاملے میں کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔ درخواست میں ایڈوکیٹ شفقت نے کہاہے کہ فوج نے بیشتر کیسوں میں افسپا قانون کا غلط استعمال کرکے صرف اپنے ہی بیانات

قلمبند کروائے ہیں اور عابد حسین کے معاملے میں بھی ایسا ہی کیا گیا اور متاثرہ کنبے کی کوئی بات نہیں سنی گئی۔ عابد کے والدین نے اعلیٰ پولیس حکام کے ساتھ بھی رابطہ کیا لیکن آج تک اس حوالے سے کوئی بھی پیش رفت نہیں ہوئی۔ چنانچہ متاثرہ خاندان نے ریاستی حقوق کمیشن کے پاس ایک درخواست دائر کی جس میں 14 آر آر اور پولیس اسٹیشن بانڈی پورہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ عدالت نے وکلاء کے دلائل سماعت کرنے کے بعد ریاستی و مرکزی حکومت کو ہدایت دی کہ وہ ہیومن رائٹس کمیشن کے فیصلہ کو بطور شواہد تسلیم کرے اور درخواستمیں ابھارے گئے ایشوز کی رو سے 4 ہفتوں کے اندر اندر اپنا جواب پیش کرے۔ مقبوضہ کشمیر کے مقامی حقوق انسانی فورم وائس آف وکٹمز نے انکشاف کیا ہے کہ جموں کشمیر میں اب بھی مختلف نوعیت کے اذیت خانے اور ٹارچر سیل موجود ہیں جہاں بلالحاظ عمر کشمیریوں کو سخت تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بیسیوں افراد جسمانی طور پر معذور ہو چکے ہیں۔ 25 برس قبل ریاست کے اطراف و اکناف میں فوج، فورسز، ٹاسک فورس اور دیگر سیکورٹی ایجنسیوں نے گرفتار افراد کو اذیتوں کا نشانہ بنانے کیلئے جو انٹیروگیشن سینٹر قائم کئے تھے، ان میں سے اب بھی لاتعداد اذیت خانے موجود ہیں۔ کشمیریوں کو صرف جسمانی اذیتوں کا نشانہ نہیں بنایا جاتا ہے بلکہ یہاں کا ہر شخص روزانہ ذہنی ٹارچر کا سامنا بھی کرتا رہتا ہے۔ کشمیر میں بلا لحاظ عمر و جنس لوگوں کو اذیتوں کا شکار بنایا جاتا ہے اور اس کی روک

تھام کیلئے آج تک کوئی کارگر اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ گزشتہ 25 برسوں کے دوران ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن، بچوں اور بزرگوں کو جسمانی اذیتوں کے ساتھ ساتھ ذہنی ٹارچر کا نشانہ بھی بنایا گیا، جس کے نتیجے میں بیسیوں افراد جسمانی اور ذہنی طور ناتواں بن گئے۔ سنگباری کے الزام میں جن بچوں اور نوجوانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے، انہیں بھی سخت جسمانی ٹارچر کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ ان کے اہل خانہ کو ذہنی تشدد کا شکار بنایا جاتا ہے۔ عالمی حقوق انسانی کے ادارے حقوق انسانی کی دیگر پامالیوں اور خلاف ورزیوں کے ساتھ ساتھ شہریوں کو ذہنی اور جسمانی ٹارچر کا نشانہ بنائے جانے کے واقعات کا بھی سنجیدہ نوٹس لیں اور اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں۔ حریت کانفرنس (گ) مقبوضہ کشمیر کے چیئرمین سید علی گیلانی تاحال اپنے گھر میں نظربند ہیں اور وہ 2014 میں تسلسل کے ساتھ 11 ویں مرتبہ نماز جمعہ پڑھنے سے بھی محروم رہے ہیں جبکہ نظربندی کے سبب تحریک حریت جنرل سیکریٹری محمد اشرف صحرائی، ایاز اکبر اور الطاف احمد شاہ بھی یہ دینی فریضہ ادا نہیں کرسکے۔ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کی جانب سے ''کشمیر چھوڑ دو'' تحریک کے سلسلے میں جموں کشمیر لبریشن فرنٹ نے مدینہ چوک سے ایک بڑی احتجاجی ریلی نکالی اور دھرنا دیا گیا جس میں بڑی تعداد میں کشمیری عوام نے شرکت کی۔ ریلی کی قیادت فرنٹ کے مرکزی نائب چیئرمین ماسٹر شیخ محمد افضل نے کی۔ یہ جلوس مدینہ چوک گاؤکدل سے شروع ہوا۔ جلوس میں شامل افراد کی جانب سے

آزادی، شہداء، تحریک آزادی کے حق میں اور گرفتاریوں کے خلاف فلک شگاف نعرے لگائے جاتے رہے۔ جلوس جب بڈشاہ چوک کے قریب پہنچا تو پولیس اور فورسز کی بھاری نفری نے اس کا راستہ روک لیا جس پر مظاہرین وہیں دھرنے پر بیٹھ گئے۔ اس دھرنے سے قائدینِ فرنٹ نے خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں قائدین نے ظلم و جبر کے بڑھتے ہوئے ہتھکنڈوں کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ آج پُرامن سیاسی جدوجہد کرنے والوں پر جیل اور تھانوں کے دروازے کھول دئے گئے ہیں۔ قائدین نے لبریشن فرنٹ کے چیئرمین جناب محمد یاسین ملک سمیت درجنوں قائدین وکارکنوں جن میں نائب چیئرمین ایڈوکیٹ بشیر احمد بٹ، نائب چیئرمین شوکت احمد بخشی، زونل صدر نور محمد کلوال نائب چیئرمین مشتاق احمد اجمل ودیگر کی مسلسل نظربندی کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ نام نہاد جمہوری حکمرانوں نے جمہوریت کش اقدامات سے یہاں عوام الناس کا جینا دوبھر کردیا ہے۔ قائدین نے سوپور کے معصوم شہید ارشد احمد کے بہیمانہ قتل ناحق، سوپور اور ملحقہ علاقوں میں جاری فورسز کے تشدد، مسلسل کرفیو اور اس کے نتیجے میں عوام الناس کو تنگ کرنے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ سوپور اور ملحقہ علاقوں میں بھارتی حکمران ،انکے کشمیری گماشتے اور فورسز عوام الناس پر جو جبر ڈھارہے ہیں اسکی نظیر ملنا بھی بہت دشوار ہے۔اس ظلم و جبر اور تعدی کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے قائدین نے کہا کہ آج کا یہ احتجاجی پروگرام اور دھرنا اسی ظلم، جبر اور سرکاری دہشت گردی کے خلاف ہے۔ جموں کشمیر

لبریشن فرنٹ کے چیئرمین محمد یاسین ملک اور دیگر قائدین جنہیں 23 جون کو گرفتار کیا گیا تھا تاحال سینٹرل جیل وغیرہ میں قید ہیں جبکہ پچھلے پانچ روز سے کئی عدالتیں مختلف تاویلات اور بہانے تراش کر محبوسین کو ضمانت پر رہا کردینے میں بھی لیت و لعل سے کام لے رہی ہیں۔بٹہ مالو تھانے میں قید قائدین ایڈوکیٹ بشیر احمد بٹ، مشتاق احمد اجمل، سید نثار جیلانی، مولوی عبدالرشید اور نذیر احمد کو گذشتہ روز عدالت کے سامنے پیش کیا گیا اور عدالت نے انہیں جوڈیشل ریمانڈ پر سینٹرل جیل سرینگر منتقل کردیا ہیجبکہ چیئرمین محمد یاسین ملک، شوکت احمد بخشی، محمد صدیق شاہ، محمد رفیق وار، بشیر احمد کشمیری، مشتاق احمد، عبدالمجید ودیگر اسلام آباد جیل میں قید ہیں۔جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے مرکزی ترجمان رفیق احمد ڈار نے چیئرمین فرنٹ محمد یاسین ملک سمیت درجنوں قائدین کی مسلسل اسیری اور اس سلسلے میں پچھلے کئی روز سے چند عدالتوں کی جانب سے روا رکھے جانے والے لیت و لعل کے رویے کو حد درجہ افسوس ناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ جیل ، قید و بند اور صعوبتوں کا تحریک آزادی کے ساتھ چولی دامن کا رشتہ ہے اور جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین سمیت دوسرے قائدین و اراکین کیلئے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے لیکن جو چیز حد درجہ حیران کن اور افسوس ناک ہے وہ یہ ہے کہ چند عدالتیں ، فاضل جج صاحبان اور تحصیل دار حضرات میرٹ اور قانون کے مطابق فیصلے کرنے کے بجائے کھلے بندوں پولیس اور ایجنسیوں کے احکامات کے مطابق یہ فیصلے صادر فرمارہے ہیں۔جب

عدلیہ اور قانون کی حفاظت کرنے والے ادارے اور حکام قانون کے مطابق فیصلے کرنے کے بجائے پولیس کے اشاروں پر فیصلے صادر فرمانے میں منہمک ہو جائیں تو اس صورت حال کو مذموم ہی کہا جاسکتا ہے۔ گرفتاریوں، قدغنوں، رکاوٹوں اور جبر کے اقدامات سے تحاریک آزادی کو شکست نہیں دی جاسکتی ہے بلکہ یہ مصائب و آلام ہمارے حوصلوں کو نئی قوت اور تقویت بخشنے کا کام کرتے ہیں۔

مودی کی کشمیر آمد پر ہڑتال کا اعلان

بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی پہلے دورہ مقبوضہ کشمیر کے سلسلے میں 4 جولائی کو سری نگر پہنچیں گے۔ بھارتی وزیر اعظم کے دورہ مقبوضہ کشمیر کے سلسلے میں سیکیورٹی کے غیر معمولی انتظامات کے تحت وادی کو فوجی چھاونی میں بدلنے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ سری نگر آمد کے فورا بعد مودی سری نگر فوجی چھاونی میں فوجی حکام سے اجلاس میں شرکت کریں گے۔اس دوران پندرہ کارپس کے فوجی سربراہ کے ساتھ ساتھ فوجی کمانڈروں کیساتھ لائن آف کنٹرول پر تازہ کشیدگی کے حوالے سے بھی بات چیت ہو گی جس میں اس معاملے پر فوج کی جانب سے تفصیلات حاصل کی جائیں گی۔ وزیر اعظم نریندر مودی اپنی نوعیت کی اس غیر معمولی میٹنگ میں مہاجر کشمیری پنڈتوں کی واپسی کے روڈ میپ کو بھی حتمی شکل دیں گے اور اس سلسلے میں صورتحال کو بہتر بنانے کیکوشش کی جائیگی جبکہ لائن آف کنٹرول پر دراندازی سے متعلق تفصیلات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فوج کو مزید اقدامات بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ اس دوران اس میٹنگ میں لائن آف کنٹرول کے آر پار تجارت کی بحالی کے حوالے سے بھی حالیہ مرکزی آفیسران کی رپورٹ پر بحث کی جائیگی جس میں سرحد کے آر پار مزید اشیاء کو تجارتی فہرست میں شامل کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے اس کے علاوہ لائن آف کنٹرول کے آر پار بینکنگ اور مواصلاتی نظام کی

بحالی کو بھی ہری جھنڈی دی جائیگی۔ نریندر مودی ریاست جموں وکشمیر کے اپنے دورے کے دوران اودھمپور کٹرہ ریل کو ہری جھنڈی دکھائیں گے یہ ریلوے ٹریک مکمل ہو گیا ہے اور اس ٹریک کے ذریعے کٹرہ کو جموں سے ریل کے ذریعے ملایا گیا ہے 25 کلو میٹر اودھمپور کٹرہ ریلوے لائن کو مکمل کر لیا گیا ہے اس دوران وزیراعظم بعد میں بارہمولہ میں اوڑی قصبے میں لائن آف کنٹرول کے نزدیک 240 میگا واٹ صلاحیت اوڑی سکینڈ ہائیڈرو الیکٹرک پاور پروجیکٹ کا بھی افتتاح کریں گے۔ دونوں پروجیکٹوں کا افتتاح سابق وزیر اعظم ڈاکٹر منموہنس سنگھ کو کرنا تھا اور اپنے دور میں وہ ان پروجیکٹوں کا افتتاح نہیں کر سکے کیونکہ حکومت بدل گئیاور اب نئے وزیراعظم نریندر مودی ان دونوں پروجیکٹوں کا افتتاح کریں گے۔ اس دوران وزیر اعظم کی کشمیر آمد کے سلسلے میں سیکیورٹی کے غیر معمولی انتظامات کیے جا رہے ہیں اس سلسلے میں حکومتی مشینری پوری طرح سے متحرک ہے اور گورنر سے لے کر وزیراعلیٰ بھی پوری سرکاری مشینری کو جھونک دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ادھر سیکیورٹی ایجنسیوں کو بھی ہنگامی بنیادوں پر الرٹ کر دیا گیا ہے اور فوج اور فورسز کیساتھ ساتھ سیکیورٹی ایجنسیوں کو بھی کڑا حفاظتی حصار تیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے گورنر این این دوہرا وزیراعظم کے اعزاز میں راج بھون میں لنچ کا اہتمام کریں گے۔ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ مقبوضہ کشمیر نے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے دورہ کشمیر پر چار جولائی کو مکمل ہڑتال کی اپیل کی ہے اور کہا ہے کہ بھارتی

وزیر اعظم کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے ان کی آمد پر احتجاج کرنا ہمیشہ کی روایت رہی ہے اسلئے مودی کی آمد پر بھی ہڑتال کی جائے گی۔ جے کے ایل ایف کے چیئرمین محمد یٰسین ملک جو کئی فرنٹ قائدین و اراکین کے ہمراہ سرینگر سینٹرل جیل میں قید تھے کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔ رہائی کے بعد انہوں نے کہا کہ نریندر مودی بحیثیت وزیر اعظم بھارت کی اُس ریاستی پالیسی کے سربراہ ہیں جس کی تحت کشمیریوں کے حق آزادی سے مسلسل انکار اور کشمیریوں کی ایک پوری نسل کو تہہ تیغ کیا جاچکا ہے۔ اس حقیقت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نریندر مودی 'بی جے پی اور آر ایس ایس کے وزیر اعظم ہیں۔ یہ جماعتیں روز اوّل سے ہندوستان بھر میں مسلم پرسنل لاء کے خاتمے، کشمیریوں کو تہہ تیغ کرنے، جموں کشمیر کو بھارت کی ریاست کے اندر مکمل طور پر ضم کر دینے، اس ریاست کو حاصل مذہبی (مسلم شناخت) سیاسی، سماجی اور ماحولیاتی خصوصیات کو ختم کر دینے اور یہاں کی تحریک آزادی کو جبر، اور ظلم سے ختم کر دینے کا منصوبہ رکھتی ہیں۔ اس حکومت کے پہلے ہی روز اس کے ایک وزیر نے کشمیر دشمنی کے زیر سایہ کشمیر کو حاصل خصوصی درجے کے خاتمے کی شروعات کا اعلان کیا تھا اور آج بھی اس کے ایک اور وزیر سبرامنیم سوامی نے ۲۰۱۵ء تک ایسا کرنے کی پیشنگوئی فرمادی ہے۔ اس حکومت کی ڈھٹائی اور بے شرمی کی حد یہ ہے اسی وزیر نے ایک بھارتی چینل پر برملا اعلان کیا کہ انکی جماعت کی کامیابی کا راز مسلمانوں کو مختلف فرقوں میں بانٹ کر آپس میں

لڑانے اور ہندوستان میں مذہبی منافرت پھیلانے میں ہے۔ ان جملہ عوامل کے پیش نظر مسٹر مودی کی آمد پر کشمیریوں کا احتجاج اور بھی زیادہ ضروری ہوچکا ہے۔ بھارت کی ریاست اور اسکے کشمیری گماشتوں نے یہاں کی سیاسی تحریک اورپُرامن جدوجہد و کاوشوں کیلئے ہر راستہ مسدود کر رکھا ہے اسلئے احتجاجی ہڑتال ایک ایسا واحدپُرامن ذریعہ ہے جس کو استعمال کرتے ہوئے کشمیری اپنی آواز کو بلند کرتے ہیں۔ دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی نے بھارت کے وزیر اعظم نریندر مودی کی 4 جولائی کو مجوزہ دوہ کشمیر پر ریاست کے غیرت مند عوام کو مکمل کرفیو کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ مودی بحیثیت وزیر اعظم کشمیریوں کیلئے صرف ایک غاصبانہ ملک کے حکمران کی حیثیت رکھتے ہیں، اسلئے ہم عوام سے اپیل کرتی ہیں کہ وہ 4 جولائی کو سیول کرفیو کا سماں پیدا کریں اور اگر کسی کو بہ سبب مجبوری گھر سے نکلنا بھی پڑے تو سیاہ پٹیاں باندھ کر نکلا جائے تاکہ مودی پر واضح ہو کہ غیور کشمیری قوم کبھی بھی خود کو ہندوستان کا حصہ تصور نہیں کرتی۔ مودی کا مجوزہ دورہ اوڑی پاور پروجیکٹ کے افتتاح کیلئے ہے اور یہ اس بات کی غماض ہے کہ بھارت کیلئے کشمیر کے قدرتی وسائل پر قبضہ اہمیت کا حامل ہے۔ بھارت کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے لال چوک میں کشمیریوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں استصواب رائے کا حق دیا جائے گا تاہم آج تک بھارت اس وعدے سے مکرتا آیا ہے۔ مودی نے بھارتی پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کی ہیں ان پر اب فرض ہے کہ وہ نہروکے وعدے کی لاج رکھتے ہوئے کشمیریوں کو

حق خود ارادیت کا حق دے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ سیاسی اختلافات کی وجہ سے مودی کی آمد پر ہڑتال کا اعلان کیا جارہا ہے بلکہ وجہ صرف یہ ہے کہ غاصب ملک کا حکمران وادی آرہا ہے اور اس لئے کشمیری سراپا احتجاج ہے۔ مودی کیلئے یہ احتجاج نوشتہ دیوار ہو کہ وہ ایک متنازعہ خطے میں آرہے ہیں جہاں کے لوگ خود کو ہندوستانی تسلیم ہی نہیں کرتے۔ حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین چیرمین سید علی گیلانی نے بھارتی وزیر اعظم ہندر نیندر مودی کے دورۂ کشمیر کے خلاف 4 جولائی کو مکمل اور ہمہ گیر ہڑتال کال دیتے ہوئے واضح کیا کہ ہماری ان کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی یا عناد نہیں ہے، البتہ وہ اُس ملک کے وزیر اعظم کی حیثیت سے یہاں کا دورہ کررہے ہیں، جس نے ہم کو جبراً غلام بنایا ہوا ہے اور جس کی افواج ایک منصوبہ بند طریقے سے ہمارے لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار رہی ہیں۔ اپنے جذبات اور احساسات کو ظاہر کرنے کا ہمارے پاس واحد آپشن ہے اور اس ہڑتال کے ذریعے سے ہم مسٹر نریندر مودی کو پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ان کے خطرناک عزائم کا جموں کشمیر میں بھرپور ردّ عمل ہوگا اور یہاں کے عوام ہر قیمت پر اور ہر سطح پر ان کی مزاحمت کریں گے۔ حریت کانفرنس جموں و کشمیر نے بھارتی پرائم منسٹر نریندر مودی کی کشمیر آمد پر قوم سے 4 جولائی بطور احتجاج ہڑتال کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ نریندر مودی بھارت کے وزیر اعظم کی حیثیت سے یہاں آرہا ہے اور بھارت وہ ملک ہے جس نے کشمیریوں سے ان کا پیدائشی حق حق خود ارادیت سلب کرکے انہیں طاقت کے بل پر غلام بنائے رکھا

ہے۔ بھارت کے جبری قبضے سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش میں 5 لاکھ سے زیادہ کشمیریوں کی قربانیوں کو سلام پیش کرتے ہیں جو لوگ بھارتی پرائم منسٹر کی آمد پر ان کا استقبال کرینگے وہ بھارت کے زرخرید ایجنٹ اور کشمیریوں کی خونین تحریک آزادی کے دشمن ہیں۔ جذبہ آزادی سے سرشار کشمیری عوام اپنے شہیدوں کے پاک خون کے وارث ہونے کے ناطے بھارتی پرائم منسٹر کی آمد پر اس ظلم وستم اور اس کشت وخون کے خلاف اپنا پرامن احتجاج دنیا کے سامنے رجسٹر کرائینگے جو فوج اور فورسز تحریک آزادی کو دبانے کے سلسلے میں کرتے رہے ہیں۔

''بھارت خواتین کے لئے ''جہنم

.برطانیہ بھارتی فضائیہ کو 42 کروڑ 80 لاکھ ڈالر مالیت کے ہتھیار فراہم کرے گا۔ اس سلسلے میں بھارت کی لندن کے ملٹی نیشنل گروپ ایم بی ڈی اے کے ساتھ ڈیل طے پا گئی ہے۔ اس ڈیل کے نتیجے میں .برطانیہ میں روزگار کے سینکڑوں مواقع پیدا ہوں گے۔ اس بات کا اعلان .برطانوی وزیر خزانہ جارج اوسبورن نے ممبئی میں کیا۔ وہ وزیر خارجہ ولیم ہیگ کے ہمراہ دو روزہ دورے پر بھارت آئے ہیں۔ ممبئی میں .بزنس لیڈرز سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارت نئی حکومت کے تحت اصلاحات کے ایک پرجوش سفر کا آغاز کر رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس سفر میں .برطانیہ سے .بڑھ کر اس کا کوئی ساتھی نہیں ہو سکتا۔ بھارتی دواساز کمپنی ''سپلا'' .برطانیہ میں 17 کروڑ 10 لاکھ ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گی جبکہ آٹو کمپنی مہندرا اینڈ مہندرا الیکٹرک کار کی ترقی میں 3 کروڑ 40 لاکھ ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گی۔ بھارتی کمپنیاں .برطانیہ میں بھاری سرمایہ کاری کر رہی ہیں میں چاہتا ہوں کہ .برطانیہ میں اس سے بھی زیادہ سرمایہ کاری کی جائے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ .برطانیہ بنگلور ممبئی اکنامک کوریڈور جیسے انفراسٹرکچر کے منصوبوں کی ترقی میں بھارت کی بھرپور مدد کرے گا۔ اسی طرح بھارتی بانڈ مارکیٹس اور فنانشل سروسز میں بھی بھرپور

تعاون کیا جائے گا۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ ہیگ نے بھارتی طلباء کے لئے برطانیہ میں سکالر شپس بڑھانے کا اعلان کیا۔ نئی حکومت کو جو مینڈیٹ ملا ہے اس کے نتیجے میں بھارت میں موثر تبدیلی آئے گی۔ انہوں نے یقین ظاہر کیا کہ عالمی امور میں بھارت کی سیاسی اقتصادی اور ثقافتی حیثیت کو زیادہ شدت سے محسوس کیا جائے گا۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ برطانیہ اور بھارت کے درمیان تعلقات مزید مضبوط ہوں گے۔ ایک طرف بھارت اسلحے کی دوڑ میں سب سے آگے جانے کی کوشش کر رہا ہے تو دوسری طرف بھارت خواتین کے لئے غیر محفوظ ترین ملک بن چکا ہے، بھارت بھر میں ہر روز 93 خواتین کے ساتھ عصمت دری کی جاتی ہے بھارت میں خواتین کے ساتھ جنسی زیادتیوں کا تشویشناک رجحان بڑھتا جا رہا نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کے اعداد و شمار کے مطابق ملک کی کئی ریاستوں میں خواتین کو اپنے قریبی یا جان پہچان والوں کے ہاتھوں شکار ہو جاتی ہے کرنٹ نیوز آف انڈیا کے مطابق بھارت میں عصمت دری کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے جس کے تحت 2012ء میں 92324 کی وارداتیں سامنے آئیں جبکہ 2013ء میں 70733 عصمت دری کے واقعات پیش آئے اس کے باوجود کہ نربھیا دلی اجتماعی عصمت دری کے خلاف ملک بھر میں زبردست احتجاجی مظاہرے کیے گئے تھے پھر بھی خواتین کے ساتھ جنسی زیادتیوں میں کمی دیکھنے کو نہیں ملی۔ بھارت کی راجہ ہانی نئی دہلی میں ملک کی دوسری ریاستوں کے نسبت سب سے زیادہ عصمت دری کے واقعات پیش آتے ہیں اور دلی خواتین کے لیے سب سے زیادہ خطرناک ریاست تصور کی جاتی ہے جہاں آئے

روز خواتین کو ہراساں کرنے اور جنسی زیادتیوں کے واقعات پیش آ رہے ہیں 2012ء میں دلی میں 585 عصمت دری کے واقعات پیش آئے جبکہ 2013ء میں اس سے دو گنا واقعات رونما ہوئے جو 4411 تک پہنچ گئے تھے۔ ممبئی میں 391، جائپور میں پونا میں 171 واقعات پیش آئے جو ملک کی دیگر ریاستوں کے نسبت سب سے 192، زیادہ غیر محفوظ مانی جاتی ہے اس کے علاقہ مدھیہ پردیش سب سے زیادہ عصمت دری کے واقعات 2013ء میں 4335 درج کیے گئے۔ بھارت میں خواتین کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنائے جانے کے واقعات میں حالیہ مہینوں کے دوران اضافہ دیکھا گیا ہے۔ اترپردیش کے ضلع مرادآباد میں ایک 16 سالہ لڑکی کی درخت سے لٹکی ہوئی لاش برآمد ہوئی ہے اور اس کے والدین نے الزام عائد کیا ہے کہ اسے جنسی زیادتی کے بعد قتل کیا گیا۔ مذکورہ لڑکی راجپورہ نامی گاؤں سے بدھ کی شام لاپتا ہو گئی تھی اور اس کے والدین ٹھاکردوارہ کے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کروانے جا رہے تھے کہ انھیں اطلاع ملی کہ ان کی بیٹی کی لاش ایک درخت سے لٹکی ہوئی ہے۔ پولیس کے مطابق نامعلوم افراد کے خلاف اس واقعے کی رپورٹ درج کر لی گئی ہے۔ گزشتہ ماہ بھی اتر پردیش کے ایک گاؤں میں 12 اور 14 سال کی دو لڑکیوں کی لاشیں درخت سے لٹکی ہوئی ملی تھیں جنہیں جنسی زیادتی کے بعد ہلاک کیا گیا۔ اترپردیش ہی میں ایک اور خاتون نے الزام عائد کیا کہ چار پولیس اہلکاروں نے اسے اس وقت اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا جب حوالات میں قید اپنے شوہر سے ملنے تھانے گئی۔ خاتون کا کہنا تھا کہ پولیس والوں نے اس سے

رشوت طلب کی لیکن رقم نہ ہونے پر ایک سب انسپکٹر نے اسے مبینہ طور پر جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ پولیس کے مطابق خاتون کی رپورٹ پر مقدمہ درج کر لیا گیا جب کہ سب انسپکٹر کو معطل کر کے تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔ بھارت میں کئی ملکی اور غیر ملکی خواتین وہاں زیادتی کا نشانہ بنیں۔ ایک امریکی طالبہ نے تو بھارت کو خواتین کے لیے جہنم قرار دیا ہے۔ بھارت سیاحوں کے لیے جنت ، پر خواتین کے لیے جہنم۔۔۔ یہ الفاظ Cross ہیں ایک امریکی طالبہ کے، جس نے یہ جملے بھارت کا دورہ کرنے کے بعد لکھے۔ جو خود مغربی تہذیب کے سائے میں پلی بڑھی۔ اس کے لیے بحیثیت Michaela خاتون بھارت جانے کا تجربہ کتنا تلخ رہا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ وہاں سے ذہنی مریضہ بن کر لوٹی ہے اور اسکول سے غیر حاضر ہے۔ اسٹڈی ٹور پر وہاں جانے والی مشعلا کے لئے بھارت اب ایک ڈراونا خواب ہے۔ وہاں گزرے 3 مہینوں کے بارے میں وہ بتاتی ہے کہ وہاں اس کے ساتھ 2 دن کے دوران 2 بار زیادتی کی کوشش کی گئی۔ بازاروں میں لوگ اسے چھونے اور ٹکرانے کی کوشش کرتے رہے اور کچھ مرد تو گھنٹوں بری نظروں سے اسے گھورتے رہے۔ فیسٹیولز کے دوران لڑکے اس کی وڈیو بناتے رہے اور اس پر فقرے کستے رہے۔ امریکی طالبہ کے مطابق جب صورتحال برداشت سے باہر ہوئی تو وہ واپس لوٹ گئی۔ امریکی طالبہ ہی نہیں بھارتی خواتین خود بھی اس حرص وحوس کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔ دلی میں چلتی بس میں خاتون کے ساتھ زیادتی اور غیر ملکی خواتین کے گینگ ریپ نے پوری دنیا میں ہلچل مچائی۔ اس طرح کے واقعات

نے بھارت میں خواتین کی سیکیورٹی پر کئی سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ دو نوجوان بھارتی خواتین نے بھارت میں خواتین کے خلاف زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر مشترکہ طور پر نئی قسم کی برقی آلات سے مزین جینز ڈیزائن کی ہے۔ اس جینز کی تیاری نے مقامی پولیس کو پریشان کن اشارے دیے ہیں۔ جنسی زیادتی سے بچاؤ کے لیے بطور خاص بھارتی خواتین کے لیے تیار کی گئی اس جینز کو سکشا پتھاک اور انجالی سری واستوا نے مل کر ڈیزائن کیا ہے۔ پتھاک کا کہنا ہے کہ م اس 'دفاعی ہتھیار' کو طویل مدت کے لیے قابل استعمال رکھنے کے نکتہ نگاہ سے تیار کرنا چاہتے ہیں۔ پتھاک ایک سائنس سٹوڈنٹ ہیں اور ٹیکسی ڈرائیور کی بیٹی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ، حالیہ اجتماعی زیادتی کے خوفناک واقعات نے مجھے اور میری ساتھی کو سخت صدمے سے دوچار کیا ہے، ہم امید رکھتی ہیں کہ ہماری تیار کردہ جینز پہننے سے کسی اور بھارتی عورت کو اس ظلم کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ بھارتی خواتین کو بھارتی مردوں کی اندھی جنسی زیادتیوں کا شکار ہونے سے بچانے کیلیے ان دو خواتین کی طرف سے تیار کی گئی اس خصوصی جینز پر چار ڈالر لاگت آئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اس جینز میں ایسے برقی آلات لگائے ہیں جو جنسی زیادتی کی کسی کوشش کی صورت میں قریبی پولیس تھانے کو الارم کر دیں گے۔ یہ برقی آلات ٹریکر کی صورت میں کام کریں گے۔ سگنل ملتے ہی پولیس جائے وقوعہ کی طرف دوڑ سکے گی۔ اب تک تقریبا دو سو تھانوں کے ساتھ ان برقی آلات کو منسلک کیا گیا ہے۔ اس جنسی زیادتی مخالف جینز کے تجربے کی کامیابی کی

صورت میں اسے پورے بھارت میں پھیلا دیا جائے گا۔

خیبر پختونخواہ میں ''جوابی لانگ مارچ'' کی تیاریاں

عمران خان نے گیارہ مئی 2013 کے انتخابی نتائج تسلیم نہ کرنے کا اعلان کرتے ہوئے حکومت کو ایک ماہ کی ڈیڈ لائن دی اور بہاولپور کے جلسہ میں چیئرمین پاکستان تحریک انصاف نے چارٹر آف ڈیمانڈ کا اعلان کردیا۔ مطالبات کی منظوری نہ ہونے پر عمران خان نے چودہ اگست کو حکومت کے خلاف اسلام آباد میں ملین مارچ کا اعلان کردیا۔ غیر معینہ مدت تک دھرنا دیا جائے گا پنجاب پولیس کو خبردار کرتے ہوئے عمران خان نے کہا کہ اگر اس نے مارچ کے موقع پارٹی کارکنوں پر لاٹھی چلانے یا فائرنگ کی تو خود ایسے پولیس اہلکاروں کو پھانسی لگادوں گا۔ سپریم کورٹ میں تحریک انصاف کے متوقع لانگ مارچ کے خلاف درخواست دائر کر دی گئی۔ درخواست میں وفاقی دارالحکومت کی سیکیورٹی اور لانگ مارچ کے آئین تدارک کے لیے سپریم کورٹ سے دو بنیادی حقوق کی فوری معطلی کی درخواست کی گئی ہے۔ عدالت سے کہا گیا ہے کہ بعض سیاسی اور مذہبی عناصر کے احتجاج مارچ سے دارالحکومت اور صوبہ پنجاب کے ملحقہ علاقوں کو خطرات درپیش ہیں لہٰذا ان علاقوں میں آزادانہ حرکت اور پر امن اجتماع کے بنیادی حق کو عارضی طور پر معطل کر دیا جائے۔ درخواست گزار نے واضح کیا کہ آنسو گیس ، لاٹھی اور گولی دارالحکومت کے تحفظ کی ضمانت نہیں اور عدالت عظمیٰ کو قانون کے نفاذ کی بجائے آئین میں دیئے گئے ہنگامی

اقدامات پر توجہ دینی چاہیے نعروں سے قطع نظر احتجاجی عناصر کا درپردہ مقصد آئین کو لاچار کرنا ہے عدالت سے کہا گیا ہے کہ 1977ء اور 1999ء میں سپریم کورٹ آئین کے تحفظ سے قاصر رہی اور فوجی اقدام کی توثیق پر مجبور ہوئی لیکن اٹھارویں ترمیم کے بعد کوئی عدالت آئین کے خلاف کسی اقدام کی توثیق کی مجاز نہیں ہے لہٰذا رجسٹرار کا فرض ہے کہ وہ درخواست میں دی گئی معلومات عدالت کے تمام جج صاحبان تک پہنچا دے اور اس درخواست میں دی گئی معلومات عدالت کے تمام جج صاحبان تک پہنچا دے اور اس درخواست کو اٹھارویں ترمیم کا ٹیسٹ سمجھا جائے تاکہ معلوم ہو کہ نیا آرٹیکل 6 آیئن کے تحفظ میں کس قدر موثر ہے۔ درخواست گزار شاہد اورکزئی نے واضح کیا کہ وہ لاہور کے خونیں واقعہ کا اعادہ نہیں چاہتا اور اس کی ضمانت نافذ العمل قانون نہیں دے سکتا۔ اندرونی خلفشار سے نمٹنا صوبے کی بجائے وفاقی حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے اور پنجاب آرٹیکل 233 کے تحت کسی اقدام کا مجاز نہیں ہے اپنے بھائی کے مقدمہ قتل، شہباز شریف سے انتخابی تنازعے اور سپریم کورٹ حملہ کیس کا حوالے دے کر درخواست گزار نے واضح کیا کہ اس کی آئینی درخواست کو شریف برداران کی حمایت سے تعبیر نہ کیا جائے۔ اپوزیشن کی دوسری بڑی جماعت پاکستان تحریک انصاف کی 14 اگست کو لانگ مارچ کی صورت میں معمول کی سیاسی سرگرمی ہوگی اس لانگ مارچ کے حوالے سے کوئی غیر معمولی سیاسی تبدیلی نہیں آئیگی حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لئے لانگ مارچ کا اعلان کیا گیا ہے لانگ مارچ کا مقصد پارٹی کارکنوں کو

متحرک رکھنا بھی بتایا گیا ہے تاہم لانگ مارچ کے کوئی غیر معمولی مقاصد نہیں ہیں
پاکستان تحریک انصاف خود بھی اس بات پر متفق ہے کہ لانگ مارچ کے معاملے
پر جمہوری نظام کیلئے کوئی سنگین صورتحال پیدا نہیں ہونے دی جائیگی۔ انتخابی دھاندلی کے
خلاف لانگ مارچ کوئی غیر معمولی سیاسی اہداف نہیں ہیں اور نہ ہی لانگ مارچ کے
ذریعے حکومت کو کمزور کرنے کی کوشش کی جائیں گی۔ نظام کو چلانے کے سلسلے میں
وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے تعلقات کار بشمول پاکستان تحریک انصاف کی خیبر پختونخوا
حکومت کو فروغ مل رہا ہے وفاقی اور صوبائی حکومتوں میں ہم آہنگی بڑھ رہی ہے اور
سب اس بات پر متفق ہیں کہ انتخابی اصلاحات کے ایجنڈے کو پارلیمنٹ کے ذریعے آگے
بڑھایا جائے بیشتر جماعتوں نے پارلیمانی کمیٹی برائے انتخابی اصلاحات کے لیے سپیکر قومی
اسمبلی کو نامزدگیاں دے دیں ہیں سپیکر قومی اسمبلی پاکستان تحریک انصاف کی نامزدگیوں
کے منتظر ہیں تحریک انصاف سے تین نام ملتے ہی پارلیمانی انتخابی اصلاحات کمیٹی کا اعلان
کر دیا جائیگا اور وہ اپنے ٹاسک پر کام شروع کر دیگی کمیٹی نے تین ماہ میں اپنا کام مکمل
کرنا ہے ذرائع انتخابی اصلاحات کے تناظر میں دعویٰ کر رہے ہیں کہ لانگ مارچ معمول
کی سیاسی سرگرمی ثابت ہوگا پاکستان تحریک انصاف اور اس کے کارکنوں کو متحرک رکھنے
کیلئے اس سرگرمی کا انعقاد کیا جا رہا ہے وفاقی حکومت بھی ذہنی طور پر تیار ہو چکی ہے کہ پر
امن آئینی و قانونی، سیاسی سرگرمی میں کسی قسم کا رخنہ نہیں ڈالا جائیگا اور اس

حوالے سے مظاہرین کو فری ہینڈ دیا جائیگا ممکنہ طور پر حکومت گرانے یا پارلیمنٹ کے گھیراؤ کے اعلان کی صورت میں وفاقی حکومت لانگ مارچ کے شرکاء کو اسلام آباد آنے کی اجازت نہیں دیگی۔ لانگ مارچ کو معمول کی سیاسی سرگرمی تک محدود رکھا گیا تو انتظامیہ اس کے ساتھ تعاون کریگی جبکہ پاکستان تحریک انصاف نے بھی کسی سنگین صورتحال سے بچنے کے لیے مشاورت شروع کردی ہے اور اس لانگ مارچ کو چودہ اگست یوم آزادی کے حوالے سے قومی جذبے کو مزید اجاگر کرنے تک محدود رکھے گی آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائیگا حکومت پر انتخابی دھاندلی کی صاف شفاف تحقیقات کیلئے شدید دباؤ ڈالا جائیگا اور یہ ایک دن کی سرگرمی ہوگی تیرہ اگست کی شام سے قافلے اسلام آباد کو روانہ ہونگے چودہ اگست کو پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے بھرپور انداز میں جشن آزادی منایا جائیگا قومی وحدت کا پیغام دیا جائیگا آئندہ کے لائحہ عمل پر عملدرآمد کیلئے ضلعی تنظیموں کو متحرک کیا جائیگا۔ادھر پاکستان تحریک انصاف کی خیبر پختونخوا حکومت کے خلاف ''جیسا کروگے ویسا بھروگے'' کے مصداق تین اپوزیشن جماعتیں سرگرم ہوگئیں ہیں۔ خیبر پختونخوا حکومت کے خلاف وائٹ پیپر شائع کرنے کی تیاری شروع کردی گئی ہے۔ان تین جماعتوں میں پاکستان پیپلز پارٹی، جمعیت علمائے اسلام (ف) اور عوامی نیشنل پارٹی شامل ہے۔یاد رہے کہ پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے اپنی ہم خیال جماعت کے ساتھ ملکر مرکزی حکومت کو کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جیسا کو تیسا کے مصداق خیبر

پختونخوا کی تین متذکرہ اپوزیشن جماعتیں پاکستان تحریک انصاف کی صوبائی حکومت کے خلاف صف آرا ہو گئیں ہیں۔ یہ جماعتیں مشترکہ طور پر صوبائی حکومت کو دباؤ میں لانے کے لیے حکمت عملی وضع کر چکی ہیں۔ خیبر پختونخوا کی کارکردگی پر وائٹ پیپر کی تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ صوبائی دارالحکومت پشاور میں بھی ان جماعتوں کی مشترکہ سرگرمیاں ہونگی۔ اپوزیشن کی دوسری بڑی جماعت کی صوبائی حکومت کے خلاف اپوزیشن کی بڑی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھ میدان میں اتر رہی ہے وفاقی حکومتی اتحادی جماعت جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ساتھ تینوں جماعتیں شانہ بشانہ ہیں۔ اسی طرح صوبہ خیبر پختونخوا میں جیسا کروگے ویسا بھروگے کی صورتحال ابھر کر سامنے آ رہی ہے صوبے میں یہ تین اپوزیشن جماعتیں صوبائی حکومت کے حوالے سے آئینی تبدیلی کی اپوزیشن میں نہیں ہیں تاہم حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لیے یہ جماعتیں یکجا ہو گئیں ہیں۔

ضرب عضب میں پاک فوج کا ریلیف آپریشن

شمالی وزیرستان سے نقل مکانی کرکے آنے والے خاندانوں کو بروقت اور احسن طریقے سے امداد کی فراہمی ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس سے نمٹنے کیلئے حکومت اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پوری قوم فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور اسے پورے ملک کے امن پسند اور محب وطن عوام کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے آرمی چیف راحیل شریف نے ملاقات کی۔ وزیر اعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف کے درمیان وزیر اعظم ہاؤس میں ہونے والی ملاقات میں شمالی وزیرستان میں جاری آپریشن ضرب عضب سمیت قومی سلامتی کے امور پر غور کیا گیا۔ آرمی چیف نے اپنے حالیہ دورہ شمالی وزیرستان کی تفصیلات سے بھی وزیر اعظم کو آگاہ کیا آرمی چیف نے آپریشن ضرب عضب میں حاصل کی گئی کامیابیوں کے بارے میں وزیر اعظم کو آگاہ کیا۔ آرمی چیف نے وزیر اعظم کو بتایا کہ آپریشن ضرب عضب پلان کے مطابق کامیابی سے جاری ہے۔ اس موقع پر وزیر اعظم میاں نواز شریف نے آپریشن میں حصہ لینے والے جوانوں اور افسروں کو خراج تحسین پیش کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ آپریشن ضرب عضب کی کامیابی سے پاکستان مضبوط اور خوشحال ملک بنے گا آپریشن کے نتیجہ میں ملک میں امن قائم ہو گا ان کا کہنا تھا کہ پاک فوج کم نقصان کے ساتھ آپریشن کو

کامیابی کی طرف لے جا رہی ہے۔ جوانوں کی مہارت کے باعث آپریشن میں عوام کا نقصان نہیں ہو رہا۔ نقل مکانی کرنے والوں کے لئے جامع منصوبہ بندی کر لی ہے آپریشن ضرب عضب کی کامیابی کے بعد متاثرین کی بحالی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ فوج سمیت تمام اداروں کا مربوط انداز میں کام کرنا باعث اطمینان ہے۔ شمالی وزیرستان کے عوام نے ملکی سلامتی کے لئے اپنا گھربار چھوڑا۔ وزیر اعظم نے مختصر وقت میں آپریشن کو کامیاب بنانے پر چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف کے کردار کو سراہا۔ وزیر اعظم اور آرمی چیف نے اتفاق کیا کہ ملک کے استحکام اور سیکورٹی کے لئے شمالی وزیرستان سے لوگ بے گھر ہوئے ہیں ان کی بحالی کے لئے جامع منصوبے کے تحت کام کیا جائے گا۔آپریشن ضرب عضب کے باعث نقل مکانی کرکے بنوں اور دیگر مقامات پر آنے والے میں 4 ہزار 500 سے زائد خاندانوں میں پاکستان آرمی اور ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت تقریبا 4 ہزار 500 ٹن راشن تقسیم کیا جا چکا ہے۔پاک فوج کے بریگیڈیئر آفتاب کا کہنا تھا کہ متاثرین شمالی وزیرستان میں راشن کی تقسیم کے لئے آرمی کے تحت 6 کیمپ لگائے گئے ہیں جس میں سے 3 کیمپ بنوں میں 2 ڈی آئی خان اور لکی مروت میں قائم کیا گیا ہے۔ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت بھی 5 ڈسٹریبیوشن پوائنٹس قائم کئے گئے ہیں جس میں سے 4 بنوں میں ایک ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے، اس کے علاوہ آرمی کا ایک موبائل دسٹریبیوشن پوائنٹ بھی کام کر رہا ہے اب تک شمالی وزیرستان سے نقل مکانی کرکے آنے والے 44 ہزار 633 خاندان رجسٹرڈ ہو چکے

ہیں، پاک فوج نے اپنے راشن کے کوٹے میں سے 40 ہزار خاندانوں کے لئے راشن بنوں بھوایا ہے، ہر پیکج 110 کلو کا ہے، یہ تقریبا 4 ہزار 500 ٹن راشن بنتا ہے۔ متحدہ عرب امارات کے سفارت خانے کی جانب سے شمالی وزیرستان کے متاثرین کے لئے 50 ہزار پیکیجز فراہم کئے گئے ہیں، ہر پیکج 65 کلو کا ہے جو تقریبا 3 ہزار 300 ٹن بنتا ہے۔ پاک فوج شمالی وزیرستان کے متاثرین میں کو جو راشن تقسیم کر رہی ہے اس کا وزن تقریبا 8 ہزار ٹن بنتا ہے، 3 ہزار ٹن سے زائد آرمی تقسیم کر چکی ہے، اس کے علاوہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت بھی آج تک تقریبا 14 سو ٹن راشن تقسیم ہو چکا ہے، اس طرح اب تک تقریبا 4 ہزار 500 ٹن راشن متاثرین شمالی وزیرستان میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اس قسم کی غلط فہمیاں بھی پائی جاتی ہیں کہ کچھ جگہوں پر راشن تقسیم نہیں کیا گیا لیکن یہ سراسر غلط ہیں، اب تک آرمی کی جانب سے 31 ہزار 279 خاندانوں کو راشن تقسیم کیا جا چکا ہے، 15 ہزار خاندان ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت راشن لے چکی ہیں۔ اس طرح تقریبا 45 ہزار خاندانوں میں راشن تقسیم ہو چکا ہے۔ اب تک جو راشن تقسیم کیا جا چکا ہے اس میں سے 70 فیصد آرمی نے خود تقسیم کیا ہے اور تقریبا 30 فیصد ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ آرمی نے 25 جون سے راشن تقسیم کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا گزشتہ 9 روز میں ہر روز 5 ہزار خاندانوں نے آرمی سے راشن تقسیم کئے۔ بکہ خیل میں شمالی وزیرستان کے متاثرین کے لئے ایک ڈی پی کیمپ قائم کیا گیا ہے جس میں 5 ہزار سے زائد خاندانوں کے لئے

ٹینٹس اور کھانے کی سہولت موجود ہے، تمام خیموں میں پنکھے اور کچھ میں روم کولرز بھی دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈی پی کیمپ میں خواتین اور مردوں کے لئے الگ الگ ریسٹ ایریا بھی بنائے گئے ہیں، عارضی طور پر مسجد بھی قائم کر دی گئی ہے جہاں نماز اور تراویح ادا کی جارہی ہے۔ موبائل میڈیکل سینٹر موجود ہیں جہاں متاثرین کو 24 گھنٹے میڈیکل کی سہولت فراہم کی جارہی ہے۔ ڈی پی کیمپ میں خواتین کے لئے ووکیشنل ٹریننگ سنٹر اور مردوں کے لئے ٹیکنیکل اسکلز ٹریننگ سنٹر بھی قائم کئے جائیں گے، بچوں کے لئے اسکول، پارکس، جھولے اور اسپورٹس کا سامان بھی رکھا جائے گا جب کہ متاثرین کے جانوروں کے لئے چارے کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ پاک فوج نے کہا ہے کہ میران شاہ کا 80 فیصد علاقہ دہشتگردوں سے پاک کرا لیا گیا ہے۔ آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل میجر جنرل عاصم سلیم باجوہ اور ضرب عضب آپریشن کے کمانڈر میجر جنرل ظفر اللہ خان نے بتایا کہ میران شاہ میں القاعدہ بھی موجود تھی۔ دہشتگردوں کی سو پناہ گاہیں تباہ کر دی گئی ہیں جبکہ اس آپریشن کے دوران چار سو دہشتگرد مارے گئے اور ایک سو تیس زخمی ہوئے ہیں اور ابھی تک کوئی عام شہری نہیں مارا گیا۔ آپریشن ضرب عضب کے دوران دہشتگردوں کا مرکزی کمانڈ اینڈ کنٹرول تباہ ہو گیا ہے۔ آپریشن کے دوران بارودی سرنگیں بنانے والی گیارہ فیکٹریاں تباہ کر دی گئیں ہیں اور علاقے سے ٹن بارودی مواد بھی برآمد کیا گیا ہے۔ لال مسجد کے مولانا غازی عبدالعزیز کی 23 وصیت بھی وہاں سے

ملی ہے جو دہشتگردوں کی تربیت میں استعمال کی جاتی تھی ضرب عضب آپریشن کے کمانڈر نے بتایا کہ شمالی وزیرستان دہشتگردوں کی تربیت، لاجسٹک اور کمیونیکیشن کا اصل گڑھ تھا۔ ڈی جی آئی ایس پی آر نے کہا کہ بلا امتیاز تمام دہشتگردوں کا خاتمہ کیا جائیگا آئی ایس پی آر نے افغان حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے علاقے میں دہشتگردوں کے فرار کو روکنے کے لیے اقدامات کرے۔ آپریشن میں سول آبادی کو نشانہ نہیں بنایا گیا۔ آپریشن میں متعدد مقامی اور غیر ملکی مشتبہ شدت پسند ہلاک ہو چکے ہیں۔ پاک فوج کی حکمت عملی کی بدولت شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے ٹھکانوں سے ملک بھر میں موجود ٹھکانوں کی معلومات ملی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہتھیار ڈالنے والے دہشتگردوں سے تفتیش سے بھی اس ضمن میں مدد ملی ہے۔ آئی ڈی پیز کی آڑ میں شدت پسندوں کے فرار کی کوششیں بھی قبائلی جرگے کے تعاون سے ناکام بنادی گئی ہیں اور اس دوران متعدد دہشتگرد گرفتار کرلئے گئے ہیں، ان سے ملنے والی معلومات کی بنیاد پر حالیہ دنوں میں کراچی، بلوچستان اور جنوبی پنجاب میں کئی دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ تین ہفتوں سے جاری آپریشن میں انتہا پسندوں کے زیر کنٹرول علاقے سے بھاری مقدار میں خطرناک جدید ہتھیار، بارودی مواد سے بھری فیکٹریاں اور ٹینک شکن بارودی سرنگیں بھی برآمد کی گئی ہیں۔

اسرائیلی درندگی کی انتہا و فلسطینیوں کی بے بسی

صیہونی حکومت نے نہتے فلسطینیوں پر زندگی تنگ کر دی، سفاکیت و بربریت کا کھیل جاری ہے، صیہونی فضائیہ کی شدید بمباری سے شہادتوں کی تعداد ایک سو پچاس ہو گئی۔ جب کہ 700 سے زائد افراد زخمی ہو چکے ہیں، اقوام متحدہ نے ایک بار پھر فریقین سے فوری جنگ بندی کی اپیل کی ہے۔ صیہونی وزیر اعظم نیتن یاہو کا کہنا ہے عالمی دباؤ کے باوجود حملے جاری رہیں گے، صیہونی حکومت گذشتہ کئی روز سے اپنی فضائیہ اور بحریہ کی مدد سے نہتے فلسطینیوں پر مسلسل بمباری اور بربریت میں مصروف ہے۔ گھر گھر سے شہداء کے جنازے اٹھ رہے ہیں۔ غزہ میں ہر جگہ دھویں، آگ اور راکھ کے بادل اڑتے نظر آ رہے ہیں۔ صیہونی فضائیہ جنگی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شہری آبادیوں کو نشانہ بنا رہی ہے۔ بمباری سے سینکڑوں گھر ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکے ہیں، عورتیں، بچے، بوڑھے کھلے آسمان تلے رات گزارنے پر مجبور ہیں۔ اتنی تباہی مچانے کے بعد بھی صیہونی وزیر اعظم کو چین نہیں آیا، ان کا کہنا ہے عالمی دباؤ کے باوجود وہ حملے جاری رکھیں گے۔ اسرائیلی فوج کے مطابق اب تک ایسے ایک ہزار 100 اہداف کو نشانہ بنایا جا چکا ہے، جہاں سے اسرائیل پر راکٹ حملے کیے جا رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ہر پانچ منٹ بعد اسرائیلی طیارے غزہ میں جنگجوں کے ٹھکانوں پر حملے کر رہے ہیں۔ فلسطینی صدر

محمود عباس نے اسرائیلی بمباری کو فلسطینیوں کی نسل کشی قرار دیتے ہوئے عالمی برادری سے اسے روکنے اور تعاون کی اپیل کی ہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ایک بار پھر فریقین سے فوری جنگ بندی کی اپیل کی ہے۔ 15 رکنی سلامتی کونسل کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ اسرائیلی حملوں میں عام شہریوں کو اموات پر انہیں سخت تشویش ہے۔ اس لیے اسرائیل اور فلسطین سے اپل کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر جنگ بند کردیں اور 2012 کے جنگ بندی کے معاہدے کو بحال کریں۔ فضائی حملوں کے بعد بھی اسرائیل کی دہشت گردی ختم نہیں ہوئی اور اب زمینی کارروائی کیلئے سرحد پر ٹینک پہنچا دیئے گئے ہیں۔ اسرائیلی درندگی کے خلاف دنیا بھر میں احتجاج جاری ہے۔ امریکہ، بولیویا اور مصر میں ہونیوالے مظاہروں میں اسرائیلی پرچم نذر آتش کیا گیا۔ مظلوم فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی کیلئے بولیویا کے شہر لاپاز میں شہری سڑکوں پر نکل آئے۔ مصر کے صدر السیسی نے بھی غزہ میں لڑائی سے مزید شہریوں کی ہلاکتوں کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ آسٹریلیا نے اپنے تمام شہریوں کو اسرائیل اور غزہ کی پٹی سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ ترکی کے صدر عبداللہ گل نے غزہ پر فوری طور پر حملے بند کئے جانے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ غزہ کیخلاف زمینی فوجی کاروائی، کئے جانے سے انسانی المیہ رونما ہوسکتا ہے۔ جماعۃالدعوۃ پاکستان سمیت مختلف مذہبی جماعتوں کے قائدین اور جید علماء کرام نے اسرائیل کی فلسطین پر بمباری اور نہتے فلسطینیوں کے قتل عام کے خلاف خطبات جمعہ میں

شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اسے بدترین اسرائیلی دہشت گردی کی سخت مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ اسرائیل امریکہ کے اشاروں پر نہتے فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ او آئی سی، عرب لیگ و دیگر مسلمان ملکوں کے ادارے و حکمران کھل کر مظلوم فلسطینیوں کا ساتھ دیں۔ قبلہ اول بیت المقدس اور مظلوم فلسطینیوں کو یہودیوں کے تسلط سے آزاد کروانا مسلمانوں کا دینی، شرعی و اخلاقی فریضہ ہے۔ پاکستان، سعودی عرب و دیگر مسلم ممالک فلسطینی مسلمانوں کی زندگیاں بچانے کے لئے تمام تر کوششیں اور وسائل بروئے کار لائیں۔ امریکہ و یورپ اسرائیل کی پشت پناہی کرکے صرف مشرق وسطیٰ ہی نہیں پوری دنیا کے امن کو شدید خطرات سے دوچار کر رہے ہیں۔ پاکستان میں فلسطینی سفیر ولید ابو علی نے کہا ہے کہ پاکستان کی دوستی اور حمایت پر فخر ہے۔ نواز شریف واحد لیڈر ہیں جنہوں نے اسرائیلی جارحیت کی مذمت کی۔ پاکستانی عوام ہمارے دکھ کو محسوس کرتی ہے۔ افسوس فلسطینیوں کیخلاف مظالم پر عالمی برادری خاموش ہے۔ افسوس ہے فلسطین کا مسئلہ عرب دنیا کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ڈیڑھ ارب مسلمان آواز اٹھانے کی بجائے فٹبال ورلڈ کپ دیکھنے میں مصروف ہیں۔ صرف پاکستانی حکومت اور عوام فلسطین کے حق میں آواز اٹھا رہے ہیں۔ مسلم دنیا متحد ہو کر سلامتی کونسل کے ذریعے مسئلہ کے حل کیلئے دباؤ بڑھائے۔ فلسطین فاونڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام اسلام آباد میں غزہ کی صورتحال پر ہونے والی کل جماعتی کانفرنس میں متفقہ طور پر منظور کی گئیں قرار دادوں میں اسرائیلی

جارحیت کی بھرپور انداز میں مذمت کی گئی اور قراردادوں میں کہا گیا کہ غزہ یا مغربی کنارے کا مسئلہ نہیں بلکہ اصل مسئلہ فلسطین پر ایک نسل پرست دہشت گرد صہیونی ریاست کا ناجائز تسلط اور غاصبانہ قبضہ ہے، اسرائیل مسئلہ فلسطین کی جڑ ہے اور اس فاسد جڑ کو اکھاڑے بغیر فلسطین کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ کل جماعتی کانفرنس نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ دنیا بھر میں پناہ گزینوں کی زندگی گذارنے والے فلسطینیوں کو ان کے اصل وطن فلسطین میں فوری طور پر واپس لاکر آباد کیا جائے، اقوام متحدہ، یورپی یونین، امریکا، عرب لیگ اور او آئی سی فلسطینیوں کی مدد نہ کرنے پر دنیا کے عوام سے معافی مانگیں اور یہ یقین دلائیں کہ فوری عملی اقدامات کے ذریعے ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو سخت سزا دیں گے اور فلسطینیوں کے ناقابل تنسیخ حقوق ان کو لوٹائیں گے۔ پاکستان کے عوام سے اپیل کی گئی کہ عالمی یوم القدس میں بھرپور شرکت کی جائے اور فلسطین فاؤنڈیشن کے دیگر اجتماعات میں بھی بھرپور شرکت کرکے فلسطینیوں سے یکجہتی کا اظہار کیا جائے۔ اس کے علاوہ صیہونی اقتصادی کمپنیوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ او آئی سی تنظیم کے وہ ارکان جنہوں نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہوا ہے وہ اپنے ذاتی تعلقات فوراً منقطع کریں اور اپنے سفرا کو واپس بلائیں۔ مسلم حکمرانوں کی بے حسی اور فلسطینی مسلمانوں کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اسرائیل ان کے خلاف جب چاہتا ہے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے، اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، مہذب یورپ، طاقتور عالمی اجارہ

دار امریکہ سمیت اس کے غیر اعلانیہ معاون ہیں، مسلم حکمرانوں کے برخلاف اسرائیل کے مربی و آقا امریکہ و یورپ دھڑلے سے اسرائیل کی حمایت کر رہے ہیں۔ جبکہ اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو نے بڑی دھٹائی سے تمام بین الاقوامی دباو کو مسترد کرتے ہوئے کیا ہے کہ وہ جتنا عرصہ ضروری سمجھیں گے غزہ پر فضائی اور زمینی حملے جاری رکھیں گے۔ اس کے معنی ہیں کہ اسرائیل نے دنیا کے ہر اخلاقی ضابطے کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا ہے، اگر کسی میں طاقت ہے تو اسے روک کر دکھائے۔

درحقیقت امریکہ اسرائیل کا سرپرست ہے اور غزہ پر جاری صیہونی جارحیت میں امریکہ براہ راست ملوث ہے، جب تک پورا فلسطین آزاد نہیں ہوجاتا، پاکستانی قوم اس ظلم کی مذمت کرتی رہے گی اور ہم عالم اسلام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اتحاد سے اسرائیل کو سبق سکھائیں۔ پوری پاکستانی قوم مظلوم فلسطین کے ساتھ ہے، اسرائیلی فوج فوج کی جانب سے غزہ کی سویلین آبادی پر مسلسل وحشیانہ بمباری سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں کی آئندہ نسلوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے۔ اسرائیلی بمباری نے اسکول، اسپتال، رہائشی عمارتیں، سرکاری دفتری عمارتیں و مساجد کو بھی شیدی نقصان پہنچا کر غزہ کو ایک ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل کردیا ہے۔ ساٹھ سالوں میں ایک لاکھ سے زائد فلسطینی اسرائیلی فوج کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر چکے ہیں، اور تقریباً دو لاکھ فلسطینیوں کے مکانات کو مسمار کردیا گیا۔ آج گریٹر اسرائیل کے ناپاک منصوبے پر عمل درآمد کے لئے مسلم ممالک کو دہشت

گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے امت مسلمہ متحد ہو کر فلسطین کی جد وجہد آزادی کے لئے متحد ہو جائے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ صیہونی حکومت کی سفاکیت میں اضافہ، غزہ کو آگ اور خون میں نہلا دیا، غزہ پر صیہونی حکومت کے میزائل حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ چھ روز میں اب تک گیارہ سو سے زائد مقامات کو نشانا بنایا جا چکا ہے۔ صیہونی حکومت کے مہلک میزائلوں نے غزہ میں ہر طرف تباہی پھیلا دی، سینکڑوں گھر کھنڈر بن گئے، عمارتیں تباہ ہو گئیں، اسپتال زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں، نوجوان، بوڑھے، خواتین یہاں تک کے معصوم بچے بھی محفوظ نہیں۔ دن رات انسانی حقوق کا راگ الاپنے والوں نے بھی چپ سادھ لی، انہیں نہ غزہ کی سڑکوں پر بہتا خون نظر آتا ہے نہ ہی بے بس فلسطینوں کی آہیں اور سسکیاں سنائی دیتی ہیں، عالمی برادری جنگ بندی کرانے کی کوششوں کیلئے تو تیار ہے لیکن اسرائیلی درندگی روکنے کی ہمت کسی میں نہیں۔

لانگ مارچ کی سیاست اور وزیرستان متاثرین

تحریک انصاف کی جانب سے 14 اگست کو ڈی چوک تک لانگ مارچ کے اعلان کے بعد حکومت نے بھی اسے روکنے کی بھرپور منصوبہ بندی کر لی ہے۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید کہتے ہیں کہ 14 اگست کی مرکزی تقریب ڈی چوک میں ہو گی ،عمران خان یوم آزادی پر یوم بربادی کا تصور نہ دیں، پاکستان اپنی سلامتی کی جنگ لڑ رہا ہے، وہ اپنا جھنڈا نیچا رکھیں، سڑکوں پر یلغار کی سیاست ملک کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے اور دہشت گردوں کے لیے مددگار ہو سکتی ہے۔ وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق کہتے ہیں کہ میں عمران خان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ یوم آزادی کو یوم احتجاج میں تبدیل اور قوم کو تقسیم کرنیکی کوشش نہ کریں، ملک حالت جنگ میں ہے اس روز کسی جماعت کا نہیں بلکہ سبز ہلالی پرچم لہرانا چاہئے۔ میرا یا عمران خان کا یوم پیدائش تو تبدیل ہو سکتا ہے مگر اس ملک کا یوم آزادی اور دارالحکومت تبدیل نہیں ہو سکتا، ویسے عمران مارچ کرنا چاہئیں تو انہیں آزادی ہے مگر اس کا حتمی فیصلہ وزارت داخلہ نے کرنا ہے ، یہ وقت سیاسی قیادتوں کے آپس میں لڑنے کا نہیں بلکہ قوم کے محافظوں کی پشتی بانی کا ہے جو شمالی وزیرستان میں پاکستان کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں حکومت حسب سابق یوم آزادی شایان شان طریقے سے منائے گی جس کی اصل تقریب اسلام آباد میں ہو گی جس میں عمران خان

سمیت تمام سیاسی رہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی جائیگی۔ تحریک انصاف کے وائس چیئرمین شاہ محمود قریشی نے کہا ہے کہ تحریک انصاف کے کارکن آزادی مارچ میں شرکت کے لئے تمام حائل رکاوٹیں عبور کرکے اسلام آباد ضرور پہنچیں گے، 14 اگست کو آزادی مارچ پر امن ہوگا، اگر حکومت نے رکاوٹیں کھڑی نہ کیں تو پھر تصادم کا کوئی خدشہ نہیں۔ آزادی مارچ میں شرکت کے لئے تمام سیاسی جماعتوں کو دعوت دی اور جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے سیاسی جماعتوں سے رابطے بھی کئے جارہے ہیں۔ تحریک انصاف کے ماضی میں ہونے والے جلسے پر امن تھے اب 14 اگست کا مارچ بھی پر امن ہوگا۔ حکومت مخالف لانگ مارچ کے معاملے پر صورت حال میں تناؤ اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی سڑکوں پر سیاسی تصادم کا خدشہ بڑھ رہا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف نے قدم پیچھے ہٹھانے سے انکار کر دیا ہے لانگ مارچ کے اعلان پر بدستور ڈٹے ہوئے ہیں۔ وفاقی حکومت نے بھی انتظامات شروع کر دیئے ہیں پاکستان تحریک انصاف کے لانگ مارچ کے لئے 13 اگست سے پنجاب اور خیبر پختونخوا سے بڑے بڑے قافلے راولپنڈی اسلام آباد میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے ضلعی تنظیموں کو اس بارے میں متحرک کر دیا گیا ہے۔ واقفان حال کا کہنا ہے کہ صورت حال معمول کے مطابق نہیں ہے اسلام آباد میں سیاسی تصادم کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف کو اگست کے آزادی مارچ کو محدود کرنے کے لئے قائل کرنے کی کوشش کی جارہی 14 ہے۔ تحریک انصاف تاحال اعلان پر ڈٹی ہوئی ہے۔ لانگ مارچ کے لئے پاکستان تحریک انصاف آئندہ

ہفتے رابطہ عوام مہم تیز کر دے گی۔ 10 لاکھ لوگوں کو اسلام آباد میں جمع کرنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں پارٹی کے ضلعی عہدیداروں کو اس بارے میں ہدایات جاری کر دی گئیں ہیں اعلان کے حوالے سے قدم پیچھے نہ ہٹھانے اور ہر صورت ملین مارچ کرنے کے حوالے سے پارٹی کے سینئر وائس چیئرمین شاہ محمود قریشی بھی گزشتہ روز بیان دے چکے ہیں اسلام آباد کی جانب لانگ مارچ ضرور ہو گا۔ حکومت اور اپوزیشن کی بڑی جماعت کے درمیان اس کشمکش کے نتیجہ میں اسلام آباد کی سڑکوں پر سیاسی تصادم اور سیاسی تناؤ کے شدت اختیار کرنے کا خدشہ بڑھ رہا ہے۔ حکومت مخالف ممکنہ وسیع تر سیاسی اتحاد کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ بھاگ دوڑ سود مند ثابت نہ ہوئیں سب اپنے اپنے ایجنڈے کے تحت تنہا پرواز کر رہے ہیں۔ حکومت کے خلاف وسیع تر سیاسی اتحاد کے لئے سرگرم مایوس ہو گئے۔ ایک بار پھر یہ عناصر تنہا رہ گئے ہیں۔ گرینڈ الائنس کے لئے ماضی میں حکمران اتحاد میں شامل بڑی جماعتوں کے بھی اپنے سابقہ حلیفوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا کوئی بڑی جماعت حکومت کو گرانے یا کمزور کرنے کی ’’ مہم ‘‘ کا حصہ نہیں بنے گی۔ اس اپوزیشن جماعتوں کے ممکنہ گرینڈ الائنس کی کوششوں کے غبارے سے ہوا نکل گئی ہے۔ کسی بڑی جماعت کو اس اتحاد کے لئے قائل نہیں کیا جا سکا۔ اہم جماعتوں نے واضح کر دیا ہے کہ ملک و قوم کو درپیش چیلنجز کے پیش نظر موجودہ جمہوری سیٹ اپ کو کمزور کرنا پارلیمانی سیاسی نظام کو دھچکا پہنچانے کے مترادف ہو گا۔اہم جماعتوں نے وسیع تر اتحاد کی

تشکیل سے انکار کر دیا ہے۔ وسیع تر اتحاد کی کوششوں کرنے والے تنہا رہ گئے ہیں۔ ماضی میں وہ جس حکومت کے اتحادی رہے تھے آپس میں شامل بڑی جماعتوں نے بھی ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حکومت مخالف وسیع تر اتحاد کی کوششوں کرنے والوں سے بعض جماعتوں کے رہنما حکومت کو دباؤ اور خوفزدہ رکھنے کے لئے ملاقاتیں کر رہے ہیں تاہم انہوں نے اپنے ان دوستوں سے حکومت کے خلاف کسی وسیع تر اتحاد کا حصہ بننے سے معذرت کر لی ہے۔ پاکستان تحریک انصاف بھی خود کو انتخابی دھاندلی کی تحقیقات کے مطالبے اور اس مقصد کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالنے تک محدود رکھے گی۔ ملک کی تینوں بڑی جماعتوں کے اہم رہنماؤں کے 14 اگست کے لانگ مارچ پر تند و تیز بیانات اور پرویز مشرف کے مواخذے کے معاملے پر کھڑا ہونے والے نئے تنازعے سے شمالی وزیرستان ایجنسی میں جاری آپریشن ضرب عضب کے باعث 9 لاکھ سے زائد نقل مکانی کرنے والے بے گھر افرعاد کی آواز دب کر رہ گئی انسانی المیے کے خدشہ بڑھ گیا۔ بڑی جماعتوں کی نظروں سے بے گھر افراد کے مسائل و مشکلات اوجھل ہونے لگے۔ کیمپوں اور ہسپتالوں میں موجود بے گھر افراد کے مسائل بڑھنے لگے۔ ممکنہ انسانی المیہ سے بڑی جماعتوں کی توجہ اسلام آباد کے لانگ مارچ اور پرویز مشرف کے مواخذے کے معاملے کی وجہ سے ہٹ گئی ہے بڑی جماعتوں کے رہنما ان معاملات پر بیان بیازی کے لئے مورچہ زن ہو گئے۔ رمضان المبارک اور گرمی کے اس شدید موسم میں ان جماعتوں کی جانب سے شمالی وزیرستان ایجنسی کے بہنوں اور بھائیوں کی

امداد سے توجہ ہٹھ رہی ہے۔ اطلاعات کے مطابق متاثرین کی حالت زار انتہائی خراب ہے۔ شمالی وزیرستان سے 4 اور 5 دن کی مسافت کے بعد پیدل بنوں پہنچے۔ سارے متاثرہ خاندان بالخصوص خواتین اور بچون کی صحت تاحال بحال نہیں ہو سکی ان کی صحت تسلی بخش نہیں ہے۔ نقل مکانی کرنے والوں میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد بچے شامل ہیں اسی طرح بے گھر افراد میں خواتین کی بھی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔ لانگ مارچ اگست کو ڈی چوک میں سرکاری تقریب اور اب پرویز مشرف کے مواخذے کے 14 معاملے پر کھڑے ہونے والے نئے تنازعے پر حکومتی زعما پاکستان مسلم لیگ (ن) ، پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کے تیز و تند بیانات سے متاثرین شمالی وزیرستان ایجنسی کے مسائل نظر انداز ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ان جماعتوں کی جانب سے تاحال اپنی جماعتوں کی سطح پر بھی امدادی سرگرمیاں شروع نہیں کی جا سکی ہیں۔ متاثرین کے حالات انتہائی خراب ہیں۔ مشکلات بڑھ رہی ہیں جب کہ اس اہم نازک موقع پر بڑی جماعتیں غیر ضروری ایشوز میں الجھ کر رہ گئیں ہیں اور الفاظ کی جنگ سے ایک دوسرے کو زیر کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

لوڈشیڈنگ، راجہ کے بعد خواجہ کی معافی

اسلامی سال کا مبارک ترین مہینہ رمضان المبارک نصف گزر چکا ہے، شیاطین تو قید لیکن لوڈشیڈنگ کا جن بے قابو ہے۔ شدید ترین گرمی میں کہیں اٹھارہ گھنٹے بجلی غائب کہیں بیس گھنٹے کی لوڈشیڈنگ اور کہیں بجلی آئی اور گئی پھر کب آئے گی کوئی پتہ نہیں۔ صورتحال نے شہریوں کو ذہنی مریض بنا کر رکھ دیا ہے۔ لاہور میں ہر گھنٹے کے بعد ایک گھنٹے کی لوڈشیڈنگ نے شہریوں کو عذاب سے دوچار کر رکھا ہے۔ بجلی کا شارٹ فال 7 ہزار 600 میگاواٹ تک پہنچنے سے لوڈشیڈنگ کے دورانیے میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ رمضان المبارک کے آغاز سے قبل وزارت خزانہ نے بجلی کی لوڈ شیڈنگ میں کمی کے لئے وزارت پانی و بجلی کو 40 ارب روپے جاری کئے تھے مگر لوڈ شیڈنگ میں کمی نہ آ سکی، ملک بھر میں رمضان المبارک میں سحر و افطار اور تراویح پر بھی بجلی غائب رہنا معمول بن گیا۔ طویل لوڈشیڈنگ کے ستائے شہری سڑکوں پر احتجاج کرنے پر مجبور ہو گئے بجلی بحران حل کرنے کے دعویدار کہیں دکھائی نہیں دے رہے۔ بجلی کی دہائی پورے ملک میں سنائی دے رہی ہے۔ بجلی کی طویل غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کا وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے بھی نوٹس لے لیا، وزارت پانی و بجلی سے فوری رپورٹ طلب کر لی گئی۔ طویل اعلانیہ اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ پر وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے

ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے وزارت پانی و بجلی سے لوڈشیڈنگ کا شیڈول طلب کر لیا ہے اور سسٹم خرابی کی وجہ سے بجلی کی غیر اعلانیہ بندش میں اصل وجوہات پیش کرنے کا حکم بھی دیا ہے جبکہ سسٹم اپ گریڈیشن کا جامع پلان تیار کرنے کی بھی ہدایت کی ہے۔ وزیراعظم کا کہنا ہے کہ اس رمضان المبارک میں عوام کو ریلیف دینے کے بجائے مشکلات سے دوچار کرنے والے حالات کا فوری تدارک کیا جائے۔اس وقت بجلی کی طلب 22 ہزار جبکہ پیداوار 14 ہزار 400 میگاواٹ ہے۔ ٹرانسمیشن سسٹم 15 ہزار تک بجلی کی پیداوار برداشت نہیں کر سکتا۔ پیداوار کی کمی کے باعث بڑے بریک ڈاؤن کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ شہروں میں 14 گھنٹے جبکہ دیہات میں 18 گھنٹے تک لوڈشیڈنگ کی جا رہی ہے۔ شدید گرمی میں بدترین لوڈشیڈنگ نے روزہ داروں کے ہوش اڑا دیئے ہیں۔ سحر و افطار کے اوقات میں لوڈشیڈنگ نہ کرنے کے حکومتی دعوے دھرے رہ گئے ہیں۔ ملک کے بیشتر علاقوں بالخصوص خیبر پختونخوا میں کئی کئی گھنٹے تک غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ نے شہریوں کا جینا عذاب بنا دیا ہے۔ جن علاقوں میں ٹرانسفارمرز ٹھیک کام کر رہے ہیں وہاں سسٹم بچانے کے نام پر طویل لوڈشیڈنگ کی جا رہی ہے۔ مختلف شہروں میں بجلی کی طویل بندش کے باعث پانی کی فراہمی بھی سنگین مسئلہ بن گیا ہے۔ ملک بھر میں بجلی کی پیداوار میں کمی کے باعث بڑے بریک ڈاؤن کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ لاہور کے شہریوں نے وزیراعظم نواز شریف کے سامنے احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لاہور میں ہر گھنٹے کے بعد ایک گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کی گئی

بار بار لوڈ شیڈنگ کے باعث اکثر علاقوں میں پانی کی بھی قلت ہو جاتی ہے۔ انرجی مینجمنٹ سیل کی جانب سے گزشتہ روز بھی لوڈ شیڈنگ کے دورانیہ کے مقابلہ میں کم شارٹ فال کا ڈیٹا جاری کیا گیا۔ حکومتی اعلانات کے باوجود غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ لیسکو کی اعلیٰ انتظامیہ کی عدم توجہ سے گزشتہ مالی سال میں سسٹم کو بہتر بنانے کے لئے معمولی صلاحیت کے تقریباً 100 ٹرانسفارمرز کو شامل کیا گیا۔ سسٹم کو اپ گریڈ نہ کرنے اور ضرورت سے انتہائی کم ٹرانسفارمرز نظام میں شامل کرنے کی وجہ سے لیسکو کے 25 سے زائد گرڈ سٹیشن اوور لوڈ ہو چکے ہیں۔ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سسٹم اس قدر اوور لوڈڈ ہو چکا ہے جس کے بعد لیسکو کا بجلی کا ترسیلی نظام کسی بھی وقت بیٹھ سکتا ہے اور لاہور شہر کو بجلی کی فراہمی کئی روز تک معطل ہو سکتی ہے۔ لاہور شہر میں لیسکو کی فرسٹ سرکل، سیکنڈ سرکل، تھرڈ سرکل اور پانچویں سرکل
اور اس سے زائد صلاحیت کے 2650 ٹرانسفارمرز خراب ہو چکے 50,100,200 ہیں اور متاثرہ علاقوں میں ٹرانسفارمرز خراب ہی پڑے ہوئے ہیں۔ لیسکو سٹورز میں ٹرانسفارمرز کثیر تعداد میں موجود ہیں مگر صارفین کو جان بوجھ کر اذیت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اس صورتحال کے بعد لاہور میں بعض علاقے اس طرح کے ہیں جہاں دو سے تین دن تک بجلی مسلسل بند رہتی ہے۔ پیک آوور میں بجلی کی ڈیمانڈ 22 ہزار میگا واٹ تک پہنچ چکی ہے جبکہ اسی دوران سپلائی 14 سے 15 ہزار میگا واٹ ہو رہی ہے،
ٹرانسمیشن لائن 15 ہزار میگاواٹ سے زیادہ سپلائی برداشت نہیں

کر پا رہی ہے، جس کی تصدیق متعدد بار پانی و بجلی کے وزراء کر چکے ہیں جبکہ وزیر اطلاعات نے ایک بار تصدیق کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہماری ٹرانسمیشن لائن 13 ہزار میگاواٹ سے زائد کا بوجھ برداشت ہی نہیں کر سکتی۔ 15 ارب روپے سے ایک منصوبہ الیکٹرک سٹی ایفیشنسی اور سسٹین ایبل کے نام سے شروع کیا گیا تھا جس میں ٹرانسمیشن سسٹم کو تبدیل کرنا تھا۔ مذکورہ ٹرانسمیشن سسٹم کو کاغذات کی حد تک تو تبدیل کر دیا گیا ہے تاہم زمینی حقائق قطعی مختلف ہیں، جس سے روزانہ کی بنیاد پر خطرناک بریک ڈاؤن کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ 25 ہزار کے وی کی ہائی ٹینشن ٹرانسمیشن لائن چوک ہو چکی ہے۔ وزیراعظم کے نوٹس لینے کے بعد وفاقی وزیر پانی و بجلی خواجہ آصف میدان میں آئے اور معافی مانگتے ہوئے کہا کہ بجلی کا کام اللہ کی مدد سے ہی چل رہا ہے، اُمید ہے اگلے تین روز میں اللہ کی مدد آئے گی تو حالات بہتر ہوں گے۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ اگر موسم اسی طرح گرم اور خشک رہا تو ہمیں اس قسم کی صورت حال کا مزید سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس کے لئے عوام سے معذرت خواہ ہیں۔ اللہ کی رحمت ہو گی تو لوڈشیڈنگ کی صورتحال بہتر ہو گی۔ ان کا کہنا تھا ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اگلے 3 سے 4 برس کے دوران 6 سے 7 ہزار میگاواٹ اضافی بجلی سسٹم میں شامل کی جائے۔ موسم شدید گرم ہونے کی وجہ سے 9 پاور پلانٹس حب کو ٹو اینڈ تھری، اورینٹ کمپلیکس، لبرٹی کمپلکس، دبیر خواڑ، الائی خواڑ، ہالمور جی ٹی ٹو، اے جی ایل یونٹ ون، ٹو اور تھین، نوشاد پاور بند ہونے جانے کہ وجہ سے 1300 میگاواٹ بجلی کی

پیداوار کم ہوئی۔ سسٹم بیٹھنے کا خدشہ تھا۔ جبری لوڈشیڈنگ اسلام آباد سے کرنی پڑی۔ خواجہ آصف نے بجلی بحران کے حل کی ذمہ داری قدرت پر ڈالتے ہوئے صحافیوں سے فرمائش کر دی کہ وہ نماز استقا پڑھیں۔ کہتے ہیں بارش کے بعد موسم میں بہتری آئے گی اور حالات قابو میں آ جائیں گے۔ وفاقی وزیر پانی و بجلی نے رمضان المبارک کے دوران بدترین لوڈ شیڈنگ پر عوام سے معذرت تو کی لیکن یہ شکایت بھی کر ڈالی کہ عوام بجلی بہت خرچ کرتے ہیں۔ کراچی سے پشاور تک بجلی کا اصراف اور ضیاع ہو رہا ہے۔ پاکستانی قوم بجلی ایسے خرچ کر رہی ہے جیسے ہمارے پاس بے انتہا بجلی ہو۔ خواجہ آصف نے یہ انکشاف بھی کیا کہ نندی پور سے بجلی ڈیزل سے پیدا ہوتی ہے جو بہت مہنگی پڑتی ہے۔ اسے ٹریٹڈ فرنس آئل سے چلایا جا سکتا ہے جس کی حکومت کے پاس سہولت نہیں ہے۔ وزیراعظم کے نوٹس اور خواجہ آصف کی معافی کے بعد عوام کو بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ جس طرح انہیں بجلی ملتی ہے اسی طرح بل بھی جمع کروائیں کیونکہ بجلی تو ہوتی نہیں لیکن بل ڈبل آتے ہیں، پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں تو مسلم لیگ (ن) کے رہنماؤں نے دعوے کئے تھے کہ ہم چھ ماہ میں لوڈشیڈنگ ختم کر دیں گے مگر اب تو انکی حکومت کو ایک سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا، لوڈشیڈنگ کم ہونے کی بجائے بڑھی ہے بلکہ رمضان المبارک جو عبادات کا مہینہ ہے اس میں تو حد ہی ہو گئی ہے۔ اب خواجہ آصف کی معافی کے بعد دیکھتے ہیں کہ قوم قبول کرتی ہے یا نہیں؟

بی جے پی کے مسلم ہمدردی کے دعوے بے نقاب

بھارت میں بی جے پی کی مودی سرکار نے اپنے پہلے بجٹ میں مسلمانوں کے مدرسوں کی جدید کاری کے نام پر ایک سو کروڑ روپے جبکہ ریاست گجرات میں سردار ولبھ پٹیل کی مورتی نصب کرنے کیلئے دو سو کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا ہے جس سے مسلمانوں سے ہمدردی کے تمامتر دعوے بے نقاب ہو گئے ہیں۔ گجرات حکومت نے دعویٰ کیا ہے کہ مورتی بنانے میں پچیس کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ مودی سرکار کے اس فیصلہ پر مسلمانوں پر مایوسی پائی جاتی ہے۔ بھارت کی مرکزی حکومت کی جانب سے اس مورتی کیلئے پہلی بار فنڈ کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایسا بھارتی وزیر اعظم مودی کی خواہش سے کیا گیا ہے۔ آج سے تین سال قبل جب اترپردیش میں اس وقت کی وزیر اعلیٰ مایاوتی جب نوئیڈا میں بنے دلت یادگار کا افتتاح کرنے پہنچی تھیں تو بی جے پی نے اسے پیسے کا ضیاع قرار دیا تھا لیکن اب ولبھ بھائی پٹیل کی مورتی بنوانے کیلئے دو سو ارب روپے خرچ کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے جس پر سخت تنقید کی جارہی ہے۔ بھارتی ہندو انتہا پسند تنظیموں کو امریکہ سے بڑے پیمانے پر ڈالرز ملنے کا سنسنی خیز انکشاف ہوا ہے جنہیں استعمال میں لاتے ہوئے یہ تنظیمیں پچھلی چند دہائیوں سے بھارت کو خالصتا ایک ہندو ملک بنانے کی زبردست مہم چلارہی ہیں اور مسلم کش فسادات کا سلسلہ پروان چڑھایا جارہا

ہے۔ ساؤتھ ایشیا سٹیزن ویب (ایس اے سی ڈبلیو) نے انکشاف کرتے ہوئے ہندو انتہا پسند تنظیموں سے منسلک امریکہ کے سماجی خدماتی اداروں کے متعلق اعداد و شمار پیش کئے ہیں اور بتایا ہے کہ وہ کس طرح امداد حاصل کر رہی ہیں۔ یہ رپورٹ ٹیکس ادائیگی، دستاویزات اور اخباری رپورٹس پر مشتمل ہے جس میں امریکہ میں ہندو اداروں کی سرگرمیوں اور ان کی پالیسی سے متعلق مکمل تجزیہ کیا گیا ہے۔ پچھلی تین دہائیوں سے ہندو انتہا پسند تنظیمیں ہندوستان کو ''بھگوا'' رنگ میں رنگنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ سنگھ پریوار کی اہم تنظیمیں آر ایس ایس، وشوا ہندو پریشد، بجرنگ دل اور بی جے پی میں کل دس لاکھ سے زائد اہلکار ہیں۔ بھارتی اور بین الاقوامی کمیٹیاں، فیکٹ فائنڈنگ کمیٹیاں، بین الاقوامی حقوق انسانی اور حکومت امریکہ کے مختلف محکمہ جات کی طرف سے کی گئی مطالعاتی رپورٹ اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ جیسے جیسے ہندو قومیت میں اضافہ ہو رہا ہے ویسے ویسے مسلمانوں، عیسائیوں و دیگر اقلیتوں اور سنگھ پریوار مخالفین کے خلاف تفریق و تعصب، بائیکاٹ اور جنسی ظلم و ستم میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ہندو انتہا پسند تنظیموں سے منسلک ادارے اپنے آپ کو غیر نفع بخش ادارے ظاہر کرکے ٹیکس سے رعایت حاصل کرتے ہیں اور یہ رقومات بھارت میں ہندو انتہا پسند تنظیموں کو دی جاتی ہیں۔ ہندو سوئنگ سیوک سنگھ، وشوا ہندو پریشد آف امریکہ، سیوا انٹرنیشنل یو ایس اے، ایکل ودیالیہ فاؤنڈیشن امریکہ میں متحرک ادارے ہیں جو بھارتی ہندو انتہا پسند تنظیموں کا حصہ ہیں اور

وہاں خیراتی اداروں کے نام پر رقوم اکٹھی کرتی ہیں۔ اوورسیز فرینڈز آف بی جے پی یو ایس اے نامی ادارہ کو ٹیکس سے رعایت نہیں ہے مگر وہ کافی متحرک اور سرگرم ہے۔ بھارتی شہر حیدرآباد میں نیلور کے مضافاتی علاقہ مولا پیٹ میں ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کے لیڈر نے پولیس کی مدد سے مسجد شہید کرکے آئندہ تین دن میں مندر کی تعمیر کا اعلان کیا ہے۔ مسجد کی شہادت کے دوران قرآن پاک کے نسخوں کی بھی بے حرمتی کی گئی ہے۔ مقامی مسلمان بلدیہ سے اجازت لیکر مسجد تعمیر کر رہے تھے اور یہاں پانچ وقت کی نمازیں اور تراویح باجماعت ادا کر رہے تھے۔ مولا پیٹ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے اور یہاں نماز کی ادائیگی کیلئے قرب و جوار میں کوئی مسجد نہیں ہے۔ ماہ رمضان المبارک کے آغاز سے یہاں تراویح کا بھی اہتمام کیا جارہا تھا۔ کانگریس کے مقامی لیڈر اور سابق رکن اسمبلی انم ویویکانند ریڈی نے مسلمانوں کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسجد کی تعمیر کی اجازت دی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ بلدیہ اس اراضی کی قیمت مختص کرے گی اور مسجد کی انتظامیہ سے قیمت وصول کرے گی۔ تاہم حالیہ انتخابات میں تلگودیشم پارٹی کے ساتھ اتحاد کرتے ہوئے بی جے پی نے مقامی حلقہ سے انتخابات میں حصہ لیا جس میں بی جے پی امیدوار کو شکست کھانا پڑی جس پر اپنی شکست کا انتظام لینے کیلئے بی جے پی کے مقامی لیڈر نے پولیس کی بھاری نفری کے ہمراہ زیر تعمیر مسجد کو شہید کر دیا۔ مسجد شہید کرتے وقت پولیس کے ساتھ بی جے پی اور آر ایس ایس کے کئی اہلکار بھی زعفرانی پرچم

اٹھائے ہوئے تھے۔ مسجد شہید کرتے وقت مسلمانوں کو اس کی اطلاع نہیں دی گئی۔ مقامی مسلمانوں کی اطلاع پر مجلس اتحادالمسلمین کے رکن اسمبلی سید احمد پاشا قادری نے ضلع سپرنٹنڈنٹ پولیس نیلور سے رابطہ کرکے شدید احتجاج کیا اور کہا کہ ہندو انتہا پسندوں کے ساتھ ملکر مسجد شہید کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ انہوں نے وزیر اقلیتی امور آندھراپردیش رگھوناتھ ریڈی سے مطالبہ کیاکہ وہ مسجد کی تعمیر دوبارہ کروائیں اور اسے شہید کرنے والے ہندو انتہا پسندوں کے خلاف کاروائی کریں۔ بھارتی ریاست مدھیہ پردیش کے رائے سین علاقہ میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے ہیں جس پر پورے شہر میں کرفیو نافذ کرکے مساجد کو تالے لگادیے گئے ہیں۔ فسادات کے دوران ہندو انتہا پسندوں کی فائرنگ سے سات مسلمان گولیاں لگنے سے شدید زخمی ہوئے ہیں جبکہ درجنوں دوکانیں اور گاڑیاں نذرآتش کردی گئی ہیں۔ ماہ مبارک میں مساجد کو تالے لگنے پر مسلمان تراویح سمیت تمام نمازوں کی باجماعت ادائیگی سے محروم ہوگئے ہیں اور مسلمانوں پر پریشیانیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ بھارتی میڈیا کے مطابق ایڈیشنل پولیس اہلکار مکیش ویشہ کا کہنا ہے کہ بھوپال سے رائے سین آتے وقت ایک ہندو اور مسلم نوجوان کے مابین سیٹ پر بیٹھنے کی وجہ سے جھگڑا ہوا جس پر ایک نوجوان نے ٹیلیفون کرکے بس اڈے پر موجود دوسرے ساتھیوں کو بلالیااور دوسرے نوجوان پر سخت تشدد کیا۔ بعد ازاں جب یہ لوگ رپورٹ درج کروانے تھانے پہنچے تو وہاں بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین جھگڑا شروع

ہو گیا۔ ہندو انتہا پسندوں نے آٹھ دوکانوں میں توڑ پھوڑ کے بعد چھ دوکانوں اور درجنوں گاڑیوں کی توڑ پھوڑ کر کے انہیں نذر آتش کر دیا۔ پولیس کی طرف سے مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے بدترین لاٹھی چارج کیا گیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے۔ اس دوران گولیاں لگنے سے جو افراد زخمی ہوئے۔ بھارت میں بوڈو دہشت گردوں کی طرف سے چار مسلم تاجروں کے قتل کے بعد ریاست آسام کے حالات ایک بار پھر سخت خراب ہو گئے ہیں اور انتظامیہ کی جانب سے غیر معینہ مدت تک کیلئے کرفیو نافذ کر کے فوج کو طلب کیا گیا ہے۔ قتل ہونے والے مسلم تاجروں کے لواحقین نے ان کی لاشیں دفن کرنے سے انکار کیا ہے اور ریاستی وزیر اعلیٰ ترون گوگوئی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ متاثرہ علاقہ کا دورہ کر کے ان کے مسائل جاننے کی کوشش کریں۔ بوڈو دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل ہونے والے عطاء الرحمٰن، روح الامین اور صدام علی کے لواحقین اور اہل علاقہ نے شدید احتجاج کیا جس پر پولیس کو انہیں منتشر کرنے کیلئے ہوائی فائرنگ اور لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ بکسا ضلع میں کرفیو نافذ کر کے فوج کے علاوہ سی آر پی ایف اور پولیس کی بھاری نفری کو بھی تعینات کیا گیا ہے۔ 2012ء میں بھی بوڈو دہشت گردوں سے 100 مسلمانوں کو شہید اور ان کے گھربار اور کھیتوں کو آگ لگا کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا تھا جس پر تیس ہزار سے زائد مسلمانوں کو اس علاقہ سے اپنی جانیں بچاتے ہوئے ہجرت کرنا پڑی تھی۔ ابھی تک بہت سے مسلمان ایسے ہی جن کی زمینوں پر بوڈو دہشت گردوں کا قبضہ ہے اور وہ اپنے

گھروں کو لوٹنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

روزہ، ایک طبّی و روحانی علاج

قرآن حکیم نے روزے کا مقصد تقویٰ بیان کیا ہے روزے کے دینی مقاصد اپنی جگہ اہم ہیں مگر روزے کا دوسرا پہلو جسمانی اور طبّی بھی ہے سحری اور افطاری کے درمیان کھانے پینے کا وقفہ انسانی جسم کو فضلات سے پاک اور خون کو صاف کرتا ہے۔ روزہ دار میں مرض کے مقابلے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔اگر کھانے پینے میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے تو روزے سے انسانی جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ ہے، بھائی چارے کا مہینہ ہے، ہمدردی کا مہینہ ہے، صبر میں انسان روحانیت کی منازل طے کرتا ہے حدیث شریف ہے کہ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اوردوسری خوشی اس وقت ملے گی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ روزہ رکھنے سے انسان کی روح قوی ہوتی ہے، تراویح پڑھنے، سخاوت کرنے، کم بولنے، نوافل ادا کرنے اور قرآن پڑھنے سے روح کو غذا ملتی ہے۔افطاری اور سحری کے متعلق حکم ہے کہ جو بھی روزہ رکھنا چاہے وہ کسی نہ کسی حلال شے سے سحری کرے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ مومن کی بہترین سحری کھجور ہے اور جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ یہ برکت ہے اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطاری کرے کیونکہ پانی بھی

بندے کو پاک کرنے والا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کے گھر افطاری کی اور پھر فرمایا تمہارے ہاں روزہ داروں نے روزہ افطار کیا نیک لوگوں نے کھانا کھایا اور فرشتوں نے تم پر رحمت بھیجی۔ سحری اور افطاری میں کھجور، دودھ اور پانی کا استعمال کرنا ایک تو سحری اور افطاری کے عمل میں مدد کرتا ہے اور نیت کے مطابق سنت نبوی ﷺ پر عمل بھی ہوتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ ہمیں رمضان میں شیطانیت سے ٹکرانے اور صالح عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ رمضان میں ہمیں نام نہاد بیمار بن کر ماہ برکت کا استقبال نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس مہینے میں ہمیں اپنی روح اور جسم کی تسکین کیلئے اس کا ایمانی جذبے سے استقبال کرنا چاہیے کیونکہ روزہ رکھنے سے نہ جسم کمزور ہوتا ہے اور نہ ہی جسم میں کام کرنے کی طاقت کم ہوتی ہے اس کی مثال غزوہ بدر ہے جب 17 رمضان کو مکہ کے کفار سے جنگ کرکے مسلمانوں نے یہ اعلان کر دیا کہ ہم روزہ رکھنے سے کمزور نہیں ہوئے بلکہ ایمانی لحاظ سے مزید مضبوط ہو گئے۔ مسلمانوں نے ماہ رمضان میں کئی فتوحات حاصل کرکے یہ ثابت کر دیا کہ روزہ جسمانی اور روحانی لحاظ سے انتہائی فائدہ مند ہے۔ روزہ ایک حیرت انگیز طبّی علاج ہے جو نہ صرف انسان کے مدافعتی نظام کو نئی توانائی فراہم کر سکتا ہے بلکہ پورے مدافعتی نظام کو دوبارہ سے تخلیق کر سکتا ہے۔ امریکی سائنسدانوں نے اس مطالعے کو تحقیق کی دنیا میں ایک

قابل ذکر پیش رفت قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ صرف تین دن تک لگاتار روزے کی حالت میں رہنے سے جسم کا مدافعتی نظام پورا کا پورا نیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ روزہ سے جسم کو نئے سفید خون کے خلیات بنانے کی تحریک ملتی ہے۔ سائنس دانوں کے بقول روزہ مدافعتی نظام کی از سر نو تخلیق کا ایک بٹن ہے جس کے دبانے سے اسٹیم خلیات کو سفید خون کے خلیات بنانے کا اشارہ ملتا ہے جن کی بدولت انسان بیماریوں اور انفیکشن کے خلاف مزاحمت کرتا ہے۔ یونیورسٹی آف سدرن کیلی فورنیا سے تعلق رکھنے والے سائنسدانوں نے کہا ہے کہ ان کی دریافت کینسر کے مریضوں اور غیر موثر مدافعتی نظام میں مبتلا افراد کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے اور خاص طور پر معمر افراد جن کا مدافعتی نظام زیادہ عمر کی وجہ سے غیر موثر ہو جاتا ہے اور ان میں معمولی بیماریوں سے لڑنے کی طاقت بھی نہیں رہتی ہے، یہ مشق ان کے لیے بے حد مفید ہو سکتی ہے۔

سرطان میں مبتلا افراد یا معمر ہونے کی وجہ سے غیر موثر مدافعتی نظام کو روزہ ایک نئے مدافعتی نظام میں تبدیل کر سکتا ہے۔ جب آپ بھوکے ہوتے ہیں تو یہ نظام توانائی بچانے کی کوشش کرتا ہے اور روزے دار کا بھوکا جسم ذخیرہ شدہ گلوکوز اور چربی کو استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ توانائی محفوظ کرنے کے لیے مدافعتی نظام کے خلیات کا بھی استعمال کرتا ہے جس سے سفید خلیات کا ایک بڑا حصہ بھی ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ طویل روزوں کی حالت میں جسم میں ایک اینزائم پی کے اے کی کمی واقع ہوتی ہے جس کا تعلق بزرگی یا

سرطان کے ٹیومر کی افزائش کا سبب بننے والے ہارمون سے ہے۔ جبکہ اسٹیم سیلز تخلیق نو کا مرحلہ تبھی شروع کر سکتا ہے جب پی کے اے جین کا بٹن سوئچڈ آف ہو۔ بنیادی طور پر روزہ اسٹیم سیلز کو اوکے کا سگنل بھیجتا ہے کہ وہ ری سائیکلنگ کا عمل شروع کرے اور پورے مدافعتی نظام کی مرمت کرکے اسے پھر سے نیا بنادے۔ روزے کی حالت میں جسم کو مدافعتی نظام کے نقصان دہ، ناکارہ اور غیر فعال حصوں سے بھی چھٹکارہ مل جاتا ہے۔ محققین نے ایک تجربے کے دوران لوگوں سے چھ ماہ کے دوران دو سے چار بار فاسٹنگ (روزے) کے لیے کہا۔ پروفیسر لونگو کے مطابق ہم نے انسانوں اور جانوروں پر کئے جانے والے تجربات میں یہ دیکھا کہ طویل روزوں سے جسم میں سفید خون کے خلیات کی تعداد میں کمی ہونی شروع ہو گئی مگر جب روزہ کھولا گیا تو یہ خلیات پھر سے واپس آ گئے اور تبھی سائنسدانوں نے یہ سوچنا شروع کیا کہ آخر یہ واپس کہاں سے آتے ہیں؟ بقول پروفیسر لونگو طویل روزوں کی حالت کے دوران جسم میں سفید خون کے خلیات کی کمی سے پیدا ہونے والی حوصلہ افزا تبدیلیاں اسٹیم سیلز کے تخلیق نو کے خلیہ کو متحرک بناتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جب انسان روزے کے بعد کھانا کھاتا ہے تو اس کا جسم پورے نظام کی تعمیر کے لیے اسٹیم خلیات کو سگنل بھیجتا ہے اور توانائی محفوظ کرنے کے لیے مدافعتی نظام خلیات کے ایک بڑے حصے کو ری سائیکل کرتا ہے جن کی یا تو ضرورت نہیں ہوتی ہے یا جو ناکارہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ اگرچہ کیمو تھراپی کا عمل زندگی بچانے کے کام آتا ہے لیکن 72 گھنٹوں کا

روزہ کیمو تھراپی کے زہریلے اثرات کے خلاف کینسر کے مریضوں کی حفاظت کر سکتا ہے۔ لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ کسی طبّی معالج کے زیر نگرانی اس نوعیت کی غذائی پابندیاں کی جانی چاہئیں۔ذیابیطس کے مریضوں کو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے پہلے اپنے ڈاکٹر سے ضرور رجوع کرنا چاہیے، کیونکہ ذیابیطس کے لیول میں مسلسل اتار چڑھاکے باعث مستقل پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ذیابیطس کے مریضوں میں بلڈ شوگر لیول کے کم یا زیادہ ہونے، ڈی ہائیڈریشن یا خون میں ایسڈز کی زیادتی کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔اگرچہ تمام مریض ان خطرات کا شکار نہیں ہوتے۔ اس سال تقریبا چالیس سے پچاس ملین مسلمان پوری دنیا میں روزہ رکھیں گے اور روزہ کی حالت میں خوراک اور جسم میں خون کے لیول کو برقرار رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ڈ ذیابیطس کے مریضوں میں اس قسم کے مسائل کی وجہ سے صحت پر مستقل منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، لہٰذا ذیابیطس کے مریضوں کو روزہ کی حالت میں انسولین کی سطح کو متوازن رکھنا چاہیے۔ معمولی بیماریوں جیسے نزلہ یا بخار کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔تاہم اگر کوئی فرد کسی شدید بیماری کے باعث روزہ رکھنے سے قاصر ہو تو وہ فدیہ کے طور پر ہر روزے کے بدلے ایک ضرورت مند شخص کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔ ذیابیطس کے مریض سحر اور افطار کے بعد چہل قدمی سے گریز کریں تاہم باجماعت نماز تراویح کی ادائیگی واک کا بہترین نعم البدل ہے، سگریٹ نوشی کی عادت ،سے چھٹکارا پانے کے لئے رمضان کا مہینہ بہترین موقع ہے

ذیابیطس کے مریضوں کو زیادہ رش والی جگہ نماز پڑھنے یا دیگر عبادات کی ادائیگی سے
گریز کرنا چاہئے اور اپنے پاؤں کی حفاظت کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے۔

وزیر اعظم ہاؤس کے پڑوس میں دہشت گرد۔۔۔لمحہ فکریہ؟

اسلام کے نام پر بنایا گیا ملک پاکستان مسلسل دہشت گردی کے نشانہ پر ہے، ملک دشمن عناصر نے وطن عزیز کی تباہی کے لئے مذموم منصوبے بنا رکھے ہیں لیکن انکی سازشیں کسی صورت کامیاب نہیں ہوں گی کیونکہ پاکستان ستائیس رمضان المبارک کو قائم ہوا تھا جس طرح ستائیس رمضان المبارک میں قرآن مجید نازل ہوا تو اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ کے پاس ہے اسی طرح پاکستان کا ستائیس رمضان کو قیام میں آنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ پاکستان کا محافظ بھی اللہ ہے،اندرونی و بیرونی دشمن کبھی کسی صورت میں اپنے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوگے، پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان دہشت گردی نے پہنچایا،ایک طرف امریکی ڈرون حملے پھر اس کے رد عمل میں ملک میں خود کش حملے ،بلوچستان ،سندھ میں علیحدگی کی تحریکیں،فرقہ واریت،لسانیت کی بنیادوں پر لڑائی یہ پاکستان دشمنوں کے ایجنڈے ہیں۔دہشت گردی ملک میں اتنی بڑھی کہ آج کوئی شہر ،کوئی مقام محفوظ نہیں،بازاروں میں،مساجد میں،درباروں پر،امام بارگاہوں میں غرض ہر جگہ پر دہشت گردی کی وارداتیں لمحہ فکریہ ہیں،اب وزیر اعظم نواز شریف کی رہائشگاہ کے قریب پنڈ آرائیاں میں دہشتگردوں کے خلاف آپریشن ہوا تو دس گھنٹے تک دو دہشت گردوں نے پولیس کو الجھائے رکھا،وزیر اعظم کی رہائشگاہ کے قریب دہشت

گردوں کا موجود ہونا یقینا بہت بڑی حکومتی ناکامی ہے، حکومت کہاں ہے؟ رائیونڈ کے علاقہ پنڈ رائیاں میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کے بعد علاقہ میں شدید خوف وہراس پھیلا، یہ آپریشن وزارت داخلہ کی اطلاع پر انٹیلی جنس شیئرنگ کے بعد ہی کیا گیا مگر دہشتگرد گاؤں میں طویل عرصے سے اطمینان کے ساتھ رہ رہے تھے۔ پولیس بے خبر رہی کہ اس گھر میں کون رہتا ہے؟ کتنے دہشت گرد آتے اور جاتے رہے؟ پنجاب پولیس کی سی آئی ڈی اور سپیشل برانچ کے پاس ایسی کوئی معلومات نہ تھیں کہ دہشتگرد چھ ماہ سے وزیر اعظم کی رہائشگاہ کے اس قدر قریب رہ رہے ہیں۔ کوٹ رائیاں شریف فیملی کی زرعی اراضی سے ملحقہ دیہات ہے، پولیس کہتی ہے کہ دہشتگردوں کے زیراستعمال گھر ڈاکٹر منظور کی ملکیت ہے تاہم مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ مالک کا نام محمد ستار ہے، پہلے اس کا کرایہ اڑھائی ہزار روپے تھا جب مالک مکان کو پتہ چلا کہ اقصن نے خیبر پختونخوا کی ایک فیملی کو بھی ٹھہرایا ہوا ہے تو اس نے کرایہ دوگنا کر دیا۔ سوال اٹھائے جارہے ہیں کہ اگر پولیس کے پاس اتنے حساس علاقے میں بھی رہائش پذیر کرائے داروں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں تو دوسرے علاقوں کا کیا حال ہوگا؟ وزارت داخلہ نے پنجاب پولیس کو بھیجے گئے مراسلے میں نشاندہی کی تھی کہ دہشتگرد نواز شریف اور شہباز شریف کی نجی رہائشگاہ کے قریب کرائے کا گھر حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس کے باوجود جاتی امرا کے اردگرد پولیس، سی آئی ڈی

نے کبھی چیکنگ کرنا گوارہ نہیں کیا۔ دہشتگرد راکٹ لانچر، ہینڈ گرنیڈ اور دوربین والی سنا ئپر رائفلز بلا روک ٹوک لاتے رہے پولیس کا دعویٰ ہے کہ دہشتگردوں کا تعلق القاعدہ سے تھا تاہم انٹیلی جنس ایجنسیوں کے مطابق یہ کالعدم لشکر جھنگوی سے تعلق رکھتے تھے۔ان کے ہمسائے شیر محمد خان کے مطابق یہ لوگ رات دس بجے کے قریب واپس آتے تھے اور صبح نو بجے کے قریب یہاں سے چلے جاتے تھے۔شیر محمد خان نے کہا کہ تینوں افراد کی عمریں 20 سے 25 سال کے درمیان تھیں جبکہ خاتون جو اکثر اوقات ان کے پاس آتی تھی وہ بھی 22 سال کے لگ بھگ تھی۔ ان میں دو نوجوان بیگ پہن کر صبح جاتے تھے اور رات کو واپس آتے تھے۔ رات کو دونوں نوجوانوں کے آنے کے بعد چبوترے پر ایک شخص گھومتا رہتا تھا۔ رائیونڈ میں وزیراعظم نواز شریف کے فارم ہاس جاتی عمرہ سے ڈیڑھ کلو میٹر فاصلے پر نواحی علاقے پنڈ آرائیاں میں سیکیورٹی فورسز نے خفیہ اطلاع پر رات 2 بجے آپریشن شروع کیا جو دن 12 بجے ختم ہوا تاہم اس دوران 3 مرلے کے مکان میں موجود دہشتگردوں نے اہلکاروں پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں ایلیٹ فورس کا ایک جوان شہید جبکہ 6 زخمی ہوگئے، دہشتگردوں کی جانب سے شدید فائرنگ کے بعد پولیس کی اضافی نفری کے علاوہ ایلیٹ فورس اور حساس اداروں کے اہلکاروں کو بھی طلب کرلیا گیا۔ سیکیورٹی فورسز اور دہشتگردوں کے درمیان 10 گھنٹے تک وقفے وقفے سے فائرنگ کا تبادلہ جاری رہا جبکہ رات 2 بجے سے جاری طویل آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے رینجرز کے دستوں نے بھی

آپریشن میں حصہ لیا۔آپریشن کے خاتمہ پر ایلیٹ فورس اہلکاروں نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے نعرے لگا کر آپریشن کے خاتمہ کا اعلان کیا جبکہ اس موقع پر مقامی افراد کی بڑی تعداد نے سیکورٹی فورسز کے حق میں نعرے لگائے اور خوشی کا اظہار کیا جبکہ صوبائی وزیر انسداد دہشت گردی کرنل (ر) شجاع خانزادہ نے بتایا کہ دہشت گردوں کی کل تعداد 2 تھی ایک دہشت گرد ہلاک ہو گیا جبکہ دوسرے کو زخمی حالت میں گرفتار کر لیا گیا اگر زخمی دہشت گرد صحت مند ہوا تو اس سے اہم معلومات ملنے کی توقع ہے ان کا کہنا تھا کہ گھر میں کوئی خاتون یا بچہ موجود نہیں تھا وزیر اعلی نے خصوصی احکامات دیئے تھے کہ خواتین اور بچوں کی زندگیوں کو محفوظ بنایا جائے اسی وجہ سے آپریشن اتنا طویل ہوا ان کا کہنا تھا کہ دہشت گردوں کے قبضہ سے اسلحہ ، گولہ و بارود اور خودکش جیکٹس برآمد ہوئیں۔ ہم نے دہشت گردوں کے بڑے نیٹ ورک کو ختم کر دیا اس طرح کے دہشت گردی کے ملک بھر کے گاؤں اور شہروں میں ہو سکتے ہیں وزیر اعظم ، وزراء اعلی اور تمام سیاسی قیادت کو سیکورٹی خدشات لاحق ہیں۔ رائیونڈ میں وزیر اعظم نواز شریف ، وزیر اعلی پنجاب میاں شہباز شریف سمیت کئی دیگر اہم شخصیات کی رہائشگاہیں ہیں اور پنڈاریاں وزیر اعظم کی رہائشگاہ سے ڈھائی کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ شہباز شریف نے رائیونڈ میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کے دوران شہید اہلکار کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ پوری قوم کو اہلکار کی شہادت پر فخر ہے۔سابق وزیر قانون پنجاب رانا ثناءاللہ

نے کہا ہے کہ شمالی وزیرستان آپریشن پر طالبان نے لاہور کو ٹارگٹ کرنے کی دھمکی دی تھی، وزیراعظم کی رہائش گاہ کو پہلے بھی نشانہ بنانے کی کوششیں کی گئیں، عوام دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سکیورٹی فورسز کا ساتھ دیں۔انہوں نے انکشاف کیا کہ رائے ونڈ واقعے سے قبل 3 نیٹ ورکس بھی پکڑے جاچکے ہیں جبکہ ماضی میں پکڑے گئے دہشت گردوں کا تعلق بھی وزیرستان سے ہی تھا جبکہ شمالی وزیرستان آپریشن پر طالبان نے لاہور کو ٹارگٹ کرنے کی دھمکی دی تھی جبکہ اب دہشت گردوں کے خلاف فیصلہ کن کارروائی بھی شروع ہوچکی ہے اوراب دہشت گرد مزید شدت سے ہماری صفوں میں گھسیں گی اس لیے عوام کو چاہئے کہ وہ اپنی سکیورٹی فورسز کا ساتھ دیں اور ان کا حوصلہ بڑھائیں کیونکہ یہ انتہائی خطرناک لڑائی ہے جس میں ہمیں ابھی مزید آگے چلنا ہے۔جاتی امراء کے قریب دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کے بعد اسپیشل برانچ، کاونٹر ٹیررازم ڈپارٹمنٹ اور ہوم ڈپارٹمنٹ کے اعلیٰ وفد نے وزیراعظم ہاوس کی سیکیورٹی کا جائزہ لیا، وفد نے وزیراعظم ہاوس کی سیکیورٹی کے لیے بعض نئے اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔انٹیلی جنس اداروں نے وزیراعظم نواز شریف اور وزیراعلیٰ شہباز شریف اور ان کی فیملی کو سیکیورٹی خدشات کے پیش نظر اپنی نقل و حرکت محدود کرنے کا مشورہ دیا ہے جبکہ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کی لاہور سے رائیونڈ تک روڈ کے ذریعے آمد و رفت پر بھی پابندی عائد کر دی گئی اور کہا ہے کہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے سفر کیا جائے۔اگر وزیراعظم کے گھر کا قریبی علاقوں کی سیکورٹی کی

صورتحال یہ ہے کہ دہشت گرد وہاں باآسانی رہ رہے ہیں تو دوسرے علاقوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے، حکومت کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سنجیدگی اختیار کرنی ہوگی، دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے قوم حکومت اور افواج پاکستان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

سپہ سالاروں کے سپہ سالار، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

برائے اشاعت خاص، 21 رمضان المبارک، شہادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجب کی تیرہ تاریخ کو شہر مکہ میں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا ہے۔ پیدائش کے وقت آپ کے والد ابوطالب مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے، اس لیے ماں نے ان کا نام اپنے باپ کے نام پر اسد رکھا لیکن جب ابو طالب واپس گھر پہنچے تو انہوں نے آپ کا نام علی رکھا۔ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ والدہ نے آپ کا نام حیدر رکھا تھا جو آپ نے جنگ خیبر میں رجز پڑھتے ہوئے استعمال کیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں بچپن میں پیغمبر کے گھر پرورش پائی۔ پیغمبر کی زیر نگرانی آپ کی تربیت ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے مرد تھے جنہوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ آپ کی عمر اس وقت تقریبا دس یا گیارہ سال تھی۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور علی علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی گھریلو زندگی کا ایک بے مثال نمونہ تھی مرد اور عورت آپس میں کس طرح ایک دوسرے کے شریکِ حیات ثابت ہو سکتے ہیں۔ آپس میں کس طرح تقسیم عمل ہونا

چاہیے اور کیوں کر دونوں کی زندگی ایک دوسے کے لیے مددگار ہو سکتی ہے، وہ گھر دنیا کی ارائشوں سے دور , راحت طلبی اور تن آسانی سے بالکل علیحدہ تھا , محنت اور مشقت کے ساتھ ساتھ دلی اطمینان اور آپس کی محبت واعتماد کے لحاظ سے ایک جنت بناہوا تھا، جہاں سے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو مشکیزہ لے کر جاتے تھے اور یہودیوں کے باغ میں پانی دیتے تھے اور جو کچھ مزدوری ملتی تھی اسے لا کر گھر پر دیتے تھے ۔۔ بازار سے جو خرید کر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیتے تھے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا چکی پیستی کھانا پکاتی اور گھر میں جھاڑو دیتی تھیں۔ فرصت کے اوقات میں چرخہ چلاتی تھیں اور خود اپنے اور اپنے گھر والوں کو لباس کے لیے اور کبھی مزدوری کے طور پر سوت کاتتی تھیں اور اس طرح گھر میں رہ کر زندگی کی مہم میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتی تھیں ۔مدینہ میں آ کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخالف گروہ نے آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ آپ کے وہ پیرو جو مکہ میں تھے انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جانے لگیں بعض کو شہید کیاگیا۔ بعض کو قید اور بعض کو زدوکوب کیااور تکلیفیں پہنچائیں۔ پہلے ابو جہل اور غزوہ بدر کے بعد ابوسفیان کی قیادت میں مشرکینِ مکہ نے جنگی تیاریاں کیں یہی نہیں بلکہ اسلحہ اور فوج جمع کر کے خود رسول ﷺ کے خلاف مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ اس موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ مدینہ والوں کے گھروں کی حفاظت کرتے جنھوں نے کہ آپ کو انتہائی ناگوار حالات میں پناہ دی تھی اور آپ کی نصرت وامداد کا وعدہ کیا

تھا۔آپ نے یہ کسی طرح پسند نہ کیا آپ شہر کے اندر رکر مقابلہ کریں اور دشمن کو یہ موقع دیں کہ وہ مدینہ کی پر امن ابادی اور عورتوں اور بچوں کو بھی پریشان کرسکے گو آپ کے ساتھ تعداد بہت کم تھی لیکن صرف تین سو تیرہ آدمی تھے , ہتھیار بھی نہ تھے مگر آپ نے یہ طے کرلیا کہ آپ باہر نکل کر دشمن سے مقابلہ کریں گے چنانچہ پہلی لڑائی اسلام کی ہوئی جو غزوہ بدر کے نام سے مشہور ہے اس لڑائی میں آپ کے چچازاد بھائی عبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب اس جنگ میں شہید ہوئے . علی رضی اللہ تعالی عنہ کو جنگ کا یہ پہلا تجربہ تھا . 25 برس کی عمر تھی مگر جنگ کی فتح کا سہرا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے سر رہا اس کے بعد غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ خیبر اور غزوہ حنین یہ وہ بڑی لڑائیاں ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر اپنی بے نظیر بہادری کے جوہر دکھلائے۔ تقریباًان تمام لڑائیوں میں حضرت علی علیہ السلام کو علمداری کا عہدہ بھی حاصل رہا۔اس کے علاوہ بہت سی لڑائیاں ایسی تھیں جن میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو تنہا بھیجا اورانھوں نے اکیلے ان تمام لڑائیوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑی بہادری اور ثابت قدمی دکھائی اور انتہائی استقلال، تحمل اور شرافتُ نفس سے کام لیاجس کا اقرار خود ان کے دشمن بھی کرتے تھے۔ غزوہ خندق میں دشمن کے سب سے بڑے سورما عمرو بن عبدود کو جب آپ نے مغلوب کر لیااور اس کا سر کاٹنے کے لیے اس کے سینے پر

بیٹھے تو اس نے آپ کے چہرے پر لعب دہن پھینک دیا آپ کو غصہ آگیا اور آپ اس کے سینے پر سے اترائے صرف اس خیال سے کہ اگر غصے میں اس کو قتل کیا تو یہ عمل محض خدا کی راہ میں نہ ہوگا بلکہ خواہش نفس کے مطابق ہوگا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے اس کو قتل کیا اس زمانے میں دشمن کو ذلیل کرنے کے لیے اس کی لاش برہنہ کردیتے تھے مگر حضرت علی علیہ السلام نے اس کی زرہ نہیں اتاری اگرچہ وہ بہت قیمتی تھی۔ آپ نے کبھی دشمن کی عورتوں یا بچّوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور کبھی مالِ غنیمت کی طرف رخ نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امتیازی صفات اور خدمات کی بنا پر رسول کریم ان کی بہت عزت کرتے تھے اور اپنے قول اور فعل سے ان کی خوبیوں کو ظاہر کرتے رہتے تھے۔ جتنے مناقب حضرت علی علیہ السّلام کے بارے میں احادیث نبوی میں موجود ہیں، کسی اور صحابی رسول کے بارے میں نہیں ملتے۔ مثلاً آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، کبھی یہ کہا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر حج بنا کر بھیجے گئے تو اسی اثنا میں سورۃ براءت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ذمے داری دی کہ لوگوں کے اجتماع میں جا کر یہ سورت سنائیں۔ حجۃ الوداع سے کچھ عرصہ قبل حضور ﷺ نے آپ کو یمن میں داعی اسلام بنا کر بھیجا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر لوگ بلا تامل حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو 19 رمضان 40ھ کو صبح کے وقت مسجد میں عین حالتِ نماز میں ایک زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے زخمی کیا گیا۔ جب آپ کے قاتل کو گرفتار کرکے آپ کے سامنے لائے اور آپ نے دیکھا کہ اس کا چہرہ زرد ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تو آپ کو اس پر بھی رحم آ گیا اور اپنے دونوں فرزندوں حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کو ہدایت فرمائی کہ یہ تمہارا قیدی ہے اس کے ساتھ کوئی سختی نہ کرنا جو کچھ خود کھانا وہ اسے کھلانا۔ اگر میں اچھا ہو گیا تو مجھے اختیار ہے میں چاہوں گا تو سزا دوں گا اور چاہوں گا تو معاف کردوں گا اور اگر میں دنیا میں نہ رہا اور تم نے اس سے انتقام لینا چاہا تو اسے ایک ہی ضرب لگانا، کیونکہ اس نے مجھے ایک ہی ضرب لگائی ہے اور ہرگز اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ قطع نہ کیے جائیں، اس لیے کہ یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے، دو روز تک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر بیماری پر انتہائی کرب اور تکلیف کے ساتھ رہے آخر کار زہر کا اثر جسم میں پھیل گیا اور 21 رمضان کو نمازِ صبح کے وقت آپ کی شہادت ہوئی۔ حضرت حسن علیہ السلام و حضرت حسین علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کی اور پشتِ کوفہ پر نجف کی سرزمین میں دفن کیے گئے۔

مظلوم کشمیریوں کی فلسطینیوں کے ساتھ یکجہتی

بھارتی مظالم سہنے والے کشمیری بھی فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی بربریت کو دیکھ کو خاموش نہ رہ سکے اور انکے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے میدان میں نکل آئے۔ فلسطین پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف مقبوضہ کشمیر میں زبردست احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں۔ بانہال میں ہزاروں افراد نے نماز سڑکوں پر نکل کر شدید احتجاج کیا جس سے سری نگر جموں شاہراہ بند ہو گئی۔ غزہ میں فلسطینیوں کیخلاف اسرائیلی جارحیت کیخلاف مقبوضہ وادی میں ہڑتال سے روزہ مرہ کی زندگی درہم برہم رہی جبکہ کئی مقامات پر احتجاج کے دوران خشت باری، لاٹھی چارچ اور شلنگ کے علاوہ پیلٹ فائرنگ سے 11 افراد زخمی ہوئے۔ حریت کانفرنس اور دیگر علیحدگی پسند جماعتوں نے اسرائیلی بربریت کے خلاف ہڑتال کال دی تھی جس پر سرینگر سمیت وادی کے کم و بیش تمام قصبہ جات میں کاروباری سرگرمیاں متاثر رہیں۔ سرینگر میں دکانیں، کاروباری ادارے، تجارتی مراکز، سرکاری و غیر سرکاری سرکاری ادارے بند رہے۔ اکثر روٹوں پر گاڑیوں کی آمدورفت معطل رہنے سے مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر میں کئی روٹوں پر پرائیویٹ گاڑیاں چلتی رہیں جبکہ سرینگر اور مختلف اضلاع کے درمیان چلنے والی مسافر بسوں کی سروس متاثر رہی تاہم کچھ روٹوں پر ٹاٹا سومو گاڑیاں معمول کے مطابق

چلتی ہوئی دیکھی گئیں۔ کشمیر تحریک خواتین کی سربراہ انجم زمرودہ حبیب کی قیادت میں تنظیم کی خواتین نے جلوس نکالا اور اسرائیلی بربریت کے خلاف نعرے لگائے۔ باہری سنگھ ہائی اسٹریٹ پر پتھراو کررہے نوجوانوں کو قابو کرنے کیلئے پولیس نے ان کا تعاقب کیا۔ پائین شہر کے درلیش کدل ،کاکہ سرائے ، صفاکدل اور دیگر مقامات پر بھی اسرائیل کے خلاف احتجاج کیا گیا جس دوران مشتعل نوجوانوں نے پولیس پر پتھراو کیا۔ چوٹہ بازار اور کنہ کدل میں بھی پتھراو کے واقعات پیش آئے جس دوران محمد یوسف خان ساکن بٹہ مالو نامی راہ گیر پتھر لگنے سے زخمی ہوا۔ بانڈی پورہ سے عازم جان نے اطلاع دی ہے کہ پاپہ چھن ، مین چوک اور گلشن چوک میں صبح سے ہی پولیس اور احتجاجی نوجوانوں کے مابین جھڑپیں ہوئیں جس دوران فورسز نے مشتعل نوجوانوں کو قابو کرنے کیلئے شلنگ اور پیلٹ گن کا استعمال کیا جس کے نتیجے میں 9افراد زخمی ہوئے جن میں سے 4 کو نازک حالت میں سرینگر ریفر کیا گیا۔ قصبہ اسلام آباد میں دن بھر احتجاجی نوجوانوں اور پولیس کے مابین مختلف مقامات پر جھڑپیں ہوئیں اور پولیس نے انہیں منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کے ساتھ ساتھ شلنگ کی۔ قصبہ کے ریشی بازار ،ڈانگر پورہ ، مٹن چوک اور کارڈی پورہ علاقوں میں طرفین کے مابین شدید جھڑپیں ہوئیں جس کے بعد یہاں پولیس کی اضافی نفری تعینات کی گئی۔ جامع مسجد سے لال چوک تک جلوس نکالا گیا جس میں شامل شرکا نے اپنے ہاتھوں میں اسرائیل مخالف پلے کارڈس اٹھا رکھے تھے۔ کئی علاقوں کا مارچ کرنے اور اسرائیلی

بربریت کے خلاف نعرے لگانے کے بعد یہ جلوس پرامن طور منتشر ہوا۔احتجاج میں شامل نوجوانوں نے اسرائیل پرچم کو نذر آتش کیا۔ بجبہاڑہ ،ڈورو، ویری ناگ، مٹن سیر ، عشمقام ،آرونی ، سری گفوارہ اور دیگر علاقوں میں ہڑتال رہی جس دوران ان، علاقوں دکانیں بند اور ٹریفک کی نقل و حرکت مفلوج رہی۔ کولگام ، کیموہ ، کھڈونی، یاری پورہ میں ہڑتال رہی اور پبلک ٹرانسپورٹ بھی سڑکوں سے غائب رہا۔ کیموہ اور نئی بستی میں نوجوانوں نے ہڑتال کو یقینی بنانے کیلئے سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کی تھیں اور ہڑتال کی خلاف ورزی کررہی گاڑیوں کو پتھراو کا نشانہ بنایا گیا۔ ضلع کے ترہگام ، ہندوارہ لنگیٹ ، کرالہ گنڈ ،چوگل ، کوگنگام اور کرالہ پورہ میں مکمل ہڑتال رہی اور سڑکوں پر، پبلک ٹرانسپورٹ جزوی طور معطل رہا۔ ہندواہ قصبہ میں لوگوں نے ٹریڈرس فیڈریشن کے چیرمین اعجاز احمد صوفی کی قیادت میں ایک پرامن جلوس نکالا گیا جو شہیدی چوک سے گزر کر بس اڈہ ہندوارہ میں اختتام ہوا۔ بارہمولہ ضلع میں مکمل ہڑتال سے معمول کی زندگی درہم برہم ہوکر رہ گئی۔پرانے قصبے کو نئے علاقوں سے ملانے والے کچھ پلوں پر پولیس کی بھاری تعداد تعینات کی گئی تھی۔ قصبے میں اس وقت پولیس نے نوجوانوں کا تعاقب کیا جب اسرائیلی جارحیت کے خلاف احتجاج کرنے والے نوجوانوں نے پولیس پتھراو کیا۔ سوپور میں مکمل ہڑتال کے بیچ پولیس اور سی آر پی ایف کی بھاری تعداد تعینات رہی۔ہائی گام سوپور میں پتھراو کے واقعات پیش آئے۔ غزہ میں اسرائیلی بربریت کیخلاف مقبوضہ کشمیر میں ہڑتال و احتجاجی

مظاہروں میں شریک شہریوں پر لاٹھی چارج اور شیلنگ کے علاوہ پیلٹ فائرنگ کے واقعات کی حریت رہنماؤں نے مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پر امن مظاہرین پر تشدد مقبوضہ کشمیر پر قابض بھارتی افواج و سیکورٹی فورسز کا وطیرہ بن چکا ہے۔ سید علی گیلانی، شبیر احمد شاہ، میر واعظ عمر فاروق، یسین ملک، ظفر اکبر، آسیہ اندرابی سمیت دیگر رہنماؤں نے پر امن مظاہرین کیخلاف طاقت کے استعمال کی شدید مذمت کرتے ہوئے پر تشدد واقعات میں ملوث فوجی اہلکاران، وسیکیورٹی اہلکاران کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا۔ حریت (ع) کے سربراہ میر واعظ عمر فاروق نے فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی کیلئے احتجاجی دھرنا دیا جبکہ جے کے ایل ایف سربراہ یٰسین ملک نے گاندربل میں ایک بڑے عوامی جلسہ سے خطاب کیا اور اسرائیل و بھارت کی جارحیت کی شدید مذمت کی گئی۔ احتجاجی مظاہروں کے دوران بھارتی فورسز کے بدترین تشدد سے متعدد کشمیری شدید زخمی ہوئے ہیں۔ حریت کانفرنس (ع) کے سربراہ میر واعظ عمر فاروق نے کہا کہ عالمی برادری فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی پر اسرائیل کا بائیکاٹ کرے۔ اس سلسلہ میں تمام مسلم ممالک کو متحد ہو کر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اسرائیل نے غزہ کی مکمل ناکہ بندی کر رکھی ہے اور معصوم فلسطینیوں کو بمباری کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ گاندربل میں جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کی جانب سے فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی کیلئے ایک بڑے جلسہ عام کا انعقاد کیا گیا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر جے کے ایل ایف کے سربراہ محمد یٰسین ملک نے خطاب

کرتے ہوئے کہا کہ مسلم ممالک اسرائیلی جارحیت کے مقابلہ کیلئے ٹھوس خارجہ پالیسی اپنائیں۔ آج فلسطینی جس کرب والم سے گزر رہے ہیں وہ جہاں دنیا کی مجرمانہ خاموشی اور انسانیت کشی کا شاخسانہ ہے وہیں پر اس کیلئے فلسطینیوں کا 1948ء میں اسرائیلوں کے ہاتھوں اپنی زمینیں فروخت کرنے کا عمل بھی ہے۔ کشمیری بھی کچھ اسی طرح کی صورت حال سے گزر رہے ہیں اور اگر ہم نے فی الفور اپنی زمینیں بھارتی حکمرانوں اور افواج، فورسز کے ہاتھوں فروخت کرنے کا سلسلہ بند نہیں کیا تو وہ وقت دور نہیں ہوگا جب فلسطینیوں ہی کی طرح ہم بھی خود اپنے گھر میں بے گھر ہو کر رہیں گے۔ کشمیر اور فلسطین کے مسائل پر دونوں کئی دہائیوں سے اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہیں لیکن ان مسائل کے حل کی جانب کوئی توجہ نہیں دی جارہی۔ جموں وکشمیر کل جماعتی حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی نے کنگن میں اسرائیل کے خلاف نکالے گئے احتجاجی مظاہرے سے خطاب میں کہا کہ اسرائیل نے غزہ میں بمباری کرکے آج تک سے زیادہ فلسطینیوں کو شہید کرنے جن میں خواتین اور بچوں کی ایک بڑی 300 تعداد شامل ہے، ظلم وبربریت والی کارروائی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے لوگوں کے آواز اُٹھانے کی تعریف کی اور کہا کہ ظلم کہیں بھی ہورہا ہو اس کے خلاف آواز اُٹھانا لازم اور فرض بن جاتا ہے، علی گیلانی نے خود اپنے اس متنازعہ خطہ ارض جموں کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہاں بھی ہم بھارت کے ظلم وجبر کے شکار ہیں، جیلوں کے دروازے کھلے رکھے گئے ہیں، خواتین کی عزت

وعصمت کی چادروں کو تار تار کیا جاتا ہے، یہاں کی بھارت نواز پارٹیوں اور افراد کے علاوہ بھارتی فوج کے ذریعے انسانی حقوق کو پائمال کیا جاتا ہے۔ میر واعظ عمر فاروق نے عالمی برادری پر زور دیا ہے کہ وہ فلسطین کی سنگین صورتحال غزہ میں بہتے شہریوں کے قتل عام سے چشم پوشی کے بجائے اسرائیل کی جارحیت کو روکنے کے لئے اس کا مکمل اقتصادی بائیکاٹ کرے، اگرچہ کشمیری عوام خود ستم رسیدہ اور محکوم قوم ہیں لیکن ہمارے دل فلسطین کے عوام کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور وہاں کے عوام کے ساتھ ہو رہے مظالم پر کشمیری قوم خاموش نہیں رہ سکتی، مسئلہ کشمیر اور فلسطین کا مسئلہ گزشتہ کئی دہائیوں سے اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہیں اور جب تک ان مسائل کو ان خطوں کے عوام کی رائے کے مطابق حل نہیں کیا جاتا پوری دنیا بدامنی کا نہ تو خاتمہ ہو سکتا ہے اور نہ جنوبی ایشاء اور مشرقی وسطی میں امن اور خوشحالی کی توقع کی جاسکتی ہے۔

کنٹرول لائن پر بھارتی جارحیت پر خاموشی کب تک؟

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور عیدین کنٹرول لائن کے قرب و جوار میں رہنے والی عوام کے لئے خوشیوں کا سامان لانے کی بجائے غم لاتی ہیں کیونکہ بھارتی فورسز کا یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ ہر رمضان میں اور عیدوں سے قبل کنٹرول لائن پر اندازی کرتے ہوئے بلا اشتعال فائرنگ کرتے ہیں جس سے نہ صرف شہادتیں ہوتی ہیں، لوگوں کے گھر تباہ ہوتے ہیں بلکہ انکے مال مویشی کو بھی نقصان پہنچتا ہے، گزشتہ برس بھی رمضان کے مہینے میں ہی بھارتی افواج نے مسلسل دراندازی کی، امسال بھی روزانہ بھارتی دراندازی کی خبریں آ رہی ہیں، گزشتہ روز سیالکوٹ کے چاروا اور سچیت گڑھ سیکٹر میں بھارتی فوج کی بلااشتعال گولہ باری اور فائرنگ سے ایک شہری شہید جبکہ 2 خواتین اور ایک بچے سمیت 8 افراد زخمی ہوگئے جبکہ کئی مکانوں کو بھی نقصان پہنچا۔ بھارتی فوج نے نہ صرف بھاری مشین گنوں کا استعمال کیا بلکہ شہری آبادی پر مارٹر گولے بھی برسائے۔ بھارتی فائرنگ کی زد میں آ کر گاؤں ٹھٹھی میں ایک شہری 45 سالہ اقبال شہید ہوگیا۔ چناب رینجرز نے بھارتی فائرنگ کا بھرپور جواب دیا جس سے فائرنگ کا سلسلہ تھم گیا۔ 4 دنوں سے جاری بھارتی جارحیت کی وجہ سے علاقے میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ بھارتی فائرنگ سے کئی جانور بھی ہلاک ہو گئے۔ ہڑپال کے ایک گھر پر مارٹر

گولہ گرنے سے خاتون سمیت ایک ہی گھر کے 4 افراد زخمی ہو گئے۔ چناب رینجرز ترجمان کے مطابق پاکستانی اہلکاروں کی بھرپور جوابی فائرنگ سے بھارتی توپیں خاموش ہو گئیں۔ علاقے سے مقامی لوگوں نے نقل مکانی شروع کر دی جبکہ بھارتی فوج کی جانب سے مسلسل بلا اشتعال فائرنگ پر چناب رینجرز نے فلیگ میٹنگ بلانے کا مطالبہ کر دیا۔ نریندر مودی حکومت پاکستان کی طرف سے دوستی کا جواب کنٹرول لائن پر فائرنگ کر کے دے رہی ہے، حکومت پاکستان کو بھارتی دہشت گردی کا منہ توڑ جواب دینا چاہئے۔ بھارت امریکہ کی شہ پر کنٹرول لائن پر بار بار جارحیت کا ارتکاب کر رہا ہے۔ وہ ایک طرف پاکستان سے دوستی کے ڈھونگ رچا رہا ہے اور دوسری طرف پاکستانی سرحدی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی چوکیوں پر فائرنگ، نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ کنٹرول لائن پر بھارتی جارحیت کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے اس کی دہشت گردی کو دنیا کے سامنے بے نقاب کریں۔ حکمرانوں کی کمزور پالیسیوں کی وجہ سے بھارت کو شہ ملی اور وہ اس طرح کی مذموم حرکتیں کر رہا ہے۔اب ایسے حالات میں جب پاک فوج دہشت گردوں کے خلاف شمالی وزیرستان میں آپریشن میں مصروف ہے، سیاسی حالات بھی دگردوں ہیں، تحریک انصاف نے لانگ مارچ کا اعلان کیا ہوا ہے، عوامی تحریک کا انقلاب بھی چوہدریوں کے ہمراہ انگڑائیاں لے رہا ہے، بھارت کی جانب سے کنٹرول لائن پر دراندازی کا مقصد پاکستان کو مزید افرا تفری سے دو چار کرنا ہے۔ سیالکوٹ سیکٹر میں بھارتی فائرنگ ایک شرارت ہے فوج اس کا

بھرپور جواب دے۔اندرونی مسائل کا شکار پاکستان امن عمل کے لئے ہر ممکن اقدامات کرنے کے باوجود بھارتی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر دم تیار ہے۔ نریندر مودی کے آنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا پاکستانی فوج کو اپنے دشمنوں کو بہت اچھے طریقے سے جواب دینا آتا ہے۔ ہماری ملکی سیاست کے اندر کئی مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ بھارت کی جانب سے لائن آف کنٹرول کی خلاف ورزیاں جاری ہیں ہمیں اس کے لئے ٹھوس اقدامات کرنا ہوں گے۔ پاکستان میں بھارتی ،اسرائیلی اور دوسری غیر ملکی ایجنسیاں کئی برسوں سے ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ملک میں بدامنی پھیلا کر لائن آف کنٹرل کی خلاف ورزی انکی موجودگی کا ثبوت ہے۔ اس وقت جب ملک میں افراتفری کی کیفیت ہے بھارت اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ہماری حکومت کو اس پر خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ بھارت نے آج تک ہمارے وجود کو نہیں مانا۔ بھارت و اسرائیل پاکستان میں بدامنی پھیلاتے رہے ہیں۔اس وقت پاک فوج پاکستان کی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہے۔ہمارے حکمرانوں کو اپنی ذاتی سیاست سے نکل کر پاک فوج کے ساتھ کھڑے ہونا چاہیے۔اس سال اقوام متحدہ کی جنرل کونسل کے اجلاس کے موقع پر پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف اور بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے درمیان بات چیت یکم اکتوبر کو متوقع ہے۔ ستمبر کے آخری ہفتے میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے دوران بھارت اور پاکستان وزرائے اعظم کے درمیان ملاقات کو طے مانا جا رہا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے وزرائے اعظم کے

درمیان 27 مئی کو نئی دہلی میں بات چیت کے بعد اب اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کے اجلاس کے دوران ماہ چار ماہ بعد نیویارک میں ملیں گے۔اقوام متحدہ کا اجلاس ستمبر کے آخری ہفتے میں شروع ہوگا جو ایک ہفتے تک جاری رہے گا جس میں ہندو پاک وزرائے اعظم سمیت دوسرے عالمی لیڈر شرکت کر رہے ہیں اقوام متحدہ کا اجلاس 27 اکتوبر سے ہی شروع ہوگا جس میں شرکت کے لیے رہنماوں کی آمد 26 اکتوبر سے ہی شروع ہو جائے گی۔پاکستانی وزیر اعظم میاں نواز شریف کو مودی کے ساتھ ملاقات میں کنٹرول لائن پر دراندازی کے حوالہ سے بھرپور احتجاج کرنا چاہئے اور اسکا منہ توڑ جواب دینا چاہئے،دفتر خارجہ کے مذمتی بیانات صرف کافی نہیں ،بھارتی فوج کی فائرنگ سے پاکستان کے شہری شہید ہو رہے ہیں ،انکی املاک کو نقصان پہنچ رہا ہے اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق بھارت ہی پاکستان پر الزامات لگاتا رہتا ہے،حکمرانوں کو اب خاموشی ختم کرنی ہو گی اور بھارت پر یہ واضح کرنا ہوگا کہ وطن عزیز کے دفاع پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا۔بھارتی وزیر مملکت.برائے دفاع راو اندرجیت سنگھ نے گزشتہ دنوں مقبوضہ کشمیر کے دورہ کے موقع پر کہا تھا کہ دوطرفہ معاملات کے حل کیلئے پاکستان کیلئے بات چیت صرف اسی صورت میں آگے بڑھ سکتی ہے اگر پاکستان اپنی سرزمین بھارت کے خلاف استعمال نہ ہونے کا وعدہ پورا کرے۔بھارتی وزیر دفاع کو یہ سوچنا چاہئے تھا کہ دراندازی ہمیشہ بھارت کی طرف سے ہی ہوتی ہے اور پاکستان اسکا جواب دیتا ہے ،جواب دینا پاکستان کا حق

بھی ہے کیونکہ بھارتی فوجیں اندھا دھند فائرنگ کرتی ہیں جس سے زیادہ نقصان بھی ہو سکتا ہے، بھارت کا ہمیشہ سے یہ ایجنڈہ رہا ہے کہ پاکستان کو عدم استحکام سے دو چار کیا جائے اور اسکے لئے بھارت نے مختلف حربے استعمال کئے لیکن سب میں ناکامی ہوئی ۔افواج پاکستان بھارتی دراندازی کا منہ توڑ جواب رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں ،حکومت کو اس حوالہ سے تمامتر مصلحتیں ترک کرکے بھارت سے دوٹوک انداز میں بات کرنی چاہئے کہ مودی صاحب اب ایسا نہیں چلے گا۔اگر تمہاری فوجیں مداخلت کریں گی تو پھر ہم سے یہ توقع مت رکھئے گا کہ ہم دوستی دوستی کی رٹ لگائیں گے اور امن کی آشا کا جھنڈا لہرائیں گے بلکہ جس زبان میں تم بات کروگے اسی انداز سے جواب دیں گے۔

رمضان کی عظیم و بابرکت رات، لیلۃ القدر

رمضان المبارک کا عظیم الشان مہینہ گزر رہا ہے جس میں رب کریم کی رحمت ومغفرت کا دریا بہتا ہے، یہ رب تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے امت محمدیہ کو یہ ماہ مبارک عطا فرمایا جس میں نفس خود بخود نیکیوں کی طرف راغب ہوتا اور قلب وجگر پر روحانیت کی فضا چھا جاتی ہے۔ماہِ رمضان دراصل ایک ماہ کا ''ریفریشر کورس'' ہے جس میں ہمیں اپنے نفس کی اصلاح کرنی ہے، اور اس کے اثرات گیارہ مہینوں تک ہم پر باقی رہنے ہیں۔رمضان کا مہینہ سنہرا موقع ہے ان لوگوں کے لیے جو نماز سے لاپرواہی برتتے ہیں کہ وہ اپنی صحت وعافیت اور جوانی کی نعمت کو غنیمت جانتے ہوئے ماہ رمضان میں نماز کی ایسی ٹریننگ حاصل کریں کہ وہ ان کا حرز جاں اور آویزہ گوش بن جائے، رمضان یہ وہ ماہ مبارک ہے جس میں رشد وہدایت کا ابدی خزینہ، آخری الہامی صحیفہ، نسخہء کیمیا، دین ودنیا کی فلاح ونجات کا دائمی ضابطہ، سرور کائنات ﷺ کا سب سے عظیم معجزہ وحی ربانی کا آخری سرچشمہ قرآن حکیم نازل ہوا۔اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے'' رمضان کا مہینہ، جس میں قرآن نازل کیا گیا، اس میں لوگوں کے لیے ہدایت اور روشن دلیلیں ہیں، راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی (سورۃ البقرہ/185) ''رمضان المبارک'' کا ماہ مقدس رحمتوں، برکتوں، سعادتوں اور فیوض وانعامات ربانی

کا گراں بہا مجموعہ ہے۔ اہل ایمان اس کی آمد کا پورے سال انتظار کرتے اور اس کے استقبال کے لیے دیدہ ودل فرشِ راہ کیے رہتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں رحمت ومغفرت کی ہوائیں چلتی ہیں۔ یہ دین ودنیا کی بھلائی، آخرت کی کمائی اور نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ حضرت سلمان فارسی کی روایت کے مطابق ''شعبان المعظم'' کی آخری تاریخ کو رسول اکرم نے ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے (رمضان المبارک کی عظمت واہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: لوگو، تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس مبارک مہینے کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے افضل ہے، اس مہینے کے روزے اللہ تعالی نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے (نماز تراویح پڑھنے) کو افضل عبادت مقرر کیا ہے، جو شخص اس مہینے میں اللہ تعالی کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنّت، یا نفل) ادا کرے گا، تو اسے دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا اجر ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستّر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنّت ہے، یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں فراخی اور اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزے دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا، تو یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اسے روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ

روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ، یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان (وسائل) میّسر نہیں ہوتے (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسّی پر، یا صرف پانی ہی کے گھونٹ پر کسی روزے دار کو افطار کرا دے اور جو کوئی کسی روزے دار کو پورا کھانا کھلادے، اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض (حوضِ کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اسے کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی، تاآں کہ وہ جنّت میں پہنچ جائیگا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصّہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی کا ہے۔ (بعد ازاں آپ نے فرمایا) جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کر دے گا، اللہ تعالی اس کی مغفرت فرما دے گا اور اسے دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا (بیہقی/شعب الایمان)۔ رمضان المبارک کی عظمت و اہمیت کے حوالے سے اس خطبے میں رسول اللہ اکرم ﷺ نے وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ اس ماہ مبارک میں ایک ایسی عظیم و بابرکت رات ہے، جو صرف ہزار دنوں اور راتوں ہی سے نہیں، بلکہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ ہزار مہینوں میں تقریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں، گویا امّت محمد کے خوش بخت افراد اور اللہ کے قرب و رضا کے طالب بندے اس ایک رات میں شب بیداری اور عبادت و مناجات کے ذریعے قرب الہیٰ کی اتنی مسافتیں طے کر سکتے ہیں، جو دوسری ہزار راتوں میں بھی طے نہیں ہو

سکتیں۔اسی طرح نفلی عبادت کا اجر وثواب فرضوں کے برابر اور فرض عبادت کا اجر دوسرے دنوں کے ستّر فرض ادا کرنے کے برابر ملتا، یہ رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات کے ساتھ مخصوص ہے، خطبہء نبوی میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ '' رمضان صبر اور غم خواری کا مہینہ ہے ، اس ماہ مبارک میں اہل ایمان کے رزق میں برکت دی جاتی اور اس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، جب کہ خطبے کے اختتام میں فرمایا گیا رمضان المبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔رحمت ، مغفرت اور نیکیوں کا یہ موسم بہار تقاضا کرتا ہے کہ ہم رمضان اور روزے کی حقیقی روح اور اس کے عظیم مقصد تقویٰ اور تزکیہ نفس کی حقیقت پالیں۔ہمارے اندر اطاعتِ خداوندی اور احساسِ بندگی کا وہ جذبہ پیدا ہو، جو ہمیں ضبطِ نفس، ایثار و قربانی اور امداد باہمی پر آمادہ کرے۔ تقویٰ و پرہیزگاری ،اللہ کا قرب اس کی رضا ، اعتراف بندگی اور اصلاح باطن ہی رمضان اور روزے کی حقیقی روح ہیں۔ان کا حصول ہی در حقیقت رمضان کا فلسفہ اور روزوں کی فرضیت کا حقیقی مقصد ہے۔

بصورت دیگر حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں (صحیح بخاری)۔روزے کا مقصد بھی در حقیقت اس شعور کو قائم کرنا ہے کہ تقویٰ ، خوف خدا،اصلاح باطن اور احتساب نفس کے جذبات و احساسات پورے سال ، بلکہ پوری زندگی انسان کے قلب و ذہن پر قائم

رہیں۔ احساس بندگی کا جذبہ بے دار رہے، تعمیر سیرت اور کردار سازی کا عمل جاری رہے اور یہی در حقیقت اسلامی عبادات کی روح اور قرآن و سنّت کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ ہمیں رمضان مین اپنا احتساب کرنا چاہیے کہ ماہ رمضان میں ہمارے اندر کیا تبدیلی پیدا ہوئی ؟ اگر رمضان ہمارے اصلاح احوال کا ذریعہ بن رہا ہے تو زہے خوب ! اللہ رب العالمین مزید توفیق سے نوازے اور اگر ہم اب تک خواب غفلت میں پڑے ہیں، اور اپنے احوال کی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی ہے تو اِس سے بڑھ کر خسارے کا سودا اور کوئی نہ ہوگا۔ اگر اس مہینے میں انسان اپنے اندر تبدیلی نہ لا سکا تو کب لا سکتا ہے ؟ اگر اس موسم میں مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا نہ ہو سکا تو کب ہوسکے گا ؟ اگر اس موسم میں ہم حسن اخلاق کے پیکر نہ بن سکیں تو کب بن سکیں گے ؟ اگر اس موسم میں ہمارے اندر رذائل اخلاق سے دوری نہ پیدا ہوئی تو کب ہوگی ؟ اگر اس مہینے میں مسلمان خواتین عفت و عصمت کا درس نہ لے سکیں تو کب لے سکیں گی ؟ اگر اس مہینے میں اصحاب ثروت کے اندر سخاوت کا جذبہ پیدا نہ ہو سکا تو کب ہوسکے گا۔ اس لیے کاہل و سست، اور بے پرواہ لوگ ہوش کے ناخن لیں، رمضان کے بابرکت مہینے میں اپنی اصلاح کرتے ہوئے اپنے آپ کو قرآن و سنت کا نمونہ بنائیں ابھی بھی وقت باقی ہے، صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔

قبلہ اول کی پکار، اے مسلمان تو کہاں ہے؟

صیہونی بربریت پر غزہ میں جہاں لاکھوں فلسطینی ماتم کناں ہیں وہیں ان کی گھٹی گھٹی سسکیاں عالمی اداروں میں بھی سنی جاسکتی ہیں ان ہی سسکیوں میں ایک آہ اقوام متحدہ میں فلسطین کے مستقل مندوب کی بھی تھی جو سلامتی کونسل کے اجلاس میں غزہ کی صورت حال بیان کرتے ہوئے رو دیئے۔ عرب ویب سائٹ کے مطابق نیویارک میں اقوام متحدہ سلامتی کونسل کا اجلاس جاری تھا جس میں غزہ کی صورت حال پر غور کیا جارہا تھا، اس دوران فلسطین کے مستقل مندوب ریاض منصور نے غزہ پر اسرائیلی حملے کو بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی قرار دیا۔ انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ اسرائیل کو اپنے دفاع کو یہ کیسا حق ہے جس میں غزہ کے لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا جارہا ہے, بچوں اور خواتین پر بم برسائے جارہے ہیں۔ غزہ کی صورت حال بیان کرتے ہوئے ریاض منصور فرط جذبات سے اس قدر مغلوب ہوگئے کہ انہیں اپنی تقریر کو ادھورا ہی چھوڑنا پڑ گیا۔ غزہ میں اسرائیلی جارحیت اور بربریت نے ایسی ایسی داستانیں رقم کی ہیں جو دیکھنے والوں اور سننے والوں کے رونگٹے کھڑے کردیتی ہیں۔ غزہ کی بستی میں اسرائیلی درندگی کا شکار ہونے والا ایک بچہ ایسا بھی ہے جس کا پورا خاندان ہی موت کی نیند سلا دیا گیا اور وہ معصوم بھری دنیا میں اکیلا رہ گیا۔ معصوم بچے نے مقامی رپورٹر کو خود پر

بیتی وہ کہانی سنائی جس کو سن کر نرم دل تو کیا پتھر دل والا بھی پھوٹ پھوٹ کر روپڑے۔ خون آلود اور پٹیوں میں لپٹے خوبصورت چہرے والے بچہ نے بتایا کہ اسے اسرائیلی درندوں نے مارا، اس پر میزائل داغے۔ یہ کچھ دیر پہلے اپنی ماں کیساتھ تھا، اپنے بھائیوں اسین اور محمد کیساتھ تھا۔ صحافی نے پوچھا اب تمہاری ماں کہاں، روہانسی آواز میں جواب دیتا ہے مر گئی۔ اگلا سوال تھا، بھائی اسین کہاں ہے، جواب آیا وہ بھی مرگیا۔ آخری سوال تھا دوسرا بھائی محمد کہاں ہے، تکلیف دکھ اور آنسوؤں سے بھرا جواب آیا وہ بھی مرگیا۔ اس ننھے جگر گوشے کا سب کچھ اجڑ گیا۔ صحافی کی آواز بھی بھرا گئی اور معصوم کو اتنا ہی کہہ پایا کہ بیٹا پڑھو ''حسبی اللہ و نعم الوکیل''۔ ترک وزیر اعظم رجب طیب اردوان نے غزہ میں جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیلیوں نے ہٹلر کی بربریت کو مات دے دی۔ صہیونی ریاست میں کچھ لوگوں کی ذہنیت نازی رہنما ایڈولف ہٹلر سے ملتی ہے۔ اسرائیلیوں کا کوئی ضمیر، غیرت یا خودداری نہیں ہے وہ ہٹلر پر صبح شام لعن طعن کرتے ہیں مگر خود انہوں نے ہٹلر کی بربریت کو بھی مات دے دی ہے، اسرائیلی حملوں پر امریکا کیسے آنکھیں بند کرسکتا ہے، سلامتی کونسل کے رکن کی حیثیت سے اسے مناسب اقدام کرنا چاہیے۔ اسرائیل کی جانب سے غزہ پر جاری بمباری سے چھ سو سے زائد فلسطینی جاں بحق اور ہزاروں زخمی ہوئے ہیں۔ ہر آنے والے دن غاصب اسرائیلی فورسز کی جارحیت بڑھتی جارہی ہے مگر امریکہ و یورپ کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ اسرائیل فلسطینی مسلمانوں کی نسل

کشی کیلئے کیمیائی ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ فاسفورس بموں کا استعمال جنگی جرم اور بدترین دہشت گردی ہے۔ مہلک ہتھیاروں سے بچوں' عورتوں اور نوجوانوں کی نعشیں مسخ ہو رہی ہیں اور مسلم حکمرانوں نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم حکمران غزہ پر جاری اسرائیلی مظالم روکنے کیلئے مشترکہ حکمت عملی وضع کریں۔ امریکہ نے اسرائیل کو قتل عام' فساد اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ حکومت پاکستان او آئی سی اجلاس بلوانے میں کردار ادا کرے۔ مسلم ممالک پر مشتمل مضبوط دفاعی اتحاد بنایا جائے۔ اسی طرح اپنی اسلامی یونین بنائی جائے اور اپنی الگ اقوام متحدہ اور معاشی و دفاعی نظام تشکیل دیئے جائیں۔ پاکستان کے سوئے ہوئے حکمران فلسطین میں قتل عام کو روکنے کیلئے جرات اور غیر تمندی کا مظاہرہ کریں' وزیراعظم نواز شریف کو چاہئے کہ وہ تمام اسلامی ممالک کے راہنماؤں سے رابطہ کریں۔ فلسطین میں نہتے مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے اور کچھ بھی محفوظ نہیں ہے۔ فلسطین کے مسلمان اس وقت تمام عالم اسلام کی طرف مدد اور تعاون کیلئے دیکھ رہے ہیں لیکن فلسطینیوں کی لاشوں کے ڈھیر پر تمام عالم اسلام اور او آئی سی چپ ہے۔ اسرائیل کا فلسطینیوں کیخلاف موت اور خون کا کھیل پندرہویں روز میں داخل ہوگیا۔ غزہ میں پانی کا بحران شدید تر ہے جبکہ مرنے والوں کی تعداد چھ سو سے زیادہ ہو گئی ہے۔ تازہ حملے میں ستر مقامات کو نشانہ بنایا گیا جس میں پانچ مساجد اور اسٹیڈیم بھی تباہ کر دیے گئے۔ غزہ میں

ہر طرف ماتم ہی ماتم ہے، کہیں مائیں اپنے جگر گوشوں کی لاشوں پر بین کر رہی ہیں تو کہیں کوئی بہن اپنے ماں جائے کے لاشے پر آنسو بہا رہی ہے۔ غزہ میں تو جنگ بندی کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن شائد ہی اس بات سے کوئی باخبر ہو کہ وہاں نوے فیصد لوگ پینے کے پانی سے محروم ہیں۔اسرائیل معصوم فلسطینیوں کی نسل کشی کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ شارپ نیڈلز سمیت فاسفورس بم بھی گرائے جا رہے ہیں۔ ہزاروں لوگ زخمی ہیں، ڈاکٹرز نہیں، ایمبولینسس نہیں اور اسپتالوں کی حالت بھی بمباری کے باعث مخدوش ہو گئی ہے۔ اسرائیل کی جانب سے تازہ حملے میں ابو جام خاندان کے چھبیس افراد شہید کر دیے گئے جن میں سے اٹھارہ بچے تھے۔ دوسری جانب حماس کی جانب سے حملوں میں دو امریکی فوجیوں سمیت اٹھائیس صیہونی فوجی مارے گئے جن کی ہلاکت کی اسرائیل نے بھی تصدیق کر دی ہے۔ متحدہ عرب امارات نے غزہ میں تعمیر نو کے لئے چار کروڑ دس لاکھ ڈالر امداد کا اعلان کیا ہے۔ ترکی نے فلسطینیوں کی بڑی تعداد میں اموات پر ملک بھر میں تین روزہ سوگ کا اعلان کیا ہے۔ حماس کے رہنما اسماعیل ھانیہ نے کہا ہے کہ اسرائیل نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ امت مسلمہ کا دشمن ہے۔ اسرائیل نے غزہ میں معصوم بچوں اور خواتین کو نشانہ بنایا اور بربریت کی مثال قائم کر دی۔ اسرائیل نے نہتے لوگوں پر بمباری کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ امت مسلمہ کا دشمن ہے دنیا اسرائیلی جارحیت کو مانیٹر کرے اسرائیل کے ساتھ جھڑپوں کا مقصد مقبوضہ علاقہ کا محاصرہ ختم

کرانا ہے فلسطین کی آزادی تک لڑائی جاری رہے گی۔ فسلطینی عوام نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسرائیل سے ڈرنے والے نہیں ہیں اور مزید جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی کبھی دریغ نہیں کریں گے۔ اب جو بھی بات ہو گی وہ گزرگاہوں کی دوبارہ بحالی کے بعد ہو گی غزہ کے شہریوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے خون اور ہمت سے محاصرہ ختم کرائیں گے جنگ بندی کے لئے غیر مشروط مصری تجویز کو مسترد کرتے رہیں گے۔ اسرائیل نے مسجد اقصیٰ میں فلسطینیوں کے نماز ادا کرنے پر بھی پابندی لگادی۔ رمضان کا آخری عشرہ اور قبلہ اول میں نماز کی ادائیگی ہر مسلمان کی خواہش ہو سکتی ہے لیکن اسرائیل نے قبلہ اول کے دروازے فلسطینیوں پر بند کر دیئے ہیں۔ رمضان کے آخری عشرے میں قبلہ اول میں فلسطینیوں کی آمد میں اضافہ ہو جاتا ہے، اسرائیلی پابندی کے باعث فلسطینیوں نے نماز فجر قبلہ اول کے بیرونی راستوں پر ادا کی۔ قبلہ اول میں داخلے سے روکنے پر مسلمانوں اور اسرائیلی فوج کے درمیان تلخ کلامی کے واقعات بھی رونما ہوئے۔ پندرہ روز بعد اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون جنگ بندی کرانے آئے تو سیدھے اسرائیل پہنچے جہاں وہ مظلوم فلسطینیوں کے بجائے اسرائیل کے دکھوں کا رونا روتے رہے۔ پندرہ روز تک اسرائیل نہتے فلسطینیوں کے خلاف وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کرتا رہا۔ اسرائیلی طیاروں اور ٹینکوں نے غزہ کے کونے کونے میں تباہی مچادی۔ سیکڑوں فلسطینی شہید تو ہزاروں زخمی ہوئے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون

بیان پر بیان داغتے رہے۔ اسرائیلی مظالم انتہاء تک پہنچے تو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو ہوش آیا۔ بان کی مون بھی بھاگم بھاگ تل ابیب پہنچ گئے لیکن وہاں جا کر بھی بان کی مون کے منہ سے اسرائیلی وحشت اور بربریت کے خلاف ایک جملہ نہ نکلا۔ اسرائیلی وزیراعظم بینجمن نیتن یاہو کے سامنے وہ اسرائیلی مظالم کی مذمت کیا کرتے بلکہ الٹا حماس کے راکٹ حملوں کو کوستے رہے۔ بان کی مون امن کرانے آئے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہوتا وہ انصاف اور حق کی بات کرکے سچ کا علم بھی بلند کر جاتے۔

لیلۃ القدر ہزار راتوں سے بہتر رات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب پانے کے ارادے سے شب قدر میں قیام کیا، یعنی اسے ادائے فریضہ کے بعد نفل نمازوں اور ذکر و دعا میں گزارا تو اس کے تمام پچھلے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے۔ جس رات کی اتنی خوبیاں ہیں اسے پانے کے لیے ہمیں کچھ خاص کوشش اور جد وجہد بھی کرنی ہوگی، تبھی آپ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ اس رات کی کچھ علامتیں بھی بیان کی گئی ہیں، جنہیں دیکھ کر آپ کو اطمینان ہو سکتا ہے کہ آپ نے شب قدر پالی ہے۔ شبِ قدر کے گزرنے کے بعد والی صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے، تو قدرے سفید سا طلوع ہوتا ہے، جس کی روشنی میں تیز شعاعیں نہیں ہوتیں۔ یہ آخری دس دنوں کی کسی طاق رات میں واقع ہوتی ہے۔ اس کے لیے کسی خاص رات کی تحدید نہیں کی گئی ہے تاکہ آخری عشرہ میں قیام اللیل کرنے والا ہر شخص ان راتوں کو قیام اور ذکر و دعا کرتے ہوئے گزارے۔ اور رمضان کے نیک اعمال کے اجر وثواب کے ساتھ شب قدر کیاس مخصوص ثواب کا بھی وہ مستحق ہو جائے۔ یہ اللہ کی اپنے بندوں پر خصوصی مہربانی ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے اس مبارک مہینہ میں اپنے فریضے کی ادائیگی کی توفیق دی اور اس آخری عشرہ کے خیر وبرکت سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔ اس مبارک مہینے

کے ایام کم ہوتے جارہے ہیں۔ اسکی مبارک راتیں بھی ختم ہوتی جارہی ہیں۔ یہ دن اور یہ راتیں گویا اعمال کے لیے محفوظ تجوریاں اور محفوظ گودام گھر ہیں۔ یہ مبارک مہینہ، ربانی خزانہ لوٹنے کا موسم ہے، اس مہینے کے استقبال کرنیوالے نہ جانے وہ کتنے لوگ ہوں گے جو اسے پورا کرنے سے پہلے ہی گزر گئے اور اسے دوبارہ پانے کی امید کرنے والے نہ جانے کتنے لوگ تھے، جن کی یہ امید پوری نہ ہو سکی۔ انہوں نے اپنی موت اور اس کے انجام کے بارے میں کیوں نہیں غور کیا؟ اور اپنی امید کی فریب کاریوں اور اپنے نفس کے غرور کو کیوں نہیں پہچان سکے؟ رمضان المبارک کے آخری دس دن ایسے ایام ہیں جن کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے۔ اس سے قبل کے بیس دن کے اوقات، نماز اور نیند میں ملے جلے گزارتے تھے لیکن جب یہ آخری دس دن آجاتے تھے، تو کمر کس لیتے تھے، عبادت میں زیادہ محنت کرتے تھے اور تہبند کا گرہ سخت کرلیتے تھے، اپنے بستر چھوڑدیتے تھے، اپنے بال بچوں کو عبادت کے لیے جگاتے تھے، اپنی لخت جگر بیٹی فاطمہ اور اپنے پیارے داماد علی رضی اللہ عنہما کا دروازہ یہ کہہ کر کھٹکھٹاتے تھے کہ (کیا تم لوگ اٹھکر نماز نہیں پڑھوگے) کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب رمضان المبارک کے دس دن باقی رہ جاتے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل وعیال میں سے جو لوگ بھی قیام اللیل کی صلاحیت رکھنے والے تھے، کسی کو بھی قیام اللیل کی نماز کے لیے جگانے سے نہیں چھوڑتے تھے؟ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل وعیال کو ماہ رمضان

کے آخری دس دن کے ان خصوصی فضائل وخیرات میں حصہ لینے کے لیے گھر گھر جاکر جگاتے اور تنبیہ فرماتے تھے، تو ہمیں سوچنا اور عزم کرنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اُسوہ ونمونہ پر عمل کرنے کے لیے خود اپنے اور اپنے اہل وعیال کے سلسلے میں کیا طریقہ اپنایا جائے؟اس وقت ماہ رمضان کے ان دس ایام سے گزر رہے ہیں، جن میں ہزار راتوں سے بہتر رات "شب قدر" گزرنے کے ساتھ اس میں ایک ایسی محبوب سنت بنام "اعتکاف" مشروع کی گئی ہے جو مسجد جیسی مبارک جگہ کے علاوہ اور کہیں انجام نہیں دی جاسکتی، جب کوئی شخص اعتکاف کرتا ہے، تو وہ اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت اور اس کی یاد میں مصروف رکھتا ہے، اور اسے دیگر ہر قسم کی مشغولیت سے منقطع کرلیتا ہے، اور دل وجان سے اپنے رب کی اطاعت پر اور رب سے قریب کرنے والی چیز پر جم جاتا ہے۔اعتکاف کے معنی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ خالق سے تعلق جوڑنے کے لیے مخلوقات سے تعلقات منقطع کرلیے جائیں۔ایک معتکف کے لیے اللہ کی معرفت اور اس کی محبت قوی ہوجاتی ہے، جو اس کے اندر اللہ کی اطاعت اوراللہ پر توکل کا جذبہ پیدا کردیتی ہے۔پاکستان سمیت دنیا بھر میں مسلمان اعتکاف بیٹھتے ہیں،جماعۃالدعوۃ کے زیر اہتمام جامع مسجد القادسیہ چوبرجی میں گزشتہ برسوں کی طرح امسال بھی 3 ہزار سے زائد مرد وخواتین نے اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔اس سلسلہ میں وسیع پیمانے پر تیاریاں وانتظامات کئے گئے ہیں۔جماعۃالدعوۃ کی طرف سے سکیورٹی کے انتہائی سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ تمام افراد کی مکمل جانچ پڑتال کے بعد

انہیں اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔ مرکز کے سکیورٹی انتظامات کیلئے خفیہ کیمرے بھی نصب کئے گئے ہیں۔ معتکفین کیلئے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں پر بستیاں بنائی گئی ہیں۔ جامع مسجد القادسیہ میں نماز تراویح قاری عبدالودود عاصم پڑھا رہے ہیں۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جامع مسجد القادسیہ چوبرجی میں تفسیر قرآن بیان کرتے ہیں۔ یکم سے 20 رمضان المبارک تک جماعۃالدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ عبدالغفار المدنی نے نماز تراویح میں پڑھے گئے قرآن پاک کی تفسیر بیان کی۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہوتے ہی جامع مسجد القادسیہ کی رونقیں دوبالا ہو جاتی ہیں۔ طاق راتوں میں خاص طور پر یہاں تل دھرنے کو جگہ نہیں ہوتی۔ شہر بھر سے ہزاروں افراد پاکستان کے نامور قاری عبدالودود عاصم کی امامت میں نماز تراویح ادا کرنے اور امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید کی جانب سے تراویح میں پڑھے گئے قرآن پاک کی تفسیر سننے کیلئے آتے ہیں۔ مرکز القادسیہ میں اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت پسند تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا معاملہ رمضان کے مہینے میں اور بھی زیادہ بڑھ جاتا تھا، جب جبریل علیہ السلام ہر رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرکے قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ جبریل علیہ

السلام کی ملاقات کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیرات کرنے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی معلوم ہوتے تھے۔ اگر لوگوں کو رمضان مبارک میں نیکیاں انجام دینے کے اجر عظیم اور اس کے ثواب کثیر پر یقین ہوجائے ، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان ہوا ہے، تو وہ لوگ فقراء ومحتاجین کو صدقات وزکاۃ الفطر ادا کرنے کی دل کھول کر کوشش کریں گے۔ اپنے نفس کے لیے بھلائی کے کام انجام دیتے رہیں گے، اور اپنے نبی کی تعلیمات کو ایک ایسی زندہ امت کی طرح اہمیت دیں گے جو علم حاصل کرکے اس پر عمل کرتی ہے، اور نیکی ، سلامتی وپاکیزگی کے اعتبار سے، اعمال کے ثمرات کی مستحق ہوتی ہے۔

ضرب عضب پر بلاجواز امریکی اعتراضات

پاک فوج کا شمالی وزیرستان میں دہشتگردوں کے خلاف آپریشن ضرب عضب جاری ہے اور شمالی وزیرستان کے لاکھوں بے گھر افراد کی مدد کے لیے قومی سطح پر خصوصی مہم چلائے جانے کی اشد ضرورت ہے ایسے وقت میں ملک کی سیاسی قیادت بیرون ملک روانہ ہو گئی ہے حکومت اور اپوزیشن کی اعلیٰ قیادت پاکستان میں موجود نہیں۔

وزیراعظم نواز شریف، وزیر خزانہ اسحاق ڈار کے ساتھ عمرے کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب میں موجود ہیں، جہاں وہ رمضان کا آخری عشرہ گزاریں گے۔ وفاقی وزیر برائے ترقی و منصوبہ بندی احسن اقبال پہلے ہی اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے سعودی عرب جا چکے ہیں۔ سابق صدر آصف علی زرداری اپنے بچوں کے ساتھ دبئی میں ہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے حالیہ دنوں میں باقاعدگی کے ساتھ لندن کے دورے کیے ہیں اور 2 دن قبل ہی پاکستان لوٹے ہیں۔ عمران خان اپنی فلاحی اداروں کے لیے چندہ جمع کرنے اور چند دیگر تقریبات میں شرکت کے لیے برطانیہ گئے تھے۔ جے یو آئی ایف کے مولانا فضل الرحمان بھی سعودی عرب چلے گئے ہیں۔ حزبِ اختلاف کے رہنما اپنی غیر موجودگی کے حوالے سے خود کو اس تنقید سے کیسے دور رکھ سکتے ہیں، اگرچہ جمہوریت مستحکم ہے، تاہم ان کے لیے وضاحت کرنا مشکل ہوگا کہ جب ملک کو بحرانی کیفیت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا تو وہ

منظر سے غائب تھے۔ وزیراعظم کے میڈیا آفس کے مطابق سعودی عرب میں چھ راتیں قیام کریں گے۔ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن شروع ہونے کے بعد پاکستان آج تغیر پذیر حالات کا سامنا کر رہا ہے۔ اس آپریشن کے نتیجے میں دس لاکھ کے قریب لوگوں کو نقل مکانی پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سویلین حکومت نے آپریشن ضربِ عضب کے سلسلے میں سب کچھ فوجی اسٹیبلشمنٹ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ تاملک میں سیکیورٹی کے بحران کو دیکھتے ہوئے اس سال وزیراعظم کو ملک میں رہنے کو ترجیح دینی چاہیے تھی۔ افغانستان کے لیے نئے امریکی فوجی کمانڈر جنرل جوزف ڈینفرڈ نے کہا ہے کہ پاکستان کی فوج کے شمالی وزیرستان میں جاری آپریشن سے امریکی توقعات پوری نہیں ہوئی ہیں کیونکہ وہاں موجود حقانی نیٹ ورک کے خلاف یہ آپریشن کارگر ثابت نہیں ہوا۔ امریکی کانگریس میں بیان دیتے ہوئے جنرل جوزف ڈینفرڈ نے کہا کہ پاکستان نے شمالی وزیرستان میں آپریشن شروع کر دیا ہے اور وہ کئی سالوں سے ایسا کرنا چاہ رہے تھے۔ ہماری معلومات کے مطابق انھیں پاکستانی طالبان اور ازبک شدت پسندوں کے خلاف کچھ حد تک کامیابی بھی ملی ہے، تاہم حقانی نیٹ ورک کے خلاف وہ کامیابی نہیں ملی جو ہم دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن حقانی نیٹ ورک کی کارروائیوں میں اس حد تک ضرور خلل پڑا ہے کہ ان کو میران شاہ میں اپنے ٹھکانوں سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ امریکہ آج بھی حقانی نیٹ ورک کو مہلک قوت تصور کرتا ہے۔ افغانستان نے بھی شمالی وزیرستان میں جاری فوجی آپریشن ضرب عضب کو ناقابل

قبول قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس آپریشن میں حقانی نیٹ ورک کو نشانہ نہیں بنایا جارہا ہے اور یہ آپریشن ضرب عضب صرف پاکستانی طالبان کے خلاف استعمال ہو رہا ہے، بلا تفریق کارروائی کی جائے۔ وزیر اعظم کے معاون خصوصی برائے خارجہ امور طارق فاطمی نے امریکا پر واضح کر دیا کہ شمالی وزیرستان آپریشن بلا امتیاز کیا جا رہا ہے پاکستان ایک متحد اور مستحکم افغانستان دیکھنے کا خواہاں ہے پاکستان افغان معاملات پر کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ شمالی وزیرستان آپریشن میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہر دہشت گرد چاہے اس کی کوئی بھی شناخت ہو یا کوئی بھی قومیت ہو انہیں فوجی آپریشن میں نشانہ بنایا جائے گا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ امریکا ایساف ، نیٹو اور افغان فورسز بارڈر کی دوسری طرف بھی اس قسم کی کارروائی کریں گی۔ شمالی وزیرستان میں افواج پاکستان کا دہشت گردوں کے خلاف جاری آپریشن میں ان تک 500 سے زائد دہشت گردوں کو ہلاک کیا جا چکا ہے جبکہ اس دوران پاک فوج کے 34 جوانوں نے بھی جام شہادت نوش کیا ہے۔ آپریشن ضرب عضب کے دوران تیس دہشتگردوں نے خود کو قانون کے حوالے کیا ہے۔ مسلح افواج نے ارض پاک کو دہشتگردوں سے پاک کرنے کیلئے کارروائی کا آغاز پندرہ جون کو کیا تھا جیٹ طیاروں کی بمباری اور زمینی کارروائیوں میں اب تک پانچ سو سے زائد دہشتگرد مارے جا چکے ہیں جبکہ آپریشن ضرب عضب کے دوران چونتیس جوانوں نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ مسلح افواج کی طرف سے جاری بیالیس روز سے جاری کارروائیوں کے دوران میران شاہ سے متعدد

بارودی فیکٹریاں پکڑی گئیں جبکہ دہشتگردوں کے سیکڑوں ٹھکانے بھی نیست و نابود کر دیئے گئے ہیں افواج پاکستان میران شاہ، دیگان اور بویا کو کلیئر کرا چکی ہیں، میر علی میں دہشتگردوں کا محاصرہ جاری ہے۔ آپریشن ضرب عضب کے دوران تیس دہشتگردوں نے خود کو قانون کے حوالے کیا۔ زمینی آپریشن کے دوران پاک فوج کو بعض مقامات پر مزاحمت کا سامان بھی کرنا پڑا تاہم جونوں نے اس دوران اپنی تمام تر پیشہ وارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے توقع سے زیادہ کامیابیاں حاصل کیں۔ بنوں میں شمالی وزیرستان سے نقل مکانی کرنے والے افراد کی آمد سے مقامی سطح پر سہولیات کی کمی نے صورت حال کو گھمبیر بنا دیا۔ بنوں کی 12 لاکھ کی آبادی میں لاکھوں افراد کے اضافے سے صحت کے شعبے پر بوجھ بڑھ گیا۔ 9 لاکھ 92 ہزار 649 نے شمالی وزیرستان سے ملک کے مختلف اضلاع میں نقل مکانی کی ہے لیکن 80 فیصد بے گھر افراد بنوں میں رہائش پذیر ہیں جس سے مقامی سطح پر مختلف سہولیات کے حوالے سے بوجھ بڑھ گیا ہے ہزاروں کے تعداد میں خاندان طبّی سہولیات کے حوالے سے سرکاری ہسپتالوں میں پہنچ رہے ہیں کیونکہ حکومت کی طرف سے اعلان کر دیا گیا ہے کہ آئی ڈی پیز سرکاری ہسپتالوں میں علاج و معالجے کے لئے رابطہ کر سکتے ہیں سرکاری سطح پر ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور دیگر عملے کی تعداد میں اضافے کے باوجود سہولیات انتہائی کم ہیں دوسری جانب وبائی امراض سے بچاؤ کے لئے بھی سرکاری سطح پر ویکسینیشن جبکہ پولیو سے بچاؤ کے قطرے بھی پلائے جا چکے ہیں عالمی ادارہ

صحت کی طرف سے 3 لاکھ 24 ہزار افراد کے لئے ادویات فراہم کی جا چکی ہیں۔صوبہ خیبر پختونخوا کے قبائلی علاقے شمالی وزیرستان کے عمائدین نے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ آپریشن ضرب عضب کے نتیجے میں قبائلی عوام کو پہنچنے والے نقصانات کا ازالہ کریں، تاکہ بے گھر ہونے والے افراد جلد از جلد اپنے آبائی علاقے کو واپس جا سکیں۔قبائلی عمائدین نے ایک جرگے کے دوران یہ مطالبہ کیا۔جرگے میں اتمانزئی وزیر، داور، موسا کئی، ہسو خیل، درپاخیل، زراکی اور شمالی وزیرستان کے دیگر قبائل کے عمائدین نے شرکت کی۔ قبائلی عوام عزت دار لوگ ہیں اور ان کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کیا جانا چاہیے۔ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ وہ بے گھر ہونے والی خواتین کو امدادی سامان دینے کے لیے علیحدہ سے انتظامات کرے گی، لیکن وہ اپنے وعدے کی پاسداری میں ناکام رہی ہے۔جماعۃ الدعوۃ کے رفاہی ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے وزیرستان متاثرین میں سروے کے بعد بیوگان کی مالی امداد شروع کر دی، متاثرین کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کے لئے بچوں میں کپڑے بھی تقسیم کئے گئے۔بنوں لاری اڈہ و دیگر مقامات پر جماعۃ الدعوۃ کے دستر خوان پر ہزاروں متاثرین کے لئے سحری و افطاری کا انتظام کیا جاتا ہے۔متاثرہ خاندانوں میں خشک راشن کی تقسیم کا سلسلہ بھی جاری ہے،جماعۃ الدعوۃ کے رضاکاروں نے متاثرہ خاندانوں کی سروے کے بعد لسٹیں بنائی ہیں ان لسٹوں کے ذریعہ امدادی سامان تقسیم کیا جا رہا ہے، گزشتہ روز بنوں میں 20 بیوگان میں پانچ پانچ ہزار روپے نقد تقسیم

کئے گئے جبکہ اس سلسلہ کو مزید بڑھایا جائے گا۔ بچوں کے لئے آٹھ لاکھ روپے مالیت کے سلے ہوئے کپڑے تقسیم کئے گئے جبکہ انتہائی غریب خاندانوں میں ضروری برتن بھی تقسیم کئے گئے، بنوں میں مرکزی ریلیف کیمپ قائم کیا گیا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کے رضاکار خدمت انسانیت کے جذبے سے سرشار چوبیس گھنٹے امدادی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔ پاک فوج کی انجینئرنگ ڈویژن کے جی او سی میجر جنرل اختر جمیل رانے کہا ہے کہ شمالی وزیرستان سے نقلِ مکانی کرنے والے آئی ڈی پیز کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے گئے ہیں۔ ضلع بنوں میں قائم کیمپوں میں چھ لاکھ کے قریب متاثرہ افراد آئے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی بھوکا نہیں سویا۔ آئی ڈی پیز میں شامل بچوں کے لیے اسکول بھی قائم کیے جارہے ہیں، جبکہ کیمپوں میں موجود آئی ڈی پیز مطمئن ہیں۔ آئی ڈی پیز کے کیمپ میں سیوریج کی سہولت فراہم کی جارہی ہیں۔ آئی ڈی پیز کی حفاظت کے لئے ضلع بنوں میں تقریبا ایک ہزار فوجی اہلکار تعینات کیے گئے ہیں۔ آپریشن ضربِ عضب کی تکمیل کے بعد شمالی وزیرستان میں تعمیرِ نو کی جائے گی۔

اسرائیلی بربریت کے خلاف جماعۃ الدعوۃ کا تحریک کا اعلان

اسرائیل کی جانب سے فلسطین میں بدترین مظالم پر پوری امت مسلمہ شدید کرب میں مبتلا ہے۔ آٹھ سال سے غزہ کی ناکہ بندی کرکے اسے دنیا کی سب سے بڑی جیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ امریکہ، برطانیہ، اقوام متحدہ اور دیگر مغربی ممالک سے ہمیں کوئی توقع نہیں تاہم مسلم ممالک کے حکمرانوں کی اسرائیلی بربریت پر خاموشی انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ابھی تک صرف پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف اور سعودی عرب کے شاہ عبداللہ کا فلسطینیوں پر مظالم کے حوالہ سے بیانات سامنے آئے ہیں مگر صرف مذمتی بیانات کافی نہیں ہیں جس طرح ذوالفقار علی بھٹو نے اسلامی کانفرنس بلائی تھی اسی طرح نواز شریف کو بھی چاہیے کہ وہ سعودی عرب سمیت تمام مسلم ممالک کے سربراہان کو جمع کرکے مظلوم فلسطینیوں کو غاصب اسرائیل کے مظالم سے نجات دلانے کیلئے بھرپور کردار ادا کریں اور پورے عالم اسلام میں زبردست بیداری کی لہر پیدا کی جائے۔ 25 روز میں شہید ہونے والے فلسطینیوں کی تعداد 1555 ہو گئی۔ حماس کے سربراہ خالد مشعل نے کہا ہے کہ فلسطینی عوام جنونی یا بنیاد پرست نہیں بلکہ اپنی سرزمین پر قابضین کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ فلسطینی اپنے ہمسایوں کے ساتھ قبضے کی حالت میں نہیں رہ سکتے ہم یہودیوں، عیسائیوں، عربوں اور

غیر عربوں سب کے ساتھ اکٹھا رہنے کو تیار ہیں لیکن قابضین کے ساتھ رہنے کے لئے تیار نہیں۔ سعودی عرب کے شاہ عبداللہ نے اسرائیلی جارحیت پر اپنے ویڈیو پیغام میں کہا ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف جنگی جرائم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ انہوں نے اسرائیلی حملوں پر عالمی برادری کی خاموشی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ غزہ پر اسرائیلی حملوں پر عالمی برادری کی خاموشی جنگی جرم ہے۔ مسلمان ممالک اور سکالرز اسلام کو دہشت گردوں کے ہاتھوں ہائی جیک ہونے سے روکیں۔ غزہ کے نہتے شہریوں پر اسرائیلی حملے جنگی جرم ہے، دہشت گردی کے خاتمے کیلئے سب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا چاہئے۔ دونوں فریقین اپنے رویئے پر نظرثانی کریں، صورتحال بہتر نہ ہوئی تو آنے والی نسلوں کو انسانیت پر بھروسہ نہیں رہے گا۔ جماعۃالدعوۃ پاکستان نے بھی اسرائیلی بربریت کے خلاف ملک گیر تحریک کا آغاز کر دیا ہے۔ اتوار تین اگست کو ناصر باغ سے مسجد شہداء مال روڈ تک تاریخی یکجہتی فلسطین کارواں ہو گا۔ کارواں اور اس کے اختتام پر منعقدہ جلسہ عام میں ملک بھر کی مذہبی و سیاسی قیادت شریک ہو گی۔ 8 اگست جمعہ کو اسرائیلی بربریت کے خلاف یوم احتجاج منایا جائے گا۔ لاہور سمیت ملک بھر میں ضلعی و تحصیلی سطح پر احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کا انعقاد کیا جائے گا۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا ہے کہ پاکستان، سعودی عرب اور دیگر مسلم ممالک اسرائیل کو ڈیڈ لائن دیں کہ اگر اس نے فلسطین پر جارحیت بند نہ کی تو اس کے خلاف فوجی کاروائی سے بھی

گریز نہیں کیا جائے گا۔ نواز شریف اسلامی سربراہی کانفرنس بلا کر مسلم ممالک کے سربراہان کو جمع کریں اور غزہ کی ناکہ بندی ختم کروانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔ تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں باہمی اختلافات ختم کرکے مظلوم فلسطینی بھائیوں کی مدد کا فریضہ سرانجام دیں۔ غزہ کے مظلوم مسلمانوں نے پاکستان اور اس کی فوج کو مدد کیلئے پکارا ہے۔ اگرچہ اس وقت پاکستانی فوج شمالی وزیرستان آپریشن میں مصروف ہے اور بیرونی قوتوں نے وطن عزیز پر پراکسی وار مسلط کر رکھی ہے لیکن اس کے باوجود پاکستانی فوج اللہ کے فضل و کرم سے اس قابل ہے کہ وہ ان مشکل حالات کے باوجود مظلوم فلسطینی بھائیوں کی مدد کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ جب کسی علاقہ کے مظلوم مسلمان مدد کیلئے پکاریں تو ان کی مدد کیلئے پہنچو اور اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو ساری زمین فتنہ و فساد سے بھر جائے گی۔ ہم قرآن کے اس حکم کو خاص طور پر پاکستان اور پھر پوری دنیا کے حکمرانوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے اپیل کرتے ہیں کہ وہ غزہ کے مسلمانوں کو مظالم سے نجات دلانے کیلئے اپنے فرض کو یاد رکھیں۔ یہ صرف جماعۃالدعوۃ کا نہیں پوری امت کے دفاع کا مسئلہ ہے۔ ہم حکومت پاکستان اور تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ باہمی اختلافات ختم کر دیں۔ غزہ کے مظلوم مسلمانوں کا خون ہمیں پکار رہا ہے۔ سب سیاسی مسئلے بعد میں ہیں' ہمیں سب سے پہلے اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اگر ہم خود اکٹھے نہیں ہوں گے عالم

اسلام کو ہم کیسے اتحاد کی دعوت دے سکتے ہیں؟ہم اپنا فرض ادا کریں گے تو دنیا کی سب سے بڑی جیل ٹوٹے گی اور اسرائیل کی درندگی ختم ہو گی۔ جماعۃالدعوۃ نے فلسطین کے مسئلہ پر ملک بھر کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کو ساتھ ملا کر بھرپور تحریک چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں لاہور سمیت ملک بھر کے تمام ضلعی و تحصیلی مقامات پر احتجاجی مظاہروں و ریلیوں کا انعقاد کیا جائے گا اور عوام میں شعور بیدار اور حکمرانوں پر دباؤ بڑھایا جائے گا کہ وہ اپنی ذمہ داری ادا کریں۔جب تک عالم اسلام میں زبردست اتحاد کی قوت پیدا نہیں ہوتی اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کا مسئلہ حل نہیں ہوتا جماعۃالدعوۃ ملک گیر سطح پر بھرپور احتجاج کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے 1938ء کا خطبہ آج بھی ریکارڈ پر ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اگر وہ اسرائیل جارحیت سے باز نہیں آتا تو ہندوستانی مسلمان مظلوم فلسطینیوں کی مدد کیلئے پہنچیں گے۔ مسلم لیگ (ن) اور اس کی قیادت خود کو قائد اعظم کی وارث سمجھتی ہے انہیں مسئلہ فلسطین کے حوالہ سے ان کے پروگرام پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ فلسطینی بھائیوں پر جب کبھی مشکل حالات پیش آئے پاکستان نے ہمیشہ ان کی مدد کی ہے۔ آج بھی ہمیں اسرائیلی بربریت کو سامنے رکھ کر ان کی بھرپور مدد کرنی چاہیے۔ جماعۃ الدعوۃ نے فلسطین پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف ملک گیر تحریک کے مسئلہ پر مسلم لیگ ن)، مسلم لیگ (ق)، تحریک انصاف سمیت تمام سیاسی، مذہبی و سماجی جماعتوں سے) رابطے کئے ہیں

اور یہ سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہم اس مسئلہ پر سب کو متحد کرکے مضبوط آواز بلند کرنا چاہتے ہیں۔ مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی مدد کیلئے سامان پہنچانا بھی جماعۃ الدعوۃ کے پروگرام میں شامل ہے تاہم اس کیلئے سب سے پہلے اسرائیل کی ناکہ بندی ختم کروانا ضروری ہے۔ پاکستانی میڈیا اسرائیلی بربریت کے خلاف بے حسی کے خاتمہ کیلئے بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کو بھی یہی کردار ادا کرنا چاہیے۔ اسرائیلی جارحیت کے خلاف دنیا بھر میں مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ امریکہ میں سینکڑوں افراد نے نیویارک کی ایک اہم شاہراہ پر جمع ہو کر غزہ میں صہیونی جارحیت اور فلسطین کے مظلوم عوام کے وحشیانہ قتل عام کے خلاف مظاہرہ کیا۔ برطانوی رکن پارلیمنٹ ڈیوڈ وارڈ نے غزہ میں بمباری پر ایک بار پھر اسرائیل کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ سماجی رابطے کی ویب سائٹ پر ڈیوڈ وارڈ نے پیغام لکھا ہے کہ اسرائیل کو گھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نسلی تعصب کے خلاف اسرائیل کی مصنوعات کا بائیکاٹ کردیا جائے۔

آزادی مارچ، سیاست کی بجائے مفاہمت ضروری

اگست کا مہینہ آزادی ،اور قیام پاکستان کا مہینہ ہے لیکن اس سال سیاسی جماعتوں نے اس ماہ کو بھلا دیا اور سب انقلاب انقلاب کے نعرے لگا کر اپنے اپنے مفادات کے لئے نکل چکے ہیں، پاکستان میں اسوقت ضرب عضب جاری ہے،افواج پاکستان کے بہادر جوان ملک دشمن عناصر کی سرکوبی کر رہے ہیں ایسے وقت میں تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کو ضرب عضب کا بھرپور ساتھ دینا چاہئے تھا لیکن تحریک انصاف کو ایک سال بعد دھاندلی یاد آئی اور طاہر القادری بھی انقلاب کے چکر میں ہیں،گیارہ اگست کو انقلابی مارچ کا اعلان کیا تھا مگر حکومت نے جناب قادری کو ماڈل ٹاؤن میں ہی کینٹینرز لگا کر محصور کر دیا ویسے بھی انہیں کینینٹرز انقلاب کا شوق تھا جو حکومت نے بخوشی پورا کر دیا، پنجاب بھر میں راستے بند ہونے سے عوامی تحریک کے کارکنان ایسا انقلاب لائے کہ کراچی کی یادیں تازہ ہو گئیں،لندن میں بیٹھے بابا اور کینڈا سے آئے علامہ میں کافی چیزیں مشترک نظر آ رہی ہیں جو کراچی میں ہوتا ہے کل وہ پنجاب میں ہوا۔اطلاعات کے مطابق عوامی تحریک کے کارکنوں کے تشدد سے بھیرہ میں ایک اہلکار جاں بحق ہو گیا جبکہ لاہور میں عوامی تحریک کے کارکنوں سے تصادم کے دوران بیہمانہ تشدد سے شدید زخمی ہونے والا پولیس کانسٹیبل دم توڑ گیا۔

متوفی چار بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا اور اس کی 4 ماہ قبل شادی ہوئی تھی۔ کوٹ لکھپت پولیس سٹیشن میں تعینات کانسٹیبل اشرف نارووال کا رہائشی تھا اور دوران ڈیوٹی جمعہ کی رات عوامی تحریک کے کارکنوں کے پتھراؤ سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اسے جنرل ہسپتال منتقل کیا گیا اور گذشتہ روز کانسٹیبل اشرف زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ اہلکار اشرف کا والد درخواست لیکر تھانے پہنچ گیا۔ اس کا مؤقف تھا کہ میرے بیٹے کو طاہر القادری کے ساتھیوں نے تشدد سے قتل کیا ہے اس لئے طاہر القادری پر قتل کا مقدمہ درج کیا جائے۔ اس کی درخواست پر طاہر القادری اور انکے ساتھیوں پر مقدمہ درج کر لیا گیا۔ شیخوپورہ میں عوامی تحریک کے کارکنوں اور پولیس میں تصادم ہوا۔ عوامی تحریک کے کارکنوں نے مسافر گاڑیوں کے شیشے توڑ دیئے، پولیس نے 10 خواتین سمیت 40 افراد کو حراست میں لے لیا۔ لاہور میں عوامی تحریک کے کارکنوں نے 6 جبکہ اٹک، جہلم، چکوال میں 19 پولیس اہلکار یرغمال بنائے گئے۔ بھیرہ میں عوامی تحریک کے تشدد سے زخمی ہونے والے 2 اے ایس آئیز کو الائیڈ ہسپتال فیصل آباد منتقل کر دیا گیا۔ وزیر اعظم میاں نواز شریف نے تحریک انصاف کو مذاکرات کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں انقلاب کے نام پر فساد قابل قبول نہیں، قانون کی بالادستی اور جمہوریت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ عمران خان اپنے مطالبات کے ساتھ ہم سے بات کریں، اسوقت ملک کسی بھی لانگ مارچ کا متحمل نہیں ہو سکتا، 10 حلقوں میں دوبارہ گنتی کیلئے کوئی بھی فارمولا تلاش

کرنے کیلئے تیار ہیں، پی ٹی آئی کے مطالبات پر بغیر ہچکچاہٹ بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ کسی کی بھی جائز شکایت سننے کو تیار ہیں، جو کہتے ہیں ہم انقلاب لائیں گے پہلے بتائیں کہ انقلاب کیا ہے، سیاست بہت ہو چکی اب ملک کو مسائل سے نکالنا ہوگا، کوئی مسئلہ عدالتوں کا ہے تو عدالتوں سے رجوع کیا جائے، حکومت توانائی بحران کیخلاف جہاد کر رہی ہے، وزیراعظم ہاوس میں قومی سلامتی کانفرنس سے خطاب میں نواز شریف نے کہاکہ آئین اور قانون کی بالادستی پر کوئی آنچ نہیں آنے دینگے۔ قومی سلامتی کانفرنس میں سندھ، بلوچستان کے وزراء اعلیٰ، چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف، ڈی جی آئی آیس آئی لیفٹیننٹ جنرل ظہیر اسلام، وزیر دفاع خواجہ آصف، وزیر خزانہ اسحاق ڈار، وزیر اطلاعات ونشریات سنیٹر پرویز رشید، اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ، امیر جماعت اسلامی سراج الحق، پختونخوا ملی عوامی پارٹی کے سربراہ محمود خان اچکزئی، اے این پی کے مرکزی رہنما حاجی غلام احمد بلور، سینٹر افراسیاب خٹک، قائد ایوان راجہ ظفرالحق، سنیٹر رضا ربانی، جمعیت علما اسلام (ف) کے امیر مولانا فضل الرحمٰن، پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما امین فہیم اور متحدہ قومی موومنٹ کے وفد نے بھی شرکت کی۔ تحریک انصاف نے قومی کانفرنس کا بائیکاٹ کیا اور تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے کہاکہ آزادی مارچ کیلئے پوری تیاری کر لی ہے۔ وزیراعظم سے ملاقات اب 14 اگست کے بعد ہی ہوگی کارکنوں پر گولی چلی تو ذمہ دار حکومت ہوگی، نہتے افراد پر ظلم کرنے والوں کو نہیں

چھوڑوں گا۔ میں نے کوئی پیغام سراج الحق کے ذریعے حکومت کو نہیں بھیجا۔ ہمیں روکنے والا غیر جمہوری اقدامات کریگا جو نواز شریف کے ساتھ ہوگا وہ انکا درباری کہلائے گا۔ میرے پاس مذاکرات کیلئے کوئی نہ آئے میں فیصلہ کرچکا ہوں اگر مجھے کچھ ہوا تو ذمے داری نواز شریف پر ہوگی۔ کارکنوں سے کہتا ہوں کہ مجھے کچھ ہوا تو نواز شریف سے بدلہ لیں۔ حکومت سے مذاکرات کا وقت ختم ہوگیا، شریف بادشاہت کا خاتمہ کریں گے، کسی کا درباری نہیں جو حاضر ہوجاؤں۔ عمران خان نے وزیراعظم نواز شریف کی دس حلقوں میں دوبارہ گنتی کے حوالے سے مذاکرات کی دعوت کو یکسر مسترد کردیا اور کہا کہ سکیورٹی کے حوالے سے بلائی گئی میٹنگ کو وزیراعظم کو سیاسی طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم 14 ماہ سے چار حلقوں کی بات کررہے تھے اگر وہ انہیں کھول دیتے تو ہم تمام تر نتائج قبول کرلیتے۔ انہیں آخر اب تک کیوں خیال نہیں آیا، عدلیہ، پارلیمنٹ اور دیگر ہر دروازے پر ہم گئے اور اب مذاکرات کا وقت ختم ہوگیا ہے۔ حکمران جتنے مرضی کنٹینر لگالیں۔ تھانوں میں لوگوں کو ڈالیں یا دیگر غیر جمہوری ہتھکنڈے استعمال کریں ہمارا مارچ ہوکر رہیگا۔ 14 اگست کو میں خود قیادت کرونگا۔ ہم انکی مذاکرات کی پیشکش کو مسترد کرتے ہیں۔ تمام جماعتوں کو مارچ میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں۔ حکمران جمہوریت کی آڑ میں بادشاہت کررہے ہیں، ہمارے ساتھ عوام ہیں اسلئے حکمران ڈر رہے ہیں۔ عوام کو پٹرول نہیں مل رہا۔ تحریک انصاف کا وفد عوامی تحریک سے ملنے جائیگا۔ حکمرانوں کی

ٹانگیں کانپ رہی ہیں مارچ کامیاب ہو چکا۔ طاہر القادری کو گرفتار کیا گیا تو کسی صورت قبول نہیں کرینگے۔ تحریک انصاف کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر شیریں مزاری نے وزیراعظم نواز شریف کے قومی سلامتی کانفرنس میں بیان پر شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے اور واضح طور پر کہا ہے کہ تحریک انصاف نے 10 حلقوں میں نتائج کی دوبارہ جانچ پڑتال سمیت وفاقی حکومت سے مفاہمت کی کوئی تجویز پیش نہیں کی۔ وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے قومی سلامتی جیسے حساس معاملے کو سیاسی پوائنٹ سکورنگ اور تصویر کشی کیلئے استعمال انتہائی غیر ذمہ دارانہ اقدام ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ تحریک انصاف کا آزادی مارچ ضرور منعقد ہو گا جس میں مطالبات پیش کئے جائیں گے۔

ملک خونی انقلاب کا متحمل نہیں

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ قوم کو تاریکی کی جانب دھکیلنے والے ناکام ہوں گے ، ہمارے دور میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ مارشل لا جب بھی آیا تباہی ساتھ لایا، ماضی میں بجلی کی قلت پوری کرنے کے لیے اقدامات نہیں کیے گئے۔ خیبر پختونخوا حکومت بتائے کہ ترقی کے میدان میں کتنا آگے نکل گئی ہے ، پاکستان کی ترقی کی بات کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ احتجاج کی باتیں کرنے والے پاکستان کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر ہماری کسی پالیسی میں گڑبڑ ہے تو ہمیں بتاؤ۔ عمران خان بلائیں گے تو دوبارہ ان کے گھر جاؤں گا۔ جمہوریت کا تسلسل برقرار رہا تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ ملک کو دہشتگردی کی جنگ میں دھکیلنے والوں کا احتساب ہونا چاہیئے۔ احتجاج کرنے والے بتائیں کہ وہ کون سا ایجنڈا لے کر آئے۔ جمہوری سوچ رکھنے والا ملک میں امن اور ترقی چاہتا ہے۔ دہشتگردی کے خلاف جنگ میں 100 ارب ڈالر کا نقصان برداشت کیا۔ لانگ مارچ ترقیاتی کاموں کو سبوتاژ کرتا ہے، عوام نے ہمیں مینڈیٹ دیا، فسادی کہاں سے اپنا ایجنڈا لے کر آئے ہیں۔ پندرہ سال کی ناکامیوں کا ملبہ ہم پر ڈالنا درست نہیں، انقلاب لانے والے قوم کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے کہا ہے کہ صوبے میں پُرتشدد سرگرمیوں کے پیش نظر حکومت حفاظتی انتظامات کے

نتیجے میں عوام کو جس تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے میں اس پر ان سے معذرت خواہ ہوں۔ صوبے کے عوام خصوصاً مختلف شہروں کے درمیان سفر کرنے والوں کو ان احتیاطی تدابیر کی وجہ سے جن رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا اور زحمت اٹھانا پڑی مجھے ان کا مکمل احساس ہے۔ حکومت کو یہ اقدامات عوام کی حفاظت کیلئے مجبوراً کرنا پڑے ہیں کیونکہ کوئی بھی حکومت شر پسند عناصر کو عوام کے جان و مال سے کھیلنے کی کھلی چھٹی نہیں دے سکتی۔

منہاج القرآن کے کارکنوں کی طرف سے بہیمانہ تشدد کے ذریعے پنجاب پولیس کے اہلکار کی ہلاکت اور تھانوں کو آگ لگانے اور نجی اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے کے واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر انتظامیہ یہ اقدامات نہ کرتی تو امن عامہ کے دشمن تشدد اور لاقانونیت کی تمام حدیں پھلانگ جاتے۔ تحریک انصاف کے آزادی مارچ اور عوامی تحریک کے انقلاب مارچ کو روکنے کیلئے اسلام آباد کی ضلعی انتظامیہ و پولیس نے حفاظتی انتظامات کو حتمی شکل دیدی ہے۔ اس ضمن میں اسلام آباد پولیس شہر کے داخلی راستوں کی ناکہ بندی کیلئے کنٹینرز لگا رہی ہے۔ بہارہ کہو، بنی گالہ، چک شہزاد، کری روڈ، لنتراڑ روڈ، فیض آباد، آئی ایٹ، آئی نائن، کٹاریاں پل، خیابان، آئی جے پرنسپل روڈ، ترنول، شاہ اللہ دتہ، سری امام، دامن کوہ سمیت چھوٹے بڑے 27 مختلف مقامات کو کنٹینرز لگا کر بند کرنے کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ پولیس نے کنٹینرز کے علاوہ مرکزی شاہراؤں کے ساتھ خندقیں کھودنے کا بھی سلسلہ جاری رکھا ہے۔ اہم مقامات پر پولیس کے ساتھ ساتھ

رینجرز کی نفری تعینات کردی گئی ہیں، سرکاری عمارتوں کی سکیورٹی کا انتظام فوج کے سپرد کردیا گیا ہے۔ انتظامیہ نے ریڈ زون کو جانے والے راستے سیل کرکے نقل و حرکت محدود کر دی ہے۔ اسلام آباد کے داخلی راستوں کو بلاک کرنے کیلئے دو روز قبل رکھیں گے، سینکڑوں کنٹینرز میں مٹی بھرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ کنٹینرز کے قریب مٹی کے ڈھیر لگا دیئے گے ہیں جبکہ مزدور مٹی تھیلوں میں ڈال کر کنٹینرز کے قریب رکھ رہے ہیں تاکہ جیسے ہی کرین ان کنٹینرز کو سڑک بلاک کرنے کیلئے رکھیں تو فوراً انہیں مٹی سے بھرے بیک بیگوں سے بھر دیا جائے، اس طرح کنٹینرز کا وزن کئی ٹن بڑھ جائیگا جس سے انہیں انسانی کوششوں سے ہٹایا نہیں جاسکے گا۔ وفاقی حکومت نے انقلاب اور آزادی مارچ روکنے اور اسلام آباد کو کسی بھی ممکنہ گڑبڑ سے بچانے کیلئے وفاقی دارالحکومت کے تمام داخلی راستے بند کرنے کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ شہر کے تمام داخلے راستوں پر کنٹینر رکھ کر انہیں بلاک کردیا گیا ہے۔ اتوار کے روز صبح صبح ہی شہر کے تمام داخلی راستوں پر کنٹینر رکھ دیئے گئے تھے۔ بہت کم تعداد میں صرف چھوٹی گاڑیوں کو شہر میں جزوی طور پر داخلے کی اجازت تھی۔ جی ٹی روڈ سے لاہور سے اسلام آباد کے داخلی راستے فیض آباد کو بند کردیا گیا۔ کل تمام داخلی راستے بند کردیئے جائیں گے۔ پنجاب اور آزاد کشمیر سے پولیس کی بھاری نفری بھی خصوصی کٹس اور جدید ساز و سامان سے لیس ہو کر پہنچنا شروع ہو گئی ہے، فوج کسی بھی ناخوشگوار واقعہ سے نمٹنے کیلئے سٹینڈ

بائی ہے۔ آزادی مارچ سے نمٹنے کی تیاریاں مکمل کرلی گئی ہیں۔ جدید ساز وسامان سے لیس پولیس اہلکار داخلی راستوں پر تعینات ہیں۔ ترنول، بھارہ کہو، روات، فیض آباد کے انٹری پوائنٹس اور ریڈ زون کو سیل کرنے کیلئے چھ سو کنٹینرز پہنچا دیئے گئے۔ پولیس اہلکاروں کو جدید کٹس دی گئی ہیں جن میں مظاہرین کے ڈنڈوں اور پتھراؤ سے بچاؤ کا سامان ہے۔ پنجاب اور آزاد کشمیر سے نفری کی 10 ہزار پولیس کی نفری بھی اسلام آباد پہنچ گئی۔ پنڈی اسلام آباد میں موبائل فون سروس 13 اگست کو بند ہوجائیگی۔ سی این جی سٹیشن 17 اگست تک سیل کردیئے جائیں گے۔ حکومت نے وفاقی سرکاری تعلیمی اداروں میں موسم گرما کی تعطیلات میں بھی توسیع کردی ہے، تعلیمی ادارے اب 11 اگست کے بجائے 18 اگست کو کھلیں گے۔ تحریک انصاف کے لانگ مارچ اور آزادی مارچ کے موقع پر اسلام آباد کی مقامی پولیس کے 9 ہزار، پنجاب پولیس کے 4 ہزار، رینجرز کے 2 ہزار، پاک فوج کے 350 اور ایف سی کے 300 اہلکار ڈیوٹی انجام دیں گے۔ وفاقی حکومت کی جانب سے اسلام آباد میں مجموعی طور پر تعینات کی گئی نفری کی تعداد 14 ہزار سے زائد ہے۔ مارگلہ ہلز اور دیگر حساس جگہوں پر پاک فوج کے چاک و چوبند نشانہ باز تعینات کئے گئے ہیں۔ اسلام آباد میں سکیورٹی خدشات کے پیش نظر شہر میں گیسٹ ہاوس اور ہوٹلوں کی بھی کڑانی نگرانی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ انٹیلی جنس اداروں نے وفاقی اور صوبائی حکومت کو تحریک انصاف کے 14 اگست کے آزادی مارچ کی تیاریوں کے بارے میں رپورٹس ارسال کردی

ہیں۔ رپورٹس میں یہ بھی بتایا ہے کہ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان دیگر قائدین کے ساتھ لاہور سے بلٹ اور بم پروف کنٹینر میں روانہ ہونگے جسے سٹیج کے طور پر بھی استعمال کیا جائیگا۔ تحریک انصاف کے کارکنوں کی اکثریت پبلک ٹرانسپورٹ کی بجائے اپنی گاڑیوں میں لاہور آئیگی۔ عمران خان اپنی زمان پارک کی رہائشگاہ سے ہی 14 اگست کو روانہ ہونگے اور پارٹی کے مرکزی قائدین کو بھی زمان پارک میں ہی جمع ہونے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وفاقی حکومت نے تحریک انصاف کے آزادی مارچ اور عوامی تحریک کے انقلاب مارچ کو ناکام بنانے کیلئے سیاسی کارکنوں اور رہنماؤں کی نقل و حرکت روکنے کیلئے اپنی حکمت عملی تیار کر لی جس کے تحت اسلام آباد آنے والی پنجاب بھر کی اہم شاہراہوں کے علاوہ پٹرول پمپس کی بندش کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ٹرانسپورٹرز کو بھی سیاسی مقاصد کیلئے گاڑیاں کرائے پر نہ دینے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں، اسلام آباد میں آمد روکنے کیلئے سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کی گاڑیاں اور موٹر سائیکلوں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے۔ اپوزیشن جماعتوں کی تجویز پر حکومت نے تحریک انصاف کو اسلام آباد میں جلسہ کرنے کی باضابطہ اجازت دینے پر غور شروع کر دیا، حکومتی درخواست پر 14 اگست کو اپوزیشن جماعتوں کی مرکزی لیڈر شپ وفاقی دارالحکومت موجود رہے گی، پی ٹی آئی کے 14 اگست کے جلسے کے دوران عمران خان کے مطالبات پیش کئے جانے کے بعد ثالثی کا رول ادا کرنے والی اپوزیشن جماعتوں کی ٹیم عمران خان کو حکومت کی جانب سے یقین دہانی کرائے گی۔

چودہ اگست کو قوم حقیقی آزادی کی منتظر

لفظ آزادی ہر انسان کے لئے چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا سب کے لیے ایک یکساں اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ لفظ آزادی اردو یا ہندی کا ہے جسکے معنی نجات یا چھٹکارہ کے ہیں ہر عاقل، بالغ اور باشعور انسان لفظ آزادی کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا انسان کی تخلیق سے لے کر آج تک اس آزادی کے لئے بڑے بڑے معرکے لڑے گئے اور ان گنت افراد کے خون سے آزادی کی تحریکوں کا آغاز وانجام ہوا۔ انسان تو انسان حیوان بھی آزادی کے لئے لڑ مرنے کو تیار ہوتا ہے اگر کسی پرندے کو کسی پنجرے میں قید کر دیا جائے تو کھانا پینا تو اسے پنجرے کی حد تک بھی میسر آ سکتا ہے لیکن وہ کھانے کی آزادی اسے نصیب نہیں ہوتی جو پنجرے کے باہر ہوتی ہے۔ شاہد اسی چیز کو دیکھتے ہوئے ہوا اپنے پروں کو پھڑ پھڑا کر اپنی آزادی کے لئے کوشش کرتا ہے اور موقع ملتے ہی آزادی کی راہ لیتا ہے۔ اسی طرح جب کسی مجرم کو قاضی کی عدالت سے قید کی سزا ملتی ہے تو وہ بھی اپنے شب و روز اسی آس میں بسر کرتا ہے کہ ایک دن رہائی اسکا مقدر بے گی۔ آج دنیا میں بہت سی تنظیمیں مختلف قسموں کی آزادی کے لئے کوشاں ہیں کچھ مذہب کی آزادی کے لیئے تو کہیں آزادی نسواں کا دنڈورا پیٹ رہیں ہیں اور کچھ اقوام کو آزادی کا حق دلوانے کے لئے کوشاں ہیں۔

اللہ رب العزت نے انسان کو اسکی مان کے پیٹ سے آزاد پیدا کیا ہے یعنی انسان کو آزادی کا حق پیدائشی اور بنیادی ہے اگر یہ حق انسان سے چھین لیا جائے تو وہ بند پنجرے میں قید اس جانور جیسا ہو جاتا ہے جس کے اوپر اس کا نہیں بلکہ اس کو قید کرنے والے کا حکم چلتا ہے۔

ماہ آزادی یعنی اگست کے شروع ہو چکا ہے اور اس کے شروع ہوتے ہی پاکستانی عوام کا جوش و خروش بھی بھر جاتا ہے کیوں کے 14 اگست 1947ء میں پاکستانی عوام کو انگریزوں اور ہندوؤں سے نجات ملی اور پاکستان کے نام سے دنیا میں ایک نئی ریاست کا وجود عمل میں آیا۔ اس ماہ میں پاکستانی عوام مختلف طریقوں سے آزادی کی خوشی مناتی ہے۔ مختلف طبقے مختلف انداز سے آزادی کی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ سرکاری اور غیر سرکاری بڑی بڑی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے گاؤں ہو یا شہر محلّہ ہو یا قصبہ سکول ہو یا کالج یا پھر کوئی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ ہر جگہ جشن آزادی کی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہاے اور ان تقریبات میں قیام پاکستان سے لے کر اس دن تک کے حالات و واقعات دہرائے جاتے ہیں اور ان سب قربانیوں پر بھی لب کشائی کی جاتی ہے جو آزادی کے وقت مسلمانوں نے دی۔ یہ سب کچھ کرنے کا مقصد ھم اپنی آنے والی نسلوں کو یہ باور کروانے کے لئے کرتے ہیں کے یہ آزادی جو ہم نے لا تعداد قربانیوں کے برعکس

حاصل کی ہم کو کسی تھال میں رکھ کر نہیں ملی اور نہ ہی یہ کسی مزاکرات کی میز کے گرد بیٹھ کر ملی بلکہ اس کے لئے ہمارے آباواجداد نے پانی کی طرح اپنا خون بھایا اپنی جانوں کی پرواہ نہ کی ہم نے اپنے بہنوں کی عزت و عصمت کی قربانیاں دیں، وہ ماں جو کبھی اپنے لخت جگر کے جسم میں سوئی کا زخم برداشت نہیں کر سکتی اس ماں نے اپنے لخت جگروں کے سینوں میں پیوست خنجر اور نیزے دیکھے اور مسکرا کر اس بیگور وکفن لاشوں کو اپنے رب کے حوالے کر دیا نئی نویلی دلہنیں جن کے لئے اانکا سہاگ اپنے پیدا کئے ہوے ماں باپ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے نے اپنے سہاگ کو آزادی کے لئے ہنسی خوشی قربان کر دیا اور اف تک نہ کہا۔ یہ سب کچھ ہم اپنی نسل کو اس لئے بتاتے ہیں کہ وہ آزادی جس میں وہ آج سانس لے رہے ہیں کیسی کیسی قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی اور آنے والے دنوں میں جب وہ ہماری جگہ لین تو اس آزادی کی حفاظت کریں۔

آزادی اللہ رب العزت کی جانب سے ہم مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ آزادی ہر قوم کا بنیادی حق ہے اور اگر کسی قوم کو یہ حق حاصل نہ ہو تو وہ یہ حق چھیننا اسکی سب سے بڑی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ آج پاکستان کو بنے ہوئے پورے اڑسٹھ سال کا عرصہ بیت گیا اور اس اڑسٹھ سال کے عرصے میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا یہ ایک لمبی داستان ہے۔ ہمارا دیں اسلام ہے اور اسلام آزادی کی ترغیب دیتا ہے لیکن ایسی آزادی کی ترغیب جس میں ہم کفروشرک سے بچ

سکیں ہم اپنے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصلم کے بتلاے ہوے طریقے کے مطابق اپنی اور اپنی قوم کی زندگی گزار سکیں۔ آزادی کے ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور اسکی عبادت میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ بننے دیں۔ اسی چیز کو دیکھتے ہوئے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے آزادی کا مطالبہ کیا کیوں کے وہ جانتے تھے کے یہ سب کچھ ان کیلئے نہایت ضروری ہے نہیں تو وہ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھیں گے۔ للذا ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے دن رات ایک کرے کے ہزاروں قربانیاں دے کر پاکستان کے وجود کو یقینی بنانے کے لئے تحریک کا آغاز کیا اور آخرکار 14 اگست 1947 کو دنیا کے نقشے پر آزاد مسلم ریاست بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

آج پاکستانی عوام پچھلے اڑسٹھ سالوں سے آزادی کی خوشی مناتے آرہے ہیں۔ گھر گھر، گاؤں گاؤں، شہر شہر، کو پاکستانی جھنڈے اور جھنڈیوں سے سجایا جاتا ہے، مسجدوں میں نوافل ادا کئے جاتے ہیں پاکستان کی لمبی عمر کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کو جشن آزادی کی مبارک دی جاتی ہیاور اپنے رب سے دعا کی جاتی ہے کہ پاکستان کو بری نظر سے بچائے۔ ان سب کچھ میں پاکستانی عوام کا کتنا جوش و خروش ہوتا ہے یہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے اور یہ سب کچھ کرنے کا پاکستانی عوام کو حق حاصل ہے کہ وہ آزادی کی اس خوشی میں اپنے رب العزت کے شکر گزار ہوں جس نے ہمارے آباو اجداد کو آزادی کی جنگ لڑنے کی

توفیق بخشی اور ان میں یہ قربانی کا جذبہ پیدا کیا کہ وہ اپنے آنے والی نسلوں کو آزاد کر جائیں اور ان کے لئے ایک محفوظ خطہ حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ نے انکی یہ قربانی رائیگاں نہیں جانے دی جس کی بدولت آج ہم آزاد ہیں اور اگر کسی کو آزادی کی نعمت کے بارے میں پتہ کرنا ہے تو ان قوموں کے افراد سے پوچھے جو آزادی میں ایک سانس لینے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ اللہ ان تمام مسلمانوں کو آزادی نصیب کرے جو آزادی چاہتے ہیں۔

ہمارے آباو اجداد نے یہ قربانی کیوں دی اور اسکے پیچھے کیا مقصد تھا وہ مقصد تھا کہ جو خطہ ہم انگریزوں اور ہندوؤں سے آزاد کرائیں اس میں اللہ اور اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طور طریقے نافذ ہوں۔ اسلامی قانون کے بطابق آنے والی نسلوں کو ایسے سانچے میں ڈھال دیں جس سے وہ اپنے دین اسلام اور ملک و قوم کی حفاظت کر سکیں۔ ایک آزاد قوم ہونے کا ناطے مسلمان اپنا قانون اور دستور بنائیں اور اسکی ذمہ داردی وہ آزادی کے بعد آنے والی نسل پر چھوڑ گئے۔

پاکستان کی آزادی کا مقصد یہ تھا کہ اس میں بسنے والا ہر فرد چاہیوہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو آزاد ہو گا۔ کسی پر کسی کی زور زبردستی نہیں چلے گی اپنی عدالتیں ہوں گیں، اپنی فوج ہو گی، اپنی کرنسی ہو گی اپنا قانون ہوگا سب کے

حقوق چاہے وہ امیر ہو یا غریب وزیر ہو یا کسی ادارے کا معمولی ملازم سب کو ایک ہی قانوں کے تحت زندگی گزارنا پڑے گی۔ سب کے لئے قانون ایک جیسا ہو گا۔ ہر شخص کو انصاف دلیز پر ملے گا ہر کسی کو اپنی رائیکے اظہار کے لئے آزادی ہو گی۔ کوئی کسی کے اختیار میں نہیں ہوگا پاکستان کو ایک مکمل اسلامی دھانچے میں ڈھال دیا جائے گا۔ ملک وقوم پر قانون کی بالا دستی ہو گی ایک صحیح اسلامی جمہوریت کو فروغ دیا جائے گا۔ اور اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان کو اسلامی جمہوریہ کا نام دیا گیا۔ وہ پاکستان جس کا درخت 14 اگست 1947 کو لگا اب ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے جس کی جڑیں کبھی اتنی مضبوط ہوا کرتی تھیں کہ بڑے سے بڑے توفان کا مقابلہ آسانی سے کر لیا کرتا تھا لیکن اس درخت کی جڑیں اتنی ہی کمزور ہو چکی ہیں کہ اب وہ کسی بھی توفان کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔

اڑسٹھ سال کا عرصہ کوئی چھوٹا عرصہ نہیں اس عرصے میں ہماری کئی نسلیں پیدا ہو کر امر ہو گئیں میں یہ کہتے ہوئے غلط نہیں سمجھتا کہ ہم نے ساتھ سال پہلے جس سفر کا آغاز کیا تھا آج گما پھرا کر وہیں کھڑے ہیں ہمارے بزرگوں نے جو زمین کا خطہ تو آزاد کروا کر ہمیں دے دیا لیکن افسوس ہم اس کی بھی حفاظت نہ کر سکے نہ صرف اسکے دو ٹکڑے کر ڈالے بلکہ اب اس کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سوچ بچار کی جا رہی ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہماری بد قسمتی ہماری خوش قسمتی پر غالب رہی ہمیں آزاد کرنے کے بعد سے لے کر انگریز بھلا

کیسے چپ بیٹھ سکتا تھا اس نے زمین کا خطہ تو دیکر ہمیں بظاہر آزاد کر دیا لیکن اندر ہی اندر ہماری قوم کو غلام رکھنے کی کوشش میں لگا ہماری قوم کو تو وہ غلام نہ بنا سکا لیکن ہمارے خد غرض اور لالچی حکمرانوں کے ذریعے ہماری نوجوان نسل پہ اپنے نظریات غالب کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ آنے والی نسل بے راو روی کا شکار ہو گئی اور آزاد ہوتے ہوئے بھی ایک غلامی کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ اگر ہماری قوم آزاد ہے تو ہمارے حکمرانوں نے بلاچون وچراہ دشمنان اسلام کی غلامی کو گلے کا ہار بنا دیا جو بھلا آخر ان کے لئے پھندے کا سبب بننے والا ہے۔

کیا یہ غلط ہے کہ جو حکمران آج تک پاکستانی عوام نے اپنے لئے منتخب کیے ہیں کیا انھوں نے کبھی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا ہے؟ کیا پچھلے اڑسٹھ سالوں میں ہمارے حکمرانوں نے پاکستانی عوام کے جذبات سے بھیانک مزاق نہیں کیا؟ کیا ہمارے حکمرانوں نے پاکستان اور اسکی عوام کو اپنے مفادات پر ترجیح دی ہے؟ کیا جو خطہ ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا کیا دور دور تک ہم کو اس میں اسلام نظر آتا ہے؟ کیا آج پاکستانی عوام کی جانوں کو کوئی خطرہ نہیں؟ کیا پاکستانی عوام مکمل آزادی کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر سکتی ہے؟ کیا انصاف کا ترازو سب کے لئے ایک جیسا ہے؟ کیا ہمارے حکمرانوں نے دشمنوں کے کہنے پر اپنی ہی عوام کا خون پانی کی طرح نہیں بھایا؟ کیا سابقہ اور

موجودہ حکمرانوں کی پالیسی کے باعث پاکستان کی ساکھ کو پوری دنیا میں متاثر نہیں ہوئی؟ کیا پچھلے اڑسٹھ برسوں میں پاکستان کی مختلف حکومتوں نے عوام کے لئے کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے براہ راست عوام کو فائدہ پہنچا ہو؟ کیا پاکستان کی عوام کو وہ تمام بنیادی حقوق حاصل ہیں جو ایک ریاست کی عوام کو ہونے چاہیں؟ کیا پاکستان میں ہونے والے تمام اہم فیصلوں کی رائے عوام یا اسکے منتخب نمائندے کرتے ہیں؟ کیا آج پاکستان کی قسمت کا فیصلہ عوام یا اسکے نمائندوں کی بجائے صرف فرد واحد کے پاس نہیں؟

ایسے ہزاروں سوالات آپ لوگوں کے سامنے ہیں اگر آپ کے پاس ان سوالوں کے جوابات مثبت میں ہیں تو آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ آزادی کا جشن جوش جذبے سے منائیں اگر جوابات منفی ہیں تو خدارا ہ آپ اپنے آپ کو دھوکا نہ دیں۔اس سب کچھ کے پیچھے کون ہے اور ہم آزاد ہوتے ہوئے بھی آزاد نہیں کیوں اس میں کس کا قصور ہے کون اصل وجہ ہے۔ تو جناب اس سب کے پیچھے کوئی ماورائی طاقت نہیں بلکہ اس سب کے ذمہ دار ہم خود پاکستانی عوام ہیں ہم ہیں جس نے آج پاکستان کو ایسی حالت میں لا کھڑا کیا ہے جس سے آگے تباہی بربادی ہمارا انتظار کر رہی ہے۔ ہم ہی ہیں جو ہر بار ان ظالم اور جابر حکمرانوں کو اپنے اوپر بٹھا کر اپنے ملک کے ساتھ زیادتی کی انتہا کرتے ہیں شاہد ہم بہت زیادہ خوش فہمی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہمیں اس خوش فہمی سے باہر نکلنا ہو گا اپنے آپ کو آزاد

کروانا ہوگا ایسے نظام کی حمایت کرنا ہو گی جو پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے فائدہ مند ہو۔ ایسا نظام متعارف کروانا ہوگا جو آنے والی نسلوں لے لئے کسی پریشانی کا سبب نہ بنے۔ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہوگا اور اس سب کے لئے ہمیں ایک دفعہ پھر ایک بہت بڑی آزمائش سے گزرنا ہوگا۔

آیئے آج مل کر یہ عہد کریں کہ ہم میں سے ہر ایک چاہے وہ کوئی عام ہو یا خاص امیر ہو یا غریب ہر شخص اپنے انفرادی مفادات پر ملک عزیز کے مفادات کو ترجیح دیں گے۔ آج ہم یہ عہد کریں کہ آنے والے دنوں میں پاکستان کیلئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ ہم سب مل کر قانون کا احترام کریں گے۔ یہ عہد کریں کے ہم نے پاکستان کو حقیقی اور صحیح معنوں میں آزاد کروانا ہے اور وہ پاکستان بنانا ہے جسکا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔ جسکے لئے ہمارے بزرگوں نے قربانی دی تھی۔ نہیں تو بروز قیامت ہم سب اپنے اللہ اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تحریک آزادی کے شہیدوں کے سامنے شرمندہ ہوں گے۔

جشن آزادی پاکستان اور تارکین وطن

.برائے اشاعت خاص، آزادی ایڈیشن، 14 اگست

اگست کا تاریخی مہینہ شروع ہو چکا یہ وہ مہینہ ہے جس میں بے شمار قربانیوں کے بعد پاکستان وجود میں آیا تھا ہر پاکستانی کو اپنے وطن سے بے حد محبت ہے اگست کا مہینہ شروع ہوتے ہی ملک بھر میں 14 اگست کو جشن آزادی منانے کے لئے سیمینارز، مقابلہ جات، تقریبات کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں سبز ہلالی پرچموں سے شہروں کو سجایا جاتا ہے جبکہ قومی ترانوں کو گونج بھی ہر گھر سے سنائی دیتی ہے مساجد میں نوافل ادا کیے جاتے ہیں جبکہ پاکستان کی لمبی عمر کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں ہر چھوٹے بڑے کو جشن آزادی کی مبارک دی جاتی ہے پوری پاکستانی قوم اس دن خوشی سے سرشار ہوتی ہے کیونکہ انہیں اس دن ایک الگ ملک اور ہندو کے تسلط سے آزادی ملی تھی جہاں ملک بھر میں جشن آزادی کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں وہیں ملک سے باہر محنت مزدوری کرنیوالا طبقہ تارکین وطن بھی ملک سے جتنی محبت کرتا ہے کوئی نہیں سوچ سکتا وہ بھی اس دن جشن آزادی پاکستان بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں بیرون ممالک میں رہتے ہوئے بھی انکے دلوں کے اندر پاکستان کی محبت ہے اور کیوں نہ ہو پاکستان بے شمار قربانیوں کے بعد حاصل

کیاجانے والا اسلامی ملک ہے تارکین وطن کو پاکستان کے ساتھ اتنا والہانہ لگاؤ ہے کہ پاکستان کو پہنچنے والے نقصان سے انکے دل تڑپ جاتے ہیں اور وہ ملک کی سلامتی کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں تارکین وطن بیرون ممالک میں جشن آزادی کیسے مناتے ہیں آیئے اس کی ایک جھلک دیکھتے ہیں

فرانس میں مقیم پاکستانی جشن آزادی پاکستان بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں یوم آزادی کے موقع پر سفارتخانے میں تقریب منعقد کی جاتی ہے جہاں سفیر پاکستان دس بجے پرچم کشائی کرتے ہیں اس موقع پر قومی ترانہ بھی پڑھا جاتاہے جشن آزادی کی اس تقریب میں فرانس میں مقیم پاکستانی کمیونٹی کے علاوہ مقامی لوگوں کو بھی مدعو کیاجاتاہے جشن آزادی کے موقع پر فرانس کے مختلف علاقوں میں پاکستانی بچوں کے درمیان مقابلہ حسن قرآت ومقابلہ حسن نعت بھی کروائے جاتے ہین جبکہ کبڈی کے میچز بھی 14 اگست کو کروائے جاتے ہیں جس میں یورپی ممالک میں مقیم پاکستانیوں کی ٹیمیں حصہ لیتی ہیں سفارتخانے کے علاوہ ادارہ منہاج القرآن اور عوامی تحریک بھی یوم آزادی کی تقریبات منعقد کرتی ہیں جن میں فرانس کی تمام سیاسی مذہبی سماجی ، کلچر تنظیمیں اورکاروباری شخصیات کومدعو کیاجاتاہے ان تقریبات میں ملی نغمے پیش کیے جاتے ہیں ااوریوم آزادی و نظریہ پاکستان پر گفتگو کی جاتی ہے۔

جاپان میں رہنے والے پاکستانی بھی 14 اگست کو جشن آزادی پاکستان مناتے ہیں اس دن مختلف تقریبات کاانعقاد کیاجاتاہے گنماکین، ٹوکیو، سندھائی ودیگر علاقوں سے پاکستانی اکٹھے ہوتے ہین اوریوم آزادی کی تقریب بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں تقریب میں مقررین جشن آزادی پاکستان پرخطابات کرتے ہیں جبکہ ملی نغموں سے ان محفلوں کو سجایا جاتاہے جاپان میں جشن آزادی پاکستان کی ہونے والی ان تقریبات میں بڑوں اور بچوں کے لئے کوئیزپروگرام بھی منعقد کیے جاتے ہیں جبکہ پروجیکشن کے ذریعے تاریخ پاکستان اور قائداعظم کے متعلق فلمیں بھی دکھائی جاتی ہیں جاپان میں جشن آزادی کے جلسے مسلم لیگ (ن) بھی منعقد کرتی ہے جس میں پاکستانی باشندوں کے علاوہ مقامی لوگ بھی شرکت کرتے ہیں اوران تقریبات سے محظوظ ہوتے ہیں۔

ہالینڈ میں پاکستان کے سفیر کی رہائش گاہ پر جشن آزادی پاکستان کی تقریب منعقد کی جاتی ہے جس میں پاکستانی خواتین ومرد، بچے بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں تلاوت قرآن سے شروع ہونے والی اس تقریب میں ملی نغموں کی گونج پاکستانیوں کے چہروں کوخوشگوار کردیتاہے اس تقریب میں پاکستان کاسبزہلالی پرچم بھی لہرایا جاتاہے جبکہ مقررین قائداعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال کوجدوجہد پاکستان پرخراج تحسین پیش کرتے ہیں اورپاکستان کی بقاء کے لئے دعائیں بھی مانگی جاتی ہیں۔

آسٹریلیا میں بھی پاکستان کا یوم آزادی پورے جوش وجذبے اور پاکستان کے استحکام کے لئے کی گئی دعاؤں کے ساتھ منایا جاتا ہے پاکستانی ہائی کمیشن میں جشن آزادی کی تقریب ہر سال 14 اگست کو منعقد کی جاتی جس میں کینڈا میں مقیم پکاکستانیوں کے علاوہ سڈنی ودیگر علاقوں سے بھی پاکستان ومقامی لوگ شرکت کرتے ہیں اس تقریب میں پاکستان ہائی کمیشن کی عمارت کے سامنے پاکستان کے ہائی کمشنر پاکستانی خواتین وحضرات کی موجودگی میں پاکستانی پرچم لہراتے ہیں اس وقت وہاں موجود افراد قومی ترانہ بلند آواز میں ملکر پڑھتے ہیں گزشتہ سال ہائی کمیشن میں منعقد ہونے والی تقریب میں صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے جس کے بعد ہائی کمیشنر عزت مآب جلیل عباس جیلانی نے حاضرین کو یوم آزادی کی مبارکباد دی اور کہا کہ پاکستان کی آزادی قائد اعظم کی مدبرانہ قیادت اوران بے شمار قربانیوں کی مرہون منت ہے جن کی لہو کی خوشبو آج بھی وطن عزیز کی مٹی میں موجود ہے انہوں نے مزید کہا کہ ہم اس موقع پر مقبوضہ کشمیر کے عوام کو بھی فراموش نہیں کر سکتے جنہیں ایک بار پھر مقبوکشمیر میں بھارتی فوج کے مظالم کا سامنا اس تقریب میں شعراء نے اپنا اپنا کلام بھی پیش کیا اور ملک کی بقاء کیلئے دعا کی۔

امریکہ میں پاکستان کے یوم آزادی کے موقع پر 15 اگست 2008 گزشتہ سال ایک

مشاعرہ پاکستان سینٹر ہیوسٹن میں پاکستان ایسوی ایشن آف گہریٹر ہیوسٹن کے زیر اہتمام منعقد ہوا جس کے مہمان خصوصی جناب حمایت علی شاعر تھے اس مشاعرے میں آزادی پاکستان کے متعلق اشعار پیش کیے گئے حصول پاکستان کے لئے دی گئی قربانیوں کا تذکرہ بھی کیا گیا۔

پاکستانی جہاں کہیں بھی ہو وہ 14 اگست کو نہیں بھول پاتا جشن آزادی پاکستان کے حوالے سے ضرور تقریبات کے علاوہ استحکام پاکستان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر دیار غیر میں بسنے والے پاکستانی 14 اگست کو جشن آزادی بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں فرانس، جاپان، ہالینڈ، امریکہ میں مقیم پاکستانیوں کی طرح ڈنمارک کے تارکین وطن بھی جشن آزادی بڑے دھوم دھام سے مناتے ہیں، کوپن ہیگن کے نواح میں باکن میلہ کی جگہ ہر سال پاکستان کا یوم آزادی بڑے شان وشوکت سے منایا جاتا ہے دور ونزدیک سے ہزاروں اہل وطن بچوں فیملیوں سمیت جشن آزادی کی تقریب میں شرکت کرکے اپنے وطن عزیز کے ساتھ محبت کا ثبوت دیتے ہیں اس تقریب میں ہر سال تقاریر، ترانوں ونغموں کا سلسلہ رات دس بجے تک چلتا رہتا ہے، دس بجے کیک اور آتشبازی کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوتا ہے۔

دبئی میں جشن آزادی کی خوشیوں کو شایان شان طریقے سے منانے کے لئے ہر سال کی طرح اے ٹی وی دبئی سنٹر ایک شاندار پروگرام اس سال بھی ترتیب دے رہا ہے جس

میں پاکستان کے نمایاں فنکار شرکت کریں گے پروگرام کی تمام تیاریاں مکمل کرلی گئی ہیں اس پروگرام میں ملی نغموں کے علاوہ پرچم کشائی اور کوئز مقابلے بھی کروائے جاتے ہیں جس میں چھوٹے بڑے سب حصہ لیتے ہیں دبئی میں بسنے والی پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد جشن آزادی پاکستان میں شرکت کرتی ہے۔

ناروے میں بھی پاکستان کے یوم آزادی کے موقع پر مختلف تقریبات کاانعقاد کیاجاتاہے جس میں بچوں اور رخواتین کی بڑی تعداد شرکت کرتی ہے ان تقریبات میں پاکستانی شلوار قمیض میں ملبوس ہوکر شرکت کرتے ہیں اور پاکستان کلچر کو نمایاں کرتے ہیں گزشتہ سال پاکستان کلچرل سوسائٹی شیمشونا روے میں ہونے والی 14 اگست کی تقریب میں مقررین نے اپنے خطابات میں 14 اگست کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور ملکی استحکام بقاء کیلئے دعائیں کیں تقریب کے اختتام پر ملی ترانے گائے گئے اور مہمانوں کو گلدستے پیش کئے گئے۔

اسپین میں بھی مقیم پاکستانی جشن آزادی منانے میں کسی سے پیچھے نہیں منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین دیگر مقامی تنظیمات سے ملکر بارسلونا سنٹر میں جشن آزادی کاسب سے بڑے پروگرام کاانعقاد کرتی ہے جس میں پاکستانی کے علاوہ مقامی لوگ بھی بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں پاکستان کا قومی ترانہ پیش کرنے دوران پاکستانی ومقامی لوگ سب ترانے کے احترام میں کھڑے ہوجاتے ہیں تقریب

میں شریک بچے ملی نغمے گاتے ہیں جبکہ مقررین قیام پاکستان کے موضوع پر خطابات بھی کرتے یں گزشتہ سال اس تقریب میں قونصل جنرل آف پاکستان سید ایاز حسین نے بھی شرکت کی اور پاکستان کمیونٹی کو جشن آزادی پر مبارکباد پیش کی اور ملی نغموں، کوئز مقابلہ جات میں حصہ لینے والوں میں شیلڈز تقسیم کیں۔

ہماری طرف سے تمام پاکستانیوں کو یوم آزادی مبارک ہو۔

مسئلہ کشمیر پر چین کا اٹل مؤقف اور مذاکرات

امریکا کے معروف اخبار نیویارک ٹائمز نے پاکستان کے ساتھ مذاکرات منسوخ کرنے کے حوالے سے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کو موردالزام ٹھہراتے ہوئے ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ مذاکرات کی منسوخی کا فیصلہ بھارت کی جانب سے غیر ضروری رد عمل تھا، خاص طور پر اس وقت جب کہ شکایات پر تبادلہ خیال اور اس کے حل کے لئے دباؤ ڈالنے کا ایک موقع حاصل ہو سکتا تھا۔ بھارت نے نئی دلی میں تعینات پاکستانی ہائی کمشنر عبدالباسط کی حریت پسند کشمیری رہنماؤں سے ملاقات کو بہانا بنا کر اسلام آباد میں 25 اگست کو ہونے والے سیکرٹری خارجہ مذاکرات منسوخ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ چین نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بھارتی میڈیا کے مطابق چینی وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ چین پاکستان اور بھارت کے درمیان حالات کو بہتر بنانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کو تیار ہے لیکن اس سلسلے میں یکطرفہ طور پر کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ برصغیر میں اگر امن کے بارے میں سوچنا ہے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ ہم مسئلہ کشمیر کو ایڈریس کریں اور اس کے لئے دونوں ممالک پاکستان اور بھارت کو آپس میں بات کرنی ہوگی۔ کشمیر میں ٹھوس اور نتیجہ خیز مذاکرات

کا چین حامی ہے اور اس سلسلے میں دونوں ممالک کو مدد دینے کے لئے تیار ہے۔ چینی وزارت خارجہ کے ترجمان نے مزید بتایا کہ حالات کو ڈگر پر رکھنے کے لئے دونوں ممالک کو فوری طور پر مسئلہ کشمیر پر بڑی پیش رفت کرنی ہوگی۔انہوں نے کہا کہ چین کا کشمیر پر موقف اٹل ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور نہ ہی آئے گی تاہم انہوں نے پاکستان کے ساتھ دوستی کو پائیدار بنیادوں پر برقرار رکھنے کا اشارہ دیتے ہوئے کہا کہ چین پاکستان کا روایتی دوست ملک ہے اور کسی بھی برے وقت میں چین پاکستان کا ساتھ دیگا۔ امریکہ سمیت کئی ممالک کے بعد اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بانکی مون نے بھارت اور پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ تمام تر آپسی مسائل پرامن طریقے سے مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کے اقدامات کریں۔ بانکی مون کا یہ بیان حال ہی میں دونوں ملکوں کے مابین خارجہ سیکریٹری مذاکرات کی منسوخی کے تناظر میں سامنے آیا ہے۔ نئی دہلی کی طرف سے اسلام آباد میں 25 اگست کو مقرر کی گئی ہند و پاک خارجہ سیکریٹری سطح کی بات چیت منسوخ کرنے پر امریکہ سمیت کئی ممالک کے بعد اقوام متحدہ نے بھی مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ اس ضمن میں اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بانکی مون کے ترجمان کی طرف سے باضابطہ طور ایک بیان جاری کیا گیا ہے۔ بیان کے مطابق سیکریٹری جنرل دونوں ملکوں پر زور دیتے ہیں کہ وہ آپسی معاملات افہام و تفہیم اور ''پرامن مذاکرات کے ذریعے حل کریں''۔ گزشتہ ہفتے مذاکرات کی معطلی کے بعد امریکی وزارت خارجہ کی خاتون نائب ترجمان نے

صحافیوں کو بتایا ''یہ بد قسمتی کی بات ہے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان سیکریٹری خارجہ بات چیت منسوخ کردی گئی ہے''۔ ترجمان کا کہنا تھا ''ہم دونوں ملکوں کی طرف سے آپسی تعلقات کو فروغ دینے کے سلسلے میں اٹھائے جارہے اقدامات کی حمایت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں، یہ ایک ایسا موقف ہے جو دونوں ملکوں پر وقتاً فوقتاً واضح کیا جاتا ہے''۔ ترجمان نے یہ بات زور دیکر کہی کہ جو کچھ بھی ہوا، اس سے قطع نظر نئی دہلی اور اسلام آباد کو باہمی رشتوں کی بحالی کے لئے ٹھوس اقدامات کرنے چاہئے۔ حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی نے کہا کہ کشمیر کاز کے حمایتی پاکستان کے کسی حکمران کی اس ڈکٹیشن کو بھی قبول نہیں کرے گی جو کشمیریوں کی امنگوں اور قربانیوں کے منافی ہو اور جس کا مقصد آزادی سے کم کسی سمجھوتے پر کشمیریوں کو راضی کرانا ہو۔ ایک ایسے وقت میں جب تنازعہ کشمیر کے حوالے سے مختلف فارمولے، روڈ میپ اور مختلف آوٹ آف بکس حل سامنے آنے لگے تھے اور پاکستان کے روائتی موقف سے ہٹ کر اس کو وہاں سے بھی حمایت ملنا شروع ہوگئی تھی، ایک ایسی منفرد آواز کا وجود میں لایا جانا ناگزیر بن گیا تھا جس میں کوئی ابہام اور شک نہ پایا جاتا ہو اور جو آزادی سے کم کسی بھی حل کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔ تحریک حریت نہ صرف بھارتی جبر و ظلم کے آگے اپنے واضح اسٹینڈ پر قائم ہے بلکہ اس نے تاریخ رقم کی ہے۔ دو طرفہ مذاکرات اور معاہدوں کو لاحاصل مشق قرار دیتے ہوئے حریت کانفرنس م) کے چیئرمین میرواعظ)

عمر فاروق نے کہا کہ جموں و کشمیر، ہند و پاک کے درمیان کوئی سرحدی یا علاقائی تنازعہ نہیں، میر واعظ عمر نے نریندر مودی کو اٹل بہاری واجپائی کی پالیسی اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت کی تبدیلی، انتخابات، مراعات یا بزور طاقت مسئلہ کشمیر حل نہیں کیا جاسکتا، جموں کشمیر کا مسئلہ بھارت اور پاکستان کے درمیاں کوئی سرحدی یا علاقائی تنازعہ نہیں ہے بلکہ ڈیڑھ کروڑ کشمیری عوام کے سیاسی مستقبل کے تعین کا مسئلہ ہے اور اقوام متحدہ سمیت پوری عالمی برادری نے اس کی متنازعہ حیثیت کو تسلیم کیا ہے، انہوں نے بھارت کی جانب سے پاکستان کے ساتھ مذاکرات کی معطلی کو افسوسناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ امید کی جارہی تھی کہ مسئلہ کشمیر کے ضمن میں بھارت کی نئی قیادت اپنے پیشرو اٹل بہاری واجپائی کی پالیسی کو اختیار کرتے ہوئے اس مسئلہ کو آئین کی حد بندیوں سے نکل کر انسانیت کے دائرے میں حل کرنے کی کوشش کرے گی لیکن اس کے بجائے جو حالات پیدا کئے جارہے ہیں اور کشمیری عوام کو طاقت کے بل پر پشت بہ دیوار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس نے اس پورے خطے کو ایک بار پھر تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ مسئلہ کشمیر حکومت کی تبدیلی، نام نہاد انتخابات کے انعقاد یا طاقت کی زبان استعمال کرنے سے حل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ 1947ء سے آج تک یہ عمل یہاں بار بار دہرایا جاتا رہا ہے اس مسئلہ کو لے کر دونوں ممالک کے درمیان کئی جنگیں بھی ہوئیں تاشقند اور شملہ سمجھوتے بھی ہوئے لیکن اس کے باوجود مسئلہ کشمیر اپنی جگہ

قائم ہے کیونکہ اس عمل میں کشمیر عوام شامل نہیں تھے، کشمیریوں کی تحریک آزادی کو اس کے تاریخی پس منظر سے الگ نہیں کیا جاسکتا کشمیری عوام پورے شعور کے ساتھ اس تحریک سے جڑے ہیں اور گزشتہ کئی دہائیوں سے اس قوم نے بھارت کی جانب سے ناقابل یقین جبر و استبداد کا سامنا کیا ہے۔امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ نواز شریف بھارت سے مذاکرات ضرور کریں، تجارت اور معاہدے بعد میں، پہلے مسئلہ کشمیر ہونا چاہئے، اگر نریندر مودی اور بی جے پی انکار کریں اور رویئے تبدیل نہ کریں تو پھر تحریک آزادی کشمیر کی ہر طرح کی مدد کی جائے، ہم کشمیر کی تقسیم کے قائل نہیں، کشمیریوں کو اپنا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔ نریندر مودی سن لے اب پروپیگنڈوں کا دور گزر چکا، یہ مسلمانوں کی آزادی کی صدی ہے، کشمیر جلد آزاد ہو گا۔ کشمیریوں نے لازوال قربانیاں اور سختیاں جھیل کر طویل عرصے سے تحریک آزادی کشمیر کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ بھارتی فوج جتنا وقت کشمیر میں بڑھائے گی غزوہ ہند کی جڑیں ہندوستان میں مزید گہری سے گہری ہوتی جائیں گی۔ امریکہ افغانستان میں شکست سے دوچار ہونے کے بعد جاتے جاتے اپنی جگہ بھارتی فوج کو پوزیشن دینے کی شرارت کر رہا ہے۔ امریکہ بھارتی فوج کو پاکستان کے خلاف مغرب اور مشرق میں کھڑا کرکے افغانستان کی شکست کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ بھارت سے دوستی اور مذاکرات میں کشمیر کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

وزیراعظم کا ترقی کا سفر تیز کرنے کا عزم

پاکستان کے یوم آزادی کے موقع پر چودہ اگست کو لاہور سے آزادی و انقلاب مارچ اسلام آباد کی جانب روانہ ہوئے روانگی سے قبل تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وزیراعظم نواز شرفی استعفیٰ تیار رکھیں،طاہرالقادری نے بھی اسلام آباد پہنچ کر اسی بات کا اعلان کیا تھا کہ وزیر اعظم استعفیٰ دیں،آج تحریک انصاف اور عوامی تحریک کے دھرنوں کو چودہ روز گزر گئے،روزانہ انقلاب انقلاب،گو نواز گو،گو نواز گو،ہم بنائیں گے نیا پاکستان کے نعرے لگتے ہیں،پر جوش تقاریر ہوتی ہیں،آزادی کا جشن منایا جاتا ہے۔۔۔ڈیڈ لائن دی جاتی ہیں اور اگلے روز پھر اگلے دن کی ڈیڈ لائن،حکومت نے شروع میں تو لاہور سمیت دیگر شہروں کو بند کر دیا تھا مگر چودہ اگست کو سب راستے کھول دیئے گئے اور اسلام آباد پہنچنے کے بعد دھرنوں کے شرکاء کو ریڈ زون میں بھی جانے دیا گیا،اب ریڈ زون میں کل تحریک انصاف اور عوامی تحریک نے حکومت کے ساتھ مذاکرات ختم کر دیئے ہیں،اسحاق ڈار،گورنر پنجاب و سندھ طاہر القادری کو نہ منوا سکے،عمران خان کی مذاکراتی ٹیم اور حکومتی ٹیم بھی مذاکرات کو کسی نتیجے پر نہ پہنچا سکیں کیونکہ عمران خان کا پہلا مطالبہ وزیر اعظم کا استعفیٰ ہے اس کے بعد آگے

مذاکرات ہونے تھے لیکن حکومت یہ پہلا مطالبہ کسی صورت ماننے کو تیار نہیں۔طاہر القادری نے اگرچہ کچھ لچک دکھائی اور مذاکراتی ٹیم کو شہباز شریف کا استعفیٰ کہا لیکن حکومت استعفوں کی طرف کسی صورت نہیں آ رہی یہی وجہ ہے کہ مذاکرات میں ڈیڈ لاک پیدا ہوا ہے۔آزادی و انقلاب مارچ و دھرنوں کی وجہ سے اگرچہ حکومت پر دباؤ بڑھا لیکن حکومتی حلقوں میں اطمینان ہے، وزیراعظم محمد نواز شریف نے تحریک انصاف، عوامی تحریک کی جانب سے اپنے استعفیٰ کے مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے آئین کی پاسداری کا حلف اٹھایا ہے اور میں اپنے حلف پر کبھی آنچ نہیں آنے دونگا' جمہوریت کا راستہ روکا گیا تو سب مل کر مقابلہ کرینگے ہم احتجاج سے گھبرانے والے نہیں پہلے بھی ایسی اونچ نیچ دیکھی ہے' کبھی مشکلات کا رونا بھی نہیں رویا' پارلیمنٹ کا جمہوریت پر اعتماد پوری قوم کی فتح ہے' بحران وقتی ہے ٹل جائیگا۔ حکومت کا احتساب بالکل ہونا چاہئے' حکومتیں اور وزراء اعظم آتے جاتے رہتے ہیں اصل چیز آئین اور جمہوریت کی بالادستی اور ملک کا مستقبل ہے' اچھے کاموں پر ساتھ بھی دینا چاہئے۔ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں۔ احتجاج سے ملکی ترقی کا سفر بری طرح سے متاثر ہوا ہے' سینکڑوں اربوں کا نقصان ہوچکا ہے' ہم پہلے سے زیادہ تیزی سے ترقی کا سفر شروع کرینگے' چین سے لاہور کراچی موٹروے کی بات ہو گئی' گوادر' بلوچستان کی ترقی' داسو ڈیم کے انقلابی منصوبوں پر تیزی سے کام ہوگا' میں ملک کے تمام طبقوں کا آئین

قانون اور جمہوریت کی بالادستی کیلئے ساتھ دینے پر شکر گزار ہوں۔ مختلف سیاسی جماعتوں کے پارلیمانی رہنماؤں نے وزیراعظم محمد نواز شریف کو کسی بھی دباؤ میں استعفیٰ نہ دینے کا مشورہ دے دیا اور کہا ہے کہ وزیراعظم کا استعفیٰ پارلیمنٹ کی توہین ہوگی، پارلیمانی لیڈروں نے قومی اسمبلی کے اجلاس کے بعد وزیراعظم محمد نواز شریف سے پارلیمنٹ ہاؤس میں وزیراعظم چیمبر میں ملاقات کی۔ملاقات کرنے والوں میں سید خورشید شاہ، محمود اچکزئی، غلام احمد بلور، فضل الرحمان، آفتاب شیرپاؤ، ڈاکٹر فاروق ستار، حیدر عباس رضوی، سید نوید قمر، سردار ثناء اللہ زہری اور وفاقی وزرا خواجہ سعد رفیق، عبدالقادر بلوچ اور دیگر رہنماء شریک ہوئے۔ پارلیمانی لیڈروں کو دونوں جماعتوں سے مذاکرات کے بارے اعتماد میں لیا گیا اور بتایا گیا کہ تحریک انصاف اور عوامی تحریک وزیراعظم کے استعفیٰ سے کم پر راضی ہونے کو تیار نہیں۔ پارلیمانی لیڈروں نے کہا کہ وزیراعظم کے استعفیٰ کا مطالبہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ صرف آئینی مطالبات کو تسلیم کیا جائے۔ اپوزیشن جماعتیں بھی اس کے لیے اپنا کردار ادا کریں گی۔وزیراعظم سے ملاقات کے بعد خورشید شاہ نے کہا کہ ہم نے وزیراعظم سے کہا ہے کہ کوشش کی جائے کہ مذاکرات سے معاملہ حل ہو۔ ڈاکٹر طاہر القادری سے براہ راست بات کی جائے گی۔ پارلیمنٹ آئین اور جمہوریت کا تحفظ ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے۔وزیراعظم کو عدم اعتماد سے ہی ہٹایا جا سکتا ہے، اگر آج دباؤ سے وزیراعظم سے استعفیٰ لیا جائے گا تو پھر کل کیا

ہوگا۔ تحریک انصاف سے مائنس وزیراعظم کے علاوہ دیگر مطالبات پر بات ہو سکتی ہے۔ انتخابی دھاندلی کے معاملہ پر سپریم کورٹ کا پانچ رکنی کمیشن بن رہا ہے۔ اگر انتخابی دھاندلی ثابت ہوجائے تو پھر پوری پارلیمنٹ جانی چاہیے اور دوبارہ انتخابات ہونے چاہئیں، اس سے پہلے ایم کیو ایم کے وفد نے وزیراعظم ہاؤس میں وزیراعظم محمد نواز شریف سے ملاقات کی اور ملکی سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ایم کیو ایم کے وفد میں خالد مقبول صدیقی ، فاروق ستار، بابر غوری اور حیدر عباس رضوی شامل تھے۔ ملاقات کے بعد متحدہ قومی موومنٹ کے رہنما ڈاکٹر فاروق ستار نے کہا کہ دھرنے دینے والوں کو کسی بھی صورت منایا جائے، وزیراعظم یہ نہ دیکھیں کہ اس سے کیا روایت قائم ہوگی۔ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے کوشش کی ہے کہ اس وقت ملک جس بحران میں ہے اس کا حل نکالا جائے۔ وہ احتجاج کرنے والی جماعتوں اور حکومت سے مسلسل اپیل کررہے ہیں کہ بات چیت کے ذریعے مسئلے کا حل نکالیں، اسی غرض سے ہم نے پاکستان عوامی تحریک، چوہدری شجاعت حسین، شیخ رشید احمد، جاوید ہاشمی، مولانا فضل الرحمان ، خورشید شاہ اور وفاقی وزرا سے ملاقات کی۔ وزیراعظم سے ملاقات کے دوران ہم نے انہیں ان تمام رہنماؤں سے ہونے والی بات چیت سے آگاہ کیا اور وزیراعظم نے بھی ہماری باتوں کو کھلے دل سے سنا، انہیں محسوس ہوا کہ وہ بھی پورے اخلاص کے ساتھ اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ اب بھی گنجائش ہے اور تھوڑی کوشش کی جائے تو مسئلے کا حل نکالا جاسکتا ہے، حکومت بڑی فریق ہے اور

اسے بڑے دل کا مظاہرہ کرنا ہوگا، ہم ریاست کو مضبوط اور مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں، آج کا دن انتہائی اہم ہے، انا کو ایک جانب رکھ کر دھرنے دینے والوں کو کسی بھی صورت منایا جائے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ ہم ریاست کو مضبوط اور مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں، ہم نے وزیراعظم کو مشورہ دیا کہ اس وقت یہ نہ دیکھا جائے کہ کیا روایت قائم ہوگی۔ مطالبوں کی نوعیت اور اس کے طریقہ کار پر بات کرنا ایک الگ بحث ہے لیکن ہمیں ملک کے وسیع تر مفاد اور اس کے استحکام کے لئے سوچنا چاہیئے۔ انتہاپسندی اور دہشتگردی بہت بڑا چیلنج ہے اور اس سلسلے میں پاک فوج کا آپریشن ضرب عضب بھی کیا جارہا ہے۔ ایسی صورت حال میں ملک کو مستحکم کرنا ضروری ہے۔

پاک فوج پر انگلی اٹھانے والوں سے معذرت کے ساتھ

ریڈ زون اسلام آباد میں تحریک انصاف کے آزادی مارچ اور پاکستان عوام تحریک کے انقلاب مارچ کے شرکاء کو روزانہ ایک ڈیڈ لائن دی جاتی ہے، دونوں جماعتوں کے جب حکومت سے مذاکرات ناکام ہوئے تو طاہر القادری نے شرکاء کو کفن پہننے کا کہتے ہوئے کہا کہ آج دما دم مست قلندر ہو گا لیکن ڈیڈ لائن ختم ہونے سے پہلے آرمی چیف آف پاکستان جنرل راحیل شریف کی طرف سے دونوں رہنماؤں کو پیغام ملا اور پہلے عمران خان ، بعد میں طاہر القادری نے آرمی چیف سے ملاقات کی، اس ملاقات سے قبل آرمی چیف کا پیغام ملنے پر طاہر القادری نے کہا تھا کہ حکومت نے آرمی چیف سے درخواست کی ہے کہ وہ ثالثی اور ضامنی کا کردار ادا کریں ،اس بیان کے بعد اپوزیشن جماعتوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ ہم نے حکومت کا وزیر اعظم کا بھرپور ساتھ دیا اور جناب نواز شریف صاحب نے ہم سے مشاورت کے بغیر ہی آرمی چیف کو کردار ادا کرنے کا کہہ دیا ، اگلے دن قومی اسمبلی کے اجلاس میں اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ نے دھواں دھار تقریر کی، جس کے بعد وزیر اعظم بولے کہ میں نے نہیں بلکہ عمران خان اور طاہر القادری نے آرمی چیف سے درخواست کی تھی، اس پر خورشید شاہ نے کہا کہ اب آئی ایس پی آر وضاحت کرے۔ فوج کے شعبہ تعلقات عامہ ''آئی ایس پی آر'' کے سربراہ میجر جنرل عاصم باجوہ نے سماجی

رابطہ کی ویب سائٹ پر ایک مختصر پیغام میں کہا ہے کہ ''گذشتہ روز وزیراعظم ہاؤس میں ہونیوالی میٹنگ کے دوران حکومت کی طرف سے آرمی چیف کو کہا گیا کہ وہ موجودہ تعطل حل کرانے کے لئے سہولت کار کا کردار ادا کریں''۔ ٹویٹر پر ڈی جی آئی ایس پی آر کے اس بیان کے بعد اس بات کی تو قدرے وضاحت ہو گئی کہ فوج سے کس نے رابطہ کیا تھا لیکن ڈی جی آئی ایس پی آر کے بیان میں وفاقی وزیر داخلہ کے اس دعویٰ کا جواب نہیں دیا گیا کہ ایک فوجی افسر نے حکومت کو مطلع کیا کہ عمران خان اور طاہر القادری آرمی چیف کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔آرمی چیف کا ملک میں افراتفری کو ختم کرنے کے لئے کردار ادا کرنے پر واویلا کرنے والی سیاسی جماعتوں کو سوچنا چاہئے اور اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے کہ وطن عزیز پاکستان پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا افواج پاکستان نے ہی ملک کو گھمبیر صورتحال سے نکالا، کشمیر کے زلزلے کو دیکھیں وہاں، جو نقصان ہوا اس میں سب سے زیادہ آرمی نے ہی ریلیف کا کام کیا، ملک میں سیلاب آیا تو افواج پاکستان کے کردار ادا کرنے پر واویلا کرنے والے یہ بتائیں کہ اس وقت پاک فوج کے جوان ہی سیلاب کے پانیوں میں سے عوام کو محفوظ مقامات پر منتقل کر رہے تھے،اس وقت خورشید شاہ کہاں تھے، مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی کہاں تھی،آواران میں زلزلہ آیا، تھر میں قحط آیا تو پھر بھی آرمی کے جوان ہی سب سے آگے تھے، حکومت اور سیاسی جماعتیں صرف دعوے کر رہی تھیں لیکن افواج پاکستان کے بہادر سپوت میدان عمل میں سرگرم تھے، فوج اس ملک کے لئے

قربانیاں دے رہی ہے ، بھارت کنٹرول لائن پر مسلسل جارحیت کر رہا ہے، سرحدوں پر سپاہی موجود ہیں ، دہشت گردوں کے خلاف ضرب عضب جاری ہے، قائد اعظم کے پاکستان کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے ملک دشمن عناصر کی سرکوبی فوج کر رہی ہے، ہزاروں فوج کے جوان جام شہادت نوش کر چکے ہیں، افغانستان سے امریکہ نے سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ کیا تو افواج پاکستان نے ہی قربانی دی، ملک میں جب بھی دہشت گردی کا کوئی بڑا واقعہ ہوتا ہت تو فوج ہی آپریشن کرتی ہے، حکومتی پولیس فیل ہو جاتی ہے، محرم الحرام آئے تو امن و امان کے قیام کے لئے حساس اضلاع میں فوج کو ہی تعینات کیا جاتا ہے، الیکشن ہوں تو ملک بھر میں پاک فوج کے جوان ڈیوٹیاں سرانجام دیتے ہیں، مردم شماری ہو تو پھر بھی فوج کو ہی میدان میں لایا جاتا ہے ، اس بات میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ افواج پاکستان کی اس ملک کے لئے لازوال قربانیاں ہیں جنہیں بھلایا نہیں جا سکتا ، پاکستانی فوج کی لازوال قربانیاں اپنے پاک وطن کے سبز ہلالی پرچم کو سربلند رکھتی ہیں اور جب پوری قوم نیند میں ہوتی ہے وہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اس مملکت خداداد کی سلامتی کی حفاظت کرتے ہیں، زلزلہ کی آفت ہو یا دریائی طغیانی، اپنی جان کی پروا کئے بغیر شہیدوں کی امین پاکستان آرمی اپنے ہم وطنوں کے مال، جان کی حفاظت کرتی ہے، پاکستانی فوج نے قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہزاروں شہیدوں کے پاکیزہ لہو سے پاکستان کا سر بلند کر رکھا ہے۔ اس وقت پاک فوج کی کمانڈ بہترین اور قابل فخر فوجی جنرل کے ہاتھ میں ہے

جسے اپنے وطن اور پاک فوج کی عزت اور وقار سب سے زیادہ عزیز ہے۔ پوری قوم افواج پاکستان کے ساتھ ہے اور فوج ملک میں جمہوریت کے فروغ میں جس طرح اپنا کردار ادا کر رہی ہے، وہ قابل ستائش ہے۔ پاکستان کے قیام میں مہاجروں کے تحفظ سے لے کر پاکستان پر بھارت کی طرف سے مسلط تین جنگوں میں جس بہادری سے اپنی جانوں کے نذرانے نچھاور کئے۔ انہیں قوم کبھی بھلا نہیں سکتی۔ دھرنوں کے خاتمے کے لئے فوج کے کردار پر واویلا کرنے والے سیاستدانوں سے معذرت کے ساتھ کہ جب وہ اپنے ٹھنڈے ٹھنڈے کمروں میں اپنے بچوں کے ساتھ گھروں میں سو رہے ہوتے ہیں تو افواج پاکستان کے جوان ملک کی سرحدوں پر سخت گرمی و سردی، دھوپ و بارش میں دشمن ملک کی طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ میں وطن عزیز کی حفاظت کے لئے سرگرم، عمل ہوتے ہیں، میرا تمام سیاستدانوں سے سوال ہے کہ جب ہر حکومت ہر مشکل موقع پر فوج کو بلاتی ہے، اور فوج کردار ادا کرتی ہے قربانیاں دیتی ہے تو فوج اس ملک میں حکومت کیوں نہیں کر سکتی، سہولت کار کا کردار کیوں ادا نہیں کر سکتی؟ اصل میں سیاستدان یہ سمجھتے ہیں کہ اگر فوج آ گئی تو ہم جو عیاشیاں ختم کرتے ہیں وہ ختم ہو جائیں گی، ہمارا اقتدار میں آنا خواب بن جائے گا۔ حالیہ آرمی چیف سے عمران خان اور طاہر القادری کی ملاقات کے بعد وزیر اعظم کا بیان آنے سے حکومت کی پوزیشن اس وقت شدید کمزور ہو چکی ہے، ایم کیو ایم نے قومی حکومت کے قیام کا مطالبہ کر دیا ہے، خان و قادری کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعظم نے اسمبلی کے فلور پر جھوٹ بولا، پیپلز

پارٹی کے کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اب وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا چاہئے کیونکہ وزیر اعظم نااہل ہو چکے ہیں۔ جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان پر آرٹیکل 62.63 لاگو ہوتا ہے، حکومتی وزراء اس بات پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ کوئی بھی استعفیٰ نہیں دے گا، امیر جماعت اسلامی پاکستان سراج الحق نے سیاستدانوں کو مشورہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ذاتی مفادات سے ہٹ کر ملک کیلئے افہام تفہیم سے کام لیں، نواز شریف ہوں، عمران خان یا قادری سب کو مشورہ ہے کہ وہ آپس میں اختلافات ختم کرکے ملک کے مفاد کو مد نظر رکھیں، آئین و قانون کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے ملک کو درپیش موجودہ تشویشناک صورتحال سے نکالا جائے۔ ملک میں آئین اور قانون کی بالادستی چاہتے ہیں عدل و انصاف چاہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر ایک نقطہ پر اتفاق کریں کہ پاکستان میں آئین کی بالادستی قائم رکھنی ہے اور ملک میں شفاف الیکشن کمیشن قائم کرنا ہے عدالت طے کرے کے اگر گزشتہ انتخابات میں دھاندلی ہوئی تو پھر موجودہ حکمرانوں کو اقتدار میں رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ سیاست میں جمہوریت سے اختلافات کا حق ہے شاہراہ دستور پر دھرنے دینا عوام کا حق ہے لیکن اس کو خونی نہیں ہونا چاہیے۔ آج پاکستان کا سیاسی بحران سب کیلئے پریشان کن ہے۔ آج کے جو حالات ہیں وہ بربادی کی طرف جارہے ہیں روزانہ نئی سے نئی کنفیوژن پیدا کی جاتی ہے۔

پولیس کا صحافیوں پر تشدد، انتہائی المیہ

چودہ اگست کو تمام تر رکاوٹیں ہٹا کر پر امن طریقے سے اسلام آباد پہنچنے والے آزادی و انقلاب مارچ کے شرکاء کی بالآخر وزیر اعظم ہاؤس جاتے ہوئے پولیس کے ساتھ تصادم ہو ہی گیا، سولہ دن اسلام آباد میں دھرنے کے بعد اور حکومت سے مذاکرات کی ناکامی ،خان اور قادری کی استعفوں کی ضد کے بعد شرکاء وزیر اعظم ہاؤس کی طرف بڑھے تو پہلے پولیس نے راستہ دیا لیکن جب ایوان صدر کے گیٹ کو توڑنے کی کوشش کی گئی تو پولیس نے اپنے اختیارات کو استعمال کیا اور آنسو گیس کی شیلنگ کی اور ربڑ کی گولیاں فائر کیں جس سے خواتین اور بچوں سمیت متعدد افراد بے ہوش ہو گئے۔

پولیس اور مظاہرین میں تصادم سے وفاقی دارالحکومت کا حساس ترین علاقہ میدان جنگ کا منظر پیش کرنے لگا۔ ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ مظاہرین حفاظتی جنگلا توڑ کر پارلیمنٹ ہاوس میں داخل ہو گئے تاہم فوج کے روکنے پر رک گئے۔ پاکستان تحریک انصاف اور عوامی تحریک کے قائدین عمران خان اور طاہر القادری کی جانب سے کارکنان کو وزیر اعظم ہاوس کے باہر منتقل ہونے کا حکم دیا گیا جہاں دونوں جماعتوں کو اپنے نئے لائحہ عمل کے مطابق دھرنا دینا تھا۔ عمران خان اور ڈاکٹر طاہر القادری نے کارکنان کو مکمل پر امن رہنے اور کسی بھی صورت تشدد یا

انتشار کا راستہ اختیار نہ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ انتظامیہ نے وزیراعظم ہاؤس اور دیگر حساس عمارتوں کی طرف جانے والے راستوں پر کنٹینرز لگا کر سیکیورٹی فورسز کی بھاری نفری تعینات کردی تھی جس نے مظاہرین کی پیش قدمی کے دوران پوزیشن لے لی۔

عوامی تحریک کے شرکاء کی قیادت ڈاکٹر طاہرالقادری، چوہدری شجاعت حسین، صاحبزادہ حامد رضا، راجہ ناصر عباس اور تحریک انصاف کے شرکا کی قیادت عمران خان، شاہ محمود قریشی، شیخ رشید احمد اور دیگر رہنما کر رہے تھے۔ پولیس اور مظاہرین کے درمیان مزاحمت کے بعد عمران خان کے کنٹینر اور ڈاکٹر طاہرالقادری کی گاڑی کو پیچھے ہی روک لیا گیا۔ پولیس کی شیلنگ کے باعث مظاہرین نے پسپائی اختیار کی اور پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف واپس چلے گئے۔ حکومتی ترجمان نے کہا ہے کہ سرکاری تنصیبات کی سیکیورٹی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ حتمی حد عبور کرنے پر ریاست کی عملداری قائم کی جائے گی جبکہ ڈپٹی کمشنر اسلام آباد مجاہد شیر دل نے بھی ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ مظاہرین کو ریڈ لائن میں داخل ہونے سے ہر صورت روکا جائے جس کے لیے شیلنگ سمیت ہر اقدام کیا جائے۔ اسلام آباد میں جھڑپوں اور پولیس شیلنگ کے بعد عمران خان اپنے کنٹینر اور طاہرالقادری اپنی بلٹ پروف گاڑی میں ہی رہے۔ ایک موقع پر عمران خان کنٹینر سے باہر آئے اور شدید شیلنگ کی وجہ سے منہ پر رومال رکھ کر کچھ لمحے کھڑے رہے اور پھر دوبارہ کنٹینر کے اندر چلے گئے۔ اس موقع پر ڈاکٹر طاہرالقادری نے کہا ہے کہ میرا گاڑی سے

باہر نکلنے کا کیا فائدہ ہو گا۔ مجمعے کے ساتھ چل رہا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ میری گاڑی کا گھیراؤ کرکے میری گاڑی اُٹھا لی جائے گی۔ محکمہ داخلہ نے گزشتہ روز وفاقی دارالحکومت میں پولیس اور مظاہرین کے درمیان ہونے والی جھڑپوں کی ابتدائی رپورٹ وزیراعظم نواز شریف کو پیش کر دی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مظاہرین نے بغیر اطلاع دیئے وزیراعظم ہاؤس کی جانب مارچ شروع کیا، بعدازاں مظاہرین نے ایوان صدر کا دروازہ توڑنے کی کوشش کی جنھیں لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرکے بتایا گیا کہ یہ ریڈ زون کے اندر وہ ریڈ لائن ہے جس سے آگے جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، مظاہرین کی جانب سے کٹر اور دیگر اوزاروں کی مدد سے تاریں کاٹنے کی کوشش کی گئی جس پر پولیس نے پہلے ہوائی فائرنگ کی اور اس کے بعد جب مظاہرین نے سیکیورٹی اہلکاروں پر پتھراؤ شروع کیا تو پھر آنسو گیس کے ذریعے انھیں منتشر کرنے کی کوشش کی گئی جسکی وجہ سے یہ سارا معاملہ شروع ہوا۔ وزیراعظم نواز شریف کو بتایا گیا کہ ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس پر حملہ کرنیوالے 85 افراد کو گرفتار بھی کیا گیا، مظاہرین سے آہنی راڈیں، ہتھوڑے، غلیلیں، ڈنڈے اور دیگر سامان بھی اپنے قبضے میں لیا گیا۔ رپورٹ میں 2 افراد کی ہلاکت کی بھی تصدیق کی گئی اور بتایا گیا کہ 185 کے قریب زخمیوں کو پولی کلینک اور تقریبا 242 افراد کو اسلام آباد کے پمز ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں انھیں طبّی امداد دی جا رہی ہے۔ وزیراعظم کو یہ بھی بتایا گیا کہ سارے آپریشن کی نگرانی ہیلی کاپٹر کے ذریعے سے کی جا رہی

ہے اور ان مظاہرین پر قابو پانے کیلئے بکتر بند گاڑیوں کا استعمال بھی کیا جا رہا ہے جبکہ پولیس، رینجرز، ایف سی اور پاک فوج کے دستے اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دینے موقع ہر پر موجود ہیں۔ تحریک انصاف اور عوام تحریک کے کارکنان سے تصادم کے بعد پولیس کے گلوبٹ' اپنی ناکامی اور مظالم چھپانے کے لیے میڈیا نمائندوں پر ٹوٹ پڑے اور تشدد' کے باوجود کوریج کرنے پر میڈیا نمائندوں کو دھمکیاں دینا شروع کردیں، کوریج سے بھی روکا گیا۔ مختلف چینلز کی ڈی ایس این جیز پر حملہ کیا گیا، انکی گاڑیوں کے شیشے توڑے گئے، پولیس کی طرف سے صحافیوں پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ پولیس اہل کاروں نے صحافتی ذمہ داریاں نبھانے والے پر امن میڈیا کے لوگوں کو گاڑیوں سے اور شناخت دیکھ دیکھ کر بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس نے سماء کے کیمرا مین اور رپورٹر کو بھی اپنے تشدد سے باز نہ رکھا اور آزادنہ لاتھوں ہاتھوں اور گھونسوں کا استعمال کیا گیا، مشتعل پولیس اہل کاروں نے سماء کے کیمرے بھی توڑ ڈالے اور ڈی ایس این جی وین کو نشانہ بنایا۔ سماء کے کیمرہ مین کو شدید زخمی حالت میں پمز منتقل کر دیا گیا ہے۔ پولیس کی جانب سے ڈان، دنیا، آج اور نیوز ون کی ٹیم پر بھی تشدد کیا گیا، پولیس کے بدترین تشدد کے بعد صحافی تنظیموں نے وزیراعظم سے آئی جی کو فوری ہٹانے کا مطالبہ کردیا ہے۔ نیوز چینلز پر تشدد کے بعد آر آئی یو جے اور نیشنل پریس کلب نے صحافیوں پر تشدد کی شدید مذمت کی ہے، تشدد کے خلاف صحافتی تنظیموں نے آج آئی جی آفس کے باہر احتجاج کا اعلان کیا ہے۔

آل پاکستان سائبر نیوز سوسائٹی کے میڈیا کوآرڈینیٹر ممتاز حیدر، فوٹو گرافر ایسوسی ایشن آف پاکستان کے جنرل سیکرٹری محمد رمضان کی جانب سے صحافیوں پر پولیس تشدد کی مذمت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ پولیس کے بہیمانہ تشدد کے خلاف ملک بھر میں احتجاج اور مظاہرے کریں گے۔ پمز اسپتال کی ترجمان ڈاکٹر عائشہ کا کہنا ہے کہ پمز میں اور پولی کلینک میں 251 مریض لائے گئے ہیں، جب کہ گلفام کو دھرنے کے 229 دوران پیٹ میں ربڑ کی گولی لگی تھی، جس کے بعد وہ اسپتال لایا گیا مگر جانبر نہ ہو سکا۔ معمولی زخمیوں کو طبّی امداد کے بعد فارغ کر دیا گیا ہے، پمز میں زخمی سیکیورٹی اہلکاروں کی تعداد 45 ہو گئی ہے، جب کہ 38 عورتیں اور 5 بچے بھی پمز اسپتال لائے گئے، ترجمان پمز کے مطابق رفیق اللہ اور آصف نامی زخمیوں کی حالت نازک ہے۔ دیگر زخمیوں سے متعلق ترجمان کا کہنا تھا کہ مختلف چینلز کے 5 کیمرا مین بھی زخمیوں میں شامل ہیں، زخمیوں میں سماء ٹی وی کے 2 کیمرا مین شامل ہیں، سی ڈی اے اسپتال میں بھی 30 سے زائد زخمی لائے گئے ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، جے یو آئی ف اور دیگر جماعتوں نے وزیر اعظم ہاؤس کے باہر پاکستان تحریک انصاف، پاکستان عوامی تحریک کے کارکنوں اور پولیس میں تصادم پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے افسوسناک قرار دیا۔ ان جماعتوں نے تاہم موجودہ صورتحال کا ذمہ دار ان دونوں جماعتوں کو قرار دیا ہے۔ ان رہنماؤں نے اس بات پر زور دیا کہ مسائل کا حل مذاکرات میں ہی پوشیدہ ہے۔

بارشیں باعث رحمت، مگر زحمت کیوں؟

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بارش اللہ تعالیٰ کی طرف سے روئے زمین پر بسنے والی مخلوق کے لئے رحمت ہے لیکن جب بارش زیادہ ہو تو پھر نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے، گزشتہ برس سندھ میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے شدید قحط سالی ہوئی ،انسانی جانوں کے ضیاع کے ساتھ ،مال مویشی بھی جاں بحق ہوئے تو امسال ماہ ستمبر کے آغاز میں پنجاب اور کشمیر میں ہونے والی بارشوں نے ہر طرف ایک تو حکومتی کارکردگی کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ اس بارش سے پنجاب بھر میں سیلاب کی صورتحال ہے ،ملک میں جاری حلیہ طوفانی بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے ہلاک ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد 157 ہو گئی ہے جبکہ کئی افراد زخمی بھی ہو چکے ہیں۔ 80افراد صوبہ پنجاب اور 60افراد آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں میں جاں بحق ہوئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں کئی افراد کو تعلق ایک ہی خاندان ہے جبکہ یہ ہلاکتیں مکانات گرنے، کرنٹ لگنے اور حادثات کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ دریائے چناب، دریائے ستلج اور نالہ ڈیک اور نالہ بسنتر اور دیگر نالوں میں طغیانی سے درجنوں دیہات زیر آب گئے ہیں اور سینکڑوں ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں ہیں جبکہ بھارت کی طرف سے چھوڑا گیا بڑا ریلا آج دریائے ستلج سے گزرے گا جبکہ مظفر آباد کا زمینی راستہ آزاد کشمیر سمیت ملک کے دوسرے علاقوں سے کٹ گیا ہے۔ گزشتہ تین روز سے

جاری طوفانی بارش کے باعث لاہور کے تمام نشیبی علاقے میں شاہراہیں پانی میں ڈوب گئیں کئی علاقوں میں پانی گھروں میں داخل ہوگیا جبکہ بارشوں سے ٹریفک کا نظام بُری طرح درہم برہم ہوگیا۔ لاہور میں بارشوں کے نہ تھمنے والے سلسلہ نے واسا انتظامیہ کو بھی بارش کے سامنے تھک ہار گئی، شہر بھر کے سیوریج اور نکاسی آب کے لئے قائم برساتی اور دوسرے نالے ابل پڑے، جس سے سڑکوں کے علاوہ پانی گلی محلوں اور لوگوں کے گھروں میں داخل ہوگیا، نیلم بلاک اقبال ٹاؤن میں تجاوزات کے باعث برساتی نالے کا پانی گھروں میں داخل ہوگیا۔ بارش سے شاہراہ قائداعظم، شاہراہ فاطمہ جناح، شاہراہ مجید نظامی، میسن روڈ، وراث روڈ، مزنگ چونگی، شاہراہ صنعت و تجارت، قرطبہ چوک، مسلم ٹاؤن، اقبال ٹاؤن، الحمد کالانی، جین مندر چوک، ہائیکورٹ چوک، لکشمی چوک، ایمپریس روڈ، کوپر روڈ، گڑھی شاہو، اچھرہ، سمن آباد، چوک ناخدا، نیلم سینما، مصری شاہ، فیض باغ، و شہر کے دیگر نشیبی علاقے سے زیر آب آ گئے۔ دریائے چناب کے سیلابی ریلا کے باعث منگووال، موہلہ کے دیہات زیر آب آ گئے جس کے نتیجہ میں دونوں دیہاتوں میں مقیم 500 افراد پانی میں پھنس کر رہ گئے۔ ہیڈ خانکی، قادر آباد کے مقام پر پانی کی سطح 6 لاکھ کیوسک سے تجاوز کر گئی۔ آئی ایس پی آر کے مطابق فوج کی آزاد کشمیر کے علاقوں بجیرہ اور راولا کوٹ میں امدادی کارروائیاں جاری ہی۔ گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور راولپنڈی میں 80 کشتیوں اور آرمی ایوی ایشن کے ہیلی کاپٹروں کی مدد سے امدادی آپریشن کیا جا رہا8

ہے۔ ریسکیو آپریشن کے دوران پاک فوج کا جوان ڈوب کر جاں بحق ہو گیا۔ پاک فوج کا اہلکار سیار خان نالہ پلکھو کے قریب سیلاب سے متاثرین کی مدد کر رہا تھا کہ وہ پانی میں ڈوب گیا جس کی نعش نکال لی گئی ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ طوفانی بارشوں کے باعث مشکلات میں گھرے افراد کی مدد کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی، اس سلسلے میں مسلح افواج اور صوبائی اتھارٹیز کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ حالیہ طوفانی بارشوں اور سیلابی صورت حال پر غور کے لئے وزیر اعظم نواز شریف کی سربراہی میں اعلیٰ سطح کا اجلاس ہوا جس میں وزیر دفاع خواجہ آصف، وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر پرویز رشید سمیت دیگر وفاقی وزراء، چیئرمین این ڈی ایم اے، کیبنٹ سیکریٹری اور متعلقہ اداروں کے اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ چیئرمین این ڈی ایم اے نے اجلاس کے دوران شرکا کو بریفنگ کے دوران بتایا کہ حالیہ بارشوں اور سیلاب سے جانی و مالی نقصان ہوا ہے، پنجاب، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان میں اب تک 110 افراد جاں بحق جبکہ 148 زخمی ہوئے ہیں، اس کے علاوہ لاکھوں ایکڑ راضی زیر آب ہونے کے علاوہ 650 مکانات مکمل طور پر جبکہ ہزاروں جزوی تباہ ہوئے ہیں۔ این ڈی ایم اے کی بارشوں سے متاثرہ علاقوں میں کارروائیاں جاری ہیں جس کے تحت اب تک متاثرین میں ایک ہزار 500 خیمے جبکہ 3 ہزار کمبل تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جماعۃالدعوۃ کے رفاہی ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکاروں نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں موٹر بوٹ سروس شروع کر دی۔ فلاح انسانیت کی ریسکیو ٹیم نے دینہ

پل پر ڈوبنے والے دو افراد کی لاشیں نکال لیں۔ امدادی رضاکار مختلف علاقوں میں سیلابی پانی میں پھنسے افراد اور ان کے سامان کو محفوظ مقامات پر منتقل کر رہے ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف ، امیر جماعۃالدعوۃ لاہور مولانا ابو الہاشم اور دیگر ذمہ داران خود امدادی سرگرمیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اس وقت سینکڑوں رضاکار پنجاب اور آزاد کشمیر کے سیلاب متاثرہ علاقوں میں ریلیف و ریسکیو آپریشن میں حصہ لے رہے ہیں جبکہ ہزاروں کارکنان مختلف شہروں و علاقوں میں سیلاب کی صورت میں ہمہ وقت امدادی سرگرمیوں کیلئے تیار ہیں۔ مظفر آباد میں جماعۃالدعوۃ کے رضاکار سیلابی پانی میں بہنے والے سات افراد کی زندگیاں بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ سیلاب متاثرین کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کیلئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی بیسیوں ایمبولینسیں بھی استعمال کی جارہی ہیں۔ امیر جماعۃالدعوۃ لاہور مولانا ابو الہاشم نے رچنا ٹاؤن اور رانا ٹاؤن کے ان علاقوں جہاں پانی لوگوں کے گھروں میں داخل ہو چکا ہے کا دورہ کیا اور ریلیف آپریشن میں حصہ لینے والے رضاکاروں کو ہدایات جاری کیں۔ فلاح انسانیت کے رضاکار گوجرانوالہ، سیالکوٹ، وزیر آباد، جھنگ اور دیگر متاثرہ شہروں و دیہاتوں میں امدادی سرگرمیوں میں بھرپور انداز میں حصہ لے رہے ہیں اور جن علاقوں میں پانی زیادہ ہے وہاں موٹر بوٹس کے ذریعہ متاثرہ افراد اور ان کے سامان کو محفوظ مقامات پر منتقل کر رہے ہیں۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ

محمد سعید کا کہنا ہے کہ شدید بارشوں و سیلاب سے لاکھوں پاکستانی سخت مشکلات سے دوچار ہیں' قوم اللہ کے حضور سربسجود ہو جائے۔ جماعۃالدعوۃ کے ہزاروں رضاکار ملک بھر میں امدادی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔پوری قوم متاثرین کی مدد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ انہوں نے کہاکہ ملک بھر میں کارکنان و ذمہ داران کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ متاثرہ علاقوں میں پہنچ کر لوگوں کا سامان محفوظ مقامات پر منتقل کریں اور متاثرین میں پکی پکائی خوراک تقسیم کریں۔ شدید بارشیں و سیلاب اللہ کی ناراضگی کا نتیجہ ہیں۔ حکمران و عوام اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگیں اور توبہ و استغفار کریں۔ بارشوں و سیلاب سے بے پناہ نقصانات ہوئے ہیں۔ فصلوں اور لوگوں کی املاک کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان حالات میں ہر شخص کو آگے بڑھ کر متاثرہ بھائیوں کی مدد کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے۔ بھارت کی طرف سے بھی دریاؤں میں بہت زیادہ پانی چھوڑنے کی اطلاعات ہیں جس سے شدید سیلاب کی صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ جماعۃالدعوۃ کے ہزاروں رضاکار ماضی میں بھی امدادی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہوئے متاثرین کیلئے ریلیف و ریسکیو آپریشن میں حصہ لیتے رہے ہیں اب بھی جب ملک کے بیشتر علاقے ناگہانی آفت سے دوچار ہیں رضاکاروں کی کثیر تعداد امدادی سرگرمیوں میں حصہ لے رہی ہے اور ہزاروں رضاکار مختلف علاقوں میں سیلاب سے پیدا ہونے والی صورتحال میں ریلیف و ریسکیو آپریشن میں حصہ لینے کیلئے تیار ہیں۔ بارشوں و سیلاب سے بہت سے علاقوں میں پانی داخل ہو چکا ہے اور کئی شہروں

میں سیلاب کا شدید خطرہ ہے۔ یہ کہہ دینا کہ بارشوں و سیلاب سے ہونے والی تباہی مون سون کی ہواؤں کی وجہ سے ہے' درست نہیں ہے۔ مسئلہ صرف ہواؤں کا نہیں ان بادلوں کو برسانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ کی ناراضگی والے اعمال ترک کرے اور بحیثیت قوم اجتماعی طور پر اللہ سے گناہوں کی معافی مانگی جائے تا کہ ہر سال اس وطن عزیز میں زلزلوں، قحط، سیلاب کی جو صورتحال ہوتی ہے وہ گناہوں کی معافی مانگنے اور رب کو راضی کرنے سے ختم ہو۔

مودی کی امداد کی پیشکش پر قوم کا جراتمندانہ پیغام

بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے وزیراعظم نواز شریف کو خط لکھ کر آزاد کشمیر میں سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تعاون کی پیش کش کی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے دورے کے دوران نریندر مودی نے بڑے پیمانے پر ہونے والے جانی ومالی نقصان کو ''قومی سانحہ'' قرار دیا۔ انہوں نے اس موقع پر متاثرہ علاقوں کی بحالی کے لئے 10 ارب روپے امداد کا بھی اعلان کیا، ساتھ ہی نریندر مودی کا کہنا تھا کہ ہم آزاد کشمیر میں آنے والے سیلاب سے متاثرہ افراد کی مدد کے لئے حکومت پاکستان کو ہر ممکن تعاون فراہم کرنے کو تیار ہیں۔ انسانی بنیادوں پر پاکستان میں سیلاب متاثرین کی مدد کرنے کے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کریں گے اور آزاد کشمیر میں جہاں کہیں بھی ضرورت ہو گی مدد کریں گے۔ وزیراعظم آزاد کشمیر چوہدری عبدالمجید نے بھارتی وزیراعظم کی جانب سے کی جانے والی پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ چاہے جتنی بھی آفت آ جائے ہماری امیدوں کا مرکز اسلام آباد ہی ہے اور اگر بھارت کچھ دینا ہی چاہتا ہے تو مقبوضہ کشمیر کو آزاد کر دے جب کہ ترجمان دفتر خارجہ نے مقبوضہ کشمیر میں سیلاب اور اس کے نتیجے میں ہونے والے جانی ومالی نقصان پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان

کی جانب سے ہر ممکن تعاون فراہم کرنے کی پیش کش کی ہے۔ جنوبی کشمیر کے ضلع کولگام اور پلوامہ، شمالی کشمیر کا ضلع بارہمولہ اور وسطی کشمیر کے سری نگر اور بڈگام اضلاع کے بیشتر علاقے بارشوں کے بعد زیر آب ہیں جبکہ ہزاروں ایکڑ پر موجود دھان کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ گذشتہ 60 سال کے دوران پہلی بار اس قدر شدید سیلاب اور طوفانی بارشوں سے دوچار جموں کشمیر میں 100 سے زائد افراد جاں بحق اور تقریباً 10 ہزار افراد سیلاب کے پانی میں گھر گئے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں دریائے جہلم میں سطح آب خطرے کے نشان سے ابھی تک اوپر ہے جس کے باعث بالائی علاقوں میں سری نگر سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ سیلاب سے جموں خطہ کے کم و بیش 10 اضلاع متاثر ہوئے ہیں۔ طوفانی بارشوں کے باعث چٹانوں کے کھسکنے اور تودوں کے گرنے سے سڑکوں، درجنوں پلوں، عمارتوں اور فصلوں کو نقصان پہنچا۔ جموں پٹھانکوٹ شاہراہ پر ٹریفک بند کر دی گئی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں شدید بارشوں اور سیلاب سے انتہائی سنگین صورتحال پیدا ہو گئی ہے اور سینکڑوں دیہات لپیٹ میں آ گئے ہیں جس سے سینکڑوں افراد ابھی تک سیلابی پانی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر اونچے اور محفوظ مقامات کا رخ کر رہے ہیں۔ کشمیری مسجدوں میں بارش تھمنے کیلئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کر رہے ہیں۔ اسلام آباد (اننت ناگ) کے متعدد آبادی والے علاقوں میں پانی گھس گیا ہے اور ضلعی انتظامیہ و دیگر ادارے مل کر لوگوں کی جانیں بچانے میں مصروف ہیں۔ امدادی سرگرمیوں کیلئے فضائیہ کی خدمات بھی حاصل

کی گئی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں جہلم سمیت سبھی ندیاں خطرے کے نشان سے اوپر بہہ رہی ہیں۔ سری نگر میں تو زیادہ تر اسکولوں میں پانی جمع ہو گیا ہے۔ زمین کھسکنے کے واقعہ کے بعد ملبہ ہٹائے جانے تک جموں سے سری نگر تک کسی بھی گاڑی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں جہاں عام حالات میں خوبصورت اور بھرپور نظاروں کے ساتھ ساتھ جدید طرز زندگی کی گہما گہمی دیکھنے کو ملتی ہے وہاں آج کل جس طرف نظر دوڑائیں تو دہشت سے دل ڈوبنے لگتا ہے۔ سیلاب کے پانی سے جہاں خالی زمین ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کا نقشہ پیش کرتی ہے وہیں کثیر منزلہ جدید طرز کی عمارتوں کو بھی سیلابی پانی نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ سرینگر کے بائی پاس روڑ پر جب انسان کھڑا ہو جاتا ہے تو پانی کی خاموش موجوں میں سے چیخنے چلانے کی آوازیں آ رہی ہیں لوگ رو رو کر پانی میں ڈوبے ہوئے گھروں سے اپنے پیاروں کو باہر نکالنے کیلئے مدد طلب کر رہے ہیں۔ خواتین کی آنکھیں آنسوؤں سے نمناک ہیں۔ایک شخص نے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ سیلابی پانی نے اس کے گھر کو تمام اہلخانہ سمیت اپنے اندر ڈبو دیا۔ نظر دوڑانے پر جھیل نما سیلابی صورتحال کے درمیان کہیں کہیں کسی مکان کی صرف چھت نظر آتی ہے۔ ایک خاتون نے روتے ہوئے کہا کہ اس کا سب کچھ آنکھوں کے سامنے برباد ہو گیا لیکن کوئی مدد کو نہیں آیا اپنا نام نور بیگم بتانے والی بزرگ خاتون کا کہنا تھا کہ اس کا گھر پانی میں ڈوبا ہوا ہے اور وہ لوگ پچھلے کئی روز سے بے بسی کے عالم میں دور کھڑے اس وحشت ناک

صورتحال کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک سیلاب زدہ علاقے سے کشتی کے ذریعے کچھ افراد جب محفوظ مقام پر پہنچے تو ایک شخص نے بس اتنا بتایا کہ انہوں نے وہ تباہی دیکھی جس کا کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ متاثرین کا کہنا ہے کہ ان کا سب کچھ اجڑ چکا ہے۔ ایک خاتون نے کہا کہ لوگ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں لیکن انتظامیہ کی طرف سے انہیں کسی قسم کی کوئی مدد فراہم نہیں کی جا رہی۔ خاتون کا کہنا تھا کہ متاثرین بے یار ومددگار پڑے ہوئے ہیں اور انہیں کھانے پینے کو کچھ میسر نہیں۔ جموں، ڈوڈا اور بھدرواہ کشتواڑ کے درمیان بھی شاہراہ بند ہو گئی ہے۔ جموں سے کوئی بھی ان مقامات پر نہیں جا سکتا ہے۔ حریت رہنماؤں سید علی گیلانی، یٰسین ملک، میر واعظ عمر فاروق، شبیر احمد شاہ، آسیہ اندرابی، نعیم احمد خاں و دیگر نے سیلاب سے ہونے والے نقصان پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی طرف سے آزاد کشمیر میں سیلاب متاثرین کیلئے امداد کی پیش کش کو کشمیری و پاکستانی قوم کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جو بھارت مقبوضہ کشمیر میں سیلاب میں گھرے عوام کی مدد نہیں کر سکتا وہ آزاد کشمیر میں کیا کرے گا؟ بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر میں متنازعہ ڈیموں کی تعمیر اور آبی دہشت گردی کی وجہ سے ہی پاکستان سیلابی صورتحال سے دوچار ہوا ہے۔ ایک طرف بھارت سرکار نے بغیر اطلاع دریاؤں میں پانی چھوڑا، غلط معلومات فراہم کیں اور دوسری طرف مدد کی

پیشکش کی جارہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کھلی شرارت اور سنگین مذاق ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں حالیہ سیلاب سے تاریخ کی بدترین تباہی ہوئی ہے مگر بھارت سرکار نے وہاں اپنے فوجیوں کو امدادفراہم کرنے کے علاوہ سیلاب متاثرہ کشمیریوں کیلئے کچھ نہیں کیااور آزاد کشمیر میں امداد کی پیش کشیں کی جارہی ہیں۔ آزاد کشمیر کے سیلاب متاثرین کی مدد کی پیش کش کرنا مقبوضہ کشمیر میں بسنے والے کشمیریوں کے بھی دل دکھانے کے مترادف ہے جو تاحال سیلاب میں گھرے ہوئے ہیں اور امداد کے منتظر ہیں۔ نریندر مودی حکومت تو مقبوضہ کشمیر میں سیلاب متاثرین کی مدد نہیں کر سکی مگر جماعۃالدعوۃ' کشمیر سمیت بھارت میں بھی ہر جگہ مصائب میں مبتلا افراد کی مدد کرنے کیلئے مکمل طور پر تیار ہے۔ آزاد کشمیر میں سیلاب متاثرین کی بھرپور امداد کی جارہی ہے اور صورتحال مکمل طور پر کنٹرول میں ہے۔ غیور پاکستانی قوم زلزلوں اور سیلاب میں اپنے بھائیوں کی مدد کرنا جانتی ہے۔ انہیں مودی سرکار کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت پاکستان بھارت کی آبی جارحیت کو روکنے کے لیے موثر اقدامات اٹھائے بھارت سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دریائے چناب کا رخ تبدیل کرتے ہوئے پن بجلی کے 4 نئے منصوبے لگا رہا ہے جبکہ کشن گنگاڈیم (دریائے نیلم) ڈیم کا ڈیزائن بھی عالمی ثالثی ٹریبونل کی ہدایت کے مطابق ٹھیک نہیں کیا جس کی وجہ سے دریائے نیلم میں پانی کی روانی کم ہونے کا خدشہ ہے۔ کشمیری حق خودارادیت کے لیے جدوجہد جاری رکھیں گے ان کی

قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ بھارت ریاست جموں و کشمیر کے وسائل لوٹنے کے لیے یہاں اپنا قبضہ برقرار رکھنا چاہتا ہے اس مقصد کے لیے اس نے 7 لاکھ افواج جمع کر رکھی ہیں۔ وہ عالمی سطح پر کشمیریوں کے ساتھ حق خودارادیت دینے کے وعدوں سے منحرف ہو رہا ہے لیکن کشمیری اپنے حقوق سے دستبردار نہیں ہوں گے اور نہ ہی بھارت کا ریاست پر غاصبانہ قبضہ قبول کریں گے۔ بھارت کو چاہئے کہ وہ آزاد کشمیر کے سیلاب متاثرین کی امداد کی بجائے فوری طور پر کشمیریوں کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خودارادیت دے تاکہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق اپنے مستقبل کا فیصلہ کر سکیں۔

بھارت کی پاکستان و اسلام دشمنی

ہندو انتہا پسند تنظیم وشوا ہندو پریشد نے 11 ستمبر کو بھارتی دارالحکومت نئی دہلی میں منعقد ہونے والی پاکستان کی نمائش 'عالیشان پاکستان' کی سخت مخالفت کی ہے اور آرگنائزر تنظیم 'فکّی' کے علاوہ دہلی کے لیفٹیننٹ گورنر، پولس کمشنر، انڈیا ٹریڈ آرگنائزیشن اور پرگتی میدان مینجمنٹ کو خط لکھ کر اس نمائش کو روکنے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ نمائش نئی دہلی کے پرگتی میدان میں لگائی جانے والی ہے۔ پاکستانی ٹیکسٹائل مصنوعات کی نمائش عالیشان پاکستان کے نام سے گیارہ سے چودہ ستمبر تک بھارت کے شہر دہلی میں ہونا ہے۔ آرگنائزر تنظیم (ایف آئی سی سی آئی) فکّی 'عالیشان پاکستان' نمائش کا انعقاد ٹریڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (ٹی ڈی اے پی) کے ساتھ مل کر کر رہی ہے۔ یہ ایک لائف اسٹائل نمائش ہے۔ وی ایچ پی کے دہلی کے جنرل سکریٹری رام کرشن شریواستو نے اس تقریب کی مخالفت کرتے ہوئے فکّی صدر کے نام ایک خط بھیجا ہے۔ خط میں لکھا گیا ہے کہ پاکستان کے لگاتار ہندوستان مخالف رویے کو دیکھتے ہوئے اس طرح کی نمائش ملک کے باشندوں کے زخمی دل پر نمک چھڑکنے کا کام کرے گی، اس لیے اسے روکا جائے۔ وی ایچ پی نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ وہ 'دہشت گرد پاکستان' کے نام کی نمائش تو برداشت کر سکتی ہے لیکن 'عالیشان پاکستان' نہیں۔

پاکستان ہمیشہ

ہندوستان کے خلاف سازش تیار کرتا رہتا ہے، سرحد پر گولی باری کرتا رہتا ہے، دہشت پھیلاتا ہے۔ ایسے میں اگر یہ نمائش ہوئی تو 'جہادی کلچر' کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ حال ہی میں بھارت کے تجارتی شہر ممبئی میں ایک اور پاکستانی مصنوعات کی نمائش کو منسوخ کیا گیا۔ بھارتی شہر ممبئی اور دیگر شہروں میں منشیات اور برائی کے اڈوں کے خلاف آواز بلند کرنے والے مسلم نوجوانوں کو بم دھماکوں اور دہشت گردی کے کیسوں میں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ہندو اکثریتی علاقوں کے بجائے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں جوئے خانوں، منشیات کے اڈوں، ویڈیو گیمز، ویڈیو پارلرزاور عریاں فلمیں دکھانے کی آزادی حاصل ہے اور اس سارے کاروبار کو ہندو انتہا پسندوں کی سرپرستی حاصل ہے۔ مسلم تنظیموں نے الزام عائد کیا ہے کہ جان بوجھ کر مسلمان نوجوان نسل کو برائی کی دلدل میں دھکیلا جارہا ہے۔ مالیگاؤں کے اصلاح پسند نوجوانوں نے ڈانس کلبوں، ویڈیو پارلرز اور دیگر برائی کے اڈوں کے خلاف مہم چلائی تو انہیں اورنگ آباد اسلحہ ضبطی کیس میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح کئی نوجوانوں کو ممبئی لوکل ٹرین دھماکوں میں ملوث قرار دے دیا گیا ہے۔ مسلم نوجوان کئی کئی برسوں تک جیلوں میں بند رہتے ہیں لیکن ان کی نا تو ضمانتیں ہوتی ہیں اور نا ہی انہیں رہا کیا جاتا ہے۔ ہندو انتہا پسند تنظیم وشوا ہندو پریشد کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف شر انگیز پمفلٹ تقسیم کئے گئے ہیں جس میں لکھا گیا ہے کہ مسلم نوجوان غریب ہندو لڑکیوں کو اپنی گاڑیاں دکھا کر

لبھاتے ہیں اور ان سے شادیاں کرکے طوائف جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے ہیں اسلئے ان کی اس حرکت جسے ہندوؤں نے ''لو جہاد'' کا نام دیا ہے کا جواب ''لو ترشول'' کے ذریعے دیا جائے گا۔ وشواہندو پریشد کی طرف سے یہ پمفلٹ پورے گجرات میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ ہندو لڑکیوں کو متوجہ کرنے کے لیے مسلم نوجوانوں کو کروڑوں روپے دیے جاتے ہیں۔ان کی اس حرکت پر پوری قوم میں سراسیمگی کا ماحول ہے۔ جماعت اسلامی ہند نے بھی اس طرح کی حرکتوں پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ وی ایچ پی کا پرچہ میڈیا تک پہنچ گیا ہے لیکن پولس کے ہاتھ نہیں لگا۔ وشو ہندو پریشد کے لیڈروں کے ذریعہ اس طرح کھلے عام نفرت پھیلانے والی حرکت کے خلاف آواز اٹھانے میں بھی لوگ گھبراہٹ محسوس کر رہے ہیں۔ تقسیم کیے گئے پرچوں میں ایسی لڑکیوں کے والدین کی مدد کی بھی بات کی گئی ہے جو مسلم نوجوانوں سے شادی کر چکی ہیں۔ پرچہ میں لکھا گیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اپنے گھر واپس عزت کے ساتھ لے کر آئیں اور کسی قسم کی مشکل آنے پر وی ایچ پی، درگا واہنی یا بجرنگ دل سے رابطہ کریں۔ادھر شیو سینا اتر پردیش ریاستی صدر انل سنگھ نے کہا ہے کہ ان کی پارٹی 'لَو جہاد' کے جواب میں ایک 'لَو ترشول' گینگ بنا رہی ہے۔ یہ گینگ لَو جہاد کے معاملوں کی خبر ملنے پر دخل اندازی کر اسے روکنے کا کام کرے گا۔ اس کی شروعات یو پی کے بریلی سے ہو رہی ہے اور جلد ہی اسے پوری ریاست میں پھیلا دیا جائے گا تاکہ رشتوں کے جال میں

پھنس کر تبدیلی مذہب کے خطرے میں پڑی ہندو لڑکیوں کو بچایا جاسکے۔جمعیت علماء ہند نے کہا ہے کہ بھارتی مسلمان ہوشیار رہیں۔ میڈیا میں القاعدہ کے قیام کی خبروں کو بہانہ بنا کر مسلم نوجوانوں کونشانہ بنایا جاسکتا ہے۔پہلے ہی انڈین مجاہدین جیسی نام نہاد تنظیموں کا سہارا لے کر بے قصور مسلمانوں کو گرفتار کرکے ان کی زندگی کے قیمتی ایام کو قید خانوں کی نذر کردیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اس نئی سازش سے ہر دم چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کے مسلمان تعلیم وترقی کے میدان میں کامیابی کی منزلیں طے کرنے لگے ہیں جس سے ہندوستان کو ترقی مل رہی ہے لیکن کچھ شر پسند عناصر کی آنکھوں میں مسلمان وہندوستان کی ترقی کھٹکتی ہے۔ وہ متعصب حکومتی اہلکاروں وافسران سے ساز باز کرکے مسلم نوجوانوں کو پھنسا کر ان کی زندگی کے قیمتی دنوں کو برباد کردیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ پوری زندگی پسماندگی میں گزارنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ انڈین مجاہدین جیسی نام نہاد تنظیموں جن کا زمین پر کوئی وجود نہیں ہے اس تنظیم کے سرگرمیوں میں ملوث قرار دے کر مسلم نوجوانوں کو پھنسایا جارہا ہے، لیکن اس میں دم خم کم محسوس کرکے اب القاعدہ جیسی تنظیم کا وجود ہندوستان میں ثابت کرکے یہاں کے مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی سازش رچائی جارہی ہے۔ بھارتی ریاست مدھیہ پردیش میں نچلی ذات کے چار ہندوؤں کے اسلام قبول کرنے پر ہندو انتہا پسند تنظیم وشوا ہندو پریشد کے اہلکار انہیں گرفتار کرکے لے گئے اور زبردستی ہنومان کے مندر میں پوجا کرنے پر مجبور کردیا۔ مدھیہ

پردیش کے شیوپوری علاقہ میں چار دلت افراد نے اسلام قبول کیا جس پر ہندو انتہا پسند تنظیموں وشواہندو پریشد اور بجرنگ دل کے اہلکار مشتعل ہو گئے اور انہیں ڈرا دھمکا کر گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے بعد ازاں ہندو انتہا پسندوں نے ہنومان مندر نے ''گھر واپسی'' کے نام سے ایک تقریب منعقد کی اور جبرا مذکورہ دلتوں کو ہندو بننے پر مجبور کیا گیا۔ شیوپوری انتظامیہ نے ایک دن قبل ہی چار دلت افراد کو گرفتار کیا گیا تھا تاہم جب انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ انہوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے تو انہیں رہا کر دیا گیا لیکن بعد ازاں مشتعل ہندو انتہا پسندوں نے انہیں پکڑ لیا اور زبردستی ہندو ہونے کا اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا۔

شہباز" تیری پرواز سے جلتا ہے زمانہ"

میاں محمد شہباز شریف پاکستان کے مشہور سیاستدان، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اہم رکن اور پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے بھائی ہیں۔ 1950 میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ وہ پاکستان کے سب سے گنجان آباد صوبے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ شہباز شریف 20 فروری 1997 سے 12 اکتوبر 1999 تک بھی پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہے۔ 1999 میں پرویز مشرف کے حکومت پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ سعودی عرب، میں جلا وطن رہے۔ 11 مئی 2004 کو انہوں نے پاکستان واپس آنے کی کوشش کی مگر لاہور کے علامہ اقبال بین الاقوامی ہوائی اڈے سے انہیں واپس بھیج دیا گیا۔ میاں محمد شہباز شریف 20 فروری 1997 سے 12 اکتوبر 1999 تک پنجاب کے وزیر اعلی رہے۔ ان کا دور نہائت سخت انتظام کے لیے مشہور ہے جس میں انہوں نے لاہور کی شکل بدلنے کی کوشش کی۔ خصوصاً ناجائز تجاوزات میں سے بیشمار کو ختم کیا۔ انہوں نے پنجاب کے ایسے سکولوں کے خلاف بھی اقدام اٹھائے جو عرف عام میں بھوت سکول یا گھوسٹ سکول کہلاتے ہیں یعنی وسائل استعمال کرتے ہیں مگر وہاں اساتذہ نہیں ہوتے یا سرے سے سکول ہی نہیں ہوتا۔ انہوں نے ڈھائی سال کے دوران اقربا پروری اور سفارش کے خلاف بھی نمایاں کارکردگی دکھائی اور بوٹی مافیا کے خلاف کام کیا۔ اپنے دور کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کیے۔ پولیس

میں پہلی دفعہ پڑھے لکھے جوان لڑکوں کی بھرتی میرٹ کی بنیاد پر کی گئی۔فروری 2008 ء کے انتخابات کے بعد ضمنی انتخاب میں جیت کر دوبارہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے۔ مئی 2013 کے انتخابات کے بعد آپ پھر پنجاب کے وزیر اعلیٰ بنے، اور تاحال اسی عہدے پر فائز ہیں۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شہباز شریف محنتی وزیر اعلیٰ ہیں جو اپنے آپ کو خادم اعلیٰ بھی کہلواتے ہیں اور صرف کہلواتے نہیں بلکہ حق بھی ادا کرتے ہیں، پنجاب بھر میں کوئی بھی مسئلہ آ جائے خود پہنچتے ہیں، گجرات کے گاؤں چک بھولا میں معمولی تنازع پر کمسن بچے کے دونوں ہاتھ کاٹنے کے سفاکانہ اقدام ہو یا ساہیوال میں گینگ ریپ کا شکار بچی، ہر مظلوم کی مدد کے لئے خادم اعلیٰ پہنچے اور نہ صرف اعلیٰ حاکم کی سرزنش کی بلکہ ملزمان کے خلاف کاروائی یقینی بنانے کا بھی حکم دیا،اب گزشہ چند دنوں سے پنجاب و آزاد کشمیر میں سیلاب آیا ہوا ہے، سیلاب کی وجہ سے ہر طرف تباہی نظر آتی ہے، خادم اعلیٰ نہ صرف خود سیلاب متاثرہ علاقوں کے دورے کر رہے ہیں بلکہ اراکین اسمبلی کو بھی ہدایات کی ہیں کہ وہ علاقوں میں امدادی کاموں کی نگرانی کریں۔ پنجاب حکومت کے زیر انتظام سیلاب متاثرین کیلئے پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا ریسکیو اور ریلیف آپریشن جاری ہے۔آپریشن میں ہیلی کاپٹرز، بوٹس اور ہزاروں کی تعداد میں امدادی عملہ حصہ لے رہا ہے۔ اب تک ایک لاکھ 24 ہزار سے زائد لوگوں کو ریسکیو کرکے محفوظ مقامات پر منتقل کیا جا چکا ہے۔ متاثرہ اضلاع میں 360

ریلیف کیمپس اور 704 ہیلتھ کیمپس قائم کئے گئے ہیں۔ ریلیف کیمپس میں تقریباً 8 ہزار افراد رہ رہے ہیں اور ان کی مناسب دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔ متاثرین میں 55 ہزار سے زائد فوڈ ہیمپرز تقسیم کئے جا چکے ہیں جبکہ ایک لاکھ منرل واٹر کی بوتلیں فراہم کی گئی ہیں۔ 38 ہزار ٹینٹ متاثرہ اضلاع کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ ریسکیو 1122 کی تمام کشتیاں اور عملہ امدادی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ پاک فوج، ریسکیو 1122، پولیس، پی ڈی ایم اے، مقامی انتظامیہ، منتخب نمائندے اور متعلقہ ادارے ریسکیو اور ریلیف آپریشن میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ محمد شہباز شریف نے چنیوٹ کی تحصیل لالیاں، تحصیل بھوانہ، ملحقہ دیہات، منڈی بہاؤالدین کی بستی قادر آباد کے سیلاب متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور ملتان میں ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس کی صدارت کی جس میں جنوبی پنجاب میں سیلابی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ وزیراعلیٰ کا دورہ 12 گھنٹے پر محیط تھا۔ وزیراعلیٰ سیلاب متاثرین سے اپنا وعدہ نبھاتے ہوئے منڈی بہاؤالدین کی تحصیل پھالیہ کی بستی قادر آباد دوبارہ پہنچے۔ وزیراعلیٰ نے 2 روز قبل بھی قادر آباد کا دورہ کیا تھا اور اس وقت ناقص انتظامات پر عوام نے احتجاج کیا تھا۔ وزیراعلیٰ نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ پھر آ کر انتظامات کا جائزہ لیں گے۔ انہوں نے وعدے کے مطابق قادر آباد دوبارہ آ کر انتظامات کا جائزہ لیا اور انتظامیہ سے بریفنگ لی۔ اس موقع پر وزیراعلیٰ نے کہا کہ قادر آباد میں متاثرین سیلاب کیلئے اچھے اقدامات دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ انتظامیہ

اسی جذبے سے کام جاری رکھے تو اس قدرتی آفت کا بخوبی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ سیلاب ایک بڑی آزمائش ہے، مشترکہ کوششوں سے نمٹیں گے۔ فوج، ریسکیو 1122 اور دیگر متعلقہ ادارے متحرک انداز میں کام کر رہے ہیں۔ وزیر علیٰ نے تحصیل بھوانہ کے موضع سلمان، حویلی مبارک شاہ، ٹھٹھہ محمد شاہ، رام دین کھوہ اور دیگر نواحی دیہات کا کشتی کے ذریعے دورہ کیا اور امدادی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ انہوں نے متاثرین میں امدادی سامان تقسیم کیا اور پانی میں گھرے لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا۔ وزیر اعلیٰ 2 بچوں کو اپنی کشتی میں بٹھا کر محفوظ مقام پر لائے اور امدادی سرگرمیوں کی خود نگرانی کی۔ پنجاب کے سیلاب سے متاثرہ 8 اضلاع میں پھنسے ہوئے لوگوں کا انخلاء مکمل کر لیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے چنیوٹ کے سیلاب زدہ علاقے لالیاں کے موضعات داوڑ، پٹھان کوٹ، ٹھٹھہ میاں لالہ، ٹھٹھہ عمر اور نواحی علاقوں کا دورہ کیا اور سیلاب کی صورتحال اور متاثرین سیلاب کیلئے امدادی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنا پہلی ترجیح ہے۔ 90 فیصد دیہات سے لوگوں کا انخلاء مکمل کیا جا چکا ہے اور حکومت متاثرہ اضلاع کو فی ضلع امدادی سرگرمیوں اور متاثرین کو سہولتوں کی فراہمی کیلئے 10، 10 کروڑ روپے کی رقم جاری کر چکی ہے۔ 3 ہیلی کاپٹرز متاثرین میں امدادی سامان اور کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے ہدایت کی کہ بیمار ہونے والے لوگوں کا مقامی طور پر علاج کافی نہیں لہٰذا ایم پی اے خود

انہیں ہسپتال لے کر جائیں۔ پانی خشک ہونے سے قبل متاثرین کے نقصانات کا معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ مصیبت کی اس گھڑی میں معاشرے کے ہر فرد کو متاثرین کی مدد کیلئے آگے آنا چاہیئے۔ سیاسی و انتظامی ٹیم متاثرین تک ان کا حق پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ جن علاقوں سے پانی اتر رہا ہے وہاں سے مردہ مال مویشی ہنگامی بنیادوں پر ہٹائے جائیں اور علاقوں میں مکینوں کی واپسی سے پہلے جراثیم کش ادویات کا سپرے کرایا جائے۔ بیمار مویشیوں کے علاج معالجے کیلئے فول پروف انتظامات کئے جائیں۔

وزیراعلیٰ محمد شہباز شریف نے متاثرہ علاقوں کے دوروں کے دوران ہیلی کاپٹر کے ذریعے نچلی پرواز کرتے ہوئے متاثرین میں اشیاء تقسیم کیں اور کمر کے درد کے باوجود ایک گھنٹے کا سفر ہیلی کاپٹر میں کھڑے ہو کر کیا۔ امدادی سامان رکھنے کے لئے ہیلی کاپٹر کی سیٹیں نکال لی گئی تھی۔ وزیراعلیٰ ہیلی کاپٹر کے ذریعے امدادی اشیاء تقسیم کرتے ہوئے فیصل آباد پہنچے اور وہاں سے ملتان چلے گئے جہاں انہوں نے اعلیٰ سطح کے اجلاس کی صدارت کی۔ اجلاس میں ملتان اور جنوبی پنجاب کے دیگر اضلاع میں سیلابی صورتحال اور حفاظتی اقدامات کا جائزہ لیا گیا۔ انہوں نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنی عملی زندگی میں کبھی اتنا بڑا سیلاب نہیں دیکھا۔ منتخب نمائندے اور انتظامیہ جنوبی پنجاب میں سیلابی صورتحال سے نمٹنے کیلئے پوری طرح چوکس رہیں۔ میں روز آؤں گا میرے ساتھ کوئی منتخب نمائندہ یا افسر نہیں ہوگا، سب متاثرین کیلئے امدادی سرگرمیوں کے حوالے سے

فرائض سرانجام دیں، میں خود دورے کروں گا۔ دریا کی قریبی بستیوں سے لوگوں کا انخلاء ہر صورت یقینی بنایا جائے ،ایک ایک زندگی قیمتی ہے۔ انتظامیہ انسانی جانوں کے تحفظ کیلئے ہر ممکن اقدام اٹھائے۔ جو لوگ دریا کی قریبی آبادیوں سے محفوظ مقامات پر منتقل نہیں ہوں گے تو حکومت اس ضمن میں سختی کرے گی۔ ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے لئے دو دو ہیلی کاپٹرز دیئے جائیں گے۔ وزیراعلیٰ نے ہدایت کی کہ ملتان اور جنوبی پنجاب کے دیگر اضلاع میں فوری طور پر ریلیف کیمپ لگائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ سارا دن گاؤں گاؤں اور شہر شہر جا کر صورتحال کا جائزہ لیتا ہوں جبکہ رات کو کابینہ کمیٹی کے اجلاس میں امدادی سرگرمیوں کے حوالے سے روزانہ کی بنیاد پر لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے۔ وزیراعلیٰ محمد شہباز شریف نے اپنا ہیلی کاپٹر سیلاب متاثرین کی امدادی سرگرمیوں کیلئے وقف کر دیا ہے۔ تربیت کے بعد سٹاف کی واپسی والے دن ہی وزیراعلیٰ نے ہیلی کاپٹر کو متاثرہ علاقوں میں بھجوا دیا۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعے تحصیل بھوانہ کے موضع سلیمان حویلی مبارک شاہ، ٹھٹھہ محمد شاہ، رام دین کھوہ، لالیاں کے موضعات ،داوڑ، پٹھان، کوٹ، ٹھٹھہ میاں لالہ، ٹھٹھہ عمر اور دیگر متاثرہ علاقوں میں امدادی سامان پہنچایا گیا۔

سیلاب متاثرین قوم کی مدد کے منتظر

پانی ہر طرف پانی ہی پانی، بپھرے ریلے جدھر کا رخ کر رہے ہیں تباہی و بربادی کی نئی داستانیں لکھتے جا رہے ہیں۔ بستیاں ڈوب چکیں، مکین در بدر، جمع پونجی بہہ گئی لیکن صورتحال معمول پر آنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ جھنگ کے گرد و نواح میں تباہی مچانے کے بعد بڑا سیلابی ریلا اب جنوبی پنجاب کی جانب بڑھ رہا ہے۔ ہیڈ تریموں پر پانی کی سطح قدرے کم ہوئی ہے لیکن خطرہ ابھی بھی برقرار ہے اور پانی کا بہاؤ اگلے چوبیس گھنٹوں کے دوران آٹھ لاکھ کیوسک تک پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اٹھارہ ہزاری اور ارد گرد کی مزید درجنوں آبادیاں پانی کی لپیٹ میں آ چکی ہیں۔ جھنگ شہر کا زمینی رابطہ بھی مکمل طور پر منقطع ہے۔ تعلیمی ادارے بھی بند کر دیئے گئے ہیں۔ ہیڈ پنجند کی جانب بڑھتا دریائے چناب کا سیلابی ریلا راستے میں آئی ہر چیز کو بہائے لے جا رہا ہے۔ ملتان اور مظفر گڑھ کی سیکڑوں آبادیاں پانی کی لپیٹ میں آ گئی ہیں۔ بستی مروٹ، بستی سیال، قاسم بیلہ، محمد پور گھوٹا اور نواب پور کی کئی بستیاں بھی پانی میں گھری ہوئی ہیں۔ ہیڈ محمد والا اور شیر شاہ بند کو توڑنے کیلئے کمیٹی بھی قائم کر دی گئی ہے۔ رسول پور، شکرانی، مکھن بیلہ اور کچی لعل سمیت درجنوں دیہات سے لوگوں کی نقل مکانی بھی جاری ہے۔

نشتر گھاٹ عارضی پل ٹوٹنے کے بعد راجن پور اور رحیم یار خان کا زمینی رابطہ بھی منقطع ہے۔ دریائے راوی میں بھی بعض مقامات پر اونچے درجے کا سیلاب ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمالیہ، ساہیوال، ہڑپہ اور چیچہ وطنی کی درجنوں آبادیاں سیلاب کی زد میں ہیں۔ میاں چنوں کے چھبیس دیہات بھی زیرآب آ گئے ہیں۔ پیر علی کے مقام پر پورا گاؤں کٹاؤ کی زد میں آ گیا۔ دریائے ستلج میں بھی پانی کے بہاؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سیکڑوں ایکڑ رقبے پر کھڑی فصلیں بھی تباہ ہو گئی ہیں۔ دریائے چناب کی بے رحم موجیں چنیوٹ اور جھنگ کے باسیوں پر قیامت بن کر ٹوٹیں۔ پانی جدھر سے گزرا ہر چیز ملیا میٹ کر گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے گھر مکینوں سے خالی اور بستیاں ویران ہو گئیں جان بچا کر محفوظ مقامات کی جانب بھاگنے والے جمع پونجی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ ہیڈ تریموں پہنچنے سے پہلے سیلابی ریلے نے چنیوٹ میں تباہی مچائی۔ ضلع چنیوٹ میں نو افراد جاں بحق نوے سے زیادہ زخمی ہوئے۔ ایک سو بتیس سیلاب زدہ دیہات میں ستر سے ہزار ایکڑ رقبے پر کھڑی فصلیں بھی تباہ ہو گئیں۔ سو کے قریب مویشی بھی بہہ گئے۔ 80 جھنگ کے علاقوں میں تباہی پھیلاتے ریلوں میں بہہ کر تین افراد لقمہ اجل بنے بائیس زخمی بھی ہوئے۔ پانی نے اکتالیس دیہات کو ڈبویا دو لاکھ سے زیادہ ایکڑ رقبے پر فصلیں بھی نیست ونابود ہو گئیں۔ ضلع جھنگ میں ایک ہزار سے زیادہ مویشی بھی ریلوں کی نذر ہو گئے۔افواج پاکستان کے بہادر جوان جو ایک طرف ضرب عضب میں وطن عزیز کے دشمنوں سے مقابلہ کر رہے ہیں تو دوسری

جانب اس قدرتی آفت میں بھی سب سے آگے ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ بھی نکل چکی ہے، حافظ محمد سعید خود چار روز سے سیلاب زدہ علاقوں میں ہیں اور متاثرین کے ساتھ وقت گزارنے کے علاوہ امدادی کاموں کی بھی نگرانی کر رہے ہیں، جماعت اسلامی کے سراج الحق بھی جھنگ گئے تھے اور الخدمت فاؤنڈیشن کے کام میں تیزی لانے کا کہا تھا، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جماعت اسلامی اور جماعۃ الدعوۃ کے پاس ہزاروں رضاکار موجود ہیں جو ملک میں آنے والی ہر قدرتی آفت کے موقع پر کام کرتے ہیں، ان دونوں جماعتوں کے کارکنان کے پاس ماضی کے تلخ تجربات بھی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مفادات یا ذات کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کرتے ہیں، جماعۃ الدعوۃ ہو یا الخدمت، ان کے کارکنان کو دنیوی کوئی لالچ نہیں، دن کی روشنی، رات کے اندھیرے میں بھی یہ سامان کندھوں پر اٹھا کر متاثرین تک پہنچتے ہیں اگر اسی اخلاص کے ساتھ باقی مذہبی و سیاسی جماعتیں بھی میدان میں نکلیں تو یقیناً سیلاب میں ہونے والی تباہی کا کچھ فی صد ازالہ ممکن ہے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف بھی سیلاب زدہ علاقوں میں ہی ہیں، امیر جماعت الدعوۃ پاکستان حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ پاکستان میں بھارت کا مسلط کردہ مصنوعی سیلاب تباہی پھیلا رہا ہے جو پاکستان پر 1965ء سے بڑا حملہ ہے۔ حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ بھارت سے کھری، کھری بات کرے اور اسے آبی جارحیت سے روکے۔ حکومت پنجاب 1972ء کے بعد تاریخ کے سب سے بڑے سیلاب سے متاثرہ افراد کو ریلیف کی فراہمی

اور بحالی کے لیے پاک فواج کی معاونت سے تمام وسائل بروئے لا رہی ہے اور حکومت پنجاب نے امدادی سرگرمیوں کے لیے 2-ارب روپے کے فنڈز ریلیز کر دیئے ہیں۔ متاثرین کی بحالی اور ان کے نقصانات کا تخمینہ لگانے کے لیے کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں جو 2 سے 3 روز میں سروے کا کام شروع کر دیں گی۔ 1 لاکھ 40 ہزار متاثرین کو ریسکیو کر کے محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا ہے۔ پنجاب کے 21 اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا جا چکا ہے اور سیالکوٹ سے شروع کیا جانے والے اس ریلیف اور ریسکیو آپریشن میں ہیلی کاپٹرز اور کشتیاں متاثرہ افراد کے انخلاء کے کاموں میں مدد کر رہی ہیں۔ چناب 16 میں تریموں کے مقام پر ساڑھے 5 لاکھ کیوسک پانی گزر رہا ہے جبکہ 1 لاکھ 20 ہزار کیوسک پانی کے اخراج کے لیے بند توڑا گیا ہے تاہم 5 سے 6 لاکھ کیوسک پانی کا ریلا پیچھے سے آ رہا ہے۔ اٹھارہ ہزاری کے مقام پر تمام آبادی کا انخلا مکمل کر لیا گیا ہے۔ ملتان کے مقام پر محمد والا بیراج سے ایک لاکھ 50 ہزار کیوسک پانی گزرنے کی گنجائش ہے جہاں اس وقت ساڑھے تین لاکھ کیوسک گزر رہا ہے جبکہ شیر شاہ بیراج سے 2 لاکھ کیوسک سے زائد پانی گزر رہا ہے۔ حکومت کا فوکس اس وقت جھنگ اور ملتان پر ہے۔ وجھانہ گاؤں پر بڑا بریچ کیا گیا ہے۔ جن علاقوں میں ریسکیو کا کام مکمل ہو گیا ہے وہاں سے ٹیموں کو ان علاقوں کی طرف شفٹ کر دیا گیا ہے جہاں اس وقت سیلاب ہے یا آئندہ سیلاب کا خطرہ ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب خود بھی 12 گھنٹے تک ان سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں جبکہ ان کی ہدایت 13 واٹر پیور یفکیشن یونٹس سیلاب زدہ

علاقوں میں بھجوادیئے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب نے 2 بلین روپے کے فنڈز ریلیز کئے ہیں جبکہ 10 ہزار کمبل، 5 ہزار رضائیاں ،اڑھائی لاکھ فوڈ ہیمپرز ، ایک لاکھ منرل واٹر کی بوتلیں ، 5 لاکھ پانی صاف کرنے والی گولیاں ، اس کے علاوہ ڈینگی اور وبائی امراض سے متاثرین کو محفوظ رکھنے کے لیے مچھروں سے بچاؤ کے کوائل بھی فراہم کئے گئے ہیں۔ 24 ہزار متاثرین کو طبّی سہولیات فراہم کی گئی ہیں جبکہ میڈیکل کٹس پر مشتمل 10 امدادی ٹرک کیمپوں میں پہنچ چکے ہیں جبکہ مزید 20 ٹرک وہاں پہنچائے جارہے ہیں۔ سیلاب اور شدید بارشوں کی وجہ سے متاثر ہونے والی 31 میں سے 21 سڑکوں کو مرمت کے بعد بحال کردیا گیا ہے۔ جزوی طور پر متاثر ہونے والے گھروں کی تعداد 5 ہزار 966 جبکہ مکمل طور پر تباہ ہونے والے گھروں کی تعداد 2 ہزار 361 ہے۔ مجموعی طور پر 10 لاکھ پانچ ہزار 862 مربع ایکڑ کا رقبہ متاثر ہوا جبکہ متاثر آبادی سے 18 لاکھ افراد متاثر ہوئے جبکہ تقریباً 1 لاکھ 40 ہزار لوگوں کو ریسکیو کیا گیا۔ تقریباً 15 لاکھ مویشوں کا انخلا اور ویکسیشن عمل میں لائی گئی ، مویشیوں کے لیے 7 سو کے قریب ہیلتھ کیمپ جبکہ 6 موبائل ٹیمیں جانوروں کے چارے کے لیے بھجوائی گئیں، بحالی کے لیے 5 سو سے زائد امدادی کیمپ لگائے گئے۔ برقت فلڈ وارننگ جاری کرنے کی وجہ سے جانی نقصان میں کمی ہوئی کیونکہ 7 کروڑ ایس ایم ایس لوگوں کو جاری کئے گئے۔ سیلاب متاثرین کے ساتھ تعاون کے لئے انکے موبائل نمبر 03218444992 اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے میڈیا کوآرڈینیٹر سلمان شاہد سے 03004455591 پر

رابطہ کیا جا سکتا ہے۔اسوقت جن علاقوں میں سیلاب ہے وہاں کے عوام شدید مشکلات میں ہیں، قوم کے ہر طبقے کو چاہئے کہ وہ ان کی مدد کے لئے وہاں کام کرنے والی رفاہی و فلاحی جماعتوں کے ساتھ رابطے کریں، متاثرین کی مدد کے لئے سامان پہنچائیں، خود سامان لے جا کر وہاں تقسیم کریں تا کہ متاثرین کی زیادہ نہ سہی کچھ تو مشکلات کم ہوں۔

مقبوضہ کشمیر کے سیلاب متاثرین کی مشکلات

مقبوضہ کشمیر میں ایک سو نو سال کے بدترین سیلاب کے باعث لاکھوں افراد متاثر ہوئے۔ سینکڑوں دیہات مٹ گئے جبکہ درجنوں پل اور اہم شاہراہیں متاثر ہوئیں۔ کروڑوں روپے مالیت کی کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں۔ مون سون بارشوں کی پیشگی اطلاع کے باوجود کٹھ پتلی انتظامیہ کی بے حسی اور غفلت سے سینکڑوں افراد جاں بحق جبکہ درجنوں لاپتہ ہوئے۔ سیلاب کی سطح میں کمی اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی جانب سے امداد کے دعووں کے باوجود اب بھی سات لاکھ افراد اپنے گھروں کی چھتوں اور درختوں پر محصور ہیں۔ سیلاب کے باعث اپنے گھروں سے محروم ہونے کے باوجود حریت رہنما یاسین ملک نے متاثرین کے لئے کیمپ قائم کردیئے ہیں جبکہ مقامی افراد اپنی مدد آپ کے تحت بحالی کے کام کر رہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں شدید سیلاب سے وادی میں جاں بحق ہونے والے افراد کی تعداد پانچ سو سے زائد ہوگئی ہے۔ علاقے میں پانی کے بعد خوراک کی قلت کا خطرہ بھی پیدا ہوگیا۔ سیلاب کی وجہ سے اموات میں اضافے کے سبب سرینگر اور اسکے مضافات میں صورتحال مزید خراب ہورہی ہیں۔ سرینگر اور وادی کے دیگر علاقوں میں لاکھوں افراد سیلاب کے باعث اپنے گھروں میں پھنسے ہوئے ہیں جبکہ انکے مال و اسباب پانی میں بہہ گیا۔ کئی علاقوں میں پانی کی وجہ سے مکانات

تباہ ہو چکے ہیں جس سے مرنے والوں میں اضافے کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ وادی کشمیر میں مواصلاتی نظام درہم برہم ہو جانے سے حالات مزید ابتر ہو گئے ہیں۔ لوگ پانی میں پھنسے اپنے رشتے داروں سے رابطہ نہیں کر پا رہے ہیں۔ لوگوں کے پاس پینے کے لیے پانی اور کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں۔ دریائے جہلم میں پانی کی سطح میں مزید اضافے کے سبب شمالی کشمیر خاص طور پر سوپور، تارزو، سونہ واری، ہائی گام اور اوڑی کے علاقوں میں صورتحال انتہائی خراب ہے۔ جنوبی کشمیر میں دریائے جہلم کا پانی کناروں کو پار کرنے کے بعد درجنوں بستیوں کو ہنگامی بنیادوں پر خالی کرایا جا رہا ہی۔ مجموعی طور پر وادی کی 615 سے زائد دیہات زیر آب آ گئے ہیں۔ اسپتالوں، اسکولوں اور مساجد سمیت ہزاروں تعمیرات کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ اب تک ہزاروں لوگوں کو بچا لیا گیا تاہم ہزاروں اب بھی سینکڑوں لوگ سیلابی پانی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ریاست کے اکثر دریا خطرے کے نشان سے اوپر بہہ رہے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تباہ کن سیلاب کے نتیجے میں وادی کے 390 دیہات مکمل طور پر زیر آب آ گئے ہیں جبکہ 1225 دیگر دیہات بری طرح سے متاثر ہیں۔ تباہ شدہ تعمیراتی ڈھانچوں میں اسکول، اسپتال، مساجد اور زیارت گاہیں بھی شامل ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کر کے امدادی پیکج کا اعلان تو کیا لیکن کشمیری مسلمانوں کو کچھ نہیں ملا، بھارتی افواج جو عرصہ دراز سے کشمیریوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہی ہے اب سیلاب میں جب کشمیری مسلمان

مشکلات کا شکار ہیں بھارتی فوج صرف اپنے فوجیوں کو ہی ریسکیو کر رہی ہے اور اپنے کیمپ بچا رہی ہے۔ مودی نے آزاد کشمیر کے لئے تو امدادی کی پیشکش کی لیکن مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ اسے نظر نہیں آیا، یہ تو اچھا ہوا کہ موجودہ حکومت نے مودی کی پیشکش قبول کرنے کی بجائے جوابی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں اگرچہ سیلاب ہے لیکن ہم مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی مدد کے لئے تیار ہیں۔ مودی کی آزاد کشمیر کے سیلاب زدگان کے لئے امداد کی پیشکش پر پاکستان میں حکومت کے علاوہ وزیر اعظم آزاد کشمیر نے امداد مسترد کرنے کا اعلان کیا اور دوسرے قومی لیڈر کشمیریوں کی آواز کو دنیا میں بلند کرنے والے حافظ محمد سعید نے جواب دیا کہ مودی کی پیشکش ایک سنگین مذاق ہے ایک طرف بھارت کی جانب سے چھوڑے گئے پانیوں کی وجہ سے سیلاب آ رہا ہے اور اوپر سے انڈیا مدد کی پیشکش کر رہا ہے،انڈیا کا یہ آبی حملہ بہت زیادہ خطرناک ہے جب وہ چاہتا ہے پاکستان کا پانی روک لیتا ہے اور جب چاہتا ہے کھول دیتا ہے، پاکستان کو معاشی طور پر اپاہج بنانا بھارت کا مذموم ایجنڈہ ہے لیکن ان شاء اللہ یہ کبھی پورا نہیں ہو گا۔ مقبوضہ کشمیر میں سیلاب میں گھرے کشمیریوں کی مدد کے لئے بھی حافظ محمد سعید نے پیشکش کی اور کہا کہ ہمارے رضاکار امدادی سامان مقبوضہ کشمیر لے کر جانے کو تیار ہیں،انہوں نے صرف زبانی دعوے سے کام نہیں لیا بلکہ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے حریت کانفرنس گ) مقبوضہ کشمیر کے)

چیئرمین سید علی گیلانی اور جموں کشمیر فریڈم پارٹی کے سربراہ شبیر احمد شاہ سے ٹیلی فونک رابطہ کیا جس میں مقبوضہ کشمیر اور پاکستان میں سیلاب کی صورتحال پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ سید علی گیلانی نے حافظ محمد سعید کو بتایا کہ اس وقت لاکھوں کشمیری سیلاب کے نتیجہ میں گہرے پانیوں میں گھرے ہوئے ہیں اور گھروں کی چھتوں پر پناہ لئے امداد کے منتظر ہیں مگر بھارتی فوج صرف اپنے فوجیوں اور سیاحوں کو ریسکیو کر رہی ہے عام کشمیریوں کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہم نے اقوام متحدہ اور ریڈ کراس کے نمائندوں سے رابطہ کر کے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور بتایا تھا کہ سیلاب کا پانی اترنے کے بعد شدید بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے آپ اس سلسلہ میں ہماری مدد کریں لیکن اقوام متحدہ اور ریڈ کراس کے نمائندوں نے صاف طور پر کہا ہے کہ ہمیں بھارت کی طرف سے مقبوضہ کشمیر میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہم مجبور ہیں کچھ نہیں کر سکتے۔ سرینگر سمیت دیگر علاقوں میں گھروں کی بالائی منزلیں مکمل طور پر پانی میں ڈوبی ہوئی ہیں اور گھر کی چھتوں پر پناہ لئے ہوئے ہیں مگر بھارت سرکار انتقامی جذبہ سے کام لے رہی ہے اسے صرف کشمیر کی زمین سے دلچسپی ہے وہ چاہتے ہیں کہ سارے کشمیری مر جائیں اور یہ زمین انکے پاس رہے۔ اس وقت بہت گھمبیر صورتحال ہے۔ بھارت سرکار اور اسکی فوج کشمیریوں کے ساتھ تعصب اور دشمنی والا رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید نے سید علی گیلانی کو ہر ممکن مدد و تعاون کا یقین

دلایا اور کہا کہ پوری پاکستانی قوم کے دل آپ کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ بھارتی فوج اور اسکے اداروں کی جانب سے سیلاب میں گھرے کشمیریوں کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ ہم بھارت کی مذموم حرکتوں کے خلاف ان شاءاللہ بھرپور آواز بلند کریں گے۔ اللہ کی طرف سے آپ پر بہت بڑی آزمائش ہے۔ ہم آپ کے لئے دعا بھی کریں گے اور ہر ممکن تعاون کی بھی کوشش کریں گے۔ جموں کشمیر فریڈم پارٹی کے سربراہ شبیر احمد شاہ نے ٹیلی فونک رابطہ پر جماعۃ الدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید کو تشویشناک صورتحال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ لاکھوں کشمیری ابھی تک بارہ بارہ فٹ پانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ سیلاب سے بچ جانے والی کشمیری قوم متاثرین کی بھرپور مدد کر رہی ہے لیکن تباہی اس قدر شدید ہے کہ میلوں تک صاف پانی لے جانا بھی ناممکن ہو رہا۔ بھارتی فوج اور انکے اداروں کی جانب سے تمام کشمیریوں کے ساتھ تعاون نہیں کیا جا رہا جسکی وجہ سے مشکلات اور زیادہ بڑھ گئی ہیں ہم پاکستانی قوم سے اپنے لئے دعاؤں کے طلب گار ہیں جس پر حافظ محمد سعید نے کہا کہ بھارت کی طرف سے سیلاب کے دوران بھی جس ریاستی جبر اور ظلم کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ اگرچہ پاکستان میں بھی اس وقت شدید سیلاب ہے مگر مظلوم کشمیریوں کو اس دکھ تکلیف میں دیکھنا ہم سے برداشت نہیں ہو رہا۔ پوری پاکستانی قوم دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد آپ کو مشکلات سے نکالے۔ سید علی گیلانی اور شبیر احمد شاہ نے مظلوم کشمیریوں کے حق

میں آواز بلند کرنے پر حافظ محمد سعید کا شکریہ ادا کیا۔ حافظ محمد سعید کا دل تو کشمیریوں کے لئے دھڑکتا ہے، ساری دنیا اس بات کو جانتی ہے مگر پاکستان کی دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں، کشمیر کمیٹی کے چیئرمین و اراکین کو مقبوضہ کشمیر میں سیلاب میں پھنسے کشمیریوں کے ساتھ ہمدردی کے لئے مشکل موقع پر ایک بیان تک نہ دینا سمجھ سے بالاتر ہے۔ پانچ فروری کو تو کشمیر سے رشتہ کیا کا نعرہ ہر جماعت لگاتی ہے لیکن مشکل وقت میں سب خاموش ہیں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ پاکستان بھی مشکلات کا شکار ہے لیکن ہمیں اس مشکل میں کشمیریوں کو نہیں بھولنا ہوگا کیونکہ کشمیر کے بغیر پاکستان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

افواج پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب

وطن عزیز پاکستان میں مشکل ترین حالات،ایک طرف دشمنان پاکستان کے خلاف ضرب عضب جاری ہے تو دوسری طرف پنجاب سیلاب کی لپیٹ میں ہے،ہر طرف تباہی ہو رہی ہے، تیسری جانب دو جماعتیں ایک ماہ سے پارلیمنٹ کے سامنے دھرنا دیئے بیٹھی ہیں،اور 245 کی وجہ سے اسلام آباد ریڈ زون میں سرکاری پانچ عمارتوں کی حفاظت پاک فوج کے ذمہ ہے،افواج پاکستان کے بہادر نوجوان جن پر پوری قوم کو فخر اور ناز ہے ،جب بھی وطن عزیز پر کوئی مشکل وقت آیا تو انہوں نے قربانیاں دیں ، شہادتیں پیش کیں،دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور پاکستان کا مستقبل محفوظ کیا ۔کراچی ایئر پورٹ پر دہشت گردانہ حملے کے بعد آپریشن ضرب عضب شروع کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی کی جانب گامزن ہے،افواج پاکستان دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے پر عزم ہیں ،اسی آپریشن کے دوران ہی تحریک انصاف اور عوام تحریک نے چودہ اگست کو لانگ مارچ کی کال دی اور شدید ترین رکاوٹوں کے باوجود اسلام آباد پارلیمنٹ ہاؤس جا پہنچے ،ایک ماہ گزر گیا حکومت استعفیٰ کا مطالبہ نہیں مان رہی اور کپتان و علامہ اس بات پر بضد ہیں کہ ہم نے استعفیٰ لینا ہے اس سے کم پر بات ختم نہیں ہو گی،ان دھرنوں میں جب وزیراعظم ہاؤس کی جانب جانے کی کال دی گئی تو چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف نے

عمران خان اور طاہر القادری سے ملاقات کی ۔اس ملاقات کے بعد دھرنے والے جہاں تھے وہیں رک گئے، خان صاحب واپس ڈی چوک پہنچ گئے ۔اس دوران افواج پاکستان کے حوالہ سے شدید پروپیگنڈہ کیا گیا کہ ان دھرنوں کے پیچھے فوج کا ہاتھ ہے حالانکہ آرمی چیف راحیل شریف متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ ہم جمہوریت کو مضبوط کریں گے ۔اس کے باوجود مختلف افواہیں پھیلائی گئیں ،افواج پاکستان کے حوالہ سے مفروضوں پر مبنی خبریں ، تجزیئے نشر کئے گئے جس پر پاک فوج کے ترجمان آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل میجر جنرل عاصم سلیم باجوہ کو میدان میں آنا پڑا اور انہوں نے ان ساری افواہوں ، مفروضوں کی سختی سے تردید کی اور ضرب عضب کے حوالہ سے بھی مکمل بریفنگ دی ۔میجر جنرل عاصم باجوہ کا کہنا تھا کہ موجودہ سیاسی بحران سے فوج کا کوئی تعلق نہیں۔ فوج کے اندر اختلافات کی خبریں جھوٹی ہیں، فوج آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی کمان میں متحد ہے۔ ملک کے مفاد میں فوج نے سیاسی بحران کے دوران سہولت کار کا کردار ادا کیا تھا۔ اس بحران کے حوالہ سے کوئی سکرپٹ کارفرما ہونے یا سکرپٹ رائٹر والی باتوں کا سن کر افسوس ہوا ہے۔ فوج متعدد مواقع پر جمہوریت اور آئین کیلئے اپنی حمایت کا اعادہ کر چکی ہے۔ فوج میں اختلافات کی خبروں کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ فوج کا اپنا سسٹم ہے، اس میں تمام لوگ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تاہم فیصلہ آرمی چیف کا ہی ہوتا ہے۔ دھرنے سیاسی مسئلہ ہے اور اسے سیاسی جماعتوں کو ہی حل کرنا چاہئے۔ ملک میں کچھ ہوتا ہے تو فوج کو عوام ہی

کی طرح تشویش ہوتی ہے، فوج کہتی ہے کہ سیاسی مسائل کو سیاسی طور پر طے کیا جائے، ہمیں اس سے باہر رکھا جائے، فوج آئین کی پاسداری اور جمہوریت کے تسلسل پر یقین رکھتی ہے فوج میں پروموشن، ٹرانسفرز اور ریٹائرمنٹ معمول کا عمل ہے۔ انہوں نے پانچ کور کمانڈروں کی جانب سے الگ رائے دینے کی خبر کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کسی کی رائے الگ ہو سکتی ہے لیکن جب ''وہ'' فیصلہ کر لیتے ہیں تو پوری فوج اس کے مطابق چلتی ہے۔ ریڈ زون میں فوج کو صرف پانچ عمارتوں کی حفاظت کی ذمے داری دی گئی تھی، ان پانچ عمارتوں میں پی ٹی وی شامل نہیں تھا۔ ہر بات کی وضاحت ضروری ہے۔ فوج کو اگر کچھ کہنا ہوتا ہے تو وہ اپنے ترجمان کے ذریعے کہہ دیتی ہے۔

شمالی وزیرستان میں جاری آپریشن کے حوالہ سے انہوں نے کہا کہ ضرب عضب کامیابی سے جاری ہے، آخری دہشت گرد کے خاتمے تک یہ آپریشن جاری رہے گا۔ اگر شہری علاقوں میں بھی جانا پڑا تو جائیں گے۔ حافظ گل بہادر کے بارے میں علم نہیں ہے۔ آرمی چیف کہہ چکے ہیں کہ ہم آئین اور جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ جو مذاکرات کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے دروازے کھلے ہیں لیکن ابھی تک کسی نے رابطہ نہیں کیا۔

افغانستان کے ساتھ ہمیشہ فضل اللہ کا معاملہ اٹھایا جاتا ہے جب تک وہ مارا نہیں جاتا یا پاکستان کے حوالے نہیں کر دیا جاتا یہ معاملہ اٹھایا جاتا رہے گا۔ آئی ڈی پیز کا بندوبست فوج کی ذمہ داری نہیں لیکن فوج یہ کام بھی کر رہی ہے۔ قریباً 2200 سے زائد انٹیلی جنس آپریشن کئے جا چکے ہیں جن میں 45 خطرناک دہشت گرد

مارے جا چکے ہیں، تقریباً 134 کے قریب دہشت گرد گرفتار ہو چکے ہیں۔ اب تک دہشت گرد مارے جا چکے ہیں۔ ملالہ یوسف زئی اور اس کی ساتھی بچیوں، 1000 کائنات اور شازیہ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے پورے گروہ کو شناخت اور گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ قائداعظم ریذیڈنسی زیارت پر حملہ کرنے والے تمام لوگ پکڑے گئے ہیں۔ کوئٹہ ائرپورٹ اور خالد ایوی ایشن بیس کے تمام دہشت گرد مارے جا چکے ہیں۔ رائے ونڈ، لاہور اور نیول ڈاک یارڈ، کراچی پر حملے میں ملوث دہشت گرد بھی گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ ملالہ اور دیگر دو بچیوں، شازیہ اور کائنات، پر حملہ کرنے والا گروہ شوریٰ کے نام سے جانا جاتا تھا اور اس میں کل دس دہشت گرد تھے۔ اس کا تعلق کالعدم تنظیم ٹی ٹی پی سے تھا۔ شوریٰ نامی اس گروہ کا سرغنہ ظفر اقبال تھا جس کی سوات میں فرنیچر کی دکان تھی۔ شوریٰ سے تعلق رکھنے والے دس کے دس دہشت گرد مالاکنڈ کے مقامی ہیں۔ تحقیقات کے دوران ان دہشت گردوں نے انکشاف کیا کہ اس حملے کا منصوبہ ملا فضل اللہ نے بنایا جب کہ اس پر عمل درآمد، شوریٰ گروپ کی ذمہ داری تھی۔ دوران تفتیش، اس گروہ نے نومبر 2012 میں سوات کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے چوکیدار عبدالرشید کو قتل کرنے کا اعتراف بھی کیا۔ مزید یہ انکشاف بھی ہوا کہ اگر یہ گروہ پکڑا نہ جاتا تو انہیں ملا فضل اللہ کی فراہم کردہ لسٹ کے مطابق مزید بائیس اہم افراد کو نشانہ بنانا تھا۔ تمام ملزموں کو انسداد دہشت گردی کی عدالت میں پیش کیا جائے گا جہاں ان پہ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ

چلایا جائے گا۔ شمالی وزیرستان میں میر علی اور دتہ خیل سمیت کئی علاقے دہشت گردوں سے کلیئر ہو چکے ہیں۔ شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کا کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم توڑ دیا گیا ہے۔ ملک و معیشت کو یرغمال بنانے والے سیاسی بحران میں فوج کی غیر جانبداری اور جمہوریت سے کمٹمنٹ قابل تعریف ہے۔ موجودہ فوجی قیادت سیاسی معاملات میں مداخلت کے خلاف ہے اور اسلام آباد میں مظاہرین کی بلاواسطہ یا بلواسطہ مدد نہیں کر رہی مگر بعض سیاسی یتیم اپنے مفادات کے لئے اسے بدنام کر رہے ہیں۔ قابل اعتراض تقریروں، بیانات اور تجزیوں نے ڈائریکٹر جنرل آئی ایس پی آر کو ایک بار پھر وضاحت پر مجبور کر دیا جو ہماری بدقسمتی ہے۔ انکی وضاحت سے جہاں افواہوں نے دم توڑا وہیں اپنے لئے گڑھا کھودنے والے سیاستدانوں کی آبرومندانہ واپسی کا راستہ بھی بند ہو گیا۔ مداخلت کی دعوت کے باوجود آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے چند دن پہلے بھی جمہوریت کو ترقی کا واحد راستہ قرار دیتے ہوئے اس سے اپنی وابستگی ظاہر کی مگر سیاستدان اپنے مفادات کے لئے فوج کو بحران میں گھسیٹ کر اپنے کارکنوں اور پوری قوم کو گمراہ کرتے رہے جس نے عدم استحکام کو ہوا دی۔ فوج ہماری نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا ایک ذمہ دار ادارہ ہے جو سیاسی بحران میں حصہ دار ہے نہ فریق، یہ قومی ادارہ اس وقت ملکی بقاء کی جنگ اور سیلاب متاثرین کی مدد میں مصروف ہے۔ ایسے موقع پر اس کی توجہ بانٹنے والے ملک و قوم کے خیر خواہ نہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ غیر ضروری طاقت

استعمال کئے بغیر مظاہرین کو موجودہ پوزیشن سے دھکیل دیا جائے اور قانون ہاتھ میں لینے والے تمام عناصر کو گرفتار کرکے کاروائی کی جائے۔ بحران سیاستدانوں نے پیدا کیا وہی اسے حل بھی کریں۔

بھارتی فوج میں اسلحہ کی کمی کا خوف

بھارتی ریاست راجھستان کے سرحدی علاقے باڑ میر فائرنگ رینج میں بی ایس ایف افسران کی طرف سے بی جے پی لیڈر کے بیٹے کی ٹریننگ کروانے کی ویڈیو منظر عام پر آنے پر شدید تنقید کی جارہی ہے۔ بھارتی میڈیا کا کہنا ہے کہ ملک میں فوج کے پاس اسلحہ و گولہ بارود کی کمی کی خبریں آرہی ہیں جبکہ دوسری جانب بی جے پی لیڈروں کے شوق پورے کئے جارہے ہیں۔ منظر عام پر آنے والی ویڈیو میں باڑ میر سے بی جے پی لیڈر گروراج سنگھ کے بیٹے کو سرکاری اسلحہ سے فائرنگ کی مشق کروائی جارہی ہے جبکہ اس دوران بی ایس افسران بھی موقع پر موجود تھے۔ بھارتی میڈیا کی جانب سے اصول و ضوابط ترک کرکے باقاعدہ فائرنگ رینج میں شوٹنگ کی مشق کروانے پر سخت تنقید کی جارہی ہے۔ بھارتی اخبار نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان کے ساتھ جنگ کی صورت میں بھارت کے پاس گولہ بارود کم پڑھ سکتا ہے۔ حالات یہ ہیں کہ گولہ بارود کی بہت کمی ہے ٹینک، ایئر ڈیفنس، یٹی ٹینک گائیڈڈ میزائلس، اسپیشلائزیڈ میشن گن میگزینس، گرینیڈٹ اور مان فیوز جیسی چیزوں کی بھاری کمی ہے اگر مکمل طور پر جنگ چھڑ گئی تو ان میں سے کچھ چیزیں تو ایک ہفتے میں ہی ختم ہو جائیں گی آرمی کے ایمینشن روڈ میپ کے مطابق 2019ء تک ہی بھارت کا وار ویسٹیج ریزرو 100 فیصد پہنچ پائے گا اور اس کے لیے بھی 97 ہزار

کروڑ کا بجٹ چاہیے۔ ایکٹ اور فارمولا کے مطابق 23 طرح کے اسلحے بیرون ملک سے امپورٹ کرنے پڑیں گے جبکہ باقی کو ہماری رڈنیس فیکٹریاں تیار کریں گی ایمینشن کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے پہلا فرسٹ لائن، پھر آن ویپن اور تیسرا یونٹ ریزرو یونٹ۔ یونٹ ریزرو کو بٹالین سطح پر رکھا جاتا ہے سکینڈ لائن کو برگیڈ اور ڈوجن کے پاس رکھا جاتا ہے اور فرسٹ لائن وہ ہے جسے جنگ میں استعمال کیا جا رہا ہوتا ہے حکومت اسلحے کی اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن دنیا کی دوسری سب سے بڑی فوج کے پاس گولہ بارود کم ہونا بھارت کے لیے باعث تشویش ہے۔ 1999ء میں کارگل کی لڑائی کے دوران بھارت کو ایمرجنسی نافذ میں اسرائیل سے گولہ بارود خریدنا پڑا تھا۔ جنگ کے حالات میں بھارتی فوج کا گولہ بارود کم پڑ سکتا ہے اسلحہ ذخائر گولہ بارود کی شدید کمی سے دوچار ہیں اور جنگ ہوئی تو 20 دن کے اندر ہی بھارت کے پاس کوئی گولہ بارود نہیں بچے گا۔ مارچ میں حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ٹائمز آف انڈیا نے بتایا تھا کہ بھارت کے پاس وسیع جنگ کے حالات میں 20 دن کا ہی گولہ بارود بچا ہے چھ ماہ گزر جانے کے بعد بھی حالات میں مزید بہتری نہیں ہوئی ہے اہلکاروں کے مطابق حکومت اس نازک صورتحال سے واقف ہے اور ضروری قدم بھی اٹھائے جا رہے ہیں کہا جا رہا ہے کہ طویل عرصے سے استعمال نہیں ہوئے اسلحے اور 39 ہتھیار فیکٹریوں کی سست پیداوار کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے ہیں ملک کے پاس 30 دنوں کی سنگین اور 30 دنوں کی عام لڑائی قابل وار ریسٹیج

ریزرو ہونا چاہیے تین دنوں کی عام لڑائی اور ایک دن کی سنگین لڑائی کو برابر سمجھا جاتا ہے ایسے میں وار ویسٹیج ریزرو مجموعی طور پر 40 دنوں کی سنگین لڑائی کا ہونا چاہیے۔ بھارتی فوجی سربراہ جنرل وی کے سنگھ نے بھی وزیر اعظم کے دفتر کے نام ایک تفصیلی خط روانہ کیا ہے، جس میں فوجی سربراہ نے اس بات پر زبردست تشویش کا اظہار کیا ہے کہ بھارتی فوج کے آرٹیلری شعبے کے ساتھ ساتھ فضائیہ کے پاس بھی بہت کم اسلحہ رہ گیا ہے۔ ابھی یہ رپورٹ اخبارات کی سرخیوں میں ہی ہے کہ بھارت کی ایک معروف ٹیلی ویژن چینل نے اپنی ایک سنسنی خیز رپورٹ میں اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ فوج کو اسلحہ کی کمی کا سنگین مسئلہ درپیش ہے اور اگر موجودہ وقت میں بھارت کو جنگ سے گزرنا پڑا تو اسکی فوج کے پاس موجود اسلحہ کا ذخیرہ محض دس دنوں میں ختم ہوجائے گا۔ فوج نے یہ معاملہ متواتر طور ملک کی سیاسی قیادت کی نوٹس میں لاکر واضح کیا کہ مسلح افواج کے پاس اتنا اسلحہ موجود نہیں ہے کہ ممکنہ جنگی صورتحال کا مقابلہ کیا جاسکے اور اسلحہ کی سطح نازک سے بھی نیچے ہے۔ رپورٹ میں اعداد شمار پیش کرتے ہوئے کہا گیا کہ بیرون ممالک سے درآمد کیا جانے والا احساس قسم کا اسلحہ و گولی بارود جنگ کی صورت میں 10 دنوں کے اندر اندر ختم ہوجائے گا اور اس میں 125 ایم ایم توپ کا ایمونیشن خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق سال 2009 میں اس اسلحہ کا ذخیرہ 5.85 دنوں میں ختم ہوجاتا، البتہ اس ایمونیشن کے 16000 راؤنڈ روس سے خریدنے کا منصوبہ بنایا

گیا تھا جس پر ابھی تک عمل نہیں کیا جاسکا ہے۔اسی طرح آرٹیلری میں استعمال ہونے والے 122ایم ایم ''ہائی انرجی ریڈیوس چارج'' کا ذخیرہ جنگ کی صورت میں صرف 1.27دنوں میں ہی ختم ہوجائے گا اور اس کی خریداری کے لئے دوبارہ ٹینڈر طلب کئے گئے ہیں۔رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کیا گیا ہے کہ بیرون ملک سے درآمد کئے جانے والے اسلحہ و گولی بارود کے ساتھ ساتھ مقامی سطح پر ''آرڈنینس فیکٹری بورڈ'' کی طرف سے تیار کردہ اسلحہ کے ذخیرے کی سطح بھی انتہائی نازک ہے۔اسلحہ کی مقدار کے حوالے سے سال 2008میں فوج کی ایک پرزنٹیشن میں اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ فوج کے پاس موجود 120ایم ایم مارٹربم جنگ کے صرف 7.43دنوں میں ختم ہوجائے گا،155ایم ایم ایس ایم کے ، سموک ایمونیشن 6.29دنوں جبکہ 155 ایم ایم گن کا ایمونیشن 4.65دنوں تک ہی دستیاب ہوگا۔فوج کا کہنا تھا کہ حکومت اس کمی کو پورا کرنے کیلئے کوئی اقدام نہیں اٹھارہی ہے۔رپورٹ میں صورتحال کا ایک اور تشویشناک پہلو بھی اجاگر کیا گیا ہے جس کے مطابق آرڈنینس فیکٹری بورڈس کی جانب سے فوج کو غیر معیاری اسلحہ و گولی بارود کی بھاری مقدار بھی فراہم کی گئی ہے۔اس ضمن میں فوج نے اپنی پرزنٹیشن میں اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ 125ایم ایم INSASایمونیشن کے 86ہزار راؤنڈس غیر معیاری یا نقص زدہ ہیں۔اسکے علاوہ بنیادی رائفل ایمونیشن کے 137لاکھ راؤنڈس بھی غیر معیاری پائے گئے تھے۔رپورٹ کے مطابق بھارتی حکومت یہ دعویٰ کررہی ہے کہ جنگ کی صورت میں فوج کے پاس موجود

اسلحہ 30 دنوں کیلئے کافی ہے تاہم اسلحہ کی موجودہ مقدار انتہائی نازک سطح پر ہے۔ اسلحہ کی کمی کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت نے کئی اسکینڈل منظر عام پر آنے کے بعد دفاعی ساز وسامان تیار کرنے والی متعدد فرموں کو بلیک لسٹ کر دیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ حال ہی میں بھارتی وزیر اعظم کو لکھے گئے خط میں جنرل وی کے سنگھ نے کہا ہے کہ فوج کے پاس اسلحہ کی مقدار اس قدر کم ہوئی ہے کہ جنگ کی صورت میں اسلحہ کی یہ مقدار صرف دو دن میں ختم ہو جائے گی۔ فوجی سربراہ نے خط کے ساتھ مرکزی وزیر دفاع کو ایک تفصیلی ڈیمو بھی روانہ کی جس میں فوج کی جنگ چھیڑنے کی صلاحیت کو استحکام بخشنے، جدید چیلنجوں سے نمٹنے کیلئے سائبر بٹالین کے قیام اور فوج کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے حوالے سے 10 نکات کی نشاندہی کی۔ خط میں مرکزی وزارت دفاع پر زور دیا گیا کہ وہ فوج کو درکار اسلحہ اور ساز وسامان کے ساتھ دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے پروجیکٹوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے تاکہ آرٹیلری کے ساتھ ساتھ فضائیہ کو اسلحہ کی کمی کا جو سامنا ہے، اسے دور کیا جائے گا اور فوج کی جنگ چھیڑنے کی صلاحیت مضبوط اور فعال بنائی جائے۔ بھارتی فوج کے سربراہ نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ حکومت حساس اسلحہ اور ساز و سامان کی خریداری کے ساتھ ساتھ فوج سے منسلک پالیسی اقدامات اٹھانے سے ہاتھ کھینچ رہی ہے جس کے سبب فوج کی جنگ چھیڑنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

ضمنی انتخابات میں مودی سرکار کو جھٹکا

بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے الیکشن سے قبل عوام کو اچھے دن آنے کے جو خواب دکھائے تھے صرف ابتدائی سو دنوں کی مودی حکومت میں وہ خواب بکھر کر رہ گئے 60 دنوں میں باہر کے بینکوں سے پیسہ واپس ہندوستان لانے کا وعدہ کاغذوں میں لکھا رہ گیا، مودی سرکار میں خواتین پہلے سے زیادہ متاثر ہونے لگی ہیں سڑکیں اور تعمیراتی کام بھی پہلی جیسی ہی حالت میں موجود ہیں ، عوام کا اچھا ہونا یا عوام کے لئے اچھے دن دستیاب ہونا ابھی تک کہیں نظر نہیں آئے، مہنگائی لگاتار بڑھتی جا رہی ہیں فرقہ وارانہ وارداتوں میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے،نریندر مودی کے ابتدائی سو دنوں میں ایک طرف پاکستان کے ساتھ تحفے تحائف کا تبادلہ کیا گیا تو دوسری جانب کنٹرول لائن کی سلسل خلاف ورزی کی گئی جس سے پاکستانی شہریوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا، بھارت سرکار نے مذاکرات کا ڈھونگ بھی رچایا مگر پھر خود ہی پیچھے ہٹ گئے ، بھارتی آرمی چیف اور بھارت سرکار کے وزراء نے پاکستان کو متعدد مواقع پر دھمکیاں بھی لگائیں، صرف پاکستان پر ہی ان سو دنوں میں بھارت سرکار کی توجہ رہی جس کی وجہ سے مقامی سطح پر کچھ نہ ہوا،اک طرف پاکستان تو دوسری طرف وہاں مسلمانوں پر مظالم کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ مسلم نوجوانوں کو جہاں تشدد کا نشانہ بنایا گیا وہیں جیلوں میں بھی ڈالا

گیا جبکہ ہندو انتہا پسندوں کو کھلی چھٹی دے دی دئی ،اگر مودی حکومت کو دیکھا جائے تو سو دنوں میں ایک سو دس چھوٹے بڑے ایسے واقعات ہوئے ہوں گے جن میں مسلمانوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کی گئی،وزارت داخلہ، ہندوستان حکومت کے تحت کام کرنے والے نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کے مطابق بھارت کی جیلوں میں سزا کاٹنے والے کل قیدیوں میں سے صرف مسلم مجرموں کی تعداد 53 ہزار836 (21 فیصد) ہیں، اس میں دونوں (سزا یافتہ اور زیر غور) قسم کے قیدی شامل ہیں۔ اس میں بھی اتر پردیش کے جیلوں میں ہی مسلم قیدیوں کی تعداد ملک میں سب سے زیادہ ہے، اس کے بعد بہار، مہاراشٹر اور مغربی بنگال کا مقام ہے۔جہاں تک ہندو، مسلم، سکھ اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے قیدیوں کی بات ہے اس میں آبادی کے حساب سے دیکھا جائے تو مسلم ملک کی کل آبادی کا تقریبا 16 فیصد ہیں جبکہ کل جرائم میں ان کے شمولیت 21 فیصد ہے۔ وہیں کل آبادی کا 84 فیصد ہندو ہیں جبکہ جرائم میں ملوث ہونے کا اوسط فیصد 70 کے ارد گرد ہے کیونکہ ہندوستان کے جیلوں میں بند (سزا یافتہ اور زیر غور) قیدیوں میں سے 71۔4 فیصد ہندو ہیں وہیں سکھ مجرموں کی تعداد (سزا یافتہ اور زیر غور) 4 فیصد ہے۔ اور ملک کی آبادی میں دو فیصد کی شرکت کرنے والے عیسائی کا (سزا یافتہ اور زیر غور) قیدیوں کے اعداد و شمار 4 فیصد ہے۔ یعنی کہنے کا مطلب یہ کہ ملک کا ہر 16 واں فرد مسلم ہے لیکن بھارت میں ہونے والے 100 جرائم میں جرائم مسلمانوں کے نام ہیں۔اس سلسلے میں مختلف جماعتوں اور تنظیموں 21

کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جاتا رہا ہے کہ بھارت کی جیلوں میں سب سے زیادہ مجرم مسلم ہیں اور اس کے پیچھے پولیس کے کردار پر سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس معاملے میں گزشتہ سال مہاراشٹر کے پولیس ڈائریکٹر جنرل سنجیو دیال، اتر پردیش کے ڈی جی پی دیوراج سول اور تمل ناڈو کے ڈی جی پی کے۔ راما نجم کی جانب سے مرکزی حکومت کو پیش کی گئی رپورٹ میں پولیس کی یک طرفہ کاروائی کا ذکر ملتا ہے۔ بھارت میں بابری مسجد کی شہادت کے بعد ممبئی میں ہونے والے مسلم کش فسادات کو اکیس برس گزرنے کے بعد بھی کسی مجرم کو سزا نہیں ملی جبکہ اس کے بعد ہونے والے بم دھماکوں میں کئی مسلمانوں کو ملوث ٹھہرا کر پھانسی اور دیگر سخت سزائیں سنائی جاچکی ہیں۔ جن واقعات میں مسلمانوں کو ملوث قرار دیا گیا ان میں ٹاڈا قوانین اور مسلم کش فسادات میں عام قوانین کا اطلاق کیا گیا ہے۔ 1993ء میں ممبئی میں ہونیوالے مسلم کش فسادات میں بااثر سیاسی لیڈران، پولیس افسران و اہلکار اور میڈیا کے ایک طبقے سے متعلق لوگ شامل تھے تاہم بم دھماکہ کیس میں جہاں محض شک کی بنیاد پر ملزمان پر سخت گرفت کی گئی ہے وہیں اس کے برعکس مسلم کش فسادات میں ملوث درندوں کو سہولیات فراہم کی گئیں اور وہ قانون کی گرفت سے آسانی کے ساتھ نکل گئے۔ یوں ان واقعات میں قانون اور انصاف ایک سنگین مذاق بن گیا ہے۔ حکومت مہاراشٹر اور پولیس نے سیریل بم بلاسٹ کے وعدہ معاف گواہوں اور وکلاء کو زبردست سکیورٹی فراہم کی گئی مگر ممبئی میں اکیس سال قبل مسلم کش فسادات کے حوالہ

سے درج ہزاروں کیسوں کے گواہوں کو سکیورٹی فراہم کرنے کی خاطر کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ اسی طرح سرکاری سطح پر اچھے وکلاء فراہم نہیں کئے گئے اور جو وکلاء دیے گئے وہ بھی جانبداری سے کام لیتے رہے۔ اس لئے جہاں بم دھماکہ کیس میں مسلمانوں کو سخت سزائیں دی گئیں وہاں دوسری جانب فسادات میں ملوث ہندو انتہا پسند آج تک مکمل طور پر آزاد ہیں اور کھلے عام مزید فسادات پر وان چڑھا رہے ہیں۔

بھارت میں ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کے لیڈر ساکشی مہاراج کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں مدرسے دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں جس پر مسلم تنظیموں نے شدید احتجاج کیا ہے جبکہ کانگریس سمیت دیگر اپوزیشن جماعتوں نے بھی اس بیان کی مذمت کی ہے۔ ساکشی مہاراج نے کہا کہ بھارتی مدرسے دہشت گردی اڈے ہیں اور کوئی مدرسہ ایسا نہیں ہے جہاں 15 اگست یا 26 جنوری کو پرچم کشائی کی جاتی ہو۔ مدرسوں میں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہاں صرف قرآن کی تعلیم دے کر دہشت گردی اور جہادی بنانا قوم کے بالکل بھی مفاد میں نہیں۔ بی جے پی ممبر پارلیمنٹ نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ مدراس میں مسلم نوجوانوں کو ہندو لڑکیوں سے دوستی کرکے انہیں مسلمان بنانے کی تربیت دی جارہی ہے۔ سماجوادی پارٹی، کانگریس نے بی جے پی سے ساکشی مہاراج کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا ابو القاسم نعمانی نے کہا ہے کہ بھارت کی آزادی مدارس کی ہی دین ہے۔ اگر یہ مدرسے نہ ہوتے تو ملک میں 15 اگست اور 26 جنوری منانے کا

کوئی جواز ہی نہیں ہوتا اور یہاں کوئی قومی تہوار نہ منائے جاتے۔ بھارتی حکمرانوں کی اسلام و پاکستان دشمنی پر مبنی مہم اور ہندو انتہا پسندوں کو کھلی چھوٹ دینے کی وجہ سے ضمنی انتخابات میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے آبائی صوبہ گجرات اور بھارتیہ جنتا پارٹی کی راجستھان کی وزیر اعلیٰ وسندھرا راجے کی آبائی ریاست میں ووٹروں نے بی جے پی کو اس وقت زبردست جھٹکا دیا ہے جب انہوں نے اس کی کئی سیٹیں اس کی اصل حریف کانگریس اور سماج وادی پارٹی کو دے دی ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس سماج وادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو کی آبائی ریاست اتر پردیش کے ووٹروں نے پارلیمانی انتخابات کے بعد سماج وادی پارٹی کا کمزور پڑتا قلعہ پھر سے مضبوط کرنے کے اشارے دیتے ہوئے مین پوری کی لوک سبھا سیٹ پر سماج وادی کو کامیاب کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیر پور، چرکھری، بلہا، ٹھاکر دوار، نگھاسن اور سیراتھو سمیت 8 اسمبلی سیٹیں بھی اس کی جھولی میں ڈال دی ہیں جس سے پورے بھارت میں مودی لہر کے نعرے دم توڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ حالیہ انتخابات میں بی جے پی ابھی تک اسی خمار میں تھی کہ مودی لہر ابھی جاری ہے اور مودی کا جادو پھر سر چڑھ کر بولے گا لیکن 33 اسمبلی اور تین لوک سبھا سیٹوں کے لیے ہونے والے ضمنی انتخابات کے نتائج نے یہ ثابت کر دیا کہ جوں جوں وقت گذرتا جارہا ہے مودی جادو کا زور ٹوٹتا جارہا ہے۔ ابھی بھارتیہ جنتا پارٹی مودی حکومت کے 100 دن کی کامیابیوں کے جشن کے خمار سے آزاد بھی نہیں ہوئی تھی کہ ملک کی مختلف

صوبوں کی اسمبلی کے ضمنی انتخاب نے اسے شکست کے زبردست جھٹکے دے کر حکومت کی
روز کی کارکردگی کے جشن کا نشہ کافور کر دیا ہے۔100

چینی صدر بھارت میں، سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی پر مذاکرات

پاکستان میں تحریک انصاف اور عوامی تحریک کے دھرنوں کی وجہ سے چین کے صدر کو دورہ پاکستان ملتوی کرنا پڑا، پاکستان کے مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے چینی صدر سے ملاقات کی جس میں چینی صدر ژی جن پنگ نے یقین دہانی کرائی کہ وہ جلد پاکستان کا دورہ کریں گے۔ چینی صدر کے دورے کے دوران 30 ارب ڈالرز سے زائد کی سرمایہ کاری کے معاہدوں پر دستخط ہونا تھا جس سے پاکستان کی معیشت میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی۔ چینی صدر کا دورہ ملتوی ہونے سے توانائی اور انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کے درجنوں معاہدے بھی التواء میں پڑ گئے ہیں۔ جن معاہدوں میں دستخط ہونا تھے ان میں پورٹ قاسم پر کوئلے سے چلنے والے 2 بجلی گھروں کی تعمیر اور گڈانی کا انفراسٹرکچر بہتر بنانے کا معاہدہ بھی ہونا تھا۔ سندھ میں توانائی اور بہاولپور میں سولر پارک کے منصوبوں کو حتمی شکل دی جانی تھی۔ چین نے پاکستان میں ایٹمی توانائی کے مزید منصوبوں میں بھی دلچسپی ظاہر کی تھی۔ پاک چین اکنامک کوریڈور اور کراچی، گوادر، پشاور اور ملتان میں تجارتی شاہراہ کی تعمیر بھی ایجنڈے میں شامل تھی۔ لاہور میں لائٹ ریل اور ریلوے کا نظام بجلی پر منتقل کرنے کا منصوبہ بھی ہونا تھا جبکہ پاکستان اور چین کے مرکزی بینکوں میں کرنسی کو قابل قبول بنانے کا معاہدہ بھی متوقع تھا۔ چینی

صدر کا دورہ پاکستان ملتوی ہونے پر سابق صدر آصف زرداری، وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف، امیر جماعت اسلامی سراج الحق اور وفاقی وزیر احسن اقبال نے افسوس کا اظہار کیا تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا تھا کہ چینی صدر کا دورہ ملتوی ہونا عمران خان اور طاہر القادری کا قوم سے انتقام ہے۔ چینی صدر کے دورے سے اربوں کی سرمایہ کاری اور روزگار کے مواقع پیدا ہونے تھے۔ دھرنوں نے پاکستان اور چینی حکومت کی ایک سالہ کوششوں پر پانی پھیر دیا۔اب چینی صدر بھارت پہنچ چکے ہیں۔ بھارت اور چین نے 12 معاہدوں پر دستخط کئے ہیں جن میں سے ایک معاہدے کے تحت چین اگلے پانچ سال میں بھارت میں بنیادی ڈھانچے کی تعمیر پر 20 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا۔ چینی صدر ژی جن پنگ اور بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے ان معاہدوں پر دستخط کئے۔ دونوں ممالک نے سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی میں تعاون کے معاملے پر مذاکرات شروع کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ اس طرح سے چین بھی ان تازہ ترین ممالک میں شامل ہو گیا ہے جو بھارت کو سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ بھارت کا چین سے ایٹمی ری ایکٹر حاصل کرنا اگرچہ کئی برس دور ہے تاہم چینی صدر ژی جن پنگ کا اس حوالے سے مختلف آپشنز پر بات کرنا اس بات کا غماز ہے کہ چین اب امریکہ، فرانس، روس اور دوسرے ممالک سے مقابلہ کرنے والا ملک بن جائے گا۔ دونوں رہنماؤں کے درمیان مذاکرات میں سرحدی تنازعہ چھایا رہا۔ نریندر مودی نے کہا کہ انہوں نے سرحد کے ساتھ ہونے والے مسلسل واقعات پر سنگین تشویش ظاہر کی ہے۔ مودی

نے سرحدی تنازعہ جلد حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ چینی صدر نے کہا کہ انہوں نے سرحدی تنازعہ طے کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں باہمی اختلافات کا خاتمہ کرینگے۔ چینی صدر ژی جن پنگ کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے کہا کہ ترقی کے لئے سرحد پر امن بہت اہم ہے۔ چین بھارت کا اہم اقتصادی شراکت دار ہے لیکن دونوں ملک خطے میں اثر ورسوخ اور سرحد پر تنازعے میں الجھے رہتے ہیں۔ سرمایہ کاری کے منصوبے میں چین بھارت کے پرانے ریلوے نظام کو تیز رفتار ٹرین سسٹم کے ساتھ جدید اور بہتر بنانے میں مدد کرے گا۔ اس کے علاوہ چین بنیادی ڈھانچے کی تعمیر میں بھی سرمایہ کاری کرے گا۔ نریندر مودی نے چینی صدر کے ساتھ سرحد کے معاملات پر بھی بات کی۔ بھارتی میڈیا میں اس طرح کی خبریں گردش کر رہی ہیں کہ چینی فوجی دستے لداخ کے متنازعہ علاقے میں لائن آف کنٹرول کے اس پار بھارتی علاقے میں عارضی سڑک بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بھارت اور چین کے درمیان سرحدی تنازع بہت پرانا ہے جب 1941 میں بھارت پر اپنی حکمرانی کے دوران برطانیہ نے تبت کے ساتھ معاہدہ کیا تھا جس کے تحت میک موہن لائن دونوں ملکوں کے درمیان عملی طور پر سرحد قرار دی گئی تھی لیکن چین اسے تسلیم نہیں کرتا۔ چینی صدر نے اپنے دورے کا آغاز نریندر مودی کی ریاست گجرات سے کیا تھا۔ اس کے بعد وہ دہلی آئے۔ مودی نے کہا کہ چین کے ساتھ اچھے تعلقات ہماری ترجیح میں شامل ہیں۔ وہ دونوں ممالک کی ترقی کی

منصوبوں کو اہم سمجھتے ہیں اور ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ نریندر مودی نے چینی صدر سے درخواست کی ہے کہ وہ بھارتی کمپنیوں کے چین میں کاروبار کرنے کو مزید آسان بنائیں۔ چینی کمپنیوں کو بھارت میں بنیادی ڈھانچے اور صنعت کے شعبے میں سرمایہ کاری کے لئے مدعو کیا ہے۔ دونوں ممالک کو اپنے سرحدی تنازعے کو جلد سے جلد حل کرنا چاہئے۔ سرحد پر امن کے لئے لائن آف ایکچوئل کنٹرول کے تعین کا کام کئی سال سے رکا ہوا ہے، اسے جلد سے جلد دوبارہ شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ چینی صدر نے اعلان کیا کہ ان کا ملک بھارت میں چینی زبان کے ڈیڑھ ہزار اساتذہ کو تربیت کرے گا، پانچ سو چینی اساتذہ کو بھارت بھیجے گا۔ چین اور بھارت میں ہونے والے معاہدوں میں ریاستِ گجرات میں صنعتی پارک قائم کرنے، گجرات کے سب سے بڑے شہر احمد آباد اور چین کے صوبہ گوانگ ڈونگ کے دارالحکومت گوانگ ژو کو 'جڑواں شہر قرار دیا جانا شامل ہے۔ نئی دہلی میں راشٹرپتی بھون پہنچنے پر چینی صدر کے اعزاز میں گارڈ آف آنر دیا گیا۔ چینی صدر نے گارڈ آف آنر کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ دونوں ممالک کو مل جل کر کام کرنا چاہئے، دوستانہ تعلقات کو فروغ دینا چاہئے۔ چین اور بھارت کے ترقیاتی مقاصد اور حکمت عملی مشترکہ ہیں، ان کی معیشت میں ترقی کی زبردست صلاحیت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھارت نے ایک بار پھر چین پر سرحدی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا۔ سرحدی تنازعہ پر بارہ گھنٹوں تک جاری رہنے والی دوسری فلیگ میٹنگ بھی بے نتیجہ رہی ہے جس کے بعد ایک اور فلیگ میٹنگ کا امکان ہے۔

نریندر مودی نے گجرات میں ون آن ون ملاقات میں چینی صدر کے سامنے لداخ میں مداخلت کا معاملہ بھی اٹھایا۔ چین کے صدر سے ملاقات کے بعد وزیر اعظم نریندر مودی نے ایک بریفنگ میں بتایا کہ میں نے ملاقات میں لداخ کی متنازعہ سرحد پر چینی فوجیوں کی مداخلت کے واقعات کا معاملہ اٹھاتے ہوئے گہری تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ سرحد پر امن و مفاہمت ہی اچھے تعلقات کی بنیاد ہے۔ صدر ژی نے اتفاق کیا کہ سرحدی تنازعہ جلد حل ہونا چاہئے۔ چین متنازعہ سرحدی علاقے میں امن و مفاہمت قائم کرنے کیلئے بھارت کے ساتھ کام کرنے کیلئے پر عزم ہے۔ نئی دہلی میں بھارتی وزارت خارجہ کے ترجمان نے بتایا کہ صدر ژی اور نریندر مودی کی ملاقات میں لداخ کی سرحد پر نئے تنازعہ پر بھی بات چیت کی گئی۔ بھارتی وزیر اعظم سے ملاقات کے بعد اپنے خطاب میں چینی صدر نے کہا کہ ان کا ملک سلامتی کونسل سمیت اقوام متحدہ میں بھارت کے وسیع تر کردار کی خواہش کی حمایت کرتا ہے۔ بھارت اور چین کی معیشتوں میں ترقی کی زبردست صلاحیت ہے۔ دونوں ممالک کو دوستانہ تعلقات کو فروغ دینا چاہئے۔ چینی صدر نے آئندہ 5 سال میں جنوبی ایشیا کے ممالک کے ساتھ سالانہ باہمی تجارت 150 بلین ڈالر تک لے جانے کا ہدف مقرر کر رکھا ہے۔ایک ایسے موقع پر جب چینی صدر بھارت کا دورہ کر رہے ہیں پاکستان کی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پی ٹی آئی کے رکن قومی اسمبلی ناصر خان خٹک نے کہا کہ آج چین اور بھارت میں دوستی کا نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ پاکستان دنیا سے الگ تھلگ ہو کر

رہ گیا ہے۔ پاکستان بہت بے قدر ہو کر رہ گیا ہے مگر پارلیمنٹ کے باہر قادری تماشا لگا ہوا ہے، ملک کو دہشت گرد سمجھا جا رہا ہے۔ یہ پارلیمنٹ چینی صدر کے دورہ کیلئے ایک قرارداد منظور کرے اور یہ قرارداد چینی صدر کو بھجوائی جائے کہ پاکستان چین کا بااعتماد دوست ہے، یہ ملک اور پاکستان کی پارلیمنٹ ان کے دورہ پاکستان کی نئی تاریخوں کی منتظر ہے۔

ریفرنڈم، بھارت برطانیہ سے سبق سیکھے

ریفرنڈم استصواب رائے عامہ کی ایک شکل ہے اس کے ذریعے حکومت کی پالیسیاں یا مجوزہ قانون کے بارے میں عوام کی رائے معلوم کی جاتی ہے۔ مثلاً مجلس آئین ساز میں کسی قانون کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے اور اسے مقررہ اکثریت سے حل نہ کیا جاسکے۔ یا ملک کی طاقت ور حزب اختلاف حکومت کے کسی قانون یا پالیسی کی مخالفت کرے اور امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں حکومت ریفرنڈم کے ذریعے عوام کی رائے لیتی ہے۔ ریفرنڈم میں شریک ہونے کے لیے ووٹر ہونا ضروری ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا کے تیس ممالک ریفرنڈم کے ذریعے آزاد ہوئے تاہم کشمیری عوام ستر سٹھ سال بعد بھی حق خود ارادیت کے لیے ترس رہے ہیں۔ تین سو سات برس سے برطانیہ کا اٹوٹ انگ سمجھے جانے والے اسکاٹ لینڈ میں بھی بالآخر ریفرنڈم کا فیصلہ ہوا اوہاں عوام نے رائے دی۔ پچاس لاکھ نفوس پر مشتمل اس خطہ زمین کے عوام نے تقریباً اسی وقت برطانیہ سے آزادی کی تحریک شروع کی جب 1948 میں کشمیر کے معاملے پر بھارت اور پاکستان ایک دوسرے کے مقابل آئے۔ کشمیر پر بھارت کی جانب سے شب خون مارے جانے کے بعد پاکستان اور بھارت نے اقوام متحدہ کی قرارداد کیمطابق ریفرنڈم پر آمادگی ظاہر کی لیکن ستر سٹھ برس بعد بھی معاملہ جوں کا توں ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا کے تیس ممالک ریفرنڈم کی

بدولت آزادی حاصل کر چکے ہیں ، لیکن مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے ہاتھوں لاکھوں افراد کے قتل کے باوجود یہ دیرینہ تنازع آج بھی حل طلب ہے۔برطانیہ سے علیحدگی حاصل کرنے یا ساتھ رہنے کے لئے تاریخی ریفرنڈم میں سکاٹ لینڈ کے عوام نے برطانیہ کے حق میں فیصلہ دے کر علیحدگی کو مسترد کر دیا ہے۔ 55 فیصد نے برطانیہ سے علیحدگی کی مخالفت کی جبکہ 45 فیصد نے تاج برطانیہ سے علیحدگی کے حق میں ووٹ دیا۔ کونسلز میں سے 26 نے ''نہ'' کے حق میں ووٹ دیا جس سے سکاٹش نیشنل پارٹی 32 کو عبرتناک شکست ہو گئی۔ ریفرنڈم میں ووٹروں سے پوچھا گیا تھا کہ کیا سکاٹ لینڈ کو آزاد ملک ہونا چاہئے۔ اس پر ہاں یا نہ میں جواب مانگا گیا تھا۔ نتائج کے مطابق ووٹرز نے ''نہ'' اور 1617,989 ووٹرز نے ''ہاں'' کے حق میں 2,001,926 ووٹ دیا۔ اس عمل سے برطانیہ 2 ٹکڑے ہونے سے بچ گیا۔ سکاٹ لینڈ کے فرسٹ منسٹر ایلیکس سیمنڈ نے شکست تسلیم کر لی ہے۔برطانیہ کے وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون نے ریفرنڈم کے نتائج کے بعد خطاب میں کہا ہے کہ انہیں اس بات پر خوشی ہوئی ہے کہ برطانیہ متحد رہے گا اور اضافی اختیارات دینے کے وعدوں کا احترام کیا جائے گا۔ سکاٹ لینڈ کے فرسٹ منسٹر ایلیکس سیمنڈ نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ ' یہ کہنا اہم ہو گا کہ ریفرنڈم کا عمل رضامندی اور منظوری پر مبنی تھا۔ سکاٹ لینڈ کی اکثریت نے اس وقت علیحدہ ملک بننے کے بارے میں طے نہیں کیا۔برطانیہ سے آزادی کے حق میں مہم چلانے والی سکاٹش سیاسی جماعتوں میں سکاٹش نیشنل پارٹی کے رہنما نکولا

نے بھی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے دیگر لوگوں کی طرح میں نے بھی سکاٹ لینڈ کی آزادی کی مہم میں پورے صمیم قلب کے ساتھ کام کیا تھا، مجھے بھی شدید مایوسی ہوئی۔ ریفرنڈم میں سکاٹ لینڈ کے باشندوں نے برطانیہ سے آزادی کے آپشن کو مسترد کر دیا ہے۔ اگر سکاٹ لینڈ کی عوام کی اکثریت ملکہ برطانیہ کے ساتھ رہنے کی مخالفت کر دیتی تو پھر 300 سال تک برطانیہ کا حصہ رہنے والا سکاٹ لینڈ دنیا کے نقشے پر ایک نئے ملک کی صورت میں وجود میں آ جاتا۔ 42 لاکھ 85 ہزار 323 ووٹر نے حصہ لیا، ٹرن آؤٹ توقعات سے زیادہ رہا۔ سکاٹ لینڈ میں 5579 پولنگ سٹیشنوں پر ووٹ ڈالے گئے۔ امریکی صدر اوباما، یورپی یونین نے سکاٹ لینڈ کے ریفرنڈم کے نتائج پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ یورپی پارلیمنٹ کے صدر مارٹن شلز نے کہا کہ سکاٹ لینڈ کے عوام نے برطانیہ سے آزادی کے خلاف فیصلہ دے کر یورپ کے دیگر خطوں میں خود مختاری کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو واضح اشارہ دیا ہے۔ نیٹو کے سیکرٹری جنرل آندرے فوگ راسموسن نے کہا کہ انہیں ریفرنڈم کے نتیجے سے خوشی ہوئی ہے۔ اس ریفرنڈم کے بعد جیتنے والوں میں خوشی اور ہارنے والوں میں غم کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اسکاٹ لینڈ کے آزادی ریفرنڈم کے بعد بھارتی زیر کنٹرول کشمیر میں بھی اسی طرز کے ریفرنڈم کا مطالبہ کیا ہے۔ قوم پرستی کی شدید لہر کے باوجود اسکاٹ لینڈ کی اکثریت نے سلطنت برطانیہ سے علیحدگی کو مسترد کر دیا ہے۔ لیکن یہ ریفرنڈم دنیا کے دیگر خطوں میں بھی چلنے والی آزادی کے تحریکوں کے لیے مشعل راہ بنا

ہے۔ بھارتی زیر کنٹرول کشمیر کے علیحدگی پسند رہنما سید عبدالرحمان گیلانی نے کہا کہ کشمیر میں بھی اسکاٹ لینڈ کی طرز کا ریفرنڈم کروایا جانا چاہیے، جس میں کشمیری خود یہ فیصلہ کریں کہ آیا وہ بھارت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ کشمیری 'حق خودارادیت' کے لیے گزشتہ دہائیوں سے نئی دہلی حکومت کے خلاف جد وجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ نئی دہلی حکومت نے بھی اپنے زیر کنٹرول کشمیر میں فوجیوں کی ایک بڑی تعداد تعینات کر رکھی ہے۔آزادی ہر قوم کا بنیادی حق ہے اور یہ حق کسی بھی قوم سے چھینا نہیں جا سکتا لیکن بھارت گزشتہ چھ دہائیوں سے یہی کچھ کر رہا ہے۔ یہ غیر انسانی فعل ہے۔ بھارت کو برطانیہ سے کچھ سیکھنا چاہیے اور کشمیریوں کو یہ حق دیا جانا چاہیے کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کریں۔ جنوبی ایشیا میں مسئلہ کشمیر 1947ء سے عالمی برادری کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ خاص طور پر 1989ء کے بعد سے بھارت سے آزادی کی جنگ میں ہزاروں افراد شہید ہو چکے ہیں، جن میں سے زیادہ تر تعداد عام شہریوں کی تھی۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی موجودگی میں انتخابات کا ڈرامہ استصواب رائے کا متبادل نہیں۔

سکاٹ لینڈ کی طرز پر مقبوضہ کشمیر میں بھی حق خودارادیت کیلئے ریفرنڈم کرایا جائے اور مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کیلئے بھرپور اقدامات اٹھائے جائیں۔ مقبوضہ کشمیر کے رہنماؤں نے بھی بھارت سے مطالبہ کیا ہے کہ سکاٹ لینڈ میں ریفرنڈم کی طرح وہ بھی کشمیریوں کو حق رائے دہی کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے دے۔ حریت

پسند رہنما میر واعظ عمر فاروق نے کہا کہ سکاٹ لینڈ میں ریفرنڈم ایک مثال ہے کہ کشمیریوں کو بھی اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا حق دے کر اس مسئلے کو پرامن طور پر حل کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ بھارت بھی اپنی سوچ تبدیل کرتے ہوئے اس حقیقت کا ادراک کرے گا کہ عوام کے حقوق کو غصب نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ سکاٹ لینڈ میں عوام پرامن طریقے سے اپنے مستقبل کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ حریت کانفرنس کے سربراہ علی گیلانی نے سکاٹ لینڈ کے عوام کو ووٹ کا حق دینے کے برطانیہ کے اقدام کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ برطانیہ اب بھارت پر بھی دباؤ ڈالے گا کہ وہ کشمیریوں کو بھی ریفرنڈم کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دے۔ بھارت کو برطانیہ سے سبق سیکھنا چاہئے اور کشمیریوں کو حق خودارادی دینے کا اپنے وعدے کی پاسداری کرنی چاہئے۔ جمہوری کردار اب بھی برطانیہ میں زندہ ہے، آزادی کا انتخاب کرنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور اسے کسی بھی قوم سے نہیں چھیننا چاہئے جب کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں یہ غیر جمہوری رویہ گذشتہ 60 سال سے اختیار کر رکھا ہے جو غیر انسانی ہے بھارت برطانیہ کے اس طرز عمل سے سبق سیکھتے ہوئے کشمیریوں کو بھی حق خودارادیت دے۔ مقبوضہ کشمیر کے لوگ گذشتہ 6 دہائیوں سے استصواب رائے کا حق مانگ رہے ہیں اور اس کے لیے جاری تحریک میں اب تک ہزاروں کشمیری اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کر چکے ہیں لیکن اقوام متحدہ کی قراردادوں کے باوجود بھارت کشمیر میں

استصواب رائے کرانا کے لیے تیار نہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں سسکیوں اور آہ و بکاہ کی فضاء

جموں و کشمیر میں سیلاب سے محشر جیسی جو صورتحال پیدا ہوئی تھی، اس کی اگرچہ کوئی دھول ہوا میں اڑتی ہوئی نظر نہیں آئی تاہم سیلابی پانی جن جن علاقوں سے گزرتا گیا، وہاں ضرور سڑکوں اور گلی کوچوں میں زندگی کے آثار لوٹ آنے سے گرد و غبار ضرور تھم گیا ہے۔ پانی نے اپنے ساتھ نہ صرف بستیوں کی زندگی اجاڑ دی بلکہ ہنستے چہروں سے خوشی کے آثار بھی مٹا دئے، ابھی بھی شہر و دیہات میں سسکیوں اور آہ و بکاہ کی فضاء دکھائی دے رہی ہے لیکن زندگی کو رواں دواں کرنے کیلئے ٹوٹے حوصلوں سے لوگ بازاروں کی طرف چہل قدمی کرتے نظر آرہے ہیں۔ زندگی کو چلانے کیلئے وقت کے ظالم لمحوں سے خود کو چھڑانا ہی زندگی بسر کرنے کی علامت ہوتی ہے اور غالباً کشمیری قوم نے اس بات کا تہیہ کرلیا ہے کہ گزشتہ 24 برسوں سے جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان پر جو قیامتیں ٹوٹ پڑیں، اُن سے نکلنے کے حوصلے کو ایک بار پھر پروان چڑھانے کی کوشش شروع کی ہے، ابھی بھی ہزاروں لوگ یا تو ریلیف کیمپوں اپنی امیدوں کا بستر اسمیٹے ہوئے ہیں اور ابھی بھی ہزاروں لوگ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ہاں اپنے دکھ و درد لیکر بسیرا کئے ہوئے ہیں۔ اس امر کے باوجود کہ حکومت کی جانب سے محض طفل تسلیاں ہی ہاتھ آئی ہیں، متاثرہ لوگوں نے اپنے حوصلوں کو سمیٹ کر

مستقبل کی راہ ایک بار پھر متعین کرنے کی کوشش شروع کردی ہے، شہر اور دیہات کے بازاروں میں اگرچہ پندرہ دن قبل کی رونق نظر نہیں آرہی ہے، نہ ہی خوشی بھری چہل قدمی کہیں دکھائی دے رہی ہے لیکن کماحقہ زندگی واپس پٹری پر لوٹ آنے کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ دیہات کی اگر بات کی جائے تو غریب کسانوں کے نہ صرف آشیانے لٹ گئے بلکہ ان کی اراضی، جس پر ان کی زندگی کا سارا دارومدار تھا، بھی نہ رہی، نہ میوہ صنعت سے وابستہ لوگوں کی امیدیں بھر آنے کی کوئی امید ہے اور نہ ہی کاروباری طبقہ سے وابستہ افراد کو نئے سرے سے روزی روٹی کمانے کا کوئی سامان میسر ہے، شہر میں بھی بالکل ایسی ہی صورتحال ہے، جن جن علاقوں سے سیلابی پانی نے لوگوں کا سب کچھ اپنے ساتھ بہالیا، اُن علاقوں میں اگرچہ ابھی تک دکانیں اور کاروباری و تجارتی مراکز بند ہیں لیکن جو بھی مضافاتی علاقے ہیں، جہاں سیلاب لوگوں کو متاثر نہ کرسکا، وہاں لوگوں کی معمول کی نقل و حرکت دیکھنے کو مل رہی ہے، بھارت سرکار نے غیر ممالک میں موجود کشمیریوں اور عالمی اداروں کو مقبوضہ کشمیر کے سیلاب متاثرین کیلئے امدادی سامان بھجوانے کی اجازت دینے سے انکار کیا ہے جس پر حریت کانفرنس (گ)، حریت کانفرنس (ع)، جے کے ایل ایف اور دیگر کشمیری جماعتوں نے شدید احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے ثابت ہوگیا کہ بھارت ہمیشہ کشمیریوں کے ساتھ غلاموں جیسا برتاؤ رکھنا چاہتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں رواں ماہ کے آغاز میں آنے والے شدید سیلاب کے باعث 10 کھرب سے زائد مالیت کی املاک تباہ ہوئی

ہیں' تین سو سے زائد دیہاتوں سمیت سری نگر میں بری طرح تباہی ہوئی اور لاکھوں افراد متاثر ہوئے ہیں جبکہ انٹرنیٹ سروس تاحال بحال نہیں ہو سکی ہے۔ حریت کانفرنس گ) مقبوضہ کشمیر کے چیئرمین سید علی گیلانی اور حریت کانفرنس (ع) کے سربراہ میر واعظ عمر فاروق نے انکشاف کیا ہے کہ سیلاب کے پہلے دن انہوں نے اقوام متحدہ، یونیسف، او آئی سی اور مسلم ممالک سمیت عالمی برادری سے فوری مدد کی اپیل کی تھی جس پر عالمی برادری نے مثبت جواب دیا اور بہت سے لوگ کشمیری عوام کیلئے امدادی سامان بھجوانا چاہتے تھے تاہم بھارتی حکومت نے انہیں امدادی سامان بھجوانے کی اجازت نہیں دی جس سے اس کی کشمیریوں کے ساتھ کھلی دشمنی ایک بار پھر واضح ہو گئی ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ کٹھ پتلی حکومت بھی کہیں نظر نہیں آ رہی اور بھارتی فوج بھی محض اپنے فوجیوں اور سیاحوں کو بچانے میں مصروف رہی جس کے نتیجہ میں جگہ جگہ بھارتی فورسز پر پتھراؤ اور احتجاج کے واقعات پیش آئے۔ حریت کانفرنس کے دونوں دھڑوں کے سربراہان، جے کے ایل ایف کے چیئرمین محمد یٰسین ملک، شبیر احمد شاہ اور آسیہ اندرابی نے عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے متاثرین سیلاب کی بھرپور مدد کرے تاکہ ان کی مشکلات کم ہو سکیں۔ مسلم دنیا میں موجود کشمیری اور دیگر مسلمان مقبوضہ کشمیر امداد بھجوانا چاہتے ہیں لیکن بھارت سرکار عالمی اداروں کی طرح مسلمانوں کو بھی اپنے متاثرہ بھائیوں کی مدد نہیں کرنے دے رہی۔ بھارتی حکومت بین الاقوامی امدادی اداروں کو

اپنے وفود اور ریلیف کا سامان مقبوضہ کشمیر میں بھیجنے کی اجازت دے۔ مقبوضہ کشمیر کے ایوان صنعت و تجارت کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ شدید سیلاب کے باعث مقبوضہ علاقے میں 10 کھرب سے زائد مالیت کی املاک اور کاروبار تباہ ہوئے ہیں۔ صرف وادی میں سیلاب کی وجہ سے 60 ہزار کروڑ روپے سے زائد کا نقصان ہوا اور کشمیر میں سیلاب سے کم از کم 55 لاکھ لوگ متاثر ہوئے ہیں جو علاقے کی کل آبادی کا فیصد سے زائد ہے۔ کل چھبیس سو سے زائد دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ جنوبی کشمیر میں 65 سب سے زیادہ متاثر ضلع کولگام ہوا ہے جہاں 121 دیہات زیر آب آ گئے جس کے باعث 3000 لوگ بے گھر ہوئے۔ شوپیاں سے کم متاثر ہوا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں جہاں بدترین سیلاب ہے تو پاکستان بھی بھارتی آبی جارحیت کی وجہ سے سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم مودی کی آزاد کشمیر کے سیلاب متاثرین کی پیشکش کے بعد پاکستانی حکومت نے مقبوضہ کشمیر کے سیلاب متاثرین کو امداد کی پیشکش کی لیکن حکومت پاکستان نے عملا کوئی اقدام نہیں کئے، حریت رہنماؤں نے اپیل بھی کی سیلاب متاثرین کی مدد کی جائے لیکن حکومت پاکستان کو دھرنے والوں سے نمٹنے کے علاوہ کوئی فرصت ہی نہیں۔ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں مقبوضہ کشمیر کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا ذکر نہ کرنا قابل افسوس ہے، مسئلہ کشمیر کے حل تک بھارت سے دوستی قبول نہیں ہے حکومت کشمیریوں کی امداد کے لیے ٹھوس اقدامات کرے اور بین الاقوامی اداروں سے اس سلسلے میں اپیل کرے اور ریلیف کے لیے راستے کھولے جائیں۔ اس وقت مقبوضہ

کشمیر میں تاریخ کا بدترین سیلاب آیا ہے جس سے بڑی تباہی ہوئی 55 لاکھ لوگ متاثر ہوئے، سات لاکھ درختوں اور مکانوں کی چھتوں پر امداد کے منتظر ہیں کئی لاشیں کیچڑ میں دبی ہیں ابتدائی سروے کے مطابق تین لاکھ مکانات اور چار ہزار دکانیں اور کاروباری مراکز تباہ ہوئے اور کروڑوں روپے کا نقصان ہوا بارہ ہزار کلومیٹر سڑکیں بھی اس سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں افسوس کہ اس المیے میں بھارت نے ریسکیو کے لیے فوج کا استعمال کیا جنہوں نے عام مظلوم عوم کو بچانے کی بجائے سیاحوں اور اپنے لوگوں کو بچایا تاہم کشمیری نوجوانوں نے اس موقع پر مثالی کام کیا اور ریسکیو کے حوالے سے مسلسل کام کیا میں ان غیرت مند نوجوانوں کو اسلام اور پاکستان کی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں۔اس دوران پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس چلتا رہا لیکن افسوس کہ مقبوضہ کشمیر کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا ذکر تک نہ کیا اور کسی نے ہمدردی کے دو لفظ تک نہ بولے جو قابل افسوس ہے پاکستان کی محبت میں مرنے والوں کے ساتھ یہ بے مروتی مناسب نہیں حکومت انہیں یکسر بھول گئی ہے۔جب تک کشمیر کا مسئلہ وہاں کے عوام کی امنگوں کے مطابق حل نہیں ہو جاتا ہم کو بھارت سے دوستی قبول نہیں ہے حکومت کشمیریوں کی امداد کے لیے ٹھوس اقدامات کرے اور بین الاقوامی اداروں سے اس سلسلے میں اپیل کرے اور ریلیف کے لیے راستے کھولے جائیں۔ بین الاقوامی رفاعی ادارے بھی آگے آئیں امید ہے کہ موجودہ حکومت اہل کشمیر کو مایوس نہ ہونے دے گی۔

اپوزیشن کی جانب سے اس حوالے سے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں

قرارداد لانے کی کوشش کی گئی لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ وزیر اعظم نواز شریف کو چاہئے کہ حریت کانفرنس کے پاکستان میں موجود رہنماؤں سے ملاقات کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں یہ 18 کروڑ عوام کی آواز ہے کہ مسئلہ کشمیر حل ہوئے بغیر بھارت سے دوستی قبول نہیں ہے۔

دھرنوں کا چالیسواں آگیا مگر استعفیٰ۔۔۔۔؟

تحریک انصاف اور عوامی تحریک کے دھرنوں کا چالیسواں ہو چکا ہے مگر وزیر اعظم پھر بھی استعفیٰ دینے کو تیار نہیں، پارلیمنٹ میں موجود سیاسی جماعتوں نے دھاندلی کے الزامات کے باوجود وزیراعظم کا ساتھ دیا۔حکومت سے جب دھرنے والوں کے مذاکرات ناکام ہوئے تو حکومت نے اپوزیشن جماعتوں کی قیادت پر مشتمل ایک سیاسی جرگہ تشکیل دیا جس نے حکومت اور دھرنے والوں کے مابین مذاکرات کروانے تھے اور دھرنوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی تھی۔سیاسی جرگے کے اراکین نے تحریک انصاف، عوامی تحریک کے قائدین سے مذاکرات کے بعد حکومت سے بھی بات چیت کی اوراس کے بعد سیاسی جرگے نے مسئلے کے حل کیلئے وزیراعظم نواز شریف، عمران خان اورطاہرالقادری کو چار صفحات پر مشتمل خط لکھا دیا جس میں 11 نکات شامل ہیں، جرگہ نے وزیراعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بیان دیں کہ دھاندلی ثابت ہوجائے توعہدے سے استعفیٰ دے دیں گے، وزیراعظم واضح کرچکے کہ جوڈیشل کمیشن منظم دھاندلی کا تعین کرتاہے تو وہ استعفیٰ دے دیں گے، خط میں کہا گیا ہے کہ جوڈیشل کمیشن کواختیار ہوگا کہ پولیس سٹیشن کو فوجداری کیس رجسٹر کرنے کی ہدایت جاری کرے، آرڈیننس کے تحت جوڈیشل کمیشن تشکیل دیاجائیگا، فوجداری کیس کے معاملے کومزید تحقیقات کیلئے سیشن جج کو بھیجا جاسکے گا، جوڈیشل کمیشن کی

سفارشات پر وفاقی، صوبائی حکومتیں اور دیگر پارٹیاں عملدرآمد کی پابند ہونگی، جوڈیشل کمیشن معاونت کیلئے وفاقی یا صوبائی حکومت کے پولیس افسر کی خدمات حاصل کرسکے گا، جوڈیشل کمیشن معاونت کیلئے کنسلٹنٹ کی معاونت بھی حاصل کرسکے گا۔ کمیشن غیر ملکی ماہرین کی خدمات بھی حاصل کرسکے گا، جوڈیشل کمیشن کو ریکارڈ کو خفیہ رکھنے اور آگے لانیکا اختیار بھی ہوگا، حکومت تحریک انصاف کے دیگر مطالبات کے حل کیلئے تجاویز کو حتمی شکل دے، عوامی تحریک کے کارکنوں کیخلاف درج مقدمات کسی دیگر صوبے میں منتقل کئے جائیں۔ سیاسی جرگے نے تجویز دی کہ تحریک انصاف کے کارکنوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ سیاسی جرگے نے وفاقی حکومت ، تحریک انصاف اور عوامی تحریک کے درمیان مفاہمت کرانے کے لیے آخری کوششوں کا آغاز کردیا ہے۔ سیاسی جرگے نے وزیراعظم نواز شریف کی عمران خان اور طاہر القادری سے براہ راست ملاقات کے لئے دونوں جماعتوں کو پیغام بھیجتے ہوئے کہا ہے کہ اگر پی ٹی آئی اور عوامی تحریک حتمی مذاکراتی ڈرافٹ تیار کرانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تینوں فریقین کی اعلیٰ قیادت بیک وقت یا الگ الگ ملاقات کرے تاکہ معاملے کو منطقی انجام تک پہنچایا جاسکے۔
نواز شریف خود مسئلے کے حل کے لئے دونوں جماعتوں کے سربراہان سے ملاقات کے لئے تیار ہیں،اس پیغام کے بعد تحریک انصاف اور عوامی تحریک کی قیادت میں اعلیٰ سطح پر مشاورت شروع ہوگئی ہے اور سیاسی جرگے کو کہا گیاہے کہ جلد جواب دیا جائے گا، حکومت کی اعلیٰ قیادت کوئی اہم فیصلہ کرنے سے قبل

مقتدر قوتوں سے بھی مشاورت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اپوزیشن جرگے کی سفارشات پارلیمانی سربراہوں، پی ٹی آئی اور عوامی تحریک کو پوری طرح مطمئن نہ کر سکیں۔ معاملات تعطل کا شکار ہوگئے جس کے بعد براہ راست دھرنوں کی قیادت سے مذاکرات کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اپوزیشن جرگے کی جانب سے 11 نکاتی سفارشات پر حکومتی حلیف اور اپوزیشن جماعتوں کے پارلیمانی سربراہوں نے تفصیلی غور کیا لیکن اس پر اکثر پارلیمانی سربراہوں کو تحفظات تھے اور مکمل اتفاق رائے نہ ہو سکا جس پر یہ کہا گیا ہے کہ جب تک اتفاق رائے نہیں ہوتا کسی ڈرافٹ کو حتمی شکل نہیں دی جا سکتی۔ فارمولے پر مزید غور کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اب مذاکراتی کمیٹیوں کے بجائے جرگہ براہ راست ڈاکٹر طاہر القادری اور عمران خان سے مذاکرات کرے تاکہ کسی نتیجے پر پہنچا جاسکے کیونکہ حتمی ڈرافٹ وہی ہوگا جس پر طرفین کی قیادت دستخط کریگی جبکہ اس سلسلے میں حکومت بھی لچک کا مظاہرہ کرے اور دونوں جماعتوں کے جو کارکنان گرفتار ہیں انہیں جذبہ خیر سگالی کے طور پر رہا کیا جائے۔ پاکستان عوامی تحریک اور تحریک انصاف بھی اپوزیشن جرگے کی 11 نکاتی سفارشات پر مکمل اتفاق نہیں کر رہیں جس کے باعث معاملات ایک مرتبہ پھر تعطل کا شکار ہوگئے ہیں۔ جماعت اسلامی نے بھی موجودہ ملکی و سیاسی بحران کے حل کے لیے باضابطہ مزید تجاویز پیش کردی ہیں جن میں بتایا گیا ہے تحریک انصاف اور حکومت دھاندلی کی تعریف کے علاوہ دیگر پانچ نکات پر متفق ہو گئی ہیں اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ

تحریک انصاف و عوامی تحریک کے خلاف درج تمام مقدمات خارج کئے جائیں۔ نگران حکومت اور الیکشن کمیشن کے کردار کو جوڈیشل کمیشن دیکھے ، ایسی سازش دیکھی جائے جس سے مسلم لیگ ن کو سیاسی فائدہ پہنچا، فریقین تحقیقات کے لئے کسی بھی مناسب ٹائم فریم پر متفق ہو سکتے ہیں اور اسی طرح کی تجاویز دھاندلی کی تعریف اور جوڈیشل کمیشن سے متعلق بھی دی ہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کے ناراض صدر جاوید ہاشمی نے وزیراعظم نواز شریف اور وزیراعلی پنجاب شہباز شریف کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ دونوں بھائی ڈرپوک ہیں اگر معاملات حل کرنے کی کوشش کی جاتی تو اس نہج کو نہ پہنچتے۔ عمران خان کو بتا دیا تھا کہ استعفیٰ دینے کی باری آئے گی تو شاہ محمود قریشی نہیں دیں گے، میری اور عمران خان کی سوچ الگ ہے لیکن شاہ محمود قریشی کی کوئی سوچ نہیں، ہم سیاست اپنی جان قربان کرنے کے لئے کرتے ہیں، سیاست کے لئے اگر شاہ محمود قریشی کو ایک ہفتہ جیل میں رہنے کو کہا جائے تو وہ اسے گالی تصور کریں گے۔ صدر تحریک انصاف نے کہا کہ اسلام آباد میں دیئے جانے والے دھرنے پر اب تک ایک ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اور جب پارٹی سے ناراضگی اختیار کی اس وقت تک 27 کروڑ روپے خرچ ہو چکے تھے اور یہی نہیں ڈی جے بٹ کا خرچہ ساڑھے 4 کروڑ تک پہنچ چکا ہے۔ عمران خان اور ڈاکٹر طاہر القادری کی لندن میں ہونے والی میٹنگ میں گورنر پنجاب چوہدری سرور نے بھی شرکت کی تھی لیکن اس کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور نے کہا کہ طاہر القادری اور عمران خان سے

ملاقات ثابت ہو جائے تو سیاست چھوڑ دوں گا۔ میں نے ہمیشہ اصولوں پر سیاست کی ہے اور کسی سازش کا کبھی حصہ نہیں بنا، جاوید ہاشمی کے الزامات پر دکھ ہوا، طاہر القادری اور عمران خان سے لندن میں ملاقاتیں نہیں کیں اگر ملاقاتیں ثابت ہو جائیں تو سیاست چھوڑ دوں گا ورنہ جاوید ہاشمی معافی مانگیں یا سیاست چھوڑ دیں۔ استعفے کی خبریں محض افواہیں ہیں ان میں کوئی صداقت نہیں، 24 ستمبر کو پاکستان پہنچ کر سیدھا گورنر ہاؤس جاؤں گا۔ دھرنوں کے چالیس دنوں 14 اگست سے 21 ستمبر تک عوامی تحریک اور تحریک انصاف کے قائدین اور سیکڑوں کارکنوں کیخلاف اب تک مجموعی طور پر 37 مقدمات درج کیے جا چکے ہیں۔ان مقدمات میں پی ٹی وی ہیڈ کوارٹرز پر حملہ، پاک سیکریٹریٹ، ایوان صدر، سپریم کورٹ، پارلیمنٹ ہاؤس کی عمارتوں میں گھسنے اور توڑ پھوڑ کرنے، پولیس اہلکاروں سے اسلحہ چھیننے، تھانہ سیکریٹریٹ پر دھاوا بولنے، زیر حراست ملزمان کو پولیس حراست سے چھڑوانے، کار سرکار میں مداخلت کرنے، ایس ایس پی سمیت پولیس پر تشدد، اغواء کرکے حبس بے جا میں رکھنے اور اسپیشل برانچ کے اے ایس آئی کو برہنہ کرکے تشدد کرنے سمیت املاک کو نقصان پہنچانے کے الزامات شامل ہیں۔ 3 مقدمات میں انسداد دہشت گردی کی 7 دفعات لگائی گئی ہیں جبکہ ملزمان میں تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان، شاہ محمود قریشی، عارف علوی، شیخ رشید، پرویز خٹک، طاہر القادری، رحیق عباسی وغیرہ شامل ہیں، ان مقدمات میں نامزد پی ٹی آئی کے اعظم سواتی اور عوامی تحریک کے عمر ریاض کے علاوہ کسی اور

قائد کو گرفتار نہیں کیا گیا تھا، ان کو بھی عدالت نے تھوڑی دیر زیر حراست رکھنے کے بعد
سے زائد دیگر ملزمان سمیت رہا کر دیا تھا۔ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان 150
نے اعلان کیا ہے کہ حکمرانوں کے استعفے آنے تک تحریک ختم نہیں ہوگی۔

مرحبا رضوان اختر، آئی ایس آئی، قوم کے ماتھے کا جھومر

پاکستان میں انقلابی و آزادی دھرنے، سیاسی پارٹیوں کی بیان بازی ایک ماہ سے دیکھ رہے ہیں، کبھی الزامات، کبھی مذاکرات، کبھی ملاقات اور کبھی مخالفت کی اتنی شدت کہ شاید اب اسکے بعد کچھ نہیں ہو سکتا، الزامات اور دھرنوں کی سیاست سے ہٹ کر پاکستانی قوم کے لئے ایک خوشگوار خبر آئی جس کی وجہ سے وطن عزیز پاکستان کے دشمنوں کو یقینا شدید دھچکا لگا ہوگا خبر یہ ہے کہ دنیا کے 10 بہترین خفیہ اداروں میں آئی ایس آئی سرفہرست آ گئی، امریکی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق انٹر سروسز انٹیلی جنس (آئی ایس آئی) پاکستان کی سب سے اہم ایجنسی ہے۔امریکن کرائم نیوز نے دنیا بھر کے بہترین خفیہ اداروں میں اسے سب سے اوپر رکھا ہے یعنی دنیا کی بہترین انٹیلی جنس ایجنسی قرار دیا، قومی مفادات کا تحفظ، سیاسی و معاشرتی مفادات سے متعلق معاملات پر توجہ اور فوج کی مشاورت اس ادارے کا بنیادی فریضہ ہے، اس کے علاوہ اندرون و بیرون ملک دشمن عناصر سے حفاظت اور خاص کر دہشت گردوں کے خلاف کارروائی بھی اس ادارے کے فرائض منصبی میں شامل ہیں، کارگل اور افغان جنگوں کے علاوہ ایجنسی نے کشمیر آپریشن میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔دوسرے نمبر پر آنے والی ایجنسی امریکی سی آئی اے ہے، وہ تمام ملکی اور غیر ملکی تناظر میں معلومات جمع کرتی اور اس کا تجزیہ کرتی

ہے، یہ معلومات پالیسی سازوں کو پیش کی جاتی ہیں جو قومی مفادات کے عین مطابق قوانین اور قواعد و ضوابط تشکیل دیتے ہیں، برطانوی ایجنسی ایم آئی سکس کو عام طور پر سیکرٹ انٹیلی جنس سروس کہا جاتا ہے یہ دنیا کے بہترین حساس اداروں میں سے ایک ہے، قومی سلامتی یقینی بنانا اور کسی بھی غیر معمولی سرگرمی سے حکومت کو آگاہ رکھنا اس ادارے کا اہم فریضہ ہے جبکہ بھارتی خفیہ ایجنسی را فہرست کے مطابق ساتویں نمبر پر ہے۔آئی ایس آئی پاکستان کا سب سے بڑا سرمایہ ناز خفیہ ادارہ ہے جو ملکی مفادات کی حفاظت اور دشمن ایجنٹوں کی تخریبی کاروائیوں کا قبل از وقت پتا چلا کر انہیں ختم کرنے کیلیے بنائی گئی ہے۔اس سے پہلے انٹیلیجنس بیورو اور ملٹری انٹیلیجنس کا قیام عمل میں آیا تھا لیکن بعد میں اسکا قیام عمل میں آیا۔آئی ایس آئی دنیا کی جہاں پہلے نمبر پر سر فہرست ہے اسی طرح آئی ایس آئی وہ واحد ایجنسی ہے جس کو پاکستان میں ہی نہیں دنیا بھر میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا لیکن تنقید کے باوجود آئی ایس آئی کے جوان اس ملک کے دفاع کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں۔حامد میر پر حملے کے بعد جیو ٹی وی نے جو کچھ کیا ایسا تو شاید پاکستان دشمن ممالک نے بھی نہ کیا ہو، کسی بھی ملک کی خفیہ ایجنسی کے سربراہ کے خلاف الزامات کی دنیا بھر میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی، بناء کسی ثبوت کے جیو ٹی وی نے اپنے لبنکروں کو منصف بنا کر سارے الزامات آئی ایس آئی چیف پر لگائے جس کا نتیجہ آج قوم دیکھ رہی ہے، جیو گھروں میں بند ہو چکا ہے، میڈیا

آزاد ہے لیکن اس کی آزادی قانون کے دائرے میں ہونی چاہئے، پاکستان کے حساس ادارے کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنے والوں کو قوم کبھی معاف نہیں کرے گی، قوم نے جس طرح یکجہتی کا ثبوت دیا یقینا قابل رشک ہے، افواج پاکستان اور قوم پاکستان ایک ہیں۔ افواج پاکستان کو تنقید کا نشانہ بنانا، فوج اور عوام میں دوریاں پیدا کرنا، ملک کے دفاع کو کمزور کرنا کل بھی دشمنوں کا ایجنڈا تھا اور آج بھی ہے۔ افواج پاکستان کی حفاظت، عزت و وقار اور اعتماد مجروح ہو گا تو پاکستان کہاں کھڑا ہو گا؟ عوام افواج پاکستان کے ساتھ ہیں۔ اس کے اعتماد کو مجروح نہیں ہونے دیں گے۔ پاکستان کی فوج ہر فرد کے دل میں بستی ہے۔ یہ ملک کا دفاع کرنے والی ہے۔ آئی ایس آئی پر تنقید قابل تشویش، ایسا کرنے والے ملک و قوم کے دوست نہیں ہو سکتے، افواج پاکستان یا آئی ایس آئی پر منفی پراپیگنڈہ قوم کبھی بھی کسی صورت برداشت نہیں کریں گے، پاک فوج کے جوانوں اور افسروں نے ملک و قوم کیلئے قربانیاں دیکر تاریخ رقم کی اس پر پوری قوم کو فخر ہے۔ پاک فوج کے 6 میجر جنرلز کو لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر اہم عہدوں پر تعینات کر دیا گیا، لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر کو نیا ڈی جی آئی ایس آئی تعینات کیا گیا ہے، لیفٹیننٹ جنرل نذیر احمد بٹ کو آئی جی سی اینڈ آئی ٹی، لیفٹیننٹ جنرل غیور محمود کو کور کمانڈر گوجرانوالہ، لیفٹیننٹ جنرل میاں ہلال حسین کو کور کمانڈر منگلا، لیفٹیننٹ جنرل ہدایت الرحمٰن کو کور کمانڈر پشاور اور لیفٹیننٹ جنرل نوید مختار کو

کور کمانڈر کراچی تعینات کر دیا گیا۔ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے مطابق پاک فوج کے ترقی پانے والے 6 میجر جنرلز میجر جنرل رضوان اختر، میجر جنرل میاں محمد ہلال حسین، میجر جنرل غیور محمود، میجر جنرل نذیر احمد بٹ، میجر جنرل نوید مختار اور میجر جنرل ہدایت الرحمٰن شامل ہیں۔ موجودہ کور کمانڈر پشاور خالد ربانی، کور کمانڈر منگلا طارق خان، کور کمانڈر کراچی سجاد غنی، کور کمانڈر گوجرانوالہ سلیم نواز اکتوبر میں ریٹائر ہونگے۔ ان ترقیوں اور تقرریوں کی منظوری وزیراعظم نواز شریف نے آرمی چیف کی جانب سے بھیجی گئی سمری پر دی ہے۔ وزیراعظم کو یہ سمری وزارت دفاع کے ذریعے بھیجی گئی تھی۔ لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر 8 نومبر کو اپنے عہدے کا چارج سنبھالیں گے۔ وہ گذشتہ ہفتے ڈی جی سندھ رینجرز کے عہدے سے سبکدوش ہوئے تھے اور انہیں پیر کو میجر جنرل کے عہدے سے ترقی دے کر لیفٹیننٹ جنرل مقرر کیا گیا ہے۔ لیفٹننٹ جنرل رضوان اختر نے 1982ء میں پاکستان آرمی کی فرنٹیر فورس رجمنٹ میں کمیشن حاصل کیا۔ وہ سٹاف کالج کوئٹہ اور این ڈی یو اسلام اباد سے گریجویٹ ہیں۔ انہوں نے امریکہ سے وار کورس بھی کر رکھا ہے۔ دوران ملازمت لیفٹننٹ جنرل رضوان اختر نے ایک انفنٹری بریگیڈ ڈویژن کی کمانڈ بھی کی ہے اور ڈی جی رینجرز سندھ کے عہدے پر بھی تعینات رہے ہیں۔ لیفٹننٹ جنرل رضوان اختر نے 2012ء میں ڈی جی رینجرز سندھ کا عہدہ سنبھالا۔ رضوان اختر سندھ رینجرز کے ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دے چکے ہیں، انہوں نے یہ ذمہ

داری ایک ایسے وقت میں سنبھالی جب کراچی میں ٹارگٹ کلنگ اور بھتہ خوری کے خلاف بھرپور ٹارگٹڈ آپریشن کا آغاز کیا گیا تھا۔ انہوں اس آپریشن میں بھرپور فعال کردار ادا کیا، انہیں نہ صرف جنوبی وزیرستان میں دہشت گردی کیخلاف کارروائیوں کا وسیع تجربہ ہے بلکہ کراچی میں آپریشن میں فعال کردار کی بدولت انہیں شہروں میں دہشت گردوں کی کارروائیوں کے خلاف کام کا بھی تجربہ حاصل ہے، انہوں نے 2007 سے لے کر 2010 تک جنوبی وزیرستان میں خدمات انجام دیں ہیں۔ ان کی سربراہی میں 5 ستمبر 2013ء کو کراچی آپریشن کا آغاز ہوا جس میں سندھ رینجرز کے سربراہ کی حیثیت سے انہوں نے دہشت گردوں اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف ہونے والے آپریشن کی نگرانی بھی کی۔ کراچی کے جناح انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر ہونے والے دہشت گردوں کے حملے سمیت کئی اہم آپریشن کے دوران رضوان اختر نے بہادری اور انتہائی جرات کا مظاہرہ کیا اور خود پیش پیش رہے۔ کراچی آپریشن کے دوران شہر کے انتہائی حساس ترین علاقوں میں کارروائیوں کے دوران ذاتی طور پر موجود رہ کر دہشت گردوں اور کالعدم تنظیموں کے خلاف آپریشن کی مانیٹرنگ بھی کی۔ کراچی آپریشن کے دوران رینجرز نے رضوان اختر کی قیادت میں 12 دہشتگرد، 152 ٹارگٹ کلرز، 225 بھتہ خور اور 28 اغواکاروں سمیت 2935 ملزموں کو گرفتار کیا جبکہ 197 ملزم مقابلوں میں مارے گئے۔ مارے جانے والے ملزمان میں کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے ملزمان سمیت دیگر ملزمان شامل ہیں۔ رضوان اختر کی موجودگی میں رینجرز نے لیاری میں متعدد

مقابلے اور چھاپہ مار کارروائیاں کیں اور لیاری کے حالات بہتر ہونے میں رینجرز کا کردار اہم ہے۔ لیفٹننٹ جنرل رضوان اختر آپریشن کے دوران بزنس کمیونٹی سمیت چھوٹے تاجروں کے ساتھ بھی مسلسل رابطے میں رہے اور آخری دن تک کراچی کے امن کے لئے کوشاں رہے۔ لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر کی فوج میں شہرت ایک ایسے افسر کے طور پر ہے جو غیر سیاسی نظریات کی وجہ سے غیر جانبدار ہے اور مختلف ذمہ داریاں بغیر پیچیدگیوں کے ادا کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا مزاج انہیں سویلین انتظامیہ، خاص طور پر قانون نافذ کرنے والے سویلین اداروں کے ساتھ کام کرنے میں بہت سہولت فراہم کرتا ہے۔ دفاعی ماہرین کا کہنا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں وسیع تجربے کی بدولت وہ آرمی چیف کے لیے بھر پور معاون ثابت ہوں گے اور یہی وسیع تجربہ ان کی تعیناتی کا سبب بنا۔

سینئر صحافیوں کی ایک نشست حافظ محمد سعید کے ساتھ

ماہ ستمبر کے آغاز میں شدید بارشوں کے بعد پنجاب میں سیلاب آیا جس نے ہر طرف تباہی مچادی ،لوگوں کے مکانات گرے،مال مویشی ڈوب گیا،سامان پانی میں بہہ گیا اور بے یارومددگار لوگ مدد کے طلبگار تھے،پاک فوج ،ریسکیو1122 و دیگر مذہبی جماعتوں کے رفاہی و فلاہی اداروں نے سیلاب متاثرہ علاقوں میں امدادی کام کیالیکن نقصان اتنا ہوا کہ ابھی تک لوگوں کو ریلیف نہیں مل سکا،پاکستان میں جتنی بارشیں ہوئی ہیں ان سے اتنا سیلاب نہیں آ سکتا تھا،پاکستان کے ازلی دشمن انڈیا نے بھی اپنے دریاؤں کا پانی چھوڑا جس کی وجہ سے دیہاتوں کے دیہات پانی میں ڈوب گئے،انڈیا نے پاکستان پر آبی جنگ مسلط کی لیکن اس پر ہر طرف سے خاموشی نظر آئی ،حکمران بھی خاموش رہے،سیاسی جماعتیں ،اپوزیشن دھرنوں ،مذاکرات میں مصروف ہیں انکو تو سیلاب متاثرین کی ہی فکر نہیں چہ جائیکہ وہ بھارتی آبی جارحیت کے خلاف آواز بلند کریں۔پاکستان کی سب سے بڑی رفاہی و فلاہی جماعت ،جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے اپنے کارکنان کو سیلاب متاثرہ علاقوں میں فوری امدادی کاموں پر لگایا اور خود بھی علاقوں میں پہنچ کر بھارتی آبی جارحیت پر بات کی۔حافظ محمد سعید جن پر ممبئی حملوں کا الزام بھارت لگاتا رہا ہے لیکن وہ کسی بھی عدالت میں ثابت نہیں کر سکا،بھارت کو

انکے سیلاب زدہ علاقوں کے دوروں اور وہاں جماعۃ الدعوۃ کے ریلیف کے کام سے اتنی پریشانی لاحق ہوئی کہ اس نے پاکستان سے احتجاج کیاتو پاکستانی ہائی کمشنر عبدالباسط نے بھارت کو صاف جواب دیا کہ حافظ محمد سعید ایک آزاد شہری ہیں بھارت صرف الزامات لگا رہا ہے۔الزامات کی بنیاد پر کسی کو نظر بند نہیں کیا جا سکتا۔پاکستان میں کسی بھی فلاہی ادارے کو سیلاب متاثرین کی مدد سے نہیں روکا جا سکتا۔پاکستان کے اس پیغام پر بی جے پی نے بھی شدید احتجاج کیا۔بھارت کی طرف سے الزامات کے باوجود حافظ محمد سعید کے کارکنان سیلاب متاثرہ علاقوں میں سرگرم عمل رہے۔بدھ کی شام جماعۃ الدعوۃ کے نائب ناظم اطلاعات حبیب اللہ سلفی جو میرے بڑے قریبی دوستوں میں سے ہیں کہ طرف سے پیغام ملا کہ مرکز القادسیہ چوبرجی میں امیر جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ سینئر کالم نگاروں کی ایک نشست ہے آپ نے بھی آنا ہے،اگلے دن جمعرات کو دن ایک بجے مرکز القادسیہ پہنچا،نماز ظہر کے بعد دیگر دوستوں کی آمد بھی شروع ہو گئی،ڈیڑھ بجے کے قریب پروفیسر حافظ محمد سعید کرسی صدارت پر آئے اور ابتدائی گفتگو کی،سینئر کالم نگاروں،اخبارات کے ایڈیٹر و مدیران،لنکرز کا شکریہ ادا کیا۔اسکے بعد المحمدیہ سٹوڈنٹس کے امیر انجینئر محمد حارث نے بھارت کی طرف سے دریاؤں میں چھوڑے گئے پانی کے حوالہ سے تفصیلی بریفنگ دی۔جماعۃ الدعوۃ کے رفاہی وفلاہی ادارے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف سمیت مرکزی قیادت بھی موجود تھی،حافظ عبدالرؤف نے سیلاب زدہ علاقوں میں

امدادی کاموں پر بریفنگ دی اور علاقوں میں ہونے والے نقصانات کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا تو ہال میں موجود تمام دوستوں کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگ گئے۔ ہم لاہور میں بیٹھ کر یقینا سیلاب متاثرین کی مشکلات کا اندازہ نہیں کر سکتے جن کا کچھ نہیں بچا، ساری زندگی کی جمع پونجی چند لمحوں میں آنکھوں کے سامنے بہہ گئی، خیرات و زکوۃ دینے والے آج پینے کے صاف پانی کے لئے ہاتھ پھیلا رہے ہیں، حافظ عبدالرؤف نے بڑے دکھ بھرے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ 24 ستمبر کو گزشتہ برس آواران میں زلزلہ آیا تھا، 25 ستمبر کو آج کے ہی دن وہاں لاشیں اٹھا رہے تھے آواران میں متاثرین زلزلہ کی امداد کا کام جاری تھا کی سندھ میں قحط آنے سے 350، بچے مر گئے، جماعۃ الدعوۃ وہاں پہنچی امدادی سرگرمیوں کی نگرانی کے لئے پروفیسر حافظ محمد سعید نے بھی دورہ کیا، تھر میں گیارہ سو کنویں بنا رہے ہیں، تھر میں مصروف تھے کہ شمالی وزیرستان میں آپریشن شروع ہوا، آئی ڈی پیز آئے، سات لاکھ لوگ ہمارے مہمان بنے، انکی امداد کے لئے بھی فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکار پہنچے، وہاں مصروف تھے کہ 5 ستمبر کو سیلاب آگیا جس سے شدید تباہی ہوئی، متاثرہ علاقوں میں لوگوں کے پاس رہنے کے لئے خیمہ بستیاں نہیں، گرمی کا موسم اور سیلابی گندہ پانی ہونے کی وجہ سے مچھروں کی بہتات ہو چکی ہے، دودھ پینے والے بچوں سمیت بزرگ بھی سڑک کنارے کھلے آسمان تلے زندگی گزار رہے ہیں، وہ کب گھر جائیں گے؟ کھانے کے لئے کچھ ملے گا یا نہیں؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ شدید

سیلاب کی وجہ سے علاقوں میں فصلیں تباہ ہو گئی ہیں ، 24 لاکھ ایکڑ زمین سیلاب سے متاثر ہوئی ہے، 22 اضلاع میں 36 سو دیہات تباہی کا منظر پیش کر رہے ہیں ۔2010 کے سیلاب میں سیلاب کی پہلے سے اطلاع ملنے کی وجہ سے لوگ محفوظ مقامات پر منتقل ہو چکے تھے لیکن اس سال ایسا نہیں ہوا ،ایسے علاقوں میں بھی سیلابی پانی پہنچا جہاں گزشتہ عرصے میں سیلاب نہیں آیا ۔ متاثرہ علاقوں میں صرف 25 فیصد لوگوں کے پاس خیمے ہیں۔ 75 فی صد لوگ خیموں کے بناء رہ رہے ہیں۔ 23 لاکھ متاثرین ہیں اور حکومت جس نے سب سے زیادہ لوگوں کو ریلیف دینا ہے اب تین ہفتے کے کام کی وجہ سے تھک چکی ہے اور آرام کر رہی ہے۔ پانی کھڑا ہونے کہ وجہ سے شہروں میں وبائی امراض خارش، آنکھوں میں درد و دیگر امراض پھیل رہے ہیں۔ بارشیں بھی برس رہی ہوں کھانا بھی نہ ہو اور پینے کا صاف پانی بھی میسر نہ ہو تو سیلاب متاثرین کی کیفیت کا اندازہ، لگایا جا سکتا ہے، لوگ اپنا سامان چھوڑنے کو تیار نہیں ڈوب کر مرنے کو تیار ہیں ۔ حافظ عبدالرؤف کی بریفنگ کے بعد امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید نے اپنی گفتگو میں کہا کہ بھارتی آبی دہشت گردی کو نہ روکا گیا تو آئندہ چند برسوں بعد پینے کا پانی ملنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ سندھ طاس سمیت انڈیا سے کئے گئے تمام معاہدے پاکستان کے حق میں نہیں ہیں۔ چناب میں پانی چھوڑ کر انڈیا نے باقاعدہ ریہرسل کی ہے۔ وہ باقی دریاؤں پر بھی ڈیم بنا کر پاکستان کو مکمل طور پر ڈبونے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ بھارتی آبی جارحیت کے مسئلہ پر

حکومت پر دباؤ بڑھانے اور قومی سطح پر شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ شہ رگ کشمیر پر سے بھارت کا غاصبانہ قبضہ چھڑانا بہت ضروری ہے۔ ہمیں بے بسی کی موت نہیں مرنا بلکہ انڈیا کی جارحیت کو بے نقاب کرنا ہے۔ اس مسئلہ کو سیاست کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہیے' آبی جارحیت کو روکا نہ گیا تو آئندہ پانیوں کے مسئلہ پر بھارت سے جنگ کے سوا کوئی راستہ باقی نہیں بچے گا۔ اس موسم میں ہر سال بارشیں ہوتی ہیں مگر ایسی صورتحال پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ ہماچل پردیش کے پہاڑوں کے ایک طرف سے راوی اور دوسری جانب سے چناب شروع ہوتا ہے لیکن آخر کیا وجہ ہے کہ چناب میں تو آٹھ سے نو لاکھ کیوسک کا ریلا نکل کر شدید تباہی پھیلا دیتا ہے مگر راوی میں پانی کیوں نہیں آیا؟اور اسی طرح بارشوں کی وجہ سے کسی اور دریا میں سیلاب کیوں نہیں آیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا ہے۔ چناب پر انڈیا نے سب سے زیادہ ڈیم بنائے ہیں۔ بگلیہار اور پھر سلال ڈیم جہاں پانی جمع کیا گیا اور پھر اسی سلال ڈیم سے آٹھ لاکھ کیوسک کا ریلا اچانک چھوڑ دیا گیا۔ اس میں صرف ایک لاکھ کیوسک پانی بارشوں کا شامل ہوا اور ہیڈ مرالہ سے نو لاکھ کیوسک پانی گزرا اور پھر ہر طرف تباہی پھیلاتا چلا گیا۔ یہ وہ حقائق ہیں جنہیں ہم ہر جگہ ثابت کر سکتے ہیں اور اس مسئلہ پر چیلنج کرنے کیلئے بھی تیار ہیں۔ حافظ محمد سعید کی گفتگو کے بعد ہال میں موجود تمام کالم نگاروں نے انکی بات سے اتفاق کیا اور جماعۃ الدعوۃ کے سیلاب متاثرہ علاقے میں امدادی کاموں کو سراہتے ہوئے

کہا کہ سیلاب متاثرہ ہر دیہات میں جماعۃ الدعوۃ کے رضاکار پہنچے اور انکا کام پاک فوج کے بعد پرائیویٹ سیکٹر میں سب سے زیادہ ہے۔پاکستان میں ہزاروں این جی اوز موجود ہیں جو مغربی ممالک سے اربوں ڈالر لیتی ہیں وہ کہیں نظر نہیں آئیں ،ہمیں فخر ہے کہ قوم سے ہی امداد لے کر قوم کو دی جا رہی ہے ،بھارت کی طرف سے پانی چھوڑنے اور پاکستان کو سیلاب کی صورتحال میں مبتلا کرنے کے حوالہ سے منصوبہ بندی کرنی ہو گی ۔حکومت کو چاہئے کہ اسکے لئے کام کرے کیونکہ بھارت ہر سال آبی حملہ کر سکتا ہے اس پانی کو روکنے اور بھارتی آبی جارحیت کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے سیاسی و مذہبی جماعتوں کو امیر جماعۃ الدعوۃ کا بھرپور ساتھ دینا چاہئے کیونکہ یہ سیاست کا وقت نہیں پاکستان شدید خطرات میں گھرا ہوا ہے اور ان خطرات سے بچاؤ کے لئے قومی وحدت، ویکجہتی ضروری ہے۔

مودی پر فسادات کا مقدمہ، گجرات پھر آگ کی لپیٹ میں

بھارتی موزیر اعظم نریندر مودی مودی 17 ستمبر 1950 کو گجرات کے مہسانہ ضلعی میں ایک غریب خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد دامودر داس ریلوے سٹیشن پر چائے بیچتے تھے اور والدہ ہیرا بین گزر بسر میں مدد کے لیے لوگوں کے گھروں میں کام کرتی تھیں۔ بچپن میں خود نریندر مودی اپنے والد کے ساتھ ٹرینوں میں چائے بیچا کرتے تھے۔ بچپن میں ان کے ذہن میں سنیاسی بننے کا بھی خیال آیا تھا اور وہ کچھ دن راماکرشن مشن میں بھی جا کر رہے۔ 17 سال کی عمر میں جشودا بین سے ان کی شادی ہوئی لیکن دونوں کبھی ساتھ نہیں رہے۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 69ویں سالانہ سربراہی اجلاس میں شرکت کے لیے نیویارک کے دورے پر گئے۔امریکہ میں آمد سے قبل وفاقی عدالت نے وزیر اعظم نریندر مودی کے خلاف سمن جاری کر دیئے جو 2002 کے گجرات فسادات میں ان کے مبینہ کردار کے بارے میں ہیں جبکہ وہ ریاست گجرات کے چیف منسٹر تھے۔ مودی کے خلاف سمن امریکی وفاقی عدالت نے نیو یارک کے جنوبی ضلع سے نیو یارک کی امریکی انصاف مرکز کی جانب سے داخل کردہ ایک مقدمہ کی ایماء پر جاری کئے۔ مودی کے خلاف مقدمہ غیر ملکی اشاشہ جات کے دعووں کے قانون اور اذیت رسانی کے شکار افراد کے تحفظ کے قانون کے تحت دائر کیا گیا ہے نقصانات کیلئے مالی اور تعزیر رتی معاوضہ طلب کیاگیا ہے۔ دو

صفحات پر مشتمل شکایت میں مودی پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ انسانیت سوز جرائم کے مرتکب ہیں۔ماورائے عدالت ہلاکتوں،اذیت رسانی اور متاثرین کو ذہنی و جسمانی صدمہ پہنچانے میں ملوث رہ چکے ہیں۔ متاثرین کی اکثریت مسلم برادری کی تھی۔ مودی کے خلاف اذیت رسانی کا مقدمہ انسانی حقوق کا استحصال کرنے والوں کیلئے چاہے وہ کہیں بھی ہوں ایک بلند آہنگ پیغام دیتا ہے۔ تنظیم اے جے سی کے ڈائرکٹر جان براڈلی نے کہا کہ وقت اور فاصلہ اور اقتدار پر قبضہ انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔ غیر ملکی اذیت رسانی معاوضہ طلبی کا قانون جسے غیر ملکی اذیت رسانی ازالہ قانون بھی کہا جاتا ہے ایک امریکی وفاقی قانون ہے جو سب سے پہلے 1789ء میں امریکی شہریوں کی جانب سے منظور کیا گیا تھا اور امریکہ کے باہر بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کے ارتکاب کے بارے میں ہے۔ مقدمہ پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے بھارت کے مرکزی وزیر قانون روی شنکر پرساد نے کہا کہ حکومت مبینہ سمنس کا جو امریکی عدالت نے مودی کے خلاف جاری کئے ہیں جائزہ لے گی۔ مودی کے خلاف 2002 میں گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلے میں نیویارک کی ایک عدالت کی جانب سے جاری عدالتی سمن کو مودی تک پہنچانے کے عوض انسانی حقوق کی ایک تنظیم نے انعام کا اعلان کیا ہے۔نیویارک کی عدالت نے مودی کو سمن موصول ہو جانے کی صورت میں دن کے اندر اندر عدالت میں جواب داخل کرنے کی بھی ہدایت دی ہے۔بھارت 21 کی ریاست گجرات میں فروری اور مارچ 2002ء میں ہونے والے فسادات اس وقت شروع ہوئے جب

ریل گاڑی میں آگ لگنے سے 59 انتہاپسند ہندو ہلاک ہو گئے۔ اس کا الزام مسلمانوں پر لگایا گیا، اور گجرات میں مسلمانوں کے خلاف یہ فسادات گجرات کی ریاستی حکومت کی درپردہ اجازت پر کیے گئے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کے مطابق یہ مسلمانوں کی نسل کشی تھی۔ اس میں تقریباً 3000 مسلمانوں کو بے رحمی سے قتل کیا گیا یا زندہ جلا دیا گیا۔ سینکڑوں مسلمان خواتین کی عصمت دری کی گئی۔ ہزاروں مسلمان بے گھر ہوئے۔ ان فسادات کو روکنے کے لیے پولیس نے کوئی کردار ادا نہ کیا۔ بلکہ گجرات کے وزیر اعلی مودی نے اس قاتل و غارت کی سرپرستی کی۔ اس وقت کی بھارت کی وفاقی حکومت، جو بی جے پی پارٹی کی تھی، اس نے بھی گجرات میں فسادات روکنے کی کوشش نہیں کی۔ اب تک کسی ہندو کے خلاف عدالتی کارواہ نہیں کی گئی۔ یورپی یونین نے اس نسل کشی پر کھلے عام احتجاج کرنے سے گریز کیا، اور یہی طرز عمل امریکہ کا بھی رہا۔ اب بھی مسلمان اس ریاست میں مہاجروں کی طرح رہ رہے ہیں، اور دوسرے درجے کے شہری سمجھے جاتے ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے دورہ امریکہ کے دوران جہاں ایک امریکی عدالت کی جانب سے گجرات فسادات کے سلسلہ میں سمن جاری کیا ہے وہیں ان کی ریاست گجرات کا ہی بڑودہ شہر فسادات کی آگ میں جھلس رہا ہے۔ ہندو انتہا پسندوں کی جانب سے واٹس ایپ اور فیس بک کے ذریعہ توہین آمیز پوسٹوں کے بعد شروع ہونے والے فسادات کے دوران پولیس بھی انتہاپسندوں کے ساتھ مل گئی ہے۔ پورے شہر میں کرفیو کا سماں ہے اور مسلمانوں میں شدید خوف و ہراس پایا

جاتا ہے۔ مقامی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ فسادات کے دوران پولیس اہلکاروں نے ہمارے گھروں میں گھس کر توڑ پھوڑ کی، گالیاں دیں، خواتین سے بدتمیزی کی اور گلیوں میں کھڑی موٹر سائیکلوں کو توڑا پھوڑا گیا ہے۔ اسی طرح مسلم علاقوں سے بڑی تعداد میں نوجوانوں کو گرفتار کرکے تھانوں میں بند کر دیا گیا ہے جس پر مسلم علاقوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور سخت خوف کا عالم ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ گرفتاریاں احتیاطی نقطہ نظر کے طور پر کی ہیں۔ ہندو انتہا پسند تنظیم وشواہندو پریشداس وقت بہت زیادہ زہر پھیلا رہی ہے۔ دو دن قبل فیس بک پر خانہ کعبہ کی توہین پر مبنی تصاویر پوسٹ کرنے پر فسادات شروع ہوئے تھے جس پر بڑودہ میں موبائل پر انٹرنیٹ سروس اور ایس ایم ایس کے ارسال ترسیل پر تین دن تک کیلئے پابندی لگا دی گئی ہے۔ تقریباً بیس موٹر سائیکلوں اور متعدد دوکانوں کو نذرآتش کر دیا گیا تھا۔بڑودہ میں وکلاء نے سٹی پولیس سربراہ کے اس غیر ذمہ دارانہ بیان کے خلاف آج سوموار سے غیر معینہ ہڑتال کی اپیل کی ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ شہر میں تشدد پھوٹنے کے ذمہ دار وکلاء ہیں۔ بھارت کے وزیر اعظم نریندر مودی نے قوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس سے خطاب میں کہا کہ مسئلہ کشمیر دو طرفہ معاملہ ہے، اس پر پاکستان ہم سے براہ راست بات چیت کرے، اقوام متحدہ مسئلہ کشمیر پر بحث کرنے کا مناسب فورم نہیں اور نہ ہی کوئی متنازع معاملہ یہاں اٹھایا جانا چاہئے۔ بھارتی وزیر اعظم کے خطاب سے قبل پاکستان کے

وزیراعظم میاں نواز شریف نے بھی اجلاس سے خطاب کیا تھا جس میں انہوں نے عالمی برادری پر زور دیا تھا کہ وہ کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے کردار ادا کریں۔ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی جنرل اسمبلی میں تقریر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش ہے۔ جنوبی ایشیا میں عدم استحکام اور دہشت گردی کا ذمہ دار خود بھارت ہے جس نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ وزیراعظم نواز شریف کے جنرل اسمبلی میں مسئلہ کشمیر پر مضبوط موقف اختیار کرنے سے مودی بوکھلا گیا۔ نواز شریف کا خطاب کشمیری و پاکستانی قوم کے جذبات کا ترجمان تھا تاہم حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ انڈیا کی آبی دہشت گردی کے مسئلہ کو بھی عالمی سطح پر اٹھائے اور کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کیلئے عملی اقدامات کئے جائیں۔ بھارت آٹھ لاکھ فوج کے ذریعہ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ اب تک لاکھوں کشمیری شہید کئے جا چکے ہیں اور آئے دن مظالم کا یہ سلسلہ شدت اختیار کر رہا ہے۔ بھارت کو چاہیے کہ وہ دوسروں پر الزامات لگانے کی بجائے خود دہشت گردی کا سلسلہ ترک کرے اور اپنی آٹھ لاکھ فوج نکال کر کشمیریوں کو ان کا حق خودارادیت دے۔ اقوام متحدہ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی غیر جانبداری ثابت کرتے ہوئے اپنی قراردادوں پر عمل درآمد کروائے۔ بھارت مسئلہ کشمیر کو خود اقوام متحدہ میں لیکر گیا مگر درجنوں قراردادیں پاس ہونے کے باوجود ان پر عمل درآمد نہیں کر رہا بلکہ شروع دن سے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بین

الاقوامی طاقتیں اور ادارے بھارت سرکار پر دباؤ بڑھائیں کہ وہ نہتے کشمیریوں پر مظالم ڈھانے سے باز رہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون کہتے ہیں کہ اگر پاکستان اور بھارت درخواست کریں تو عالمی ادارہ تنازعہ کشمیر کے حل کیلئے کردار ادا کر سکتا ہے۔

وزیر اعظم کا کشمیر پر اقوام متحدہ میں دوٹوک مؤقف

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمان کے مطابق کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے۔ کشمیر کے بغیر پاکستان ادھورا ہے اور پاکستان کے بغیر کشمیر۔ لاکھوں کشمیری اپنی آزادی اور تکمیل پاکستان کے لئے برس ہا برس سے جدوجہد کر رہے ہیں مگر ان بے گناہ شہریوں پر مظالم ڈھانے کا سلسلہ عرصہ دراز سے جاری ہے جس نے اس جنتِ ارضی کو یہاں کے مکینوں کے لئے جہنم بنا رکھا ہے۔ ہزاروں کشمیری خوابِ آزادی کو شرمندہ تعبیر کرنے کی جدوجہد میں اپنی قیمتی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں مگر عالمی ضمیر بے حسی کی نیند سو رہا ہے۔اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ مسئلہ کشمیر کو حل کئے بغیر جنوبی ایشیاء میں پائیدار امن و سلامتی قائم نہیں ہو سکتی۔ بھارت کا ہٹ دھرمی پر مبنی رویہ مسئلہ کشمیر کے پر امن اور پائیدار حل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔1990ء سے آج تک ایک لاکھ افراد شہید، ہزاروں زخمی و معذور اور دس ہزار سے زائد نوجوان لاپتہ ہیں جن میں سے چار ہزار سے زائد گم نام قبریں دریافت ہو چکی ہیں۔ اس قتل عام میں ملوث پانچ سو فوج اور پولیس کے افسران انسانی حقوق کے اداروں کی واضح نشاندہی اور انہیں عدالتوں کے کٹہرے میں پیش کرنے کے مطالبے کے باوجود بھارتی حکومت اور ایجنسیوں کی طرف سے نہ صرف ان

مجرمان کو تحفظ دیا جارہاہے بلکہ نوجوانوں کی گرفتاریوں اور حراستی قتلوں کا سلسلہ مزید بڑھتا چلا جارہاہے۔مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اقوام متحدہ کی قراردادیں موجود ہیں مگر ان پر عمل نہیں ہو رہا۔کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت نہیں دیا جارہا۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں پاکستان کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کشمیر کے حوالہ سے جو موقف سامنے لائے وہ یقینا پاکستانی قوم کی ترجمانی ہے۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ پاک بھارت سیکرٹری خارجہ ملاقات کی منسوخی پر افسوس ہوا جبکہ بھارت نے مذاکرات کا موقع گنوا دیا، جسے دنیا بھر نے دیکھا۔پاکستان خطے میں امن اور برابری کی بنیاد پر ہمسایہ ممالک سے تعلقات چاہتا ہے، لیکن بھارت کی جانب سے سیکرٹری خارجہ کی سطح پر طے شدہ مذاکرات کی منسوخی پر افسوس ہوااور بھارت نے مذاکرات کا موقع گنوادیا جسے پوری دنیانے دیکھا۔جنوبی ایشیاکے عوام نہ حل ہونے والے تنازعات میں گھرے رہنے کے باعث خوشحالی سے دور ہیں، تاہم اب دو ہی راستے ہیں یا تو موجودہ مسائل کے ساتھ رہا جائے، یا بات چیت کے ذریعے تنازعات کا خاتمہ کرتے ہوئے آگے بڑھا جائے، کیونکہ پاکستان تنازعات کے حل، تجارتی تعلقات اور معاشی ترقی پر یقین رکھتا ہے، جو قیام امن کے لئے انتہائی ضروری ہیں، جبکہ دہشتگردی کے خاتمے کے لئے پاکستان اہم جنگ میں مصروف ہے اور دہشتگردی کے خاتمے تک اس جنگ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

6 دہائیاں قبل اقوام متحدہ نے

مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے قرارداد منظور کی تھی اور آج تک مقبوضہ کشمیر کے عوام ان قراردادوں پر عملدرآمد کے منتظر ہیں جبکہ عالمی برادری کی ذمہ داری ہے کہ کشمیری عوام سے کئے گئے وعدوں پر عمل کرائے کیونکہ مقبوضہ کشمیر کے عوام کئی دہائیوں سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا شکار ہیں اور پاکستان بات چیت کے ذریعے مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے تیار ہے، مسئلہ کشمیر پر پردہ نہیں ڈال سکتے، کشمیر کا مسئلہ ہر حال میں حل ہونا چاہئے۔ کشمیریوں کی کئی نسلیں تشدد اور مشکلات کا شکار ہیں۔ کشمیری عوام کو ان کی خواہش کے مطابق حق خود ارادیت دلانا عالمی برادری کی ذمہ داری ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی تقریر کے بعد بھارتی میڈیا سیخ پا ہوتے ہوئے وزیر اعظم نواز شریف کے خلاف میدان میں آ گیا۔ جہاں الیکٹرانک میڈیا نے پاکستان کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی وہیں بھارتی اخبارات نے بھی پاکستان پر الزامات کی حد کر دی۔ کشمیر کی حمایت میں وزیر اعظم پاکستان کی تقریر کو جہاں بھارتی چینلز نے آئی ایس آئی کی لکھی ہوئی تقریر قرار دیا وہیں انہوں نے کشمیر کو بھارت کا اندرونی مسئلہ قرار دیا۔ بھارتی اخبارات ٹائمز آف انڈیا اور انڈین ایکسپریس نے کشمیر پر ہونے والی اہم بات چیت کو نہ صرف نظر انداز کر ڈالا بلکہ سیکریٹری خارجہ سطح پر منسوخ ہونے والے مذاکرات کا الزام بھی پاکستان کے سر ڈال دیا۔ بھارتی اخبارات کے مطابق وزیر اعظم نواز شریف نے بات چیت بند کرنے کا الزام بھارت

پر لگا کر بہت نا انصافی کی جبکہ سیکرٹری خارجہ کی ملاقات کو ناکام بنانے میں پاکستانی ہائی کمیشن نے کردار ادا کیا اور انہوں نے کشمیری رہنماؤں سے ملاقات کی۔ بھارتی وزیر خارجہ سشما سوراج نے کہا کہ پاکستان نے حریت رہنماؤں سے ملاقات کرکے کھیل خراب کردیا۔ بھارت کی طرف سے مثبت پیش قدمی کی گئی تھی اور وزیراعظم نریندر مودی کی طرف سے وزیراعظم نواز شریف کو تقریب حلف برداری میں مدعو کیا گیا تھا۔ آزاد کشمیر کے وزیراعظم کہتے ہیں کہ کشمیری قوم کو پاکستان کی دوستی پر فخر ہے ،اور بھارت کے مقابلے میں پاکستان جیسے دوست کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں ،اقوام متحدہ کشمیریوں کو حق خودارادیت دلوانے کی کوششیں کرے ، کشمیری قوم وزیراعظم نواز شریف کے موقف کی تائید کرتی ہے۔ بھارت بندوق کی نوک پر مزید حکومت نہیں کر سکتا کشمیریوں کی قربانیاں رائگاں نہیں جائیں گی ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ وزیراعظم کے، مشیر برائے قومی سلامتی و امور خارجہ سرتاج عزیز نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر کشمیر کے بارے میں او آئی سی رابطہ گروپ سے ملاقات کی اور لمبے عرصہ سے جاری تنازعہ کے حل کیلئے منصفانہ حل پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ او آئی سی کے سیکرٹری جنرل عیاد امین مدنی سے ملاقات میں ترکی کے وزیر خارجہ میلوت اوگلو اور او آئی سی کیلئے سعودی عرب کے مستقل نمائندے محمد طیب نے بھی شرکت کی۔ نائیجیریا کے وزیر خارجہ کی نمائندگی وزارت خارجہ کے ڈی جی نے کی۔ مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے کہا کہ جموں اور کشمیر کوئی علاقائی

تنازعہ نہیں' یہ مسئلہ کشمیریوں کے حق خودارادیت کا ہے جس کا وعدہ اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں میں کیا اور بھارتی قیادت نے اس کی گارنٹی دی تھی اور اب تک کشمیریوں کو یہ بنیادی حق فراہم نہیں کیا جا رہا اس حوالے سے چھ دہائیوں سے زائد عرصہ سے قراردادیں اقوام متحدہ منظور کر چکی ہے، کشمیر میں بھارتی سیکورٹی فورسز ظلم کی داستانیں رقم کر رہی ہیں لیکن مقبوضہ کشمیر کے غیور اور حوصلہ مند عوام نے امید کا دامن چھوڑا اور نہ ہی اپنے حق خودارادی کے مطالبہ سے دستبردار ہوئے ہیں۔ کتھی سکاٹ کلارک کی رپورٹ میں بھارتی مقبوضہ کشمیر میں چھ ہزار سے زائد نامعلوم قبروں کی نشاندہی کی گئی ہے حال ہی میں شمالی کشمیر کے علاقے میں 38 سے زائد اجتماعی قبروں کی دریافت نے کہانی کو نیا موڑ دیا ہے۔ او آئی سی، اقوام متحدہ، یورپی یونین اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی ادارے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں لیکن بھارتی سیکیورٹی فورسز بین الاقوامی رائے پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ ترکی کے وزیر خارجہ نے کشمیریوں کے حق خودارادیت کے مسئلہ کو اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے پر زور دیا۔ ترکی کشمیر کے تنازعہ کا پرامن حل چاہتا ہے جو پاکستان بھارت اور کشمیریوں کیلئے قابل قبول ہو وہ اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرنے کیلئے تیار ہے، او آئی سی میں سعودی عرب کے مستقل نمائندے نے کہا کہ جموں و کشمیر کا تنازعہ لمبے عرصے سے اقوام متحدہ کے ایجنڈا پر ہے۔ بین الاقوامی برادری.

کی جانب سے اس کا حل ہونا چاہیے۔ سعودی عرب پرامن مذاکرات کے ذریعے
کشمیریوں کے حقوق کے تحفظ کا خواہاں ہے جو بھارت اور پاکستان دونوں کیلئے صرف ایک
راستہ ہے کہ بامقصد مذاکرات سے مسئلہ کے حل کیلئے کردار ادا کریں۔

ایک دھرنا ''تلہ گنگ ضلع'' کے لئے

گزشتہ برس عام انتخابات میں مسلم لیگ (ن) کی پنجاب و وفاق میں حکومت بنی، انتخابی مہم میں مسلم لیگ (ن) کے قائد و موجودہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے تلہ گنگ میں ایک جلسہ سے خطاب کیا تھا اور تلہ گنگ کی عوام سے ایک وعدہ کیا تھا کہ آپ ہمیں اقتدار میں لائیں میں تلہ گنگ کو ضلع بناؤں گا اور تعلیمی اداروں سمیت صحت کے نظام کو بھی بہتر کروں گا۔اب نواز شریف کی حکومت کو ڈیڑھ برس کا عرصہ گزر چکا ہے اور اہلیان تلہ گنگ اس وعدے کے پورا ہونے کے منتظر ہیں۔اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ گزشتہ دور حکومت میں بھی پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف نے تلہ گنگ کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ سب کے سامنے تھا، ترقیاتی کام کی رپورٹ زیرو تھی اراکین اسمبلی کی کرپشن کی داستانیں تھیں، ہر طرف مسائل ہی مسائل تھے لیکن نواز شریف کے صرف ایک نعرے سے حالات بدلے اور چوہدری پرویز الٰہی ایک لاکھ کے قریب ووٹ حاصل کرنے کے باوجود ہار گئے۔تلہ گنگ سے جیتنے والے اراکین اسمبلی بھی کچھ بہت ہی زیادہ مصروف ہیں یہ مسلم لیگ (ن) کی قیادت کا کمال ہے کہ پی پی 23 سے ایک مریض کو ٹکٹ دیا جاتا ہے جو الیکشن جیتنے کے بعد ایک سال کے لیئے بیرون ملک چلا جاتا ہے اور حلقے کی عوام رکن اسمبلی کو تلاش کرتی رہتی ہے لیکن وہ نظر نہیں آتے ، جانشینی کا بات کی جاتی ہے کہ اس

کا جاں نشین موجود ہے لیکن افسوس عوام کو یہ اراکین کیسے بے وقوف بنا لیتے ہیں اگر تلہ گنگ ضلع کی بات کی جائے باقی مسائل کو ایک لمحے کے لئے سائیڈ پر کیا جائے تو کیا وہ جانشین اسمبلی کے فلور پر جا کر بات کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ قوم اسمبلی میں جانے والے سردار صاحب کو تو شکار سے اور جنازوں سے فرصت نہیں اسکے علاوہ انکے سب کام تو سیکرٹری'' ہی کرتا ہے اور وہی این اے اکسٹھ کا ایم این اے ہے بابا جی کا تو صرف نام'' چلتا ہے۔ مسلم لیگ (ن) نے اقتدار میں آ کر جہاں قومی سطح پر بہت بڑی بڑی غلطیاں کیں وہیں مقامی سطح پر بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ ن لیگ عوام سے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو بھول چکی ہے اب صرف اور صرف حکومت، اقتدار، کرسی اور پیسی ن لیگ کا منشور بن چکا ہے۔ جب نواز شریف جلا وطنی کے بعد وطن واپس آئے تھے تو اسوقت انہوں نے کہا تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے ن لیگ کے ساتھ بغاوت کی اور مشکل وقت میں ساتھ چھوڑ کر مشرف سے جا ملے تھے انہیں کبھی پارٹی میں جگہ نہیں ملے گی اور نئے آنے والے پچھلی لائنوں میں جبکہ حقیقی کارکنان اگلی صفوں میں ہوں گے لیکن وقت گزرتا گیا اور ایسا نہ ہو سکا۔ پالیسیاں تبدیل ہوتی گئیں۔ دوبارہ مفادات کی خاطر ایسے ایسے لوگوں کو پارٹی میں نہ صرف لایا گیا بلکہ عہدے دیئے گئے جو کبھی مشرف کے ہمنوا ہوئے کرتے تھے اور یہ بھی وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ وفاداریاں بدلیں اور صرف مفادات کے لئے سیاست کی۔ عوام کے لئے کچھ نہ کیا اور نہ کریں گے۔ تلہ گنگ ضلع کے حوالہ سے سول سوسائٹی کے اراکین کردار ادا

کر رہے ہیں۔اخبارات میں بیان دینے سے ،اجلاس کر لینے سے تلہ گنگ ضلع نہیں بنے گا بلکہ عوامی طاقت کے ساتھ بھرپور جدوجہد کرنی پڑے گی کیونکہ تلہ گنگ ضلع ہمارا حق ہے اور اب حق دیتا کوئی نہیں بلکہ حق چھیننا پڑتا ہے،اگر تلہ گنگ ضلع کی تحریک کے لئے دھرنا دینا پڑے ،لانگ مارچ کرنا پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہمارے اراکین اسمبلی اس حوالہ سے بالکل بھی مخلص نظر نہیں آ رہے ،ڈیڑھ سال میں کسی اراکین اسمبلی نے اسمبلی کے فلور پر کبھی بھی تلہ گنگ ضلع کے حوالہ سے کوئی بات نہیں کی،بحر حال مسلم لیگ (ن) نے نہ صرف قربانیاں دینے والے کارکنان کو سب سے پچھلی صفوں میں جگہ دی بلکہ انکے حلقوں میں بھی ان کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی جس کی وجہ سے مسلم لیگ (ن) کے حقیقی کارکنان نالاں ہیں۔گزشتہ دنوں این اے اکسٹھ سے مسلم لیگ (ن) کے ناراض رہنما جن کا حلقے میں ہمدردوں کا ایک بڑا حلقہ موجود ہے انہوں نے چکوال میں پریس کانفرنس کی بعد ازاں میری ان سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔این اے اکسٹھ کے علاقے پچنند سے تعلق رکھنے والے ملک آفتاب احمد اعوان کی باتیں حقیقت پر مبنی ہیں جنہیں کوئی بھی نہیں جھٹلا سکتا۔یہ مسلم لیگی کارکن کا اپنی ہی جماعت کے خلاف ایک واضح حقائق نامہ ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میاں برادران کو مخلص رہنماؤں اور کارکنوں کے ساتھ کی جانیوالی زیادتیوں کی سزا مل رہی ہے کہ آج ان کا اقتدار ڈانواں ڈول ہو رہا ہے اور ایک مرتبہ پھر 1999ء والی صورتحال پیدا ہو چکی ہے۔میاں برادران کی جمہوریت ان کے اپنے خاندان

تک محدود ہے یہی وجہ ہے کہ ملک اور میاں برادران کے ساتھ خیر خواہی کرنیوالوں کو کارنر لگا کر چندجی حضوری کرنیوالوں کو نوازا جا رہا ہے۔بڑے تمام عہدے میاں برادران نے اپنے قبضے میں رکھے ہوئے ہیں ، مرکز میں میاں نواز شریف وزیراعظم بنے تو انہوں نے اپنے خاندان کے افراد کو نوازا۔ مشکل دور میں قربانیاں دینے والے رہنماؤں کو کارنر لگا دیا گیا۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ جنہوں نے میاں برادران کی جلاوطنی کے دور میں انتہائی مشکل وقت میں پارٹی کو کندھا دیئے رکھا اور پنجاب میں صوبائی صدر بھی رہے انہیں آتے ہی کارنر لگا دیا گیا اور میاں شہباز شریف خود صوبائی صدر بن گئے۔ مسلم لیگ ن خواتین ونگ کی مشکل وقت کی صدر ذکیہ نواز کو ہٹا کر میاں نواز شریف کی بیٹی مریم نواز کو صدر بنا دیا گیا، یوتھ ونگ کے صدر میاں غلام حسین شاہد کی قربانیوں کو کارنر کرتے ہوئے ان کی جگہ پر عابد شیر علی کو یوتھ ونگ کا صدر بنا دیا گیا۔ تمام اہم وزارتیں اور چیئرمین شپ آج بھی میاں نواز شریف کے اپنے خاندان کے اندر ہیں تین سو کروڑ روپے فنڈز کا حامل یوتھ ڈویلپمنٹ فنڈ کی سربراہ مریم نواز کو بنایا گیا۔ میاں صاحبان کو پارٹی رہنماؤں اور ورکرز اور عوام پر آج بھی اعتماد نہیں ہے اور وہ انتہائی خود پسندی کا شکار ہو چکے ہیں۔ مشرف دور میں نوسال مسلم لیگ ن کا نام لینا گناہ کبیرہ سمجھا جاتا تھا ذوالفقار کھوسہ نے کمال بہادری اور جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف پارٹی کا نام زندہ رکھا بلکہ عمر کے اس حصہ میں اپنا خون پسینہ بہایا۔ جس کے صلہ

میں انہیں گھر بھیجا گیا۔ اگر آج وہ میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف کے ساتھ ہوتے تو شاید ان حالات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ سردار ذوالفقار کھوسہ جیسے لیڈرز اور مخلص ورکرز کی دن رات محنت کی بدولت تیسری مرتبہ ن لیگ کی حکومت بنی، چاہئے تو یہ تھا کہ ہم لوگوں کو خراج تحسین پیش کیا جاتا مگر کھوسہ جیسے لیڈروں اور ہم جیسے مخلص کارکنوں کو عہدوں سے ہٹا دیا گیا۔ ان حالات میں حکومت کیسے چل سکتی ہے کہ جہاں لاقانونیت، مہنگائی، بے روزگاری، لوٹ مار، توانائی بحران اور کرپشن کا بازار گرم ہو جہاں ماڈل ٹاؤن جیسا سانحہ رونما ہو جہاں بجلی غائب اور بل تین گنا زیادہ ہوں۔ جہاں چار حلقے کھولنے کی بجائے عالمی ریکارڈ یافتہ دھرنوں کو گلے لگا لیا جائے، جہاں بے روزگاری، مہنگائی سے تنگ آ کر بچے فروخت کرنا پڑیں جہاں سی این جی کے حصول کے لیے کام کاج چھوڑ کر کئی گھنٹے لائن میں لگ کر انتظار کرنا پڑے جہاں پی آئی اے اور ریلوے ایسے بدترین دور سے گزر رہے ہوں جہاں مشاورت نہ کی جائے تو حالات اسی طرح ہونگے کہ بھاری مینڈیٹ سے بننے والی ہماری تیسری حکومت دو سال نہ گزار سکے گی۔ غیر منصفانہ ترقیاتی فنڈز کی تقسیم بھی ایک اہم مسئلہ ہے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں پچاس ارب روپے کی لاگت سے میٹرو بس چلادی جائے اور باقی ملحقہ اضلاع میں ترقی کے لحاظ سے جبراً دستبردار کر دیا جائے۔ آج ہسپتالوں کی حالت یہ ہے کہ وہاں ادویات اور آکسیجن دستیاب نہیں جس سے آئے روز ہلاکتیں ہو رہی ہیں سکولوں میں بچوں کو پڑھانے کیلئے ٹیچرز میسر نہیں، مہنگائی، بجلی، گیس،

صاف پانی، صحت وغیرہ کے بنیادی مسائل کی طرف توجہ نہیں اور میاں برادران پچاس ارب کی میٹرو بس چلانے میں مصروف ہیں۔ ملک آفتاب اعوان نے حقائق نامہ قوم کے سامنے رکھ دیا ہے جو مسلم لیگ (ن) کے لیے پیغام ہے کہ اگر قربانیاں دینے والوں کو کارنر کیا جاتا رہا تو پھر دھرنے والوں کی گونوار گو کی تحریک میں یہ بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

زلزلہ 2005، جب قیامت بپا ہوئی

گزشتہ آٹھ دس سالوں سے پاکستان آئے روز نت نئی آزمائشوں سے دوچار ہو رہا ہے۔ 2005ء کا تباہ کن زلزلہ، سانحہ لال مسجد، سوات اور مالاکنڈ سے 30 لاکھ لوگوں کی نقل مکانی، سینکڑوں کی تعداد میں خودکش حملے، بم دھماکے اور اس کے ساتھ ہی مختلف اوقات میں آنے والے تباہ کن سیلاب، اور پھر بلوچستان میں زلزلوں پہ زلزلے، پنجاب میں سیلاب، شاید من حیث القوم ہمارے گناہ اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ ہم پر آفات ارضی و سماوی ٹوٹ پڑیں اور بے سکونی ہمارا مقدر بن کر رہ گئی ہے ہمارا سکھ چین اور امن برباد ہو چکا ہے اور ہم مسلسل سانحات کی زد میں ہیں۔ یہ 8 اکتوبر 2005ء کی ایک چمکیلی صبح تھی۔ صبح کے پونے نو بجے تھے اور رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہوا تھا کہ اچانک مظفر آباد، باغ، وادی نیلم، چکوٹھی اور دیگر علاقوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ آنے والے زلزلے نے ہر طرف تباہی مچا دی۔ آزاد جموں و کشمیر اور صوبہ سرحد کی 15 تحصیلیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ ریکٹر سکیل پر زلزلے کی شدت 7.6 تھی اور اس کا مرکز اسلام آباد سے 95 کلومیٹر دور اٹک اور ہزارہ ڈویژن کے درمیان تھا۔ صوبہ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں 7.6 ریکٹر اسکیل کی شدت سے آنے والا زلزلہ پاکستان کی تاریخ کا بدترین اور 2005ء میں دنیا کا چوتھا

بڑا زلزلہ تھا۔جب کہ اس سے قبل دسمبر 2004ء میں 9.0 ریکٹر اسکیل کی شدت سے انڈونیشیا کے زیر سمندر زلزلے کے باعث اٹھنے والی سونامی کی لہر کے نتیجے میں لاکھوں ہلاکتیں ہوئی تھیں۔ جب کہ ایران کے شہر بام میں 2003ء میں زلزلے سے 30 ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو گئے تھے۔اس کی شدت 6.7 تھی۔ جنوری 2001 میں بھارتی صوبے گجرات میں 20 ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ جون 1990ء میں شمال مغربی ایران میں زلزلے کے نتیجے میں 40 ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوئے تھے۔ جبکہ جولائی ء میں چین میں آنے والے زلزلے سے ڈھائی لاکھ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔اس 1976 سے قبل مئی 1970 میں پیرو کے شہر ماونٹ ہواسکاران میں زلزلے اور مٹی کے تودے گرنے سے 70 ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے تھے۔اسی طرح دسمبر 1939ء میں ترکی کے شہر ایرزنکن میں تقریبا 40 ہزار ہلاکتیں ہوئیں۔ جبکہ 1935 میں کوئٹہ میں آنے والے زلزلے سے 50 ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔1927ء میں چین میں زلزلے کی تباہی سے 80 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ چین ہی میں 1927 میں ایک اور زلزلے میں دو لاکھ افراد ہلاک ہو گئے۔1923ء میں جاپان کے شہر اوکلا ہوما میں زلزلے نے ایک لاکھ 40 ہزار افراد کو موت کی نیند سلا دیا۔ جب کہ چین ہی میں میں آنے والے ایک زلزلے سے 2 لاکھ 35 ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔1920 میں اٹلی میں ایک زلزلہ آیا جس نے 83 ہزار افراد کو ہلاک کر دیا۔زلزلہ 1908 تمام ادوار میں ہونے والے زلزلوں میں المیے کے لحاظ سے چودھواں بڑا 2005 زلزلہ تصور کیا جاتا ہے۔ صرف پاکستان میں 3.3 ملین لوگ بے

گھر ہوئے۔ پہاڑی علاقے میں آنے والے زلزلے بڑے پیمانے پر لینڈ سلائیڈنگ کی جس کی وجہ سے مواصلات کا نظام مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ اقوام متحدہ کے مطابق 8 ملین سے زیادہ آبادی اس المیے سے متاثر ہوئی۔ ایک اندازے کے مطابق 5 ارب ڈالر کی مالیت کا نقصان ہوا، جو تقریبا 400 ارب پاکستانی روپے بنتے ہیں۔ شدید زلزلے کے نتیجے میں سب سے زیادہ ہلاکتیں آزاد کشمیر اور پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا میں ہوئیں، جہاں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کل ہلاکتیں 74,698 تھیں۔ یہ ہلاکتیں میں ہونے والے کوئٹہ میں زلزلے سے کہیں زیادہ تھیں۔ عالمی امدادی 1935 اداروں کے مطابق اس زلزلے میں کل 86,000 لوگ جاں بحق ہوئے لیکن اس کی تصدیق پاکستانی حکومت نے نہیں کی۔ جماعۃالدعوۃ پاکستان کی طرف سے 8اکتوبر 2005 ء کو کشمیر و خیبر پختونخواہ میں آنے والے ہولناک زلزلہ کے دوران امدادی سرگرمیوں پر ایک ارب بیالیس کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ زلزلہ متاثرین کو 4348 شیلٹر ہوم، فائبر ہاؤس تعمیر کرکے دیے گئے اسی طرح 350 مساجد اور 215 سکول تعمیر کئے 1853 گئے جن میں 7506 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ زلزلہ کے چند منٹ بعد ہی ریسکیو آپریشن شروع کرنے پر جماعۃالدعوۃ کی امدادی سرگرمیوں کو پوری دنیا میں سراہا گیا۔ جماعۃالدعوۃ کے رضاکار خچروں اور ربڑ بوٹس کے ذریعہ دریائے نیلم کراس کرکے دور دراز پہاڑی علاقوں میں پہنچ کر متاثرین کو خوراک اور دیگر امدادی اشیاء پہنچاتے رہے۔ زلزلہ متاثرین کے لئے 20 خیمہ بستیاں بھی قائم کی گئیں۔ 1541 خیمے لگائے گئے جن میں

خاندان رہائش پذیر رہے۔ یہ خیمہ بستیاں 9 مختلف گاؤں میں لگائی گئی تھیں۔1523
عالمی میڈیا کی جانب سے جماعۃالدعوۃ کی امدادی سرگرمیوں کی خصوصی کوریج کی جاتی
رہی۔ اقوام متحدہ، ڈبلیو ایچ او، آئی سی آر سی، یو ایس ایڈ اور دیگر اداروں کی طرف
سے جماعۃالدعوۃ کو خصوصی تعریفی اسناد جاری کی گئیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن
جماعۃالدعوۃ نے آزاد کشمیر و خیبر پختونخواہ کے زلزلہ متاثرہ علاقوں میں 3 لاکھ 43 ہزار
افراد میں خشک راشن کے پیک تقسیم کئے جن میں آٹا، چاول، چینی، گھی
دالیں، پتی، صابن و دیگر اشیائے خورونوش شامل ہیں۔ زلزلہ متاثرین میں روزانہ کی،
بنیاد پر 15 ہزار افراد میں پکا پکایا کھانا تقسیم کیا جاتا رہا۔51 ہزار 4 سو نواسی افراد میں
خیمے و ترپال تقسیم کئے گئے جبکہ ایک لاکھ 35 ہزار 6 سو انتیس افراد میں بستر و کمبل تقسیم
کئے گئے اور 59 ہزار 8 سو اکیانوے افراد میں گھروں کی تعمیر کے لئے جستی چادریں بھی
تقسیم کی گئیں۔ زلزلہ کے دوران سب سے پہلے جماعۃالدعوۃ کی طرف سے ریسکیو و
ریلیف آپریشن شروع کیا گیا۔ جماعۃالدعوۃ نے زلزلہ متاثرہ علاقوں میں پہاڑی علاقوں
میں رہائش پذیر متاثرین کی امداد و سامان کی منتقلی کے لئے خچر سروس شروع کی۔23
مختلف گاؤں تک 245 خچروں کے ذریعہ 24.5 ٹن سامان محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا۔
زلزلہ متاثرین کے سامان و مریضوں کی منتقلی کے لئے چیئر لفٹ و بوٹ سروس بھی
شروع کی گئی۔ ایک چیئر لفٹ روزانہ سات چکر لگا کر بیسیوں مریضوں و متاثرین کو منتقل
کرتی رہی۔ کشتیوں کے ذریعہ روزانہ

ایک ٹن سامان منتقل کیا جاتا تھا جبکہ ان کشتیوں کے ذریعہ سینکڑوں مریضوں کو منتقل کیا گیا۔ کشتیاں روزانہ 250 چکر لگاتی تھیں۔ الدعوۃ قربانی پروگرام کے تحت زلزلہ متاثرہ علاقوں میں ایک لاکھ نوے ہزار خاندانوں میں قربانی کا گوشت تقسیم کیا گیا۔ جماعۃ الدعوۃ کے زلزلہ متاثرہ علاقوں میں قائم کئے گئے اسکولوں میں اس وقت سٹاف کی تعداد ہے۔ واٹر سپلائی پروجیکٹ کے تحت 14 مختلف مقامات پر پانی کا انتظامات کیا گیا۔ 1665 لاکھ 66 ہزار ایک سو پینتالیس مریضوں کا علاج کیا گیا، 891 مریضوں کی میجر سرجری، 3 ہزار 557 کی مائنر سرجری کی گئی۔ 5834 مریضوں کے ایکسرے کئے گئے۔ مختلف 16 علاقوں میں ڈاکٹروں و پیرامیڈیکل اسٹاف پر مشتمل 106 ٹیمیں متاثرین کا علاج معالجہ کرتی رہیں۔ 43 ہزار 2 سو چالیس مریضوں کو ویکسی نیشن کی گئی۔ جماعۃ الدعوۃ نے ریسکیو آپریشن کے دوران سینکڑوں افراد کو زندہ نکالا جبکہ ملبے تلے دبے 452 افراد کی لاشیں نکالی گئیں جن میں سے 438 لاشوں کے کفن دفن کا انتظام بھی کیا گیا۔ جماعۃ الدعوۃ نے زلزلہ متاثرین کے لئے 20 خیمہ بستیاں بھی قائم کی تھیں۔ 1541 خیمے لگائے تھے جن میں 1523 خاندان رہائش پذیر تھے۔ یہ خیمہ بستیاں 9 مختلف گاؤں میں لگائی گئی تھیں۔ پاکستان بھر سے انفرادی طور پر بے شمار لوگ جذبہ حب الوطنی کے تحت زلزلہ متاثرہ علاقوں میں جاکر رات دن کام کر رہے ہیں اس قدرتی آفت کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کے لئے پاکستان کے کونے کونے سے جس طرح اتحاد اور یکجہتی کی ایک آواز سنائی دی، اس سے ایک بار پھر یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ہم ایک زندہ قوم

ہیں۔ کشمیر اور سرحد میں 8 اکتوبر کے تباہ کن زلزلے کے بعد پاکستانی قوم دنیا پر یہ ثابت کر چکی ہے کہ وہ کڑی سے کڑی آزمائش سے سرخروئی کے ساتھ نبرد آزما ہو سکتی ہے۔

امریکی شہہ پر بھارتی دراندازی اور قومی سلامتی کمیٹی کا اجلاس

بھارت کی جانب سے کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر فائرنگ اور گولہ باری کے نتیجے میں خاتون سمیت مزید 3 افراد شہید ہو گئے۔ 5 روز میں شہدا کی تعداد 15 ہو گئی۔ خواتین اور بچوں سمیت متعدد افراد زخمی بھی ہوئے ہیں۔ کشیدہ صورتحال کے باعث 120 سرحدی تعلیمی ادارے غیر معینہ مدت کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں۔ایک طرف امن کا راگ دوسری طرف توپوں سے برستی آگ ، جنگی جنون نے بھارت کا مکروہ چہرہ پھر بے نقاب کر دیا ، ٹوٹے مکان ، خوفزدہ مکین ہر طرف موت کے سائے اور گھربار چھوڑنے پر مجبور لوگ بھارتی جارحیت کی منہ بولتی تصویر بن چکے ہیں۔ کب سرحد پار سے آنیوالا گولہ کس کو ابدی نیند سلا دے ، کوئی نہیں جانتا۔ ہٹ دھرم بھارت نے بجوات ، چیراڑ ، ہرپال ، سجیت گڑھ ، چاروا اور باجرہ گڑھی سیکٹرز میں نہتے لوگوں کو نشانہ بنایا۔ ہرپال سیکٹر کے گاؤں میں بیس سالہ اعظم اور رخسانہ دم توڑ گئے۔ ظفروال سیکٹر میں ایک خاتون بھارتی گولوں کا نشانہ بن گئی۔ چناب رینجرز نے جارحیت کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے دشمن کی توپیں خاموش کرا دیں۔ لوگ جانیں بچانے کیلئے محفوظ مقامات پر منتقل ہو رہے ہیں۔ متاثرین کیلئے تین کیمپ بھی قائم کئے گئے ہیں جہاں انہیں تمام سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ڈی جی

رینجرز خان طاہر جاوید خان کہتے ہیں کہ بھارت ورکنگ باؤنڈری پر جنگ بندی معاہدے کی خلاف ورزی نہیں بلکہ منی وار کر رہا ہے، بھارتی جارحیت کی کوئی عسکری وجہ نظر نہیں آتی، ان کا کہنا ہے شاید اس کے پیچھے بھارت کی اپنی سیاسی وجوہات ہوں۔شاید اس جارحیت کے پیچھے بھارت کی اپنی سیاسی وجوہات ہوں۔ 2010 ء سے ء کے درمیان بھارت کی طرف سے 3 لاکھ 48 ہزار 461 گولیاں فائر کی 2014 گئیں۔ اس دوران 31 ہزار 868 مارٹر گولے فائر کئے گئے۔ اتنی زیادہ تعداد میں تو جنگ کے دوران بھی مارٹر فائر نہیں کیے جاتے۔ ڈی جی رینجرز نے بھارتی حکام کی جانب سے پاکستان پر دراندازی کے الزامات کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ بھارت میں دراندازی کا کوئی امکان نہیں۔ دراندازی صرف اسی صورت ممکن ہے جب بی ایس ایف اہلکار رشوت لے کر سرحد پر گیٹ کھولیں۔ ان کا کہنا تھا ورکنگ باؤنڈری پر فائرنگ کو بنیاد بنا کر بھارت اسے بین الاقوامی سرحد ڈکلیئر کرانا چاہتا ہے۔ 2010 ء سے 2013 ء تک بھارتی علاقے میں ایک بھی سویلین زخمی یا ہلاک نہیں ہوا۔ بھارتی دراندازی کے بعد قومی سلامتی کے ہونے والے اجلاس میں وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ پاکستان کی امن کی خواہش کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ پاک فوج کے افسر اور جوان بہادری سے لڑ رہے ہیں۔ اعلیٰ عسکری قیادت نے اجلاس کے دوران لائن آف کنٹرول کی صورتحال پر .بریفنگ دی۔ بریفنگ کے دوران بتایا گیا کہ 2014 کے دوران بھارت نے 230 مرتبہ سیز فائر معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ بھارت کی جانب سے بلااشتعال فائرنگ سے 10 سے زائد

شہری شہید ہوئے۔ پاکستان نے لائن آف کنٹرول پر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا اور ایل او سی کا معاملہ اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کے وفد کے سامنے اٹھایا۔ اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین گروپ نے تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ پاکستانی سیکورٹی فورسز اپنے دفاع میں جوابی کارروائی کر رہی ہیں۔ قومی سلامتی کمیٹی کے اجلاس کے بعد وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر ہونے والے واقعات کسی بڑی کارروائی کا پیش خیمہ لگ رہے ہیں ، حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر بھارت کی جانب سے کسی قسم کی دراندازی کی گئی تو اس کا جواب بھرپور طاقت سے دیا جائے گا،امن پر سب متفق ہیں لیکن کسی کی تھانیداری اور اجارہ داری قبول نہیں کرینگے، بھارت نے سیالکوٹ سیکٹر میں بھاری ہتھیاروں کا استعمال کیا، سرحد پر مہم جوئی کا بھرپور جواب دیا جائے گا، کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر چڑھ دوڑ نہیں سکتا، کسی قسم کا غیر ملکی تسلط قبول نہیں کرینگے، کوئی غلط فہمی میں نہ رہے کہ پاکستان کو دبا لے گا، سیکریٹری خارجہ مذاکرات کی منسوخی سے امن کوششوں کو دھچکا لگا۔ بھارتی جارحیت کے خلاف جماعۃ الدعوۃ نے بھی جمعہ کو ملک گیر یوم احتجاج کا اعلان کیا تھا، لاہور، کراچی، ملتان، اسلام آباد، کوئٹہ، پشاور سمیت تمام چھوٹے بڑے شہروں میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں، لاہور میں چوبرجی چوک میں ہونے والے احتجاجی مظاہرے سے امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید نے خطاب میں کہا کہ بھارتی دراندازی کے خلاف

قومی سلامتی کا اجلاس کافی نہیں ، وزیراعظم تمام جماعتوں کی اے پی سی بلائیں۔حکومت، فوج اور عوام سیسہ پلائی دیوار بن کر پاکستان کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیں۔ہم ملک کے کونے کونے میں بھارتی جارحیت کے خلاف تحریک چلائیں گے، سیاسی و مذہبی جماعتوں کو متحد کریں گے۔پاکستان ایٹمی ملک ہے۔پاکستانی قوم بھی انڈیا کے لئے ایٹمی ہے، سیاسی جماعتوں سے گزارش ہے کہ متحد ہو کر ملک کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیں۔ عید پر انڈیا کی طرف سے ورکنگ باؤڈری پر فائرنگ انتہائی متعصب قوم پرستی کا مظاہرہ ہے۔بھارت ہماری عید کی خوشیوں کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔مشرق میں بھارتی گولہ باری سے لاشیں گر رہی تھیں سیالکوٹ، نارووال و دیگر علاقوں میں عید کے تین دن ہی یہ سلسلہ جاری رہا تو دوسری، طرف انہی دنوں میں امریکہ کی ظرف سے ڈرون حملے بھی کئے جاتے رہے۔ مودی اور اوباما کے مابین ہونے والی ملاقات میں جو کچھ طے ہوا تھا یہ اسکا نتیجہ ہے۔دونوں اطراف سے فائرنگ اور ڈرون حملوں سے امریکی و بھارتی ملی بھگت کھل کر ظاہر ہو گئی۔انڈیا کی فوج کو افغانستان میں امریکی فوج کی جگہ متعین کیا جا رہا ہے اور اور اسے اس خطہ کا تھانیدار بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں جو بہت بڑا خطرہ ہے۔بھارت کو امریکہ نے شہ دی اور حالیہ دنوں میں کنٹرول لائن پر فائرنگ و گولہ باری اسی فائرنگ کا حصہ ہے۔ یہ اختلاف کا وقت نہیں بھارت نے نارووال، سیالکوٹ کنٹرول لائن پر فائرنگ کرکے باقاعدہ پاکستان کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔امریکہ کہتا ہے کہ

اسے تشویش ہے تو پھر انڈیا کو فائرنگ اور پاکستان کو مذاکرات ،مذاکرات کا سبق کیوں پڑھایا جاتا ہے؟امریکہ اسلام دشمنی میں اندھا ہو کر پاکستان سے اپنی شکست کا انتقام لینے کے لئے انڈیا کو رول دینا چاہتا ہے۔بھارت نے ہمیشہ سے ہی پاکستان دشمنی کا ثبوت دیا لیکن پاکستان دشمنی کی بنیاد پر ہونے والے بھارتی الیکشن میں مودی کی حکومت آنے کے بعد سے نہ صرف انڈیا کے مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ بڑھ گیا ہے وہیں مقبوضہ کشمیر میں بھی بھارتی فوج کے مظالم میں اضافہ ہو گیا ہے۔مقبوضہ کشمیر کو بھارت نے سیلاب میں بھی ڈبویا۔ماضی میں ایسا سیلاب کہیں بھی نہیں آیا حالانکہ ہر سال برف پگھلتی ہے۔اس بار مودی کی ٹریننگ کے تحت کشمیر میں پانی چھوڑا گیا تا کہ کشمیریوں کی فصلیں زراعت، گھر، کاروبار تباہ ہو اور وہ ایک عرصے تک اپنے کاموں میں لگے رہیں اور، آزادی کی تحریک کو دبا دیا جائے۔انڈیا نے پاکستان میں بھی بارہ بارہ لاکھ کیوسک کے پانی کے بڑے ریلے چھوڑے۔یہاں بھی فصلیں تباہ ہوئیں اور شدید نقصان ہوا اب عید کے دنوں میں باقاعدہ گولہ باری شروع کر دی گئی اور بھارتی آرمی وایئر چیف نے بیان دیا کہ ہم پاکستان کو سبق سکھائیں گے۔انڈیا سمجھتا ہے کہ پاکستان پر جارحیت کر کے بھوٹان و نیپال کی طرح پاکستان کو وہ اپنا دست نگر بنا لے گا لیکن یہ اسکی بھول ہے۔ مودی کے ناپاک عزائم کو کبھی پورا نہیں ہونا دیا جائے گا۔سیاسی جماعتوں کی طرف سے کنٹرول لائن پر فائرنگ کے حوالے سے مضبوط رد عمل کا اظہار خوش آئند ہے۔ہمیں اپنے

دفاع کو مضبوط بنانا ہے پاکستانی فوج کے پیچھے پوری قوم کا سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہونا بہت ضروری ہے۔ ہم کسی مایوسی کا شکار نہیں چاہیے۔ پاکستان اللہ کے فضل و کرم سے ایٹمی صلاحیت رکھتا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف نے جس طرح جنرل اسمبلی میں مسئلہ کشمیر اُٹھایا اسی طرح بھارتی جارحیت کے خلاف بھی دوٹوک انداز میں اپنے موقف کا اظہار کرنا چاہیے۔ ان حالات میں اُن کی خاموشی انتہائی تکلیف دہ ہے۔ انہیں قوم کے جذبات کی ترجمانی کرنی چاہیے تاکہ یہ تاثر ختم ہو کہ ہم انڈیا سے یک طرفہ دوستی رکھنا چاہتے ہیں۔

مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاکستان کا اقوام متحدہ کو خط خوش آئند

بھارتی فورسز کی سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری لائن اور پسرور کے سرحدی دیہات پر بلااشتعال فائرنگ وگولہ باری کا سلسلہ بارہویں روز بھی جاری رہا جس سے 35 افراد زخمی اور 20 مکان تباہ ہوگئے اور پاکستانی دیہات میں خوف وہراس پایا جاتا ہے۔ بھارتی سکیورٹی فورسز نے ہرپال، چاروا اور سجیت گڑھ سیکٹروں پر جدید ہتھیاروں سے بلااشتعال فائرنگ اور گولہ باری کی۔ بھارتی مارٹر گولے ہرپال، ڈھوڈا، روڑ کی اعواناں، باجڑہ گڑھی اور دیگر دیہاتوں میں گرے جس سے مکانات کو نقصان ہوا۔ بھارتی سکیورٹی فورسز نے پاکستان چناب رینجرز کی پوسٹوں کو بھی نشانہ بنایا تاہم پاکستان چناب رینجرز نے بھارتی فائرنگ وگولہ باری کا منہ توڑ جواب دیا۔ بھارتی سکیورٹی فورسز نے سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری لائن پر یکم اکتوبر سے فائرنگ وگولہ باری کا سلسلہ شروع کیا تھا اور بارہ روز کے دوران بھارتی فورسز اب تک 56 بار سیز فائر کی خلاف ورزی کرچکی ہے اور اس گولہ باری وفائرنگ کی وجہ سے 15 پاکستانی شہری جاں بحق اور ایک سو سے زائد زخمی ہوچکے ہیں جبکہ 80 سے زائد دیہات مکمل طور پر خالی ہوچکے ہیں اور مکین محفوظ مقامات پر منتقل ہوچکے ہیں جن کیلئے انتظامیہ نے راجہ ہرپال، بہلور اور سبز پیر کے مقامات پر تین کیمپ بھی لگائے ہیں۔ پاکستان نے کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر

بھارت کی بلااشتعال جارحیت اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ کشمیر حل کرنے کا معاملہ اقوام متحدہ کے سامنے اٹھایا ہے۔ وزیراعظم کے مشیر برائے قومی سلامتی و خارجہ امور سرتاج عزیز نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون کے نام تفصیلی خط میں ان مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے اقوام متحدہ پر زور دیا ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرے۔ اقوام متحدہ سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ کشمیر حل کرائے۔ طویل مدت کے بعد پاکستان نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے اقوام متحدہ پر زور دیا ہے اور ان قراردادوں کی اہمیت اجاگر کی ہے۔ دفتر خارجہ کے مطابق اپنے خط میں سرتاج عزیز نے بانکی مون کو لکھا ہے کہ لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری پر بھارت کی طرف سے جنگ بندی معاہدہ کی سوچی سمجھی خلاف ورزی کے باعث سلامتی کی مخدوش صورتحال کی جانب وہ فوری طور پر ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق جموں و کشمیر میں استصواب رائے کے ذریعہ وہاں کے عوام کی امنگوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کا حل تلاش کیا جانا تھا۔ ان قراردادوں پر ابھی تک عمل نہیں ہوا لیکن یہ قراردادیں اب بھی جائز اور مؤثر ہیں۔ پاکستان اقوام متحدہ اور عالمی برادری کو تواتر کے ساتھ ان قراردادوں پر عملدرآمد کی یاددہانی کراتا رہا ہے تاکہ خطہ میں پائیدار امن قائم ہوسکے۔ بدقسمتی سے بھارت نے پاکستان کے ساتھ روابط کے اعلانات کے برعکس الٹ پالیسی اختیار

کی۔ دونوں ملکوں کے خارجہ سیکرٹریوں کے ساتھ طے شدہ ملاقات بلاجواز منسوخ کر دی۔ 26 ستمبر کو وزیراعظم محمد نواز شریف نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے اپنے خطاب میں مسئلہ کشمیر کے حل کی ضرورت پر زور دیا۔ یہ عالمی برادری کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مسئلے کو بنیادی فریق کشمیریوں کی خواہشات کے مطابق حل کرے۔ وزیراعظم نے اپنے خطاب میں پڑوسیوں کے ساتھ مسائل مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کے اپنے عزم کا اعادہ کیا۔ وزیراعظم نے گزشتہ ماہ بان کی مون کے ساتھ اپنی ملاقات میں بھی جموں وکشمیر کے مسئلے کے حل کیلئے سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عملدرآمد پر زور دیا جبکہ اس کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے درمیان بڑے مسائل کے حل کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ اب بھارت ورکنگ باؤنڈری اور لائن آف کنٹرول پر صورتحال کو کشیدہ کررہا ہے۔ بھارت کی جانب سے مسلسل گولہ باری اور فائرنگ سے پاکستانی علاقے میں بڑی تعداد میں سول آبادی اس کا نشانہ بنی ہے اور جاں بحق ہوئے ہیں۔ اب تک لائن آف کنٹرول پر بیس جبکہ ورکنگ باؤنڈری پر بائیس مرتبہ سیز فائر کی خلاف ورزی کی گئی جس سے بارہ شہری جاں بحق، باون شہری اور نو فوجی زخمی ہوئے۔ جون سے اگست 2014ء تک لائن آف کنٹرول پر 99 اور ورکنگ باؤنڈری پر 32 دفعہ جنگ بندی کی خلاف ورزی کی گئی۔ 2014ء کے دوران اب تک لائن آف کنٹرول پر ایک سو چوہتر اور ورکنگ باؤنڈری پر 60 بار سیز فائر کی خلاف ورزی کی گئی۔ پاکستان اپنے دفاع کے حق کے تحت اس اشتعال انگیزی کا جواب دے رہا ہے تاہم وہ صبر اور ذمہ داری کا

مظاہرہ کر رہا ہے۔ صورتحال کو کنٹرول سے باہر ہونے سے روکنے کیلئے توقع ہے کہ بھارت بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کریگا۔ پاکستان 9 اکتوبر کو لائن آف کنٹرول پر پاکستان اور بھارت کی حالیہ کشیدگی کے حوالے سے آپکے بیان کو سراہتا ہے جس میں دونوں اطراف سے شہریوں کی نقل مکانی اور جانی نقصان کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ نے پاکستان اور بھارت کی حکومتوں کو تمام اختلافات مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کیلئے کہا ہے۔ آپکا یہ بیان بروقت اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے، جموں وکشمیر کی صورتحال پر اقوام متحدہ کی یہی ذمہ داری بنتی ہے۔ اقوام متحدہ کے ملٹری آبزرور گروپ برائے پاکستان و بھارت سیز فائر کی نگرانی کیلئے مسلسل کوشاں ہے تاہم بدقسمتی سے انکے نمائندوں کو لائن آف کنٹرول کے علاقوں میں نہیں جانے دیا جا رہا تاکہ وہ بھارت کی جانب سے سیز فائر کی حالیہ خلاف ورزی کو بے نقاب نہ کر سکیں۔ پاکستان بھارت کے ساتھ تمام تنازعات پرامن طریقے سے حل کرنے کیلئے پرعزم ہے جن میں مسئلہ کشمیر سرفہرست ہے۔ یہ خطے اور پاکستان اور بھارت کے بہترین مفاد میں ہے۔ پاکستان یقین رکھتا ہے کہ اقوام متحدہ اس ضمن میں بہترین کردار ادا کر سکتا ہے اور ہم نے ہمیشہ اقوام متحدہ کے کسی ایسے ہی کردار کا خیر مقدم کیا ہے۔ اس خط کو سرکاری دستاویز کے طور پر سیکورٹی کونسل میں تقسیم کیا جائے۔ خط میں اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے اقوامِ متحدہ میں قرارداد لانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحدی کشیدگی ختم

کرنے میں کردار ادا کریں۔ گزشتہ دس روز سے لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باونڈری پر جنگ بندی معاہدے کی خلاف ورزیاں تاحال جاری ہیں۔ ان واقعات پر پاکستانی دفتر خارجہ نے سفارتی سطح پر بھارتی حکومت سے احتجاج کیا۔ پاکستان نے اس مطالبے کو دہرایا کہ کشمیریوں کو استصواب رائے کا حق دیا جائے۔ پاکستانی کی طرف سے اقوام متحدہ کو مسلہ کشمیر کے حل کے لئے خط پاکستانی قوم کے جذبات کی ترجمانی ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور اس کو ہندو کے قبضے سے چھڑانا ضروری ہے۔ حکومت اس خط کے بعد بھارتی دہشت گردی کو عالمی دنیا کے سامنے بے نقاب کرے۔

اہلیان خوشحال گڑھ حکومتی خوشحالی کے منتظر

مسلم لیگ (ن) کی موجودہ حکومت کو ڈیڑھ برس کا عرصہ ہونے کو ہے،اس سے قبل بھی پنجاب میں ''ن'' لیگ کی ہی حکومت تھی،وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے پنجاب میں ترقیاتی کام کروانے اور عوام کو ریلیف دینے کی تو ٹھان رکھی ہے لیکن انکے مشیر شاید ان تک صحیح رپورٹ ،یا اپنی کارکردگی نہیں پہنچاتے کیونکہ لاہور میں تو ترقیاتی کام سب نظر آ رہے ہیں،میٹرو بس کا منصوبہ میاں شہباز شریف نے 'مخالفین'' کی تنقید کے باوجود بروقت مکمل کروایا جس سے لاہوریئے مستفید ہو رہے ہیں،ڈینگی کے خلاف بھی انہوں نے بھرپور قسم کی ہنگامی مہم چلائی حتیٰ کی اتوار کو بھی سرکاری ملازمین کو دفاتر میں ہی رہنا پڑتا،اگر لاہور سے باہر نکلا جائے تو دیگر شہروں میں بھی بلا شبہ ترقیاتی کام ہوئے،اب میاں نواز شریف صاحب وزیر اعظم ہیں،مرکز اور پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے،عوام کو بہتر ریلیف ملنا چاہئے،اگرچہ کچھ مسائل ایسے ہیں جو اس حکومت کو ورثے میں ملے ہیں،مہنگائی،دہشت گردی،لوڈشیڈنگ ،ان کو حل کرنے کے لئے بھی حکومت اخلاص کے ساتھ کام کر رہی ہے،مسلم لیگ (ن) نے اقتدار سنبھالتے ہی معیشت کی بہتری کے لیئے ٹھوس اقدامات کیئے۔پنجاب حکومت کے فلاحی پروگراموں ترقیاتی سکیموں سے لاکھوں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔حکومت کی ٹھوس معاشی پالیسیوں سے بیروزگاری

غربت کے اندھیرے دور ہوں گے۔ مسلم لیگ (ن) کے دور اقتدار میں عوام، اور بالخصوص نوجوان اپنی صلاحیتوں کے اظہار میں پوری طرح آزاد ہیں۔ خادم پنجاب میاں شہباز شریف عوام کو ریلیف کی فراہمی کے معاملے میں کسی قسم کی غفلت برداشت نہیں کرتے۔ دوسرے صوبوں کے مقابلے میں پنجاب میں امن وامان کی بہترین صورتحال اور توانائی بحران پر قابو کا کریڈٹ خادم پنجاب میاں شہباز شریف کو جاتا ہے۔ لاہور تو پچھلے پانچ سالوں میں بدل چکا مگر ضلع چکوال کے بارڈر پر تحصیل لاوہ کے گاؤں خوشحال گڑھ'' کی حالت نہ بدل سکی، عوامی نمائندے انتخابات کے موسم میں جنازوں'' اور فاتحہ خوانی کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی مرے اور ہم وہاں پہنچیں مگر اقتدار ملنے کے بعد ایسے غائب ہوتے ہیں جیسے ''گدھے'' کے سر سے سینگ، ماضی میں ہونے والے انتخابات میں ن لیگ یہاں سے جیت جاتی تھی ایک بڑا دھڑا سردار منصور حیات ثمن کے ساتھ بھی تھا، سابق ضلع ناظم سردار غلام عباس بھی اس علاقے سے ماضی میں نہیں ہارے، یونین ناظمین کوٹگلہ ملک اسد اور عظمت ملک بھی یہاں سے جیتے مگر کہتے ہیں کہ ''خوشحال گڑھ'' خدا سے چھپا ہوا ہے 'نعوذ باللہ'' کے مصداق عوامی نمائندوں کی نظروں سے یہ علاقہ اوجھل ہو جاتا ہے جس کی آبادی 10 ہزار کے لگ بھگ ہے اور 2008 کے انتخابات میں رجسٹرڈ ووٹرز کی تعداد 14 سو کے لگ بھگ تھی اور 2013 کے الیکشن میں 2 ہزار کے قریب تھے اور مئی 2013 کے الیکشن میں یہاں کے مکینوں نے مشترکہ طور پر مسلم لیگ (ن) کے امیدواروں کو ووٹ دیئے اور مسلم لیگ (ن) کے دونوں

امیدوار یہاں سے جیتے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں آج بھی ''بجلی'' نام کی کوئی چیز سرے سے ہے ہی نہیں یہاں کے مکین آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی ''لالٹین'' پر گزارہ کر رہے ہیں، خوشحال گڑھ کے ساتھ مسلسل زیادتیاں کی جا رہی ہیں خوشحال گڑھ پہلے ضلع اٹک تحصیل جنڈ میں شامل تھا،جب ضلع چکوال بنا تو اس علاقے کو اٹک کے ساتھ ہی رکھا گیا مقامی عمائدین نے بڑی جدوجہد کے بعد اس علاقے کو ضلع چکوال میں شامل کروایا اور یوں یہ تحصیل تلہ گنگ میں آ گیا اب جمہوری حکومت نے اس علاقے کو تحصیل لاوہ کے ساتھ ملا دیا، جس پر عوامی حلقوں نے شدید احتجاج کیا کہ خوشحال گڑھ کو تلہ گنگ کے ساتھ ہی رہنے دیا جائے ، کیونکہ تلہ گنگ ہمیں نزدیک ہے لاوہ تحصیل میں خوشحال گڑھ کی شمولیت ہمیں کسی صورت منظور نہیں اور یہ خوشحال گڑھ کی عوام کا واحد متفقہ فیصلہ ہے جس پر کسی کو کوئی اختلاف نہیں، ماضی میں تمام عوامی نمائندوں نے اس علاقے کے لئے کوئی کام نہیں کیا 2008 کے انتخابات میں سردار فیض ٹمن کو ووٹ دیئے تو انہوں نے ڈھوک شمار تک بجلی دی جس کے بعد وہ مستعفی ہو گئے اور یہ سلسلہ وہیں رک گیا آگے نہ بڑھ سکا،اس سے قبل سردار منصور حیات ٹمن، سردار ممتاز ٹمن، سمیت تمام سابق اراکین قومی و صوبائی اسمبلی، ضلع و تحصیل ناظمین ، یونین کونسل کوٹگلہ کے ناظمین و نائب ناظمین نے خوشحال گڑھ کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا ،جب خوشحال گڑھ ضلع اٹک میں شامل تھا تب یہاں ایک سرکاری ڈسپنسری بنائی گئی جس میں عملہ تعینات کیا گیا مگر چکوال میں یہ علاقہ آتے ہی ڈسپنسری کی طرف

کوئی توجہ نہ دی گئی ایک بنگلے کی طرز پر بنائی گئی ڈسپنسری کی حالت ''بھوت بنگلہ'' بن چکی ہے جہاں ایک اکیلا ڈاکٹر ڈیوٹی کر رہا ہے، گزشتہ حکومتوں نے یہاں صحت کے حوالہ سے عوام کو کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں دی اگر کوئی ایمرجنسی ہو جائے تو مریض کو تلہ گنگ لے کر جانا پڑتا ہے مگر سڑکیں پختہ نہ ہونے کی وجہ سے مریض راستے میں ہی دم توڑ جاتا ہے، خوشحال گڑھ سے تلہ گنگ براستہ ملتان خورد کا سفر کا دورانیہ کم ہے مگر ملتان خورد تک کچی سڑک ہے اور جب بارشیں ہوتی ہیں تو یہ راستے بند ہو جاتے ہیں پیپلز پارٹی کی حکومت نے مرکز میں پانچ سال پورے کئے اراکین اسمبلی نے اپنے، اثاثے دگنے کر لئے مگر یہاں کی عوام کو صحت کے بعد تعلیم کے حوالہ سے بھی کوئی سہولت نہیں دی گئی گرلز سکول کی بلڈنگ مکمل طور پر محکمے کی بے حسی سے تباہ ہو چکی ہے بوائز سکول میں ہی طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور بوائز سکول کی حالت یہ ہے محکمے، نے فرنیچر تک مہیا نہیں کیا سخت سردی و گرمی اور بارش کے موسم میں بھی طلباء طالبات زمین پر بیٹھ کر ہی زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں اور اگر سکول میں کوئی افسر یا مہمان آ جائے تو گاؤں کے گھروں سے فرنیچر منگوایا جاتا ہے تاکہ کم از کم ''عزت'' تو رہ جائے۔ عوامی حلقوں نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے سب کو آزمایا ہر امیدوار کو ووٹ دیئے ہر ایک سے امیدیں وابستہ کیں مگر الیکشن کے دنوں میں دورے اور وعدے کرنے والے اگر عملی کام نہیں کروائیں گے تو یہاں کی عوام انتخابات والے دن پولنگ کا رخ نہیں کرے گی

یا پھر کسی ایسے امیدوار کا انتخاب کیا جائے گا جو کم از کم پہلے مسلط نہ ہوا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ زیادتی نہ کی ہو۔ حیران کن طور پر خوشحال گڑھ ضلع چکوال کا ''کرائم فری'' علاقہ ہے چوری، ڈکیتی یہاں کبھی نہیں ہوئی، پر امن لوگ ہیں، منشیات اور اس کے چاہنے والوں کا یہاں نام و نشان نہیں ہے اور یہاں کے رہنے والے علاقہ غیر میں نہیں بلکہ صوبہ پنجاب کے علاقے میں جہاں امن ہی امن ہے اور ہر الیکشن میں عوامی نمائندوں کو ووٹ بھی دیئے جاتے ہیں مگر عوامی نمائندے نمائندگی کا حق ادا نہیں کرتے۔ یہ پنجاب کا وہ علاقہ ہے جہاں گرمی کے موسم میں برف کی ضرورت پڑتی ہے تو یہاں کی عوام کو برف پچاس روپے کلو ملتی ہے اور کم از کم تین کلو لانی پڑتی ہے کیونکہ ایک سے ڈیڑھ کلو برف تو راستے میں ہی ضائع ہو جاتی ہے جبکہ لانے کے لئے پانچ سے چھ کلو میٹر کا سفر طے کرنا پڑتا ہے اور یوں یہ تین کلو برف تین سو روپے میں ملتی ہے۔ خوشحال گڑھ کے لوگوں کے مسائل ہی مسائل ہیں مگر ان کو دور کرنے والا نہیں ہے سوئی گیس یہاں سے پانچ چھ کلومیٹر کے فاصلے سے گزر رہی ہے مگر یہاں کی عوام آج بھی سلنڈر یا پھر لکڑیاں جلانے پر مجبور ہے۔ ''خوشحال گڑھ'' کے مکین وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی طرف آس لگائے بیٹھے ہیں کہ شاید انکے مسائل حل ہو جائیں، مقامی نمائندے تو صرف آپس کی لڑائیوں میں ''مگن'' رہتے ہیں، حکام بالا کو اس علاقے کی طرف بھی دیکھنا چاہئے جہاں کے مکین میں بھی لالٹین جلا2014

کر گزارا کر رہے ہیں۔

دھرنوں سے ۔۔۔۔ جلسوں تک

وفاقی دارالحکومت میں تحریک انصاف ، عوامی تحریک کے دھرنوں میں شرکت کیلئے آنے والے شرکا کو روکنے کے لئے کروڑوں روپے سے کرایہ پر لائے جانیوالے سینکڑوں کنٹینرز وزیر داخلہ چودھری نثار علی کے حکم پر ہٹادیئے گئے ہیں۔پی ٹی وی روڈ، سیکرٹریٹ چوک، فینسی گیٹ ریڈیو پاکستان چوک، سرینا، کنونشن سنٹر، فرانس چوک ،مارگلہ روڈ اور ایوب چوک سمیت تمام مقامات پر رکھے گئے کنٹینرز پولیس نے ہٹادیئے ہیں جو انکے مالکان کو بلوا کر واپس کر دیئے جائیں گے۔ شاہراہ دستور پر احتجاج جو کہ 60 روز سے زائد دنوں سے تاحال جاری ہے اب اس کی رونقیں ماند پڑنا شروع ہو گئی ہیں کیونکہ ڈاکٹر طاہر القادری فیصل آباد جلسہ کے بعد آجکل اپنے آبائی ضلع جھنگ میں موجود ہیں اور مینار پاکستان لاہور پر ہونیوالے جلسہ کے انتظامات پر بھی مشاورت کر رہے ہیں جبکہ پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان بھی دھرنا کی بجائے اپنے جلسوں پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں اور کچھ وقت کیلئے ہی شاہراہ دستور ''چکر'' لگاتے ہیں اور دونوں جماعتوں کی صف اول کی قیادت بھی غائب ہے جس کے باعث رونقیں ماند پڑ گئی ہیں اور اب ''انقلابی ترانے اور ڈی جے بٹ کے گانے'' بھی عوام کو اپنی جانب متوجہ نہیں کر پا رہے ہیں جبکہ عوام کی بڑی تعداد عیدالاضحیٰ کے بعد واپس ہی نہیں آئی اور مشکل سے چند سو افراد

ہی اب شاہراہ دستور پر براجمان ہیں۔ادھر انقلابیوں کے جانے کے بعد پارلیمنٹ ہاؤس اور لاجز کے سامنے والا علاقہ بھی خالی ہوگیا ہے اور وہاں لگے خیمے بھی اکھڑ چکے ہیں جس پر سی ڈی اے نے غنیمت جانتے ہوئے صفائی کا کام شروع کردیا ہے اور سی ڈی اے کے ٹریکٹرز نے دھرنا کے باعث گرین بیلٹ پر پڑ جانیوالا گند بیلڈ سے صاف کرنا شروع کردیا ہے۔ایک جانب دھرنا کی رونقیں تو ماند پڑ رہی ہیں لیکن تاحال عوامی تحریک کے کارکنوں کی جانب سے گاڑیوں اور افراد کی چیکنگ کا سلسلہ جاری ہے اور ان کا شاہراہ دستور پر دونوں جانب چیک پوائنٹ بھرپور طریقے سے آپریشنل ہے۔اسی سلسلے میں سپریم کورٹ میں پیشی کیلئے آنیوالے انسپکٹر اصغر کو روک لیا گیا اور اس کی تلاشی کے بعد اس کا پستول بھی چھین لیا جس پر اس نے بتایا کہ وہ ڈیوٹی پر ہے اور سپریم کورٹ جارہا ہے جس کے بعد اسے مارگلہ روڈ کی جانب سے آنے کی بجائے نادرا کی سائیڈ سے آنے کا کہا گیا بعدازاں عوامی تحریک کے کارکنوں کا کہنا تھا کہ انہوں نے پستول پولیس انسپکٹر اصغر کو واپس کردیا ہے۔ تحریک انصاف اور عوامی تحریک مختلف شہروں میں جلسے کررہی ہیں جو کہ دھرنوں سے بہتر ہیں، دھرنے اب انکے لیے شرمندگی کا موجب ہیں، اور دھرنے عوامی توجہ کا مرکز نہیں رہے۔ عمران خان اور طاہر القادری نے دھرنے نہ ختم کرتے ہوئے ڈی چوک پر کئی خالی مقامات گھیرے ہوئے ہیں اور انہیں خالی کرانے کا حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ دونوں انقلابی رہنما حکومت کی جانب سے کارروائی کے منتظر ہیں تاکہ وہ اس سے

سیاسی فائدہ اٹھا سکیں لیکن انتظامیہ اپنی سابقہ پالیسی پر گامزن ہیں اور چاہتی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ دھرنے اپنی موت آپ مر جائیں۔ طاہر القادری کے اسلام آباد سے فیصل آباد جلسے کیلئے جانے کے بعد وفاقی دارالحکومت میں انکے دھرنے میں علامتی طور پر انکے چند کارکنان ہی رہ گئے ہیں۔ طاہر القادری کے اسلام آباد سے جانے کے بعد عمران خان کے دھرنے کا رات کا شو بھی بے رونق ہوگیا، جس سے لگتا ہے کہ عوامی تحریک کے کارکنان اس میں شرکت کرتے رہے تھے۔ جب سے تحریک انصاف کا دھرنا آغاز سے ہی جزوقتی تھا جبکہ دھرنے کے طوالت کے باعث انکے کارکنان تھکاوٹ کا شکار ہوگئے اور سانحہ ملتان نے بھی دھرنے پر منفی اثر ڈالا۔ دونوں رہنماکے غیر لچکدار موقف کے باعث سیاسی تنہائی کا شکار ہوگئے ہیں اور کوئی بھی سیاسی جماعت انہیں سیاسی نقصان سے بچانے کیلئے اور انہیں انخلاء کا باعزت راستہ فراہم کرنے کیلئے کچھ نہیں کررہی۔ مالی تنگی نے بھی طاہر القادری کو متاثر کیا ہے جو کہ اب عوام سے عطیات کا مطالبہ کررہے ہیں، انہیں مالی پریشانی کا سامنا اس لیے ہے کیونکہ دھرنا انکے طے شدہ وقت سے زائد طوالت اختیار کرگیا۔ دوسری جانب حکومت انقلابیوں کی بری حالت سے لطف اندوز ہورہی ہے، اور اس میں بہتری لانے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ تاہم حکومت نے انتخابی اصلاحات کیلئے حکومت اور اپوزیشن جماعتوں پر مشتمل 33 رکنی پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی ہے، جو کہ آئندہ چند ہفتوں میں متفقہ پیکج کے ساتھ سامنے آئیگی۔ موجودہ الیکشن کمیشن 2013ء کے

الیکشن سے لیکر ملتان کے ضمنی الیکشن تک کسی بھی امیدوار کو ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی پر کوئی سزا نہ دے سکی ملتان کے ضمنی الیکشن میں حکومتی وزراء، مشیر اور دیگر شخصیات نے کھلم کھلا الیکشن کے ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی الیکشن کمیشن کے ذرائع کے مطابق الیکشن کمیشن کے ضابطہ اخلاق میں ایسی کوئی سزا موجود نہیں جو جہاز سے پمفلٹ گرانے پر دی جائے اور ملتان کے ضمنی الیکشن میں جہاز سے پمفلٹ گرانے کا مشورہ بھی شاید الیکشن کمیشن کے کسی باخبر نے دیا ہو کیونکہ ملتان کے ضمنی الیکشن پاکستان میں ایک خاص اہمیت اختیار کر چکے ہیں اور میڈیا کی نظریں بھی اسی الیکشن پر لگی ہیں، ایسے حالات میں ضابطہ اخلاق کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرنا کسی بھی امیدوار کیلئے ممکن نہیں۔ الیکشن کے دن سے 48 گھنٹے پہلے الیکشن مہم کی بندش کا مقصد تمام تر توجہ الیکشن کے انتظام وانصرام پر مرکوز رہے تاکہ پرامن الیکشن کا انعقاد یقینی بنایا جاسکے۔ سابق ایڈیشنل سیکرٹری الیکشن کمیشن محمد افضل خان نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ 2013ء کے الیکشن میں بھی ضابطہ اخلاق کی شکایات موصول ہوتی رہی مگر کسی کے خلاف بھی کارروائی نہیں کی گئی، افسوس کی بات یہ ہے کہ موجودہ الیکشن کمیشن کو کسی بھی الیکشن میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی اور سیاسی جماعتوں کے شکایات کے باوجود کوئی اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزیوں سے الیکشن میں تنازعات کا سبب بنتی ہیں۔ اگر موجودہ سیاسی جماعتیں اور پارلیمنٹ ہاؤس ایک آزاد اور خودمختار

الیکشن کمیشن کی تشکیل کر سکیں تو یہ ان کا تاریخ ساز اقدام ہوگا کیونکہ اس کے بغیر ملک میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ الیکشن کا انعقاد ممکن نہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے نواز حکومت کیخلاف جاری احتجاجی تحریک کو ملک بھر میں پھیلانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور احتجاجی تحریک کو اگلے مراحل میں منتقل کرنے کیلئے حکمت عملی مرتب کر لی ہے۔ پی ٹی آئی قیادت خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں عوامی جلسے منعقد کرے گی جن سے عمران خان خطاب کریں گے، بلوچستان کے دورے میں عمران خان وہاں پارٹی کی تنظیم نو کریں گے، کوئٹہ، گوادر اور دیگر 5 اضلاع میں مرحلہ وار جلسے ہوں گے، کے پی کے میں پشاور، بنوں سمیت 10 اضلاع میں جلسے کیے جائیں گے، ان جلسوں کا شیڈول جلد مرتب کیا جائے گا، حکومت کے خلاف کرپشن کی شکایات کے معاملے پر سپریم کورٹ سے رجوع کیا جائے گا اور اس حوالے سے آئینی درخواست دائر کی جائیگی۔ حکومت مخالف تحریک کو منظم طریقے سے چلانے کے لئے قانونی ماہرین سے مشاورت شروع کر دی گئی ہے۔ تحریک انصاف نے وزیراعظم نواز شریف پر استعفیٰ دینے کا دباو بڑھانے کیلیے عوامی سطح پر آگہی مہم چلانے کا بھی عندیہ دیا ہے۔ سوشل میڈیا کے علاوہ ایس ایم ایس کے ذریعے گو نواز گو مہم چلائی جائیگی، اگر حکومت نے پی ٹی آئی کے مطالبات تسلیم نہیں کیے اور وزیراعظم نواز شریف نے استعفیٰ نہیں دیا تو پھر لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں اسلام آباد طرز کے دھرنے دیے جائیں گے۔ تحریک انصاف نواز حکومت کے خاتمے کیلیے حتمی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز آئین

وقانون کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کرے گی۔

سرینگر کے سیلاب متاثرین کی امداد میں بھارتی رکاوٹ

وادی کشمیر بھارتی فوج کی ریاستی دہشت گردی کے نتیجے میں خون کی ہولی سے گزرنے کے بعد سیلاب جیسی قیامت خیز قدرتی آفت کا سامنا کر رہی ہے۔ مقبوضہ وادی میں سیلاب کوئی پہلی مرتبہ نہیں آیا بلکہ یہ اس خطے کی ایک پہچان بن چکا ہے، لیکن ہر مشکل کا سامنا کرنے والی جری کشمیری قوم ہر آفت ارضی و سماوی کے بعد بارد گر زندگی کی رونقیں بحال کرنے میں کامیاب رہتی ہے۔ البتہ ستمبر کے اوائل میں آنے والے سیلاب نے ماضی کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔ اچانک ہونے والی طوفانی بارشوں اور سیلاب نے تو تباہی مچائی تھی مگر رہی سہی کسر بھارت کی مرکزی اور ریاست کی کٹھ پتلی حکومتوں نے اپنی مبینہ غفلت اور لاپرواہی سے پوری کردی ہے۔ ایک ہفتے تک جاری رہنے والی بارش نے مقبوضہ وادی کی فصلوں اور پھلوں کے لہلاتے باغات پر حقیقی معنوں میں پانی پھیر کر رکھ دیا ہے۔ وادی کے سب سے زیادہ پیداواری شہروں بالخصوص سری نگر، اسلام آباد (اننت ناگ)، بارہ مولا، کپواڑہ، سوپور پونچھ، جموں اور پہل گام میں وہ تباہی مچائی جس کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی ہے۔ مجموعی طور سیلاب کے نتیجے میں تین لاکھ کشمیری باشندے براہ راست اور آٹھ لاکھ افراد بالواسطہ طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ بھارت کے مختلف شہروں سے کاروبار کی غرض سے وادی کا رخ کرنے والے سیکڑوں غیر مقامی افراد بھی اپنی

جانوں سے گئے اور ہزاروں اپنی جمع پونجی سے محروم ہو گئے ہیں۔ دھان کی فصل، زعفران، اخروٹ، سیب، بادام اور مکئی کے بڑے علاقوں پر محیط کھیت پانی میں بہہ گئے۔ سیلاب کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا فی الوقت اندازہ لگانا مشکل ہے مگر اب تک نقصانات کے جو تخمینے لگائے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیلاب سے متاثرہ شہروں میں 90 فی صد فصلات اور انفرااسٹرکچر تباہ ہو گئے ہیں۔ وادی کشمیر کا سیب، اخروٹ اور زعفران دنیا میں مشہور ہیں لیکن مقامی شہریوں کا کہنا ہے کہ سیلاب نے نہ صرف ان کے پھلوں کے باغات اجاڑ دیے بلکہ زمین کو بھی کھنڈر بنا دیا ہے۔ ہرے بھرے لہلہاتے کھیت اور باغات اب ریت اور ملبے کا ڈھیر بن چکے ہیں جنہیں دوبارہ آباد کرنے اور قابل کاشت بنانے کے لیے کروڑوں ڈالر کا سرمایہ درکار ہے۔

بھارتی میڈیا اور ماہرین کے مطابق ریاست جموں و کشمیر میں اڑھائی لاکھ عمارتیں متاثر ہوئی ہیں۔ ان میں 20 ہزار مکانات اور دیگر عمارتیں مکمل طور پر زمین بوس ہو چکی ہیں جبکہ ہزاروں کھڑی عمارتوں کے محض ڈھانچے ہی بچے ہیں جو عملاً ناکارہ ہو چکی ہیں۔ بھارتی حکومت کی لاپرواہی اور کھلی غفلت کے بعد ریاست کے سیلاب زدگان سخت غم وغصے میں ہیں۔ حال ہی میں مرکزی حکومت کی جانب سے سیلاب متاثرین کے لیے بھیجا گیا اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف سامان شہریوں نے اٹھا کر دریا برد کر دیا، اس طرح کے کئی واقعات پیش آ چکے ہیں۔ بھارتی حکومت کی جانب سے یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ متاثرہ شہریوں میں اب تک ایک ایک لاکھ روپے کی امداد فی

خاندان تقسیم کی جا چکی ہے۔تلاش کے باوجود کہیں سے اس کی تصدیق اور گواہی نہیں مل سکی۔ عین ممکن ہے یہ امداد بھی انہی لوگوں کو دی گئی ہوگی جنہیں سیلاب سے نکالنے کے لیے بھارتی فوج نے ایمرجنسی ہیلی کاپٹر سروس دن رات چلا رکھی تھی۔ بھارتی فوج صرف اپنے فوجیوں کو سیلاب سے بچا رہی تھی جبکہ کشمیریوں کو کہا جاتا تھا کہ تم پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے ہو اور ہمارے اوپر پتھراؤ کرتے ہو اب پاکستان کو مدد کے لئے بلاؤ۔پاکستان کی طرف سے بھارت کو مقبوضہ کشمیر کے سیلاب متاثرین کی امداد کی پیشکش کی گئی جسے بھارت نے نہیں مانا۔حریت رہنما سید علی گیلانی متعدد بار اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ سیلاب سے شدید تباہی ہوئی۔ہم نے اقوام متحدہ، ریڈ کراس و دیگر عالمی تنظیموں سے امداد کے لئے رابطہ کیا لیکن انہوں نے جواب دیا کہ جب تک بھارت ہمیں اجازت نہیں دے گا ہم مدد کے لئے نہیں آ سکتے۔بھارت نے کشمیریوں کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا۔پاکستان میں جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے کشمیری حریت رہنماؤں سے رابطہ کیا اور کشمیریوں کی مدد کا وعدہ کیا۔اس وعدے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن آزاد کشمیر نے مقبوضہ کشمیر کے سیلاب متاثرین کیلئے پندرہ ٹرکوں پر امدادی سامان روانہ کیا۔ مظفر آباد سے بھیجا گیا سامان 3 ہزار خاندانوں کیلئے ایک ماہ کے خشک راشن پر مشتمل تھا۔یہ سامان چکوٹھی کے راستہ سری نگر جانا تھا۔اس موقع پر ایک دعائیہ تقریب کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں سابق وزیر اعظم

آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خاں، امیر جماعۃالدعوۃ آزاد کشمیر مولانا عبدالعزیز علوی، مسلم کانفرنس کے رہنما دیوان چغتائی، غلام اللہ آزاد، ڈاکٹر منظور احمد و دیگر نے شرکت کی۔ تقریب سے جماعۃالدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید نے بھی ٹیلیفونک خطاب کیا اور کہاکہ ہم خالصتاانسانی ہمدردی کی بنیاد پر حالیہ تباہ کن سیلاب سے متاثرہ اپنے کشمیری بھائیوں کی امداد کیلئے سامان روانہ کر رہے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ بھارت سرکار جو کشمیریوں کی امداد کا دعویٰ کرتی ہے وہ اس سامان کو روکے گی نہیں بلکہ سری نگر جانے دی گی تاکہ سیلاب متاثرین تک یہ سامان پہنچایا جاسکے۔ امدادی سامان کی روانگی کی اس تقریب میں شرکت پر سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خاں کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خاں نے کہاکہ ہم جماعۃالدعوۃ اور حافظ محمد سعید کے تہہ دل سے مشکور ہیں جن کی طرف سے کشمیریوں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے امدادی سامان کی یہ بڑی کھیپ سری نگر روانہ کی جارہی ہے۔ سیلاب متاثرہ کشمیریوں کی زندگیاں بچانے کیلئے کنٹرول لائن کو ریلیف لائن میں تبدیل اور کشمیریوں کو آر پار آنے جانے کی اجازت دی جائے۔ کشمیری و پاکستانی قوم کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں انہیں کسی صورت جدا نہیں کیاجاسکتا۔ بھارت سرکار کو چاہیے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے سیلاب متاثرین کیلئے امداد بھجوائے جانے کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی نہ کرے اور اس حوالہ سے عائد کی جانے والی پابندی

ختم کی جائے۔ امیر جماعۃالدعوۃ آزاد کشمیر مولانا عبدالعزیز علوی نے بتایا کہ تین ہزار خاندانوں کیلئے بھجوائے گئے امدادی سامان میں آٹا، چاول، گھی، چینی، دالیں و دیگر اشیائے خورونوش شامل ہیں۔ جماعۃالدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید کی ہدایات پر سیلاب متاثرہ کشمیری بھائیوں کی مدد کیلئے امدادی سامان کی یہ کھیپ روانہ کی گئی ہے۔ بھارت انسانی بنیادوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سامان کو مصائب و مشکلات میں مبتلا کشمیری عوام تک پہنچنے دے اگر اسے ہمارے امداد بھیجنے پر اعتراض ہے تو ہم یہ سارا سامان کسی بھی کشمیری این جی او یا مقبوضہ کشمیر کی انتظامیہ کے سپرد کرنے کیلئے تیار ہیں۔امدادی سامان کے ٹرکوں کو چکوٹھی سے آگے جانے کی بھارت سرکار نے اجازت نہیں دی جس پر جماعۃالدعوۃ نے چکوٹھی پر دھرنا دے دیا۔سیلاب متاثرین کے لئے امدادی سامان روکے جانے پر بھارت بے نقاب ہو چکا ہے۔بھارت سرکار کشمیریوں کی امداد کا دعویٰ کرتی ہے لیکن دنیا بھر کے کشمیریوں کی طرح آزاد کشمیر کے عوام کو بھی اپنے متاثرہ بھائیوں کی مدد کیلئے ریلیف سامان بھجوانے کی اجازت نہیں دی جارہی۔ کشمیری و پاکستانی قوم کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں انہیں کسی صورت جدا نہیں کیاجاسکتا۔ بھارت سرکار کو چاہیے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے سیلاب متاثرین کیلئے امداد بھجوائے جانے کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی نہ کرے اور اس حوالہ سے عائد کی جانے والی پابندی ختم کی جائے۔ عالمی اداروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو اس صورتحال کا نوٹس لینا چاہیے اور

بھارتی حکومت پر دباؤ بڑھانا چاہیے کہ وہ مصائب و مشکلات میں مبتلا لاکھوں کشمیریوں کیلئے ریلیف کا سامان جانے دے تاکہ انکے معمولات زندگی بحال ہو سکیں۔

دھرنا ختم، قادری کی اسلام آباد سے باعزت رخصتی

انقلاب یا شہادت، عوامی تحریک کو کچھ نہ ملا

پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر طاہر القادری نے شاہراہ دستور پر دھرنا ختم کرکے دھرنے پورے ملک میں پھیلانے کا اعلان کرتے ہوئے شرکاء کو گھروں کو جانے کی اجازت دے دی اور کہا ہے کہ ہر شہر میں دو دن کا دھرنا ہوگا اور اس کا آغاز 23 اکتوبر کو ایبٹ آباد سے ہوگا، 23 نومبر کو بھکر، 5 دسمبر کو سرگودھا، 14 دسمبر کو سیالکوٹ اور 25 دسمبر کو کراچی میں جلسہ اور دھرنا ہوگا۔ یہ سلسلہ بعد ازاں بھی جاری رہے گا۔ جناح ارم کو پھیلایا جائے گا اور ملک کے قریہ قریہ اور نگر نگر میں دھرنے ہوں گے۔ دو ماہ قبل چودہ اگست کو لاہور سے طاہر القادری انقلاب مارچ کی قیادت کرتے ہوئے نکلے، پنجاب حکومت نے ماڈل ٹاؤن کو کینٹینر لگا کر بند کر رکھا تھا لیکن انہیں راستہ دیا گیا۔ انقلاب مارچ اسلام آباد پہنچا اور تیسرے دن طاہر القادری نے اپنے مطالبات پیش کئے جن میں وزیر اعظم و وزیر اعلیٰ پنجاب کا استعفیٰ اور سانحہ ماڈل تاؤن کی ایف آئی آر تھی، مطالبات منظور نہ ہونے پر انقلاب مارچ کے شرکاء ریڈ زون کی طرف گئے تو حکومت نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی، ریڈ زون میں پاکستانی قوم کے لئے

مفت میں کوئی نہ کوئی شو دکھایا جاتا تھا۔ کبھی انقلابی قبریں کھودتے نظر آتے تو کبھی کفن پہنے، کبھی سٹیج پر خواتین نظر آتیں تو کبھی علامہ صاحب انقلابیوں کو رلا رہے ہوتے۔ حکومت نے بھی مذاکرات کئے لیکن طاہر القادری کی ہٹ دھرمی قائم رہی، سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر بھیدرج ہو گئی۔ ایک لمحہ ایسا آیا کہ لگ رہا تھا کہ شاید حکومت اب جانے والی ہے لیکن پارلیمنٹ میں موجود حکومتی اتحادیوں نے وزیر اعظم کو مستعفی نہ ہونے کا مشورہ دیا۔ وزیر اعظم ڈٹ گئے۔ دھرنے کے شرکاء نے وزیر اعظم ہاؤس جانے کی بھی کوشش کی جو ناکام رہی۔ اس دوران طاہر القادری کبھی کرکٹ کھیلتے نظر آئے تو کبھی راولپنڈی اسلام آباد کے لوگوں سے کھانے پینے کی اشیاء، بستر و سامان کی اپیلیں کرتے نظر آئے۔ دو ماہ کے بعد اپنے مطالبات جن پر طاہر القادری نے ہٹ دھرمی اختیار کی ہوئی تھی ان میں سے ایک بھی پورا نہیں ہو، نہ ت ووزیر اعظم نے استعفیٰ دیا، نہ حکومت گئی حالانکہ روزانہ دعوے کئے جاتے تھے کہ اب حکومت چند گھنٹوں کی مہمان ہے لیکن ایسا نہ ہوا۔ تحریک انصاف کا دھرنا بھی عوامی تحریک کے ساتھ تھا۔ ایک ساتھ چلے، ایک ساتھ رہے لیکن اختتام عوامی تحریک کا پہلے ہو گیا۔ اس طرح اچانک دھرنا ختم کرنے پر تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان بھی پریشان ہو گئے اور وہ کافی دیر تک ساتھیوں سے اس بات کی تصدیق چاہتے رہے کہ کیا واقعی ڈاکٹر طاہر القادری نے دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے؟ تاہم انہیں ساتھیوں نے بتایا کہ واقعی طاہر القادری نے دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر دیا

ہے۔ عمران خان شیخ رشید اور دیگر ساتھیوں سے اضطراری کیفیت میں بار بار سوالات کرتے رہے کہ کیا طاہر القادری نے دھرنا ختم کر دیا ہے؟ جب انہوں نے اس کی تصدیق کی تو وہ کنٹینر سے نکل کر چھت پر پہنچے اور کئی لمحے طاہر القادری کے کنٹینر کی طرف لوگوں کو سامان باندھتا دیکھتے رہے۔ طاہر القادری نے دھرنوں کے آغاز سے قبل لاہور ماڈل ٹاؤن میں کہا تھا کہ جو بھی انقلاب مارچ سے واپس آ جائے اسے شہید کر دو، اب علامہ صاحب نے خود واپسی کا اعلان کیا ہے اور کارکنوں کو کہا ہے کہ گھروں کو واپس لوٹ جاؤ، دھرنوں کا پہلا مرحلہ ختم ہو چکا ہے۔ حالانکہ کوئی ایک بھی مطالبہ منظور نہیں ہوا۔ صرف عوام کو پریشان کیا گیا ہے۔ دو ماہ تک لوگ گھروں سے دور رہے۔ جن لوگون کو لے کر جایا گیا تھا انکو معاوضے تک نہیں دیئے گئے۔ شدید بارش میں بھی شرکاء نے طاہر القادری کا انقلاب کے لئے ساتھ دیا لیکن انقلاب نہ آیا اور نہ ہی شاید آ سکے کیونکہ غریبوں کے بیٹوں کو تو علامہ صاحب نے شدید بارش میں مرنے کے لئے چھوڑ دیا جبکہ انکے اپنے بیٹے اس انقلابی مہم کا حصہ نہیں تھے۔ لاہور میں جب گزشتہ روز طاہر القادری نے دھرنے ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو مسلم لیگ ق کے سربراہ چوہدری شجاعت نے ان سے ملاقات کی اور دھرنا جاری رکھنے کی استدعا کی تھی جس پر ڈاکٹر طاہر القادری نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو یہاں دھرنا دیتے ہوئے پورے پنڈال میں سے مسلم لیگ ق کے ورکرز دکھادیں جو آج بھی دھرنے میں موجود ہوں آپ لوگ وقتی طور پر آتے جاتے رہے

ہیں ،اتحاد کرکے میں آپ کے ساتھ چلا تھا مگر جتنی بھی تکالیف برداشت کیں وہ سب کی سب پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان نے برداشت کی ہیں ، یہاں تک کے ان میں سے تین جوان زندگی کی بازی بھی ہار گئے۔لاکھوں کے اخراجات لوگ اپنی جیبوں سے کر رہے تھے اور جس طریقے سے مرہم رکھنا چاہئے تھا اس طریقے سے مسلم لیگ ق نے اپنا کردار ادا نہیں کیا،لوگ کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں کہ دھرنا جاری رکھنا چاہئے آخر کس بات پر دھرنا جاری رکھنا چاہئے ،میں اپنے لوگوں پر زیادہ ظلم نہیں کر سکتا،لوگوں نے جس طرح سے قربانیاں دیں میں ان قربانیوں کو پھل لگانا چاہتا ہوں ،میں تمام لوگوں کو ان کے گھروں میں بھیج رہا ہوں تاکہ یہ آنے والے متوقع بلدیاتی انتخابات کی تیاری کر سکیں۔اس دوران چوہدری شجاعت حسین نے ضد کی کہ آپ باقی لوگوں سے بات کرلیں عمران خان سے بھی مشاورت کرلیں اس پر ڈاکٹر طاہر القادری کا کہنا تھا کہ کیا عمران خان نے جلسے کرنے کیلئے دھرنے کے دوران مجھ سے مشاورت کی تھی ،جب انہوں نے مشاورت نہیں کی تو میں اپنے لوگوں کو اور کتنے امتحان میں ڈال سکتا ہوں۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے چوہدری شجاعت سے کہا کہ آپ زیادہ نہیں صرف ایک ہزار کارکنان ہی مجھے دھرنے میں دے دیں تاکہ میں اپنے ایک ہزار بندوں کو کچھ دنوں کا آرام دے سکوں ،اس کا کوئی جواب چوہدری شجاعت نہ دے سکے۔ڈاکٹر طاہر القادری نے چوہدری شجاعت پر واضح کیا کہ دھرنا ختم کرنے کا فیصلہ میرا ہی نہیں یہ آپ سب نے کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ متحدہ وحدت المسلمین محرم الحرام کی وجہ سے کسی طور پر بھی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں

لے سکے گی ان کے بہت سے ساتھی یہاں دھرنے میں بیٹھے ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ محرم الحرام ایک ایسا مہینہ ہے جس کا احترام ہم سب پر لازم ہے ، میں ایک مذہبی سکالر بھی ہوں لوگ میری باتوں کو میرے عمل کو مثال کے طور پر لیتے ہیں ، میں نہیں چاہتا کہ محرم الحرام جیسے مقدس مہینے میں کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقع پیش آئے۔طاہر القادری نے واضح طور پر کہا کہ لاہور سے صرف اکیلا چلا تھا اور یہاں بیٹھا بھی اکیلا ہوں اب جانے کا فیصلہ کر رہا ہوں وہ بھی اکیلا ہونے کی وجہ سے کر رہا ہوں میرے لوگ مقدمات میں پھنسے ہیں ، کتنے زخمی ہو کر ہسپتالوں میں پڑے ہیں میں کس حد تک انہیں زبردستی یہاں بٹھاوں۔عمران خان سے مشاورت پر ایک بار پھر چوہدری شجاعت حسین نے اصرار کیا تو اس پر ڈاکٹر طاہر القادری نے انہیں تجویز دی کہ وہ خود عمران خان کے کنٹینر پر چلے جائیں اور ان سے مشاورت کر کے انہیں اس حوالے سے بتائیں ، جس پر چوہدری شجاعت حسین نے کہا کہ آپ کا دھرنا ختم کرنے کا پروگرام ٹھیک ہے اب ہم مل کر پورے ملک میں جلسے کریں گے اور یوں تلخیوں سے شروع ہونے والی ملاقات بالآخر خوشی اور رضامندی سے ختم ہوئی۔عوامی تحریک کے دھرنے کے اختتام پر وفاقی وزیر خواجہ سعد رفیق کہتے ہیں کہ عوامی تحریک کے دھرنے کے خاتمے پر کارکنوں کی خوشی فطری ہے، اچھی بات ہے کہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں جہاں تک طاہر القادری کا تعلق ہے، ان کیلئے شعر ہے کہ ''یہ اڑی اڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو، تیری صبح کہہ رہی ہے تیری رات کا فسانہ''

مودی سرکار کی مسلمانوں پر مظالم کی نئی داستانیں

مودی سرکار ایک طرف پاکستان کو دھمکیاں دے رہی ہے تو دوسری طرف بھارت کی کئی ریاستوں میں مسلمانوں کا جینا دو بھر کر دیا گیا ہے۔قصاب وزیراعلیٰ کے نام سے مشہور بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے دور میں ہی مسلمانوں کو زندہ جلایا گیا تھا اب جب وہ وزیراعظم ہیں تو پھر ماضی کے ہی نقش قدم پہ چل رہے ہیں۔کنٹرول لائن پر فائرنگ سے بے گناہ پاکستانیوں کی شہادتیں، مقبوضہ کشمیر میں سیلاب متاثرین کی امداد نہ کرنا اور بھارت کی ریاستوں میں مسلمانوں کا جینا دو بھر کرنا یہ مودی حکومت کو سرفہرست ایجنڈہ ہے۔بھارتی شہر گجرات کے قصبہ ڈابھیل میں عید الاضحیٰ کے موقع پر گائے ذبح کرنے کے واقع پر مقامی مسلمانوں کی زندگی پولیس نے اجیرن کر دی، روزانہ گھروں میں چھاپے مار کر چادرو چاردیواری کا تقدس پامال کیا جاتا ہے۔اب تک 46 مسلمانوں کو گرفتار کیا جاچکا ہے۔پولیس کے چھاپوں کے خوف سے مقامی مسلمانوں نے علاقہ چھوڑنا شروع کر دیا۔گجرات کے معروف قصبہ ڈابھیل جو قدیم دینی درسگاہ کے سبب کافی مشہور ہے میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر گائے ذبح کرنے کے واقعہ کے بعد مسلمانوں کی اندھا دھند گرفتاریاں جاری ہیں۔پولیس نے مدرسہ تعلیم القرآن ڈابھیل کے اساتذہ مولانا محمد عثمان، مولانا عبدالمقتدر اور جامع مسجد کے امام مولانا محمود الحسن

سمیت 46 مسلمانوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ گزشتہ روز بھی 15 مسلمانوں کو حراست میں لیا گیا جن میں 10 خواتین بھی شامل ہیں۔ گجرات پولیس کا دعویٰ ہے کہ گرفتار شدگان ملزمان ہیں لیکن مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ گرفتار شدگان بے قصور ہیں۔ قصبہ ڈابھیل کے حالات بہت زیادہ خراب ہو چکے ہیں اور پولیس کے مظالم سے تنگ آ کر بیشتر لوگ قصبہ چھوڑ کر دیگر دیہاتوں میں اپنے رشتے داروں کے ہاں پناہ لئے ہوئے ہیں۔علاقہ کی دکانیں بھی بند ہیں جس کے سبب اشیائے خوردونوش کا حصول بھی بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔علاقہ مکین گھروں سے دور ہجرت کرکے جا چکے ہیں۔جو موجود ہیں انہیں ہر وقت پولیس کا خوف لگا رہتا ہے کیونکہ پولیس بغیر کسی تصدیق کے کسی کو بھی اٹھا کے لر جاتی ہے۔صرف مسلمانوں کے گھروں پر چھاپے مارے جاتے ہیں اور خواتین کا لحاظ بھی نہیں رکھا جاتا۔انہیں بھی گرفتار کیا جاتا ہے۔بھارتی وزارت داخلہ اور مختلف سکیورٹی ایجنسیوں نے ہائی الرٹ جاری کیا ہے جس کے تحت مغربی اترپردیش میں سخت سکیورٹی انتظامات کی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔انٹیلی جنس بیورو کا کہنا ہے کہ درگاہ پوجا اور عید الاضحیٰ کے موقع پر کئی مقامات پر ماحول کشیدہ رہا اس لئے دیوالی پر ماحول خراب ہونے کے پیش نظر یہ الرٹ جاری کیا گیا ہے۔ وزارت داخلہ نے خاص طور پر دہلی، ممبئی، ناگپور، پونے، حیدرآباد، بنگلور، احمد آباد، چنئی اور بڑودرا میں ہائی الرٹ جاری کیا ہے۔آئی بی کی رپورٹ کے مطابق، پورے مغربی یوپی میں تہوار کے دوران تشدد کا خطرہ منڈلا

رہا ہے۔ رپورٹ میں میرٹھ، مظفر نگر اور شاملی ضلع کو حساس قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وارانسی کے آس پاس کے علاقے غازی پور، مؤ اور اعظم گڑھ میں بھی انتظامیہ کو الرٹ رہنے کی وارننگ دی گئی ہے۔ خفیہ ایجنسیوں نے ان علاقوں میں ہتھیاروں کا ذخیرہ بھی جمع کئے جانے کا خدشہ ظاہر ہے۔ بھارتی ریاست آندھرا پردیش کے ضلع نلنگنڈہ میں ہندو انتہا پسندوں نے مسلمانوں کی عید گاہ اور چند قبروں کو مسمار کرکے وہاں بھگوا (ہندو انتہا پسندوں کا) جھنڈا لگا دیا ہے۔ حلقہ اسمبلی حضور نگر میں واقع گریڈے پلی منڈل کے موضع گانو کا بنڈا میں مسلم قبرستان اور عید گاہ کے لئے ایک ایکڑ اراضی مختص ہے۔ مذکورہ واقعہ کے بعد مقامی مسلمانوں میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

نلگنڈہ ضلع کے موضع گانو کا بنڈا جہاں عید گاہ شہید کی گئی ہے اس میں مسلمانوں کے تقریبا مکانات ہیں۔ سروے نمبر 97 گرام پنچایت کی ملکیت ہے اور اراضی پر سڑک تعمیر کی 90 جارہی تھی جس کے دوران قبرستان سے چند قبروں کو مسمار کیا گیا جس پر مقامی مسلمانوں نے احتجاج کرتے ہوئے تعمیرات رکوادی تاہم بعد ازاں جب مقامی مسلمان ضلع کلکٹر سے ملاقات کی غرض سے نلنگنڈہ آئے تو ہندو انتہا پسندوں نے چند قبروں اور عید گاہ کو شہید کر دیا اور زعفرانی پرچم لگا دیا۔ مقامی مسلمان جب شہید کی جانے والی عید گاہ کی طرف جارہے تھے تو انہیں روک دیا گیا اور دھمکی دی گئی کی سرکاری کاموں میں مداخلت پر انکے خلاف مقدمات درج کئے جائیں گے۔ مقامی مسلمانوں نے ضلع کلکٹر اور ضلعی سپرنٹنڈنٹ پولیس سے

واقعہ کا نوٹس لینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ شہید کردہ مقام پر ہی دوبارہ عیدگاہ تعمیر کروائی جائے۔ بھارت میں ناسک ضلع کے ایک قصبہ میں ہندو انتہا پسندوں نے شیو سینا کو ووٹ نہ ڈالنے پر 65 سال کی ایک ضعیف العمر خاتون کو آگ لگانے کے جرم میں تین افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ پیش آنے والے خوفناک واقعہ میں زخمی ہونے والی بوڑھی خاتون ناسک صدر ہسپتال میں تاحال اپنی زندگی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ اس واقعہ کے بارے میں مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ خاتون نے ہندو انتہا پسندوں کی بات ماننے اور شیو سینا کو ووٹ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ گرفتار کئے گئے انتہا پسندوں میں اشوک بورنارے، پانڈورنگ بورنارے اور نند کشور بھورک کو گرفتار کر لیا ہے۔ تینوں کے خلاف قتل کی کوشش اور دھمکی دیے جانے کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ گرفتاری کے بعد پولس نے تینوں کو عدالت میں پیش کیا جہاں سے انھیں 20 دنوں کی پولس حراست میں بھیج دیا گیا ہے۔ اپنے بیان میں واہلے نے بتایا تھا کہ جب وہ ووٹ ڈالنے کے لیے جا رہی تھیں تبھی تینوں ملزم ان سے ملے اور کہا کہ انھوں نے واہلے کو الیکٹرانک ووٹنگ مشین کا تیسرا بٹن دبانے کے لیے کہا تاکہ ان کا ووٹ شیو سینا امیدوار سنجا جی پوار کو ملے اور یہ کہہ کر جان سے مارنے کی دھمکی دی کہ انھوں نے دوسرا بٹن دبا کر سینئر این سی پی لیڈر چھگن بھجبل کو ووٹ دیتے ہوئے واہلے کو دیکھ لیا ہے۔ خاتون کے مطابق اگلی ہی شام تقریباً 8 بجے تینوں واہلے کے گھر آئے اور ان کے ساتھ گالی گلوچ کرنے لگے۔ بعد میں بھورک نے واہلے کو

پکڑا، پھر اشوک نے کیروسین کا ڈبہ والے پر انڈیل دیا اور پانڈورنگ نے آگ لگا دی۔ بھارتی شہر میرٹھ میں ایک ہندو لڑکی کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلم نوجوان سے شادی کرنے پر ''لو جہاد'' کا پروپیگنڈا کرکے فسادات برپا کرنے کی کوششوں کو پول کھل گیا ہے اور ایک ایسی ویڈیو سامنے آئی ہے جس میں بی جے پی کا ایک لیڈر متاثرہ لڑکی کے گھر والوں کو پیسے دیتے ہوئے دکھائی دے رہا ہے تاکہ وہ اس پروپیگنڈا میں ان کا ساتھ دے۔ بی جے پی لیڈر کی اس ویڈیو کے سامنے آنے کے بعد ہنگامہ کھڑا ہو گیا ہے۔ اس سے قبل لڑکی نے اپنے بیان میں الزام عائد کیا تھا کہ ''لو جہاد'' کا معاملہ کھڑا کرنے کے لیے اس کے گھر والوں کو بی جے پی لیڈروں نے پیسے دیے ہیں۔ لڑکی نے کسی لیڈر یا پارٹی کا نام نہیں لیا تھا، لیکن اس نے اپنے گھر والوں کے خلاف مار پیٹ کی شکایت درج کرائی ہے۔ لڑکی نے کہا کہ اس کے گھر والوں کو لیڈروں سے پیسے مل رہے تھے اور انھوں نے ہی لَو جہاد کا معاملہ کھڑا کیا تھا جب کہ وہ اپنی مرضی سے ملزم ثناء اللہ کے ساتھ گئی تھی۔ اس بیان کے درج کیے جانے کے اگلے ہی دن مذکورہ ویڈیو سامنے آیا ہے جس میں میرٹھ بی جے پی کے تجارتی سیل کے صدر ونیت اگروال لڑکی کی ماں کے ہاتھ میں 25 ہزار روپے رکھتے نظر آ رہے ہیں۔ وہ ویڈیو میں کہہ رہے ہیں کہ آگے بھی مدد کی جائے گی جبکہ اترپردیش میں بی جے پی صدر لکشمی کانت واجپئی نے کہا ہے کہ اب لڑکی الگ حالات میں بیان دے رہی ہے اور معاملے کی سی بی آئی سے تحقیقات ہونی چاہیے۔ ہم نے جو پیسے دیے وہ

متاثرہ کی مدد کرنے کی روایت کے تحت دیے ہیں۔

''مودی کا دورہ کشمیر صرف ''ڈرامہ

گزشتہ ماہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں خطاب کے دوران پاکستانی وزیراعظم میاں نواز شریف نے کہا تھا کہ کشمیر کے مسئلے کے حل کے لئے عالمی برادری کو کردار ادا کرنا ہوگا۔اس اجلاس میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی بھی موجود تھے۔ مودی نے اجلاس کے بعد امریکی صدر اوباما سے ملاقات کی اور بھارت پہنچ کر اپنی فوج کو کنٹرول لائن پر فائرنگ کھولنے کا حکم دے دیا کیونکہ مودی جنرل اسمبلی میں پاکستانی وزیراعظم کی تقریر کا جواب نہیں دے سکا تھا۔کنٹرول لائن پر فائرنگ کا سلسلہ عید کے بعد سے تاحال جاری ہے۔روزانہ بھارتی فوج کے اہلکار ورکنگ باؤڈری، کنٹرول لائن پر جارحیت کرتے ہوئے پاکستانی حدود میں شدید فائرنگ کرتے ہیں جن سے درجنوں پاکستانی شہید اور زخمی ہو چکے ہیں۔پاکستان بھی بھرپور جوابی کاروائی کرتا ہے۔مقبوضہ کشمیر میں عید سے قبل سیلاب آیا جس سے شدید تباہی ہوئی۔بھارتی فوج نے اپنے فوجیوں کو تو ریسکیو کیا لیکن کشمیری مسلمانوں کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا۔اب بھارتی وزیراعظم نے دیوالی کے موقع پر مقبوضہ کشمیر کے دورے کا اعلان کیا تو کشمیری حریت قائدین نے ہڑتال کی کال دی۔ مودی کی مقبوضہ کشمیر آمد پر جمعرات کو کڑے سیکورٹی بندوبست، فقید المثال ہڑتال اور پائین شہر میں ناکہ بندی سے عام زندگی کا پہیہ مفلوج ہو

کر رہ گیا تھا، دکانیں، تجارتی مراکز، کاروباری ادارے سکول، دفاتر اور بنک بند رہے جبکہ مسافر گاڑیوں کی آمد و رفت معطل ہو کر رہ گئی، بھارتی وزیراعظم کی کشمیر آمد کے موقعہ پر امکانی احتجاجی مظاہروں کے پیش نظر سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق اور محمد یاسین ملک سمیت متعدد علیحدگی پسندوں کو گھروں میں ہی نظربند رکھا گیا، ہڑتال کی کال کے باعث وادی میں ہڑتال کی وجہ سے معمول کی زندگی درہم برہم ہو کر رہ گئی تھی۔

اس دوران ممکنہ احتجاجی مظاہروں اور امن و قانون کی صورتحال برقرار رکھنے کے پیش نظر پائین شہر کے بیشتر علاقوں میں دوران شب ہی پولیس اور سیکورٹی فورسز کی بھاری پیمانے پر تعیناتی عمل میں لائی گئی تھی اور ممکنہ احتجاجی مظاہروں پر قدغن لگانے لوگوں کی نقل و حرکت پر پابندی تھی۔ پائین شہر کے لوگ جب جمعرات کی صبح نیند سے جاگے تو انہوں نے سڑکوں و شاہراہوں کے ساتھ ساتھ گلی کوچوں میں بھی پولیس اور سی آر پی ایف اہلکاروں کی بڑی تعداد دیکھی جو کسی بھی شخص کو سڑکوں کی طرف آنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ اس مقصد کیلئے خانیار، رعناواری، نوہٹہ، گوجوارہ، راجوری کدل، نواکدل، کاوڈارہ، صفاکدل، نالہ مار روڈ، سکہ ڈافر اور دیگر ملحقہ علاقوں میں صرف فورسز کی بکتر بند گاڑیاں موجود تھیں جس کے نتیجے میں ایک وسیع آبادی گھروں میں محصور ہو کر رہ گئی، پولیس اور فورسز کے اضافی دستے ہر طرف نظر آرہے تھے اور مجموعی طور پر پائین شہر کے لوگوں کو گھروں کے اندر محصور رکھا گیا، پائین شہر میں فورسز

کی بھاری تعیناتی عمل میں لانے کے ساتھ ساتھ سڑکوں، پلوں اور چوراہوں کو سیل کیا گیا، لوگوں کو گھروں تک محدود رکھنے کیلئے شہر میں سڑکوں، نکڑوں، بازاروں اور گلی کوچوں میں ہزاروں کی تعداد میں پولیس اور سی آر پی ایف اہلکاروں کو تعینات کیا گیا تھا۔ اس دوران میر واعظ عمر فاروق، سید علی گیلانی، محمد یاسین ملک شبیر احمد شاہ، نعیم احمد خان اور دیگر آزادی پسند رہنماؤں کو گھروں میں نظر بند رکھا گیا۔ بھارتی وزیر اعظم مودی اپنے چوتھے دورے پر سرینگر پہنچے تو ان کا استقبال مقبوضہ کشمیر کے گورنر این این ووہرا اور وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ اور وزیر مملکت جگندر سنگھ نے کیا۔ بھارتی وزیر اعظم نے راج بھون میں سیلاب زدگان کے کیمپ کا دورہ کیا جہاں متاثرین میں تحائف تقسیم کئے گئے۔ مودی کی زیر صدارت اعلیٰ سطح کا اجلاس بھی ہوا۔ نریندر مودی نے اس سے قبل سیاچن کا دورہ کیا اور علاقے کا فضائی جائزہ بھی لیا اور سیاچین گلیشیئر خطے میں واقع فارورڈ فوجی چوکیوں کا دورہ کیا اور سری نگر کے دورہ پر روانگی سے قبل کچھ وقت فوجی جوانوں کے ساتھ قیام کرکے انہیں مبارکباد دی۔ مودی کی کشمیر آمد پر حریت کانفرنس گ)، حریت کانفرنس (ع)، جے کے ایل ایف، فریڈم پارٹی اور دختران ملت کی اپیل) پر بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی کشمیر آمد پر تاریخی ہڑتال کی گئی تاہم مودی کی طرف سے سیلاب متاثرین کیساتھ دیوالی منانے کی باتیں محض اعلان ثابت ہوئیں وہ مقبوضہ کشمیر پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سیاچن گلیشئر پر اپنے فوجیوں سے

ملاقات کیلئے روانہ ہوئے اور وہاں جاکر ان کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کی۔ بعد ازاں وہ کچھ دیر کیلئے وہ گورنر ہاؤس پہنچے اور چند وفود سے ملاقاتیں کرکے سیلاب زدگان سے اظہا ریکجہتی کا ڈرامہ رچانے کی کوشش کی گئی۔ مودی کے دورہ پر بھارت میں جنتا دل سمیت مختلف جماعتوں نے تنقید کی اور کہا کہ انہیں سیلاب متاثرین کے نام پر سیاست نہیں کرنی چاہیے بلکہ انکی مدد کرنی چاہیے۔ کشمیری قائدین سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، محمد یٰسین ملک، شبیر احمد شاہ، محمد اشرف صحرائی، ظفر اکبر بٹ، نعیم احمد خاں و دیگر نے کہا کہ مودی کا دورہ عالمی برادری کو بیوقوف بنانے کی کوشش ہے۔ مودی نے اپنا پورا دن سیاچن میں فوجیوں اور فورسز کے ساتھ دیوالی منا کر اپنے آنے کی اصل وجہ کو ثابت کردیا۔ کشمیری لوگوں کی تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ دوسرے مذاہب کے شعار کی قدر کی ہے۔ ہمارا وطیرہ رہا ہے کہ ہم نے کبھی بھی مذہبی منافرت کو قبول نہیں کیا اور ایسا ہمیں ہمارے دین اور نبی مکرم ﷺ نے سکھایا ہے۔ لیکن اس کے برعکس نریندر مودی جی نے ہندوؤں کے ایک مذہبی تہوار کی آڑ میں کشمیریوں کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہوئے' سیلابی تباہ کاری کے بعد ابھرنے والے انسانی المیے پر بدترین سیاست گری کی ہے اور ایسا کرکے مودی نے اپنی کشمیر دشمنی کا برملا اعلان کیا ہے۔ بھارتی وزیراعظم کو غالباً معلوم ہوگا کہ کشمیر میں مسلمان اکثریت میں رہتے ہیں اور انہوں نے ابھی چند روز قبل ہی عیدالضحیٰ کا دن انتہائی غم و رنج کے ساتھ منایا۔ مسٹر مودی انکی،

حکومت اور انکے کشمیری گماشتوں نے عید کے متبرک دن پر کشمیریوں کے ساتھ ہمدردی کے بجائے لال چوک میں کرفیو نافذ کیا اور نماز عید پر پابندی عائد کردی۔ حد یہ ہے کہ ان لوگوں نے متاثرہ کشمیریوں مسلمانوں کی دلجوئی کیلئے چند الفاظ تک ادا نہیں کئے۔ لیکن آج اپنے عوام کو بیوقوف بنانے اور عالمی برادری اور رائے عامہ کو دھوکہ دینے کیلئے مودی نے کشمیری سیلاب زدگان کے ساتھ دیوالی منانے کا اعلان کیا اور یہ اعلان بھی محض برائے اعلان ہی تھا کیونکہ مسٹر مودی کا اصل مقصد اپنی آرمی اور فورسز کے ساتھ دیوالی منانا تھا۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید کہتے ہیں کہ نریندر مودی کا دیوالی منانے کشمیر جانا سیلاب متاثرہ کشمیریوں کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ بھارت سرکار نے سیلاب سے بدترین تباہی کے دوران اپنے فوجیوں کے علاوہ عام کشمیریوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ لاکھوں کشمیریوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ اب دنیا کو دھوکہ دینے کیلئے سیلاب زدگان سے اظہار یکجہتی کی باتیں کی جارہی ہیں۔ مودی کے دورہ پر کشمیریوں نے تاریخی ہڑتال سے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ غاصب بھارت کا وجود کسی صورت برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ سیلاب متاثرہ ہزاروں کشمیری اس وقت بھی کھلے آسمان تلے پڑے امداد کے منتظر ہیں۔ ان کے معمولات زندگی بحال نہیں ہوسکے ہیں مگر مودی حکومت کشمیریوں کی صحیح معنوں میں مدد کی بجائے لاشوں پر سیاست کر رہی ہے۔ بھارتی قیادت نہ خود کشمیریوں کی مدد کر رہی ہے اور نہ ہی عالمی اداروں

اور دنیا بھر میں موجود کشمیریوں کو بھی اپنے متاثرہ بھائیوں کی مدد کی اجازت نہیں دی جارہی ہے۔ بھارت سرکار کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتی ہے مگر یہاں سیلاب متاثرین کے ساتھ جو انتقامی رویہ اختیار کیا گیا وہ اسے بھولے نہیں ہیں۔ کشمیری اپنی جدوجہد آزادی بھرپور انداز میں جاری رکھیں گے۔ اتحادیوں کے خطہ سے نکلنے کے بعد بھارت بھی مقبوضہ کشمیر پر اپنا غاصبانہ قبضہ کسی صورت برقرار نہیں رکھ سکے گا۔

کشمیری 67 برسوں سے آزادی کے منتظر

مقبوضہ کشمیر پر بھارتی ناجائز تسلط کے 67 سال ہونے پر خصوصی ایڈیشن کے لئے تحریر
27 اکتوبر وہ سیاہ ترین دن ہے جس دن بھارت نے کشمیریوں سے حق آزادی چھین لیا
اور رات کے اندھیرے میں آ کر کشمیر پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ مقبوضہ کشمیر پر بھارتی
ناجائز تسلط کے 67 سال مکمل ہو رہے ہیں۔ ہر سال کنٹرول لائن کے دونوں اطراف
اور دنیا بھر میں مقیم کشمیری 27 اکتوبر کو صرف اس لئے یوم سیاہ مناتے ہیں کہ اقوام
متحدہ و عالمی برادری کی طرف توجہ مبذول کروائیں کہ وہ جموں کشمیر پر بھارت کے غیر
قانونی قبضے کو مسترد کرتے ہیں۔ 27 اکتوبر 1947 کو بھارتی فوجیں سرینگر میں داخل
ہوئیں اور برصغیر کی تقسیم کے منصوبے اور کشمیریوں کی خواہشات کے برعکس جموں
کشمیر پر زبردستی قبضہ کیا گیا۔ ریاست جموں کشمیر کبھی بھارت کا حصہ تھی ہی نہیں، جب
1947 میں برصغیر کی تقسیم کے نتیجہ بھارت اور پاکستان دو آزاد ملک برصغیر کے
نقشہ پر ابھری، اس وقت بھارت نے فوج کشی کر کے کشمیر پر اپنا جابرانہ تسلط قائم کیا۔
بھارت اپنی ملٹری مائیٹ کے ذریعے سے کشمیر پر قابض ہے اور اس ریاست کی متنازعہ
حیثیت اتنی بڑی حقیقت ہے کہ کوئی بھی ذی ہوش شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا

ہی۔ کشمیر کے آزادی پسند عوام اپنے پیدائشی اور بنیادی حق، حقِ خودارادیت کے لیے ایک جائز جدوجہد کر رہے ہیں اور وہ بھارتی حکمرانوں کی دھمکیوں سے ڈر کر اپنے حق سے دستبردار نہیں ہو سکتے ہیں۔آزادی کشمیر کے لئے نہ صرف کشمیری قوم کی بیش بہا قربانیاں ہی شامل ہیں، بلکہ اس کی پشت پر اقوامِ متحدہ کی 18 قراردادیں اور بھارتی حکمرانوں کے وہ وعدے اور معاہدے بھی ہیں، جو انہوں نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کشمیریوں کے ساتھ کئے ہیں۔ کشمیر میں آج ہر محلے ،ہر نکڑ پر بھارت کی فوج ہے اور کشمیری قوم ظلم و جبر کی انتہا میں بھی تحریک آزادی کی جد و جہد میں سرگراں ہے۔ دنیا کی بڑی طاقتوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ کشمیر ایک متنازعہ مسئلہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کشمیری قوم کی جد و جہد حق پر مبنی ہے۔ کشمیریوں نے ہندوستان کے قبضے کو ایک دن کے لیے تسلیم کیا ہے نہ کریں گے، نواز شریف نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کو خطاب کیا وہ خوش آئند ہے مگر سفارتی حکمت عملی واضع کرنے کی اشد ضرورت ہے، ہندوستان کی 8 لاکھ فوج نے ظلم وجبر کے تمام ہتھکنڈے آزمائے مگر کشمیریوں کے دل و دماغ سے آزادی کی تمنا اور آرزو کو ختم نہ کر سکی، اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل کشمیر پر قراردادوں پر عمل درآمد کروانے میں ناکام رہی ہے، جنوبی سوڈان اور مشرقی تیمور جو عیسائی اکثریتی علاقے تھے جن کی وجہ سے اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل متحرک ہو گئی اور ان کو علیحدہ کر دیا گیا جب کہ کشمیر اور فلسطین پر بھی

قراردادیں سلامتی کونسل میں موجود تھیں مگر ان پر آج تک عمل درآمد نہ ہو سکا جو امریکہ اقوام متحدہ اور مغربی ممالک کی دو عملی کا واضح ثبوت ہے۔ پاکستان فریق ہونے کی حیثیت سے کشمیر کی آزادی کے لیے اپنا کردار ادا کرے پاکستان کی قومی اور سیاسی جماعتیں اہل دانش اس کو اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے کردار ادا کریں ہندوستان حکومت پاکستان کی طرف سے یکطرفہ دوستی کا جواب لاشوں اور گولہ باری سے دے رہا ہے اس خطرے کے پیش نظر ہندوستان کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ کشمیریوں نے آزادی کے لیے لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا ہے اور مکمل آزادی تک قربانیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ کشمیری قوم نے کبھی بھارت کی اس جبری غلامی اور فوجی تسلط کو قبول نہیں کیا بلکہ پچھلے 67 برسوں سے ایک منظم مزاحمتی تحریک چلائی جسے کچلنے کے لئے بھارتی سامراج نے فوجی قوت کا بے تحاشا استعمال کیا اور جس کے نتیجے میں آج تک 5 لاکھ سے زائد کشمیری شہید ہو چکے ہیں، لاکھوں لوگ زخمی، ہزاروں خواتین بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو چکے ہیں اور ہزاروں عفت مآب خواتین کی عصمت کو داغدار بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ خونین اور افسوسناک سرکاری دہشت گردی کا کھیل ہنوز جاری ہے لیکن یہ قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ باطل قوتیں اب پسپائی کے راستوں پر گامزن ہو چکی ہیں اور حق پرست اور آزادی پسند قوتیں کامیابی سے آگے بڑھتی جارہی ہیں۔ بھارت گزشتہ 67 سال سے جبر و تشدد کے زور پر ریاستی عوام کو یرغمال بنانے اور عالمی اداروں کی آنکھوں

میں دھول جونکنے کے عمل میں مصروف ہے، انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور اقوام عالم کو جنوبی ایشیاء میں مستقل قیام امن کے لئے مسئلہ کشمیر کو ترجیح بنیادوں پر حل کرانے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے اور مقبوضہ کشمیر میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالیوں کا نوٹس لینا چاہیے بھارتی فوج لائن آف کنٹرول پر انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں میں مصروف ہے ،انسانی حقوق کے علمبردار نہتے کشمیری عوام پر مظالم کے خلاف آواز اٹھائیں ، بھارت گزشتہ 67 سالوں سے کشمیری عوام کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے دبانے کی کوشش کرتا چلا آرہا ہے۔اور اس نے ریاست کے اندر عوامی خواہشات کے برعکس جو کٹھ پتلی حکومت قائم کر رکھی ہے اب وہی اسمبلی بھی بھارت کے بے پناہ مظالم اور انسانیت سوز سرگرمیوں کے خلاف سراپا احتجاج بنتی جارہی ہے۔ اور یہ صورت حال اس بات کی غماز ہے کہ بھارت بھرپور ریاستی جبر و تشدد استعمال کرنے کے باوجود تحریک آزادی کشمیر کو نہیں دبا سکتا۔ الحاق پاکستان صرف ایک نعرہ نہیں بلکہ کشمیریوں کے ایمان کا حصہ ہے پاکستان کشمیریوں کی امیدوں کا مرکز ہے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاکستانی عوام کی قربانیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا،اقوام عالم مقبوضہ کشمیر میں جاری جدوجہد آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کرانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ کشمیر کی ساری قومی قیادت مسئلہ کشمیر کے پر امن اور باوقار حل کے لئے یک زبان ہے۔ لائن آف کنٹرول کی سنگین خلاف ورزیوں پر بھارت کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں

مقدمہ قائم کیا جانا چاہیے، عالمی طاقتیں مسئلہ کشمیر پر جانبدارانہ کردار کو تبدیل کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کا ساتھ دیں، کشمیر کوئی علاقائی تنازعہ نہیں بلکہ برصغیر جنوبی ایشیا میں قیام امن کی واحد ضمانت ہے، عالمی دنیا نے اس سلسلے میں اپنا کردار ادا نہ کیا تو جنوبی ایشیا میں ایٹمی جنگ کا خطرہ بدستور موجود رہیگا۔ 27 اکتوبر ایک سیاہ ترین دن ہے جس دن بھارت نے اندھیرے میں آکر یہاں فوجی قبضہ کیا اور اب اسی طرح اندھیرے میں ہی بھارت کو یہاں سے نکلنا ہوگا۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں الیکشن کرا کے دنیا کو گمراہ کر رہا ہے اور یہاں کی مزاحمتی قیادت کو جیلوں میں بند کرتی ہے، اگر قیادت کو الیکشن میں لوگوں کے پاس جانے کا موقعہ دیا جائے تو پھر بھارت دیکھے گا کہ کشمیری قوم کیا چاہتی ہے۔ کشمیری قوم گذشتہ 0 برسوں سے غلام ہے اور غلامی کی انتہا اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اب مسئلہ کشمیر ایک 60 آتش فشاں بن چکا ہے۔ کشمیری قوم نے تحریک آزادی کیلئے اپنا بچپن دیا، جوانی میں قربانیاں دیں اور اب بڑھاپا دینے کیلئے بھی تیار ہیں۔ ایک طرف بھارت کا جبر ہے اور دوسری طرف بین الاقوامی برادری کا اپنا مفاد ہے۔ کشمیری قوم نے جد و جہد آزادی کی جو تحریک شروع کی ہے وہ جاری رہے گی اور اپنے منطقی انجام تک پہنچے گی۔ پاکستانی وزیراعظم کے مشیر برائے خارجہ امور سرتاج عزیز کہتے ہیں کہ پاکستان مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی جانب سے ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو بین الاقوامی سطح پر اجاگر

کرنے کی مہم شروع کرے گا۔ جنگی جنون میں مبتلا بھارتی فوج کی جانب سے جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزیوں کے حالیہ واقعات سے متعلق سینیٹ میں بیان دیتے ہوئے سرتاج عزیز کا کہنا تھا کہ یہ خلاف ورزیاں موجودہ بھارتی حکمران جماعت کے اس منشور کی عکاسی کرتی ہیں جس کا اعلان اس نے انتخابی مہم کے دوران کیا تھا۔ بھارت نے رواں سال لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری پر جنگ بندی کی 224 خلاف ورزیاں کیں جن کی شدت گزشتہ خلاف ورزیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ معاملات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی لیکن اس حوالے سے بھارت کی جانب سے کبھی کوئی مثبت ردعمل سامنے نہیں آیا۔ مقبوضہ کشمیر میں 7 لاکھ بھارتی فوجی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ذمہ دار ہیں اور پاکستان ان خلاف ورزیوں کو بین الاقوامی سطح پر اجاگر کرنے کی مہم شروع کرے گا۔ایک ایسے موقع پر جب بھارتی ناجائز تسلط کو 67 سال ہو رہے ہیں اور بھارت کی ظلم و زیادتیاں نہ صرف مقبوضہ کشمیر میں بڑھتی جا رہی ہیں بلکہ کنٹرول لائن پر جارحیت بھی کر رہا ہے۔حکومت پاکستان کی طرف سے کشمیری مسلمانوں کو ایک مثبت پیغام ملا ہے جس سے تحریک آزادی میں مزید تیزی آئے گی اور جلد وہ دن آنے والا ہے کہ افغانستان سے امریکہ کے انخلاء کے بعد بھارت بھی کشمیر میں نہیں ٹھہر سکے گا۔

لواں گے ، لواں گے ، کشمیر لواں گے

.برطانیہ میں مقیم کشمیری.برادری کے افراد نے مسئلہ کشمیر کو عالمی.برادری کے سامنے اُجاگر کرنے اور کشمیریوں کے حق خودارادیت کے حق میں شہر کے تاریخی ٹریفالگر سکوائر سے.برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون کی رہائش گاہ تک احتجاجی مارچ کیا اور .برطانوی وزیراعظم کو ایک یادداشت پیش کی۔ شرکاء نے کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر بھارت کی مقبوضہ وادی میں جارحیت کے خلاف مختلف نعرے درج تھے۔ مارچ سے قبل جلسہ ہوا۔ مقررین نے تقاریر کرتے ہوئے کہا کہ جنوبی ایشیا میں حقیقی اور پائیدار امن مسئلہ کشمیر کے حل کے بغیر ممکن نہیں۔ بھارت کشمیریوں پر فوج کے ذریعے ڈھائے جانے والے مظالم بند کرے اور کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے۔ شرکاء نے .برطانوی وزیراعظم اور عالمی.برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ مسئلہ کشمیر کو حل کرانے میں کردار ادا کریں۔ شرکاء نے اقوام متحدہ سے بھی مطالبہ کیا کہ مسئلہ کو سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق پرامن طریقے سے حل کیا جائے۔ ملین مارچ میں پیپلزپارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹوزرداری اور آصفہ زرداری نے بھی شرکت کی۔ خواتین اور بچوں کی بڑی تعداد بھی مارچ میں شریک ہوئی اور کشمیریوں کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کیا اور مقبوضہ کشمیر کے کشمیریوں کو حق خودارادیت دینے کا مطالبہ

کیا۔ ملین مارچ ٹین ڈاؤننگ سٹریٹ پر پہنچ کر ختم ہوا۔ کشمیریوں کے حق خودارادیت کیلئے لندن ملین مارچ کے موقع پر بلاول بھٹو کے سٹیج پر آتے ہی بعض شرکاء نے نعرے لگانا شروع کر دیئے کہ یہ سیاسی جلسہ نہیں، کشمیر کاز کیلئے آئے ہیں، بعض شرکاء نے ''گو نواز گو'' اور ''گو بلاول گو'' کے نعرے بھی لگائے۔ ہنگامہ آرائی کرنے والوں کو نجی سکیورٹی اہلکاروں نے جلسے سے باہر نکال دیا۔ بلاول بھٹو نے ہنگامہ آرائی کے دوران مختصر خطاب کیااور لواں گے لواں گے، کشمیر لواں گے کے نعرے بھی لگوائے۔ پیپلز پارٹی کے رہنما رحمان ملک کہتے ہیں کہ بلاول بھٹو نے کشمیر کیلئے آواز اٹھائی اور کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کیلئے وہ لندن گئے۔ بھارتی انتہا پسندوں نے بلاول کو تقریر سے روکنے کی کوشش کی۔ کشمیریوں سے غداری کرنے والوں کے خلاف مقدمہ درج ہونا چاہیے۔ سکاٹ لینڈ کیلئے ریفرنڈم ہو سکتا ہے تو کشمیر کیلئے کیوں نہیں؟ ملین مارچ کے بعد بیرسٹر سلطان محمود نے برطانوی وزیراعظم کو یادداشت پیش کی جس کے متن میں کہا گیا ہے کہ برطانوی وزیراعظم مسئلہ کشمیر حل کرانے کیلئے مداخلت کریں، مسئلہ کشمیر برطانیہ کا ہی پیدا کردہ ہے۔ بھارت کو کشمیریوں پر مظالم سے روکا جائے، مسئلہ کشمیر ایٹمی فلیش پوائنٹ ہے، مسئلہ کشمیر حل کرکے ہی دنیا میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ برطانوی حکومت مسئلے کے حل کیلئے کردار ادا کرے، کشمیریوں کی رائے کے مطابق معاملہ حل کیا جائے، اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرایا جائے، برطانوی پارلیمنٹ میں بھی معاملہ

زیر بحث لایا جائے۔ آج جب ہندوستان کے جارحانہ عزائم جنوبی ایشائی ممالک کے لئے خطرے کی گھنٹی ہیں ایسے وقت میں کشمیری تارکین وطن کا یہ عظیم الشان مارچ مسئلہ کشمیر پر عالمی بیداری میں اضافے کا باعث بنے گا۔ کشمیر پر بین الاقوامی قراردادوں کو نظر انداز کرنا عالمی برادری کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ ہندو طالبان کی شدت پسندی خطے کے مستقبل کو خطرے میں ڈال رہی ہے۔ عالمی برادری مسئلہ کشمیر کو مزید پیچیدہ ہونے سے پہلے اپنا کردار ادا کرے۔ اور 3 جون 1947 کے آزادی ہند کے اصولوں، کشمیر پر بین القوامی قراردادوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کے پُرامن اور منصفانہ حل کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ ریاست جموں وکشمیر کے حق خودارادیت سے انکار کا مطلب ہندوستان اور پاکستان کی مذاکراتی آزادی کے کامیاب تاریخی تجربے پر ایک تلوار لٹکائے رکھنا ہے جو آنے والے وقت میں خطے کی توڑ پھوڑ کا ذریعہ بن کر ناقابل قبول عدم استحکام کو جنم دے سکتی ہے۔ 6 لاکھ معصوم اور بے گناہ انسانی جانوں کی ہندوستانی غاصب فوجوں کے ہاتھوں شہادت اور قربانی کبھی رائیگاں نہیں جا سکتی۔ یہ قوانین قدرت کے خلاف ہے ہندوستان مقبوضہ کشمیر میں صرف اور صرف اپنی فوجی قوت کے ذریعے موجود ہے بصورت دیگر سرزمین کشمیر میں ہندوستان نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ مسئلہ کشمیر کے حل میں تاخیر اور ابھی تک ہونے والی ناکامی لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور برطانیہ کے تقسیم ہند کے فیصلوں کو کمزور ثابت کر ہی ہے۔ جبری اور فوجی قبضوں کا دور اب دنیا بھر میں

ختم ہو چکا ہے۔ پاکستان کے وزیر اطلاعات پرویز رشید کہتے ہیں کہ پاکستان اپنے حقوق کیلئے آزادی کی تحریک لڑنے والے کشمیریوں کی اخلاقی، سیاسی و سفارتی حمایت پاکستان کرتا رہے گا، ہندوستان کب اپنا وعدہ پورا کرے گا، اقوام متحدہ کی قرار داد کو منظور ہوئے دہائیاں گزر گئیں، بھارت کی وعدہ خلافی کی وجہ سے اس کی عالمی و سفارتی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی، ایل او سی اور ورکنگ باؤنڈری پر بھارتی رویہ اور سرحدی خلاف ورزیاں دنیا میں ہندوستان کو جارح ریاست کے طور پر دیکھا جانے لگا ہے۔، 14 اگست 1947ء سے لے کر آج تک ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جب پاکستان نے کشمیریوں کی حمایت کیلئے آواز بلند نہ کی ہو، اپنے حقوق کیلئے آزادی کی تحریک لڑنے والے کشمیریوں کی اخلاقی، سیاسی و سفارتی حمایت پاکستان کرتا رہے گا، اسی اخلاقی سیاسی و سفارتی حمایت کا تسلسل ہے کہ 27 اکتوبر کو پاکستانی یوم سیاہ کے طور پر منا رہے ہیں۔ دنیا میں بھارت کا ریکارڈ منفی ہوتا چلا جا رہا ہے، بین الاقوامی برادری میں کوئی حیثیت حاصل کرنے کی بھارتی خواہش بھی ان منفی ریکارڈ کی وجہ سے پوری ہوتی نظر نہیں آ رہی۔ بھارت نے سیلاب میں مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جو انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے، کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، دنیا میں مسئلہ کشمیر سے پرانا کوئی ایشو نہیں، اقوام متحدہ، مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان میں رائے شماری کرا سکتی ہے تو یہاں کیوں نہیں۔ بھارت دنیا کی بڑی جمہوریت ہونے کے دعوے کو عملی شکل دینے

کیلئے مسئلہ کشمیر کو کشمیریوں کی امنگوں و خواہشات کے مطابق حل کرنے کیلئے آگے بڑھے۔ جموں و کشمیر کل جماعتی حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی کہتے ہیں کہ بھارت کا جمہوری دعویٰ محض ایک فراڈ ثابت ہو رہا ہے اور وہ کشمیری قوم کے بنیادی اور پیدائشی حقوق کو اپنی ملٹری طاقت کے بل بوتے پر دبا رہا ہے۔ ''کشمیر ملین مارچ'' پر پابندی عائد کرنے کے بھارتی مطالبے کو برطانیہ کی طرف سے مسترد کئے جانے کہا کہ بدلتے حالات میں بھارت اب زیادہ دیر تک اپنی ملٹری مائیٹ والی پالیسی کو جاری نہیں رکھ سکتا ہے اور مستقبل میں جموں کشمیر میں اسکاٹ لینڈ ٹائپ رائے شماری کرانے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ کار نہیں رہے گا۔ 27 اکتوبر وہ منحوس دن ہے جب 67 سال قبل بھارت نے بغیر کسی آئینی اور اخلاقی جواز کے جموں کشمیر میں اپنی فوجیں اُتار دیں اور ایک قوم کو اس کی مرضی اور منشا کے خلاف غلام بنالیا گیا۔ فوجوں کی آمد کو اگرچہ مہاراجہ ہری سنگھ کی درخواست کے ساتھ جوڑا جاتا ہے، البتہ اس وقت وہ آئینی حیثیت سے ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے بے دخل ہو چکے تھے اور لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کی ہوئی تھی اور دوم ایک فردِ واحد کو کسی بھی طور یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ لاکھوں لوگوں کی تقدیر کا فیصلہ ان کی رائے جاننے کے بغیر از خود کرتا اور ان کے حقِ خودارادیت کو کالعدم کرتا۔ لندن میں کشمیر مارچ تحریک آزادی کشمیر میں میں ایک نئے موڑ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے ذریعے سے دنیا کو معلوم ہو گا کہ کشمیریوں کی

تحریک کا عالمی دہشت گردی کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق نہیں ہے اور اس
خطے کے لوگ اپنے جمہوری حقوق کے لیے ایک پُرامن جدوجہد کر رہے ہیں۔

ہندوستان، تو مان یا نہ مان۔۔۔۔ کشمیر بنے گا پاکستان

احوال وکلاء کی ''کشمیر کانفرنس '' کا

کشمیر تاریخی ، جغرافیائی ، ثقافتی اور مذہبی طور پر پاکستان کا حصہ ہے۔ کشمیریوں کی جد و جہد در حقیقت تکمیل پاکستان کی جد و جہد ہے اور تقسیم ہند کے ایجنڈے کا حصہ ہے۔ بھارت کو اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ برصغیر کے ڈیڑھ ارب انسانوں کا مستقبل مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل سے وابستہ ہے۔ مسئلہ کشمیر کا پائیدار حل ہی برصغیر میں امن واستحکام کا ضامن ہو سکتا ہے۔ 27 اکتوبر کو بھارت نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کرکے تمام جمہوری اور بنیادی انسانی حقوق کو پامال کیا تھا اس جبر تسلط کو کشمیریوں نے آج تک تسلیم نہیں کیا اور وہ اپنی مبنی برحق جد و جہد جاری رکھے ہوئے ہیں ۔مسئلہ کشمیر کا بہترین حل وہاں کے عوام کی رائے کی توثیق اقوام متحدہ کی قراردادوں سے ہو چکی ہے۔ پوری دنیا میں مقیم کشمیریوں کا ہر سال 27 اکتوبر کو یوم سیاہ منانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ کشمیری نصف صدی سے اس جبر تسلط کو نہیں بھولے اور ان کی منزل وہی ہے جس کا تعین قائد اعظم نے کیا تھا۔ کشمیریون کو طاقت اور جبر کے بل بوتے پر غلام بنائے رکھنے کی روش زیادہ دیر برقرار نہیں رکھ

سکتی۔ ظلم و تشدد کے تمام ہتھکنڈے آزمانے کے باوجود بھارت کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کشمیریوں نے آخری آدمی تک جد و جہد آزادی کو جاری رکھنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریک اپنے منطقی انجام سے ہمکنار ہو کر رہے گی۔ حکومت پاکستان اپنے اصولی موقف پر قائم رہتے ہوئے کشمیریوں کی سیاسی اور سفارتی حمایت جاری رکھے۔ مقبوضہ کشمیر پر غاصبانہ بھارتی قبضے کے 67 سال مکمل ہونے پر آزاد و مقبوضہ کشمیر سمیت دنیا بھر میں کشمیریوں نے پیر کو یوم سیاہ منایا اور زبردست احتجاجی مظاہرے کئے۔ مقبوضہ کشمیر میں مکمل ہڑتال کی گئی جس کی کال حریت رہنماؤں علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، شبیر احمد شاہ، یاسین ملک اور دیگر نے دی تھی۔ قابض بھارتی انتظامیہ نے حریت رہنماؤں کو احتجاجی مظاہروں کی قیادت سے روکنے کیلئے گھروں میں نظر بند کر دیا تھا۔ مظاہروں کے پیش نظر سرینگر اور وادی کے دیگر حساس علاقوں میں فوج اور سی آر پی ایف کو متحرک رکھا گیا۔ سکیورٹی فورسز نے درجنوں کشمیری گرفتار کر لئے' ہڑتال کی وجہ سے تمام تجارتی مراکز، پٹرول پمپ اور ٹرانسپورٹ بند رہی۔ سرینگر سمیت مختلف علاقوں میں احتجاجی مظاہروں کے دوران جھڑپیں ہوئیں اور پتھراؤ کے واقعات پیش آئے۔ اس دوران پورا کشمیر ہمیں کیا چاہئے' آزادی، پاکستان کا مطلب کیا' لاالہ الااللہ اور بھارتیو! کشمیر چھوڑ دو کے فلک شگاف نعروں سے گونجتا رہا۔ آزاد کشمیر کے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں احتجاجی مظاہرے، جلسوں اور جلوسوں کا انعقاد کیا

گیا۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں جماعت الدعوۃ سمیت دیگر تنظیموں کی جانب سے پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔ مظفر آباد میں حزب المجاہدین نے ریلی نکالی۔ سرینگر میں اقوام متحدہ کے دفتر تک احتجاجی مارچ کیا گیا۔ اس موقع پر کشمیری رہنماؤں نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا کہ بلاتاخیر استصواب رائے کے ذریعے کشمیریوں کو حق خودارادیت دیا جائے۔ اس امر میں تاخیر دو نیوکلیئر طاقتوں کے درمیان تصادم کا باعث بن سکتی ہے۔ اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کے نام ایک یادداشت بھی پیش کی گئی۔ یادداشت میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے کہا گیا ہے کہ کشمیر سے بھارتی فوجی انخلا عمل میں لایا جائے۔ اسلام آباد میں حریت کانفرنس کے زیر اہتمام اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کے دفتر کے سامنے دھرنا دیا گیا۔ قومی اسمبلی نے یوم سیاہ پر اظہار یکجہتی کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی۔ قرارداد وفاقی وزیر امور کشمیر برجیس طاہر نے پیش کی جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کشمیریوں کی سیاسی سفارتی اور اخلاقی حمایت جاری رکھے گا۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں ظلم و ستم اور بربریت بند کرے۔ کشمیر میں انسانی حقوق کی حلاف ورزیاں بند کی جائیں عالمی برادری مسئلہ کشمیر کے حل میں کردار ادا کرے۔ لاہور میں بھی مختلف مقامات پر کشمیر پر بھارتی ناجائز تسلط کے خلاف پروگرامات ہوئے ۔ لاہور ہائی کورٹ بار کے وکلاء کی جانب سے ایک بڑی کشمیر کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں وکلاء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ لاہور ہائی کورٹ کے کراچی شہداء ہال میں پاکستان

لاء جسٹس پارٹی کے زیر اہتمام ہونے والی اس کانفرنس سے جماعۃالدعوۃ سیاسی امور کے سربراہ پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی، پاکستان لاء جسٹس پارٹی کے چیئرمین منصف اعوان، و دیگر نے خطاب کیا جبکہ محمد اویس ایڈووکیٹ، جماعۃالدعوۃ لاہور کے امیر مولانا ابوالہاشم، ملک سلمان اسلم و دیگر بھی موجود تھے۔ اس موقع پر پاکستان لاء جسٹس پارٹی کی طرف سے ایک قرارداد بھی پیش کی گئی جس میں کہا گیا کہ سال 2015ء کو کشمیر یوں کیلئے ریفرنڈم کا سال قرار دیا جائے جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ کشمیر کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جماعۃالدعوۃ سیاسی امور کے سربراہ حافظ عبدالرحمان مکی نے کہا کہ ریاست جموں کشمیر پر نصف صدی سے بھارت کا قبضہ ہے۔ بھارت نے اقوام متحدہ میں جو معاہدہ کیا تھا اسے اس نے خود نظر انداز کیا اور نہتے کشمیریوں کا قتل عام جاری رکھا۔ بربریت کی انتہا کی گئی اور بھارتی فوجیں جب جموں کشمیر میں داخل ہوئیں تو ہندو سے نفرت کی وجہ سے جنگ شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے بہادری سے مقابلہ کیا اور آزادی کے حصول و پاکستان کا ساتھ دینے کے لئے جانیں قربان کیں۔ جب مسلمان کشمیر میں جنگ جیتنے کے قریب ہوئے تو بھارت نے اقوام متحدہ کا سہارا لیا۔ پاکستان نے بھی اقوام متحدہ میں بھارت کے موقف کو تسلیم کیا لیکن بھارت نے پھر ہٹ دھرمی دکھائی اور کشمیریوں کو حق نہیں ملا۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال بھی وکیل تھے انہوں نے ایک کیس لڑا اور پاکستان تحفے میں جیت کر دیا۔ اب بھی وکلاء کشمیر کی آزادی کے

لئے کردار ادا کریں۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں آٹھ لاکھ فوج داخل کی جس نے دن رات کشمیری مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن کشمیریوں نے بھارت کا کسی قسم کا کوئی دباؤ قبول نہیں کیا اور پاکستان کا پرچم بلند کرکے کشمیر بنے گا پاکستان کے نعرے بلند کئے۔ پاکستان کو چاہئے کہ بھارت سے واضح طور پر کہے کہ جب تک بھارتی فوج کشمیر میں موجود رہے گی کسی قسم کے مذاکرات یا دوستی نہیں ہو گی۔ واجپائی جب پاکستان آیا تھا تو اسوقت بھارت کشمیر کو متنازعہ خطہ کہتا تھا لیکن اب اس کا موقف ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ بھارت نے بارڈر پر پکے مورچے بنا لئے ہم نے اس کے لئے راستہ صاف کیا اور خاموشی اختیار کرتے ہوئے قومی جرم کا ارتکاب کیا، متنازعہ ترین سرزمین پر باڑ یا دیوار نہیں بن سکتی۔ ہم نے صرف دوستی کی خاطر کشمیریوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ انہوں نے کہا کہ امن کے قیام کے لئے کشمیر میں سلگتی آگ کو بجھانا پڑے گا۔ اس کے لئے وکلاء بھی کردار ادا کریں۔ پاکستان کا بچہ بچہ تحریک آزادی کشمیر کے لئے جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہے کیونکہ پاکستان و کشمیر لازم و ملزوم ہیں۔ ملک سلمان اسلم ایڈووکیٹ کا کہنا تھا کہ کشمیر پر بات ہو اور پاکستانی قوم متحد نہ ہو انتہائی افسوسناک ہے۔ ہم وکیل ہیں، پاکستان میں ایک خاتون کے ساتھ زیادتی کی خبر آ جائے تو ہماری رات کی نیند حرام ہو جاتی ہے لیکن مقبوضہ کشمیر میں کتنی بہنوں، ماؤں کی عصمتیں لٹ گئیں، ہر روز بھارت مسلح درندے ہماری ماؤں، بہنوں کے آنچل نوچ رہے ہیں، بھارتی خونخوار

درندے کبھی بھی کسی بھی وقت کشمیریوں پر مظالم سے باز نہیں آتے ایسے میں ہم پاکستانی اتنے بے حس کیوں ہو چکے ہیں حالانکہ کشمیریوں کے ساتھ ہمارا کلمہ کا، دین اسلام کا رشتہ ہے۔ سیاسی پارٹیاں کشمیر کو صرف اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتی ہیں ۔اقوام متحدہ سے بھی انصاف کی توقع نہیں رکھنی چاہئے ۔اب کشمیر کی تحریک کی لئے وکلاء کو نکلنا پڑے گا۔ وکلاء کی تحریک میں شمولیت سے کشمیریوں کے حوصلے بلند ہوں گے تو دوسری طرف وکلاء جو کر سکتے ہیں وہ سیاسی پارٹیاں نہیں کر سکتیں، بانی پاکستان بھی ایک وکیل تھے ہمیں اپنے قائد کے فرمان کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے کو یاد رکھتے ہوئے کشمیر کی تحریک بھرپور طریقے سے چلانی ہو گی۔

آؤ استعفیٰ۔۔۔۔ استعفیٰ کھیلیں

نئے پاکستان کی دعویدار تحریک انصاف کی نیت نہیں ہے کہ وہ استعفے دے کیونکہ اگر ان کی نئے پاکستان کی واقعی نیت ہوتی تو وہ استعفے ذاتی طور پر سپیکر کو دیتے یا پھر اسمبلی کے فلور پر اس کا اعلان کرتے ، تحریک انصاف کے ارکان کے استعفے اس لئے منظور نہیں کئے جا رہے کیونکہ ن لیگ ہارس ٹریڈنگ کرنا چاہ رہی ہے ، استعفوں کے معاملے میں آئین اور قانون کو مذاکرات کی نذر کر دیا گیا ہے۔ اگر تحریک انصاف کی نیت ہوتی تو وہ کے پی کے سے بھی استعفے دیتے ، ایک ایک کرکے استعفے کی تصدیق قانونی طریقہ ہے۔ استعفوں کے معاملے پر سپیکر کو آئین اور قانون کے مطابق چلنا چاہئے ، اگر یہ غیر آئینی ہے کہ استعفے ملنے کے بعد منظور نہیں کئے جا رہے تو پھر سپیکر کو استعفے ملتے ہی انہیں منظور کر لینا چاہئے تھا۔ تحریک انصاف کے ارکان قومی اسمبلی کے سپیکر قومی اسمبلی کے سامنے انفرادی طور پر پیش نہ ہونے پر بدھ کو بھی انکے استعفوں کی منظوری کے معاملہ پر ڈیڈ لاک برقرار رہا۔ سپیکر سردار ایاز صادق اپنے چیمبر میں تحریک انصاف کے مستعفی ارکان کے منتظر رہے جبکہ تحریک انصاف کے 25 ارکان سپیکر چیمبر سے چند قدم کے فاصلے پر سپیکر لاؤنج میں بیٹھے رہے اور اس بات پر بضد رہے کہ سپیکر انکے پاس آکر استعفوں کی تصدیق کریں۔ تحریک انصاف کے ارکان نے

پارلیمنٹ ہاؤس میں ''گو نواز گو'' کے نعرے بھی لگائے۔ تحریک انصاف کے ارکان کی سپیکر لاؤنج میں موجودگی کے دوران اس وقت دلچسپ صورتحال پیدا ہو گئی جب دو بار ڈپٹی سپیکر مرتضیٰ جاوید عباسی تحریک انصاف کے مستعفی ہونے والے ارکان کے پاس گئے اور انکو انفرادی طور سپیکر کے سامنے پیش ہو کر اپنے استعفوں کی تصدیق کرانے کیلئے کہا لیکن تحریک انصاف کے ارکان نے سپیکر کے سامنے الگ الگ پیش ہونے سے انکار کر دیا۔ سردار ایاز صادق خاصی دیر تک استعفوں کی تصدیق کیلئے اپنے چیمبر میں بیٹھے رہے لیکن کسی رکن کے نہ آنے پر اپنے چیمبر سے اٹھ کر چلے گئے۔ شاہ محمود قریشی بھی اڑھائی گھنٹے کے بعد اپنے تمام ارکان کو ساتھ لیکر واپس چلے گئے۔ شاہ محمود قریشی نے کہا تحریک انصاف کے اراکین اسمبلی استعفوں کی تصدیق کیلئے سپیکر کے چیمبر میں پیش ہوئے ڈھائی گھنٹے انتظار کرایا مگر پھر بھی سپیکر نہیں آئے ڈپٹی سپیکر کو نقطہ نظر بتا دیا ہے ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہمارے ممبران کو وزارتوں اور پیسوں کی پیشکش کی گئی جمہوریت کا راگ الاپنے والوں نے جمہوریت کا مذاق اڑایا ہے بد قسمتی سے ہمیں اڑھائی گھنٹے انتظار کرایا گیا لیکن سپیکر تشریف نہیں لائے۔ڈپٹی سپیکر آئے ڈپٹی سپیکر نے ہمارا نقطہ نظر سپیکر کو پیش کیا اور کہا کہ ہمارا انتظار کریں ہم انتظار کرتے رہے انتظار کرنے کے بعد آ گئے ڈپٹی سپیکر کے پاس کیمرہ بھی تھا اور یہ کیمرہ سرکاری تھا ڈپٹی سپیکر نے تمام ممبران بیٹھے ہیں سیکرٹریٹ کا عملہ بھی موجود ہے ایک ایک ممبر نے

برملا کہا کہ ہم نے استعفے دے دیئے اور تصدیق کے لیے آئے ہیں ہم نے اپنا قانونی، اخلاقی اور سیاسی فرض پورا کردیا ہے۔ حکومت نے ماضی کی سیاست سے کچھ نہیں سیکھا ہارس ٹریڈنگ کی کوشش کی گئی ہمارے ممبران کو وزارتیں اور پیسوں کی پیشکش کی گئی مسلم لیگ چھانگا مانگا کی سیاست کررہی ہے۔ پارلیمنٹ کا احترام کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے عمران خان کا شروع دن سے موقف تھا ہمارا مینڈیٹ چوری کیا گیا۔ الیکشن کمیشن پارلیمنٹ اور عدلیہ سے رجوع کیا ہمیں کہیں سے انصاف نہیں ملا اور پھر ہم نے عوام سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ہے ہمارے ممبران کو استعفے نہ دینے پر مختلف وزارتیں اور بھاری رقوم کی پیشکش کی گئی ہے جس کو تحریک انصاف نے ٹھکرا دیا ہے۔ موجودہ حکومت نے پارلیمنٹ کا مذاق اڑایا ہے تمام فیصلے پارلیمنٹ سے باہر ہورہے ہیں اتمام اراکین اسمبلی کو میڈیا کے سامنے بتانا چاہتے ہیں کہ ہم مستعفی ہونا چاہتے ہیں پیپلز پارٹی کی حکومت کی وزارت چھوڑ کر استعفیٰ دیا اور مجھے تصدیق کے لئے نہیں بلایا گیا اب حکومت ماضی کی چھانگا مانگا کی سیاست کرنا چاہتی ہے۔ تحریک انصاف کے 30 اراکین اسمبلی میں 27 سپیکر کے چیمبر میں پیش ہوئے حاضر نہ ہونے والے اراکین کی سپیکر ان کو کسی بھی وقت بلا کر تصدیق کر سکتے ہیں جو ممبر استعفیٰ نہیں دے گا وہ پارٹی سے فارغ ہوجائے گا۔ سپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق کا پاکستان تحریک انصاف کے ممبران کے استعفوں کے معاملے پر الیکشن کمیشن آف پاکستان کو خط لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔انکا کہنا ہے کہ کوئی

حکومت کا نمائندہ نہیں اور نہ ہی مجھے عہدہ کسی پارٹی کی طرف داری کی اجازت دیتا ہے پاکستان تحریک انصاف کے ممبران کے استعفوں کی تصدیق کا معاملہ آئین اور قواعد و ضوابط کے مطابق کروں گا کسی کی خواہش یا منشا پر یہ معاملہ ختم نہیں کر سکتے ا۔ قومی اسمبلی کے قواعد و ضوابط نمبر 43 کے مطابق کریں گے۔ پی ٹی آئی کے ممبران نے صبح گیارہ بجے آنا تھا لیکن وہ دو بجے کے قریب آئے۔اور فرداًفرداً استعفوں کی تصدیق کیلئے پی ٹی آئی نے انکار کر دیا ہے اور الیکشن کمیشن کو اس حوالے سے خط لکھیں گے کہ ہم نے دو مرحلے استعفوں کی تصدیق کے حوالے سے کئے ہیں اور تحریک انصاف کے ممبران فرداًفرداً استعفوں کی تصدیق نہیں کرنا چاہتے۔سیاسی جرگے نے سپیکر قومی اسمبلی سے مطالبہ کیا ہے کہ تحریک انصاف کے ارکان قومی اسمبلی کے استعفوں کی منظوری محرم الحرام میں ملتوی کی جائے' استعفوں کی منظوری سے حکومت خود قبل از وقت انتخابات کا سبب بن سکتی ہے۔ جرگے کی جانب سے سپیکر کے نام خط میں سپیکر سے اپیل کی گئی ہے کہ محرم الحرام میں امن و امان کا قیام اہم معاملہ ہے' اسلئے استعفوں کی منظوری کے معاملے کو ملتوی کر دیا جائے۔ حکومت شمالی وزیرستان کے آئی ڈی پیز' بجلی' بیروزگاری' بدامنی اور دیگر عوامی مسائل پر توجہ دے' عوام اتنا سانپ سے نہیں ڈرتے جتنا بجلی کے بلوں سے ڈرتے ہیں۔ حکومت کیلئے انا کا راستہ اختیار کرنا مفید نہیں' جو اقدام پانچ چھ ماہ بعد کرنا پڑے آج کر لیا جائے۔ اب حکومت ایک قدم آگے بڑھ کر مذاکرات کے لئے خود بیٹھ جائے۔ پی ٹی

آئی ارکان اسمبلی کے استعفوں کی منظوری سے حکومت اور جمہوریت دونوں کو دھچکا لگے گا' جمہوریت پر سے خطرہ ٹلا نہیں' اگر یہ صورتحال جاری رہی تو اڑھائی ہفتوں میں صورتحال تبدیل بھی ہو سکتی ہے۔ عوامی تحریک نے دھرنا ختم کرکے جمہوری راستے پر آنے کا اعلان کیا لیکن ابھی سیاسی بحران برپا ہے۔ جرگے کی کوشش ہے کہ حکومت اور تحریک انصاف میں مذاکرات کا سلسلہ دوبارہ بحال ہو، معاملات کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ استعفے منظور کئے گئے تو ملک مڈ ٹرم الیکشن کی طرف جائے گا۔ مسلسل بات چیت کا نتیجہ ہے کہ عوامی تحریک کا دھرنا ختم ہوا، مذاکرات واحد راستہ ہے جس کے ذریعے مسائل حل کر سکتے ہیں اور ملک کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ امریکی تجزیہ نگار مائیکل کوکیل مین کہتے ہیں کہ احتجاجی تحریک اور دھرنوں سے حکومت ختم کرنے کی مہم کی ناکامی کے بعد پاکستان میں جمہوریت کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ عمران خان اپنی حمایت کھو چکے ہیں کیونکہ ان کی اپنی ہی پارٹی کے کئی ارکان انہیں چھوڑ چکے ہیں جو اب اپنا احتجاج زیادہ عرصہ جاری نہیں رکھ سکتے جبکہ قادری بھی اپنے جلسوں میں خالی کرسیوں کے سامنے تقاریر کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ کی جانب سے دھرنا ختم کئے جانے کے بعد احتجاجی تحریک بنیادی طور پر ختم ہو چکی ہے۔ کئی ہفتوں تک یہ کھیل چلا کیونکہ اب پاکستان میں حکومتیں گرانا آسان نہیں جس طرح عشروں پہلے تھا۔ جب مظاہرین نے اسلام آباد آنے سے انکار کیا تو عمران خان اور طاہر القادری نے خالی کرسیوں کے

سامنے تقاریر کیں۔ دونوں کے مستقبل کے متعلق انہوں نے کہا عمران خان لوگوں کو
سڑکوں پر لانے کی کوشش کرکے آئندہ انتخابات کے لئے اپنی پوزیشن بنانے کی کوشش
کریں گے جبکہ قادری بھی مزید احتجاجی سیاست کرنا چاہیں گے۔

عبدالقادر ملا کے بعد مطیع الرحمان نظامی ''حسینہ'' کے انتقام کا نشانہ

1971ء کی جنگ میں پاکستان کی حمایت کے الزام میں بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے سربراہ مطیع الرحمٰن نظامی کو سزائے موت سنا دی گئی۔ 71 سالہ سربراہ مطیع الرحمان نظامی کو 16 مقدمات کا سامنا تھا جن میں نسل کشی، قتل، تشدد اور ریپ کے الزامات شامل تھے۔ خصوصی عدالت نے اس مشہور مقدمے کا فیصلہ سنایا تو عدالت کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ 1971ء میں مطیع الرحمان نظامی جماعت اسلامی کی ایک ذیلی تنظیم سے منسلک تھے اور ان پر الزام ہے کہ انھوں نے ''البدر'' نامی ملیشیا کے کمانڈر کے حیثیت میں علیحدگی پسند بنگالی کارکنوں کی نشاندہی کرنے اور انہیں ہلاک کرنے میں پاکستانی فوج کی اعانت کی تھی۔ استغاثہ کا کہنا تھا کہ البدر نے جنگ کے دوران باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت آزادی پسند اساتذہ، انجینئرز اور صحافیوں سمیت کئی کارکنوں پر تشدد کیا اور انہیں موت کے گھاٹ اتارا۔ مطیع الرحمان نظامی کے وکلا کا کہنا ہے کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپیل کریں گے۔ بنگلہ دیش میں عوامی لیگ کی حکومت نے 1971 میں پاک فوج کے ساتھ تعاون اور بنگالی عوام کے خلاف جرائم کے ذمہ داروں کے تعین اور انہیں سزا دینے کے لئے خصوصی ٹریبونل قائم کیا تھا جو جماعت اسلامی بنگلادیش کے رہنما علی احسن محمد مجاہد کو سزائے موت اور غلام اعظم کو 90 سال قید کی سزا سنا چکا

ہے۔ تاہم جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے سابق رہنما مطیع الرحمٰن نظامی کو پھانسی کی سزا سنائے جانے کے بعد جماعت اسلامی نے دھمکی دی ہے کہ وہ عبد القادر ملا کے خون کا انتقام لیکر رہے گی۔ مطیع الرحمٰن نظامی پر عدالت کی جانب سے جنگی مجرم ہونیکا الزام عائد کیا گیا تھا۔ مطیع الرحمٰن نظامی کو دو روز بعد پھانسی کی سزا سنائی گئی وہ بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد کی حکومت مخالف جماعتوں کے کلیدی لیڈروں میں سے ہیں۔ مطیع الرحمٰن نظامی کو پھانسی کی سزا سنائے جانے پر سخت رد عمل سامنے آیا ہے اور جماعت اسلامی نے اس سزا کے خلاف تین روزہ عام ہڑتال کی کال دے دی ہے۔ جماعت اسلامی کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ مطیع الرحمٰن نظامی کو پھانسی کی سزا، سیاسی محرکات کے تحت سنائی گئی ہے۔ اس اقدام سے حکمراں جماعت عوامی لیگ کا مقصد، اسلامی جماعتوں کا صفایا کرنا ہے۔ مطیع الرحمٰن نظامی کو پھانسی کی سزا سنائے جانے کے بعد بنگلہ دیش میں حالات کشیدہ ہوگئے ہیں۔ انسانی حقوق کے بین الاقوامی گروہوں نے ان کو پھانسی کی سزا سنائے جانے کے اقدام کی مذمت کی ہے۔ بنگلہ دیشی عوام کہتے ہیں کہ شیخ حسینہ واجد کی سیکولر حکومت ، اس ملک میں تمام اسلامی گروہوں اور پارٹیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کے لئے کمر باندھ چکی ہے اور بنگلہ دیش کے سیاسی میدان سے اسلام پسندوں کے خاتمے کے لئے ایک بہت بڑا رسک لیا ہے اور بنگلہ دیش کی اسلامی تنظیموں میں سب سے بڑی، جماعت اسلامی کے لیڈروں کو پھانسی تک کی سزا دی ہے۔ یہ ایسی حالت میں ہے کہ جب اس

ملک کے عوام نے عملی طور پر ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ بنگلا دیش سے اسلامی قوانین کیخاتمے کے لئے حسینہ واجد کی سیکولر حکومت کے سامنے نہیں جھکیں گے اور ان کی حکومت کی اسلام مخالف پالیسیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ جنگی جرائم کے ٹریبونل کی جانب سے جماعت اسلامی کے سربراہ مطیع الرحمٰن نظامی کو سزائے موت سنائے جانے کے بعد ملک میں جاری احتجاج فسادات کی شکل اختیار کرگیا ہے۔ بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت کو بھارت کی پشت پناہی حاصل ہے اور وہ پاکستان سے نرمی و پیار کے حامل افراد اور تنظیموں پر سخت سے سخت سزا لگا رہی ہے اور ان کے جلسے جلوسوں پر ربڑ کی گولیاں اور آنسو گیس کا بے دریغ استعمال کررہی ہے۔ بنگلہ دیش کے جنگی جرائم کے ٹریبونل نے جماعت اسلامی کے سربراہ مطیع الرحمٰن نظامی کو 1971 میں پاکستان سے محبت اور پاک فوج کی حمایت کرنے پر انسانیت کے خلاف جرائم بشمول نسل کشی، تشدد اور کے الزامات لگا کر سزائے موت سنائی تھی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ جماعت اسلامی کے کارکنوں نے ٹریبونل کے فیصلے کے فوراً بعد مظاہرہ کیا اور اس دوران لگ بھگ 90 لوگوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ وزیراعظم شیخ حسینہ واجد نے 2010ء میں ایک خصوصی ٹریبونل قائم کیا تھا جس کے ذمے 1971ء میں ملک کی ''جنگ آزادی'' کے دوران تقریباً 30 لاکھ لوگوں کی ہلاکت کے مبینہ واقعات کی تحقیقات کرکے ان میں ملوث افراد کو سزائیں دینا ہے۔امیر جماعت اسلامی پاکستان سراج الحق کہتے ہیں کہ بنگلہ دیش میں پاکستان سے محبت کرنے والے لوگوں کو جیلوں میں ڈالا

اور پھانسیوں پر چڑھایا جا رہا ہے۔ یہ نام نہاد ٹریبونل کا ظالمانہ فیصلہ ہے اور انصاف کا خون کرتے ہوئے ایک بے گناہ شخص کو موت کی سزا سنائی گئی ہے۔ بنگلہ دیشی وزیراعظم حسینہ واجد اس طرح کے اوچھے ہتھکنڈوں سے اپنے اقتدار کو طول نہیں دے سکتی۔ پاکستان کی حکومت نے مشرقی پاکستان میں فوج کا ساتھ دینے والے محب وطن پاکستانیوں کی سزا پر مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے اگر وہ چاہتی تو شیخ مجیب الرحمٰن اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان ہونے والے معاہدے کو دنیا کے سامنے پیش کر کے پاکستان کا ساتھ دینے والے جماعت اسلامی کے لوگوں پر مقدمات کو ختم کرایا جاسکتا تھا جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ دونوں ممالک کسی پر جنگی جرائم کا مقدمہ نہیں چلائیں گے۔ پہلے ملا عبدالقادر کو ظالمانہ سزا سنا کر پھانسی دے دی گئی اور اب مطیع الرحمٰن نظامی کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی ہے۔ پھانسیاں اور قید و بند کی صعوبتیں حق کی آواز کو نہیں دبا سکتیں۔ ماضی میں حکومتی ذمہ داران کی جانب سے عبدالقادر ملا کی پھانسی کو بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ قرار دیا گیا' ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سوچ درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ہر فورم پر اٹھانا چاہیے اور بھارتی شہ پر کئے جانے والے اس ظلم کے خلاف بھرپور آواز بلند کرنی چاہیے۔ امیر جماعۃالدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے امیر مطیع الرحمٰن نظامی کو سزائے موت سنائے جانے کے فیصلہ پر شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی قائدین کو بھارتی

اشاروں پر پھانسی کی سزائیں سنائی جارہی ہیں۔ حکومت پاکستان کو خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اس مسئلہ کو سلامتی کونسل اور او آئی سی میں اٹھانا چاہیے۔ پہلے جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے قائد عبدالقادر ملا کو پھانسی دی گئی پھر مولانا غلام اعظم سزا سنائے جانے کے بعد جیل میں فوت ہوئے جو یقیناً پوری مسلم امہ کیلئے صدمہ کا باعث ہے اور اب مولانا مطیع الرحمٰن نظامی کو پھانسی کی سزا سنادی گئی ہے' ہم سمجھتے ہیں کہ ان قائدین نے قومیت اور وطنیت کیلئے قربانیاں پیش نہیں کی تھیں بلکہ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ لاالہ الااللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بھارتی فوج کے سامنے ڈٹ گئے اور واضح طور پر کہا تھا کہ ہمیں بھارتی فوج کا پاکستانی سرزمین پر وجود برداشت نہیں ہے۔اس لئے ہمیں اپنے ان محسنوں کی قدر کرنی چاہئے۔ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی قائدین کو پھانسیوں کی سزائیں سنانے سے ایک بار پھر نظریہ پاکستان زندہ ہورہا ہے۔ پھانسیاں اور قیدو بند کی صعوبتیں حق کی آواز کو نہیں دبا سکتیں۔ماضی میں حکومتی ذمہ داران کی جانب سے عبدالقادر ملا کی پھانسی کو بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ قرار دیا گیا' ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سوچ درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ہر فورم پر اٹھانا چاہیے اور بھارتی شہ پر کئے جانے والے اس ظلم کے خلاف بھرپور آواز بلند کرنی چاہیے۔امیر جماعت اسلامی صوبہ پنجاب و پارلیمانی لیڈر صوبائی اسمبلی ڈاکٹر سید وسیم اختر نے مولانا مطیع الرحمان نظامی کی سزائے موت کے خلاف قرار داد پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع

کروادی۔ جمع کرائی جانے والی قرار داد میں کہا گیا ہے کہ ''یہ ایوان مولانا مطیع الرحمان نظامی امیر جماعت اسلامی بنگلہ دیش کو پاکستان سے وفا کرنے کے جرم پر سزائے موت سنائے جانے کے انٹرنیشنل کرائمز ٹریبونل کے فیصلے کی شدید مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بنگلہ دیشی حکومت کو اس فیصلے پر عمل درآمد کرنے سے روکے''۔ وزیر اعظم میاں نواز شریف جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے قائدین کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنانے کے خلاف عالمی سطح پر معاملے کو اٹھائیں۔ جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنماؤں کو حب الوطنی اور متحدہ پاکستان کا دفاع کرنے کی پاداش میں نشانہ بنایا جارہا ہے۔ امن کے علمبردار ممالک، انسانی حقوق کی ترجمان این جی اوز اور اقوام متحدہ ان مظالم کا نوٹس لیتے ہوئے بنگلہ دیشی حکومت پر دباؤ ڈالیں۔ بے گناہ افراد کو سزائیں دینا انسانیت کی تذلیل کے مترادف ہے۔

اہل صحافت کے لئے اقوام متحدہ کا ایک دن

اقوام متحدہ نے صحافیوں پر کئے جانے والے مظالم اور انصاف کی عدم فراہمی کے خاتمہ کے لئے 2 نومبر کو عالمی دن منانے کا فیصلہ کیا ہے جس کی مناسبت سے انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس کی ہدایت پر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس نے خصوصی پروگرام تشکیل دیا ہے۔ پی ایف یو جے کے صدر رانا محمد عظیم اور سیکرٹری جنرل امین یوسف نے اعلان کیا ہے کہ 2 تا 3 2 نومبر کو ملک کے بڑے شہروں میں ملحقہ یونٹس آگاہی واک کا اہتمام کریں گے جن میں پاکستان میں صحافیوں کو درپیش مسائل، قتل وغارت گری اور ملنے والی دھمکیوں کے خلاف احتجاج کریں گے۔ اس سلسلہ میں پی ایف یو جے اسلام آباد سمیت دیگر شہروں میں مختلف مذاکروں اور ورکشاپس کا انعقاد کریگی۔ نیز پی ایف یو جے اور آئی ایف جے وزیر اعظم پاکستان کو اس سلسلہ میں احتجاجی مراسلہ بھی بھیج دیا ہے جسمیں انہیں صحافیوں پر ڈھائے جانیوالے مظالم بارے آگاہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ وہ ورکنگ صحافیوں کے خلاف ان مظالم کو ختم کرانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ صحافت کو ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے لیکن صحافی پاکستان کا مظلوم ترین طبقہ بن چکے ہیں۔ انہیں خصوصی نشانہ بنا لیا گیا ہے۔ آزاد صحافت کے چرچے عام ہیں مگر اہل قلم کو آزادنہ کام کرنے کی اجازت نہیں۔ اہل صحافت نے پابندیوں، کالے قوانین اور اسیری کے

مختلف ادوار دیکھے۔ صحافت کا ایک پہلو چھپی چیزوں کو منظر عام پر لانا بھی ہے اس لئے بہت دشمن پیدا ہو جاتے ہیں۔ میڈیا کی نگرانی کرنے والے عالمی ادارے (آر ایس ایف) رپورٹرز ودھ آؤٹ بارڈرز کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان صحافیوں کے لیے انتہائی خطرناک ملکوں میں شامل ہے۔ حکومت پر انصاف کی فراہمی میں سستی کا الزام عائد کرتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2013ء میں سات رپورٹرز اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران ہلاک کر دیے گئے تھے۔ اس کے مقابلے میں دس صحافی شام میں ہلاک ہوئے، آٹھ فلپائن میں اور سات صومالیہ میں۔ 180 ملکوں کی پریس فریڈم انڈیکس میں سے پاکستان کو ایک سو اٹھاون واں ملک قرار دیتے ہوئے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شہید ہونے والے سات صحافیوں میں سے چار صحافیوں کی ہلاکتیں پاکستان کے جنوب مغربی صوبے بلوچستان میں ہوئی تھیں، کیمرہ مین عمران شیخ اور ان کے ساتھ سیف الرحمان صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں جنوری 2013ء کو ایک بم دھماکے کی کوریج کے لیے پہنچے تھے، جہاں وہ دونوں ہی دس منٹ کے بعد ہونے والے دوسرے دھماکے کے نتیجے میں ہلاک ہو گئے۔ انسانی حقوق کی عالمی تنظیم، 'ایمنسٹی انٹرنیشنل' کے مطابق، پاکستان کے قبائلی علاقوں کے صحافیوں کی اکثریت دھمکیوں اور دباؤ کے باعث عدم تحفظ کا شکار ہے۔ اور اُن صحافیوں کی اکثریت قبائلی علاقوں سے منتقل ہونے کے باوجود اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لیے آزادانہ صحافت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے قاصر ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق، گذشتہ دہائیوں میں

پاکستانی صحافیوں کو قتل کیا گیا جس میں کہ 35 صحافیوں کو نہ صرف ان کی پیشہ 49 وارانہ ذمہ داریوں اور رپورٹنگ کی وجہ سے نشانہ بنایا گیا، لیکن اب تک کسی بھی کیس میں ملزمان کو نہ تو گرفتار کیا گیا اور نہ ہی انھیں سزا دی گئی۔ دو دن قبل لاہور پریس کلب میں آل پاکستان ایسوسی ایشن آف فوٹو جرنلسٹ کے سیکرٹری جنرل محمد رمضان اور آل پاکستان سائبر نیوز سوسائٹی کے نائب صدر محمد شاہد محمود کے ہمراہ بیٹھا تھا تو بات چل نکلی کی مانسہرہ پریس کلب کے جنرل سیکرٹری ابرار تنولی کو قتل کر دیا گیا۔ صحافیوں نے اس قتل کے خلاف ملک گیر احتجاج کیا مگر یہ واقعہ کوئی نیا نہیں۔ صحافی آزادی صحافت کے لئے قربانیاں دیتے آ رہے ہیں۔ ابرار تنولی آل پاکستان ایسوسی ایشن آف فوٹو جرنلسٹ کے ایگزیٹو ممبر اور مانسہرہ پریس کلب کے جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ان کا قتل ہزارہ ڈویژن کے صحافیوں کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے دن دیہاڑے ملزمان نے فائرنگ کرکے ابرار تنولی کو قتل کیا اور موقع واردات سے فرار ہونے میں باآسانی کامیاب ہوئے جو کہ مانسہرہ پولیس کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آئے روز ملک میں میڈیا کے دفاتر اور صحافیوں پر حملے ہو رہے ہیں اور حکومت خاموشی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ہر ماہ صحافیوں اور میڈیا ورکرز کو باقاعدگی سے قتل کیا جا رہا ہے لیکن حکومت اس کا سدباب کرنے کیلئے سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کر رہی ہے۔ حکومت ملک بھر میں قتل ہونے والے صحافیوں کے قاتلوں کی گرفتاریوں کیلئے واضح اور ٹھوس حکمت عملی اختیار کرے۔ آخر صحافی

کب تک اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھاتے رہیں گے۔ صحافیوں کے قاتل گرفتار ہوتے ہیں اور نہ ہی انہیں سزائیں ملتی ہیں آخر یہ کیسا انصاف ہے جس سے ورثاء اور صحافی مطمئن نہیں۔ پاکستان میں صحافیوں کے ساتھ حکومتی اور سیاسی جماعتوں کی سطح پر پر تشدد واقعات آمرانہ دور میں بھی رونما ہوتے رہے جبکہ جمہوری ادوار میں بھی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء دور میں نامور صحافیوں کو جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے جانے کا مزہ چکھنا پڑا جبکہ یہ سلسلہ جمہوری حکومتوں میں بھی جاری رہا۔ اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ آزادیِ صحافت ایک بنیادی انسانی حق ہونے کیساتھ ساتھ تمام آزادیوں کی کسوٹی ہے۔ صحافیوں کی عالمی تنظیم آئی ایف جے کی رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشیا میں صحافی خطرناک حالات میں کام کر رہے ہیں۔ پاکستان اور اس کے ہمسایہ ممالک میں گلوبل پاور گیم کی وجہ سے صحافیوں کو آزادانہ اور شفاف رپورٹنگ کے دوران بڑھتی ہوئی سختیاں بھی جھیلنی پڑتی ہے بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ تنظیم نے جنوبی ایشیاء کے ممالک میں صحافیوں پر تشدد اوران کے قتل اور قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے میں ریاستوں کی ناکامی کو بھی ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ بدقسمتی سے صحافی، جو خبروں اور اطلاعات تک رسائی کا بنیادی ذریعہ ہیں، انہیں نشانہ بنایا جارہا ہے اور وہ کچھ نہیں کیا جارہا جس کے وہ حقدار ہیں۔ اگرچہ میڈیا قومی اور بین الاقوامی مسائل پر معاشرے میں بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، تاہم یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ

میڈیا خود محروم ہے اور ان کے تحفظ کے لیے پاکستان میں کوئی خصوصی قانون موجود نہیں ہے۔ قانونی تحفظ کی عدم موجودگی کے باعث اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران صحافیوں پر تشدد، انہیں ہراساں کرنا، جان سے مار دینا یا بری طرح زخمی کر دینا معمول بن گیا ہے۔ 2003ء سے لے کر اب تک سینکڑوں صحافیوں کو شہید کیا گیا اور اسی عرصے میں ہزاروں کی تعداد میں صحافیوں پر حملے، تشدد، قتل، اغواء، حراست، ہراساں کرنے یا انہیں خوفزدہ کرنے جیسے واقعات ہوئے۔ اب تک قتل کئے گئے کسی صحافی کے قاتل کو نہ تو گرفتار کیا جاسکا ہے اور نہ ہی ان پر مقدمہ چلا کر سزا دی جا سکی ہے۔ لہٰذا از حد ضروری ہے کہ کسی بھی صحافی کے اغواء اور قتل کے مقدمہ کو خصوصی عدالت میں چلایا جائے۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ کسی رپورٹر، کیمرہ مین، فوٹو گرافر اور ایسے دیگر تمام افراد جو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ ہیں یا عام افراد ان کی زندگیاں اُتنی ہی قیمتی ہیں جتنی کہ اس ملک کے حکمرانوں کی زندگیاں۔ حکومت صحافیوں کے تحفظ، ان کے لیے سماجی تحفظ فنڈ کے قیام، انہیں خصوصی سہولیات کی فراہمی جیسے مستقبل میں ایسے حفاظتی اقدامات اٹھائے جائیں جن سے صحافی برادری کے مسائل کم کئے جاسکیں، ان کے خاندانوں کو مالی امداد فراہم کی جاسکے جن کے پیاروں کی زندگیاں ضائع ہوئیں یا وہ زخمی ہوئے یا انہیں دورانِ ڈیوٹی اغواء کرلیا گیا۔ صحافیوں کے حقوق، عزت، احترام اور ان کے تحفظ کو یقینی بنانا جائے تاکہ وہ زیادہ بہتر انداز میں اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں

کو ادا کر سکیں۔ آج جبکہ ہر وزارت، ڈیپارٹمنٹ اور ڈویژن کے دروازے عام لوگوں کے لیے بند ہیں، میڈیا واحد ذریعہ ہے جو ان اداروں کے اندر ہونے والے معاملات سے عوام کو آگاہ رکھتی ہے۔ حکومت کو صحافیوں کے تحفظ کو یقینی بنانا چاہئے اور انکی مشکلات و مسائل کو حل کرنے میں بھی مدد کرنی چاہئے۔

سانحہ واہگہ بارڈر، ناکامی کا ذمہ دار کون؟

واہگہ کی چیک پوسٹ تک نہ پہنچنے والا خود کش کتنی چیک پوسٹیں گزر کر آیا؟اسے کیوں نہ پکڑا گیا؟

حکومت خوشنما دعوے تو کر رہی ہے لیکن حقیقت میں یہ دعویٰ آئندہ کا سد باب نہیں۔ اطلاع ملنے کے باوجود دھماکہ ہوجانا اور قیمتی جانوں کا ضائع ہونا۔۔غفلت نہیں تو اور کیا ہے۔

پاکستانی قوم کا خون۔۔۔کب تلک بہتا رہے گا۔۔ایوانوں میں بیٹھنے والے کب بیدار ہوں گے

محرم الحرام کے مہینے میں سخت ترین سیکورٹی انتظامات کے باوجود وطن عزیز کے دشمنوں نے وہگہ بارڈر پر خون کی ہولی کھیلی۔ کمسن بچوں، خواتین سمیت 60 افراد جن کا تعلق پاکستان کے مختلف شہروں سے تھا وہ وطن کی عزت و عظمت پر قربان ہو گئے۔واہگہ بارڈر پر پرچم اتارنے کی تقریب کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کا مقصد پاکستان سے محبت کرنے والوں کو نشانہ بنانا تھا۔پرچم اتارنے کی تقریب میں پاکستان کے ہر گوشے سے لوگ آتے اور پاکستان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں، اسی لئے اس تقریب کو ٹارگٹ کیا گیا۔ تقریب کے بعد ہونے والے

خود کش دھماکے کے شہیدوں میں کراچی، خیبر پی کے، سمندری غرض ہر جگہ کے لوگ شامل ہیں۔ سیکورٹی کے سخت ترین ،کڑے انتظامات، پولیس کے ناکے، گشت لیکن اس کے باوجود حساس ترین علاقے میں دھماکہ حکومتی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ خود کش سیکورٹی چیک پوسٹ تک نہیں پہنچ سکا اور اس سے پہلے ہی دھماکہ کر دیا لیکن اس بات پر توجہ کیوں نہیں دی جا رہی کہ پانچ دن قبل اخبارات میں خبریں شائع ہوتی ہیں۔ حساس ادارے واگہہ پر ممکنہ حملے کا الرٹ جاری کرتے ہیں اور پانچ دن بعد کاروائی ہو جاتی ہے۔ ایسی واردات جس نے قیامت صغریٰ کا منظر پیش کیا۔ ایک ہی خاندان کے نو فرد شہید ہوئے تو رینجرز اہلکار نے بھی جام شہادت نوش کیا، اس حملے کو سرانجام دینے والا کہاں سے چلا؟ خود کش جیکٹ ، بارود کی فیکٹری واگہہ پر تو نہیں لگی ہوئی وہ آر یا پار کہیں سے تو آیا ہے ،کڑے سیکورٹی انتظامات کے باوجود بارود، خود کش جیکٹ وہاں کیوں اور کیسے پہنچیں؟ یہ ناکامی کس کی ہے، حکومت کو اس بات کا اعتراف کر لینا چاہئے ۔ساٹھ شہادتیں ، جنازے پورا ملک غم و غصے کی کیفیت میں ، ہر آنکھ اشکبار، لیکن حکمران اس بات کو اپنی کامیابی کہہ رہے ہیں کہ حملہ آور نے سیکورٹی چیک پوسٹ سے پہلے ہی حملہ کیا۔ ہماری یہ خوش فہمی ہے کہ ہم حقائق کو مسخ کر دیتے ہیں اور دوسرا خوشنما پہلو عوام کے سامنے رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے تباہی ہمارا مقدر ہو کر رہ جاتی ہے حالانکہ پاکستانی قوم بہادر قوم ہے، وطن عزیز کے لئے جانیں قربان کرنا ہر پاکستانی اپنے لئے قابل فخر اور اعزاز سمجھتا

ہے۔ حکومتی مذمتی بیانات اور تحقیقاتی ٹیمیں بنانے کا اب وقت نہیں اب دشمن نے کھلم کھلا پاکستانی قوم پر وار کیا ہے حکومت کو اب پالیسیاں تبدیل کرنی ہوں گی اور اپنے دشمن کا تعین کرنا ہوگا۔ بھارت افغانستان کے راستے بلوچستان اور خیبر پی کے میں مسلسل دہشت گردی کروا رہا ہے۔ پاکستان کے دوسرے حصوں میں بھی وہ دہشت گردی کی کارروائیوں کے پس پردہ موجود ہے۔ خودکش حملے کے بعد تین تین دہشت گرد گروہوں کی طرف سے واردات کی ذمہ داری قبول کرنے کا مقصد یہ بتانا تھا کہ وہ ابھی ''ایکٹو'' ہیں۔ اس بارے تحقیقات سے پتہ چلے گا کہ کون ملوث ہے۔ اطلاع ملنے کے باوجود دھماکہ ہوجانا اور قیمتی جانوں کا ضائع ہونا ''غفلت'' کی بنا پر ہوا۔ حکومت کو تیاری کرلینی چاہئے تھی۔ راولپنڈی کا نوبیاہتا جوڑا بھی واہگہ بارڈر پر خودکش دھماکے کی نذر ہوگیا، نوبیاہتا جوڑا الیاس اور اس کی بیوی ارم بیرون ملک سے لاہور ہنی مون کیلئے آئے تھے۔ الیاس 10 سال سے کویت میں مقیم اور لیدر کا کاروبار کرتا تھا اور اسکی بیوی ارم ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں مینجر تھی۔ پندرہ اکتوبر کی رات الیاس اور ارم کی کویت کے ایک ہوٹل میں شادی ہوئی اور وہ نیا نویلا جوڑا ہنی مون منانے کے لئے لاہور پہنچ گیا، لاہور میں الیاس نے اپنے ایک قریبی دوست جمیل کے گھر قیام کیا، وقوعہ کے روز دونوں میاں بیوی نے ناشتے کے بعد جمیل کو بھی واہگہ بارڈر پر پرچم کشائی کی تقریب میں ساتھ جانے کے لئے کہا، لیکن جمیل کسی ضروری کام کی وجہ سے واہگہ بارڈر نہ جا سکا، دونوں

میاں بیوی دوست کی گاڑی لیکر واہگہ بارڈر چلے گئے۔ واقعے کی اطلاع ملنے پر جمیل اپنے اہل خانے کے ہمراہ روتا ہوا ہسپتال پہنچ گیااور دوست الیاس اور اس کی بیوی کی موت کی خبر سن کر بے ہوش ہوگیا، بعد ازاں ان کے گھر والوں کو اطلاع دی گئی۔جماعۃالدعوۃ پاکستان کی طرف سے واہگہ بارڈر بم دھماکہ میں شہید ہونیوالے 9افراد کی نماز جنازہ جامع مسجد القادسیہ چوبرجی میں ادا کی گئی جس میں شہداء کے لواحقین سمیت سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف نے پڑھائی جبکہ اس موقع پر امیر جماعۃالدعوۃ لاہور مولانا ابو الہاشم و دیگر بھی موجود تھے۔ اس دوران رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ شہداء کے لواحقین زاروقطار روتے رہے۔ جامع مسجد القادسیہ میں جن افراد کی نماز جنازہ ادا کی گئی ان میں سے چھ کا تعلق کراچی اور تین کا پشاور سے تھا۔ بعد ازاں ان کی میتوں کو کراچی اور پشاور بھجوا دیا گیا۔ کفن اور تابوت وغیرہ کا بندوبست فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی جانب سے کیا گیا۔فلاح انسانیت کی طرف سے دھماکہ میں شہید ہونیوالے 29افراد کی میتوں کو ایمبولینسوں کے ذریعہ لاہور، پشاور، ننکانہ، سرگودھا، حافظ آباد، مردان اور مانسہرہ بھجوایا گیا۔وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات سینیٹر پرویز رشید کہتے ہیں کہ واہگہ بارڈر پر پاکستان زندہ باد کے نعرے گونجتے ہیں ' دیکھنا ہوگا کہ کوئی ہمسایہ ملک پاکستان زندہ باد کے نعروں کو ختم کرنے کے درپے تو نہیں اور واضح ہے کہ یہ ملک دشمن ایجنڈے کا حصہ ہے۔ ہم دہشت

گردی کی جڑیں کاٹنے کے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے اور آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جنگ جاری رہیگی۔ سانحہ واہگہ بارڈر ہر حوالے سے انتہائی احساس جگہ ہے اور سانحہ واہگہ بارڈر کی ہمسایہ ملک کے ملوث ہونے کے خدشات کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام پہلوؤں پر تحقیقات کی جا رہی ہے۔ لاہور میں ہونے والے دھماکے میں 60 سے زائد افراد کی ہلاکت اور دو سو سے زائد کا زخمی ہونا انتہائی قابل مذمت اور تشویش ناک امر ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اور حکومت امن قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ دشمن قوتیں پاکستان کی سلامتی اور بقاء کے خلاف متحد ہو چکی ہیں۔ راء سی آئی اے اور موساد گھناؤنی سازش کے تحت ملکی حالات خراب کر رہی ہیں۔ جب تک امریکی جنگ سے باہر اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کا خاتمہ نہیں کیا جاتا وطن عزیز میں امن کا خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ امریکی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ عملاً پاکستان کے گلی محلوں تک پہنچ چکی ہے۔ اس جنگ میں اب تک پاکستان کے 50 ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل اور معیشت کو 100 ارب ڈالر سے زائد کا نقصان ہو چکا ہے۔ سوالیہ نشان یہ ہے کہ واہگہ بارڈر پر دہشت گردی کی ممکنہ وارننگ کے باوجود حفاظتی انتظامات نہیں کیے گئے؟ ملک دشمن بیرونی قوتیں سازشوں میں مصروف ہیں۔ ان قوتوں کو پہلی ایٹمی اسلامی ریاست پاکستان کا وجود برداشت نہیں ہے۔ مشرف کی بزدلانہ پالیسیوں کا خمیازہ پوری پاکستانی قوم آج تک بھگت رہی ہے۔ سانحہ واہگہ بارڈر کے افسوس ناک واقعہ کی فوری تحقیقات کراتے ہوئے اصل ذمہ داران کو گرفتار

کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

دفاع پاکستان کونسل کی کشمیریوں کیلئے تحریک خوش آئند

ڈیڑھ برس کے عرصے میں وزیر اعظم امریکہ گئے، سلامتی کونسل میں دو بار خطاب کیا، مودی کی حلف برداری کی تقریب میں انڈیا بھی گئے۔

کراچی ایئرپورٹ پر حملے کے بعد آپریشن ''ضرب عضب'' کا آغاز کیا گیا جو کامیابی سے جاری و ساری ہے اور افواج پاکستان ملک کے دشمنوں کے خلاف سینہ سپر ہے۔

ایک طرف سرینگر میں سیلاب سے کشمیری ڈوب رہے تھے تو بھارتی فوج انہیں طعنے دے ہی تھی کہ تم پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا کر ہم پر پتھراؤ کرتے ہو اب پاکستان کو مدد کے لئے بلاؤ۔

کشمیریوں پر ہونے والے بھارتی مظالم کو دنیا کے سامنے بے نقاب کیا جاسکے اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے دعویدار ملک کا ''دہشت گردانہ'' چہرہ دنیا کے سامنے آئے۔

امریکہ کے افغانستان پر حملے کے بعد ملک کی مذہبی و سیاسی جماعتوں نے ایک مشترکہ اتحاد تشکیل دیا تھا جس کا نام دفاع پاکستان کونسل رکھا گیا تھا۔ جس کے چیئرمین جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق تھے۔ دفاع پاکستان کونسل نے امریکی حملوں کے خلاف بھرپور تحریک چلائی، سلالہ چیک پوسٹ پر امریکی حملوں سے افواج پاکستان کے جوانوں کی شہادت اور امریکی ڈرون حملوں کے خلاف بھی دفاع پاکستان کونسل نے ملک گیر تحریک چلائی جس میں پہلے مرحلے میں مینار پاکستان پر بہت بڑا جلسہ، بعد ازاں کراچی، کوئٹہ، پشاور، ملتان سمیت دیگر شہروں میں بھی اجتماعات کا انعقاد کیا گیا اور لاہور سے اسلام آباد تک لانگ مارچ بھی کیا گیا جس میں دفاع پاکستان کونسل کی قیادت سمیت لاکھوں شہریوں نے شرکت کی تھی۔ اس تحریک کے نتیجے میں نیٹو سپلائی بند رہی تھی اور ڈرون حملوں کے سلسلے میں بھی کمی آئی تھی۔ گزشتہ برس پیپلز پارٹی کی حکومت ختم ہونے اور میاں نواز شریف کے وزیر اعظم بننے کے بعد دفاع پاکستان کونسل نے نواز حکومت کو وقت دیا کہ شاید نو منتخب حکومت پرانی پالیسیوں کے تسلسل کو ختم کرے۔ ڈیڑھ برس کے عرصے میں وزیر اعظم امریکہ گئے، سلامتی کونسل میں دو بار خطاب کیا، مودی کی حلف برداری کی تقریب میں انڈیا بھی گئے، اگرچہ وزیر اعظم نے کشمیر کے حوالہ سے سلامتی کونسل میں دوٹوک مؤقف پیش کیا لیکن مودی کی حلف برداری کی تقریب میں جانا درست فیصلہ نہیں تھا۔ اوباما سے ملاقات میں بھی وزیر اعظم نواز شریف پر انگلیاں اٹھائی

گئیں، طالبان سے مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا سمیع الحق کی قیادت میں طالبان نے کمیٹی بنائی مذاکرات کی کچھ نشستیں ہوئیں، لیکن پھر کراچی ایئرپورٹ پر حملے کے بعد آپریشن ''ضرب عضب'' کا آغاز کیا گیا جو کامیابی سے جاری و ساری ہے اور افواج پاکستان ملک کے دشمنوں کے خلاف سینہ سپر ہے۔ ضرب عضب کی بھی دفاع پاکستان کونسل میں سب سے بڑی جماعت کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے بھرپور حمایت کی تھی۔ ایک ایسے وقت میں جب ملک دشمنوں کے خلاف آپریشن جاری تھا اور دہشت گردوں کے خلاف بھرپور کاروائی جاری تھی کی بھارت سرکار کی طرف سے کنٹرول لائن پر فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوا جس میں کئی پاکستانیوں کی جانیں گئیں، زخمی بھی ہوئے اور انکے املاک کو بھی نقصان پہنچا، بارڈر کے قریب کے لوگ اپنے علاقوں سے ہجرت پر بھی مجبور ہوئے تو دوسری طرف بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے کشمیر میں بھی بھارتی فوج کو کھلی چھٹی دی اور انہوں نے کشمیری مسلمانوں پر مظالم کا ایک نیا سلسلہ شروع کر دیا، ایک طرف سرینگر میں سیلاب سے کشمیری ڈوب رہے تھے تو بھارتی فوج انہیں طعنے دے ہی تھی کہ تم پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا کر ہم پر پتھراؤ کرتے ہو اب پاکستان کو مدد کے لئے بلاؤ، مودی نے دیوالی کے موقع پر مقبوضہ کشمیر کا دورہ کیا اور مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی، کشمیر میں انتخابات کا ڈھونگ بھی بھارت رچا رہا ہے جسے کشمیریوں نے مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے جس پر بھارت سرکار نے حریت رہنماؤں کی گرفتاریوں و نظر بندیوں کا

سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ بھارت سرکار کے وزراء و مودی پاکستان کے خلاف آئے روز کوئی نہ کوئی بیان دے دیتے ہیں اور کنٹرول لائن پر بھی جارحیت کا سلسلہ جاری ہے۔ بھارتی آبی جارحیت، کنٹرول لائن پر فائرنگ اور کشمیریوں کی تحریک میں مزید تیزی کے لئے دفاع پاکستان کونسل ایک بار پھر میدان میں نکلی ہے، 6 نومبر کو یوم شہدائے جموں کے موقع پر میرپور آزاد کشمیر سے کونسل نے اپنی تحریک کا آغاز کیا اور اعلان کیا کہ اگلے مرحلے میں 14 دسمبر کو مظفر آباد میں جلسہ عام کا انعقاد کیا جائے گا، میرپور کے قائد اعظم سٹیڈیم میں ہونے والی کانفرنس میں شہر اور گردونواح سے مختلف مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر شرکاء کی جانب سے کشمیریوں سے رشتہ کیا لا الہ الا اللہ، تیرا نگر میرا نگر سری نگر سری نگر، سید علی گیلانی' حافظ محمد سعید قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں' کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے رہے۔ کانفرنس سے جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے سربراہ پروفیسر حافظ محمد سعید، جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق، سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد، ممتاز عسکری ماہر و تجزیہ نگار جنرل (ر) حمید گل، انصار الامۃ کے امیر مولانا فضل الرحمان خلیل، جماعت اسلامی خیبر پختونخواہ کے امیر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جماعت اسلامی کے نائب امیر میاں محمد اسلم، جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ عبدالرحمان مکی ودیگر نے خطاب کیا۔ پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا کہ شہدائے جموں کا خون

قرض ہے۔اگر انکا قصاص لیا جاتا تو آج کشمیر پاکستان کا حصہ ہوتا۔کشمیری کسی صورت انڈیا کے ساتھ نہیں رہ سکتے، خونی لکیر جلد ٹوٹ جائیگی۔ مودی بھارت کے لئے گورباچوف ثابت ہوگا۔ مودی کے برسراقتدار آنے کے بعد کشمیریوں کے قتل عام میں تیزی آئی ہے۔ حکمران دنیا بھر میں اپنے سفارت خانوں کو متحرک کریں اور کشمیریوں پر بھارتی مظالم کو اجاگر کیا جائے۔ کشمیری پاکستان کو اپنا وکیل سمجھتے ہیں اور الحاق پاکستان کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں ہمیں ان کی ہر ممکن مدد وحمایت کرنی چاہیے۔

آزادیاں مردوں کو نہیں زندوں کو ملتی ہیں۔آزاد خطہ قصاص لینے کا نتیجہ ہے۔ نہرو سلامتی کونسل میں گیا اس نے وہاں کہا کہ مجاہدین کے قدموں نہ روکا گیا تو کشمیر کے ساتھ ساتھ ہندوستان بھی دینا پڑے گا سب نے ملکر قرارداد منظور کی، لیاقت علی خان نے اس قرارداد پر دستخط کیے ، جو بہت بڑی غلطی تھی جس کا فائدہ بھارت نے اٹھاتے ہوئے سیز فائر لائن قائم کی ،اپنے آئین میں ترمیم کرکے کشمیر کو بھارت کا حصہ قرار دیا۔آج 8 لاکھ فوج کشمیر میں قتل وغارت گری کر رہی ہے ، فیصلہ اب ہی ہو کر رہے گا ، مودی کو اللہ لے کر ہی اسی لیے آیا ہے۔ مودی کا کوئی سیاسی، معاشی ایجنڈا نہیں بلکہ اسکا ایجنڈا جارحیت، قتل،اور مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہے وہ کشمیر سمیت بھارت کے اندر بھی ایسی ہی صورت حال برپا کیے ہوئے ہے۔پہلے اس نے لائن آف کنٹرول پر سیز فائر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کشمیریوں کو شہید کیا، پھر ورکنگ باؤنڈری پر گولہ باری کرکے

پاکستانیوں کو شہید کیا۔ سرینگر میں 17 فٹ سیلابی لہر، پاکستان میں سیلاب باقاعدہ آبی جارحیت کے ایجنڈے کے تحت ہوا ہے۔ بھارت اپنے افواج کو افغانستان میں متعین کرکے پاکستان کو سینڈوچ بنانا چاہتا ہے۔ میں مودی سے سیدھے سیدھے پوچھتا ہوں بتا کہاں لڑنا چاہتا ہے افغانستان میں جنگ کرنا ہے تو بھی تیار ہیں، کشمیر میں جنگ لڑنا چاہتا ہے تو اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ اگر قراردادوں پر عمل کرنا چاہتا ہے تو ٹھیک جنگ کرنا چاہتا ہے آ کر لے لیکن ہر صورت میں کشمیر کو آزادی دینا ہوگی۔ دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اس کانفرنس کے ذریعہ ہم کشمیریوں کو پیغام دے رہے ہیں کہ کشمیری اکیلے نہیں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ دفاع پاکستان کونسل کشمیریوں کے لئے ملک گیر تحریک چلائے گی، انڈیا کے بارڈر پر احتجاجی مظاہروں کے علاوہ ملک بھر میں جلسوں و کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے گا۔ سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد نے کہا کہ چھ نومبر کو دفاع پاکستان کونسل کے قائدین نے یوم شہداء جموں میرپور میں کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کے طور پر منایا اس سے حکمرانوں کی طرف سے پھیلائی گئی مایوسی ختم ہوئی۔ مسلم کانفرنس کا نعرہ ہے کشمیر بنے گا پاکستان، اور یہی نعرہ ہر پاکستانی کے دل کی آواز ہے۔ ممتاز عسکری ماہر جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اس سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ دفاع پاکستان کونسل کی آزادی کشمیر کے لئے تحریک خوش آئند ہے، دیگر مذہبی و سیاسی جماعتوں کو بھی اس تحریک کا حصہ بننا چاہئے تاکہ کشمیریوں پر ہونے

والے بھارتی مظالم کو دنیا کے سامنے بے نقاب کیا جائے اور دنیا کی سب سے بڑی
جمہوریت کے دعویدار ملک کا ''دہشت گردانہ'' چہرہ دنیا کے سامنے آئے۔

استعفوں کے باوجود گوشوارے جمع، تبدیلی یا۔۔۔؟

وزیراعظم نواز شریف نے تحریک انصاف سے مذاکرات دوبارہ شروع کرنے کیلئے وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو خصوصی ہدایات جاری کی ہیں۔ سیاسی جرگے کے سربراہ اور امیر جماعت اسلامی سراج الحق کی درخواست پر تحریک انصاف سے مذاکرات دوبارہ بحال کرنے کیلئے وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو خصوصی ہدایات دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تحریک انصاف کی قیادت سے جلد از جلد رابطہ کیا جائے اور ان کی مذاکراتی ٹیم سے بامقصد اور جامع مذاکرات کیے جائیں تاکہ اس مسئلے کو آئین اور قانون کے مطابق حل کیا جاسکے۔ تحریک انصاف سے مذاکرات سپریم جوڈیشل کمیشن کی تشکیل، الیکشن کمیشن کی ازسر نو تشکیل اور انتخابی اصلاحات کے حوالے سے کیے جائیں گے اور پہلے مرحلے میں براہ راست مذاکرات میں جوڈیشل کمیشن کی تشکیل اور اس کی تحقیقاتی مدت کا تعین کیا جائے گا، حکومت کی جانب سے تحریک انصاف کو آگاہ کیا جائے گا کہ حکومت جوڈیشل کمیشن کی تحقیقات کے لیے ایک ماہ وقت مقرر کرنے کے لیے تیار ہے تاہم یہ قانونی معاملہ ہے، اس حوالے سے حکومت سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو ازسر نو ایک درخواست ارسال کرے گی، جس میں ان سے گذارش کی جائے گی کہ چیف جسٹس جلد از جلد انتخابات 2013 میں ہونے والی مبینہ دھاندلی کی تحقیقات کے لیے تین ججوں پر مشتمل ایک

کمیشن تشکیل دیں جو ایک ماہ میں اس معاملے کی تحقیقات مکمل کرکے اپنی رپورٹ اور سفارشات مرتب کرے ،اب کمیشن کی تشکیل اور مدت کا تعین کا حتمی فیصلہ عدالت خود کرے گی۔پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان اور دیگر مستعفی ممبران قومی اسمبلی کی رکنیت کے مستقبل کا فیصلہ سپیکر قومی اسمبلی کے ہاتھ میں ہے۔ قومی اسمبلی رولز اور آئین کے آرٹیکل 64 کے تحت کوئی بھی ممبران ایوان کو بغیر بتائے غیر حاضر نہیں رہ سکتااور 40دن سے زائد بغیر اطلاع غیر حاضری پر اس رکن کو ایوان کی قرارداد کی منظوری سے رکنیت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ عمران خان کو 40 دن سے زائد ہوگئے ہیں کہ وہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہوئی جبکہ ان کے دیگر ارکان کو33 دن ہوگئے ہیں کہ وہ ایوان سے غیر حاضر ہیں اور چھٹی کی کوئی درخواست بھی نہیں دی۔17 نومبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس اس حوالے سے اہمیت کا حامل ہے جبکہ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے پی ٹی آئی کے ارکان کو اس مسلسل غیر حاضری کے حوالے سے یاددہانی کے خط لکھنے پر بھی غور کیا جارہا ہے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین اور دیگر غیر حاضر ممبران اسمبلی کی قسمت کا فیصلہ سپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق کے ہاتھ میں ہے۔انہیں نا اہل قرار دے یا نہ دے اب بال سپیکر کے کورٹ میں ہے۔ان ممبران کو غیر حاضر ہوئے 33 دن ہو چکے ہیں۔ پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان کو ایوان سے غیر حاضر ہوئے 40 جبکہ دوسرے ممبران 33 ہو گئے اور 17 نومبر کو آنے والے قومی اسمبلی کا اجلاس نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ قومی اسمبلی کے

رولز نمبر 44 کے تحت اگر کوئی رکن اسمبلی کی اجازت کے بغیر اس کے اجلاسوں سے متواتر چالیس دن تک غیر حاضر رہے تو سپیکر اس امر کو اسمبلی کے علم میں لائے گا اور اس پر کوئی رکن تحریک پیش کر سکتا ہے۔اس طرح غیر حاضر رہنے والے رکن کی نشست آئین کے آرٹیکل 64 کی شق دو کے تحت خالی قرار دیدی جائے گی۔ شق 2 کے ذیلی قاعدہ (1) کے تحت پیش کردہ تحریک ایوان موخر یا مسترد کر سکتا ہے۔اگر تحریک منظور کر لی جاتی ہے تو رکن کی نشست خالی قرار دی جائے گی۔اگر نشست خالی قرار دیدی جائے تو سیکرٹریٹ گزٹ میں شائع کرنے کے لئے ایک نقل الیکشن کمیشن کو ارسال کرے گا۔ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان، شاہ محمود قریشی ،اسد عمر، عارف علوی اور قومی و صوبائی اسمبلیوں کے دیگر اراکین نے استعفے دینے کے باوجود بطور ایم این اے اور ایم پی اے الیکشن کمیشن کو اثاثہ جات کی تفصیلات جمع کرا دی ہیں جس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مستعفی ہونا بھی چاہتے ہیں یا نہیں کیونکہ قانون کے مطابق تو وہ یہ اثاثے A-جمع کرانے کے پابند نہ تھے۔ عوامی نمائندگی کے قانون مجریہ 1976 کے سیکشن 42 مستعفی رکن اسمبلی کو اثاثوں کی تفصیلات جمع کروانے کا پابند نہیں کرتا۔ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے 14 اگست کو آزادی مارچ کے بعد قومی و صوبائی اسمبلیوں سے مستعفی ہونے کا اعلان کیا اور ان کی جماعت کے اراکین نے مشترکہ طور پر 22 اگست کو قومی اسمبلی میں جبکہ 27 اگست کو پنجاب اسمبلی میں اپنے استعفے جمع کروا دیئے اور دونوں اسمبلیوں کے سپیکروں اور

جماعت اسلامی کی کوششوں کے باوجود تاحال تحریک انصاف کے ان اراکین نے اپنے استعفے واپس نہیں لئے اور ان کا اصرار ہے کہ استعفے قبول کئے جائیں لیکن اسی کے ساتھ عمران خان ،شاہ محمود قریشی ،اسد عمر، عارف علوی اور پی ٹی آئی کے دیگر اراکین قومی و صوبائی اسمبلی نے استعفے دینے کے بعد ستمبر کے دوسرے عشرے میں بطور ایم این اے اور ایم پی اے اپنے اثاثوں کی تفصیلات الیکشن کمیشن کو جمع کروائیں جو کہ ان کے مستعفی ہونے کے اعلان اور استعفے جمع کروانے کے اقدام سے متصادم ہے۔ عوامی نمائندگی کے کے تحت قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ممبران ہر A- قانون مجریہ 1976 کے سیکشن43 سال 30 ستمبر تک گزشتہ مالی سال کے اثاثہ جات اور ذمہ داریوں کے گوشوارے جمع کروانے کے پابند ہیں۔مذکورہ قانون کے تحت صرف اراکین اسمبلی ہی الیکشن کمیشن کو گوشوارے جمع کروانے کے پابند ہوتے ہیں۔ عام آدمی یا مستعفی ہونے والے اراکین کے متعلق یہ قانون کچھ بیان نہیں کرتا اور عمران خان سمیت تحریک انصاف کی طرف سے گوشوارے جمع کروانے والے اراکین نے مستعفی کی بجائے ریگولر ایم این اے اور ایم پی اینز کی حیثیت سے گوشواروں کی تفصیلات جمع کروائیں۔ الیکشن کمیشن کی طرف سے گزشتہ روز جاری ہونے والی تفصیلات کے مطابق قومی اسمبلی سے صرف تین اراکین نے اپنے اثاثوں کی تفصیلات جمع کروائیں اور ان تینوں کا تعلق تحریک انصاف سے ہے۔ان میں پشاور کے ساجد نواز کوہاٹ کے شہریار آفریدی اور ایبٹ آباد کے ڈاکٹر محمد اظہر خان جدون شامل ہیں۔اسی طرح پنجاب اسمبلی

سے اب تک گوشوارے جمع نہ کروانے والے کل 8 میں سے 5 ارکان تحریک انصاف سے تعلق رکھتے ہیں۔ان میں راولپنڈی سے ملک تیمور مسعود، میانوالی سے ڈاکٹر صلاح الدین، لاہور سے میاں محمد اسلم اقبال، ساہیوال سے وحید اصغر ڈوگر اور لیہ سے عبدالمجید خان نیازی کے نام شامل ہیں جبکہ گوشوارے جمع نہ کروانے والے پنجاب کے دیگر تین ایم پی ایز کا تعلق حکمران جماعت سے ہے۔ الیکشن کمیشن کے ترجمان کا کہنا تھا کہ الیکشن کمیشن نے مالی سال 2013-14 کے گوشوارے جمع کروانے کے لئے اراکین اسمبلی کو پہلا نوٹس 4 جولائی کو جاری کیا۔جس میں مطلع کیا گیا کہ تمام اراکین قومی و صوبائی اسمبلی 30 ستمبر تک یکم جولائی 2013 سے 30 جون 2014 ء تک کے اثاثہ جات اور ذمہ داری کی تفصیلات الیکشن کمیشن کو جمع کروائیں جس کے جواب میں پی ٹی آئی کی قیادت سمیت پارٹی کے دیگر اراکین نے ستمبر کے دوران حتمی تاریخ سے قبل ہی گوشوارے جمع کروا دیئے تھے۔ترجمان کا مزید کہنا تھا کہ عوامی نمائندگی کا قانون مستعفی ہونے والے ممبران سے اثاثہ جات کی تفصیلات طلب کرنے کے حوالے سے خاموش ہے۔

بھارت سرکار نے مقبوضہ کشمیر میں نام نہاد انتخابات کے بہانے 38 ہزار مزید بھارتی فوجی تعینات کرنے کا اعلان کیا ہے۔ فوجی دستوں میں سی آر پی ایف ،بی ایس ایف ، انڈو تبتین بارڈر پولیس ، سینٹرل انڈسٹریل سیکورٹی فورس اور دیگر پولیس ریزرو یونٹس شامل ہیں۔ بھارتی ریاست جھاڑ کھنڈ میں بھی فوج کی 136 کمپنیاں تعینات کی جائیں گی۔ بھارتی وزارت داخلہ کی جانب سے ایک حکمنامہ میں کہا گیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں نام نہاد انتخابات کے دوران امن و امان کنٹرول کرنے کے بہانے فوجی دستوں کی 381 کمپنیوں جبکہ جھاڑ کھنڈ میں 136 کمپنیوں کو تعینات کیا جائے گا۔ ہر کمپنی میں تقریباً 100 اہلکار ہوتے ہیں اور انتخابی ڈیوٹی کیلئے اس میں دو مزید اہلکاروں کا اضافہ کیا جاتا ہے جس سے ان کی مجموعی تعداد تقریباً 51 ہزار 700 بنتی ہے۔ ایک اعلیٰ بھارتی فوجی افسر کے مطابق یہ اہلکار ان یونٹوں کے علاوہ ہیں جو پہلے سے مقبوضہ کشمیر میں اور جھاڑ کھنڈ میں تعینات ہیں۔ سی آر پی ایف کی 65 بٹالین پہلے ہی جموں کشمیر میں تعینات ہیں جبکہ بی ایس ایف اور ایس ایس بی کی بھی ایک درجن سے زائد بٹالین وہاں تعینات ہیں جنہیں الیکشن ڈیوٹی کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ یونٹ پولنگ پارٹیوں کے ہمراہ جانے کے علاوہ پولنگ مراکز کی نگرانی کریں گے جبکہ وہ

وہاں پہلے سے ہی تعینات نیم فوجی دستوں کے یونٹوں کے ساتھ رابطے میں رہیں گے۔
کولگام کے علاقے کیموہ میں بے گناہ کشمیریوں کی گرفتاریوں اور مظالم کے خلاف بھارت
مخالف مظاہرے اور ہڑتال کی گئی جس کی وجہ سے اسلام آباد کولگام روڈ ٹریفک جام
رہی۔ کیموہ کے علاقے رام پورہ میں کشمیریوں نے دھرنا دیا اور احتجاجی مظاہرے کئے۔
مظاہرین بھارتی فوج کی جانب سے نہتے کشمیری نوجوانوں کی گرفتاریوں کے خلاف احتجاج
کر رہے تھے۔ اس دوران احتجاجی مظاہرین کی طرف سے بھارتی فورسز کی گاڑیوں پر بھی
شدید پتھراؤ کیا گیا۔ بھارتی فورسز کی جانب سے نام نہاد انتخابات کے خلاف بائیکاٹ مہم
چلانے پر گرفتار کردہ کشمیریوں پر فرضی مقدمات بنائے جارہے ہیں۔ جس پر یہ سفری
دستاویزات حاصل کر پاتے ہیں اور نہ سرکاری نوکریاں حاصل کر سکتے ہیں جبکہ نجی
کمپنیوں میں بھی انہیں کام ملنے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ ماہرین قانون کا کہنا ہے کہ
عدالت سے جرم ثابت ہونے کے بغیر ہی نوجوانوں کو اس طرز سے پھنسا دیا جاتا ہے کہ
ان کی زندگیاں اجیرن بن جاتی ہے اور ان کیلئے زندگی کی راہیں مسدود کر دی جاتی
ہیں۔ گرفتار کشمیریوں کے خلاف برس ہا برس گزرنے کے باوجود چالان پیش نہیں کئے
جاتے اور نہ ہی انہیں حج و عمرہ پر جانے کیلئے سفری دستاویزات مل پاتی ہیں۔ مشیر امور
خارجہ سرتاج عزیز کہتے ہیں کہ جب سے نریندر مودی بھارتی وزیراعظم بنے ہیں،
پاکستان بھارت تعلقات میں کشیدگی آ گئی ہے۔ پاکستان اب مذاکرات میں پہل نہیں
کرے گا۔ بھارت نے مذاکرات معطل کئے ہیں

وہی دوبارہ شروع کرنے کی درخواست کرے گا۔ میرے خیال میں نریندر مودی یہ سگنل دینا چاہتے ہیں کہ اگر پاکستان بھارت سے نارمل تعلقات چاہتا ہے تو وہ بھارت کی شرائط اور مرضی کے مطابق کرے۔ بھارت کی مرضی کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر کوئی پیشرفت اور زیادہ بات چیت نہ ہو جو ہمارے لئے یہ قابل قبول نہیں کیونکہ مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر تعلقات کو بہتر نہیں بنایا جاسکتا۔ جب تک مسئلہ کشمیر فلیش پوائنٹ رہے گا، تعلقات نارمل نہیں ہوں گے۔ بھارت پہل کرے گا کہ مذاکرات وزیراعظم، سیکرٹری خارجہ یا وزیرخارجہ کی سطح پر شروع کرنا ہیں، اس پر بات ہو سکتی ہے۔ پاکستان نے حریت کانفرنس سے تعلق ختم کرنے اور مشروط مذاکرات کے بھارتی مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے حریت والے علیحدگی پسند نہیں بلکہ فریڈم فائٹر ہیں۔ وہ ایسے حریت پسند ہیں جو اپنے مقبوضہ مادر وطن کی آزادی کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ بھارتی وزیر ارون جیٹلی نے کہا تھا پاکستان بھارت یا حریت لیڈروں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلے۔ طویل مدت کے بعد پاکستان نے پہلی بار اس ضمن میں واضح اور دوٹوک مؤقف کا اظہار کرتے ہوئے بھارتی مطالبہ مسترد کر دیا۔ پاکستان بھارت مذاکرات کسی ایک ملک کا دوسرے پر احسان نہیں اور نہ ہی ارون جیٹلی کا بیان پاکستان کے لئے قابل قبول ہے۔ دوطرفہ مذاکرات دونوں ملکوں اور خطہ کی ضرورت ہیں۔ بھارت کے ساتھ مشروط بات چیت نہیں کی جا سکتی۔ پاکستان بھارت مذاکرات کیلئے کوئی شرط قابل قبول نہیں، کشمیری علیحدگی پسند نہیں بلکہ مجاہدین

آزادی ہیں۔ بھارتی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین اور بی جے پی کے لیڈر رام جیٹھ ملانی نے پاکستان کے سابق صدر پرویز مشرف کے چار نکاتی فارمولے کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے مشرف نے شاندار تجاویز پیش کی تھیں تاہم بھارت کی جانب سے ان کوششوں کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ مطابق بھارتی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین نے کہا کہ پرویز مشرف نے جو تجاویز پیش کیں وہ حیرت انگیز دستاویز ہے جو کشمیر کے مسئلہ کے مستقل حل کی بنیاد ہے۔ میں نے مشرف کی تجاویز میں چند ایک تبدیلیاں کی تھیں جسے انہوں نے قبول کر لیا تھا۔ رام جیٹھ ملانی کے اس بیان پر بھارت میں نئی بحث چھڑ گئی ہے۔ انہوں نے یہ مضحکہ خیز دعویٰ بھی کیا کہ بیشتر علیحدگی پسند لیڈر کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کے حامی ہیں۔ حریت کانفرنس (گ) اور دختران ملت سمیت مختلف کشمیری جماعتوں نے بھارتی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین رام جیٹھ ملانی کے اس بیان کہ کئی کشمیری لیڈر کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کے حق میں ہیں پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آزادی پسند قیادت اگر ہندوستان کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے تو انہیں اُن کی نشاندہی کرنا چاہیے تھی۔ اس طرح سب کو مشکوک بنانا اُن کو زیب نہیں دیتا۔ اگر ان کی رائے میں آزادی پسندوں کی یہی سوچ اور فکر ہے پھر بھارت کو رائے شماری کرنے میں کوئی دیر نہیں کرنی چاہیے۔ پرویز مشرف کا چار نکاتی فارمولہ کشمیریوں نے اس لیے مسترد کر دیا ہے کہ وہ جموں کشمیر کی غالب اکثریت کی عظیم اور بے مثال قربانیوں کے منافی ہے۔

کشمیری عوام اپنے نا قابل تنسیخ حق، حق خودارادیت کے حصول کیلئے جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے دیگر آپشنز کو مسترد کر دیا ہے۔ بھارتی حکومت بھارت سے آزادی یا اس کے ساتھ رہنے کے بارے میں کشمیریوں کی خواہش جاننے کیلئے جموں وکشمیر میں رائے شماری کرائے۔ جب کسی قوم کا پیدائشی اور بنیادی حق فوجی طاقت کی بنیاد پر چھینا گیا ہو اور 67 سال تک ایک قوم کو محض بندوق کی نوک پر جکڑا اور غلام بنایا گیا ہو اُن کا انتخابات میں بائیکاٹ جائز اور مبنی بر صداقت ہے۔ ان کو اپنا یہ حق استعمال کرنے سے روکنا ریاستی دہشت گردی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

موت کی وادی ''تھر'' اور سائیں سرکار

تھر پارکر میں گزشتہ برس کی طرح امسال پھر قحط کی صورتحال ہے۔ 44 روز میں 56 بچے اور خواتین زندگی کی بازی ہار گئے لیکن حکومت کی جانب سے ابھی تک ہنگامی اقدامات نہیں کیے گئے صرف اجلاس منعقد کئے جا رہے ہیں اور ان میں بڑے بڑے دعوے ہو رہے ہیں، وفاقی و صوبائی حکومت فائلوں پر کارکردگی رپورٹس بنا رہی ہیں لیکن عملا تھر کے باشندوں کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ گزشتہ روز مٹھی میں سندھ کی سائیں سرکار نے اجلاس منعقد کیا۔ اجلاس کے موقع پر سول ہسپتال مٹھی میں عام آدمی کے داخلے پر پابندی لگا دی گئی تھی اور مریضوں کو باہر نکال کر ہسپتال بند کر دیا گیا تھا جسے انکی مشکلات میں مزید اضافہ ہوا۔ وزیراعلیٰ سندھ قائم علی شاہ کا عظیم الشان قافلہ جب بھوکوں پیاسوں کے دیس تھر میں پہنچا تو تھر کے باسی گاڑیاں گنتے رہ گئے۔ وزیراعلیٰ سندھ کے جاہ و جلال نے شہنشاہوں کی یاد دلا دی۔ وزیراعلیٰ سندھ کے قافلے میں 92 گاڑیاں تھیں جن میں 30 سکیورٹی کی اور 40 لینڈ کروزر تھیں۔ گاڑیوں کا قافلہ دربار ہال میں رکا اور وزیراعلیٰ سندھ ائر کنڈیشنڈ کمرے میں بیٹھ کر بھوک اور پیاس سے بے حال عوام کی قسمت کے فیصلے کرتے رہے جبکہ دربار ہال سے باہر دروازے پر عوام پانی اور بھوک کیلئے غذا مانگتے رہے۔ اجلاس میں قائم علی شاہ نے دعویٰ کیا کہ یہ تاثر سراسر غلط

ہے کہ تھرپارکر میں غذائی کمی کے باعث ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ تھرپارکر میں 5 سال سے زائد عمر کے بچے، خواتین اور مرد قدرتی طور پر بیماریوں جبکہ 5 سال سے کم اور خصوصاً پیدائشی بچے غیر تربیت یافتہ دائیوں (مڈوائف) کے ذریعے زچگی کروانے کے باعث مختلف امراض میں مبتلا ہو کر جاں بحق ہوئے ہیں۔ تھرپارکر کے علاقہ مٹھی میں سندھ کابینہ کااجلاس تھرپارکر کے عوام سے مذاق ہے، تھر کے عوام کو اجلاس نہیں اجناس کی ضرورت ہے۔ بھوک اور پیاس کے باعث تھر کے معصوم بچے بلک بلک کر جان دے رہے ہیں اور حکومت کو نہ وہاں بھوک دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی غربت بلکہ وہ اسے قدرتی آفت کا نام دے کر اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ چھوٹے بڑے ہسپتالوں میں دی جانے والی منرل واٹر کی بوتلیں تاحال اسپتالوں میں گل سڑ رہی ہیں۔ مبارک رند صحت مرکز کو دی جانے والی ایک ہزار سے زیادہ منرل واٹر کی بوتلیں مقامی ڈاکٹروں کی ملی بھگت سے شہر کی دکانوں کو فروخت کر دی گئیں، منرل واٹر کی بوتلیں بچوں اور خواتین میں تقسیم کرنے کے بجائے اسپتالوں میں جمع کی جا رہی ہیں، چھاچھرو اور ڈاھلی میں پی پی ایچ آئی مراکز مکمل طور ناکارہ ہو چکے ہیں۔ تھر کی تحصیل چھاچھرو کے گاؤں 11 چھاپر دین محمد کے 60 سالہ چمو کے نوجوان بیٹے نے 15 روز قبل کنویں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی تھی۔ چمو میگھواڑ بتاتے ہیں کہ ان کا 21 سالہ بیٹا رائے مل مزدوری کے لیے بیراجی علاقے گیا تھا لیکن وہاں روزگار نہیں ملا اور واپس آ گیا، اس کے بعد اس کے دماغ میں خلل آ گیا۔ پتہ نہیں کیا ہوا۔

اس نے کنویں میں چھلانگ لگا دی، میاں بیوی اور آٹھ بیٹوں پر مشتمل اس گھرانے کے پاس چھ بھیڑیں، دو بکریاں اور اونٹوں کی ایک جوڑی باقی ہے جن کو وہ درختوں سے پتے اتار کر کھلاتے ہیں۔ تھر میں اس قدر بھوک کا راج ہے کہ جانور بھی بھوکوں مر رہے ہیں۔ اس واقعے کے بعد جو دوسرے بچے بیراجی علاقوں میں گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے ہیں۔ صحرائے تھر میں رواں سال خودکشیوں کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ غیر سرکاری ادارے کا کہنا ہے کہ صورتحال کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2012 میں 24 افراد نے خودکشی کی تھی اور رواں سال کے دس ماہ میں 41 افراد اپنی جان لے چکے ہیں۔ خودکشی کرنے والوں میں 90 فیصد ہندو ہیں، جن میں شرح خواندگی انتہائی کم ہے جس وجہ سے قحط سالی ان کے لیے خوفناک نتائج لاتی ہے۔ ان نتائج سے بچنے کے لیے یہ لوگ مال مویشیوں سمیت بیراجی علاقوں کی جانب نقل مکانی کرتے ہیں۔ اگرو میگھواڑ ننگر پارکر سے بس کا پانچ گھنٹے سفر طے کر کے عمرکوٹ میں ماہر نفسیاتی امراض کے پاس پہنچے تھے۔ کرائے، ڈاکٹر کے فیس اور ادویات خریدنے کے لیے انھیں تین میں سے ایک گائے سات ہزار میں فروخت کرنا پڑی۔ اگرو میگھواڑ کے چار بچے ہیں، ان میں سے صرف ایک میٹرک پاس ہے اور وہ بھی بیروزگار ہے۔ بات کرتے وقت ان کا دائیں بازو مسلسل کانپتا رہا۔ وہ بتاتے ہیں کہ بارشوں کے بعد کچھ کام دھندا ہوتا تھا، لیکن ان دنوں فارغ بیٹھے ہیں، چند مویشی ہیں جن پر گزر بسر ہو رہی ہے۔ قحط سالی کے نتیجے میں معاشی دباؤ

نے لوگوں پر ذہنی دباؤ بڑھا دیا جس وجہ سے ڈپریشن کے مریضوں میں اضافہ ہو رہا ہے، اس وجہ سے خودکشی کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔ قحط سالی کی وجہ سے لوگوں کے پیسے نہیں ہیں، خوراک کی کمی بہت ہے اس سے ذہنی نشو و نما بھی متاثر ہوتی ہے۔ تھر میں خوراک کی کمی کے باعث خواتین میں خون کی کمی عام ہے، جس کے نتیجے میں بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ ہر دوسرے روز یہاں سے بچوں کی ہلاکت کی خبریں آ رہی ہیں لیکن حکومت سندھ کا موقف ہے کہ کسی بھی بچے کی ہلاکت بھوک کی وجہ سے نہیں ہوئی کیونکہ فی خاندان کو 50 کلو گرام گندم فراہم کی گئی ہے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی جانب سے بھی تھرپارکر کے قحط زدہ علاقوں میں بڑے پیمانے پر ریلیف آپریشن شروع کیا گیا ہے، اس آپریشن کے تحت تھر کے مٹھی، پارنیلو، گھوڑانو، ویھ ہنگورجا، ویھ لنجھا، کھا روہ بھیر و دیگر علاقوں کے متاثرین میں راشن تقسیم کیا گیا، مٹھی کے مرکزی اسپتال میں بچوں میں دودھ اور بسکٹ تقسیم کئے گئے، فلاح انسانیت فاونڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف نے اپنے کارکنان کو تھرپارکر میں ریلیف آپریشن کو تیز کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تھر کی بھوک اور افلاس کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے، ہم تھرپارکر کے لئے خصوصی پیکج تیار کر رہے ہیں، جس میں بچوں کے لئے خوراک، ادویات اور دیگر سامان کو تھر کے دیہی علاقوں میں پہنچا رہے ہیں، گزشتہ کچھ سال سے بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے تھرپارکر کے لوگ انتہائی مشکل زندگی گزار رہے ہیں، صحت کی سہولیات کے حوالے سے الدعوۃ میڈیکل مشن کے تحت

ڈاکٹروں کی ٹیمیں تھر کے دور افتادہ علاقوں میں فری میڈیکل کیمپ لگا کر تھر کے عوام کو صحت کی سہولیات مہیا کر رہی ہیں۔ مختلف علاقوں میں ایف آئی ایف کے ساڑھے چھ سو کنوین مکمل ہو چکے ہیں جبکہ گیارہ سو کنوؤں پر کام جاری ہے۔ حکومت سندھ نے اگرچہ تھر کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا ہے لیکن متاثرین تک گندم اور دیگر اشیاء ضروریہ کی فراہمی کو یقینی نہیں بنایا جارہا۔ غذائی قلّت کی وجہ سے اموات حکمرانوں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔ 2500 دیہات میں حکومتی دعوؤں کے برعکس گندم ابھی تک نہیں پہنچی۔ تھرپارکر در حقیقت موت کی وادی بن چکا ہے۔ ہر سال قحط کے باعث معصوم بچوں کی ہلاکتیں ہوتی ہیں مگر حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ حکومتی عدم توجہی اور انتظامیہ کی نااہلی کی وجہ سے تھرپارکر کے اکثر متاثرہ علاقوں سے بھوک اور بدحالی کے باعث لوگ تیزی سے نقل مکانی کر رہے ہیں۔ حکومت سندھ تھر کے معاملے کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے انسانی جانوں کے مزید ضیاع کو روکے۔ گندم کی مقدار میں اضافہ کرتے ہوئے دو لاکھ سے زائد ممکنہ متاثر ہونے والے خاندانوں کو غذا کی منصفانہ تقسیم کی جائے۔ قحط زدگان کو مویشی ہلاکتوں پر زرتلافی دیا جائے تاکہ متاثرین کی زیادہ سے زیادہ امداد کی جاسکے۔ انسانی المیہ مسلسل جاری ہے انسانی جانیں ضائع ہو رہی ہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپنے اثاثوں سے محروم ہو رہے ہیں جبکہ اس حوالے سے حکومتی اقدامات کافی نہیں۔ قحط سالی روکنے کے لئے بنائے گئے ادارے اور کمیٹیاں عملاً غیر فعال ہو چکی ہیں۔ ایک طرف گزشتہ سال قحط اور

خشک سالی سے سینکڑوں بچے لقمہ اجل بن گئے۔بڑی تعداد میں مویشی ہلاک ہوئے جبکہ دوسری طرف متاثرین کو ملنے والی امداد میں حکومت کی اپنی رپوٹوں کے مطابق بڑی تعداد میں غبن کیا گیا۔قحط کا مستقل حل تجویز کرنے کیلئے ماہرین،افسران اور ارکان اسمبلی پر مشتمل ''تھرڈویلپمنٹ کمیٹی'' تشکیل دی گئی مگر صد افسوس کہ اس کی شفارشات کو بھی سرد خانے میں پھینک دیا گیا۔انسانی جانوں کے ساتھ کھیل کر ملنے والی امداد کے نام پر کرپشن کرنے والے انسانیت کے دشمن ہیں۔

فرضی جھڑپیں، شہادتوں پر عمر قید نہیں ''پھانسی'' چاہئے

بھارتی فوج نے کولگام کے علاقہ فرصل یاری پورہ کے ایک نزدیکی گاؤں میں ایک جھڑپ کے دوران دو کشمیریوں کی شہادت کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس جھڑپ میں دو بھارتی فوجی اور ایک سی آر پی ایف اہلکار زخمی ہوا ہے۔ جونہی اس جھڑپ میں دو کشمیریوں کی شہادت کی خبر پھیلی ہزاروں کی تعداد میں لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور شہید کشمیریوں کی لاشوں کا مطالبہ کر دیا جس پر بھارتی فورسز نے مظاہرین پر گولیاں برسا دیں جس سے ایک مزید کشمیری شہید اور متعدد زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد سے جمعہ کی رات تک جگہ جگہ بھارتی فورسز اور کشمیریوں کے مابین جھڑپوں کا سلسلہ جاری تھا۔ مظاہرین پر فائرنگ کے نتیجہ میں شہید نوجوان کا نام طارق احمد بتایا جاتا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی 20 نومبر جمعرات کو مقبوضہ کشمیر کے دورہ پر آرہے ہیں جس پر حریت کانفرنس (گ) کے چیئرمین سید علی گیلانی نے پورے کشمیر میں ہڑتال کی کال دی ہے اور حالیہ الیکشن کو طاقت، تشدد اور ظلم کی بنیاد پر عمل میں لانے کو سرکاری دہشت گردی سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ موجودہ حکمرانوں اور پولیس نے وسیع پیمانے پر چھاپوں اور گرفتاریوں کا جو سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، یہ پُرامن شہریوں کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ یہ استعماری حربے جموں کشمیر کے عوام کو طاقت کے زور پر زیر کرنے

کے لئے ہیں، اسی لیے یہاں کے عوام خاص طور جوانوں کو کچلا جارہا ہے۔ فورسز کی طرف سے اس طرح کا ظالمانہ برتاؤ کشمیری عوام کی بدترین تذلیل ہے جس کے خلاف احتجاج کرنا لازمی ہے۔ بھارتی فورسز نے چھاپوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مزید کئی کشمیریوں کو گرفتار کر لیا ہے جبکہ حریت پسند کشمیری قائدین سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، یٰسین ملک، شبیر احمد شاہ، آسیہ اندرابی، نعیم احمد خاں و دیگر نے بھارتی فوج کی فائرنگ سے شہید ہونے والے کشمیری شہداء کے لواقین سے اظہار یکجہتی کیا ہے اور فورسز کی اس مذموم حرکت کو کھلی دہشت گردی قرار دیا ہے۔ 2010ء میں مڑھل فرضی انکاؤنٹر میں جاں بحق کئے گئے تین کشمیری نوجوانوں کے قتل کے الزام میں ایک فوجی عدالت نے دو افسران سمیت سات فوجی اہلکاروں کو قصور وار قرار دیتے ہوئے انہیں عمر قید کی سزا سنا دی ہے۔ یہ واقعہ چار سال قبل 2010ء میں لائن آف کنٹرول کے قریب مڑھل نامی گاؤں میں پیش آیا تھا۔ بریگیڈیئر دیپک مہرا کی سربراہی میں عدالت نے ملزمان کا کورٹ مارشل اس سال جنوری میں شروع کیا اور ستمبر میں تفتیش مکمل ہو گئی تھی، فرضی مقابلے میں کشمیری نوجوانوں کی ہلاکت کی تصدیق کا انکشاف ایک ایسے وقت میں ہوا ہے جب تین نومبر کی شب فوج کے ہاتھوں مارے گئے دو نوجوانوں کی ہلاکت کا معاملہ ابھی زیرِ تفتیش ہے۔ کمانڈنگ افسر کرنل ڈی کے پٹھانیہ، کپتان اوپیندر سنگھ، صوبیدار ستبیر سنگھ، حوالدار بیر سنگھ، سپاہی چھادرا بن، سپاہی ناگیندرا سنگھ اور سپاہی نریندر سنگھ کے خلاف فوجی

عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ مڑھل میں فرضی جھڑپ 30 اپریل 2010ء کو بھارتی فوج نے دعویٰ کیا تھا کہ شمالی کشمیر کے مڑھل سیکٹر میں تین پاکستانی مجاہدین کو جھڑپ کے دوران شہید کیا گیا ہے۔ لیکن بعد میں مارے گئے نوجوانوں کی شناخت بارہمولہ کے محمد شفیع، شہزاد احمد اور ریاض احمد کی حیثیت سے ہوئی تھی جو مقامی مزدور تھے۔ اس پورے معاملہ میں دو کشمیریوں بشیر احمد اور عبدالحمید کو بھی ملزم بنایا گیا۔ ان پر الزام ہے کہ انھوں نے اچھی مزدوری کا لالچ دے کر مقتولین کو فوجی کیمپ میں پہنچایا جہاں سے انھیں کپواڑہ کے مڑھل سیکٹر لے جا کر فرضی جھڑپ میں ہلاک کیا گیا۔ جس علاقے میں یہ جھڑپ ہوئی تھی وہ برف سے ڈھکا ہوا ہے اور لائن آف کنٹرول کے نزدیک ہے۔ تینوں نوجوانوں کی لاشوں پر گرم کپڑے موجود نہیں تھے بلکہ ایک نے کالے رنگ کا قمیض پاجامہ، دوسرے نے چیک خان ڈریس اور تیسرے نے آسمانی رنگ کا خان ڈریس پہنا ہوا تھا۔ پولیس کو یہ بھی شبہ ہے کہ اس برف پوش علاقے میں محض قمیض پاجامہ پہنے اتنی سردی میں کوئی موجود نہیں رہ سکتا ہے اور یہ کہ مقتول کشمیری نوجوانوں کی داڑھی تراشی ہوئی تھی اور ایک پولیس آفیسر کے مطابق جیسے چہرے پر تازہ تازہ تھریڈنگ کی گئی تھی۔ حالانکہ اس علاقے میں کسی نائی کا موجود ہونا دور کی بات ہے۔ بعد میں کلاروس پولیس نے ان تینوں لاشوں کو یکم مئی کو مقامی اوقاف کمیٹی کے حوالے کیا جسکے بعد انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ جموں کشمیر پولیس نے 15 جولائی 2010ء کو ہی آٹھ فوجی اہلکاروں کے خلاف

قتل کا مقدمہ درج کیا تھا اور اس کیس کی سماعت سوپور کے چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں ہوئی۔ تاہم کشمیر میں نافذ آرمڈ فورسز سپیشل پاورز ایکٹ یا افسپا کی وجہ سے قصوروار فوجی یا نیم فوجی اہلکاروں کا مواخذہ عام عدالت میں نہیں ہوسکتا، اس لیے ان پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلا۔ مقامی نوجوانوں کی شہادتوں پر وادی بھر میں احتجاجی مظاہرے ہوئے تھے اور چھ ماہ تک ان مظاہروں کے دوران ہلاکتوں، گرفتاریوں اور پابندیوں کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ اس پوری تحریک میں مظاہروں کے دوران پولیس اور نیم فوجی اہلکاروں کی براہِ راست فائرنگ سے 125 نوجوان مارے گئے تھے۔ مڑھل فرضی انکاونٹر میں ملوث فوجی اہلکاروں کو مجرم قرار دیتے ہوئے انہیں عمر قید کی سزا دینے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس جعلی انکاونٹر میں جان بحق ہونے والے نوجوانوں کے اہل خانہ نے اسے انصاف کا گلا گھوٹنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ جعلی انکاونٹر میں جان بحق ہوئے ریاض احمد لون، محمد شفیع اور شہزاد احمد خان کے لواحقین نے جنرل کورٹ مارشل کی طرف سے اہلکاروں کو سزائے موت کے بجائے عمر قید کی سزا دینے پر مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ ریاض احمد کے بھائی فردوس احمد کہتے ہیں کہ وہ پچھلے چار برس سے انصاف کیلئے در در بھٹک رہے ہیں تاہم اب فیصلہ آنے سے ان کو نا امیدی ہوئی ہے۔ ریاض کی ماں نسیمہ بیگم بھی اپنے بیٹے کے قاتلوں کی موت چاہتی ہے ۔وہ کہتی ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ان کو مجرم تو قرار دیا جاتا ہے تاہم' سزائے موت نہیں دی جاتی' شہزاد احمد کی اہلیہ جبینہ بیگم کے

مطابق اگر چہ یہ حقیقت ہے کہ اس کے شوہر اب کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے تاہم اگر مجرمین کو سزائے موت ملتی تو کچھ تو راحت مہیا ہوتی۔ تینوں کنبے جان بحق نوجوانوں کو لالچ دیکر پھنسانے والے بشیر احمد لون کیلئے بھی سخت سزا کا مطالبہ کرتے ہیں۔ شفیع کی ماں کے زاہدہ مطابق بشیر ایک خطرناک آدمی ہے اور اس کی گرفتاری کے بعد سے ہی اس کے اہل خانہ ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس کو بھی موت کی سزا ملنی چاہئے کیونکہ وہی ان تین نوجوانوں کی موت کا اصل ذمہ دار ہے۔ حریت پسند کشمیری جماعتوں نے فوجی عدالت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر میں سات بھارتی فوجیوں کو عمر قید کی سزا کی سفارشات کو الیکشن ڈرامہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس فیصلہ پر بھارت نواز تنظیموں کا خوشی کا اظہار کرنا حیران کن اور شرمناک ہے۔ جموں کشمیر فریڈم پارٹی کے سربراہ شبیر احمد شاہ، دختران ملت کی سربراہ آسیہ اندرابی اور نعیم احمد خاں نے کہا کہ مژھل فرضی جھڑپ کیس میں ملوث بھارتی فوجیوں کے خلاف اگر 2010ء میں عوامی مطالبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جاتیں تو جموں کشمیر چھوڑ دو تحریک کے دوران 125 کشمیری شہید نہ ہوتے مگر افسوس کہ بھارتی فوج اور ریاستی انتظامیہ نے مجرم فوجیوں کی پشت پناہی کی اور دہلی سرکار کو خوش کرنے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔ فوجی عدالت کی سفارشات الیکن اسٹنٹ ہیں۔ جو بھارت نواز تنظیمیں ان سفارشات پر واہ واہ کر رہی ہیں انہیں چھٹی سنگھ پورہ، بیجبہاڑہ، آسیہ نیلوفر کیس، گاؤ کدل اور دیگر واقعات کیوں یاد نہیں ہیں

اور ان واقعات میں ملوث بھارتی فوجیوں کو سزا کیوں نہیں دی جاتی۔ کشمیری قائدین نے کشمیری عوام سے ایک بار پھر نام نہاد الیکشن کے بائیکاٹ کی اپیل کی ہے۔

ضرب عضب کی کامیابی پر ہمیں ناز ہے

شمالی وزیرستان میں ''ضرب عضب'' کے آپریشنل کمانڈر میجر جنرل ظفراللہ نے آپریشن کی کامیابیوں کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں سے برآمد ہونے والا بارود ایٹم بم جتنی تباہی پھیلا سکتا تھا جبکہ دہشت گردوں کی جنگی معیشت 2.4 ارب روپے اور وہ اپنے بارودی ذخیرے سے ساڑھے 16 سال جنگ لڑ سکتے تھے ، شمالی وزیرستان کا 90 فیصد علاقہ کلیئر کرالیا حقانی نیٹ ورک افغانستان جا چکا علاقہ سے حقانی نیٹ ورک اور ایسٹ ترکستان موومنٹ کا صفایا کر دیا گیا۔ پریس بریفنگ کے دوران انکا کہنا تھا کہ شمالی وزیرستان میں 5 ماہ کے آپریشن کے دوران 1098 دہشت گرد ہلاک، 356 زخمی اور 221 گرفتار کئے گئے جبکہ انکے قبضہ سے 10 ہزار سے زائد ہتھیار برآمد ہوئے ، جھڑپوں کے دوران دہشت گرد 72 ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر فرار ہوئے ، دوسری طرف پاک فوج کے 42 افسر اور جوان شہید جبکہ 155 زخمی ہوئے۔ شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی، میرانشاہ، بویا، دتہ خیل، غلام خان اور سپن وام کو کلیئر کیا جا چکا ہے ، آپریشن کے دوران 4 ہزار بارودی سرنگیں، 11 نجی جیلیں اور 191 زیر زمین راستے اور پناہ گاہیں بھی ملیں، میرانشاہ سے 78 ہزار کلو جبکہ میر علی سے 23 ہزار کلو بارودی مواد پکڑا گیا، برآمد ہونے والے اسلحہ میں 2 ہزار 470 ایس ایم جیز اور 293 مشین گنز بھی شامل ہیں جبکہ

پکڑا جانیوالا اسلحہ ایک انفنٹری بریگیڈ کیلئے کافی ہے۔میجر جنرل ظفراللہ نے مزید کہا کہ دہشت گردوں کیخلاف بلا امتیاز کارروائی کی جارہی ہے جس دوران بھرپور کامیابیاں ملیں تاہم امریکی محکمہ دفاع کی جانب سے بے بنیاد الزام تراشی حوصلہ شکنی کا باعث بن رہی ہے ،ہمارے نزدیک کوئی دہشت گرد اچھا یا برا نہیں جبکہ مارے جانیوالوں میں حقانی نیٹ ورک کے لوگ بھی شامل ہیں۔آٹھ جون 2014 کو کراچی میں جناح انٹرنیشنل پر 10 دہشت گردوں نے حملہ کیا۔کل 31 افراد بشمول 10 دہشت گرد ہلاک ہوئے۔ تحریک طالبان پاکستان نے حملے کی ذمہ داری قبول کی اور اسے اپنے سابقہ سربراہ حکیم اللہ محسود کے قتل کا بدلہ قرار دیا ہے جو ایک ڈرون حملے میں نومبر 2013 کو شمالی وزیرستان میں مارا گیا تھا۔ تحریک طالبان کی طرف سے مزید حملوں کی دھمکی بھی دی گئی ۔کراچی ایرپورٹ پر حملے سے قبل حکومت طالبان کے ساتھ مذاکرات کر رہی تھی۔اس حوالے سے متعدد کل جماعتی کانفرنسیں بھی منعقد ہوئیں جن میں سے آخری نو ستمبر 2013 کو ہوئی۔ان کانفرنسوں میں سیاسی جماعتوں کی جانب سے حکومت کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ملک میں قیامِ امن کے لیے شدت پسند تنظیموں کے ساتھ مذاکرات کرے۔آئندہ کئی ماہ تک مذاکرات ہوتے رہے۔ کمیٹیاں بنیں، کمیٹیوں پر سوال اٹھے، خفیہ مقامات پر کمیٹیاں ہیلی کاپٹروں کی مدد سے ملنے گئیں۔ یہاں تک کہ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے تو طالبان کا دفتر کھولنے تک کی تجویز پیش کر دی۔ امریکہ نے بھی ڈرون حملے روکنے کی حامی بھر لی۔مگر طالبان قیادت

کسی فیصلہ پر اپنے گروہوں کو متفق نہ کر سکی۔ آخرکار مذاکرات ناکام ہوگئے۔ جس کے بعد 2014 کا پہلا ڈرون حملہ ہوا اور طالبان کی طرف سے بھی کراچی ایئر پورٹ پر حملہ کیا گیا جس کے بعد پاک فوج نے شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن ''ضرب عضب'' کا آغاز کیا تو پاکستانی قوم نے دہشت گردی سے نجات کے لئے کھلے دل سے آپریشن کا خیر مقدم کیا۔ ضرب عضب کے آغاز سے قبل مقامی قبائلی محب وطن لوگوں کو علاقہ چھوڑنے کے لئے وقت دیا گیا۔ شمالی وزیرستان سے لوگ آئے اور بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان سمیت مختلف علاقوں میں ٹھہرے، آئی ڈی پیز کے لئے پاک فوج، حکومت، رفاہی و فلاحی اداروں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن، الخدمت فاؤنڈیشن نے کیمپ لگائے اور امدادی سامان مہیا کیا۔ وزیرستان آپریشن کے حوالہ سے کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ حکومت کو آپریشن نہیں کرنا چاہئے تھا اس میں کامیابی نہیں ملے گی، صرف مذاکرات کا راستہ اپنایا جاتا لیکن افواج پاکستان کے بہادر جوانوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر وطن عزیز کے دفاع کو نہ صرف مستحکم بنایا بلکہ دشمن طاقتوں کو یہ پیغام بھی دیا کہ پاکستان ہمیں اپنی جانوں سے بھی عزیز ہے اس ملک کے دفاع کے لئے جانیں قربان کر دیں گے لیکن پاکستان کی سلامتی پر کوئی آنچ ہیں آنے دیں گے۔ ضرب عضب کی حمایت میں سیاسی و مذہبی جماعتوں نے بھی مختلف شہروں میں ریلیاں نکالیں اور افواج پاکستان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔ قومی اسمبلی میں بھی کثرت رائے کی بنیاد پر شمالی وزیرستان ایجنسی میں جاری ضرب عضب

آپریشن کے حق میں قرارداد منظور کی گئی۔ قرار داد میں عزم کیا گیا کہ آخری فتح تک مسلح افواج کے شانہ بشانہ کھڑے رہیں گے۔ قرار داد کی مخالفت کرتے ہوئے دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے دستخط نہیں کئے تھے۔ قرار داد پاکستان مسلم لیگ ن پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان تحریک انصاف، ایم کیو ایم اور عوامی نیشنل پارٹی کے نمائندوں نے دستخط کئے۔ قرار داد میں کہا گیا تھا کہ عسکریت پسند ملک میں سیکورٹی فورسز قانون نافذ کرنے والے اداروں بالخصوص سرکاری و نجی عملات کو نشانہ بنا رہے ہیں جس کے نتیجے میں جانی و املاک کے نقصانات ہو رہے ہیں۔ قرار داد پر جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام ف کے نمائندوں نے حکومتی اصرار کے باوجود دستخط نہیں کئے۔ قرارداد کو کثرت رائے سے منظور کیا گیا تھا۔ امریکہ نے بھی اس آپریشن پر اعتراضات کئے لیکن پاک فوج نے واضح کیا کہ آپریشن بلا تفریق سب دہشت گردوں کے خلاف ہو رہا ہے۔ پاک فوج کے ترجمان میجر جنرل عاصم سلیم باجوہ کہتے ہیں کہ کسی تفریق کے بغیر تمام دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کیا جا رہا ہے۔ شمالی وزیرستان میں جاری آپریشن ضرب عضب میں حقانی نیٹ ورک کے خلاف موثر کارروائی نہ کرنے سے متعلق کی جانے والی تنقید کا جواب دیتے ہوئے میجر جنرل باجوہ نے کہا کہ دہشت گردوں کا تعلق چاہے کسی بھی ملک سے ہو ان کے خلاف ایک ہی طرح سے کارروائی کی جا رہی ہے یعنی ان کا خاتمہ کرنا ہے یا ان کو گرفتار کرنا ہے"۔ پاکستان تمام دہشت گردوں کا خاتمہ کر" دے گا، اپنی سرزمین دہشت گردی کیلئے استعمال نہیں

کرنے دیگا۔ ہم شروع ہی سے کہتے رہے ہیں کہ یہ آپریشن بغیر کسی امتیاز کے تمام دہشت گرد گروپس کے خلاف ہے چاہے ان کا تعلق کسی سے بھی ہو، قومیت جو بھی ہو، انہوں نے جو بھی نام رکھا ہوا ہو، ہم سب کے خلاف ایک ہی وقت میں جا رہے ہیں، ایک ہی طریقے سے ہم ان کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں۔پینٹاگون کی جانب سے دہشت گردوں کے خلاف نرم رویہ رکھنے کا الزام مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو 50 ہزار پاکستانیوں، فوج اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں اور شہریوں کی جانوں کے نذرانے پیش نہ کئے جاتے یہ الزام صریحاً غلط اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ بلوچستان میں شرپسند عناصر کی حوصلہ افزائی بیرون ملک سے کی جا رہی ہے اس کا کوئی مداوا نہیں کیا گیا پاکستان میں داعش سرگرم ہے نہ ہی اس کی موجودگی کے واضح ثبوت ہے۔ تحقیقات کی جا رہی ہے ان کی بھی سرکوبی کی جائے گی۔ شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ اب ان کا کوئی ایسا بیس نہیں جہاں سے وہ پوری دنیا میں کوئی آپریشن کر سکیں۔ پاکستان دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے سرگرم ہے۔ آپریشن ضرب عضب سے بھاگنے والے دہشتگردوں کو ختم کرنے کیلئے آپریشن خیبر ون شروع کیا گیا، ضرب عضب سے ملک بھر میں دہشتگردی کم ہو گئی اور خیبر ون سے پشاور میں سکون ہوا ہے۔ آپریشن خیبر ون میں چوالیس سے زائد دہشتگر مارے گئے اور سو سے زائد ہتھیار ڈال چکے ہیں، دہشتگردوں کا خاتمہ کرکے دم لیں گے۔

"دھرنوں سے جلسوں تک، نتیجہ "زیرو

چودہ اگست کو لانگ مارچ کی قیادت کرنے والے تحریک انصاف کے سربراہ نے دھرنے سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے شہر شہر جلسوں کی کال دی اور ساہیوال جہلم و دیگر شہروں میں جلسے ہو چکے ہیں۔ حتمی جلسہ اسلام آباد کو 30 نومبر کو ہو گا جس کا شور مچایا جا رہا ہے اور حکومتی اراکین ایک بار پھر عمران خان کے جلسے سے خوفزدہ ہونے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ انہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ تین ماہ تک دھرنا دینے والی جماعت میں سے ایک تو فرار ہو گئی اور دوسری دھرنوں کی ناکامی کے بعد جلسوں پر آ گئی۔ان دھرنوں سے مسلم لیگ (ن) کی حکومت مضبوط تر ہوئی۔وزیر اعظم میاں نواز شریف کو تو عمران خان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے حکومت کو مضبوط بنانے میں کردار ادا کیا کیونکہ جب خان نے استعفیٰ مانگا تھا تو پارلیمنٹ میں موجود تمام جماعتوں نے وزیراعظم کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا اور بھرپور حمایت کی۔اگر دھرنے نہ ہوتے یہ تو شاید یہی جماعتیں جو وزیر اعظم کے ساتھ بیٹھی تھیں وہ مختلف ایشو پر حکومت کے خلاف ہوتیں لیکن دھرنوں نے سب کو متحد کیا۔اب تیس نومبر کے جلسے کا سب کو انتظار ہے۔ تحریک انصاف بھرپور تیاریاں کر رہی ہے تو دوسری طرف انسداد دہشت گردی عدالت عمران خان اور طاہر القادری کو اشتہاری قرار دینے کے ساتھ ساتھ ان کی گرفتاری کے احکامات

بھی جاری کر چکی ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور دیگر سیاسی جماعتوں نے وزیراعظم نواز شریف کو مشورہ دیا ہے کہ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اور عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری کو گرفتار نہ کئے جانے کے احکامات جاری کئے جائیں۔ پہلے ہی سیاسی طور پر حالات خراب ہیں اور اگر ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی تو حالات اور بھی خراب ہو سکتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے بعض سینئر رہنماؤں نے وفاقی حکومت اور وزیراعظم نواز شریف کو مشورہ دیا ہے کہ عمران خان اور طاہر القادری کی گرفتاری سے احتراز کیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو سیاسی طور پر حالات خراب ہو سکتے ہیں جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار کہتے ہیں کہ حکومت نے پاکستان تحریک انصاف کی 30 نومبر کی احتجاج کی کال پر بھرپور سکیورٹی کا منصوبہ بنالیا ہے۔ 30 نومبر کو سپریم کورٹ' پارلیمنٹ' وزیراعظم ہاؤس' پی ٹی وی اور ایوان صدر سمیت دیگر حساس عمارتوں پر فوج تعینات رہے گی۔ حکومت کا پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان اور ڈاکٹر طاہر القادری کو گرفتار کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ وارنٹ رفتاری پولیس نے نہیں انسداد دہشت گردی کی عدالت نے جاری کئے۔ جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کے مقدمات قطعی طور پر واپس نہیں لئے جائیں گے پاکستان تحریک انصاف کیساتھ مذاکرات کسی کمزوری کے تحت نہیں کریں گے۔ تحریک انصاف کیساتھ مذاکرات کا حتمی فیصلہ اب وزیراعظم کریں گے۔ 14 اگست کو تحریک انصاف کی طاقت سب نے دیکھ لی اب دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر

طاہر القادری کے بغیر کتنے لوگ آتے ہیں۔30 نومبر کو عمران خان کی دھمکی دیکھتے ہیں کون رہتا ہے۔ تحریک انصاف خود آزاد عدلیہ کی بات کرتی ہے لیکن جوڈیشل کمیشن میں خفیہ ایجنسیوں کی نمائندگی غیر آئینی ہے۔امید ہے کہ جوڈیشل کمیشن میں پی ٹی آئی خفیہ ایجنسیوں کی شرط کو رکاوٹ نہیں بنائے گی۔احکومت اور ڈاکٹر طاہر القادری کے درمیان کوئی ڈیل نہیں ہوئی۔ڈاکٹر طاہر القادری کو کچھ معاشی مسائل درپیش تھے یا وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔انہوں نے اندازہ لگالیا تھا کہ دھرنے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ حکومت نے ریڈ زون میں سیکیورٹی مسائل حل کرنے کیلئے صدارتی آرڈیننس جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا مسودہ تیار کر لیا گیا ہے آرڈیننس کے تحت ریڈ زون کی سیکیورٹی کیلئے اتھارٹی قائم کی جائے گی اتھارٹی میں آئی جی ، ڈی آئی جی، چیف کمشنر اور ڈپٹی کمشنر شامل ہوں گے۔پولیس کو ریڈ زون میں داخلے ہونے والے کسی بھی شخص کی تلاشی لینے، اس کا داخلہ روکنے یا چیک کرنے کا اختیار ہو گا پولیس کے کام میں رکاوٹ ڈالنے پر ایک ماہ قید یا ایک سے دو ہزار روپے جرمانے کی سزا تجویز کی گئی ریڈ زون میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے پر چھ ماہ قید یا پانچ سے دس ہزار روپیہ جرمانہ تجویز کیا گیا ہے۔ریڈ زون میں غیر قانونی اجتماع پر تین سال قید یا پانچ سے دس ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوں گی۔ڈنڈا بردار شخص کے کسی کو زخمی کرنے یا نقصان پہنچانے پر تین سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ، اسلحہ لہرانے ، خواتین و بچوں کو انسانی ڈھال

بنانے پر پانچ سے دس سال قید اور پچاس ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔ ریڈ زون میں غیر قانونی چیک پوسٹیں بنانے اور سرکاری عمارتوں میں زبردستی داخل ہونے پر بھی پانچ سے دس سال قید اور پچاس ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوں گی۔ ہائی سیکیورٹی زون میں گندگی پھیلانے پر ایک سے دو ہزار روپے جرمانہ ہوگا اور یہی جرم دہرانے پر تین ماہ قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کیا جائیگا۔ پولیس کے کسی اقدام کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکے گا تاہم چیف کمشنر اسلام آباد کو آرڈیننس کے قواعد میں تبدیلی کا اختیار ہوگا۔ آرڈیننس کے سیکشن چھ اور آٹھ ناقابل ضمانت جرائم ہوں گے اس میں انسانی ڈھال بنانا اور غیر قانونی اجتماع کے جرائم شامل ہیں مسودہ وزارت قانون کو بھجوادیا گیا۔ جماعت اسلامی نے تحریک انصاف کی قیادت پر واضح کردیا ہے کہ 30 نومبر کو اگر پی ٹی آئی نے خیبر پی کے حکومت کے خاتمہ کے حوالے سے کوئی بھی قدم اٹھایا تو جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کے راستے جدا ہونگے اور جماعت اسلامی اپنے طور پر فیصلے کرے گی۔ پشاور میں امیر جماعت اسلامی سراج الحق اور سپیکر خیبر پی کے اسمبلی اسد قیصر کے درمیان ہونے والی ون آن ون ملاقات میں امیر جماعت اسلامی نے سپیکر اسد قیصر کے توسط سے تحریک انصاف کی قیادت کو پیغام ارسال کیا کہ پی ٹی آئی چیئرمین عمران خان کی جانب سے 30 نومبر کو احتجاج اور دھرنے کے حوالے سے جو اعلانات کئے جارہے ہیں ان کے حوالے سے جماعت اسلامی میں تشویش پائی جاتی ہے۔ ایسے اشارے مل

رہے ہیں کہ تحریک انصاف صوبائی حکومت کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے۔اگر تحریک انصاف کی قیادت خیبر پی کے اسمبلی کو تحلیل کرتی ہے تو جماعت اسلامی اور ان کی راہیں جدا ہوں گی۔وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید کہتے ہیں کہ عمران خان نے 30 نومبر کو اسلام آباد میں دہشت گردی کا تہیہ کر رکھا ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے کچھ دہشت گردوں کیساتھ رابطے کی بھی کوشش کی ہے،حکومت نے دھرنے کے معاملے میں صبر کا مظاہرہ کیا، جس کی وجہ سے لوگوں کو ان کا اصل چہرہ سامنے آگیا ہے، طاہر القادری نے اپنے کینیڈین پاسپورٹ کی تجدید کے لئے دھرنا ختم کردیا، ہم چاہتے ہیں کہ عوام ان کے عزائم کے لئے استعمال نہ ہوں۔حکومت تحریک انصاف سے بات چیت کے لئے تیار ہے، ہماری طرف سے کبھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا گیا۔ہم آج بھی مذاکرات کے لئے تیار ہیں اور مذاکرات آئین اور قانون کے اندر رہتے ہوئے ہوں گے۔حکومت کی طرف سے مذاکرات کی پیشکش عمران خان کو قبل کرنی چاہئے اور ملک میں جاری دھرنوں کا سلسلہ ختم کرنا چاہئے کیونکہ جب نوے دنوں میں نتیجہ نہیں نکلا تو اگلے سو دنوں میں بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا۔عمران خان کو چاہئے کہ وہ اپنی پارٹی کے اندر سے اختلافات ختم کروائیں اور تنظیم نو کریں کیونکہ تحریک انصاف سے ہاشمی پہلے جا چکے ہیں اور اراکین قومی اسمبلی جنہوں نے استعفے نہیں دیئے ان کی بنیادی رکنیت معطل کی جا چکی ہے،خان کو چاہئے کہ نواز شریف کے استعفیٰ کے بجائے تحریک انصاف کا مستقبل بچائیں اور وہ دھرنوں سے نہیں بلکہ تنظیم

نو سے بچے گا۔ پارٹی اگر مضبوط ہو گئی تو دھرنے والوں کی خواہش 2018 میں تو پوری ہو سکتی ہے اس سے قبل ممکن نہیں۔

مودی سرکار کی ہندو دہشت گردی کی سرپرستی

بھارتی ریاست ہریانہ میں ہندو انتہا پسند تنظیم بی جے پی کی حکومت آتے ہی مسلم کش فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ ہندو انتہا پسند تنظیموں آر ایس ایس، بجرنگ دل، رام سینا و دیگر کے اہلکاروں کی بڑی تعداد ہریانہ میں پلول ضلع کی تحصیل ہتھین میں واقع جامع مسجد میں گھس گئی اور عشاء کی نماز پڑھنے والے مسلمانوں پر بدترین تشدد شروع کر دیا۔ بعد ازاں ہندو انتہا پسندوں نے کہرام مچاتے ہوئے 32 دوکانوں اور 38 مکانوں کو آگ لگا ڈالی۔ اس سے قبل چھ اکتوبر کو بھی ریاستی انتخابات سے قبل ہندو انتہا پسندوں نے مذکورہ مسجد کو متنازعہ قرار دیتے ہوئے اس کی دیواریں اور مسجد میں موجود قرآن پاک و دیگر مذہبی کتابیں شہید کر دی تھیں جس سے پورے علاقہ میں فساد بھڑک اٹھا تھا۔ بعد ازاں عدالت سے مسلمانوں نے مسجد کے حوالہ سے اسٹے بھی لے لیا تھا مگر کچھ دنوں کی خاموشی کے بعد گذشتہ روز ایک بار پھر ہندو انتہا پسندوں نے مسلمانوں کے گھروں پر حملے شروع کر دیے اور گھروں و دوکانوں کو آگ لگاتے ہوئے لوٹ مار کا آغاز کر دیا۔ ریاست میں بی جے پی کی حکومت بننے کے بعد یہ پہلا مسلم کش فساد ہے جس میں تین درجن سے زائد دوکانوں اور مکانات کو نذر آتش کیا گیا ہے۔ ضلع مجسٹریٹ نے دعویٰ کیا ہے کہ اس وقت حالات کنٹرول میں ہیں اور مسلمانوں و ہندوؤں کے

تین سو کے قریب افراد کے خلاف مختلف دفعات کے تحت کیس درج کئے گئے ہیں۔ مقامی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ نمازیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر مسجد کی توسیع کی گئی تھی مگر ہندو انتہا پسندوں نے چند دن قبل اس کی دیواروں کو گرا دیا اور وہاں موجود مقدس کتب کو نذر آتش کر دیا تھا۔ بعد میں مشترکہ پنچایت میں اس مسئلہ کو حل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا مگر ہندو انتہا پسندوں نے گذشتہ روز مسلمانوں کے گھروں پر ہلہ بول دیا۔ چند دن قبل فساد کے بعد اس مسجد میں نماز کی ادائیگی پر پابندی لگا دی گئی تھی اور گذشتہ روز انتظامیہ کی اجازت کے بعد پہلے کی طرح مسلمان نماز پڑھنے مسجد آئے تھے کہ ہندو انتہا پسندوں نے دھاوا بول دیا۔ علاقہ میں ایک ہزار کے قریب آبادی ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے لیکن ہندوؤں کو انتہا پسند تنظیموں کی مکمل سپورٹ حاصل ہے۔ بھارتی خفیہ ایجنسیوں نے وزارت داخلہ کو ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بعض ریاستوں میں واقع مدارس میں بنگلہ دیشی اساتذہ ہیں جن کا تعلق مبینہ طور پر کالعدم قرار دی گئی تنظیم جماعت المجاہدین بنگلہ دیش سے ہے اور یہی استاد نوجوانوں کو جہادی نظریات سے وابستہ کر رہے ہیں۔اس رپورٹ کے بعد بنگلہ دیشی اساتذہ کا پتہ چلانے کیلئے بھارت سرکار نے باقاعدہ سروے کروانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ بھارتی میڈیا نے دعویٰ کیا ہے کہ تحقیقات کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ مغربی بنگال کے ضلع بردوان میں مدرسہ میں تعلیم دینے والے تقریباً تمام اساتذہ

بنگلہ دیشی شہری ہیں جہاں پر 2 اکتوبر کو ایک دھماکہ میں 2 افراد ہلاک ہوئے تھے۔ وزارت داخلہ کو بھجوائی گئی خفیہ رپورٹ میں ان مدرسوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جہاں پر بنگلہ دیش یا پاکستانی نژاد اساتذہ ہیں۔ اس طرح کے مدارس نوجوان ذہنوں میں سرگرمی کے ساتھ تحریکی جذبات پیدا کر رہے ہیں۔ وزارت داخلہ کے عہدیدار نے کہا کہ ہمیں اس بات کی تشویش ہے کہ ایسے کئی بیرونی اساتذہ ہیں جو ہندوستان کے کئی مدارس سے وابستہ ہو کر ہندوستانی شہریوں کو ورغلا رہے ہیں۔ رپورٹ میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ یہ لوگ جعلی شناختی دستاویزات بناتے ہوئے یہاں پر قائم ہیں۔ اس لئے سروے کے ذریعہ ان کا پتہ چلایا جائے گا۔ بردوان کے مدرسوں میں بنگلہ دیش کے اساتذہ نے شناختی کارڈز جیسی جعلی دستاویزات اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔ یہ سروے ابتداء میں مغربی بنگال، آسام، اترپردیش اور بہار جیسی بین الاقوامی سرحدوں سے متصل ریاستوں میں کروایا جائے گا اس کے بعد دیگر ریاستوں میں بھی سروے کیا جائے گا۔ رپورٹ کے مطابق بھارت میں مدرسوں کی جملہ تعداد کے بارے میں سرکاری طور پر کوئی اعداد و شمار نہیں ہیں تاہم غیر سرکاری طور پر اس طرح کے چھوٹے اور بڑے مدارس کی تعداد 35 ہزار بتائی جارہی ہے جہاں پر تقریباً 15 لاکھ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ بھارتی شہر حیدرآباد کے علاقہ جگتیال میں ہندو انتہا پسندوں نے مسلمانوں کی عیدگاہ پر بی جے پی کا پرچم لہرا دیا جس پر مسلمانوں میں سخت اشتعال پھیل گیا ہے۔ مسلمانوں کو گذشتہ روز جب جگتیال میں عیدگاہ رحمت پورہ کے مینار

پر بی جے پی پرچم لہرانے کا علم ہوا تو مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع ہو گئی اور انہوں نے شدید احتجاج کرتے ہوئے ہندو انتہا پسندوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔اس موقع پر انچارج ڈی ایس پی ترسیا اور سرکل انسپکٹر ترلیش کمار پولیس کی بھاری نفری کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے اور اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ شر پسندوں کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ مجلس اتحاد المسلمین کے صدر بیرسٹر اسد الدین اویسی کی ہدایات پر رکن اسمبلی سید احمد پاشا قادری نے ایس پی کریم نگر سے رابطہ قائم کرکے عید گاہ پر پرچم لہرائے جانے کی شدید مذمت کی اور ہندو انتہا پسندوں کی گرفتاری پر زور دیا۔ مقامی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ مقدس مقامات کی بے حرمتی کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔اس سے قبل مسجد چوک سرکل پر ایک خط ڈاک صدر مسجد کمیٹی روانہ کیا گیا تھا جس میں مسلمانوں کو ہندوستان چھوڑ کر پاکستان چلے جانے کی دھمکی، برقعہ کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے نام کی گستاخی کی گئی تھی جس پر مقدمہ بھی درج کیا گیا مگر کسی قسم کی کوئی کاروائی نہیں کی گئی جس سے شر پسندوں کے حوصلے بلند ہو رہے ہیں۔ بھارت میں مظفر نگر فسادات سے متاثرہ افراد کی کثیر تعداد نے گذشتہ روز شاہ پور پولیس اسٹیشن کا گھیراؤ کیا اور زبردست احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے ریاستی چیف منسٹر اکھیلیش یادو کو ایک یادداشت پیش کی جس میں مسلم کش فسادات کے سلسلہ میں ہونے والی اموات اور فسادات میں ملوث افراد کی گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔اس دوران انہوں نے یکم دسمبر سے بھوک ہڑتال کی

دھمکی بھی دی۔ مظفر نگر فسادات میں ملوث قرار دیے گئے ملزمین تاحال فرار ہیں۔ فساد متاثرین دو دن سے مظاہرے کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر حکومت نے ان کے مطالبات کو پورا نہ کیا تو وہ بھوک ہڑتال شروع کر دیں گے۔ فسادات کی روک تھام کے لئے بنائی گئی ایک ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام بھارتیہ کسان مزدور منچ کے ارکان نے احتجاجی ریلی بھی نکالی اور ملزمان کی گرفتاری میں حکومت کی ناکامی کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مقررین کا کہنا تھا کہ فسادات ہوئے ایک سال ہوگیا ہے، مگر اب تک ملزمین کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔

امریکی ایوانوں میں بھارتی جارحیت کی گونج

پاکستان کے فوجی گھرانے کے چشم و چراغ، میجر شبیر شریف شہید کے چھوٹے بھائی اور نشان حیدر میجر عزیز بھٹی شہید کے بھانجے ،دشمنان پاکستان کے دلوں میں خوف برپا کرنے والے آرمی چیف جنرل راحیل شریف امریکہ کے دورے پر ہیں۔انہیں مریکی فوج کی جانب سے لیجن آف دی میرٹ کا اعزاز دیا گیا، آرمی چیف کو اعلیٰ امریکی اعزاز بہادری ، خطے میں امن واستحکام کے اعتراف میں دیا گیا، پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ آئی ایس پی آر کے مطابق پینٹاگون آمد پر آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے اعزاز میں پریڈ کا انعقاد کیا گیا آرمی چیف کو امریکی مسلح افواج کی جانب سے سلامی دی گئی آرمی چیف نے گارڈ آف آنر کا معائنہ بھی کیا۔ بعدازاں جنرل راحیل شریف کو امریکہ کی جانب سے اعلیٰ امریکی اعزاز ’’ لیجن آف میرٹ‘‘ سے نوازا گیا۔ جنرل راحیل شریف نے جنرل آسٹن سے ملاقات میں علاقائی سلامتی اور استحکام کے ساتھ کنٹرول لائن پر بھارت کی جارحیت اور مسئلہ کشمیر کو اٹھایا۔آرمی چیف نے علاقائی سلامتی اور پاکستان اور افغانستان میں فوجی تعلقات بڑھانے کے حوالے سے بتایا۔ مذاکرات فلوریڈا میں ہوئے۔ امریکی جنرل نے آپریشن ضرب عضب کے سلسلے میں پاک فوج کی کامیابیوں کو سراہا۔ آرمی چیف امریکی چیف آف آرمی سٹاف جنرل مارٹن ڈیمپسی، بحریہ کے جونیئر کمانڈنٹ جوزف ایف ڈنفورڈ سے بھی

ملے۔ ملاقات میں پاکستان، بھارت ورکنگ باؤنڈری پر کشیدگی، افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کے بعد خطے کی سکیورٹی، پاکستان، افغانستان سرحدی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے امریکی نائب وزیر دفاع سے ملاقات میں کہا کہ دہشت گردوں کے خلاف بلا تفریق آپریشن جاری ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان نے سب سے زیادہ قربانیاں دیں۔ حقانی نیٹ ورک کیخلاف کارروائی نہ کرنے کے الزامات درست نہیں۔ رابرٹ ورک نے آپریشن ضربِ عضب میں پاک فوج کی کامیابیوں کو سراہا اور کہا کہ دہشت گردوں کے خلاف آپریشن قابل تعریف ہے۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے کہا کہ لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری پر بھارتی فوج کی کارروائیوں کی وجہ سے پاکستان کیلئے افغان سرحدی علاقے میں شدت پسندوں کیخلاف کارروائی میں مشکلات درپیش ہیں۔ بھارت کی طرف سے جس طرح کی سخت کارروائی ہو رہی ہے اور جس طرح کے بیانات آ رہے ہیں وہ ہماری مہم پر اثرانداز ہو رہے ہیں۔ پاکستان نے اپنی مغربی سرحد پر ایک لاکھ 40 ہزار فوجی تعینات کر رکھے ہیں، انہیں یہ امید تھی کہ مشرق میں بھارت سے متصل سرحد پر امن رہے گا مگر ایسا نہیں ہوا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان ورکنگ باونڈری اور لائن آف کنٹرول پر کشیدگی کئی ہفتوں سے جاری ہے۔ اس دوران دونوں ملکوں کی افواج کے درمیان فائرنگ کے مختلف واقعات میں دونوں جانب اب تک کم از کم 19 افراد ہلاک اور 50 کے قریب زخمی ہو چکے ہیں۔ پاکستان اس معاملے پر بھارت سے سفارتی سطح پر احتجاج بھی

کر چکا ہے۔ بھارت کی جانب سے ورکنگ باؤنڈری پر گزشتہ 5 سالوں کے دوران بارجنگ بندی کی خلاف ورزی کی گئی۔ سال 2010 میں بھارت کی جانب سے 157 بار، سال 2011 میں 13 بار، سال 2012 میں 27 بار، سال 2013 میں 54 بار اور رواں سال اب تک 30 بار سیز فائر معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی، سال 33 سے 2014 تک بھارت کی جانب سے 31 ہزار 872 مارٹر گولے برسائے 2010 گئے جس کے جواب میں پاکستان نے 6 ہزار 756 مارٹر گولے فائر کئے۔ بھارت نے سیز فائر کی خلاف ورزی کے دوران 3 لاکھ 54 ہزار 78 چھوٹا اسلحہ اور بارود استعمال کیا جبکہ پاکستان نے جوابی کارروائی میں 1 لاکھ 38 ہزار 414 چھوٹا اسلحہ استعمال کیا۔انہوں نے کہا کہ بھارت کی بلااشتعال فائرنگ کے باعث مقامی افراد کی نقل مکانی کا سلسلہ بڑھ گیا جبکہ بھارتی جارحیت کے باعث 70 فیصد پنجاب رینجرز سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری پر تعینات ہے۔ جب سے نریندر مودی کی حکومت آئی ہے تب سے بھارت کی جانب سے جارحیت بڑھ گئی، ہرپال سیکٹر میں 6 روز کے دوران بھارتی افواج نے 31 ہزار 872 گولے برسائے، اتنے گولے تو 1971 کی جنگ میں بھی نہیں برسائے گئے۔ پاکستان بھارتی جنگی جنون اور جارحیت کے خلاف جراتمندانہ موقف اختیار کرتے ہوئے بھارت کی طرف سے پاکستان کی سرحدی خلاف ورزیوں کا معاملہ اقوام متحدہ سمیت عالمی سطح پر بھرپور طور پر اٹھائے۔ بھارت بھی ہوش کے ناخن لے۔ جب سے ہندوستان میں مودی سرکار نے اقتدار سنبھالا ہے پاکستان کے خلاف بھارتی جنگی جنون بڑھتا جا رہا ہے۔ بھارت کی طرف

سے سیالکوٹ کے سرحدی دیہات پر بلا اشتعال فائرنگ اور گولہ باری پاکستان کے خلاف ایک سوچی سمجھی بین الاقوامی سازش ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف فوری طور پر بھارت کے خلاف ایک جراتمندانہ موقف اختیار کریں۔ اس اہم قومی مسئلہ پر پوری پاکستانی قوم کی حمائت نواز شریف کو حاصل ہے۔ سیالکوٹ کے سرحدی دیہات میں سویلین آبادی پر بھارتی سیکیورٹی فورسز کی بلا اشتعال گولہ باری اقوام متحدہ کا معاملہ ہے۔ یہ ہندوستان کی ریاستی دہشت گردی ہے۔ حکومت بھارتی فائرنگ اور گولہ باری سے متاثرہ افراد کی مالی امداد کی رقوم میں اضافہ کرے اور دیئے گئے چیکوں پر ادائیگی کو بھی یقینی بنائے۔ پاکستان مسئلہ کشمیر کو بھی اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق فوری حل کروانے کے لئے بھی عالمی برادری کا اثر و رسوخ استعمال کرے۔ بھارت کی جارحیت کسی بھی صورت میں پاکستان کو قبول نہیں۔ مسئلہ کشمیر اس خطہ میں کشیدگی کی جڑ ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تھرڈ کمیٹی نے 81 ممالک کی حمایت سے پاکستان کی طرف سے پیش کی گئی قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی ہے جس میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ لوگوں کے حق خودارادیت کو عالمی سطح پر تسلیم کرنا ہی انسانی حقوق تسلیم کئے جانے اور ان کی موثر ضمانت کے حوالے سے بنیادی شرط ہے۔ سفارتی مبصرین کا کہنا ہے کہ پاکستان کی طرف سے 1981ء سے جنرل اسمبلی میں پیش کی جانے والی اس قسم کی قراردادوں کی توجہ کشمیر اور فلسطین کے لوگوں کے حق خودارادیت جیسے ناقابل تنسیخ حق کی طرف دلانا ہے۔ توقع ہے کہ قرارداد

منظوری کیلئے آئندہ ماہ جنرل اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی۔ قرارداد میں اس صورت حال کے ذمہ دار ممالک پر زور دیا گیا ہے کہ وہ دیگر ملکوں یا علاقوں میں فوجی مداخلت یا قبضہ ہر قسم کا ظلم و جبر امتیازی سلوک استحصال اور بد سلوکی کا سلسلہ بند کر دیں۔ قرارداد میں اس قسم کے اقدامات کے نتیجے میں بے گھر ہونے والے لاکھوں پناہ گزینوں کی حالت زار پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی بحفاظت اور رضاکارانہ واپسی کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ مسودہ قرارداد پیش کرتے ہوئے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب مسعود خان نے حق خودارادیت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ حق خودارادیت کو بین الاقوامی قانون کے علاوہ اقوام متحدہ کے منشور اور دو بین الاقوامی کنونشنز میں اسے سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس حق کے استعمال کے ذریعے کئی اقوام استعماری حکومتوں اور غیر ملکی تسلط سے نجات حاصل کر چکی ہیں۔

ممبئی حملوں کا ذمہ دار ''بھارت

ممبئی حملوں کو چھ سال پورے ہو گئے، بھارت نے شروع ہی سے پاکستان پر الزامات لگائے اور پروپیگنڈہ کیا۔ان چھ سالوں میں بھارت ان حملوں کا پاکستان پر لگائے جانے والے الزامات کا کوئی واضح ثبوت نہیں دے سکا۔واحد زندہ بچ جانے والے ملزم کو بھارتی عدالت نے عجلت میں فیصلہ سناتے ہوئے سزائے موت دی اور بھارتی حکومت نے اسے تختہ دار پر لٹکا دیا۔پاکستان کی طرف سے جانے والے عدالتی کمیشن کو اجمل قصاب سے جرح کرنے والوں سے بھی ملنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔اجمل قصاب کے کیس کے آغاز میں بمبئی کی بار ایسوسی ایشن نے وکلاء کو کیس لڑنے سے روکا جبکہ انتہا پسندوں نے پتھراو اور مظاہروں سے روکنے کی کوشش کی۔وکیلِ صفائی عباس کاظمی کو تمام گواہوں پر جرح کے جرم میں فارغ کر دیا گیااور اجمل قصاب کے کیس کے یکے بعد دیگرے 3 وکیل تبدیل کئے گئے۔ممبئی حملہ کیس میں 6 مئی 2009 کو فردِ جرم عائد کی جاتی ہے اور 362 دنوں میں سزا کا فیصلہ سنا دیا گیا۔اجمل قصاب کے مقدمے کے 14280 صفحات کی چارج شیٹ تھی، 2202 گواہان تھے جس میں سے 657 گواہان عدالت میں پیش ہوئے اور صرف 110 دفتری ایام میں کیس مکمل کر لیا گیا۔اجمل قصاب کا بھارت میں پھانسی کی سزا پانے والوں میں 309 (تین سو نواں) نمبر تھا۔دسمبر 2012 تک بھارت میں 477 لوگ ایسے تھے جن کو پھانسی کی سزا

سنائی جا چکی تھی لیکن عمل درآمد باقی تھا۔سب کو چھوڑ کر بھارت نے اجمل قصاب کو پھانسی دی گئی۔ان حملوں کے بعد حکومت پاکستان نے انڈیا کے پروپیگنڈے اور عالمی دباؤ کے بعد امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید کو نظر بند کیا جبکہ جماعۃ الدعوۃ مظفرآباد کے امیر ذکی الرحمان لکھوی کو اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔پروفیسر حافظ محمد سعید اور جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنماؤں کی نظر بندی پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں، ہائیکورٹ، سپریم کورت نے ختم کی مگر ذکی الرحمان لکھوی و انکے ساتھ آج پانچ سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی جیل میں ہیں۔انڈیا ان کے خلاف کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں دے سکا۔صرف اور صرف الزامات بھارت کا وطیرہ ہیں۔بھارتی وزارت داخلہ کے سابق افسر ستیش ورما نے انکشاف کیا تھا کہ دلی میں پارلیمنٹ پر حملے اور ممبئی حملوں کے پیچھے خود بھارتی حکومت کا ہاتھ تھا تاکہ دہشت گردی کے خلاف سخت قوانین بنائے جا سکیں۔پولیس مقابلوں کے حوالے سے ہونے والی تحقیقات میں بھارتی وزارت داخلہ کے افسر نے اپنے بیان میں واضح کیا کہ ملک بھر میں نیکسل باغیوں اور دوسری علیحدگی پسند تنظیموں نے حکومت کی ناک میں دم کر رکھا ہے اور بھارت کی تمام حکومتیں ان پر قابو پانے کیلئے ماورائے آئین اقدامات کرتی رہی ہیں۔پارلیمنٹ پر حملے کے بعد حکومت نے انسداد دہشت گردی قوانین بنائے جس سے مقبوضہ کشمیر میں فوج کو آپریشن کا قانونی جواز ملا۔ممبئی حملوں کے بعد یو اے پی اے کے نام سے نیا

قانون لایا گیا اور بھارت کے مختلف علاقوں میں جاری آزادی کی تحریکوں کے خلاف بدترین آپریشن کیے گئے۔ ان حقائق کے آنے کے بعد پاکستان کو بھارت کو واضح کہہ دینا چاہئے تھا کہ یہ حملے تم نے خود کروائے ہم پاکستان میں گرفتار بے گناہوں کو رہا کر رہے ہیں مگر پاکستان کی اس معاملہ پر خاموشی افسوسناک رہی۔ بھارتی وزارت داخلہ کے سابق افسر ستیش ورما کے انکشاف سے اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ بھارت میں ممبئی حملوں اور پارلیمنٹ پر ہونیوالی دہشت گردی میں خود بھارت ملوث ہے۔ پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنے کے منصوبے پر بھارت کام کر رہا ہے اور ممبئی حملوں پر ہٹ دھرمی اور تعصب کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ امریکی انٹیلی جنس اداروں کی رپورٹس کے باوجود بھارت نے حفاظتی انتظامات کیوں نہ کئے۔ اجمل قصاب کو اپنی صفائی کا موقع تک نہ دیا گیا۔ بھارت میں دس سال میں صرف اجمل قصاب اور افضل گورو کو پھانسی ہوئی۔ پاکستان میں قید ملزمان کو دفاع کا حق نہیں دیا جا رہا۔ اجمل قصاب کے اقبالی بیان پر پاکستانی ملزمان کو سزا نہیں دی جا سکتی، بھارت کے بھجوائے گئے مراسلے بوگس ہیں وہ ثبوت کا درجہ نہیں رکھتے۔ بھارت نے پاکستانی عدالتی کمشن کو اجمل قصاب تک رسائی نہیں دی۔ پاکستانی عدالتی کمشن کو گواہان پر جرح کی اجازت بھی نہیں ملی، اجمل قصاب کو دفاع کیلئے وکیل مقرر نہیں کرنے دیا گیا۔ اجمل قصاب کو عجلت میں پھانسی دیکر واحد زندہ ثبوت ختم کر دیا گیا، امریکی ایجنٹ ڈیوڈ ہیڈلے حملوں میں ملوث ہونے کا اقرار کر چکا ہے۔ امریکی

عدالت ممبئی حملوں کی تحقیقات کو ناقص قرار دے چکی ہے۔ دو بھارتی ملزمان عدم شہادت پر عدالت سے بری ہو چکے ہیں، بھارت سیاسی بنیادوں پر ممبئی حملہ کیس کا فیصلہ چاہتا ہے۔ حملہ آوروں کے پاکستان میں ہینڈلرز سے رابطہ ثابت نہیں ہو سکا۔ پاکستان میں ممبئی حملوں کے کیس کے فیصلے میں تاخیر کی وجہ بھارت ہے۔ بھارت ممبئی حملوں سے متعلق اہم حقائق دنیا سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ یہ وقوعہ بھارت میں ہوا اسلئے ضروری تھا کہ بھارت پاکستان میں کیس کی تحقیقات کیلئے برابری کی بنیاد پر مکمل تعاون کرے اور بھارت تحقیقات کے معاملے میں تحقیقی معاملات، مقامات اور افراد تک پاکستان کو رسائی دے مگر بھارت نے ایسا نہ کیا بلکہ تحقیقات چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی بار بار مطالبہ پر بھی فہیم ارشد انصاری اور اجمل قصاب تک پاکستان کو رسائی دی گئی۔ نہ ہی گواہوں سے جرح کرنے کی اجازت ملی جس کی وجہ سے کمشن کی رپورٹ پاکستانی عدالت نے ناقابل قبول قرار دیدی۔ اجمل قصاب کو سزا میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے انہیں نہ تو آزاد وکیل کرنے کی اجازت دی گئی اور نہ ہی سرکاری وکیل سے تنہائی میں ملنے کی اجازت دی گئی۔ اجمل قصاب سے پولیس نے جبری بیان لیا جس سے وہ عدالت میں منحرف ہو گیا۔ پاکستان میں جن سات لوگوں پر الزام ہے ان میں ذکی الرحمٰن لکھوی، حماد دین صادق، شاہد جمیل، ریاض، محمد یونس، عبدالواجد اور یونس انجم شامل ہیں۔ ممبئی حملوں کے دوران انسداد دہشت گردی یونٹ کے چیف اور کچھ دیگر اعلیٰ پولیس افسران کے ہلاک

ہونے پر اب تک بھارت میں سوالیہ نشان اٹھائے جا رہے ہیں۔ 2007ء میں ممبئی دھماکوں کے بعد بھارتی افواج اور حکام نے پاکستان کے خلاف سرجیکل سٹرائیکس بروئے کار لانے کی دھمکیاں دیں۔ بھارتی حکام یہ دعویٰ کرتے رہے کہ وہ بھی پاکستان کے خلاف پیشگی حملے کی ڈاکٹرائن پر عمل درآمد کرنے کا استحقاق محفوظ رکھتے ہیں۔

بھارت خود پاکستان پر الزامات لگا کر اور اسے عالمی دنیا میں دہشت گرد ثابت کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ بھارت میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے اسے پاکستان کو دنیا کے سامنے لانا چاہئے۔ بھارت میں نسل پرستانہ اور فرقہ وارانہ فسادات کے ان گنت ہولناک واقعات کو بھارتی حکومت اور میڈیا پروپیگنڈا کے قالین کے نیچے چھپانے میں بڑی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔ بھارتی حکمرانوں اور سیاستدانوں کا کمال یہی ہے کہ وہ سیکولرازم کے پردے میں ہندتوا (رام راج) کے فلسفے کو پروان چڑھا رہے ہیں، بھارت میں انتہا پسند ہندو دہشت گردانہ واقعات کا تھیڑ سجا کر الزام پاکستان پر عائد کر دیتے ہیں۔ 1947ء سے آج تک کسی بھی بھارتی حکومت کو راشٹریہ سیوک سنگھ پریوار سے تعلق رکھنے والی کسی جماعت کے خلاف کسی بھی سطح پر کارروائی کی جرات نہیں ہوئی جو مسلمانوں پر مظالم کی ذمہ دار ہیں۔ پاکستان کو اب بھارت کے دباؤ و پروپیگنڈے میں آنے کی بجائے ممبئی حملہ میں گرفتار بے گناہ ملزمان کو رہا کرنا چاہئے اور ملک کے دفاع کے لئے جراتمندانہ فیصلے کرنے چاہئے۔

شہدائے سلالہ، جنہیں ہم بھول گئے

ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے بعد امریکہ نے افغانستان کی سرزمین پر بارود کی بوچھاڑ شروع کر دی نام نہاد دہشت گردی کیخلاف جنگ میں پاکستان کو بھی اپنا اتحادی بنا لیا پاکستان نے امریکہ کو فضائی اڈے بھی فراہم کیے اور امریکہ کو سپلائی بھی پاکستان سے جاری تھی امریکہ جو درحقیقت افغانستان میں ٹھکانہ اور پاکستان کو نشانہ بنا کر وطن عزیز کی ایٹمی قوت کو ختم کرنا چاہتا تھا گیارہ سال کی اس جنگ میں پاکستان میں دہشت گردی کا اضافہ ہوا بلیک واٹر کے اہلکاروں کی ملک میں کھلی چھٹی دی گئی ریمنڈ ڈیوس جیسا دہشت گرد جس نے بے گناہ پاکستانیوں کا خون کیا کو امریکہ کے غلام حکمرانوں نے رہا کروایا جبکہ بے گناہ عافیہ سمیت امریکہ میں قید پاکستانیوں کی رہائی کیلئے کوئی اقدامات نہیں کیے امریکہ نے پاکستان کے ساتھ دوستی کی آڑ میں دشمنی کی ایک طرف امداد تو دوسری طرف وطن عزیز میں تخریب کاری، بے گناہ پاکستانیوں کا خون بہتا رہا اور ملک کا دفاع کرنے والے فوجی جوان بھی اس نام نہاد دہشت گردی کی جنگ میں قربانیاں دیتے رہے ڈرون حملوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع تھا امریکہ نے ایبٹ آباد آپریشن کر لیا ماضی میں بھی پاکستانی چیک پوسٹوں پر پاک فوج کے جوانوں کو شہید کیا گیا حکمران جنہیں وطن سے زیادہ اقتدار عزیز تھا کرسی کو مضبوط کرنے کیلئے

کچھ نہ کیا قربانیاں ہی قربانیاں وطن عزیز خون سے لہو لہان مگر حکمران عیاشی کرتے رہے ڈرون حملوں ، ریمنڈ کی رہائی ، ایبٹ آباد آپریشن پر ملک کی غیور عوام احتجاج کرتی رہی کہ امریکہ کے ساتھ دوستی ختم کرکے نام نہاد دہشت گردی کی جنگ سے باہر نکلا جائے امریکہ کی وجہ سے پاکستان مشکلات میں گھرا ہوا ہے مگر حکمران ملک پاکستان کی بجائے امریکہ کی وکالت کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ فاٹا میں مہمند ایجنسی کے علاقے سلالہ میں 25 اور 26 نومبر 2011 کی درمیانی رات دو بجے کے قریب افغانستان سے نیٹو فورسز نے دو پاکستانی فوجی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا تھا جس کے نتیجے میں پاک فوج کے 24 جوان شہید اور 13 زخمی ہوئے تھے، پاکستان کی جانب سے نیٹو حملے کی شدید مذمت سامنے آئی تھی۔ حملے سے پاک امریکہ تعلقات میں بھی کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور حکومت پاکستان نے افغانستان جانے والی اتحادی افواج کی سپلائی روک دی تھی جو سات ماہ سے زائد عرصہ بند رہنے کے بعد امریکی وزیر خارجہ کی پاکستانی ہم منصب سے معذرت کے بعد بحال کی گئی تھی۔اب سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کو تین سال گزر چکے ہیں۔ پیپلز پارٹی کی حکومت بھی گھر جا چکی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے۔اس میں بھی ڈرون حملے جاری و ساری ہیں امریکہ جب چاہتا ہے حملہ کر دیتا ہے ہمارے حکمران صرف مذمتیں کر رہے ہیں۔ماضی میں ایبٹ آباد آپریشن ، ڈرون حملوں کے حوالے سے جب پارلیمنٹ میں آواز بلند کی گئی تو حکومت نے اجلاس بلا کر کمیٹیاں قائم کر دیں مگر کسی کمیٹی نے کوئی کام نہیں

کیا اس اجلاس کا مقصد زیرو رہ جاتا تھا اگر حکومت ڈرون حملوں پر سٹینڈ لیتی ، ریمنڈ ڈیوس کو نہ چھوڑتی تو آج وطن عزیز کی سلامتی پر آنچ نہ آتی ہمارے حکمرانوں نے امریکی ہر بات پر چپ سادھے رکھی جسکے نتیجے میں 24 جوانوں کی شہادت کے بعد نیٹو سپلائی بند تو کی مگر پھر بحال ہو گئی۔ ڈرون حملوں میں ہزاروں بے گناہ پاکستانی شہید ہو چکے کئی عورتیں بیوہ ہوئیں کئی بچے یتیم ہوئے مگر امریکہ کی وفاداری میں آزاد ملک کے غلام اتنے آگے جا چکے تھے کہ ان کی ہی صفائیاں پیش کی جائیں اور عوام کو صرف بیانات کے ذریعے تسلی دی جاتی کہ ہم امریکہ سے کہیں گے وہ ڈرون حملے نہیں کرے گا بات چیت چل رہی ہے حالانکہ ڈرون حملے معاہدے کے تحت ہو رہے تھے عوام کے سامنے حکمرانوں نے جھوٹ ہی بولا اور وفا داری امریکہ کی کی جو حقیقت میں اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے افغانستان آیا تھا۔ گزشتہ برس ڈرون حملے میں حکیم اللہ محسود کے نشانہ بننے کے بعد اس ملک میں جو کیفیت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ حکومت اگر چاہے تو ڈرون گرا سکتی ہے۔ سلالہ پر امریکی حملے کے بعد دفاع پاکستان کونسل نے ملک گیر تحریک چلائی تھی۔ جس میں چالیس سے زائد جماعتیں شامل ہیں۔ دفاع پاکستان کونسل کے قائد مولانا سمیع الحق نے تحریک انصاف کے چیرمین عمران خان، مسلم لیگ (ن) سمیت سب کو امریکہ کے خلاف احتجاج میں شمولیت کی دعوت دی تھی مگر شاید مفادات آڑے آنے کی وجہ سے وہ ساتھ نہ آئے۔ پاکستانی قوم آج بھی اس ملک کے ان عظیم ، بہادر، فوجی جوانوں کو

سلام پیش کرتی ہے جنہوں نے دن رات اس ملک کی حفاظت کے لئے وردی پہنی، جنہوں نے اس عظیم ملک پر عظیم قربانی دی، پاکستان میں مختلف این جی اوز، ادارے مختلف ایام مناتے ہیں، خواتین پر تشدد کا دن تو ہر سال منایا جاتا ہے، ملالہ پر حملے سے تو ساری دنیا نے اسے مظلوم بنا دیا، ماؤں کا عالمی دن منایا جا سکتا ہے، اساتذہ کا بھی منایا جا سکتا ہے، مزدور ڈے پر بھی لوگ نکلتے ہیں، غرضیکہ کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جسدن کوئی عالمی دن نہ منایا جائے۔ لیکن اس وطن کے لئے قربانیاں دینے والوں کے لئے، اس ملک پر اپنی جان نچھاور کرنے والوں کے لئے، پاکستان کی حفاظت کے لئے ہر وقت دشمن سے مقابلہ کے لئے تیار رہنے والوں کو ہم کیوں بھول جاتے ہیں؟ ہمیں وہ عظیم لوگ کیوں یاد نہیں رہتے جنہوں نے اس ملک کی حفاظت کے لئے اپنا خون دیا۔ جو خود تو کٹ گئے مگر اس ملک پر آنچ نہیں دی، جو امریکی گولوں کا نشانہ بنے۔ تین سالوں میں سے کوئی ایک ایسی این جی او نظر نہیں آتی جس نے اس ملک کے لئے سلالہ چیک پوسٹ پر قربان ہونے والے کے گھروں میں جا کر انکے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا ہو؟ انکے دکھوں کا مداوا کیا ہو؟ کوئی نہیں ملے گا، انڈین فلموں میں کام کرنے والے اداکاروں کے نام تو ہمارے ہر نوجوان کو یاد ہوں گے مگر وطن عزیز کے لئے قربانیاں دینے والوں کے نام نہیں، پاکستان کی غیور عوام ان شہدائے سلالہ کو سلام پیش کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ یہ شہید ہمارے دلوں میں بستے رہیں گے انکی قربانیوں کو بھلانے والے اس قوم کے اس ملک کے وفادار

نہیں۔اس قوم کے نوجوانوں کو وہ شہید پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جان قربان کر دی اب ملک کی حفاظت تم نے کرنی ہے، یہ نہ ہو امریکہ و نیٹو نے سلالہ پر حملہ کر کے ہمیں شہید کر دیا اور تم بیٹھے رہو بلکہ اس ملک کے ہر دشمن سے جو پاکستان میں دہشت گردی و تخریب کاری کر رہا ہے اسے نمٹنا ہو گا۔ہر وہ شخص، ہر وہ قوم، ہر وہ ملک جو پاکستان کو بری نگاہ سے دیکھتا ہے اس آنکھ کو نکالنا ہو گا۔جب تک اس ملک کی حکومت سیاسی جماعتیں، مذہبی جماعتیں یکجا و متحد نہیں ہوں گی تب تک ڈرون نہیں رک سکتے، اور ملک میں سے دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ سوچنے کا نہیں بلکہ فیصلے کرنے کا وقت ہے۔دو دو گز کی مسجدیں بنا کر، اور مفادت کی سیاست کرنے کا وقت گزر چکا، شہدائے سلالہ ہمیں پکار رہے ہیں، ہمیں انکی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، انکے خون کی لاج رکھتے ہوئے، انکی قربانیوں کو بھلانے کی بجائے ملک کے دشمنوں سے تعلقات ختم کرنے ہوں گے، وطن عزیز کے استحکام کے لئے مضبوط پالیسیاں بنانی ہوں گی۔

شہدائے سلالہ کو تین برس ہونے پر خصوصی اشاعت کے لئے تحریر

بھارت میں مسلمان غیر محفوظ

بھارت کے مرکزی وزیر مملکت برائے دفاع جنرل (ر) وی کے سنگھ نے کہا ہے کہ پاکستان ہمارا دوست نہیں صرف پڑوسی ہے۔ ہندوستان اپنے تمام ہمسایہ ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات چاہتا ہے لیکن اس کے لیے وہ اپنی سلامتی کو داؤ پر نہیں لگائے گا۔ بھارت ایک طرف پاکستان کے خلاف جارحانہ رویہ رکھتا ہے اور ہر بات کا الزام پاکستان پر لگاتا ہے تو دوسری طرف بھارت میں مسلمانوں پر مودی سرکار کی حکومت میں مظالم میں مزید تیزی آئی ہے۔ بھارتی شہر ممبئی کے ایرولی علاقہ میں ہندو انتہا پسند تنظیموں نے زیر تعمیر مسجد کا کام زبردستی رکوا دیا اور شدید ہنگامہ آرائی کرتے ہوئے دھمکی دی ہے کہ مسجد کی جتنی تعمیر کی جاچکی ہے اسے چھ دنوں کے اندر شہید نہ کیا گیا تو ہندو انتہا پسند سڑکوں پر نکل کر احتجاج کریں گے۔ ہندو انتہا پسندوں کی اس دھمکی سے مقامی مسلمانوں میں زبردست خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ ہندو انتہا پسند تنظیمیں وشوا ہندو پریشد، بجرنگ دل، ہندو جاگرن سمیتی، سناتن سنستھا اور شیو سینا نئی ممبئی کے ایرولی علاقہ میں مسلمانوں کی جانب سے زیر تعمیر مسجد کے خلاف متحد ہو گئی ہیں۔ گذشتہ روز مذکورہ انتہا پسند تنظیموں کے اہلکاروں کی کثیر تعداد نے دیوی علاقہ سے ایرولی اسٹیشن تک بڑا جلوس نکالا اور ضلعی انتظامیہ پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ اسے چھ دنوں

کے اندر اندر شہید کیا جائے وگرنہ یکم دسمبر سے سڑکوں پر اس تحریک کو پھیلا دیا جائے گا۔ ہندو انتہا پسندوں کی گاؤن دیوی مندر میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں مسجد شہید کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ ہندو جاگرن سمیتی کے مقامی لیڈر سنیل کدم نے سخت اشتعال انگیزی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوؤں کو مسلمانوں کی اس مسجد سے خطرہ ہے جب تک اسے شہید نہیں کیا جاتا تب تک ہندو یہاں چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہندو انتہا پسندوں کی دھمکیوں کے بعد پورے علاقہ میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے اور مقامی مسلمان سخت خوف و ہراس کی کیفیت میں ہیں۔ مقامی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ آئندہ چھ ماہ بعد نئی ممبئی میونسپل کارپوریشن کے الیکشن ہونیوالے ہیں جس کی وجہ سے یہاں جان بوجھ کر فسادات کی آگ بھڑکانے کی سازشیں کی جارہی ہیں۔ بھارت میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے مرکزی وزیر برائے فروغ انسانی وسائل سمرتی ایرانی کو ایک مکتوب ارسال کرکے اس خطرہ سے آگاہ کیا ہے کہ پیر کے روز ایک ہندو جاٹ بادشاہ کا یوم پیدائش منانے کے بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے منصوبہ سے یونیورسٹی کیمپس میں مسلم ہندو فسادات کی آگ بھڑک اٹھے گی لیکن سمرتی ایرانی نے ایسا کوئی مکتوب موصول ہونے سے انکار کیا ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق سخت الفاظ کے ساتھ لکھے گئے اپنے مکتوب میں مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر لیفٹننٹ جنرل ضمیر الدین شاہ نے وزیر سمرتی ایرانی سے کہا ہے کہ بی جے پی راجا مہندر پرتاپ سنگھ کے یوم پیدائش پر بی جے پی کے مقامی یونٹ کو کیمپس میں ریلی کرنے سے روکیں۔

یوم پیدائش تقریبات سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کیمپس میں طلبا مشتعل ہو جائیں گے۔ مسلم یونیورسٹی کے طلبا ہندو انتہا پسند تنظیم کی اس ہٹ دھرمی پر سخت غصہ میں ہیں۔ وائس چانسلر نے زور دیتے ہوئے کہ مسلم یونیورسٹی کسی سیاست میں نہیں الجھنا چاہتی کہا کہ اگر یہ سیاسی جھگڑا ہونے دیا گیا تو یونیورسٹی میں حالات بہت خراب ہو جائیں گے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق علی گڑھ سے بی جے پی کے ممبر پارلیمنٹ ستیش گوتم نے یونیورسٹی پر الزام لگایا کہ وہ ایک اعلیٰ شخصیت کی توہین کر رہی ہے۔ مسٹر گوتم نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہم راجہ مہندر پرتاپ سنگھ کی سالگرہ منائیں گے۔ اگر وائس چانسلر اسے مسلم یونیورسٹی میں منانا چاہیں گے تو وہ اس کا خیر مقدم کریں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو بی جے پی نے بھی تہیہ کر رکھا ہے کہ ان کی سالگرہ مسلم یونیورسٹی کے اندر ہی منائی جائے گی۔ بھارتی شہر گجرات میں سومناتھ مندر سے معروف علاقہ میں معمولی تنازعہ پر فساد بھڑک اٹھا ہے جس پر انتہا پسندوں نے کئی موٹر سائیکلوں اور دوکانوں کو آگ لگا کر نذر آتش کر دیا۔ فسادات میں دو پولیس اہلکاروں سمیت سات افراد زخمی ہوئے ہیں۔ بھارتی پولیس کو حالات پر قابو پانے کیلئے لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا استعمال جبکہ جوناگڑھ، پوربندر اور راج کوٹ سے مزید فورس منگوا کر تعینات کرنا پڑی۔ جس علاقہ میں فساد بھڑکا ہے وہ سردار پٹیل کی جانب سے بنائے گئے سومناتھ مندر کی وجہ سے مشہور ہے۔ گیر سومناتھ ضلع میں ساحل سمندر کے پاس واقع سومناتھ کے مشہور علاقہ میں

مسلمان بھی آباد ہیں۔ دو رکشہ ڈرائیوروں کے سواری بٹھانے پر تنازعہ ہوا جو بعد ازاں بڑے فساد کی شکل اختیار کر گیا۔ فسادیوں نے کئی گاڑیوں، آٹو رکشہ اور موٹر سائیکلوں کو آگ لگا دی۔ لڑائی جھگڑے کے دوران دونوں اطراف سے زبردست پتھراؤ کیا گیا اور دوکانیں لوٹ لی گئیں۔ گیرم سومناتھ ڈسٹرکٹ کے ڈی ایس پی واگھیلا کا کہنا ہے کہ فسادیوں کو قابو میں کرنے کیلئے پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے داغے۔ اس دوران پتھراؤ سے دو پولیس اہلکار بھی زخمی ہو گئے۔ ڈی ایس پی واگھیلا نے کہا کہ اس فساد میں پانچ چھ گاڑیاں جن میں موٹر سائیکلیں بھی شامل ہیں' جلا دی گئیں جبکہ ضلع کے کلکٹر چندو پٹیل نے کہا ہے کہ فسادات میں کئی دوکانیں بھی لوٹ لی گئیں اور آگ لگا دی گئیں۔ فساد پر قابو پانے کیلئے قریبی اضلاع پوربندر، جوناگڑھ سے بھی مزید نفری منگوالی گئی اور راج کوٹ سے بھی دستے بلا کر تعینات کیے گئے۔ بھارت میں ہندوستانی کوسٹ گارڈز کا کہنا ہے کہ ممبئی حملوں بعد اپنی سکیورٹی کی کوتاہیوں کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے کوسٹل گارڈز نے ساحل پر اپنی طاقت بڑھانے کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور اس مقصد کیلئے بھارت 2020ء تک اپنے بحری بیڑہ میں 150 بحری جہاز اور 100 دہرے انجن والے طیارے شامل کرے گا۔ ہندوستانی کوسٹ گارڈ کے ڈائریکٹر جنرل انوراگ جی تھپلیال نے سمندری پٹرولنگ کرنے والی کشتی کا آغاز کرنے کے بعد کہا کہ ممبئی حملوں نے ہندوستان میں آگہی پیدا کر دی ہے۔ ہم نے پہلے کبھی اس طرح کی پیش بندی نہیں کی تھی

کہ عسکریت پسند سمندری راستوں سے حملہ کر سکتے ہیں۔ اس حملہ نے ہمیں جگا دیا ہے اور ہم نے ساحلی سکیورٹی کی کوتاہیوں کو دور کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ تمام علاقوں سے متعلق تیار کردہ رپورٹ کی بنیاد پر تفصیلی جائزہ لیا گیا اور ان علاقوں میں کام کیا جارہا ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق ممبئی حملوں کے وقت 65 بحری جہاز تھے آج ہمارے پاس سے زیادہ جہاز ہیں۔ اس میں اضافہ کیلئے مزید 90 جہازوں کو مختلف شپ یارڈز 100 میں تیار کیا جارہا ہے۔ انوراگ نے کہا کہ ہمارا مقصد 2020ء تک جہازوں کی تعداد کو اور طیاروں کی تعداد 100 تک کرنا ہے۔ 150

فلاح انسانیت کا ہاتھ تھامئے

وطن عزیز پاکستان ان دنوں کئی طرح کے مسائل سے دو چار ہے ،ایک طرف دہشت گردی کی لہر ہے تو دوسری طرف مہنگائی، بے روزگاری نے غریبوں کا جینا محال کر رکھا ہے، عوام سے غربت کے خاتمے اور انکی فلاح کے لئے وعدے کرنے والے کرسی تک پہنچنے کے بعد انہیں ہمیشہ کے لئے بھول جاتے ہیں اسی لئے عوامی مسائل میں کمی نہیں آتی بلکہ دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔غریب خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں، ہسپتالوں میں دوائیں نہ ملنے کے باعث اور مہنگے علاج ہونے کی وجہ سے دس ہزار تنخواہ لینے والا مزدور علاج نہیں کروا پاتا ،اقوام متحدہ کے ایک ترقیاتی ادارے نے انسانی وسائل کی ترقی پر مبنی رپورٹ میں انکشاف کیا کہ پاکستان کی 49 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے جبکہ تعلیم و صحت کیلئے افریقی غریب ملک کانگو سے بھی کم وسائل مختص کیے جاتے ہیں، عام آدمی کی زندگی بہتر بنانے والے 186 ممالک کی فہرست میں پاکستان 146 ویں نمبر پر ہے۔ رپورٹ کے مطابق ،کانگو صحت پر جی ڈی پی کا 1.2 فیصد اور تعلیم پر 6.2 فیصد جبکہ پاکستان صحت پر جی ڈی پی کا 0.8 فیصد اور تعلیم پر 1.8 فیصد خرچ کرتا ہے۔بنگلہ دیش، بھارت اور سری لنکا ان شعبوں پر پاکستان سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔قدرتی آفات کی صورت میں بھی حکومت کے بلند و بانگ دعوے تو نظر آتے

ہیں لیکن عملی اقدامات صرف فوٹو سیشن تک محدود ہوتے ہیں۔ایسی صورتحال میں کچھ لوگ اور ادارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف اور صرف اس ملک میں بسنے والی عوام کی فلاح کے لئے کام کرتے ہیں اس میں انکا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتااور نہ ہی انہیں ووٹ یا کرسی کا لالچ ہوتا ہے بلکہ صرف رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے۔پاکستان کے پانچوں صوبوں سمیت آزاد کشمیر میں ''فلاح انسانیت فاؤنڈیشن '' جو کہ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کا ذیلی ادارہ ہے رفاہی و فلاحی منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے ترجمان سلمان شاہد کی جانب سے موصول ہونے والی سالانہ رپورٹ 2014 کے مطابق فلاح انسانیت فاؤنڈیشن پاکستان بہبود انسانی اور رفاہ عامہ کے منصوبہ جات کا آغاز کر چکی ہے تاکہ عوام کے مسائل کم کیے جا سکیں۔ معاشی آسودگی، طبّی سہولیات و تعلیمی امور کے ساتھ ساتھ دیگر اصلاحی و تعمیری سرگرمیوں کے ذریعے معاشرے کو ایسی مثبت سوچ فراہم کی جائے جسے اختیار کرکے ہر فرد ملت اسلامیہ کی تعمیر و ترقی میں ایک مضبوط کردار ادا کر سکے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن پاکستان نے ابتدائی طور پر رفاہ و فلاح کے منصوبہ جات کا آغاز کیا ہے۔وطن عزیز کی زیادہ تر آبادی بنیادی سہولیات صحت سے قاصر ہے دیہاتوں اور پسماندہ علاقہ جات میں تو مستند ڈاکٹرز اور ادویات کا تصور ہی محال ہے سرکاری ہسپتال اور ادارے آبادی کے تناسب سے ناکافی ہیں غیر سرکاری علاج معالجہ اس قدر مہنگا ہے کہ ملک کی اکثر آبادی اس کے اخراجات ہی برداشت نہیں کر سکتی۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے

ہسپتالوں، میڈیکل سنٹرز، کلینکس اور ڈسپنسریوں کے ذریعے مریضوں کو ان کے دروازے پر تشخیص علاج اور دوا میسر آتی ہے۔ فاؤنڈیشن کے ملک بھر میں 168 ہسپتال و میڈیکل سنٹر ہیں جن سے سالانہ 13,10,850 افراد مستفید ہوتے ہیں۔ جن آبادیوں اور بستیوں میں مستقل ادارے قائم نہیں کیے گئے ان دور افتادہ اور پسماندہ جگہوں پر موبائل میڈیکل کیمپ لگائے جاتے ہیں کیمپ کی تشہیر پورے علاقے میں کی جاتی ہے۔ گزشتہ ایک سال میں 4,554 میڈیکل کیمپ لگائے گئے جن میں 26,22,942 افراد مستفید ہوئے۔ ہیپاٹائٹس انتہائی موذی مرض ہے جس کی تشخیص اور علاج بہت مہنگا ہے۔ پاکستان میں 10 فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں کسی بھی ادارے یا حکومت کی طرف سے اس کے تدارک اور علاج کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن ہر شہر میں اس کی آگاہی اور شعور کے لیے سیمینارز منعقد کر رہی ہے۔ ہیپاٹائٹس بی کی ویکسی نیشن اور ہیپاٹائٹس سی کی تشخیص اور علاج مستند ڈاکٹرز سے کروایا جاتا ہے۔ ملک بھر کے 83 شہروں میں کیمپ لگا کر 9,69,357 افراد کی ویکسی نیشن کی گئی۔ ضرورت مند مریضوں کے لیے بروقت فراہمی خون ایک اہم مسئلہ ہے کچھ مفاد پرست عناصر نے اس ضرورت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خون فروشی کا دھندہ شروع کر دیا ہے اور خون کی مکمل اسکیننگ کے بغیر اسے فروخت کر رہے ہیں اسی وجہ سے ہیپاٹائٹس جیسے موذی امراض عام ہو رہے ہیں خون کے یہ تمام ٹیسٹ غریب آدمی کی پہنچ سے باہر ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے بلڈ بنک میں تازہ اور مکمل

اسکین کیا گیا خون بروقت موجود ہوتا ہے جو ضرورت مند اور مستحق افراد کو مہیا کیا جاتا ہے۔870 بلڈ ڈونر سوسائیٹیز کام کر رہی ہیں۔آنکھیں قدرت کا حسین تحفہ ہیں ان کی حفاظت انسانی ذمہ داری ہے وسائل کی کمی کی وجہ سے جس طرح دیگر بیماریوں کا علام معالجہ مشکل ہے اسی طرح پاکستان کی نصف آبادی آشوب چشم میں مبتلا ہے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے ایک چیلنج سمجھ کر اس کو قبول کیا اور مریضوں کو اپنے پاس بلانے کی بجائے خود ان کے دروازے پر جا کر خدمات سرانجام دیں اس پروگرام میں مریضوں کی آنکھوں کا معائنہ جدید کمپیوٹرائزڈ مشینوں کی مدد سے کیا جاتا ہے اور جن مریضوں کو آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے انہیں آپریشن کے ذریعے لینز بھی ڈالے جاتے ہیں۔ فری آپریشن کئے گئے جبکہ سال 2013 میں آئی کیمپ سے مستفید افراد کی 8,133 تعداد 59,340 ہے۔ کسی بھی مریض یا زخمی یا حادثہ کے متاثرہ افراد کے لیے سب سے اول اور اہم بروقت طبّی امداد کی فراہمی ہے۔ اس کے لیے ایمبولینس سروس کی افادیت اور اہمیت کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں اس مسئلہ کے پیش نظر ملک بھر میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے زیر انتظام ایمبولینس سروس کا آغاز کیا گیا ہے۔ مریضوں، زخمیوں اور میتوں کی منتقلی کے علاوہ آفات میں ہنگامی مدد اور میڈیکل کیمپنگ کا سہرا بھی ایمبولینس سروس کے سر ہے۔ ملک بھر میں 170 ایمبولینس گاڑیاں کام کر رہی ہیں جن سے سالانہ 24,050 افراد مستفید ہوتے ہیں۔ پنجاب کی جیلوں میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی طرف سے قیدیوں کی

فلاح و بہبود اور تربیت کا پروگرام جاری ہے یہاں آئی، ڈینٹل، سرجیکل، سکن، شوگر، میڈیکل اور ہیپاٹائٹس کے علاوہ دیگر بیماریوں کے کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں، الیکٹرک واٹر کولر اور پمپ، پنکھے، لباس اور دیگر ضروریات زندگی بھی فراہم کی جارہی ہیں۔ جرمانوں کی ادائیگی میں بھی تعاون کیا جارہا ہے، قیدیوں کو مترجم قرآن مجید، تفاسیر، احادیث، دینی کتب اور دیگر لٹریچر بھی پہنچایا جاتا ہے۔ افطار الصائم پروگرام کے تحت ہر سال رمضان المبارک میں 10 ہزار سے زائد افراد کے سحر و افطار کا بندوبست کیا جاتا ہے جس میں مہاجرین، ورثاء شہداء، قحط زدہ افراد، سیلاب زدگان، دینی مدارس کے طلباء، غرباء، قیدی اور یتامیٰ شامل ہیں۔ دنیا بھر میں پینے کا صاف پانی سنگین مسئلہ بن چکا ہے مگر پاکستان میں 85 فیصد افراد کو یہ سہولت سرے سے حاصل ہی نہیں ہے۔ تھرپارکر، بلوچستان میں آج بھی عوام جوہڑ کا پانی پینے پر مجبور ہے۔ اور پانی کی اس بار برداری پر عورت کو ہی مقرر کیا گیا ہے حقوق انسانی کی تنظیمیں اور رفاہی ادارے ان غریب اور قحط زدہ لوگوں سے چشم پوشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن فراہمی آب کے منصوبہ جات کو مسلسل جاری رکھے ہوئے ہے۔ سندھ، بلوچستان، سرحد اور کشمیر کے مختلف علاقوں میں واٹر پروجیکٹ کے تحت 2341 کنویں، ہینڈ و الیکٹرک پمپ لگائے گئے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی پروگرام کے تحت ہزاروں متاثرین میں گوشت تقسیم کیا گیا، متاثرین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے 62 لاکھ روپے کی نقد

امداد بھی متاثرین میں تقسیم کی گئی۔ بلا شبہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے رضاکار ملک و قوم کی خدمت کرکے اللہ رب العزت کے ہاں سرخرو ہو رہے ہیں۔ خدمت کے اس عظیم کام کو جاری رکھنے کے لئے پاکستانی قوم نے ہمیشہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کا ساتھ دیا اور تعاون کرتی رہی ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اہل پاکستان کو نیکی کے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہو گا، تاکہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے جو منصوبہ جات جاری ہیں انکو پورا کیا جاسکے۔